UNIVERSAL
LIBRARY
OU_228526
UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—67—11-1-68—5,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۵۷.۵۰۲ Accession No. ۱۰۲۹۴۹

Author فرشتہ ابوالقاسم

Title ترجمہ تاریخ فرشتہ اردو جلد ۲

This book should be returned on or before the date last marked below.

معاصرین و مکان و فضل و خلائق زمان

الحمد للہ کہ صحیفۂ یادگار زمانہ و نسخۂ نادر یگانہ جامع حالات سلاطین دکن و بعض مشائخ ہند بخط خوش

الموسوم بہ

تذکرۂ بے نظیر

جلد اول

بکمال تصحیح و صرف زر کثیر بنظر اتحاف مشتاقان فن سیر و افادۂ عام اُردو زبان سلیس میں جلیہ ترجمہ سے زیور مزین کر

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور لکھنؤ طبع آراستہ ہوا

اعلان - حق ترجمہ اس کتاب کا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے۔

P. G
U2969
Checked

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصرعۂ برجستہ بسم اللہ ہی ۔ ہی ثانی خدا آگاہ ہی ۔ اسمین ہی نام خدا نام خدا ۔ جو محیط کل ہی اور سب سے جدا ۔
جسنے بسم اللہ سے کی ابتدا ۔ ہی یقینی اُسکو حاصل انتہا ۔ اما بعد رائے عالم دانشمندان روشن ضمیر پر مخفی نرہے
کہ تمہید اس مجموعہ کی اوپر ایک مقدمہ اور بارہ مقالہ اور خاتمہ کے ہی مقدمہ ظہور اسلام کی کیفیت مین مقالہ اول
سلاطین لاہور کے ذکر مین ۔ مقالہ دوسرا دہلی کے بادشاہون کے بیانمین ۔ مقالہ تیسرا شاہان دکن کے مذکورمین
مقالہ چوتھا شاہان گجرات کے اذکارمین ۔ مقالہ پانچوان سلاطین مالوہ کے تذکرہ مین ۔ مقالہ چھٹا شاہان
خاندیس کے بیانمین ۔ مقالہ ساتوان ذکر شاہان بنگالہ مین ۔ مقالہ آٹھوان ملتان کے شاہون کے
تذکرہ مین ۔ مقالہ نوان سندھ کے شاہون کے ذکر مین ۔ مقالہ دسوان کشمیر کے شاہون کی صفت مین ۔
مقالہ گیارھوان ملیبار کے فرمانروایون کی توصیف مین ۔ مقالہ بارھوان مشائخین ہندوستان کے
حالات مین مقدمہ معتقدات اہل ہند مین اور ذکر اونکا اور بیان کیفیت ظہور اسلام کا اُس بلاد
مین واضح ہو کہ کتاب مہابھارت سے زیادہ کوئی کتاب مبسوط اور معتبر درمیان اس طائفہ کے
نہین ہے اور اُسے شیخ ابوالفضل فیضی بن شیخ مبارک نے عہد سلطنت جلال الدین محمد اکبر شاہ مین ہندی عبارت
سے فارسی مین ترجمہ کیا اور اُسمین ایک لاکھ بیت سے متجاوز ہی مصنف اس کتاب کا بطور کوتاہ کرنے سخن اور اختصار
کلام کے خلاصہ اُسکا اس مقام مین تحریر کرتا ہی تو طالبان آثار اُسکے مطالعہ سے حظ وافی اُٹھاکر آغاز
سے انجام تک مستفید ہون مخفی نرہے کہ ممالک ہند مین کیا خانوادہ حکمت اور کیا زمرۂ ریاضت اور کیا
اصحاب فقاہت نے کیفیت پیدایش عالم مین اختلاف کیا ہی اُنمین سے تیرہ طریق جو کتاب
مہابھارت مین مذکور ہین اور دلیل لانے والون کے روبرو اُنمین سے کوئی طریق اس قبیل کا نہین کہ

لہ مبسوط وزن کردہ ۱۲ اغلاط صاحبان دانشمندی ۱۲

جس سے خاطر تحقیق طلب کو ایک اطمینان بخشے اور آرزو اُسکی قدرے برآوے نظم سررشتہ کار آفرینش ؎
دیدن نتوان بچشم بینش ؎ این رشتہ قضا نہ آنچنان یافت ؎ کورا سر رشتہ تو ان یافت ؎ سررشتہ قدرت
خدائی ؎ ہرکس نکند گرہ کشائی ؎ مدار گردش روزگار بو قلمون کا ہنود کے اعتقاد ناقص مین چار دور پر ہی
اول ست جگ - دوسرا ترتا جگ - تیسرا دواپر جگ - چوتھا کلجگ - جسوقت کہ دور کلجگ تام ہوتا ہی پھر سرنو
دور ست جگ آتا ہی اور کلجگ پر منتہی ہوتا ہی وعلی ہذا القیاس ہمیشہ احوال اس جہان کا اوپر اسی طریق کے
رہا اور رہے گا اور ابتدا اور انتہا سے کوئی نشان پیدا نہین ہی اور ایک کتب معتبرہ سے مطالعہ ہوا کہ ایک
شخص نے صاحب سلونی مادون العرش وفوق الفرش یعنی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یا امیر المومنین
آدم سے تین ہزار سال پیشتر کون تھا فرمایا کہ آدم جب یہ معنی تین مرتبہ تکرار پائے وہ سائل سر بگریبان اور ساکت
ہوا اُسوقت حضرت شاہ ولایت پناہ نے ارشاد کیا کہ اگر تو مجھسے تیس مرتبہ پوچھتا کہ آدم سے پیشتر کون تھا یہی کہتا
مین کہ آدم اُس سے بھی کہنگی عالم کی استنباط اور استخراج ہوسکتی ہی اور ہنود کے اقوال بھی محض ترہات یعنی ہذیان اور
لہو آمیز شمار نہین ہوسکتے اور بعضے برا ہمہ سلف کے قول سے مستفاد ہوتا ہی کہ عالم منتہی ہوتا ہی اور حشر ونشر کا روز
حق ہی اور مدققین یعنی کام باریک کرنے والے اور محققین یعنی تحقیق کرنے والے اُنکے ان باتون کی تاویل کرتے ہین
بہرحال مدت ست جگ کی سترہ لاکھ اور اٹھائیس ہزار سال مشہور ہی اور اس دور مین وضاع جہانیان کی صلاح
وسداد یعنی نیکی وراستی اور درستی کردار اور گفتار کی ہی اور وضیع وشریف اور فقیر وغنی براہ ہاے راستی
ودرستی اور مرضیات الٰہی سے تجاوز اور تفاوت نہین کرتے ہین اور اس عہد مین انسان کی عمر طبیعی لاکھ برس کی
مشہور ہی سبحان اللہ وبحمدہ یہ کیا بات ہی اور کیا عمر رباعی زین شش در کہن بجز نام کہ یافت ؎ ماہیت این جنبش
وآرام کہ یافت ؎ اندیشہ درین طلسم سربستہ خطاست ؎ آغاز جہان کہ دید انجام کہ یافت ؎ اور امتداد
یعنی درازی ایام ترتا جگ کی بارہ لاکھ اور چھیانوے ہزار سال متعارف ہی اور اس زمانہ مین تین حصہ
اوضاع مردم کی رضاے الٰہی کے موافق ہی اور عمر طبیعی انسان کی دس ہزار سال معروف ہی اور تیسرا دور
کہ عبارت دواپر جگ سے ہی آٹھ لاکھ اور چوسٹھ ہزار سال متداول یعنی از یکدیگر نوبت بنوبت گرفتہ شدہ
ودست بدست گردانیدہ شدہ ہی اور ان اوقات مین طرز وروش عالم کے رہنے والون کی درست
گفتاری اور راست کرداری ہوا اور عمر طبیعی انسان کی ہزار سال مشہور ہی اور عمر بابا آدم اور نوح اور
مثل ان بزرگوارون کی ہزار اور قریب ہزار سال کے نشان دیتے ہین اہل ہند قبول کرتے ہین اور کہتے
ہین جو یہ لوگ اواخر دور دواپر جگ مین پیدا ہوئے تھے اس وجہ سے اسی قدر انکی عمر واقع ہوئی اور مدت
دور چہارم یعنی کلجگ کی چار لاکھ اور بتیس ہزار سال مستعمل ہی اور اس دور مین تین حصہ اطوار ساکنان عالم
کی ناراستی اور نادرستی پر ہین اور عمر طبیعی اس عہد مین سو برس اور رضا بقضا ایام ہر دور کا وہ ہی کہ مقدار
کلجگ کی جسوقت ایزاد ہووے دواپر جگ کی مدت ہی اور جسوقت مقدار دواپر جگ اضافہ ہو
مدت ترتا جگ ہو اور جب مقدار ترتا جگ زیادہ ہووے ست جگ کی مدت ہی اور اب اہل ہند کے
احساب سے کہ تاریخ ہجرت رسالت پناہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہزار [illegible] پندرہ کی پہونچی ہی

۱ جمع برہمن ۲ جمع بدھ ۳ ست جگ اور ترتا اور دواپر اور کلجگ ۴ عمر طبیعی ۵ رضا بقضا

دور کلجگ سے چار ہزار اور چھ سو اور چورا سی برس آخر ہوئے ہین زہے گنگی عالم دخمے طرفگی آدم رباعی
سر رشتۂ عالم کہن پیدا نیست ۔ زین کہنہ صحیفہ یک سخن پیدا نیست ۔ ہر چند بگرد این جہان میگردم ۔
زین چنبر گردون سرو بن پیدا نیست ۔ اور اہل ہند کا اتفاق ہی کہ حضرت باری نے پہلے پانچ عنصر پیدا کیے چار
مشہور یعنی خاک ۔ باد ۔ آب ۔ آتش اور پانچوان اکاش اور اُسکے بعد ایک شخص بجرد نہاد و آتش نژاد کہ مسمّی
بہ برہما ہی باختلاف روایات پردۂ نیستی سے جلوۂ ہستی مین لایا اُسکو وسیلہ ابداع آفرینش یعنی پیدا کرنا ایک چیز کا کہ
تازہ اور نئی ہو اور سبب ایجاد عالم کیا اور مراد عنصر سے آکاس عوام ہند کہتے ہین آسمان ہی اور خواص اُنکے تکذیب
آسمان کی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حکماے ہند وجود آسمانی کے قائل نہین ہین اور جو کچھ دکھائی دیتا ہی ہوا ہی
اور یہ کواکب جو نظر آتے ہین ذات قدسیۂ بزرگان سلف کی ہی کہ ریاضات نفس الامریہ و عبادات قدسیہ کے
وسیلہ سے نورانی ہیکل اور روحانی پیکر ہو کر کے تخلق ساتھ اخلاق الٰہی اور تشبہ ساتھ اوصاف نامتناہی کے
پیدا کر کے اوپر مدارج ارتفاع کے سیر کرتے ہین اور ساتھ ارادت نفسیہ کے بیچ عالم علوی کے پرواز فرماتے ہین
اور بعض کہ مرتبہ کمال کو پہونچے ہین بالارفتن ستارے بزرگ ہو کر کے عالم سفلی کی طرف ہرگز رجوع نہین کرتے ہین اور بعض کہ
دون مرتبہ کمال ہین بقدر حال اوپر آسمان بلندی اور سرداری کے صعود کر کے پھر عالم سفلی کی طرف ہبوط کرتے ہین
پس عنصر آکاسی جیسا کہ اُنکی کتب مبسوطہ مین مذکور ہی اور معنی رکھتے ہین اُسے مطالعہ فرما کر دریافت کرین کہ بیان
اُسکا اس مقام مین موجب تطویل سمجھکر قلم انداز ہوا ۔ رباعی ۔ بر ہر سر نوک خامہ حرفے دگر است ۔ وان در یقین
بہ بحر تاریے دگر است ۔ از حرف نگار این گرہ نہ کشاید ۔ دانندۂ راز این شگرفے دگر است ۔ اور خالق کے
اذن سے برہما نے انسان کو ممکن خفا سے بیچ منصۂ ظہور کے جلوہ گر کر کے چار گروہ کیے برہمن ۔ چھتری ویش سودر
الیشر نے طائفہ اولیٰ کو مجاہدات اور ریاضات اور حفظ احکام اور حدود کے لیئے معین کر کے عالم معنوی کی
پیشوائی سپرد فرمائی اور گروہ ثانی کو مسند ریاست اور حکومت صوری پر نصب کر کے مقتدائی عالم ظاہری کی
عنایت فرما کر ذریعہ انتظام عالمیان کیا اور فرقۂ ثالث کو واسطے کاشتکاری اور حصول مکاسب اور تمام
پیشون کے تعین کیا اور جماعت رابع کو اقدام خدمت پر مقرر فرمایا اور بمقتضاے تائیدات یزدانی اور
الہامات ربانی برہما مذکور نے ایسی کتاب کہ متضمن صلاح معاد اور معاش کے ہو ظہور مین لایا اور اُسکو بید
کہتے ہین اور القاے الٰہی سے عقل بجرد شعار نے اُسکو ایسا قانون کہ کثرت کو خلوت خانۂ وحدت مین پھیرلاوے
اور انتظام اجناس خلائق اور صنوف طوائف دیوے اختراع کیا اور ضوابط چند اور مسائل متعدد اندراج
کر کے ساتھ کتاب الٰہی کے مشہور کیا عوام الناس کے واسطے مہار دربینی ہو کر ایک قائد آگے اور شائق پیچھے سے
ہو اور مقارلم اور لا پر چلنے والے راہ راست کے رہین اور بید کی کتاب مین لاکھ اشلوک ہین اور اشلوک چار چرن
سے عبارت ہی اور چار چرن کمتر ایک اچھر اور زیادہ چھتیس اچھر سے نہین ہوتا ہی اور اچھر سنسکرت زبان مین ایک
حرف کو کہتے ہین یا دو حرف ثانی ساکن کو اور دانایان ہند کا اتفاق ہی کہ عمر گرامی اس اعجوبۂ الخلائق کی کہ مخترع
کتاب مذکور ہی سو سال غیر عرفی ہی کسواسطے ہر سال اُسکا تین سو اور ساٹھ دن نشان دیتے ہین اور ہر ایک دن
شامل کیا گیا اوپر چار ہزار سال دور مذکور کے ہی اور ہر ایک شب بدستور اور ہر ایکدن متضمن برابر جگ مسطور کے ہی

اور برہمہ دانشور متفق ہین اس زمانہ تک کہ قلم مشکین رقم یہ تحریر اس بیاض کے ہی بہت سے برہما عالم ظہور مین آئے ہین اور پردہ نیستی مین خرامان ہوے ہین اور ثقات برہمہ سے سنا گیا کہ یہ برہما موجودہ ہزار یکم ہی کہ اسکی عمر سے پچاس برس اور نصف روز گذرا اور شروع نصف آخر روز ہی نظم ای دو جہان ذرہ از راہ تو ۔ ہیچ نیاز ہیچ بدرگاہ تو ۔ فکرت ما را بدرت راہ نیست ۔ جز تو کس از سر تو آگاہ نیست ۔ بہ کہ زبیچارگی جان خویش ۔ معترف آئیم بہ نقصان خویش ۔ بر درت ای مایہ دہ زندگی ۔ پیشہ ما نیست بجز بندگی ۔ حاکیان حکایت اور ناقلان روایت یون بیان کرتے ہین کہ نصف آخر دو اپرگ شہر ہاے ہندوستان جنت نشان سے جسکا نام ہستنا پور ہی ایک راجہ کھتری تھا اور وہ تخت داد گستری پر متمکن ہوکر رعیت پروری کرتا تھا اور نام نامی اسکا راجہ بھرت تھا اسکے بعد سات فرزند اسکے بلتناً بعد بطن تخت فرمانروائی پر اجلاس کرکے خلوتخانہ ممات کی طرف راہی ہوے اور آٹھوین بار اسکی نسل سے ایک فرزند پیدا ہوا کہ اسم اسکا راجہ کورتھا اور کورکھیت تھا نیسر کہ ایک شہر بزرگ ہی اسی کے اسم پر شہرت رکھتا ہی اور اسکی اولاد کو کوروان کہتے ہین اور چھٹی مرتبہ ایک فرزند اسکی اولاد سے پیدا ہوا اور اسم اسکا چتر برج رکھا اور وہ راجہ بزرگ ہوا اس سے دو فرزند متولد ہوے ایک دھرا شٹر دوسرا پنڈ اگرچہ دھرا شٹر خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا تھا لیکن بسبب نابینا ہونیکے ریاست اور راج اسکے چھوٹے بھائی کو کہ پنڈ تھا متعلق ہوا اور بزرگی اسکی حد نہایت اور غایت سے گذری کہ فرزند اسکے اسکے اسم سے ہمنام ہوے اور خلائق انھین پنڈوان کہنے لگی اور پنڈ کے پانچ فرزند تھے جدشٹر اور بھیم سین اور ارجن اور ان تینون کی مان مسماۃ کنتی تھی اور چوتھے کا نام نکل اور پانچوین کا سہدیو تھا ان دونون کی مان مسماۃ مادری ہی اور دھرا شٹر کے ایکسو اور ایک فرزند تھے سو فرزند مسماۃ گندھاری کے شکم سے کہ وہ قندھار کے راجہ کی بیٹی تھی متولد ہوے اور سب سے بزرگ مسمے دریودھن تھا اور ایک بیٹا اور دریودھنی نام دختر بقال سے پیدا ہوا اور کوروان مشہور عبارت ان فرزندون سے ہین القصہ جب پنڈ نے قضاے آلہی سے رخت ہستی عالم باقی کی طرف کھینچا ظاہرا حکومت دھرا شٹر کے تعلق ہوئی اور معنی یعنی باطن مین سلطنت اسکے فرزندون کے نصیب تھی بالتخصیص دریودھن کو کہ بڑا بیٹا اسکا تھا اور دریودھن کہ دشمن گذاری دین سلطنت مین ضروریات سے اور دفع کرنا دشمنون کا شریعت احتیاط مین مرضیات سے ہی پنڈوون سے متوہم ہوکر انکے اخراج کی فکر مین ہوا اور دھرا شٹر نے بھی اس جماعت کی مخاصمت سمجھکر حکم نافذ فرمایا کہ پنڈے شہر سے بہت دور مکان تعمیر کرکے استقامت کرین شاید کہ بعد امکنہ سے عداوت مین کچھ تخفیف حاصل ہو اور دریودھن نے معماران چابک دست سے اشارہ کیا کہ چھت اور دیوار پر اس مکان کے استدر لک اور روغن قیر بسین تو اندک شعلہ آتش سے وہ مکان تمام و کمال جلکر خاکستر ہو اور پنڈوون سے ایک اثر نرہے اور پنڈے بھی اصل مطلب کو سمجھکر چیاے وقت تھے جب وہ مکان تیار ہوا ایک رات کو پنڈوون نے اپنے ہاتھ سے آگ اس مکان مین لگائی اور اپنی والدہ کے ہمراہ دخمت کی طرف روانہ ہوے اور پھیل نام ایک عورت کہ پانچ بیٹے اسکے ہمراہ تھے اور وہ دریودھن کی طرف سے آگ لگانے کے واسطے اس مکان مین ساکن ہوکر چیاے وقت اوطالب فرصت تھی اس رات وہ عورت مع اپنے فرزندون اس کورہ آتش مین جلگئی اور مضمون من حفر بئرا لاخیہ فقد وقع فیہ واضح ہوا اور دریودھن

کے مخبرون نے اُس عورت اور اُسکے فرزندون کا جلنا پنڈون اور اُنکی مان کا جلنا تصور کرکے مژدۂ روح افزا کو روان
سکے گوش زد کیا اور یہ لوازم خوشحالی اور مراسم فارغبالی بجا لائے اور پنڈے اس سرگذشت کے بعد کہ ترجمہ
مہابھارت کا مقصد اسکا ہی تغیر اسما اور اوضاع کرکے خرابہ سے آبادی مین آئے اور شہر کنبلا مین بنیاد اقامت کی ڈالی
اور اطائف الحیل سے پانچون بھائی مسماۃ دروپدی یعنی راجہ کنبلا کی بیٹی کو بشرکت حبالۂ ازدواج مین لائے اور
ستہر روز نوبت ہر ایک کی قرار دیکر کمال اتحاد اور یگانگی اس امر مین سمجھے اور بعض ہنود اسواسطے کہ ایسا فعل انکے طریق مین
جائز نہین اس واقعہ کو تاویل کرتے ہین واللہ اعلم بالصواب حال آنکہ جب آثار رشد اُنکی پیشانی اقبال سے لائح اور
آوازہ بزرگیون کا واضح ہونے لگا دریودھن اور خاندانی اُسکے متنبہ ہوکر مقام تحقیق مین در آئے اور کہ نہا ملہ مین
مبتلا ہوکر سمجھے کہ پنڈوان آراجیف کا جلنا تھا پھر ساتھ توجہات دوستانہ اور تلفدات خویشانہ اُن سب کو ہستنا پور
مین لائے اور بعد تقدیم مراسم مہمانداری کے ولایت موروثی بھائیون پر قسمت کی اندرپت کہ دہلی کہنہ اُسکے قریب ہی
مع نصف ولایت پنڈوان کے تصرف مین آئی اور ہستنا پور مع نصف دیگر ولایت کے کوروان کے قبضہ مین
رہا اور چند روز کے بعد اکثر امرائے بزرگ نے علامات رشد اور اقبال پنڈونکی پیشانی مین مشاہدہ کرکے نوکری
اُنکی اختیار کی اور کوروان ظاہراً تابع مطلق اور باطناً مقام نفاق اور خلاف مین پڑے اور اُس عرصہ مین یدھشٹر
جدھشٹر کے خاطر نشین ہوا کہ جگ راجسوئی کرے اور جگ راجسوئی عبارت اُس سے ہی کہ آتش عظیم روشن کرین
اور قسم قسم کی خوشبو اور میوے اور غلہ اور تمام جنسین جمع کرکے انوار جلیۂ ام العناصر مین کہ مراد آگ سے ہی ڈالین
اور انواع تصدقات اور اصناف مبرات فقرا مین پہونچا دین اور بسبب اس امر کے تقرب درگاہ ایزدی ڈھونڈھین
اور ایک شرائط جگ راجسوئی سے وہ ہی کہ راے ہفت اقلیم جمع ہوکر اس جشن کے لوازم خدمات بجا لاوین پھر
جدھشٹر نے اپنے چارون بھائیون کو بقیہ اقالیم کی تسخیر کے واسطے چار سمت عالم مین تعین فرمایا اور تائید الٰہی سے
یہ آرزو چند روز مین حاصل ہوئی اور چارون بھائی کہ کاردان و کارفرما تھے بسبب رہبری افواج تائید الٰہی اور
جنود حمایت نامتناہی سے عالم کی سیر فرماکر سلاطین روزگار اور فرمان روایان ہر دیار کو خطا اور روم اور حبشن
اور عرب اور عجم اور ترکستان اور ماوراء النہر اور تمام آبادی عالم سے مع خزینہ ہاے بسیار پاے تخت اندرپت مین
حاضر لائے اور مہمات جگ راجسوئی مین مشغول ہوئے اور جسطرح سے دل چاہتا تھا صورت انجام پائی دریودھن
وہ دولت اور دارائی اور عظمت اور فرمانروائی مشاہدہ کرکے مقتضاے بشریت کام سے گیا اور حسد کی آگ کہ
اُسکے کانون سینہ مین مخفی تھی شعلہ زن ہوئی اسواسطے محیلان روزگار اور مدبران امصار سے تدبیر اُسکی ڈھونڈھی
جو کہ اس عہد مین قمار بازی نہایت درجہ مروج تھی کعبتین لتوری کو کہ وہ ایک قسم نرد بعبت قمار سے ہی قلب بنائی
اور تجویز کیا کہ دریودھن ساتھ جدھشٹر اور دوسرے بھائیون کے قمار کھیلے پھر حسن ملائمت سے پنڈون کو اندرپت
سے کہ پاے تخت انکا تھا ہستنا پور مین طلب کرکے مراسم ضیافت مین مشغول ہوئے اور ہنگامہ قمار کا گرم کرکے
کعبتین مذکور درمیان مین لائے اور پنڈے کہ راستی طبع اپنی سے نا راستی حریف و خاپینہ اور کعبتین قلبی سے
مطلق الطلاع اور آگاہی نہ رکھتے تھے مال اور ملک تمام ہار گئے اور دریودھن چاہتا تھا کہ انھین دشت و بار
مین آوارہ کرے اور کعبتین کی طرف سے دلجمعی رکھتا تھا آخر کو یہ شرط کی اور ہاتھ آپسمین مارا کہ اگر تم یہ بازی جیتو

توجو کچھ کہ مال تمنے ہارا ہی مجھسے پھیرلو اور جوہ بازی مین جیتون تو تم سب پنڈے بارہ برس آبادی چھوڑکر بلباس فقر
صحرا مین ساتھ دروپدی اور ملیچھ کے بسر لیجاؤ اور انقضاے مدت معہودہ کے بعد آبادی مین آنکر اسطرح سے کہ
سال بھر کا زمانہ گذرا تو کہ کوئی شخص تمھین نہ پہچانے اور جو یہ شرط پوری نہو پھر مدت مذکور یعنی بارہ برس
جنگل مین باستور سابق ایام گذاری کرو ناگاہ کیفیتین طالع کی بخوبست سے پنڈون نے شرط آخر جوے کی
ہاری اور شرط کے موافق پانچون بھائی جلاوطن ہوکر بارہ برس تک دشت و صحرا مین پھرے اور تیرھوین برس
ولایت وائین مین کہ پرگنات دکن سے ہی آئے اور ایک برس انھون نے اسطور سے بسر کیے دریودھن نے ہرچند
جستجو کی اُنکا نشان نپایا اور پنڈون نے انقضاے ایام موعود کے بعد کشن بن بسدیو کو بطریق رسالت بھیجکر مملکت اپنی
طلب کی دریودھن نے عدم وفاے شرط مین کلام کیا جو کہ دریودھن صدق سے فروغ نرکھتا تھا اور وغ اُسکا اثر پذیر
نہوا اور پنڈون کی حقیقت اعیان سلطنت اور ارکان مملکت پر ظاہر ہوئی کارزار پر قرار دیا پنڈے اجماع جنود
اور فراہمی افواج مین آمادہ ہوے اور طرفین کی فوج کورکھیت کے میدان مین کہ تھانیسر کے قریب واقع ہی
دور کلیگ کے اوائل حاضر ہوے آراستگی افواج اور تسویہ صفوف کے بعد طرفین کے پہلوانان نامی اور مبارزان گرامی
ساتھ ایسی آئین کے کہ مقابلہ کے مذہب اور مقابلہ کے ملت مین مروج اور مجوز ہی جنگ شروع کی اور اٹھارہ دن تک جنگ
قائم رہی اور غالب مغلوب سے تمیز نہوا جو کہ انجام کار ارباب تزویر کا ذلت و رسوائی ہی آخر دریودھن اور متسب
اُسکے مقہور اور مغلوب ہوئے اور میدان جانستان اور معرکہ مبارزت مین شربت ہلاک چکھکر ملک عدم کی طرف
راہی ہوئے اور ہنود کا اعتقاد وہ ہی کہ اس معرکہ مین گیارہ کشون لشکر کوروان کی طرف تھا اور سات کشون
پنڈون کیجانب تھا اور کشون ہنود کی اصطلاح مین عبارت ہی اکیس ہزار اور چھ سو اور ہر شخص فیل سوار
سے ہی اور موافق اس عدد علاوہ سوار و پیادہ ستھ ہزار و چھ سو شخص باسپ سوار اور ایک لاکھ اور نو ہزار اور چھ سو
اور پچاس پیادہ اور سب سے طرفہ تر وہ کہ کہتے ہین کہ اس معرکہ جدال و قتال مین طرفین سے زیادہ بارہ آدمیون
سے زندہ اور سلامت نرہے چار نفر دریودھن کے لشکر سے ایک کرپاچارج برہمن کہ فریقین کا اُستاد اور
صاحب اسیف و اقلم تھا دوسرا اشوتھامان بیٹا حکیم دودن کا کہ وہ بھی جانبین کا معلم تھا تیسرے
کرت برمان کہ یادوان کی جماعت سے تھا چوتھا ستیکے کہ باوفور دانش بہلیان و مقرر اشٹر تھا اور
آٹھ نفر پنڈون کی طرف سے پانچ بھائی جدشٹر وغیرہم باقی رہے چھٹا ساتک کہ وہ بھی یادوان
کی قوم سے تھا اور جرات اور شہامت مین شہرۂ آفاق ساتوان ہجتش کہ برادر غیر مادری یعنی سوتیلا بھائی
دریودھن کا تھا آٹھوین کشن اگرچہ شہرت کمال کے باعث صفات و بیان سے مستغنی ہی لیکن احوال
اُسکے سے مختصر لکھتا ہون اور بعض اُسے مثل واجب الوجود کے پرستش کرتے ہین اور مشہور ہی کہ منجمون نے اُسکے
طالع کے زائچہ سے بدبختیان مشاہدہ کرکے راجہ کنس کو جو یادوان کا رئیس تھا خبر دی اور راجہ کنس نے کشن کے قتل کا
حکم نافذ کیا اور کشن مقام نندگانون نام مین کہ نشیمن شیر فروشی اور گاؤ چرائی کا رکھتا تھا گیارہ برس پوشیدہ
رہا اور آخرالامر بسبب مکر و فریب اور طلسمات اور شعبدہ سے راجہ کنس کو قتل کرکے نام سلطنت پر اوگرسین
اُسکے باپ کے رکھا اور آپ معنی مین حکومت صوری کرتا تھا رفتہ رفتہ بسبب قدرت نیرنجات بل محض تزویرات سے

دعوی الوہیت کا کیا اور خلق کثیر اُسکے دعوی باطل کو تصدیق کرتی تھی اور تقریباً برس کا زمانہ خانہ نشین کے نکلنے کے بعد شہر متھرا مین ساتھ اور باشی کے گذرانا اور چیزہاے لطیف اور افسانہاے بدیع اس سے مشہور اور معروف ہین عاقبت الامر راجہ جراسنگ ولایت بہار اور پٹنہ سے مع لشکر بیشمار اُسکے دفع کی غرضیت کرکے شہر متھرا کی طرف متوجہ ہوا اور مغرب کی جانب سے بھی کالیون نام راجہ بلخان سے یعنی اس گروہ سے کہ وہ آئین دین ہنود پر نہ تھے اسکے دفع کیواسطے متوجہ ہوا راوی کہتا ہی کہ وہ راجہ عربستان کا تھا بہرحال کشن تاب مقاومت ان دونون راجہ کی نہ لایا اور دوارکا کیطرف کہ سمندر کے ساحل پر واقع ہی اور احمد آباد گجرات سے سو کوس مسافت رکھتا ہی بھاگ کر قلعہ بند ہوا اور آٹھ سات برس اس حدود مین مقیم ہوکر فکر اپنی خلاصی کی کرتا تھا اور کچھ مفید نہوتی تھی یہان تک کہ ایک سو اور پچیس برس کے سن مین دریودھن اپنی مان کی نفرین کے سبب سے بدترین طریق اور گوناگون صعوبات سے راہ عدم کا مسافر ہوا اور بعضون کا اعتقاد وہ ہی کہ وہ غیبت یعنی چشم خلائق سے پوشیدگی اختیار کرکے زندہ جاوید ہی اور رجوکہ گندھاری کی نفرین کو ایک امر غریب مذکور کیا ہی لہذا خامہ دوزبان اُسکی شرح مین مشغول ہوتا ہی بیان کرتے ہین کہ جب دفع حمل اُسکا نزدیک ہوا اُسکے دل مین گذرا کہ میرا شوہر دھرتراشٹر نابینائی کی جہت سے دیدار فرزند سے بے بہرہ ہی بہتر ہی کہ مین بھی آنکھ فرزند کے دیکھنے سے دنیا ومافیہا مین بند کرون اور اپنے شوہر کی ہمدرد اور شریک ہون بس جس روز کہ دریودھن پردہ عدم سے وجود مین آیا مسماۃ گندھاری نے چشم جہان بین عمداً بند کی اور اسی طور سے سالہا سال آنکھین بند رکھین یہانتک کہ اُسکا بڑا بیٹا جوان ہوا اور پنڈون کے ساتھ مخاصمت کی اور طرفین اپنے اپنے فرودگاہ مین پہونچکر فوج فوج سپاہ سے حربگاہ کیطرف متوجہ ہوئے اور بعد بسبب قرب کے مبدل ہوا اور آپسمین قرار پایا کہ کل شور حرب آتش ضرب سے گرم ہوگا گندھاری نے اپنے فرزند سے کہا کہ ای قرۃ العین وای نور چشم والدین ہتھیار مضبوط انسان کے جسم کو آفتون اور جملہ بلاؤن سے محروس اور مصئون رکھتا ہی کل کہ کارزار شروع ہوگی جو تن نازنین تیرا اس جوشن سے عاری ہی مجھے اندیشہ ہی کہ مبادا تجھے آسیب پہونچے پس تو برہنہ ہوکر میرے سامنے حاضر ہو تو آنکھ کھول کر تیرے تمام جسم پر نظر ڈالون دریودھن نے اُس سے ملازمت کا طریق پوچھا اُسنے جواب دیا کہ اس زمانہ مین کوئی شخص عقل و دانش اور فضل و بینش اور راستی اور درستی مین مثل پنڈون کے نہین ہی اُنکی خدمت مین جاکر استفسار کر دریودھن حسب الایما پنڈون کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنے آنیکا سبب اظہار کیا وہ لوازم مہمانداری بجالائے باوصف اسکے وہ خوب جانتے تھے کہ یہ ہمارا نہایت دشمن ہی سررشتہ صلاح اور راستی کا ہاتھ سے نہ دیکر سخن راست زبان پر لائے اور بولے کہ فرزند شکم مادر سے برہنہ وجود مین آتا ہی اور آنکھ والدین کی بھی اُس حالت مین اُسپر پڑتی ہی اور جو یہ پہلی دفعہ ہی کہ تیری مان تجھے دیکھا چاہتی ہی تحقیق آج ہی تیرا روز تولد ہی مبتر وہ ہی کہ تو برہنہ اپنی مان کے حضور حاضر ہو تو نور نظر اُسکا تیرے سراپا پر پڑے اور تجھے بلیات سے محفوظ کرے دریودھن پنڈون سے رخصت ہوکر دولت سرا کیطرف عازم ہوا اثناء راہ مین کشن ماس سے دوچار ہوا اور بسبب سنتا فوج دشمن مین آنیکا پوچھا دریودھن نے شرح وار ماجرا بیان کیا کشن اپنے دل مین سوچکر بولا واحسرتا اگر وہ پنڈون کے کہنے پر عمل کرے بیشک رئیس زمین ہوا اور کوئی حربہ اسکے جسم پر اثر نکرے اور ہماری ہلاکی کا باعث ہو پھر مکاری اور پرکاری سے تصور کرکہنے لگا اور کہا ای نادان جو شخص کہ دشمنون سے طریق صواب ڈھونڈھے ظلم کی راہ نا پاے بلکہ چاہ خطا مین سرنگون

کرے یقین جان کہ **پنڈون** نے تجھسے استہزا کی ہی بغور سُن کہ جسوقت تو متولد ہوا تھا تیرا عضو تناسل نہایت خردی اور حقارت سے خوب مرئی اور معائنہ نہوتا تھا اب کہ ما صدق جزو اعظم کل سے ہوا اپنی مان کو کیونکر منہ دکھلائیگا **دریودھن** نے اصل مطلب سے غافل ہوکر فریب کھایا اور دست توسل اُسکے دامن قول لایعنی پر مستحکم کیا پھر اُسنے یہ کہا کہ **پنڈون** نے جو کچھ کہا ہی خوب اور مرغوب ہی لیکن تو شرم وحیا کا لحاظ کرکے ہار طویل الذیل پھولون کے اپنی گردن مین ڈال تو تیرا عضو تناسل پوشیدہ رہے **دریودھن** نے اُسکے کہنے موافق عمل کیا یعنی پھولون کے ہار طویل گلے مین ڈالکر اپنی مان کے مقابل ایستادہ ہوا اور عرض کی مین حاضر ہون آنکھین کھولکر اپنا نور نظر قرۃ العین پر ڈال اُسنے اس گمان سے کہ یہ **پنڈون** سے تعلیم لیکر آیا ہو اور اُنھون نے اسے بدفہمایش نہ کی ہوگی بیساختہ اور بے دغدغہ آنکھ کھولی جب حمائل گل کی نظر آئی نعرہ مارکر بیہوش ہوئی اور کچھ دیر کے بعد ہوش مین آکر نالہ عظیم برپا کیا اور کہا ای فرزند یہ پھولون کا ہار **پنڈون** نے تجویز کیا ہی اُسنے کہا نہین ایشر کی قسم **کشن** نے تجویز کیا ہی **گندھاری** نے سو ہاتھ دعاے بد کے واسطے اُٹھاکر سوز دل سے **کشن** کو نفرین کی اور دست وریغ آپسمین ملکر بولی ای دلبند اس مقام پر جو میرے نور نظر سے پوشیدہ رہا ہی تو حربہ کھاکر قتل ہوگا اور **کشن** نے بھی اسکی دعاے بد کے اثر سے انواع عقوبات سے جیسا کہ سابق مین گذارش ہوئی راہ عدم کا مسافر ہوا القصہ **جدشٹر** - **دریودھن** کے قتل اور نابود کرنے کوروان کے بعد تمام ممالک ہندوستان وغیرہ مین مستقل ہوکر عالم کا فرمانروا ہوا اور یہ بھی کہتے ہین کہ اس قصہ کے چھتیس ۳۶ برس کے بعد بسبب توفیقات یزدانی کے **جدشٹر** نے بقاے دنیاے بے ثبات پر اطلاع پاکر قبل اس کے کہ وہ مقام ادبار مین آوے دنیاے دنی کو ہیچ پوچ سمجھکر ترک کیا اور ساتھ رفاقت چارون بھائی کے طریق تجرد اختیار کیا یعنی دنیا اور پھر عدم کی طرف راہی ہوا **فردوسی** گفتی کہ کجا رفتند آن تاجوران اینک ز ایشان شکم خاک است آبستن جاویدان ٭ حاصل کلام **کوروان** اور **پنڈون** نے باتفاق یکدیگر چھتیس برس ملک رانی کی اور **دریودھن** تیرہ ۱۳ برس باستقلال تمام روے زمین کا حاکم رہا اور جنگ مذکور کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا **جدشٹر** بھی چھتیس ۳۶ سال تمام عالم کو زیر نگین کرکے فرمانروا رہا اور مجموع ایام سلطنت فریقین ایک سو اور پچیس سال تھے سبحان اللہ ایسی حکایت عجیب و غریب ہندوستان کے سوا کسی تواریخ ہفت اقلیم مین مندرج نہین کنہ فروش بازار سخنوری کے ایسا دکھلاتے ہین کہ بعد مرور ایام **ارجن** کی اولاد سے ایک فرزند بیچ وجود کے آیا اور وہ سریر سلطنت اور ریاضت صوری و معنوی پر متمکن ہوا اور ابواب عدل و رافت کے زمانہ کے مُنھ پر کھولے اور احوال گذشتہ کو تبنیہ اوضاع آیندہ کرکے مرضیات الٰہی مین بسر لیجاتا تھا ایک روز اُسکے دل مین یہ خطرہ گذرا کہ نزاع اسلاف کا میرے کیا سبب تھا اور احوال بزم و رزم اُسکا کیا تھا پھر اُس زمانہ کے داناؤن سے کہ **بھشم بابن** نام رکھتا تھا اس سے بیان کی استدعا کی **بھشم بابن** نے کہا کہ میرا اُستاد **بیاس** نام کہ حکیم دانا ہی اور اُن واقعات مین حاضر تھا وہ ہو ہو اس سرگذشت سے واقف ہی اُس سے سوال کیجیے اُسنے حکیم مزبور کو بلاکر مراحم شاہانہ و تفقدات خسروانہ سے نوازا پھر درخواست اس مطلب کی کی اُسنے بھی ضعف پیری اور مشاغل معنوی کا بہانہ کرکے اس واقعات کے بیان مین تامل کیا اور یہ داستان باہستگی تمام کہ شامل وعظ و نصایح پر ہی قید عبارت مین کھینچکر تنگناے کتابت مین لایا اور اُسکا مہابھارت نام رکھا وجہ تسمیہ جو افواہ سے مسموع ہوتی ہی یہ ہی کہ مہا بھی بزرگ ہی اور بھارت بمعنی جنگ

جو کہ وہ کتاب مجمع جنگہاے بزرگ و واقعات سترگ ہی اسواسطے اسکا نام **مہا بھارت** رکھا لیکن یہ صریح خلاف معلوم ہوتا ہی کسواسطے بھارت اہل ہند کی لغت مین بمعنی جنگ نظر نہین آئے ظاہرا جو اس کتاب مین احوال اولاد عائی نژاد راجہ **بھرت** کا ہی یہ کتاب اسکے نام پر موسوم ہوئی اور استعمال کی کثرت سے الف ایزاد ہوا واللہ اعلم بالصواب والامور الحقائق اور اس **بیاس** کو نفوس قدسیہ سے جانتے ہین اور کہتے ہین زندۂ جاوید ہی اور بعض ہنود کا یہ بھی اعتقاد ہی کہ ہر **دواپر یگ** مین ایک شخص مسمے **بیاس** اصلاح احوال سائر الناس کے واسطے ظہور مین آتا ہی اور چند لوگون کا عقیدہ وہ ہی کہ ایک شخص ہی کہ مختلفہ مظاہر مین ظہور کرتا ہی بہر تقدیر **بیاس** نے بید کی کتاب کو کچھ برہما کی زبانی سنی ہی مفصل کرکے چار کتابین کین ایک **رگ بید** دوسرا **ججر بید** تیسرا **سام بید** چوتھا **اتھربن بید** اور اسی سبب سے اُسے بیاس کہتے ہین اسلیے کہ بیاس کے لغوی معنی تفصیل دینے والا اور حل کرنے والا ہی وگرنہ اصلی نام اسکا کہ ولایت میانہ دواب مین پیدا ہوا تھا **دوے پاین** تھا اور بیاس کی خلقت مین افسانہ بدیع دور از کار نقل کیا ہی مؤلف نے تطویل سے اندیشہ کرکے تحریر نہ کیا اور **بیاس** نے اس نادر کتاب کو ساٹھ لاکھ اشلوک پر مبنی کیا اور اس کتاب کے اختتام کے بعد ایک آب سرشت پر جو تھا نیسر کے اطراف مین واقع ہی اُس مقام کو آئین بندکرکے ایک جشن عظیم ترتیب دیا اور دانایان اطراف اور اکناف عالم طلب کرکے مدت مدید تک جشن کی بساط بچھا کر خلق کو ساتھ اکرام اور انعام کے مالا مال اور مستفید کیا اور ساٹھ لاکھ اشلوک یون قسمت کیے تیس لاکھ مخصوص طائفۂ **دیوتا** کو کہ عبارت نفوس مقدسہ علویہ سے ہی کیا اور پندرہ لاکھ **ستر لوک** کے رہنے والون کو کہ وہ بھی عالم بالا پر سکون رکھتے ہین اختصاص بخشا اور چودہ لاکھ جنون اور راکشون و گندھرب کہ اقسام مخلوقات سے ہین اور ساتھ صفت حیات کے موصوف مخصوص کیے اور ایک لاکھ آدمیون کے استفادہ کے واسطے چھوڑے اور اُنھین پرب یعنی باب مین ترتیب دیکر ارباب استعداد کا فیضرسان ہوا اور یہ ایک لاکھ اشلوک آدمیون کے درمیان مین موجود ہین اور ساتھ **مہا بھارت** کے موسوم ہین اور چوبیس لاکھ اشلوک **کوروان** اور **پنڈرون** کی جنگ مین مذکور ہین اور باقی نصائح اور مواعظ اور حکایات اور روایات اور شرح و بسط بزم و رزم گذشتگان مین مسطور ہی اور برہمنون کا اعتقاد وہ ہی کہ ہر یگ مین ایک پیغمبر یا ایک مجتہد نے ایک کتاب تحریر کی اور باوصف اس تمام امتداد زمان کے وہ نسخ ابتک درمیان مین ہین اور خطا اور ختن اور چین اور ہند کے کفار بھی کہتے ہین کہ طوفان نوح ہمارے مملکت مین واقع اور برپا نہین ہوا بلکہ طوفان نوح کا در اصل اعتقاد نہین رکھتے اور دوسرا اعتقاد انمین سے بعضون کا وہ ہی کہ برہمن اور کھتری کی ذات قدیم الایام سے تھی اور بہت سے طائفے ہین کہ وہ **دواپر یگ** سوم کے آخر اور اوائل **کلیگ** چہارم مین ظاہر ہوئے ہین جیسا کہ راجپوت اول نہ تھے اسکے بعد ظاہر ہوئے اور راجہ بکرماجیت بلی کھتری کے بعد کہ قبل زمان تحریر سے سنہ ایک ہزار و چھ سو سال زیادہ تھے کھتری تخت سلطنت پر متمکن ہوئے اور طریق اُن کے بہم پہونچنے کا یون منقول ہی کہ رایان کھتری اپنی کنیزون کو جیسا کہ اب بھی ہنود کی رسم ہی دن کو حکم خدمت مرجوعہ فرماکر شب کو مطلق العنان کرتے ہین اور ہر ایک ایک معشوق بہم پہونچا کر لڑکے جنتی ہین اور بہ کمال عزت کے پرورش کرکے مثل فرزندان رایان کے پرورش کرکے معزز رکھتے تھے اور وہ جو کہ نجیب سرخانہ زادون کے ہوتے ہین اپنے تئین اصیل اور نجیب ظاہر کرکے آپ کو راجاؤن کی فرزندی مین منسوب کیا جو شخص اُنسے پوچھتا تھا کہ تم کسکے

بیٹے ہو کہتے تھے ہم راجپوت ہین یعنی راجہ کے فرزند ہین کسواسطے راج راجہ سے مراد ہی اور پوت پسر سے عبارت ہی
اور ایک روایت مین یون بھی ہی کہ راجہ سورج کے فرزندون کو کہ بتقریب اُنکا احوال مرقوم ہوگا راجپوت کہتے ہین
ماورا اسکے ہنود کا اعتقاد وہ ہی کہ عالم کی ابتداے آفرینش سے آدم خاکی نہاد تھے اور اُسکے بعد بھی معمری الیہ ہوگا اور
عالم قدیم ہی ہرگز فانی نہوگا لیکن ارباب دانش وبینش پر یہ امر مخفی نرہے کہ اگرچہ ابتداے آفرینش کہ آٹھ لاکھ
ہزار سال کا احتمال رکھتا ہو شاید اتنے ہزار آدم عرصۂ ظہور مین آکر پھر پردۂ خفا مین خرامان ہوئے ہون اور
جان ابن ابوالجان کہ انکا احوال کلام مجید مین وارد ہوا از انجملہ ہین لیکن وہ خاکی نہاد نہ تھے بعضے کی اصل ہوا سے
اور بعضون کی اصل نار سموم سے تھی اور حسوقت ایک قوم سے نافرمانی اور سرکشی آپسمین واقع ہوئی تھی جبتبار
شدید الانتقام کے حکم سے معدوم ہوئی اور دوسری قوم موجود ہوئی لیکن وہ خاک سے ظاہرا ہنود نے آدم خاکی نہاد تصور کیا ہی
کسواسطے اُنکے عظیم جثہ اور طول عمر کا بیان کرتے ہین اور امور عجیب وغریب کہ ساتھ رام اور لکھمن وغیرہ کے منسوب کرتے ہین
موافق حال بشر کے نہین ہی تمام حرف اور صوت ہی اور عقل کی ترازو مین کچھ وزن نہین رکھتے اور بر تقدیر وقوع اگر
ہو وین بھی تو اُس قوم اجنہ سے کہ مذکور ہوا ہونگے اور آدم ابوالبشر علیہ السلام سے پیشتر آدم خاکی نہاد نہ تھا اور آدم
ابوالبشر کا زمانہ حالت تحریر اس سطور تک سات ہزار سال سے زیادہ نہین گذرا اور جو کچھ کہتے ہین کہ لاکھ برس سے کہین
زیادہ ہی محض دروغ ہی اور تحقیق وہ ہی کہ مملکت ہند بھی مثل اور ممالک ربع مسکون وجود فرزندان آدم علیہ السلام سے
صفت آبادی کی قبول کی ہی اور شرح اس اجمال کی وہ ہی کہ طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے تینون فرزند
سام اور **یافث** اور **حام** کو خالق ارض وسما کے حکم سے اطراف ربع مسکون مین بھیجکر کشت وکار کے واسطے حکم فرمایا

ذکر فرزندان سام بن نوح علیہ السلام کا سام کہ وصی اور اولاد اکبر حضرت نوح تھا حق تعالے نے اسے ننانوے
فرزند عطا فرمائے ارشد - ارفخشد - کے - نود - بود - ارم - قبطہ - عاد - قحطان - انھین کے فرزند ہین
اور عرب کے تمام طائفے اور قبیلے انھین کی نسل سے ہین جیسا کہ حضرت ہود اور صالح اور ابراہیم علیہم السلام اپنے
نسب کا سلسلہ ساتھ ارفخشد کے پہونچاتے ہین اور ارفخشد کا دوسرا فرزند کیومرث کہ شاہان عجم کا جد امجد ہی اسکے
چھ فرزند پیدا ہوئے **سیامک** - **فارس** - **عراق** - **تور** - **مغان** - **شام** - انمین سے سیامک کیومرث کا جانشین
ہوا اور باقی فرزند جس ملک پر روانہ ہوئے وہ ولایت انھین کے نام موسوم ہوئی اور بعضون کا یہ بھی عقیدہ ہی
کہ پسران نوح سے ایک کا نام عجم تھا اور عجمی اسکی اولاد سے مراد ہی اور ارشد کا بیٹا سیامک ہوشنگ ہی کہ ملوک عجم
یزدجرد شہریار تک تمام اسکی صلب سے ہین **ذکر یافث کے فرزندون کا** - یافث اپنے باپ کے حکم کے موافق حدود
مشرقی اور شمال مین متوجہ ہوا اور اس ملک مین اسکے فرزند پیدا ہوئے اوّل ارشد اور اسکی اولاد ترک نام رکھتی تھی
تمام ترک زمانے کے مغل اور اُذبک اور چغتائی اور ترکمان ایرانیہ اور رومیہ اسکی نسل سے ہین اور دوسرا بیٹا یافث کا
چین نام رکھتا تھا کہ چین کا ملک ساتھ اُسکے موسوم ہی اور یافث کا تیسرا فرزند آردیس ہی کہ اُسکی اولاد نے سرحد مملکت
شمال مین ظلمات تک فروکش ہوکر آباد کیا ہی اہل تاجیک اور غور اور سقلاب اسکی نسل سے ہین **تذکرہ حام کے**
فرزندون کا اور کیفیت آبادی مملکت ہند کی بر سبیل اختصار - حام اپنے پدر عالی مقام کے حکم سے
ارض جنوب کی طرف متوجہ ہوا اور اُسکی آبادی اور معموری مین جہد بلیغ اور سعی موفورہ عمل مین لایا اور اسے بھی آفریدگار

عالم نے چھ بیٹے عطا فرمائے ایک ہند اور دوسرا سند تیسرا حبش چوتھا افرنج پانچوان ہرمز چھٹا بویہ اور ممالک مذکورہ انکے نام سے موسوم ہوئے لیکن بیٹا ارشد کا حام کہ ہند نام رکھتا تھا ملک ہند کا ساتھ اُسکے موسوم ہی اسکی آبادی مین ہمہ تن مصروف ہوا اور اُسکا بھائی سند ملک سند مین فروکش ہوا شہر بیٹھ اور ملتان اپنے فرزندون کے نام بنا کیا اور ہند کے چار فرزند پیدا ہوئے اُنمین ایک پورب نام رکھتا تھا اور دوسرا بنگ اور تیسرا دکن اور چوتھا نہروال اور ہر ایک ملک اور دیار کہ بالفعل ہر ایک کے نام پر مشہور ہین آباد کیے اور دکن بن ہند کے تین فرزند متولد ہوئے دکن کا ملک انھین قسمت کیا اُنکا نام مرہٹ اور کنہر اور تلنگ تھا اور ابتک یہ تین قومین دکن مین انھین کی نسل سے موجود ہین اور نہروال کے بھی تین فرزند موجود ہوئے بہروج اور کنباج اور مال راج انکا نام رکھا اور چند شہر انکے نام پر آباد کیے اور بنگ کے بھی لڑکے پیدا ہوئے بنگالہ کا ملک انکے سبب سے معمور ہوا اور پورب بن ہند کا کہ فرزند ارشد تھا حق تعالے نے اُسے بیالیس فرزند عنایت فرمائے اور تھوڑے عرصہ مین اُنکی اولاد کثرت سے ہوئی اُسوقت ایک کو اپنے درمیان سے ملک کے انتظام کے واسطے سردار کیا اور نام اسکا کشن تھا **ذکر کشن کی حکومت کا** مخفی نہ رہے کہ ملک ہندوستان مین اول جس شخص نے قدم مسند حکومت پر رکھا کشن تھا اور یہ کشن وہ نہین ہی کہ جو مشہور ہوا اور اہل ہند نے اُسکے حال مین افسانہاے بدیع اور حکایات دور از کار بنا رکھے ہین اور اُسکی معبودیت کے قائل ہین یہ کشن ایک مرد عاقل اور فرزانہ اور شجاع اور مردانہ تھا اور جو کہ عظیم الجثہ تھا کوئی گھوڑا متحمل اُسکی سواری کا نہ ہوتا تھا اُسنے اپنی عقل کی تیزی اور اندیشہ صحیح سے فرمایا تو اُسکے کارندے پیل وحشی کو زنجیر فکر سے دام عقل کے زور سے کھو مین گرفتار کر لائے اور حسن تدبیر سے اُسکی وحشت دور کر کے رام کیا اُسوقت کشن اُسپر سوار ہوا اور اُسی کے عہد مین ایک شخص برہمن نام نسل بنگ بن ہند سے کہ عقل و فراست مین اپنا نظیر نرکھتا تھا ظاہر ہوا کشن نے اُسے منصب وزارت پر سرفراز فرمایا اور اکثر صناعات مثل درودگری اور آہنگری برہمن کی دانش سے پیدا ہوئے اور بعضون کا یہ بھی قول ہی کہ لکھنے اور پڑھنے کا بھی وہی موجد ہوا اور اُس زمانہ کے اوائل مین جو شہر کہ ملک ہند مین معمور ہوا وہ بلدۂ اودھ تھا اور کشن کہ طور سب کا ہمعصر تھا اور چار سو سال حکومت کر کے جہان فانی کو بدرود کیا اور اُسکے عہد مین تخمیناً دو ہزار قصبہ اور قریہ آباد ہوئے تھے اور سنتیس فرزند اس سے باقی رہے جیسا دلدار ارشد اسکا مہاراج جانشین ہوا **ذکر مہاراج ولد کشن کی حکومت کا** جب مہاراج نے سرداران قوم اور بھائیون کے اتفاق سے تخت حکومت پر قدم رکھا اپنے باپ سے کہین بہتر اور بیشتر ملک کی آبادی اور سلطنت کے نظم و نسق مین کوشش کی اور جو لوگ کہ پورب کی اولاد سے تھے امارت اور حکومت کا امر رجوع کیا اور فرقہ کہ برہمن کی نسل سے تھا وزارت اور عہدۂ تحریر اور نجوم اور طبابت پر مقرر فرمایا اور ایک گروہ کو کشت و زراعت پر نصب کیا اور ایک قوم کو امر انواع حرفہ اور پیشہ کا نافذ ہوا اور مہاراج نے زراعت کی تکثیر مین اسقدر سعی کی کہ اکثر ولایت جو ہندوستان سے دور دست تھین وہ بھی آباد ہوئین پھر بلدۂ بہار کو آباد کیا اور اہل علم و فضل کو اطراف اور اکناف سے طلب کر کے اُس شہر مین متوطن فرمایا اور معابد اور مدارس شہر بہت تیار کروائے اور حاصل اُس حدود کا ماباکو وقف کیا اور سنیاسی اور جوگی اور برہمن ساتھ فائدہ رسانی اور استفادہ کسب علمی کے مشغول ہوئے اور ایام سلطنت نے اسکے سات سو برس کا زمانہ کھینچا ہند کی مملکت نے رواج اور رونق پکڑی اور مہاراج ہند مین جمشید اور فریدون کے مرتبہ پر فائز ہوا اور امور سلطنت کے استحکام اور رفاہ اور آسودگی سپاہ اور رعیت کے واسطے ضوابط اور قواعد نیک کہ اُنمین سے بعض اب بھی معمول ہین وضع کیے اور ہر طائفہ کو کہ

مثل راٹھور اور چوہان اور پوار وغیرہ ہین ساتھ بزرگ نام اُس قوم کے موسوم کیا اور شاہان ایران سے ہمیشہ طریقہ محبت اور وداد مسلوک رکھتا تھا لیکن آخرکار اُسکا بھتیجا رنجیدہ ہوکر فریدون کی خدمت مین حاضر ہوا اور فریدون نے گرشسپ بن اطرود کو مع سپاہ جنگی اُسکی کمک کو تعین فرمایا اور جب گرشسپ بن اطرود نے دیار ہند مین داخل ہوکر بہت سی خرابیان اُس دیار مین پہونچائین اور تاخت اور تاراج کا عرصہ دس برس کھینچا مہاراج نے قدرے ولایت اپنے بھتیجے کو دیکر رضامند کیا اور پیشکش خوب اور تحائف مرغوب گرشسپ کے ہمراہ فریدون کے واسطے ارسال کیے اور مہاراج کے اخیر عہد مین سنگلدیپ اور کرناٹک کے زمینداروں نے یورش کرکے دکن کے حاکم کو جسکا نام شیورے تھا نکالدیا اور اُسنے مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوکر استغاثہ کیا مہاراج نے اپنے صاحبزادۂ مسمےٰ ارشد کو مع سپاہ گران اور فیلان کوہ توان شیوراے کے ہمراہ روانہ کیا اور زمینداردکن کے بھی اتفاق کرکے بشوکت وعدت تمام صف آراہوئے اور جنگ عظیم اور معرکۂ شدید واقع ہوا اور مہاراج کا بیٹا اس معرکہ مین مارا گیا اور افواج کمکی اور شیوراے اپنے سردار کے مارے جانے سے بدحواس ہوا اور ساز وسلب اور گھوڑے ہاتھی چھوڑکر خستہ اور مجروح وادی کی طرف بھاگ گیا اور مہاراج یہ خبر وحشت اثر سنکر سانپ کی طرح پیچتاب کرکے ہاتھ افسوس کا دندان تحسر سے کاٹنے لگا اسواسطے اس زمانے مین کوئی زمیندار ان جزائر دوردست سے مثل راجہ تلنگ اور پیکو اور ملیبار کو بھی قوت سرتابی اور نافرمانی کا یارا نتھا پہ جانے زمینداران دکن اور اسکے سوا اس عرصہ مین سام نریمان ایران کے فرمانروا کی طرف سے ہندوستان کے لینے کے واسطے پنجاب مین آیا تھا اور مال چند سپہ سالار ہند کا خاص لشکر ہمراہ لیکر اس مقابلہ کو روانہ ہوا تھا جو کہ صبر کے سوا چارہ نتھا لہذا مالچند نے ایلچیان چرب زبان کے ذریعہ سے زر وجواہر اور پیلان کوہ پیکر بھیجے اور ملک پنجاب دینے پر سام نریمان سے صلح کرکے مراجعت کی اور بعض یہ بھی کہتے ہین کہ فریدون کے عہد سے پھر پنجاب شاہان عجم کے تصرف مین رہا اور گرشسپ کی اولاد کہ رستم اور اسکے آباواجداد سے مراد ہی پنجاب اور کابل اور زابل اور سند اور نیمروزان کی جاگیر تھی اور مالچند کہ سپہ سالار باشکوہ تھا اور مالوہ کی مملکت اسکے نام پر اشتہار پائی مہاراج کی خدمت مین پہونچنے کے بعد بسبیل استعجال اور صلابت اور شوکت کے ساتھ دکن کی طرف متوجہ ہوا اور مخالف اسکے فوج کشی کی خبر سنتے ہی نبات النعش کی طرح متفرق اور پریشان ہوئے اور مالچند اُنکا تعاقب کرکے اس گروہ کو تہ تیغ رکھکر اُسکا نام ونشان باقی نہ رکھا اور جابجا تھانے مقرر کرکے پلٹا اور اثنار راہ مین گوالیار اور بیانہ کا قلعہ احداث کیا اور مالچند علم راگ کہ موسیقی ہندی تلنگانہ اور ملک دکن سے لایا اور جو کہ مالچند اکثر اوقات گوالیار کے قلعہ مین رہتا تھا اس مقام مین کلاوتون موسیقی دان کی نسل سے کہ ہمراہ لایا تھا اولاد کثرت سے بہم پہونچی اور علم راگ نے وہان بخوبی رواج پایا اور مہاراج سات سو برس کے بعد رخت ہستی باندھکر ملک عدم کی طرف راہی ہوئے اور چودہ فرزند اُنسے یادگار رہے اور کیشوراج کہ خلف الصدق تھا ہندوستان کے تخت اعظم پر قدم رکھا

تذکرہ کیشوراج بن مہاراج کی حکومت کا

کیشوراج نے ابتداے سلطنت مین ہر ایک بھائی کو ایک سمت روانہ کیا اور آپ بلدۂ کالپی کے راستہ سے گوندوارہ مین داخل ہوئے اور سرحد دکن سے سنگلدیپ کی حدود تک سیر اور تفحص فرمائی اور سرکش راؤن سے پیشکش لیکر طوائف انام کے نظم ونسق کے بارہ مین مساعی موفورہ بجالائے لیکن مراجعت کے وقت دکن کے زمینداروں نے اتفاق کرکے مخالفت کا نشان بلند کیا اور روز بروز قوت اور کثرت انکی زیادہ ہوئی اور یہ حوصلہ ہوا کہ کیشوراج کے

عالم نے چھ بیٹے عطا فرمائے ایک ہند اور دوسرا سندھ تیسرا حبش چوتھا افرنج پانچوان ہرمز چھٹا بویہ اور ممالک مذکورہ انکے نام سے موسوم ہوئے لیکن بیٹا ارشد کا حام کہ ہند نام رکھتا تھا ملک ہند کا ساتھ اُسکے موسوم ہی اسکی آبادی مین ہمہ تن مصروف ہوا اور اُسکا بھائی سند ملک سند مین فروکش ہوا شہر ہٹھا اور ملتان اپنے فرزندون کے نام بنا کیا اور ہند کے چار فرزند پیدا ہوئے اُنمین ایک پورب نام رکھتا تھا اور دوسرا بنگ اور تیسرا دکن اور چوتھا نہروال اور ہر ایک ملک اور دیار کہ بالفعل ہر ایک کے نام پر مشہور ہین آباد کیے اور دکن بن ہند کے تین فرزند متولد ہوئے دکن کا ملک انھین قسمت کیا اُنکا نام مرہٹ اور کنہر اور تلنگ تھا اور ابتک یہ تین قومین دکن مین انھین کی نسل سے موجود ہین اور نہروال کے بھی تین فرزند موجود ہوئے بہروج اور کنباج اور مال راج انکا نام رکھا اور چند شہر انکے نام پر آباد کیے اور بنگ کے بھی لڑکے پیدا ہوئے بنگالہ کا ملک انکے سبب سے معمور ہوا اور پورب بن ہند کا کہ فرزند ارشد تھا حق تعالے نے اُسے بیالیس ۴۲ فرزند عنایت فرمائے اور تھوڑے عرصہ مین اُنکی اولاد کثرت سے ہوئی اُسوقت ایک کو اپنے درمیان سے ملک کے انتظام کے واسطے سردار کیا اور نام اسکا کشن تھا ذکر کشن کی حکومت کا مخفی نہ رہے کہ ملک ہندوستان مین اول جس شخص نے قدم مسند حکومت پر رکھا کشن تھا اور یہ کشن وہ نہین ہے کہ جو مشہور ہوا اور اہل ہند نے اُسکے حال مین افسانہاے بدیع اور حکایات دور از کار تیار کیے ہین اور اُسکی معبودیت کے قائل ہین یہ کشن ایک مرد عاقل اور فرزانہ اور شجاع اور مردانہ تھا اور جو کہ عظیم الجثہ تھا کوئی گھوڑا متحمل اُسکی سواری کا نہ ہوتا تھا اُسنے اپنی عقل کی تیزی اور اندیشۂ صحیح سے فرمایا تو اُسکے کارندے پیل وحشی کو زنجیر فکر سے دام عقل کے زور سے کھو مین گرفتار کر لائے اور حسن تدبیر سے اُسکی وحشت دور کر کے رام کیا اُسوقت کشن اُسپر سوار ہوا اور اُسی کے عہد مین ایک شخص برہمن نام نسل بنگ بن ہند سے کہ عقل و فراست مین اپنا نظیر نرکھتا تھا ظاہر ہوا کشن نے اُسے منصب وزارت پر سرفراز فرمایا اور اکثر صناعات مثل درودگری اور آہنگری برہمن کی دانش سے پیدا ہوئے اور بعضون کا یہ بھی قول ہے کہ لکھنے اور پڑھنے کا بھی وہی موجد ہوا اور اُس زمانہ کے اوائل مین جو شہر کہ ملک ہند مین معمور ہوا وہ بلدۂ اودھ تھا اور کشن کہ طہور سب کا ہمعصر تھا اور چار سو سال حکومت کر کے جہان فانی کو پدرود کیا اور اُسکے عہد مین تخمیناً دو ہزار قصبہ اور قریہ آباد ہوئے تھے اور سنتیس ۳۷ فرزند اس سے باقی رہے جیسا دلدار ارشد اسکا مہاراج جانشین ہوا ذکر مہاراج ولد کشن کی حکومت کا جب مہاراج نے سرداران قوم اور بھائیون کے اتفاق سے تخت حکومت پر قدم رکھا اپنے باپ سے کہین بہتر اور بیشتر ملک کی آبادی اور سلطنت کے نظم و نسق مین کوشش کی اور جو لوگ کہ پورب کی اولاد سے تھے اُنکو وارث اور حکومت کا امر مجتمع کیا اور فرقہ کہ برہمن کی نسل سے تھا وزارت اور عہدۂ تحریر اور نجوم اور طبابت پر مقرر فرمایا اور ایک گروہ کو کشت و زراعت پر نصب کیا اور ایک قوم کو امر انواع حرفہ اور پیشہ کا نافذ ہوا اور مہاراج نے زراعت کی تکثیر مین اسقدر سعی کی کہ اکثر ولایت جو ہندوستان سے دور دست تھین وہ بھی آباد ہوئین پھر بلدۂ بہار کو آباد کیا اور اہل علم و فضل کو اطراف اور اکناف سے طلب کر کے اُس شہر مین متوطن فرمایا اور معابد اور مدارس شہر بہت تیار کروائے اور حاصل اُس حدود کا طلبا کو وقف کیا اور سنیاسی اور جوگی اور برہمن ساتھ فائدہ رسانی اور استفادہ کسب علمی کے مشغول ہوئے اور ایام سلطنت نے اسکے سات سو برس کا زمانہ کھینچا ہند کی مملکت نے رواج اور رونق پکڑی اور مہاراج ہند مین جمشید اور فریدون کے مرتبہ پر فائز ہوا اور امور سلطنت کے استحکام اور رفاہ اور آسودگی سپاہ اور رعیت کے واسطے ضوابط اور قواعد نیک کہ اُنمین سے بعض اب بھی معمول ہین وضع کیے اور ہر طائفہ کو کہ

مثل راٹھور اور چوہان اور پوار وغیرہ ہین ساتھ بزرگ نام اُس قوم کے موسوم کیا اور شاہان ایران سے ہمیشہ طریقہ محبت اور وداد مسلوک رکھتا تھا لیکن آخرکار اُسکا بھتیجا رنجیدہ ہوکر فریدون کی خدمت مین حاضر ہوا اور فریدون نے گرشسپ بن اطرود کو مع سپاہ جنگی اُسکی کمک کو تعین فرمایا اور جب گرشسپ بن اطرود نے دیار ہند مین داخل ہوکر بہت سی خرابیان اُس دیار مین پہونچائین اور تاخت اور تاراج کا عرصہ دس برس کھینچا مہاراج نے قدرے ولایت اپنے بھتیجے کو دیکر رضامند کیا اور پیشکش خوب اور تحائف مرغوب گرشسپ کے ہمراہ فریدون کے واسطے ارسال کیے اور مہاراج کے اخیر عہد مین سنگلدیپ اور کرناٹک کے زمینداروں نے یورش کرکے دکن کے حاکم کو جسکا نام شیورائے تھا نکالدیا اور اُسنے مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوکر استغاثہ کیا مہاراج نے اپنے صاحبزادۂ مسمےٰ ارشد کو مع سپاہ گران اور فیلان کوہ توان شیورائے کے ہمراہ روانہ کیا اور زمینداردکن کے بھی اتفاق کرکے بشوکت وعدت تمام صف آرا ہوئے اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور مہاراج کا بیٹا اس معرکہ مین مارا گیا اور افواج لنکی اور شیورائے اپنے سردار کے مارے جانے سے بدحواس ہوا اور ساز وسلب اور گھوڑے ہاتھی چھوڑکر خستہ اور مجروح وادی کی طرف بھاگ گیا اور مہاراج یہ خبر وحشت اثر سنکر سانپ کی طرح پیچتاب کرکے ہاتھ افسوس کا دندان تحسر سے کاٹنے لگا اسواسطے اس زمانے مین کوئی زمیندار ان جزائر دوردست سے مثل راجہ تلنگ اور پیگو اور ملیبار کو بھی قوت سرتابی اور نافرمانی کا یارا نتھا پہ جانے زمینداران دکن اور اسکے سوا اس عرصہ مین سام نریمان ایران کے فرمانروا کی طرف سے ہندوستان کے لینے کے واسطے پنجاب مین آیا تھا اور مال چند سپہ سالار ہند کا خاص لشکر ہمراہ لیکر اس مقابلہ کو روانہ ہوا تھا جو کہ صبر کے سوا چارہ نتھا لہذا مالچند نے ایلچیان چرب زبان کے ذریعہ سے زر وجواہر اور پیلان کوہ پیکر بھیجے اور ملک پنجاب دینے پر سام نریمان سے صلح کرکے مراجعت کی اور بعض یہ بھی کہتے ہین کہ فریدون کے عہد سے پھر پنجاب شاہان عجم کے تصرف مین رہا اور گرشسپ کی اولاد کہ رستم اور اسکے آباواجداد سے مراد ہی پنجاب اور کابل اور زابل اور سند اور نیمروزان کی جاگیر تھی اور مالچند کہ سپہ سالار باشکوہ تھا اور مالوہ کی مملکت اسکے نام پر اشتہار پائی مہاراج کی خدمت مین پہونچنے کے بعد بسبیل استعجال اور صلابت اور شوکت کے ساتھ دکن کی طرف متوجہ ہوا اور مخالف اسکے فوج کشی کی خبر سنتے ہی نبات النعش کی طرح متفرق اور پریشان ہوئے اور مالچند اُنکا تعاقب کرکے اس گروہ کو تہ تیغ رکھکر اُسکا نام ونشان باقی نہ رکھا اور جابجا تھانے مقرر کرکے پلٹا اور اثنار راہ مین گوالیار اور بیانہ کا قلعہ احداث کیا اور مالچند علم راگ کہ موسیقی ہندی تلنگانہ اور ملک دکن سے لایا اور جو کہ مالچند اکثر اوقات گوالیار کے قلعہ مین رہتا تھا اس مقام مین کلاوتون موسیقی دان کی نسل سے کہ ہمراہ لایا تھا اولاد کثرت سے بہم پہونچی اور علم راگ نے وہان بخوبی رواج پایا اور مہاراج سات سو برس کے بعد رخت ہستی باندھکر ملک عدم کی طرف راہی ہوئے اور چودہ فرزند اُنسے یادگار رہے اور کیشوراج کہ خلف الصدق تھا ہندوستان کے تخت اعظم پر قدم رکھا

تذکرہ کیشوراج بن مہاراج کی حکومت کا ۔ کیشوراج نے ابتداے سلطنت مین ہر ایک بھائی کو ایک سمت روانہ کیا اور آپ بلدۂ کالپی کے راستہ سے گونڈہ وارہ مین داخل ہوئے اور سرحد دکن سے سنگلدیپ کی حدود تک سیر اور تفحص فرمائی اور سرکش راؤن سے پیشکش لیکر طوائف انام کے نظم ونسق کے بارہ مین مساعی موفورہ بجالائے لیکن مراجعت کے وقت دکن کے زمینداروں نے اتفاق کرکے مخالفت کا نشان بلند کیا اور روز بروز قوت اور کثرت انکی زیادہ ہوئی اور یہ حوصلہ ہوا کہ کیشوراج کے

مقابلہ کو آئے کیشوراج نے ازراہ دوراندیشی کے قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھی اور صلح کا پیغام درمیان مین لاکر معاودت فرمائی اور عریضہ مع پیشکش فراوان منوچہر کی خدمت مین ارسال کرکے کمک طلب کی منوچہر نے حسب استدعا سام نریمان کو فوج جرار سے روانہ کیا کیشوراج نے موضع جالندھر تک استقبال کیا اور لوازم ضیافت پیش پہونچائے اور سام نریمان کے ہمراہ دکن کی طرف روانہ ہوا دکن کے راؤ فوج ایرانی کی ہیبت سے پریشان ہوئے اور دکن کا ملک پھر ہند کے راجہ کے تصرف مین آیا اُسکے بعد کیشوراج سام نریمان کے شرایط خدمت بجالانے کے بعد پنجاب کی سرحد تک بطریق مشایعت ہمراہ گیا اور تحف و ہدایا منوچہر کے واسطے ارسال کرکے خود بلدہ اودھ مین آیا اور چتر عدالت کا سایہ سکنۂ ہند کے سر پر ڈالکر خلایق کو مرفہ الحال اور فارغ البال فرمایا اور دو سو اور بیس برس کے بعد اسکی سلطنت آخر ہوئی اور بڑا بیٹا اُسکا فیروزراے جانشین ہوا **ذکر فیروزراے ولد کیشوراج کی حکومت کا** - جو کہ فیروزراے علم شاستر ہندی یعنی کتب علمی سے وقوف تام اور بہرہ وافی رکھتا تھا علما اور فضلا کی صحبت اختیار کرکے سواری اور لشکر کشی یکقلم برطرف کی اور مدار سلطنت اہل فضل اور ارباب کمال پر منحصر کرکے زر کثیر فقرا اور مستحقین کو پہونچاتا تھا اور دو مرتبہ بلدۂ بہار مین جاکر خیرات بیشمار کی بلدۂ منیر اسیکے عہد مین احداث ہوا اور وہ امر نا شایستہ کہ اس سے واقع ہوا یہ تھا کہ جب سام نریمان کے فوت سے ایک ضعف منوچہر کی سلطنت مین ظاہر ہوا اور افراسیاب کہ فرصت کا موقع دیکھتا تھا اُسپر فوج کھینچکر غالب ہوا فیروزراے نے منوچہر اور سام نریمان کے حقوق طاق نسیان پر چھوڑکر پنجاب پر فوج کشی کی اور وہ ملک زال بن سام نریمان کے قبضۂ تصرف سے برآوردہ کرکے جالندھر کو اپنا دارالملک بنایا اور ایلچی افراسیاب کی خدمت مین روانہ کیے اور آپ کو اُسکے خیرخواہان کے زمرہ مین شمار کیا کیقباد کے عہد تک پنجاب ہند کے راؤن کے تصرف مین تھا لیکن جب جہان کے پہلوان رستم دستان نے پہلوانی کی مسند کو اپنے وجود سے مزین کیا پنجاب کے استرداد کے واسطے ہند کی طرف متوجہ ہوا فیروزراے تاب صدمۂ رستمی نہ لایا ہزیمت کی باگ ترہت کے پہاڑون کی طرف معطوف کی اور جب رستم سند اور ملتان اور پنجاب کو زیر نگین کرکے ترہت کی سمت روانہ ہوا فیروزراے نہایت ہراسان ہوا بھاگ کر چھپا رکھنڈ اور کونڈھ وارہ کے پہاڑون پر دم لیا اور اپنے آفتاب سعادت کو زوال مین دیکھکر اُسی عرصہ مین اپنی نقد جان قابض ارواح کے سپرد کی اسکی حکومت کے ایام پانسو اور سینتیس ۳۵ برس تھے **شرح تفویض کرنا رستم کا دارا کے ہند سورج کو** منقول ہے کہ جب فیروزراے کے فوت کی خبر رستم کو پہونچی بسبب بے حقوقی اور بیوفائی کے کہ راے مذکور سے واقع ہوئی تھی جہان کے پہلوان نے یہ چاہا کہ اسکے فرزند بھی مسند حکومت پر متمکن نہون پھر ہند کے ایک سردارون مین سے کہ سورج نام رکھتا تھا اور اس عرصہ مین وہ اُسکی خدمت مین آمد و شد رکھتا تھا ہندوستان کے تخت پر بٹھایا اور خود ایران کی طرف متوجہ ہوا اور سورج استقلال تام حاصل کرکے پادشاہ عظیم الشان ہوا اور دریاے بنگالہ کے مساحل سے دکن کی سرحد تک تمام حکام اور عمال اُسنے بٹھلائے اور عمارت اور زراعت کے بارہ مین تاکید اکید اور قدغن بلیغ پہونچائی اور اسکے عہد مین ایک برہمن چھارکھنڈہ کی طرف سے اسکی ملازمت مین حاضر ہوا جو کہ برہمن مذکور علوم عربیہ اور سحر مین واقف اور دانا تھا سورج کے مزاج مین تصرف تمام پہونچاکر بت پرستی کا معاملہ تعلیم کیا **بیان شیوہ بت پرستی کے رواج کا** - کہتے ہین کہ ہندو نے جیساکہ اپنے پدر حام بن نوح علیہ السلام سے مشاہدہ اور معائنہ کیا تھا خالق بیچون کی طاعت اور عبادت مین

مصروف رہتا تھا اور اسکے فرزند بطناً بعد بطن اُسکی پیروی کرتے تھے یہان تک کہ مہاراج کے عہد مین ایک شخص ایران کی طرف سے آیا اور آفتاب کی پرستش کا رہنمون ہوا اور اس پرستش کے مروج ہونے سے بعضے ستارہ پرست اور آتش پرست بھی ہوئے لیکن جب بت پرستی کی رسم ظاہر آئی سب سے زیادہ ترشائع ہوئی کسواسطے اس برہمن نے سورج سے یہ فہمایش کی کہ جو شخص اپنے بزرگ کی شبیہ چاندی اور سونے اور پتھر سے تیار کرکے پرستش کرے راہ صواب مین قدم رکھے اسوجہ سے خرد و بزرگ نے ہوس سے اپنے بزرگون کی شبیہ جو گذر گئے تھے تیار کرکے اُسکی پرستش مین قیام کیا اور سورج نے بلدۂ قنوج احداث کیا اور آپ گنگ کے ساحل پر بت پرستی مین مشغول ہوا اور خلائق بھی اپنے دل سے ہر ایک طرز خاص کرکے بت پرستی کرنے لگی جیسا کہ نو۹ے گروہ ہر ایک ساتھ ایک طریق کے بت پرستی کرتے تھے جب سورج بلدۂ قنوج کو پایۂ تخت قرار دیکر اکثر اوقات وہان سکونت اختیار کرتا تھا اور اسکے عہد مین قنوج کی آبادی پچیس کوس تک پہونچی تھی اور سورج دو سو اور پچاس برس تک حکومت کرکے قضاے الٰہی سے مرگیا اور وہ کیقباد کا معاصر تھا وہ ہر سال باج یعنی خراج بھیجتا تھا اور رستم دستان کے بھی حقوق کی رعایت کرکے اپنی خواہرزادی اُسکے حبالۂ نکاح مین لایا تھا اور ہمیشہ تحفے اور ہدیے ارسال کرتا تھا اور سورج پینتیس۳۵ فرزند چھوڑکر فوت ہوا تھا اُسکا بڑا بیٹا مسمے بہراج اپنے باپ کا قائم مقام ہوا۔ تذکرہ بہراج ولد سورج کے راج کا۔ جب وہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا بلدۂ بہراج کو اپنے نام پر آباد کیا اور علم موسیقی مین برسون مشغول رہا اور بلدۂ بنارس کی آبادی مین کہ اُسکے باپ نے انتہاے عمر مین اُسکی بنا شروع کی تھی اور وہ ناتمام پڑی تھی جہد بلیغ اور کوشش موفورہ بہم پہونچائی اور اپنے بھائیون کو عزیز اور مکرم جانکر جاگیرین اُنکی شان کے لائق دیکر راضی اور خوش کیا اور بعض لوگ بھی کہتے ہین کہ بہراج نے اپنے بھائیون کو جو سورج کی صلب سے تھے راجپوت نام رکھا اور باقی فرقون کے بھی نام رکھے لیکن مہاراج کے ضوابط یعنی آئین ہاے قدیم کو کہ متضمن صلاح دولت تھے مختل کیا اور مملکت کا معاملہ نظم و نسق سے گرا اور ہر سمت ایک فتور اور سودا برپا ہوا از انجملہ کیدار نام ایک برہمن نے کوہستان کے راستون سے آنکر اُسپر خروج کیا اور جنگ عظیم اور حرب و ضرب کے بعد غالب ہوا ہند کے سلطنت کی زمام اپنے ہاتھ مین لایا مدت بہراج کے حکومت کی چھتیس برس تھی۔ ذکر کیدار برہمن کی حکومت کا کہتے ہین جب اُسنے عروس مملکت ہند کو اپنے آغوش مین لیا اور جو کہ جہانداری کے حکم سے خوب ماہر تھا بادشاہ بزرگ ہوا اور کیکاؤس اور کیخسرو کی اطاعت کا زین پوش اپنے دوش سے نہ اُتارا اور تحف و تحائف اُسکے حضور بھیجتا رہا اور کالنجر کا قلعہ اُسنے بناکر کے انجام کو پہونچایا اور اُسکے اخیر عہد مین شنکل نام ایک زبردست نے کوچ نواح سے خروج کیا اول ملک بنگ اور بہار پر متصرف و قابض ہوا اور جمعیت کثیر اور انبوہ غفیر بہم پہونچاکر کیدار سے مکرر سخت لڑائیان کرکے غالب اور فائق ہوا اس سبب سے کیدار کی مدت حکومت اُنیس۱۹ برس تھی۔ ذکر شنکل کی حکومت کا۔ اُسکے بعد شنکل تخت حکومت پر بیٹھا اور اُسنے شوکت و حشمت کے لوازم مین نہایت کوشش کی اور شہر لکھنؤ کہ معروف و مشہور ساتھ کور کے ہو اُسنے احداث کیا اور وہ شہر دو ہزار برس تک بنگ کا دارالملک تھا لیکن امیر تیمور کی اولاد صاحبقران کے عہد مین ویران ہوا اور اُسکے بدلے بلدہ ڈانڈہ نشیمن گاہ حکام ہوا اور شنکل چار ہزار فیل کوہ تمثیل اور لاکھ سوار جرار اور چار لاکھ پیادہ جنگی بہم پہونچائے اور طریق نخوت اور غرور کا کہ بدترین افعال ہے اُسکے سر بمغز مین جاگزین ہوا

اور اسی عرصہ مین جب افراسیاب نے ایلچی باج اور خراج کے طلب مین بھیجا اُسنے اہانت اور زجر سے اُسے دربار سے نکلوادیا افراسیاب اس حرکت سے نہایت غضبناک ہوا اور پیران ویسہ کو کاسکا سپہ سالار تھا پچاس ہزار ترک خونخوار سے ہندوستان کی طرف رخصت کیا اور شنکل نے بھی علم جسارت بلند کرکے ایک حشر عظیم برپا کیا اور باطمینان کمال اُسکے مقابلہ کے واسطے پیش قدمی کی اور کوچ کے پہاڑون مین جو بنگالہ کی سرحد کے نزدیک واقع ہین جاکر سمکھ ہوا اور دو شبانہ روز تک تنور جنگ گرم اور لڑائی قائم رہی ترکون نے داد جوانمردی اور شجاعت دیکر پچاس ہزار مرد مقابل شنکل کی طرف کے تیغ قہر سے ہلاک کیے لیکن دشمن کی کثرت اور انبوہ سے کچھ پیش رفت نہ گیا اور انکی طرف کے بھی تیرہ ہزار مرد اہل نبرد کام آئے عاقبت الامر اثر ضعف ترکون کے چہرہ حال سے ظاہر اور ہویدا ہوا نا چار تیسرے دن جنگ سے پہلوتہی کی اسواسطے کہ ولایت انکی دور تھی اور غنیم غلبہ کمال رکھتا تھا پاے ثبات جگہ سے ہلگیا اور بھاگ کر اس نواح کے پہاڑون مین دم لیا اور ایک جگہ مستحکم اور سنگین بہم پہونچائی اور پیران ویسہ نے جوانان جنگجو کے اتفاق سے عریضہ مفصل حقیقت حال تحریر کرکے افراسیاب کی خدمت مین روانہ کیا اور خود شب و روز ہنود کی حرب و ضرب مین مشغول رہا لیکن ہنود اطراف و جوانب سے ہجوم کرکے دلیرانہ حملہ آور ہوتے تھے ترک تیر سندان گداز سے انھین زخمی کرتے تھے اور حیران تھے کہ اس امر کا انجام کہان تک پہونچیگا۔ **تذکرہ افراسیاب کے ہند مین آنے کا اور رہا کرنا پیران ویسہ کو** دشمنون کے نرغہ سے منقول ہو کہ افراسیاب اُن روزون مین کہ پیران ویسہ ہنود کے نرغہ مین مبتلا تھا شہر گنگ دژ مین کہ خطا اور ختن کے راہ مین واقع ہے اور شہر خان بالغ سے ایک مہینے کی راہ اُسطرف ہو وارد تھا جب اُسنے پیران ویسہ کے حال سے اطلاع پائی بسبیل استعجال ایک لاکھ سوار جرار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر اُسکی کمک کو روانہ ہوا اور چند روز مین قطع مسافت بعید کرکے اُس نواح مین پہونچا کہ شنکل نے اُسطرف کے راؤن کو فراہم کرکے حشر برپا کیا تھا اور سب طرف سے پیران ویسہ پر نقطۂ پرکار کی طرح محاصرہ کرکے تنگ کیا تھا آتے ہی بلا توقف برق کی طرح سے حملہ آور ہوا ہنود کے دل پر اُسکا خوف و ہراس اسقدر چھایا اور انکی جمعیت کہ عقد ثریا کی طرح متفق تھی نبات النعش کے مانند پریشان ہوئی اور بدحواسی مین تمام اسباب و سامان اور مال و متاع چھوڑکر راہ فرار نامی اور پیران ویسہ ضیق محاصرہ سے نجات پاکر افراسیاب کے شرف خدمت مین مشرف ہوا اور افراسیاب شنکل کے تعاقب مین روانہ ہوا جو شخص اسکے روبرو آتا تھا تیغ بیدریغ سے اُسکا کام تمام کرتا تھا اور شنکل اسکے پنجۂ قہر سے نجات پاکر بنگ کی ولایت مین پہونچا اور شہر لکھنؤ مین داخل ہوا اور ترکون کے تعاقب سے ایک روز سے زیادہ تر مجال توقف نہ پائی وہان سے بھی ترہت کے پہاڑون پر بھاگا اور ترکون نے لوٹ کی جھاڑو سے بنگ کی سلطنت جھاڑکر بالکل بھنگ لی یعنی آبادی کا اثر مطلق نہ چھوڑا اور اُسکے بعد افراسیاب نے شنکل کا سراغ بہم پہونچاکر اُسطرف جانے کا ارادہ کیا شنکل مضطرب اور پریشان ہوا آخر کو مردمان عقیل اور فہیم کو افراسیاب کی خدمت مین روانہ کرکے پیغام دیا کہ اگر آپ میری خطا و تقصیر معاف فرمائیے پابوسی کے واسطے حاضر ہون افراسیاب نے اسکی عرض قبول فرمائی اور شنکل بے تیغ اور کفن پہنکر اسکی خدمت مین دوڑکر التماس کی کہ مجھے اپنے ہمراہ رکاب توران کی ولایت مین لیچلیئے افراسیاب کو اُسکی حسن عقیدت پسند آئی اور مسند راج پر اُسکے فرزند کو بٹھایا اور شنکل کو اُسکی درخواست کے موافق اپنے ہمراہ لیگیا اور وہ بھی ذوق شوق سے اُسکی خدمت مین حاضر رہتا تھا یہانتک ہماوران کی جنگ مین رستم کے ہاتھ سے قتل ہوا

(۱۲) شنکل

شنکل کے حکومت کی تعداد چونسٹھ برس تھی **بیان راج دینا افراسیاب کا بربہت ابن شنکل کو** بربہت راجہ عابد اور سیر چشم اور نیک اندیش اور خوش خلق تھا حاصل اپنے ممالک محروسہ کا جو گڈھی سے مالوہ کی سرحد تک تھا اُسمین سے تیسرا حصہ خیرات کرتا تھا اور دوسرا حصہ اپنے باپ شنکل کے مصارف لابدی اور افراسیاب کے پیشکش کے واسطے بھیجتا تھا اور ایک حصہ سپاہ اور دواب مین صرف کرتا تھا اسواسطے اُسکا لشکر کم ہوا اور مالوہ کا راجہ کہ اسکا مطیع اور مالگذار تھا اس کی اطاعت سے سرتاب ہوا اور گوالیار کا قلعہ اسکے گماشتون کے تصرف سے برآوردہ کیا اور راجہ بربہت نے بھی قلعۂ رہتاس بنا کیا اور بتخانہ عظیم تیار کرکے وہان طاعت مین مشغول رہتا تھا اس سے پھرلا اور بربہت بھی اکاسی برس حکومت کرکے فوت ہوا جو کہ لاولدی سے فرزند رشید نہ رکھتا تھا اسواسطے قنوج کے نواح مین کہ دارالراج تھا ہرج ومرج ظاہر ہوا اور ایک شخص مہراج نام قوم کچھواہہ نے زمین ماڑواڑ سے خروج کیا اور بلدۂ قنوج پر متصرف ہوکر بادشاہ ہوا۔ **تذکرۂ مہراج کچھواہہ کے راج کا**۔ مہراج کچھواہہ نے جب مدت کے بعد مکنت اور قوت تمام بہم پہونچائی ولایت نہروالہ پر فوج کشی کی اور اس ملک کو وہان کے زمیندارون کے ہاتھ سے کہ اکثر انمین اہیر یعنی گاے چرانے والے تھے بزور شمشیر چھین لیا اور دریاے شور کے کنارے عوام کے آمدوشد کے واسطے بنادر بنا احداث کیے اور کشتیان تیار کروائین اور اُنھین دریامین ڈالکر واپس آیا اور چالیس برس سلطنت کرکے رخت ہستی باندھا اور یہ راجہ گشتاسپ کا معاصر تھا اور ہر سال پیشکش بھیجتا تھا

بیان کیدراج کی حکومت کا۔ کیدراج خواہرزادہ یعنی بھانجا مہراج کا ہی حسب الوصیت جانشین ہوا جو کہ اس عرصہ مین رستم دستان قتل ہوا تھا اور چند مدت پنجاب مین حاکم صاحب قدرت نہ تھا اسطرف لشکرکش ہوکر بسہولت وآسانی تمام اسپر متصرف ہوا اور چندے شہر بہیرہ کہ وہ شہرہاے قدیم سے ہی اقامت کی اور قلعۂ جموتیار کیا اور اپنے عزیزونمین سے ایک کوکہ وہ قوم کھکران سے تھا اور اسکا نام درک تھا وہان کا حاکم کیا اور اُسوقت سے آج تک وہ قلعہ اس قوم کے قبضہ مین ہے اور ایک مدت کے بعد قوم کھکران اور جو[1] بہیہ کہ پنجاب کے معتبر زمیندارون سے تھی مردمان صحرانشین اور پہاڑیون سے کہ کابل اور قندھار کے مابین رہتے تھے جمعیت کرکے کیدراج پر فوج کش ہوئے اور اُسنے عاجز ہوکر وہ ملک انھین کے قبضہ مین واگذاشت کیا اور اسوقت سے یہ قوم پراگندہ ہوئی اور ہر ایک پہاڑ پر جو سردار تھا اُسے زیر کرکے اس مقام پر آپ متصرف ہوئی ظاہرا یہ وہی قوم افغان ہی کہ اب جو موجود ہین اور کیدراج کے راج کی مدت تینتالیس برس تھی۔ **تذکرۂ جیچند کے راج کا**۔ یہ جے چند کیدراج کا سپہ سالار تھا قدرت پاکر تخت ریاست پر قدم رکھا اور اسکے عہد مین قحط عظیم پڑا جو کہ وہ خاندان سلطنت سے نہ تھا بندگان خدا کی کہ ودائع بدائع خالق ہین پروا نہ کرکے بلدۂ بیانہ مین عیش وعشرت مین مشغول ہوا اور خلق کثیر سپاہ اور رعیت سے ہلاک اور تلف ہوئی اور اکثر قصبہ اور قریہ ویران ہوئے اور اسکی بے پروائی کی جہت سے ہندوستان سالہا سال حالت اصلی پر نہ آیا اور بے رونق رہا اور جیچند بعد ساٹھ برس حکومت کے ملک عدم کی طرف راہی ہوا اور وہ بہمن اور داراب کا ہمعصر تھا اور ہر سال پیشکش ارسال کرتا تھا اور ایک فرزند خرد سال اس سے باقی رہا اسکی مان اسے تخت پر بٹھاکر خود متکفل اور متصدی امر سلطنت ہوئی لیکن جے چند کے بھائی نے کہ اسکا نام دہلو تھا سردارون سے اتفاق کرکے جے چند کے فرزند کو درمیان سے اُٹھاکر گلو بند سلطنت کا اپنے گلے مین ڈالا۔ **تذکرہ راجہ دہلو کے خروج کا**۔ واضح ہو راجہ دہلو

[1] جو بہیہ

نہایت شجاع اور دلیر اور خلق پر مشفق اور مہربان تھا اور ہمگی ہمت اسکی اس امر مین مصروف تھی کہ بندگان خدا معرفہ اور آسودہ رہین اور بلدۂ دہلی اُسنے بنا اور آباد کیا تھا اور جب چالیس برس اسکی سلطنت کے آخر ہوئے فرزندے کہ کمایون کے راجاؤن سے خویشی کی نسبت رکھتا تھا اور کمایون مین رہتا تھا خروج کرکے اول کمایون کی ولایت پر مسلط اور متصرف ہوا اسکے بعد قنوج کے قلعہ پر آیا اور اس سے اور راجہ دہلو سے حرب عظیم اور جنگ شدید واقع ہوئی اور دہلو اسکے پنجۂ ظلم مین اسیر ہوا فور نے برفور اسے رہتاس کے قلعہ مین بھیجکر قید کیا۔ **تذکرہ راجہ فور کے راج کا**۔ راجہ فور اسکے بعد لشکر بنگ کی طرف روانہ کرکے دریاے اخضر تک متصرف ہوا اور راجہ عظیم الشان ہوا اور مورخون کا یہ بھی اتفاق ہے کہ فور کے مقابل کوئی راجہ بزرگ نہوا اور جو برخلاف راؤن کے گذرا پیشکش بھیجتا شاہان ایران کے واسطے یکقلم موقوف اور برطرف کیا اسکندر نے لشکر ہند پر کھینچا فور نے ہرگز فروتنی نہ کی اور سیاہ مورد بلخ سے افزون اپنے ہمراہ لیکر استقبال کرکے اسکے مقابل ہوا اور حدود سرہند مین مصاف عظیم کی اور تہ تیغ ہوا اور تہتر برس اسنے حکومت کی اور پر طبائع آفتاب شعاع مستنیران عالم کون ومکان کے پوشیدہ نرہے کہ مملکت دکن مین بھی راجہاے عظیم الشان اور عمائد زمان مثل کمچند کہ بلدۂ کنڑ بنا کیا اور مرج چند کہ قصبہ مرج اسکے نام پر موسوم ہے اور بجے چند کہ بلدہ بیجانگر کو آباد کرکے دارالراج دکن کیا اور علاوہ اسکے اور راے کہ شمار اُنکے نامون کا سبب تطویل ہی بہت تھے اور اس وقت کہ اسکندر رومی ہند مین آیا راجہ بیدر نام کہ راجہ بزرگ تھا اور بیدر کا قلعہ اسی کا ساختہ اور پرداختہ ہی اور قوم راج بیدر کہ اب ہی اور تمام فریق دکن مین شجاعت اور جوانمردی مین مشہور ومعروف ہین اسیکی نسل سے ہین اور دکن مین حسب نوبت تخت حکومت اور مسند ریاست پر متمکن ہوئے ہین سکندر کی آمد اور فور کے مقتول ہونے کی خبر سُنکر متوہم اور پریشان ہوا اور مال ومنال اور اعیال جو کچھ رکھتا تھا اپنی بیٹی کی معیت سے سکندر کے حضور ارسال کیا یہانتک کہ وہ اسکے حسن عقیدت سے راضی ہوا اور اسکے مملکت کے تسخیر کا خیال برطرف کرکے ایران کی طرف روانہ ہوا اور فور کے قتل ہونے اور سکندر کی معاودت کے بعد سنیسار چند نامے ہندوستان کی حکومت کی زمام اپنے ہاتھ مین لایا اور چند عرصہ مین تمام ہندوستان کو خار وخاشاک برہمی سے صاف کیا اور جو فور کا قتل ہونا اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا تھا سکندر کے خوف سے پیشکش ہر سال گودرز کی طلب سے پیشتر بھیجتا تھا اور اُن روزون گودرز ایران کی سلطنت پر مسلط تھا جب کہ ستر برس اسکی سلطنت کے آخر ہوئے جونہ نامے اسپر خروج کرکے غالب ہوا۔ **تذکرہ جونہ کے خروج کا**۔ بعضے راویون کا یہ قول ہے کہ جونہ فور کا بھانجا ہی اور جب تخت حکومت پر بیٹھا افعال پسندیدہ اور خصال برگزیدہ اظہار کرکے ملک کی آبادی مین مصروف ہوا اور گنگا اور جمنا کے کنارے قریات اور قصبات احداث فرمائے اور عدل و انصاف مین جہد بلیغ اور سعی موفورہ بجالایا اور آردشیر بابکان کا ہمعصر تھا اور جس سال کہ آردشیر بابکان ہند کی تسخیر کی عزیمت کرکے ہند کی سرحد پر آیا جونہ مضطرب ہوکر اُسکی خدمت مین حاضر ہوا اور زر وجواہر بیشمار اور بہت ہاتھی اژدہا کردار پیشکش کرکے رخصت ہوا اور قنوج مین آنکر مدت مدید استراحت کے بستر پر چین سے رہا اور نوے برس کے بعد اسکا پیمانۂ عمر آب بقا سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور بائیس فرزند اس سے باقی رہے اور خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا اسکا شمے کلیان چند قائم مقام ہوا۔ **ذکر راجہ کلیان چند کا**۔ وہ راجہ ظالم اور نہایت سفاک تھا کہ تھوڑے جرم پر بندگان خدا کی خونریزی کرتا تھا اور لوگون کو بیگناہ متہم کرکے مال ومنال لیتا تھا اور رعیت سے سخت طلبی اور زجر وشدت

تمام سے زر لگان تحصیل کرتا تھا لہذا رعایا اسکے ظلم و جور سے حیران و پریشان ہوئی اور جسطرف جسکے سینگ سمائے بھاگ گئی اور ہندوستان خراب ہوا اور قنوج کا پایہ تخت ایسا ویران اور برباد ہوا کہ راجہ کلیان چند کے پاس فوج اور رعایا قلیل رہی اور اسکے دربار کی رونق زائل ہوئی اور ہند کی سلطنت پر آشوب اور اطراف کے راجہ قوی اور عظیم الشان ہوئے پس راقم نے واجب جانا کہ انکا بھی احوال لکھے اور یقیدا سکا نہووے کہ احوال رایان ہند اور قنوج کا لکھنا چاہیئے اسواسطے راجہ بکرماجیت کا احوال کہ مالک مالوہ کی سلطنت کے تھے لکھتا ہے۔ **ذکر راجہ بکرماجیت کی حکومت کا کہ دادگستری مین شہرہ آفاق ہے** ۔ راجہ مزبور قوم پوار سے تھا نیک نہادی اسکی ہنود کے حکایات اور روایات سے کہ بطریق افسانہ کے مذکور اور مشہور ہے دریافت کرنا چاہیئے کہ اسواسطے راجہ بکرماجیت نے آغاز شباب مین فقیرانہ لباس پہنکر فقرا کے ہمراہ اکثر ممالک کی سیر کی تھی اور سخت ریاضتین اُنکی صحبت مین کھینچین جب سال اسکے عمر کا پچاس کو پہونچا سروش آسمانی کے سبب سے بادیۂ سپاہگری پر قدم رکھا جو کہ حکمت ازلی ساتھ اسکے متعلق تھی کہ وہ دولت عظمی اور اقبال کبرے مین فائز ہوا اور خلق اللہ جفا پیشہ راؤن کے پنجۂ ظلم و ستم سے نجات پاوین روز بروز اسکے کام نے درجہ بدرجہ ترقی اور افزونی پکڑی اور چند عرصہ مین ملک نہروالہ اور مالوہ اسکے حیطۂ تصرف مین آیا اور اسنے نیت حق طویت کی برکت سے عدل و داد کا فرش بچھایا اور چتر احسان کا سایہ ہر شہر و دیار کے سکنہ کے سرون پر ڈالکر اسقدر عدل مساعی جمیلہ پیش پہونچائے کہ مقناطیس جذب آہن یعنی لوہا کھینچنے کے خیال سے باز رہا اور کہربا نے دست تصرف کا دامن کاہ سے کوتاہ کیا اور ہنود کا اعتقاد وہ ہے کہ اسکی اہل دنیا کے حال کے سوا یہ حالت تھی کہ جو کچھ اسکے پیشگاہ ضمیر مین گذرتا تھا بیقصور نقصان یعنی ہو بہو وہی ظہور مین آتا تھا اور جو کچھ شب کو خیر و شر اور نفع و ضرر سے اسکے ممالک محروسہ مین سرزد اور واقع ہوتا تھا صبح کو بے خلل و فتور روز روشن کی طرح اُسپر روشن اور مبرہن ہوتا تھا اور باوصف سلطنت اور شوکت کے خلق خدا سے برادرانہ سلوک کرتا تھا اور اپنے مکان مین مٹی کے کوزہ اور بوریہ کے سوا نہ رکھتا تھا اور شہر اُجین اور قلعہ دھارا اسی کے عہد سعادت مہد مین آباد اور بنا ہوا اور بکرماجیت نے اسمین سکونت اختیار کی تھی اور اُجین مین مہاکال بتخانہ تیار کرکے براہمہ اور جوگیون کا وظیفہ مقرر کیا اور بتخانہ مین رہنے اور عبادت کرنے کا اشارہ فرمایا اور وہ اکثر اپنی اوقات خلق کی پرستش اور خالق کی پرستش مین بسر کرتا تھا اور اہل ہند اُسپر اعتقاد بہت رکھتے ہین اور افسانہاے غریب اور قصص عجیب اُسکے واسطے ساختہ اور پرداختہ کیے ہین اور تاریخ سال و ماہ اسکے دولت سے دفترون مین ثبت کرتے ہین اور حالت تحریر اس سطور تک کہ اصل کتاب کی تالیف سے مراد ہے کہ ۱۰۱۵ھ آخیر آئی اور پندرہ برس خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام کی ہجرت سے ہین ہنود کے حساب سے سمبت ۱۶۶۳ سولہ سو ترسٹھ بکرماجیت کے فوت سے آخر ہوئے اور راجہ بکرماجیت آردشیر کا معاصر ہوا ہے اور بعضون کا یہ بھی قول ہے کہ شاپور کا ہم عہد تھا اور اسکے آخر عہد مین مسمے سالباہن زمیندار دکن نے اُسپر خروج کیا اور دریاے نربدہ کے کنارے پر افواج طرفین نے آتش کارزار افروختہ کی عاقبت الامر سالباہن غالب اور بکرماجیت قتل ہوا اور اسکے ایام دولت کے بارہ مین بہت سی روائتین ہین اور جو کہ انمین سے کوئی اس قسم کی نہ تھی کہ عقل خردہ بین اُسے قبول کرے لہذا سکوت کیا اور بکرماجیت کے بعد مدت دراز تک مالوہ کا ملک حاکم عادل اور صاحب جود نہ ہونے کے سبب سے خراب رہا آخر کو راجہ بھوج نامے حکومت کی باگ اپنے دست قدرت مین لایا۔ **تذکرۂ راجہ بھوج کی حکومت کا** ۔ وہ بھی قوم پوار سے تھا اور عدالت اور سخاوت مین بکرماجیت کی پیروی کرتا تھا اور راتون کو تغیر وضع کرکے شہر کے گرد پھرتا تھا اور فقرا اور مساکین کے حال کی خبر لیتا تھا

اور ہمیشہ ہمت والا تہمت آبادی اور آسودگی حال رعایا اور برایا مین مصروف رکھتا تھا اسی کے عہد مین شہر کھرکون اور بیجاکرا اور قصبہ ہنڈیہ آباد ہوا اور عورتون کے جمع کرنے مین حریص تھا اور سال مین دو مرتبہ جشن عالی ترتیب دیتا تھا اور ہندوستان کے اطراف سے سازندے اور نوازندے کثرت کے ساتھ اسکے دربار مین آتے تھے اور چالیس روز تک عیش و عشرت کی محفل جشن ترتیب پاتی تھی اور گانے اور بجانے اور عیش و نشاط کے سوا دوسرا کام نتھا اور اُندنون مین تمام ارباب نشاط کے واسطے طعام و شراب و پان سرکار سے مقرر تھے اور رخصت کے وقت ہر ایک ایک خلعت اور دس مثقال طلا پاتا تھا اور اُسنے پچاس برس سلطنت کرکے رخت ہستی باندھا اور اسی عرصہ مین باسدیو نے تخت قنوج پر متمکن ہوا اور ملک بہار کہ بنگالہ کی طرح قنوج کے راجاؤن کے تصرف سے نکل گیا تھا مستخلص فرمایا فی الجملہ شوکت اور مکنت تمام رکھتا تھا اور بہرام گور اسی کے عہد مین تاجری کا لباس زیب تن کرکے مملکت ہند کی تحقیق اور ہنود کے اوضاع اور اطوار دریافت کرنے کے واسطے دارالراج قنوج مین آیا تھا کہتے ہین اسی ایام مین ایک فیل وحشی اور مہیب نے نواح قنوج مین بے اعتدالی بہم پہونچائی تھی اور ایسا کوئی دن نہ تھا کہ وہ موذی اپنے ہاتھ سے ایک جماعت مسافرین اور مترددین کو پامال ہلاکت نہ کرتا اور باسدیو مکرر اسکے دفع کا قصد کرکے سوار ہوا اور ناکام ہوکر پھر آیا تھا اتفاقات سے اُسی دن کہ بہرام گور بلدۂ قنوج مین داخل ہوا وہ فیل مست بلاے ناگہانی کی طرح شہر کے کنارے آیا اور شور و غوغا آدمیون مین برپا ہوا راجہ نے حکم دیا کہ شہر کے دروازے بند کرو بہرام تن تنہا اسکے دفع کے واسطے آیا اور ایک چوبۂ تیر سے اسے ہلاک کیا اور شہر کی خلقت کہ فوج و شریف تماشائی شہر سے برآمد ہوئے تھے اُسکے ہاتھون کو چومکر قدمبوسی کی اور نعرۂ تحسین اور غلغلہ آفرین کا جوف گردون مین ڈالا اور باسدیو نے یہ خبر سنکر بہرام گور کو اپنے روبرو طلب کیا جب بہرام راجہ کے پاس گیا ایک اسکے مصاحبون سے کہ سالگذشتہ مین پیشکش بہرام کے واسطے ولایت مین لے گیا تھا پہچانا اور حقیقت اسکی راجہ کے گوش زد کی راجہ نے تخت سے اُترکر بہرام کی ملازمت کی اور اپنی لڑکی اُسے دی اور باعزاز تمام روانہ کیا اور اپنے حین حیات مین بھی تحف نفیسہ ہر سال بھیجتا رہا اور ستر برس حکومت کرکے درگذرا قلعہ اور شہر کالپی اسکی تعمیرات سے ہے اور دو فرزند اس سے باقی رہے اور بھائیون مین دس برس کے عرصہ تک بر سر تخت بحث اور نزاع رہی اور شب و روز جنگ و جدل مین گذرتے تھے آخرالامر رام دیو نامے کہ باسدیو کا سپہ سالار تھا افسران فوج کے اتفاق سے قنوج کے پاے تخت پر متصرف ہوکر عظیم الشان راجہ ہوا - ذکر رام دیو راٹھور کے راج کا - واضح ہو کہ رام دیو قوم راٹھور سے تھا نہایت دلیر اور شجاع اور مدبر اول اُسنے سرحد داران سرکش کو کہ جنکی طبیعت مین خودرائی جاگزین ہوئی تھی باآہستگی تمام دفع کیا اور گھر کے فساد سے مطمئن ہوکر اسوقت سپاہ جرار ہمراہ رکاب لیکر مارواڑ کی طرف متوجہ ہوا اور اس ولایت کو فرقہ کچھواہہ کے تصرف سے برآوردہ کرکے اپنے قوم کو کہ راٹھور کی جماعت سے مراد ہے ساکن اور آباد کیا اور اسی تاریخ سے اس قوم نے اس ولایت مین قیام کیا اور قوم کچھواہہ کو اس ولایت سے نکالکر قلعہ رہتاس کی حدود مین آباد کیا اور اس قوم کے سردارون کی بیٹیون کو اپنے حرم مین جگہ دی اور اسکے بعد سرحد لکھنوتی پر جاکر متصرف ہوا اور وہ شہر اپنے بھتیجے کو عطا کرکے غنیمت وافر اپنے قبضہ مین لایا اور تین برس کے بعد قنوج مین مراجعت فرمائی اور دو برس توقف کرکے لشکر ظفر پیکر مالوہ کی طرف روانہ کیا اور اس ملک کو بھی اپنے قبضہ مین لاکر متصرف ہوا اور بہت سے قصبہ اور قریہ آباد فرمائے اور قلعۂ نرور کی بھی مرمت کی اور ایک شخص کو کہ وہ قوم راٹھور سے تھا وہان کا حاکم کیا پھر بیجانگر کے راجہ سے بیٹی چاہی اور شیورائے کہ بحسب نوبت دکن کے مملکت کی حکومت کی

زمام اپنے ہاتھ مین رکھتا تھا رام دیو کی شوکت سے ہراسان ہوا اور فوراً اپنی بیٹی مع جہیز لائق ارسال رکھی رام دیو دو برس کونڈواڑہ مین بسر لیگیا اور اکثر عمدہ زمیندارون کو قتل کرکے قنوج کی طرف مراجعت کی اور سات برس عشرت مین مشغول رہا اسکے بعد سوالک کے پہاڑون پر جاکر اس نواح کے تمام راؤن کو خراج گذار بنایا اور کمایون کا راجہ کہ اُن پہاڑون پر عمدہ تھا اور اُس سے پیشتر دو ہزار برس کے قریب اُسکے آبا اور اجداد اس ملک کے حاکم تھے رام دیو سے سبقت کرکے جنگ مین مشغول ہوا اور صبح سے شام تک معرکہ قتال وجدال گرم رہا اور بہت سے دلاور اور مبارز طرفین کے آتش کارزار مین جلکر اپنا نام دفتر عالم مین ثبت کرگئے اور دھوان اُنکے خاندان سے برآیا آخرالامر نسیم فتح ونظفر کی پرچم اقبال رام دیو پر چلنے لگی اور کمایون کے راجہ کا پاے ثبات میدان وغا سے ہل گیا اور سلب وسامان اور ہاتھی اور گھوڑے چھوڑکر کوہستان مین جاکر پناہ لی اور رام دیو نے دختر اور پیشکش لیکر ملک اُسی کے سپرد کرکے عنان توجہ نگرکوٹ کے پہاڑون کی سمت معطوف فرمائی اور اس ولایت کو بھی غارت کی جھاڑو سے جھاڑتا ہوا جاتا تھا یہان تک کہ موضع ہنکوٹ مین پہونچا کہتے ہین کہ دوگا کے بتخانہ کی حرمت کے سبب سے کہ نگرکوٹ کے قلعہ کی حوالی مین واقع تھا عنان عزیمت پھیری اور آگے نہ بڑھا اور آدمی بھیجکر وہان کے راجہ کو طلب کیا راجہ ملازمت کرنے مین متفکر ہوا آخر براہمہ درمیان مین آئے اور یون تجویز ہوئی کہ رام دیو بتخانہ کی زیارت کے واسطے آوے اور یہان کا راجہ اُس مقام مین ملازمت کرے غرض اس تقریب سے دونون مین ملاقات ہوئی اور رام دیو نے زر خطیر بتخانہ کے خادمون کو دیا اور راجہ نگرکوٹ کی دختر اپنے فرزند کے واسطے خواستگاری کی پھر جمو کے قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور جمو کے راجہ نے اپنے لشکر کثیر کی حمایت اور استواری قلعہ اور صعوبت راہ اور انبوہی جنگل اور افزونی غلہ پر نظر کرکے مطلق فروتنی نہ کی اور جنگ پر آمادہ ہوا اور پھر اپنے تئین مرد میدان سمجھا اور رام دیو کا ہمسر نہ دیکھا عنان عزیمت پھیری اور رام دیو نے ایک جماعت اُسکے تعاقب مین روانہ کی اور قلعہ کو خود راجہ رام دیو نے محاصرہ کیا اور اس قلعہ کو چند روز مین مفتوح کیا اور خلق کثیر اسیر اور دستگیر ہوئی اور مال وافر اور نقد متکاثر اُسکے ہاتھ آیا اسکے بعد جمو کا راجہ بجز تمام حاضر ہوا رام دیو نے اُسکی بیٹی اپنے دوسرے فرزند کے واسطے خواستگاری کی پھر وہان سے کوچ کیا اور نہر نہت کے کنارے سے کہ کشمیر جنت نظیر کے پہاڑ سے پنجاب کی زمین پر گرتی ہی اور حدود بنگالہ اور دریاے شور تک کہ کوہستان سوالک مین واقع ہین منتہی ہوتی ہی اور شاید کہ پانچ مہینے کا راستہ ہو سیر فرمائی اور پالنوراے اور راجہ کہ اُس کوہستان مین استقامت رکھتے تھے اُنھین بسیاست پیش آن کر زیر وزبر اور مالگزار کیا اور وہان سے زر وجواہر اور ساز وسلب اور مال ومنال وافیال بیشمار لیکر قنوج کی طرف مراجعت فرمائی اور اسکے بعد اپنے پایۂ تخت مین ایک جشن عظیم ترتیب دیا اور تمام فوج کی تنخواہ اضافہ فرمائی اور مردمان شجاع کو انعامات سے سرفراز کرکے ثلث غنیمت خلق پر قسمت فرمائی پھر مسند فراغت اور استراحت پر متمکن ہوکر کسی طرف سوار نہوا اور چون برس سلطنت کرکے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور اہل ہند متفق ہین کہ رام دیو کے مانند ہندوستان مین کوئی راجہ عظیم الشان نہین ہوا اور وہ فیروز شاہ ساسانی ولد کیقباد کا ہمعصر تھا ہر سال باج وخراج بھیجتا تھا اور کوئی دقیقہ اطاعت وفرمانبرداری کا فروگذاشت نہین کیا تذکرہ پرتاب چند سنسودیہ کا واضح ہو کہ راجہ رام دیو کے فوت کے بعد اُسکی اولاد مین نزاع واقع ہوئی اور آپسمین نوبت ہتھیار کی آئی اور اس سبب سے قنوج کے پایۂ تخت مین بہت سی خرابیان اور فتور واقع ہوئے رام دیو کا خزانہ کہ محاسب وہم جسکے حصر اور شمار سے عاجز تھا

تلف ہوا اور ایک شخص سپہ سالاران رام دیو سے کہ پرتاب چند نام رکھتا تھا اُسنے نمکحرامی پر کمر باندھی اور بھائیون کے مناقشہ اور محاربہ کو غنیمت جان کر سپاہ کثیر اور لشکر خطیر اپنے پاس فراہم کیا اسکے بعد قنوج کی طرف فوج لیکر بسہولت و آسانی تمام قابض اور متصرف ہوا اور پرتاب چند نے اول رام دیو کے چراغون کو کہ وارث ملک تھے صرصر ظلم سے گل کرکے شبستان سلطنت کو تیرہ و تاریک کیا اور انکا اثر مطلق نہ چھوڑا پھر اُن زمینداروں کو کہ قنوج کے اطراف و جوانب تغلب سے مسلط ہوئے تھے مطلع ہوا اور رفتہ رفتہ اُنکے درخت ہستی کو بھی تیر سیاست سے بیک بخت بیخ و بن سے منقطع کیا اور آپ راجہ عظیم الشان بن بیٹھا جب اُسنے اکثر کام اپنی مراد کے موافق ساختہ اور پرداختہ دیکھے عجب و تکبر کی شراب نے اسقدر اُسے مبہوت اور بیخود کیا کہ سلاطین ایران کو پیشکش بھیجنا یکقلم موقوف کیا اور نوشیروان کا ایلچی کہ مال مقرری لینے کو آیا تھا محروم اور ناکام واپس گیا اور جب سپاہ ایرانی شاہ ایران کے حکم سے ملتان اور پنجاب کے ملک سے مزاحم اور متعرض ہوئی سراسیمہ اور پریشان ہوا اور اپنے کیئے ہوئے سے شرمندہ ہوکر استغفار کی اور زر و جواہر و افر سپاہ ایران کے پاس ارسال کیا تو اُنھون نے ہاتھ نہیب و غارت سے کوتاہ کیا اور پرتاب چند اپنی قید حیات مین ہر سالہ خراج بھیجتا تھا اور اُسکے فوت ہونے کے بعد اطراف کے راؤن نے سر اُٹھایا اور بزور شمشیر اکثر اطراف پر قابض اور دخیل ہوئے اور تھوڑی مملکت پرتاب چند کے فرزندون کے تحت حکومت رہی اس سبب سے انکا لقب رانا ہوا اسلیئے کہ کم ملک راجہ کو ہندی مین رانا کہتے ہین اور حالت تحریر اس سطور تک حکومت پرتاب چند کے سلسلہ مین ہے فقط کوہستان کوملیری اور اُسکا اطراف اپنے تحت و تصرف مین رکھتے ہین اور چتوڑ اور مندسور اور باقی بہت سے ممالک انکے امیر تیمور صاحبقران کی اولاد کے قبضہ مین ہین **سیان راجہ انند دیو راجپوت کا وہ راجہ بیس کے فرقہ سے تھا** اور پرتاب چند کے مرنے کے بعد مالوہ کی مملکت سے خروج کیا اور دن بدن اُسکے کام نے عروج پکڑا اور مالوہ اور نہروالہ اور مہرٹہ اور دکن اور برار کی سرزمین پر متصرف ہوا اور رام گڑ اور ماہور کا قلعہ اسی کے عہد مین بنا ہوا اور قلعہ مندو بھی اسیکی تعمیرات سے ہے اور یہ خسرو پرویز کا معاصر تھا اور سولہ برس راج کرکے اُسنے شربت ناگوار موت کا چکھا اور انھین سنوات ہندی مین مالدیو نام دواب کے درمیان سے جمعیت عظیم بہم پہونچائی اور دہلی پرتاب چند کے فرزندون سے برآوردہ کی اور دہلی پر قبضہ کرنے کے بعد عنان عزیمت قنوج کی طرف معطوف کی اور اسے بھی اپنے تحت و تصرف مین لایا اور یہ بھی کہتے ہین کہ شہر قنوج اُسکے عہد مین نہایت آباد ہوا کہ ایک قسم دوکان تنبولی کی تیس ہزار ہوئین اور سازندون اور خوانندون کے ساٹھ ہزار مکان یک بخت آباد ہوئے اور باقی خصوصیات کو بھی اسی سے قیاس کرنا چاہیئے اور مالدیو بیالیس برس کے بعد اس جہان فانی سے رہگرائے آنجہانی ہوا اور جو کہ لاولد تھا ہر ایک سرزمین مین ایک رائے خودرائے پہونچا اور علاوہ طلوع ہونے آفتاب جہانتاب دین مبین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک مملکت ہند مین کوئی راجہ عظیم الشان مسند حکومت پر متمکن نہوا جیسا کہ اس زمانے مین کہ سلطان محمود غزنوی غزا اور جہاد کا آہنگ کرکے ہندوستان مین آیا اور قنوج مین کورنامی ایک راجہ فرمانروا تھا اور میرٹھ مین دھرم دت اور مہاون مین کلچند اور لاہور مین جے پال بن اسبتال اور کالنجر مین بجیرا اور اسی طرح سے اجمیر اور گجرات اور گوالیار مین جدا جدا ایک حاکم تھا اسواسطے انکے احوال کا تذکرہ قلم انداز ہوا شروع واقعات سلاطین اسلام ادام اللہ آثارہم الی یوم القیامۃ کہ مراد اس کتاب کی تالیف سے ذکر خیر انکا ہی کرنا ہے۔ **تذکرہ ظہور نیر اسلام کا مملکت ہند مین** ناظرین پرتکمین کے طبائع

آفتاب شعاع پر مخفی اور پوشیدہ نرہے کہ اول جس شخص نے کہ ارباب اسلام سے ہندوستان کی سرحد مین قدم رکھا اور وہان کے اہالی کے ساتھ غزا کی مہلب بن ابی صفرہ ہی اور تفصیل اس سخن مجمل کی وہ ہی کہ ۲۵ھ اٹھائیس سرور انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت سے عبداللہ بن عامر بصرہ کا حاکم تھا اور امیرالمومنین کے حکم سے فارس کی سمت کہ وہانکے اہالی نے امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد نقض عہدی پر کمر باندھی تھی فوج فتح موج لیجاکر مظفر اور منصور بصرہ کی طرف معاودت کی اور سنہ تیس مین امیرالمومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے ولید عقبہ کو شرب مدام کے سبب سے کوفہ کی حکومت سے معزول فرمایا اور سعید ابن العاص کو اُسکا قائم مقام کیا اور سعید اسی سال طبرستان کی طرف روانہ ہوئے اور امیرالمومنین حسن اور حسین علیہما السلام بھی اس یورش مین تشریف رکھتے تھے اور انکے قدوم فیض لزوم کی برکت سے ولایت جرجان کہ دارالملک استرآباد ہی مفتوح ہوئی اور جرجان کے آدمیون نے صلح کے عوض مین دو لاکھ دینار پیشکش کیئے اور دولت اسلام سے مالامال ہوکر اپنے مکانون مین آباد ہوئے اور سنہ اکتیس ہجری مین عبداللہ بن عامر امیرالمومنین عثمانؓ کی طرف سے خراسان کی فتح کے واسطے مقرر ہوئے اور لشکر گران سے کرمان کے راستہ سے خراسان کو عازم ہوئے اور مقدمہ حنیف بن قیس تھے پھر سیستان اور قہستان اور نیشاپور کو مسخر کیا اور طوس کے مردمان نے بھی اُنسے موافقت کا دم بھرا اور سرخس اور ہرات اور بادغیس اور غور اور غرجستان اور مرو اور طالقان اور بلخ بھی مسلمانون کے تصرف مین آیا اور عبداللہ کو جب تائیدات الٰہی سے چند عرصہ مین فتوحات کلی حاصل ہوئی قیس بن ہاشم کو خراسان مین اور حنیف بن قیس کو مرو اور طالقان اور نیشاپور مین خالد بن عبداللہ کو ہرات اور غور اور غرجستان کا والی کیا اور عبداللہ نے خود طواف کعبہ کا احرام باندھا اور حجاز کی طرف متوجہ ہوئے اور ۳۲ بتیس ہجری مین عبدالرحمن بن ربیعہ کہ حضرت عثمانؓ کے حکم سے بلخ کے جہاد کو گئے تھے مع بہت سے مسلمانون کے شہد شہادت نوش کرکے جنت سدھارے اور مسلمانان بقیۃ السیف کا پاے ثبات جگہ سے ہل گیا اور جبلان اور جرجان کی طرف روانہ ہوئے اور اسی سال قارن نامے کہ امراے عجم سے تھا جب اُسنے دیکھا کہ عبداللہ عامر حرمین الشریفین زادہما شرفاً کی زیارت کو روانہ ہوا ہی اور خراسان کا میدان مسلمانان فارس سے خالی ہی چالیس ہزار مرد طبس اور ہرات اور بادغیس اور قہستان اور غور وغیرہ سے فراہم کرکے مسلمانون پر خروج کیا اور عبداللہ حازم کہ نیشاپور مین حنیف کے ساتھ مقیم تھے چالیس ہزار مرد سے اُسکا دفع شر کیا اور اسی حسن خدمت اور مساعی جمیلہ کی برکت سے خراسان کی حکومت پر سرفراز ہوئے اور ۴۴ چوالیس ہجری مین معاویہ ابن ابی سفیان نے زیاد بن امیہ کو بصرہ اور خراسان اور سیستان کا حاکم کیا اور اُسی برس عبدالرحمن بن سمرہ نے زیاد کے حکم کے موافق کابل فتح کرکے وہان کے باشندون کو مطیع کیا اور اسی عرصہ مین مہلب بن ابی صفرہ کہ امراے عرب کے کبار سے تھا مرو کے اطراف سے کابل اور زابل اور ہندوستان مین آیا اور وہانکے کفار سے جہاد کرکے دس بارہ ہزار ہندی اسیر کیئے اور اسی عرصہ مین بعض مردم ہند نے فضل خدا کی وحدانیت اور رسالت پناہ کی نبوت کی تصدیق دل سے اقرار کرکے مسلمان ہوئے اور ۵۳ ترپن ہجری مین طاعون زیاد بن امیہ کی انگلی مین ظاہر ہوا اور اس صدمہ سے وہ جانبر نہوا اُسکے فوت ہونے کے بعد معاویہ نے اُسکے فرزند عبیداللہ کو کوفہ کی امارت پر مقرر کیا اور عبیداللہ نے بھی چند مرتبہ ماوراءالنہر کی طرف جاکر بعض شہر مفتوح کرکے مراجعت کی اور بصرہ کی حکومت پر سرفراز ہوا اور اپنی طرف سے سلم بن زراعۃ الکلابی کو خراسان کی امارت پر روانہ کیا اور ۵۸ پچاس ہجری مین معاویہؓ نے خراسان کی حکومت سعد بن عثمانؓ ابن عفان کو دی اور ۶۲ باسٹھ ہجری مین یزید بن معاویہؓ نے سلم بن زیاد کو خراسان اور سیستان کی

حکومت پر تعین کیا اور اُن لوگون مین سے کہ یزید نے سلم کے ہمراہ کیئے تھے مہلب بن ابی صفرہ تھا اور سلم نے اپنے چھوٹے بھائی یزید بن زیاد کو سیستان کی امارت پر بھیجا جب اُسنے سُنا کہ کابل کے بادشاہ نے تمرد کرکے عبد اللہ ابن زیاد کو کہ اُنکا حاکم تھا قید کیا ہی لہذا لشکر جمع کرکے اہل کابل کے محاربہ کو متوجہ ہوا اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید کے بعد ہزیمت کھائی اور ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور جب یہ خبر سلم بن زیاد کو پہونچی طلحہ بن عبد اللہ بن حنیف خزاعی کو کہ طلحۃ الطلحات مشہور ہے کابل کی طرف روانہ کیا اور اُسنے جاکر ابو عبیدہ کو پانچ لاکھ درم دیکر کابلیون کی قید سے نجات بخشی اُسکے بعد سلم نے سیستان کی حکومت طلحہ کو ارزانی رکھی اور غور اور بادغیس کی فوج کابل کی طرف بھیجی اور وہان کے باشندون کو جبرًا اور قہرًا مطیع اور فرمانبردار کیا اور خالد بن عبد اللہ کو کہ بعض کہتے ہین نسل خالد بن ولید سے تھا اور بعض کہتے ہین ابو جہل کی نسل سے ہے کابل کی حکومت سے معزول ہوا عراق عرب کی طرف مراجعت شتاب اور وشوار ترجانکر حاکم جدید کے خوف سے مع عیال و اطفال اور ایک جماعت مردم عرب سے اعیان کابل کی ہدایت سے کوہ سلیمان پر کہ ملتان اور پیشاور کے مابین مین واقع ہی جاکر متوطن ہوا اور اپنی بیٹی ایک افغان معتبر کو کہ شرف اسلام سے مشرف ہوا تھا حبالۂ نکاح مین لایا اور اُس لڑکی سے بہت فرزند متولد ہوئے اُنمین سے دو شخص ساتھ فرید شہرت کے ممتاز ہوئے ایک لودی اور دوسرا سور اور گروہ افغانان لودی اور سور اسی جماعت سے ہین اور مطلع الانوار کہ ایک مردم ثقہ کی تصنیف ہی اور وہ کتاب برہانپور خاندیس مین مطالعہ ہوئی اُسمین یون تحریر تھا کہ افغان قبطیہ فرعون ہین جسوقت کہ نام کتاب ۱۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس کافر پر غالب ہوئے اکثر قبطیون سے تائب ہوکر دین موسیٰ مین آراستہ ہوئے اور ایک جماعت کہ فرعون کی دوستی اور اُسکی خدائی مین صلب تھے نہایت جہل سے اسلام اختیار نہ کیا اور جلاوطن ہوئے اور ہندوستان مین آن کر کوہ سلیمان مین استقامت کی اور قبائل کی کثرت سے افغان موسوم ہوئے جسوقت کہ ابرہہ نے کعبہ پر چڑھائی کی تھی بہت سے کفار دور و نزدیک نے اُسکی متابعت اختیار کی ازانجملہ افغانون کے گروہ نے بھی وقت معہود پر ابرہہ کا ساتھ دیا اور جب مکہ معظمہ مین پہونچے قہر الٰہی سے سزایاب ہوکر بحر عدم مین غرق ہوئے القصہ افغانان مسلمان کا گروہ زراعت اور تحصیل مائدہ معاش مین مشغول ہوئے اور خداوندا اسپ و گاؤ و گوسفند بسیار ہوئے اور ہمراہ اہل اسلام جو محمد قاسم کے ساتھ سند کے راستہ سے ملتان مین آکر متوطن ہوئے تھے رابطہ آشنائی اور ضابطہ آمد و شد کا بہم پہونچایا اور سنہ ۴۳ ایک سو تینتالیس مین جب اُنکی اولاد کثرت سے ہوئی کوہستان مین برآمد ہوئے مواضع معمورۂ ہندوستان پر مثل کرماچ اور پیشاور اوشنورن پر متصرف ہوئے اور لاہور کے راجہ کو کہ اجمیر کے راجہ سے قرابت رکھتا تھا افغانون کے دفع فساد کا آہنگ کرکے ایک اپنے امرا مین سے ہزار سوار سے اُنپر تعین کیا اور افغان بھی جنگ و جدال پر آمادہ ہوکر مقابل ہوگئے اور اکثر ہندوون کو تہ تیغ کیا اور اس قضیہ کے بعد لاہور کے راجہ نے اپنے بھتیجے کو دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ سے افغانان سرکش کے تدارک کے واسطے روانہ کیا اور اس مرتبہ خلج اور غور اور کابل کے آدمی کہ زیور اسلام سے مزین تھے افغانون کی امداد اپنے ذمۂ ہمت واجب اور مفروض سمجھکر چار ہزار مرد مقاتل مدد کو آئے اور اُن لوگون نے مستظہر ہوکر علم مقاومت کا بلند کیا اور پانچ مہینے کے عرصہ مین ستر بار کفار سے لڑے اور اکثر محاربات مین غالب ہوئے اس اثنا مین سرما کی فوج نے کفار پر تاخت لاکر عاجز کیا سب جنگ سے دست کش ہوکر پلٹ آئے اور موسم زمستان کے بعد لاہور کے راجہ کا بھتیجا لشکر

تازہ دجزار ایکا اسطرف متوجہ ہوا اور اس مرتبہ بھی اہل کابل اور خلیج بدستور سابق افغانون کی کمک کو پہونچے اور کر راج
اور پشاور کے مابین مین فریقین نے داد جوانمردی اور دلاوری کی دی کبھی کفار جنگ پیش لیجاکر مسلمانون کو کوہستان
تک پسپا کرتے تھے اور کبھی اہل اسلام تیر کیطرح حملہ آور ہوکر کفار کو بارش تیر اور ضرب شمشیر سے اپنے مکانون کی طرف سے
ہٹاتے تھے جب موسم برسات کا آیا فوج کفار نے آب نیلاب کی سیلابی کے اندیشہ سے بغیر اسکے کہ غالب مغلوب سے معلوم
ہوا اپنے مقام مین مراجعت کی اور باشندہاے کابل اور خلیج بھی اپنی جگہ اور مقام کیطرف راہی ہوئے جو شخص انسے پوچھتا تھا کہ
احوال مسلمانان کوہستان کا کہانتک پہونچا ہی اور کیا صورت پیدا ہی یہ جواب دیتے تھے کہ کوہستان نہ کہو افغانستان کہو
کیونکہ اسلئے کہ وہان افغان اور غوغا کے سوا دوسری چیز نہین ہی ظاہر امعلوم ہوتا ہی کہ خالق نے اسی سبب سے اپنی بولی مین انکے
مکانات کو افغانستان اور انکے جسم کو افغان کہتے ہین لیکن جو ہندی اپنی زبان مین اس فرقہ کو پتان یعنی پٹھان کہتے ہین
وجہ تسمیہ کی معلوم نہین ہی لیکن ذہن نشین یہ ہوتا ہی کہ جب سلاطین اسلام مین پہلی مرتبہ آیسے افغان ہند مین آئے جو شہر مین ساکن
ہوئے اہل ہند انکو پٹان کہنے لگے واللہ اعلم عند اللہ جو اندازن مین لاہور کے راجہ اور کفار کھکر کے درمیان موافقت ساتھ مخالفت
کے مبدل ہوئی کھکران قرب وجوار کے سبب افغانونکے شریک اور متفق ہوئے اور راجہ نے افغانون سے صلح کی اور منازعت
کی بساط لپیٹی اور چند موضع لمعانات سے افغانون کو واگذاشت کیے اور قوم خلج کو کہ افغانون کے طفیل اس صحرا مین بیٹھے
تھے اس شرط سے انکا شریک کیا کہ سرحد ونکی محافظت مین مشغول رہین ایسا ہو کہ نشکر اسلام ہندوستان مین داخل ہو اور
افغانون نے کوہستان پشاور مین ایک حصار تیار کرکے خیبر نام رکھا اور ولایت روہ پر متصرف ہوے اور عہد ملوک
سامانیہ مین بچھوڑا کہ فراحمت انکی ولایت لاہور مین پہونچی اس سبب سے تاخت اور تاراج سامانیہ اول سے آخر تک سندھ
اور بہاطنہ کیطرف تھی اور روہ عبارت ہی کوہستان مخصوص سے کہ باعتبار طول سواد بجور سے ہی قصبہ سیوی تک کہ بکر سے
توابع ہی اور باعتبار عرض حسن ابدال سے کابل اور قندھار اور حدود اس کوہستان تک واقع ہوئی اور جب حکومت غزنین کی
تو بتہ الپتگین کو پہونچی سبکتگین کہ ایک سپہ سالار تھا اور روہ اکثر اوقات لمغان اور ملتان پر تاخت لاکر غلمان اور
جواری کو اسیر اور رقید کرتا تھا افغان اسکے مقابلہ سے عاجز ہوے اور پنجاب کے راجہ کو جسکا نام جیپال تھا سبکتگین
کے تسلط سے پیغام دیا جیپال جو کہ خوب جانتا تھا کہ ہندوستان کی فوج شدت سرما سے ان سرحدون مین متوطن نہ ہوسکیگی
اسواسطے بہاطنہ کے راجہ سے مشورہ کیا اور اسکے کہنے سے شیخ حمید کو کہ افغانونکے درمیان مین صاحب اعتبار تھا اپنے روبرو
بلاکر منصب امارت پر منصوب فرمایا اور اسنے ولایت ملتان اور لمغان کے نظم ونسق کا تعہد اپنے ذمہ لیا اور
ہر ایک مواضع مذکورہ مین ایک حاکم اپنی طرف سے مقرر کیا اس تاریخ سے افغانون نے صدر امارت پر قدم رکھا اور
صاحب جاہ ہوئے اسکے بعد جب الپتگین فوت اور سبکتگین اسکا قائم مقام ہوا شیخ حمید نے پرخاش مین صلاح
اور فلاح نہ دیکھی اور پیغام دیا کہ ہمارے اور تمھارے اسلام کی شرکت کے سبب سے نہایت بگڑتی ہی سزاوار
مراحم خداوندی وہ ہی کہ گروہ کو اپنے وابستگون سے تصور فرماکر عساکر منصورہ کو مامور کرین کہ ممالک ہند کے تاراج کیوقت
اس جماعت خیرخواہ کے احوال مین تعرض اور نہ احمت نہ پہونچائین سبکتگین نے بمقتضاے وقت اسکے ملتمس کو قبول کیا اور
جیپال کی فتح کے بعد بہمدردی تمام پیش آیا اور ملتان کی جاگیر اسکے نام مقرر کی لیکن سلطان محمود نے اپنے عہد سلطنت مین اپنے باپ
کے خلاف عمل کیا اور افغانون کے قبائل کو مقہور اور مخذول کرکے انمین کے سرکشون کو تیغ کے گھاٹ اتارا اور فرمانبردارون کو ملازم

رکاب کرکے نوکرون کیطرح خدمت لینے لگا مقالۂ اول سلاطین لاہور کے ذکر مین کہ سلاطین غزنویہ مشہور ہین۔

ذکر امیر ناصر الدین سبکتگین کی سلطنت کا۔ ہرچند امیر ناصر الدین سبکتگین نے آب نیلاب سے عبور نفرمایا اور پنجاب کی حکومت مین فائز ہوا لیکن بعض اہل الارباب سے سلاطین لاہور کے سلک مین منسلک فرماتے ہین عارفان فضائل نفسانی اور واقفان کمالات انسانی بیان کرتے ہین کہ امیر سبکتگین غلام ترک نژاد اور مملوک الپتگین کا ہی ایام دولت سامانیہ مین خراسان کی سرداری پر فائز ہوا اور بکمنت الانتہا اس ولایت مین بہم پہونچائی اور جو عبد الملک نے اس ملک کو اس ملک پر پسند کیا امرائے بخارا نے ایک ایلچی الپتگین کے پاس بھیجکر استمزاج کیا کہ اولاد سامان مین مسند خلافت کے سزاوار اور لائق کون ہی الپتگین نے قاصد سے ارشاد کیا کہ منصور بن عبد الملک نوجوان ہی اور وہ سلطنت کا شائستہ نہین ہی اسکام کا سزاوار اسکا چچا ہی لیکن امرائے بخارا نے قاصد کی مراجعت سے پیشتر آپسمین اتفاق کرکے منصور کو تخت سلطنت پر متمکن کیا اور جب منصور نے الپتگین کو بخارا مین طلب فرمایا اس سے منہ پھیر لیا اور قدم جادۂ اطاعت مین نہ رکھا اور بلکہ ۳۵۱ھ تین سو اکاون ہجری مین علم طغیان کا بلند کیا اور تین ہزار سوار کہ سب اسکے غلامان خاص تھے خراسان سے ہمراہ لیکر غزنین کیطرف نہضت فرمائی اور اس ولایت کو ضرب شمشیر سے مسخر کرکے نشان استقلال کا برپا کیا اور جب خبر خلوعہ خراسان کی امیر منصور کے سمع مبارک مین پہونچی سرداری اس مملکت کی ابو الحسن محمد بن ابراہیم سیجوری کو ارزانی رکھی اور دو مرتبہ لشکر الپتگین کے محاربہ کو بھیجا اور ہر مرتبہ الپتگین ظفریاب ہوا اور لشکر منصور کا مقہور ہوا اور احمد اللہ مستوفی کی روایت سے پندرہ برس ایام دولت واقبال سے گذرے اور اس مدت مین کئی بار اسکے سپہ سالار سبکتگین نے ہندوون کے ساتھ غزوات کیے مظفر و منصور ہوا اور جب الپتگین نے ۳۶۵ھ تین سو پینسٹھ مین اس جہان گذران سے رحلت کی اسکا بیٹا ابو اسحاق سبکتگین کے ہمراہ بخارا کیطرف روانہ ہوا اور اسکے بعد امیر منصور نے ابو اسحاق کو غزنین کی حکومت عطا فرمائی اور انتظام امور ملکی و مالی امیر سبکتگین کی رائے صواب کے مفوض ہوا لیکن جب چند عرصہ مین ابو اسحاق کا پیمانۂ حیات آب بقا سے لبریز ہوا اعیان غزنین نے آثار رشد اور رزانت کے امیر سبکتگین کے ناصیۂ احوال سے مشاہدہ کرکے ۳۶۷ھ تین سو ستہٹھ ہجری مین اسے اپنا حاکم کیا اور الپتگین کی دختر کو بھی اسکے سلک ازدواج مین کھینچا امیر سبکتگین نے اساط عدل و داد کے بچھانے مین مبالغہ فرمایا اور مبانی ظلم و جور کی یکقلم منہدم کی اور امیرون اور اعیان اور اشراف کو اقسام الطاف اور انواع اعطاف سے نوازا لیکن تاریخ منہاج السراج جرجانی ناطق ساتھ اسکے ہی کہ ایک سوداگر مشہور نصر حاجی امیر سبکتگین کو ترکستان سے بخارا مین لایا اور الپتگین کے ہاتھ فروخت کیا اور الپتگین نے کیاست اور جلادت کے آثار اسکے ناصیۂ حال سے معائنہ کرکے منظور نظر عزت کیا یہانتک کہ غزنین مین اپنے لشکر کی امیر الامرائی اسے عنایت فرمائی اور وکیل مطلق کیا اور وہ یزدجرد شہریار کی نسل سے ہی اور جسوقت کہ یزدجرد امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین ولایت مرو چکی مین مارا گیا اور اولاد تا بعد اسکے ترکستان مین رہے اور ترکون سے وصلت یعنی شادی بیاہ کرکے دو پشت مین خاص ترک ہوے اور نسب اسکا یہ ہی کہ امیر سبکتگین بن جوقان بن قسر الحکم بن قسر السلان بن قراتامان بن فیروز بن یزدجرد ملک عجم اور جب امیر سبکتگین مسند حکومت پر بیٹھا لمغانات نامی قلعہ بست پر مستولی ہوا اور ایک شخص موسوم بانوزنے طغا کی عداوت کا پٹکہ کمر پر باندھا اور اسے اس قلعہ سے نکال دیا اور طغا امیر سبکتگین کے دربار مین حاضر ہوا اور اسے یہ شکایت کی کہ اگر امیر کی اعانت سے مین قلعہ بست پر

دوبارہ قابض و متصرف ہوں نافرمانی خیرہ سری اور خراج گذاری امیر کا دستور پر رکھکر بدرجہ اعلیٰ جادۂ اطاعت سے انحراف نکرونگا امیر سبکتگین نے اسکی ملتمس قبول فرمائی اور بست پر فوج کشی ہوا اور یاتو کو شکست فاحش دیکر لمغان کو مقصود دلی پر فائز کیا اور وہ مواعید کے بارہ میں کہ بوجب شرط کے وفا اسکا اسکی ذمہ ہمت پر واجب تھا تغافل و تساہل عمل میں لایا امیر سبکتگین نے علامات مکر اور آثار خدعہ اسکے حرکات و سکنات سے مشاہدہ فرمائے ایک روز امیر سبکتگین نے صحرائے شکار میں طغا سے بزبان خشونت اس وجوہ کو کہ قبول کرنیوالا تھا سخت زبانی سے طلب کیا طغا نے زبان ساتھ جواب ناصواب کے گویا کی اور شتامت اعمال سے دست تشنیع بڑھایا امیر سبکتگین کے احسان کو نسیاً منسیاً کرکے اسکا ہاتھ مجروح کیا امیر سبکتگین نے بھی طیش میں آکر سر دست اسی دست زخم رسیدہ سے طغا پر ضربت تیغ ماری اور چاہا کہ دوسری ضرب سے اس سفاک کا کام تمام کرے اسوقت عدنوں سرداروں کے ملازموں کی تگ و دو کی کثرت سے غبار مرتفع ہوا طغا فرصت پاکر کرباج کیطرف بھاگ گیا اور بست کا قلعہ سبکتگین کے تصرف میں آیا اور تمام نواحی سے کہ امیر سبکتگین کو اس بلند ملک سے حاصل ہوا اطاعت کرنی ابوالفتح کی ہی کہ وہ انواع فنون سے ماہر اور ممدوح خواص و عوام تھا بالتخصیص انشاپردازی اور خوشنویسی میں عدیل و نظیر نرکھتا تھا اور ابوالفتح پانور کا منشی تھا اور پانور کے اخراج کے بعد وہ بست کے گوشہ میں پوشیدہ تھا امیر سبکتگین اسکے حال سے واقف ہوکر مشتاق ہوا اور اس فاضل بلاغت شعار کو حاضر ہونیکا حکم دیا جب وہ حاضر ہوا اسکی قابلیت کے قامت کو خلعت فاخرہ اور انواع انعام سے آراستہ کرکے میر منشی گری کے منصب پر سرفراز اور ممتاز کیا اور سلطان محمود غزنوی کے ابتدائے ایام دولت سے وہ مہمات ملکی کا متکفل تھا اسکے بعد اس سے رنجیدہ ہوکر ترکستان کیطرف روانہ ہوا اور جب امیر ناصرالدین سبکتگین بست کیطرف سے فارغ ہوا عنان عزیمت مواضع قصدار کی سمت معطوف فرمائی اور دفعۃً اس مقام میں بہوبنچکر وہان کے حاکم کو اسیر کیا اور اپنے ملازموں کی سلک میں منتظم کرکے قصدار کی جاگیر عطا کی اور اس فتح کے بعد ہندوستان کے غزا کا عازم ہوا اور آخر ۳۶۷ھ ہجری میں دیار ہند کیطرف متوجہ ہوا اور ہندوستان کے چند قلعہ مفتوح کرکے جابجا مسجدیں تعمیر فرمائیں اور تاخت و تاراج سے غنائم وافر اپنے تصرف میں لایا اور مظفر و منصور غزنین کیطرف مراجعت کی اور جیپال بن اسنپال کہ قوم براہمہ سے تھا اور ولایت لاہور ہند کی سرحد سے لمغان تک اور کشمیر سے ملتان تک اپنے قبضہ تصرف میں رکھتا تھا اور اس عرصہ میں حکام اسلام کے ضرر مزاحمت کے دفعیہ کیواسطے ٹھنڈہ میں متحصن ہوا تھا اور اس حال کے مشاہدہ سے کہ مجاہدان اسلام کا دست تعرض اسکے میدان حکومت میں دراز ہوا تھا نہایت مضطرب و پریشان ہوا اور کام کے انجام کی بابت تدبیر اندیشہ کی کہ افواج جرار جمع کرکے اور فیلان کوہ پیکر ہمراہ لیکر دیار اسلام کیطرف متوجہ ہوا اور امیر ناصرالدین سبکتگین نے بھی لشکر گران ہمراہ رکاب لیکر غزنین سے جنبش کی اور دونوں سردار سرحد منتہائے ولایت ملتان میں آپس میں سمکہ ہوئے اور چند روز پیاپے سرگرم و غارہے اور اس معرکوں میں سلطان محمود سے کہ ہمراہ اپنے باپ کے تھا باوصف خردسالی کے آثار شجاعت و مردانگی کے ظاہر ہوئے کہ دیدۂ فلک پیر اسکے مشاہدہ سے خیرہ رہے اور چند روز تک تنور مقابلہ و مجادلہ کا گرم رہا اور غالب مغلوب سے تمیز نہو سکی جماعت نے سلطان محمود کو یہ خبر پہونچائی کہ جیپال کے لشکر گاہ کے قریب ایک پانی کا چشمہ ہی کہ جسوقت اس مقام میں قدرے نجاسات سے ڈالیں ابر تیرہ اور ریاد صرصر اور صاعقہ اور رعد اور برسا پیدا ہو سلطان محمود نے ارشاد کیا کہ اندک نجاست اس چشمہ میں ڈالو جب لوگ اسکے کرنے کے موافق کاربند ہوئے خاصیت اسکی بوجہ اتم ظہور میں آئی اور فوراً ایک ابر

آسمان پر تیرہ و ابر رعد اور صاعقہ ظاہر ہوا اور روز روشن شب تار ہوا اور سرما سے سخت اسقدر جو ہر ہوا پر غالب ہوا کہ گھوڑے
گوج ۱۲ کلاج ۱۲
اور تمام حیوانات کثرت سے تلف ہوے اور سردی کے سبب خون ہندون کی رگونمین منجمد ہوا اور انمین حرکت کی
طاقت مطلق نرہی اور سب تضرع و زاری مین مشغول ہوئے جیپال نے یہ حالت انکی دیکھکر ایلچی مع تحف و ہدایا امیر
ناصرالدین سبکتگین کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر امیر صلح کرے تو مین حکم اسکا اپنے ملک مین نافذ کرون اور چند زنجیر
فیل کوہ پیکر اور علاوہ اسکے اور تحفہ بھی آپکی خدمت مین بھیجونگا امیر ناصرالدین سبکتگین نے وفور مروت سے چاہا کہ فوراً
ملتمس اسکی قبول کرے لیکن اسکے فرزند سلطان محمود نے اس امر کے پذیرا کرنے سے ممانعت کی اسواسطے ایقاع صلح مین
توقف واقع ہوا جیپال نے ایک ایلچی دانا سلطان محمود کے رو برو روانہ کرکے یہ گذارش کی کہ جیپال اور تعصب اہل ہند خصوصاً
فرقہ راجپوت کا شاید ضمیر انور پر روشن نہین جاہلی اور بیفکری انکے ساتھ اس نہایت کی ہی کہ شدت کے وقت اور اضطراب
کی حالت مین اول جو کچھ اموال اور نفائس سے کہ انکے تصرف مین ہی تمام و کمال اس آگ مین کہ جسکی پرستش کرتے ہین
ترقی درجات اخروی کا سبب جانکر ڈالتے ہین اسوقت ملاحظہ کرتے ہین اگر رہائی اور نجات کی راہ بالکل مسدود دیکھے اپنے
قاعدہ پر عمل کرکے جواری اور قمار بازی اپنے آگ مین ڈالتے ہین اور جب دیکھتے ہین کہ متاع دنیوی سے ہمارے پاس اب کچھ باقی
نہین رہا ایک دوسرے کو رخصت کرکے اسقدر دشمن سے حرب و ضرب کرتے ہین کہ تمام ہلاک ہوتے ہین اور خاکستر کے سوا
انمین کچھ باقی نہین رہتا ہی اب کام ساتھ اس انتہا کے پہونچا ہی کہ ساتھ دستور اور قاعدہ اپنے کے ہم عمل کرین اگر صرفہ اسمین ہی مختار
ہین ورنہ صلح کرکے ہمپر بار احسان رکھین سلطان محمود کو ہنود کے صدق گفتار مین جب شک باقی نرہا صلح کی اجازت دی
اور یہ تجویز ہوا کہ جیپال ہزار ہزار درم اور پچاس فیل پیشکش کرے پھر جیپال نے ایک مردم عمدہ اپنے سے بطور گرو اور
ضمانت سپرد کرکے ایک جماعت مسلمانون کو مال اور افیال سپرد کرنیکے واسطے ہمراہ لیگیا اور لاہور مین پہونچکر نقض عہد
کرکے امیر ناصرالدین کے ایلچیون کو مقید کیا اور کہا جب تک امیر ہمارے آدمیون کو کہ گرو لیگیا ہی نہ بھیجیگا مین بھی انھین
رہا نکرونگا کہتے ہین کہ اُس زمانے مین یہ قاعدہ تھا کہ راجاؤن کی دیوان داری کیوقت چند برہمن دانشمند داہنی طرف
بیٹھتے تھے اور ایک جماعت کھتریون کی بائین طرف اور جسوقت کوئی عمدہ مہم کا سامان ہوتا تھا یہ لوگ راؤن کو
راے دیتے تھے یعنی حسن عقیدت سے فہمائش کرتے تھے جب انھون نے دیکھا کہ جیپال ایسا کارناشائستہ
کیا چاہتا ہی سبھون نے متفق ہوکر راجہ جیپال کی خدمت مین عرض کی کہ ہم آئین احتیاط اور عاقبت اندیشی مین ایسا
مشاہدہ کرتے ہین کہ نقض عہدی کی شامت سے ادبار اس ملک پر دو اسپہ تاخت لاویگا اور ہلاکی ہمارے زمانے سے لاویگا
کہ راجہ اس ترک سے کہ جسکا خوف خواص و عوام کے دل پر جاگزین ہوا ہی مخاصمت اور ستیزہ نکرے اور جس اشیا کا بھیجنا
اپنے ذمہ ہمت پر قبول اور منظور کیا ہی فوراً ارسال فرماوے اور ایک خلق کو امن و امان کے مہد مین نگاہ رکھے جیپال نے کہ جو
وقت ادبار و نکبت پہونچا تھا انکی التماس قبول نکی امیر ناصرالدین سبکتگین حقیقت حال کے اطلاع کے بعد بقصد انتقام دریاے
جوشان خروشان کیطرح لشکر گران لیکر ہندوستان کیطرف متوجہ ہوا اور جیپال نے بھی اور راجاؤنسے استعانت و استمداد
طلب کرکے سپاہ بیشمار فراہم کرکے جنگ کیواسطے پیشقدمی کی منقول ہی کہ اُس سال تمام راجاؤن نے اپنی بقاے دولت کا
باعث سمجھکر اسکی مدد کی اور لشکر اور زر نقد و جنس بھیجنے مین کسیطرح کی کمی نکی بالتخصیص دہلی اور اجمیر اور کالنجر اور قنوج کے
راجہ نے کمک کے بارہ مین دریغ جائز نرکھا اور اپنے لشکر کے انتخاب و خلاصہ کو مع خزانہ خوب پنجاب مین روانہ کیا

خلاصہ یہ ہی کہ جیپال ایک لاکھ سوار اور پیادہ بیشمار اپنے علم کے سایہ مین مجتمع دیکھکر دلیرانہ اسلامیون کی حرب کے لیے روانہ ہوا اور جب دونون سپاہ مقابل ہوئین امیر ناصرالدین سبکتگین نے جیپال کے لشکر کی کیفیت اور کمیت تحقیق کرنیکے واسطے ایک پہاڑ پر چڑھکے ملاحظہ کیا ایک دریا ہی بے پایان اور ایک لشکر مثل مور و ملخ کے فراوان لیکن اپنے تئین ایک قصاب سمجھا کہ گوسفندون کی کثرت سے نہین اندیشہ کرتا ہی اور ایک شاہین تصور کیا کہ کلنگون کی صف سے نہین ہراسان ہوتا اسکے بعد سپاہ کے سردارونکو روبرو اپنے بلایا اور ہر ایک کو باستمالت تمام جہاد اور غزا کے بارہ مین تحریص اور ترغیب دیکر فرمایا کہ اپنی اپنی باری پانسو مرد کاری میدان کارزار مین قدم رکھکر داد جوانمردی دین اور جب وہ لڑتے لڑتے تھک جاوین پانسو مرد اہل نبرد اور تازہ زور دشمن کے مقابلہ مین مشغول ہوون القصہ سپاہ اسلام نے ساتھ طریق مذکور کے کارزار کی اور کام اس نہایت کو پہونچایا کہ باوصف کثرت افواج اور ضعف کافار کے بشرہ پر ظاہر ہوا اسوقت حامیان حوزہ اسلام نے ہیئت اجتماعی کے ساتھ حملہ کیا اور کفار بیشمار قتل کیے اور بقیۃ السیف نے راہ فرار نالی غازیان اسلام نے نہر نیلاب کے ساحل تک تعاقب کرکے قتل و خونریزی مین تقصیر نکی اور غنیمت وافر لیکر ولایت لمغان اور پشاور اور نہر نیلاب کے کنارہ تک اُنکے عمال کے تصرف مین آئی اور مشاعر اسلام نے اس ولایت مین رواج پایا اور سکہ و خطبہ امیر ناصرالدین کے نام نامی پر پڑھنے لگے اور اس فتح نمایان کے بعد امیر ناصرالدین سبکتگین نے ایک امرائے نامدار کو دونہزار سوار سے پشاور مین تعین کیا اور افغانان اور خلج کہ اُس حدود مین صحرانشین تھے اپنے لشکر کے زمرہ مین جگہ دیکر غزنین کیطرف روانہ ہوا اور اُس عرصہ مین امیر نوح سامانی نے ابونصر فارسی کو امیر ناصرالدین سبکتگین کی خدمت مین بھیجا تو فتایح فائق اسپر ظاہر کرکے طلب استمداد کی امیر ناصرالدین سبکتگین نے جب آل سامان کی بے سامانی سے اطلاع پائی رگ حمیت حرکت مین آئی اور بسبیل استعجال ماوراء النہر کیطرف نہضت فرمائی امیر نوح ولایت سرخس تک امیر ناصرالدین کی پیشوائی کو آیا اور امیر ناصرالدین سبکتگین نے ملاقات سے پیشتر التماس کی کہ اسے ضعف پیری کے سبب گھوڑے سے اُترنے اور رکاب کے بوسہ دینے سے معاف رکھین امیر نوح نے اسکے عروس التماس کے پنجہ کو حنائے اجازت سے رنگین کیا لیکن جب امیر ناصرالدین سبکتگین کی آنکھ امیر نوح کے طلعت پر پڑی ہیئت سلطانی سے کہ امیر ناصرالدین پر ایسی چھائی کہ اختیار کی باگ ہاتھ سے چھوٹی اور بیساختہ گھوڑے سے اُتر رکاب چومی اور امیر نوح نے بھی باعزاز و بشاشت تمام اُسے آغوش مین کھینچا اور اُن دونون سعادتمند کی ملاقات سے ایک راحت دلون کو پہونچی اور خوشی و مسرت کا پھول خواص و عوام کے باغ دلمین اور جمین خاطر مین شگفتہ ہوا اور ایسی صحبت منعقد ہوئی کہ کسی زمانے مین اسکے مانند میسر نہوئی تھی القصہ بعد فراغ صحبت اور ضیافت کے تقریبًا کلام انتظام امور مملکت و دفع منازعان بے فرصت واقع ہوا اسپر فرمایا کہ امیر ناصرالدین سبکتگین غزنین مین جاکر فوج کے اجماع مین کوشش کرے پھر امیر نوح نے امیر ناصرالدین سبکتگین اور اسکی اولاد اور توابع کو خلعتہاے فاخرہ شاہانہ اور اعطاف خسروانہ سے ممتاز کرکے مراجعت کی اجازت دی اور خود بخارا کیطرف جاکر فوج کشی کے تہیہ مین مشغول ہوا اور جو امیر ابوعلی سیجوری کہ فائق ساتھ اسکے پناہ لیگیا تھا اور اس قضیہ کے اطلاع پائی حیرت کا دھوان اسکے کاخ دماغ مین صعود کرنیوالا ہوا اور اپنے خواص سے اس بارہ مین مشورہ کرکے فرمایا کہ اگر خدانخواستہ کسی حادثہ کا سامنا ہو کسی ولایت جاکر کسی صاحب شوکت و حشمت سے پناہ لیجاتا المنسب ہم سیحون کی رات اسپر قرار پکڑا کہ فخرالدولہ دیلمی سے محبت کا طریق مسلوک رکھکر اُسکی دوستی کو حبل المتین پہچانا چاہیے پھر ابوعلی سیجوری جعفر ذوالقرنین کو جو جان کی سفارت پر مقرر فرمایا اور خراسان کے نفائس

اور ترکستان کے تحائف جو کچھ ممکن تھے اسکے صحابت سے فخر الدولہ دیلمی اور اسکے وزیر خوشنام تدبیر کیواسطے ارسال کیا اور بنیاد دوستی اور محبت آپسمین مستحکم اور آمد شد کے دروازہ انکے درمیان کشادہ ہوئے اور اس عرصہ مین امیر ناصر الدین سبکتگین بلخ مین داخل ہوا اور امیر نوح بھی بخارا سے نہضت کر اس سے جا ملا اور فائق اور امیر سمجوری جب انکی توجہ سے خبردار ہوئے فوج گران سے ساتھ اتفاق دارا بن شمس المعالی اور قابوس بن وشمگیر کہ فخر الدولہ دیلمی کیطرف سے دونہزار سوار انکی معاونت اور امداد کیواسطے آئے تھے جنگ پر آمادہ ہوکر ہرات سے برآمد ہوے امیر ناصر الدین سبکتگین نے صحرائے وسیع پسند کر کے صفوف میمنہ اور میسرہ آراستہ کین اور خود اپنے فرزند دلبند سلطان محمود اور امیر نوح سے قلب لشکر مین قیام فرمایا جب طرفین کی صفین مقابل مین صف آرا ہوئین میمنہ اور میسرہ ابو علی سمجوری بر برانغار و جرانغار امیر نوح غالب آیا اور پسپت پا کیا اور قریب تھا کہ لڑائی بگڑنے سے کام ہاتھ سے جاتا رہے ناگاہ دارا بن قابوس قلب لشکر امیر علی سمجوری سے برآمد ہوکر حملہ آور ہوا اور جب درمیان دونون صف کے پہونچا سپر پس پشت ڈالی اور امیر نوح کی خدمت مین آیا اور نقد خصت حاصل کر کے سپاہ خراسان کے مقابل منسوبہ ہوا امراے عاصی اور تمام سپاہ اس اندیشہ سے کہ غدر دارا بے موافقت ایک جماعت کثیر کے نہوگا دل شکستہ ہوئے اور حیرت زدہ ایستادہ رہے امیر ناصر الدین سبکتگین نے ضعف و عاجزی کے آثار مخالفون کے رخسار دون سے مشاہدہ کر کے ساتھ ایک جماعت بہادران پرخاش جو سے حملہ کیا اور مخالف اس خوف اور نہیب سے سراسیمہ اور بدحواس ہوکر بھاگے اور سلطان محمود نے مفرورونکا تعاقب کر کے ایک جماعت کو قتل اور ایک گروہ کو اسیر کیا اور آن بداقبالون نے کہ اپنے ولی نعمت کے ساتھ علم مخالفت اور محاربت بلند کیا تھا اسقدر غنیمت اور اسلحہ اور سلب و سامان چھوڑ گئے کہ اگر عشر عشیر اسکا دوقابہ عرض ناموس اپنے کا کرتے زمانے کے آسیب سے سالم رہتے اور جو فائق اور امیر علی سمجوری نے بھاگ کر نیشاپور مین دم لیا امیر نوح نے امیر ناصر الدین سبکتگین کو ساتھ لقب ناصر الدین کے بلند آوازہ کیا اور اسکے فرزند سلطان محمود کو سیف الدولہ ملقب فرما کر مشرف کیا اور منصب امیر الامرائی کا جو ابو علی سمجوری کے نام زد تھا ساتھ سیف الدولہ کے مفوض فرمایا اور خود مظفر اور منصور ہوکر بخارا کیطرف نہضت فرمائی اور امیر ناصر الدین سبکتگین اور سیف الدولہ سلطان محمود جب افواج بحر امواج لیکر نیشاپور کی سمت روانہ ہوئے فائق اور ابو علی سمجوری مضطرب ہوکر جرجان کی طرف راہی ہوئے اور فخر الدولہ دیلمی کے پاس پناہ لیگئے اسکے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین غزنین مین تشریف فرما ہوئے سیف الدولہ سلطان محمود نیشاپور مین تنہا رہے امیر ابو علی سمجوری اور فائق فرصت وقت غنیمت جانکر نیشاپور مین عازم ہوئے اور قبل اسکے کہ کمک امیر نوح اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی پہونچے سیف الدولہ سلطان محمود سے محاربہ کر کے فائق ہوئے اور تمام مال و اسباب لوٹ لیگئے امیر ناصر الدین سبکتگین اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی ایک لشکر جرار اور مستعد ستیز فراہم کر کے نیشاپور کیطرف روانہ ہوئے اور طوس کے حوالی مین امیر ابو علی اور فائق سے دوچار ہوکر جنگ مین مشغول ہوا اور اس درمیان مین کہ آتش حرب مشتعل ہو یک بیک امیر ابو علی سمجوری کے عقب فوج سے ایک غبار ہوا اور انکشاف کے بعد سیف الدولہ سلطان محمود مردمان صف شکن کی ایک جماعت کثیر سے ظاہر ہوئے امیر ابو علی کو اسکے سوا کوئی تدبیر نہ آئی کہ دونون جناح کو یعنی فوج میمنہ اور میسرہ کو ساتھ قلب کے متفق کر کے فائق کے اتفاق سے امیر ناصر الدین سبکتگین کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے پاے ثبات زمین کین مین محکم کر کے اس حملہ کو رد کیا کہ اسی حال مین سیف الدولہ سلطان محمود شیر خشمگین کے مانند ہو بخار آنپر حملہ لایا اور برق شمشیر کی تابش سے انکی جمعیت پریشان کی امیر

ابو علی سجوری اور رفائق اپنی جانبری کیواسطے میدان جانستان سے بدحواس ہوکر بھاگے اور تلعۂ کلات میں دم لیا اور اس فتح کے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین بکام دل صدر فرمانروہی پر متمکن رہا شعبان کے مہینے ۳۸۷ تین سو ستاسی میں کہ عمر اسکی سے چھپن سال گذرے تھے حدود بلخ اور موضع ترمذ میں با دوم الذات یعنی بیک اجل اسکے سریر دار سے ناخست ایا اور قالب بیجان کو عماری میں رکھکر غزنین میں نقل کیا اسکی حکومت کے ایام بیس برس تھے اسکے بعد جو وہ آدمی اسکی اولاد سے نوبت بنوبت سلطنت کی باگ اپنے کف میں رکھکر ایا ہو اور آسمیں تصرف رہے اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی وزارت ابو العباس فضل بن احمد سفرائنی کے تعلق رکھی اور وہ انتظام امور مملکت و سرانجام مہام سپاہ و رعیت میں یہ بیضا دکھلاتا تھا اور جامع الحکایات میں منقول ہو کہ امیر ناصر الدین سبکتگین ابتدائی حال میں کہ الپتگین کی خدمت میں شہر نیشاپور میں رہتا تھا ایک گھوڑے سے زیادہ اسکے پاس نہ تھا تمام روز شکار کرتا تھا ایک روز وہ حسب عادت شکار میں پھرتا تھا ناگاہ ایک ہرنی دیکھی کہ وہ اپنا بچہ لیے چرتی ہو اسنے اسکے دیکھتے گھوڑا اسپر پھینکا اور ہرن کے بچہ کو زندہ گرفتار کیا اور اسکے ہاتھ پانوں باندھکر زین پوش پر رکھ لیا اور شہر کیطرف متوجہ ہوا جب قدرے راہ طی ہوئی منھ پھیر کر دیکھا کہ اس بچہ کی رمان الفت مادری کے جوش سے پیچھے چلی آتی ہو اور اضطراب کرتی ہو امیر ناصر الدین سبکتگین نے ترحم و شفقت کی نظر مبذول کرکے اسکے بچہ کو چھوڑ دیا اور ہرنی اپنے بچہ کے رہا ہونے سے خوشوقت ہوکر صحرا کیطرف روانہ ہوئی اور روانگی کیوقت منھ پھیر کر امیر ناصر الدین کو دیکھتی تھی اور دم واپسین تک شادمانی اور کامرانی سے زندہ رہی الغرض اس شب کو امیر ناصر الدین سبکتگین نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہین ای امیر ناصر الدین سبکتگین شفقت اور رحمت کہ تو حق میں ایک جانور عاجز اور پریشان کے حال پر بجا لایا درگاہ صمدیت میں قبولیت کی عزت پائی اور دیوان احدیت میں سلطنت کا فرمان تیرے نام تحریر ہوا چاہیے کہ تو عامہ خلائق کی نسبت بھی شیوۂ پسندیدہ مبذول رکھے اور کسی حال میں صفت شفقت و رحمت حق پرست سے نہ چھوڑے کہ سرمایۂ سعادت دارین اسمیں ہی اور مآثر الملوک میں لائے ہین کہ سلطان محمود غازی ایام جوانی میں اپنے باپ کے ظل عنایت اور سایۂ رعایت میں بعشرت و کامرانی بسر کرتا تھا اور اسنے غزنین میں ایک باغ جنت نشان نہایت نزہت اور زینت سے بنیاد کیا جب وہ باغ دلکشا اور روضۂ روح افزا تیار ہوا ایک جشن عظیم کو ترتیب دیا اور اپنے پدر بزرگوار اور اعیان دولت نامدار کو اس باغ میں طلب کیا امیر ناصر الدین سبکتگین نے فرمایا کہ ای فرزند یہ باغ اور عمارت نہایت مطبوع اور مقبول ہی لیکن اسطرح کا باغ اور عمارت ہر ایک ملازم اس سلسلہ کا تیار کرسکتا ہی سلاطین خوش تدبیر کے لائق حال وہ ہی کہ ساتھ تیاری اور زینت گاہ ایسے مکانون کے مشغول ہون کہ دوسرے اسطرح کی تعمیر سے عاجز آوین سلطان محمود نے زمین خدمت کو بوسہ دیکر استفسار کیا کہ وہ کیا ہی فرمایا کہ وہ اہل فضل و علم کے دلون کی تعمیر ہی نہال احسان اسکے زمین دل میں بٹھا اور سعادت جاوید کا تخم حسن اور ذکر جمیل ایام قیامت تک صفحۂ روزگار پر چھوڑ جیسا کہ نظامی عروضی سمرقندی فرماتا ہی نظم بسا کاخیکہ محمود دشس بنا کرد ۔ کہ از رفعت تفاخر بر سما کرد ۔ نہ بینی زان ہمہ یک خشت بر جاے ۔ بناے عنصری ماند است برپاے اور یمینی کے ترجمہ میں مسطور ہی کہ امیر ناصر الدین سبکتگین مرض الموت سے چند روز پیشتر اثناے محاورات میں شیخ ابو الفتح بستی سے کہتا تھا کہ ہم نوازل اسقام اور عوارض امراض کے مقاسات میں گوسفند کے مانند ہین کہ جب قصاب اسے اول مرتبہ بقصد ذبح (جمع سمر بمعنے چھری ۱۲) کیواسطے زمین پر ڈالتا ہی اور ہاتھ اسکے محکم باندھتا ہی ایک شکل نامسعود (بمعنے بھیڑ ۱۲) اور ایک حال ہیبتناکی کے خلاف دیکھتی ہی ناامید ہوکر دل مرگ پر رکھتی ہی یہانتک وہ اپنے کام سے فارغ ہوکر رہا کرے اور آرام پاکر خوشوقت ہوتی ہی اور دوسرے مرتبہ جب وہ قصاب اسکے

ہاتھ پڑتی ہی حال اُسکا خوف ورجا کے مابین ہوتا ہی اور اُس حالت کی نجات کے بعد اُنس کرنیوالی ہوتی ہی اور نفرت اسصورت سے نقصان قبول کرتی ہی اور تیسری مرتبہ کہ قصاب ذبح کرنیکے واسطے زمین پر گراتا ہی وہ خوف وہراس کو اپنے دلمین مطلق راہ نہین دیتی اور عادت سابق پر واثق رہتی ہی یہانتک کہ بچھری مین تیغ ظلم سے اسکی حلق بریدہ اور جان شیرین مرصرفنا سے برباد ہووے ہم بھی اقسام استقام اور انواع آلام مین اخاقت کی امید پر مغرور اور مسرور رہتے ہین اور مرگ ناگہان سے غافل ہوکر زندگی کرتے ہین اور دفعتًا ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ کمند قضا گردن مین پڑتی ہی اور ہادم لذات بنداجل مضبوط کرکے مع روح کو قفس عنصری توڑکر پرواز کرتا ہی راوی کہتا ہی کہ اس مثل کے درمیان اور امیر ناصرالدین سبکتگین کے انقضاے عمر مین چار روز سے فاصلہ زیادہ نہ تھا ذکر امیر اسمعیل بن امیر ناصرالدین سبکتگین کی تخت نشینی اور فرمانروائی کا جسوقت کہ امیر ناصرالدین اس دارگذران سے رخت سفر آخرت باندھکر اول منزل ہوئے جو کہ سیف الدولہ محمود نیشاپور مین تھا چھوٹا بھائی اسکا امیر اسمعیل اپنے باپ کی وصیت کے موجب قبتہ الاسلام بلخ مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور دلجوئی رعایا اور استمالت خواطر رعایا کے بارہ مین سعی موفورہ پیش ہوئی پہونچائی اور باپ کے خزانون کے دروازہ کھولے اور زر خطیر سپاہیونکو عنایت کیا اور دلجوئی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نفرمایا لیکن باوجود اس جود واحسان کے امراے بے انصاف اور دنیا پرست اسیطرح گردن طمع بلند کرکے مطالبات بیجا کرتے تھے اور ضبط مین نہین آتے تھے سیف الدولہ محمود نے جب یہ اخبار سنے تعزیت نامہ تحریر کرکے ابوالحسن جموی کے صحابت سے اپنے بھائی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ امیر ناصرالدین جو ہمارا قبلہ گاہ اور پشت پناہ تھا اُسنے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اب میرے نزدیک جہان مین تجھسے گرامی تر کوئی نہین ہی اور تو میری آنکھونکا تارا ہی جبتک تو مجھسے آرزو کریگا مین ہرگز دریغ نکرونگا لیکن لکھرسنی اور تجربہ ایام اور وقوف نائی امور سلطنت ملک کے ثبات اور دوام دولت مین ایک دخل تمام رکھتا ہی اگر یہ صفات تیری ذات مین موجود ہوتو مین سب سے بہت راضی ہوتا اور یہ کہ باپ نے تجھے ولیعہد کیا باعث بعد مسافت اور اسطرف کی محافظت کا سبب تھا اب مصلحت وہ ہی کہ تو سر انصاف اور بصیرت سے غور کرکے وجہ صواب خطا سے پہچانے اور جو کچھ باپ کے متروکات سے ہی اُسے شریعت کے موافق تقسیم کرے غزنین کو کہ مطلع سعادت اور منشاے دولت ہی مجھیدوا گذاشت کرے تو مین ولایت بلخ کو مخالفون کے خار وجود سے مصفا کرکے مع تمامی ولایت خراسان تیرے سپرد کرونگا امیر اسمعیل نے کلمات مشفقانہ گوش ہوش سے نہ سنے اور برادر شفیق کی مخالفت پر اصرار کیا اور سیف الدولہ محمود نے بھی بمقتضاے آخر الدواے الکے کے برادر کے قلع اور قمع کے سواے علاج نہ دیکھا اور اپنے عم مغرالحق اور اپنے بھائی نصیرالدین بن امیر ناصرالدین سبکتگین کو اپنا متفق اور شریک کرکے نیشاپور سے عزیمت کامستان غزنین کیطرف بلند کیا امیر اسمعیل بھی بلخ سے اسطرف دوڑا جب دونون لشکر مقابل ہوئے سیف الدولہ محمود نے مساعی جمیلہ مبذول رکھی کہ امیر اسمعیل مقام مقابلہ سے تجاوز کرے اور صلح کے دروازہ اپنے منھ پر کھولے لیکن کچھ فائدہ نہ بخشا ناچار لشکر کا جائزہ لیکر صفین آراستہ کین اور امیر اسمعیل بھی اپنے یار دنسے آیا اور قلب اور جناح بیلان کوہ پیکر کے مانند استوار کیے اسوقت لشکر غزنین نے تیغ سنان سے لی استقدر قتل مین کوشش کی کہ تمشیر آہنی ضمیر مردان کارزار کی زاری اور خانہ خرابی پر خون روتی تھی عاقبت الامر سیف الدولہ محمود کے حملہ سے کہ قلب مین قیام رکھتا تھا اسمعیل کے ارکان لشکر مین زلزلہ واقع ہوا اور بھاگ کر غزنین کے قلعہ مین متحصن ہوا سیف الدولہ محمود نے اسی عہود مواثیق پر قلعہ سے برآوردہ کرکے کنجیان خزاین کی اُس سے لین اور عمال معتمد علاقون مین مقرر کیے اور خود بلخ کیطرف متوجہ ہوا اور چند روز کے بعد کہ امیر اسمعیل اپنے بھائی کی مصاحبت مین بسر لیجاتا تھا سیف الدولہ محمود نے

ایک روز مجلس انس ترتیب دیکر کسی تقریب سے اپنے بھائی امیر اسمعیل سے استفسار کیا کہ اگر اس معرکہ مین تیرا ستارہ موافقت کرتا اور تو فتحیاب ہوکر مجھے اپنے پنجہ مین گرفتار کرتا میرے حق مین کیا تجویز کیا تھا جواب دیا کہ میرے دل مین یہ امر جاگزین ہوا تھا کہ جو مین تجھپر ظفریاب ہون ایک قلعہ مین محبوس کرکے سامان فراغت اور آسودگی کا مہیا اور موجود کرون جب سیف الدولہ محمود اپنے بھائی کے مافی الضمیر سے کہ جو مکنون خاطر تھا مطلع ہوا اُس محبس مین خاموش رہا اور چند روز کے بعد اُسے ایک قلعہ مین جرجان کے محبوس کیا اور فارغبالی کے سامان اور واجبات سے جو کچھ چاہیے ہی ترتیب فرمایا اور امیر اسمعیل نے جیساکہ اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کیا تھا مدت حیات اس محل مین آخر ہوئی من حفر بئرا لاخیہ فقد وقع فیہ ۔ تمت ذکرہ

واقعات ابین الملۃ یمین الدولہ سلطان محمود غزنوی کے ایام دولت کا۔ حاویان خصائل صوری وحاکیان فضائل معنوی اقلام نجستہ ارقام سے صفحات مؤلفات پر یون ثبت کرگئے ہین کہ سلطان محمود غزنوی ایسا بادشاہ تھا کہ اقسام سعادت دینی اور دنیوی سے فائز ہوا اور شہرہ اُسکی عدالت اور جہانبانی کا اور آوازہ اُسکی شجاعت وکشورستانی کا قاف سے قاف تک پہونچا اور اجتہاد کی برکات سے امر غزا مین اعلام اسلام مرتفع اور بلند فرمائی اور بنیاد ارباب کفر اور ظلام کی اُکھاڑی اور ہنگام عبور میدان مبارزت اور پہلوانی کے سیل کے مانند نشیب و فراز سے اندیشہ نہ کرتا تھا اور وقت جلوس سریر سلطنت کامرانی پر انوار معدلت اُسکا ضیائے خورشید کے مانند سب جگہ پہونچا **بیت** ہمش ہوش دل بود درہم زدست + بدین سہ در تخت باید نشست + لیکن بعض کتب مین معائنہ ہوا کہ وہ بادشاہ عالیجاہ باوصف اس صفات حمیدہ کے مال دنیوی فراہم کرنے مین نہایت حریص تھا اور بخل وامساک کے طریقہ ناستودہ مین مبالغہ کرتا تھا نظم نبود نش ز فضل وسخاوت شرف + نگہ داشتی در لبسان صدف + خزائن بسے داشت پر از گہر + ولے زان نشد مفلسے بہرہ ور + اس کتاب کا مؤلف محمد قاسم فرشتہ فرماتا ہی کہ بخل کی نسبت ساتھ اس سلطان والاشان کی عزیزان روزگار کی بے انصافی سے ہی یہان اُسکے زرد دست ہونے مین شک نہین اور خزانہ بھی جمع کرتا تھا لیکن فتح بلاد مین دل کھولکر خرچ کرتا تھا کتاب مقامات ابو نصر مشکانی اور مجلدات ابو الفضل اس قول کی شاہد ہی کہ اسقدر علما اور فضلا اور شعرا اور سپاہ اُسکے دربار مین جمع ہوتے تھے اور خوان جود اور مائدہ احسان اسکے سے بہرہ مند ہوتے تھے کہ ایسے عمائد زمانیکے اور بادشاہونکو کم نصیب ہوئے اور ہونگے اور اہل عرفان جانتے ہین کہ یہ امر بدون صرف درم ودینار میسر نہین ہوتا اہل حیثیت اور رضعداروں کو دست رکھتا تھا اور انھین مورد انعام فرماتا تھا اور انعامات کے علاوہ وظائف مقرری ہر سال چار ہزار درم ساتھ اُنکے عطا کرتا اور انواع الطاف اور اصناف اعطاف سے انھین نوازتا یہان دو چیزین اُس بادشاہ کے اشتہار بخل کا باعث ہوئین ایک قصہ فردوسی کا دوسرے آخر عمر مین بے سبب رعایا اور نوکرون سے زر لینا کہتے ہین کہ سلطان محمود غزنوی حسن وجمال ظاہری سے عاری تھا ایک روز اُسنے صورت اپنی آئینہ مین دیکھی اور اپنی بدصورتی مشاہدہ کرکے متالم ومتفکر ہوکر اپنے وزیر سے کہا مشہور ہی کہ بادشاہون کے منھ دیکھنے سے آنکھ مین بینائی زیادہ ہوتی ہی اور یہان معاملہ بالعکس ہی اور اس میری شکل سے دیکھنے والے نہایت صدمہ اُٹھاتے ہین وزیر نے جواب دیا صورت تیری ہزار سے ایک نہ دیکھے خصلت تیری سبھونکو متال ہی بس خصائل پسندیدہ اور شمائل حمیدہ پر قیام فرماتو دلونکا محبوب رہے یمین الدولہ کو کلام اسکا نہایت پسند آیا اور کہنے کے موافق سیرت پسندیدہ اس انتہا کو پہونچائی کہ تمام بادشاہون سے سبقت لیگیا سلطان محمود کا باپ امیر ناصر الدین سبکتگین ہی اور والدہ اسکی اعیان زابلستان کی نسل سے تھی اسواسطے اُسکو زابلی کہتے ہین جیساکہ فردوسی کہتا ہی قطعہ نجستہ درگہ

محمود زابلی دریاست ✣ کدام دریا کہ آنرا کنار پیدا نیست ✣ شدم بدریا و غوطہ زدم ندیدم دُر ✣ گناہ بخت منست و گناہ دریا نیست ✣ سلطان محمود شب عاشورہ سنہ ۳۶۱ تین سو ستاون مین متولد ہوا اور کتاب منہاج السراج جرجانی اس امر کی مخبر ہی کہ سلطان محمود کا ستارہ صاحب ملت اسلام کے طالع سے موافق تھا اور ایک ساعت اُسکی ولادت کے پیشتر امیر ناصر الدین سبکتگین نے خواب مین دیکھا کہ اسکی مجلسرا کے آتشخانہ سے ایک شجر نہایت رفیع اور چھتنار مثل طوبےٰ کے ظاہر ہوا کہ خلقت تمام عالم کی اُسکے سایہ مین مٹھ سکے جب بیدار ہوا اسکی تعبیر کے اندیشہ مین تھا کہ ایک معتبر نے محمود کے تولد کی بشارت دی امیر ناصر الدین سبکتگین کا غنچہ دل نسیم شادمانی سے شاخسار کامرانی پر شگفتہ اور رویاے محمود الابتدا اور مسعود الانتہا امیدوار ہوا جب وہ فرزند ارجمند برج حمل سے ساطع ہوا اسکا نام محمود رکھا چند عرصہ کے بعد اسکا ہمنام اقبال اسطرح سے سایہ گستر ہوا کہ ربع مسکون کے باشندے اسکے ظلال مین استظلال کرتے تھے اور شاہنامۂ فردوسی طوسی اس امر کا شاہد عادل ہی کہ یہ دو بیتین اُنمین مندرج ہین ابیات جہاندار محمود شاہ بزرگ ✣ بآب نخورا ندہی میش و گرگ ✣ چو کودک لب از شیر مادر بشست ✣ بگہوارہ محمود گوید نخست ✣ امیر ناصر الدین سبکتگین نے اُسی سنوات مین اُس مولود کے شکرانہ کیواسطے ہندو نکے بتخانہ کو کہ آب سودرہ کے کنارے واقع تھا تاراج کر مسمار کیا اور موافقت طالع اُسکے نے ساتھ طالع صاحب دین کے اپنا کام کیا اور اُسکے جلوس کے سال اول مین ایک معدن زر سرخ ایک درخت کی شکل سیستان کی زمین سے برآمد ہوئی اور جسقدر اُسے کھودتے تھے زر خالص نکلتا تھا اور اسکا تین گز تک پتہ ملتا تھا اور وہ کان اسیصورت سے باقی رہی اور سلطان مسعود کے عہد سلطنت مین زلزلہ کے سبب سے غائب ہوئی اسکا ذکر عنقریب مذکور ہوگا جب سلطان محمود اپنے بھائی کی مہم سے فارغ ہوا بلخ کی طرف نہضت فرمائی اور بسبب وہ کہ منصب اسکا کہ امیر الامرائی خراسان تھا بکتوزن کے مفوض ہوا تھا ایلچی بخارا مین امیر منصور کے پاس بھیجکر اظہار رنجش کیا اور اُسنے جواب دیا کہ مین نے بلخ اور ترمذ اور ہرات کی امارت تجھے عطا فرمائی لیکن بکتوزن اس ولایت کا بندہ ہی بوجہ اسکے عزل کا فرمان دینا مناسب نہین ہی سلطان محمود نے ابو الحسن جموی کو ساتھ تبرکات اور تحائف بیشمار بخارا مین بھیجکر امیر منصور کو پیغام دیا کہ توقع ایسی ہی کہ سر رشتہ دوستی اور اخلاص کو بے التفاتی کے خار و خاشاک سے مکدر اور تیرہ نکرین اور میرے اور باپ کے حقوق جو آل سامان کے ذمہ ہین اُنھین یک لخت ضائع نفرمائین تو رشتۂ الفت شکستہ نہووے اور متابعت اور مطاوعت کی بنا انہدام سے مصئون رہے جب ابو الحسن جموی بخارا مین پہونچا امیر منصور نے اُسے منصب وزارت کی نوید دیکر اپنی ملازمت مین رکھا اور سلطان محمود کے جواب پیغام کیطرف ہرگز توجہ نفرمائی سلطان محمود بضرورت نیشاپور کیطرف متوجہ ہوا اور بکتوزن اُسکی عزیمت سے واقف ہوکر کسیطرف نکلگیا اور ایک عرضداشت بخارا مین بھیجکر صورت حال گذارش کی امیر منصور غرور اور جوانی کے نشہ سے سپاہ فراہم کرکے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور سرخس تک کسی مقام مین توقف نہ کیا سلطان محمود اگرچہ جانتا تھا کہ امیر منصور تاب میرے مقابلہ کے نہین رکھتا ہی لیکن بزرنش اور کفران نعمت کی بدنامی سے اندیشہ کرکے نیشاپور کی حکومت سے دلکش ہوکر اُسے واگذاشت کی اور آپ مرغاب کیطرف راہی ہوا ناگاہ بکتوزن نے فائق کی صلاح سے عذر کرکے امیر منصور کو گرفتار کیا اور اُنکی آنکھون مین سلائی کھینچی اور اُسکے بھائی عبد الملک کو کہ خردسالی سے سن تمیز کو نہ پہونچا تھا تخت پر بٹھایا اور سلطان محمود کے خوف سے مرو کیطرف بھاگ گیا سلطان محمود اسکے تعاقب مین مرو مین داخل ہوا بکتوزن اور فائق نے اُسکا مقابلہ کیا اور کفران نعمت اُنکے شامل حال ہوئی نسیم نصرت نے سلطان محمود کے پرچم رایات پر چلنا شروع کیا اور زیدا و فائق عبد الملک کو لیکر بخارا کیطرف روانہ ہوے

اور بکتوزن

اور بکتوزن نے نیشاپور کی راہ لی اور پھر چند روز کے بعد بخارا مین جاکر لشکر پراگندہ کی فراہمی کے درپے ہوا اتفاق اس درمیان مین فائق نے مرض الموت مین مبتلا ہوکر داعی حق کو لبیک اجابت کیا اور ایلک خان نے کاشغر سے بخارا مین آکر عبدالملک اور اسکے توابع کو مستاصل کیا اور آل سامان کی دولت کا اسکی مدت اکیسو اٹھائیس برس تھی انتہا کو پہونچی اور سلطان محمود باستقلال تمام بلخ اور خراسان کی حکومت مین مشغول ہوا اور جب آوازہ اسکے اقبال کا اطراف عالم مین پہونچا بغداد کے خلیفہ القادر باللہ عباسی نے ایک خلعت بنیس قیمت کہ اس سے بیشتر کسی خلیفہ نے کسی بادشاہ کو نہ بھیجا تھا ارسال کرکے ساتھ لقب امین الملۃ یمین الدولہ کے سرفراز فرمایا اور ذیقعدہ کے آخر مہینے سنہ ۳۹۰ تین سو نوے مین بلخ سے ہرات مین دوڑا اور ہرات سے سیستان گیا اور خلف بن احمد کو جو وہان کا والی تھا مطیع کرکے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور اسی عرصہ مین ہندوستان کیطرف متوجہ ہوکر چند قلعہ مفتوح کیے اور وہان سے سانگا اور رغانگام راجعت کی اور حسب عادت قدیم اسطرح سے عدل و داد کا فرش بسیط زمین پر بچھایا کہ اسکی دوستی خاص و عام کے دلمین جاگزین ہوئی اور ایلک خان نے ماوراالنہر پر یکبارگی آل سامان خان کے تصرف سے برآوردہ کی اور فتحنامہ تہنیت استیلاے مملکت خراسان کا سلطان محمود کی خدمت مین ارسال کیا اسواسطے دونون بادشاہون کے درمیان مین بناے دوستی اور یگانگی نے استحکام قبول کیا اور سلطان محمود نے بھی ابوالطیب سہل بن سلیمان معلوکی کو کہ ائمہ اہل حدیث سے تھا برسم رسالت ایلک خان کے حضور مین بھیجا اسکے ساتھ خطبہ کریمہ کرایم اسکے سے رغبت کی اور نفائس بیحد یواقیت اور لعل ہاے قیمتی اور مالے مروارید و مرجان اور بیضہ عنبر و اوانی سیم و زر مشحون بمشمومات کافور اور تبرکات ہند اور عود کے درخت اور شمشیر ہاے آبدار اور پیلان جنگی کوہ پیکر ملابس اور مناطق مرصع سے آراستہ کہ دیکھنے والونکی آنکھ اسکی چمک سے خیرہ ہوتی تھی اور گھوڑے رہوار بازین زرد و ساز ہاے مرصع اسکی صحابت سے روانہ کیے اور امام ابوالطیب سہل جب ترکستان کے ملک مین پہونچا اس ملک کے اہالی اور سردار ایلک خان کے حکم کے موافق کہ اکثر لوگ ترکستان کے اسکے عہد فرخندہ مہد مین شرف اسلام سے مشرف ہوے تھے اسکے اعزاز و اکرام مین نہایت مبالغہ بجالائے اور امام ابوالطیب اسوقت تک کہ ایلک خان کی ملازمت مین فائز ہوا اور کند مین مقیم کیا اور ایسے دُر یتیم نے کہ واسطے تحصیل اس دردریاے ترکستان کے غواصی کی تھی دستیاب کرکے ساتھ نفائس اور غرائب اس ولایت کے مثل زرخالص اور سیم ناب اور کنیزان خطائی اور ماہرویان چینی اور رقائم درسنجاب اور سمور اور انواع تبرکات دیگر بازگشت کیے اور فائز المرام ہوکر سلطان محمود کی خدمت مین حاضر ہوا اور بسبب اس خدمت پسندیدہ اور کارنمایان کے مصدر انواع عواطف شاہانہ اور مورد اقسام مراحم خسروانہ ہوا اور اسکے بعد مدت ہاے مدید اور عرصہ ہاے بعید تک سلطان محمود اور ایلک خان کے درمیان مین دوستی اور یگانگی کی بساط گسترده تھی یہانتک کہ چشم زخم ایام نافرجام اور سعایت تمام بدانجام سے محبت سابقہ عداوت کے مبدل ہوئی جیسا کہ عنقریب اسمین کا شمہ انشاءاللہ کی توفیق سے قلمی ہوگا اور سلطان محمود اس قول کے لحاظ سے تمام ممالک مین مشہور ہوا تھا کہ مین اکثر سنوات کی مہمات سلطنت سے فارغ ہوکر دیار ہند مین جاکر مراسم غزا اور لوازم جہاد بجالاؤنگا اسواسطے ماہ شوال سنہ ۳۹۱ تین سو ایکانوے ہجری مین غزنین سے پھر عزیمت ہندوستان کی اور دس ہزار سوار ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر پشاور مین آیا اور جیپال نے بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ و تین سو زنجیر فیل سے مقابل آکر معرکہ جنگ آراستہ کیا اور محرم کی آٹھوین دوشنبہ کے دن کہ سنہ ۳۹۲ تین سو بانوے ہجری تھے فریقین ناجی اور فریق ناری سنگھ ہوکر لوازم شجاعت بجالائے سلطان محمود ساتھ فتح اور فیروزی کے اختصاص پاکر غازی ملقب ہوا اور جیپال پندرہ تن فرزندون اور عزیزون سے اسیر ہوا اور پانچہزار شخص قتل ہوے اور غنیمت بیشمار ہاتھ آئی انمین سے سولہ مائل مرصع یعنی مالے

اور دو لڑی گوہر ہموار اور خوش آب اسیر دنکی گردن سے اُتار کر سلطان محمود کے ملاحظہ مین گذرے تھے مبصر جوہریون نے قیمت ایک مالے کی ایک لاکھ اسی ہزار دینار سرخ مشخص اور مقرر کیے اسکے بعد سلطان محمود پشاور سے قلعہ بھندہ مین گیا اور از نصال آلہی سے اُسے بھی مسخر کیا اور چونکہ موسم بہار قریب پہونچا تھا سلطان محمود نے اولوالعزمی سے جیپال اور دوسرے اسیر دنکو باج اور خراج قبول کرنیکے بعد امان دیکر رہائی بخشی اور بہت سے افغان کے رئیسونکو تہ تیغ کیا اور بعضون کو چاکرون مین منسلک فرمانکے معاودت فرمائی کہتے ہین ہنود کے طریقہ مین وہ ہے کہ جو راجہ کہ دو مرتبہ مسلمانون سے شکست پاوے یا قید ہووے دوبارہ سلطنت کا شائستہ نہو اور گناہ اُسکا آگ کے سوا پاک نہووے اسواسطے جیپال نے اپنے فرزند انند پال کو ولیعہد کرکے اپنے تئین آگ مین ڈالکر جلایا اور سلطان محمود ماہ محرم ۴۰۳ھ تین سو تراونوے مین پھر پیشاور کیطرف روانہ ہوا اور ضعیف کو اس مرتبہ غزنین مین لایا اور دوبارہ ہندوستان جانیکی اُسے ہوس ہوئی اور ۴۰۵ھ تین سو پچانوے مین شہر بھاطنہ کی سمت نہضت فرمائی اور ملتان کی حدود سے گذرکے ظاہر ان مین وارد ہوا اور وہ ایسی دیوار رکھتا تھا کہ سرطار اُسکے شرفات مین نہ پہونچ سکتا تھا اور خندق اُسکے گرداگرد بحر محیط کے مانند وسیع اور عمیق تھا بجے راو نامی وہانکا راجہ تھا اور رجال و رافیال کی کثرت سے نہایت غرور اُسکے سر بمغز مین جاگزین تھا اور امیر ناصر الدین سبکتگین کے ایام مین ہندوستان مین رہتے تھے اطاعت نکرتا تھا اور جیپال سے بھی جیسا کہ شرط فرمانبرداری ہے پیش نہ آتا تھا جب سلطان محمود اُسکے دفع کیواسطے اُسطرف فوج کش ہوا بجے راو بھی اپنی سپاہ فراہم کرکے لشکر اسلام کے مقابل صف آرا ہوا اور درمیان مین دونون گروہ کے تین روز علی الاتصال کارزار اور حرب و ضرب قائم رہی اور مقہور منصور سے مشخص نہوا قریب تھا مجاہدان اسلام کو چشم زخم پہونچے اس سبب سے چوتھے روز سلطان محمود نے اپنے لشکر مین یہ منادی کی کہ آج جنگ سلطانی ہونگی چاہیے کہ مردم آزمودہ ملازم اور غیر ملازم جوان اور پیر جہاد پر مستعد ہوکر میدان جنگ مین بیتحاشی قدمی کرین اور راجہ بجے راو بھی مسلمانون کی غیرت سے واقف ہوا اور بتخانہ مین آیا اور اپنے معبود سے کمک طلب کی اور ہندوون کو سلاح بندی کا حکم دیا اور نہایت شان و شوکت سے شہر سے برآمد ہوکر رزمگاہ کی طرف روانہ ہوا امرائے اسلام میمنہ اور میسرہ سے دست بقبضہ چوتھ و خروش مین آنکر ایکبارگی لشکر کفار پر حملہ آور ہوئے اور جانستہ کیوقت سے ظہر تک لوازم حرب و ضرب بتمہیں پہونچائے اور طرفین سے کشتون کے پشتے ہوئے لیکن عجز و ضعف کی علامت کسیکے چہرہ پر عیان نہوتی تھی سلطان محمود بھی قادر ذوالجلال اور معبود لایزال کی درگاہ کیطرف رجوع لایا اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روح پر فتوح سے استمداد اور استعانت طلب کی اور بہ نفس نفیس قلب لشکر کو ہمراہ لیکر لشکر کفار کے قلب پر تاخت لایا اور انکی جمعیت کو پریشان کرکے پسپا کیا اور بجے راو لشکر شکستہ کو ہمراہ لیکر قلعہ بند ہوا سلطان محمود نے محاصرہ کرکے خندق کے پاٹنے کا حکم صادر کیا قریب تھا کہ خندق خاک اور سنگ اور چوب سے پر ہو بجے راو متحیر اور مضطرب ہوا اور لشکر اپنا سلطان محمود کی سپاہ کے مقابل چھوڑا اور رات کو اپنی خواصون کو لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور بھاگ کر ایک جنگل مین بیشہ سے آب سند کی حوالی مین پناہ لیگیا سلطان محمود نے اس حال سے مطلع ہوکر ایک فوج دلیران اسلام سے اسکے تعاقب مین تعین فرمائی اور شیران بیشۂ وغا نے اس گاؤ پرور غا کو اس بیشہ مین جاتے ہی نقطۂ پرکار کی صورت چار و نطرف سے گھیر لیا اور راہ گریز نہی بجے راو نے مرنیکے سوا اپنا مفر نہ دیکھا اور اپنے ہاتھ سے خنجر ران کھینچکر اپنے سینۂ پرکینہ کو چاک کیا غازیان اسلام نے اسکا سر سلطان محمود کے پاس روانہ کیا اور تیغ بیدریغ سے اسکے ہمراہیون متابعون پر حکم کرکے ایک خلق کثیر مقتول کی اسکے بعد وہ اور اسی زنجیر فیل و بردہ اور غنائم بیشمار دستیاب ہوئے اور وہ شہر اور اسکے باشندے سلطان محمود کے ممالک محروسہ مین شامل ہوے

اور سلطان

اور سلطان محمود نے منظفر اور منصور ہوکر غزنین مین مراجعت فرمائی اور سنہ ۳۹۶ تین سو چھیانوے ہجری مین ملتان کے تسخیر کی عزیمت کی اور لشکر کے احضار کا حکم نافذ کیا اسلیے کہ ملتان کا والی شیخ حمید لودھی امیر ناصر الدین سبکتگین سے اخلاص کا طریقہ مسلوک رکھکر خدمات شائستہ پیش پہونچاتا تھا اسکے بعد اسکا پوتا ابو الفتح داؤد بن نصیر بن شیخ حمید کہ ملاحدہ سے تھا ابتدا مین اپنے باپ دادا کی سنت پر عمل کرکے آپکو سلطان کے ملازمونمین شمار کرتا تھا لیکن اُس زمانے مین کہ لشکر اسلام بلدہ بھاطنہ کے محاصرہ مین مشغول تھا دا ہاے خارج عقل سے سرمار کر اعمال ناشائستہ کا مصدر ہوا سلطان محمود نے اس سال صلاح وقت نہ دیکھکر عین اغماض سے طرح دیکر کچھ نہ کہا دوسرے سال انتقام کا عازم ہوا اور زین الاخبار کی روایت سے یہ واضح ہوتا ہی کہ جب وہ سلطان محمود کے ارادہ سے واقف ہوا راہ مخالفت مین روان ہوا اور انندپال جیپال کہ سد راہ تھا شکست کھاکر کشمیر کیطرف بھاگا اور النفسی مین مروی ہی جب ابو الفتح سلطان محمود کی خبر آمد سنکر سراسیمہ ہوا اور انندپال کو سلطان کے ارادہ سے آگاہ کرکے کمک چاہی اور اُسنے اسکی مدد پر ہمت باندھی لاہور سے پیشاور روانہ ہوا اور اپنے امیرون کی ایک جماعت بھیجکر سلطان محمود کی سد راہ کی تو اُسکی روانگی کے مانع ہون سلطان محمود یہ ماجرا دیکھکر غضب ناک ہوا اور لشکر کو انندپال کی جنگ اور اُسکے بلاد کی پامالی کا حکم دیا غازیون نے حکم کے موافق اسکے سردارون کو کہ جسارت کا علم بلند کرکے روبرو آئے تھے تیغ قہر سے سنگ تفرقہ انکی جمعیت مین ڈالا اور انندپال اس حال سے آگہی پاکر بھاگ گیا جب سلطان محمود کا لشکر اُسکے تعاقب مین سودرہ کے اطراف اور آب چناب کے ساحل پر پہونچا انندپال ہراسان ہوکر کشمیر کے پہاڑون پر بھاگا اور سلطان نے اُسکا تعاقب مناسب نہ دیکھا اور تہندہ کے راستہ سے ملتان کیطرف کہ اس یورش سے غرض اصلی اسکی ملتان کی تسخیر سے تھی روانہ ہوا اور ابو الفتح نے جب مشاہدہ کیا کہ مقدم ملوک ہند کو کیا پیش آیا ناچار مقاومت کی صلاح نہ دیکھی قلعہ بند ہوا اور عجز و زاری کا دروازہ مفتوح کرکے متعہد ہوا کہ مین ہر سال بیس ہزار درم سرخ بلا عذر داخل کرونگا اور احکام شرعی جاری کرکے مذہب الحاد سے احتراز کرونگا سلطان محمود اسکے بعد سات روز ملتان کو محاصرہ کرکے اس قرار پر صلح کے معاودت کے تہیہ مین تھا کہ دفعتًا مسرعان ارسلان جاذب حاکم کے پاس سے آپہونچا اور ایلک خان نے لشکر پہونچنے اور انکی خرابی کی خبر دی سلطان محمود نے بتعجیل تمام مہمات تہندہ کے ساتھ سکھپال کے کہ راجہ ہاے ہند کے فرزندمین سے تھا اور پیشاور مین ابو علی سمجوری کے ہاتھ مین گرفتار ہوکر مسلمان ہوا تھا اور اُسے آب باشا بھی کہتے تھے رجوع کرکے غزنین گیا اور شرح ایلک خان کی داستان کی یون ہی کہ مدت مدید تک بساط محبت و مودت سلطان محمود اور ایلک خان کے گسترده رہا اور علاقہ مصاہرت اور دامادی کا مستحکم اور استوار رہا یہانتک کہ چند مرتبہ مذکور ہوا یعنے مفسدون کے فساد اور سخن چینون اور چغلخورون کی چغلخوری کے سبب وہ صداقت عداوت کے ساتھ مبدل ہوئی اور جب سلطان محمود نے ملتان کیطرف نہضت فرمائی اور خراسان کا میدان دلیران تیر افگن کی مہابت سے خالی ہوا ایلک خان نے فرصت پاکر اس ولایت کی تسخیر کی طمع کی اور سیادتش تگین کو کہ اُسکا سپہ سالار تھا اطراف و جوانب سے فوج بیحساب جمع کرکے خراسان کیطرف روانہ کی اور جعفر تگین کو بطور شحنگی بلخ کے دار الملک مین مقرر کیا ارسلان جاذب حاکم ہرات اس حال سے واقف ہوکر تخمگاہ کی حفاظت کیواسطے ہرات سے غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور اعیان خراسان کی ایک جماعت کہ سلطان محمود کے ایام غیبت کی درازی اور اراجیف کے انواع انتشار کے سبب ایلک خان کے ساتھ مطاوعت اور فرمانبرداری کا طریق اختیار کیا جب سلطان محمود غزنین مین داخل ہوا ایک لشکر پرشکوہ اور ایک حشر انبوہ بحر مواج کے مانند فراہم کرکے

بلخ کی سمت روانہ ہوا اور جعفر تگین سلطان کی فوج کشی سے خبردار ہوکر ترمذ مین بھاگ گیا اور ارسلان جاذب سلطان کے حکم کے موافق سیاوش تگین کیطرف متوجہ ہوا اور ہرات سے برآمد ہوکر ماوراءالنہر کی عزیمت کی ایلک خان نے قدر خان سے جو شاہ چین تھا مدد چاہی اور قدر خان پانچہزار فوج سے اُسکی کمک کو آیا ایلک خان نے اُسکے اتفاق سے آب جیحون سے عبور کیا اور بلخ کے چار فرسخ ہو نچکر سلطان محمود کے لشکر کے مقابل فروکش ہوا سلطان محمود نے بہ نفس نفیس صف کارزار آراستہ کی قلب لشکر پر اپنے چھوٹے بھائی امیر نصیر الدین والی جرجان اور ابو نصر فریغون اور عبد اللہ طائی کے سپرد کی اور میمنہ بالتونتاش حاجب کے حوالہ کی اور میسرہ ارسلان جاذب اور امرائے افغانان اور خلج کے تفویض فرمائی بالنسوبل کروہ تمثیل افواج بحر مواج کے آگے ایستادہ کی اسطرف ایلک خان نے بھی قلب لشکر مین قرار کیا اور قدر خان کو میمنہ اور جعفر تگین کو میسرہ مین مقرر کیا جب طرفین سے صف کارزار تیار ہوئی جہانتک پیک نظر جاتا تھا سوار دنکا پر انظر آتا تھا فردوسی نہان گشت خورشید گیتی فروز + تو گفتی نہ شب بود پیدا نہ روز + شد از سم اسپان زمین لالہ رنگ + ز نیزہ ہوا شد چو پشت پلنگ + پھر دونون لشکر مثل دو بحر زبیق ایک دوسرے کے مقابلے کو آئے اور گھوڑونکی صدا نے آسمان کے کان بہرے کیے اور تازیون نے اپنے سم کے غبار سے فضاے سپہر تیرہ کیا اور آتش جنگ حملہ کی ہوا سے افروختہ ہوئی اور شمشیر آبدار اور سنان شعلہ کردار کی آبیاری سے خون دلاور دنکا معرکہ کی خاک مین آمیختہ ہوا اور ایلک خان غلامان خاصہ کی افواج ہمراہ لیکر اپنی صف سے برآمد ہوکر دار و گیر مین مشغول ہوا سلطان محمود شدت ترکان ایلک خان کی مشاہدہ کرکے گھوڑے سے اترا اور تضرع وزاری سے منہ اپنا خاک عجز پر رکھکر حضرت ذوالجلال سے نصر و نصرت کی مسئلت کی اور نذر اور صدقات اپنے اوپر واجب کیے اور نعمال آبی پر اعتماد کرکے فیل مست پر سوار ہوا اور شیر نریان کے مانند ایلک خان کے قلب لشکر پر جا پڑا جو کہ اسکی نظر فضل رب پر تھی ناگاہ عنایات سبحانی سے اول مرتبہ سلطان محمود کے فیل مست نے ایلک خان کے علمدار کو خرطوم مین لپیٹ کر سنگر یزہ کیطرح پھینکدیا اُسکے بعد ترکون کی صف کیطرف خلق کثیر اور جم غفیر کو عرصہ ہلاک مین داخل کیا جب دلاوران صف شکن سلطان نے مشاہدہ کیا کہ سلطان محمود قادر بیہمال کے افضال سے ایسے فیل مست سے دشمنون پر حملہ آور ہوا یکبارگی جوش و خروش مین آکر چپ و راست سے صفوف اعدا پر جا پڑے اور تیغ بیدریغ کی ضرب اور طعن سنان جانستان سے ترکون کو خاک مذلت پر ڈالا یہانتک کہ ایلک خان اور قدر خان اپنی زندگی سے مایوس ہوے اور بہزار حیلہ معرکہ سے باہر گئے اور برق کے مانند بھاگ کر آب جیحون سے عبور کیا اور اپنے ممالک محروسہ مین کسی مقام پر پاگ نروکی اور دوبارہ خراسان کے تسخیر کا خیال اپنے سر بیمغز مین نہ لائے اور تاریخ یمینی مین مسطور ہے کہ یمین الدولہ سلطان محمود نے ایلک خان کی ہزیمت کے بعد تعاقب کی عزیمت فرمائی جو کہ موسم سرما تھا اور اس حدود مین سردی اور برف ریزی اس کثرت سے تھی کہ تمام لشکر اُسکی تاب نہ لاسکا اکثر سے امرا اس امر سے راضی نہ تھے لیکن سلطان محمود بنفس نفیس اسپارہ مین بجد تھا تا چار دو کوچ اُسکے تعاقب گیا تیسری شب کو بیابان مین برف عظیم اور سرماے شدید نے زور شور کیا اہلکارون نے سلطان محمود کیواسطے ایک بارگاہ ایستادہ کرکے مشعل بیشمار حاضر کین جیسا کہ اکثر حضار مجلس گرمی کے سبب سے چاہتے تھے کہ جاہاے زمستانی بدن سے دور کرین اتنے مین مسیے دلچک سلطان محمود کی بارگاہ مین حاضر ہوا سلطان نے ازروے ظرافت دلچک سے فرمایا کہ تو باہر جا اور میری طرف سے سرما سے کہہ یہ جان کندنی تیری کیا ہے ہم یہان گرمی کے سبب سے غریب ہین کہ سرد پانی جامہ اپنے بدلنے تبدیل کرین دلچک حکم کے موافق باہر گیا اور کچھ عرصہ کے بعد واپس آیا اور زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض کی کہ غلام نے حضور کا پیغام

سرما کو پہونچایا وہ کہتا ہی کہ اگرچہ سردست میرا ہاتھ سلطان اور اسکے مقربون کے دامن تک نہین پہونچتا ہی لیکن تلقینون اور رشا گرد پیشہ کی آج شب کو ایسی خدمت کرونگا کہ کل حضرت سلطانی اور اسکے مقرب اپنے گھوڑونکی تیمارداری اور خدمت کرینگے اور ہماری طرف سے غبار خاطر شریف مین نہ بیٹھے سلطان نے اگرچہ اسوقت خوش طبعی سے ظاہر انکچھ نہ کہا لیکن اس غنیمت سے دلمین پشیمان ہوا اور کوچ کا حکم صادر فرمایا ناگاہ اسی شب کو ہندوستان کی طرف یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ آب سار تمردی سے مرتد ہوکر دین اصلی سے پھر گیا اور اس میدان کو خالی دیکھکر بادشاہی عمال کو اس دیار سے نکالدیا اسواسطے سلطان نے علی الصباح عنان عزیمت ہندوستان کیطرف معطوف فرمائی کوچ بکوچ روانہ ہوا اور ان امرا کو کہ ہندوستان مین جاگزین اور ریاست رکھتے تھے بجناح استعجال پیشتر روانہ فرمایا کہ وہ آب سار کو گرفتار کرکے دربار مین حاضر لائے سلطان محمود نے چار لاکھ درم اس سے لیکر اپنے خزانچی مسمے تگین کو عنایت کیے اور آب سار کو قید کیا یہانتک کہ اسکا مرغ روح قفس تن سے پرواز کر گیا اور اسوقت آنحضرت نے عطف عنان کرکے غزنین مین رونق افروزی کی اور بستر استراحت پر تکیہ زن ہوکر آرام فرمائی اور سنہ ۳۹۲ تین سو ترانوے ہجری مین انندپال کی گوشمالی کا آہنگ کیا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ اسنے عین قصد تسخیر ملتان مین بے ادبی کی تھی لشکر فراہم کرکے ہندوستان کیطرف کا عازم ہوا اور یہ خبر سنتے ہی انندپال بھی کارزار پر آمادہ ہوا اور ہندوستانی راجاؤن سے استمداد طلب کی یہ لوگ جو اہل اسلام کی دفع ایذا کو موجب حسنات اور ترقی درجات جانتے تھے ناچار بقصد ثواب ہند اور اطراف کے تمام راجہ اسکی استمداد پر آمادہ ہوے یہانتک کہ وجین اور گوالیار اور کالنجر اور قنوج اور دہلی کے راجہ فوج فوج لشکر سے پنجاب کیطرف متوجہ ہوے اور زیادہ تر اس سے کہ امیر ناصرالدین سبکتگین کے عہد مین لشکر قلمند ہوا تھا اس مرتبہ فوج کا جائزہ لیکر انندپال کو سردار کرکے سلطان کی حرب پر آمادہ ہوے اور پشاور کے صحرا مین سلطان محمود کے لشکر کے قریب جاکر چالیس روز تک مقابل خیمے برپا کیے اور طرفین سے کوئی جنگ پر سبقت اور پیش قدمی نکرتے تھے لیکن روز بروز لشکر کفار افزون ہوتا تھا اور اطراف وجوانب سے انھین مدد پہونچتی تھی یہانتک کہ کہکر کے کفار بھی اس لشکر مین ہنود سے ملحق ہوے اور ایک حشر عظیم برپا کیا اور مسلمانون کی حرب مین ایسے ساعی ہوے کہ انکی عورتین اپنا زیور فروخت کرکے اور دور دور سے خرچ اپنے شوہرون کیواسطے بھیجتی تھین تو مصارف ضروری سفر مین صرف کرکے مسلمانونکی حرب مین کوشش کرین اور جو عورتین کہ مقدرت نرکھتی تھین چرخہ زنی اور مزدوری کرکے چیزے بچیزے مردم لشکر کیواسطے ارسال کرتی تھین جب سلطان نے بخوبی دریافت کیا کہ کفار اس مرتبہ فدیون کے مانند سلوک کرتے ہین لہذا قاعدہ جنگ مین شرائط احتیاط بجا لایا یعنی لشکر کے دو طرف خندق وسیع اور عمیق کھدوائی تو جانبین سے کفار دلیرانہ تاسکین اسکے بعد حرب مین قیام کرکے ہزار جوان تیرانداز حکم کے مطابق آگے جاتے تھے اور کفار کو حیلہ ہاے سپاہیانہ سے جنگ پر آمادہ کرکے اپنے لشکرگاہ کیطرف کھینچ لاتے تھے اور غازیان اسلام اتفاق حسنہ سے انکے دفع مین مشغول ہوتے تھے اور باوصف اس احتیاط کے کہ سلطان عمل مین لایا تھا تیس ہزار کفار سروپا برہنہ اور ہر ایک حربہ غیر کارگر ہاتھ مین لیکر دونون طرف سے عین کارزار مین دو طرفہ خندق سے عبور کیا اور سواران اسلام پر آپڑے اور انسان اور مرکبونکو لشکر اسلام کے زخمی شمشیر اور خنجر اور برچھی سے کرتے تھے خلاصہ یہ طرفۃ العین مین تین چار ہزار مسلمانونکو شہد شہادت چکھاکر روضہ رضوان مین داخل کیا اور اس اولوالعزمی سے انکی نیت خاص یہ تھی کہ سلطان کہکر کے پیادونکے تیر سے معرکہ سے کنارہ کش ہو کر اس روز جنگ موقوف رکھے چونکہ خدا کا فیل تھا قدرت سے قضیہ بالعکس ظہور مین آیا ناگاہ وہ فیل کہ جسپر انندپال سوار تھا صداے نفط و خدنگ سے سراسیمہ ہوکر بھاگا اور اطراف کے لشکر نے ملوک ہند کے

فرار کا گمان کرکے سب نے ہزیمت کی راہ نا پی اور عبداللہ طائی پانچہزار سوار عرب سے اور ارسلان جاذب نے دو ہزار ترک افغان اور خلج سے دو شبانہ روز مفروریون کا تعاقب کیا اور آٹھ ہزار تیغ کے گھاٹ اتارے اور تیس زنجیر فیل اور غنیمت بیشمار فراہم کرکے سلطان کی خدمت مین حاضر ہوے سلطان اس فتح کے بعد تقویت دین محمدی کیواسطے نگرکوٹ کے جہاد اور وہانکی بت شکنی کا عزم بالجزم کرکے روانہ ہوا اور اس عہد مین وہ قلعہ کہ ساتھ قلعہ بھیم کے موسوم اور مشہور تھا سلطان طے مراحل اور منازل کے بعد جب قلعہ بھیم کے اطراف مین پہونچا حکم اسکے محاصرہ کا دیا اور اسکے اطراف و جوانب کے باشندون کے قتل سے اپنے تئین معاف نرکھا اور وہ قلعہ راجہ بھیم کے عہد مین ایک پہاڑ کے قلعہ تعمیر ہوا تھا اہل ہند اسکو تبونکا مخزن جانتے تھے اور اطراف واکناف کے راجہ زر نقد اور جواہر کے علاوہ انواع نفائس اور تحائف وہان بھیجتے تھے اور اس امر کو سبب تقرب درگاہ احدیت تصور کرتے تھے اسوجہ سے طلا اور نقرہ اور جواہر اور درو مرجان اس قلعہ مین اسقدر جمع ہوا تھا کہ جوہری وہم اسکا حساب نکرسکے اور کسی بادشاہ کے خزانہ مین فراہم نہ تھا جو قلعہ ابطال رجال سے خالی تھا اور سوائے برہمن اور بت پرستون کے کہ خادمان اصنام سے مراد ہی اسمین ساکن نہ تھا اسواسطے رعب اور ہراس افواج سلطانی وہانکے باشندون کے دلون پر طاری ہوا الامان کی صدا ایوان کیوان تک پہونچائی اور تیسرے دن قلعہ کا دروازہ کھولکر سلطان کے روبرو خاک مذلت پر گرے سلطان چند خواص اپنے ہمراہ لیکر قلعہ مین داخل ہوا سات لاکھ دینار سرخ اور سات سو من آلات چاندی سونے اور دو سو من کندن اور دو ہزار من چاندی خالص اور بیس من انواع جواہر کہ بھیم کے عہد حکومت سے فراہم ہوا تھا اہالیان سلطانی کے تصرف مین آیا پھر سلطان نے سالما اور غانما غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور سنہ چار سو ہجری مین شہر کے باہر چند تخت طلا اور نقرہ کے بارگاہ مین رکھوائے اور وہ غنائم کہ اس سفر مین ہاتھ آئے تھے صحرا مین لیجاکر انبار کیے اہل شہر اور دیہات اسکے تماشے کو جمع ہوئے تین روز تک یہ صحبت اور مجمع رہا سلطان محمود نے جشن عظیم فرمایا اور مستحقون اور پرہیزگارون کو بذل اور احسان سے مستغنی کیا اور جذب قلوب مین کسی طور تقصیر نہ کی اور سنہ چار سو ایک ہجری مین سلطان محمود نے غور پر لشکر کشی فرمائی اور وہان کا حاکم جسے محمد بن سوری دس ہزار مرد اہل نبرد آراستہ کرکے سلطان محمود کی صفوف کے مقابل آیا اور صف آرائی کے بعد طلوع آفتاب سے دوپہر تک آتش حرب و ضرب شعلہ زن کرکے داد مردانگی اور جوانمردی کی دی جب سلطان محمود نے غوریون کی جانبازیان مشاہدہ کین اپنے لشکر کو از سر نو ترتیب کے معرکہ جدال سے روگردان اور پسپا دیا اہل غور نے اس گمان سے کہ سپاہ سلطان نے ہزیمت پائی کھائی سے کہ اپنے گرداگرد نثار کی تھی برآمد ہوکر پیچھا کیا جب نضاے صحرا مین پہونچے سلطان محمود کی افواج دریا موج سیل شدید کے مانند پھر ٹوٹی انمین اکثر لوگونکو طعمہ شمشیر آبدار کیے اور جرأت کا قدم بڑھاکر محمد ابن سوری کو دستگیر کرکے سلطان محمود کے روبرو حاضر کیا محمد ابن سوری نے دفور الم و ہجوم غم سے ہیرہ کا نگینہ کھاکے مجلس سلطان مین اس عالم فانی سے کوچ کیا اور وہ ولایت اہالیان سلطان کے تحت تصرف مین آئی اور تاریخ یمینی مین مرقوم ہی کہ غور کے تمام اور وہان کی رعایا نے اس عہد تک دین اسلام نہ قبول کیا تھا لیکن صاحب طبقات ناصری اور فخر الدین مبارک شاہ رودی کہ سلطان غور کی تاریخ سلک نظم مین کھینچی ہی اُنکا یہ قول ہی کہ اہل غور امیر المومنین اور یعسوب الموحدین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے عہد خلافت مین مسلمان ہوے ہین اور بنی امیہ کے عہد مین تمام ممالک اسلام نے حرف بیجا حضرت رسالت پناہ کے خاندان پر کیا ہی لیکن غور کی مملکت مین کسیوجہ سے تعرض نہوے اس سبب سے اس مملکت کو تمام ممالک پر فخر اور مباہات ہی اور اس سال سلطان محمود دوبارہ غزنین سے ملتان آیا اور آسے جیپال سے

مفتوح کیا بہت سے قرامطہ اور ملاحدہ کو تہ تیغ کرکے دارالبوار پہونچایا اور بہتوں کے ہاتھ اور پاؤں قطع کیے اور داؤد بن نصیر کو زندہ گرفتار کرکے اپنے ہمراہ غزنین میں لیگیا اور غور کے قلعہ میں محبوس کیا یہانتک اسمیں ہلاک ہوا ازینجا چارسو دہجری میں سلطان محمود کے دلمیں دوبارہ جہاد کی ہوس پیدا ہوئی تھانیسر کیطرف کہ ممالک ہندوستان سے ہے متوجہ ہوا اور غزمیت کا سبب یہ تھا کہ یہ خبر اسکے سمع مبارک میں گوش زد ہوئی تھی کہ تھانیسر کفار کے نزدیک عزت و احترام میں بالتشبیہ مثل مکہ معظمہ کے ہے اور وہان قدیمی ایک بتخانہ ہے اور اسمیں بہت کثرت سے لعل نصب کیے ہیں اور اعظم اصنام اُنکا جگ سوم نام رکھتا ہے اور کفار کے اعتقاد میں جیسے کہ جہان پیدا ہوا ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور سلطان غازی جب ممالک پنجاب میں داخل ہوا چاہتا تھا کہ بسبب اُس جمعداری پیمان کے کہ اُسکے اور راجہ نندپال کے درمیان واقع ہوا تھا متوجہ ہوا کسی اور کی طرف کا صدمہ اور لغزش عبور راجہ کی وجہ سے اسکی مملکت کو نہ پہونچے اسوجہ سے ایلچی نندپال کے روبرو بھیجکر اعلام کیا کہ میں تھانیسر کی غزمیت رکھتا ہوں تجھے لازم ہے کہ ایک جماعت اپنے معتمدین سے ہماری رکاب ہمایون میں ملازم کرے تو جو بیگانہ کہ میرے متعلق ہو سپاہ گردن اشتباہ کے صدمہ سے محفوظ رہے انندپال نے فرمانبرداری فرمان واجب الاذعان اپنی بقاے دولت کا سبب جانکر بسرعت تمام اسباب مہیا کیا اور اپنی مملکت کے تجار و اعتبارات کو حکم دیا تو ہر قسم کے اشیا مثل روغن اور غلہ اور جمیع ما یحتاج لشکر سلطان کے آرد و میں لیجا کر اسقدر اشیا فراہم کریں کہ لشکر میں کمی ظاہر ہو اور دو ہزار سوار اپنے بھائی کے ہمراہ کرکے سلطان کی خدمت میں بھیجا عرض کی کہ بندہ مطیع اور فرمانبردار ہے اور دقوا خلاص اور اعتقاد سے متعہد ان بارگاہ کی خدمت میں عرض گذار ہے کہ تھانیسر کا بتخانہ اس ملک کے باشندون کا معبد ہے اگرچہ حضور کے مذہب میں بتونکا توڑنا حصول ثواب اور رفع سیات کا سبب ہے اور یہ امر قلعہ نگرکوٹ کی بت شکنی میں حاصل ہوا اب یہ خدمتگار جان نثار عرض کرتا ہے اگر سلطان اسمیں دوبارہ گذر کرے ہر سال خراج اس ملک کی رعایا پر لازم کرکے مراجعت فرمائیں یہ کمترین بھی اس لشکر میں کہ قریب اس دہ ہزار کے ہے مقدار کی معرض قبول میں پذیرائی فرمائی ہر سال پچاس زنجیر فیل مع تحف و ہدایا نفیسہ درگاہ عرش اشتباہ میں مرسول کریگا سلطان نے جواب دیا کہ مسلمانون کے مذہب میں ایسا ہے کہ وہ جسقدر شریعت غرا کی رواج اور کفار کے معبد یعنی بتخانون کے انہدام میں کوشش کریں یوم الجزا میں اجر زیادہ تر پاوین اور جو نیت ہمایون وہ ہے کہ ہم مساعی جمیلہ سے بت پرستی اسمع ہندوستان کے تمام تر دینسے بالکل زائل کرین لہذا تو نکر سفر تھانیسر کے فسخ غزیمت میں لاوین الغرض جب یہ خبر دہلی کے راجہ کو پہونچی اہالی اسلام کے حرب پر آمادہ ہوا اور ہندوستان کے اطراف و جوانب میں ایلچی بھیجکر پیغام دیا کہ سلطان محمود غزنوی جمع جنود نامحدود سے تھانیسر کیطرف کہ ہمارے ممالک سے ہے متوجہ ہوا ہے اگر پیشتر سے اُس سیلاب تند کا بند محکم نہ باندھینگے تو وہ اس مملکت کے صحرا میں بہکر جو کچھ تیرے صغیر و کبیر کے دولت کا نہال بیخ و بن سے اکھاڑیگا بہتر یہ ہے کہ تم سب عالی ہمم اپنی افواج سے تھانیسر میں مجتمع ہوکر اور ہم سب یکدل ہوکر غوغا برطرف کرین لیکن سلطان محمود بشکر کفار کے اجتماع سے پیشتر تھانیسر میں پہونچا اور شہر خالی دیکھکر بہ تمعی تمام غارت کیا اور حضرت ابراہیم کیطرح بتون کو توڑا اور جگ سوم کو غزنین میں بھیجا تو خلائق کے سر راہ اُسے ڈالکر پے سپر بنا دین اور اسقدر خزینے بتکدون سے دستیاب ہوے کہ شمار اُسکا حد سے باہر ہے اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان بتخانون میں سے ایک قطعہ یاقوت سرخ کا ایسا دستیاب ہوا تھا کہ اُسکا وزن چار سو اور پچاس مثقال تھا اور اس ہیئت اور رنگ کا جواہر نفیس کسی نے نہ دیکھا نہ سنا تھا سلطان نے اس فتح کے بعد دہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا ارکان دولت نے عرض کی کہ دہلی اُسوقت تسخیر ہوگی کہ پنجاب کی سلطنت

یکقلم ہالیان سرکار کے تصرف مین آوے اور انند پال کے سبب سے بالکل وجمعی ہووے سلطان کو یہ بات پسند آئی اور وہ عزیمت فتح کی اور تخمیناً دو لاکھ ہندی اس ولایت سے غزنین مین لیگیا کہتے ہین غزنین کو بھی اس سال بلاد ہندوستان سے شمار کرتے تھے کیونکہ اسطے کہ ہر ایک لشکر سلطان کا ہر فرد انسان مالک مقدار کثیر اور غلام ہوا تھا اور جمعہ چار سو اور تین ہجری مین التونتاش سپہ سالار اور ارسلان خان جاذب نے غرجستان فتح کرکے اور شاہ سار ابوالنصر کو جو وہانکا حاکم تھا غزنین مین گرفتار کرلائے اور کہتے ہین کہ جسوقت شاہ سار کو قید کرکے غزنین مین لاتے تھے ایک غلام شاہ سار کا موکل تھا اسنے ارادہ کیا کہ غزنین کے پہونچنے سے پیشتر خاتون کو اپنے مجاری احوال پر خبردار کرے پھر شاہ سار کو نامہ تحریر کرنے کی تکلیف دی ہر چند شاہ سار نے اس امر سے انکار کیا فائدہ نہ بخشا شاہ سار نے ناچار قلم اٹھایا اور یہ عبارت تحریر کی کہ ای فحبہ ای بیکار ای شوخ چشم تیرہ روزگار تجھے یہ تصور اور خیال ہی کہ تیرے افعال شنیعہ اور اعمال قبیحہ میرے گوش زد نہوئے اور ضائع کرنا میرے مال کا اپنے تحصیل مرادات مین میرے خاطر نشان نہوا مین خوب واقف ہون کہ تو زمانہ شراب خواری اور اوقات حریف کی ناز برداری مین سرا پا بسر کرتی ہی اور میرے خانمان کو غبار صرصر بدنامی سے برباد دیا تونے اور میری آبرو ریزی کرکے خاک مذلت و رسوائی میرے سر پر گرائی اگر حق سبحانہ تعالی کے افضال سے مع الخیر و عافیت پھر وطن پہونچتا ہون تیرے کردار بد کی سزا دیتا ہون اور تیرے اعمال زشت کی جزا تیری آغوش مین رکھتا ہون پھر نامہ اختتام کرکے سر نامہ پر مہر کی اور غلام کے سپرد کیا جب وہ نامہ خاتون کو پہونچا اور مضمون معلوم ہوا دھوان غم کا اس ضعیفہ بیچاری کے دماغ سے برآمد ہوا اور اپنے دل مین یقین کیا کہ دشمنون نے میرے شوہر سے بدگمان اور دروغ کہکر میری نسبت تہمت چندی ہین اسلیے وہ شوہر کے خوف سے اپنی خواصون کو لیکر مکان سے نکل گئی اور گوشہ مین پوشیدہ ہوئی اور غلام نے شاہ سار کو غزنین مین پہونچایا اور اپنے مکان مین گیا دیکھا کہ محل سرا کا دروازہ بند ہی اور آبادی کا نشان مطلقاً باقی نہین رہا حیران ہوا اور دروازہ کھولا اس مکان کو کہ گلزار ارم کے مانند نزہت افزا تھا بیابان نفوذ کیطرح خشک اور خالی پایا اور کدبانو کا اثر اور پرستار و نگہبان نہ ملا کا کانے ہمسایہ کے باشندون سے حقیقت حال پوچھی انھون نے نامہ کے مضمون اور قبائح اور فضائح سے جو اسمین ثبت تھے آگاہ کیا کا کانے فریاد اور شیون برپا کیا کہ مین اس سے واقف نہین رکھتا پھر خاتون کو طلب کرکے عذر خواہی کی اور اول مرتبہ جب شاہ سار کو سلطان کے دربار مین لیگئے یاران خوش طبع نے یہ ماجرا سلطان کے گوش زد کیا سلطان نے متبسم ہوکر فرمایا کہ جو شخص اپنے جادہ اعتدال سے پا نہ قدم رکھتا ہی اور اپنے بزرگ تر سے بطریق ادب پیش نہین آتا اسکی یہی سزا ہی اور سلطان نے انھین دنون مین ایک مکتوب خلیفہ عباسی القادر باللہ کو تحریر کیا کہ جو اکثر بلاد خراسان راقم سے متعلق ہین امیدوار ہون کہ بعضے بلاد خراسان جو آپکے غلامونکے تصرف مین ہین اسطرف کے لوگون کو معاف فرماوین خلیفہ نے سلطان کے ملاحظہ سے یہ التماس پذیرائی سلطان محمود نے جب دوبارہ خلیفہ بغداد القادر کو نامہ سمرقند کی طلب اور عطائے فرمان مین لکھا خلیفہ نے فرمایا معاذ اللہ مین یہ امر قبول نکرونگا اور اگر تو میری بغیر مرضی اسکے لینے کا ارادہ کریگا ایک عالم تیرے اوپر چڑھا لاؤنگا سلطان رنجیدہ ہوا اور خلیفہ کے ایلچی سے کہا کہ تو جاکر کہتا ہو کہ مین ہزار فیل جنگی لیکر دار الخلافت ویران کرون اور اسکی خاک ہاتھیون کی پیٹھ پر لاد کر غزنین مین لاؤن ایلچی روانہ ہوا اور چند عرصہ کے بعد خلیفہ کا نامہ لیکر آیا اسوقت سلطان محمود دربار مین بیٹھا تھا اور غلام صف باندھکر ادب سے ایستادہ ہوئے تھے اور پیلان کوہ پیکر درگاہ پر ایستادہ کیے اور لشکر کو تعبیہ کیا رسول حاضر ہوا اور نامہ سر بمہر تخت کے روبرو رکھکر اور امیر المومنین فتاد بیانہ کیطرف سے عرض کی کہ خلیفہ فرماتا ہی تیرا جواب یہ ہی خواجہ ابو نصر

زوزنی نے کہ امیر دیوان رسالت تھا نامہ کھولکر دیکھا کہ اول نامہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر ہی اور اسکے بعد ایک سطر بحرف مقطعات الم ال م لکھکر آخر اسکے یون قلمی ہوا الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علے رسولہ محمد وآلہ اجمعین کے سوا اور کچھ قلمی نہ تھا سلطان اور تمام کاتب اور منشی حیران تھے کہ آیا اسمین کیا رمز اور کنایہ لکھا ہی ہر ایک آیت جو قرآن مین وارد ہی تمام پڑھین اور تفسیر کی کچھ دریافت نہوا خواجہ ابو بکر ہستانی کہ ابتک کسی مدارج اور مناصب پر منصوب نہ تھا قدم جرأت کا بڑھاکر عرض کی جو حضور نے دار الخلافت کی پامالی پاے پیلان سے تجویز کرکے پیلان تہدید کی تھی شاید کہ اسکا جواب الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل تحریر کیا ہو سلطان محمود اس امر کے سنتے ہی بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا گریہ وزاری کرکے ایلچی سے معذرت چاہی اور مع تحف وہدایا رخصت کیا اور ابو بکر ہستانی کو خلعت خاص سے سرفراز فرماکر صدر امارت پر متمکن کیا اور ۴۰۲ چار سو چار ہجری مین سلطان نے قلعہ نندونہ پر کہ باضات کے پہاڑ پر واقع ہی لشکر کشی کی اس عرصہ مین انندپال کے فوت ہونے سے اسکا بیٹا یعنی جیپال کا پوتا لاہور کا حاکم تھا جو کہ وہ سلطان کے مقابلہ کی طاقت نرکھتا تھا مردان جنگی کارآزمودہ قلعہ نندونہ مین چھوڑکر آپ کشمیر کے درہ مین روانہ ہوا سلطان قلعہ کا محاصرہ کرکے نقب یعنی سرنگ اور آلات وغیرہ سے قلعہ کشائی مین مشغول ہوا اہل قلعہ نے عاجز ہوکر امان چاہی اور ارایان سلطانی کو قلعہ سپرد کیا سلطان قلعہ کے اسباب پر متصرف ہوا اور اپنے معتمدین مین سے ایک کو قلعہ سپرد کرکے کشمیر کے درہ کیطرف متوجہ ہوا جیپال کا بیٹا اس امر سے آگاہ ہوکر وہانسے بھی دوسرے مقام مین بھاگ گیا سلطان اس درہ سے بھی سلامت بغنیمت بیشمار اپنے تصرف مین لایا اور ایک خلق کو دین اسلام سے آشنا کرکے غزنین مین آیا اور ۴۰۶ چار سو چھ ہجری مین بھی کشمیر کی غزمیت کی اور قلعہ لوہ کوٹ کو کہ رفعت اور متانت مین مشہور ومعروف تھا محاصرہ کیا جب چند ماہ کا عرصہ منقضی ہوا اور موسم برف باری اور شدت سرما کا آیا کشمیر کی اور کمک اسکے پاس پہونچی ترک محاصرہ کرکے راہ غزنین کی آگے لی اور سفر مین راہ گم کرکے ایسے مقام مین جا پڑے کہ تمام صحرا پر آب تھا اور جسطرف جاتے تھے پانی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا اور پانی مین ایک خلقت کثیر ہلاک ہوئی اور یہ پہلا جشم زخم اور صدمہ تھا کہ سلطان محمود کے لشکر کو ہندوستان کے سفرون مین پہونچا اور چند روز کے بعد اس آب مواج سے بہزار مشقت اور حیلہ کے نجات پائی اور اسی سال ابو العباس مامون خوارزم شاہ نے سلطان محمود کو نامہ تحریر کرکے اسکی ہمشیرہ کی خواستگاری کی سلطان نے اسکے بیٹے عروس تمنا کو حنائے اجابت سے رنگین کیا یعنی اپنی بہن کو خوارزم مین بھیجدیا اور ۴۰۷ چار سو سات ہجری مین خوارزم شاہ پر ایک جماعت اوباش نے ہجوم کرکے یورش کیا اور شاہ ممدوح انکے دست تسلط سے مقتول ہوا سلطان یہ سانحہ سنتے ہی بسبیل عجلت غزنین سے بلخ آیا اور وہان سے بیک نظر کیطرح خوارزم کیجانب متوجہ ہوا جب خضر ندین کہ وہ خوارزم کا سرحد ہی پہونچا محمد طائی کو مقدمہ لشکر کرکے پیشتر بھیجا جسوقت کہ غزنیون نے منزل مین اقامت کرکے صبح کی نماز مین قیام کیا خمارتاش کہ خوارزمیون کا سپہ سالار تھا قابو پاکر کمین گاہ سے برآمد ہوکر ابلیس کیطرح نمازیون پر تاخت لایا اور ایک جماعت کثیر کو تہ تیغ کرکے روضہ رضوان مین داخل کیا اور بقیۃ السیف منہزم ہوئے سلطان غلامان خاصہ کی فوج جرار بیشمار اس جماعت کی سرکوبی کیواسطے تعین فرمائی اور آن جانبازون نے تعاقب کرکے خمارتاش کو گرفتار کیا اور سلطان کے حضور حاضر لائے اسکے بعد سلطان قلعہ نہرالسب مین پہونچا خوارزم کی سپاہ اجتماع کرکے مقابل ہوئی حربہ شدید اور معرکہ عظیم کے بعد راہ ہزیمت شکست پائی اور التونتگین بخاری جو انکا سپہ سالار تھا اسیر ہوا پھر سلطان نے خوارزم مین نہضت فرمائی اور ابو العباس کے قاتلون کو اسکے انتقام خون مین قتل کیا اسوقت امیر حاجب التونتاش کو خوارزم شاہی کے خطاب سے

مخاطب فرما کر خوارزم کی ولایت کا والی کرکے بطور جاگیر کے عنایت کی اور رہا سے بلخ مین مراجعت فرمائی اور ولایت ہرات کی اپنے فرزند ارشد مسعود کو بخشی اور ابو سہل محمد بن حسین زوزنی کو اسکا وکیل کرکے اسکے ہمراہ روانہ کیا اور ولایت گورکان اپنے پسر امیر محمد کو دی اور ابو بکر قہستانی کو اسکے ہمراہ کیا اور جب سلطان محمود خوارزم کی مہم سے مطمئن ہوا اس سال کے زمستان در بلخ توقف فرمایا تو سپاہ آرام پاوے اور سنہ چار سو ہجری مین اول بہار اور ہنگام اعتدال لیل و نہار مین کہ سلطان نامیہ کے سبزہ اور پھولون کی سیاہ فضاے صحرا اور بوستان مین کھینچی اور اردی بہشت کی ہواے اعتدال اور نسیم فرودین اہتزاز سے قلعے غنج طرب مسخر اور مفتوح ہوئے سلطان محمود ایک لاکھ سوار خاصہ اور بیس ہزار مرد مطوعۃ الاسلام ہمراہ رکاب جو نواح بلاد ترکستان اور ماوراء النہر اور خراسان وغیرہ سے بہ نیت جہاد آکر سلطان کی فوج کے منتظر رہتے تھے مطوعہ بلاد قنوج ہوا گشتاسپ کے زمانے سے آنحضرت کے عہد تک کسی بیگانہ کا ہاتھ اسکے دامن مین نہ پہونچا تھا اور غزنین سے اس ولایت تک تین مہینے کا راستہ ہے اور رسات دریا متواتر اور ہولناک سے عبور کرنا چاہیے جب کشمیر کی سرحد مین پہنچا رامانکے والی نے تحف اور ہدایاے لائق پیشکش کرکے عنایات خسروانہ سے مفتخر ہوا اور حکم محکم کے موافق مقدمۂ لشکر ظفر اثر روان ہوا اور جب سپاہ اسلام قطع کرتے مراحل و منازل کے بعد قنوج مین داخل ہوا ایک قلعہ نظر آیا کہ رفعت سے سر فلک کشیدہ اور متانت و حصانت مین بعید دل واقع ہوا وہان کے راجہ ذی شوکت کا نام کورہ تھا سلطان محمود کی افواج دریا امواج کی کثرت اور شاہ کابل و حشمت دیکھکر بیزار اور مرعوب ہوا اور مقابلہ اور مجادلہ کا خیال اپنے دل سے محو کرکے ایلچی کاردان اور مدبر بھیجکر اظہار اطاعت و فرمانبرداری کیا اور چونکہ سعادت ازلی اسکے دامنگیر ہوئی رغبت تمام فرزندون اور ملازمون کو ساتھ لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور نہایات سلطانی اور مراحم خاقانی کے سبب سے مخصوص ہوا اور جیسا اسیر اسلام کے قبول سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور سلطان محمود تین روز کے بعد مہرہٹ کے قلعہ کیطرف متوجہ ہوا وہانکا راجہ اسنے ہردت وہ قلعہ مردم معتبر کے سپرد کرکے خود کسیطرف نکل گیا اور اہل قلعہ نے تاب مقاومت کی نہ لاکے دو لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ اور تیس زنجیر فیل پیشکش کرکے امان پائی سلطان بھی وہان سے کوچ کرکے قلعہ مہاون پر جو آب جون یعنی جمنا کے کنارے واقع ہے فوج کش ہوا وہانکا راجہ کلچند نام ہاتھی پر سوار ہوا اور چاہا کہ دریا سے عبور کرے فوج سلطانی ہوا ہوئی کیطرح تعاقب کنان اسکے سر پر پہنچی اسنے خنجر بیدار کھینچکر پہلے اپنی رانی اور فرزند دلبند کا سر کاٹا اسکے بعد خنجر اپنے سینہ پر مارکر رخت ہستی دار البوار مین کھینچا اور اس ولایت سے اسقدر غنیمت ہاتھ آئی کہ خامۂ دو زبان اسکی شرح سے عاجز ہے چنانچہ ازانجملہ اسی فیل کوہ تمثیل تھے اس مہم کے فراغ کے بعد سمع شریف مین پہنچا کہ اس حدود مین ایک شہر ساتھ متھرا کے مشہور ہے اور کرشن باسدیو کا مولد ہے اور ہنود اسے پیغمبر اور محل حلول واجب تعالی جانتے ہین اور شہر متھرا معموری اور آبادی مین نظیر نہین رکھتا اور اسقدر عجائب اور غرائب اس شہر مین ہے کہ زبان ناطقہ اسکے وصف سے عاجز ہے سلطان محمود دام اللہ انارہ یہ کلام سنتے ہی اس شہر کیطرف روانہ ہوا اور باوصف اسکے کہ وہ شہر دہلی کے راجہ سے علاقہ رکھتا تھا اور کسی نے قدم ممانعت آگے نہ بڑھایا تھا سلطان نے تائید ایزدی سے بلا مزاحمت اور مخاصمت فائز المرام ہوکر اس شہر کو غارت فرمایا اور بتخانونکو کہ اصل شہر اور حوالی مین تھے آتش زنی وغیرہ سے ویران کرکے مال و اموال اپنے تصرف مین لایا اور وہانکی عمارات عالیہ اور بتخانے کی تعمیر مشاہدہ کرکے تعجب مین رہا اور ایک نامہ اشراف اور اعیان غزنین کے نام تحریر کرکے اسمین اس عمارت کا نقشہ درج فرمایا کہ اس شہر مین ہزار قصر آسمان اساس ہین لیکن اکثر انکے سنگ رخام کے بتخانے اسقدر ہین کہ انکا شمار نہین ہوسکتا اور اگر کسی شخص کو ایسی عمارت تعمیر کرنا منظور ہو وے

ایک لاکھ دینار صرف کرے اور استادان چابکدست کی سعی سے دو سو برس مین انجام کو پہونچے اور یہ بھی کہتے ہین کہ سلطان محمود کے اہالیون نے اسمین پانچ بت طلاے خالص کے پائے اور صناع نے اُن اصنام کی آنکھون مین یاقوت سرخ نصب کیا تھا کہ مجموع پچاس ہزار دینار قیمت کے سزاوار تھے اور علاوہ اسکے اُن طلائی بتون مین ایک قطعہ یاقوت برنگ ازرق یعنی نیلگون جڑا تھا کہ چار سو مثقال وزن رکھتا تھا جب وہ بت توڑا گیا اُسمین سے اٹھانوے ہزار درمین سو مثقال طلاے احمر حاصل ہوا اور چاندی کے بت خرد و بزرگ سو عدد سے زیادہ تھے جب اُنھین بھی توڑا سو شتر بار ہوے اسکے بعد عمارات مین آگ لگائی اور بیس روز کے بعد وہان سے کوچ کیا اور تاریخ الفی کی روایت سے واضح ہوتا ہی کہ جب سلطان نے سنا کہ اس اطراف مین دریا کے کنارے سات قلعہ واقع ہین کہ رفعت اور استحکام مین فلک البروج کے ساتھ ہمسری کا دم مارتے ہین یہ سنتے ہی سلطان اُن قلعونکی طرف متوجہ ہوا اور اُن قلعونکا والی دہلی کے راجہ کا باج گذار تھا مضطرب الحواس ہوکر بھاگ گیا سلطان اُن قلعون مین داخل ہوکر سیر و تماشے مین مشغول ہوا اس درمیان مین اسکی نظر جند تنجانے پر پڑی کہ ہنود کے اعتقاد مین تاریخ عمارت اُنکی سے چار ہزار سال گذرے تھے اہالی اسلام اُن قلعون مین سے جو کچھ پایا متصرف ہوے پھر سلطان کے ہمراہ رکاب قلعہ مہنج کیطرف راہی ہوے اور وہ قلعہ مردان مقاتل اور از دو قہ سے مملو تھا سلطان پندرہ دن تک اُنکے محاصرہ مین مشغول رہا اور راہ آمد کی اُنپر مسدود کی جب اس امر پر آمادہ ہوا کہ مسلمان بجبر و قہر اُسے مفتوح کرین کفار کی ایک جماعت نے عمداً قلعہ سے اُتر کر اپنے تئین ہلاک کیا اور بعضے مع زن و فرزند آگ مین گر کر جلگئے اور اُنمین سے کچھ لوگون نے زیست سے سیر ہوکر قلعہ کا دروازہ کھولکر دست بخنجر و جمدر کیا اور مسلمانون سے ایسا لڑے کہ انمین سے ایک زندہ نہ بچا سب تیغ اسلام کے گھاٹ اُترے سلطان غنائم اور اموال قلعہ کا ضبط کرکے قلعہ چندپال کے سمت روانہ ہوا اور چندپال نے مقاومت کی طاقت اپنے سے مسلوب دیکھکر سلطان کے نزول اقبال سے پیشتر مال اور متاع عمدہ اور اولاد اور اتباع ہمراہ لیکر اس ملک کے پہاڑون پر پناہ لی اور سلطان محمود اس قلعہ کے مال بقیہ کو اپنے تصرف مین لایا اور غلہ کثرت سے وہان انبار تھا سپاہ پر قسمت کیا اسکے بعد عنان عزیمت چندرائے کے مسکن کیطرف کہ وہ بھی کافر خودرائے تھا معطوف فرمائی اسنے بھی چندپال کی روش پر خدم زن ہوکر مع اموال و اسباب اتباع اور اشیا کے پہاڑون پر بھاگ گیا منقول ہی چندرائے کے پاس ایک فیل نہایت قوی ہیکل اور نامی تھا جیساکہ ہندوستانی ساتھ اُس فیل کے تمثیل بار کرمبابات کرتے تھے اور سلطان نے چندرائے سے چند بار بقیمت گران خریدار ہوکر طلب کیا تھا میسر نہوا اب اللہ کفیل تھا وہ فیل اسوقت مین ایک شب کو بے فیلبان چندرائے کے اُردو سے بھاگ کر سلطان کے سراپردہ کے قریب آیا بادشاہ اسے دستیاب کرکے بہت شاد اور غم سے آزاد ہوا اور خداداد اسکا نام رکھا جب غزنین مین پہونچا غنائم سفر فتوح کا شمار کیا ایک لاکھ دینار اور کرورون درم شمار مین آئے اور پچاس ہزار بردہ اور ساڑھے تین سو ہاتھی اور نفائس اُسکے علاوہ تھے سلطان محمود نے جب مظفر اور منصور رہو کر اس سفر سے مراجعت فرمائی حکم دیا کہ غزنین مین ایک مسجد جامع بنا کرین اور اس مسجد کی اصل عمارت سنگ مرمر اور سنگ رخام مربع اور مسدس اور مثمن اور مدور اس طرز سے تیار کرین کہ دیکھنے والے اُسکی استواری اور نقاشی سے متحیر اور ششدر رہین اور اس مسجد کی عمارت تیار ہونیکے بعد حکم کے بموجب اسے سطح سے ساتھ اقسام زینت اور فروش اور قندیل وغیرہ کے سجا کر اطراے وقت شناس اس مسجد کو عروس فلک کہتے تھے اور اس مسجد کے جوار مین ایک مدرسہ بنا کیا اور کتب نفائس اور نسخ غرایب موشح کرکے بہت سے دیہات مسجد اور مدرسہ پر وقف فرمائے جب سلطان محمود کو بناے مسجد کا شوق اور مدرسہ کی تعمیر کا ذوق ہوا بمقتضاے جمع کثیر

الناس علے دین ملوکہم ہر ایک امرا و اعیان دولت نے بنائے مسجد و مدارس و ربطات اور خانقاہون مین مبادرت کی تھوڑے عرصہ مین اسقدر عمارات عالیہ انجام کو پہونچین کہ محاسب سریع الحساب اسکے شمار سے عاجز ہوا اور تمام چیزہائے نفیس سے جو کہ سلطان اس مرتبہ ولایت ہند سے لایا تھا ایک جانور پرندہ قمری کی شکل تھا اسکی عادت تھی کہ جسوقت سلطان رہ آلود مجلس سلطانی مین حاضر ہوتا تھا وہ مرغ اضطراب کرتا تھا اور بے اختیار آنسو اسکی آنکھون سے روان ہوتے تھے شاہ نے اسے اور تحف ہدایہ کے ساتھ خلیفہ القادر باللہ کیواسطے بغداد مین ارسال کیا اور دوسرے ایک سنگ کہ ہندوستان کی مملکت مین پایا تھا اسکا خواص یہ تھا کہ ہر چند کسی کو زخم عظیم پہونچتا بمجرد اسکے کہ وہ سنگ پانی مین گھسکر اس زخم پر لگائے اچھا ہوتا اور سلطان نے سنہ ۴۱۲ چار سو دس ہجری مین ایک فتحنامہ مفصل جمیع فتوحات کہ تائید ایزدی سے اسے نصیب ہوئی تھین بغداد مین روانہ کیا خلیفہ القادر باللہ عباسی نے اسدن ایک مجلس عظیم آراستہ فرمائی اور ارشاد کیا تو وہ فتحنامہ منبرون پر خلائق کے روبرو باواز بلند پڑھین اور تمام خلائق خرد و بزرگ بسبب بلند ہونے علام اسلام اور منہدم ہونے بنیاد کفر و ظلام کے پروردگار عالم کا شکر بجالاوین اور سلطان محمود کی تعریف و توصیف مین زبان ہو کر حق سبحانہ تعالے سے اسکے واسطے نصرت اور ظفر سوال کرین اور اسدن بغداد مین اسقدر سرور اور خوشحالی نے انتشار پایا تھا کہ گویا یہ روز بھی ایک عیدہائے مقرری اسلام سے ظہور مین آیا ہے اسلیے کہ جو کچھ صحابہ کرام بلاد عرب اور عجم اور روم و شام رسوم حسنات بجالاتے تھے سلطان محمود نے مملکت ہندوستان مین ظہور پہونچایا اور دنیا اور آخرت کا مکان اپنے لیے آباد کیا اور سنہ ۴۱۲ چار سو بارہ ہجری مین ایک جماعت کثیر علما اور صلحا اور اہل اسلام کے متفق ہو کر درگاہ سلطانی مین عرض گذار ہوئے کہ سلطان ہر سال حصول ثواب کیواسطے ہندوستان جاتا تھا اور وہان اسلام کے آثار ظاہر کرتا ہے لیکن عرصہ دراز سے اعراب اور قرامطہ کے دست جور سے بیت الحرام کا راستہ مسدود ہو گیا ہے اور مسلمان انکی خوف اور ضعف خلفاے عباسی سے ثواب حج کے حاصل کرنے سے محروم اور ناکام ہین سلطان محمود نے انکی عرض قبول فرمائی اور ابو محمد ناصحی کو جو ممالک محروسہ کا قاضی القضات تھا امیر حاج یعنی حاجیون کا سردار کیا اور تیس ہزار دینار زر سرخ اعراب کیواسطے جو سر راہ قافلہ لوٹتے تھے اسے سپرد کر کے بیت الحرام کیطرف روانہ کیا اور اعیان و اشراف اور اکابر و اصاغر کثرت سے اسکے ہمراہ ہوئے اور قطع مراحل اور طے منازل کے بعد بادیہ مین داخل ہو کر ایک موضع مین کہ جسکا نام فید ہے پہونچے اعراب سر راہ بطریق میعاد حائل ہو کر مانع ہوئے قاضی ابو محمد ناصحی نے مصلحتاً مصالحہ تجویز کیا اور پانچہزار دینار انکے واسطے بھیجے کہ سنگ راہ نہون اور کسیطرف چلے جائین اعراب سردار کہ جسکا نام حماد بن علی تھا قاضی القضات کے فرمان سے روگردان ہوا اور اپنے لشکر کو قافلہ کے نہیب و غارت پر مستعد کیا اتفاقات سے اس مابین مین ایک غلام ترک نے کہ قافلہ کی جماعت مین تھا کہ تیر اندازی مین صاحب قدرت تھا ایک تیر حماد کیطرف پھینکا اور اس خود سر کے سر پر پہونچتے ہی مقابل سے گذر گیا اور خانہ زین سے نیچے آیا اعراب بے توقف اسکی لاش اٹھا کر بھاگ گئے قاضی ابو محمد ناصحی نے اس سال بدلجمعی تمام مناسک حج ادا کیے اور سالما غانما مراجعت کی الحمد للہ الملک المعبود علی ذلک اسی سال یعنی سنہ ۴۱۲ چار سو بارہ ہجری مین سلطان کے سمع مبارک مین پہونچا کہ ہندوستان کے کفار نے زبان سرزنش اور ملامت کی دراز کر کے کالنجر کے راجہ نندا کو ملامتین کین کہ تو باوصف خیل و حشم ممتاز ہے سلطان محمود کی تو نے کسواسطے اطاعت کی کہ اسنے قنوج پر لشکر کشی کر کے راجہ کورہ کو قتل کیا سلطان محمود کو یہ نہایت ناگوار خاطر ہوا اور ایکبار ہر مرتبہ سے زیادہ تر لشکر فراہم ساز و عراق فراوان نندا کے انتقام کا آہنگ کر کے ہندوستان کیطرف متوجہ

ہوا جب جون کے ساحل پر پہونچا پنجاب کا راجہ یعنی جیپال کا پوتا کہ چند مرتبہ سلطان کے لشکر کے مقابلہ سے بھاگا تھا نندا کی
(صفحہ ۱۲) کمک کیواسطے لشکر ہمراہ لیکر قتال پر مستعد ہوا اور سلطان کے سر راہ آیا جو آب قہار اور عمیق مانع تھا سلطان کے مقربون
مین سے کوئی اس دریا سے عبور نکر سکا اتفاقاً آٹھ نفر غلام خاصہ سلطان نے ایکبارگی دریا سے عبور کرکے نبیرہ جیپال
کے تمام لشکر کو درہم برہم کیا اور نبیرہ جیپال کا انکے حملہ کی تاب نہ لایا کچھ لوگونسے راہ فرار نپالی اور غلامون نے وہان سے
ایک شہر مین کہ وہانسے قریب تھا جاکر غارت اور تاراج کیا اور بتخانون کو بھی یک لخت ویران اور مسمار کیا اور یہ امر بھی ذوی العقول
پر مخفی اور محتجب نرہے کہ آٹھ نفر بادشاہی لشکر کو ہزیمت نہین دے سکتے یقین ہی کہ یہ آٹھ نفر امراسے تھے جنھون نے
مع اپنے لشکر دریا سے عبور کرکے ایسا کام نمایان کیا اور دشمن سے سبقت لیگئے الغرض وہان سے راجہ نندا کے ممالک
محروسہ کی طرف متوجہ ہوا اور وہ بھی جرأت کو کام فرماکر کے جنگ پر آمادہ ہوا اور چھتیس ہزار سوار اور پینتالیس ہزار
پیادہ اور چھ سو فیل لیکر سلطان کے مقابل آنکر ڈیرہ کیا اور سلطان نے بلندی پر چڑھکر اسکے لشکر کو چشم قیاس سے مشاہدہ
فرمایا اور اسکے افواج کثیر اور اپنا لشکر قلیل دیکھکر اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور اسوقت جبین نیاز خضوع اور خشوع کی زمین پر
رکھکر درگاہ الٰہی سے فتح و ظفر مسئلت کی اور اسکا تیر دعا ہدف اجابت سے متقرون ہوا خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیے
کہ دفعتاً نندا کا آفتاب اقبال برج زوال مین آیا اور شب کو ایک خوف عظیم اسکے دل پر طاری ہوا اور بدحواسی کے عالم مین
تمام سلب و سامان اپنا فرودگاہ مین چھوڑکر راہ فرار نپالی اور دوسرے روز سلطان اسکی مفروری سے مطلع ہوکر سوار ہوا
اور راول کمین گاہونکا اپنے دلمین خیال کیا پھر کفار کے غدر اور مکر سے مطمئن ہوکر غارت کا حکم صادر کیا اور غنیمت وافر اور
خزانہ متکاثر سپاہ اسلام کے ہاتھ آیا اور اسکے اطراف کے جنگل مین سے پانسو اور اسی زنجیر فیل دستیاب ہوئے اور جو کہ
سلطان کو ولایات عقب سے یعنی پنجاب وغیرہ سے دلجمعی نہ تھی اس سے اسی فتح پر اکتفا کرکے غزنین مین معاودت فرمائی
تذکرہ ولایات قیرات اور ناردین کے مفتوح ہونیکا۔ اس سال خبر پہونچی کہ قیرات اور ناردین کہ ممالک
سرحد ہندوستان سے ہی وہانکے باشندون نے مسلمانی کا حلقہ اپنی گردن مین نہین ڈالا ہی اور شرح محمدی کی اطاعت اور پیروی
سے روگردان ہوکر اکثر لوگون نے بت پرستی اختیار کی ہی سلطان نے لشکر عظیم فراہم کرکے دروگر اور آہنگر اور سنگ تراش کی
ایک جماعت کثیر ہمراہ لیکر اس دیار کیطرف روانہ ہوا پہلے قیرات پر حملہ آور ہوا اور فتوحات غیبی سے اسے مفتوح کیا اور ظاہرا
قیرات ایک مقام سرد سیر مابین ہند اور ترکستان کے واقع ہی میوہ افراط سے پیدا ہوتا ہی اور جو کہ وہانکے حاکم نے سلطانکی
اطاعت بدل قبول کی اور مع باشندہاے اس دیار کے شرف اسلام سے مشرف ہوا اور سلطان نے حاجب علی
بن ارسلان جاذب کو ناردین کی تسخیر کیواسطے روانہ کیا اسنے جاتے ہی اس مقام کو بھی سر کیا اور اموال بیشمار اور بروسے
ہزارہا ہزار اسکے ہاتھ لگے جب وہانکے بتخانہ کلان کو مسمار کیا اسمین سے ایک لوح سنگین کندہ ہوئی برآمد ہوئی کہ ہنود کے اعتقاد
مین اسکی تعمیر سے چالیس ہزار سال منقضی ہوئے تھے سلطان نے وہان جاتے ہی ایک قلعہ تعمیر فرمایا اور علی بن قدر
سلجوقی کو کوتوال کرکے اپنے دارالملک کیطرف مراجعت کی۔ تذکرہ لاہور کے تسخیر کا۔ سلطان محمود نے
سنہ ۴۱۲ چار سو بارہ ہجری مین آہنگ کشمیر مصمم کیا اور قلعہ لوہ کوٹ کو محاصرہ کرکے ایک مہینے کامل اوقات صرف کی اور
جو کہ وہ قلعہ نہایت سنگین تھا باوصف مساعی جمیلہ تسخیر نہوا وہانسے برآمد ہوکر لاہور مین آیا اور وہان فروکش ہوکر لشکر لاہور
کے اطراف و جوانب مین تاخت و تاراج کیواسطے پراگندہ کیا اور غنیمت حد و حصر سے افزون اسکے تصرف مین آئی اور

اس مرتبہ جو جیپال کا پوتا ضعیف اور زبون ہوا تھا اجمیر کے راجہ کے پاس پناہ لیگیا سلطان بلدۂ لاہور پر قابض ہوا اور ایک امیر کو معتمد کے سپرد کیا اور بہت عمال امین اور صاحب تدبیر ولایت پنجاب پر مقرر فرمائے تاخت اور تاراج مملکت کیرے پر توجہ فرمائی آنندپال کفر پیکر اس ملک مین متعین کرکے خطبہ اس ملک کا اپنے نام پڑھوایا اور ابتدائے بہار مین غزنین مین گیا اور سنہ ۴۱۳ چار سو اور تیرہ ہجری مین لاہور کے راستہ سے پھر ولایت نندا کا آہنگ کیا جب گوالیار کے قلعہ مین پہونچا اسکے لینے کی طمع کرکے محاصرہ کیا اور چار دن کے بعد اس قلعہ کے راجہ نے ایلچی کاردان اور چربہ زبان کی صحابت سے پینتیس زنجیر فیل سلطان کے حضور بھیجے اور صلح کی پھر سلطان نے کالنجر کیطرف کہ نندا کا مسکن تھا رجوع کی اور وہان پہونچتے نندا کو قلعہ بند کیا نندا تین سو زنجیر فیل قبول کرکے صلح کا طالب ہوا جب سلطان نے اسکی استدعا منظور فرمائی نندا نے استحانًا تین سو ہاتھی بے مہاوتونکے نکالکر صحرا مین چھوڑ دیئے اسوقت سلطان کے حکم سے ترکون نے انھین گرفتار کرکے سوار ہوئے اور اہل قلعہ یہ جرأت دیکھکر حیران ہوئے اور ترکون کا حساب کرنے لگے اور نندا نے سلطان کی مدح مین بزبان ہندی ایک شعر موزون کرکے بھیجدیا سلطان نے وہ شعر فضلاے ہند اور عرب و عجم کو کہ اسکی ملازمت مین حاضر تھے دکھلایا سب نے متفق ہوکر اسکی تحسین کی سلطان نے اس شعر پر مباہات کرکے پندرہ قلعہ کی حکومت کا فرمان کہ ایک انمین کالنجر تھا مع تحائف دیگر اسکے صلہ مین صادر فرمایا نندا نے بھی اموال اور جواہر بے نہایت اسکے عوض سلطان کی خدمت مین ارسال کیا یہانتک کہ اس ملک سے دست پاش ہوکر غزنین مین معاودت فرمائی اور سنہ ۴۱۵ چار سو پندرہ ہجری مین اپنے لشکر کا جائزہ لیا اس لشکر کے سوا جو اطراف ولایت مین تعینات تھا چون ہزار سوار اور تین سو ہاتھی قلمبند ہوئے اس عظمت و شوکت سے بلخ مین گیا ان روزون ماوراء النہر کے باشندے دست جور سے شاکی اور فریادی ہوئے تذکرہ سلطان کی روانگی کا بلخ کیطرف ۔ سلطان نے اسکے دفع کرنیکا آہنگ کرکے جیحون سے عبور کیا ماوراء النہر کے سردار اسکے استقبال کو حاضر ہوئے اور اپنے حوصلہ کے موافق نذرین گذرانین اور یوسف قدرخان جو تمام ترکستان کا شاہ تھا استقبال کو آیا اور از راہ محبت و تپاک سلطان سے ملاقات کی اور سلطان اسکے آنے سے نہایت محظوظ ہوا اور جشن کی محفل آراستہ کرکے ایک نے دوسرے کو ہدایا اور بسوغاتین دیین اور صلح اور صفائی کے ساتھ رخصت ہوئے اور علی تگین سلطان کی فوج کشی سے خبردار ہوکر بھاگا سلطان نے لوگ اسکے تعاقب مین بھیجے اور وہ اسے گرفتار کرلائے سلطان نے اسے طوق و سلاسل مین منسلسل کرکے ہندوستان کے ایک قلعہ مین محبوس کیا اور خود غزنین مین آیا اور اسی سال یعنی سنہ ۴۱۵ چار سو پندرہ ہجری مین وقائع نگارون نے اسے یہ خبر پہونچائی کہ اہل ہند کہتے ہین کہ ارواح اجسام سے جدا ہونیکے بعد سومنات کی خدمت مین حاضر ہوتے ہین اور وہ ہر ایک روح کو ارواح مذکورہ سے جس بدنکے لائق جانتا ہی حوالہ کرتا ہی لیکن بطریق تناسخ اور اسیطرح اعتقادات انکا سومنات کے حق مین یہ ہی کہ مد و جزر دریا کا اسکی عبادت کیواسطے ہی اور برہمہ کہتے ہین کہ جو سومنات اُن بتونسے کہ جنھین سلطان محمود نے توڑا ہی برگزیدہ تھا اسلیے اُسنے انکی حمایت نہ کی والا جسکو چاہے ہلاک کرسکتا ہی اور علاوہ اسکے یہ بھی انکا عقیدہ ہی کہ سومنات بادشاہ ہی اور باقی اصنام اسکے نوکر چاکر ہین یہ سنتے ہی سلطان محمود نے ارادہ فتح سومنات اور غیرت قتل بت پرستان انکو برگزیدہ صفات کرکے دسمبر شعبان کو ساتھ لشکر خاصہ اور تیس ہزار سوار مطوعہ کے بیشمار اور مواجب ترکستان کی ولایت سے آنکر اسکے اردو نے ظفر قرین مین حاضر تھے اپنے ہمراہ لیکر سومنات کیطرف عازم ہوا اور وہ ایک شہر ہی وسیع دریاے عمان کے ساحل پر واقع ہی اور جاے عبادت براہمہ اور تمام کفار کو برگزیدہ کردار ہی اور سومنات

(۱) راجپوتانہ

وہان تھا اور ان روزون ہندو دیو کے تحت مین ہوا اور اہل فرنگ متصرف ہین اور تواریخ مین تحریر ہوا کہ حضرت خاتم پیغمبر
کے عہد رسالت مین ایک بڑے بت کا بھی نام سومنات تھا خانہ کعبہ سے اٹھا کر دلان لائے اور وہ شہر اسکے نام
پر بنا کیا لیکن براہمہ کے کتب متقدمین سے کہ ظہور اسلام سے کئی ہزار سال پیشتر تحریر ہوئین مستفاد ہوتا ہے کہ ایسا نہین
ہوا اور ہندو بت کرشن کے عہد سے کہ چار ہزار سال کا عرصہ گذرا ہے براہمہ کا معبود ہوا اور بقول براہمہ کرشن نے وہان غلبت کی خلاصہ
یہ سلطان نصف رمضان مین بلدہ ملتان داخل ہوا کہ بیابان بے آب وعلف درپیش تھا حکم دیا کہ ہر شخص چند روز کا آب و
علف بار کرین اور بادشاہ نے خود بھی اوہ اسکے کہ مردم لشکر نے آب وعلف بار کیا تھا اضافا قریب بیس ہزار شتر خاصہ
آب علف سے بار کرکے ملتان سے آگے بڑھا اور اس بیابان خونخوار کو طے کرکے شہر اجمیر کے قلعہ مین پہونچا اور
وہانکا راجہ سر راہ سے گیا تھا سپاہ سلطان حسب الحکم ہر اسم قتل و غارت مشغول ہوئی اور چونکہ اصل غریمت اور وجہ
ہمت سومنات کا توڑنا تھا قلعہ کے لینے پر مقید نہوا مسافت کے طے مین مشغول ہوا اس درمیان مین چند قلعہ دیکھے کہ
مردان خنجر گذار اور آلات و ادوات پیکار سے مملو تھے لیکن قادر ذوالجلال نے ایسا رعب اور ہراس انکے دلمین ڈالا کہ
بے حرب وضرب شاہ کے مطیع فرمان ہوکے اور ملاحدہ کہ مال و متاع ان قلعونکا ایمان سلطان کے تفویض کیا اسکے
بعد نہروالہ مین کہ پٹن گجرات سے مراد ہے نزول جلال فرمایا اور اس شہر کو خالی دیکھکر حکم دیا کہ وہانسے بھی علف بکثرت
بار کرین الکاران حکم کے موافق کاربند ہوئے اور بسبیل عجلت قطع منازل و مراحل کرکے سومنات پہونچے اور دریا
کے کنارہ پر ایک قلعہ دیکھا سر بفلک کشیدہ دیکھا اور آب دریا سے اسکی فصیل مین ہوئے اور کفار شیدا رسر دیوار برآمد
ہوکر مسلمانونکو دیکھتے تھے اور باواز بلند کہتے تھے کہ ہمارا معبود سومنات تمھین یہان لایا اور ایکبارگی تم سبکو ہلاک کریگا اور
انتقام تمام اصنام کا کہ تمنے ہندوستان مین توڑے ہین تمھارے کو دست و پا شکستہ کرکے مارینگا شعر روزگار کین
جہان پر غرور + یافت از سر چشمۂ خورشید نور + نمازیان اسلام کا لشکر دیکھکر سپہر احتشام کے حکم سے زیر قلعہ جاکر
جنگ مین مصروف ہوا اور داد جوانمردی کی دی جب ہندو نے جلادت اور شجاعت انکی مشاہدہ کی لاچار تیر اندازون
سے فنون سے قلعہ کی دیوار پر سے اترے اور تجالون مین کہ انکا راستہ قلعہ کے اندر سے تھا جاکر سومنات سے
پناہ ہوئے مسلمان فرصت وقت پاکر سیڑھیان قلعہ کی دیوار پر لگا کر چڑھگئے اور بانہا شت سے غلغلۂ تکبیر کا
بلند کیا ہندو نے دوبارہ اتفاق کرکے جنگ آغاز کی اور اسوقت سے کہ نیر روز ظلمت روئے امہر نے حصار فیروزہ فام پر اپنا
پرتو چمکایا اور آنمہ مانے تک عروس چرخ گان کو اکب نے شبستان آسمان پر جلوہ گری کی دونون طرف سے تفنگ گرم
رہا جب ظلمت لیل روبت انبلاج سے مانع ہوئی عساکر اسلام نے مراجعت کی دوسرے روز فوج اسلام مسلح مکمل ہوکر معرکہ
قتال مین بکمال اطمینان حملہ آور ہوئے از کل سنان اور پیکان جانستان کی زد سے ہندو کو بارہ سے آوارہ کیا اور
بطریق روز گذشتہ زینے سے رکھکر اطراف وجوانب سے قلعہ پر ہجوم لائے **بیان ایمان سومنات کی جنگ کا**
کفار نے فوج فوج سومنات کو بغل مین لیکر گریان اور بریان وداع کیا اور دار و گیر اور مار مار کا شور کرکے حملہ
کرتے تھے قتل ہوتے تھے تیسرے روز افواج ہند جو تجالون کے اطراف وجوانب مین تھی ظاہر طور سے بمدد ملک آئی
اور جنگ پر آمادہ ہوکر صفین آراستہ کین اور سلطان محمود ایک جماعت کو انکے قاصرہ کے واسطے مقرر کرکے اس جماعت کے
دفعہ کے واسطے مشغول ہوا پھر فریقین بے جد وجہد لاکلام میدان رزم کو کین و غضب کی آگ سے ایسا شعلہ زن کیا کہ اسکی

گرمی کی حدت سے آتش کنارہ ڈھونڈھتی تھی اور شعلہ ہاے جوالہ کا دل مردم کارزار کے حال زار پر جلتا تھا اور امراے پیر دیدہ اور دانشمند کے پاس پے در پے پہنچتے تھے یہ توہم ہوتا تھا کہ ایک ضعف لشکر اسلام مین ظاہر آوے سلطان محمود نے مضطرب ہوکر گوشہ مین جاکر شیخ ابوالحسن خرقانی کا خرقہ ہاتھ مین لیا اور منہ نیاز کا خاک پر رکھکر از روے اخلاص فتح و ظفر درگاہ ایزدی سے مسئلت کی پھر اپنی فوج مین آیا اور ایکبارگی لشکر کفار پر حملہ آور ہوا خون ریزی سے لشکر کفر مین ہزیمت پڑی اور سلطان مظفر اور منصور ہوا جب پچیس ہزار مشرکون کے مقتول ہونے کے بعد وہ اس اہل قلعہ پر غالب ہوا اور جنگ سے دست کش ہوے اور بقیۃ السیف یعنی سومنات کے برہمن اور خدمتگار کہ وہ تخمیناً چار ہزار تھے دریاے عمان کیطرف متوجہ ہوکر کشتیون پر سوار ہوے اور سراندیپ کے جزیرہ کا ارادہ کیا سلطان نے بیچھا کرنے کی فکر کی تھی اور چند کشتی بہادرون کو سوار کرکے سنگ راہ اُنکا کیا تھا بھیجا بہت سے کشتیہاے کفار کے غنیم کے ہاتھ آگئے اور جا بجا بکدستی سے اکثر مشرکون کو انھون نے کیفر کردار مین گرفتار کیا پھر سلطان محمود باطمینان تمام مع اپنی اولاد و اعیان درگاہ قلعہ مین داخل ہوا اور وہان کے تمام عمارات کی سیر کی اور پھر قلعہ سے بتخانہ مین آیا ایک جگہ نہایت عریض اور طویل دیکھی چنانچہ پچیس ستون مرصع اسکی سقف مین نصب تھے اور سومنات ایک بت تھا سنگ سے تراشا ہوا اور اُسکا طول پانچ گز شاہد و گز زمین مین پوشیدہ اور تین گز ظاہر تھا سلطان کی نظر اس بت پر پڑی جذبہ مین آکر ایک گرز کہ اُسکے ہاتھ مین تھا اس زور سے اُسکے منہ پر مارا کہ چہرہ بہا ہوا اُسکا بگڑ گیا

ذکر سومنات کے توڑنیکا

اسکے بعد حکم دیا کہ وہ ٹکڑے بت کے اس سے قطع کرکے غزنین مین لیجائے اور مسجد جامع آستانہ اور کوشک سلطنت پر ڈالے چنانچہ آج کے دن تک کہ چھ سو برس سے کسر سے زیادہ گذرے ہین وہ سنگ غزنین مین افتادہ ہین اور لوگ دیکھتے ہین اور دو قطعہ سومنات سے مدینہ اور مکہ مین بھیجے تو شارع عام مین ڈالے اور یہ خبر بھی صحیح اور درست ہے کہ جب سلطان نے سومنات توڑنیکا ارادہ کیا براہمن کی ایک جماعت نے مقربان درگاہ کی عرض مین پہنچایا کہ اگر بادشاہ اس بت کو نہ توڑے اور اسے سالم چھوڑ دے تو ہم اسقدر زر خزانہ عامرہ مین داخل کرین ارکان دولت نے یہ بات سمع سلطانی مین پہنچائی کہ اس بت کے توڑنے سے بت پرستی کی رسم اس ملک سے نہ جاویگی اور اسکے توڑنے سے کچھ نفع بھی متصور نہین اگر اسقدر مبالغ کفار سے لیکر مستحقون اور مسلمانون کو تقسیم کرین آپ معلوم ہوتا ہے سلطان نے ارشاد کیا کہ قول تمھارا صحیح اور مقرون بصواب ہے لیکن اگر یہ کام کرونگا خلائق مجھے ابالا بو محمد بت فروش کہیگی اور اگر توڑتا ہون محمود بت شکن مشہور ہونگا بہتر یہ ہے کہ دنیا اور آخرت مجھے محمود بت شکن کہین نہ محمود بت فروش خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھے کہ اُسکے حسن اعتقاد کا نتیجہ اُسی وقت حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ جو وقت سومنات کو توڑا اُسکے پیٹ مین سے کہ مجوف کیا تھا اسقدر جواہر نفیسہ نکلے شاہوار برآمد ہوئے تھے کہ قیمت اُسکی سوا کروڑ دینار کے تخمین سے تھی اور حبیب السیر مین مسطور ہے کہ سومنات ارباب تواریخ کے اتفاق مین ایک بت کا نام ہے کہ شہود اسے اعظم اصنام جانتے ہین ولیکن شیخ فریدالدین عطار کے قول سے خلاف اس بات کے مستفاد ہوتا ہے جیسا کہ ذکر یافتہ کہ بعد لشکر محمود اندر سومنات بیافتند آن بت کہ نامش لات بود و ازین بیت سے واضح ہوتا ہے کہ سوم نام بتخانہ کا ہے اور نام اس بت کا جو اسمین نصب تھا نات ہے اور لکھنے والا ان اوراق کا مرقوم خامہ تحقیق کرتا ہے کہ جو کچھ موخرین سلف رحمہم اللہ نے بیان فرمایا ہے مقرون بصواب ہے اور جو کچھ شیخ فریدالدین عطار نے ارشاد کیا ہے وہ بھی مخالفت ساتھ اس اقوال کے نہین رکھتا ہے کیواسطے کہ یہ لفظ مرکب ہے سوم اور نات سے اور سوم ایک بادشاہ کا نام ہے اس بت کو بنایا اور نات اس بت کا نام رکھا پس دونون لفظ کثرت استعمال سے مانند بعلبک کے ایک ہوگئے

اور مشہور ہے کہ علم اس بت بلکہ اس بتخانہ اور علم اس شہر کا بھی ہوئے ہین پس اگر سومنات کو نام اس بت کا مانین و یا نات کو تنہا اس بت کا نام رکھین دونون درست ہون اور اصل معنے نات کے زبان ہندی مین بزرگ ہے اور لفظ جگنات کہ جو ہندی لغت مین مستعمل ہوتا ہے بھی اس قسم سے ہے کسواسطے جگ بمعنی خلائق اور نات بمعنی صاحب خلائق ہے اور بالفعل اکثر محاورات مین بطریق علم استعمال کرتے ہین اور معنی لغوی ملحوظ نہین ہے اور بتخانہ سومنات مین راہو کو بادن کو خسوف یعنی چاند گہن یا کسوف یعنی سورج گہن واقع ہوتا تھا دس لاکھ سے زیادہ آدمی جمع ہوتے تھے اور دور دور ممالک سے نذرین اُس جگہ لاتے تھے اور جمیع قریہ جو بکام ہندوستان نے سومنات مین وقف کیے تھے قریب دو ہزار کے ہوتے تھے اور ہمیشہ دو ہزار برہمن سومنات کی پرستش کرتے تھے اور شب کو سومنات کو گنگا کے تازہ پانی سے غسل دیتے تھے باوصف اسکے کہ سومنات اور سمندر مین مسافت چھ سو کوس سے زیادہ ہوگی اور ایک زنجیر طلاے خالص دو سو من کی کہ گھڑیال خواہ گھنٹے اُسکے اطراف مین بھی گونہ کنیہ سے تعبیہ کی تھی اور ساعت معین پر اُسے حرکت دیتے تھے تو اُسکی صدا سے براہمہ کو عبادت کا وقت معلوم ہووے اور پانسو گائین ناچنے گانے والی اور تین سو مرد سازندہ ہی بتخانہ مین ملازم رہتے تھے اور اُنکا محتاج جاگیرات وقف کے حاصلات اور چڑھاوے سے مہیا ہوتا تھا اور اسطرح سے تین سو آدمی زائرون یعنی تیرتھ کرنیوالونکے موے سر تراشی اور ریش تراشی کیواسطے معین تھے اور اکثر ہندوستان کے راجہ اپنی بیٹیان سومنات کی نذر خدمت کرکے اُس بتخانہ مین بھیجتے تھے اور اسقدر جواہر نفیسہ اور نقود وافرہ اصل بتخانہ سے خزانہ سلطانی مین داخل ہوا کہ عشر عشیر اُسکا کسی بادشاہ ہندوستان کے خزانہ مین نہتا اور تاریخ زین المآثر مین مسطور ہے کہ اصل اس بتخانہ کی کہ جس مقام سومنات تھا تاریک تھی اور اس مکان کی روشنی ایک جواہر کے شعاع سے تھی کہ قندیلون مین اس بتخانے کے نصب کیے تھے اور سومنات کے خزانہ سے اسقدر چھوٹے بڑے بت سونے اور چاندی کے بشمار دستیاب ہوئے تھے جیسا کہ حکیم سنائی فرماتا ہے **نظم** کعبہ و سومنات چون افلاک ۔ شد ز محمود دوازدہم پاک ۔ این زکعبہ نشان بردن انداخت ۔ وین زکین سومنات را پرداخت ۔ القصہ جب سلطان محمود سومنات کی مہم سے فارغ ہوا راجہ پرم دیو کی گوشمالی پر جو نہروالہ کا راجہ عظیم الشان تھا عنان عزیمت معطوف فرمائی کسواسطے پرم دیو نے اسوقت کہ محمود عاقبت محمود قلعہ اور بتخانہ کے محاصرہ مین مشغول تھا جسارت کرکے سومنات کی مدد کو لشکر بھیجا تھا اور لشکر اسلام کے غازی قریب دو تین ہزار اسکی سپاہ کے معرکہ مین نذر شہادت چکھکر روضہ رضوان مین سدھارے تھے اور فتحیابی سلطان اور شکستہ ہونے سومنات کے بعد راجہ پرم دیو بلدہ نہروالہ سے جو مملکت گجرات کا پایہ تخت تھا بھاگ کر قلعہ کنڈہ مین متحصن ہوا تھا اور سومنات اُس قلعہ تک کہ خشکی کا راستہ چالیس فرسخ ہے اور سلطان جب بدولت وسعادت اس قلعہ کے حدود مین پہونچا دیکھا کہ ایک دریا نہایت عمیق اور عظیم اُس قلعہ کے ورود کو احاطہ کیے ہوا اور ظاہر اکسیطرف محل عبور نہین ہے اردوے ظفر قرین کے غوطہ خورون نے سلطان کے فرمانے سے ہر چند غوطہ لگا کر تدبیرین کین عبور کا موقع ہاتھ نہ آیا یہانتک ایک دہانکے غواصونکو جماعت ہاتھ آئی انھون نے متفق ہوکر عرض کی کہ فلان مقام سے عبور ممکن ہے لیکن عبور کیوقت اگر پانی اسکا تموج مین آوے سب ہلاک ہونگے سلطان محمود نے قرآن شریف کے استخارہ کے بعد عنایت ایزدی پر توکل کرکے مع امرا و رسپاہ کے گھوڑے پانی مین ڈالے اور حضرت نوح علیہ السلام کے مانند آیہ فیض ہدایہ مجریہا و مرسہا ان ربی لغفور رحیم پر ضا ہوا ساحل مراد کو پہونچا اور قلعہ کی تسخیر پر آمادہ ہوا پرم دیو اپنے نفس کی سلامتی سب امور پر برتر اور نہب جانکر مال و ناموس سے گذر کرکے کہ دو جریدہ مجنون کے لباس مین قلعہ سے برآمد ہوکر

کسی طرف بھاگ گیا اُسکے بعد جوانون اور بہادرون نے داخل قلعہ ہوکر کفار مقہور کو تہ تیغ کیا۔ **ذکر راجہ پرم دیو کے بھاگنے کا اور سلطان کے تصرف مین اُسکا اموال و جواہر ہاتھ مین آنیکا**

مجاہدان اسلام نے فتح کے بعد انکی عورتون اور لڑکون کو اسیر کیا اور راجہ کا مال و جواہر نکالکر سلطان کے خزانہ مین کر دیا ہمیشہ بل مین مزید کتا تھا سپرد کیا اور سلطان نے مظفر اور منصور ہوکر نہروالہ کیطرف نہضت فرمائی اور جو اس مملکت کو آب و ہوا اور جوانان خوبصفت اور مرغزارہاے دلکش اور آبہاے روان اور امتعہ فراوان مین ہندوستانکے دیار اور امصار سے بہتر پایا سلطان نے یہ ارادہ کیا کہ چند سال وہان مقیم ہو بلکہ بایے تخت اپنا بناوے اور غزنین کو سلطان مسعود کے سپرد فرماوے اور بعضے کتب تواریخ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد مین زر خالص کی کئی کان وہان تھین سلطان اسکی طمع سے چاہتا تھا کہ نہروالہ کو دارالملک کرے لیکن اُسوقت مین اُن معادن سے پیدا نہین ہے اور عجب نہین کہ اُسوقت مین موجود ہون اور اس زمانہ مین برطرف یا غائب ہوگئی ہون اور ایسا اکثر ہوتا ہے جیسا کہ سلطان محمود کی اوائل سلطنت مین سیستان مین سونے کی کان ظاہر ہوئی اور اواخر وقت مین زلزلہ کے سبب سے غائب ہوئی علاوہ اسکے جزیرہ سراندیب اور پیگو اور بعضے بنادر اور جزائر مین اسقدر طلا اور یاقوت کی معادن موجود تھین سلطان اسکی طمع سے چاہتا تھا کہ کچھ روزون کے بعد لشکر کشتیون مین سوار کرکے اُن جزیرون مین بھیجے اس مملکت کے ایشاے نفیسہ کو بھی اپنے حوزہ تصرف مین لاوے لیکن اعیان سلطنت اور ارکان دولت قاہرہ نے از روے خیرخواہی کے معروض کیا کہ ہمنے خراسانکو کہ نہایت محنت سے مصفا کرکے اُس پر جواہر نفیسہ نفوس کے فدا کیے ہین چھوڑنا اور گجرات کو دارالسلطنت بنانا مصالح ملکی سے بعید ہے اس بات سے سلطان کی دلپر اثر کیا اور معاودت کا عازم اور قاصد ہوکر فرمایا کہ تم کسی ایسے شخص کو تجویز کرکے پسند کرو کہ ہم اسے اس مملکت کے انتظام کے واسطے مقرر کرین اور حکومت کی مہار اُسکے قبضہ قدرت مین چھوڑین اعیان دولت نے آپسمین مشورہ کرکے عرض کی کہ جو ہمین دوسری بار اس ولایت مین اتفاق عبور کا پڑیگا اس ملک کے باشندون مین سے کسیکو حاکم کرنا چاہیے سلطان نے سومنات کے بعضے اہالیونسے اسنواح مین صلاح لی اُنمین سے ایک جماعت نے عرض کی کہ کوئی گروہ ہمارے ابای سے والشلیمون کے حسب و نسب مین منتہی ہوتا ہے اور آج اُس خاندان مین سے ایک شخص براہمہ کے لباس مین اس مقام مین بہاتھ ریاضت کے مشغول ہے اگر سلطان بہتر جانے اُسکے سپرد کرے مناسب ہے اور ایک گروہ نے یہ بات مستحسن نرکھی اور گویا ہوئے کہ والشلیم مرتاض ایک مرد ہے مزاج کہ مقتضی طلب ملک گیری کا دعوی کیا اور ہر بار بھائیونکے ہاتھ اسیر ہوا اور جانی امان پاکر بتخانہ مین بیٹھ لیگیا ہے اور حسب ضرورت ریاضت اختیار کی ہے نہ اپنے اختیار سے **بیت** سر کار عصار ازان در کراست: کہ از کنجد شش رسیمان کوتہ است۔ لیکن ایک والشلیم اور اُسکے عزیز و یمین سے ہے کہ عقل و دانش مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور تمام براہمہ اسکی حکمت و حکومت قول کو قبول کرتے ہین اور وہ فلان دیار کا حاکم ہے اگر سلطان از روے عنایت ایک فرمان اسکے نام صادر فرماوے وہ آنکھونسے ملازمت مین حاضر ہوگا اور ولایت کو جیسا کہ حق نگاہ رکھنے کا ہے نگاہ رکھکر باج و خراج بوکر قبول کریگا باوصف بعد مسافت کے ہر سال بلاعذر خزانہ عامرہ مین بھیجا کریگا سلطان نے فرمایا کہ اگر وہ خود بلاست مین آوے اور اس امر کی التماس کرتا البتہ عرض اسکی معرض قبول مین پڑتی لیکن ایک مملکت ساتھ اس وسعت کے چھوڑنا ایسے شخص کو جو بالفعل ایک ممالک بہنگ کا بادشاہ ہے اور کاہے ہماری ملازمت سے شرف یاب ہو عقل و دین اور رائے درست نہین ہے۔ **سپرد کرنا دارای گجرات کی والشلیم مرتاض کو۔** اسواسطے والشلیم مرتاض کو طلب کرکے

سلطان معاون بھیجنا مسعود کی طرف سے بنا پر شورش ہندوان کے لشکر کا دریا کے کنارے کا بیوفائی کرنا سلطان کا بھی فوج بھیجنا شہر بود دریا کے بیچ سے واقع ہون مثل سورت وغیرہ کے معلوم نہین ہونا کہ نہروالہ کونسی جگہ ہے کون زبان بولتے ہین اکثر شیخ اسکے کتب مین بیجہ راجہ نہروالہ بنا ور آنا ہے طبقات ناصری ۱۲ خزانہ بالفتح دارائے گجرات زر مغشوش بمعنے ناخالص بیان مملکت ۱۲ نفوس بمعنے نفس بمعنے ۱۲ ناصر بمعنے کنندہ ۱۲

نہروالہ کی حکومت ساتھ اُسکے رجوع کی اور اُسنے باج اور خراج اپنے ذمہ لازم اور ملزم کر عرض کی کہ فلان والبشلیم میرے اقوام سے ہے اور میرے ساتھ مقام عداوت مین رہتا ہے جب سلطان کے جانے سے خبر پاوے گا بیمک بہان فوج لاکر تنور وفا گرم کریگا اور جو کہ مجھے ابتک عدت اور تمکن حاصل نہین ہے مین مغلوب ہونگا اگر سلطان سنجر حال پر نظر عنایت مبذول فرماکر اسکا شر مجھسے دفع کرے ہر سال مین کابلستان کے خراج سے دو چند خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا سلطان نے فرمایا دو برس کا عرصہ ہوا کہ ہم بنیت جہاد غزنین سے برآمد ہوئے ہین اگرچہ دو سال اور چھ مہینے کی مدت گذریگی ہم اسکی مہم کو فیصل فرماوینگے یہ کہکر والبشلیم کی ولایت پر فوج کش ہوا اور چند عرصہ مین اُسے مسخر اور مفتوح کیا اور والبشلیم کو زندہ اسیر کرکے والبشلیم مرتاض کے سپرد کیا اُسنے عرض کی کہ ہمارے طریق مین بادشاہ کا قتل جائز نہین ہے بلکہ ایسا دستور ہے کہ جسوقت ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر قدرت پاوے اپنے تخت کے نیچے ایک مکان تنگ و تاریک تعمیر کراے اور دشمن کو اسمین محبوس کرے ایک سوراخ اُسمین چھوڑے اور اُسی منفذ سے آب و طعام اُسے پہونچاوے اُسوقت تک کہ مدت حیات اُن دونون حاکم غالب اور مغلوب کی انجام کو پہونچے اور جو مین ابتک بسی ایک جگہ محفوظ موجود نہین رکھتا بلکہ مجھے اسقدر استطاعت نہین ہے کہ اپنے دشمن کو اُس طریق سے نگاہ رکھون اور جو ممکن ہے کہ جب سلطان اس حدود سے نہضت فرماوے اُسکے ہوادار اور جان نثار خروج کرکے اُسے میرے دست قبضہ سے چھیننے کے امیدوار ہون کہ ملازم درگاہ اُسے اپنے ہمراہ دارالملک غزنین مین کہجاوین جسوقت ایک گونہ میری تمکنت ظاہر اور باہر ہوگی اُسوقت ایلچی بارگاہ سلطانی مین بھیجکر اُسکی درخواست کرونگا الیان سرکار میری اسندعا پذیرا کرکے ارسال رکھین سلطان محمود نے یہ التماس بھی قبول و منظور فرمائی اور دو برس اور چھ مہینے کے بعد مراجعت کا نشان غزنین کیطرف بلند کیا اور جو برہم دیو اور راجہ اجمیر وغیرہم نے ایک لشکر عظیم فراہم کرکے سلطان محمود کے سر راہ تعلیہ کیا تھا اور سلطان نے جنگ و جدال مین مصلحت ندیکھی سندھ کے راستہ سے ملتان کی طرف متوجہ ہوا اس راستہ مین بعضے مقامات مین بے علفی سے اور بعضے محال مین آب کی نایابی سے محنت تمام و سختی اتم نے افواج سلطان کے حال پر راہ پائی اور نہایت مشقت سے قطع مسافت کرکے سنہ چار سو سترہ ہجری مین غزنین مین پہونچا کہتے ہین جسوقت کہ سلطان بیابان سند کی راہ سے ملتان جاتا تھا فرمایا کہ ایک رہبر پیدا کرو ایک ہندو یہ امر قبول کرکے مسلمانون کا راہبر ہوا اور ایسے راستہ سے لیگیا کہ اسنا دیہ مین آب نایاب تھا جب ایک شبانہ روز چلے اور پانی کا کہین نشان نہ ملا تشنگی کے غلبہ سے عجیب حالت اُردو پر ظاہر اور قیامت کے آثار نمودار ہوئے جب سلطان نے ہندو دلیل سے پرسش حال کی جواب دیا کہ مین سومنات کے فدائیون مین سے ہون اور تجھے اور تیرے لشکر کو اسواسطے اس بیابان مین لایا ہون کہ ہلاک کرون سلطان یہ کلام خصومت التیام اُسکا سنتے ہی غضب مین آیا اور تیغ سیاست سے اُسے ہلاک کیا اور اسی شب لشکر گاہ سے برآمد ہوکر صحرا مین گیا اور روے نیاز زمین عجز پر رکھکر حضرت ذوالجلال سے تضرع و زاری اس بلیہ سے نجات طلب کی اور جب ایک پہر رات سے گذرا قبولیت کے آثار ظاہر ہوے یعنی شمال کیطرف سے ایک روشنی نمایان ہوئی لشکر حکم کے موافق اسمقام سے کوچ کرکے اس روشنی کے پیچھے روانہ ہوا اور صبح کیوقت ایک چشمہ کے کنارہ پہونچا اور بادشاہ کے اخلاص کی برکت سے ایسے ورطہ مہلک سے نجات پائی والبشلیم مرتاض نے سومنات کی حکومت پر استقلال پایا اور چند سال کے بعد ایلچی نجف روانہ کیا بسیار اور مع جواہر اور خزانین بیشمار سلطان کے پاس بھیجا اور اپنے دشمن کو طلب کیا سلطان مدت کے سبب سے اسکی روانگی مین متردد ہوا لیکن جو ارکان دولت والبشلیم مرتاض سے مطمئن تھے عرض گذار ہوے کہ فرمان مسلک پر رحم کرنا چاہیے اور خلاف

کہ جو کچھ سلطان نے قبول فرمایا لائق نہین ہی بہرحال اُس جوہ انکو والبتلیم مرتاض ایلچیون کے سپرد کیا اور جب ان لوگون نے اُسے سومنات کی حدود مین پہونچا والبتلیم مرتاض کے حکم سے زندان معہود یعنی وہ مجلس کہ جسمین قیدی رہا تھے آراستہ کیا اور بسبب اس قاعدہ کے کہ اُنکے درمیان مشہور اور معروف ہی والبتلیم مرتاض خود اُس جوان کے استقبال کو شہر سے برآمد ہوا تو طشت اور آفتابہ خاصہ اپنا اُسکے سر پر رکھکر اپنے ہمراہ رکاب دوڑاوے اور اُس قیدخانہ مین پہونچاوے لیکن والبتلیم مرتاض اثنائے راہ مین شکار مین مشغول ہوا اور اسقدر ہر طرف دوڑا کہ آفتابہ کی حرارت نے اُسپر غلبہ کیا اور اُسنے ایک درخت کے سایہ مین استراحت فرمائی اور ایک رومال سرخ اپنے منہ پر کھینچا اُسیوقت تقدیر الٰہی سے جانور شکاری سخت چیتل نے رومال رنگین کو گوشت خیال کرکے ہوا سے آتے ہی ایسا جھپٹکا اُس رومال پر مارا کہ اثر ناخن کا والبتلیم مرتاض کی آنکھ مین پہونچا اور چشم زدن مین کور ہوا اور جو کہ اُس عہد مین اعیان ہند معبودون کی اطاعت نکرتے تھے سپاہیون کے درمیان مین شور برپا ہوا اور اس اثنا مین والبتلیم دوسرا آپہونچا اور اُسکے سوا دوسرا سلطنت کا استحقاق نرکھتا تھا سبھون نے اُسکی سلطنت پر اتفاق کیا اور وہی طشت اور آفتابہ والبتلیم مرتاض کے سر پر رکھوا کر زندان معہود تک دوڑانے لیگئے اور والبتلیم ثانی کو بڑے ترک و حشمت سے تخت پر بٹھا مذرین دین تو بخانون مین سلامی کی شلک ہوئی پھر نہایت تجمل و شان سے آستانہ سلطنت کاشانہ دولت مین داخل کیا تمام قلمرو نقد جنس اُسکے تصرف مین آیا گز سکہ پر نام جاری ہوا منادی نے ندا کی دوہائی پھر گئی میر سوز کا قول مصداق آیا بیت پل مین جاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین ؎ کچھ اچنبھا نہین اسکا کہ خدا قادر ہی ؎ سبحان اللہ کارخانہ قدرت عجیب و غریب ہین نہ اعتماد سلطنت و حکومت نہ قیام غربت و عسرت طرفۃ العین یعنے پلک مارنے مین والبتلیم مرتاض نے جیسا کہ اُس جوان کے بارہ مین اندیشہ کیا تھا خود اُسمین گرفتار ہوا مضمون من حفر بیرالاخیہ قد وقع فیہ ظہور مین آیا اور اپنے کام مین متعجب ہوکر بجاے اشک خون اپنی آنکھ سے گراتا تھا اور اپنے حسب حال مضمون اسمقال کو زبان پر لاتا تھا فرد ز چشمم و دل بدن خالیم در آتش و آب ست ؎ بچشم مین و بدل رحم کن کہ حال خراب ست ؎ سچ ہی بقول مرزا رفیع ؎ عجب نادان ہین جنکو ہی عجب تاج سلطانی ؎ فلک بال ہما کو دم مین سونپے ہی مگس رانی ؎ ارادت ہیچون ایک کو تخت شاہی سے اُتار کر دوسرے کو شکم ماہی مین نگاہ رکھتی ہی اور جامع الحکایات مین یہ بھی مذکور ہی کہ سلطان محمود نے اس ولایت کے بتخانون مین سے ایک بتکدہ مین ایک بت ہوا مین معلق ایستادہ دیکھا اور اسکے قدم کسی چیز پر قائم نہ تھے سلطان حیرت مین آیا اور اسکا بھید اُس عصر کے حکما سے استفسار کیا سبنے عرض کی کہ اس بتخانون کی تمام چھت اور دیوارین سنگ مقناطیس سے ہین اور وہ بت آہن ہے اور قوت جاذبہ اطراف و جوانب اس بت کے نسبت حکم مساوی رکھتی ہی لاجرم بت درمیان ایستادہ ہوکر کسیطرف مائل نہین ہی جب سلطان کے حکم سے ایک دیوار اُسمین سے منہدم ہوئی وہ بت اوج ہوا سے سرنگون زمین پر آیا **ذکر صدور نامہ خلیفہ مشتمل القاب** اس سال جو سلطان نے سومنات کے سفر سے معاودت کی خلیفہ القادر باللہ عباسی نے القاب نامہ سلطان محمود کو تحریر کرکے نشان خراسان اور ہندوستان اور نیمروز اور خوارزم کا بھیجا اور اُسکے فرزندون اور بھائیونکے القاب نامہ مین مندرج کرکے سلطان کو کہف الدولہ والاسلام اور امیر مسعود کو شہاب الدولہ جمال الملہ اور امیر محمد کو جلال الدولہ وجمال الملۃ اور امیر یوسف کو عضد الدولہ مونہ الملۃ ملقب کرکے تحریر کیا کہ تو جسے ولیعہد کریگا ہم بھی اُسے قبول کرینگے اور یہ نامہ سلطان کو بلخ مین پہونچا اور اسی سال سلطان نے جنانی کے گوشمالی کا آہنگ کیا تھا اور وہ دریاے کوہ جودی کے کنارے واقع ہوئی تھی اور ان مفسدون نے

سومنات

سومنات سے مراجعت کیوقت افواج سلطانی سے انواع بے اعتدالیان اور قسم قسم کے آزار پہونچائے تھے لشکر عظیم ملتان کیطرف کھینچا اور وہان پہونچکر ایک ہزار چار سو کشتی تیار کروائین اور ہر ایک کشتی مین لوہے کی تین شاخین نوکدار کمال قوت اور تیزی کے ساتھ مضبوط جڑین ایک کشتی کی پیشانی پر اور دو اسکے دونون پہلو پر نصب تھین اور اسکے لگانے سے یہ غرض تھی کہ جو جیزان شاخون کے مقابل آتی ریزہ ریزہ شکست ہوتی اور یہ تمام کشتیان پانچین ڈالین اور ہر ایک کشتی مین بیس نفر مسلح باتیر و کمان و قارورہ و لفظ بٹھلائے اور جٹون کے اخراج کیواسطے منوجہ ہوئے اور جٹون نے خبردار ہوکر اپنے اہل و عیال جزیرہ مین بھیجدیے اور خود جریدہ مقابلہ پر آمادہ ہوئے چار ہزار کشتی اور ایک روایت مین آٹھ ہزار کشتی دریا مین ڈالین اور ہر ایک کشتی مین ایک جماعت مسلح سوار کرکے مقابلہ اور مقاتلہ کو دوڑی جب طرفین کا سامنا ہوا جنگ عظیم واقع ہوئی اور جو کشتی سلطان محمود کی کشتی کے مقابل آتی تھی کشتی کے شاخ سے ٹکرا کر شکستہ اور غرق ہوتی تھی یہانتک تمام جٹان غرق ہوئے اور مابقی علف تیغ اسلام ہوئے اور سلطان کے لشکر انکے عیال کے سر پر جاکر سبکو اسیر اور دستگیر کیا سلطان نے مظفر و منصور ہوکر غزنین مین معاودت فرمائی اور ۴۱۸ چار سو اٹھارہ ہجری مین سلطان محمود نے امیر طوس ابو طرب رسلان کو ساتھ مورد و نسا کے نامزد کیا تو ترکمانان سلجوقی کو کہ آب امویہ سے عبور کرکے اس حدود مین فساد کرتے تھے جاتے ہی استیصال کرے امیر طوس نے جنگہاے عظیم اور معرکہ ہاے شدید کے بعد عرضداشت کی کہ جب تک سلطان اپنی ذات خاص سے اسطرف رونق افروز نہوگا ترکمانونکے فساد کا تدارک ممکن نہین ہے سلطان نے بنفس نفیس اپنی خود توجہ فرمائی اور انکی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا اور جو امرا اسکے ملک عراق پر مستولی ہوے اور وہ ملک آل بویہ کے تصرف سے برآوردہ کیا تھا ہر آئینہ وہان سے رے مین گئے اور خزانے اور دفینے رے کے دیالمہ کے حکام نے سالہاے دراز مین جمع کیے تھے بے مشقت اور محنت انھین دستیاب ہوئے اور باطل مذہبون اور قرامطہ سے وہان بہت تھے جس شخص پر مذہب کا اختلاف ثابت ہوا گردن ماری پھر سلطان نے رے اور اصفہان کی ولایت امیر مسعود کو ارزانی فرمائی اور خود غزنین کیطرف رجوع فرمائی اور تھوڑے عرصہ مین سلطان کو مرض سوء القینہ یا سل کا بہم پہونچا ہر روز وہ مرض قوت پکڑتا تھا اور سلطان اپنے تکلف سے خلائق کی نظر مین قوی دکھائی دیتا تھا اور اس حال سے بلخ گیا اور جب بہار آئی غزنین کیطرف روانہ ہوا اور وہ مرض قوی تر ہوا غزنین مین اسی مرض سے پنجشنبہ کے دن تیئیسوین ربیع الثانی ۴۲۱ سنہ چار سو اکیس مین لاکھ حسرت اور آرزو مین اس کہنہ دیر سے ترسٹھ برس کے سن مین فوت ہوا مدت اسکی سلطنت پینتیس ۳۵ برس تھی اسکا جنازہ رائکو کہ منہ پر بندھا تھا اٹھاکر قصر فیروز غزنین مین مدفون کیا اور سلطان محمود ایک مرد میانہ قد اور خوشاندام اور چست و چالاک رد تھا اور وہ پہلا بادشاہ ہے کہ سلطان کی لقب اپنے اوپر اطلاق کی اور یہ خبر صحیح ہے کہ سلطان محمود نے اپنی وفات سے دو روز پیشتر حکم دیا تو خزانے تھیلیان اشرفی اور روپیون اور انواع جواہر نفیسہ اور اصناف نفائس کہ اپنی مدۃ الحیات مین جمع کیا تھا اپنے محل سرا کے صحن مین حاضر کرکے مکان کو رشک گلستان ارم کیا اور سلطان محمود اسے چشم حسرت سے دیکھتا تھا اور ہاے ہاے کے نعرہ مارکر رویا اور ایک ساعت کے بعد پھر خزانہ مین واپس بھیجا اور ایسے وقت مین کہ ہمانہ عمر آب بقا سے لبریز ہوچکا تھا اور زندگی سے یاس تھی اسمین سے کسیکو مستفیض و بہرہ مند نہ کیا اور ایسی ہی وجہونسے خلائق اسس شاہ والانژاد کو ساتھ بخل کے نسبت دیتی ہے پھر دوسرے روز سلطان محفہ مین سوار ہوکر میدانکی سیر کو گیا اور حسب حکم سے تمام ممالیک خاصہ اسپان تازی استران بردی و فیلان کوہ شکوہ استران قوی ہیکل اور سواے اسکے سلطانکی نظر ثانی کیواسطے لیگئے انھین بھی مشاہدہ کرکے شامل ہوا اور زوجہ گرد کی مانند جمعین مارکر رویا اور گریہ کنان اپنے قصر کیطرف روانہ ہوا

اور ابو الحسن علی بن حسن میمندی سے منقول ہو کہ ایک روز سلطان محمود نے ابو طاہر سامانی سے پوچھا کہ آل سامان نے جواہر قیمتی سے کسقدر جمع کیا تھا جواب دیا کہ امیر فوج سامانی کے عہد میں سات طل جواہر نفیسہ خزانے میں تھا سلطان محمود نے منہ خاک پر رکھکر فرمایا الحمد للہ کہ حق سبحانہ تعالے نے میرے تئین جواہر نفیسہ خاصہ سو رطل سے زیادہ ارزانی رکھا اور یہ بھی منقول ہو کہ سلطان کے آخر عمر میں یہ خبر پہونچی کہ نیشاپور میں ایک مرد نہایت مالدار ہو سلطان نے اسکے احضار کا حکم صادر فرمایا جب وہ حاضر ہوا سلطان نے اس سے خطاب کیا کہ ای شخص میں نے سنا ہو کہ تو ملاحدہ اور قرامطہ سے ہو اس مرد نے جواب دیا کہ ای شاہ با انصاف دعا گو ملحد اور قرامطہ نہین غلام میں عیب یہ ہو کہ مال کثرت سے رکھتا ہو جو کچھ ہو مجھسے سرکار لے اور مجھے بدنام نکرے سلطان محمود نے تمام مال اس سے لیکر اور ایک نشانی اسکے حسن عقیدت کی بارہ مین تحریر کرکے اسکے سپرد کی اور طبقات ناصری سے مفہوم اور معلوم ہو کہ سلطان محمود حدیث العلماء ورثۃ الانبیا کے بارہ مین متردد تھا اور قیامت کے ہونے اور ناصر الدین سکبتگین کے منتسب ہونمین ایک شک رکھتا تھا ایک شب کو خلوت مین کسی مقام مین آتا تھا اور فراش شمعدان طلائی مین شمع روشن کیے ہوئے آگے جاتا تھا اور ایک طالب علم مدرسہ مین اپنا سبق یاد کرتا تھا اور تاریکی کے سبب جب محتاج مطالعہ عبارت کتاب ہوتا تھا چراغ بقال کی روشنی مین جانتا تھا سلطان کا دل اس طالب علم کی ناداری پر کڑھا وہ شمعدان اسکو مرحمت فرمایا اور اسی شب حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ اسے فرماتے ہین یا بن امیر ناصر الدین سکبتگین انا غرک اللہ فی الدارین کما اغررت دنیای اس حدیث سے تینون مشکل اسکی حل ہوئین کہتے ہین کہ سلطان کے فوت سے دو سو سال غزنین مین ایک سیل عظیم واقع ہوا اسکے بسبب اس شہر کی بہت عمارات خراب اور مسمار اور خلائق بیشمار ہلاک ہوئی اور جو بند کہ عمر بن لیث صفار نے اپنے عہد سلطنت مین باندھا تھا اس سیل سے اسقدر خراب ہوا کہ نشان اسکا ظاہر نرہا اور اہل بصیرت اس واقعہ کو وقوع اس شاہ عادل کے آثار رفوت سے جانتے تھے کسواسطے اس بادشاہ مین عدل اس مرتبہ تھا کہ ایک روز ایک شخص فریادی آیا اور سلطان محمود نے اس سے ملتفت ہوکر احوال پوچھا اسنے عرض کی کہ شکایت میری ایسی نہین کہ سر دربار مجلس مین عرض کرون سلطان نے اسے تخلیہ مین طلب کرکے استفسار فرمایا اسنے عرض کی بادشاہا بھانجا ایک مدت مدید سے میرے گھر مین آتا ہو اور مجھے ضربہاے تازیانہ سے مکانسے نکالتا ہو اور میری زوجہ کے ساتھ صبح تک رہتا ہو اور مینے اس مدت مین تمام اعیان دولت سے استغاثہ کیا لیکن کسیکو یہ حوصلہ اور یارا نہین کہ جو عرض اقدس مین پہونچاوے کسواسطے کہ سب اسکا ملاحظہ کرتے ہین اور کسیکو اسقدر حق سبحانہ تعالی کا ہر اس اور ترس نہین کہ فقیر عاجز کی خاطر فاتر کا ملاحظہ کرکے داد رسی کا درپے ہوا درجیب مین سب سے نا امید اور یاس ہوا آپکی درگاہ مین رجوع کرکے فرصت کا منتظر تھا آج یہ دولت میسر ہوئی حق سبحانہ تعالی نے اپنے افضال سے تجھے بادشاہ کیا احوال رعایا اور زیردستونکا تجھسے پوچھیگا اگر فریاد کو پہونچیگا فہو المراد والا صبر کرونگا تو منتقم حقیقی اپنے عدل و قہر سے انتقام مجھ عاجز کا ظالم سے لیوے سلطان محمود یہ کلام صداقت انجام سنکر متاثر ہوا اور اشک گہر رشک آنکھونمین بھر لایا اور رحم دلی سے فرمایا ای مسکین تو کسواسطے اس سے پیشتر میرے پاس نہ آیا اسنے عرض کی کہ ای شاہ عدالت پناہ ایک مدت سے مین ہر روز انتظار کھینچتا تھا آج بہزار دربانون اور چوبداردنکی نظر بچاکر حضور کی خدمتمین پہونچا ورنہین تو ہم ایسے فقیرونکی کیا مجال کہ بادشاہ کی خدمتمین حاضر ہوکر عرض حال اپنا کر سکین سلطان محمود نے کہا کہ اب جو تونے اپنی سرگذشت مجھے سنائی دوسرکو اس سے واقف نکرنا یعنے یہ کسی سے نہ کہنا کہ مینے احوال اپنا بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا ہو اب اپنے مکانمین جاکر مطمئن بیٹھ اور جسوقت وہ ظالم اپنی عادت کے موافق آوے اور تجھے

نکلے فوراً میرے پاس آکر مجھے خبردار کرنا اُسنے گذارش کی کہ ای سلطان مجھے پھر ایسا وقت کہان میسر ہوگا کہ یہ ذرہ بقدر اپنے تئین بارگاہ عرش اشتباہ مین پہونچا کر دیدار فائز الانوار سے مشرف ہو سلطان نے دربانونکو طلب کرکے اُس مرد کو اُنھین دکھلایا اور یہ حکم قطعی دیا کہ جسوقت یہ آوے خبردار مانع نہونا بلا توقف جہان مین ہوں آنے دیتا اور علاوہ اسکے بادشاہ نے اُس مرد سے آہستہ فرمایا کہ اگر ایسا وقت ہو کہ یعنی دربان وغیرہ تجھسے کہین کہ بادشاہ استراحت مین ہی یا دوسرا بہانہ کرکے روکین تو فلان مقام سے آنکر آہستہ آواز دینا کہ اپنے مقصد کو پہونچیگا غرض وہ شخص مطمئن ہوکر اپنے مکان پر گیا اور اُس شب بلکہ دوسری شب وہ اُسکے گھر مین نگیا تیسری شب بادشاہ کا بھانجا آدھی رات کو بعادت معہود اُسکے مکان مین آیا اور اُسے گھر سے نکالکر بفراغت اپنے کام بانجام مین مشغول ہوا وہ شخص بسرعت تمام افغان و خیزان بارگاہ سلطانی مین آیا دربانون نے روکا اور بولے کہ اسوقت بادشاہ حرم سرا مین ہی کسیکا وہان گذر نہین اور اگر دیوانخانہ مین رونق افروز ہوتا ہی تجھے کوئی مانع نہوتا لاچار وہ مرد اُس مقام مین کہ سلطان محمود اُس سے کہا تھا گیا اور آہستہ آواز دی کہ ای سلطان کیا کرتا ہی سلطان محمود نے فوراً جواب دیا کہ ای فقیر ٹھہر مین آیا یہ کہکر برآمد ہوکر اُس شخص کے ہمراہ روانہ ہوا جب اُسکے مکان مین پہونچا اپنے بھانجے کو اُسکی زوجہ کے ساتھ ایک فرش پرست بادہ نوم پایا اور شمع کو اُن دونونکے حال زشت پر رونے پر جلتے اور پروانہ کو سر دھنتے دیکھا سلطان نے شمع گل کی اور خنجر نکالکر اُسکا سر تن سے جدا کیا اُسکے بعد فرمایا ای مرد ایک جرعہ آب اگر ممکن ہو بسبیل استعمال تو مین نوش کرون اُسنے فوراً کوزہ آب حاضر کیا سلطان محمود آب نوش کرکے اُٹھا اور کہا ای فقیر جا اور بفراغت تمام استراحت کر اُس مرد نے ہاتھ سلطان کے دامن مین مارا اور کہا کہ تجھے اس خدا کے سوگند ہی کہ جسنے تجھے دولت اور حشمت کرامت فرمائی مجھے سچ بتا کہ شمع کے بجھانے کا کیا سبب تھا اور پھر پانی طلب کرکے اور پینے کی کیا وجہ تھی اور تو نے کیا کیا جو مجھسے کہتا ہی جا فراغت سے خواب کر سلطان نے فرمایا ای مظلوم مینے شر ظالم کا تجھسے دفع کیا اور اب اُسکا سر تن سے جدا کرکے لیے جاتا ہون اور شمع کے بجھانیکا یہ باعث تھا کہ اُسکے دیکھنے سے صلہ رحمی کی محبت مانع نہ آوے اور پانی طلب کرنیکی یہ وجہ تھی کہ جسوقت تو نے حال اپنا مجھسے کہا مینے خدا سے عہد کیا تھا کہ جب تک اُس ظالم کا شر اُس مظلوم سے دفع نکرون آب و طعام زبان پر نرکھون چنانچہ اس تین شبانہ روز مین ہر وقت منتظر تھا اب جو مینے شر اُسکا تجھسے دفع کیا تشنگی کے غلبہ کے سبب سے کہ تین روز سے مین پیاسا تھا جرعہ آب طلب کرکے نوش کیا الغرض عقلاے نیک اندیش پر مخفی اور پوشیدہ نہوگا کہ اگرچہ سلاطین نامدار سے حکایات عدالت شعار بکثرت تمام منقول ہین لیکن ایسی حکایت اُنمین سے کسی سے منقول نہین ہی واللہ اعلم بسرائر العباد اور تواریخ بناے گیتی مین مرقوم ہی کہ جب سلطان محمود خراسان کیطرف متوجہ ہوا چاہا کہ شیخ ابوالحسن خرقانی کی زیارت کرون لیکن اس ارادہ کے بعد یہ بھی اُسکے دل مین گذرا کہ مینے اپنے مکان سے اُنکی زیارت کا عزم نہین کیا امسال مین خراسانکے مصالح کا آہنگ کرآیا ہون بطفیل اس کام کے دوستان خدا کی زیارت کرنی شرط ادب سے بعید ہی اس سال خراسانسے معاودت کرکے ہندوستان گیا اور وہانسے پلٹکر غزنین آیا اور شیخ کی زیارت کا احرام باندھکر خرقان گیا جب خرقان مین مین پہونچا کسی کو شیخ کے حضور بھیجکر پیغام دیا کہ سلطان آپکی زیارت کو غزنین سے خرقان مین آیا ہی اگر آپ خانقاہ سے اُسکے دیکھنے کو بارگاہ مین آئین مراحم ذاتی سے دور نہوگا اور ایلچی کو یہ بھی فہمائش کی کہ اگر شیخ اس امر سے انکار کرے یہ آیہ کریمہ اُسکے سامنے پڑھنا

یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم رسول نے وہ پیغام کہ سلطان نے زبانی کہا تھا ادا کیا اور جب انکار کیا یہ آیت پڑھی شیخ نے فرمایا تو مجھے اس تکلیف سے معذور رکھ اور محمود سے کہ کہ مین اطیعوا اللہ مین ایسا مستغرق اور ڈوبا ہون کہ اطیعوا الرسول سے غفلت لیجاتا ہون اور اولی الامر منکم کے نہین مشغول ہوتا ہون ایلچی نے سلطان محمود سے ظاہر کیا سلطان نے یہ کلام سنتے ہی وقت

کی اور اپنے مصاحبوں سے کہا اٹھو کہ یہ نہیں وہ مرد ہے کہ میں نے گمان کیا تھا پھر اپنی پوشاک ایاز کو پہنائی اور دس کنیزوں کو جامہ غلامان پہنا کر خود بجائے ایاز ایستادہ ہوا اور امتحاناً شیخ کے صومعہ کیطرف متوجہ ہوا جب شیخ صومعہ کے دروازہ سے آئے اور شیخ کو سلام کیا شیخ نے جواب دیا لیکن تعظیم کیواسطے قیام نہ کیا پھر سلطان محمود کو بنظر غور سے دیکھا اور ایاز کیطرف کچھ التفات نہ کی محمود نے کہا ای شیخ تو سلطان کی تعظیم و تکریم کیواسطے نہ اٹھا شیخ نے کہا تمام جال ہے لیکن مرغ اُسکا نہیں ادھر آ کہ آگے تیرے رکھا ہے سلطان محمود بیٹھا اور کہا مجھسے کچھ بات کیجئے فرمایا نا محرموں کو باہر کر سلطان نے لونڈیوں کو اشارہ کیا وہ صومعہ کے باہر نکل گئیں سلطان نے کہا مجھے بایزید بسطامی کے اقوال سنائیے شیخ نے فرمایا بایزید نے یون کہا ہے کہ جس شخص نے مجھے دیکھا رقم شقاوت سے ایمن ہوا سلطان محمود نے کہا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ بایزید سے زیادہ ہے پس ابوجہل اور ابوسفیان آنحضرت کے دیدار فائز الانوار سے مستفیض ہوئے تھے کسواسطے اہل شقاوت سے ہین شیخ نے فرمایا محمود ادب نگاہ رکھ اور تصرف اپنی ولایت مین کر مصطفے کو کیسنے سوا چار ہزار اور بعضے صحابہ اسکے کے نہ دیکھا اور دلیل اسپر قول خدائے عزوجل ہے وترٰھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون اور سلطان محمود کو یہ بات پسند آئی اور کہا مجھے نصیحت کیجئے فرمایا چار چیز اختیار کر اول پرہیزگاری دوسرے نماز جماعت تیسرے سخاوت چوتھے شفقت خلق پر پھر سلطان نے التماس دعا کی فرمایا مین نماز پنجگانہ مین دعا کرتا ہون اللھم اغفر للمومنین والمومنات کہا یہ دعائے عام ہے خاص کیجئے فرمایا عاقبت محمود ہو جب سلطان نے اشرفیونکا بدرہ روبرو رکھا شیخ نے جو کی روٹی سلطان کے روبرو رکھی اور فرمایا اسے تناول کر سلطان محمود نے اُسمین سے ایک لقمہ منہ مین رکھکر چبایا اسکے حلق مین پھنسنے لگا شیخ نے کہا کہ یہ روٹی تیرے گلے مین پھنستی ہے کہا ہان شیخ نے فرمایا تبرا بدرہ زر بھی اسیطور ہمارے حلق مین پھنستا ہے اُٹھا کسواسطے ہمنے اسے طلاق دی ہے سلطان نے فرمایا مجھے کوئی اپنی نشانی یادگار عنایت فرمائیے شیخ نے اپنا پیراہن کہ مراد خرقہ سے ہے عنایت کیا سلطان محمود جب رخصت ہوا شیخ تعظیماً ایستادہ ہوا سلطان نے کہا اول آپنے میرے آنے پر التفات نہ فرمائی اور اب تعظیم کیواسطے آپنے کیون تکلیف کی شیخ نے فرمایا اول تو رعونت بادشاہی اور نخوت ایمان مین آیا تھا اب تو انکسار درویشی مین جاتا ہے پھر سلطان مضطرب ہوکر ایک گوشہ سومنات پر تاخت کی اور جب ابتسلیم اور برہم دیو کی جنگ مین اُسے شکست کا خوف ہوا سلطان مضطرب ہوکر ایک گوشہ مین گیا اور منہ خاک پر رکھکر اس پیراہن کو ہاتھ مین لیکر درگاہ الٰہی مین عرض کی الٰہی اُس صاحب خرقہ کی ابرو کے طفیل مجھے کفار پر ظفریاب کر اور جسقدر یہانسے غنیمت دستیاب ہوگی درویشون پر تقسیم کرونگا دفعتہً اسطرف ایک رعد یعنی گرج اور ظلمت پیدا ہوئی کہ کفار کو تاریکی سے دوست و دشمن کی تمیز نہ رہی آپسمین خونریزی کرکے متفرق ہوئے لشکر اسلام نے ظفر پائی اور اسی نسبکو سلطان نے جواب مین دیکھا کہ شیخ فرماتے تھے کہ اے محمود تو نے میرے خرقہ کی آبرو کچھ نہ کی اگر دعائے اسلام تو تمام کفار کیواسطے کرتا اجابت ہوتی اور جامع الحکایات مین وارد ہے کہ سلطان جب شیخ کے پاس آیا کہا اگرچہ مہمات خراسان کی کثرت تھی لیکن مین غزنین سے بعزم زیارت اس جناب کے آیا ہون شیخ نے فرمایا ای محمود اگر تو نے غزنین سے میرا احرام باندھا کیا عجب کہ خانہ خدا سے احرام باندھین اور تیسرے پاس آدین ہے حالت سلطان کہ شیخ ابوالحسن خرقانی اُسکے حق مین ایسا فرماوے اور روضۃ الصفا مین مسطور ہے کہ ایک روز سلطان محمود اپنے محل مین بیٹھا تھا اور دریچہ سے چپ و راست نظر کرتا تھا ناگاہ اسکی نگاہ بے سروپا پر پڑی کہ تین مرغ بے ایستادہ ہے جب سلطان کو اُسنے اپنے طرف ملتفت اور متوجہ دیکھا ایک اشارہ کیا سلطان نے اغماض سے اپنے دل مین کہا یہ اشارہ اسنے کیون کیا پھر ایک ساعت کے بعد دوبارہ سلطان نگاہ اسکی طرف کی اُسنے پھر اشارہ کیا سلطان نے اُسے اپنے روبرو بلاکر استفسار کیا کہ یہ جانور کیسے ہین و وہ اشارہ کیا تھا اُسنے عرض کی

کہ ہن ایک مرد قمار باز ہون اور آج مین سلطان کو غائبانہ شریک کرکے جوا کھیلا تھا جو مرغ میرے ہاتھ آیا آج آپکا موجود ہی سلطان نے حکم دیکر وہ مرغ منگوایا سلطان سے بھی لیکر متفکر ہوا آیا یہ کس کہ ہن ہی میرے روز بھر تین مرغ لایا چوتھے روز وہ مردنی ہوش بیک بینی و دو گوش سلطان کے مقابل بستادہ ہوا اور تہیدستی سے محزون اور ملول ہوکر سر جھکا لیا سلطان نے جب اُسے اس حالت سے دیکھا فرمایا آج ہمارے شریک پر جانوہ عظیم بلکہ غم کا پہاڑ ٹوٹا ہی کہ آثار ملال کے اسکے چہرہ حال سے ظاہر ہین پھر اسے اپنے پاس بلاکر استفسار حال کیا اُسنے عرض کی کہ آج غلام نے سلطان کی شرکت مین ہزار دینار زر مرغ ہارے ہین اور میرے ہم بنشہ نے جیتے ہین سلطان نے تبسم ہوکر پانسو دینار اُسے دلوا دیے اور فرمایا کہ آیندہ جب تک مین حاضر نہون میری شرکت مین جوا نہ کھیلنا اور حبیب السیر مین مرقوم ہی اول وہ شخص کہ جسنے سلطان محمود کی وزارت کی ابو العباس فضل بن احمد اسفرائنی تھا اور اوائل مین وہ فائق کی کتابت مین جو امرائے سلاطین سامانی کے سلک مین انتظام رکھتا تھا مصروف تھا جب فائق کا آفتاب اقبال سرحد زوال مین پہونچا اپنے شین امیر ناصر الدین سبکتگین کی ملازمت مین پہونچا کر مسند وزارت پر بیٹھا اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی وفات کے بعد سلطان محمود نے بھی اُسی منصب پر مقرر رکھا جو ابو العباس کا جماعت حمیدہ فضل و تمیز لغت عرب سے عاری تھا منشیر اور فرامین اور احکام سلطان جو عربی مین تحریر کرتے تھے فارسی لکھنے کا حکم دیا لیکن خواجہ بزرگوار یعنے خواجہ احمد میمندی نے پھر عربی کیا اور ابو العباس فضل امور مملکت کے انتظام اور سپاہ و رعیت کے سرانجام مہام مین ید بیضا دیکھلاتا تھا یعنی نظیر انیا نہ رکھتا تھا جب دس برس اسکی وزارت سے گذرے آخر کو اُسکے طالع نے اوج اقبال سے حضیض زوال کیطرف انتقال کیا یعنی عہدہ وزارت سے معزول ہوا اور بعض مورخون نے اسکے عزل کا سبب یون لکھا ہی کہ سلطان محمود غلامان خرید کے فراہمی کا نہایت شوق رکھتا تھا اور ابو العباس فضل اس بارہ مین بمقتضائے الناس علی دین ملوکہم عمل کرتا تھا ایک مرتبہ بعضے ولایات ترکستان سے خبر ایک غلام پری پیکر خوش کی سنی اپنے معتمد دنمین سے ایک شخص کو اُسطرف روانہ کیا کہ اُس غلام کو خرید کر کے عورات کے لباس مین پہونچا دے سلطان کیفیت واقعہ کی ایک نامہ اور پیام سے سنگر وزیر یعنی ابو العباس کے پاس آدمی بھیجا اور غلام کو طلب کیا اور ابو العباس فضل نے انکار کیا سلطان محمود کسی بہانہ سے بدون اطلاع اور اچانک اسکے مکان مین تشریف لیگیا فضل لوازم اتیا اور نیاز مین مشغول ہوا اور اس مابین مین وہ غلام مہر نقاب مشتری سیما اُسکے روبرو آیا بادشاہ غضب ناک ہوا اور وزیر کی ضبطی کا حکم جاری کیا ناگاہ اسی حال مین رایات ظفر ایات ہندوستان کی طرف حرکت مین آئے اور بعض امرائے بدسگال نے اخذ مال کی طمع مین ابو العباس فضل کو اسطرح سے شکنجہ کیا کہ اُسکے صدمہ سے ہلاک ہوا اسکے بعد خواجہ بزرگوار احمد بن حسن میمندی منصب وزارت پر منصوب ہوا اور احمد بن حسن میمندی سلطان محمود کا برادر رضاعی یعنی دودھ شریک بھائی اور ہم سبق تھا اور اسکا باپ حسن میمندی امیر ناصر الدین سبکتگین کے عہد سلطنت مین قصبہ بست کی تحصیل مین قیام کرتا تھا لیکن بسبب ایک خیانت کے کہ اُسکی طرف منسوب کی امیر ناصر الدین سبکتگین کے فرمانے سے مسلوب ہوا اور جو کہ بین الناس مین مشہور و معروف ہی کہ حسن میمندی سلطان محمود کے سلک وزرا مین منسلک تھا عین غلط اور محض خطا ہی اور احمد بن حسن جو خوشنویسی اور جودت فہم اور فضل مین اتصاف رکھتا تھا ابتدا مین دار و غہ دیوان انشا اور رسالت کیا اور خدمات التفات سلطانی اسی درجہ سے ساتھ درجہ کے ترقی دیتی تھی یہانتک منصب استیفائے ممالک پہونچکر شغل جائزہ لشکر و نکا شامل مرمذکور کے ہوا اور چند عرضہ کے بعد ضبط اموال بلاد خراسان بھی ساتھ اشغال سابقہ کے انضمام پایا اور وہ جناب اس مہام کیم عہدہ سے جیسا کہ چاہیے باہر آیا جب مشرب عذب سلطانی نے ابو العباس اسفرائنی کے نسبت سمت کدر قبول کیا زمام وزارت نے من حیث الاستقلال

جماعت امرائے بزرگ سے مثل آنکہ ثبوت ثابت میں قرار کرکے اٹھارہ برس تک جاری کرنے ملک مال میں مشغول رہا اسکے بعد ایک
کی غیبت اور بہانہ نہیں گھولی اور وہ باتیں سلطان محمود کے دلنشین موثر ہوئیں بناء نے غزل کی رقم احمد کی پیشانی احوال پر
کھینچی اور بہرام نام کہ ایک اسکے خواص سے تھا اُسے سپرد کرکے حکم دیا کہ اسے کشمیر کے درہ پر لیجا کر منگلے خان نام ایک شخص
کہ وہاں مقرر ہے تفویض کرے تو وہ اُسے قلعہ کالنجر میں قید کرے غرض وہ تیرہ برس اس قلعہ میں مقید رہا اور سلطان محمود کی
اخیر سلطنت میں زندان ستم سے رہائی پائی اور پھر منصب وزارت پر سرفراز ہوا جب ۴۲۴ھ چار سو چوبیس آخر ہوا اور سلطان محمود نے
ایک مدت کے بعد احمد حسین بن میکال کو جنگ میکال شہرت رکھتا تھا ابتدائے ایام لڑکپن اور شروع اوقات نشو و نما اُسکی ملازمت
میں بسر لیجاتا تھا اور وہ تیزی طبع اور جودت گفتار اور محاسن کردار میں موصوف و معروف تھا شاہ نے سے منصب وزارت پر سرفراز
فرمایا اور وہ سلطان کی مدت الحیات تک اس امر پر مقیم رہا مورخان سخندان احمد حسین کے حالات میں روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں
کہ سلطان محمود امیر ناصر الدین سبکتگین کی ملازمت میں ابو علی سمجوری کے دفع میں متوجہ تھا ایک مقام میں اسنے سنا کہ یہاں
ایک درویش گرامی مذہب ہے زہد و عبادت کی صفت میں موصوف اور اظہار کرامات اور خوارق عادات میں معروف
اسے زاہد آہو پوش کہتے ہیں جو کہ سلطان درویشوں اور گوشہ نشینوں سے عقیدہ کمال رکھتا تھا زاہد کی ملاقات کی
خواہش کی اور احمد حسین کہ منکر اس طبقہ کا تھا فرمایا ہر چند میں خوب جانتا ہوں کہ تجھے اہل تصوف اور ارباب ریاضت سے
ارادت و الفت نہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ زاہد آہو پوش کی زیارت کیواسطے میرا ساتھ دے انسب سے احمد حسین نے سلطان کے حکم کی
موافقت کی اور ہمراہ رکاب روانہ ہوا سلطان نے باصد شوق و ہزاران نیاز زاہد سے ملاقات کی درویش نے باتیں تصوف آمیز شروع
کیں اور اُن باتوں کے سننے سے بادشاہ کا عقیدہ درویش کیطرف زیادہ ہوا اور فرمایا کہ نقد جنس جسقدر آپکے خادموں کو مطلوب ہو میرے
خزینہ داروں سے وصول فرمائیں زاہد نے ہاتھ بلند کیا اور ایک مٹھی بھر دینار زر سرخ بادشاہ کی ہتھیلی پر رکھکر کہا جس شخص کو
خزانہ غیب سے ایسا نقد ہاتھ آوے اُسے غیر کے مال کی کب احتیاج ہووے سلطان نے یہ امر اُسکی کرامات پر گمان کیا اور وہ
دینار احمد حسین کے حوالہ کیے احمد حسین نے اس دینار کے سکہ کو دیکھا کہ اُن پر ابو علی سمجوری کا سکہ مسکوک ہے جب زاہد کے پاس سے ہو کر باہر آئے
سلطان نے احمد حسین سے کہا کہ ان خوارق عادات کی نسبت انکار نکرنا چاہیے احمد حسین نے جواب دیا کہ خلام اولیا کی کرامات کا منکر
نہیں ہے لیکن میں مناسب نہیں دیکھتا کہ آپ اُس شخص کی حرب کیواسطے جاویں کہ آسمان پر جسکے نام پر سکہ مارتے ہیں سلطان نے
اسکی حقیقت پوچھی اُسنے وہ نکتہ اُسے دکھلائے جب سلطان محمود کی نظر ابو علی سمجوری کے سکہ پر بڑی منفعل ہوا
لیکن راوی یہ کلمات کہتا ہے کہ احمد حسین کے کلام بیجا ہیں کیونکہ اسطے اس قسم کی چیزیں بموجب فرمان ایزدی کے حضرت خواجہ خضر
علیہ السلام اور رجال الغیب اسی عالم سفلی سے لیکر بلکہ اُسی حوالی اور حواشی سے وجہ مشروع سے دستیاب کرکے عند الطلب
لوگوں کو پہونچاتے ہیں وہ شے مسکوک خواہ غیر مسکوک ہووے الغرض سلطان محمود جب بادشاہ ہوا احمد حسین کو اس زمانہ سے کہ وہ
مکہ معظمہ سے مراجعت کے وقت مصر میں خلعت دیا کہ خلیفہ کا کہ بالحاد شہرت رکھتا تھا بکر پوشیدگی میں قرمطی ہوا ہے ملک میں دار رکھنیا اور
مشاہیر شعرائے عصر غزنویہ ایک عنصری رازی تھا اور وہ سلطان محمود کے عہد میں رے سے آیا اور شعرائے دار الملک کے
ہمراہ مشاہیر اور معارضہ میں مشغول ہوا اور سلطان کی مدح میں یہ قصیدہ کہکر جو وہ ہزار درم انعام پایا **قصیدہ** اگر مراد یجاہ اندر است
و جاہ بمال ؛ مرا بہ بین کہ بہ بینی جمال را بکمال ؛ من آنکسم کہ بمن تا بحشر فخر کند ؛ ہر آنکہ بر سر یک بیت من تواند قال ؛

صواب کوکہ پیدا نکرد دہر و جہان ؛ یگانہ داور داور بے نظیر و ہمال ؛ و گرنہ ہرد و بخشید نے او بوقت کرم ؛ امید بندہ عاصی بایزد متعال ؛ **استاد اسدی طوسی** سلطان محمود کے عہد مین فرقہ شعرا مین اخر اسکا استاد تھا اور اُسے متواتر نظم شاہنامہ کی تکلیف دی اور اُسنے پیری اور ضعیفی کا بہانہ کرکے استعفا کیا اور اُسکا دیوان مشہور نہین ہی اور شعرا کے مجموعون مین مذکور نہین آتا ہی فردوسی گو کہ شاگرد اُسکا ہی ہمیشہ شاہنامہ نظم کیا اسطے اشعار بھرتا تھا تو آخر کو ایسا ہوا اور جب فردوسی غزنین سے بھاگ کر طوس گیا پھر وہان سے رشمدار اور طالقان پرجاکر پھر طوس مین آرہا تھا کی اور مرنے سے چند روز پیشتر اسدی کو بلایا اور کہا افسوس رحلت کا وقت آپہونچا وقت رحلت ہی اور شاہنامہ سے قلیل باقی رہا اور کسیکو قوت نہین کہ باقی کو قید نظم مین لاوے اسدی نے فرمایا ای فرزند غمگین نہو اگر میری حیات مستعار قالب عنصری مین باقی ہی مین انجام کو پہونچاتا ہون فردوسی نے کہا ای اُستاد آپ ضعیف ہین محال ہی کہ یہ کام آپ سے کفایت ہووے اسدی نے کہا انشاء اللہ تعالی انجام ہوگا اور اُسے چند روز مین شروع کیا اول اسنے عرب سے عجم کیطرف کہ چار ہزار بیت ہوتی ہین قید نظم مین لایا اور فردوسی تک زندہ تھا کہ اُسکے مطالعہ مین گذرانا اور وہ نہایت محظوظ ہوا اور اپنے اُستاد کے ذہن مستقیم کی تعریف کی اسدی نے مناظرے بہت خوب موزون کیے ہین اور یہ دو بیت شب و روز کے مناظرہ مین اُنکی تالیفات سے ہین **ابیات** بشنو از مجمت و گفتار شب و روز بہم ؛ سر گذشتے کہ زدل دور کند شدت غم ؛ ہر دو را خاست جدل از سبب بیشی فضل ؛ در میان رفت فراوان سخن از مدحت و ذم ؛ **منوچہری** دامغانی کہ اصل اُسکی بلخ سے ہی سلطان محمود کے عہد سلطنت مین غزنین مین رہتا تھا نہایت متمول اور صاحب دستگاہ تھا اور لغز شمع مین قصیدہ اُسکا تصنیف ہی اُسکا مطلع یہ ہی **شعرا** ای نہادہ در میان فرق جان خویشتن ؛ جسم مازندہ بجانی جان تو زندہ بتن ؛ **حکیم عنصری** سلطان محمود کے عصر مین وہ سرآمد شعرا سے روزگار تھا اور وہ شاعری اور فضائل کثیر مین ممتاز تھا کہتے ہین سلطان محمود کے رکاب مین ہمیشہ چار سو شاعر متین ملازم تھے اور سب شاعر اُسکی شاگردی کے مقر تھے اور محفل سلطانی مین آمد شد رکھتا تھا اور آخر کو سلطان نے اپنے قلمرو کی ملک الشعرائی سے اُسے سرفراز فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ تمام شاعر اول شعر اُسے سناوین پھر وہ بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرانے اور اُسکا ایک قصیدہ نہایت مطول ہی مختصر یہ کہ سلطان کے جمیع محاربے قید نظم مین در لایا ہی اور بیان کرتے ہین کہ ایک شب سلطان نے بدمستی کی حالت مین سررشتہ عقل ہاتھ سے دیا اور ایاز کے چہرہ پر اور طرح سے نظر کی ناگاہ یلان شرع نے پاواز بلند کہا کہ ای محمود عشق کو فسق سے ہوا نے نفسانی سے نہ آمیز کر سلطان اُسیوقت متنبہ ہوا اور مقراض ایاز کے حوالہ کی کہ اس ملحد رہزن کو تراش اسنے عرض کی کہانسے فرمایا یقلم تراش ایاز نے حکم کے موافق عمل کیا سلطان کی آتش عشق اسکی فرمانبرداری کے روغن سے نہایت شعلہ زن ہوئی اور اس سبب جواہر بیشمار اسے عنایت کیا اور آپ غلبان مے سے فرش خواب پر اسرا استحت فرمائی صبح کو جب خواب غفلت سے بیدار ہوا اپنے کیے ہوئے سے پشیمان تھا اور دل کی بیقراری سے کبھی اُٹھتا اور کبھی بیٹھتا تھا اور کسیکو بات کرنیکا زہرہ نہ تھا ماجب علی عنصری کو خلسہ اُسکے اندر طلب کیا جب وہ حاضر ہوا اُسے دیکھکر فرمایا کہ مجھے دیکھتا ہی کہ مجھپر کیا گذری ہی اس بارہ مین کچھ کہ عنصری نے فی البدیہہ کہا **رباعی** ای موزن زلف تو دلہا پیچان ؛ در کاستن ست ؛ چہ جای بغم نشستن و خاستن ست ؛ رو زطرب و نشاط دمے خواستن ست ؛ کار آستین سرو پیراستن ست ؛ سلطان یہ رباعی سنکر نہایت خوش ہوا اور اُسکا منہ تین مرتبہ جواہر سے پر کیا اور مطربون کو بلاکر مے نوشی کی محفل آراستہ کرکے بیت غنب کے پینے مین اقدام کیا اور عنصری نے سنہ ۴۳۱ چار سو اکتیس مین وفات پائی اور نام اُسکا عالم فانی کے جریدہ پر ثبت ہوا **عسجدی** مروی الاصل ہی قصاید غرا رکھتا ہی اور عنصری کے شاگردون مین سے ہی سلطان محمود کا مداح تھا

یہ قصیدہ اُسیکا تالیف ہی **نظم** تا شاہ خورہ بین سفر سومنات کرد ٭ کرد ار خویش را علم معجزات کرد ٭ دیوان اسکا مشہور سنین ہی اور یہ رباعی بخشش حمدک بین اربع عناصر کیطرح معروف ہی **رباعی** از شربت مدام ولاف مشرقی زدہ ٭ در عشق تیان سیم غبغب تو بہ ٭ در دل ہوس شراب و بر لب تو بہ ٭ زین تو بۂ نادرست یا رب تو بہ **فرخی** بھی عنصری کا شاگرد تھا منقول ہی کہ اُسکا باپ والی سیستان کا خلف تھا فرخی نے خدمت دہقانی کی سیستان کے دہقانیونسے اختیار کی تھی ہر سال دو سو پیمانہ بیخ منی اور سو درم بطور نثار کے پاتا تھا اسکے بعد ایک عورت موالی بنی خلف سے خواستگاری کرکے اپنے نکاح مین لایا اور خرچ اُسکا زیادہ ہوا یہ حال زمیندار کو سنا کر درخواست کی کہ مجھے تین سو پیمانہ اور ڈیڑھ سو درم چاہیئے دہقان نے کہا تو اس سے بھی زیادہ لینے کا سزاوار ہی لیکن مجھے مقدرت اس سے زیادہ نہین ہی فرخی مایوس ہو کر سلطان محمود کے بھتیجے ابو المظفر غزنوی کے پاس گیا اور یہ قصیدہ غرا گذرانا خلعت اور نقود وافر پایا **نظم** پرند نیلگون بر رسے پوشد مرغزار ٭ پریان ہفت رنگ اندر برآرد کوہسار ٭ خاک را چون ناف آہو مشک زاید بقیاس ٭ بید را چون پر طوطی برگ روید بیشمار پھر سلطان محمود کے شرف ملازمت سے مشرف ہو کر مدارج عالیہ پر ترقی کی چنانچہ بیس غلام زرین کمر اسکی سواری جلوس مین جاتے تھے **دقیقی** شعرائے متقدم سے ہی اور سلطان محمود کے عہد مین تھے اتفاقاً آشنا نامہ کی کی اور ہزار بیت یا کم و بیش کہین پھر فردوسی سے اُسے انجام کو پہونچایا اور اسکے اشعار مین سے یہ قطعہ سحر رہوا **قطعہ** مین اینجا بر اندم خوار گشتم ٭ عزیز از ماندن ناکام شود خوار اچو آب اندر نمر بسیار ماند ٭ عفونت گیرد از آرام بسیار **تذکرہ جلال الدین و جمال الملۃ محمد بن سلطان محمود غزنوی کی سلطنت کا** جب سلطان محمود کا دست اختیار امور دنیوی کے تصرف سے کوتاہ ہوا اسکا بیٹا امیر محمد کو رکان مین اور برادر امیر مسعود صفاہان مین تھا پھر امیر علی بن سلطان جو سلطان محمود کا خویش تھا امیر محمد کو غزنین سے طلب کرکے سلطان مرحوم کے حسب وصیت تاج شاہی اُسکے زیب سر کرکے تخت سلطنت پر متمکن کیا اور اُسنے سپہ سالاری کا منصب اپنے عم امیر یوسف سبکتگین اور وزارت خواجہ ابو سہل احمد ابن الحسن ہمدانی کو ارزانی فرمایا اور خزانہ کا دروازہ کھولکر وسیع و شریف کو بہرہ مند کیا اور اسکے عہد مین ارزانی اور رعایت پیدائی رعیت اور سپاہی آسودہ ہوئے لیکن قلوب خلائق امیر مسعود کی بادشاہی پر نہایت راضی تھے سلطان محمود کی وفات کے بعد کہ ایک مہینے اور بیس روز کا عرصہ منقضی ہوا تھا ابو النجم امیر ایاز بن اسحق نے غلامونسے متفق ہو کر اور علی دایہ کو اپنا شریک کرکے روز روشن مین مکابرہ کیا واسطے طویلہ مین آئے اور خاصون پر سوار ہو کر بست کیطرف روانہ ہوئے امیر محمد اسکے آمد سے خبردار ہوا سونید رائے ہندو کو جو امرائے معتبر سے تھا مع افواج کثیرہ ہنود کو اس جماعت کے تعاقب مین بھیجا اور یہ اسکے قریب پہونچتے ہی جنگ مین مشغول ہوا اور سونید رائے ہند و انکی جماعت کثیر سے مارا گیا اور غلام بھی بہت قتل ہوئے اور جو لوگ انمین سے زندہ رہے انکے سر امیر محمد کی درگاہ مین ارسال کیے اور ابو النجم امیر ایاز اور علی دایہ بسبیل استعجال اسکر حسب نفاق اور وفاق کے ساتھ جاتے تھے یہانتک پیشاور مین آکر امیر مسعود کیخدمت مین پہونچے کہتے ہین امیر مسعود نے ہمدان مین اپنے باپ کے رحلت کی خبر پائی اور عراق عجم مین نواب و عمال کارگذار مقرر کرکے خراسان کیطرف روانہ ہوا اور اپنے بھائی کو نامہ اعجاز عبارت سے تحریر کیا کہ مجھے اس ولایت کی کہ باپنے تجھے عنایت فرمائی تھی طمع نہین لیکن ملک جبال اور طبرستان اور عراق کہ دینے شمیر آبدار سے لیے ہین کافی ہین لازم کہ نام میرا خطبہ مین تو مقدم کرے منقول ہی کہ امیر مسعود اور امیر محمد ایک روز دونون متصل ہو کے تھے اور امیر مسعود اُس سے چند ساعت پیشتر پیدا ہوا تھا اسوجہ سے امیر محمد جبلی اسکی اطاعت نکرتا تھا اور اُسکے درمیان ہمیشہ مخالفت اور مخاصمت واقع تھی القصہ امیر محمد نے اپنے بھائی کے مکتوب کا جواب سخت لکھا اور آلات حرب سامان جنگ مہیا کرنے لگا ہر چند جماعت دلخواہ نے سعی کی کہ دونون بھائیون مین صلح واقع ہو وے کارگر نہوئی امیر محمد لشکر خیبر اور جم غفیر لیکر غزنین سے برآمد ہو کر

راہی ہوا اور غرہ رمضان ۴۲۱ھ چار سو اکیس ہجری میں موضع نکیہ آباد کہ حقیقت میں نکبت آباد تھا وارد ہوا اور ماہ صیام اُس مقام میں بسر لیگیا اور عید کے دن بے سبب کاہ اُسکے فرق سے جدا ہوئی لوگ یہ امر شگون بد سمجھے اور شوال کی تیسری شب کو امیر علی خویشاوند اور امیر یوسف سکبگین اور امیر حسین میکال نے ساتھ ایک جماعت کے اتفاق کرکے مخالفت کا علم بلند کیا اور امیر مسعود کی خواہش سے امیر محمد کا سراپردہ گرد اگرد محاصرہ کرکے گرفتار کرلائے اور قلعہ دلج میں کہ اب مردم قندھار جسے قلعہ لج کہتے ہیں لیجاکر قید کیا اور تمام لشکر اور خوانین امیر مسعود کے استقبال کیواسطے ہرات کیطرف روانہ ہوئے اور امیر مسعود ہرات کے بلخ میں گیا اور احمد حسین کو بسبب اس بہانہ کے کہ مکہ معظمہ سے عود کرکے خلعت خلیفہ مصر پہنا تھا دار پر کھنچوایا کسواسطے امیر مسعود کے سمع مبارک میں پہونچا تھا کہ احمد حسین ایک روز کچہری میں کہتا تھا کہ جسوقت امیر مسعود بادشاہ ہوگا مجھے دار پر کھنچیگا اسیطرح امیر علی خویشاوند کو کفران نعمت کی سزا میں قتل ہوا اور امیر یوسف سکبگین کو قید کیا وہ محبس میں مرگیا اور امیر محمد اسکے حکم سے قلعہ مذکور میں نابینا ہوا امیر محمد کی مدت سلطنت پانچ مہینے سے بھی کم تھی نو برس قید رہا اور امیر مسعود کے قتل ہونیکے بعد اکمسال اور فرمانروا رہا اور پھر مودود بن مسعود کے حکم سے قتل ہوا۔

ذکر سلطنت شہاب الدین وجمال الملۃ سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کا سلطان مسعود

نہایت سخی اور شجاع تھا کہ اسکو رستم ثانی کہتے تھے اور تیر اُسکا گستوان بنی سے گذر کر فیل کے بدن میں در آتا تھا اور اُسکا کمان اسقدر زور دار تھا کہ کوئی اُسے ایک ہاتھ سے نہ اُٹھا سکتا اور جو کہ امیر مسعود اپنے باپ کو مخاطبات میں سخت جواب دیتا تھا اُسے ہمیشہ اپنی نظروں میں خوار اور ذلیل رکھتا تھا اور امیر محمد کی عزت وتکریم میں جد بلیغ فرماتا تھا یہانتک کہ خلیفہ عباس سے التماس کی کہ امیر محمد کا نام سلطان مسعود پر مقدم لکھیں اور طبقات ناصری میں مذکور ہے کہ خواجہ ابونصر مشکانی کہتا ہے کہ جب وہ فرمان سلطان محمود کی بارگاہ میں پڑھا گیا تمام امرا اور ملوک رنجیدہ خاطر ہوگے اور جب سلطان مسعود اس مجلس سے برآمد ہوا ابونصر کہتا ہے کہ میں بھی اس صحبت میں شریک تھا اسکے بعد میں رخصت ہوا اور سلطان مسعود سے مینے عرض کی کہ آپ کے لقب تاخیر ہونے سے میرا دل اور تمام امرا کا دل نہایت محزون اور مغموم ہوا سلطان مسعود نے فرمایا اسکا کچھ اندیشہ نکر اَلسَّیفُ اَصدَقُ وَ اَنبَاُ مِنَ الکُتُب جو ہمیں بلٹا میں سلطان نے سمجھے طلب کیا اور فرمایا کہ تو سلطان مسعود کے پیچھے کیوں گیا تھا اور کیا ہمزبانی ہوئی تھی مینے ماجرا بے کم وکاست اظہار کیا سلطان محمود نے فرمایا میں بھی جانتا ہوں کہ سلطان مسعود کو ہر ایک امر میں امیر محمد پر ترجیح اور افزونی ہے اور میرے بعد سلطنت سلطان مسعود کو پہونچیگی لیکن یہ تمام امور اسواسطے کرتا ہوں کہ امیر محمد بیچارہ کی میرے عہد میں کچھ حرمت اور توقیر بڑھے ابونصر کہتا ہے اُس معاملہ میں دو چیز سے مجھے تعجب ہوا ایکے مسعود کے جواب سے کہ مجھے علم وفضل کی وجہ سے جواب معقول دیا دوسرے سلطان محمود کے ضبط اور ہوشیاری سے کہ فجر روز بعد یہ خبر فوراً معروض کی سلطان مسعود نے سال جلوس میں ابوالحسن میمندی کو کہ سلطان محمود کے حکم سے قلعہ کالنجر میں جو قلعہائے سرحد ہندوستان سے ہے محبوس رہا کرکے دوبارہ منصب وزارت پر سرفراز کیا اور امیر احمد بن نیالتگین خازن کو جرمانہ کرکے زر کثیر اس سے لیا اسکے بعد اُسے ہندوستان کا سپہ سالار کرکے لاہور روانہ کیا اور مجدالدولہ دیلمی کو جو سلطان محمود کے حکم سے ایک قلعہائے ہند میں مقید تھا اپنے پاس طلب کیا۔

خطبہ پڑھنا سلطان مسعود کا بلاد کرمان میں

سنہ ۴۲۱ھ چار سو اکیس ہجری میں سلطان مسعود غزنین سے غزنین میں آیا اور لشکر کو اوکران میں بھیجکر اس ولایت میں خطبہ اور سکہ اپنے نام مروج کیا اور وہانکی کیفیت یہ تھی کہ والی اس ولایت کا قضائے الٰہی سے فوت ہوا تھا اُسکے دو بیٹے تھے ایک ابوالعساکر دوسرا علی اور جسے باپ کی ولایت پر متصرف ہوا اور ابوالعساکر کو بالکل بیدخل کیا اور ابوالعساکر اپنے بھائی کے مقابلے سے عاجز ہوا اور سلطان مسعود کی بارگاہ میں عرضداشت کی کہ اگر بادشاہ لشکر بھیجکر ایسا کرے کہ ولایت مجھے اور

نگران اس فقیر کے تصرف مین آوے مین بھی آپکے دو تنخواہون کی مسلک مین منسلک ہوکر اُس ولایت کا سکہ اور خطبہ سلطان زمان کے نام جاری کرون سلطان مسعود نے اُسکی التماس پذیرائی اور لشکر بیشمار اسکے ہمراہ کیا اور فرمانسے فرمایا اگر عیسے مقام اصلاح مین آوے اور ولایت کو برادرانہ تقسیم کرے فبہا المراد والا تم اُسے بھیجدینا کہ ابوالعساکر کے سپرد کرنا اور جب ابوالعساکر اسکا ہمراہ لشکر مستعد کارزار ہوکر اس حدود مین پہونچا عیسے برگشتہ بخت روستائی کی تعاقب مین گرفتار ہوا اور صلح اور صلاح سے انکار کیا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ اکثر لوگ اُسکی رفاقت سے جدا ہوکر ابوالعساکر سے ملے اور وہ باوجود اس کے اپنے مخصوصون و مقربون کو لیکر معرکہ مین آیا اور اسقدر لڑا کہ مارا گیا ابوالعساکر مورونی پر متصرف ہوا خطبہ اور سکہ اس ولایت کا سلطان مسعود کے نام جاری کیا اور اسی برس سلطان مسعود نے سرداری ولایت بست و رہمان اور سائر بلاد جبل کی اپنے فراس کو جسکا نام تاش تھا ارزانی فرمائی اور اُسنے تھوڑے عرصہ مین ان ولایت کو نواب و رعایا و امرا کہ سلطان محمود نے خراسان کی مراجعت کے بعد فروگذاشت کیے تھے انتزاع کرکے قابض اور متصرف ہوا اور حسب الحکم سلطان مسعود علاالدولہ کو کہ علم استقلال بلند کیے ہوے تھا شکست دیکر اسکے علاقہ کو برخاست کیا۔ **بیان ترکمان سلجوقی کے تسلط کا**

سلطان مسعود نے اس سال غزنین سے صفاہان و ری کی عزیمت کی جب ہرات مین پہونچا مرمان سرخس و ربادر اور ترکمانان سلجوقی سے مانشی ہوے سلطان نے عبدالرئیس بن عبدالعزیز کو مع لشکر کثیر اُن پر تعین کیا اور وہ لشکر ترکمانون پر پہونچکر چند مرتبہ جنگ مین مصروف ہوا اور سلطان نے اس معرکہ کے بدون تصفیہ کے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور ۴۳۲ھ چار سو تیتیس ہجری مین التونتاش سپہ سالار سلطان مسعود کے حسب الحکم خوارزم سے علی نگین کے دفع کیواسطے کہ سمرقند اور بخارا پر غلبہ پایا تھا مع لشکر اُسطرف ماوراالنہر کیطرف متوجہ ہوا اور السلطنت غزنین سے بھی پندرہ ہزار سوار جرار التونتاش کی کمک کیواسطے تعین فرمائے اور وہ جماعت حدود بلخ مین اُسے جا ملے التونتاش آب موبہ عبور کرکے اول بخارا کی تسخیر کے بعد سمرقند روانہ ہوا اور علی نگین بعزم رزم و کین شہر سے برآمد ہوکر ایک مقام مین وارد ہوا کہ ایک سمت اسکے دریاے زخار اور درخت بیشمار واقع تھے اور ایک طرف اسکے ایک پہاڑ کہ رفعت و عظمت مین چرخ دوار سے مفاخرہ کرتا تھا حائل تھا جب آتش جنگ نے اشتعال پایا ایک جماعت مردمان علی نگین سے کہ کمین مین تھے التونتاش کی فوج کے پس پشت تاخت لائے اور خلق بیشمار کو تیغ آبدار سے ہلاک کیا اور زخم کاری التونتاش کے جسم پر پہونچایا اسقدر زخم اسمقام مین پہونچا کہ پیشتر اس سے قلعہ ہند کے مفتوح کرنیکے وقت سلطان محمود کے حضور مفتخر کا پتھر اس مکھ لگا تھا التونتاش نے کیفیت حال کی غازیونسے اسقدر پوشیدہ رکھی اور باے ثبات اسقدر معرکہ و غامین گذر دیا یہ بہت سپاہ علی نگین کے لشکر سے قتل ہوئی اور بقیۃ السیف دشت ادبار مین آوارہ ہوئے اور جب شب نے پردہ ظلماتی تمام جہان پر چھوڑا التونتاش نے افسران سپاہ کو طلب کرکے اپنے زخم کی حکایت اظہار کی اور کہا رشتہ حیات میرا کٹ چکا ہے اس زخم سے نجات ممکن نہین اب تم تدبیر اپنے کام کی کرو افسرون نے اُسی شب کو ایک قاصد علی نگین کے پاس بھیجکر مصالحہ کیا کہ بخارا سلطان مسعود کے قبض و تصرف مین رہے اور سمرقند اور اسکے اطراف پر علی نگین قابض اور متصرف ہو دوسرے روز علی نگین سمرقند کیطرف کوچ کرگیا اور التونتاش خراسان کی سمت راہی ہوا دوسرے دن وفات پائی وکلا اور وزرا اُسکی وفات مخفی رکھکر خوارزم مین گئے اور سلطان مسعود نے جب خبر سنی خوارزم کی حکومت التونتاش کے فرزند کو جو ہارون نام رکھتا تھا عنایت فرمائی

تذکرہ خواجہ حمیدہ صفات احمد بن حسن میمندی کی وفات کا۔ اور اسی برس خواجہ حمیدہ صفات احمد بن حسن میمندی نے عالم فانی سے عالم بقا کیطرف انتقال کیا سلطان مسعود نے ابونصر احمد بن محمد بن عبدالصمد کو صاحب دیوان ہارون بن التونتاش تھا خوارزم سے طلب کرکے منصب وزارت پر سرفراز کیا اور ۴۳۳ھ چار سو چونتیس ہجری مین سلطان مسعود نے

ہندوستان کا آہنگ کیا اور قلعۂ سرستی پر جو درۂ کشمیر مین واقع ہی جاکر محاصرہ کیا اور عبور اور ہر اس کا اس حصن حصین کے باشندون پر غالب ہوا اور ایلچی سلطان مسعود کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ بالفعل ہم اسقدر روپیہ پیشکش کرتے ہین اور ہر سال یہی مبالغ بسیار خزانہ عامرہ مین داخل کرینگے سلطان چاہتا تھا اس طریق سے صلح کرے ایک جماعت قجار اسلام نے کہ مردمان قلعہ کے محبس ستم مین مقید تھے سلطان کو عرضداشت کی کہ ہم حسب تقدیر اس ملک مین آکر اس حصار مین کفار کے ہاتھ گرفتار ہوئے ہین اور جو کچھ مال و نعمی سے ہمارے پاس تھا ہمسے چھینکر الف کیطرح فقط و درہم و دینار سے عاری کیا اب خوف یہ ہی کہ سلطان کی مراجعت کے بعد ہمین نقد حیات سے بھی محروم اور ناکام کرین جو مردم قلعہ کے پاس آذوقہ اور مجال مقاومت سلطانی کے اس سے زیادہ تر نہین یقین کہ تھوڑے عرصہ مین مسخر ہوگا سلطان نے ان بات سے مطمئن ہوکر فتح صلح کی اور محاصرہ کے لوازم مین کوشش فرمائی یہانتک خندق کو نیشکر سے کہ اس اطراف مین افراط سے تھی پاٹکر بلند کیا اور اسپر سے قلعہ مین داخل ہوئے اور تمام کفار کو تیغ کے گھاٹ اتار کر انکے زن و فرزند کو اسیر کیا اور انکا سلب بے سامان غارت کرکے اور جو کچھ تجار سے لیا تھا وہ غارت سب انکے حوالہ کی اور یہ نیک نامی ابدالدہر دفتر عالم مین ثبت رہی ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور اس سال اکثر ربع مسکون مین باران رحمت نہ برسا اور ایک قحط عظیم برپا ہوا اور قحط کے بعد وبای عام عالمگیر ہوئی چنانچہ اکثر اقلیمون مین سرایت کی اور ایک مہینے کے عرصہ مین چالیس ہزار آدمی اصفہان مین ہلاک ہوئے اور اکثر بلاد اور ہندوستان کے قریون مین اسقدر آدمی باقی نہ تھے کہ کشت اور زراعت اور انواع حرفہ مین قیام کرین اور اطراف بغداد اور موصل اور دیالیت جرجان مین مرض جدری یعنی چیچک کی بیماری اسقدر شائع ہوئی تھی کہ کوئی مکان ایسا نہ تھا کہ اسمین چیچک کے سبب سے دو یا تین آدمی ضائع نہوئے ہون اور ۴۲۵ھ چار سو پچیس ہجری مین قصد اہل و سارے کرکے باشندے وہانکے ایکجا ہوکر جدال و قتال پر مستعد ہوئے جب لشکر غزنین کا بفتح و فیروزی اختصاص پایا ابا کالنجار امیر طبرستان نے ایلچی بھیجکر خطبہ سلطان مسعود کے نام قبول کیا اور اسنے اپنے فرزندہمین اور بھتیجے شیرویہ بن سرخاب کو گورکان بھیجا اور امیر مسعود وہان سے غزنین کیطرف متوجہ ہوا جب قطع مسافت کے بعد نیشاپور مین داخل ہوا وہانکی رعایا ترکمانان سلجوقی کے دست جور سے بہ تنگ آنکر فریادی ہوئی سلطان مسعود نے بکتغدی اور حسین بن علی میکال کو لشکر گران سے بطور تاخت انکے تدارک کو بھیجا جب لشکر موضع شبید اتفاق مین پہونچا ایلچی ترکمانون کا یہ پیغام لایا کہ ہم بندہ اور مطیع درگاہ عرش اشتباہ ہین بشرط اسکے اگر سلطان ہماری ذلت و خواری مشخص نفرماوے تو ہم بکسی سے سروکار رکھین اور نہ کسیکو ہماری ذات سے ایذا پہونچے بکتغدی نے ایلچیون سے درشتی کرکے یہ جواب دیا کہ ہمارے اور تمھارے درمیان شمشیر کے سوا صلح نہین مگر اسوقت کہ تم شاہ کی اطاعت کرو اور افعال بد سے باز آو اور اپنا آدمی سلطان مسعود کے حضور مین بھیجکر نوشتہ ہمارے نام لاؤ تو ہم تمھاری تنبیہ و تادیب سے دست کش ہون ترکمانون نے جب یہ مضمون ایلچیون کی زبانی سنا فوج سلطانی کے مقابل آئے اور جنگ عظیم اور حرب شدید کی لیکن شکست کھاکر پس پا ہوئے بکتغدی نے انکا تعاقب کیا اور سلجوقیون کے اہل و عیال اسیر کیے اور غنیمت بہت ہاتھ آئی اور مراجعت کیوقت بکتغدی کی جمعیت لوٹ مین متفرق ہوئی تھی ترکمانون نے فرصت غنیمت جانی پہاڑونکے ورونسے برآمد ہوئے اور بکتغدی کے لشکر پر ایکبارگی تاخت لائے دو شبانہ روز تک جنگ قائم رہی بکتغدی نے حسین بن علی میکال سے کہا موقع کھڑے ہونیکا نہین حسین نے اسکے کہنے پر عمل نکیا اور پای ثبات میدان کین مین قائم کرکے جنگ مین مارا گیا آخر الامر ترکمانونکے پنجہ ظلم مین گرفتار ہوا

بیان لشکر سلطان مسعود کی شکست کا ترکمانان سلجوقی کے مقابلہ سے

بکتغدی بھی بھاگ کر سلطان مسعود کے پاس نیشاپور مین آیا سلطان مسعود عازم ہوا اور ۴۲۶ھ چار سو چھبیس ہجری مین غزنین کیطرف متوجہ ہوا مقارن اس حال کے ہندوستان سے خبر احمد بالگین کے طغیان کی پہونچی امیر مسعود نے ناتھ گرجہنود کے سردارون سے تھا اسکی تنبیہ کیواسطے بھیجا دونون نے مقابل ہوکر آتش جنگ مشتعل کی اور ناتھ مارا گیا اور لشکر سلطانی متفرق ہوا جب یہ خبر سلطان مسعود کو پہونچی

تولک بن حسین کو کہ امیر الامرائے ہنود تھا روانہ کیا اُسنے جاتے ہی تنور دغا گرم کیا اور ابن بنالتگین کو شکست فاحش ہوئی اور وہ بدحواس اور پریشان ہوکر منصورہ و ٹھٹہ و سند کیطرف مفرور ہوا تولک نے تعاقب کیا اور اسکے ہمراہیونمین سے جو ہاتھ آیا اُسکی ناک اور کان کاٹے اور ابن بنالتگین نہایت اضطراب سے چاہتا تھا کہ آب سند عبور کرون ناگاہ سیل عظیم آیا اور اُسنے غرق کیا اور جب مجبون نے اسکی نعش کنارے پھینکی سر اسکا کاٹکر تولک کے روبرو لائے تولک نے اُسے سلطان مسعود کے پاس غزنین روانہ کیا اور ۴۲۷ھ چار سو ستائیس ہجری مین ایک قصر نیا غزنین مین تعمیر ہوا تخت زرین مرصع اس محل مین رکھا اور تاج زرین بھی بوزن ستر من اُس تخت کے اوپر طلائی زنجیرون سے لٹکایا سلطان مسعود نے اس تخت پر اجلاس کرکے بار عام دیا اور اسی سال اپنے بیٹے امیر مودود کو طبل و علم دیکر بلخ کیطرف بھیجا اور خود قلعہ ہانسی کی فتح کو کہ صاحب طبقات ناصری کی روایت سے پایہ تخت سوالک ہی ہندوستان کی طرف فوج کش ہوا اور وہ قلعہ نہایت مضبوط اور سنگین ہی ہنود نے ایسا خیال کیا تھا کہ کسی شخص کو سلاطین اسلام سے اُسپر دست رس نہو گا۔ **بیان قلعہ ہانسی کے مفتوح ہونیکا۔** واضح ہو کہ جب سلطان مسعود اُس مقام مین پہونچا مساعی جمیل کرکے وہ قلعہ چھ دنکے عرصہ مین فتح کیا اور غنیمت وافر ہاتھ آئی معتمدونکے سپرد فرمائی پھر وہانسے قلعہ سون پت کیطرف روانہ ہوا اُس قلعہ کا حاکم دیپال ہری تھا وہ سلطانی خبر آمد سُنکر جنگل مین بھاگ گیا۔ **تذکرہ قلعہ سون پت کے فتح ہونیکا۔** لشکر اسلام نے اس قلعہ کو بھی فتح کیا اور وہانکے بتخانونکو توڑکر غنائم وافر اور اموال متکاثر اپنے قبضہ مین لائے اور دیپال ہری کا پتہ لگا کر اُسکی جستجو مین سرگرم ہوئے اور وہ بھی انکے آنیکی خبر سُنکر تنہا بھاگ گیا اور غازیان اسلام نے اُسکے تمام لشکر کو قتیل اور اسیر کیا اور وہانسے دیرۂ رام مین توجہ کی اور رام نے خبر پاکر دیپال ہری کے مال مین سے بہت پیشکش بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ مین پیری و ضعیفی کے سبب سے سلطان کی خدمت مین حاضر نہین ہوسکتا سلطان مسعود نے اسکا عذر قبول کیا اور اُسکے تعرض سے ہاتھ کھینچا اور سون پت مین یک امیر کبار مقرر کرکے اُسکے اطراف کی تمام بلاد ضبط فرمائی اور غزنین کیطرف معاودت کی اور جب لاہور مین پہونچا اپنے فرزند ابو المجد مودود کو وہانکا حاکم کرکے طبل و علم عطا فرمایا اور ایاز خاص کو اُسکا اتابک کیا پھر غزنین مین روانہ ہوا اور ۴۲۸ھ چار سو اٹھائیس ہجری مین ترکمانونکے فساد کے تدارک کیواسطے بلخ گیا اور ترکمان یہ خبر سنتے ہی ولایت بلخ چھوڑکر بھاگ گیا وہانکے لوگون نے عرض کی کہ طغرل بیگ نے رایات ظفر قرین کے غیبت مین چند مرتبہ آب سے عبور کرکے مسلمانونکے قتل اور غارت پر ہاتھ دراز کیا ہی سلطان نے فرمایا مین اس زمستان مین اُسکو دفع کرتا ہون اور ابتدائے فصل بہار مین سلجوقیونکے اخراج مین مشغول ہونگا اسوقت امرا اور نواب نے فریادیون کیطرح شور و غل مچاکر عرض کی کہ دو برس کے عرصہ سے سلجوقی خراسان سے بہت مال جبراً لیتے ہین اور وہانکے باشندونکو اپنے دست تعدی سے ایسا شکستہ دل کیا ہی کہ انکی حکومت پر دل رکھا ہی اول اس جماعت کا تدارک واجب ہی اسکے بعد سرانجام اور مہام کا پیش نہاد ہمت عالی چاہیے کرنا اور ایک شاعر نے اُندنومین یہ قطعہ سلک نظم مین کھینچکر سلطان کے ملاحظہ مین گذرانا قطعہ مخالفان تو بودند مورد مارشد زدہ برآمد از سرموران مارکشتہ دمار عدوے رامدہ ہرگز امان زین پیش بد کہ اژدہا شود از روزگار یا بد مار جو سلطان مسعود کا طالع نامسعود حدود نخوس مین پہونچا تھا اُن باتون پر مطلق التفات نفرمائی اور اُس ولایت کے لینے کا طامع ہوا اور پل باندھکر آب جیحون سے عبور کیا اور اس سبب سے کہ ماوراء النہر کے کسی سردار نے اُسکا مقابلہ نہ کیا بدجمعی و اطمینان تمام اُس ممالک پر متصرف ہوا لیکن اُس زمستان مین ماوراء النہر مین برف و باران شدت سے برسا اسوجہ سے نہایت مشقت غزنیون کے شامل حال ہوئی اور اس حال پر اختلال مین جعفر بیگ داؤد سلجوقی نے جدال و قتال کے خیال مین سرخس سے بلخ کیطرف رجوع کی خواجہ احمد بن عبد الصمد وزیر نے بلخ سے عرضی بھیجی کہ داؤد سلجوقی نے جمعیت کثیر سے بلخ کا آہنگ کیا ہی اور مین اسقدر جمعیت اور آلات حرب نہین رکھتا کہ اُسکا مقابلہ کرسکون سلطان مسعود یہ سُنکر بلخ کے سمت متوجہ ہوا طغرل بیگ فرصت پاکر شاہ کی غیبت مین غزنین پر تاخت لایا سلطانکے

۱۲ امیر مودود را بجای پدر فرستاد

گھوڑے اور اونٹ غارت کرکے غزنین کیطرف نہایت ناموسی سے سلطان جب بلخ کی نواح مین پہونچا داؤد انحراف کرکے مرو کیطرف روانہ ہوا سلطان مسعود نے بلخ مین پہونچتے ہی اپنے بیٹے مودود کے اتفاق سے جعفر بیگ داؤد کے تعاقب مین کوچکان گیا اور وہانکے چند رئیس علی تقندری کے دست جور سے عاجز ہوکر سلطان مسعود کی خدمت مین حاضر ہوکر شاکی ہوئے اور یہ علی عیار اور ستمگر اور راہزنون مین سے تھا اور اس نواح مین بہت دست درازی کرتا تھا سلطان مسعود نے اُسے اطاعت مین بُلایا اُسنے قبول نہ کیا اور اُسیطرح ایذاے نفس و قتل خلق مین مشغول رہا اور اس نواح کے ایک قلعہ مین اپنے اہل عیال لیجاکر قلعہ بند ہوا سلطان مسعود نے اُسکی سرکوبی کیواسطے فوج تعین فرمائی اُسنے جاتے ہی اُس قلعہ کو گھیر لیا اور علی کو دستگیر کیا اور سلطان مسعود کے پاس حاضر لائے سلطان نے اُسے دار پر کھینچا جب ترکمانون نے سلطان مسعود کی خبر حرکت مرو کیطرف سنی اپنے ایلچی بھیجکر پیغام دیا کہ ہم بندہاے مطیع ہین اگر سلطان ہمارے حال پر نظر رحم مبذول فرماکر ایک مقام چراگاہ مقرر فرماوے تو ہم اپنے اہل و عیال و چوپایون کو لیکر وہان مقیم ہون اور ہم سب اپنی ذات سے آنکر سرکار کی ملازمت مین حاضر ہوکر خدمت مین مشغول ہونگے مراحم سلطانی سے یہ امر بعید نہ ہوگا سلطان مسعود نے ملتمس اُنکی قبول فرمائی کیکوبیغو کے پاس کہ اُس جماعت کا سردار تھا بھیجکر حکم دیا کہ تو جاکر اُس سے سنکمل اس مضمون کی لے کہ مین بعد تحریر اس وثیقہ کے عمل ناشائستہ کا مرتکب نہونگا پھر حاجرچا خوار اُنکے واسطے معین کی پھر سلطان مسعود عہد و پیمان اُنسے لیکر وہانسے ہرات کیطرف متوجہ ہوا اور اس راہ مین ایک جماعت ترکمانون سے سلطان مسعود کے لشکر پر تاخت لائی اور چند مرد قتل کرکے تصور اسباب لوٹ لیگئے سلطان مسعود نے ایک جماعت اُنکے تعاقب مین روانہ کی تو سب باغیون کو تہ تیغ کرکے اُنکے اہل و عیال کو اسیر کیا اور اُنکے سر سلطان مسعود کے پاس لائے سلطان مسعود نے وہ تمام سرگذشتون پر لاد کر بیغو کے پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ جو شخص نقض عہد کرے سزاوار اسکا ہو بیغو نے معذرت کے بعد جواب دیا کہ مجھے اس امر کی خبر نہ تھی اور اس جماعت کی نسبت جو مین چاہتا تھا ہو بجا سلطان مسعود ہرات سے نیشاپور اور وہانسے طوس گیا اور طوس کے قریب ایک جماعت ترکمانونسے مقابل آئی اور جنگ کرکے انمین کے اکثر مقتول ہوئے اسوقت یہ بھی خبر پہونچی کہ باوآورد کے باشندون نے اپنا حصار ترکمانونکو دیا ہے سلطان مسعود نے اس قلعہ کو فتح کرکے وہانکے آدمیونکو قتل کیا اور پھر نیشاپور مین معاودت کرکے اس سال کا جاڑا وہان بسر کیا سنہ ۴۳۱ چار سو تیس ہجری مین طغرل بیگ سلجوقی کے تدارک کیواسطے باوآورد گیا طغرل بیگ سلطانکی آمد سے خبردار ہوکر ترن اور باوآورد مین بھاگا سلطان مسعود دہستہ کے راستہ سے سرخس کیطرف واپس آیا رعایا دہستہ کی جو خراج کے دینے مین پہلوتہی کرتی تھی اُسے گرفتار کرکے قتل کیا اور ایک قوم کے ہاتھ قطع کرکے اُنکا قلعہ ویران کیا اور وہانسے عنان عزیمت دندانقان کیطرف معطوف فرمائی اور جب وہان پہونچا آٹھوین رمضان سنہ ۴۳۱ چار سو اکتیس ہجری مین ترکمانون نے اطراف و جوانب سے ہجوم لاکر راہین غزنین کیطرف کی مسدود کین سلطان مسعود نے لاچار ہوکر صفوف جنگ آراستہ کین اور جنگ پر آمادہ ہوا ترکمانون بھی اپنی فوج آراستہ کرکے مقابل ہوئے اور جنگ عظیم برپا کی اس مابین مین اکثر سالار لشکر غزنین نے سلطان کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور دشمن سے جاملے سلطان نے شجاعت اور تہور کو کام فرمایا بہ نفس نفیس اپنے میدان قتال مین آیا اور چند مرد ترکمانون کے سردار وہین سے ضرب شمشیر و نیزہ و تیر سے گرائے اور ایسی کارزارگی کہ کسی بادشاہ نے نہ کی تھی ناگاہ ایک جماعت لشکر غزنین سے کہ سلطان کی اطاعت مین تھی انھون نے بھی بیوفائی کی اور معرکۂ قتال مین پشت دیکر غزنین کیطرف مفرور ہوئی اور جب کوئی شخص سلطان مسعود کے پاس نہ رہا بقوت و مردانگی اُس معرکہ سے باہر آیا اور کسیکو یہ قدرت اور حوصلہ نہ تھا کہ اُسکا تعاقب کرتا جب مردین داخل ہوا چند شخص لشکریون سے اُس سے جاملے اور وہانسے غور کی راہ سے غزنین مین آیا اور اُن افسرونکو جو بلا جنگ معرکہ سے پیٹھ دکھا کر بھاگے تھے مثل علی دایہ اور حاجب شیبانی و بکتغدی حاجب کو گرفتار کرکے جرمانہ کیا اور ہندوستان کے قلعونمین بھیجکر قید فرمایا اور اکثر اسی عرصہ مین اُن مجلس مین ملاک ہوئے اور امیر مسعود نے تراکمۂ سلجوقی کے دفع مین عاجز ہوکر چاہا کہ لشکر کو ہند بھیجا دے تا ایک قوت بہم پہونچاکر ترکمانونکے سر پر تاخت لائے

اور اُنکے افغانا پالیستہ کی سزا دیوے پھر دوبارہ شاہزادہ مودود کو بلخ کی امارت دیکر خواجہ محمد بن عبد الصمد وزیر کو اُسکے ہمراہ کرکے اسطرف بھیجا اور ارتگین حاجب کو اُسکی حاجبی کیواسطے معین کیا اور چار ہزار مرد اُسکے بھی ہمراہ کیے اور شاہزادہ امیر مجدود کو جو لاہور سے آیا تھا حکم دیا کہ دو ہزار مرد متقابل پر لیکر ملتان کی طرف جاوے اور اُس حدود کے انتظام مین مشغول ہو اور شاہزادہ امیر ابو یار کو کوہ یابیہ غزنین کی سمت بھیجا کہ وہانکے افاغنہ کو جو عاصی تھے نگاہ رکھے تو وہ ولایت اُنکی مفرت سے محفوظ رہے اور سلطان مسعود سلطان محمود کے تمام خزانہ جو قلعہ غزنین مین تھے غزنین مین لایا اور شتردن پر لاد کر لاہور کیطرف روانہ ہوا اور اثنار راہ سے کسی کو اپنے بھائی امیر محمد کو محول کو قلعہ سے لانیکو بھیجا اور جب مسافر خانہ ماکلہ مین پہنچے ساتھ ایک تحول کے آب جہلم مین کہ اس زمانے مین ساتھ آب بہت کے شہرت رکھتا تھا بعض غلامان معتبر شتران خزانہ سے دوچار ہو کر سب غارت کیا اس ملامین امیر محمد وہان پہونچا اور جب غلامون نے جانا کہ اس قسم کا ظلم پیش نجا ویگا نگریہ کہ امیر مودود سرا ہو بالضرورت امیر محمد کے پاس گئے اور اُسے ساتھ بادشاہی کے قبول کیا اور ہجوم کرکے امیر مسعود کے سر پر گئے اور امیر مسعود اس رباط مین قلعہ بند ہوا اور فوج کے خرد و کلان اُسکے وطن کی جدائی اور سقر ہند سے دلگیر تھے امیر مسعود کو رباط ماکلہ کے اندر سے کہ آب سندھ کے نزدیک ہے گرفتار کرکے سلطان محمد کے روبرو لیگئے سلطان محمد نے امیر مسعود سے کہا کہ مین تیرے قتل کا ارادہ نہین رکھتا اپنے واسطے کوئی جگہ اختیار کر کہ مع حرم اور اپنی اولاد کے وہان بود باش کرے سلطان مسعود نے قلعہ گیری کو پسند کیا کہتے ہین اس حصار کی روانگی کیوقت انصار ضروری سے محتاج ہوا ایلچی سلطان محمد کے دربرو بھیجکر کچھ خرچ طلب کیا سلطان محمد نے پانسو درم اُسکے واسطے بھیجے سلطان مسعود نہایت متالم اور متاثر ہوا نطرات عبرات اپنے وجنات پر جاری کیے اور کہا سبحان اللہ کل کے روز اسیوقت مین مالک تین ہزار شہر غزنہ کا تھا اور آج ایسے حال مین گرفتار ہون پھر اپنے مقربون سے ہزار دینار قرض لیکر اس شخص کو جو پانسو درم لایا تھا عنایت فرمائے اور مع زر مرسولہ اُسکو واپس کیا اور سلطان محمد کہ اُنکو اُسکی نور بصر سے بے نصیب تھی سلطنت اپنے نور نظر احمد کو جو ساتوین خط دماغ کے شہرت رکھتا تھا تفویض کی خود مستقل ہوا یہ واقعہ ۴۲۱ھ کے وقائع مین واقع ہوا اور احمد باتفاق سلیمان بن یوسف سلنگین اور پسر علی خویشاوندکے اور اپنے باپ کے بے مشورہ قلعہ گیری مین جاکر سنہ ۴۲۴ھ چار سو تینتیس ہجری مین مسعود کو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور بعضے رکتے ہین ایک چاہ عمیق مین زندہ گرا کر خاک سے پٹوا دیا اور بعض مورخین سے اوپر لکھے ہین کہ احمد نے اپنے باپ کو اسپر آمادہ کرکے آدمی بھیجکر مسعود کو قتل کیا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مدت سلطنت شہاب الدولہ مسعود کی بروایت صحیح نو برس اور نو مہینے تھی اور بروایت دیگر مدت اُسکی سلطنت نے بارہ سال کا عرصہ کھینچا اور وہ بادشاہ شجاع اور کریم الاخلاق تھا سخاوت باوفور رکھتا تھا اور علما و فضلا کے ساتھ مجالست کرتا اور اُن پر تازہ انواع احسان اور انعام مبذول فرماتا ایک جماعت کثیر نے فضلا سے اسکے نام کتابین تالیف کین از انجملہ استاد ابو ریحان خوارزمی منجم جو اپنے وقت کا علامہ تھا اور فن ریاضات مین اپنا نظیر نرکھتا تھا قانون مسعودی اور علم ریاضی اسکے نام نامی تحریر کین اور ایک فیل نقرہ اسکے صلہ مین پایا اور قاضی ابو محمد صحی نے بھی کتاب مسعودی فقہ مین مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس شاہ افاضل پناہ کے نام تالیف کی اور روضۃ الصفا مین مسطور ہو کہ شہاب الدولہ مسعود تصدق بہت مستحقونکو تقسیم کرتا تھا چنانچہ اسنے ماہ رمضان مین ایک دن لاکھ درم مستحقون کو پہونچائے اور اوائل سلطنت مین اُسکے اسقدر مدرسے اور مسجدین تعمیر ہوئین کہ زبان اسکی تعداد کے بیان سے عاجز اور قاصر ہو۔

ذکر سلطنت ابو الفتح قطب الملۃ شہاب الدولہ امیر مودود بن امیر مسعود بن محمود غزنوی کا۔ جب امیر مسعود تیغ بیدریغ سے قتل ہوا امیر محمد محول نے جزع فزع بہت کی اور اُن لوگون کو جنھون نے اُسکے قتل کی کوشش کی تھی سرزنش اور ملامت کی اور مودود ابن امیر مسعود کو کہ بلخ مین استقامت رکھتا تھا اس مضمون سے تعزیت نامہ لکھا ترجمہ اُسکا یہ ہو کہ فلان فلان اشخاص نے اپنے باپ کے قصاص مین امیر مسعود کو قتل کیا اور دو سرونکو اس بارہ مین اختیار نہ تھا مودود نے اسکے درجواب یہ تحریر کیا کہ حق سبحانہ تعالی امیر کی عمر کو ازدیاد کرکے

سلامت رکھیو اور اُسکے فرزند دیوانہ احمد کو ایسی عقل کرامت فرمائیو کہ بسبب اُسکے معاش کر سکے اور جو وہ ایک امر عظیم کا مرتکب ہوا یعنی خون ایک بادشاہ کا ناحق کرایا کہ امیر المومنین نے اُسے سید الملوک السلاطین کا لقب دیا تھا منتقم حقیقی جلد اُسکے اس ناشائستہ کی باداش نصیب کرے اور نامہ کی پشت پر لکھا کہ بقصد انتقام مارکلہ کیطرف نہضت کرے ابو نصر احمد بن محمد بن عبد الصمد وزیر نے اس غنیمت سے اُسے باز رکھا اور غزنین میں لیگیا غزنین کے تمام باشندے اُسکے استقبال کو آئے اور اُسکے شریک ہوئے پس ۴۳۲ھ چار سو بتیس ہجری میں غزنین سے برآمد ہوا اور محمد مکحول نامے اپسر کو چک پنے کو سپہ سالار پیشاور اور ملتان کا کر کے آب سند کے اطراف سے استقبال مودود کیواسطے بھیجا اور دشت دینور میں چچا اور بھتیجے کے درمیان نائرۂ قتال مشتعل زن ہوا عاقبت الامر نسیم فتح وظفر افواج مودود کے پرچم پر چلنے لگی محمد مع اپنے فرزندوں و تگین ملجی اور پسر علی خویشاوند و سلیمان بن یوسف جو فتنہ و فساد کے بانی تھے تمام اسیر اور دستگیر ہوئے اور مودود کے غلاموں نے بنیت انتقام عبد الرحیم بن محمد کے سوا سبکو قتل کیا اور سبب اُسکی نجات کا یہ تھا کہ جسوقت مسعود کو قید کیا عبد الرحیم کے بھتیجے اور عبد الرحمن اُسکے دیکھنے کو گئے عبد الرحمن نے از روے تمسخر دست بے ادبی دراز کر کے طاقیہ امیر مسعود کے سر سے اُتارا اور عبد الرحیم نے اُسکے ہاتھ سے چھینکر اپنے عم بزرگوار کے زیب سر کیا اور اپنے برادر بے ادب کو سرزنش کر کے دشنام دی اور آخر کو مضمون مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا وقوع میں آیا القصہ مودود نے جب قاتلان پدر کے انتقام سے فارغ ہوا اُس موضع میں کہ اُسکو صورت فتح نمودار ہوئی تھی ایک قریہ اور ایک رباط یعنی مسافر خانہ اُسمیں تیار کر کے اُسکا نام فتح آباد رکھا اور تابوت اپنے باپ اور بھائیوں کا قلعہ گیری سے غزنین میں روانہ کیا اور خود بھی غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور ابو نصر احمد کو منصب وزارت پہ مقرر رکھا اور ۴۳۳ھ چار سو تینتیس ہجری میں اُسے معزول کر کے خواجہ طاہر بن محمد مستوفی کو وزارت پر بحال کیا و ابو نصر محمد بن احمد کو کہ ایک اُسکے امرا سے تھا ہندوستان میں بھیجا تو نامی ولد محمد مکحول ابن سلطان محمود سے محاربہ کر کے قتل کیا بعد اُسکے کچھ اندیشہ سوائے چھوٹے بھائی مجدود بن مسعود کے نرہا کہ باپ کے قضیہ کے بعد ملتان سے لاہور گیا ایاز خاص کی اعانت سے آب سند سے ہانسی اور تھانیسر تک جیسا کہ سزاوار تھا ضبط کر کے استقلال تمام بہم پہونچایا پھر اُسی سال ایک لشکر جرار اُسکے دفع کیواسطے رخصت فرمایا اور مجدود اس امر سے خبردار ہوا مع افواج کثیر بلدۂ ہانسی سے کہ اس مقام میں واسطے تسخیر دار الملک دہلی کے توطن اختیار کر کے کمین فرصت کا جویا تھا استقبال فرمایا اور قبل اسکے کہ لشکر مودود قلعہ لاہور پر متصرف ہوئے اپنے تئیں چھٹی تاریخ ذی الحجہ کو اُس مقام میں پہونچایا اور قریب تھا کہ اُسکے نہیب وصلابت کے خوف سے مودود کی فوج میں سنگ تفرقہ پڑے اور اکثر امرائے غزنین اُسکی ملازمت میں مشرف ہوں ناگاہ عید قربان کی صبح کو مجدود کے خیمہ گاہ میں مردہ پایا اور کیفیت اُسکی ہرگز دریافت نہ ہوئی اور ایاز نے بھی چند روز میں وفات پائی مملکت ہندوستان کی اُسقدر کہ ساتھ اُسکے تعلق رکھتی تھی بلا جنگ و جدل سلطان مودود کے متعلقوں کے تصرف میں آئی اور ماوراء النہر کے بادشاہوں نے بھی اُسکی اطاعت اختیار کی لیکن سلجوقیوں نے باوصف اسکے کہ مودود جعفر بیگ سلجوقی کی دختر اپنے عقد نکاح میں لایا تھا اُسیطرح مقام نزع میں تھے اور ۴۳۵ھ چار سو پینتیس ہجری میں راے دہلی اور دوسرے راجاؤں نے اتفاق کر کے بلدۂ ہانسی اور تھانیسر کو مع سائر مضافات حکام غزنویہ کے تصرف سے برآوردہ کر کے قلعہ نگرکوٹ کیطرف متوجہ ہوئے اور اُسے بھی چار مہینے محاصرہ کیا جب مدد لاہور سے نہ پہونچی مفتوح اور مسخر کر کے متصرف ہوئے اور قلعہ نگرکوٹ میں پھر برسم قدیم بت نصب کر کے از سر نو بت پرستی کی رسمیں اس حدود میں رواج دیں اور شرح اس قضیہ کی یوں ہے کہ راے دہلی نے جب آثار ضعف اور ادبار سلطنت غزنویہ میں مشاہدہ کیے ایک براہمہ ابلیس صفت کی رہبری اور وسوسہ سے اپنے امرائے ارکان دولت کو حاضر کر کے کہا کہ آج شب کو بت نگرکوٹ نے میری خواب میں آکر کہا میں نے اس مدت تک غزنین میں اسواسطے توقف کیا کہ بنیاد دولت غزنویہ کہ متزلزل اور ویران گردن اب جو مقصد حاصل ہوا چاہتا ہوں کہ اپنے

مرکز اصلی مین مراجعت کردن مین نے فتح حضرت تمھین امداد فرمائی چاہیئے اسقدر ولایت جو تمھارے قبضۂ تصرف سے برآوردہ ہوئی ہو اپنے تصرف مین لاؤ اور مجھے اس جگہ حاضر رہا تو کفار نے اُس دن کو مثل ایک روز ہاے اعیاد کے تصور کرکے بشن کیے اور نہایت محظوظ ہوئے اور راے دہلی نے اپنے سنگ تراشان معتمد سے مخفی اور پوشیدہ فرمایا کہ ایک سنگ بہم پہونچاؤ مشابہ صورت اُس بت کے ایک مثل تیار کرو سنگ تراشون نے فوراً کمر خدمت بست کرکے ہندوؤنکے واسطے ایک معبود اس بت کی شبیہ مہیا کیا اور راے دہلی نے راجہ ہاے اطراف سے متفق ہوکر قلعہ ہانسی اور تھانیسر کو فتح کیا اور نگرکوٹ کیطرف متوجہ ہوا اور ظاہر اس قلعہ مین خیمہ اور خرگاہ بلند کیا جب پردۂ شب مانع اور حائل رویت ابصار ہوا اور خلق باد کوم سے غافل و درمست ہوئی راے دہلی نے اُس معبود کو جو مخلوق اور معبود سنگ تراشان سحر آفرین تھا برہمن راہنمونکو دیا تو اسے اُس باغ مین کہ اس نواح مین واقع تھا موضع لائق اور مقام سزاوار مین نصب کرے برہمن اس معبود مصنوع بیشعور کو اُٹھا کر اُس باغ مین لیگیا اور جاے مناسب بہم پہونچا کر اُس مقام مین منصوب کیا اور علی الصباح جب نگار خاوری نے سر دریچۂ قصر زمردی سے باہر نکالا باغبانان نے سر خواب غفلت سے اُٹھایا اور عادت قدیم کے موافق باغ مین متوجہ ہوئے اور جو اس بت کی صورت اکثر اوقات دیکھتے تھے اور خوب شناسا تھے فریاد برلائے اور جوش خروش کے بعد ذوق و شوق مین آکر اُسکے پہونچے اور آپکی آپسمین بیمار کہا دیکھنے لگے اور یہ خبر جا بجا منتشر ہوئی اور لشکرگاہ مین شور عظیم اور غوغاے شدید برپا ہوا اور راے دہلی اپنے فرزندون اور عزیزون اور بزرگونکو اپنے ہمراہ لیکر نہایت شوکت و تجمل سے پیادہ پا بہمہ معبود مصنوع کی تعظیم کیواسطے باغ کو روانہ ہوا اور رسم مروجہ بجالاکر سر اُسکے قدم پر رکھا اور شکریہ قدوم اُسکا بجالاکر باہر آیا اور یہ فرمایا جو یہ مہاراج ایک شب مین غزنین سے مسافت بعید طی کرکے یہان رونق افروز ہوئے ہین صعوبت سفر اور کوفت راہ سے آج کے دن بستر خواب پر استراحت فرمایئے کل بامداد ہوگا عامۂ کفار نے قبول کیا اور اپنے حال کے لائق نذرین اور صدقات اپنے اوپر معین اور لازم کیے دوسرے روز اُس بت کی خدمت مین پہونچکر اسقدر جواہر اور قیمتی اشیا اُسکے پاؤن پر گرایا کہ محمود کی روح پر فتوح ہندوستان کی طرف روانہ ہوئی اور وہ برہمن اس بت سنگین دلکے پاس ایستادہ ہوا اور جو شخص اُسکی زیارت کو آتا تھا اس سے کہتا تھا کہ دیوتا نے حکم عام کیا ہے کہ قلعہ نگرکوٹ کو جو میرا مسکن ہے جلد مسخر اور مفتوح کرو سپاہ ہند از روے اخلاص و اعتقاد قلعہ کی تسخیر مین ساعی اور لوازم محاصرہ مین مشغول ہوئی اور مسلمان جو اُس قلعہ کی محافظت مین مصروف تھے آغاز شہادت کا اپنی نسبت قرار دیکر برج اور بارہ کو مستحکم کیا اور ہر چند امراے غزنویہ کے پاس جو لاہور مین تھے ایلچی بھیجکر کمک طلب کی جو اُنکے درمیان بین نفاق بہم پہونچا تھا اور ایک دوسرے کی خصومت مین پڑا تھا متحصنونکی فریاد کو نہ پہونچے محصورون نے ناچار ہوکر کفار سے جان اور عرض و ناموس کی امان چاہی اور قلعہ اُنکے سپرد کیا اور لاہور کیطرف راہی ہوئے اور اپنے ابناے جنس سے جا ملے اور راے دہلی نے بتخانہ کی جو سلطان محمود نے مسمار کیا تھا مرمت کی اور بت کو اپنے مقام پر نصب کیا اور جب یہ خبر بلاد ہندوستان مین مشہور ہوئی کفار مسرور اور مبتہج ہوئے اور ایام سابق سے بھی زیادہ قلعہ نگرکوٹ کے تیرتھ اور زیارت کو دور سے اور بت پرستی کا بازار گرم کیا اور ہندو کے کفار کا یہ قاعدہ ہے کہ امور عظم اور کار دشوار مین اُس بت سے مشورہ کرتے ہین اگر اجازت دی تو اُس کام کو آغاز کرکے بخوبی کوشش کرتے ہین نہین اُس کام سے دست کش ہوتے ہین اور یہ امر اُس مانے مین بعضے مردم اُس دیار سے جو دعوی ایمان اور اسلام کا کرتے ہین ایمین اثر کر گیا یعنے اس جماعت بیشعور سے لوازم مشورت بجالاتے ہین اور زر خطیر نقد جنس اس بتخانہ مین بقصد ثواب بھیجتے ہین اور اس عرصہ مین مملکت پنجاب وغیرہ مین راے جو شیران لشکر اسلام کے خون سے لومڑی کیطرح جنگلون اور بیشون مین دم دبا کر چھپتے تھے انھون نے بھی خاطر جمعی سے سر اُٹھایا اور تین راجہ زبردست دس ہزار سوار اور پیادہ بیشمار لیکر لاہور کا محاصرہ کیا اور امراے اسلام جو مودود بن مسعود کی اطاعت سے دست کش تھے کو بہ بندی کرکے تنگ راہ ہوئے تھے اور چھ سات مہینے سے اپنی جاگیرات اور مناصب کیواسطے ایک دوسرے سے جنگ

و جدل رکھتے تھے کفار کی جمعیت اور جرأت سے واقف ہو کر خصومت چھوڑ مقام موافقت مین آئے اور مودود بن امیر مسعود کی اطاعت کے بارہ مین عہد اور پیمان بجالائے پھر بہیئت اجتماعی افواج مسلح اور مکمل ہمراہ لیکر شہر سے برآمد ہوئے راگہان جب کیفیت حال سے واقف ہوئے بلا جنگ بھاگے اور ۴۳۴ھ چار سو چونتیس ہجری مین مودود ارتگین حاجب کو ملخ ارستان کی طرف روانہ کیا ارتگین جب دہان پہونچا خبر پائی کہ داود ترکمان کا بیٹا ارمن مین آیا ہی لشکر کثیر سے اُسپر چڑھائی کی اور جب اُسکے قریب پہونچا پسر داود ترکمان لشکر اپنے مقام پر چھوڑ کر اور چند اشخاص اپنے ہمراہ لیکر بھاگ گیا ارتگین نے دہان پہونچتے ہی بہت مرد اہل نبرد اسکے لشکر کے قتل کیے اور ملخ مین آکر قبضہ کیا اور خطبہ امیر مودود کے نام پڑھا چند عرصہ کے بعد ترکمانان اس سے اُسنے کو ملخ کے قریب آئے ارتگین نے امیر مودود سے مدد چاہی جب التماس اُسکی معرض قبول مین نہ آئی مع فوج پنجہ کابل کے راستہ سے غزنین مین آیا اور امیر مودود نے ۴۳۵ھ چار سو پینتیس ہجری مین بعضے لوگونکے اغوا و تفہیم کے سبب ابو علی کوتوال غزنین سے رنجیدہ ہو کر اُسکو محبوس کیا اور آخر کو جب ہجری اُسکی ثابت اور متحقق ہوئی قید سے رہائی بخشی اور پھر مناصب دیوانی ممالک ورکو توالی غزنین پر بحال کیا اور سوری بن معتز کو کہ قدیم الایام سے درگاہ عرش اشتباہ قبہ ضریح مبارک حضرت امام علی الرضا علیہ السلام مین تھا اور اس عرصہ مین دیوان ہوا تھا اُسے بھی فید کیا یہانتک کہ وہ مجلس مین فوت ہوا اور ارتگین سے کچھ فعل زشت امیر مودود کو ناگوار خاطر ہوئے لہذا اپنے روبرو اُسکی گردن ماری اور اس سال ترکمانان ملک غزنویہ کی طمع مین بست کی اطراف مین آئے اور سلطان مودود نے لشکر بھیجکر اُنکو بیمار دی اور ۴۳۶ھ چار سو چھتیس ہجری مین خواجہ طاہر وزیر باتدبیر نے بھی وفات پائی اور خواجہ ابو الفتح عبد الرزاق بن احمد بن حسن میمندی صدر وزارت پر متمکن ہوا اور اسی سال طغرل حاجب کو بست کیطرف روانہ کیا اُسنے سیستان مین جاکر ابو الفضل کے بھائی اور زنکی ابو المنصور کو قید کیا اور اپنے ہمراہ غزنین مین لایا اور ۴۳۷ھ چار سو سینتیس ہجری مین ترکمانان سلجوقی جمعیت کرکے غزنین کیطرف متوجہ ہوئے جب بست سے گذرے امیر کے مسافر خانہ کو غارت کیا طغرل مع لشکر غزنین مقابل ہو کر جنگ مین مصروف ہوا جنگ شدید کے بعد ترکمانون نے ہزیمت پائی اور اُنمین سے اکثر مقتول ہوئے اور اس فتح کے بعد طغرل گرمسیر قندھار مین گیا اور اس ولایت کے ترکمانون کو کہ سرخ کلاہ مشہور تھے قتل کیا اور اُنمین کے بہت اسیر کرکے غزنین مین لایا اور ۴۳۸ھ چار سو اڑتیس ہجری مین امیر مودود نے طغرل کو پھر مع لشکر انبوہ بست کی سمت بھیجا اور جب وہ تکیاباد پہونچا سلطان کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور عاصی ہوا اور جب یہ خبر امیر مودود کے گوش زد ہوئی آدمی اُسکی استمالت یعنی اپنی طرف میل دینے اور راغب کرنے کو بھیجے طغرل نے جواب دیا کہ ایک جماعت جو امیر کی ملازمت مین ہی مجھسے دشمنی رکھتی ہی مین دربار حضور مین حاضر نہین ہو سکتا اسکے بعد امیر مودود نے علی بن خادم ربیع کو دس ہزار سوار سے اُسکے دفع کیواسطے بھیجا جب وہ اُس حوالی مین پہونچا طغرل چند آدمیونسے بھاگا اور علی نے اُسکے لشکر کو غارت کرکے متفرق کیا اور اُنمین سے چند کس غزنین مین گرفتار کرلایا اور اسی سال امیر مودود نے حاجب بزرگ ہشتگین کو غور کیطرف روانہ کیا جب غور کے قریب پہونچا ولد ہیچ غوری کو ہمراہ لیکر حصار ابو علی مین گیا اور اُس قلعہ کو فتح کرکے ابو علی کو جو غور کے معتبر سردارونسے تھا دستگیر کیا اور یہ ایک قلعہ تھا کہ سات سو برس امیر حاجب سے پیشتر اُسپر قبضہ پایا تھا ولد ہیچ غوری اور ابو علی کو زنجیرین مسلسل کرکے غزنین مین لایا اور سلطان نے اُن دونون کی گردن ماری اور اسی سال امیر حاجب ہشتگین کو بہرام نیال کے تدارک کو جو ترکمانونکا سالار تھا روانہ کیا اور بست کے اطراف مین طرفین سے معرکہ ہو کر خوب لڑے آخر کو ترکمان بھاگ گئے اور ۴۳۹ھ چار سو اُنتالیس ہجری مین امیر قزدار نے حد سے گذر کر سلطان کی مخالفت پر کمر باندھی امیر ہشتگین اُسپر تاخت لایا قزدار بھی سرحد مین مشغول ہوا آخر کو بھاگ گیا پھر چند عرصہ کے بعد حلقہ اطاعت اپنے کانمین ڈالکر خراج سلطانی قبول کیا اور امیر صاحب معاودت کرکے غزنین

مین آیا اور سنہ ۴۲۰ چار سو چالیس ہجری مین مودود نے اپنے دونون بیٹون کو یعنی ابوالقاسم محمود اور منصور کو ایک ایک ولایت اور خلعت اور طبل و علم دیا ابوالقاسم محمود کو لاہور مین اور منصور کو برشور کیطرف روانہ کیا اور ابوعلی کوتوال غزنین کو فوجدار کرکے ہندوستان بھیجا تو وہانکے سرکشونکو گوشمالی دیکر راہ راست پر لاوے ابوعلی پہلے پیشاور مین گیا جب قلعہ ماہتیلہ کا آہنگ کیا آہین نام حاکم اس قلعہ کا کہ باغی ہوا تھا جریدہ بھاگا اور ابوعلی نے بجری تیک جو ہندو کا سردار تھا اور سلطان محمود کے عہد مین خدمتین کرکے عمر گذرانی تھی بعضے امور کے سبب سے بھاگ کر ہندوستان آیا تھا اور کوہمالے کشمیر مین بسر لیجاتا تھا یہ بھیجکر استمالت بہت کی اور اپنے روبرو طلب کیا اور عہد و پیمان و قول و قرار کے بعد غزنین بھیجا امیر مودود بھی مقام اتفاق مین آیا اور اُسنے تسلی فرمائی اور اسی عرصہ مین کہ بوعلی کوتوال سند مین تھا اُسکے دشمنون نے ازروے حسد بُری خبرین امیر مودود کے خاطر نشان کی تھین لہذا جب بوعلی کوتوال مع اموال بسیار غزنین مین آیا امیر مودود نے حکم اُسکے قید کا دیکر میرک بن حسین کے سپرد کیا چار روز کے بعد دشمنون نے اُسے قید مین ہلاک کیا اور جو امیر مودود کی بے مرضی مصدر اس فعل کے ہوئے تھے اس خونکے اخفا کے لیے امیر مودود کو ہر روز سفر کی ترغیب و تحریص کرتے تھے تو اور چیزون مین مشغول ہونے سے چند مدت یہ عمل پوشیدہ رہے آخر الامر امیر نے سفر کابل اختیار کیا اور چاہا کہ وہانسے خراسان جاوین اور وہ مملکت برادر کے تصرف سے برآوردہ کردین جب سجاوند اور لھوگردہ کی نواح مین پہونچا قاید سیالکوٹ پر گیا تاکہ خزانہ وہان سے اُٹھا لاوین اتفاقاً امیر مودود اُس قلعہ مین قولنج کی بیماری مین مبتلا ہوا اور روز بروز مرض زور قوت پکڑتا گیا حاجب عبدالرزاق وزیر کو سیستان کی طرف جو سلجوقیون کے تصرف مین آیا تھا بھیجا اور خود محفہ مین اردگاہ سے ہاتھی پر سوار ہوکر غزنین کیطرف مراجعت فرمائی جب غزنین مین پہونچا میرک وکیل کو عین مرض مین تکلیف دی کہ ابوعلی کو قیدخانہ سے رہا کرکے حاضر کرو میرک وکیل نے حیلے پیش کرکے ایک ہفتہ کی مہلت طلب کی ابھی ایک ہفتہ نگذرا تھا کہ امیر مودود نے چوبیسوین رجب سنہ ۴۴۱ ہجری کو عالم فانی سے انتقال کیا مدت سلطنت کی نو برس بھی کہتے ہین اس سال ماوراء النہر اور بامیان کے تمام ملوک امیر مودود سے متعہد ہوئے تھے کہ اُسے مال و رشک سے مدد کرینگے ترکان سلجوقی کا ہاتھ بلاد خراسان سے کوتاہ کرین جو طالع اُنکا قوی تھا اپنا کام کیا۔

ذکر سلطنت ابوجعفر مسعود بن مودود بن محمود غزنوی کا

جب مودود نے رخت بزم سفر آخرت باندھا علی بن ربیع خادم جو داعیہ بادشاہی کا رکھتا تھا مسعود بن مودود کو محفل چہارسالہ تخت غزنین پر بٹھایا جو باستگین حاجب کہ امرائے عہد سلطان محمود غزنوی سے تھا اس امر مین شریک نہوا اسکے اور علی بن ربیع کے درمیان جنگ کی نوبت آئی غزنین کے تمام باشندے مسلح ہوکر باستگین کے مکان پر آئے اور سلطان مسعود کے تمام فرزندونمین سے ابوالحسن علی شہر مین تھا علی بن ربیع چاہتا تھا کہ اسے دفع کرے وہ اسوقت بھاگ کر باستگین کے پاس گیا اور باستگین نے ارکان دولت کے اتفاق سے مسعود بن مودود کو باوصف اسکے کہ پانچ چھ روز بادشاہی کی تھی خلع کیا اور اسکے چچا ابوالحسن علی بن مسعود کو تخت نشین کیا۔

ذکر سلطنت ابوالحسن علی بن مسعود بن محمود غزنوی کا

جمعہ کے دن غرہ شعبان سنہ ۴۴۱ چار سو اکتالیس ہجری مین سلطان ابوالحسن علی بن مسعود نے تخت سلطنت پر جاکر اس کیا اور مودود کی زوجہ جو جعفر بیگ کی دختر تھی اپنے عقد نکاح مین لایا اور علی بن ربیع میرک وکیل کے اتفاق سے زر و جواہر جسقدر اُٹھا سکا لیکر ایک جماعت امرا اور غلامونکے اتفاق سے پیشاور کیطرف بھاگا اور اس خطہ کو بالتمام اور سند تک اپنے قبضہ مین لایا اتفاقونکو جو ظلم وجود سے خرابی کرتے تھے بضرب شمشیر مطیع و فرمان بردار کیا اور سلطان ابوالحسن علی نے اپنے بھائیونکو جنکا مردان شاہ اور یزدشاہ نام تھا قلعہ نائی سے دارالامان غزنین مین لائے اور مغز اور مکرم کیا اور جو ذکر خروج عبدالرشید کا دہیا مین تھا خزانہ کا در دارہ کھولکر بہت مال آدمیونکو عنایت کیا لیکن مفید نہوا اور عبدالرشید نے اسی سال اخیر مین غزنین مین پہونچکر اُسے منہزم کیا اور خود مالک تاج و تخت ہوکر عزت مین بسر لیگیا ابوالحسن علی بن مسعود کی مدت سلطنت نے دو برس و رازی قبول کی

ذکر زمین لنا سلطان عبدالرشید کی سلطنت کا

سلطان عبدالرشید بروایت صحیح سلطان محمود غزنوی کا بیٹا ہی

اور مودود کے حکم سے وہ اس قلعہ مین جو بُست اور اسفزار کے درمیان واقع ہی محبوس تھا عبد الرزاق بن احمد حسین میمندی نے اثنائے راہ مین مودود کے فوت کی خبر سُنکر سیستان کی فتح عزیمت کی اور قلعہ کیا آباد مین آکر چند عرصہ مقام کیا اور خواجہ ابو الفضل اور رشید بن التونتاش حاجب و نوشتگین حاجب کے اتفاق سے آخر ۴۳۲ھ چار سو تینتالیس ہجری مین عبد الرشید کو کہ سلطان مودود نے بھی اپنی حین حیات مین اسکی سلطنت کی وصیت کی تھی قید سے رہائی بخشی اور بادشاہ بنایا اور کوچ بر کوچ غزنین کیطرف روانہ ہوا سلطان ابو الحسن علی بن مسعود اس خوف سے بھاگ گیا اور سلطان عبد الرشید بفراغ خاطر و اطمینان تمام اپنے آبا اور اجداد کے تخت پر متمکن ہوکر امور ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور سلطان ابو الحسن علی کو دستیاب کرکے قلعہ دندی مین قید کیا اور علی بن ربیع کو جو ہندوستان مین تھا اور تسلط تمام پیدا کیا تھا انواع تدبیرات سے اپنے روبرو بُلایا اور نوشتگین حاجب کرخی کو ہندوستان کا امیر الامرا کیا اور امرائے عالیشان اور سپاہ نمایان اسکے ہمراہ کرکے بلدہ لاہور کی حکومت پر بھیجا اور اُسنے اس حدود مین جاتے ہی قلعہ نگرکوٹ کو کہ اُسپر کفار سابق قرلوق سے متصرف ہوئے تھے پانچ چھ روز کے عرصہ مین اُنکے قبضہ سے برآوردہ کیا اور طغرل حاجب کو جو سلطان مودود کا سالار تھا اور جسپر اسکی سلطان مودود کے سالک ازواج مین انتظام رکھی تھی سیستان بھیجا طغرل نے سیستان کو مسخر کرکے جمعیت تمام بہم پہونچائی اور سلطنت کی فکر مین غزنین کیطرف متوجہ ہوا عبد الرشید اسکا ارادہ سمجھکر غزنین مین متحصن ہوا طغرل نے شہر کو مسخر کرکے عبد الرشید اور سلطان محمود کی اولاد کہ نو شخص تھے اُنکو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور دختر مسعود کو اپنے حبالۂ نکاح مین لاکر طغرل کافر نعمت مشہور ہوا اور نوشتگین کرخی جو عبد الرشید کے حسب الحکم لاہور سے برآمد ہوکر پیشاور کے اطراف مین پہونچا تھا نامہ مشتمل بر محبت و دوستی تحریر کیا لیکن نوشتگین کرخی طیش مین آیا اُس کو نمک کافر نعمت کے مکتوب کا جواب بغلظت تمام لکھا اور دختر مسعود کو مخفی ایک مکتوب بھیجکر اسے طغرل کے قتل پر ترغیب کی اور اسیطرح بعضے امرائے غزنویہ کو جو پروردۂ نعمت خاندان محمودی تھے مکاتبات تحریر کئے اُنھون نے اعمال قبیحۂ طغرل سے اغماض کرکے مین نہایت تمہید اور سرزنش کی اس سبب سے سب کی رگ حمیت و غیرت حرکت مین آئی اور طغرل کے قتل پر اتفاق کیا اور بروز نوروز سلطانی کہ سلطان محمود کے تخت پر اجلاس کرکے بار عام کیا تھا بجرأت تمام قدم آگے بڑھایا اور اس کافر نعمت صاحب کش کو کہ چالیس دن سلطنت کی تھی قتل کیا نوشتگین کرخی اس حادثہ سے چند روز کے بعد غزنین مین پہونچا اشراف و اعیان کو جمع کرکے امیر ناصر الدین سبکتگین کی اولاد کی تلاش کی اُنمین سے تین شخص قلعہ غزنین مین زندانی تھے اُنکا نام فرخ زاد و ابراہیم و شجاع تھا اُنمین سے قرعۂ اختیار سلطنت کا فرخ زاد کے نام پڑا اُسے بُلواکر تخت سلطنت پر بٹھایا اور اُسکا حلقۂ بیعت اپنے کان مین ڈالا عبد الرشید کی مدت سلطنت برس روز تھی اور طبقات ناصری مین وارد ہی کہ طغرل کافر نعمت سے پوچھا کہ کسواسطے تو نے ملک و سلطنت کی طمع کی بولا جسوقت کہ سلطان عبد الرشید مجھے سیستان بھیجنے لگے اور ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھکر عہد کرنے لگے اُسوقت ایسا خوف اُسپر غالب ہوا کہ ہاتھ اُسکا کانپنے لگا مین سمجھا کہ یہ مرد بادشاہی کے لائق نہین ہی پھر مجھپر ملک و سلطنت کی طمع نے غلبہ کیا اور اس بارہ مین سعی کرکے اپنی مراد کو پہونچا مصرع سلطنت گرہمہ یک لقمہ بود مغتنم است + مدت سلطنت عبد الرشید کی برس روز سے بھی کم تھی - ذکر جمال الدولہ فرخ زاد بن سلطان مسعود کا جسوقت سلطان فرخ زاد نے تاج شاہی زیب سر فرمایا تدبیر مملکت کی زمام نوشتگین کرخی کے قبضہ اہتمام مین سپرد کی اسی عرصہ مین داؤد سلجوقی انقلاب دولت غزنویہ سے آگاہی پاکر غزنین پر تاخت لایا نوشتگین کرخی باستعداد تمام اسکے محاربہ کے آہنگ مین غزنین سے برآمد ہوا اور بعد تلاقی کے فریقین دست بشمشیر دنیزہ و تیر ہوکر ہاماہمی ایک دوسرے کے زمانے سے برلائے اور طلوع صبح سے غروب آفتاب تک دونون قوم کے مبارزون نے کارزار مین اشتعال کیا ایک دوسرے کے نیست و نابود کرنے کے سوا دوسرے کام مین

مصروف نہوتے تھے عاقبت الامر نوشتگین کرخی مظفر و منصور ہوا اور داؤد کا پاے قرار جگہ سے ہلگیا راہ فرار نا پی غزنویہ سلجوقیہ کا پیچھا کرکے ساز و سلب انکا لوٹ لائے اور بفتح و فیروزی غزنین مین بازگشت کی اور یہ فتح فرخ زاد کے لیے سبب استقامت ہوئی ہایر اق تمام وسپاہ نصرت انجام ہمراہ لیکر اعلام توجہ خراسان کی طرف بلند کیے اور سلجوقیون کی طرف سے کلیارق نے انکے امراے اعاظم سے تھے مع لشکر فراوان استقبال کیا اور فریقین کے مقابل ہونیکے بعد آتش جدال و قتال اسقدر شعلہ زن ہوئی کہ شہسواران میدان فصاحت دریاے سواران معرکہ بلاغت کی زبان اسکی صفت سے عاجز و قاصر تھی اس محاربہ مین بھی تائیدات الٰہی سے نسیم فتح و ظفر غزنیونکے شام پرچلی کلیارق و چند شخص اور اعیان سلجوقیہ پنجہ تقدیر مین اسیر ہوے اور جب یہ خبر جغر بیگ سلجوقی کو پہونچی اپنے فرزند الپ ارسلان کو سلطان فرخ زاد کے مقابلہ کو روانہ کیا اور ادھر سے نوشتگین کرخی اسکے محاربہ کو متوجہ ہوا اس مرتبہ سلجوقیونکو صورت فتح مشاہدہ ہوئی اور بعض اعیان غزنین انکے اسیر و دستگیر ہوے الپ ارسلان نے نہایت حشمت و شوکت سے مراجعت فرمائی فرخ زاد نے جب صورت حال اسطرح سے معائنہ کی کلیارق کو مع تمامی متعلقان سلجوقیہ قید سے رہائی بخشی اور خلعت ہاے فاخرہ سے تفضل فرماکر آزاد کیا سلجوقیون نے جب یہ انسانیت دیکھی انھون نے بھی اسیران غزنین کو رعایت کرکے مطلق العنان کیا اور سلطان فرخ زاد روضۃ الصفا کی روایت سے مسعود کا فرزند ہوا اور بقول احمد اللہ مستوفی پسر عبد الرشید جسکے برس ما دشاہی کی اور سنہ ۴۰۱ چار سو چالیس ہجری مین عارضہ قولنج کے سبب سے عالم باقی کیطرف متوجہ ہوا اور قبل اس سے ایک برس اُسکے غلامون نے جسوقت کہ وہ حمام مین تھا اُسکے قتل کا بیڑا اُٹھا کر اتفاق کیا اور حمام مین داخل ہوئے اور اُسنے اُنکے حال پر اطلاع پاکر شمشیریان سے لی اور اسقدر اُنکی مدافعت اور مخالفت مین مشغول ہوا کہ لوگ خبردار ہوکر حمام مین آئے اور اُن غلامونکو قتل کیا اور اس قضیہ کے بعد فرخ زاد ہمیشہ موت کا ذکر اور دنیا کی حقارت کرتا تھا یہانتک اسی سال داعی حق کو لبیک اجابت کہی اوائل مین وزیر اُسکا حسن بن مہران تھا اور اواخر مین ابو بکر بن صالح ۔ **ذکر سلطنت ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود غزنوی کا** ۔ اسکے بعد کہ سلطان فرخ زاد کوے فنا مین مقیم ہوا سلطان ابراہیم نے اپنے وجود با جود سے صدر ایالت کو آراستہ کیا اور وہ ایک بادشاہ نہایت زاہد اور پرہیزگار تھا اور باوصف آغاز شباب و جوانی ترک لذات نفسانی کرکے ماہ رجب اور شعبان کو ماہ رمضان کے ساتھ الضمام دیتا تھا یعنی ہر سال تین مہینے صیام رہتا تھا اور تہجد بساط معدلت اور رعیت پروری مین بروجہ احسن قیام کرتا تھا اور خیرات مبرات اور داد و دہش مین مبالغہ فرماتا تھا جیساکہ جامع الحکایات مین مسطور ہے کہ ہر سال ایک مرتبہ امام یوسف سجاوندی کو اپنی مجلس مین بلواتا اور وہ وعظ کہنے مین مشغول ہوتے اور لوگونکو بھی نصیحت کرتے اور وہ بزرگوار سلطان ابراہیم سے کلام بے محابا کرتے اور سلطان اس امام یگانہ کی درشتی سے آزردہ نہوتا اور خط نسخ بہت خوب لکھتا اور ایام سلطنت مین ایک مصحف اپنے خط سے انجام کو پہونچا کر ایک سال مکہ معظمہ مین اور ایک سال مدینہ منورہ مین بھیجتا تھا کہتے ہین ابتک چند مصحف اسکے خط کے حضرت رسالت پناہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتب خانہ مین موجود ہین اور سلطان ابراہیم کو اوائل سنوات جلوس مین سلجوقیونسے مصالحہ کا اتفاق پڑا اس جملہ پر کہ کوئی فریقین سے قصد مملکت دوسریکا نکرے اور رعایا کو کہ دوائر الٰہی ہین ضرر اور مزاحمت نہ پہونچاوے اور دختر سلطان ملکشاہ سلجوقی کو اپنے فرزند مسعود کے عقد نکاح مین لاکر ابواب مصادقت مفتوح کیے کہتے ہین بیشتر اس سے کہ صلح واقع ہو سلطان ملکشاہ سلجوقی نے یورش غزنین پر عزیمت کی سلطان ابراہیم نے متوہم ہوکر ایک تدبیر اندیشہ کی اور نامے اس مضمونکے امراے سلطان ملکشاہ سلجوقی کے نام لکھے کہ جو ہمارے سمع اشرف مین پہونچا کہ سلطان ملکشاہ کو تمنے اسطرف آنیکے واسطے بہت سی ترغیب تحریص کی ہی یہ امر ہمین نہایت پسند ہوا طریقہ اخلاص وہ کہ اس مقدمہ مین نہایت کوشش مبذول رکھکر ایسا کرو کہ سلطان ملکشاہ بعجلت تمام اس ولایت مین آوے تو ہم اُس سے نجات کلی پاوین اور ہمنے جیساکہ تمھارے وسیلہ سے اقرار کیا ہی مضاعف کرکے عنایت و عاطفت مبذول رکھینگے اور یہ

مکتوبات ایک کو دیکر کہا کہ سلطان ملکشاہ اکثر اوقات صید و شکار مین مشغول رہتا ہی فرصت کا وقت نگاہ رکھیو تاکہ شکارگاہ مین تجھے اُسکے پاس لیجاوین اور غرض سلطان ابراہیم کی اِس تعلیم سے یہ تھی کہ وہ مکتوبات کسی مقام مین ملکشاہ کے ہاتھ آوین کہ امرا اسکے ہمراہ نہون اتفاقاً اندنون مین سلطان ملکشاہ نے قصبہ اسفراین مین نزول کیا تھا اور ایکروز شکار کیواسطے برآمد ہوا اثنائے شکار مین حافظان صیدگاہ اُسے پکڑ کر سلطان ملکشاہ کے روبرو لیگئے جب سلطان ملکشاہ نے پوچھا باتین پریشان کہنے لگا سلطان نے فرمایا اُسے چندتازیانہ مارو تو راست براست اقرار کرے جب اُنھون نے شاہ کے حکم کے موافق عمل کیا بولا مین سلطان ابراہیم غزنوی کا پیک ہون مجھے اِس اُردو مین بھیجکر چند مکتوب دیے ہین جب مکتوبات اُس سے لیکر سلطان ملکشاہ نے اُسکے مضمون پر اطلاع پائی اِس مضمون کا اظہار مناسب نہ دیکھا اور عنان عزیمت اس ارادہ سے معطوف فرماکر اپنے دارالسلطنت کیطرف مراجعت کی آخرالامر نہایت جستجو کے بعد ظاہر ہوا کہ یہ جملہ تزویرات سلطان ابراہیم سے تھا اور سلطان ملکشاہ سے منقول ہو کہ حقیقت حال کے دریافت ہونیکے بعد فرماتا تھا ہرچند سلطان ابراہیم شاہ نے یہ مکروحیلہ اسواسطے کیا تھا کہ طاقت مقابلہ کی نرکھتا تھا اور یقین جانتا تھا کہ اگر جنگ کی نوبت واقع ہوگی مین مغلوب مطلق ہونگا لیکن جو مین اُسکے مکروتزویر سے اس عزیمت سے باز رہا گویا وہ ہمیشہ غالب آویگا جب ابراہیم بن مسعود کا دل سلجوقیہ کیطرف سے مطمئن ہوا لشکر ہندوستان کی سمت روانہ کیا اور اس دیار کے بعضے مقام اسوقت تک فتح نہوئے تھے مسخر اور مفتوح کیے اور سنہ ۴۸۰ چار سو بہتر ہجری مین سلطان ابراہیم نے خود ہند کیطرف نہضت فرمائی اور قلعہ اجودھن کو جواب ساتھ پتن شیخ فرید شکرگنج کے مشہور ہوا اور لاہور سے اِس قلعہ تک سو کوس کی مسافت ہی محاصرہ کرکے مسخر کیا اور اِس فتح کے بعد دوسرے قلعہ پر جسے دیپال کہتے تھے متوجہ ہوا اور وہ قلعہ پہاڑ کے قلہ پر واقع ہی کہ ایک سمت دریا اور دوسری طرف جنگل حائل ہی کہ درختان خاردار وغیرہ سے آفتاب کی شعاع کا اسمین گذر نہین ہوسکتا اور اُسکے اکثر اشجار پر زہردار سانپونکا مسکن تھا اور اس حصار کے نیچے کھڑے ہونے اور جنگ کرنیکی جگہ نہ تھی سلطان ابراہیم نے ہمت مردانہ اس قلعہ کی تسخیر مین مصروف رکھی اور لشکر کو آراستہ کرکے جنگ کی بنیاد ڈالی اور تائیدات ربانی اور قوت سپاہ اسلام سے اُسے بھی تھوڑے عرصہ مین فتح کیا پھر وہانسے عنان عزیمت دوسرے شہر کیطرف کہ اس سے قریب تھا اور دررہ نام رکھتا تھا معطوف فرمائی وہانکے باشندے خراسانیونکی نسل سے تھے کہ افراسیاب نے اُنکی سرکشی سے بہ تنگ آکر مع زن و فرزند ولایت خراسان سے ہندوستان کی جانب نکالدیا تھا اور آدمی اِس شہر کے تمام اُس جماعت سے تھے اور بیگانہ سے پیوند و وصلت نہین کرتے تھے اور اصنام کی پرستش اور دوام کے عشق پر شیفتہ تھے اور وہ شہر نہایت آباد اور معمور تھا اور ایک حوض اس شہر مین تھا کہ قطر اُسکا نصف فرسخ اور قعر اُسکا گہرائی کی کثرت سے دریافت نہوتا تھا اور ہر سنہ تمام سال آدمی اور چوپائے اُنکے اُسمین سے پانی پیتے تھے ہرگز تفاوت محسوس نہوتا تھا اور جنگل کی کثرت سے جو اُس قلعہ اور شہر کے گرداگرد واقع تھا آمد و شد کا راستہ دکھائی نہین دیتا تھا اور ملوک ہند بسبب اسکے کہ غلبہ اِس جماعت پر جملہ محالات سے جانتے تھے اُنسے متعرض اور مزاحم نہین ہوتے تھے اور سلطان ابراہیم کو اس سفر مین راہہاے دشوار پیش آئین جب اُس جنگل مین پہونچا کئی ہزار پیادہ تبردار اُن درختونکے قطع کرنیکے واسطے پیشتر روانہ کیے تھے تاکہ اُن درختونکو قطع کرکے راہ کشادہ کرین اور لشکر کے لوگ اسمین بفراغت تمام گذر کرتے تھے خلاصہ یہ جب بسطریق سے اس شہر کے حدود مین پہونچے موسم برسکال (برسات) آیا اسکے سبب سے تین مہینے تک کفار کے مستقر مین توقف کیا اور بباعث کثرت بارش بہت محنت اور مشقت کھینچی اور بعد مرور موسم برسات نہایت شوکت و شان سے اس شہر سے کنارہ کیا پہلے ایلچی بھیجکر دعوت اسلام کی جب اُنھون نے قبول نہ کیا کارزار مین مصروف ہوا جبراً و قہراً اس قلعہ کو مفتوح کیا اور ایک لاکھ ہندی قید کرکے غزنین لیگیا اور غنائم کو اسپر قیاس کرسکتے ہین اور منقول ہو کہ ایک روز سلطان ابراہیم غزنین کیطرف جاتا تھا ایک حمال دہنی بوجھ اُٹھانے والے کو دیکھا کہ بھاری پتھر سر پر رکھے نئے عمارت سلطانی کیواسطے لیے جاتا ہی

اور اس بوجھ سے رنج اور مشقت نہایت کھینچتا ہی سلطان کو اسکے حال زار پر رحم آیا فرمایا کہ یہ پتھر پھینکدے اُس بیچارہ نے پھینکدیا اور وہ پتھر میدانمین پڑا رہا جب گھوڑے وہان پہونچے تھے پتھر کے سنگ راہ ہونے سے دو زینمین آزار کھینچتے تھے یعنی ٹھوکر کھاتے تھے ایکدن ایک مقرب نے سلطان ابراہیم کو عرضداشت کی کہ اگر حکم ہو وہ پتھر میدانسے اُٹھا ڈالے کہ یہ امر مصلحت سے خالی نہین بادشاہ نے عرضداشت کی ناصیہ پر دستخط کیا کہ ہمنے سابق مین حکم اس پتھر کے گرانیکا دیا تھا اگر اب حکم اسکے اُٹھانیکا نافذ ہو خلقت میری بے ثباتی قول پر گمان کرینگے اور امرا بادشاہان صاحب اقتدار لائق و سزاوار نہین منقول ہی کہ وہ پتھر اسی طور سے بہرام شاہ کے آخر دور تک پڑا رہا اور سلطان ابراہیم کے لفظ بے تعظیم کیواسطے کوئی اُسے نہ اُٹھاتا تھا اور سلطان ابراہیم کے چھتیس فرزند و چالیس دختر تھین بیٹیان سادات عظام اور علماے عالی مقام کو دین و فات اسکی ایک روایت مین ۴۸۱ھ چار سو اکاسی ہجری تھے پس ایام دولت اسکے اکتیس سال ہوئے اور بقولے ۴۹۲ھ پھر مدت اسکے سلطنت کی بیالیس برس تھی وزارت اسکے اوائل ایام مین ساتھ ابوسہیل خجندی اور خواجہ مسعود رحجی کے تعلق رکھتی تھی اور عہد اواخر مین عبدالمجید احمد بن عبدالصمد نے وزارت کا نشان بلند کیا اور اس وزیر کی مدح مین ابوالفرج نے قصیدہ کہا کہ مطلع اُسکا یہ ہی شعر ترتیب فضل و قاعدہ جود و رسم داد ٭ عبدالمجید احمد عبدالصمد نہاد ٭ اُستاد ابوالفرج سلطان ابراہیم کا معاصر تھا سیستانی الاصل ہی اور بعض غزنوی بھی کہتے ہین اور عنصری اُسکا شاگرد ہی اور عہد دولت ابوعلی سمجوری مین کہ وہ امراے سامانیہ سے تھا فروغ پایا اور مداح اس خاندان کا رہا اور وہ ایک مرد نہایت محتشم اور صاحب جاہ تھا اور آل سمجور سے اُسکو انعام اور اکرام بیقیاس حاصل ہوتا تھا علم شعر مین نہایت ماہر اور صاحب فن تھا جیسا کہ ایک نسخہ بیچ اسمقدمہ کے رکھتا ہی اور اکابر رسائل اشعار مین اُستاد ابوالفرج کو استشہاد کیواسطے لاتے ہین اور اسکے واسطے ہی قطعہ عنقاے مغرب است درین دور خرمی ٭ خاصل از برای محنت دشمن زاد آدمی ٭ ہرچند گرد عالم صورت برآمدم ٭ عنقاے آدم آمد و بیچارہ آدمی ٭ ہرکس بقدر خویش کرفتار محنت است ٭ کس را ندادہ اند برات مسلمی ٭ **ذکر سلطنت علاء الدولہ مسعود بن ابراہیم بن مسعود غزنوی کا** ۔ سلطان مسعود اخلاق حسنہ اور سخاوت وافر مین اتصاف رکھتا تھا اور عدل و انصاف مین کوشش کرکے عوارض قلمی جو کہ ظہور مین آئے تھے دفع کیے جاگیرین اور تعلقہ کہ سلطان ابراہیم نے ملوک و امرا کو عنایت فرمائے تھے بحال رکھے خواہر سلطان سنجر سلجوقی مسمے مہد عراق کو اپنے عقد نکاح مین لائے اور اسکے عہد مین حاجب طغائگین مقطع لاہور ہندوستان کی سپہ سالاری پر فائز ہوا اور آب گنگ سے عبور کرکے ایسے مقام مین پہونچا کہ سلطان محمود کے سوا کوئی شخص لشکر اسلام سے وہان نہ پہونچا تھا تاخت و تاراج کرکے سالما غانما لاہور کیطرف معاودت کی اسکے بعد سلطان مسعود نے تولہ برس نہ مانبے تشویش و خرخشہ گذارکر آخر ۵۱۵ھ پانسو آٹھ ہجری مین عالم فانی سے دار البقا کیطرف راہی ہوا اور تاریخ گزیدہ مین تحریر ہی کہ مسعود کی وفات کے بعد اسکا بیٹا کمال الدولہ شیرزاد تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور ایک برس سلطنت کرکے ۵۱۶ھ پانسو نو ہجری مین ہاتھ سے اپنے بھائی ارسلان کے مارا گیا لیکن اور مورخون نے مسعود کے ذکر کے بعد بیواسطہ ارسلان شاہ کا ذکر کیا ہی ۔ **ذکر ایالت سلطان ملک الدولہ ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم غزنوی کا** ۔ جب ارسلان شاہ غزنین کا بادشاہ ہوا اپنے بھائیونکو گرفتار کرکے محبوس کیا مگر بہرام شاہ بھاگ کر سلطان سنجر کے پاس پہونچا اسوقت سلطان سنجر اپنے بھائی محمد سلطان بن ملکشاہ کیطرف سے خراسان کا فرمانروا تھا ہرچند ارسلان شاہ نے بہرام شاہ کے بارہ مین خط لکھا اور الحاح کی اُسے قبول نہ کیا یہانتک کہ بہرام نے درپے مدد ہوکر علم توجہ غزنین کیطرف بلند کیا ارسلان شاہ نے یہ خبر سنکر اپنا ایلچی سلطان محمد کے روبرو بھیجکر اُسکے بھائی سلطان سنجر سے شکایت کرکے التماس کی کہ اُسے اس ارادہ سے باز رکھے سلطان محمد مقام صلاح مین ہوا لیکن مفید نہ پڑا ارسلان شاہ جب سلطان محمد کیطرف سے ناامید ہوا

اپنی مان مہد عراق کو جو سلطان سنجر کی بہن تھی مع دو لاکھ دینار اور تحف بسیار سلطان سنجر کے نزدیک بھیجکر طالب مصالحہ ہوا جو مہد عراق اسکے ظلم اور بھائیونکے قتل ہونے سے انواع عقوبت مین گرفتار اور نہایت رنجیدہ تھی سلطان سنجر کو کہ سست مین پہونچا تھا تین دن انگیز کیین اور غزنین کی روانگی کے باب مین بجد کیا سلطان ارسلان اپنی والدہ کیطرف سے بھی خاطر جمع کرکے تہیہ جنگ مین مشغول ہوا اور تین ہزار سوار اور پیادہ ہزار بیشمار اور اکیسو ساٹھ زنجیر فیل لیکر غزنین سے ایک فرسخ پر بادشاہ خراسان کے مقابلہ مین صفوف حرب آراستہ کین اور دونون طرف سے لڑائی گھمسان ہوئی اور سپاہ کثرت سے کام آئی ابو الفضل ملک سیستان کے آثار جلادت سے کہ ہمراہ ملک سنجر تھا غزنوی منہزم ہوئے ارسلان شاہ تاب مقاومت کی نہ لایا ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور سلطان سنجر غزنین مین داخل ہوا چالیس روز اس شہر مین توقف کیا اور وہ ولایت بہرام شاہ کو ازانی رکھی پھر عنان توجہ اپنی ولایت کی سمت معطوف فرمائی ارسلان شاہ نے جب سلطان سنجر کی خبر معاودت سنی لشکر ہندوستان جمع کرکے غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور بہرام شاہ عدم استعداد کے سبب تاب مقاومت نہ لایا اور قلعہ بامیان مین متحصن ہوا اور آخر کو سلطان سنجر اسکی تقویت اور مدد کو غزنین مین آیا اور ارسلان شاہ پٹھانونکے درمیان مین بھاگا سلطان سنجر کے لشکر نے تعاقب کرکے گرفتار کیا اور بہرام شاہ کی سپردگی مین چھوڑا اسنے اسے قتل کیا اور حکومت مین مستقل ہوا مدت اسکے سلطنت کی تین سال تھی اور تاریخ اس کی عمر رکھتا تھا اور طبقات ناصری مین مسطور ہی کہ سلطان ارسلان کے عہد مین حوادث عظیم واقع ہوئے جیسا کہ آسمانسے آگ اور صاعقہ آئے اور اسکے سبب سے اکثر مکانات اور بازارین جلین ذکر معز الدولہ بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم کا۔ وہ بادشاہ ذی شوکت اور صاحب حشمت تھا اور علما و فضلا کے ساتھ بیٹھتا اور انکی صحبت دوست رکھتا اور ہر شخص پر بقدر علم و فضل رعایت کرتا اسواسطے اس زمانے کے فضلا نے باسم شریف اسکے کتب تالیف فرمائی ہین اور مصنفات مین مشغول ہوئے ہین چنانچہ شیخ نظامی گنجوی نے خزن الاسرار اسکے نام کیا اور سید حسین غزنوی نے اسکے روز جلوس یعنی سریر سلطنت پر جلوہ گر ہونیکے دن ایک قصیدہ اسکی مدح مین انشا کرکے سلطان سنجر کے حضور پڑھا تھا اور مطلع اسکا یہ ہی مطلع منادی برآمد زہفت آسمان ۔۔ کہ بہرام شاہ است شاہ جہان ۔۔ اور کتاب کلیلہ و دمنہ اسکے عہد مین عربی سے فارسی مین ترجمہ ہوکر اسکے نام فرخندہ ہوئی کہتے ہین کہ شطرنج اور کلیلہ دمنہ کو بادشاہ ہند نے نوشیروان عادل کیواسطے بھیجی بزرجمہر نے بہ شقت تمام اس کتاب کو زبان پہلوی کہ عبارت فرس قدیم سے ہی ترجمہ کی اور شطرنج مین فکر بہت کرکے اسکے کھیلنے کا طریق دریافت کیا اور ساتھ ایلچی کے کہ اسکو لایا تھا کھیلا پہلی مرتبہ قائم کیا اور دوسری بار مات کیا اور مقابل اسکے نرد استخراج کرکے راے ہند۔ وستانکے پاس ارسال کی اس دیار کے اہل فکر و دانشمند اسکے دریافت سے عاجز ہوئے اور آخر کو اس سفیر سے کہ لایا تھا چالیس اسکی بادکین اور اہل ہند کا شطرنج کے استخراج سے اشارہ وہ ہی کہ خیر و شر انسان سے ہی اور امور عالم سعی و کوشش سے حاصل ہوتے ہین اور اکثر امور مین قضا و قدر اور اجرام علوی کو اسمین جاے دخل نہین مثل زر و یا دمال و جاہ و کسب علوم اور مثل اسکے اور بزرجمہر نے اسکے مقابل نرد استنباط کی ایما یہ ہی کہ سعی کو جھلنے کارخانہ مین چندان مدخل نہین ہی اور اکثر ساتھ قضا و قدر کے متعلق ہی اگر تدبیر تقدیر کے موافق ہو درست آتا ہی والا نہین طاس نرد مثل فلک اور تعبتین مثل انجم کے جو نقش کہ ساتھ خانہ قدرت کے تعبتین مین منقش ہی موافق اسکے کھیلنا واجب ہی اور کھیلنا عقل و تدبیر سے عبارت ہی اور ہارون رشید کے عہد مین کتاب کلیلہ و دمنہ کو ابن المقفع نے زبان پہلوی سے عربی زبان مین ترجمہ کیا اور عہد سلطان بہرام شاہ مین عربی سے اس زمانے کی فارسی متعارف ہوئی اور بنام اسکے تالیف کی اور اسکے بعد ملا حسین واعظ کاشفی نے سلطان حسین مرزا کے عصر مین اس فارسی مغلق کو بعبارت فارسی سلیس کرکے اشعار عربی موقوف کیے اور اسکا نام انوار سہیلی رکھا اور سلطان بہرام شاہ نے اپنے عہد دولت مین چند مرتبہ ہندوستان کیطرف متوجہ ہوکر متمردون اور مجرمون کو گوشمال دی اور اول مرتبہ جو ہندوستان مین

داخل ہوا محمد باہلیم کو سلطان ارسلان شاہ کیطرف سے سپہ سالار لشکر لاہور تھا اور اعمال ناشایستہ کا مصدر ہو کر
علم مخالفت بلند کیا تھا ستائیسویں رمضان ۵۱۲ھ بانسوبارہ مین گرفتار کرکے قید کیا پھر اسکو معاف کرکے قید
ستم سے رہائی بخشی اور بدستور سابق ہندوستان کا سپہ سالار کیا اور خود غزنین کیطرف مراجعت کی محمد باہلیم نے
سلطان کی غیبت مین قلعہ ناگور کو جو ولایت سوالک مین واقع ہی مفتوح کرکے اپنے اہل وعیال اور سلیحہ سامانکو وہان چھوڑا
اور عرب وعجم اور افغان اور خلج کا لشکر خوب بہم پہونچا کر تیغ اسلام سے بہت کفار سرکش نیست ونابود کیے اور اس سبب
بادۂ غرور اور نخوت سے اسکے دماغ مین نشاء داوبالا ہوا داعیہ سلطنت اور ملک گیری کا کیا اور بہرام شاہ نے یہ
خبر سُنی دوسری مرتبہ ہند مین آیا اور دہ کا فرنعمت بے نام ونشان یعنی محمد باہلیم مع دو فرزند کہ سب سے سنداارت پر متمکن تھے
بقصد مقابلہ اور مقاتلہ بہرام شاہ کے استقبال کو دوڑا اور حوالی ملتان مین دونونکا تقارب ہوا اور ایسی جنگ کہ فلک پیر
نمیدہ پشت نے مثل اسکے کمتر مشاہدہ کیا ہوگا وقوع مین آئی اور اثر کفران نعمت کا ظاہر ہوا صرصر ہزیمت محمد باہلیم کے
پرچم رایت پر چلی وقت گریز مع دو فرزندان اور اتباع زمین جمجمہ پر گرکے ایسا غائب ہوا کہ اثر راکب ومرکوب سے
پیدا نہوا اسوقت سالار حسین بن ابراہیم علوی کو سپہ سالار اس حدود کا کرکے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور اسکے (گھوڑے سوار ۱۲)
سلطنت مین قطب الدین محمد غوری سوری کہ داماد اسکا تھا غزنین مین بہرام شاہ کے حکم سے مقتول ہوا اور سیف الدین سوری
اپنے بھائی کے انتقام خون مین غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور بہرام شاہ مقابلہ کی طاقت نرکھتا تھا غزنین سے کرمان گیا اور یہ
کرمان نہ کرمان مشہور ہو بلکہ کرمان ایک شہر تھا درمیان غزنین اور ہند اور افغانونکے بسبب اسکے کہ اس ولایت کی نواح مین
بہت پہاڑ تھے وہان سوارونکا گذر نہایت دشوار تھا اس ولایت پر متصرف ہوکر وہان قیام کیا اور سیف الدین غزنین مین داخل ہوکر
متصرف ہوا اور غزنویون پر اعتماد کرکے وہان بود باش اختیار کی اور اپنے بھائی علاء الدین کو مع تمامی امراے قدیم غور کیطرف بھیجا
باوصف اسکے سیف الدین سوری اہالی غزنین سے ہمیشہ سلوک کرتا تھا اور غوریون کو یہ مجال نہ تھی کہ اُن پر تعدی کرین غزنوی
ہمیشہ خواہان بہرام شاہ کے تھے اور سیف الدین سوری سے ظاہر دوستی کرتے تھے اور بہرام شاہ سے پوشیدہ ابواب
مراسلات مفتوح رکھتے تھے یہانتک کہ فصل سرما کی پہونچی اور غور کے راستے برف کی شدت سے بند ہوئے اور لوگون کو
دوا دوش کی طاقت نہ رہی بہرام شاہ ناگاہ مع لشکر افغانان وخلج ومردم صحرانشین حوالی غزنین مین پہونچا اور اسوقت کہ فاصلہ
دو فرسنگ سے زیادہ نہ رہا سیف الدین سوری نے خبر پائی ساتھ غزنویونکے جو اخلاص اور دوستی کا دم بھرتے تھے درباب
جنگ اور روانگی غور کیطرف مشورہ کیا غزنویون نے نفاق کو اپنا شعار کرکے جو کہ حق مشورہ کا ہی بیش نہ پہونچایا اور واسطے
جنگ کے ترغیب اور تحریص کی سیف الدین سوری نے موافق المستشار مؤتمن کے انکو مشورہ مین اتین خانا مع فوج غزنویہ
اور کچھ مردم غور سے شہر سے روانہ ہوا اور بہرام شاہ کے مقابلہ مین صف آراستہ کی ابھی لوازم حرب ظہور مین نہ پہونچے تھے
کہ غزنویون نے سیف الدین سوری کو پکڑکے خوش طبعانہ بہرام شاہ کے سپرد کیا بہرام شاہ نے فرمایا تو سیف الدین سوری
کا منہ سیاہ کرکے گاو ضعیف ونا توان پر کہ ساتھ ہزار تشویش کے ایک قدم اُٹھاتی تھی سوار کرکے تمام شہر مین تشہیر کیا
اور لڑکے بلکہ بوڑھے سفید ریش غزنین کے اسکے پیچھے فریاد کرتے تھے اور دشنام دیتے تھے اور تمسخر کرتے تھے اور تشہیر کے بعد
بدترین عذاب سے قتل کیا اور اسکا سر تن سے جدا کرکے عراق مین سلطان سنجر کے پاس بھیجا اور سید مجد الدین کو جو وزیر
سیف الدین سوری کا تھا اُسے بھی دار پر کھینچا اور جب یہ خبر وحشت اثر علاء الدین کے سمع مبارک مین پہونچی آتش غضب کا دھوان اُسکے

کانون سینہ سے برآمد ہوا اور اپنے بھائی کے انتقام کے عزم مین مع لشکر ستیزہ گر غزنین کی سمت متوجہ ہوا لیکن اسکے پہونچنے سے پیشتر دست قضا نے بہرام شاہ کے شوار حیات کو لپیٹا اور اسکے بیٹے خسرو شاہ کو محنت پنجر دنیا مین گرفتار کیا اور بروایت مشہور جب خبر توجہ سلطان علاء الدین بہرام شاہ کو مسموع ہوئی اپنے لشکر کو جمع کرکے غزنین سے بعزم رزم باہر آیا اور ایلچی علاء الدین کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ مصلحت میری اسمین ہے کہ ارادہ بیجا حاصل سے باز آئے کہ تو نے کیا ہے نادم ہوکر بیٹ جائے مین کئی ہزار پیلوان شیر افگن و فیلان آہنین تن تیرے استیصال کیواسطے مہیا رکھتا ہون میرے مقابلہ سے پرہیز کر اور ہاتھ دامن ستیز مین مت ڈال تو ایکبارگی خاندان سلاطین غوریہ کا مندرس اور منعدم ہوئے سلطان علاء الدین نے کہا یہ کام کہ بہرام شاہ سے سرزد ہوا ہے علامت زوال دولت غزنویونکا ہے کیواسطے کہ بادشاہان ممالک یکدیگر پر لشکر کھینچتے ہین اور آپسمین قدرت پاکر نفوس نفیسہ کو ہلاک کرتے ہین لیکن نہ ساتھ اس رسوائی اور فضیحت کے اور یقین ہے کہ زمانہ واسطے مکافات اور عبرت انتقام تجھسے کھینچیگا اور مجھے بچیر ظفر بخشے گا بہرام شاہ اپنے ہاتھیون پر نازان ہوئے کہ اگر وہ فیل رکھتا ہے اول میرا اللہ کفیل ہے دوسرے خرمیل رکھتا ہون کہا کہ سیاہ علاء الدین مین دو آدمی تھے انھین خرمیل کہتے تھے اور یہ دونون شخص غوریون سے شجاعت اور توانائی مین فیل آسمان شکوہ کو خاکہ کنار بساط مین شہامت کرتے تھے اور دست خوش بنا رکھتے تھے اور جب اپنی خصومت ہوا اور وہ باتین کہ سنی تھین بہرام شاہ سے گذارش کین اگرچہ وہ بحسب ظاہر متغیر نہوا لیکن باطن مین متاثر ہوا اور نہایت خوف اسکے ضمیر پر مستولی ہوا القصہ جب دونون سپاہ لشکر ہوکر حرب مین مشغول ہوئین اور آوازہ چاپ شمشیر اور فشافش تیر کا گوش فلک کینہ کوش مین پہونچا خرمیل خرد و کلان مثل فیل مست معرکہ مین آئے خرمیل بزرگ نے خنجر سے فیل نامی کا شکم پھاڑا اور فیل اسپر حملہ آور ہوا دونون مرے اور خرمیل کوچک نے دوسرے فیل کو ڈالا اور خود تہ شکم اسکے سے سلامت باہر آیا الغرض جب جسم ہاتھیونکے اس معرکہ مین مثل کاہ و برگ کاہ و بیش کے بیفائدہ اور بے منفعت ہوئے علاء الدین اور امرائے غور بہیئت اجتماعی ایکبارگی بہرام شاہ پر حملہ آور ہوئے اور غزنویونکو ضرب دست فنا کیا اور بجود دولت شاہ بن بہرام شاہ سپہ سالار لشکر پدر اور شجاع اور مردانہ تھا اس معرکہ جانستان مین جان جانان بشت کے سپرد کی اور بہرام شاہ مخذول ہوکر ہند کی طرف بھاگا اور اسی عرصہ مین غم دغصہ فرزند وغیرہ سے بیمار ہوا اور سرائے فانی سے ریاض جاودانی کیطرف انتقال کیا اور فوت اسکی بروایت صحیح سنہ ۵۴۷ ہانسو سینتالیس ہجری مین واقع ہوئی اور مدت اسکے سلطنت کی بتیس برس تھی اور ایک شعرائے عصر بہرام شاہ شیخ سنائی ہے اور وہ ابوالمجد مجدود بن آدم الغزنوی اور نفحات مین مسطور ہے کہ شیخ سنائی کی توبہ کا سبب وہ تھا کہ زمستان مین سلطان محمود واسطے تسخیر بعضے دیار کے غزنین سے باہر گیا تھا سلطان محمود کی مدح مین ایک قصیدہ سلک نظم مین کھنچکر متوجہ اسکے اردو کا ہوا تاکہ معرض عرض مین پہونچاوے درمیان راہ کے ایک کفن کے دروازہ پر پہونچا کہ ایک مجذوب مشہور لائے خوار اپنے ساقی سے کہتا تھا قدح پرکن بکوری محمود ساقی نے کہا محمود ایک بادشاہ مسلمان ہے اور ساتھ لشکر جہاد کے مشغول لائے خوار نے کہا محمود ایک مرد ک ہے بہت ناخوش جو کچھ اسکے تحت حکومت مین آتا ہے اسے ضبط نہین کرسکتا ہے اور چاہتا ہے کہ ملکت اور لیوے اور وہ قدح کھینچا پھر کہا ایک قدح اور پرکر بکو سنائی شاعر ساقی نے کہا سنائی ایک شاعر فاضل اور لطیف طبع ہے لائے خوار نے کہا اگر وہ لطف طبع سے بہرہ ور ہوتا ساتھ ایسے کام مین اشتغال کرتا کہ اسکے کام آتا کیواسطے اسنے کاغذ مین لکھا کہ کچھ اسکے کام نہین آتا ہے اور نہین جانتا ہے کہ اسکو کیواسطے پیدا کیا ہے سنائی یہ کلام سنتے ہی متغیر ہوا شراب غفلت سے ہوشیار ہوا اور ساتھ سلوک کے مشغول ہوا اور خردمندان خردہ مین پر مخفی نہووے کہ شیخ سنائی بہرام شاہ کا معاصر تھا اور وہ کتاب سنہ ۵۲۵ پانسو پچیس ہجری مین

اس شاہ عالیجاہ کے نام نظم کی اور جب سلطان محمود غزنوی نے ۴۲۱ھ چار سو اکتالیس ہجری مین وفات پائی ملا حظان دو تاریخ سے اذکیا کے نزدیک سلمت و صحیح پاتا ہی کہ صحت حکایت مجذوب لائے خوار عہد سلطان محمود مین نہایت بعید ہی اور ظاہر یہ امر سلطان مسعود کے عہد مین واقع ہوا اور کاتبون نے غلطی سے سلطان محمود کا نام لکھا ہو واللہ اعلم عند اللہ وفات شیخ سنائی کی صاحب تاریخ گزیدہ کے عقیدہ مین سلطان بہرام شاہ کے عہد مین واقع ہوئی اور بقول بعضے ۵۲۵ھ پانسو پچیس ہجری مین کہ تاریخ اتمام حدیقہ ہی اس واقعہ کا اتفاق ترا ذکر سلطنت ظہیر الدولہ خسرو شاہ بن بہرام شاہ کا روایت صحیح سے واضح ہوتا ہی کہ جب بہرام شاہ غزنوی نے غزنین مین وفات پائی روخسرو شاہ امرا کے اتفاق سے مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا لیکن انھین دنون مین خبر علاء الدین غوری کے قریب پہونچنے کی متواتر پہونچی خسرو شاہ مع اہل و عیال ہندوستان کی طرف گیا اور شہر لاہور مین مقیم ہوا اور علاء الدین غوری نے غزنین مین جاتے ہی حکم دیا کہ غزنویون کی تخریب اور غارت اور قتل مین مضائقہ نہ رکھو اسواسطے اسکی فوج نے سات روز آدمیون کے قتل کرنے اور لوٹنے اور جلانے مین اس شہر کے اصلا تقصیر نہ کی اور علاء الدین سوری کے سمع مین پہونچا کہ سیف الدین سوری کی تشہیر کیوقت عورتین غزنویہ کوچہ و بازار مین باواز دف و دائرہ مثل عوری گالی تھین اور مسخرگی تھین علاء الدین نے بہت عورتین غزنویہ کو قتل کیا اور کسی پر ترحم نہ کیا اسوقت غور کیطرف متوجہ ہوا اور راہ مین جس جگہ ایک عمارت کہ اولاد سلیمان سے منسوب تھی سب کو دکھا دکر جلائی اسکا یہ صلہ اسکا ساتھ لقب علاء الدین جہان سوز کے ملقب ہوا اور واسطے انتقام سید مجد الدین سے کہ نائب سیف الدین سوری کا تھا فرمایا کہ ایک جماعت سادات غزنویہ کے تو بروہ خاک سے پر کرکے انکی گردنمین لٹکایا اور فیروزہ کوہ مین لیجا کر سب کی گردن ماری اور وہ خاک کہ اُن تو بردن مین تھی اُنکے خون سے تر کرکے فیروزہ کوہ کے بروج مین صرف کی اور بعد مراجعت سلطان علاء الدین سوری خسرو شاہ نے بطمع پاے تخت غزنین اور چشم داشت امداد سلطان سنجر لاہور سے مع سپاہ آراستہ اسکطرف نہضت فرمائی اور اندنون مین جو ترکان غزان نے سلطان سنجر کو پکڑ کر متوجہ غزنین ہونے طاقت مقابلہ کی نہ لایا پھر لاہور کیطرف گیا ترکان غزان دس بیس غزنین پر متصرف رہے اسکے بعد غوریون نے ترکان غزان سے چھین لیا اور اُنسے عنقریب امراے خسرو شاہ نے غزنین کو پھر چھین لیا اور بعض کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب خسرو شاہ ترس آسیب علاء الدین غوری سے ہند مین بھاگا علاء الدین غوری جہانسوز گرم سیر نے قندھار اور تکیہ آباد کو مسخر کیا اور سلطان غیاث الدین محمد کے سپرد کرکے غور گیا اور جب خسرو شاہ ہند سے مع سپاہ موفورہ غزنین کیطرف متوجہ ہوا علاء الدین جہانسوز چاہتا تھا کہ اس طریق سے مصالحہ کرے کہ خسرو شاہ شہر اور قلعہ تکیہ آباد کو اُسکے قبضہ مین واگذاشت کرے فقط غزنین پر قناعت کرے خسرو شاہ نے قبول نہ کیا علاء الدین غوری جہانسوز نے یہ رباعی کہکر اُسکے پاس بھیجی رباعی

اول پدرت نہاد کین را بنیاد ✤ تا خلق جہان جملہ بہ بیداد افتاد ✤ ہان تا ندہی زہر بہ تکیہ آباد ✤ مرتا سر ملک آل محمود بباد ✤

خسرو شاہ امداد سلطان سنجر سے قوی پشت تھا سو اس صلح کے اتفاقات نہ کی قضا را اسی چند روز مین زبونی طالع سلطان سنجر کی واضح ہوئی اور علاء الدین غوری جہانسوز کے خوف سے مجددا لاہور کیطرف بھاگا اور علاء الدین غوری جہانسوز غزنین کو لیکر غور گیا خسرو شاہ بلدہ لاہور مین ۵۵۵ھ پانسو پچپن ہجری مین فوت ہوا مدت اسکے حکومت کی سات برس تھی۔ ذکر سلطنت ختم الملوک خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی کا۔

جب خسرو شاہ بلدہ لاہور مین اس سرائے پرفتور سے دار السرور کیطرف خرامان ہوا اسکا بیٹا خسرو ملک اسکا قائم مقام ہوا لاہور کی دار السلطنت کو عدل و داد کی زینت سے آراستہ کیا اور جسقدر ولایت ہندوستان سے کہ سلطان ابراہیم

اور سلطان

اور سلطان بہرام شاہ کے قبضہ تصرف مین تھی کے حقہ اپنے تحت وضبط مین لایا لیکن سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اخذ غزنین پر کہ دار الملک اس خاندان عظیم الشان کا تھا اکتفا نہ کیا طمع ہندوستان کی بھی کی اور پیشاور اور افغانستان اور ملتان اور سندھ کو تسخیر کیا اور ۵۷۶ پانسو چھہتر ہجری مین لاہور گیا جو کہ خسرو ملک تاب اُسکے مجادلہ کی نہ رکھتا تھا متحصن ہوا اور سلطان شہاب الدین محمد غوری از روے تسلط کے ملک شاہ کے بیٹے کو کہ طفل خرد سال تھا مع ایک فیل نامی گرفتار کرکے پلٹ گیا اور ۵۸۳ پانسو اسی ہجری مین دوبارہ لاہور مین آیا خسرو ملک جب پھر قلعہ بند ہوا سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اطراف و جوانب سے اس بلدہ کو تاخت و تاراج کرکے قلعہ سیالکوٹ تعمیر کیا اور اپنے ایک معتمد کے سپرد کرکے غزنین گیا اور خسرو ملک نے اُسکی غیبت مین کہکروں کے اتفاق سے قلعہ سیالکوٹ کو جا کر محاصرہ کیا اور کچھ مفید نہوا آخرش پلٹ آیا سلطان شہاب الدین محمد غوری نے عزم بالجزم بلدۂ لاہور کی تسخیر کا کیا اور ۵۸۲ پانسو بیاسی ہجری مین اول بحسب ظاہر خسرو ملک سے اظہار محبت کی اور ملکشاہ بن خسرو ملک کو سامان شاہی جو کچھ مناسب تھا درست کرکے مردم معتبر کے ہمراہ باپکی ملاقات کو لاہور کیطرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ اسے ہمیشہ مے نوشی کی رغبت کرین اور باعث ہون کہ باہمگی بادہ سے اور اثنائے راہ مین چند جا مقام کرے جب خبر بہجت اثر قرۃ العین کے آنیکی خسرو ملک کو پہونچی نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور سلطان شہاب الدین کی دوستی پر اعتماد کرکے عیش و طرب مین مشغول ہوا **بیت** دران تخت و ملک از غلل غم بود ۔ کہ تدبیر شاہ از شبان کم بود ۔ ابھی ملکشاہ راستہ مین تھا کہ سلطان شہاب الدین محمد غوری دوسری راہ سے بیس ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ سے جریدہ اور سبک غزنین سے تاخت کرکے دریاے لاہور کے کنارہ آیا اور صبح کو جب خسرو ملک خواب غفلت سے بیدار ہوا ساحل دریا کو لشکر دشمن سے آباد دیکھا ناچار زبان عجز ساتھ امانکے کھولی اور خدمت مین اُسکے حاضر ہوا اور بلدۂ لاہور بے خرخشہ و جنگ اس حیلہ سے سلطان شہاب الدین محمد غوری کے تصرف مین آیا سلطنت نے خانوادۂ غزنویہ سے ساتھ غوریہ کے انتقال کی مدت سلطنت خسرو ملک کی اٹھائیس برس تھی **مقالۂ دوسرا ذکر سلاطین دہلی مین** ۔ جب سر رشتہ سخن کا ساتھ اسجگہ کے نامناسب سمجھا کہ احوال ہندو احداث ہونا شہر دہلی کا بطریق اختصار بیان کرے اور اسکے بعد حکام غور کو مجملاً تحریر کرکے بر سر مقصود کہ ذکر بادشاہان دہلی ہی رجوع کرے اوپر خاطر خورشید باطر سبھون کے ظاہر اور باہر ہو کہ حکماے ہند نے جیسا کہ مقدمہ مین گذرا باعتبار ادوار افلاک اور کواکب کے جہان کو چار حصہ پر تقسیم کیا ہی ست جگ ترتا جگ دواپر جگ کلجگ اور مدت کلجگ سے زمانہ بعثت حضرت خواجہ کائنات محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تین ہزار اور سات سو اور چند برس گذرے تھے اور ہر جگ کے واسطے تاثیر اور خواص علیحدہ قرار دیا ہی اور کہتے ہین جب مدت کلجگ کی تمام ہووے پھر زمانہ ست جگ کا آتا ہی اور تمام جگ اسی طریق سے گردش مین رہتے ہین اور قیامت عبارت ہی انتہاے ہر جگ سے اور ہرگز جگ فانی نہین ہوتے ہین اور بعضے براہمہ کا یہ قول ہی کہ جہان فانی ہوگا اور جگ منتہی ہونگے لیکن حجت قوی اسپر نہین رکھتے ہین اور اعتقاد براہمہ کا وہ ہی کہ ہر ایک جگ مین ایک پیغمبر یا ایک دانشمند یا ایک مجتہد ایک کتاب لکھے اور باوجود ان سب کے درازی زمان ان نسخون کے درمیان ہی اور اسیطرح سے کفار چین و ختا و ختن و کفار ہند کہتے ہین کہ طوفان نوح علیہ السلام ہمارے مملکت مین نہین پہونچا بلکہ ساتھ طوفان نوح کے اہل اعتقاد نہین رکھتے ہین اسواسطے کسیطرح کی آفت انکی کتابونکو نہین پہونچی اور اکثر نسخ درمیان مین ہین دوسرا اعتقاد انکا وہ ہی کہ ابتداے آفرینش سے کہ ست جگ اول ہی اس زمانے تک کہ کلجگ کا عہد ہی نبی نوع انسان رہے ہین اور عالم قدیم ہی اور ہرگز دنیا آدمی سے خالی نہ تھی اور نہوگی اور بعضے حدوث آدم کیواسطے ست جگ اول زمانہ تعین کرتے ہین اور بابا آدم اور ماما حوا کا ہر جگ مین اوضاع مختلف ہوا اسواسطے بعضے دورون مین آدمی بلند قد اور عظیم الجثہ اور

کثیر النعم ہوئے ہین اور بعضے ادوار مین برعکس اسکے اور سیطور سے اشجار اور جیوب بھی اسی نہج سے مختلف العوارض ہوئے ہین
اور کہتے ہین ذات برہمن اور کھتری کی قدیم الایام سے تھی اور دوسرے طوائف بہت ہین کہ اواخر کالیگ سوم اور اوائل کالیگ چہارم مین
ظاہر آئے چنانچہ طوائف راجپوت قدیم نہین ہین اور اواخر عہد دواپر جگ مین پیدا ہوئے ہین اور اوائل کالیگ مین کثیر ہوئے
اور مشرح اس بات کی وہ کہ ہر ایک ان جگون مین راجہ ہاے بزرگ کہ حساب اُنکا خدا جانتا ہی ممالک ہند مین بادشاہی کرگئے ہین
اور کچھ اُن حکایات سے مہابھارت کہ کتاب معتبر اہل ہند کی ہی اور اکبر شاہ کے زمانہ مین فارسی ترجمہ کرکے تحریر ہوئی کہ جملہ رایان بزرگ سے
کہ آخر عہد دواپر جگ مین ہوئے ہین جرجودھن کھتری ہی اور پاے تخت اُسکا بلدۂ ہستنا پور جو حوالی دہلی مین ہی تھا اور کشن جو نہود
کا پیغمبر ہی اور نشاء اور مولد بلدۂ متھرا ہی معاصر اسکے نشان دیتے ہین اور جرجودھن پانچ بھتیجے رکھتا تھا جو مشہور بہ پانچ
پانڈوان ہین آثار رشد اور شجاعت چہرہ اُنکے سے مشاہدہ کرکے درپے بربادی انکے کے ہوا جب کسی وجہ دفع اُنکا میسر نہوا
ایک روز مجلس قمار ترتیب دیکر ساتھ انکے بازی کی اور جو کچھ کہ جائداد منقولہ رکھتے تھے جیت لی یہانتک کہ ریاست اور علاقہ کی
نوبت آئی ہر ایک ان پانچ بھیون نے جو پرگنہ کہ رکھتے تھے اندرپت سون پت پانی پت تلپت باگ پت وہ بھی اپنے چچا سے قمار مین ہارے آخر کو
جب کچھ باقی نرہا شرط یہ مقرر ہوئی کہ جو شخص رہے جلاے وطن کرکے بارہ برس ممالک غربت مین ظاہر آمسافرت کرے اور ہر شخص اُسے جانین
اور پہچانین اور ایک سال اسیطرح سے مملکت بیگانہ مین پوشیدہ رہے کہ کوئی شخص اسکے احوال پر مطلع نہووے اور جو اس سال مین ایک شخص بھی
واقف ہووے پھر از سر نو بارہ برس ظاہر آمسافرت کرے اور ایک سال مخفی رہے جب اس نہج سے شرط عمل مین آوے اپنے ملک مین پلٹ آوے
اتفاقاً وہ بازی بھی بھتیجون نے چچا سے ہاری اور اقرار کے موافق پانچون بھائیون نے سفر اختیار کیا اور اُسکے ممالک محروسہ سے
نکل گئے اور ملک دکن سے جو جرجودھن کے تصرف مین تھا جاکر بارہ برس اُسطرف سیر کرتے رہے اور جرجودھن اُنکے احوال پر اطلاع رکھتا تھا
اور ایک سال کے بعد تغیر وضع یعنی بھیس بدلا اسطرح سے کہ کوئی اُنھین نہ پہچانے ولایت پانچین مین جو پرگنات دکن سے ہی اور اسوقت
ساتھ ابراہیم شاہ عادل کے تعلق رکھتا ہی گئے اور وہان اسطرح سے بسر کی کہ درجودھن نے ہرچند تجسس کی اُنسے آگاہی نہ پائی
اسکے بعد پانچون بھائیون نے شرط کے بموجب وطن اصلی کیطرف توجہ کی قدم چچا کی ولایت مین رکھا درجودھن اس امر سے خبر پاکر
رنجیدہ ہوا اسواسطے کہ غرض اصلی اُسکی اُنکا اخراج اور دفع تھا پیغام دیا کہ ملک میرے سے نکلجاؤ یا منتظر قتل کے رہو پانچون
بھائی اپنی کشن پیغمبر کے پاس پناہ لیگئے کہ اس عرصہ مین وہ متھرا مین تھا کشن نے درجودھن سے سفارش کی کہ اُنھین اپنے
ملازمونکی سلک مین منتظم کرکے ایک حصہ بلاد سے مقرر کرے درجودھن نے التماس کشن کی قبول نہ کی اور چچا بھتیجون کے درمیان
آتش نزاع مشتعل ہوئی اور طرفین نے لشکر کشی کرکے جنگ کی درجودھن مارا گیا اور پانچون پانڈے ہندوستان کی سلطنت عظیم پر متمکن
اور مستقل ہوئے اور جب یہ مرگئے اُنکے بیٹون اور پوتون اور نواسون نے کئی قرن بادشاہی کی یہانتک کہ حکومت اس دیار کی زمانہ
کالیگ مین اُنکے غلامون اور نفرون کو منتقل ہوکر طوائف ملوکی ہوئی اور رفتہ رفتہ اُنسے بکرماجیت کھتری بادشاہ اوجین کیطرف
انتقال کی اور اُسنے بہت ملوک طوائف کے دفع کیے اور اکثر ممالک کہ درجودھن کے تصرف مین تھے برآمد کرکے اپنے قبضہ مین لایا اور
دکھن کو بھی مسخر کیا اور آخر کو سالباہن کہ ایک برہمن کا بیٹا تھا اور ستائیس برس کی عمر رکھتا تھا اُسنے قصبہ پٹن سے خروج کرکے
وہ ولایت بکرماجیت کے تصرف سے برلایا اور بکرماجیت نے خود اُسکے دفع کیواسطے نہضت کی اور آب گنگ سے عبور کیا اور
سالباہن سے ہم مصاف ہوکر مارا گیا اور سالباہن چلا جاتا تھا کہ آب نربدہ سے عبور کرکے ولایت بکرماجیت تسخیر کرے ناگاہ ہاتھی گھوڑے اور
آدمی بہت پانیمین غرق ہوئے اور سالباہن عبور سے پشیمان ہوا اور اوجین کی حکومت بکرماجیت کے فرزند کو ارزانی رکھی درخود دکن کی

بادشاہی پر قانع ہوا اور اہل ہند کہ مراد ہنود سے ہی بکرماجیت کے جلوس سے تاریخ لکھتے ہین اور اس عرصہ مین کہ حضرت رسالت پناہ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کیطرف ہجرت فرمائی چھ سو اکیس سال شمسی تاریخ بکرماجیت سے گذرے تھے کہتے ہین بکرماجیت کے بعد مدت دراز ملک سلطنت اُسکے خاندان مین رہی آخر راجپوتون نے کہ عبارت کھتری کی لونڈیونکے فرزند تھے ہوا دشاہی وارثان ملک کے ہاتھ سے برآوردہ کرلی اور ہر ایک مملکت پر متصرف ہوئے سوا سطلے کہ جمیع شاہان کھتری عہد درجودھن بلکہ اس سے بھی پیشتر لونڈیان رکھتے تھے جیسا کہ رسم و دستور اہالی ہند کا ہی کہ دنکو لونڈیونسے کام لیکر رانکو مطلق العنان کرتے ہین وہ ہر ایک ایک معشوق ہم پہونچا کر لڑکے جنتی تھین اور وہ کمال عزت سے پرورش کرتی تھین اور جو کہ سخت سری خاندانی ہوتی ہی آکبر اون کے فرزندونسے جانتے تھے اور لفظ راجپوت دلالت اس معنی پر کرتی ہوا در عہد اولاد بکرماجیت مین بہت سے راجپوت ساتھ دولت و امارت کے پہونچے اور اپنے ابنائے جنس کو کہ عبارت فرزندان کنیزان اور اولاد اور سائر الناس کھتری سے ہی تربیت کرتے تھے یہانتک کہ گنہ راجپوتون کا شمار سے گذرا اور لشکر بادشاہان کھتری کا اکثر راجپوتونسے ہوا اور بہ طوائف ملوک ہو کر سلطان محمود کے عہد مین فراغت سے زندگی کرتے تھے اور سلطان محمود اولاد اُسکی جیسا کہ مذکور ہوا تبدریج و مرور راجگان لاہور اور دوسرے راجاؤن اس مدد کو متاصل کرکے سرہند اور تھانیسر اور قلعہ ہانسی پر متصرف ہوئے اور اندیشہ مین وقع راجہ اجمیر اور دہلی وغیرہما کے تھے کہ ناگاہ اُنکی دولت نے زوال قبول کیا اور وہ دولت سلطان شہاب الدین غوری اور اُسکے متعلقونکے نصیب ہوئی اور بہت سے راجاؤنکو متاصل کیا اور جو کچھ اُنسے باقی رہے اور بادشاہان دہلی و گجرات و مندو نے اس جماعت کی بربادی مین تقصیر نہ کی جب نوبت بادشاہی ساتھ اولاد امیر تیمور صاحب قران کورکان کے پہونچی خود ایکبارگی اُنکو بیخ و بن سے اکھاڑا اور محتاج نوکری اور کشت و زراعت کا کیا اور ملوک عہد بکرماجیت سے کہ اُنکے نام لینا چاہیے اس عہد مین کہ نوبت بادشاہی ساتھ جہانگیر بادشاہ کے پہونچی کوئی نرہا مگر یہ رانائے راجپوت کہ پیشتر ظہور اسلام سے وہ دولت بیم اس سلسلہ کی تھی اور ابتک باقی ہی لیکن اسوقت مین نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کے لشکر نے اس دیار مین پہونچکر اُس خاندان کے اکھاڑنے مین سعی موفور اور جہد بلیغ رکھی اور دہلی شہرہاے جدید سے ہی۔

ذکر شہر دہلی کی بنا کا شہور سنہ ۳۰۷ تین سو سات ہجری مین دا دیپتہ راجپوت کے طائفہ توران سے ہوا اسکے واسطے نقب اندیپتہ بنا کیا اور جو زمین بہت نرم اور سست تھی کہ میخ آسانی سے وہان نصب ہوتی تھی اس جگہ پر شہر دہلی کو موسوم ہوا اور دا دیپتہ آہ نفر نے جماعت توران سے وہان نشان حکومت کا بلند کیا تھا بعد چراج اوتھرن سپ چندن رویک رد ہنگر آہنگر مدن پال سالبا ہن اور بعد زوال دولت توران دہلی کی حکومت طائفہ چوہان مین جو عمدہ راجپوتونسے ہین انتقال کی اور اُنمین چوشخص نے اس بلدہ مین نشان فرمانروہی کا بلند کیا مانکدیو دیوراج راندل دیو جاہر دیو سہرد یو پتھورا معرکہ سلطان شہاب الدین مین مقتول ہوئے اور آخر ۵۸۸ پانسو اٹھاسی ہجری مین دہلی انکے تصرف سے نکلکر قبضہ دیوان ملوک غور مین آئی مورخین سخندان نے تحقیق احوال ملوک غور مین ایسا غور کیا ہی کہ جس اوقات مین فریدون عالم سرفرازی مین ضحاک تازی پر غالب ہوا ذریت ضحاک سے دو بھائی ایک سوری دوسرا سالم اسکے ملازم تھے اور ایک مدت کے بعد فریدونسے متوہم ہوئے اور ساتھ جمعیت اتباع اپنے سے نماوند کیطرف بھاگے اور اُسمقام کو محکم کیا سعدی قبیلہ کا سردار ہوا اور سالم اُسکا سپہ سالار ہوا سوری نے اپنی دختر سالم کے فرزند شجاع نام کو دی اور جب سالم مرگیا شجاع بہ حشمت و عیش چچا کی خدمت مین رہنے لگا حاسدون نے باتین ناخوش سوری کے گوش زد کرکے اُسکے مزاج کو منحرف کیا یہانتک چاہا کہ شجاع سے اپنی بیٹی کی طلاق لیکر جلاوطن کرے دختر نے اپنے شوہر کو خبر کی شجاع نے شب کو سوری کے اصطبل مین جاکر دہلی اسپ و چند قطار شتر بار کرکے اور زن و فرزند اور نقود و جواہر اور طلا و نقرہ اُٹھاکر بسبیل تعجیل آپکو جبال غور مین پہونچایا اور وہان

مقام کرکے کیا زمیندیش اس سبب سے اس محل کا نام زمیندوش مشہور ہوا اور اس مقام مین ایک قلعہ سنگین بنا کیا اور ایالت
اسکی پشتی سے پناہ فریدون سے مانگا اور آخر کو خراج اپنی گردن پر رکھکر امان پائی اور ذریت ضحاک کی اس ولایت مین
ایک دوسرے کے بعد سردار رقبیہ ہوتا رہا تا بوقت اسلام شنسب کی نوبت پہونچی اور وہ حضرت امیرالمومنین اسد اللہ الغالب
علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے عہد مین تھا اور بدست مبارک آنحضرت کے ایمان لایا فرمان حکومت غور کا بخط مبارک شاہ
ولایت پناہ کے پایا اور اسکے نسب کا یون ذکر کیا ہی شنسب کا یون ذکر کیا ہی شنسب بن حریق بن نبیق بن یسی بن وزن بن حسین
بن بہرام بن محبش بن حسن بن ابراہیم بن سعد بن شداد بن ضحاک اور وہ بسطام بن مہشاد بن نریمان بن افریدون بن سامید بن سفید اسپ بن
ضحاک بن شہران بن سند بن سیاک اور وہ سام بن دنتاش بن ضحاک الملک ہی ضرور وہ طبقہ ساتھ شنسبی کے منسوب ہین اور
اولاد شنسبی کے بنی امیہ کے عہد مین بجمیع ممالک اسلام برسر منابر اہل بیت کو ناسزا کہتے تھے مگر غور مرتکب اس امر شنیع کے
نہوئے اور فولاد شنسبی ابو مسلم مروزی کے خروج کے وقت اسکی مدد کو گیا اور اعدائے اہل بیت کے قتل مین کسیطرح تقصیر نہ کی
اور برنجی بن نہادن بن دنیش بن دنشان بن پرویز بن شنسب ہارون رشید کا معاصر تھا اور سوری بن محمد فرزندزادہ امیر نجی کا
صفاریہ کے زمانے مین تھا اور محمد بن سوری سلطان محمود غزنوی کا معاصر تھا جو کہ محمد بن سوری شاہ کی اطاعت نہین کرتا تھا
سلطان نے اسپر لشکر کھینچکر زندہ گرفتار کیا اور حکومت اس دیار کی اسکے فرزند ابوعلی کے تفویض فرمائی اور جو ابوعلی بن محمد بن سوری
نے ساتھ سلطان کے اظہار حق نہ کیا عباس بن شیث بن محمد ابوعلی کے برادرزادہ نے بسبب تعصب کے حکومت پائی اور اسکی شومی ظلم
کے سبب سے سات برس غور مین پانی نہ برسا حیوانات بے زبان اور ناطق کو نتاج ظاہر نہ آیا اور سلطان ابراہیم حرب کرکے اسیر ہوا اور محمد
بن عباس اسکا قائم مقام ہوا اور سلطان کا حلقہ اطاعت اپنے کان مین ڈالا اور قطب الدین حسن بن محمد عباس جد سلاطین غوریہ ہی ایک
قلعہ کے محاصرہ کیوقت ایک تیر اسکی آنکھ مین لگا اسکے صدمہ سے جان بر نہوا اور اسکا بیٹا سام سلاطین غوریہ کے تسلط سے ہند کیطرف
بھاگ گیا اور تجارت مین مشغول ہوا اور اواخر مین حب وطن غالب ہوئی مع اہل وعیال دریا کی راہ سے غور کیطرف متوجہ ہوا ناگاہ
باد مخالف نہایت شدت سے چلی اور کشتی کے شکستہ ہونیسے تمام اہل کشتی ڈوب گئے مگر اعزالدین حسین بن سام نے بمقتضاے
اَلْغَرِیْقُ یَتَشَبَّثُ بِکُلِّ حَشِیْشٍ ہیم جان سے ہاتھ ایک تختہ کے ٹکڑے پر مارا درمیان اس حال کے ایک شیر درندہ اس کشتی مین تھا
اسکا مصاحب اور ردیف ہوا وہ بھی اس تختہ کا گوشہ اپنے پنجہ تصرف مین لایا اور رفیق وشفیق اسکا ہوا مصرع خوش است
آوازگی اور اکہ ہمراہے چنین باشد بعد تین شبانہ روز کے کہ روے دریا پر بے زاد رہے تھے ہزار خرابی دجان کنی کے ساحل مراد
سے دوچار ہوئے شیر بھاگ گیا حسین اسکے پنجہ ظلم سے رہا ہوا اور اس نواح مین ایک شہر اور اسے نظر آیا وہان گیا بطور مسافر دنکے
ایک دوکان مین سو رہا ایک جماعت کوتوالی رونما پھرتی ہوئی آئی اور خفتہ بخت کو سمجھے کہ چور ہی پکڑ کر قید کیا حسین نے سات برس کا
زمانہ اس زندان ستم مین بہ محنت دکدورت کاٹا اسکے بعد حاکم شہر کو ایک مرض عارض ہوا قیدیونکی رہائی کا حکم دیا حسین نے بھی نجات
پائی غزنین کیطرف متوجہ ہوا اثناے راہ مین ایک گروہ رہزنون کا کہ ہمیشہ غزنین کے اطراف مین رہزنی کرتے تھے اُنسے
ملاقی ہوا انھون نے حسین کو جوان وجیہ اور گران ڈیل وزبردست پایا ہتھیار اور گھوڑا دیکر اپنے پاس نگاہ رکھتے تھے کہتے ہین اسکی
صبح کو کچھ لوگ سلطان سے یعنی سلطان ابراہیم غزنوی کے ملازم کہ مدت مدید سے اس جماعت کی تلاش مین سرگردان تھے ان پر غفلت
ہوئے سب کو دستگیر کرکے سلطان کے روبرو لیگئے سلطان نے ازراہ غضب اُنکے قتل کا حکم نافذ فرمایا جسوقت کہ جلاد حسین کے
گردن پر خط دیکر آنکھون پر پٹی باندھنے لگا حسین نے آہ سرد دل پردرد سے کھینچی اور آسمان کیطرف منھ کرکے یہ کہا الٰہی مین جو ب

جانتا ہون کہ غلطی تجھپر روا نہین ہزار افسوس تیری کبریائی کا ظلم اور جور کے خار و خاشاک سے منزہ اور مبرا ہی کیا سبب ہی کہ
مین بیگناہ قتل ہوتا ہون یہ سنکر جلاد نے کہا تو کیونکر بیگناہ ہی حال آنکہ مدت مدید اور عرصہ دراز تک رہزنی کی اور بادشاہ سے
مخالفت اختیار کی حسین نے جواب دیا کہ مین کل شب کو اسنے ملحق ہوا ہون اور ماجرا اپنا مفصل بیان کیا جلاد کو اُسپر رحم آیا اور
اُسکے قتل سے دست کش ہوا اور اپنے سردار کے وسیلہ سے سلطان سے گذارش کی سلطان نے حسین کو طلب کرکے حال پوچھا اُسنے
بی سرگذشت راست راست عرض کی بادشاہ نے نظر ترحم اسکے حال پر اختلال پر مبذول فرمائی اور آثار نجابت اُسکے
ناصیہ سے ہویدا دیکھے اُسکی تربیت اور پرورش مین کوشش کی اور اپنے مقربونکے جرگہ مین منتظم کیا اور تھوڑے عرصہ مین امیر حاجب
کرکے ایک لڑکی اپنے عزیز فرزندون سے اُسکے حبالہ نکاح مین دی اور روز بروز درجہ زیادہ ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ سریر سلطنت پر سلطان مسعود
بن ابراہیم غزنوی متمکن ہوا حسین اُسکے منظور نظر ہوا اور غور کی حکومت پر سرفراز ہوا افراد مکمن رنج شکایت کہ در طریق طلب ۱۰ براحتے
نرسید آنکہ زحمتے نکشید ۱۰ اور بعضے یون بھی کہتے ہین کہ اعز الدین حسین فرزند بیواسطہ قطب الدین حسین ہی اور بہر تقدیر اعز الدین حسین کے
اس ضعیفہ سے جو خاندان غزنویہ سے تھی سات پسر فرخندہ اثر پیدا ہوئے ایک اُنمین سے ملک فخر الدین مسعود ملک بامیان دوسرا
قطب الدین محمد داماد بہرام شاہ تیسرا شجاع الدین علی کہ مین شباب مین اس جہان فانی کو بدرود کیا چوتھا ناصر الدین محمد کہ ولایت
زمین داور رکھتا تھا اور وہ ایک ولایت ہی اطراف غور مین اور علاقہ قندھار سے رکھتی ہی پانچوان سیف الدین سوری چھٹا بہاء الدین سام
ساتوان علاء الدین حسین اور یہ اعز الدین حسین سلطان سنجر اور سلاطین غوریہ کی دونون اطاعت کرتے تھے اور جب وہ مرگیا
اُسکی اولاد سبعہ کہ جنمین ہفت اختر کہتے تھے متفرق ساتھ دو فرقہ کے ہوئی ایک ملوک بامیان کہ اُنمین طخارستان اور
ملک مباطلہ کہتے ہین اور اُنکی تفصیل کتب مبسوطہ مین مذکور ہی دوسرے ملوک غور و غزنین کہ اول اُنکے قطب الدین محمد ہی
اور ساتھ ملک الجبال کے شہرت رکھتا ہی اور بہرام شاہ غزنوی کا داماد ہی فیروزہ کوہ کو تعمیر کرکے دار الملک بنایا اور شکارگاہ
کیواسطے قریب دو فرسنگ کے دو طرف سے دیوار کھنچی اور جابجا قصر ملوکانہ تعمیر کئے اور روش سلاطین بزرگ کی اختیار کی اور
غزنین کے تسخیر کی فکر کی بہرام شاہ اس ارادہ سے مطلع ہوا اسواسطے اُسے غور سے غزنین مین طلب کرکے محبوس کیا اور بعد چند روز کے
زہر دیکر مسموم کیا اور یہ اول عداوت درمیان غوریہ اور غزنویہ کے واقع ہوئی اور سلطان سیف الدین سوری اس خاندان سے
اول وہ شخص ہی کہ جسنے لفظ سلطان اپنے اوپر اطلاق کی اور بھائی کے ہمراہ غزنین مین تھا وہانسے بھاگ کر فیروزہ کوہ گیا اور بقصد
انتقام لشکر جمع کرکے غزنین کیطرف متوجہ ہوا بہرام شاہ طاقت مقاومت کی نہ لایا ہند کی سمت متوجہ ہوا اور سلطان سیف الدین
غزنین مین تخت محمودی پر بیٹھا اور اہل غزنین پر اعتماد کرکے اپنے بھائی بہاء الدین سام کو مع خیل و حشم غور فیروزہ کوہ مین بھیجا
جب علاء الدین اُسکی سپاہ کا ظاہر ہوا اور راستہ غور کے برف کی کثرت سے بند ہوئے اس سال خروج جیز التوا مین رہا اور سردی
و برف ریزی کے سبب سے متعسر اور متعذر ہوا نظم در آمدن زمستان و شدت سرما ۱۰ گرفتند ہر یک بہ گنجے پناہ ۱۰ ز آمد بدیوانگی
ماہیان در آب ۱۰ گشت آب زنجیر در جویبار ۱۰ بہ قعر زمین رفت ماران فرو ۱۰ حصاری شدہ ماہیان زیر رود ۱۰ بر آنکس کہ
باد مخالف وزید ۱۰ مثل گرچہ کوہ است در موخزید ۱۰ برہنہ تنان راز سرمہوش گم ۱۰ فرو رفتہ راز درون شکم ۱۰ بہرام شاہ
بسبب درخواست مردم غزنین ہندی اپنے دار الملک کیطرف متوجہ ہوا اور جیسا کہ مذکور ہوا اس ملک کو غوریہ کے ہاتھ سے
انتزاع کیا اور سیف الدین سوری اور سید مجد الدین اُسکے وزیر کو برسوائی تمام قتل کیا اور وہ عداوت تین کہ اسوقت تک مخفی تھی ظاہر
زمین بہاء الدین سام بن اعز الدین حسین جو سلطان غیاث الدین محمد اور شہاب الدین محمد کا والد ہی جب بقصد

انتقام لشکر جمع کیا اس درمیان مین بمرض چیچک گرفتار ہوکر مرگیا اور علاء الدین حسین جہانسوز بھی بیٹا اعز الدین حسین کا ہوکر سلاطین غور بسبب اسکے بلند آوازہ ہوئے اپنے بھائی کے انتقام کیواسطے غزنین کی طرف گیا اسمقام کو جلا کر خاک سیاہ کیا سوائے قبر سلطان محمود اور سلطان مسعود اور سلطان ابراہیم شاہ کے جمیع قبوران سلجقیہ کو کھود کر آگ انکی ہڈیونمین ڈالی پھر سلطنت غور اور بعض محال خراسان مین پہونچا جب غور کیطرف مراجعت کی اپنے بھتیجون غیاث الدین محمد اور معز الدین محمد بن بہاء الدین سام کو بایالت سختگی تعین کیا جو انکی طبیعت مین سخاوت اور شجاعت مرکوز تھی اس ولایت کا حاصل انکے صرف کو کفایت نکرتا تھا اسقدر آدمیون پر رعایت کی کہ اطراف و جوانب سے سپاہ کثیر اور جمع غفیر انکے پاس فراہم ہوئی اور نام انکا بلند ہوا ایک جمعیت اہل حسد نے اس امر کو بوجہ نالائق علاء الدین حسین کے سمع مبارک مین پہونچایا اور وہ منتوہم ہوا دونونکو جرجستان کے قلعہ مین قید کیا اور نہایت غرور سے سلطان سنجر سے مخالفت کی اور جو کچھ اسکا باپ ہر سال بھیجتا تھا اسکے بھیجنے مین اغماض کیا بلکہ بلخ اور ہرات کو اپنے تصرف مین لایا آخر کو سلطان سنجر کے معرکہ مین اسیر ہوا اور چند مدت اسکے اُردو مین سرگردان رہا سلطان سنجر نے ترحم کرکے پھر مملکت غور اسے عنایت فرمائی لیکن ۵۵۸ھ پانسو اکاون ہجری مین مرگیا اور ملک سیف الدین محمد بن علاء الدین حسین باپ کے بعد بادشاہ ہوا اپنے چچیرے بھائیونکو سلطان غیاث الدین محمد سام اور سلطان معز الدین محمد بن بہاء الدین سام کو قلعہ جرجستان سے رہا کرکے سنجہ کی حکومت پر بحال کیا اور بعد ایک سال و چند ہ بزیادہ جنگ عراق کیواسطے گیا اور لڑائی کے دن اپنے ایک آدمی کے ہاتھ سے مارا گیا غیاث الدین محمد سام بعد چچیرے بھائی کے سلطنت فیروزہ کوہ مین پہونچکر اپنے بھائی شہاب الدین کو جو فی الحقیقت بادشاہ تھا سپہ سالار کیا اور تھوڑے عرصہ مین خراسان اور ہندوستان کو اپنے تصرف مین لایا اور اس مملکت مین خطبہ اپنے نام پڑھایا گزا اور سکہ پر اپنا نام جاری کیا اور ۵۹۹ھ پانسو ننانوے ہجری مین وفات پائی۔ ذکر

سلطنت بادشاہ جم جاہ سلطان معز الدین بن بہاء الدین محمد سام بادشاہ دہلی المقلب بہ شہاب الدین غوری۔ جب سلطان عالیمقام غیاث الدین محمد سام سلطنت غور مین پہونچکر برادر اعیانی اپنے معز الدین محمد کو کہ ساتھ شہاب الدین کے شہرت رکھتا تھا تکیہ بادشاہ مین کہ بلاد گرمسیر ہ چھوڑا اور وہ ہمیشہ تکیہ بادشاہ سے غزنین پر کہ پھر اولاد سبکتگین کے تصرف مین آیا تھا فوج کشی کرتا تھا اور اس بلاد کو زحمت دیتا تھا یہانتک کہ شہور ۵۶۷ھ پانسو سرسٹھ ہجری مین سلطان غیاث الدین محمد نے نہضت فرماکر غزنین کو تصرف امرائے خسرو ملک سے برآوردہ کیا اور اُسے بھی سلطان معز الدین محمد کے سپرد کیا اور وہ اپنے بھائی کے حکم کے موافق ۵۷۲ھ پانسو بہتر ہجری مین لشکر ملتان کیطرف لیگیا اور اُسکو مسخر کیا اور وہانسے باجہ مین گیا راجہ اس بلدہ کا قلعہ بند ہوا اور سلطان شہاب الدین اس قلعہ کے دور مین خیمہ و خرگاہ ایستادہ کرکے لوازم محاصرہ مین مشغول ہوا اور جو جانتا تھا کہ راجہ کا جنگ سے مغلوب اور مسخر کرنا دشوار ہے ایلچی راجہ کی رانی کے پاس جو شوہر پر مسلط تھی بھیجا اور اُسسے یہ فریب دیکر وعدہ کیا کہ جو تیری سعی سے یہ شہر مفتوح ہووے مجھے اپنے عقد مین لاکر ملکہ جہان بناؤنگا رانی جو کہ حشمت و شوکت سلطان سے ہراسان تھی اور یقین جانتی تھی کہ غلبہ اُسکی طرف سے ہوگا جواب دیا کہ مجھے لیاقت اس امر کی نہین رہی ہے لیکن ایک دختر بلند اختر کہ کمال حسن و لطافت مین اپنا نظیر نہین رکھتی اگر سلطان قبول فرماوے اور اپنے عقد نکاح مین لاوے اور شہر لینے کے بعد میرے مال و اسباب خاصہ کی طمع نکرے تو مین راجہ کو ایسا خواب مرگ مین سُلاؤن کہ قیامت تک نہ جاگے سلطان شہاب الدین نے قبول کیا اس عورت ناپاک نے چند روز مین اپنے شوہر کو ہلاک کرکے شہر کو سپرد کیا **بیت** اگر زن نکو بودی ورا ے زن ۔ زنان را مزن نام بد ے زن ۔

سلطان

سلطان شہاب الدین نے ایفاے وعدہ کرکے راجہ کی بیٹی کو مشرف اسلام سے مشرف کیا اسکے بعد حسب شریعت غراے محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ساتھ ازواج مین لایا اور دونو کو غزنین بھیجا تاکہ آداب روزہ اور نماز کے یاد کرین اور کلام مجید پڑھین رانی نے اسی عرصہ مین وفات پائی سلطان رانی کے عمل بد سے متنفر ہوا اعتماد اُپر نکر کے دختر کو بھی اپنے وصال جان بخش سے کامیاب نکیا یہانتک کہ دو برس کے بعد غم دغصہ کھانے سے اُسکا بھی انتقال ہوا مابعد سلطان نے باجہ اور ملتان کو علی کرماج کے حوالہ کرکے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور ۵۷۴ھ پانسو چوہتر ہجری مین پھر باجہ اور ملتان مین آیا اور ریگستان کے راستہ سے گجرات کی عزیمت کی اور راے بھیم دیو جو بیرم دیو کی نسل سے تھا اور حکومت اس ولایت کی رکھتا تھا اُسکے مقابل آنکر مقابلہ اور مقاتلہ مین مشغول ہوا اور جنگ عظیم ومعرکہ شدید کے بعد لشکر اسلام نے شکست کھائی بہت سے سلمان شہید ہوئے اور سلطان نہایت مشقت سے غزنین گیا اور ۵۷۵ھ پانسو پچہتر ہجری مین پیشاور کیطرف کہ کتب سلف مین ساتھ بکرام وپیشہ اور فرسور کے مشہور ہی لشکر لیجا کر اس ناحیت کو تسخیر کیا اور دوسرے سال لاہور کیطرف روانہ ہوا اور خسرو ملک جو دہلی کے راجہ اور دیگر راجگان اور افغانان کی مخالفت سے بادشاہی مین استقلال نرکھتا تھا تاب ستیز اور آویز کی نہ لاکر قلعہ مین متحصن ہوا اور رسل ورسائل کے بعد خسرو ملک نے اپنے چھوٹے بیٹے کو جو نہایت خرد سال اور موسوم بہ ملک شاہ تھا مع ایک زنجیر فیل کہ اس سے بہتر اُسکی سرکار مین نہ تھا اسکے پاس بھیجا سلطان معزالدین محمد نے بمضمون الصلح خیر عمل کرکے مراجعت کی اور دوسرے برس دیول کیطرف کہ ولایت سندھ سے ہی لشکر لیگیا تمام بلاد اور ساحل بحر کو اپنے ضبط مین لایا اور سالماً غانماً بازگشت کی اور ۵۸۰ھ پانسو اسی ہجری مین دوسرے بار لاہور مین آیا خسرو ملک پھر متحصن ہوا اور سلطان معزالدین محمد نے لاہور کی نواح کو غارت اور تاراج کیا اور قلعہ سالکوٹ کو درمیان آب راوی وآب چناب کے ہی بنا کیا اور حسین خرمیل کو وہانکا حاکم کیا اور استعداد قلعہ داری دیکر مراجعت کی اور خسرو ملک نے فرصت پاکر کمکران اور دوسرے قبائل کفار کے اتفاق سے حصار سالکوٹ کو محاصرہ کیا اور ایک مدت مدید وہان رہ لیگیا بغیر اُسکی فتح کے معاودت کی اور سلطان معزالدین محمد اس سبب سے طیش مین آیا اس مرتبہ لشکر جرار وخونخوار لیکر ۵۸۲ھ پانسو بیاسی ہجری مین پھر لاہور مین آیا خسرو ملک نے تحصن ڈھونڈھا اور چندروز تلاش کرکے آخرالامر زروے عجز سلطان شہاب الدین کی ملاقات کیواسطے دوڑا اور اسے شہر مین لایا سلطان شہاب الدین نے لاہور کو علی کرماج کے جو حاکم ملتان تھا سپرد کیا اور خود غزنین کیطرف رجوع کی اور خسرو ملک اور اُسکے بیٹے ملکشاہ اور افرہا اور اغرہ کو کوہ فیروزہ مین اپنے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کے پاس بھیجا سلطان غیاث الدین محمد نے انھین قلعہ جرجستان مین محبوس کیا اور حادثہ خوارزم شاہ کا ملاحظہ کرکے سب کو قتل کیا اس سلسلہ سے ایک اثر باقی نچھوڑا اور ۵۸۷ھ پانسو ستاسی ہجری مین غزنین سے ہندوستان کی عزیمت کی اور قلعہ تہندہ کو کہ اس زمانہ مین بقبضہ راجگان عظیم الشان تھا راے اجمیر کے تصرف سے برلایا اور ملک ضیاء الدین تولکی کو مع ایک ہزار اور دوسو سوار کہ ہر ایک چیدہ اور انتخاب تھا اس قلعہ مین چھوڑکر مراجعت کیا چاہتا تھا ناگاہ خبر پہونچی کہ پتھورا والی اجمیر مع اپنے بھائی کھانڈے راے والی دہلی سے اتفاق کرکے مع چند راجہاے راجپوت اور دو لاکھ سوار اور تین ہزار فیل جنگی ہمراہ لیکر قلعہ باسترداد واسترداد قلعہ تہندہ بسبیل استعجال متوجہ ہی سلطان شہاب الدین نے فسخ عزیمت مراجعت کرکے اسکے مقابلہ کو پیشقدمی کی اور موضع تراین جو آب سرستی کے ساحل پر جو تھانیسر سے سات کوس ہی اور اب ساتھ پتراواری کے شہوت رکھتا ہی اور دہلی سے چالیس کوس کی مسافت ہی مقابلہ اور مقاتلہ واقع ہوا میمنہ اور میسرہ سلطان شہاب الدین سے متفرق ہوئی اور قلب مین بھی چندان فوج نہ رہی اسوقت ایک مقربان نے عرض کی کہ امراے میمنہ اور میسرہ نے جو اس خاندان

عالیشان کے نعمت پروردہ تھے پاے ثبات زمین کمین سے متزلزل کرکے راہ فرار نا پی اور امراے افغان و خلج کہ مقدمۃ الجیش تھے
اور ہمیشہ لاف مردی و مردانگی مارتے تھے معرکہ مین انکا نشان پیدا نہین اگر عجالۃ الوقت عنان مراجعت لاہور کی طرف
معطوف فرماوین مناسب دکھلائی دیتا ہی سلطان کو یہ بات موافق طبع نہ آئی شمشیر نیان سے لی اور لشکر قلب کے اتفاق سے
سپاہ دشمن پر حملہ کرکے حرب وضرب آغاز کی ابیات بران تن کہ زخنجر سخت کوش ۔ درآمد سرش پاے کوبان زدوش
بہر سو کہ شمشیر دکار کرد ۔ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ۔ چنانچہ ہر دو دست دشمن انکی میدان داری اور خنجر گذاری پر آفرین
کرکے مراسم تحسین بجالایا ناگاہ کھنڈے راے سپہ سالار دہلی کی نظر سلطان پر پڑی فیل کوہ تمثیل کہ جسپر سوار تھا سلطان کی طرف دوڑایا
سلطان بلا توقف نیزہ ہاتھ مین لیکر اسکی طرف متوجہ ہوا اور ایسی ضربت اسکے دہن مین ماری کہ کئی دانت اسکے شکستہ ہوکر
گر پڑے کھنڈے راے نے بھی کمال تہور اور جلادت کرکے ہاتھی پر سے ایسا زخم سلطان کے بازو پر پہونچایا کہ قریب تھا کہ خاندان
سے جدا ہوجاتا ناگاہ ایک خلجی بچہ پیادہ بجانب پشت سلطان انکے گھوڑے پر سوار ہوا اور سلطان کو اپنے زیر بغل کرکے زدوکاہ سے نکالکر
لشکر امراے مین کہ انھون نے بھاگ کر بیس کوس پر دم لیا تھا بخیر و عافیت پہونچایا اور شور و واویلا کہ شکست لشکر اسلام اور سلطان کے
گم ہونے کا لشکریون مین برپا تھا ساکن ہوا اور سلطان شہاب الدین نے ممالک ہند مردم معتمد کے سپرد کرکے عزم کیطرف روانہ ہوا اور
افغانونسے اسوقت صلحتاً کچھ نہ کہا اور امراے غور و خلج و خراسان کو معاتب و مورد عتاب کیا اور توبڑے پر از جواہر انکی گردن مین لٹکانے
اور شہر مین تشہیر کیا اور حکم دیا کہ جو شخص جو کچھ توبڑہ مین ہو نہ کھا دے اسکا سر تن سے جدا کردیا روں نے جان کے خوف سے جواہر حلق
کیے اور سلامتی کو بہترین امور سمجھے اور زین المآثر کے طرز کلام سے ایسا واضح ہوتا ہی کہ جب سلطان شہاب الدین نے زخم کھایا
اور ضعف اسپر غالب ہوا گھوڑے سے گرا بسبب عدم معرفت اسے کسی نے نجانا کہ کون شخص ہی اسکی طرف کوئی متوجہ نہوا اور
شب نے پردہ ظلمانی جہان پر ڈالا اور جبکہ ایک پہر رات سے گذرا ایک جماعت غلامان ترک سے سلطان کے درپے تفحص
ہوئی اور معرکہ مین آکر درمیان مقتولون کے ڈھونڈھنے لگے سلطان نے آواز اپنے غلامونکی پہچانکر انھین اپنے حال سے مطلع کیا
غلامون نے اسکی سلامتی پر شکریہ ادا کیا اور اسے باری باری کاندھے پر چڑھا کر تمام شب قطع مسافت مین مصروف رہے
علی الصباح اپنے ہمراہیونسے جا ملے اور بادشاہ کو محفہ مین سوار کیا اور آسی منزل مین راے پتھورا آیا اور قلعہ تہندہ کو کہ ضیاء الدین
تولکی وہان تھا ایک سال اور ایک مہینے محاصرہ کیا آخر کو صلح سے لیا پھر اپنے بھائی سلطان شہاب الدین سے رخصت لیکر
غزنین کیطرف خرامان ہوا اور بقصد انتقام خواب و خور اپنے اوپر حرام کیا اور تھوڑے عرصہ مین سپاہ جرار خونخوار
بہم پہونچا کر دوسرے برس ایک لاکھ اور سات ہزار ترک و تاجیک و افغان کہ انمین اکثر کلاہ مکلل بجواہر سر پر اور جوشن
محلی بہ نسیم زر زیب بر رکھتے تھے غزنین سے آئے اور بغیر اسکے کہ اعیان درگاہ سلطان سے مشورہ کرین ہندوستان کی
طرف روانہ ہوئے جب رایات نصرت آیات بلدہ پیشاور مین پہونچا ایک پیران غور سے جو گستاخ تھا سر عجز زمین انکسار پر
رکھکر التماس کی کہ کچھ معلوم نہین ہوتا ہی کہ سلطان کہان جاتا ہی اور ارادہ کیا ہی سلطان شہاب الدین نے فرمایا کہ اے شخص
یقین جان کہ جسوقت سے مین نے ہند کے راجاؤن سے شکست کھائی ہی اپنی ہمچو (زوجہ) کے ساتھ عیش و عشرت کے
فرش پر استراحت نہ کی اور جوشاک کہ پہنے ہون نہ بدلی یہ سال مین نے حزن و ملال مین بسر کیا ہی اور امراے غور و خلج اور
خراسان باوجود قدیم الخدمتی کے مجھے معرکہ اعدا مین چھوڑ کر مفرور ہوئے مین نے انکے دربار مین آنیکی ممانعت قدغن کی سلام کا تو کیا انکی آج تک
انکا منھ نہ دیکھا اب لطف ایزدی پر اعتماد کرکے بقصد انتقام ہند کیطرف متوجہ ہوا ہون اور امراے قدیم جو مہد سے

اس عہد تک پروردۂ نعمت اس خاندان کے ہین اُنسے چشم داشت خدمت کی نہین رکھتا پیر غوری اس حکایت کے سنتے ہی زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض گذار ہوا فتح وظفر ہمراہ رکاب ملازمان شاہ ہو جیو انشاء اللہ تعالی اکی مرتبہ تیرت امرائے جان نثار ایسی جانسپاری اور میدان داری کرینگے کہ تلافی اور تدارک فروگذاشت سابق ہووے اور نام نیک صحائف روزگار پر ثبت رہے لیکن امیدوار ہون کہ سلطان رقم عفو انکے جرائم پر کھینچکر مجرے کا حکم نافذ فرماوے اور الطاف خسروانہ و عنایات شاہانہ نوازش کرے تو اپنے کیے ہوئے سے نادم ہون اور سیئات اپنے ساتھ حسنات کے مبدل کرین سلطان کو تقریر دلپذیر پیر کی پسند آئی تمام امرا کو اپنے دربار مین بُلایا اور جشن عظیم کرکے ہر ایک کو اُنمین سے علی قدر مراتبہا در تفاوت مدارج خلعت اور پٹکہ کمر اور خنجر مرصع سے سرفراز کیا اور اُنکی خجالت دفع کرکے جہاد کے بارہ مین بہت سفارش اور تاکید فرمائی دوسرے دن اس موضع سے کوچ کرکے اعلام نصرت نشان لاہور کی طرف روانہ کیے اور اس حدود کے امرا کو جنھون نے سلطان کی غیبت مین دولتخواہی کی تھی اور سپہ سالار صوبہ لاہور سے سلوک پسندیدہ و خاطر خواہ کرکے جو اُس طرف کے راجاؤن کو شر سے مانع ہوئے تھے پایہ اُنکی دولت کا بھی بلند کیا اور دلونکی تشفی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور جب سرا پردۂ سلطان لاہور مین برپا ہوئے قوام الملک رکن الدین حمزہ کو جو اعیان ملک اور مشاہیر دولت سے تھا برسم رسالت اجمیر کیطرف بھیجکر اسلام اور اطاعت کے بارہ مین ترغیب تحریص کی پتھورا نے جواب درست دیا اور ہندوستان کے تمام راجاؤن سے اعانت چاہی اور روایت صحیح سے واضح ہوتا ہی کہ اُسنے تین لاکھ سوار راجپوت اور افغان وغیرہم سلطان کے مقابلہ کو بھیجے تھے سلطان نے بھی لشکر اسلام لیکر شیرغزان کیطرح قدم جرأت اُنکی طرف بڑھایا اور ۵۸۷ھ پانسو اٹھاسی ہجری مین بھیر لشکر کفر اسلام کا مقابلہ ہوا اور دونون لشکر نے آب سرستی کے کنارے ڈیرہ کیا راجہ ہاے راجپوت کہ ڈیڑھ سو نفر تھے شجاعت کا قشقہ اپنی پیشانی پر کھینچکر اپنے قاعدہ و روش سے قسمین غلیظ اور شدید کھائین اور رقم ہزیمت کی صفحۂ خاطر سے محوکی اور یہ عہد کیا کہ جب تک دشمن کو دفع نہ کرین کارزار سے دست بردار نہون اور جو کہ جنگ سابق مین شریک ہوئے تھے نہایت نخوت اور غرور سے نامہ تہدید و تخویف تحریر کیا مضمون اُسکا یہ ہو کہ حادث وحدت ہمارے سپاہ بیکران کی تجھے معلوم ہوگی کہ تواتر و توالی روز بروز لشکر اقتضاے بلاد ہندوستان سے پہونچتا ہو اگر تو رحم اپنی ذات پر نہین کرتا ہمارے اس جماعت نامراد پر جو ہمراہ رکھتا ہو رحم کر اور اپنے آنے سے خجل ہوکر علم معاودت بلند کر کہ ہمین اپنے دیوتا اور بتونکی سوگند ہو کہ ہم تمھارا پیچھا نکرینگے اور کسی طرح کا تعرض اور مزاحمت نہ پہونچا وینگے اور جو یہ امر تمھین منظور نہین تو ہمارا سامنا کرو کہ فیلان صف شکن تین ہزار سے زیادہ ہین اور پیادہ توپچی اور تیر انداز کہ حساب سے افزون ہین مع لشکر کہ درمیان دہم کے نہ سماوے کل تمھارے اُردو پر تاخت لاوینگے اور حریف کو عرصۂ گیر و دار مین قبل مات کرینگے سلطان شہاب الدین نے اُسکے درجواب ترقیم فرمایا کہ جو کچھ پیغام دیا نہایت مروت اور شفقت ہی لیکن سب کو معلوم ہو کہ لشکر کشی مین اس دیار کے مجھے اختیار نہین ہو اپنے بھائی کے حکم سے اس حدود مین آیا ہون اور ساتھ مشقت اور محنت کے قرن ہوا ہون اسقدر مجھے مہلت اور فرصت دو کہ کسی مرد سخندان اور دانشمند کو اپنے بھائی کے پاس بھیجکر کیفیت تمھاری جمعیت اور غلبہ کی عرض کرون اور رخصت حاصل کرکے تمسے صلح کرون کہ سرہند اور پنجاب اور ملتان ہمارے قبض و تصرف مین رہے اور باقی ممالک ہندوستان پر تم قابض رہو کفار کے سردارون نے جب اس جواب سے لشکر اسلام کی زبونی کا سراغ پایا خواب غفلت مین ہوئے اور سلطان شہاب الدین اُسی شب کو مہیاے جدال و قتال ہوا اور بعد طلوع صبح کہ راجپوت بہ قضاے حاجت اور منھ ہاتھ دھونے کو دانستہ باہر گئے تھے

صفوف حرب آراستہ کرکے کمال مردانگی و شوکت سے میدان مین آیا کفار ہر چند سراسیمہ ہوئے لیکن جو کہ موجود تھے
ہر نوع فراہم ہوئے اور دانت پر دانت گڑوکر بقدر حال آلات حرب ترتیب دیکر مقابلہ کو دوڑے سلطان نے جو اہل ہند
کی بہادری اور جوانمردی مشاہدہ کی تھی اپنے لشکر کے چار غول کیے کہ اپنی اپنی باری جنگ کرین یعنی جسوقت فیلان جنگی اور
سواران ہندی حملہ آور ہون الحرب خدعتہ کے موافق پشت ہزیمت اُنھین دکھا کر پاے ثبات متزلزل کرین اور جب وہ
فرار کا گمان کرکے تعاقب کرین پلٹ کر تیغ یمانی سے سرافشانی اور تیر سنان گذار سے اُن نابکارونکے بدنونکو بار سر سے
سبک کرین الغرض پہر دن چڑھے سے نماز عصر کیوقت تک طرفین سے تنور حرب گرم رہا اسوقت شہاب الدین نے خود توکل کا
زیب سر اور زرہ مصابرت کے جسم پر ڈالی اور بارہ ہزار سوار نے شمشیرہاے بران کفار کے قتل کیواسطے میدان سے لیرہ ورسانا ہے
جانستان گھوڑونکی کنوتیون پر راست رکھین اور شیر غران کیطرح نعرہ تکبیر بلند کرکے حملہ آور ہوئے اور خاک معرکہ کی دلیرونکے خون سے
رنگین کرکے طرفۃ العین مین صفوف اعدا مین تزلزل ڈالا اس درمیان مین خرمیل اور دوسرے امرانے یکبارگی چارون طرف سے حملہ
کرکے سپاہ ہند کو منہزم کیا کھانڈے راے حاکم دہلی اور بہت سے راجہ جنگ مغلوبہ مین مارے گیے اور پتھورا حدود سرستی مین گرفتار ہوا
اور سلطانکے حکم سے قتل ہوا غنائم کثیر غازیونکے ہاتھ آئی قلعہ سرستی اور ہانسی اور سمانہ اور کرنال وغیرہ مفتوح ہوئے اسوقت
سلطان شہاب الدین نے اجمیر کیطرف عنان توجہ معطوف فرمائی اس حدود کو بھی اپنے قبضہ اقتدار مین لایا اور ہندی بہت اسیر کرکے اُنکے
قتل مین تقصیر نہ کی اور صلاح وقت دیکھکر باج وخراج کی گفتگو درمیان مین لایا اور اجمیر کو پسر پتھورا کے تفویض کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوا
جب وہانکا راجہ ازراہ عجز وزاری حاضر ہوا اور ہر قسم کے تحفہ اور ہدیہ بھیجے سلطان نے ظاہر دہلی سے کوچ کیا اور ملک قطب الدین کو جو غلام
برگزیدہ اُسکا تھا مقدمہ کرام مین کہ ستر کوس دہلی سے ہے چھوڑا اور کوہ ہاے سوالک کہ ہندوستان کے شمال مین واقع ہین نہیب وتاراج
کرکے غزنین کیطرف مراجعت کی اور ملک قطب الدین ایبک نے اسی سال قلعہ میرٹھ اور دہلی کو فوج کشی کرکے پتھورا اے اور کھنڈے راے
کے عزیزونکے ہاتھ تصرف سے برلایا اور ۵۹۳ھ پانسو نواسی ہجری مین قلعہ کول کو بھی مسخر کیا اور دہلی کو دارالملک کرکے وہان استقامت
کی اور اُسکے اطراف واکناف پر انتظام واتقی کرکے اسلام کے طریق ظاہر کیے سلطان شہاب الدین غزنین سے پھر عزیمت
ہندوستان کی بلدۂ قنوج کیطرف متوجہ ہوا اور راے جیچند قنوج اور بنارس کا والی تھا اور تین سو کنی فیل کو دیکر رکھتا تھا
اُسنے سبقت کرکے قصبہ چندوار اور اٹاوہ کی نواح مین آیا اور ملک قطب الدین ایبک سے کہ مقدمۃ الجیش تھا محاربہ کرکے
شکست پائی اور مال واموال کو بھی برباد کیا سلطان حصار اسنی مین کہ راے جیچند کا مخزن تھا داخل ہوا اور غنیمت بہت ہاتھ آئی پھر
وہانسے بنارس گیا اور قریب ایکہزار بتخانہ مین مومنونکا مسکن کیا اسکے بعد قلعہ کول کی سیر کیواسطے توجہ فرمائی اور بعدہ اس
ممالک ہند کو بھی بدستور سابق ملک قطب الدین ایبک کے سپرد کرکے مظفر ومنصور غزنین کیطرف روانہ ہوا اور اُندنون مین
پتھورا کے عزیز دشمنین سے ایک شخص کہ ہیمراج نام رکھتا تھا پسر پتھورا پر خروج کرکے اجمیر اُسکے قبضہ سے برلایا اور ملک
قطب الدین ایبک سے بھی مقام مخالفت مین آیا چنانچہ ۵۹۱ھ پانسو اکانوے ہجری مین اسطرف لشکر لیگیا اور ہیمراج نے بھی لشکر کثیر فراہم
کیا اور ہم مصاف ہوکر مارا گیا اجمیر اس مرتبہ مسلمانونکے زیر حکومت ہوا اور اُسنمین دونون مین ملک قطب الدین ایبک لشکر
نہروالہ گجرات کیطرف لیگیا انتقام سلطان کا راے بھیم دیو سے جو وہانکا والی تھا لیا اور غنائم وافر اُسے دستیاب ہوئی
اور فرمان کے موافق غزنین کیطرف جاکر دہلی کو مراجعت کی اور ۵۹۲ھ پانسو بانوے ہجری مین سلطان شہاب الدین کو دوبارہ
سفر ہند کی ہوس ہوئی غزنین سے روانہ ہوکر قلعہ تھنگر کو کہ اسوقت ساتھ بیانہ کے شہرت رکھتا تھا فتح کیا اور وہان کی

سرداری بہاء الدین طغرل کو عنایت فرمائی اور واسطے تسخیر قلعہ گوالیار کے مامور کرکے خود دارالملک غزنین کیطرف معاودت کی
اور بعد فتح گوالیار کے ملک قطب الدین ایبک سے حوالی اجمیر کے راجپوتونسے جنگ واقع ہوئی شکست فاحش نے اُسے مُنھ دکھایا
اور سنہ ۵۹۲ پانسو ترانوے ہجری مین ملک قطب الدین ایبک نے نہروالہ گجرات کو مفتوح کیا اور اسیطرح سے قلعہ کالپی اور کالنجر
اور بدایُون سنہ ۵۹۹ پانسو ننانوے ہجری مین سر ہوا اور سلطان شہاب الدین محمد بطوس و سرخس مین تھا کہ خبر وفات اسکے
بڑے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کی کہ متمکن بہ تخت شاہی تھا پہونچی وہانسے بادغیس کیطرف متوجہ ہوا اور اُس مقام مین
متراکط غزا بجا لایا اور ممالک خراسان کو اس سال ساتھ آل سامان کے اس طور سے تقسیم کیا کہ تخت فیروزہ کوہ اور غور اپنے چچیرے
بھائی ملک بہاء الدین کو دیا جو سلطان غیاث الدین محمد کا داماد تھا اور بست و فرح اور اسفزار اپنے سلطان محمود بن غیاث الدین محمد
کو عنایت فرمایا اور حکومت ہرات اور اُسکے توابع کی اپنے خواہرزادہ ناصرالدین محمد پر مسلم رکھی اور بہ نفس نفیس بادغیس سے پلٹ کر
غزنین مین آیا اور اپنے بھائی کی وصیت کے بموجب تاج جہانداری اپنے زیب سر کرکے تخت بلند پایہ پر متمکن ہوا اور اُن روزون
نبیرہ شہاب الدین محمد خیر بیگ حاکم مرو کی سُنکر باستعداد تمام سنہ چھ سو ہجری مین خوارزم کے عزم تسخیر مین گیا خوارزم شاہ
تاب مقاومت نہ لایا قلعہ خوارزم مین متحصن ہوا جب سلطان خوارزم مین پہونچا دریا کے کنارہ جو جیحون سے خوارزم اور
خلیج کے مابین شرقی رویہ ہو لشکر کھودی ہی فروکش ہوا اور بعد چند روز کے لڑائیان واقع ہوئین کئی امرائے غور شہادت کو پہنچے
اس درمیان مین خبر پہونچی کہ قراہیگ سپہ سالار گورخان بادشاہ ختطا اور سلطان عثمان بادشاہ سمرقند خوارزم شاہ کی کمک کو آتے ہین
یہ خبر سنتے ہی ایلخون سلطان پر مستولی ہوا کہ احمال و اثقال زیادتی کو آگ دیکر خراسان کی طرف راہی ہوا خوارزم شاہ نے پیچھا کیا
سلطان شہاب الدین محمد پلٹ کر حرب مین مشغول ہوا اور شکست کھاکر خزانہ اور ہاتھی گھوڑے دشمن کے قبضہ مین چھوڑ کر بھاگا کہ ناگاہ
لشکر قراہیگ ختطائی اور سلطان عثمان سد راہ ہوئے سلطان بہزار مشقت اندخود مین پہونچا اور دونون لشکر کے درمیان
محاربہ عظیم واقع ہوا سلطان نے اس جنگ مین داد مردی و مردانگی دی باوصف اسکے کہ سو سوار ہمراہ اُسکے رہے تھے
حرب مین مشغول رہا جب تاب مقاومت نہ رہی قلعہ اندخود مین متحصن ہوا آخر کو سلطان عثمان کے ذریعہ سے صلح کی اور قلعہ دیکر
بحال پریشان عازم مراجعت ہوا جسوقت کہ سلطان خوارزم شاہ کے میدان سے بھاگا ایبک ناپاک جو اُسکے مقربونسے
تھا معرکہ سے باہر جاکر گمان لیگیا کہ سلطان کو آسیب پہونچا اسواسطے سلطنت سنبھالنے اور اُس نواح کو اپنا مرکز خاطر کرکے
بتعجیل تمام ملتان کی طرف متوجہ ہوا اور وقت پہونچنے کے امیر داؤد حسن کے ساتھ مکر کا شیوہ شروع کرکے یہ بات کہی کہ سلطان کا
فرمان صادر ہوا ہی مجھے تمسے کچھ خلوت مین کہنا ہی اور مجاری احوال جو کچھ تازہ حادث ہوا ہی درمیان مین رکھون امیر داؤد حسن
بے تامل اُسکے محل مین داخل ہوا ایبک ناپاک نے بھی خلوت مین بلاکر اِدھر اُدھر کا تذکرہ کیا اسی درمیان مین ایک غلام ترکی کو
کہ اُسکے مار ڈالنے کا اقرار کیا تھا اشارہ کیا اُسنے بے ملاحظہ خنجر غدر میان ظلم سے نکالکر امیر داؤد حسن کا سر فوراً تن نازنین سے
جدا کیا اور شہر مین یہ شہرت دی کہ مین سلطان کے حکم سے اس فعل کا مرتکب ہوا ہون اور فرمان جعلی تحریر کرکے شہر قبۃ الاسلام ملتان پر
بے مشقت و منازعت متصرف ہوا اور سردار کہ کہ اُن کوہ جود وغیرہ کہ سُرکہ نام رکھتا تھا سلطان کے قتل ہونے سے بانجرم
داعیۂ سلطنت کا اور تسخیر حصار لاہور مین نہاد ہمت کرکے مابین آب جیلم اور سوردہ کے آتش فساد مشتعل کی اور سلطان جب
قلعہ اندخود سے غزنین مین پہونچا اسکا غلام ایلدگز قلعہ مین راہ نادیکر جنگ پر آمادہ ہوا جو کہ سلطان کو تاب مقاومت
نہ تھی راہ ملتان کی آگے پکڑی اور ایبک ناپاک نے جب سلطان کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا سلطان نے اُس سے

جنگ کرکے گرفتار کیا اور ساتھ لشکر سرحدہاے ہند کے غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور اکابر غزنین کی سفارش سے ایلدگز کی خطا معاف فرمائی اور غزنین مین آیا چنانچہ انھین دنون مین خوارزم شاہ کا بھی ایلچی آیا اور درمیان انکے صلح واقع ہوئی پھر بقصد جہاد کفار کہکران ہند کیطرف فوج کش ہوا جو قطب الدین ایبک بھی دہلی سے خدمت مین پہونچا کہکران کو مائل ہی اور لاہور مین جاکر قطب الدین ایبک کو دہلی کی رخصت فرمائی اور اس مدت مین سلطان شہاب الدین بلدۂ لاہور مین اقامت رکھتا تھا کہکران نے کہ ولایت اُنکی آب نیلاب کے کنارہ سے دامن کوہ سوالک تک ہی مسلمانون کی ایذا اور اہانت پر کمر باندھی تھی کہ جس مسلمان کو پاتے تھے ساتھ اقسام شکنجہ کے آزار پہونچاتے تھے خصوصاً اُن مسلمانونکو جو سلطانکی طرف سے بلدہ پیشاور اور اُس نواح مین رہتے تھے یہ ہمیشہ محنت اور تشویش کے باعث پنجاب کیطرف فراغت سے آمد و شد نکر سکتے تھے کہکران کا کچھ دین اور ملت نہ تھا اور ایسے بیحیا تھے کہ جسوقت اُنکے یہان بیٹی پیدا ہوتی تھی اپنے دروازہ پر لڑکی کو لیکر فریاد کرتے تھے کہ آیا کوئی شخص ہی کہ اس دختر کو اپنی زوجیت مین قبول کرے اگر کوئی شخص قبول کرتا تھا اُسے دیتے تھے والا اُسی ساعت اُس لڑکی کو تیغ ظلم سے ہلاک کرتے تھے اور اُنکے درمیان ایک عورت چند شوہر رکھتی تھی جو شوہر کہ اُس عورت کے پاس آتا تھا اپنا نشان در دازہ پر چھوڑ جاتا تھا کہ اگر دوسرا شوہر آوے وہ نشانی دیکھکر پلٹ جاوے اور وہ جماعت اس وضع پر رہتی تھی کہ مسلمانونکی عقوبت تواب جانتی تھی یہانتک کہ آخر ایام سلطان شہاب الدین مین ایک مسلمان انکے دست ظلم مین گرفتار ہوا اور طرح دوضع ارباب اسلام کی کسی تقریب سے بیان کی پہلے اس طائفہ کو مسلمانونکا شعار پسند آیا اور محفوظ ہوکر کہا اگر مین سلطان شہاب الدین کیخدمت مین جاکر قلادہ اسلام گردنمین ڈالون میرے ساتھ وہ کیا سلوک کرے مرد مسلمان نے کہا مین ذمہ دار ہون کہ رعایت شاہانہ کرکے پھر حکومت اس کوہستانکی تجھے عنایت فرماوے چنانچہ اس مسلمان نے عریضہ مشتمل اس ماجرے کا ساتھ عرضداشت رئیس کہکر اُنکی سلطان شہاب الدین کے حضور مین ارسال کیا سلطان نے بلا توقف خلعت فاخرہ اور کمربند مرصع اُس رئیس کیواسطے ارسال فرمایا من بعد وہ سلطانکی خدمت مین حاضر ہوا اور عنایات خسروانہ سے سرفراز ہوکر مشرف اسلام سے مشرف ہوا اور دربار سے فرامین حکومت اُس کوہستانکی لیکر آیا اور اکثر کہکرون کو مسلمان کیا مگر اُنمین کے نادر لوگ دور دست کے باشندے تھے ساتھ شرف اسلام کے فائز نہوئے اور اسی سال کفار ترامیہ کو کہ کوہستان غزنین اور پنجاب کے درمیان رہتے تھے اور قتل راہ اسلام کو موجب دخول جنت جانتے تھے بعضونکو بہ لطف و خلق اور بعضونکو بقہر و سیاست دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین داخل کیا اور قریب تین چار لاکھ کفار زنار دار کو اس یورش مین جہنم تو ڑکر اُنکی گردن مین طوق ایمان ڈالا اور ابتک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اٹھارہ ہی دونون قوم دین اسلام پر ثابت قدم ہین تغیر نے اُنکے اعتقاد مین راہ نپائی اسکے بعد کہ خاطر اشرف شہاب الدین نے فتنہ ہند سے فراغت پائی سولھوین رجب سنہ ۶۰۲ چھ سو دو ہجری مین بلدۂ لاہور سے غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور فرمان باسم بہاء الدین سام والی بامیان کے اصدار پایا کہ خاطر ہمایون مابدولت جہاد کفار ترکستان کی طرف متوجہ ہوئی ہی لازم کہ بر گذور وصول فرمان اُس حدود مین لشکر کو فراہم کرکے ساحل آب جیحون پر نزول کرے اور پل تیار رکھے تا پاہ اسلام عبور کے وقت آزار نہ کھینچے اور جو سلطان دوسری شعبان سنہ مذکور کو آب نیلاب کے کنارہ پر پہونچا چنانچہ اس منزل مین کہ برجہیک اشتہار رکھتی تھی وارد ہوا قضارا اُن چند روز مین بیس نفر کفار کہکران کہ اکثر اُنکے عزیز و اقارب اور فرزند سلطان شہاب الدین محمد کی جنگ مین مارے گئے تھے ہم عہد اور ہم سوگند سلطان شہاب الدین کے قتل مین ہوئے تھے اور تدبیر مین کرکے قابو ڈھونڈھتے تھے کہ کیوقت کہ فراس سرابردہ اوتارنے لگے خرگاہ خاصہ سلطان شہاب الدین اور

مضجع اور مسکن اسکا کما حقہ خاطر مین لائے اور تیسرے ماہ مذکور کو ایک کھکر دشمن سے پیشقدمی کو سلطان کے دربانونکو چھری مارکر بھاگا جب غوغا ہوا تمام آدمی اور خدمتگار سلطان کے پاس جمع ہوئے اسوقت اس جماعت نے فرصت پاکر ایک طشقہ سراپردہ کا چھری سے کاٹا اور مع چھری و خنجرہاے برہنہ کے خیمۂ سلطانی مین داخل ہوے اسوقت تین غلام ترک خدمت گذار کہ حاضر تھے تمثال حیرت سے مثل چوب خشک بیحس و حرکت ہوئے اور کھکرون نے خاطر جمعی سے حالت نوم مین اس شاہ عالیجاہ کے بائیس چھریان مارکر درجۂ شہادت مین فائز کیا قطعہ شہادت ملک بحر و بر معز الدین ہ کز اہتدا ے جہان مثل دینا مدیک ہ سوم تر غشبان بسال شش صد و دو ہ فتا د در رہ غزنین بمنزل رہتک ہ سلطنت اسکی ابتداے حکومت غزنین سے آخر عمر تک بتیس سال اور چند مہینے تھی اس سے ایک بیٹی رہی کہتے ہین وزیر اسکا خواجہ مؤید الملک بن خواجہ محمد سجستانی تھا بعضے کہکران غدار کو گرفتار کرکے بسیاست غیر مکرر یعنی انواع عقوبت سے قتل کیا اور امرا اور افسران سپاہ کو متفق کرکے اپنا شریک کیا اور خزانہ کی محافظت مین کہ چار ہزار اونٹ پر لدا تھا اُنسے قسم اور سوگندیلی اور غلام سلطان شہید کے چاہتے تھے کہ خزانہ تاراج کرین تہدید اور رشوت سے اُنھین بھی مانع ہوا اور جنازہ اُس شاہ جمجاہ کا اُٹھاکر بحشمت و شوکت تمام تر غزنین کیطرف لیگیا میل خاطر خواجہ مؤید الملک و امراے ترک کی واسطے سلطنت غیاث الدین محمد کے تھی اور امراے غور مین خیال سلطنت بہاء الدین سام کا رکھتے تھے اس سبب سے جب حوالی فرساور مین پہونچے مین الفریقین مخالفت تمام ظہور مین آئی خواجہ مؤید الملک اس راستہ سے کہ کرمان بہت نزدیک تھا جانا چاہتا تھا تاکہ واسطے تاج الدین ایلدگز کہ ایک غلامان سلطان شہاب الدین سے تھا اور سلطان غیاث الدین سے نہایت اخلاص و ارتباط رکھتا تھا اُس مقام مین تھا اور امراے غور ارادہ رکھتے تھے کہ ایسی راہ سے سیر کرین کہ بامیان سے بہت نزدیک ہووے تا خزانہ بہاء الدین سام کو داصل کرین اور اس مقدمہ مین قریب تھا کہ تلوار آپسمین چلے اور کام ضائع ہو خواجہ مؤید الملک نے امراے غور کے روبرو جاکر ملامت بہت کی اور ساتھ دلائل و براہین کے خاطرنشان کی کہ مناسب وہ ہی کہ شیوران اور کرمان کے راستہ سے غزنین کیطرف متوجہ ہونا چاہیے غرضکہ قبائل افغانان اور کفار نزابیہ سے زحمت بہت کھینچکر جب کرمان کی نواح مین پہونچے تاج الدین ایلدگز محفہ سلطان کے استقبال کیواسطے برآمد ہوا جونہین اُسکی نظر محفہ پر پڑی گھوڑے سے اُترکر زمین ادب کو بوسہ دیا اور اسکے بعد پردہ محفہ کا اُٹھایا جب کالبد سلطان پر نظر پڑی اپنی دستار سر سے و پیراہن تن سے پھاڑکر گریہ و زاری آغاز کی اور ماتم تازہ کیا القصہ بتاریخ بائیسوین شہر شعبان محفہ سلطان شہاب الدین کا غزنین مین پہونچایا اور اُس خطیرہ مین کہ جو اپنی دختر کیواسطے تیار کیا تھا مدفون کیا کہتے ہین غزنین مین خزانہ بہت زر اور نقرہ اور جواہر سے اُس سے باقی رہا از انجملہ پانسو من الماس جواہر نفیسہ سے اُسکے جواہر خانہ مین موجود تھا اور دوسرے نقود و اموال کو اس سے قیاس کرسکتے ہین تین مرتبہ سفر ہندوستان کیا تھا دو مرتبہ شکست پائی پھر کامیاب ہوا پادشاہ عادل و خدا ترس و مشفق خلائق تھا اور علما اور صلحا کی عزت و تکریم کرتا تھا

ذکر رواج دہندہ بخشش ملک سلطان قطب الدین ایبک مشہور بہ لک بخش

سلطان قطب الدین ایبک اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ مین موصوف تھا و شہ سواری و رقواعد جہانداری خوب جانتا تھا اور لوازم لشکرکشی و دشمن کشی مین جیسا کہ چاہیے قیام اور اقدام کرتا تھا اور صغر سنی مین اُس جناب کو ایک تاجر ترکستانی نیشاپور لیگیا قاضی فخر الدین ابن عبد العزیز کوفی کے ہاتھ جو فرزندان امام اعظم ابو حنیفہ رح سے تھا بیچا چونکہ دست قدرت نے بقلم عنایت رقم سعادت کی اُسکے ناصیۂ احوال پر کھینچی تھی اولاد قاضی کی صحبت مین مکتب مین جاکر تھوڑے عرصہ مین قران پڑھا اور خط و سواد بہم پہونچایا اور آداب و کمالات کے تحصیل مین نہایت کوشش کی اور قاضی کے فوت ہونیکے بعد ایک سوداگر نے

اُسے قاضی کے فرزند سے بقیمت گران خرید کیا اور بطریق تحفہ سلطان معزالدین ملقب بہ شہاب الدین غوری کے پاس لایا سلطان نے اُسے اُن تاجر سے بقیمت افزون خرید کیا چونکہ اُسکی انگشت خنصر شکستہ تھی اسواسطے اُسے ایبک کہتے تھے اور خدمت سلطان مین از روے شعور و اخلاص مصروف رہتا تھا حتے کہ چند عرصہ مین قرب و اختصاص تمام حاصل کیا لکھا ہے کہ ایک شب کو سلطان معزالدین ایک بزم آراستہ کرکے ساتھ مقربین خاص کے صحبت رکھتا تھا اور اُس بزم مین تمام نزدیکون و مخصوصون کو اپنے انعام کثیر سے سرفراز فرمایا سلطان قطب الدین ایبک کو بھی بمزید انعام اختصاص بخشا جب مجلس نے انصرام و اختتام پایا سلطان قطب الدین ایبک نے جو کچھ انعام پایا تھا سب فراشون اور اہل خدمت کو قسمت کیا صبح کو جب یہ خبر سلطان کو پہونچی یہ حرکت اُسکی پسند آئی چنانچہ اُسے مرتبہ امارت مین پہونچایا اور ساتھ خدمت حضوری کے تخت کے آگے سرفراز ہوا اور ہمیشہ مرتبہ اُسکا ترقی پر تھا یہانتک کہ ساتھ شغل امیر آخوری کے ممتاز ہوا اور جن روزون مین سلاطین غور اور غزنین مین دعوے سلطان شاہ خوارزمی کے دفع کیواسطے خراسان کی طرف لشکر کش ہوئے سلطان قطب الدین ایبک ہر روز واسطے طلب علف کے شہر اجا تھا ایکروز [illegible] آب مرو فیمابین آب مرغاب پر افواج سلطان شاہ سے مقابلہ ہوا قطب الدین ایبک نے داد جوانمردی اور بہادری کی دی چونکہ جمعیت کم تھی فوج غنیم مین گرفتار ہوا اور وہ اُسے سلطان شاہ کے روبرو لیگئے سلطان شاہ نے اُسے پنجرۂ آہنی مین قید کیا جب کہ درمیان سلطان غور اور سلطان شاہ کے جنگ واقع ہوئی سلطان شاہ منہزم ہوا سلطان قطب الدین ایبک کو سلطان معزالدین کے ملازم مع تختہ بند آہنی پنجرہ پر بٹھاکر سلطان کی ملازمت مین لائے سلطان نے اُسے باعزاز تمام خلعت ہاے فاخرہ اور انعامات مرحمت فرمایا اُسکے بعد سلطان نے ۵۸۸ھ پانسو اٹھاسی ہجری مین راے اجمیر اور دہلی سے انتقام لیا کہرام اور سمانہ اور دیگر ممالک پر اُسے مقرر کرکے ہندوستان کا سپہ سالار کیا سلطان قطب الدین ایبک نے جیسا کہ چاہیے اُس منصب جلیل کا اہتمام اور انتظام کیا اور اُس نواح کا بخوبی تمام ضبط کیا اور قلعہ میرٹھ کو اپنے قبض و تصرف مین لایا اور دہلی کیطرف لشکر کشی کرکے محاصرہ کیا اور جب بنیاد جنگ کی قائم کی راجپوتون نے اطراف و جوانب سے آنکر صفوف آراستہ کین چنانچہ سپاہ طرفین کی بہت قتل ہوئی اور خون معرکہ جدال مین ندی کیطرح جاری ہوا راجپوتون نے منہزم ہوکر شہر مین دم لیا جب کام اُنپر تنگ ہوا اپنی جان اور ناموس کی امان چاہی اور شہر سلطان قطب الدین ایبک کے تفویض کیا اور ماہ رمضان ۵۸۹ھ پانسو نواسی ہجری مین بیتوان جو راے نیروالہ کے متعلقون سے تھا مع لشکر کثیر بقصد تسخیر قلعہ ہانسی کے قریب آیا حاکم وہان کا نصرت الدین سالار مقتول ہوا اور یہ خبر دہلی مین پہونچی سلطان قطب الدین ایبک بہ تعجیل تمام اُسکی طرف متوجہ ہوا بیتوان بھاگکر شہر والہ گجرات کیطرف راہی ہوا سلطان قطب الدین ایبک نے ۵۹۰ھ پانسو نوے ہجری مین دریا عبور کرکے قلعہ کول کو بزور شمشیر لیا اور اکیزار گھوڑے راہوار اور غنائم بیشمار دستیاب ہوئے اور اُنکے دنون مین جب خبر توجہ سلطان معزالدین بقصد تسخیر قنوج و بنارس شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایبک کول سے پیشوائی کیواسطے گیا اور ملاقات کے بعد سو گھوڑے تازی اور ایک زنجیر فیل طلائی اور ایک زنجیر فیل نقرہ سے مغرق پیشکش کیا اور پچاس ہزار سوار کا جائزہ دیکر خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوا اور سلطان کے حکم کے موافق لشکر طلیعہ ہوکر اُسکی سواری کے آگے روان ہوا اور افواج راے بنارس کو جو سد راہ ہوئی سب کو مار ہٹایا آخر کو جے چند راے بنارس خود قطب الدین ایبک کے مقابلہ کو میدان مین آیا اور عین گرمی اور ہنگامہ کارزار مین ایک تیر جانستان جیچند راے کے حدقۂ چشم مین در آیا فیل کے حوضہ سے خاک ذلت پر گرا مع رمح اُسکا نفس تن سے پروانہ کرگیا اور لشکر راجپوتون کا متفرق ہوا کسی شخص کو اُسکے قتل ہونیکی اطلاع نہ تھی آخر الامر اُس علامت سے

کہ دانت اُسکے ضعف پیری کے سبب میخہاے طلائی سے مستحکم کیے تھے لاش اُسکی مقتولونکے درمیانسے اُٹھا لیگئے اُسکے بعد سلطان شہاب الدین مع افواج بزرگ پیچھے سے آنکر بنارس مین داخل ہوا اور اُس دیار کو تا بلاد بنگالہ اپنے سپرد کیا اور تخمیناً ایکہزار بت توڑے اور چار ہزار اونٹ نفایس اور جواہر اور زر اقمشہ وغیرہ سے لادے اور قلعہ کول حسام الدین اوغلبک کے سپرد کرکے مظفر و منصور غزنین کیطرف مراجعت فرمائی کہتے ہین جب فیلبان بنارس کو بروز بار عام سلطان کی نظر نجستہ اثر مین گذرانے تمام ہاتھیون نے فیلبانونکے اشارہ سے سلطان کو سلام کیا مگر فیل سفید کہ ہرچند فیلبان نے سعی کی اُسنے سلام پر اقدام نہ کیا اور اسقدر شدت و شوخی کی کہ نزدیک تھا فیلبان کو ہلاک کرے سلطان نے فیل سفید کے سوا سب ہاتھیون کو سلطان قطب الدین ایبک کو ارزانی رکھے اسکے بعد چند منزل غزنین کیطرف روانہ ہوا فیل سفید کو بھی ساتھ فرمان فرزندی کے قطب الدین ایبک کیواسطے ارسال فرمایا اور قطب الدین ایبک کے آخر ایام حیات تک وہ فیل زندہ تھا اسکے فوت کے بعد تیسرے دن فیل سفید بھی مرگیا چنانچہ اسوقت سے زمانۂ تحریر اس تاریخ جہان آرا کے کوئی سلاطین دہلی فیل سفید نہ رکھتا تھا اور حکام اطراف سے بھی نہ سنا گیا کہ ایک فیل سفید رکھتا ہو ہان اس مدت مین کہ میرے بخت مسعود سے یاوری کی ملازم دارا ے جمجاہ ابراہیم عادل شاہ ہوادار السلطنت بیجاپور مین تجار ثقہ صادق القول سے مین نے سنا کہ سرکار بادشاہ جزیرۂ پیگو مین ہمیشہ دو ہاتھی سفید رہتے ہین اور جب تک وہ زندہ ہین ہرچند مردم بادشاہی وغیرہ جنگلون مین تلاش کرتے ہین ہرگز فیل سفید نہین نظر آتی دیتا ہی اور جب کہ ان دو فیل سے کوئی مرتا ہی قادر بیچون کے حکم سے فیل سفید پیدا ہوتا ہی اسوقت بہ تعجیل تمام لوگ بادشاہی جنگل مین آکر ساتھ اُس حیلہ کے کہ جانتے ہین فیل کو گرفتار کرکے شہر مین لاتے ہین القصہ سلطان قطب الدین ایبک بعد مراجعت سلطان شہاب الدین کے غزنین مین چند روز حصار اسنی مین مقام کیا اور اس صوبہ سے خاطر مطمئن کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوا اثناے راہ مین پہنچی کہ ہیمراج راجپوت کوہستان سے خروج کرکے کولہ والد پتھورا سے جنگ کرکے اُسے اجمیر سے رن تھنبور کیطرف مفرور کیا اور جمبرا نے بھی اپنا لشکر دہلی کے انتزاع و استرداد کیواسطے روانہ کیا بلکہ حوالی دہلی مین پہونچکر تاخت و تاراج مین مشغول ہوا سلطان قطب الدین نے عزیمت ملوکانہ اسکے تدارک و تلافی مین مصروف رکھکر بیس ہزار سوار اپنے لشکر سے جدا کرکے بسبیل تعجیل جمبرا کیطرف متوجہ ہوا جب اُسنے سلطان قطب الدین ایبک کے آنیکی خبر پائی تاب مقاومت اپنے سے مفقود دیکھکر اجمیر کیطرف راہی ہوا سلطان قطب الدین ایبک نے اسکا تعاقب اجمیر تک کیا اور ہیمراج راجا اجمیر نے باہر آنکر صفین آراستہ کین اور سلطان قطب الدین ایبک سے مقابلہ کرکے مقتول ہوا اجمیر از سر نو مسلمانونکے قبضہ مین آیا اس مرتبہ حکام اسلام کا نشیمن ہوا اور ۵۸۹ھ پانسو اکانوے ہجری مین لشکر نہروالہ گجرات کیطرف لیگیا اور جیتوان سپہ سالار بھیم دیو راے نہروالہ کا جو قلعہ نہروالہ کے قریب مقیم تھا سلطان قطب الدین ایبک کی تاخت سے مضطرب ہوکر مفرور ہوا سلطان نے پیچھا کیا اور وہ ایک فوج کثیر سے بھاگا جاتا تھا ایک امیر لشکر سلطانی سے کچھ سوار لیکر دوڑا اور اُسکو قتل کیا اور سب سامان لے لیا بھیم دیو بھی یہ خبر سنتے ہی اپنی ولایت کی سمت بھاگا اور سلطان قطب الدین ایبک اس ممالک سے غنائم بیشمار لایا پھر وہانسے قلعہ ہانسی مین گیا اور اسے تعمیر کیا پھر رام کو مفتوح کرکے دہلی مین آیا اس درمیان مین قوام الملک رکن الدین حمزہ جو جاگیر دار حوالی رن تھنبور تھا اُسنے یہ پیغام بھیجا کہ راجہ اجمیر کا بھائی کہ کوہستان مین بھاگا ہوا تھا قلعہ مذکور پر فوج کش ہوکر پتھورا کے بیٹے کو محاصرہ کیا چونکہ وہ سلطان قطب الدین ایبک کا مطیع اور فرمان بردار تھا بعجلت تمام اُسکی مدد کو گیا راجہ اجمیر کا بھائی یہ خبر سنتے ہی کسی طرف مفرور ہوگیا اور کولہ نے اموال وافر اور تین خربزہ طلائی پیشکش کیے سلطان قطب الدین ایبک نے دہانسے معاودت کی اور تاج المآثر مین

جو بنام قطب الدین ایبک تحریر ہوئی اس سلطان کامگار کے واقعات مفصل اسمین تحریر ہین اس سے واضح ہوتا ہی کہ جب ولایت اجمیر دوسری مرتبہ مفتوح ہوئی اور نہروالہ اور منجملہ سومنات فتح وقمع مین آئی دہلی کیطرف مراجعت کی اور مکتوب بہ تفصیل خبر فتوحات غزنین مین روانہ کیا سلطان معزالدین نے فرمان اسکے طلب مین صادر فرمایا سلطان قطب الدین ایبک احرام خدمت باندھکر غزنین کیطرف روانہ ہوا چنانچہ بعد طی مسافت سلطان کے بابوسی مین مشرف ہوا اور اعزاز واکرام بہت پایا من بعد غزنین مین بیمار ہوا سلطان کی ہمین توجہ اور طبیب روشن رائے کے معالجہ کی برکت سے کہ جالینوس عصر تھا شفا پائی اور بعد صحت ہندوستان کی نقد رخصت حاصل کی جب کرمان مین پہونچا دختر سلطان تاج الدین کو حسب الحکم سلطان معزالدین کے عقد نکاح مین لایا پھر جب دہلی مین داخل ہوا بطرز اہل اسلام باتکلف تمام آئین بندی کرکے جشن کیے اور اسی سال یعنی ۵۹۲ پانسو بانوے ہجری مین مسجد جامع کہ قبل اسکے مدت سے دہلی مین بنا کی تھی انجام کو پہونچی بعد ازان بقصد تسخیر قلعہ تھنگر یعنی بیانہ کے لشکر فراہم کرکے روانہ ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ سلطان کے آمنکی خبر ہندوستان مین شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایبک نے جھانسی تک استقبال کرکے ملازمت کی اسپ تازی اور خلعت خاص سے سرفراز ہوا اور اسکے ہمراہ رکاب قلعہ تھنگر یعنی بیانہ پر جاکر مفتوح ومسخر کیا سلطان معزالدین نے حکومت اس قلعہ کی اپنے ایک غلامان ترک بہاءالدین طغرل کے تفویض فرمائی پھر سلطان قطب الدین ایبک گوالیار کیطرف روانہ ہوا وہانکے راجہ سلکھن راے نے باج وخراج قبول کرکے مبالغ خطیر پیشکش بھیجے اس فتوح کے بعد سلطان نے غزنین کیطرف معاودت کی اور سلطان قطب الدین ایبک دہلی مین مقیم ہوا فی الجملہ اسی سنوات مین خبر پہونچی کہ راجاے تران یعنی راجپوتان راجہ نہروالہ سے موافقت کرکے چاہتے ہین کہ اجمیر مسلمانونکے تصرف سے برآوردہ کرین اور سلطان قطب الدین ایبک کہ ابھی لشکر نہروالہ مین نہ پہونچا تھا اُن راجاؤنکی حرب مین مشغول ہوا لیکن اسکا گھوڑا زخم کاری اُٹھاکر گر پڑا لشکر اسلام کا دل شکست ہوا اور سلطان قطب الدین ایبک کو بہ جز قلیل دوسرے گھوڑے پر سوار کرکے اجمیر مین لیگئے اور راجپوت اس فتح سے خوش حال ہوئے جب لشکر نہروالہ کمک کو پہونچا اور اجمیر کے اطراف مین جاکر تین کوس پر فروکش ہوا اور چند مہینے متواتر جنگ مین مشغول رہا یہ خبر سلطان معزالدین کو پہونچی چنانچہ بحسب الحکم اسکے امراے کبار شمل اسلام خان اسدالدین دارسلان خلج ونصیرالدین حسین واعزالدین مؤید و شرف الدین محمد مع لشکر کثیر وجم غفیر غزنین سے لیکر ہندوستان کیطرف متوجہ ہوئے اور سرما نے بھی تیغ انتقام بنام سے تھنیچی کفار نے توقف مناسب نجانا اپنے مقاموں کو راہی ہوئے اور سلطان قطب الدین ایبک قوی پشت ہوکر راے گجرات کی گوشمالی مقدم سمجھکر صفر کی پندرھوین تاریخ ۵۹۱ پانسو ترانوے ہجری مین اجمیر سے نہروالہ کیطرف نہضت فرمائی جب موتلی اور نڈول کے حدود مین پہونچا دونون قلعہ تصرف مین لایا اسوقت یہ خبر پہونچی کہ والی دارسی راجپوت نے راجہ نہروالہ سے اتفاق کرکے قلعۂ ابوگڑھ کے قریب جو بلدۂ سروہی کے مضافات سے ہی بیٹھا ہی اور چاہتا ہی کہ گجرات کی روانگی سے مانع ہوکر ہنگامہ کارزار برپا کرے سلطان قطب الدین ایبک اسکی جنگ کو متوجہ ہوا چنانچہ اُن دروں اور ویرانون مین داخل ہوکر رستم کے مانند یدانمائی کرکے راجپوتونکو شکست فاحش دی اور پچاس ہزار ہندو اس لڑائی مین تہ تیغ کرکے شکست سابقہ کا عوض لیا اور ہندی قریب بیس ہزار اہل اسلام کے ہاتھ آئے اور عساکر ظفر مآثر غنائم بیحد سے تونگر ومالامال ہوئے سلطان قطب الدین ایبک جب قتل وقمع کفار راجپوت سے فارغ ہوا ولایت معمورۂ گجرات مین داخل ہوا وہانکے سرکشون کو زیر وزبر کیا غرضکہ اس مرتبہ نہروالہ تصرف مین لاکر ایک امراے کبار کے تفویض کیا اور اجمیر کے راستہ سے دہلی کیطرف مراجعت کی اور جواہرات وہدایاے قیمتی اور چند کنیز وغلام خوبصورت سلطان کیواسطے غزنین مین بھیجے اور ملوک وخوانین کو انواع لطف واحسان سے سرفراز کرکے اُنکے مناصب زیادہ کیے

اور جود

اور جود و کرم کا ہاتھ کھولکر فقرا و مساکین دہلی کو احتیاج کی مصیبت سے نجات بخشی اور سنہ ۵۹۱ پانسو ننانوے ہجری مین سلطان قطب الدین ایبک نے جہاد کا کمر ہمت پر چست باندھکر کالنجر کیطرف روانہ ہوا وہانکا راجہ بھی صفوف حرب آراستہ کر میدان مین آیا اور طرفۃ العین مین بھاگ کر قلعہ مین متحصن ہوا اور اپنی جراءت و جسارت سے نادم ہوا اور جسطرح سے بزرگان اسلاف اُسکے سلطان محمود کی اطاعت کرتے تھے اُسنے بھی سلطان قطب الدین ایبک کی فرمان برداری اپنے اوپر لازم پکڑی دوسرے یہ کہ آمادہ ترسیل اسپ و فیل و جواہر و اموال مین تھا قضاے الٰہی سے مرگیا بعدہ اُسکے وکیل جدہ دیوتے اُس چشمہ کی پستی سے جو اُس قلعہ پر ہو سر مخالفت اُٹھاکر اعلام مجادلہ اور محاربہ بلند کیے قضارا جو وقت دوبار تھا اور بخت و سعادت نے اُس سے مُنھ پھیرا لاجرم وہ چشمہ چند روز مین خشک ہوا اہالی قلعہ نے لاچار ہوکر امان چاہی اور قلعہ سے برآمد ہوئے اور قلعہ من ساز و سلب و زر و جواہر سلطان قطب الدین ایبک کے ملازمونکو سپرد کیا اور وہان بھی پچاس ہزار کنیز و غلام قید و اسیری مین مبتلا ہوکر شرف اسلام سے مشرف ہوئے اور سلطان وہانسے شہر مہوبہ مین جو پاے تخت بلدہ کالپی تھا روانہ ہوا اور اُسے بھی اپنے زیر نگین کیا اور اُسی راستہ سے باؤن کیطرف متوجہ ہوکر اُسے بھی اپنے اقرف مین لایا من بعد محمد بختیار خلجی بہار سے اُسکی ملازمت کو پہونچا انواع جواہر اور اقسام نقود پیشکش گذرانا سلطان قطب الدین ایبک اسکے بعد دہلی مین آیا اور جو سلطان معز الدین قضیہ خوارزم کے بعد ہندوستان مین آیا سلطان قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش جو اُسکے غلام تھے طائفہ کہارن سے مردانہ لڑے اور اس طائفہ کی مغلوبیت کے بعد سلطان قطب الدین ایبک رخصت کے موافق دہلی مین آیا اور سلطان معز الدین غزنین کے راستہ مین شہد شہادت نوش کر کے جنت کیطرف راہی ہوا پھر اُسکے بھتیجے سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین نے تخت غور پر جلوس کیا اور سلطان قطب الدین ایبک کیواسطے کہ اسوقت تک ملک قطب الدین کہتے تھے چتر اور جلوس شاہی اور خطاب سلطانی اور خط آزادی روانہ ہند کیا بسمع اسکے سلطان قطب الدین ایبک برسم استقبال لاہور مین گیا جو کچھ سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین محمد نے بھیجا تھا اُسکے وصول سے معزز و مباہی ہوا اور سہ شنبہ کے دن اٹھارہوین ماہ ذیقعدہ سنہ ۶۰۲ چھ سو دو ہجری مین تخت لاہور پر اجلاس فرمایا پھر چند عرصہ کے بعد دہلی مین آیا اور تاج الدین یلدوز جیسا کہ چاہیے پنجاب کے درپے تسخیر ہوکر غزنین سے لاہور کیطرف کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور وہان کے حاکم کو زیر کرکے متصرف ہوا سلطان قطب الدین جب اس معاملہ سے آگاہ ہوا مع لشکر دہلی پنجاب کیطرف متوجہ ہوا اور سنہ ۶۰۳ چھ سو تین ہجری مین درمیان فریقین کے آتش حرب افروختہ ہوئی طرفین نے لوازم شجاعت ظہور مین پہونچائے عاقبت الامر یلدوز منہزم ہوکر کرمان اور شیوران کی طرف بھاگا اور پہاڑون مین در آیا اور سلطان قطب الدین ایبک نے غزنین کے تخت پر جلوہ گر ہوکر داد عیش دی اور مے نوشی پر کمر باندھی مردم غزنین اسکی غفلت سے آگاہ ہوئے اور پوشیدہ سلطان یلدوز کے پاس ایلچی بھیجکر طلب کیا تاج الدین یلدوز اس دنکا امیدوار تھا مع لشکر جرار تاخت کرکے غزنین پہونچا اور مستعد قتال ہوا سلطان قطب الدین ایبک حقیقت حال سے مطلع ہوا اور اپنا رہنا مناسب نہ جانکر ایک منفذ سے برآمد ہوکر لاہور کیطرف گیا

بیت چو سلطان سر انداز باشد ز مے ۔ فتد بیخبر از سر تاج کے ۔ سلطان قطب الدین ایبک اس سبب سے کہ غزنہ بہت تاج الدین یلدوز کیطرف سے رکھتا تھا لاہور مین استقامت فرمائی اور عدل و داد و سخاوت مین اوقات بسر کی خلائق کو مہد امن و امان مین نگاہ رکھا کہ ناگاہ سنہ ۶۰۷ چھ سو سات ہجری مین چوگان بازی کیوقت لاہور مین گھوڑے سے گرا اور زین کا کوہہ اُسکے سینہ پر اس زور سے لگا کہ جان بر نہوا مدت اسکے دولت کی فتح دہلی سے آخر عمر تک بیس برس اور چند مہینے بقی از انجملہ چار برس بادشاہی مین گذرے اسکی سخاوت و جوانمردی اور شجاعت ہندوستان مین ضرب المثل ہوکہ

لاکھون روپیہ انعام فرماتا تھا اور مستحقونکو زیادہ اس سے جو حوصلہ مین سماوے عطا کرتا تھا اس سبب سے لقب اسکا لک بخش ہوا اور ابتک اہل ہند اسکے جود و سخاوت پر مدح کرتے ہین کل قطب الدین کہتے ہین کل اور کال بکاف عربی مفتوح مع الالف اور بدون الالف زمانہ کو کہتے ہین یعنی قطب الدین زمانہ اور بہاء الدین کہ ایک فضلاے عصر سے تھا اسکی مدح مین کہتا ہی قطعہ ای بخشش لک تو در جہان آوردہ ✣ کان راکف تو کار بجان آوردہ ✣ از رشک کف تو خون گرفتہ دل کان ✣ وز لعل بہا نہ در میان آوردہ ✣ جو سلطان قطب الدین ایبک کے سوا اور چار نفر غلامان امراے سلطان معز الدین سام سے مملکت ہندوستان مین تخت سلطنت پر متمکن ہوئے تھے ذکر انکا اس مقام پر مناسب دیکھا - ذکر سلطان تاج الدین یلدوز کا - ارباب اخبار بیان کرتے ہین کہ سلطان معز الدین محمد سام غلامان ترک کے خریدنے اور انکی ترتیب کرنیمین نہایت شفقت رکھتا تھا اسواسطے اُسے ایک دختر کے سوا کوئی فرزند نصیب نہوا ایک روز ایک مصاحب گستاخ نے عرض کی کہ کیا خوب ہوتا جو آفریدگار عالم سلطان زمن کو پسران سعادت نشان کرامت فرماتا تو بعد حصول واقعۂ ناگزیر صاحب تاج و تخت ہوتے سلطان نے اُسکے در جواب ارشاد کیا کہ اگرچہ بادشاہونکے فرزند متعدد ہوتے ہین میرے کئی ہزار فرزند ہین میرے انتقال کے بعد ممالک میرے نام رکھینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا سلطان نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا تھا ایک سلطان معز الدین کے غلاموں سے کہ مالک تاج و نگین ہوا وہ تاج الدین یلدوز ہی سلطان شہاب الدین نے اسے صغر سن مین خرید کیا تھا جو کہ صاحب اخلاق پسندیدہ و اوصاف حمیدہ تھا اور حلیہ جمال با کمال سے بھی آراستہ تھا سلطان نے اُسے قرب خدمت مین اختصاص دیکر مرتبہا اسکا بزرگ کیا اور اپنی عنایات بیغایات سے تمام بندون پر ممتاز فرمایا اور جب مرتبہ امارت مین پہونچایا کرمان اور شیوران اسکی وجہ جاگیر مین مرفوع القلم کیا جو وقت سلطان نے بسفر ہندوستان کرمان مین نزول اجلال فرمایا اور اقبال فرمایا ملک تاج الدین یلدوز نے تمام امراکی ضیافت کی اور ایکہزار کلاہ و قبا خلعت دیئے اور علاوہ اسکے تمام لشکر و حشم کو ہر شخص کی لیاقت اور عزت کے موافق انعام فرمایا اور اُسکی دو بیٹیان تھین ایک بیٹی سلطان کے حکم سے سلطان قطب الدین ایبک کے حبالۂ نکاح مین تھی اور دوسری بیٹی ملک ناصر الدین قباچہ کے عقد نکاح مین منعقد کی تھی اور نیز سلطان تاج الدین یلدوز کے دو فرزند تھے ایک معلم کے سپرد کیا تھا معلم نے بقصد تادیب کوڑا اٹھا کر اُسکے سر پر مارا جو کہ اس طفل کی اجل آپہونچی تھی اسی ضرب سے آناً فاناً مین وفات پائی مضمون اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون کا واقع ہوا جب یہ خبر حیرت اثر سلطان تاج الدین یلدوز کو پہونچی معلم کو خرچ دیکر رخصت کیا اور فرمایا کہ جب تک لڑکے کی ماں کو خبر پہونچے آپ براہ اخفا پوشیدہ ہوکر سفر اختیار کرین بس یہ حکایت ایک دلیل واضح ہے اسکی حسن سیرت پر تشریح کی حاجت نہین رکھتی الغرض سلطان معز الدین آخر ایام سلطنت مین جب کرمان مین آیا ملک تاج الدین یلدوز کو کسوت خاص سے مخصوص کیا اور اُسے سیاہ کا نشان عنایت فرمایا اور اسکے دل مین یہ تھا کہ سلطان کے مرنیکے بعد سلطنت ولایت غزنین اُسے ہو جب سلطان نے وفات پائی ملوک و امراے ترک کی یہ مرضی تھی کہ سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین محمد سام کو گرم سیر کی حدود سے طلب کرکے تخت عم پر جلوس دین یہ قطب الدین کرکے سلطان محمود کو عرضداشت کی سلطان محمود نے اسکے در جواب لکھا کہ مجھے اپنے باپکا تخت فیروزہ کوہ بہت بہتر ہی سلطان تاج الدین یلدوز کو خلعت بھیجکر اور خط آزادی دیکر غزنین کا تخت عنایت فرمایا چنانچہ اس فرمان کے موافق ملک تاج الدین یلدوز نے تخت غزنین پر اجلاس کیا اور اس ممالک کو اپنے قبضہ مین لاکر حکومت مین مشغول ہوا من بعد لاہور کے تسخیر کا آہنگ کرکے لشکر کشی بجانب ہندوستان کی اور سلطان قطب الدین ایبک سے حدود پنجاب مین حرب و ضرب کرکے

منہزم ہوا اور غزنین سلطان قطب الدین ایبک کے تصرف مین آیا اور چند عرصہ کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا پھر سلطنت نے تاج الدین یلدوز کیطرف عود کیا اور ایک بار سلطان محمود کی کمک کے واسطے ہرات پر لشکر بھیجا اور ملک ہرات براء الدین حسین خرمیل غالب ہوا اور ایک مرتبہ سیستان کیطرف لشکر لیگیا اور سیستان لوبھی محاصرہ کرکے سیستانکے بادشاہ سے صلح کی اور معاودت کیوقت اثنائے راہ مین ملک نصیر الدین حسین میر شکار نے مخالفت کرکے محاربہ کیا اور شکست کھائی اور چند مدت کے بعد جب غزنین خوارزم شاہ کے تصرف مین آیا اور تاج الدین یلدوز کرمان اور شیوران مین داخل ہوا اور اس ملک پر قناعت نکرکے تمامی ہندوستان لینے کی عزیمت کی اور فوج کشی کرکے سلطان شمس الدین التمش سے حدود تراوری مین مصاف کیا اور گرفتار ہوا اور قید مین مرگیا اسکی حکومت کی مدت نو برس ہوئی ناصر الدین قباچہ کا احوال مقالہ حکام سند مین تحریر ہوا اختیار الدین محمد خلجی کے واقعات مقالہ سلاطین بنگالہ مین مفصل مسطور ہونگے۔ ذکر بہاء الدین طغرل کا۔ یہ بھی بندگان کبار اور امرائے نامدار سلطان معز الدین محمد بن سام تھا اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ سے وہ بھی ممتاز تھا کہتے ہین جب سلطان معز الدین محمد بن سام نے قلعہ تھنگر کو فتح کیا اور بہاء الدین طغرل کے تفویض فرماکر قلعہ گوالیار کیطرف متوجہ ہوا دیکھا کہ فتح اُسکی بجبر و قہر مشکل ہی پھر اپنے دلمین یہ اتفاق کیا کہ اول ایک مدت اس قلعہ کو محاصرہ کرکے اہالی حصار پر کام تنگ کرے اور فتح کرے راجہ گوالیار نے سلطانکے اندیشہ پر آگاہی پائی ملازمت مین حاضر ہوا اور پیشکش واگذار نکر سلطان کو اس ارادہ سے باز رکھا لیکن طغرل نے سلطانکے غزنین کی روانگی کے بعد ولایت بیانہ مین ایک قلعہ بناکر کے وہان حکومت اختیار کی اور ہمیشہ گوالیار کیطرف سوار ہوکر اس نواح مین تاخت کرتا تھا اور سبب تاخت کا یہ تھا کہ سلطان نے گوالیار سے مراجعت کیوقت ملک بہاء الدین طغرل سے فرمایا تھا کہ جب یہ قلعہ مفتوح ہوگا اسکی حکومت تجھے مقرر ہوگی اور جو اُن سواریون اور تاخت و تاراج سے کوئی نتیجہ اور فائدہ حاصل نہوا لاعلاج ہوکر گوالیار سے دو فرسنگ پر ایک قلعہ محکم بنا فرمایا اور اپنی جمعیت سے ہمیشہ وہان اقامت کرکے تاخت اور محصورونکے عاجز کرنے مین کوشش کرتا تھا یہانتک کہ مدت ایک سال منقضی ہوئی اہل قلعہ عاجز ہوئے پھر ایلچی مع تحف و ہدایا سلطان قطب الدین ایبک کے پاس بھیجکر قلعہ اُسکے تفویض کیا بس یہ امر درمیان سلطان قطب الدین ایبک اور ملک بہاء الدین طغرل کے باعث عداوت ہوا قریب تھا کہ طرفین سے فوج کشی ظہور مین آوے اور آتش جدال و قتال مشتعل ہو اتنے مین ہادم اللذات یعنی ملک الموت دواسپہ ملک بہاء الدین طغرل کے سر پر تاخت لایا بے تحریک سیف و سنان ایسے معاملۂ عظیم نے تصفیہ پایا قلعہ سالکوٹ ملک بہاء الدین طغرل کے آثار اور علامات سے ہے۔ ذکر آرام شاہ بن قطب الدین ایبک۔ ارباب خبرت اور اصحاب فطنت نے گوہر سخن کو یون سلک بیان مین کھینچا ہے کہ آرام شاہ نے سلطان قطب الدین ایبک کے واقعہ ناگزیر کے بعد امرائے دہلی کے اتفاق سے تخت سلطنت پر قدم رکھا لیکن عدم قابلیت کے سبب سے کہ ابھی ایک سال نہ گذرا تھا کہ ناصر الدین قباچہ نے سند کیطرف جاکر ملتان اور اوچہ و بھکر و شہیوران پر متصرف ہوا تھا اور حکام خلج نے بنگالہ مین دم استقلال مارا اور بعض راجاؤن نے بھی سرحد دمنین فتنہ و فساد کی آگ روشن کی اسواسطے امیر علی اسمٰعیل و امیر ارسلان و دیگر امیر اور ایک جماعت امرا اپنے اتفاق سے سرمنہ ہوئی اور ایلچی پاس ملک شمس الدین التمش کے جو بندہ اور داماد اور منتبنے سلطان قطب الدین ایبک اور بدایون کا حاکم تھا بھیجکر سلطنت کے اجلاس کی استدعا کی وہ اپنی جمعیت کو لیکر دہلی مین آکر قابض و متصرف ہوا آرام شاہ نے جب امیر علی اسمٰعیل و ملک شمس الدین التمش کی توجہ سے آگاہی پائی شہر سے نکل گیا اور دہلی کے اطراف مین جاکر اپنے باپ کے امرا اور سپاہ کو طلب کیا اور انکی تسلی کرکے جمعیت خوب سے دہلی آیا ملک شمس الدین التمش دہلی کے صحرائے ظاہر پر صف آرا ہوا اور حرب مین مشغول ہوکر آرام شاہ کو منہزم کیا پھر استقلال تمام سے ہندوستان کا بادشاہ ہوا

لیکن آرام شاہ کی مدت سلطنت ایک سال بھی نہ پہونچی تھی۔ ذکر خان سکندر ملتش سلطان شمس الدین التمش انار اللہ برہانہ و برد مرقدہ کا۔ کتاب طبقات ناصری ساتھ اسکے ناطق ہی کہ سلطان شمس الدین التمش بزرگ زادگان ترکان قرا ختائی سے ہی اور اسکا باپ قبیلہ البری سے ہی ساتھ ایلم خان کے شہرت رکھتا تھا اور خیل وحشم اور تیغ سے تمام عصر مین مشہور و معروف تھا اور بھائی اسکے اور بقولے بعضے اسکے حسن کیاست اور خوبی فراست پر اسکے حسد و رشک لیگئے بزبان حال مضمون آیہ کریمہ قالوا یا ابانا مالک لا تامنا علی یوسف وانا لہ لناصحون ارسلہ معنا غدا یرتع ویلعب گوش پدر مین پہونچایا اور حضرت یوسف کے مانند اسکے گلہ سپان سے کیسر اور جانوران شکاری کے بہانہ سے پدر کے حجرۂ عطوفت سے جدا کیا اور اسکی خردسالی پر رحم نہ کھایا شیوۂ بیوفائی کا اختیار کرکے ایک تاجر کے ہاتھ بیچا سوداگر اُسے بخارا مین لیگیا اور صدر جہان بخاری کے ایک عزیز کے ہاتھ فروخت کیا اور چند مدت اُسکے مکان مین انواع پرورش اور اقسام تربیت پائی من بعد حسب تقدیر حاجی بخاری نام ایک سوداگر نے اسے خرید کیا اور اُسنے حاجی جمال الدین جست قبا کے ہاتھ بیچا اور حاجی جمال الدین اُسے غزنین مین لیگیا چونکہ اندنون مین کوئی ترک بچہ اس سے زیادہ تر حسین اور عقیل غزنین مین نہ پہونچا تھا اسکا تذکرہ سلطان معزالدین محمد سام کی خدمت مین عرض کیا سلطان نے اسکی قیمت مشخص کرنیکا حکم دیا ایک غلام اور ایبک نام اُسکے ہمراہ تھا چنانچہ ہر ایک کے لیے ہزار دینار رکنی قیمت تجویز کی سلطان نے فرمایا تم ایک ہزار دینار رکنی پر دونون کو خرید و مالک اُسکا راضی نہوا سلطان نے حکم دیا کہ اب کوئی شخص انھین نہ خریدے حاجی جمال الدین سال بھر غزنین مین رہا کوئی اُنکا خریدار نہوا دونون غلام ہمراہ لیکر بخارا گیا اور پھر غلامونکے اتفاق سے غزنین مین آیا برس روز اقامت کی لیکن خریداری اُنکی حکم سلطانی کی وجہ سے آدمیون پر دشوار تھی یہانتک کہ سلطان قطب الدین ایبک راجہ نہروالہ کی شکست کے بعد ملک ضیاء الدین خرمیل کے پاس غزنین مین آیا اور احوال التمش کا سنکر سلطان سے اسکے خریدنے کی اجازت چاہی سلطان نے فرمایا کہ جو منع کیا ہی مین نے کہ کوئی انھین نہ خریدے لہذا انکی خرید و فروخت غزنین مین واجب نہین وہ یہانسے دہلی مین لیجاکر بیچے غرضکہ جسوقت سلطان قطب الدین ایبک نے غزنین سے معاودت کی نظام الدین وزیر کو بعضے مہمات کیواسطے وہان چھوڑا اور حکم دیا کہ حاجی جمال الدین جست قبا کو ہمراہ لاوے جب لایا سلطان قطب الدین ایبک نے دونون ترک بچہ یعنی التمش اور ایبک کو ایک لاکھ جیتل کو خریدا ایبک کا طغاخ نام رکھکر بہنڈوہ کا امیر کیا چنانچہ وہ سلطان تاج الدین یلدوز کی جنگ مین کہ سلطان قطب الدین ایبک کے ساتھ واقع ہوئی تھی مارا گیا اور التمش کو کہ دوسرا نام رکھتا تھا ساتھ التمش کے موسوم کیا اور اپنا فرزند بنایا اور اپنے قرب سے مخصوص کرکے میر شکار کیا اور گوالیار مفتوح ہونیکے بعد حکومت وہانکی اسے عنایت فرمائی اسکے بعد بدایون اور نواح اسکا جاگیر پاکر بدایون کی حکومت پر فائز ہوا جب سلطان معزالدین محمد سام فتنہ کہکران کی تسکین کیواسطے ہند مین آیا اور سلطان معزالدین کے حسب الحکم سلطان قطب الدین ایبک بھی اپنا لشکر لیکر پنجاب گیا التمش بداؤن کی فوج سے سلطان قطب الدین ایبک کی خدمت مین حاضر ہوا اور التمش کہ شیوۂ دلاوری و مردانگی مین سرآمد روزگار تھا آتش کارزار کی اشتعال کیوقت مسلح اور مکمل ہوکر حرب پر آمادہ ہوا اور گھوڑا پانی مین ڈالکر کہکران سے لڑا اور انھین شکست دیکر بارہ ہزار مرد مقاتل اُنکی طرف کے قتل کیے سلطان معزالدین جوانمردی اور کارپردازی اسکی مشاہدہ کرکے نہایت محظوظ ہوا تشریف خسروانہ اور انعام شاہانہ سے اُسے ممتاز فرمایا اور سلطان قطب الدین ایبک سے اُسکی پرورش اور ترتیب کے بارہ مین سفارش کی اور خط آزادی لکھواکر اُسے بند غلامی سے آزاد کروایا پھر التمش رفتہ رفتہ مرتبہ بمرتبہ امیر الامرائی کے درجہ کو پہونچا اور سلطان قطب الدین ایبک کی تین بیٹیان تھین ایک کو التمش کے عقد نکاح مین لایا اور دو بیٹیان ایک کی فوت کے بعد دوسری ناصر الدین قباچہ کے سلک ازدواج مین منسلک ہوئین

جب سلطان

جب سلطان قطب الدین ایبک نے لاہور مین انتقال کیا التمش امیر علی اسمٰعیل سپہ سالار اور امیر داؤد دہلی اور دیگر اعیان مملکت کی استدعا سے باجمعیت و لشکر بداؤن دہلی مین آیا اور اُسپر متصرف ہوا اور اپنا سلطان شمس الدین خطاب کیا اور ۶۰۷ھ چھ سو سات ہجری مین تخت سلطنت پر متمکن ہوکر اکثر ملوک و امرائے قطبی کو مرہون احسان و رعایات کرکے مطیع کیا لیکن جاماداران کا سردار یعنی خاصہ خیل کہ بڑا ترک تھا بعضے امرائے معزی اور قطبی سے موافقت کرکے اطراف دہلی مین جمعیت کی اور ترکونکی فوج خونخوار لیکر موقف کارزار مین آیا سلطان شمس الدین اسکے مقابل آکر جنگ مین مشغول ہوا جو کہ اسکا چراغ دولت نور تائید الٰہی سے روشنی قبول کیے ہوے تھا فوج مخالف سے افسندقار اور فرخ شاہ جو سردار نامی ترکونسے تھے مارے گئے اور نیز جاماداران ترک بعضے امرا سے بھاگا اور مدت قلیل مین وہ سب علف تیغ اسلام ہوے میدان اُسکی سلطنت کا اہل فتنہ کے خس و خاشاک سے پاک ہوا بیت میاد نیرو زر مقبل نکبخت مدہ کہ افگند مقبلان مست سخت اس عرصہ مین قصبہ جاور کا حاکم کہ اڈیسہ نام رکھتا تھا باغی ہوکر ادائے مال واجب مین سستی کرنے لگا شمس الدین التمش اُسطرف لشکرکش ہوا اڈیسہ کو مطیع کرکے اور پیشکش لیکر بازگشت کی اسکے بعد سلطان تاج الدین یلدوز جو غزنین کا شاہ تھا ماہی مراتب مع چھتر اُسکے پاس بھیجا شمس الدین التمش نے حاکم غزنین کی عزت کا لحاظ کرکے قبول کیا لیکن چند عرصہ کے بعد جب سلطان تاج الدین یلدوز لشکر خوارزم سے منہزم ہوکر کرمان اور ٹیوران گیا ملک ہندوستان کی طمع کرکے ۶۱۲ھ چھ سو بارہ ہجری مین پہلے ولایت پنجاب اور تھانیسر پر متصرف ہوا اور ایلچی شمس الدین التمش کے پاس واسطے ایسے امور کے جو عزت سلطنت کو ضایع کرین روانہ کیا سلطان شمس الدین التمش طیش مین آیا اور لشکر کثیر اپنے ہمراہ لیکر فوج کش ہوا ترائن کے حدود مین فریقین سے جنگ عظیم و معرکہ شدید واقع ہوا سلطان تاج الدین یلدوز بھاگ گیا اور اکثر سردار اسیر ہوے تائید الٰہی سے فتح و نصرت سلطان شمس الدین التمش کے قرین حال ہوئی ناگاہ تاج الدین یلدوز بھی گرفتار ہوا اُسے مقید کرکے دہلی مین لایا اور بداؤن مین بھیجکر قید کیا یہانتک کہ قیدخانہ مین اجل طبعی یا زہر سے ہلاک ہوا اور ۶۱۴ھ چھ سو چودہ ہجری مین سلطان شمس الدین التمش اور ملک ناصر الدین قباچہ سے کہ یہ بھی سلطان قطب الدین ایبک کا داماد تھا اقطاع لاہور اور حوالی منصورہ آب چناب کے ساحل پر جنگ واقع ہوئی وہان بھی سلطان شمس الدین التمش فتحیاب ہوا اور ۶۱۵ھ چھ سو پندرہ ہجری مین سلطان ناصر الدین قباچہ سے ملوک خلج پر کہ غزنین کے اطراف مین مضافات سند پر تاخت لاتے تھے جنگ واقع ہوئی غالب آیا اور خلجی سلطان شمس الدین التمش کے پاس پناہ لائے سلطان نے ناصر الدین قباچہ پر حملہ کیا اور حرب و ضرب کے بعد اُسے بھی شکست دی جب وہ اپنی مملکت کے اطراف مین بھاگا سلطان دہلی مین آیا اور ۶۱۸ھ چھ سو اٹھارہ ہجری مین سلطان جلال الدین خوارزم شاہ چنگیز خان سے منہزم ہوکر لاہور مین آیا سلطان شمس الدین التمش لشکر کثیر سے مقابل گیا سلطان جلال الدین تاب مقاومت نہ لایا سند اور سیوستان کی طرف بھاگا پھر اُسکو ناصر الدین قباچہ کے ساتھ مناقشہ اور خرخشہ واقع ہوا اُسوقت وہانسے برافتکے اور کرمان ہوکر بھاگ گیا اور تاریخ نظام الدین احمد بخشی اور بعض کتب تواریخ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان جلال الدین ہندوستان مین ناصر الدین قباچہ کے غرق ہونیکے بعد آیا تھا ظاہرا یہ روایت اخبار صحت نہین رکھتی جیساکہ مذکور ہوا ہے اور ۶۲۲ھ چھ سو بائیس ہجری مین سلطان شمس الدین التمش نے لشکر لکھنوتی اور بہار کیطرف کھینچا اور سلطان غیاث الدین خلج کو کہ ولایت لکھنوتی علاحدہ آویگا تسلط تمام پیدا کیا تھا حلقہ اطاعت مین لایا اور سکہ و خطبہ اپنے نام جاری کیا اور ۱۷ تیس زنجیر فیل اور اسی ہزار تنکہ نقرہ اُس سے لیے اور اپنے بڑے بیٹے کو سلطان ناصر الدین خطاب دیکر ولایت لکھنوتی کہ ممالک بنگالہ سے ہے اُسے سپرد کیا اور خیر و دور باش دیکر بلدۂ اودھ مین اُسے چھوڑا اور خود دار الملک دہلی کی سمت مراجعت فرمائی سلطان ناصر الدین نے غیاث الدین خلجی سے جنگ کرکے اُسے قتل کیا اور غنیمت وافر و ہان سے دستیاب کرکے اکثر مردمان روشناس دہلی کو ساتھ انعام اور

تحفہ کے یاد کیا اور روایت صحیح یہ ہے کہ سلطان شمس الدین التمش نے ناصرالدین قباچہ پر فوج کشی کی اور وہ حصار اوچہ کو محکم کرکے قلعہ بھٹنکر کیطرف بھاگا اور سلطان نظام الملک وزیر جنیدی کو ناصرالدین قباچہ کے تعاقب کیواسطے تعین کیا اور خود اوچہ کے محاصرہ مین مشغول ہوا دو مہینے اور بیس روز کی مدت مین فتح کرکے حوزۂ تصرف مین لایا جب قلعہ اوچہ کے مفتوح ہونیکی خبر ناصرالدین قباچہ کو پہونچی اپنے فرزند علاءالدین بہرام شاہ کو سلطان کیخدمت مین بھیجکر صلح کا طالب ہوا جب یہ خبر پہونچی کہ سلطان ناصرالدین قباچہ ہراسان ہوکر بقصد گریز کشتی مین سوار ہوا تھا لطمۂ اجل کے طوفان سے دریا مین غرق ہوا پھر ۶۲۳ھ چھ سو تئیس ہجری مین رن تنبھور پر لشکرکشی کرکے اُس قلعہ کو بھی مفتوح کیا اور ۶۲۴ھ چھ سو چوبیس ہجری مین بعزیمت قلعہ مندلشکر کش ہوا اور اس قلعہ کو بھی مع جملہ سوالک اپنے قبض و دخل مین لایا امیر روحانی کہ اُس عہد کے افاضل سے تھا چنگیز خان کے حادثہ مین بخارا سے دہلی آیا تھا اور ان فتوحات کی تہنیت مین اشعار بہت کہے تھے انمین سے یہ ابیات ہین نظم خبر باہل سما برد جبرئیل امین ؛ زفتحنامۂ سلطان عہد شمس الدین ؛ کہ ای ملائکہ قدس آسمانہا را ؛ بدین مبشارت بندید کلہ دانین ؛ کہ از بلاد سوالک شہنشہ اسلام ؛ کشاد بارہ گر قلعۂ سپہر آئین ؛ شہ مجاہد و غازی کہ ہست و تیغش را ؛ روان حیدر کرار سکند تحسین ؛ اور ۶۲۵ھ چھ سو چھبیس ہجری مین عرب کے ایلچی خلافت کا لباس سلطان شمس الدین کیواسطے لائے سلطان بھی شرط اطاعت و آداب جیسا کہ چاہیئے بجالایا اور عباسیہ کا لباس پہنکر بہت خوش ہوا اکثر امرا کو خلعتونسے مخلع فرمایا اور شہر کو آئین بندکرکے قبے لٹکائے اور نقارہ خوشی کا بجایا پھر اُسی سال خبر وفات سلطان ناصرالدین لکھنوتی کے حاکم کی پہونچی سلطان شمس الدین التمش نہایت غمگین ہوا اور شرایط تعزیت بجالایا اور نام اسکا اپنے چھوٹے فرزند پر چھوڑ کر اُس سے موانست پکڑی اور ۶۲۶ھ چھ سو ستائیس ہجری مین لشکر لکھنوتی کیطرف روانہ کرکے جو فتنہ کہ سلطان ناصرالدین کی وفات کے بعد قائم ہوا تھا دفع کرکے تسکین دی اور لکھنوتی عزت الملک ملک علاءالدین غانی کے سپرد کیا اور خود دارالسلطنت دہلی مین معاودت فرمائی اور ۶۲۹ھ چھ سو اُنتیس ہجری مین گوالیار کیطرف عزیمت کی اور سبب عزیمت کا یہ تھا کہ گوالیار مسلمانونکے قبضہ سے نکل گیا تھا برس روز اس قلعہ کو محاصرہ کرکے متحصنون پر کام تنگ کیا پھر دیوپال جو اس قلعہ کا والی تھا شب کو بھاگ گیا اور قلعہ سلطان کے تصرف مین آیا اور بندی کثرت سے ہاتھ آئے اُن سب مین سے تین سو پر سیاست کی اور ملک تاج الدین ریزہ جو مملکت کا منشی تھا اُسنے اس قلعہ کے فتح ہونیکی رباعی کہی اور ایک پتھر پر کندہ کراکے قلعہ کے دروازہ پر نصب کی وہ رباعی یہ ہے رباعی ہر قلعہ کہ سلطان سلاطین بگرفت ؛ از عون خدا و نصرت دین بگرفت ؛ آن قلعہ گوالیار روان حصین بود ؛ در شصتا یہ سنہ تلثین بگرفت ؛ پھر ۶۳۱ھ چھ سو اکتیس ہجری مین ولایت مالوہ کیطرف یورش فرمایا اور قلعہ بھیلسہ کو مسخر کرکے شہر اوجین کو بھی زیر نگین کیا اور تجانۂ مہاکال جو مثل تجانہ سومنات کے تھا اور تین سو برس کے عرصہ مین تعمیر ہوا تھا اور قلعہ کیطرح نہایت مستحکم اور سنگین تھا اور اسکی دیوار کی بلندی سو گز تھی اُسے نیچے دہن سے کھود کر خراب و ویران کیا اور بکرماجیت کی مورت جو اوجین کا بادشاہ تھا اور اہل ہند اب تک اُسکی تاریخ لکھتے ہین مع سنگ مہاکال اور چند مورتین اور جو پنج یعنی کانسے سے ڈھالین تھین اُٹھاکر دہلی کی جامع مسجد کے دروازہ کے آگے زمین مین گاڑدین تا خلائق کی لگدکوب ہون پھر دوسری مرتبہ ملتان کی طرف فوج کشی کی لیکن یہ سفر نامبارک ہوا یعنی مرض الموت اُسپر طاری ہوا ضعف و ناتوانی نے غلبہ کیا اعیان سلطنت عماری مین بٹھاکر دہلی مین لائے چنانچہ شہابی مسبوین تاریخ ۶۳۳ھ چھ سو تینتیس ہجری مین عالم عقبے کیطرف راہی ہوا اور بلفوظ خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کہ جامع شیخ فرید شکر گنج ہے اسمین تحریر ہے کہ سلطان کو ایک حوض تیار کرنیکی خواہش ہوئی اور اس غرض کی جاے مناسب تعین کرنے کے واسطے خواجہ کی خدمت مین حاضر ہوکر استصواب کیا سلطان کہ ہر یک سحر زمین پر سوار ہوکر گذر کرتا تھا یہانتک کہ

اسمقام مین کہ جہان حوض شمسی واقع ہو پہونچا اس زمین کو پسند فرمایا پھر شب کو سلطان نے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ سرور انبیا علیہ من الصلوٰۃ افضلہا اس سرزمین مین رخش پر ایستادہ ہین اور فرماتے ہین کہ شمس الدین کیا چاہتا ہے سلطان نے عرض کی یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حوض تعمیر کیا چاہتا ہون آپنے ارشاد کیا اسمقام مین تیار کر چنانچہ اُسیوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخش نے اُس سرزمین پر ٹاپ ماری ایک چشمہ آب نے جوش مارا پھر سلطان خواب سے بیدار ہوا اور ابتک کچھ رات باقی تھی کہ سلطان خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور واقعہ کو بیان کیا خواجہ قدس سرہ فرماتے ہین کہ سلطان مجھے اس سرزمین پر لیگیا اور مین نے چراغ کی روشنی سے دیکھا کہ اسمقام مین ایک چشمہ آب جوشان ہے یہ حکایت تھوڑے تغیر سے مقالہ مشائخ مین مذکور ہے وہانسے تحریر ہوئی اور یہ روایت سلطان شمس الدین التمش سے مروی ہے کہ مین جسوقت بنگالہ مین تھا میرے صاحب نے ایک قراضہ یعنی ریزہ زر انگور خریدنے کیواسطے مجھے دیکر بازار بھیجا راہ مین وہ قراضہ میرے ہاتھ سے گر پڑا اور گم ہوا مین مالک کے خوف سے رونے لگا ناگاہ ایک درویش نے اس حال سے واقف ہوکر قدرے انگور خرید کر میرے حوالہ کیے اور تاکید اسمجھے فرمایا کہ خبردار جب تخت سلطنت پر متمکن ہوکر تاج شاہی زیب سر کرنا فقرا اور اہل خیر سے نیکی کرنا اور اُنکے حقوق نگاہ رکھنا دوسری شمس ہے اُس زمانہ مین کہ سلطان شمس الدین بغداد مین ذل رقیب مین تھا اُسکے مالک کے مکان مین فقرا کی ایک جماعت نے مجلس آراستہ کی تھی اور راگ سننے کا ذوق کہ اہل اللہ کو ہوتا ہے مشغول تھے سلطان شمس الدین التمش اس مجلس مین تمام رات اُنکی خدمتمین دست بستہ حاضر شمع کا سر گھلکیر سے کاٹتا تھا اور قاضی حمید الدین ناگوری کہ اس مجلس کے عمائد سے تھا جب درویشونکو سلطان شمس الدین التمش کی خدمت پسند آئی نظر لطف اُسپر ڈالی حق سبحانہ تعالے نے اُس نظر کی برکت سے اُسے درجۂ سلطنت پر فائز کیا غرض مدت مدید کے بعد جب سلطان شمس الدین التمش نے تخت سلطنت پر اجلاس کیا قاضی حمید الدین ناگوری ہندوستان مین آئے اور دہلی مین بارشاہ طالبان مشغول تھے ہمیشہ انکی محفل مین درویش راگ اور معرفتین سُنکر حال قال مین آتے تھے اور دو شخص علماء ظاہری نے کہ ایک کا نام ملا عماد الدین اور دوسرے کا ملا جلال الدین تھا سماع کا انکار کرکے سلطان کو اُسپر آمادہ کیا کہ قاضی کو سماع سے منع کرے چنانچہ سلطان نے قاضی کو طلب کیا اور عزاز و اکرام سے بٹھایا پھر اُن دونون نے قاضی سے سوال کیا کہ سماع حلال ہے یا حرام قاضی نے کہا اہل قال پر حرام اور اہل حال پر حلال ہے اسکے بعد سلطان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ آپکو یہ امر خوب یاد ہوگا کہ ایک شب کو درویشان اہل حال راگ سنتے تھے اور آپ اپنے مالک کے حکم سے اُن اہل مجلس کی خدمت مین حاضر ہوکر شمع کا گل لیتے تھے درویشون نے ترحم سے آپ پر نظر کیمیا اثر ڈالی اُسی کی برکت سے آپکو یہ سلطنت نصیب ہوئی سلطان وہ بات یاد کرکے اشک اپنی آنکھونمین بھر لایا اور حالت رقت مین قاضی کو اپنے پاس بٹھاکر نوازا اور سلطان اسکے بعد سماع سے لذت اٹھاتا اور درویشونکے نفس نفیس کا معتقد رہتا تھا اور طاعت و عبادت کا موقع تھا ہر ایک جمعہ کو جامع مسجد مین جاتا اور فرائض و نوافل کے ادا مین قیام کرتا فی الجملہ تورن نام ملحدان دہلی کا سردار تھا اس امر سے نہایت غضب مین آیا اور ملحدون سے اتفاق کرکے اسمین دار و مدار کیا کہ سلطان کو حین ادائے نماز مین کہ خلائق اپنے حال مین مشغول ہون قتل کرے غرض جمعہ کے روز اجماع کرکے حربہ اُٹھاکر مسجد مین آئے اور تیغین کھینچکر چند اشخاص کو شہید کیا جسمین اللہ تعالی نے سلطان کو ان اشرار کی شر سے نجات بخشی اور خلقت واقف ہوکر دیوارون اور کوٹھون پر چڑھ گئی اور اُس گروہ ملحد کو زخم سنگ و تیر سے خاک ہلاک پر ڈالا اور جہان کو اُس موذی خلائق کے وجود سے خالی کیا اور سلطان کی آخر عمر مین فخر الملک عصاے وزیر بغداد کا جو تیس برس سے اس بلدہ مین وزارت کے منصب پر اشتغال رکھتا تھا اور فضائل صوری و کمالات معنوی مین مشہور تھا ساتھ کسی سبب کے اسباب دنیوی سے کہ جو مایہ رنجش و ملال خاطر ارباب دولت ہوتا ہے وہانسے جدا ہوکر دہلی مین آیا سلطان اُسکا

آنا غنیمت سمجھکر باعزاز واکرام تمام شہر مین لایا اور منصب وزارت پر منصوب فرماکر اسکے حق مین مراحم خسروانہ مبذول فرمائین اور تمام فضلا اور اہل انشا سے نورالدین محمد عوفی سلطان شمس الدین التمش دہلی مین قیام رکھتا تھا کتاب جامع الحکایات اسکے وزیر نظام الملک محمد بن ابی سعید جنیدی کے نام لوح بیان مین تحریر کی سلطان شمس الدین التمش کی مدت سلطنت چھبیس برس تھے فرکر

رکن الدین فیروزشاہ بن شمس الدین التمش کی سلطنت کا۔ متون کتب تواریخ مخبر ہی کہ ۶۲۳ھ چھ سو تیئیس ہجری مین سلطان شمس الدین التمش نے چتر دوور باش سلطان رکن الدین کو دیکر پرگنہ بداؤن اُسے عنایات فرمایا اُسکے بعد گوالیار فتح کرکے دارالسلطنت دہلی مین مراجعت کی پھر لاہور کی بھی سرداری اُسے دیکر صاحب حشمت وشوکت کیا اور جسوقت کہ اُسکا باپ سیوستان کے سفر سے بازگشت کرکے مرگیا وہ دہلی مین تھا سہ شنبہ کے دن ۶۳۳ھ چھ سو تینتیس ہجری مین تخت دہلی پر جلوس فرمایا اور اعیان سلطنت و ارکان مملکت لوازم نثار ومراسم ایثار بجالائے شعرانے قطعے اور قصیدے مدح اور تہنیت مین موزون کیے اُسکے صلہ مین شاہ نے نوازش فرمائی انمین سے ملک تاج الدین ریزۂ دبیر نے ایک قصیدہ طویل گذرانکر انعام شاہانہ پایا یہ ابیات اُسمین سے ہین

نظم

مبارکباد ملک جاودانی ؛ ملک را خاصہ در عہد جوانی ؛ امین الدولہ رکن الدین کہ آمد ؛ درش ازمین چون رکن یمانی ؛ لیکن

سلطان رکن الدین تخت پر اجلاس کرتے ہی عیش وطرب مین مشغول ہوا امور سلطنت سے دست کش ہوا خزاین قبطے اور شمسی جو تھے اکثر لوگون اور مسخرون نے صرف کیے مہام جہانبانی کی لگام اپنی والدہ کے ہاتھ مین جو کنیز ترکیہ تھی چھوڑی وہ اپنے مقصدون کو پہونچی کتنی عورتین اصیل کہ سلطان شمس الدین کے عقد نکاح مین تھین اُنکو بفضیحت تمام قتل کیا اور کنیزان ترک صاحب اعتبار شمسی کو رسوائی لاکلام سے کہ سالہا سال کا رشک جو دل مین رکھتی تھی اُنسے انتقام لیا اور سلطان کے چھوٹے بیٹے کو جسکا نام قطب الدین تھا اُس بدبخت نے ناحق ہلاک کیا ان سانحون کے وقوع سے جو ظلم صریح تھا رکن الدین فیروزشاہ سے صغیر وکبیر اور وضیع وشریف کا دل متنفر ہوا اور شاہزادۂ غیاث الدین محمد نے جو اُسکا چھوٹا بھائی ولایت اودھ کا فرمانروا تھا سراطاعت کا پھیرا اور خزانہ لکھنوتی کو جو دہلی مین لائے تھے چھین لیا اور ملک اعزالدین محمد سالار جو بداؤن کا صاحب صوبہ تھا اور ملک علاءالدین شیرخانی حاکم لاہور اور ملک اعزالدین کبیرخانی والی ملتان اور ملک سیف الدین کوچی ناظم ہانسی سے آپسمین مراسلات کرکے نشان مخالفت کا بلند کیا سلطان رکن الدین فیروزشاہ نے اُنکے دفع کیواسطے مع لشکر کثیر دہلی سے کوچ کیا اور قطع مراحل ومنازل کے بعد کیلوکھری مین نازل ہوا درمیان اس حال کے نظام الملک محمد جنیدی جو وزیر مملکت تھا فیروزشاہ کے خوف وہراس سے کیلوکھری سے بھاگ کر قصبۂ کول مین گیا اور ملک اعزالدین محمد سالار سے جا ملا پھر یہ سب اتفاق کرکے لاہور مین گئے اور اس حدود کے ملوک کے پاس پہونچکر متفق اللفظ والمعنی ہوئے اور سلطان رکن الدین اس فساد کے دفع کیواسطے پنجاب کیطرف متوجہ ہوا جب منصور پور کی حوالی مین پہونچا تمام امرا جو اُسکے ہمراہ تھے مثل تاج الدین اور ملک محمد دبیر اور بہاءالدین حسن اور ملک کریم الدین احمد ضیاءالملک شیرخانی اور خواجہ رشید اور امیر فخرالدین لشکر سے جدا ہوکر دہلی مین آئے اور سلطان رضیہ کو جو بڑی بیٹی سلطان شمس الدین التمش کی تھی اس سے بیعت کرکے سریر سلطانی پر متمکن کیا پھر اُسنے شاہ ترکان یعنی سلطان رکن الدین کی والدہ کو گرفتار کرکے مقید کیا جب یہ خبر سلطان رکن الدین کو پہونچی دہلی کیطرف مراجعت کی جب کیلوکھری مین پہونچا سلطان رضیہ نے اٹھارھوین ربیع الاول ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری مین فوج اُسکے مقابلہ کو بھیجی اور اُسے گرفتار کرکے محبوس کیا تھا تھوڑے عرصہ مین وہ اس زندانمین مرگیا مدت اسکی سلطنت کی چھ مہینے اور اٹھائیس دن تھی۔

بیان ملکۂ دوران ملقبہ جہان رضیہ سلطان بنت شمس الدین التمش کا۔ سلطان رضیہ جمیع صفات مین جو بادشاہان عاقل اور کامل الرائے کو

لازم و ملزوم ہین آراستہ و پیراستہ تھی و دانشمندان صاحب نظر و کارآگاہ اسکے سوا کہ وہ عورت تو نکی صورت مین مخلوق تھی کوئی عیب اور برائی اُسمین نہ پاتے تھے قرآن مجید کو بآداب تمام پڑھتی تھی اور بعضے علوم سے بھی کچھ بہرہ رکھتی تھی اپنے باپ کے عہد مین مہمات ملکی مین دخل دیتی تھی اور حکمرانی کرتی تھی اور سلطان ازبس عقل و فراست و افراس سے مشاہدہ کرتا تھا بلکہ اس سال جب گوالیار کی فتح سے بازگشت کی چند امرا بلا کر اسے ولیعہد کیا اُمرا نے عرض کی کہ شاہزادون قابل اور رشید کے ہوتے شاہزادی کو ولیعہد کرنے مین کیا حکمت ہے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ مین اپنے فرزندونکو مے نوشی اور اقسام مناہی اور ہوا پرستی مین مبتلا دیکھتا ہون (یعنے فرزندون ۱۲) انکا بازو بار سلطنت (یعنے صاحبزادی ۱۲) اُٹھانیکے لائق نہین پاتا ہون رضیہ اگرچہ عورت کی صورت ہے لیکن معنی مین مرد ہے اور حقیقت مین بیٹون سے بہتر اور افضل ہے خلاصہ یہ کہ سلطان رضیہ ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری مین پردہ سے برآمد ہوئی اور مردونکا لباس یعنی قبا زیب تن اور تاج شاہی زیب سر کرکے بار عام مین تخت سلطنت پر متمکن ہوئی اور قواعد و ضوابط شمسی کو جو رکن الدین فیروز شاہ کے عہد سلطنت مین مہمل مندرس فرو گذاشت ہوئے تھے مروج کیے اور عدالت و سخاوت کی روش اختیار کی پھر نظام الملک محمد جنیدی جو وزیر مملکت تھا اور ملک علاء الدین شیر خانی اور ملک سیف الدین کوچی اور ملک اغز الدین کبیر خانی جو اطراف سے اجماع کرکے شہر دہلی کے باہر بیٹھے تھے اور کفران نعمت کرکے مخالف ہوئے تھے دیگر امرائے اطراف کو نامہ و پیام کرکے مخالفت کی ترغیب دی اس حال مین ملک نصیر جاگیردار اودھ سلطان رضیہ کے آہنگ مدد مین دہلی کیطرف متوجہ ہوا جب دریائے گنگ سے عبور کیا امرائے مخالف نے جنکا مذکور ہو چکا سد راہ ہو کر اُسے گرفتار کرکے قید کیا وہ ضعف و نقاہت کے سبب سے اس شدائد کا متحمل نہوا اسی حال مین وفات پائی لیکن اُسکے بعد عرصہ قلیل مین سلطان رضیہ نے تدبیر کامل و رائے اکمل سے امرائے مقہور و مخذول کو متفرق و پریشان کیا ہر ایک نے راہ فرار نا پی پھر سلطان رضیہ نے مفروونکا تعاقب فرمایا ملک سیف الدین کوچی اور اُسکے بھائی کو گرفتار کرکے قتل کیا اور ملک علاء الدین شیر خانی بابل کے حدود مین مارا گیا اور سر اُسکا کاٹ کر دہلی مین لائے اور ملک نظام الملک وزیر کو سرمور پر پہونچکر فوت ہوا چونکہ سلطان رضیہ نے ایک قوت پیدا کی تھی اسکی مملکت نے انتظام قبول کیا پھر خواجہ مہذب غزنوی کو جو نظام الملک جنیدی کا نائب تھا منصب وزارت پر منصوب کیا اور نظام الملک کے لقب سے ملقب فرمایا اور لشکر کی نیابت ملک سیف الدین ایبک کے تفویض کرکے قتلغخان خطاب دیا اور ملک اغز الدین کبیر خانی کو جو اطاعت اسکی کی تھی اُسے ولایت لاہور حوالہ کی اور ممالک لکھنوتی اور دیول اور سندھ اور تمامی بلاد اور علاقجات ہر ایک امیر کے سپرد کیے چنانچہ اسی عرصہ مین سیف الدین ایبک نے وفات پائی اُسکی جگہ پر قطب الدین حسن کو نصب کرکے مع لشکر کثیر قلعہ رن تنبھور پر بھیجا اور جو مسلمان کہ اس قلعہ مین تھے سلطان شمس الدین التمش کی وفات کے بعد ہندوون نے انھین قلعہ بند کرکے محاصرہ کیا تھا قطب الدین حسن نے انھین محاصرہ سے نجات بخشی اور قلعہ کے ضبط مین مقید نہوا اور اسکی روانگی رن تنبھور کے بعد ملک اختیار الدین التگین امیر حاجب ہوا اور جمال الدین یاقوت حبشی جسنے امیر آخور اور سلطان رضیہ کی خدمت مین تقرب تمام پیدا کیا تھا امیر الامرا ہوا اور ساتھ اس مرتبہ کے صاحب نسب ہوا کہ سلطان رضیہ کو سواری کیوقت دست زیر بغل کرکے سوار کراتا تھا اس سبب سے تمام ملک کے سردار اُس سے آزردہ ہوئے اُمین سے ۶۳۵ھ چھ سو سینتیس ہجری مین ملک اغز الدین حاکم لاہور نے سر اطاعت اس سے پھیرا سلطان رضیہ سپاہ آراستہ کرکے اسکے سر پر نازل ہوئی ملک اغز الدین صلاح وقت دیکھکر اندوے اخلاص پیش آیا اور دولتخواہون مین داخل ہوا سلطان رضیہ نے ولایت ملتان جو ملک قراقش کے سپرد تھی اسے بھی ملک اغز الدین کے حوالہ کیا پھر وہانسے مراجعت کی اور اُسی سال جب ملک التونیہ حاکم بھٹنڈہ نے جو ترکان چہلگانی سے تھا اور شرح اُسکی مفصل بیان ہوگی جمال الدین یاقوت حبشی کے عروج سے عاجز ہو کر بغاوت کا نشان بلند کیا

اور سلطان رضیہ نے فوج مہیا رہمراہ رکاب لیکر بھٹنڈہ کیطرف نہضت فرمائی اثنائے راہ مین امرائے ترک نے اُسپر خروج کیا اور جمال الدین یاقوت حبشی امیر الامرا کو قتل کیا اور سلطان رضیہ کو مقید کرکے قلعہ بھٹنڈہ مین بھیجدیا اور دہلی مین جاکر معزالدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش کو تخت شاہی پر بٹھایا اور اُسی عرصہ مین ملک التونیہ حاکم بھٹنڈہ سلطان رضیہ کو اپنے عقد نکاح مین لایا پھر سلطان رضیہ نے ملک التونیہ سے موافق ہوکر تھوڑے عرصہ مین جماعت کہکران وجتان وتمامی زمینداران اس نواح کو جمع کیا اور چنیہ ہمراہ بھی اپنا متفق کرکے لشکر دہلی کیطرف روانہ کیا سلطان معزالدین بہرام شاہ نے ملک اعزالدین بلبن کو جو خطاب الغجان سے مخاطب اور داماد سلطان شمس الدین التمش تھا مع لشکر کثیر سلطان رضیہ کے مقابلہ کو بھیجا دونون لشکر راہ مین ملاقی ہوئے اور تنور حرب گرم کیا سلطان رضیہ نے شکست فاش کھائی اور بھاگ کر بھٹنڈہ مین دم لیا اور ایک مدت کے بعد لشکر پراگندہ فراہم کرکے از سر نو سامان حرب درست کیا اور عنان عزیمت دہلی کیطرف معطوف فرمائی سلطان بہرام شاہ نے پھر ملک اعزالدین بلبن کو لشکر گران سے سلطان رضیہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کو بھیجا چنانچہ چوتھی ربیع الاول کو ۶۳۷ چھ سو سینتیس ہجری مین فریقین کا سامنا نواح کیتل مین واقع ہوا پھر دوبارہ سلطان رضیہ کی فوج پر شکست ہوئی سلطان رضیہ والتونیہ ہزیمت کیوقت زمینداروں کے ہاتھ گرفتار آئے اور پچیسوین ماہ مذکور کو قتل ہوئے مدت سلطنت سلطان رضیہ کے تین سال اور چھ مہینے اور چھ روز تھے عارفان دوراندیش جانتے ہین کہ یہ صرصر اد بارکس صحرا سے اُٹھی اور گل دولت رضیہ مرضیہ کا کس بادتند نے بیخ سے اُکھاڑا سچ ہے غلام حبشی کو دہلی کی امیرالامرائی سے کیا نسبت اور مرد و زن حبشی کو ایسی ملکہ تاجدار سے کیا کام مصرع این از ملک بہت از حبشی نیست ؛ ذکر معزالدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش کا جب سلطان رضیہ قلعہ بھٹنڈہ مین محبوس ہوئی اور بروز شنبہ اٹھائیسوین ماہ رمضان کو ۶۳۸ چھ سو سینتیس ہجری مین سلطان معزالدین بہرام شاہ کو امرا اور ملوک کے اتفاق سے دہلی کے تخت سلطنت پر بٹھایا اور سلطان رضیہ کے معاملے جیسا کہ مذکور ہوا مفروغ ہوا ملک اختیارالدین البتگین نظام الملک مہذب الدین وزیر مملکت کے اتفاق سے تمام امور سلطنت کا مختار ہوا اور سلطان معزالدین کی ہمشیرہ کو جو سابق مین قاضی اختیارالدین کی منکوحہ تھی اپنے عقد نکاح مین لایا اور ہمیشہ ایک ہاتھی گجنار اپنے دروازہ پر بندھا رکھتا تھا اور اُس زمانے مین بادشاہ کے سوا دوسرا شخص ہاتھی نہ رکھتا تھا یہ امر سلطان معزالدین بہرام شاہ کی بدگمانی کا سبب ہوا اُسنے دو نفر ترک کو جو اُسکے معتمدین مین سے تھے انھین حکم دیا کہ اپنی متوالونکی صورت بناکر اُن دونون شخص کو قتل کرو پھر شنبہ کے دن ۶۳۸ چھ سو اڑتیس ہجری مین بقصر سفید ان دونون ترک نے شاہ کے فرمانے پر عمل کیا اور متوالونکی شکل سے آکر مستانہ ادائین کرنے لگے ملک اختیارالدین البتگین جو امرا کی صف مین سلطان معزالدین بہرام شاہ کے پاس ایستادہ تھا اُنکی طرف متوجہ ہوکر زجر اور منع مین مشغول ہوا اور اُنھون نے فرصت پاکر ہاتھ خنجر جانستان پر لیگئے اور اُسکے حصار وجود کو شبکہ کرکے کشتۂ ہزار سالہ کے برابر کردیا پھر نظام الملک وزیر کے قاصد جان ہوکر وزخم اُسکے بدن پر رسید کیے اُسوقت امرا وغیرہ نے ہجوم کیا نظام الملک نے ہزار خرابی اپنے تئین دربار سے باہر نکالا سلطان معزالدین بہرام شاہ نے لوگون کے مغالطہ دہی کیواسطے دونون ترکونکو قید خانہ مین بھیجا اور چند روز کے بعد انھین رہائی بخشی اور نظام الملک وزیر چند روز تک بستر رنجوری پر افتادہ رہا جب شفا پائی پھر دیوانخانہ مین آکر کاروزارت مین مصروف ہوا لیکن ملک بدرالدین سنقر رومی جو امیر حاجب ہوا تھا نظام الملک پر تفوق ڈھونڈھتا تھا اور زخم اُسکے آسے رکھتا تھا یہانتک کہ مزاج ملک بدرالدین سنقر کا ایک جماعت اہل فتنہ کی اغوا سے سلطان سے منحرف ہوا چنانچہ صفر کی سترھوین تاریخ دوشنبہ کے روز صدرالملک تاج الدین کے مکان مین جو مشرف ممالک تھا گیا اور تمام اکابر بھی وہان جمع ہوئے اور تبدیلی سلطنت کے بارہ مین گفتگو کرنے لگے اور صدرالملک تاج الدین مشرف کو

یعنی بیچیدہ

نظام الملک مہذب الدین کے طلب کو روانہ کیا کہ وہ بھی اس مشورہ مین شریک اور داخل ہووے اُسیوقت صدر الملک تاج الدین مشرف نے
ایک شخص معتمد کو سلطان معزالدین بہرام شاہ کے پاس بھیجکر اس امر کی اطلاع دی اور ایک شخص معتمد سلطان سے جا ملونکے لباس
مین اپنے ہمراہ نظام الملک مہذب الدین کے مکان پر لیگیا اور مجلس کے قریب ایک گوشہ مین ایستادہ کرکے آغاز کلام کیا اور نظام الملک
مہذب الدین کی خدمت مین باجتماع قاضی جلال الدین کاشانی اور قاضی شمس الدین اور شیخ محمد سادجی اور دیگر آدمیونکے داعیہ سے
خبردار کیا نظام الملک مہذب الدین نے دفع الوقت کرکے اپنا آنا دوسرے وقت پر منحصر رکھا اور صدر الملک تاج الدین نے اس حقیقت کو
خادم سلطان کے ذریعہ سے جو پوشیدہ اپنے ہمراہ لیگیا تھا خدمت سلطان مین عرض کی سلطان اُسیوقت اُنکے سر پر تاخت لایا اور اُنکی
جمعیت کو متفرق کیا اور ملک بدرالدین سنقر رومی کو وقت کا موقع دیکھکر بداؤن کی جاگیر دیکر اسطرف روانہ کیا اور قاضی جلال الدین
کاشانی کو عہدۂ قضا سے معزول فرمایا اور چند مہینے کے بعد جب ملک بدرالدین بداؤن سے درگاہ سلطان مین حاضر ہوا سلطان نے
اُسکی اور ملک تاج الدین موسی کی گردن ماری اور قاضی شمس الدین اور قاضی قصبہ مارہرہ کو ہاتھی کے پاؤن سے روندوایا یہ سب امر
سبب وفور بیم و ہراس خلائق ہوئے اور تمام لشکر اُسکے فرمان سے سرتاب ہوا اور نظام الملک مہذب الدین جو اُن زخمون سے آزردہ تھا
سلطان کی طرف سے باتین موحش کہکر موجب زیادتی نفرت طبائع ہر خاص و عام کا ہوتا تھا اس حال مین سولھوین جمادی الآخر روز
دوشنبہ کو سنہ ۶۳۹ چھ سو انتالیس ہجری مین افواج مغول چنگیزی نے آکر لاہور کو محاصرہ کیا اور ملک قراقش جلالا ہور کا حاکم تھا حرکت
مذبوحی کرکے جو آدمیونسے موافقت نہ دیکھی آدھی رات کو لاہور سے کوچ کرکے دہلی کیطرف آیا اور وہ شہر چنگیزیونکے ظلم سے خراب و
برباد ہوا اور خلقت کثیر اسیر ہوئی جب یہ خبر سلطان معزالدین بہرام شاہ کو پہونچی امرا کو قصر سفید مین جمع کرکے بیعت تازہ کی اور
نظام الملک مہذب الدین وزیر اور قطب الدین حسن غوری کو وکیل السلطنت کرکے مع امرائے دیگر مغلونکے دفع شر کیواسطے لاہور کیطرف
روانہ کیا جسوقت کہ لشکر آب بیاہ کے کنارے پر کہ اس عرصہ مین قصبۂ سلطان پور اُسکے قریب آباد ہوا ہی پہونچا نظام الملک مہذب الدین کہ باطن
مین سلطان سے منافق تھا امرا کو سلطان سے پھیرا اور ساتھ مکر اور فریب کے یہ عرضداشت کی کہ ہاتھ اُس جماعت منافق سے کہ ہمراہ
میرے ہے کچھ کام ظہور مین نہ آویگا اور یہ فساد مدافعت نہ پاویگا جب تک کہ سلطان خود اپنے نفس نفیس سے اسطرف نہضت نہ فرماوے
یا فرمان صادر کرے کہ بندہ اور ملک قطب الدین متفق ہوکر اُنھین اس درمیان سے ہٹاوین چونکہ سلطان اس سے سادگی اور خوش
اعتمادگی رکھتا تھا در جواب اسکے لکھا کہ وہ جماعت واجب القتل اور سیاست کرنیکے ہے اپنے وقت معین پر سزا کو پہونچیگی تم چند
روز اُنسے مدارا کرو القصہ اس فرمان کو نظام الملک مہذب الدین نے امرائے لشکر کو دکھلایا اور عزل سلطان مین اُنکو متفق
کیا جب سلطان اس حال سے واقف ہوا خدمت مین شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کے گیا اور اُنھین
بہ تکلیف تمام امرا کی تسلی کے واسطے بھیجا مگر وہ کسی وجہ سے رضی و مطمئن نہوئے اور شیخ دہلی مین پلٹ آئے پھر نظام الملک
مہذب الدین اور تمام امرا سلطان معزالدین بہرام شاہ کے دفع کرنیکی عزیمت کرکے دہلی مین آئے سلطان معزالدین کو محاصرہ کرکے
ساڑھے تین مہینے تک ہر روز آتش جنگ کی افروختہ رکھی چونکہ باشندے شہر کے امرائے متفق تھے روز دوشنبہ آٹھوین ماہ ذیقعدہ
سنہ مذکور مین دہلی پر قبضہ کیا اور سلطان معزالدین بہرام شاہ کو دستیاب کرکے چند روز حبس مین نگاہ رکھا عاقبت الامر اُنھین
قتل کیا مدت اُنکے سلطنت کی دو برس اور ایک مہینے پندرہ دن تھی۔ **ذکر سلطنت سلطان علاءالدین مسعود شاہ**
بن سلطان رکن الدین فیروز شاہ کا جب ساقی دوران کے ہاتھ سے شربت ممات معزالدین بہرام شاہ کی جان کو
نصیب ہوا ملک اعزالدین بلبن بزرگ نے دہلی کے تخت پر جلوس کیا اور شہر مین منادی فرمائی لیکن امرا اور ملوک اُسکی سلطنت سے

راضی نہوئے فوراً شاہزادہ ناصرالدین اور جلال الدین فرزندان سلطان شمس الدین التمش اور سلطان علاءالدین مسعود شاہ پسر رکن الدین فیروز شاہ کو جو قصر سفید مین محبوس تھے باہر نکالکر انمین سے علاء الدین مسعود شاہ پسر سلطان رکن الدین فیروز شاہ کو ذیقعدہ کے مہینے سنہ ۶۳۹ھ چھ سو اُنتالیس ہجری مین تخت سلطنت پر اجلاس دیا ملک قطب الدین حسن تیابت پر اور نظام الملک مہذب الدین وزارت پر سرفراز ہوئے اور ملک قراقش امیر حاجب ہوا جب نظام الملک مہذب الدین نے عروس سلطنت بے مشارکت دوسرے کے اپنی آغوش مین لی امرا اور اعیان وقت کو تاب نرہی اور سب نے اتفاق کرکے بروز چہارشنبہ دوسرے جمادی الاول سنہ ۶۴۰ھ چھ سو چالیس ہجری مین محلسرائے عرض رانی مین اُسے قتل کیا بیت برخوان دہر دست ارادت مکن دراز ٭ کالودہ کردہ اند بزہر این نوالہ را ٭ پھر اسوقت وزارت صدرالملک نجم الدین ابوبکر کے تفویض ہوئی اور غیاث الدین بلبن خرد امیر حاجب ہوا اور ناگور اور سند اور اجمیر کے علاقہ پر ملک اعزالدین بلبن بزرگ مقرر ہوا اور بداؤن کا پرگنہ ملک تاج الدین کے سپرد ہوا اور تمام پرگنے ممالک کے بفراخوری حال ہر ایک امرا کے تقسیم کیے امور مملکت نے انتظام قبول کیا اور خلق پر آرام و تسکین ظاہر ہوئی اُسوقت اعزالدین طغاخان کہ کڑہ سے اپنی ولایت لکھنوتی مین آیا اور شرف الملک سنقری کو سلطان علاءالدین کی خدمت مین بھیجا سلطان نے چتر لعل اور خلعت خاص مرصع قاضی جلال الدین کاشانی حاکم اودھ کی صحابت سے لکھنوتی کیطرف واسطے اعزالدین طغاخان کے ارسال فرمایا اور اپنے دونون چچا کو قید حبس سے رہا کیا اور اُنکی تعظیم و تکریم مین نہایت کوشش کرتا تھا چنانچہ ناصرالدین کو خطہ بہرائچ کی حکومت ارزانی رکھی اور جلال الدین کو قنوج کا حاکم کیا اور اُنسے اُس دیار مین آثار پسندیدہ ظہور مین آئے پھر سنہ ۶۴۲ھ چھ سو بیالیس ہجری مین افواج مغول لکھنوتی کے ملک مین آئی قیاس وہ ہے کہ تمام مغل اُس راہ سے کہ محمد بختیار خلجی تبت اور خطا کیطرف گیا تھا آئے ہونگے غرضکہ سلطان علاءالدین (یعنے مغل ۱۲) نے طغاخان کی امداد کیواسطے ملک قرابیگ تیمور خان کو جو بندگان خواجہ تاش سے تھا مع فوج کثیر لکھنوتی مین بھیجا پھر مغلون نے نہر بمت کھاکر لکھنوتی کو چھوڑا من بعد درمیان اعزالدین طغاخان اور ملک قرابیگ تیمور خان کے مخالفت بہم پہونچی سلطان نے لکھنوتی تیمور خان کو عنایت فرمائی اور اعزالدین طغاخان دہلی مین سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اسی عرصہ مین یعنی سنہ ۶۴۳ھ چھ سو تینتالیس ہجری مین یہ خبر پہونچی کہ فوج مغول قندھار اور طالقان کیطرف سے سند کے اطراف مین آئی ہے اور قلعہ اوچہ کو محاصرہ کیا ہے سلطان نے بسبیل استعجال اپنے امرا کو فراہم کرکے قلعہ اوچہ کیطرف نہضت فرمائی جب آب بیاہ کے ساحل پر پہونچا مغول کا لشکر حصار اوچہ چھوڑکر مفرور ہوا سلطان منصور اور مظفر ہوکر دہلی مین داخل ہوا اور شرب شراب کی زیادتی کی طریقہ انصاف اور معدلت سے انحراف قبول کیا اور روش اخذ و قتل اختیار کی اور خلل مملکت مین ظاہر ہوا لیکن دولتخواہونکی نصیحت نہ سنی ملوک اور امرا نے عداوت کا ٹیکا کمر پر باندھا اور ایک ایلچی مخفی چچا شاہزادہ ناصرالدین کے پاس بہرائچ مین روانہ کیا اور اُسکے تشریف لانے کی التماس کی شاہزادہ ناصرالدین بے تامل اور توقف بسرعت تمام دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور منزل مقصود مین پہونچتے ہی تخت سلطنت پر اجلاس کیا اور مسعود شاہ محرم کی چھبیسوین سنہ ۶۴۴ھ چھ سو چوالیس کو زندان مین داخل ہوا زمانہ اسکی زندگی کا آخر ہوا مدت اسکے سلطنت کی چار برس اور ایک مہینا اور ایک دن تھا ذکر سلطنت سلطان عادل باذل فاضل ناصرالدین محمود بن شمس الدین التمش ادام اللہ تعالے انارہ و نور مضجعہ کا مرقوم قلم دُرربین رقم ہوتا ہے کہ خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا سلطان شمس الدین التمش کا ناصرالدین نام رکھتا تھا جب اُسنے بلاد لکھنوتی مین وفات پائی اور یہ فرزند اُسکا کہ سب فرزندون سے چھوٹا تھا متولد ہوا سلطان نے وفور محبت سے اسکا بھی نام ناصرالدین رکھا اور اسکی تربیت مین مساعی جمیلہ مبذول فرمائی اور عہد مین سلطان علاءالدین مسعود شاہ کے جب اسنے

سلطان ۱۲ یعنی سلطان شمس الدین التمش

دلاور

ولایت بہرائچ پائی کفار سے غزاوت کرکے اُس خطہ کو معمور اور آباد کیا اُسکی عدالت گستری اور رعیت پروری کا شہرہ تمام ممالک مین منتشر ہوا خاص و عام کی طبیعتین اُسکی خواہان ہوئین امرا اور اعیان دولت نے اُسکے قدوم میمنت لزوم کی درخواست کی اور قصر سفید مین اُسکے پدر کے تخت پر بٹھایا وہ بادشاہ عابد اور جبری اور شجاع اور سخی تھا اکثر نفقۂ خاص اپنا مصحف مجید کی کتابت سے کرکے زمانہ حیات مستعار کا بسر لیجاتا تھا اور سلطنت کا مال اپنے مصارف لابدی مین ہرگز صرف نہ کرتا تھا اور صلحا و علما کو دوست رکھتا تھا اور اہل ہنر کو نوازتا تھا روز جلوس کو شاعرون کے غزا کے قصیدے سے سلطان کے ملاحظہ مین گذرانے صلہ اور انعام سے سرفراز ہوے قاضی منہاج السراج جرجانی نے کہ طبقات ناصری اُسکے نام لکھی اُسوقت مین ایک قصیدہ کہا تھا یہ چند بیت اُسمین ہین نظم آن خداوندے کہ حاتم بذل و رستم کوشش ست ٭ ناصر دنیا و دین محمود بن التمش ست ٭ آن جہاندارے کہ سقف چرخ از ایوان او ٭ در علو مرتبت گوئی کہ فیروزہ وش ست ٭ سکہ راز القاب میمونش جہاندار ست فخر ٭ خطبہ را از اسم ہمایونش چہ پایہ نازش ست ٭ منصب وزارت پر ملک عنیان الدین خرد کو جو بندہ اور داماد اُسکے باپ کا تھا منصوب کیا اور بخطاب خان اعظم الغخان کے سرفراز فرمایا اور چتر و دور باش و دیگر تمام کام سلطنت اُسکے سپرد کرکے مدار المہام کیا اور اپنے چھوٹے بھائی خان اعظم شیر خان کو خطاب خان معظم سے مخاطب فرماکر پنجاب اور ملتان کا حاکم کیا اور سپاہ مغول کے مقابل مین جو غزنین اور کابل اور قندھار اور بلخ اور ہرات کے تھی نگاہ رکھا اور حصار بھٹنیر اور بھٹنڈہ تعمیر کیا ہو اشیر خان کا ہی کہتے ہین کہ سلطان ناصر الدین نے تفویض صوبات کیوقت خان اعظم الغخان سے فرمایا کہ مین نے تجھے اپنا نائب کرکے امور سلطنت کا اختیار تیرے ہاتھ مین دیا خبردار ایسا کام نکرنا کہ درگاہ بے نیاز مین اُسکی جوابدہی سے عاجز ہو اور تو اپنے تئین خجل اور شرمسار کرے چنانچہ خان اعظم الغخان نے اُسی طور سے نیابت کے قواعد اور ملک داری کے آئین کی بنیاد رکھی کہ تمام امور ملکی اُسکے قبضۂ اقتدار مین آئے اور کسی کی مجال تصرف کار سلطنت مین نہ رہی اور ماہ رجب سال جلوس مین سلطان ناصر الدین خان اعظم الغخان کے استصواب سے ملتان کی طرف فوج کش ہوا اور غرہ یعنی پہلی تاریخ نوچندہ کو آب لاہور سے عبور کرکے جب آب سوروہ کے ساحل پر پہونچا توقف کرکے خان اعظم الغخان کو لشکر کا سپہ سالار کیا اور کوہ جود اور آب سند کیطرف روانہ کیا اور خان اعظم الغخان نے کوہ جود اور تمام بلاد اس نواح کو نہیب و غارت کیا اور کھکھرون اور تمروون کو وہانکے جو سالگذشتہ مین مغلونکو رہبری کرکے ولایت ہند مین لائے تھے سب کو تہ تیغ کیا اور عورتون اور لڑکیون کو اُسکے اسیر کیا اور جیت وہانسے پلٹ کر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا سلطان نے قلت علف کے سبب سے بعجلت تمام دہلی کیطرف مراجعت فرمائی کہتے ہین ایک جماعت امراے کہن سال کہ سلطان قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش کے عہد سلطنت مین حدود لاہور اور ملتان مین جاگیر رکھتی تھی اور اطاعت جیسی کہ لازم اور ملزوم ہے نہین کرتی تھی اور مغول کی فوج سے مقابلہ اور مقاتلہ سے پہلوتہی کرکے نفاق کرنے لگی سلطان خان اعظم الغخان کی راے کے استصواب سے سبکو منصب وزارت سے معذور رکھکر اپنے ہمراہ دہلی لیگیا اور اُنکے فرزندون اور عزیزون اور صغر سنون کو اس منصب پر سرفراز کیا اس سبب سے صمات ملکی اور مالی پنجاب و ملتان نے استقامت تمام بہم پہونچائی بادشاہی اُسکی نے بھی قدرے درازی پائی اور کتب تواریخ متقدمین مین مسطور ہی کہ جب اسکندر ذوالقرنین نے اکثر ممالک روے زمین کے مسخر کیے ہندوستان کی روانگی کی خواہش کی بعضے امرا و اعیان دولت نے طریق بندگی سے پاؤن باہر رکھا اور ہر ایک نے دم استقلال سے مارا سکندر انکے علاج مین عاجز رہا عاقبت الامر اغور اور تالس بعد ایلچی روم مین اپنے وزیر اور استاد ارسطاطالیس کے پاس کہ اُسنے ضعف پیری کے سبب سے اُسکی ملازمت سے تخلف کیا تھا بھیجکر اس جماعت کے بارہ مین تدبیر صائب پوچھی ارسطاطالیس نے ایلچی کی باتین گوش ارادت سے سماعت کین مگر کچھ جواب اسکے نہ دیا

ندیا یعنی بلا توقف اس ایلچی کو اپنے ہمراہ لیکر ایک باغ مین داخل ہوا اور باغبانونکو حکم دیا کہ اشجار بزرگ بیخ سے اکھاڑو اور نہال لاکے جگہ
بجائے انکے بٹھاؤ جب باغبان اُسکے حکم کے موافق کاربند ہوے ارسطاطالیس نے اپنی مجلس کیطرف مراجعت فرمائی اور ایلچی اسکندر کے
روبرو حاضر ہوا اور عرض کی کہ غلام نے وہ پیغام حکیم کو پہونچایا ہر چند مین نے سعی کی مجھے جواب ندیا ناکام مجھے رخصت کیا اسکندر
سمجھا کہ حکیم نے اس شخص کو لائق جواب اور سزاوار تکلم نہ جانکر کچھ پیچیدگی کی ہو پھر اُس سے پوچھا کہ تو نے عرض پیغام کے بعد حکیم سے
کیا مشاہدہ کیا اُسنے عرض کی جب اُسنے شاہ کا پیغام سُنا فوراً ایستادہ ہوا اور اپنے ایک باغ ملوکہ کیطرف متوجہ ہوا اور مجھے بھی اپنے
ہمراہ لیگیا اور باغبانونسے فرمایا کہ بڑے درختون کو جڑسے اکھاڑو اور پودھے کو جگہ اُسجگہ بٹھاؤ اور خود بھی اسکام مین مشغول ہوا
اور مجھے کچھ جواب ندیا اور اپنے مکان پر آکر مجھے رخصت کیا اسکندر نے فرمایا اُس بیچارہ نے جواب شافی کہا ہی اسکی غایت
تیرے فہم مین نہین آئی پھر اسکے بعد اسکندر نے امراے متسلط اور متغلب کو معزول کرکے اُنکے فرزندونکو اُنکے مقام پر نصب کیا اور اس
مہم سے کہ مترددتھا نجات پائی القصہ دوسری تاریخ ماہ شعبان سنہ ۷۲۵ چھ سو پینتالیس ہجری مین سلطان ناصرالدین نے پھر دوآب کی
طرف نہضت فرمائی اور قلعہ نیرتھ کو نہایت کوشش سے مفتوح کیا اور اسی سال دسوین ذیقعدہ کو کڑہ کیطرف عزیمت کرکے خان
اعظم الغنخان کو مقدمہ فوج کیا اور وہ جاتے ہی مواضع دیکی ملکی کو غارت کرکے خوب لوٹا اور اُسکی اولاد اور اتباع کو اسیر کرکے مع
غنائم کثیر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور باتفاق دہلی مین مراجعت کی اور یہ دیکی ملکی راجہ آب جونکے اطراف کا تھا اور سابق
مین تھا نہاے بادشاہی اُٹھاکر کالنجر اور کڑہ مالوہ تک تصرف مین رکھتا تھا اور چھٹی شعبان سنہ ۷۲۶ چھ سو چالیس ہجری مین خان
اعظم الغنخان کو رن تھنبور اور کوہ پایہ میوات پر تعین کیا اور وہ اُس حدود کے متمردونکو گوشمال دیکر مع غنائم بسیار درگاہ مین آیا
اور اُسکا بھائی ایبک کشلیخان اُسوقت امیر حاجب اور امارسیجانی دخیل اسلطنت ہوا اور اسی سال سلطان کا بھائی کہ
جلال الدین تھا اپنی جاگیر سے دہلی مین آیا اور متوہم ہوکر کوہ جیتور پہنچا سلطان اُسکے تعاقب مین اس پہاڑ کے دامن تک
گیا اور سات آٹھ مہینے اس حدود مین استقامت فرمائی جب ہاتھ اسکا نہ آیا مقصود پر پہونچا لاچار دہلی مین مراجعت کی اور اسی
سال قاضی عمادالدین سنصور خانی کو ساتھ بعضے امور کے متہم کرکے قضا سے معزول کیا اور عمادالدین ہندیجانی کی سعی سے گردن ماری
اور سنہ ۷۲۷ چھ سو سینتالیس ہجری مین سلطان خان الغنخانی کی دختر اپنے عقد نکاح مین لایا اور سنہ ۷۲۸ چھ سو اڑتالیس ہجری مین لشکر ملتان کی
طرف کھینچا اور آب بیاہ کے کنارہ شیر خان حاکم ملتان اور لاہور کا بیس ہزار سوار سے کارزار پر آمادہ ہوکر سلطان کے مقابل آیا سلطان
اس سال کی چھٹی ربیع الاول کو ملتان مین داخل ہوا اور چند روز کے بعد ملک اعزالدین طبین بزرگ صاحب صوبہ ناگور اور راجہ کو
اُس طرف رخصت کرکے خود دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور سنہ ۷۲۹ چھ سو انچاس ہجری مین ملک اعزالدین طبین بزرگ سر اطاعت سے
پیچ کر عاصی ہو سلطان نے فتنہ کے دفع کیواسطے ناگور کیطرف کوچ کیا اور ملک اعزالدین طبین بزرگ تاب مقاومت نہ لایا اور بارگاہ
سلطانی مین حاضر ہوکر امان چاہی سلطان نے ترحم ذاتی سے اُسکی خطا معاف فرمائی اور اس حدود کی حکومت بدستور ارزانی
رکھی اور مظفر و منصور دہلی مین بازگشت کی اور اسی سال پچیسوین ماہ شعبان کو افواج بحر مواج ہمراہ لیکر قلعہ بڑود کیطرف روانہ ہوا
اور جابر دیو نے اس نواح مین ایک حصار جدید بناکر کے انجام کو پہونچایا تھا پانچہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ جرار سے سلطان کے
مقابل آیا اور خنگ شدید کے بعد شکست فاحش پاکر مفرور ہوا اور سلطان ناصرالدین نے قلعہ کو محاصرہ کرکے تھوڑے دنونمین
مسخر اور مفتوح کیا اور وہانسے چندیری اور مالوہ مین جاکر امراے صاحب اقتدار وہان مقرر کرکے پھر دارالسلطنت
دہلی مین مراجعت کی اور خان اعظم الغنخان سے اس سفر مین علامتین جوانمردی اور آثار مردانگی کے ظہور مین آئے

اور اسکے بعد شیر خان نے جو چھوٹا بھائی خان اعظم الغخان کا ہوتا تھا اور شجاعت اور سخاوت اور عقل کی تیزی مین شہرۂ آفاق تھا غزنین کو مغلونسے لیکر چند مدت وہ یا نکا خطبہ اور سکہ سلطان ناصر الدین کے نام جاری کیا اور سلطان کے حکم کے موافق مع فوج ملتانسے قلعہ اوچہ کے لینے کی غرضسے کی ملک اعزالدین بلبن بزرگ کہ جس سے تمرد کے آثار ظاہر ہوتے تھے شیر خانکے دبدبہ سے ہراسان ہوا اور لاچار ہوکر ناگور سے اوچہ مین آیا اور حرف وحکایات سے وہ قلعہ شیر خانکے سپرد کرکے سلطان کی خدمت مین گیا اور مراحم شاہانہ سے ولایت بداؤن کی جاگیر پائی سلطان نے بائیسوین شوال ۶۵۰ چھ سو پچاس ہجری مین لاہور کے راستہ سے اوچہ اور ملتان کی طرف کوچ کیا اور اس سفر مین سنقر قتلغخان ولایت سہسوان سے اور ملک اعزالدین بلبن بزرگ بداؤن سے مع افواج آراستہ آب بیاہ کے ساحل پر سلطان کی ملازمت مین آئے اور ابتداے ۶۵۱ چھ سو اکاون ہجری مین عمادالدین ریحانی جو خان اعظم الغخانکا دست گرفتہ تھا اور اُسوقت بعض بادشاہونسے موافقت کرکے حسد سے خان اعظم الغخان کا قاصد جان اور درپے ہلاک ہوا جب اس کام سے ناکام ہوا سلطان کو یہ عرضداشت کی کہ صلاح دولت کی اسی مین ہے کہ خان اعظم الغخان اپنی جاگیر مین کہ ہانسی ہے جاوے اور وہان بود و باش اختیار کرے سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خان اعظم ہانسی گیا اور عمادالدین ریحانی نے اُسکے غیبت مین فرصت پائی جو اشخاص کہ خان اعظم سے نسبت رکھتے تھے سب کو تغیر اور تبدیل کیا اور ایبک کشلیخان کو کڑہ اور مانکپور کی جاگیر دیکر اسطرف رخصت کیا اور یمین الملک جنیدی کو جو دہلی مین آکر استقامت رکھتا تھا تمام ممالک کا وزیر اعظم کیا اور اعزالدین کشلوخان کو امیر حاجب کیا اور حاجب دہلی مین آیا دست دراز کرکے بادشاہ کے دل کو مشوش کیا اور سلطان اسی سال شوال مین دہلی سے حرکت کرکے آب بیاہ کے نواح مین گیا اور جب شیر خان ریحانی نے سندیان متمرد سے ہزیمت کھائی تھی عمادالدین کی اغوا سے فوج کثیر بھیجکر قلعہ بھٹنڈہ اور اوچہ اور ملتان کو شیر خان کے کارندون کے ہاتھ سے برآوردہ کرکے اور ارسلانخان کے حوالہ کرکے مراجعت کی اور اسی عرصہ مین جب ملک اعزالدین بلبن ملک ترک نے حالت مستی مین زمینداران کھیتیل اور کہرام کے ہاتھ سے شربت شہادت چکھا سلطان نے انتقام کیواسطے اسطرف نہضت فرمائی اور متمردان کو سزادی اُسکے بعد بداؤن مین گیا پھر چند روز کے بعد مرکز خلافت مین معاودت کی اسوقت امراے اطراف و جوانب خصوصاً کڑہ اور مانکپور اودھ اور بداؤن و سرہند و سنام و کہرام و لاہور و سوالک و ناگور نے آپسمین موافقت کرکے خان اعظم الغخان کو پیغام دیا کہ مملکت کے انتظام مین بالکل فتور واقع ہوا اور عمادالدین ریحانی نے ظلم و جور کا کوئی طریقہ نہین چھوڑا مناسب وہ ہے کہ دارالخلافت دہلی مین جاکر بدستور سابق رہانسے مہمات کو انجام دیجیے خان اعظم الغخان نے یہ بات قبول کرکے ہمگنین کہرام کی نواح مین ایک جگہ جمع ہوئے اور عمادالدین ریحانی نے سلطان کو اُنکے دفع پر آمادہ کرکے اُنکے دفع کیواسطے روانہ ہوا جب جھانسی کے قریب پہونچا خان اعظم الغخان اور امراے مذکور نے پیغام دیا کہ ہم سب آپکے غلام فرمانبردار ہین اگر عمادالدین ریحانی ملازمت مین نہ رہے ہم سب قدمبوسی مین مشرف ہون سلطان نے عمادالدین ریحانی کو عہدۂ وکالت سے معزول کرکے بداؤن کی جاگیر پر بھیجا پھر جمیع امراے سلطان مین حاضر ہوئے اور خلعت شاہانہ سے تخلع ہوکر سرفرازی پائی اور ملک جلال الدین خانی کہ ترکان خواجہ تاش سے تھا حکومت لاہور پر منصوب ہوا اور شیر خان بدستور سابق دیپالپور و ملتان بھٹنیر و بھٹنڈہ اور اُسکے مضافات پر مقرر ہوا سلطان مقضی المرام ہوکر دہلی مین داخل ہوا اور خان اعظم الغخان کے آنے سے صغیر و کبیر ادنے و اعلے خوشوقت ہوئے اور اُنکے دلونکے باغ مین گلہاے مراد شگفتہ ہوئے اور ۶۵۲ چھ سو ترپن ہجری مین سلطان کا مزاج اپنی والدہ ملکہ جہان سے جو قتلغخان کے نکاح مین تھی منحرف ہوا ولایت اودھ قتلغخان کی قرار دیکر اسطرف رخصت فرمایا اور تھوڑے عرصہ مین وہانسے بھی تبدیل کرکے بہرائچ بھیجا قتلغخان باغی ہوا اور عمادالدین ریحانی اور

ملک اغزالدین کشلیخان حاکم سند اور بعضے امرائے دیگر نے اس سے موافقت کی اور سلطان نے خان اعظم الغخان کو قتلغخان کے سر پر اور ملک تاج الدین ترک کو عماد الدین ریحانی کے سر پر نامزد کیا اور عماد الدین جنگ کے بعد اسیر اور قتل ہوا اور قتلغخان نے خان اعظم الغخان کے مقابلہ سے بھاگ کر حیتپور میں دم لیا خان اعظم خان نے اس ناحیہ کو غارت کرکے دہلی میں مراجعت کی اور ۶۵۵ھ چھ سو پچپن میں جیتپور کا راجہ بیال نام قتلغخان کی مدد کیلئے بہت لوگ فراہم کرکے کشلیخان حاکم سندھ کے پاس گیا اور دونوں متفق ہوکر حوالی سمانہ اور کیتھل میں آکر خلل انداز ہوئے سلطان نے پھر اغزالدین الغخان اور کشلیخان حاجب کو مع افواج گران اُنکے سر پر تعین فرمایا جب فریقین یکجا ہوئے دہلی سے مثل شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین اور قاضی شمس الدین ہرابجی نے پوشیدہ خطوط بھیجکر قتلغخان اور کشلیخان کو دہلی کے آنے اور شہر لینے کی تحریص کی اور دہلی کے باشندوں کو اُنکی بیعت پر ترغیب دی الغخان نے اُنکے کید پر آگاہی پائی ایک عرضداشت میں کیفیت مفصل لکھکر دہلی کیطرف روانہ کی سلطان نے اُس جماعت کو اپنی اپنی جاگیروں کی روانگی کا حکم دیا اور تقوے سب کو قبیہ کیا اس حال میں قتلغخان و کشلیخان بازی روزگار سے غافل ہوکر دو روز میں سو کوس کی مسافت قطع کرکے دہلی میں آئے جب اُس جماعت کو دہلی میں نہ پایا وہ سب متفرق ہوئے کشلیخان سندھ میں جاکر خان اعظم الغخان کے ذریعہ سے پھر وہاں کی حکومت پر قائم ہوا اور احوال قتلغخان کا معلوم نہوا کہ کہاں گیا اور اس سال کے آخر لشکر مغول کثرت سے اوچہ اور ملتان کی نواح میں آیا سلطان نے اُنکے دفع کا آہنگ کرکے سرا پردے سرخ پر پائیے چار مہینے کے بعد افواج جمع ہوکر کوچ بر کوچ روانہ ہوئیں اور مغلوں کا لشکر بلا جنگ بھاگا سلطان نے بھی معاودت فرمائی اور پنجاب شیر خانکے تفویض کیا اور ملک جلال الدین کو لکھنوتی کی حکومت پر سرفراز فرمایا اور ۶۵۶ھ چھ سو چھپن ہجری میں سلطان نے عنان عزیمت کڑہ مانکپور کیطرف معطوف فرمائی ارسلانخان اور قلیچ خان کہ اسطرف بغاوت کا علم بلند کرکے باوصف طلب سفر مغول میں حاضر ہوئے تھے عہد و سوگند کرکے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے ارسلانخان کو ممالک لکھنوتی اور قلیچ خان کو کوہ پایہ مرحمت ہوا اور ۶۵۸ھ چھ سو ستاون ہجری میں کشلیخان برادر اعظم الغخان بیرانہ اور کول اور جالیسر اور گوالیار کی حکومت پر فائز ہوا اور اس سال دو زنجیر فیل اور جواہر وافر اور پارچہ ہنکا لکھنوتی سے آیا اور اسی سال ملک اغزالدین کشلیخان فوت ہوا اور ۶۵۹ھ چھ سو اٹھاون ہجری میں اعظم الغخان سلطان کے حکم کے موافق کوہ پایہ اور سوالک اور رن تھنبور کیطرف فوج کش ہوا اور راجہائے راجپوت اور میوات اور سوالک کہ اس عرصہ میں سرکشی کی بنیاد رکھکر سوار اور پیادہ کثرت سے جمع کرکے جا بجا سخت اور دشوار گذار میں وارد ہوئے تھے الغخان نے آگ قہر و غضب کی انکے مضاجع میں ڈالکر کوئی دقیقہ خرابی سے نچھوڑا اور اُن درون کے توڑنے میں جہاں اُنھوں نے کمینگاہ مقرر کی تھی داخل ہوا اور تین چار مہینے اوقات اُنکی جنگ میں صرف کی جو کفار ایسے مقاموں میں چھپے تھے کہ سواران لشکر اسلام کا گذر محال تھا اسواسطے خان اعظم الغخان نے اپنے اُردو میں منادی فرمائی کہ جو شخص مردم مخالف کو زندہ اسیر کرلاویگا دو تنکہ نقرہ انعام پاویگا اور جو مقتول مردہ کا سر کاٹ لاویگا ایک تنکہ نقرہ پاویگا پھر تو مردمان اُردو ہر روز تین چار سو آدمی انمیں سے الغخانکی بارگاہ میں زندہ اور مردہ نظر سے گذرانتے تھے اور زر انعام خزانہ سے لیکر پھر اپنے کام میں مصروف ہوتے تھے یعنی متھوروں کے تجسس اور گرفتاری میں روانہ ہوتے تھے راجاؤں نے جب یہ معاملہ دیکھا محزون اور غمگین ہوکر اُن درون اور کمینگاہوں سے برآمد ہوئے اور افواج آراستہ کرکے میدان میں شتابان ہوئے اور خان اعظم الغخان نے بھی ترتیب سپاہ ہمت مقرر کرکے میمنہ اور میسرہ اور قلب اور مقدمہ آراستہ کی اور حکم جنگ دیکر صبح سے عصر کے وقت تک وغا میں مشغول رہا اور باوصف اسکے چند امرائے ترک اس معرکہ میں شہادت پاکر زندہ جاوید ہوئے آخر نسیم فتح و ظفر خان اعظم الغخان کے نشان کی

پر چم پر چلی اور دو سو پچاس سردار کفار اور منصب دار انکے زندہ دستگیر ہوئے اور قلعہ رن تھنبور کو جو محاصرہ کیے تھے اُسے مفتوح کیا پھر
اہبت اور شوکت سے دہلی مین مراجعت کی اور ایک جماعت سرداران کفرہ کو جو طوق زنجیر مین زندہ ہمراہ رکھتا تھا سلطان کے
ملاحظہ مین درلایا سلطان نے اس جماعت کے قتل کے واسطے اشارہ کیا شہر دہلی کے راستہ اور بازارون مین ہر ایک دوسری
طرحسے معرض ہلاکت مین آئے اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور مین ایلچی ہلاکو خان کیطرف سے حوالی دہلی مین پہونچا خان اعظم الغنخان نے
پچاس ہزار سوار با براق عرب اور عجم اور ترک اور خلج اور افغانسے اور دو لاکھ پیادہ بہ تمامی سلاح اور دو ہزار فیل اور تین ہزار عرادہ
آتشبازی شہر سے باہر لیجا کر ایلچی کے سر راہ پر واسطے عرض اتانہ سلطنت ایستادہ کیا اور آواز طبل اور دہل اور کرنا اور نفیر اور نفیرہ
پیلان اور گھوڑونکی ہنہناہٹ اور اسلحہ بہادرونکے چمکنے سے علامتین روز قیامت کی ظاہر ہوئین کوس فلک گونج گئے پھر خان اعظم الغنخان
ایک تیر کے اندازہ راہ سے افواج سے جدا ہوکر ایلچی کے استقبال کو گیا اور درمیان اُن صفونکے گذر کر کے فیلون اور بہادرون کا تماشا دکھاتے
ہوئے قصر سفید مین ناصرالدین سلطان کے روبرو لایا اور اُس روز قصر سلطنت نے تجملات بادشاہانہ زرینہ و سمینہ سے زیب و زینت پائی
تھی اور صدور سادات اور مشائخ اور امراے نامدار اور رئیس شاہزادہ عراق اور خراسان اور ماوراء النہر کہ چنگیز خانکے عہد مین شہید یا ویران
مین آئے تھے اور سلطان کی خدمت مین بسر لیجاتے تھے اور بہت سے راے اور راے زادے ہندوستان کے دست بستہ تخت کے گرداگرد
ایستادہ تھے اور قاضی منہاج جرجانی نے اس جشن کی تعریف مین یہ چند بیت موزون کی تھین نظم زہے جشنے کزان اطراف جہان
خلد برین گشتہ ؛ خجے بزمے کزان اکناف عدن راتمین گشتہ ؛ ظفرناصرالدین شاہ محمود بن التمش ؛ ملک نوش دعا خواند فلک
پیشش زمین گشتہ ؛ شہنشاہے کہ در عالم زفیض فضل ربانی ؛ سزائے چتر شاہی لائق تخت و نگین گشتہ ؛ ز ترتیب و نہاد و رسم و آئین
نشاط او ؛ تو گفتی عرصۂ دہلی بہشت ہشتمین گشتہ ؛ مبارکباد بر اسلام این بزم شہ عالم ؛ کزین ترتیب ہندستان بسے خوشتر
رسین گشتہ ؛ تاریخ نظام الدین احمد مین مسطور ہے کہ ناصرالدین ہر ایک سال مین دو کلام مجید لکھتا تھا اور زر بہا اُسکا نیٹ وجہ قوت
خاص مین صرف کرتا تھا ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک قرآن شریف جو سلطان کا لکھا ہوا تھا ایک امیر نے زر بہا اُسکا زیادہ
دیا جب سلطان اس معاملہ سے آگاہ ہوا اُسے خوش نہ آیا حکم کیا کہ یہ میری کتابت پوشیدہ بقیمت متعارف فروخت کرے رہین
اور یہ بھی منقول ہے کہ سلطان کوئی لونڈی اور خادمہ منکوحہ کے سوا نہ رکھتا تھا اور وہ سلطان کے واسطے خاصہ پکاتی تھی
ایک روز سلطان سے بیگم صاحبہ نے عرض کی کہ روٹی پکانے کے سبب سے مین ہمیشہ ایذا اُٹھاتی ہون اور ہاتھ میرے اکثر جلتے ہین
اگر سلطان عالم ایک کنیز روٹی پکانیکے واسطے خریدین عین مناسب ہے سلطان نے درجواب فرمایا کہ بیت المال حق بندگان خدا ہے
مجھے نہین پہونچتا ہے کہ وہانسے درم لیکر لونڈی خریدون صبر کر کہ حق سبحانہ تعالے تجھے آخرت مین جزاے خیر دیوے بیت جہان خولبست
پیش چشم بیدار ؛ بخوابے دل نہ بندد مرد ہوشیار ؛ ایک روز کا مذکور ہے کہ ایک شخص قرآن مجید کی تلاوت کیوقت سلطانکی خدمت بابرکت
مین حاضر ہوا اور نظر اُسکی قرآن مجید کے ایک مقام پر پڑی کہ فیہ فیہ بکسر لکھا تھا اُسنے سلطان سے عرض کی کہ ایک فیہ زیادہ ہے سلطان نے
فوراً دوات و قلم طلب کر کے ایک فیہ کے دور مین حلقہ کھینچا پھر اُس شخص کی حاجت روائی اور فائز المرام کر کے اُسے خوشدلی سے
رخصت کیا اور اُسکے جانیکے بعد قلمتراش لیکر اس حلقہ کو تراشا اسوقت ایک غلام حاضر تھا عرض کی کہ حلقہ کھینچنے کی کیا وجہ تھی
اور پھر حک کرنیکا کیا سبب تھا سلطان نے ارشاد کیا وہ محتاج آیا تھا اگر اُس وہم مین کہتا غلط نہین ہے اول عیب اُسکا ظاہر
ہوتا دوسرے شرمندہ ہوتا اسواسطے مین نے حلقہ کھینچا اور پھر دور کیا کہ رقم کاغذ حک کرنی بہت آسان ہے حک عبار اُس کاغذ سے کہ کسی
کے ہاتھ بیچے اور یہ بھی مشہور ہے کہ سلطان ناصرالدین کا ایک مصاحب شاذ نام اور سلطان کی یہ عادت تھی کہ اُسے محمد کہکر پکارتا ناگاہ ایک

روز اُس مصاحب سے فرمایا کہ تاج الدین فلان کام کر ندیم نے حکم کے موافق عمل کیا اور حکم کے فراغ کے بعد اپنے مکان پر گیا تین روز تک سلطان کی ملازمت مین نہ حاضر ہوا سلطان نے آدمی اسکی طلب کو بھیجا جب دربار مین حاضر آیا سبب غیر حاضری کا استفسار فرمایا ندیم نے عرض کی خداوند جہان کی عمر دراز ہو مجھے حضرت ہمیشہ میرا نام محمد لیکر ارشاد فرماتے تھے اس روز خلاف عادت تاج الدین خطاب کرنے سے فدوی کو یقین ہوا کہ اس دعائی دولت کی نسبت مزاج سلطانی مین کچھ تغیر ظہور مین آیا ہی جو ہیگا نہ دار لقب سے بلایا ہی اس امر کے وقوع سے فدوی تین روز تک بیتاب اور بیقرار افتادہ رہا سلطان نے قسم یاد کرکے فرمایا کہ مین تیری طرف سے کچھ گرانی اپنی خاطر شریف مین نہین رکھتا لیکن اُسوقت مین بے وضو تھا مجھے شرم آئی کہ بے وضو اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبان پر کیا جاری کرون اسواسطے تجھے بلقب تاج الدین بلایا اور ۶۶۳ھ چھ سو ترسٹھ ہجری مین ناصر الدین مرض الموت مین مبتلا ہوا اور گیارھوین جمادی الاول ۶۶۴ھ چھ سو چوسٹھ ہجری مین دار دنیا سے دار البقا کی طرف انتقال کیا سلطان ناصر الدین کی مدت سلطنت بیس برس اور چند مہینے تھی ذکر

سلطنت سلطان فردوس آشیین سلطان غیاث الدین بلبن کا

وہ شاہ فرخندہ آثار اور بادشاہ معدلت شعار تھا اور ساتھ محامد خصائل اور محاسن شمائل کے آراستہ و پیراستہ تھا بہ بیت طالع و بخت بادشاہی او فرخ اور زیبندہ شاہی اور سلطان غیاث الدین بلبن ترکان قراخطائی سے ہی اور طائفہ البری سے ایک سوداگر اُسکو مغلون کے ہاتھ سے کہ اس دیار پر غلبہ پاکر اسیر کیا تھا خرید کرکے بعداد مین لایا اُسکا باپ ایک قبیلہ کا کہ آئین دس ہزار خانوار آباد تھے سردار تھا اور بعداد خواجہ جمال الدین کے ساتھ تقوی اور دیانت کے مشاہیر وقت سے تھا ۶۳۰ھ چھ سو تیس مین اُسے خرید کیا اور جو کہ سلطان شمس الدین التمش بھی اس قبیلہ سے تھا ترقی کی اُمید مین اسی سال دار السلطنت دہلی کیطرف روانہ ہوکر سلطان غیاث الدین بلبن کو سبع اور چند غلام ترک سلطان شمس الدین کے ملاحظہ مین گذرانا سلطان نے انھین بقیمت اعلے خرید کیا اور اسقدر خواجہ جمال الدین بصری کہ مورد انعام اور مصدر اکرام فرمایا کہ مقضی المرام ہوکر بغداد مین معاودت کی سلطان شمس الدین التمش نے آثار شہامت اور مردانگی سلطان غیاث الدین سے مشاہدہ فرماکر بازوار خاص کیا اور قضاے آسمانی سے اپنے بھائی کشلیخانکو جو سلطانکی ملازمت مین نہایت اعتبار رکھتا تھا پہچانا اس تقریب سے نہایت صاحب عزت ہوکر مشاہیر درگاہ سے ہوا اور سلطان رکن الدین کے عہد مین تمام ترکان نیکدوستانکو ہمراہ لیکر پنجاب کے نواح مین گیا اور بغاوت اختیار کی اور سلطان رضیہ کے عہد مین جب ترکون نے دہلی کے اطراف مین آکر اُنکے درمیان مین سنگ تفرقہ والا بادشاہ غیاث الدین بلبن اُنکے پنجہ ظلم مین گرفتار ہوکر محبوس ہوا اور حکمت آنکی اس مقیدی مین تھی کہ مصیبت دیدہ اور آزمودہ مہمات جو نکی قدر پہچانے اور سلطان رضیہ کے عہد مین زندان سے رہائی پاکر اُسکا میر شکار رہا اور میر شکار ہونے سے یہ اشارہ تھا کہ عالم اسکا صید ہوگا اور سلطان معز الدین بہرام شاہ کے زمانہ مین عہدہ امیر آخوری پر منصوب ہوا اس سے ایا یہ تھا کہ مرکب دولت کو زیر ران کھینچیگا پھر بدر الدین سنقر رومی امیر حاجب کی دستگیری سے امیر کبیر ہوا اور پرگنہ ہانسی اور ریواڑی جاگیر پایا اور میوات کے کفار کو جو سرکش تھے اور راتونکے دہلی پر تاخت لاکر بہت خرابی کرتے تھے زیر کیا اس سبب سے آوازہ شجاعت اور اُسکی مردانگی کا منتشر ہوا اور روز بروز دولت اُسکی ترقی پر تھی یہانتک کہ شہور ۶۴۲ھ چھ سو بیالیس ہجری مین اور سلطان علاء الدین مسعود کے عہد مین امیر حاجب ہوا اور کارہاے نمایان اُس سے ظہور مین آئے اور سلطان ناصر الدین محمود شاہ کے زمانے مین منصب امور ملکی اور مالی کا ساتھ اُسکے مفوض ہوا اسطور کا صاحب جاہ ہوا کہ اُس سے سلطنت تک چندان فاصلہ نہ رہا اور سلطان ناصر الدین کو بادشاہی سے یہی ایک نام باقی رہا تھا اور اُسکے فوت ہونیکے بعد وہ ملا فاصلہ قصر سفید مین تخت دہلی پر متمکن ہوا اور خاص و عام اُسکی بادشاہت سے راضی اور شاکر ہوئے اور جو تواریخ مین چند شخص کو ساتھ لقب بلبن کے ذکر کیا ہی

ہو سکتا ہے کہ بلبن ایک گروہ ترکوں سے ہو وبین واسلم عند اللہ سلطان شمس الدین التمش چالیس غلام ترک روشناس اور صاحب اعتبار رکھتا تھا انکو چہل گانی کہتے تھے سلطان شمس الدین کی فوت کے بعد سب ایک مجلس مین جمع ہو کر ہم عہد اور ہم سوگند ہوئے اور مملکت ہند آپسمین تقسیم کی اور ترکونمین خواجہ تاش مشہور ہوئے لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد ایک دوسرے سے فرد تنی معیوب جانکر ہر ایک لاف زنا ولاغیری یعنی ہمارے سوا دوسرا نہین مارتے تھے اور جب سلطان غیاث الدین بلبن جبرا نہین سے تھا بادشاہ ہوا اول تھوڑے ترکان خواجہ تاش کو جو استقلال تمام رکھتے تھے اور اُنسے ڈرتا تھا نیست و نابود کیا یہانتک کہ اپنے بچپنے بھائی شیر خان کو جو بندگان خواجہ تاش کے درمیان مین اُس سے کوئی برگستر نہ تھا نفاق مین زہر دیکر ہلاک کیا اور تھوڑے عرصہ مین سلطنت ہند کو ضبط کیا اور دشمنون اور مخالفون سے ایک اثر نہ چھوڑا اور بادشاہ عظیم الشان ہوا چنانچہ سلاطین عراق اور خراسان و ماوراء النہر اُس سے طریق دوستی رکھتے تھے اور وہ دانا و صاحب وقار اور صاحب تجربہ تھا چنانچہ کار ہاے سلطنت کو سنجیدگی اور فہمیدگی سے انجام دیتا تھا نظم ہیچ نیکو متاعیست کار آگہی ۔ مباد از ین اندہ عالم تہی ۔ کسے سر بر آرد بعالم بلند ۔ کہ در کار عالم بود ہوشمند ۔ کار مملکت کو سوے اکابر اور مردم دانا کے نہ سپرد کرتا اور اراذل کو کامون مین دخل نہ دیتا اور جبتک صلاح و تقوی اور دیانت کسی شخص کی مشخص نہوتی تشغل اور عمل نہ فرماتا اور سب کی تصحیح مین بھی مبالغہ بلیغ اور تفحص کثیر کرتا اور شغل اور عمل سپرد کرنیکے بعد بھی مین نقص ذاتی و وصفاتی کا گمان ہوتا فوراً معزول کرتا اور کفار سے ہرگز عہد و احد و عمل رجوع نکرتا تاکہ بہادر مسلمانون سے بطریق تساہل پیش آوین اور آخر ایام بادشاہی تک کہ بائیس برس کا زمانہ گذرا تھا اراذل اور لئیام سے کبھی ہمکلام نہوا اور مسخرون کو اپنے دربار مین بار نہ دیا کہتے ہین فخر دبانی نام ایک رئیس نے کہ بمدت خدمت درگاہ کی تھی ایک مقربان درگاہ سے مال کثیر قبول کرکے ملتجی ہوا کہ اگر بادشاہ ایک مرتبہ ساتھ اسکے ہمربانی فرماوے مال وافر نقد و جنس سے پیشکش کرے جب یہ امر سلطان کے سمع مبارک مین پہونچا فرمایا کہ وہ رئیس اور امیر بازار ہو سلطان کے ہمربان ہونے سے مہابت بادشاہی دل مین عوام کے کم ہوگی اور حشمت و عظمت مین نقصان راہ پاویگا اور ملحقات طبقات ناصری مین جو مصنف شیخ سراج الدین یہانپوری ہو مرقوم ہو کہ سلطان غیاث الدین کو یہی دولت اور سعادت کافی ہو کہ خارج بادشاہ اور بادشاہزادونسے جو سلاطین ماضیہ کے عہد مین ہند مین تشریف لائے تھے بندرہ بادشاہزادے ترکستان اور ماوراء النہر اور خراسان اور عراق اور آذربائیجان اور فارس اور روم و شام سے جو سپاہ چنگیزیہ کے ظلم سے اپنے مرکز دولت سے پراگندہ ہو کر اسکے عہد دولت مین دہلی مین پہونچے تھے ہر ایک فرش عزت اور سرداری پر متمکن ہو کر نہایت ذوق و شوق سے تخت کے روبرو دست بستہ کھڑے رہتے تھے لیکن دو شاہزادہ کہ پاے تخت پر بیٹھتے تھے وہ دونون خلفاے عباسی کی اولاد سے تھے اور جسوقت بادشاہزادگان و لایات اور بزرگان وقت سے اُسکے عہد مین ہند مین آتے تھے سلطان اظہار رشباشت کرکے شکر آنہی بجالاتا تھا اور ہر ایک کو علیحدہ محلہ مقرر کرتا تھا جسطرح سے کہ دہلی مین پندرہ محلہ آباد ہوے تھے اُنکی تفصیل یہ ہو محلہ عباسی محلہ سنجری محلہ خوارزم شاہی محلہ ولیمی محلہ علوی محلہ اتابکی محلہ غوری محلہ چنگیزی محلہ رومی محلہ سنقری محلہ یمنی محلہ موصلی محلہ سمرقندی محلہ کاشغری محلہ ختائی اور اس سبب سے کہ زبدہ اور نخبہ اور خلاصہ عالم اصحاب سیف و قلم اور سازندہ اور خوانندہ و ارباب ہنر سے کہ ربع مسکون مین عدیل اور نظیر نہ رکھتے تھے اسکے دربار مین جمع ہوے تھے اسکی درگاہ کو درگاہ محمودی اور سنجری پر ترجیح دیتے تھے کہتے ہین جمیع علما و فضلا و کملا اور مشائخ اسکے بیٹے مشہور خان شہید کے مکان مین مجتمع ہوتے تھے اور ارباب نشاط اور اہل ساز و عشرت اور قصہ خوان اور خوش طبع اور ظریف اور ہزال اور ضحاک اسکے دوسرے فرزند قدر خان کی مجلس مین حاضر ہو کر بزم شاہانہ آراستہ کرتے تھے

اور مہر کی مصقل سے زنگ غم آئینہ خاطر کے چہرہ سے دفع کرتے تھے اور بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم جمیع امرا و اعیان دولت بھی اپنی منازل و مساکن مین اُن دونون بھائیون کے شیوہ ستودہ پر عمل کرتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن لباس اور لوازم عظمت اور شوکت بدرجہ کہ بادشاہی مین مبالغہ کرتا تھا اور ہیبت تمام سے بارعام دیتا تھا چنانچہ بندونکا اُسکے چہرہ کے مشاہدہ سے زہرہ آب ہوتا تھا اور اُسکی شکوہ اور عظمت اور جلال سے متمردان دور و نزدیک کے اندام پر لرزہ پڑتا تھا اور سواری کے دن پانسو سیستانی اور غوری اور ہندی با گرز و اور اور عرب شمشیرہاے برہنہ دوش پر رکھے ہوئے وضع مہیب کے ساتھ پیادہ جوش و خروش کرتے ہوئے اُسکی رکاب مین جاتے تھے اور مجلس جشن کو بھی تکلف سے آراستہ کرتا تھا اور ایام عید و نوروز کو بادشایان عجم کے طور پر بسر لیجاتا تھا اور ایام جشن مین صبح سے شام تک مجلس مین اجلاس کرتا تھا اور نذرین و پیشکشین خوانین اور امرا کی نظر سے گذرتی تھین مقربان مجلس اُسکے صفات پسندیدہ اور خدمات ثنائیتہ کو معروض رکھتے تھے اور فروش منقش اور استعمال اوانی طلا و نقرہ اور پردہاے زربافت اور انواع فواکہ اور اطعمہ اور اشربہ اور تنبول مین مبالغہ کرتا تھا اور بارہا کہتا تھا مین نے ترکون سے جو سلطان شمس الدین التمش کی مجلس مین اعتبار تمام رکھتے تھے سنا ہی کہتے تھے کہ جو بادشاہ کہ ترتیب دربار اور دبدبہ سواری مین رسمین اور قاعدے سلطنت کی رعایت کیے ہوئے نہ رکھے اُس سے حشمت بادشاہی مشاہدہ نہین ہوتی اور ہیبت اُسکی دشمنان شاہ کے دلمین نہین بیٹھتی اور نقصان مملکت مین ظاہر آتا ہی اور بسیط سے عدل اور داد مین نہایت مبالغہ کرتا تھا اُسکی عدالت کا یہ شمہ ہی کہتے ہین ملک تعیق ابن جامدار جو ایک بزرگ سے تھا اور چار ہزار سوار خاصہ رکھتا تھا اور ولایت بداؤن اُسکی جاگیر مین تھی بدمستی کی حالت مین ایک فراش کو دُرہ کی ضرب سے ہلاک کیا چند مدت کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن بداؤن مین گیا فراش کی زوجہ دربارعام مین آکر فریادی ہوئی سلطان نے بعد ثبوت جرم کے ملک تعیق کو اُس ستم رسیدہ کے روبرو اسقدر دُرّے لگوائے کہ اُسکے شوہر سے جاملا اور لاش اُسکی بداؤن کے دروازہ پر آویزان کی اور اسی طور سے اُسکے ایک غلام صاحب اعتبار نے کہ جسکا نام ہیبت خان اور جاگیر اُسکی اودھ تھی اُسنے بھی ایک شخص کو حالت مستی مین ہلاک کیا اُسکی زوجہ دادخواہ ہوئی سلطان غیاث الدین بلبن نے ہیبت خان کو پانسو دُرّے مار کر اس عورت کو بخشا اور فرمایا یہ آج تک میرا غلام تھا اب تیرا مملوک ہوا تجھے اسکے قتل اور رہائی کا اختیار ہی ہیبت خان نے ایک جماعت کا ذریعہ کرکے بصد تضرع و زاری مبلغ ایک لاکھ روپیہ اُس ضعیفہ کو دیکر اپنے تئین رہا کرایا پھر اس حادثہ کے بعد غیرت سے اپنے مکان سے باہر نہ آیا یہانتک کہ مرگیا سلطان غیاث الدین بلبن اپنے فرزندون سے کہتا تھا کہ سلطان شمس الدین التمش فرماتا تھا کہ مین نے دو مرتبہ سید مبارک غزنوی سے مجلس سلطان معزالدین محمد بن بہاوالدین سام مین سنا ہی کہتا تھا کہ اکثر جو کچھ بادشاہ کرتے ہین تمام اشراک بخدا ہی اور بخلاف سنت محمد مصطفے صلی علیہ وآلہ وسلم ہی اور نجات اُنکی آتش دوزخ سے چار چیزین متصور ہی جو اُسمین بھی خلل واقع ہو یقین ہی کہ عقوبت کا سزاوار تر اُنسے کوئی نہوگا اوّل وہ کہ بادشاہ کو لازم ہی کہ فراوان سطوت اپنے کو اپنے محل پر مصروف رکھے اور خلق کی رفاہیت اور خوف خدا کے سوا اُسکے مدنظر نہ رہے دوسرے فسق و فجور علانیہ اپنے ممالک مین واقع نہونے دے سیارہ مین سعی بلیغ فرماوے اور فاسقون و بیباکون کو خوار اور ذلیل رکھے تیسرے یہ کہ شغل اور عمل مردم دانا اور پارسا و دیانت دار اور خدا ترس کے تفویض فرماوے اور مردم بداعتقاد کو اپنے ملک مین جگہ نہ دیوے جو باعث اختلال عقیدہ خلق ہون چوتھے یہ کہ عدالت اور دادہی مردم اس درجہ استفسار کرے کہ ظلم و تعدی کا آثار اُسکے ممالک محروسہ مین نرہے بیت پایدار ہی بعدل و داد بود ۔ ظلم و شاہی چراغ دہ باد بود ۔ پس تم میرے فرزند اور جگر گوشہ ہو یقین جانو کہ اگر تم عاجز و نیز کسی قسم کا ظلم اور تعدی روا رکھوگے مین سزا اُسکی تمھین دونگا اور جسوقت کہ بادشاہ سلطان غیاث الدین بلبن برسر لب دریا

پاپل یا خلیس یا خلاب کے پہونچتا اس مقام مین توقف کرنا اور امرا اور ارکان دولت کو مقرر کرتا کہ دولکڑیان ہاتھ مین لیکر اہتمام کرتے تھے اور اول مریضون اور ضعیفون اور عورات اور اطفال اور چارپایون لاغر کو بے مزاحمت اُتو یا کے اسمقام خوفناک سے پار اُتارتے تھے اسکے بعد اپنے تمام دواب یعنی فیل اور اسپ اور شتر وغیرہ کو پار اُتارتے تھے اور آپ ایسے مقامون مین چند روز توقف کرتا تھا تو خلائق آسانی اور آرام سے عبور کرے سلطان غیاث الدین بلبن ایام خانہ مین مے نوشی اور خشنودی آراستگی اور امرا و ملوک کی مہمانی اور قمار بازی اور زر اہل مجلس کے نثار کرنے مین رغبت تمام رکھتا تھا اور ہمیشہ اسکی مجلس مین مصاحبان شیرین سخن اور مطربان خوش آواز حاضر رہتے تھے لیکن تخت سلطنت پر متمکن ہونیکے بعد ان اعمال کے گرد نہ پھرا اور نام شراب اور تمام مناہی کا سلطنت سے نابود کیا اور صیام اور نوافل اور قیام شب اور مواظبت جماعت اور نماز اشراق اور چاشت اور تہجد مین مشغول رہتا اور ہر وقت باوضو رہتا اور علما و صلحا کے حضور ہاتھ طعام مین نہ کھینچتا اور خاصہ تناول کرتے وقت علماے مسائل شرعی تحقیق کرتا اور امرا اور بزرگون کے مکان پر جاتا اور نماز جمعہ کے بعد مشائخ اور علما کے مکان پر مثل شیخ برہان الدین بلخی اور مولانا سراج الدین سنجری اور مولانا نجم الدین دمشقی جاتا اور بہت سی تعظیم کرتا اور زیارت قبر و نیکی کرتا اور اکابر کے جنازہ پر حاضر ہوتا اور تعزیت کو جاتا اور میت کے فرزندون اور عزیزنکو خلعت عنایت فرماتا اور وظیفہ کا اسکے وارثون مقرر اور بحال رکھتا اور گریہ کرتا اور باوجود اس حشمت اور دبدبہ کے اگر سواری کیوقت خبر پاتا کہ فلان مقام مین مجلس وعظ ہے کیوقت خانہ زین سے اُتر کر مجلس مین شریک ہوتا اور تذکرہ سُنکر روتا نظم فرکیخسروی ازانجا خواست ؎ کہ جہانرا بعدل و علم آراست ؎ روز خلوت گلیم پوشیدی ؎ ہمازو نیاز کوشیدی ؎ روی بر ریگ دول چو دیگ بجوش ؎ دل سخن گستر و زبان خاموش ؎ تا بدیدی دلش بدیدۂ راز ؎ دید پنہانی این نشیب و فراز ؎ کہتے ہین کوئی خدمتگاران قدیم سے جو اسکے محرم مجلس خاص تھے اُسے کیوقت بیکلام و بے موزہ نہ دیکھے اور کبھی مجلس مین قہقہہ مارکر نہ ہنستا اور کہتا تھا جسقدر رعب و ہیبت و وقار و تمکین بادشاہ سے خلائق کے دلمین اگتا ہے اسقدر سیاست سے نہین روئیدہ ہوتا ہے اور بادشاہ مین ہیبت کا نہونا رعایا کی سرکشی اور طغیان کا سبب ہوتا ہے اگر بادشاہ ایسا کرے مدت تک تخت پر رہتا ہے اور جو نہین کرتا بہت عرصہ نہ گذرے کہ نقصان اور تخلل واقع ہو اور فتنہ و فساد ظہور مین آوین اور عدالت کے قواعد مختل اور ظلم اور تعدی کے دروازے مفتوح ہون اور باوصف ان تمام اعمال اور افعال حسنہ کے قہر اور سیاست مین اہل طغیان کا فرد مسلمان سے ہرگز مہابا نہ کرتا اور بے قتل کرنے اور زدوکوب اور گرفتاری مین بہ نظر صلاح ملک ارادی مشہ وع خواہ غیر مشروع ہون اُسمین کمی نہ کرتا جیساکہ بہت سی اولاد شمسی کو سلطان اپنی سلطنت کی عدو جانتا تھا سراً اور علانیۃً قتل کیا اور اکثر ایسا بھی واقعہ ہوا ہے کہ ملک کی بہتری کیواسطے ایک باغی کے سبب ایک لشکر اور ایک شہر کو خاک سیاہ کیا مصرع یار ما این دارد و آن نیز ہم ؎ اس سبب سے کوئی شخص اُسکے جادہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھتا تھا اور ضوابط سلطنت اور قوانین مملکت جو سلطان شمس الدین التمش کے فرزندون کے عہد مین مختل اور مندرس ہوئے تھے از سر نو تازگی اور استحکام قبول کیا اور غیاث الدین بلبن شکار دوست بہت تھا اس سبب سے اسکے عہد مین میر شکار بہت صاحب جاہ و عزت تھے اور باوجود مصالح جہانداری کے اکثر روز شکار کو جاتا تھا اور زمستان کو غنیمت جان کر اس فصل کی آرزو کرتا تھا اور دہلی کے اطراف بیس کوس تک شکار کے واسطے محافظت فرماتا تھا اور آخر شب کو لعل محل سے سوار ہوتا تھا ثلث شب دیگر باہر رہتا اور ہمیشہ شکار مین بارہ بارہ ہزار سوار اور اُسی قدر تیرانداز ہمراہ رہتے تھے اور خوراکی انکی سرکار سے پہونچتی تھی جب شکار روائی کی خبر ہلاکو خان کو بغداد مین پہونچی بولا غیاث الدین بلبن بادشاہ پختہ اور صاحب تجربہ ہے ظاہر اشکار کو جاتا ہے اور باطن مین سواری کی درزش فرماتا ہے اور لشکر اپنا ہمراہ رکھتا ہے سلطان نے یہ بات سُنکر ہلاکو خان کی فہم و کیاست کی تعریف کی اور فرمایا قاعدے ملکداری اور جہانداری کے

۱۲ منہ ۱۲ منہ

وہ شخص جانتا ہی کہ چند ملک لیے ہین کہتے ہین جب اسکی سلطنت مین استقلال کمال پہونچا چند امرانے معروض کیا کہ قوت اور قدرت بادشاہ زمان کی بدرجہا اعلی ہی ممالک گجرات اور مالوہ اور وہ بلاد ہند جو شاہ قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین تصرف مین آئے تھے اُنکا چھوڑنا سزاوار نہین بادشاہ نے جواب دیا کہ اسوقت مغلونکی جماعت بلاد اسلام پر تسلط ہوئی ہی اور اکثر ممالک ہند پر تاخت لائے ہین دہلی سے نہضت کرنا اور دیگر ولایت دور دست مین جانا شرط ہوشیاری اور دور اندیشی سے بعید ہی بلکہ اپنا ملک مستحکم اور ایمن رکھنا بہتر اور انسب ہی نہ کہ دوسرونکے ملک مین مشغول ہونا اور ولایت قدیم کو ناقص رکھنا اور اسی سال ۶۴ چھ سو چونسٹھ ہجیری مین سلطان نے تخت پر جلوس فرمایا محمد تاتار خان ابن ارسلان خان جو ناصر الدین محمود کے عہد مین متعہد اطاعت نہ رکھتا تھا ترسٹھ فیل باقی اور تحف و ہدایہ لکھنوتی سے بھیجا بادشاہ نے اُسے فال نیک سمجھا اور لوگون نے حکم شاہی کے موافق شہر آکر نبد کیا اور حیا بجانب آویزان کرکے شاد ہوئے اور سلطان غیاث الدین بلبن نے نہایت ذوق و شوق سے ناصری چبوترہ پر جو بداؤن کے دروازہ کے باہر واقع ہی بار عام دیا اور امرا و ملوک اور صدور و اکابر نے حاضر ہوکر نذرین پیشکشین گذرانین خلعتہاے شاہی اور انعام سلطانی سے سرفراز ہوئے اور اس کام سے تاتار خان کو مطیع اور فرمانبردار کرکے امراے کبار کی سلک مین منتظم کیا کہتے ہین کہ فرزندان غیاث الدین التمش کے عہد مین میواتی کی ایک جماعت نے جنگلہاے اینوہ کے سبب یا تھہ غارت اور تاراج مین دراز کرکے رہزنی اور دزدی اختیار کی تھی اور راتونکو شہر دہلی کے اندر آکر دروازے چیر کر مال رعایا کا لیجاتے تھے اور حوالی شہر کے مکانات بھی قہر اور غلبہ سے غارت کرتے تھے سوداگران کو مجال تردد نہ تھی اور بارہا حوض شمسی کے ستون اور کنیزان آبکش کو مزاحمت پہونچاتے تھے اور شہر کے دروازے اُنکے خوف سے عصر کے وقت بند کرتے تھے اور کسی کو عصر کی نماز کے بعد زیارت بزرگونکے مقابر کی میسر نہوتی تھی اسواسطے سلطان نے اُنکا دفع کرنا اور کامونپر مقدم رکھا چنانچہ جلوس کے آخر سال مین اسطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور ایک لاکھ مرد سے بدمعاشون کو علف تیغ خون آشام کرکے بادار سیاست کو رونق بخشی اور جنگلونکو قطع اور صاف کرکے حکم زراعت اور کاشتکاری کا نافذ فرمایا اور چند مقام پر تھانے بٹھائے اور سرداران بزرگ اور حکام تجربہ کار اور خدا ترس مقرر کرکے بسعادت و اقبال معاودت فرمائی اور دوسرے برس ہمت مفسدون اور سرکشونکے قلع قمع پر جو درمیان دوآبہ کے تھے اور خرابی کرتے تھے مقرر کی اور وہ ولایت مردم زبردست کے سپرد فرمائی تاکہ لوازم قتل بجالاکر ہلاکی اُنکی ذاتونسے برلاوین اسکے بعد سلطان نے دو مرتبہ کنپل اور پٹیالی اور بھوج پور کیطرف کہ جاے پناہ چورون اور متمردون کی تھی افواج ظفر امواج ہمراہ لیکر سواری فرمائی اور ہر ایک مرتبہ کئی ہزار مفسدون کو قتیل اور اُنکی اولاد اور اتباع کو اسیر کرکے ہندوستان کا راستہ جو اہل ہندی اصطلاح مین جونپور اور بہار اور بنگالہ ہی اور رہزنون کی شومی اعمال سے مسدود ہوگیا تھا مفتوح کیا اور کنپل اور پٹیالے اور بھوج پور مین قلعے اور مسجدین تعمیر کروائین اور تینون قلعے افغانونکو جاگیر دے اور عصار جلالی تیار کرکے مسلمانون کے سپرد فرمایا اور دارالسلطنت مین مراجعت کی اور اسی سال مین فتنہ کمتیہر کی خبر حاکم بداؤن اور امروہہ کی رسانی بحضور عالی مین ہوئی سلطان نے لشکر کی آراستگی کا حکم دیا خلائق کو یہ گمان ہوا کہ گویا یہ کی طرف جاویگا لیکن ابتک سراپردہ سرخ برآمد نہوا تھا کہ سلطان پانچہزار سوار جرار سے ایلغار کیا دو شب مین دریاے گنگ سے عبور کرکے ولایت کمتیہر مین آیا اور عورتون اور لڑکون کے سوا سے حکم قتل عام جاری کرکے کسی کو زندہ نہ چھوڑا اور اس ولایت کو بدمعاشونکی لوث سے ایسا پاک کیا کہ بداؤن اور امروہہ اور سنبھل نے اس جماعت کی شر سے نجات پائی حتی کہ عہد جلال تک کمتیہر مین کوئی نام ایک فسادی کا نہ سنتا تھا پھر سلطان مظفر اور منصور ہوکر دہلی مین داخل ہوا اور اُسکے چند روز کے بعد عنان عزیمت پایہ جودھ کی طرف منعطف فرمائی اور دو برس تک وہان کے باشندون کے قلع اور استیصال مین نہایت جد و جہد ظہور مین پہونچائی

اور اسقدر گھوڑے سپاہ اسلام کے ہاتھ آئے کہ قیمت اسپ خوب کی تیس اور چالیس تنکہ نقرہ سے ایزاد نہوتی تھی جب قتل اور غارت اور تادیب اس پہاڑ کے رہنے والون سے فارغ ہوا فتح و نصرت سے قرین ہو کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور قاعدہ ایسا ہوا تھا کہ جسوقت سلطان غیاث الدین بلبن کے لشکر سے معاودت کرتا تھا صدور اور اکابر شہر کے دو تین منزل آگے پیشوائی کو جاتے تھے اور شہر مین قبے آویزان کرکے شادی کرتے تھے اور جو کچھ نثار اور خیر ہوتا تھا سب نقد و جنس اطراف ولایات مین بھیجکر اہل استحقاق قسمت کرتے تھے اور چند روز کے بعد لاہور کی طرف کوچ کرکے وہانکے قلعہ کو بھی کہ اولاد شمسی کے عہد مین خراب گیا تھا سر نو سے تعمیر فرمایا اور لاہور کے اطراف کو جو سپاہ مغل کے صدمہ سے ویران ہوا تھا آباد کرکے دہلی کے دار الملک مین آیا اس درمیان مین مقربون نے گذارش کی کہ ایک جماعت کثیر لشکریان عہد شمسی سے پیر و فوت ہو کر جنگ و تردد و سواری سے باز رہے ہین عالم کو کچھ دیکر لشکر مین حاضر نہین ہوتے ہین سلطان نے فرمایا جو لوگ بسبب پیرانہ سالی کے خدمت سے متعذر ہین سپاہگری سے معاف رکھکر تیس تنکہ مدد معاش کیواسطے مقرر کرو اور زیاتی کو باز یافت کرین اس سبب سے ایک مصیبت لشکر مین ظاہر ہوئی تھوڑے مردم عزیز یعنے ذی عزت مع تحفہ ملک فخر الدین کوتوال کے مکان پہنچے اور ہائے ہائے کے نعرے مار کر رونے لگے اور بولے کہ ہم نہین جانتے تھے کہ بڑھاپے مین اس بلا کا سامنا ہوگا اور ہم ایسے دن مین گرفتار ہونگے اگر ہم جوانی مین ایسے کام مین مشغول ہوتے کہ بڑھاپے مین کام آتا ملک فخر الدین کوتوال نے انکا تحفہ نہ لیا اور کہا اگر مین تمسے رشوت لونگا میرے کلام کا اثر جاتا رہیگا پھر متامل اور متفکر ہو کر دیوان عالم مین گیا اور اپنے مقام پر مودب کھڑا ہوا سلطان غیاث الدین نے آثار ملال اسکے چہرہ سے مشاہدہ فرمائے سبب اسکا استفسار فرمایا اسنے عرض کی مین نے سُنا ہے کہ دیوان عرض مین بوڑھون کو برطرف کرتے ہین مین ڈرتا ہون کہ جو قیامت مین بھی اسی طرح سے ضعیف مردود ہونگے غلام کا کیا حال ہوگا سلطان اسکا مقصد سمجھکر متنبہ ہوا اور اشک گہر شک صدف چشم سے گرانے لگا اور زار و قطار رو کر فرمایا کہ سبکی تنخواہ بدستور سابق مقرر رکھین اور تغیر و تبدل اسمین راہ نپاوے بیت قرب سلطان مبارک آنکس راست ؎ کہ کند کا مستمندان راست ؎ اور چوتھے برس جلوس مین خان معظم شیر خان خواجہ تاش نے جو سلطان غیاث الدین بلبن کا چچیرا بھائی تھا اور سلطان ناصر الدین محمود کے عہد سے اسوقت تک حکومت لاہور و ملتان و بھیتر و سرہند و دیپالپور اور تمام جاگیرین جو مغل کے قبضہ مین تھین رکھتا تھا وفات پائی اور بعضے کہتے ہین کہ سلطان نے قفاع مین اُسکو زہر دیا اور بھیتر مین ایک مقبرہ عالی جو اپنے واسطے تیار کیا تھا مدفون ہوا اور سلطان غیاث الدین بلبن نے سنام سمانہ تیمور خان کو کہ وہ بھی بندگان چہلگانی سے تھا حوالہ کیا اور دوسری ولایت اور امیرون کے سپرد فرمائی اور جو مغل شیر خان کے آبا حکومت مین ہندوستان کے گرد نہ پھیر سکتے تھے پھر سرحدون مین مزاحمت پہونچاتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن لاعلاج ہو کر اپنے بڑے بیٹے محمد سلطان کو کہ قاآن الملک اسکا خطاب تھا اور ساتھ خان شہید کے شہرت رکھتا تھا اپنا ولیعہد کرکے چتر اور دور باش اور باقی لوازم شاہی عنایت فرمائے اور ملتان اور سند اور دیپالپور اور لاہور کو مع جمیع توابع اور مضافات اُسے مفوض فرمائے اور ایک جماعت عقلا با استعداد تمام اُسکے ہمراہ کرکے ملتان کیطرف روانہ کیا اور تاریخ فیروز شاہی مین مذکور ہے کہ بندگان شمسی کہ خانی اور ملکی مین پہونچتے تھے اُنمین سے بعضون نے اپنے فرزندون کا نام محمد رکھا اور وہ اپنے آبا اور اد یا و مہربان کی تربیت کی برکت سے قابل اور صاحب حیثیت برآئے اور ہر ایک ساتھ ایک صفت صفات حسنہ سے زمانے مین مشہور اور معروف ہوے اور اپنا نظیر اور عدیل نہ رکھتے تھے اُنمین سے ایک ایہک محمد کشلی خان تیر اندازی اور نیزہ بازی اور شجاعت و مردانگی و صف شکنی مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا اور بادشاہزادگان مغل اُسکے حالات اپنے دل مین لاکر راغب اور مائل اسکی حضوری کے تھے اور دوسرا اعلاء الدین محمد بن اعز الدین سنجان جو سلطان غیاث الدین بلبن کا بھتیجا تھا

مجلس آرائی اور بذل و احسان مین حاتم کیطرح تمام آفاق مین مشہور ہوا اور مصر و شام و روم و بغداد و عراق و خراسان و ترکستان وغیرہ سے مردم فاضل اور شاعر اُسکی بخشش کی اُمید مین ہندوستان مین آتے تھے اور ہر ایک خوان احسان اُسکے سے پس خوردہ اُٹھا کر فائز المرام ہو کر اپنے وطن کیطرف مراجعت کرتا تھا اور اُسکی گلزار سخاوت کی نسیم صبا کے روائح شہر بشہر اور ملک بملک پہونچے کہتے ہین سلطان غیاث الدین بلبن نے اُسکی قابلیت اور اہلیت دریافت کرکے اُسکے باپ کا منصب اُسے رجوع فرمایا اور بار بک کرکے چوگان زر اور خطاب خان اعظم کشلیخان اور اقطاع کول دیکر سرفراز فرمایا اور خواجہ شمس الدین ولد خواجہ معین الدین ندیم خاص ملک قطب الدین حسن غوری نے چند اشعار علاء الدین محمد بن اعز الدین کشلیخان کی مدح مین کہکر اور نستعلیق لکھکر اور منقش اور زر افشان کرکے مطربان درگاہ بلبنی کے حوالہ کین تاکہ جشن نوروزی مین کہ جمیع خوانین اور ملوک حاضر ہوتے ہین پڑھین مطربون نے اسکے کہنے کے موافق عمل کرکے اس غزل کو مجلس سلطانی مین خوش الحانی سے گائی ایک بیت اُسمین سے یہ ہے بیت علاء الدین الغ قتلغ معظم ؛ بود بار بک بکشلیخان اعظم ؛ علاء الدین کشلیخان اس محفل مین حاضر تھا اپنی مدح مطربونکی زبانی سنکر پوچھا کہ اس نظم کا ناظم کون ہے عرض کی کہ خواجہ شمس الدین ہے جب اپنی منزل اور مقام مین آیا خواجہ شمس الدین کو بلاکر تمام اسباب مجلس نوروزی جو بہ تکلف تمام مہیا پذیر تھا اسے عنایت فرمایا اور گویون کو دہ ہزار تنکہ انعام فرمائے اور سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین بارہا پایگاہ اور خزانہ اور اسباب تجمل کو لٹا کر متاع دنیوی سے ایک پیراہن کے سوا کچھ باقی نہ رکھا اور تاتار خان پسر ارسلاخان ہمت و شجاعت و پاکدامنی مین مشہور جہان ہوا اور لکھنوتی مین چند وقت خطبہ اپنے نام پڑھا اور دوسرا شاہزادہ عالم و عالمیان محمد سلطان خان شہید کہ اپنے باپکے روبرو سلطان غیاث الدین بلبن کے اور فرزندون سے عزیز تر تھا ساتھ مکارم اخلاق اور محاسن اوصاف کے انصاف رکھتا تھا اور اسقدر صفات خوب جو بادشاہزادونکو سزاوار ہین حق سبحانہ تعالی نے اُسے کرامت فرمائے تھے اور فضیلت اور دانش اور ہنر مین اپنا مثل اور عدیل نہ رکھتا تھا اور ہمیشہ اپنی مجلس ہمایون فاضلان سعادت قرین اور شاعران فراست آئین سے آراستہ کرکے سب کے حق مین انواع الطاف اور اقسام الطاف مصروف رکھتا تھا اور زمانہ اُسکے وجود فائز الجود سے بہار بہار اور چمن چمن سیم بیلا اور زر جیسا جیب و دامن مین بھرتا امیر خسرو اور خواجہ حسن پانچ برس ملتان مین اسکے ملازم رہے اور اسکے مصاحبین کی سلک مین انتظام رکھتے تھے اور عزت اُنکی اور ندیمون سے زیادہ تر رکھتا اور نظم و نثر سے انکے خوش ہوتا اور ایسا مہذب اور مودب تھا کہ مجلس فرماندہی مین اگر تمام دن اور رات اجلاس کرتا ناانوا اپنا بلند نہ کرتا اور سوگند اسکی لفظ حقا کے سوا نہ تھی اور مجلس شراب اور اوقات غفلت و مستی مین حرف نا ملائم اُسکی زبان پہ جاری نہوتا بیت ادب بزرگ کند مرد را تو شاہد طبع ؛ بجایۂ ادب آرائے تا بزرگ شوی ؛ اور مجلس بنیف مین اسکی شاہنامہ اور دیوان خاقانی اور انوری اور خمسۂ مولوی نظامی اور اشعار امیر خسرو پڑھتے تھے اور ارباب فہم و دانش اسکی شعر فہمی کے مقر تھے امیر خسرو سے منقول ہے کہ مین نے جدت طبع اور دریافت معنی دقیق اور سخن شناسی اور یادداشت اشعار متقدمین اور متاخرین مین کسی کو مثل محمد سلطان کے کم دیکھا ہے ایک بیاض رکھتا تھا کہ تخمینًا بیس ہزار بیت بہ سلیقۂ عالی کتب متقدمین سے انتخاب کرکے بخط خوب لکھے تھے امیر خسرو اور خواجہ حسن ان اشعار پسندیدہ سے محظوظ ہوے اور اسکی شعر فہمی اور ادراک بلند پر مداح اور ثنا خوان ہوے اور اُسکی شہادت کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن نے وہ بیاض امیر علی جامدار کو عنایت فرمائی اسکے بعد امیر خسرو کو پہونچی اور تمام صاحب طبعان نے اس بیاض کو دیکھکر اشعار منتخب اُسکے اپنی بیاضون مین تحریر فرمائے اور شاہزادہ نوجوان کے فوت سے تاسف کرتے تھے اور اسوقت کہ محمد سلطان ملتان مین اقامت رکھتا تھا شیخ عثمان ترمذی جو بزرگان وقت سے تھا وارد ہوا تواضع بافراط کرکے نذر اور ہدیہ گذرانا اور سعی بہت کی کہ ملتان مین اسکے واسطے ایک خانقاہ

تیار کرے اور قریہ وقف فرماوے شیخ نے قبول نہ کیا اور رخصت ہوکر منزل مقصود کی طرف راہی ہوا ایک روز شیخ عثمان اور شیخ صدرالدین ابن شیخ بہاءالدین زکریا شاہزادہ کی مجلس مین تشریف رکھتے تھے اشعار عربی انکے سماعت کرکے تمام درویش جو اُس مجمع مین شریک تھے وجد مین آکر رقص کرنے لگے اور شاہزادہ محمد سلطان خان شہید رو برو انکے دست بستہ ایستادہ ہوکر زار زار روتا تھا اور جو حیانًا کوئی شخص اسکی مجلس مین کوئی شعر شعرائے متقدمین سے پڑھتا کہ شامل وعظ و نصیحت کے ہوتا مصالح دنیوی کو ترک کرکے گوش بآواز ہوکر رقت کرتا اور دلیل اسکی وفور دانش اور خویش پر یہی کافی ہو کہ اندنون مین خطہ ملتان کو اپنے قدوم کی برکات سے رشک گلستان ارم فرمایا دو مرتبہ اپنے مقربون کو مع تحف و اموال فراوان شیراز مین شیخ مصلح الدین سعدی کے پاس بھیجکر التماس قدوم میمنت لزوم فرمائی اور چاہا کہ ملتان مین انکے واسطے ایک خانقاہ تیار کرے اور قریہ وقف فرماوے جو کہ شیخ پیر اور ناتوان ہوا تھا دونون مرتبہ عذر خواہ ہوا اور ہر بار سفینہ بیاض اپنے شعرونکی غزلیات وغیرہ سے اپنے خط سے اسکے واسطے بھیجکر امیر خسرو کی سفارش کا ضمیمہ کیا شاہزادہ محمد سلطان خان شہید ہر سال ملتان سے اپنے والد بزرگوار کی خدمت جاتا اور تحف و ہدیہ گذرانکر چند روز کے بعد مراجعت کرتا اور ان سنوات مین سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے چھوٹے فرزند بغراخان کو جو ناصرالدین خطاب رکھتا تھا سمانا اور سنام مین اسکی جاگیر مقرر کرکے اسطرف روانہ کیا اور چند نصیحت بھی ارشاد فرمائین تمین وہ یہ ہین کہ وہان جاتے ہی اپنے لشکر قدیم کا امور جسب اضافہ کرے اور جسقدر کہ لشکر جدید درکار ہو نگاہ رکھے اور مغل کے آنے سے خبردار اور ہوشیار رہے اور امور ملکی کے پرداخت مین دانایان محرم سے مشورہ کرے اور جو کسی امر کی پرداخت مین کسی طور کا اشکال اور اضطراب ظہور مین آوے حقیقت اسکی مجھسے عرضداشت کرے پھر جو امر نافذ ہووے عمل مین لاوے اور مے نوشی سے منع کرکے فرمایا اگر مین شرب خمر نائی مین تجھے اس جاگیر سے معزول کرونگا دوسری جاگیر اسکے عوض مین دونگا اور میری نظر مین ہمیشہ خوار اور ذلیل رہیگا بغراخان نے جو نصائح اپنے والد ماجد کے گوش ہوش مین جگہ دیکر نیک چلنی اور راست روی کو اپنا شعار کرکے ترک مالا یعنی کیا اور ایسا مقرر ہوا کہ جو مغل ہندوستان مین آوے محمد سلطان ملتان سے اور بغراخان سمانہ اور ملک یار بیگ برلاس دہلی سے تمام اتفاق کرکے آب بیاہ تک کہ اسوقت قصبہ سلطانپور اُسکے قریب واقع ہوا جاوین اور مغل کا شر دفع کرکے مع الخیر مراجعت کرین پھر اُسکے بعد کہ ممالک مملکت نے استقامت قبول کی اور کام حسب دلخواہ انجام ہوئے قضیہ طغرل جو غلامان ترک سلطان غیاث الدین بلبن سے تھا اور حکومت لکھنوتی رکھتا تھا واقع ہوا مفصل حال اُسکا یون ہے کہ سنہ ۶۷۸ چھہ سو اٹھتر ہجری مین طغرل کہ سخاوت اور شجاعت اور جرأت و جوانمردی مین اتصاف رکھتا تھا لکھنوتی سے جاجنگر کی طرف فوج کش ہوا اور وہان کے راجہ کو ہزیمت دیکر فیل اور مال وافر لایا جو کہ سلطان ضعیفی سے ناتوان ہوگیا تھا اور اُسکے فرزند مغلون کے مقابلہ مین مشغول تھے سلطنت لکھنوتی کے خیال مین پڑا ان فیلون اور غنائم سے سلطان کے واسطے حصہ نہ بھیجا اسی عرصہ مین سلطان دہلی مین بیمار ہوا اور قریب ایک مہینے کے تحلسر سے برآمد نہوا اور راجہیف کے سبب سے اسکی خبر فوت ممالک مین منتشر ہوئی طغرل ایک مرتبہ پوست سے برآیا اور جمعیت کثیر بہم پہونچائی اور اپنا خطاب سلطان مغیث الدین رکھکر چتر سرخ سر پر رکھکر اس ملک کا خطبہ اپنے نام پڑھوایا اور اس عرصہ مین فرامین بادشاہی مشتمل شفا و صحت مزاج اقدس پہونچے طغرل نے بحکم الشر و رغ ملزوم اپنے کئے ہوئے سے پشیمان ہوکر مخالفت مین اصرار کیا اور سلطان غیاث الدین نے اسپر مطلع ہوکر ملک التپگین ہوے خانہ کو کہ خطاب امین خان رکھتا تھا اور حاکم اودھ تھا لشکر سپہ سالار کیا اور صاحب صوبہ لکھنوتی کرکے مع امراے دیگر مثل تمر خان تمسو اور ملک تاج الدین خان اور جمال الدین قتلغ خانی کو طغرل کی سزادہی کے واسطے روانہ کیا جب ملک امین خان مع لشکر ہمراہی آب سرو سے گذر کر لکھنوتی کی طرف روانہ ہوا اور طغرل کے مقابل آیا امرا اور سپاہیون نے طغرل کے

سنہ ۶۷۸ چھہ سو اٹھتر

زر افشانی سے امین خانکی ترک رفاقت کرکے طغرل سے جا ملے اور اُسکی رعایو نسے متمول ہوکر جان نثاری پر آمادہ ہوئے اس سبب سے طغرل نے امین خان کو محاربہ کے بعد منہزم کیا سلطان اس خبر وحشت اثر کے سُننے سے پریشان ہوا اور اپنا ہاتھ دانتو نسے کاٹا اور امین خانکو دردولت پر لاکر پھانسی دلوائی اور ملک ترمتی ترک کو مع لشکر بسیار طغرل کے دفع کیواسطے تعین فرمایا اور طغرل اس لشکر کو بھی شکست دیکر غنیمت وافر اپنے قبضہ مین لایا **بیت** بہ نیروے اقبال آن شیر مست ۔ دوبارہ سپاہ عدو را شکست ۔ سلطان یہ خبر کلفت اثر سُنکر نہایت محزون اور مغموم ہوا اور ہمت عالی اور عزم ملوکانہ سے خود چلنے پر تیار ہوا اور حکم دیا کہ بہت سی کشتیان جون اور گنگ مین موجود رکھین اور خود برسم شکار سنام اور سمانہ کیطرف باہر آیا ملک سراج سپہ سالار کو سمانہ کی نیابت سپرد فرمائی اور بغرا خان کو مع خاصہ لیا اور سمانہ سے پلٹ کر دوآبے کے درمیان آیا اور ملک فخر الدین کوتوال کو نیابت دہلی مین چھوڑا اور گنگ سے عبور کیا اور بہ سبب اس سامان کے کہ رکھتا تھا برسات کا بھی لاحظہ نہ کیا ساتھہ کوچ متواتر کے لکھنوتی کیطرف نہضت فرمائی جو سلطان کو کثرت باران اور صعوبت راہ کے سبب توقف ہوا طغرل نے فرصت پاکر اپنے لشکر کو مستعد کیا اور مع مال واموال جمعیت لیکر جاج نگر کیطرف اس نیت سے راہی ہوا کہ اسے تصرف مین لاکر چند عرصہ وہان قیام کرے اور جسوقت سلطان دہلی کو معاودت فرماوے پھر لکھنوتی مین آوے لیکن جسوقت سلطان لکھنوتی مین داخل ہوا چند روز توقف کرکے سالار جسام الدین دلیل اور یار بیگ برلاس کو جو مولف تاریخ فیروز شاہی کا جد تھا لکھنوتی کے ضبط کیواسطے مقرر کرکے خود طغرل خان کے تعاقب مین جاجنگر کی جمعیت روان ہوا اور جسوقت کہ سنام کی حدود مین پہونچا بھوج راے جو دہلی کا منقاد تھا سلطان کی خدمت مین حاضر ہوکر ہواخواہونکی سلک مین منتظم ہوا اور عہد واثق کیا کہ جو طغرل دریا کیطرف بھاگنے کا ارادہ کریگا مین اسے دریا سے عبور کرنے دونگا پھر سلطان بسبیل استعجال وہانسے عبور کرکے جب چند منزل گیا طغرل کی منقطع ہوئی کوئی شخص اُسکا پتا نہ بتاتا تھا سو اسلطان سلطان نے ملک یار بیگ برلاس کو فرمایا کہ تو سات ہزار سوار جرار اور منتخب ہمراہ لیکر دس بارہ کوس آگے جاوے جہانتک ممکن ہو اسکے موافق آگے جاتے تھے اور طغرل کی جستجو کرتے تھے ایک نشان اور اثر اُسکا پاتے تھے ایک روز مقدمہ لشکر ملک محمد تیر انداز حاکم کول اور اسطے بہانی ملک مقدر کہ ساتھہ طغرل کشن کے اشتہار پایا تیس چالیس سوار سے بطریق زبان گیری آگے جا لے تھے ناگاہ چند بقال صحرا مین نمودار ہوئے انھین گرفتار کرکے تحقیق راہ اور طغرل کے سراغ واسطے دھمکایا انھون نے انکار کیا جب انمین سے ایک کی گردن ماری باقی فریاد بر لائے اور بولے اگر تمھارا مقصود متاع واسباب ہو جو کچھ ہمارے پاس ہیگا جان کی امان دو ملک محمد تیر انداز نے کہا ہم طغرل کا سراغ چاہتے ہین اسکے سوا ہمین کچھ غرض نہین اگر تم اس امر مین ہادی اور دلیل ہو جان ومال سے پاؤ ورنہ جو کچھ دیکھو گے آپ سے دیکھو گے یہ سُنکر بقال ہراسان ہوئے اور باتفاق بولے کہ ہم غلہ طغرل کے اردو مین لیگئے تھے اور بالفعل ہم جان سے آتے ہین اور تمسے طغرل تک بیم فرسخ سے زیادہ نہین ہو آج مقام کیا ہوگا کل کوچ کرکے جاجنگر مین داخل ہوگا ملک محمد تیر انداز نے بقالونکے ساتھہ دو سوار ہمراہ کرکے یار بیگ برلاس کے روبرو بھیجکر یہ پیغام دیا کہ حقیقت حال بقالون سے دریافت کرکے بتعجیل تمام تاخت کرین مبادا طغرل کوچ کرکے ولایت جاجنگر مین کہ ممالک بیکانہ ہے داخل ہوئے اور وہانکے آدمیونسے موافقت کرکے جنگل مین پوشیدہ ہووے یہ کہکر خود مع سوار ان ترک ایک پشتہ بلند پر چڑھکر دیکھا کہ طغرل کی بارگاہ ایستادہ ہے اور اُسکا لشکر غفلت تمام سے آرام مین ہے اور ہاتھی گھوڑے چرنے مین مشغول ہین فرصت غنیمت جانکر پشتہ سے اتر طغرل کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہوا لوگون نے یہ گمان کیا کہ یہ بھی طغرل کے متعلقون مین سے ہین جب قریب پہونچے تلوارین میان سے کھینچین جو شخص زد پر آیا اُسے مارا اور جوش خروش مین آکر بآواز بلند پکارا کہ یہ دولت سلطان غیاث الدین بلبن کی ہے طغرل اس خیال سے کہ سلطان آپہونچا سراسیمہ ہوکر طہارت خانہ سے برآمد ہوا اور اسپ نے زین پر سوار ہوا اور حالت اضطراب مین اپنے یارون مین نہ آیا اور چاہا کہ آبگو اس پانی مین لشکر کے قریب تھا داللہ عبور کرے اور پھر وہانسے باطمینان تمام جاجنگر کیطرف روانہ ہووے

اتفاقاً طغرل کے غائب ہونے سے امرا و سپاہ اُسکے متفرق اور پریشان ہوئے ہر ایک جہت مفرور ہوا ملک مقدر کہ طغرل کا قتل اُسکے مقدر ہوا تھا شیر کی طرح طغرل کے تعاقب مین اور آب کے کنارہ پر اس سے دوچار ہوا فوراً تیر شکاری اُسکے پہلو پر مارا کہ وہ پشت اسپ سے زمین پر آیا یہ بھی گھوڑے سے اُتر کر بیک اجل کیطرح اُسکے سینہ پر سوار ہوا اور سر اسکا تن نازنین سے جدا کیا چونکہ لوگ اُسکی تلاش مین متردد تھے اسواسطے اسکا سر پانی کے کنارے پوشیدہ کیا اور اسکی لاش پانی مین پھینک دی اور اپنا لباس اُتار کر اسکے دھونے مین مشغول ہوا اس عرصہ مین طغرل کے لوگ پہونچے اور خداوند عالم کا آواز بلند کرکے طغرل کو ڈھونڈھنے لگے جب پایا راہ فرار نا پی نظم مرا در ایکے تیر زد بر جگر ؛ فرود آمد از اسپ و بر بد سرش ؛ چو شد طغرل آنجا بغفلت تلف ؛ برآمد یکے سوار ہر طرف ؛ شکستند یاران طغرل تمام ؛ ہم از بے سرے جملہ گشتند رام ؛ اس عرصہ مین ملک مار بیگ برلاس پہونچا اور ملک مقدر نے آگے بڑھکر فتح کی خوشخبری پہونچائی ملک مار بیگ برلاس نے اسکی تحسین و آفرین کی طغرل کا فتح نامہ کے ساتھ سلطان کی خدمت مین ارسال کیا دوسرے دن خود مع غنائم اور اسیران لشکر طغرل ملازمت مین پہونچکر فتح کا مفصل حال عرض کیا سلطان ملک محمد شیر انداز اور اسکے بھائی پر غضبناک ہوا اور فرمایا کہ تمنے خطا کی تھی میرے اقبال و دولت نے اپنا کام کیا جو خیریت شامل حال ہوئی پھر سلطان نے انھین نوازا اور ملک یار بیگ برلاس اور ملک محمد شیر انداز کو رتبہ عالی بخشا اور ملک مقدر کو طغرل کش موسوم کرکے مسند امارت پر متمکن کیا اور حکم دیا کہ آج سے اس متمرد کو طغرل نکھرام کہین جیسا کہ طغرل غزنوی کو طغرل کافر نعمت کہتے ہین اسکے بعد لکھنوتی مین آکر ہنگامہ سیاست کا گرم کیا اور حکم دیکر دونون طرف راستہ بازار شہر مین سولیان نصب کروائین اور طغرل کے اعوان و انصار جو دستگیر ہوتے تھے سبکو دار پر کھنچوایا اور اُنکی عورتون اور فرزندون کو جہان پاتے تھے شہر لکھنوتی مین بسیاست غیر مکرر قتل کرتے تھے اور اس زمانے تک کسی شاہ دہلی نے مردم مجرم کی عورتون کو قتل کیا تھا کہتے ہین کہ وہ قلندر کہ جسے شاہ قلندر کہتے ہین خدمت طغرل مین نہایت عزت رکھتا تھا اُسکو دستیاب کرکے تین من طلا کہ طغرل نے آلات قلندری بنانے کیواسطے اُسکو دیا تھا چھین لیا اور جو فلاک بے مہر قلندر صاحب جاہ کو نہ دیکھ سکا سلطان نے اسے مع اور چند قلندر کے قتل کیا اور پھر لشکریان طغرل کو طغرل کو حکم کیا کہ دہلی مین لیجاکر سیاست مین پہونچاوین اور اقلیم لکھنوتی اپنے فرزند بغرا خان کو عنایت فرمایا اور فیل اور خزانہ کہ سوا جو طغرل سے دستیاب ہوئی تھی اُسے ارزانی کیا چتر اُسکے سر پر پھیرا خطبہ اور سکہ اس ولایت کا اُسکے نام کیا اور رخصت کیوقت اسے چند نصائح کین اول یکہ حاکم لکھنوتی کو ساتھ بادشاہ دہلی کے خواہ اپنا خواہ بیگانہ ہو جنگ اور بغاوت کرنا لائق نہین اور جو بادشاہ دہلی قصد لکھنوتی کرے حاکم لکھنوتی کو لازم ہے کہ انحراف قبول کرکے جاہاے دور دست مین جاوے اور جب شاہ دہلی مراجعت کرے پھر لکھنوتی مین داخل ہووے اور اپنا کام سنوارے دوسرے یہ کہ خراج لینے مین رعایا سے میانہ روی کو کام فرماوے نہ اسقدر لیوے کہ متمرد و سرتاب ہووین اور نہ اسقدر کہ عاجز اور زبون ہون اور لشکر کو اسقدر مواجب دیوے کہ انھین سال بسال کفایت کرے اور معیشت کے سبب سے عسرت نہ کھینچین تیسرے یہ کہ امور ملکی کے پرداخت مین بے مشورے اہل الرائے کے کہ مخلص اور خیر خواہون ابتدا نکرے نظم زصد شمشیر زن راے قوی بہ ؛ زصد افسر کلاہے خسروی بہ ؛ برائے لشکرے را بشکند پشت ؛ بتسبیر یکے تا دہ توان کشت ؛ اور اجراے احکام مین ہوا پرستی سے پرہیز کرے اپنے نفس کے واسطے خلاف حق نکرے چوتھے وہ کہ رفاہ احوال خشم کہ لازمہ جہانداری کا ہو غافل نہ رہے اور دلجوئی انکے دلکی ضروریات سے شمار کرکے تغافل اور سستی کو اُنکے مقدمہ مین کارفرما نہ ہووے اور جو کوئی تجھے اسکی تحریص کرکے آمادہ کرے اُسے اپنا دشمن جانکر اُسکے قول کی سماعت نکرے پانچوین وہ کہ البتہ اپنے تئین پناہ مین اس شخص کے جو کہ دنیا سے روگردان ہو کر حق کیطرف متوجہ ہوا ہووے بیت حمایت از کہن و اناے درویش ؛ زصد سکندر تواند پیش ؛ سلطان نے اپنے فرزند کے کان اور نصائح سے گرانبار کرکے رخصت فرمایا وہ کوچ متواتر اور پیہم کرتا ہوا تین مہینے مین دہلی پہونچا

ملک فخرالدین کوتوال کو جو غنیمت مین اُنکی کارنمایان ظہور مین پہونچائے تھے بہت سرفراز کیا اور وہ قبا کہ آپ جسم مبارک مین پہنے تھا اتار کر اُسے دی اور ثانی الثنین اپنا کیا اور ارباب استحقاق کو بھی خوشدل کرکے علما اور درویشونکے مکانون پر گیا اور فتوح اور نذور گذرانکر انکی تعظیم مین کوشش کی اور قیدیونکو جو مال کے مطالبہ کے سبب سے محبوس تھے رہا کیا اور زر بقایاے زندگی رعایا جو دفتر مین تھا معاف فرمایا اُسکے بعد یہ حکم نافذ کیا کہ دہلی کے بارہ دروازون پر سولیان نصب کرو اور بقیۃ السیف اسیران لشکر طغل کو جو دہلی اور لکھنوتی مین جاکر اُسکے شریک ہوئے تھے انکو داروں پر کھینچو جب یہ خبر شہر مین مشتہر ہوئی اہل شہر اسواسطے کہ اُنمین اکثر اسیرانکے عزیز و اقارب تھے مغموم اور محزون ہوئے اور مضطرب حال ہوکر گریہ وزاری شروع کی قاضی لشکر کا جو پرہیزگاران زمانہ سے تھا بادشاہ کے پاس گیا پہلے کلمات رقت آمیز سے بادشاہ کا دل موم کیطرح نرم کیا اُسکے بعد جماعت گنہگاران کے بارہ مین سفارش کی اور بادشاہ نے سمع قبول سے اصغا کرکے قلم عفو اُنکے جرائم پر کھینچا اور بڑا بیٹا اُسکا سلطان محمد شہید خبر مراجعت پدر والاگہر سُنکر با تحف و نفائس بسیار ملتان سے دہلی مین آیا بادشاہ اُسکے آنے سے نہایت محظوظ اور خوشحال ہوا انواع شفقت اور مہربانی ظہور مین پہونچائی اور تین چار مہینے وقت بیوقت آپسمین رہکر صحبت اور ملاقات کو غنیمت جانتے تھے اور ایک لحظہ آپس سے جدا نہوتے تھے لیکن جب خبر تاخت و تاراج مغل سمع مبارک مین پہونچی ناچار فراق پسر دل پر رکھکر ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور وداع کیوقت طلب کرکے فرمایا میری تمام عمر اوامر ملکی اور بادشاہی مین گذری اور مجھے اکثر تجربے حاصل ہوئے چاہتا ہون کہ مین تجھے چند نصایح کہ لازمۂ جہانداری سے ہین کرون کہ میرے بعد بکار آوین اوّل وہ کہ جب تو تخت بادشاہی پر جلوس کرے امر جہانداری کو فی الحقیقت خلاف خداے عزوجل ہی اندک اور سہل نہ سمجھے اور اس امر کی عزت کہ نہایت بزرگی ہے ساتھ ارتکاب قبایح اعمال اور رذائل اوصاف کے مبدل نکرے اور مردم رذائل اور لیام کو اس کام مین شریک اپنا نکرے فرد سفیہ فطرت را ندہد بسیاست قرب ۔ لیام را عنوان منصب کریمان داد ۔ دوسرے یہ کہ قہر اور سطوت اپنے کو اپنے محل مین جلا کر اپنے اغراض نفسانی سے پرہیز کرے اور بدر کے سوا کوئی کام نکرے اور خزانے اور دفینے گوہ عطاے بزرگ ربانی سے ہین مرضیات حق اور رفاہیت خلق مین صرف فرماوے اور اعداے دین اور ظلمہ کو ہمیشہ خوار اور ذلیل رکھے تیسرے وہ کہ افعال اعمال اور احوال ولایت و محال اپنے سے ہمیشہ باخبر رہے اور انھین ساتھ محاسن افعال اور فضائل اخلاق کی تحریص فرماتے چوتھے یہ کہ قضایات مفتی اور حکام متدین خلائق پر نصب فرماے تاکہ رواج دین اور رونق عدل خلائق کے درمیان ظاہر اور باہر ہووے پانچوین یہ کہ خلا اور ملا مین لوازم حشمت اور عظمت بادشاہی کی رعایت مین کوئی وقت اوقات سے مطالبہ اور سائر الیعنی کی استغال نکرے بیت لوازم حشمت را بجد صیانت کن ۔ کہ نیرزد با ہمہ کس کم کند ہدایت را ۔ چھٹے یہ کہ ہر دم صاحب ہمت نیکاندیش اور شاکر نعمت کو ساتھ لکر ام اور انعام کے پیش کر اُنکی نگاہداشت خاطر مین سہولیت کرے اور ہر دم صاحب ہنر و خردمند کی تربیت مین کہ سبب رونق اور رواج کار مملکت ہی سعی کرے اور لئیمون اور خدا ناترسون سے جنکو وفا نہ رکھے اور صلاح ملک اور دین کے دور ہونے اور بیگانہ ہونے اس گروہ کے جانے نظم گوہر نیک از عقد ۔ ۔ آنکہ بد گوہر است از و پرہیز ۔ بد گہر را کسے وفا نکند ۔ اصل بد از خطا خطا نکند ۔ ساتوین یہ کہ ہمت و شاہی آپس مین لازم و ملزوم ہین اور عقلا و حکما نے اُن دونون کو برادران توام سے نسبت دیکر فرمایا ہی کہ ہمت ایسی بادشاہ کو چاہیے کہ بادشاہ ہمتون کا ہووے کسواسطے اگر ہمت بادشاہ کی مثل ہمت دوسرون کے ہووے درمیان سب کے اور تمام خلقت کے کچھ فرق نہوا مد بادشاہی ساتھ بے ہمتی کے متحکم نہووے آٹھوین یہ کہ جس کسی کو بزرگ کرے تھوڑی اعزاز جو اُس سے صادر ہووے خاک ذلت مین نہ ڈالے اور مردم مخلص اور ہواخواہ کو بے ضرورت مصلحت ملکی نہ آزار کرے اور دوستون کو دشمن نہ بنا دے ۔ بیت ہر سرے را کہ خود بہ افسری نتوانی نہ پا منہ ۔ اری ۔ اور جو تو کسی کو

حسب ضرورت ملک ودین کے عقوبت کرے جگہ سلاح اور ملا پکی نگاہ رکھے اور اشراف کی ایذا رسانی مین جلدی نکرے کہ زخم بجرمتی کا جلد التیام نہین
قبول کرتا اور تدارک اُسکا دشوار ہوتا ہے نوین یہ کہ محض سنج حبس کا ساعت نکرے اور راہ اُنکے آرد شد کی اپنے اوپر مفتوح نفرماوے اسلئے
کہ سلیمان حشمت اور مخلصان دولت ہراس مین ہووین اور خللہاے عظیم امور مملکت مین ظاہر آوین اور جبتک تو بجانے کہ یہ کام
برآمد ہونیوالا ہے اُسے شروع نکرے کہ ناتمام چھوڑنا لائق حال شاہون کے ہے بیت تا نہ کنی جاے قدم استوار نہ پاے منہ در طلب
ہیچ کار کہ دسوین وہ کہ بے مشورہ عقلا کسی کام کی عزیمت نفرماوے اور ہو مہم کہ دو سرے سے سر آوے خود اسکی مباشرت سے اجتناب کرے
در سر جملہ امور جہانبانی کے باخبر ہونے سے نیک و بد خلق جانے اور معاملات میں میانہ روی کو کام فرماوے اور شدت قہر سے نفور عوام برپا
ہوتا ہے اور سستی اور سہل گیری سے متمردون کو طغیان اور تمرد سر مین پیدا ہے اور تمام وقت اپنی محافظت مین کہ شامل صلاح عام ہے
مبالغہ کرے اور درگاہ کو چاوشان اور پاسبانان مخلص اور معتمد سے معمور رکھے اور اپنے بھائی کے حق مین مہربان رہے اور بات کسی کی اُسکے حق مین
نہ سُنے اور اُسے اپنا بازو تصور کرے اور جاگیر اُسکے ساتھ اسکی مقرر کرکے پھر بادشاہ دین پناہ نے یہ تمام نصائح سودمند اپنے فرزند
دلبند کے روبرو یاد فرماین اور امارت بادشاہی دیکر اسے ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور سلطان محمد خان شہید نے وہان جاتے ہی
ایک جماعت کثیر مغل سے جو ہند کی سرحدون پر تھی تیغ بیدریغ سے اُسے مقتول فرمائی اور اپنی مملکت اُنکے تصرف سے برلایا اور مثل تختگاہ ایران
بقدوم ارغون خان بن ایاق خان بن ہلاکو خان کے زیب و زینت پائی تیمور خان کہ امراے عظیم الشان چنگیزی سے تھا اور جرات و مردانگی
و بیخ و بنیان ترکستان و غزنین و غور و بامیان وغیرہ علاقہ اسکے کھنا تھا واسطے تاخت اور تاراج اور انتقام بعضے خویشیون اور ہمقومون اُسکے
کہ بسنوات سابق مین بجنگ محمد سلطان خان شہید کے ہلاک ہوئے تھے بیس ہزار سوار مغل سے لاہور اور دیپالپور مین در آیا اور اس
حدود کو تاخت و تاراج کرکے ملتان کیطرف متوجہ ہوا سلطان محمد خان نے اُنکے قریب پہونچنے سے آگاہی پائی چاشت کیوقت ملتان سے
کوچ کرکے دو پہر کو آب لاہور کے ساحل کو جو نواح ملتان مین واقع ہے مصاف کیواسطے اختیار کیا اور تیمور خان جو دریا کے اسطرف وارد
ہوا تھا عبور کرکے میمنہ اور میسرہ اور قلب و جناح آراستہ کرکے جنگ مین مشغول ہوا اور حرب شدید کے بعد چند سردار مغل قتل ہوئے اور تیمور خان
منہزم ہوا اور امراے ہند نے لوازم احتیاط ہاتھ سے دیکر مفرورون کا پیچھا کیا بادشاہ محمد خان شہید اجل رسیدہ نے جو نماز ظہر ادا نکی تھی
تعجیل کرکے دریا کے کنارہ ایک کولاب بزرگ پر پانسو غازیون سے وارد ہوکر ادائے صلوٰۃ مین مشغول ہوا اس درمیان مین ایک امراے
مغل سے کہ ہمراہ اسکے دو ہزار آدمی کمین مین تھے وہان پہونچکر فرصت غنیمت جانی اور متوجہ مقابلہ ہوا محمد سلطان اپنے یارون سے سوار ہوا
باوصف اسکے کہ گھوڑے اور آدمی خستہ تھے جہالت سے عازم قتال ہوا اور کئی بار حملہ کرکے بہت مغلون سے قتیل اور بسیاکیے قریب تھا
کہ مظفر اور کامیاب ہو کہ ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹکر مقتل شاہزادہ پر آیا اُسکے مرغ روح نے قفص جسمانی سے پھڑک کر رہائی پائی
اور روضہ اقدس کیطرف پرواز کرگیا اور مغلون نے اکثر انمین سے آدمی مارے اور اسپ اور سازوبراق انکا لیکر سپاہ ہند کے اجتماع کے
خوف سے بھاگ گئے چنانچہ امیر خسرو اُس معرکہ مین حاضر تھا مغل کے پنجہ ستم مین اسیر ہوا اسطرح کے کہ خضر خوانی اور دیپالدی
رانی مین مسطور ہے رہائی پائی اور دہلی کیطرف روانہ ہوا اور جب خبر شہادت سلطان محمد خان شہید کی بادشاہ غیاث الدین بلبن کو پہونچی
نہایت محزون اور ملول ہوا اور لباس ماتمی پہنا اور چند روز تعزیت رکھی پھر کیخسرو پسر سلطان محمد خان شہید کو کہ جوان نوخاستہ تھا
قائم مقام پدر کیا اور جبہ و امارت بادشاہی دیکر ملتان کے سمت روانہ فرمایا اور کیخسرو ملتان مین پہونچکر سنت پدر کا پیرو
ہوا اور استقامت کرکے لطف و احسان کا مرہم سپاہ اور رعیت کے زخم پر رکھا اور سرحدی محافظت مین کما ینبغی
کوشش کی لیکن بادشاہ غیاث الدین بلبن کہ عمر اُسکی اسی سال کی ہوئی تھی اپنے فرزند نوجوان کے غم مین شکستہ دل اور خمیدہ پشت ہوا

اگرچہ ظاہر لوگونکے دکھانیکو کہتا تھا کہ مین تن رضاے قضا مین دیکر سلطان محمد خان شہید کے قتل ہونے سے مخرون اور ملول نہین ہون لیکن اتونکو بے اختیار ہوکر زار زار روتا تھا اور آہ و نالہ کھینچکر بزبان حال کہتا تھا نظم زگلبن ریختہ گلبرگ خندان ۔ چرا برمن نگردد باغ زندان ۔ چرا بردہ ازمن کبک بہاری ۔ چرا چون ابر نخروشم بزاری ۔ فروریزد چرا روزم نگردد شب بدین روزی ۔ چو روز بروز علامت ضعف اور ناتوانی کی اُسپر ظاہر ہوتی تھی اور سپاہ غم و غصہ مملکت وجود اسکے کو پایمال جفا کرتی تھی کیسکو بغراخانکے طلب کے واسطے لکھنوتی بھیجا ابھی بغراخان راستہ مین تھا کہ ضعف منجر کی بیماری مین صاحب فرش ہوا اور بغراخان یہ خبر سُنکر بعجلت تمام دہلی مین پہونچا اور اپنے بڑے بھائی کے مراسم تعزیت بجالاکر باپ کی تشفی خاطر مین کوشش کی بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے بڑے بھائی کے فراق نے مجھے رنجور اور ضعیف کیا ہو اور دیکھتا ہون کہ رحیل کا وقت قریب پہونچا ہو اسوقت مین تیری جدائی کہ مین تیرے سوا کوئی وارث نہین رکھتا مصلحت سے دور ہو تیرا فرزند کیقباد اور تیرے بھائی کا بیٹا کیخسرو صغر سن ہین اور دنیا کے تجربونسے بیگانہ ہین اگر ملک اُنکے قبضہ مین پڑے غلبہ جوانی اور ہوا پرستی سے اسکی محافظت سے بری الذمہ نہو سکینگے اور جو شخص کہ تخت دہلی پر بیٹھے تجھے اطاعت اُسکی لازم ہو اور جو تو تخت دہلی پر متمکن ہووے حاکم لکھنوتی مطیع و فرمانبردار تیرا ہوگا پس تجھے چاہیے کہ مجھسے غیبت یعنے جدائی نکرے بغراخان اپنے باپ کی اطاعت واجب جانکہ خدمت مین حاضر تھا لیکن چونکہ سخت کا اثر صحت کا بشر پدر مین مشاہدہ کیا اسکے مرنے سے مایوس ہوا بادشاہ کے بے اذن اور شکار کے بہانہ سے بسبیل عجلت لکھنوتی کیطرف متوجہ ہوا سچ ہو دنیا مین اولاد سے زیادہ کوئی دشمن سخت نہین باپ کے فقر و غنا مین انکی خصومت یکسان ہو بادشاہ غیاث الدین بلبن کو یہ امر مرگ سلطان محمد خان شہید سے بھی دل پر شاق اور دشوار تر گذرا اور رو گردانی کی شدت سے مضمحل اور شکستہ تر ہوا اور بغراخان ابھی لکھنوتی نہ پہونچا تھا کہ مرض قدیم نے عود کیا اور اسکو یقین ہوا کہ اس عارضہ سے جانبری نہین ہو پھر اسیوقت ایلچی کیخسرو کے طلب کے واسطے ملتان کی طرف روانہ کیا اور ولیعہدی اسکے سپرد کی اور جب دریافت کیا کہ عمر عزیز نزدیک ہو کہ وداع کرے ملک فخرالدین کوتوال اودوزیر اور وکیل کو اپنے روبرو بلاکر فرمایا کہ مین بغراخان سے ہمیشہ آزردہ خاطر تھا اور سلطان محمد خان شہید سے راضی اور شاکر تھا اسواسطے کہ سلطان محمد خان شہید از روے اخلاص علقہ میری اطاعت کا اپنے زیب گوش رکھتا تھا اور میرے حکم سے کبھی تجاوز نکرتا تھا بخلاف بغراخان اکثر اوقات میرے کینے پر کاربند ہوتا تھا اور جو عمل بھی کرتا تھا تو میرے ترس و خوف سے خواہش طبیعت اور صمیم قلبی سے نہین اور مین نے اسواسطے ضرورت اور شفقت پدری کے اسے لکھنوتی سے طلب کرکے ولیعہد کیا تھا اب اس سے یہ بے اندازی ظہور مین آئی اب مین اُسکے اعمال سے نہایت رنجیدہ خاطر ہوا ہون چاہیے میرے بعد کیخسرو کو تخت دہلی پر بٹھاؤ اور کیقباد کو کہ بیٹا بغراخان کا ہو لکھنوتی مین اُسکے باپ کے پاس بھیجدو کوتوال اور تمام اعیان سلطنت نے یہ وصیت قبول کی اور سرفرمان برداری کا سر پر رکھا لیکن جو سلطان غیاث الدین بلبن تیسرے دن اور آخر شہور سنہ چھ سو پچاسی ہجری مین اس جہان پر شور و شین سے سفری ہوا اور پیکر خاکی اُسکے دار الامان مین مدفون ہوئی ملک فخرالدین کوتوال کہ ساتھ سلطان محمود خان شہید کے صفائی نہ رکھتا تھا مردم معتبر سے اتفاق کرکے کہا کہ کیخسرو بہت تندخو ہو اگر اُسے تخت بادشاہی پر جلوس میسر ہوگا اپنے دست غضب سے بہت کم آدمی زندہ چھوڑیگا سب کی صلاح اور ملک فلاح اسمین ہو کہ کیقباد کو جو لڑکا نہایت حلیم اور بردبار ہو اور شاہ کی فیض ملازمت اور ظل عاطفت مین تربیت پاکر بزرگ ہوا ہو اُسے تخت شاہی پر بٹھائین تو مردم ایمن رہین بھیجا بغرا خان کو یہ خبر نہ تھی کہ وجود اُسکا سراسر فساد کا باعث ہوگا پھر کیقباد کو صاحب تاج و تخت کرکے کیخسرو کو ملتان روانہ کیا اور عہد سعادت مہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا خیر الاعصار تھا اسواسطے کہ اُسکے عہد مین مشائخ عظیم الشان جمع ہوئے تھے ایک شیخ فرید الدین مسعود گنجشکر اور دوسرے شیخ الشیوخ شیخ بہاء الدین ذکریا

اور فرزندانکے شیخ صدرالدین اور دوسرے شیخ بدرالدین عربی خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور دوسرے سیدی مولہ کہ توفیق ایزدی سے انکے حالات کلک بیان سے تحریر ہونگے سلطان غیاث الدین بلبن نے بائیس برس بقرواقبال خوب نیکنامی سے حکومت کی پھر سراے فانی سے کوچ کیا دارالبقا کی راہ نابی۔ **ذکر سلطان معزالدین کیقباد بن ناصرالدین بغراخان بن بادشاہ غیاث الدین بلبن کا** جب بادشاہ غیاث الدین بلبن رحمت حق مین واصل ہوا کیقباد بن ناصرالدین بغراخان جو اٹھارہ برس کا تھا اسکو بادشاہ معزالدین خطاب دیکر سریر سلطنت پر جلوہ گر فرمایا اور وہ بادشاہ فضیلت طبع اور بلاغت نظم اور مکارم اخلاق کے حلل سے آراستہ اور حسن یوسفی اور طلعت خورشیدی اور حلونسب بین پیراستہ تھا کسواسطے کہ ناصرالدین بغراخان سلطان شمس الدین التمش کی دختر سے متولد ہوا اور وہ خود دختر سلطان ناصرالدین محمد بن شمس الدین التمش سے تھا پس ناصرالدین محمود جد مادری غیاث الدین بلبن جد پدری ہوتا ہے جیساکہ امیرخسرو نے اسکی بیت مین فرمایا ہے **نظم** شمس جہانگیر جد مادرش کو اظہر من الشمس جد دیگرش و ناصر حق شاہ قوی سنتہ سنت یکوے خوشش نسخہ باغ بہشت و جد سوم شاہ غیاث الامم و حاکم فرمان ذعرب تا عجم و ہر سہ جدش کعبہ او ارکان جود و کرد و عالم سہ جدش راہنمود و اور اپنے جد بزرگوار کی آغوش عطوفت مین پرورش پاکر معلمان نیک سیرت اور مربیان پاک خصلت ہمیشہ اسپر موکل رہے اور انکے فیض تربیت اور اثر خوف سے لذات و شہوات نفسانی کے گرد نہ پھرتا تھا اور اوقات عزیز کے لکھنے پڑھنے مین صرف ہوتی تھی اور جب اقبال یاور ہوا تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوکر مطلق العنان ہوا بمقتضاے ہواے جوانی ویسا جادہ ہوا پرستی مین قدم رکھا کہ مباشرت قمر عذاران سیمین اندام اور مخالطت پری پیکران مشکین دام کو مادہ حیات سمجھکر عمر عزیز رایگان کرتا اور مطربون اور مسخرون اور نشاط انگیزون اور عشق جویون کے بازار نے ایسا رواج پایا کہ ہر کوچہ مین ایک پری پیکر اور ہر گوشہ بام پر ایک غزلخوان اور سرود گو ظاہر ہوا جو کہ بادشاہ نے یہ شیوہ اختیار کیا لوگ اور خواتین بھی عیش و عشرت مین مصروف ہوئے اور شہر کے رئیس اور باشندے کیا عورت کیا مرد کیا بوڑھا کیا جوان بادہ عشرت سے مبہوت ہوکر کوچہ و بازار مین غزلخوان پھرتے تھے اور یکقلم تکلیف میدان سے دور ہوئی اور قاضی اور محتسب نے شیوہ رندان عشرت پسند کا قبول کیا اور ارباب نشاط اور مسخرہ ہند کے متاع نقد و جنس کی فراوانی سنکر اطراف و جوانب سے دہلی کی طرف متوجہ ہوئے اور سلطان معزالدین کیقباد نے کیلوکھڑی مین دریاے جون کے کنارے ایک قصر عالی اور باغ شاہانہ تعمیر کرکے دارالسلطنت بنایا اور اپنی مجلس خوبرویان خوشخو اور مصاحبان بذلہ گو سے مزین کی **نظم** قصر نگویم کہ بہشتی فراخ مدروفتہ طوبی اورا ایشاخ مطاق بلندش بہ فلک گشتہ حفت محامل او شد فلک اندر نہفت مرچون کرہ گردجہان شد عیان مقصر نمودار زآب روان مرچو دو آئینہ مقابل زتاب مآب در و عکس نما او در آب مشہ چو دران خلد برین جاے کرد مخرم و خوشدل بطرب راے کرد مسلطان کا مگار ایک لحظہ بے عیش و کامرانی نگذارتا تھا روز و شب بذل و ایثار مین صرف کرتا تھا ملک نظام الدین جو داماد اور بھتیجا ملک فخرالدین کوتوال کا تھا سلطان کے پاس نہایت تقرب پیدا کرکے وکیل مطلق ہوا اور امور شہریاری اور جہانداری کی پرداخت اُسکے متعلق ہوئے اور ملک قوام الدین علاقہ جو بے نظیران زمانہ سے تھا نائب وکیل ہوا اور جمیع امرا اور مقربون اور ملازمون نے اُس قصر کے حوالی مین مکان تعمیر کرکے یہی استبعاد حالات بوجہ اتم کرتے تھے در شراب کی قیمت ایک سے دس حصہ ایزاد ہوئی ارباب طلب کسی کے ہاتھ نہ آتے تھے اور مسجدین نمازیون سے خالی ہوئین میخانے معمور اور آباد ہوئے اور جب کیقباد جنبید منش کے عیش و طرب اور بیخبری اُسکے امور جہانداری سے حد سے گذری ملک نظام الدین کو بادشاہی کی کہ ہرگز مناسبت اُسکے حال سے نہ رکھتی تھی سر مین پڑی اور اسباب مین فکر مین اندیشہ کرکے اپنے دل مین کہتا تھا کہ ناصرالدین بغراخان حکومت لکھنوتی پر قانع ہوا اور سلطان معزالدین کیقباد مین بیخبری مین ہوا اگر کچھ ہو تو کنیز ہے اول اسکا علاج چاہیئے کہ تا

اسکے بعد سلطان معزالدین کیقباد کو سہل ترین وجہ سے درمیان سے اُٹھا کر تاج شاہی سر پر چاہیے رکھنا پھر نہایت پرکاری اور مکاری سے سلطان معزالدین کیقباد کے ملوک وخوانین سے بنیاد خصومت کی ڈالی اور یہ لوگ اُسکے تسلط وہوشیاری وتصرف سے پریشان ہوکر جمیع امور مین اُنکی رضامندی حسب ظاہر منظور رکھتے تھے اور ملک نظام الدین انھین صمیم قلب سے اپنا مطیع اور فرمان بردار تصور کرکے تمہید مقدمات دفع کیخسرو مین مشغول ہوا اور تاریخ حاجی محمد قندھاری اور فتوح السلاطین مین کہ عصامی نام ایک شاعر نے احوال سلاطین دہلی کا نظم کیا ہے مذکور ہے کہ کیخسرو نے ملتان مین خبر جلوس اپنے چچیرے بھائی اور ملک نظام الدین کے غلبہ اور اُسکی غریبت کی سُنکر تیمور خان مغل سے جو غزنین مین رہتا تھا رابطہ اتحاد اور دوستی کا درمیان لایا اور آہنگ طلب کمک اور امداد تسخیر دہلی کیواسطے کرکے غزنین کیطرف روانہ ہوا تیمور خان کو جیسا کہ اُسنے اپنے دلمین تصور کیا تھا بیش نہ آیا بلکہ اپنے اعزاز واکرام مین فرق پایا اسوجہ سے کیخسرو دلگیر ہوا اور چند روز کے بعد غزنین سے عازم مراجعت ہوا اور ایلچی سلطان معزالدین کیقباد کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ مجھے تیری اطاعت اور فرمانبرداری سے چارہ نہین ہے اور مین یقین جانتا ہون کہ تو مجھے بنفسہ کمال شفقت اور محبت مبذول فرماتا ہے لیکن بعضے اہل غرض سے مقام فساد اور عناد مین ہین اور ہر لحظہ خاطر شریف کو مجھسے منحرف کرتے ہین اگر وہ جلد بدر مجھے تفویض فرمائین اور مجھے بھی ایک دولتخواہ سے شمار کرین۔ عالم مروت اور دوست نوازی سے بعید نہوگا سلطان معزالدین کیقباد نے درجواب فرمایا کہ مین تجھسے زیادہ تر عزیز نہین رکھتا اگر اجو کچھ گذرا اینده چاہیے کہ کسی نہج کے دغدغہ کو اپنے دلمین راہ نہ دیکر میرے پاس آ تو زبان بدگویون کی کوتاہ ہووے اور مین تجھے نہایت تعظیم وتکریم سے ملتان روانہ کرون کیخسرو دارالملک دہلی مین گیا اور ملک نظام الدین جو سودا سے خام سے مقام استیصال خانوادہ بلبنی مین تھا ہواب مکر وحیلہ کھولکر سلطان معزالدین کیقباد کی خاطر نشان کیا کہ کیخسرو دتبا مرکب ہے اور اوصاف بادشاہی اور صفت دلیعہدی مین آراستہ اور فلان فلان اُس سے خط وکتابت رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ تجھے تخت سے اتارکر اسے سر پر جہانداری پر متمکن کرین سلطان معزالدین کیقباد نے شراب کے نشہ مین فی الفور یہ بات قبول کرکے کیخسرو کے قتل کا حکم صادر کیا اور ملک نظام الدین نے اُسی وقت اپنے اعوان وانصار اثنائے راہ یعنے قصبہ رہتک مین کیخسرو کو مع جمیع جانثار اور دولتخواہون کے شربت شہادت چکھاکر روضہ رضوان کا راہی کیا اور اسیطرح سے خواجہ خطیر کو جو وزیر سلطان تھا متہم کرکے گدھے پر سوار کرکے مشتہر کیا اور فضیحت ورسوائی تمام سے شہر بدر کیا اور جماعت بلبنی کو کہ باتفاق کیخسرو متہم کیا تھا مقتول کیا اور کچھ لاشین جب دریا مین ڈالین امرا اور ملوک کو نظام الدین کا جو خوف متمکن ہوا تھا نہایت مضبوط ہوا اور خلائق زیادہ تر مجروح ہوئی اور اسوقت لشکر مغل کے لاہور آنے کی خبر پہونچی اور ملک یار بیگ برلاس اور خان جہان اُنکے دفع شر کیواسطے تعین ہوئے اور اطراف لاہور مین مقابلہ صعب واقع ہوا اکثر مغل قتل ہوئے اور جماعت کو دستگیر کرکے دہلی مین لائے اور ملک نظام الدین پھر حیلہ کے درپے ہوا ایک روز سلطان سے عرض کی کہ امرائے مغل جو سلطان بلبن کے عہد سلطنت مین ہندوستان مین آکر نوکر ہوئے ہین سب ایک جنس ہین اور چشم بہت رکھتے ہین اگر متفق ہوکر تیری نسبت کوئی مکر اور حیلہ خیال کرین علاج دشوار ہووے اور مثل ان کلمات مزخرف کے سلطان کو اُنکے قتل پر آمادہ کیا یعنے امرائے مغل کے قتل کی رخصت حاصل کی اور سب کو ایک روز مین دستیاب کرکے تیغ بیدریغ سے اُنکا خون بہایا اور خانمان اُنکا برباد کیا اور بعضے ملوک بلبنی کو بھی جو امرائے مغل سے قرابت اور صداقت رکھتے تھے محبوس کرکے حصار ہانسی دور دشت مین بھیجا اور خانوادہ قدیم کی خرابی سے کچھ اندیشہ نہ کیا اور ملک نظام بیگ امیر ملتان اور ملک ترکی حاکم لاہور کو جو امرائے کلان بادشاہ غیاث الدین بلبن سے تھے اپنے مکر وحیلہ ذاتی سے انکو درمیان سے اٹھایا اور سلطان کو اُسنے ایسا اپنا مسخر کیا کہ جو شخص از روے اخلاص اور دولتخواہی کے

شمہ براندیشی اُسکی سلطان سے معروض کرنا سلطان فوراً وہ بات ملک نظام الدین سے کہتا اور اُس شخص کو گرفتار کرکے اُسکے سپرد کرتا اور ملک نظام الدین کی زوجہ جو ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال کی بیٹی تھی اُسنے حرم سلطانی مین رسوخ اور غلبہ تمام پیدا کرکے سلطان کی مادر خواندہ یعنے منہ بولی ملن ہوئی اور امرا نے اس اطوار کے مشاہدہ سے انسام تدبیر سے آپکو اُسکے حلقۂ حمایت مین ڈالا اور بلطائف الحیل اُسکا شر اپنے سے دفع کرتے تھے اسواسطے کہ اُسکی درگاہ جائے رجوع خاص وعام ہوئی اور درگاہ معزی کی رواج و رونق شکست ہوئی اور ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال نے کہ عمر اُسکی نوے برس کی ہوئی تھی جب ملک نظام الدین کے خیال باطل اور اُسکے تخوت اور غرور پر اطلاع پائی اُسے تنہائی مین طلب کرکے ہر چند چاہا کہ دلایل اور براہین عقل سے خیال فاسد اُسکے سر سے دور کرے فائدہ نہوا اور رخام طبع کوتہ اندیش متنبہ نہوا اور جواب بولا کہ جو کچھ ملک فرماتا ہے تمام صواب ہے اور اسکے خلاف خطا لیکن جو خلق کو مین نے دشمن کیا ہے اور سب جانتے ہین کہ مین کس کام مین مشغول ہوں اگر اب ہاتھ اس داعیہ سے باز رکھونگا لوگ مجھسے دست کش نہونگے ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال نفرین کرکے اس سے بیزار ہوا اور یہ بات جب اکابر اور معارف نے سُنی سب ثنا خوان ہوئے عاقبت اندیشی اور سلامت خوئی ملک الامرا فخرالدین کوتوال کی سب پر ظاہر ہوئی اور ناصرالدین بغراخان نے لکھنوتی سے خبر غفلت پسر اور غلبہ ملک نظام الدین سُنکر مکتوبات نصائح آمیز بیٹے کو تحریر کیے اور برمز و اشارہ حریف دغلی کے اندیشہ سے ایا کیا لیکن سودمند نہوا اور جب سمجھا کہ یہ ناخلف اصلاح پذیر نہین ہے اور احوال اُسکا وضع جہانداری کے خلاف ہے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے فوت ہونے سے دو برس کے بعد ملک دہلی کے انتزاع کے قصد مین فوج کش ہوا جیسا کہ مثنوی قران السعدین مین امیر خسرو فرماتا ہے **نظم** یافت خبر خسرو مشرق پناہ ۔ ناصر حق وارث ابن تتمگاہ ۔ کافر اور اپسر انباز گشت ۔ وین شرف ازدے بہ پسر باز گشت ۔ خشم پسر کرد علم بر کشید ۔ ساختہ کین شدہ لشکر کشید ۔ تند چو بار آمد ازان خارخار ۔ ازدی گمگشت بسوے بہار ۔ سلطان معزالدین کیقباد نے جب خبر توجہ پدر بزرگوار اور اُسکا پہونچنا بہار مین سُنا وہ بھی سامان حرب و ضرب درست کرکے افواج کثیر سے اس حدود کی طرف متوجہ ہوا اور عین گرمی مین آب کہکر کے ساحل پر پہونچکر فروکش ہوا اور سلطان ناصرالدین نے یہ خبر سُنکر بہار سے کوچ کرکے آب سرو کے کنارے نازل ہوکر نزول کیا **نظم** نصب شدا علام شہنشاہ دہر ۔ برلب کہکر بحوالی شہر ۔ کہکر ازین رود زان طرف ۔ از تف لشکر بلب آورده کف ۔ تیغ زن مشرق ازانسوے آب ۔ گشت چو روشن کہ رسید آفتاب ۔ برلب آمده آراست صف ۔ تافت دو خورشید زیرد و طرف ۔ الغرض بعد حصول قرب جوار سے ناصرالدین بغراخان استخلاص دہلی سے خالی کرکے طالب صلح اور ملاقات ہوا سلطان معزالدین نے ملک نظام الدین کے اغوا کے باعث اس معنے سے انکار کیا اور عازم جنگ ہوا اور اسکے بعد تین روز تک طرفین سے مراسلات جاری رہے ناصرالدین بغراخان نے چوتھے دن اپنے دستخط خاص سے یہ ترقیم فرمایا کہ ای فرزند اشتیاق تیرے دیدار کا نہایت ہے اور مجھے اس سے زیادہ تر صبر کی طاقت تیرے فراق مین باقی نہین ہے ایسا کرے کہ یہ سوختہ آتش بے نصیبی کا تیرے وصال مین پہونچے اور حضرت یعقوب ع کے مانند ایک مرتبہ از چشم رمد رسیدہ طلعت یوسفی کے مشاہدہ سے روشن ہو تیری بادشاہی اور عیش و عشرت مین خلل نہوگا اور یہ بیت بھی اسمین درج کی **بیت** گرچہ فردوس مقامے خوش است ۔ ہیچ بہ از لذت دیدار نیست ۔ سلطان معزالدین کیقباد اس مکتوب کے پڑھنے سے متاثر ہوا اور اپنے سر ارادہ سے اُٹھکر مقام مصالحہ مین گیا اور باپ کی ملاقات کے واسطے جبر دیدہ جانے پر آمادہ ہوا ملک نظام الدین مانع ہوا اور ایسا کیا کہ سلطان نے مع افواج اور دبدبہ بادشاہی کے تنہا بقصد ملاقات ساحل آب کہکر سے کوچ کیا اور صحرا کیطرف متوجہ ہوکر آب سرو کے کنارے وارد ہوا اور جب ایسا مقرر ہوا کہ واسطے حفظ مرتبۂ شاہ دہلی کے ناصرالدین بغراخان آب سرو سے گذر کرکے بادشاہ معزالدین کیقباد کے دیدار کو آوے اور بادشاہ معزالدین کیقباد تخت پر جلوہ گر ہو پھر منجون درگاہ نے ملاقات کے واسطے

وہ ساعتین مسعود تجویز کین ناصرالدین بغراخان نے اسی ساعت کشتی پر سوار ہوکر پانی سے عبور کیا اور سلطان معزالدین کیقباد کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور خلوتخانہ مین اترکر تین مقام مین شرط زمین بوسی بجا لایا جب ناصرالدین بغراخان نزدیک آیا سلطان معزالدین کیقباد بیتاب ہوکر تخت سے اُترا اور باپ کے قدمون پر گرا اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوکر ایک ساعت خوب بوسہ سر اور منہ پر ایک نے دوسرے کیے دیے اور دونون بحر فیض ابر کیطرح زار زار روئے اور حاضرین بھی انکے مشاہدۂ حال سے اشک اپنی آنکھون سے جاری کیے پھر باپ نے ہاتھ بیٹے کا پکڑکر تخت پر بیٹھا کر چاہا کہ مین تخت کے روبرو بیستادہ ہون بیٹا تخت سے اُتر آیا اور باپ کو تخت پر بٹھایا اور خود آگے اُسکے مودب بیٹھا اور زر و نقرہ بیشمار نثار ہوا شعرا مدایح پڑھتے اور مطرب سرود گاتے اور چاوش اور نقیب جوش و خروش مین آئے اور اُسوقت مین جو کچھ لوازم بادشاہی اور شرائط مجلس شاہنشاہی مشہور و معروف تھے بجا لائے اور مکالمہ اور مجادبہ سے ایک دوسرا محظوظ ہوا ایک لحظہ کے بعد ناصرالدین بغراخان اُٹھا اور آپ سے عبور کرکے اپنی بارگاہ مین گیا اور تحف و ہدایا بے غریب اور تنقلات عجیب اور طعمہ و اشربہ لطیف طرفین سے ارسال ہوئے اور دونون لشکر کے آدمیونکو حکم ہوا کہ ایک دوسرے کے مکانون مین آمد و شد کرین اور از روے یگانگی سلوک کرین اور ناصرالدین بغراخان چند روز متواتر اپنے فرزند کے مکان پر آنکر آپسمین مجلس صحبت گرم کرتے تھے اور ایکجا شراب پیکر عیش و طرب کی داد دیتے تھے چنانچہ مثنوی قران السعدین امیر خسرو اُسکی تفصیل کی ناطق ہے اور جب دن رخصت اور وداع کا قریب پہونچا ناصرالدین بغراخان نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ جمشید نے کہا ہے کہ جو بادشاہ کہ اسقدر مال و منال اُسکے خزانہ مین نہو کہ دشمنون کے غلبہ کے دن ساتھ اُسکے مدد کرے اور بلاے قحط مین رعایا کی دستگیری کرے اس بادشاہ کو شاہ جہان نہ کہنا چاہیے اور مین چاہتا ہون کہ چند نصائح جو حال سلطنت کے لائق ہون کرون بادشاہ معزالدین کیقباد نے عرض کی کہ آپ میرے مہربان و غمخوار ہین میرے پاس کوئی ایسا نہین جو مجھے خواب غفلت سے بیدار کرے آپ جو میرے حق مین بہتر سمجھین مجھے اُس سے متنبہ فرماوین تو مین اسے اپنا دستور العمل بناؤن اور اُسکے خلاف روا نہ رکھون ناصرالدین بغراخان کا دریاے محبت پدری جوش مین آیا فرمایا کہ مجھے اسقدر صعوبت سفر کھینچنے سے یہ غرض تھی کہ تیرے دیدار فائز الانوار سے اپنی آنکھین روشن کرون اور اُسکے بعد شرط موعظت اور نصیحت بجا لاؤن اور تجھے خواب غفلت سے کہ لازمہ جوانی اور دولت کا ہے بیدار کرون پھر خلوت کرکے فرمایا کہ ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ جو تیرے ملک کے عمدہ ہین انھین حاضر کر تو جو کچھ مجھے کہنا ہے اُنکے حضور مین کہون ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقۂ مجلس مین حاضر ہوئے اُسوقت ناصرالدین بغراخان نے از روے شفقت اور عطوفت فرمایا نصیحت پہلی اے فرزند جسوقت مین نے سنا کہ تو تخت دہلی پر متمکن ہوا مین نہایت خوشوقت ہوا اور مین سمجھا کہ ملک دہلی مجھے پہونچا لیکن جب مین نے حکایت تیری غفلت اور بیخبری کی سنی حیران اور ششدر رہا کہ تا بتک کیونکر زندہ رہا اور دو برس گذرے ہین کہ مین تیری اور اپنی تعزیت مین مشغول رہتا ہون اور ملک دہلی اور لکھنوتی کو معرض زوال مین دیکھتا ہون بالتحقیق اُسدن سے کہ مین نے سنا ہے کہ تو نے میرے پدر کے بندون کو جو پروردہ نعمت اُسکے اور مخلص اور خیرخواہ تیرے تھے ناحق قتل کیا اور اُنکے قتل کرنے سے دوسرون کا اعتماد تجھسے برطرف ہوا اب مجھے کسیطرح کی امید اور توقع ملک مین نہ رہی اے فرزند جو کچھ مین دیکھتا ہون اور سنتا ہون تو نہین دیکھتا اور نہین سنتا اسقدر اندیشہ کر کہ میرا بڑا بھائی جو جہانداری کے لائق تھا باپ کے حین حیات شہید ہوا اور فرزند اُسکا جو سلطنت کا شایستہ اور قوت بازو تیرا تھا دولتخواہ ہونیکے کہنے سے تو نے قتل کیا اسیطرح تجھے بھی درمیان سے اُٹھا دینگے ملک دہلی ایسے بد اصل کے ہاتھ آویگا کہ نام و نشان ہمارا روے زمین پر نچھوڑیگا اے فرزند اگر تو اپنے اوپر رحم نہین کرتا اپنی اولاد اور اتباع پر ترحم کر اور آپکو لہو و لعب مین مشغول نہ رکھ اپنا غم کھا اور یہ چند نصیحت کہ مین تجھے سُناتا ہون عمل مین لا پہلی نصیحت یہ ہے کہ اپنی جان پر رحم کر اور اپنے نفس کے معالجہ مین مصروف رہ

کہ تیرے چہرہ کا رنگ سوگلاب کے پھول سے زیادہ خوشرنگ اور سیراب تھا سونے اور ہلدی کے مانند زرد ہوا افراط شہوت سے تو ایسا لاغر اور ضعیف ہوا ہے آبکو روک اور گرد اسکے نہ پھر کسواسطے جب جان ہین خلل واقع ہو لذات سے طلب فائدہ کی امید نہ رکھنا چاہیے امیر خسرو فرماتا ہے ابیات نشاید بادشہ را مست بودن ۔ نہ در عشق و ہوس پیوست بودن ۔ بود شہ پاسبان خلق پیوست ۔ خطا باشد کہ باشد پاسبان مست ۔ شبان چون شد خراب از بادۂ ناب ۔ رسد در معدۂ گرگان کند خواب ۔ در آئینے کہ رسم ملک داریست ۔ ثبات کار و ہوشیاری است ۔ دوسری نصیحت یہ ہے کہ امرا اور ملوک کی خونریزی سے احتراز کر جو اعتماد کہ اعوان و انصار تجھپر رکھتے ہین زائل نہووے اور یہ مرو حاضر ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ جو پختہ کار اور صاحب تجربہ روزگار ہین تو دو شخص اور مثل اُنکے امرا سے خوب سے انکے شریک کر اور ان چار و نکو چار رکن دولت تصور کر اور جو کام یا مہم تجھے پیش آوے اُنکے اتفاق اور صلاح سے قبول فرما اور سرانجام کو پہونچا ایک کو دیوان وزارت دوسرے کو دیوان رسالت تیسرے کو دیوان عرض چوتھے کو دیوان انشا حوالہ کر اور چار و نکو قوت برابر دے اگرچہ انکے مراتب مین باعتبار اعمال تفاوت ہو لیکن انمین سے کسیکو اسقدر غلبہ نہ دے جو سرکشی اور طغیان کرے بیت مگر بخت خسپیدہ بیدار نیست ۔ وگرنہ چنین کار دشوار نیست ۔ تیسری نصیحت یہ ہے کہ جب جس راز ہاے ملکی کے کھولنے کی ضرورت ہو چارون شخص کے حضور یعنے روبرو کھولے اور اُنمین سے ایک کو اپنے اسرار سے ایسا محرم نکرے دوسرے رنجیدہ ہووین نصیحت چوتھی یہ ہے کہ نماز پنجگانہ ادا کرے اور رمضان کے روزہ رکھے تو ان دونون امر واجب التعین کی برکت سے خذلان دنیا اور آخرت تیرے دامنگیر نہووین اور مین نے سنا ہے کہ کسی حیلہ سے علماے وقت نے تیری خوشامد سے روزہ ماہ رمضان مین کھانے کی رخصت دیکر کہا ہے کہ جو بردہ آزاد کرے یا ساٹھ مسکین کو طعام دے کفارہ یعنے عوض روزہ کھانیکا ہوتا ہے ایسے عالمونکے قول و فعل سے آپکو دور رکھ اور مسائل دین کے علما و طماع اور حریص سے کہ دنیا انکی معبود ہوئی ہے پوچھنا چاہیے بلکہ مسائل دینی تو اس شخص سے استفسار کر کہ جو دنیاے دنی سے روگردان ہوا ہو اور متاع دنیاے دون انکی نظر ہمت مین ذرہ سے بیقدر تر ہو یہ نصیحت کر کے زار زار اور ہاے ہاے روتا اور اپنے دلبند کو گود مین لیکر وداع ہوا اور آغوش مین لینے کبوقت اُسکے کان مین آہستہ کہا کہ ملک نظام الدین کو جلد اپنے پاس سے دفع کر اسلیے کہ جو وہ فرصت پاویگا تجھے ایک روز بلکہ ایک ساعت زندہ نچھوڑیگا یہ کہا اور روتا ہوا اپنے منزل مین گیا اور دو روز رنج سے اسدن تناول فرمایا اور اپنے محرمونسے کہا کہ آج مین نے فرزند ملک دہلی کو وداع آخری کی اور مآل حال اُسکا ایسا ہے کہ سلامتی اپنی منحصر بادشاہان دہلی کی متابعت مین دیکھکر بادشاہ جلال الدین اور بادشاہ علاء الدین اور سلطان قطب الدین سے اظہار اطاعت کیا اور چتر اور خطبہ اپنے سے دور کرکے مثل سائر امرا سلوک کیا سلطان تغلق شاہ اس مدت مین کہ دہلی سے بنگالہ کیطرف گیا ناصر الدین بغرا خان نے استقبال کر کے لوازم پیشکش پیش پہونچائے تغلق شاہ نے ترحم فرماکر پھیر ولایت لکھنوتی باضافہ کورد بنگالہ اسے عنایت فرمائی اور دوبارہ چتر اور دور باش دیکر اسکی تعظیم مین کوشش کی الغرض اسکے بعد بادشاہ معز الدین کیقباد نے پدر سے جدا ہو کر ولایت اودھ سے دہلی کیطرف نہضت فرمائی اور چند روز پاس انفاس پدر کرکے اور لوگونکی شرم و حیا کا لحاظ کرکے اپنے تئین پیش و طرب باز رکھا لیکن جو آوازہ بادشاہ کی مجالس جشن کا اطراف و اکناف عالم مین پہونچا تھا گروہ ارباب نشاط شیرین کار اور طرب پیشگان روزگار حضرگاہ مین آئی تھین اور ہر روز آپکو آراستہ کرکے اور مستعد صحبت ہوکے گرد و پیش اُسکے اپنے تئین جلوہ دیتی تھین اور ملازمت کا انتظار کھینچتی تھین سلطان جو عاشق اس گروہ کی صحبت اور شیدا اس جماعت کا تھا شوق و ولولہ نے جوش مارا بے اختیار روزید و نگاہ رخسار نازنینون پر کرتا تھا اور گوشہ چشم سے ایک التفات انکے حال پر فرماتا تھا ناگاہ لولی بچہ کہ آہنگ و شنگ مین سردار نازنینان اور پریرویان تھا کلاہ مکلل سر پر اور قباے زرکار در بر اور بگاہ مرصع بر کمر

اور اسپ عراقی پر سوار ہو کر ہنگام کوچ با صد کرشمہ و ناز چتر سلطانی کے مقابل آیا اور ہنر ہائے عجب اور علمہائے غریب کہ ایک نوع کے ساحری سے کہنا چاہیے ظاہر کیے اور یہ بیت باواز خوش پڑھی بیت گر قدم بر چشم ما خواہی نہاد ۔ دیدہ در رہ می نہم تا میروی اور اسکے بعد عرض کیا کہ مطلع اس غزل کا اس حالت مین مناسب تر دیکھتا ہون لیکن سوء ادبی سے نہین پڑھ سکتا سلطان نے فرمایا پڑھ اور مست ور اُسنے پڑھا بیت سر دشمنشاد بصحرا میروی ۔ نیک بدعہدی کہ بے ما میروی ۔ سلطان اُس ماہ پیکر کے مشاہدۂ جمال اور ملاحظہ حرکات و سکنات سے حیران رہا اور طیلسان تعشق کے دوش پر ڈالے اور نشان صنم پرستی دوبارہ بلند کر کے باپ کے نصائح سود مند فراموش کین اور بے اختیار راہ مین ایستادہ ہو کر اُس توبہ شکن سے ساتھ اس بیت کے ہمزبان ہوا بیت فغان کین از لیان شوخ و شیرین کار و شہر آشوب ۔ چنان بر وند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را ۔ اور کمال بیطاقتی سے گھوڑے سے اترا اور اسمقام مین منزل کی اور مجلس آراستہ کر کے اس رشک خوبان طناز کی مقاصی اور بازی مین مشغول ہوا اور یہ بیت زبان پر لایا بیت شب زمی توبہ کنم از بیم نازشاہدان ۔ بامداد ان مے ساقی بازور کار آور مدد اور اُس شوخ ہمزبان دین نے جب یہ بیت شاہ کی زبانی سُنے فی البدیہہ یہ بیت پڑھی بیت عمرۂ زاہد فریبم عابد صد سالہ را ۔ مے پیشانی گرفتہ پیش خمار آورد ۔ سلطان نے تیزی فہم اور جودت طبع اور تکلم نمکین اُسکے سے دالہ اور حیران ہو کر اُسکو ساقی بنایا اور لولی بچہ نے شرائط تواضع بجالا کر یہ بیت پڑھی بیت مگرچہ کہ خوب ترزما ہیم ۔ ہم بندۂ بندگان شاہیم ۔ یہ کہا پھر جام شراب پر تکاپی سے لبریز کر کے سلطان کے ہاتھ مین دیا سلطان نے اُسکے دست نازنین سے لیکر از راہ شیفتگی یہ ابیات پڑھین نظم قدح چون دور من آید بہ بروی کان مجلس دہ ۔ مرا بگذار تا حیران بمانم چشم ساقی را ۔ اگر ساقی تو خواہی بود یارا ۔ مکہ میگوید کہ مے خوردن حرام است ۔ یہ کہا اور پیالہ نوش فرمایا اور امرا اور ملوک بھی اپنے منازل مین مجالس عشرت آراستہ کر کے لہو و لعب اور طرب مین مصروف ہوئے دوسرے روز سلطان نے وہانسے کوچ کیا اور منزل بمنزل مجلس جشن منوار کر داد عیش و طرب کی دیتا تھا یہان تک دہلی مین پہونچا اور قصر کیلوکھری مین نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا اور اہل شہر اُسکے آنے سے شاد ہوئے اور جشن کیے اور شہر آئین بندکر کے قبے آویزان کیے اور سلطان نے عالم جوانی مین شیوۂ نامرضیہ ہوا پرستی کا ہاتھ سے نچھوڑا بدستور سابق شرب خمر اور اختلاط گلعذاران مین افراط کرتا تھا اور خلقت بیباکی اپنا شعار کر کے ہر کوچہ اور محلہ مین علانیہ اور آشکارا شراب خوری کرتی تھی اور صحبت گرم رکھتی تھی اور غم واندوہ خلائق کے دل سے دفع ہوا شاید غفلت نے ملک عقل کو تسخیر کیا اور جب چند مدت اس وطیرہ پر گذری سلطان بیمار ہوا اور کثرت جماع اور مداومت شراب سے ضعیف اور لاغر ہوا اس درمیان مین باپ کی نصیحت یاد آئی چاہا کہ اپنے بیم گزند سے ملک نظام الدین کو درمیان سے اٹھا دے اور جو فکر صائب نکر سکا ساتھ مکابرہ کے پیش آیا اور یہ فرمایا کہ تو ملتان مین جا اور وہانکے مہمات کو انجام دے ملک نظام الدین سمجھا کہ بادشاہ میرے دفع کا ارادہ رکھتا ہو وہانکے جانے مین تعلل کر کے عذر لایا اور مقربون نے جب سلطان کے انحراف مزاج سے آگاہی پائی اور ہمیشہ اسکی ہلاکت کے خواہان تھے بادشاہ کے حکم سے نظام الدین کو زہر دیکر ہلاک کیا اور ملک جلال الدین فیروز بن ملک بغرس خلجی کو جو نائب سمانہ اور میر جاندار و رگاہ تھا سمانہ سے طلب کر کے خطاب شائستہ خانی دیا اور عارض ممالک کر کے اقطاع بون حوالہ کیے اُسوقت مین بادشاہ کے مزاج مین انحراف اور فتور زیادہ راہ پاکر ساتھ لقوہ اور فالج کے منجر ہوا اور صاحب فرش ہو کر ایکبارگی کام سے عاجز ہوا اور امرائے صاحب شوکت کو سلطنت کی آرزو ہوئی ہر ایک سر مین ایک سودا اور ہر ایک دل مین ایک تمنا ظاہر ہوئی اور مجالت الوقت اتفاق کر کے کیومرث پسر بادشاہ معز الدین کیقباد کو جو تین برس کا تھا حرم سے بلا لائے اور بادشاہ شمس الدین خطاب کر کے تخت پر بٹھایا اور ۔ فرقہ ہوئے ایک فرقہ خلج اور یہ تمامی ہمراہ ملک جلال الدین فیروز بہادر پور مین فروکش ہوئے

اور دوسرا فرقہ اتراک اور یہ کیومرث کو اپنے ہمراہ رکھکر واسطے سرکردگی لشکر تیمر خین اور ملک تیمر سرخہ سحرائے کے چبوترہ ناصری مین نزول کیا اور بادشاہ معزالدین کیقباد قیصر کیلوکھری مین بیمار اور بیتاب ساتھ ایک جماعت اطبا کے رہتا تھا اور ایسے وقتون مین اکثر فساد درمیان مین آتے ہین اور اتفاق اور اتحاد گوشہ مین پوشیدہ ہوکر غیرالوجود ہوتا ہے تحقیق خزانین ترک نے ارادہ کیا کہ جو کیومرث ہمارے ہاتھ مین ہو ملک جلال الدین اور تمام امرائے خلج وغیرہ کہ اصل ترکستان ہین مستاصل کرکے ممالک سلطنت کو ہم ترک مین انجام دینگے اور بیگانہ کو درمیانہ مین مداخلت نہ دینگے اور تذکرہ انکے نام تحریر کیا اور آغاز تذکرہ مین نام جلال الدین خلجی تھا جب ملک جلال الدین اسباب سے آگاہ ہوا اپنے تئین دریافت کرکے اور امرا اور ملوک خلج کو جمع کرکے بعضہ امرا اور کو بھی اپنی رائے سے متفق کیا اور استحال مین ملک ایتمر کچن سوار ہوا تو ملک جلال الدین کو فریب دیکر بہادرپور سے لایا تو تمام انکا ساتھ کفایت کے پہونچا دے ملک جلال الدین خلجی جو اس اندیشہ سے آگاہ تھا جسوقت کہ ملک ایتمر کچن اسکی محلسرا کی ڈیوڑھی پر گھوڑے سے اترا اسکے جامہ تن کو تلوار دنسے پرزے پرزے کرکے دمجیان اژدرین نظم سرایتمر چون جدا شد زتن ٭ خروشے برآمد ازان انجمن ٭ بدید ہر کہ پاسے پسے کس نکند ٭ ہمہ اوراقضا اندران چیہ فگند ٭ اور ملک جلال الدین فیروز خلجی کے فرزندکہ ساتھ شجاعت اور مردانگی کے اتصاف رکھتے تھے پانسو سوار اپنے ہمراہ لیکر اردوے کیومرث مین جاکر اتراک پر ہجوم لائے اور نہایت جستی اور چالاکی سے سراپردۂ سلطانین داخل ہوئے اور بادشاہ شمس الدین کو تخت سے اٹھاکر ہمراہ فرزندون ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال کے بہادرپور مین اپنے باپ کے روبرو لائے اور ملک ایتمر سرخہ نے کہ تعاقب اُنکا کیا تھا اثنائے راہ مین اس سے ہتھیار رکھکے قتل کیا اور خواص وعوام دہلی کے جنکو بزرگی خلجیون کی ناشوار اور ناگوار معلوم ہوتی تھی ہجوم کرکے شاہ شمس الدین کی مدد کیواسطے شہر سے برآمد ہوئے اور بہادرون کے دروازے کے آگے جمعیت کرکے قرار دیا کہ ملک جلال الدین فیروز خلجی کے سر پر جاوین لیکن ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال نے اپنے لڑکون کے سبب سے کہ ملک جلال الدین فیروز خلجی کے دست ظلم مین گرفتار تھے عوام کو اس ارادہ سے باز رکھا اور اُنکی جمعیت کو متفرق کیا اور اُسی روز اکثر امرا اور ملوک ملک جلال الدین فیروز خلجی کے شریک ہوئے اور حلقہ بیعت کا اپنے کانون مین ڈالا اور ملک جلال الدین فیروز خلجی ترک نے اُن لڑکون کو جنکے باپ بادشاہ معزالدین کیقباد کے ہاتھ سے مارے گئے تھے قیصر کیلوکھری مین بھیجا اُنھون نے جاتے ہی بادشاہ معزالدین کیقباد کو کہ ایک رمق سے زیادہ دم باقی نہ تھا حمام خانہ یعنے کمل مین لپیٹ کر اور چند لاتین مار کر کام تمام کیا اور اس تاجدار کی لاش پانی مین ڈالی نظم بناگاہ در قصر شاہ آمدند ٭ بخون پدر کینہ خواہ آمدند ٭ یک جا محنا نہ تن شاہ را ٭ بہ بیچیدان قوم وحشت گرا ٭ بکردند آنگہ لگد مال زود ٭ فلک طرفہ باری بخیہ نمود ٭ چنین بازی این گنبد نیلگون ٭ نماید درین دیر شد رفزون ٭ کشاند شہان را بدست خسان ٭ کسان را کند عاجز ناکسان ٭ سر تاجداران بخاک افگند ٭ تن سرکشان در مغاک افگند ٭ ازان درین عالم بوفا ٭ نہ بستند دل اہل ملک ولا ٭ سر از تاج شاہی و گردن کشی ٭ نکشیدند با صد رضا دُخوشی ٭ نہ امید از عالم خاک شان ٭ نہ بیمی زدوران افلاک شان ٭ اُسوقت ملک جلال الدین فیروز خلجی نے اپنا نام سلطان جلال الدین رکھا اور ملک مہور کا جو بھتیجا بادشاہ غیاث الدین بلبن تھا اور آپ کو وارث ملک جانتا تھا ولایت کڑہ اُسے جاگیر دیکر اسطرف روانہ کیا اور اس ساعت مین کہ منجمون نے تجویز کرکے اُسے خوش کیا تھا شوکت و اقبال شاہانہ سے قصر مغر یعنی جو کیلوکھری بنا کیا تھا آکر نزول اجلال فرمایا اور کیومرث کو درمیان سے اُٹھا کر بفراغ خاطر حکومت مین اشتغال کیا اور بادشاہی ترکون سے جو سلاطین غور کے غلام تھے سلسلۂ خلجیہ کی نسبت منتقل ہوئی اور یہ واقعات اور حالات اواخر ۶۸۹ چھ سو ستاسی مین واقع ہوئے تھے مدت سلطنت معزالدین کیقباد کی تین برس کسری زیادہ تھی البقاء للملک المعبود ذکر سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی بادشاہی کا نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تاریخ مین مرقوم کیا ہے کہ ایک

تواریخ معتبر مین میری نظر سے گذرا کہ گروہ خلج قالج خان دادا چنگیز خان کی نسل سے ہین اور قصہ اُسکا یون ہے کہ اُنکی خاتون سے جو چنگیز خان کی بیٹی تھی کچھ رنجش واقع ہوئی اور وہ چنگیز خان کے خوف سے بھاگا اور ملامت کے سوائے کچھ علاج نہ رکھتا تھا اور ہمیشہ ایک مفرا ور ایک ملاذ ڈھونڈھتا تھا اور دستیاب نہ ہوتا تھا بعد چندے چنگیز خان نے ساحل آب سند پر پہونچکر سلطان جلال الدین خوارزمی کو مغلوب و منکوب کیا اور ایران اور توران کی مہمات سے فارغ ہوکر اپنے بیورت اصلی مین بازگشت کی قالج خان نے اُس زمانے مین غور اور جستان کے پہاڑون پر وارد ہوکر اُسکا استحکام بنظر غور اور تعمق دیکھا اور فرصت کیوقت چنگیز خان سے جدا ہوکر اپنے عزیز و اقارب سے کہ تخمیناً بیس ہزار خانوادے تھے اُن کو جستان مستحکم مین گیا جب چنگیز خان فوت ہوا کسی نے اُسکے فرزندون مین سے اُسکی پیروانگی اور اُسنے اس مقام مین سکونت اختیار کی اور صاحب اقتدار ہوا بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی دہلوی یا درپدہ سلطان محمود غلجی مندوی نبائر قالج خان سے ہین پھر تحریف پاکر خالج ہوئے اور کثرت استعمال سے الف کو بھی مسترد کرکے خلج کہنے لگے اور بقول صاحب تاریخ سلجوقیان ترک بن یافث کے گیارہ فرزند تھے ایک کا اُنمین سے خلج نام رکھا اور اُسکے فرزندان کو خلجی کہتے ہین اور راقم جو بیان کرتا ہے یہ قول اصوب نزدیک تر ہے کسواسطے کہ تقریبات کتب تاریخ غزنویہ مین مذکور ہوا ہے کہ بہت سے امیر مثل امیر ناصر الدین سبکتگین اور سلطان محمود غزنوی قوم خلج سے ہوئے ہین اور یقین ہے کہ انکا عہد چنگیز خان کے عہد پر مقدم ہو اور ہوسکتا ہے کہ قالج خان قوم خلج سے ہو اور دادا بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ دہلوی اور سلطان محمود مالوی اُنکی اولاد سے ہون القصہ بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ بہادر پور سے مع جم غفیر اور انبوہ خطیر سوار ہوکر قصبہ کیلوکھری مین داخل ہوا اور چند روز بادشاہ شمس الدین کو مہولات سلطنت رکھکر اُسکی نیابت مین قیام کیا اور اوائل سنہ ۶۸۸ چھ سو اٹھاسی ہجری مین اُسے درمیان سے اُٹھاکر مسند برس کے سن مین قدم بساط شاہی پر رکھا شاہان سابق کے خلاف چتر سرخ کو تبدیل کرکے سفید کیا اور صفت قہر و غضب کی ایکبارگی اپنے سے مسلوب کی جامع حلم و لطف ہوا اور کبھی ہو نہ ضعیف کو نہ ستایا اور جو کہ مردم دہلی کا اعتبار نہ رکھتا تھا اسواسطے قصبہ کیلوکھری مین سکونت کی اور عمارات ناتمام معزی تیار کروائین اور ایک باغ جدید ساحل جون پر تیار کرکے ایک قلعہ کچ اور پتھر سے بنا کیا اور امرا اور اپنے معارف درگاہ کو عمارت بنانے کی تاکید بلیغ فرماکر مسجد اور بازار کی بنیاد ڈالی اور اُس شہر کو شہر نو موسوم کیا لیکن رفتہ رفتہ جب دہلی خراب ہوئی شہر نو ساتھ دہلی نو کے مشہور ہوا امیر خسرو نے اس حصار کی تعریف مین بہت ابیات موزون کی تحسین انمین سے ایک یہ بیت ہے بیت شہا در شہر نو کردی حصارے مدکہ رفت از کنگرہ تا قمر سنگ مدا و ابتدائے جلوس مین ضبط ولایت اور رتق و فتق مہمات مملکت مین مشغول ہوا پہلے اپنے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے بھتیجے کو کہ جسکا نام ملک بجو اس کشلیخان ایبک تھا ولایت کڑہ دیکر روانہ کیا اور اپنے بھتیجے کو منصب عرض ممالک اور خطاب یغرشخان سے اختصاص بخشا اور اپنے بڑے بیٹے کو اختیار الدین خانخانان خطاب دیا اور منجملے فرزندکا کیخان اور چھوٹے بیٹے کا قدر خان نام رکھا اور ہر ایک کو ایک ولایت و ولایات ہندوستان سے عنایت فرمائی اور ایک درگاہ اُنکے واسطے ظاہر کی اور اسی طرح سے اپنے بھتیجون ملک الدین اور الماس بیگ کو کہ آخر خطاب الغخان پایا اور اُنکا باپ شہاب الدین مسعود نام رکھتا تھا تربیت کرکے علاء الدین کو امرائے بزرگ اور الغخان کو آخر بیگ کیا اور ملک احمد حسیب بھانجے اپنے کو باریک اور ملک حرم کو میر درد اور خواجہ خطیر کو وزیر الممالک اور ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال کیا اور حسب حکایت خدا پرستی اور حلم و حیا اور عدل بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی منتشر ہوا اعیان اور معارف دہلی کہ جنھون نے ساٹھ برس سلاطین اتراک کی خدمت کی تھی اور خدمت خلجیہ سے ننگ و عار رکھتے تھے دل اُنکی سلطنت پر نہ کھکر نئے شہر مین آئے اور اُنکی بیعت کا حلقہ زیب گوش کرکے ملازمت اختیار کی اور اُنکے بعد کہ درمیان خاص و عام کے ایک سکونت اور ایک آرام ظاہر ہوا بادشاہ کے دبدبہ اور شکوہ کو کام فرما یا

اور افواج بحر موج ہمراہ رکاب سعادت انتساب لیکر دہلی کہنہ کیطرف متوجہ ہوا اور حسب دولتخانہ مین دارد ہوا دو رکعت نماز شکرانہ ادا کر کے تخت سلاطین ماضیہ پر اجلاس فرمایا اور باواز بلند سُنایا کہ مین شکر الٰہی کے ذمہ مین سے کیونکر باہر آسکون کہ مین نے جس تخت کے آگے برسون سر مین پر رکھا تھا اب قدم اُسپر رکھکر امر سلطنت پر قیام کیا اور وہ یار کہ جو مجھسے کہین بہتر اور افضل تھے دست بستہ میرے روبرو ایستادہ ہین پھر وہانسے برخاست کر کے سرخ محل جو خاص محل بادشاہ غیاث الدین بلبن کا تھا گیا درگاہ مین برسم قدیم گھوڑے سے اترا ناگاہ ملک حبیب نے عرض کی کہ جو کوشک سلطان سے ہمآپ کسواسطے خانہ زین سے اُترے سلطان نے ارشاد کیا ہر حال مین عزت اپنے ولینعمی کی نگاہ رکھنا واجب ہے ملک حبیب احمد نے گذارش کی سلطان کو اس محل مین جو دارا مارت ہے سکونت کرنا چاہیے سلطان نے جواب دیا کہ اس محل کو سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے ایام جوانی مین بنیاد کیا تھا اس قصر کی مالک اُنکی اولاد ہے اور میرا آئین کچھ حق نہین ملک احمد نے کہا کہ امور ملکی مین اسقدر تقید اور احتیاط گنجایش نہین رکھتی سلطان نے فرمایا مین مصاحت چند روزہ کیواسطے قواعد اسلام سے کیونکر باہر جاؤن اور نفس الامر کے برخلاف ایک کام کرون بیت کجا عقل باشرع فتوی دہد کہ اہل خرد وین بدنیاد دہد پھر پاپیادہ لعل محل کے اندر جاکر جن مقامون مین کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن بیٹھتا تھا حفظ مراتب اور پاس حرمت کے سبب سے اُس مکان مین نہ بیٹھا اور صفہ مین کہ مخصوص امرا کے واسطے تھا جلوس فرمایا اور پھر مقربون اور بزرگون سے فرمایا کہ گھرا تیمر کہن اور اتیمر سرخہ کا برباد ہو جیوکہ اُنھون نے قصد میری ہلاکی کا کیا اور مین جان کے خوف سے مرتکب اس امر خطیر کا ہوا دگرنہ مین کہان اور کہان بادشاہی مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا بقیہ عمر کو خانی اور ملکی مین بفراغت بسر لیجاتا اب متحیر ہون کہ انجام میرے کام کیونکر ہوے باوصف عظمت اور ابہت بادشاہ غیاث الدین بلبن اور درازی روزگار اور غلبہ اعوان وانصار کے سلطنت اُسکے فرزندون پر نہ رہی مجھپر کیونکر رہیگی اور خدا جانتا ہے کہ میرے بعد میری اولاد اور اتباع کی نسبت کیا سانحہ گذریگا اس صورت مین بعضے امرای حاضرین کہ عاقل اور صاحب تجربہ تھے اُسکی باتون سے متاثر ہوکر روتے تھے اور بعضے جو جوان اور بیباک تھے سلطان کی مذمت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مرد بادشاہ ہوا زوال ملک ومال کے اندیشہ مین پڑا ہے اور قہر و سیاست جو لازمہ جہانداری کا ہے اس سے کیونکر وقوع مین آویگا بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی نے اس روز زوال کے بعد دہلی سے نئے شہر مین بازگشت فرمائی اور جشن اور شادی بادشاہانہ کر کے ایک دختر اپنی کہ حسن وجمال مین نظیر و عدیل نہ رکھتی قطعہ زنش خلاف قامت قامت خلاف زلفش ہ ضد میان سرنیش ضد سرین میانے ہ نتوان و انش دہان از لطف تا نباشد از حرف او و لیلے وز خندہ ترجمانے ہ ملک علاء الدین کے ساتھ عقد مناکحت باندھکر سپرد کیا اور دوسری بیٹی الماس خان الغخان سے ترویج فرمائی بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی حلیم وکریم اور طبع موزون رکھتا تھا اور صفت قدرشناسی اور راستی مین موصوف تھا جس کسیکو جاگیر دیتا کبھی تغیر نکرتا اور جو کسی مقرب سے کوئی جرم وقوع مین آتا ہرگز ذلیل نکرتا بیت تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر ہ بل زصد لشکر ظفر انگیز تر ہ مکابرہ اور تعذیب اور تشدد اور طمع مال مردم مین کہ شیوہ جبارون کا ہے اپنی بادشاہت مین ہرگز بجا نہ لایا اور مجالس شراب مین ساتھ اہل مجلس کے مصاحبانہ اور بے تکلف اختلاط کرتا اور نسبت سادات کی مرعی رکھتا اور حریفان مجلس شراب سلطان ملک تاج الدین کوچی اور ملک فخر الدین کوچی اور ملک اعز الدین غوری اور ملک قرا بیگ بن نعیق مقتول اور ملک نصرت صباح اور ملک حبیب اور ملک کمال الدین ابو المعالی اور ملک نصیر الدین کہرامی اور ملک سعد الدین منطقی تھے کہ یہ لوگ لطف طبع اور حسن اختلاط اور شجاعت اور مردانگی مین اپنے عصہ مین عدیل اور نظیر نہ رکھتے تھے اور تاج الدین عراقی اور امیر خسرو اور خواجہ حسن اور مؤید جاجرمی اور مؤید دیوانہ اور امیر ارسلان کلامی اور اختیار الدین باغی اور باقی خطیب

سلک ندما مین انتظام رکھتے تھے اور ہرایک علم اشعار اور تاریخ دانی مین ممتاز تھے اور ہمیشہ مجلس بادشاہ کی غزلخوانان جانور مثل امیر خاصہ اور حمید راجہ اور ساقیان دلربا مثل پسران حبیب اللہ خان و نظام خریطہ اور مطربان بے بدل مثل محمد شاہ جنگی اور فتو خان اور نصیر خان روز بہروز سے آراستہ رہتی اور امیر خسرو ہر روز مجلس مین غزلین تازہ لاتے تھے اور انعام و التفات سے بہرہ مند ہوتے تھے اور اندنون مین بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی میر جاندار سے عارض ممالک بادشاہ معز الدین کیقباد ہوا امیر خسرو کو نوازشون سے ممنون فرماکر ملازم کیا اور مواجب خوب اُنکے واسطے مقرر کیا اور ملبوس خاص اپنا اُنھین دیا جب بادشاہ ہوا اپنے مقربون کا سردار کیا شغل مصحف داری اور منصب امارت دیکر ساتھ جامہ اور کمر بند سفید کے جو امرائے کبار کیواسطے مخصوص تھا اختصاص بخشا اور دو برس جلوس کے ملک چھجو بھتیجے سلطان غیاث الدین بلبن نے باستظہار امیر علی میر جاندار حاکم اودھ کہ اسکو حاتم خان کہتے تھے ولایت کڑہ مین خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور چتر اپنے سر پر پھراکر سلطان مغیث الدین نام رکھا اور سائر ملوک بلبنی کہ اسطرف جاگیر رکھتے تھے اور اس دیار کے زمیندار اور راجاؤن نے اس سے موافقت کی اور وہ لشکر بیشمار سوار اور پیادہ سے لیکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے سمع مبارک مین پہونچی اپنے فرزند ارکلیخان کو ساتھ افواج خلجیون کے کہ شب تارمین دیدۂ مور و مار پیکان آبدار سے سیتے تھے ہراول کرکے پیشتر روانہ کیا اور خود پیچھے سے بارہ کوس کی مسافت قطع کرتا ہوا آہستہ آہستہ جاتا تھا یہانتک کہ ارکلیخان اور ملک چھجو مقابل ہوکر جنگ مین مشغول ہوئے اور ظفر اور فیروزی ارکلیخان کے شامل حال ہوئی اور ملک چھجو وادی ہزیمت کیطرف متوجہ ہوا اور ارکلیخان نے تعاقب کرکے امیر علی میر جاندار اور ایک جماعت اور شاہیر دولت بلبنی سے اسیر کرکے دو شاخے گردنون مین ڈالکر اونٹو پر سوار کرکے باپ کے پاس بھیجا جو ہین بادشاہ جلال الدین کی نظر شتر سوارون پر پڑی بوسیدہ فریاد برلایا کہ یہ کیا قباحت اور قیامت ہے جو تمنے کیا مردم غزنہ کو ساتھ اس وضع کے لائے پھر حکم دیا کہ انھین جلد اونٹو سے اُتارو اور دو شاخے اُنکی گردنون سے جدا کرو اور انمین سے چند شخص جو بادشاہ غیاث الدین بلبن کے نزدیک غزنیا الوجود اور رتبہ و منزلت رکھتے تھے اُنکو حمام بھیجکر خلعتہاے خاص پہناکر عطر ملوایا اور خود بارگاہ مجلس تعزیب آراستہ کرکے اُن لوگونکو بعزت و تواضع بلاکر ہم پیالہ کیا اور ملایمت وافر اور ملاطفت متکاثر مبذول فرماکر کلام الفت آغاز کیے **بیت** بدی را بدی سہل باشد جزا ۔ اگر مردے احسن الی من اسا اور ہر چند سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی گرمی اور مہربانی زیادہ تر کرتا تھا یہ خجالت و انفعال سے سر نہ اٹھاتے تھے سلطان اُنکی تسکین خاطر کیواسطے فرماتا تھا تمنے نکحامی نہین کی ہین بادشاہ تمھارا نتھا کہ میری مخالفت باعث نکحامی ہو بلکہ دولتخواہی اپنے ولی نعمت کی بجا لائے اور چاہتے تھے کہ دولت بادشاہ غیاث الدین بلبن کے خانوادے سے نجاوے غایت اُسکی یہ ہے کہ جو ارادہ ازلی نے یہی تعلق پکڑا تھا کہ حکومت اس خاندان سے زائل ہوکر آخر عمر مین مجھے پہونچے تمھاری کوشش نے نتیجہ اور فائدہ نہ بخشا تم وہی لوگ ہو کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین جو تھوڑی التفات میرے حال پر فرماتے تھے مین اُسے افتخار اور اعتبار اپنا جانکر محظوظ اور مسرور ہوتا تھا اور ملک چھجو کو بھی جو ایک زمیندارون اس ناحیہ کے ساتھ پناہ لیگیا تھا گرفتار کرکے سلطان کے روبرو بھیجا اُسکی بھی شاہ نے تعظیم و تکریم کی اور مخفی مین بٹھاکر ملتان کے جاگیردار کے پاس روانہ کیا اور یہ حکم نافذ فرمایا کہ ملک چھجو کو مع اہل عیال مکان خوب مین اتارو اور اطعمہ اور اشربہ اور اقمشہ اور سامان عیش و عشرت کا جو کچھ بادشاہونکے لائق ہو مہیا رکھو اور اُنکی محافظت مین مصروف رہو اور اُسکی دلجوئی اور رضا طلبی مین کسی طرح کمی نکرنا اور ملک حبیب اور امراے خلج کو یہ نوازش کہ سلطان نے وارث مملکت اور سائر امراکی نسبت مبذول فرمائی ناگوار بلکہ شاق گذری اور عرض کی کہ سلطان نے یہ لطف ساتھ اس جماعت واجب القتل کے فرمایا روش جہانداری کے خلاف ہے اور قواعد

جہانبانی کے منافی ہی خونریزی جو بادشاہ غیاث الدین بلبن سے اس قسم کے گروہ کے بارہ مین جو وقوع مین آئی خداوند عالم نے معاینہ فرمایا اب مناسب دولت وہ ہی کہ سیاست اور خونریزی اس گروہ مین آپ معاف نہ رکھین اور ملک چھجو خان کو اگر قتل نکرین تو بیل اُسکی آنکھ مین کھینچین تو دوسرے عبرت پکڑین جبکہ بادشاہ اسطرحکے آدمیونپر ایسی نوازش فرماوینگا تمام خلقت کو مخالفت اور بغاوت کی ہوس ہوگی اور فساد برپا ہوگا اگر ہم اُنکے ہاتھ گرفتار ہوتے وہ نام ونشان خلجیونکا روے زمین پر نہ رکھتے سلطان نے جواب دیا کہ جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہی اور سب صواب اور موافق جہانداری کے ہی لیکن کیا کرون کہ مین نے عمر اپنی ستر برس مسلمانی مین بسر کی اور کسی مسلمانکا خون نگرایا اب کہ ضعیف ہوا ہون اور عمر آخر کو ہوچکی نہین چاہتا کہ خون مسلمانونکا گراکر صفت قہاری اور جباری کی اپنے اوپر ثابت کرون اگر ہم اُنکے ہاتھ پڑتے اور وہ ہماری خونریزی کرتے اُسکی جوابدہی قیامت کے دن اُنکے ذمہ ہوتی نہ ہمارے اوپر برسون ہم سلطان غیاث الدین بلبن کے نوکر رہے اور حقوق اُسکی نعمت کے ہماری گردن پر ہیت ہین آج کہ اُسکے ملک پر متصرف ہوا ہون اگر اُسکے اعوان انصار کو بھی قتل کرون ایکبارگی دیدہ مروتی پر خاک ڈالون اور مثل اُسکے اور بھی کلام درویشانہ اور صوفیانہ کہے آخر کو اُس مقدمہ مین بازی کھاکر آبکو تیغ ملامت کا کشتہ کیا کسواسطے کہ حکما نے کہا ہی کہ بادشاہی دو رکن رکھتی ہی ایک لطف دوسرے قہر اور جسوقت کہ ایک مین ان دونون سے خلل پڑے بادشاہی زوال قبول کرے بیت تحمل دلکش ست امانہ چندان ہ شکیبائی خوش ست امانہ چندان ہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے بعد واقعہ ملک چھجو کے حسب بداؤن سے دار الملک نئے شہر مین مراجعت فرمائی اور ولایت کڑہ علاء الدین خلجی کو دیکر اسطرف روانہ کیا اور تربیت سپاہ اور آبادی ولایت مین مصروف ہوکر صفت قہر کی جو لازمہ بادشاہی ہی ایکبارگی ہاتھ سے دی اور صفت حلم و بے آزاری کو مرتبہ کمال مین پہونچایا اور جب یہ خبر جا بجا لوگون نے سُنی دزدان کراس و مواس اور رہزنون اور ڈکیتون تمام ممالک نے سر اُٹھا کر فتنہ وفساد شروع کیا اور جا بجا چوردن اور گرہ کٹون اور رہزنون کو گرفتار کرلانے قاضیون اور مشائخون کیطرح انکی چوری اور اعمال ناشائستہ سے سوگند اور توبہ کراکے فوراً چھوڑ دیتا تھا اس سبب سے خلجی جو معتمدان درگاہ سے تھے مجالس اور محافل سلطان جلال الدین مین زبان طعن دراز کرکے ہر شخص کلام ناخوش مذکور کرتے تھے اور حریف اور رند اگرچہ تقریبات اُٹھاکر وہ باتین سمع سلطان مین پہونچاتے تھے لیکن وہ تغافل کرکے کہتا تھا کہ مست لوگ کہ بہت کھاتے ہین اُنکے قول پر خردہ نہ پکڑنا چاہیے پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ مقربان سلطان کفران نعمت اپنے اوپر قرار دیکر بولے کہ سلطان جلال الدین ہر چند شجاع اور صفت شکن ہی اور مغلونسے چندمرتبہ لڑا ہی اب کہ وہ ضعیف اور ناتوان ہوا ہی شعر کہنے اور شعر سُننے اور شطرنج اور نرد کھیلنے کے سوا اس سے کوئی کام ظہور مین نہین آتا ہی مناسب وہ ہی کہ ہم سب اتفاق کرکے اُسے معزول کرین اور ملک تاج الدین کوچی کو جو امراے صاحب داعیہ سے ہی تخت سلطنت پر بٹھادین اور اکثر امراے خلجی نے ایک روز ملک تاج الدین کوچی کے مکان مین مہمان ہوکر مجلس شراب منعقد کی اور حالت مستی مین بولے بادشاہ جلال الدین سلطنت کے لائق نہین اس امر کا شایستہ ملک تاج الدین کوچی ہی اور تمام مزخرفات مین مشغول ہوئے پھر ایک اُنمین سے بولا کہ مین باوصف نیم شکار ہونیکے بادشاہ جلال الدین کا کام تمام کرتا ہون دو سرا دست بقبضہ ہوکر کہنے لگا کہ مین اس تیغ آبدار سے اُسے خیار کی طرح دو ٹکڑے کرتا ہون جب اس زور مجلس شراب مین یاوہ گوئی حد سے زیادہ عمل مین لائے ایک اُنمین سے اُٹھکر باہر گیا اور اپنے تئین بلا توقف سلطان کی خدمت مین پہونچاکر صورت حال بہ تفصیل ظاہر کی سلطان اُس مرتبہ اگرچہ دشنام وہی اور بیہودہ گوئی اُن دشمنون سے نہ آزردہ ہوا لیکن اُنکے اس ارادہ ناصواب سے نہایت آزردہ اور بیطاقت ہوا اُسیوقت آدمی بھیجکر اس مجلس کے تمام اہالیون کو حاضر کیا اور از روے اعتراض تلوار ہاتھ سے نکالکر اُنکے روبرو پھینکدی اور فرمایا کہ یہ تلوار جو شخص تم مین سے دعوی مردی اور مردانگی کا کرتا ہو اُٹھاوے اور مجھسے لڑے کہ مین تنہا

بیٹھا ہون تو معلوم ہووے کہ کام نمایان کسکے ہاتھ سے ظہور مین آتا ہی یہ سُنکر اُن بیدولتون نے سر خجالت جھکایا اور گونگے کی مانند خاموش ہوئے اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے جب از روے غضب اُنھین بہت لعنت ملامت کی پھر شعلہ غضب اُسکا ساکن ہوا ایک مصاحب سلطان کا جسکا نام ملک نصرت تھا اور وہ بھی اُس مجلس مین شریک تھا اُسنے ہرزہ گوئی بہت کی تھی اُسوقت ظرافت مین آکر بولا خداوند نعمت خوب جانتے ہین کہ سست حالت مستی مین جو کچھ منھ مین آتا ہی بکتے ہین اگر ہم تجھسے بادشاہ کو جو ہمین فرزندونکی طرح پالتا ہی قتل کرسنگے پھر مثل تیرے دوسرا بادشاہ کہان پائینگے اور جو تو بھی اس مستی مین ہمین مواخذہ کرکے ہلاک کریگا مثل ہمارے مخلصان جان نثار نپاویگا سلطان ملک نصرت کے جواب سے متبسم ہوکر قہر و شدت سے باز آیا اور اپنے ہاتھ سے جام اسے عنایت فرمایا اور ازروے نصیحت یارونکی طرف متوجہ ہوا اور فرمایا اگر بجاے میرے دوسرا بادشاہ ہوتا ہلاکی تمھارے زمانے سے برلا تا مین اس سن مین جہاری اور قہاری کہ لازم و ملزوم جہانداری اور شہریاری ہی اپنی نسبت قرار نہین دے سکتا ہون اور مقام جبر اور سزا تمھاری مین نہین آسکتا اور تمسے سواے میوشی اور قمار بازی اور بیہودہ گوئی اور شاہد بازی کے دوسرا فعل نہین آتا ہی تم کہان اور نیم شکار ڈالنا اور شمشیر کو کام فرمانا کہان خیر مین نے تمھارا گناہ بخشا اپنی جاگیرون مین جاکر ایک مدت وہان بسر کرو بیت ز خلق ارچہ آزار بینم بسے ہ نخواہم کہ آزردہ گردد کسے یہ کہتے ہین کہ جسوقت مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بادشاہ غیاث الدین بلبن کا جاندار اور سمانہ کی نیابت پر مامور تھا مولانا سراج الدین سادی جو شعراے وقت سے تھا اور ایک دیہہ دیہات سمانہ سے اپنی وجہ مدد معاش مین رکھتا تھا بادشاہ جلال الدین نے اور وظیفہ دارونکے مانند مولانا سراج الدین سے خراج طلب فرمایا مولانا نے اس امر سے آزردہ ہوکر ایک مثنوی سلطان کی مدح مین کہکر عمال کی شکایت اسمین درج کی اور ظاہرا بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ کثرت مشاغل کے سبب ساتھ مولانا کے نہ مشغول ہوا مولانا دل کو فنہ مجلس سے اُٹھا اور دوسری مثنوی سلطان جلال فیروز شاہ کی ہجو مین کہی اُسکا نام خلجی نامہ رکھا اور اُس زمانے مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ نیابت سمانہ رکھتا تھا خلجی نامہ مذکور جو متضمن ہجو ہاے رکیک تھا سلطان کے پاس پہونچا مولانا سراج الدین نے اس خوف سے کہ بادشاہ انتقام کی فکر مین ہوگا سمانہ کی اقامت چھوڑ کر دوسری جگہ توطن اختیار کیا اور اسی عرصہ مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ نے ایک دیہہ دیہات مندا ہراے کو غارت کیا تھا اسوجہ سے مندا ہراے سلطان کے مقابل آیا اور سلطان کے چہرہ پر ایک ایسا زخم مارا کہ اثر اسکا تمام عمر باقی رہا تھا جب سلطان سریر سلطنت پر متمکن ہوا مولانا سراج الدین اور مندا ہراے اپنے کام مین حیران ہوئے اور اپنے بخت ارجمند کی رہنمونی سے وہ دونون پگڑی اپنی گردن مین ڈالکر درگاہ مین حاضر ہوئے سلطان کو جب خبر ہوئی فوراً اُنھین طلب کیا اور مولانا سے بغلگیر ہوکر انعام اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور مواجب مقرر کرکے حکم دیا کہ تو مثل دوسرے مجرائیون دربار کے بیش تخت جمرے کیواسطے آیا کرے اور مندا ہراے کو بھی نوازا اور جملہ حکایات عجیبہ سے جو بہ اسنی سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی دلالت کرتی ہو یہ ہی کہ ایکروز اُسکی خاطر عاطر مین یہ خیال گذرا کہ جو مین نے بکرر کفار مغل سے غزا کی ہی اگر رئوس منابر مجھے ساتھ لقب المجاہد فی سبیل اللہ یاد کرین بعید نہوگا اسواسطے ایکروز اُسنے یہ بات اپنی زوجہ بلکہ جہانسے کہی کہ جب ارباب علم و صدور اور قاضی کسی تہنیت کی تقریب مین حرم کے سراپردہ پر حاضر ہون تو ایلچی اُنکے پاس بھیجکر یہ پیغام دینا کہ تم سلطان سے درخواست کرو تو اسی جمعہ کے روز منبر پر المجاہد فی سبیل اللہ پڑھتے رہین اتفاقاً اسی پانچ چھ روز کے عرصہ مین بادشاہ مغلزادین کیقباد کی دختر کا کار خیر عروسی قدرخان سے ہوا علما اور صدور قاضی مبارکباد کیواسطے حرم کے دروازہ پر حاضر ہوئے ملکہ جہان نے محلدار کی زبانی مقدمہ معہودہ سے پیغام دیا اُن لوگون نے اُسبات کو پسند کرکے عرض کی کہ سلطان سے بارہا کفار مغل سے جنگ کی ہو اُسے المجاہد فی سبیل اللہ خطبہ مین کہنا جائز بلکہ واجب ہو اور جب اکابر اور علما اور فضلا

اور صدر غرہ ماہ مین سلطان کیخدمت مین جاکر شرف دست بوس سے مشرف ہوئے قاضی فخر الدین تافلہ کہ سرآمد علماے اس عصر سے تھا ملتمس ہوا کہ صدور اور قضات اور جمیع علما سلطان سے التماس رکھتے ہین کہ سلطان نے جو مکرر کفار مغل سے جہاد کی ہے اسلیے نام نامی کو ساتھ لقب المجاہد فی سبیل اللہ منبر و منبر پر یاد کرتے ہین سلطان نے یہ حرف سُنکر اشک آنکھون سے جاری کیے اور کہا اے قاضی فخر الدین ملکہ جہان نے میری تلقین سے تمھین یہ پیغام دیا ہے لیکن مین اُس سے یہ بات کہکر پشیمان ہوا اُسواسطے مین نے اپنے دلمین اندیشہ کیا کہ مین نے جو اس مدت مین لڑائیان مغلونسے کین رضاے خداے عزوجل اور طمع شہادت تھا اور قصد بلند کرنے اعلام دین اسلام کے نہین بلکہ ہمیشہ غرض وہ تھی کہ نام اور آوازہ میرا بلند ہووے یا میرا اعتبار اور عزت میرے مالک بادشاہ غیاث الدین بلبن کے روبرو زیادہ ہووے باوصف اسکے علما اور صدور اور قضات نے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے دغدغہ دفع کرنے کیواسطے وجوہ تاویلات پیدا کین اور تکرار کی کسیطور سے قبول نفرمایا اور تمام حوادث غریبہ ایسے بادشاہ سلیم النفس کے زمانہ مین وقوع مین آئے سیر کرنا سیدی مولہ نام درویش کا ضیاء برنی اور صدر جہان گجراتی نے یون بیان کیا ہے کہ جو ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال نے کہ قبل اسکے اکثر مقام معدودہ مین اسم اُسکا مذکور ہوا ہے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے عہد مین وفات پائی جو کہ چند ملوک اور خوانین بلبنی بے جاگیر ہوئے تھے اور اُسکے دولت کی پناہ مین زندگی کرتے تھے سرگردان اور عاجز ہوئے اور اسی طرح سے بارہ ہزار آدمی قرآن خوان کہ ہر روز ہزار مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے اور اُسیقدر سپاہی اور سرہنگ کہ اُسکے نوکر تھے اُس جناب کے انتقال کے بعد پریشان حال ہوئے ملحقات شیخ عین الدین بیجاپوری سے واضح ہوا کہ وہ ایک مرد لباس درویشی مین تھا جبر جان سے مغرب کیطرف گیا اور ایک مدت مدید صاحبدلونکے ہمراہ بسر لیگیا اور اُنسے نظر معارف حاصل کرکے جبر جان مین مراجعت فرمائی پھر چند روز کے بعد شیخ فرید الدین شکر گنج کی زیارت کو ہندوستان کے سمت راہی ہوا اور راجودہن مین اُنسے ملاقات کی اور چند مدت اُنسے صحبت رکھی مجلسین کرتا تھا اور عارفانہ کلام کرتا تھا بادشاہ غیاث الدین بلبن کے عہد سلطنت مین دہلی کی سیر کی ہوس ہوئی شیخ سے اجازت لیکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا ایک روز اثناء صحبت داری مین شیخ نے کہا تو چاہتا ہے کہ دہلی مین جاکر منبع آمد و شد خلق کا اپنے در پر کھولے اور ہر طرف کے مسافرون کو طعام دیوے اسپارہ مین مین تجھسے کچھ نہین کہتا اور مانع بھی نہین ہوتا لیکن مجھسے ایک نصیحت یاد رکھ ملوک اور امرا اور مقربان شاہ کے ساتھ اختلاط نکرنا اور اُنکی آشنائی سے محترز رہنا کہ مصاحبت اور اختلاط اس جماعت کا ہم فقیرون کو سبب ہلاکت کا ہے سید مولا دہلی مین پہونچکر متوطن ہوا اور ایک خانقاہ عظیم تعمیر کروائی اور فقرا اور مساکین کی دعوت اور ضیافت مین مصروف ہوا ہر روز جسقدر مردم درویش مسافر اور مجاور اُسکی خانقاہ مین آتے تھے محروم نکرتا تھا اگرچہ مسجد جامع بس نماز جمعہ کیواسطے بجاتا تھا تنہا مکان مین نماز ادا کرتا تھا اور شرائط نماز جیسا کہ بزرگان دین نے قرار دیا ہے بجا نہ لاتا تھا لیکن مجاہدہ اور ریاضت بہت کھینچتا اور جامہ ایک چادر کے سوا نہ پہنتا اور نان برنج ثرید کرکے کھایا اور کوئی عورت اور خادمہ نہ رکھتا اور لذت شہوات کے گرد نہ پھرتا اور کسی آفریدہ سے کچھ چیز نہ لیتا تھا اور اسقدر خرچ کرتا تھا کہ لوگ حیرت مین آکر کہتے تھے کہ وہ علم کیمیا جانتا ہے اور جب عہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا گذرا اور عہد مغزی کہ زمانہ غفلت اور بیخبری کا تھا پہونچا سید مولہ ایثار اور نثار مین نہایت درجہ کوشش کرتا تھا اور خوانین اور ملوک کے ساتھ مختلط ہوکر شیخ فرید الدین عطار رح کی نصیحت دل سے محو کی بیت برآتش دل منہ کو خ فروزد کہ وقت آمد کہ صد خرمن بسوزد اور حسب دلخواہ افراط سے خرچ کرکے کابر اور اعیانکو دو تین ہزار تنکہ زر سرخ انعام فرماتا اور اُنکے واسطے اپنی خانقاہ مین دسترخوان بچھاکر ایسے طعام لذیذ اور اشربہ گوناگون چنتا تھا کہ سلاطین روزگار کو میسر نہوتے تھے اور اکثر ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ ہزار من میدہ ہندوستانی وزن سے اور دو سو من مصری اور دو سو من شکر اور پانسو من مسلوخ اور کئی من روغن اور اشیاے دیگر جو ضروری ہین

۱۲ فخر الدین زرادی کوتوال دہلی کے عہد سلطنت سلطان رکن الدین فیروز مین ۱۲ قاضی نجم الدین کاشانی

۱۲ سید مولہ کا حال بہت کچھ تذکرہ مشائخ مین مذکور ہوا ہے

اُسکے بادر چیانہ مین سنجیدہ ہوکر خانقاہ مین تقسیم ہوتا ہے اور اُن درویش کا قاعدہ یہ تھا کہ جب کسی شخص کو کچھ عنایت فرمانا چاہتے تھے یا قیمت اُس اشیا کی جو خریدتے تھے اُسکے دینے کا ارادہ کرتے تھے کہتے تھے فلان بورپا یا فلان پتھر یا اُس خشت کو اُٹھاؤ اُسکے نیچے اسقدر نقرہ اور طلا ہین اُٹھا لو جب اُسکو اُٹھاتے تھے اُنکے ارشاد کے بموجب پاتے تھے اور خیال کرتے تھے گویا اُسیوقت دار الضرب سے لائے ہین اور جب سلطنت خلجیون کو پہونچی اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سریر حکومت پر متمکن ہوا خلائق نے اُسکے پاس از حد ہجوم کیا اور خانخانان ولد بادشاہ جلال الدین اُسے اپنا والد قرار دیکر اکثر اوقات اُسکی خدمت مین جاتا تھا اور مقربان شاہ اور خوانین اور ملوک کبار نامدار شب و روز اُسکی ملازمت مین حاضر ہوکر نعمتین گوناگون کہ اُنھین اپنے دستر خوانون پر میسر نہ تھین اُسکی خانقاہ مین مہیا پاتے تھے اور جیسا کہ مذکور ہوا جب ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال رحمت حق مین واصل ہوا اُسکے تمام متعلقون نے دست توسل سید مولا کے دامن مین مارا اور اُسکے اشارے سے طاقون اور انیڈون اور چھروں کے نیچے سے سونے اور چاندی کے ٹکے حاصل کرکے زمانہ عیش و عشرت سے گذرانتے تھے اس عرصہ مین قاضی جلال الدین کاشانی کہ ایک مرد فتنہ انگیز اور اعیان بادشاہ سے تھا اسکی خدمت مین جاکر ساتھ چرب زبانی کے کہ ثانی سحر تھا اسکے دلمین اسطرح جگہ کی کہ سید مولا نے اُسکو صاحب کردار اور خیر خواہ اپنا معلوم کیا اور اتحاد اور خصوصیت اُس سے انتہا کو پہونچائی کہ تین تین اور چار چار روز خانقاہ مین رہکر اسے سلطنت کیواسطے ترغیب و تحریص کرتا تھا اور کہتا تھا کہ قادر علی الاطلاق نے اسقدر قدرت محض اسیواسطے تجھے کرامت فرمائی ہے کہ بادشاہی ظالمونکے ہاتھ سے برآوردہ کرکے خود متقلد اس امر جلیل کا ہو اور شریعت رسول اللہ کی پیروی کرکے ایک خلقت کو ساتھ عدل اور داد کے مہد امن و امان مین نگاہ رکھے اور جو اسمین سستی کریگا فردائے قیامت مین کیا جواب دیگا چنانچہ لوازم نصیحت ہر شب اُسکے ساتھ لاحق ہین وہ بیچارہ فریب کھاکر تمہید مقدمات خروج مین جد و جہد کرنے لگا اور ہر ایک مرید کو ساتھ ایک خطاب اور منصب کے نامزد کیا اور برنجین کو توال اور نہاے پہلوان جو سید مولہ کیطرف سے احسان بہت دیکھتے تھے متعہد اس امر کے ہوئے کہ جمعہ کے روز سواری کے وقت فداے دار آپکو بادشاہ تک پہونچاکر اُسکا کام تمام کرونگا اور دو سہزار آدمیون نے کہ پوشیدہ سید مولہ سے بیعت کی ہو اپنے تئین علانیہ سید مولہ کے پاس پہونچاکر تخت شاہی پر بٹھادین اتفاقات سے ایک اہل مجلس نے ایک رنجش ہم پہونچاکر کیفیت حال مشہ دعا بادشاہ جلال الدین کے سمع مبارک مین پہونچائی سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے سید مولہ کو مع قاضی جلال الدین کاشانی اور ایک جماعت حاضر کرکے حقیقت حال استفسار فرمائی سب باتفاق منکر ہوئے اور عرض کی ہم اس امر سے ہرگز آگاہی نہین رکھتے اور اس معنے سے مطلع نہین جب انکار انکا حد سے گذرا اور مدعی اثبات سے عاجز ہوا بادشاہ نے صحرا سے بہار مین ایک آتش عظیم روشن افروختہ کی کہ شعلہ اُسکا آسمان تک پہونچتا تھا اور خود مع جمیع امرا و سپاہ و علما سوار ہوکر ایک بارگاہ مین جو بیچ واسطے برہا کی تھی مقیم ہوا اور فرمایا کہ سید مولہ اور قاضی جلال الدین اور برنجین کوتوال اور نہاے پہلوان اور ایک جماعت اور اتباع اُسکے سے آوین اور آتش سے گذر کرین تو راست گو و دروغ گو سے ظاہر ہووے جسوقت کہ اُنھون نے باآواز بلند کلمہ شہادت پڑھا اور آگ مین داخل ہوا چاہتے تھے بادشاہ جلال الدین نے ترحم فرماکر علماے وقت سے استفسار کیا کسی نے فتوی نہ دیا اور کہنے لگے کہ آگ بالطبع جلانے والی ہر راست گو اور دروغ گو کو یکسان جلا دیگی اور محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شریعت غرا مین کسی طور سے درست نہین ہر کہ ساتھ آتش سوزندہ کے مہمات فیصل نمودین بادشاہ اس ارادہ سے باز آیا اور اُسے مجلس مین قاضی جلال الدین کاشانی کو بداؤن کی قضا پر بھیجا اور امراے بلبنی اور مردم معتبر کو جو متہم ہوئے تھے اپنے دار الملک سے نکال دیا اور دونون کوتوال جو شاہ کے قتل پر متعہد ہوئے تھے بسیاست تمام اُنکو قتل کیا اور وہانسے قصر کیطرف متوجہ ہوا اور قصر کے مقابل سید مولہ کو دست بستہ پائین ایستادہ کیا اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اس سے سوال کرتا تھا اور وہ جواب دیتا تھا اور باوصف اسکے شرعًا اور عرفًا

اُسپر کوئی گناہ ثابت نہوا اسکے وجود کو موجب خلل بادشاہی تصور کرکے شیخ ابو بکر طوسی حیدری کو کہ ساتھ ایک جماعت درویشان حیدری ہمراہ ولایت سے اُسکے ہمراہ آئی تھی کوشک کے قریب طلب کرکے فرمایا از درویشور یکھو کہ اس مردنے میرے حق مین کیسی ظلم اندیشہ کیا ہے اور کس نوع کا خلل ظہور مین پہونچایا چاہتا ہے انصاف کرو سنجری نام ایک قلندر بیباک کہ اُسکے احسان مین غرق تھا حقوق اُسکے بجا لایا بے تامل اُسکے تن نازنین کو استرہ اور جوال دوز سے مجروح کیا سید مولہ فریاد برلایا کہ مجھے جلد اپنے مبداء پر پہونچاؤ مین اپنے قتل ہونے سے خوشحال ہون آندوہ نہین لیکن یقین جانتا کہ آزار طائفہ درویشان شوم ہیمنت نہین رکھتا اور عنقریب اُسکا مکافات تیرے اور تیرے خاندان کی نسبت پہونچیگا بادشاہ جلال الدین قتل مین اُسکے متردد اور متفکر ہوا اس درمیان مین شاہزادہ ارکلیخان جو خانخانان کا پسر خواندگی کے سبب سید مولہ سے عداوت رکھتا تھا تعجیل کرکے کوٹھے پر سے فیلبان سے اشارہ کیا تو اُسے اُسیوقت ہاتھی اُپر دوڑا کر کام اسکا انجام کو پہونچایا **بیت** بمردی کہ ملک سراسر زمین ✻ نیرزد کہ خونے چکد بر زمین ✻ ضیاء الدین برنی مؤلف تاریخ فیروز شاہی جو آپکو صادق القول جانتا ہو کہتا ہو کہ مین اُس روز دہلی مین تھا مجھے خوب یاد ہو کہ سید مولہ کے قتل کے بعد ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ جہان تیرہ و تار ہوا اور اسقدر ظلمت جہان مین چھائی کہ کچھ دیر تک کوئی کسیکو نہ دیکھتا تھا اور اس سال کہ سنہ ۶۹۰ چھ سو نوے ہجری تھی دہلی اور اُسکے اطراف مین بارش کی کمی ہوئی اور قحط پڑا چنانچہ عوام الناس جماعت جماعت گرسنگی سے ایکجا ہو کر آپکو جون کے پانی مین گراتے تھے اور غرق ہوتے تھے **نظم** بلے شک نباشد کہ در ہر زمین ✻ نباحق بریزند خون چنین ✻ درد قطرہ آبے نریزد ہوا ✻ نروید درد ہیچ برگ و گیا ✻ بجائے گیا گر درست از زمین ✻ بکشت آسمان جاے نجم آورین ✻ شنیدم کہ خلقے دران خشک سال ✻ چنان گشت عاجز زتنگی حال ✻ رہ وبست از مردم معتبر ✻ گرفتہ ہمہ دست بر یکدگر ✻ بسے غرق گشتند در آب جون ✻ فسادے چنین گشت پیدا کیون ✻ بسے خلق مسکین در آن روزگار ✻ بمردند در کوچہا زار زار ✻ عجب واقعہ حیرت فزا سید مولہ وقوع مین آیا اد بار دو اسپہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کیخدمت مین تاخت لایا اور نکبت شروع ہوئی روز بروز قضیہ نامرضیہ سانح ہوا اُسکی بادشاہی مین ایک انتظام اور رونق باقی نرہی ازانجملہ اُسکی وند سے بڑا بیٹا اُسکا اختیار الدین خانخانان کہ جسکے ناصیہ سے آثار بادشاہی اور بزرگی کے واضح اور لائح تھے اور جمیع امرا دوست و دشمن اُسی کے قہر اور دبدبہ کے ملاحظہ سے قدم جادۂ اطاعت سے باہر نرکھتے تھے اُسکے مزاج شریف نے اعتدال سے انحراف پایا اور معالجہ اطباے حاذق کا سودمند نہ پڑا بیماری روز بروز زیادہ ہوتی تھی اور ناتوانی لحظہ بہ لحظہ زور کرتی تھی یہانتک کہ فوت ہوا اور بادشاہ اُسی سال مین رنتھنبور کیطرف فوج کشی اور ارکلیخان کو ولیعہد کرکے حیتر اور تمام لوازم بادشاہی دیکر نئے شہر مین چھوڑا اور جب قلعۂ رنتھنبور مین پہونچا اس قلعہ کو نہایت مستحکم دیکھا اسکے لینے کا مقید نہوا اور جھاین کی سمت روانہ ہوا اور اسے فتح کرکے بہت غنیمت لایا اور بتخانہ مالوہ کے شکستہ اور ویران کیے اور مراجعت کیوقت پھر قلعہ رنتھنبور مین تاخت لایا جبکہ وہان کا راجہ مقام نری اور فرمان برداری مین نہ آیا بادشاہ جلال الدین نے تیاری سابا طون اور کوچ۔ ہاے صلابت کا حکم دیا لیکن پھر جلدی فسخ عزیمت کرکے کوچ کیا اور ارکان دولت سے فرمایا مین چاہتا ہون کہ قلعہ کے لینے مین سعی کرون مگر جب یقین ہوا کہ وہ قلعہ بدون شہادت چند ہزار مسلمانون کے مفتوح نہوگا فسخ عزیمت کی ملک احمد حبیب جو مقربان درگاہ سے تھا اُسنے عرض کی کہ بادشاہ کو جہانگیری کے وقت قتل ہونے کا ملاحظہ نچاہیے کرتا عنقریب کہ راے اس قلعہ کو ایک خیال اور دلیس گذرا ہو پاؤن اپنے دائرہ سے باہر رکھے گا بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی اس بات سے آزردہ ہوا اور اُسے یہ جواب دیا کہ تیرا گمان وہ ہو کہ بادشاہونکو قتل ہونے آدمیون سے پروا نہین ہو لیکن اُسکام کو جو بادشاہ کہ مسلمان ہین اور خدا اور رسول خدا کیطرف بازگشت رکھتے ہین اور آخرت کے معتقد ہین کمتر مرتکب ہوتے ہین اور مین نے بارہا

مجھسے کہا ہے کہ میں پیرانہ سال ہوا ہون مناسب نہین کہ جبارون اور فراعنہ کے افعال اختیار کرون اور ایسا فعل عمل مین لاؤن کہ لاکھون زن و فرزند اہل اسلام بیوہ اور یتیم ہون اور علاوہ اسکے اور بھی کلام اس قبیل سے کہے اور دہلی مین داخل ہوا اور سنہ ۶۹۱ھ چھ سو اکانوے ہجری مین ایک قراتیون بالا کوخانسے دس تمن مغل لیکر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اور تمن عبارت ہے دس ہزار سوار سے جب بادشاہ اس امر سے واقف ہوا لشکر قاہرہ اپنے ولی عہد کیواسطے ہمراہ رکاب لیکر کوچ کیا اور حدود ہرام مین دونون فوج کا سامنا ہوا اور ہامین اُسکے ایک صحرا واقع ہے مقابل ایک دوسرے کے وارد ہوئے اور لڑائی کے واسطے ایک صحرائے وسیع باندازہ لشکر قرار دیکر چند روز مبارز طرفین جنگ مین مشغول رہے اور ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور ایک روز درمیان دونون طرف کے سپہ سالارون مین مقابلہ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا آخر کو لشکر اسلام کے مقدمہ مظفر اور منصور ہوئے اور مغل بیشمار علف تیغ خون آشام ہوئے اور دو نفر امرائے ہزارہ اور چند کس امرائے جدید مغل سے اسیر ہوئے اُسکے بعد ایک جماعت اہل صلاح سے درمیان مین آئی مقدمات صلح ترتیب دیے بادشاہ نے اُنکے سردار کو جو قرابت ہلاکو خان سے رکھتا تھا اپنی زبان مبارک سے فرزند فرمایا اُسنے بادشاہ کو پدر کہا اور بموجب دوری اور دوستی دونون نے درسے سوا ایک دوسرے کو دیکھا اور بعد ارسال تحف و ہدایا سے طرفین لشکر مغل پلٹ گیا اور الغوخان نواسہ چنگیز خان مع چار ہزار مغل اور زن و فرزند سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سے جا ملا اور دولت اسلام سے مالا مال ہوا اور علاوہ اسکے بادشاہ کی دامادی سے اختصاص پایا اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے اپنے بیٹے ارکلیخان کو ملتان اور لاہور اور سندھ کا حاکم کیا اُسکے بعد از انسلطنت شہر نوکیطرف مراجعت فرمائی الغوخان اور تمام امرائے مغل کا کہ ساتھ نو مسلم تھے شہرت پائی تھی حوالی غیاث پور کہ مقبرہ شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ وہان ہے مسکن تعیین ہوا اور اس گروہ نے وہان عمارت عالیشان اور محل وسیع تعمیر کیے اور اسکا نام مغل پورہ رکھا اور سنہ ۶۹۲ھ چھ سو بانوے ہجری مین بادشاہ نے مندور مین جاکر اُسکے حوالی مین قلعہ کو نہیب و غارت فرمایا اور اسی سنہ مین ملک علاء الدین حاکم کڑہ نے التماس کی کہ فدوی قلعہ تہاسہ پر تاخت جا دے اور اُسکی اطراف کو غارت کرے معروض اُسکا پذیرا ہوا چنانچہ حکم کے موافق اُسنے قلعہ تہاسہ کو غارت کیا اور غنائم وافر لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُس غنائم مین سے دو بت ہشت دھاتی جو ہنود کے معبود تھے بداؤن کے دروازہ پر ڈالکر پیشکش خلائق کیا یہ خدمت ملک علاء الدین کی بادشاہ کو پسند آئی نوازشات خسروانہ اور اضافہ جاگیر اودھ سے سرفراز فرمایا ملک علاء الدین نے سب بادشاہ کو اپنے حال پر مہربان پایا معروض کیا کہ چندیری کے اطراف و جوانب مین چند راجہ صاحب خزائن اور فوج ہین اگر حکم ہووے غلام دو جہ فوج اپنے اقطاع سے ملازم جدید نگاہ رکھے اور فوج قدیم اور جدید کی اعانت سے اُنکے سر پر تاخت لیجا کر غنائم کثیر وہانسے لاکر داخل خزانہ عامرہ کرے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے مال کی طمع سے اُسکی التماس قبول فرمائی اور ملک علاء الدین کی غرض ان سب مقدمات سے وہ ہے کہ اپنے تئین تحکمات ملکہ جہانسے کہ کمال تسلط بادشاہ پر رکھتی تھی اور اُسکے غلبہ سے کچھ عرض نکر سکتا تھا خلاص کرکے ہمیشہ سفر دور دراز مین رہے بلکہ اگر ممکن ہووے ولایت دور دست مین ایک مقام مضبوط پیدا کرکے وہان فرو کشی کرے الغرض سنہ ۶۹۳ھ چھ سو ترانوے ہجری مین ملک علاء الدین دہلی سے نقد رخصت حاصل کرکے کڑہ کیطرف روانہ ہوا اور سپاہ ملک مجھو اور دوسرے امرائے طلبنی کو جو سرگردان تھی ملازم رکھا اور سنا تھا کہ رام دیو راجہ دکن کا خزانہ مورونی کئی قرن کا رکھتا ہے اور کسی بادشاہ دہلی کو ایسا خزانہ میسر نہین ہوا لہذا مع سات آٹھ ہزار سوار بہانہ نہیب چندیری سنہ ۶۹۴ھ چھ سو چورانوے ہجری مین جنگل کے راستہ سے کہ راہ نزدیک ہے روانہ ہوا اور جسوقت کہ دکن کی سرحد مین پہونچا اس امید پر رام دیو کے سر پر تاخت نیگیا کہ جو شہر دیوگڈہ حصار اور در بند نہین رکھتا شاید کہ طالع ارجمند کی سعادت سے

صبحکو رام دیو یا کوئی اُسکے فرزندون اور قرابتیون مین حالت غفلت مین گرفتار ہووے اور بسبب اس وسیلہ کے مبلغہاے کلی اُسکا دستیاب کیجیے ہرچند یہ ارادہ اُسکا عقل سے بعید اور حمق سے قریب تھا لیکن اقبال بلند کی دلالت سے مرتکب اس مرخطیہ کا ہوا اور پاؤن ایلچ پور سے اٹھایا اور ایک روایت مین یہ ہے کہ دو روز وہان آرام کرکے دیوگڑھ کیطرف جلدی روانہ ہوا اور رام دیو اپنے فرزند کو لیکر جاے دور دست مین گیا تھا جب سُنا کہ ملک علاء الدین دیوگڑھ کے حدود مین مع لشکر گران راجاؤن کے مقابل آیا اور بعد محاربہ ملک علاء الدین نے اُس لشکر کو شکست دیکر دیوگڑھ کو بھی فتح کیا اور مؤلف طبقات ناصری کہ معاصر اُنکا تھا یون روایت کرتا ہے کہ ملک علاء الدین نے گڑھ سے برآمد ہوکر ایک راہ آگے پکڑی اور شکار مین مشغول ہوا ساتھ اُن راجاؤن کے کہ سرراہ واقع ہوتے تھے ہرگز مزاحمت نہ پہونچا تا تھا اور خواصون کے سوا کوئی اُسکے ارادہ سے واقف نہ تھا اور دو مہینے کے بعد ایلچ پور مین جو دکن کے بلاد مشاہیر سے ہے دفعتہً پہونچا اور یہ مشہور کیا کہ ملک علاء الدین امراے بادشاہ دہی سے ہے بعض معروضات کے سبب سے اُسکی نوکری سے مستعفی ہوا اب چاہتا ہے کہ راجہ راج مندری کے روبرو جو تمام ممالک تلنگانہ سے ہے جاکر ملازم ہووے اور آدھی رات کو ظاہر ایلدۂ ایلچپور سے کوچ کرکے بسبیل تعاقب دیوگڑھ کیطرف دوڑا اُسوقت مین رام دیو کی زوجہ اور اُسکا بڑا بیٹا ایک بتخانہ کی پرستش کو اُس حدود مین گئے تھے اور راجہ رام دیو خود نہایت غفلت سے شہر دیوگڑھ مین مقیم تھا اور چرخ ستمگر کی شعبدہ بازی سے کچھ خبر نہ رکھتا تھا کہ ناگاہ ملک علاء الدین پہونچا رام دیو نے ہمت اُسکے دور کرنے پر تعین کی دو تین ہزار شخص کو کہ حاضر تھے اُنکے مقابلہ مین بھیجا یہ جماعت دیوگڑھ سے دو کوس آگے بڑھکر ملک علاء الدین مجاہدون سے مقابل ہوئی اور آتش جنگ کو مشتعل کیا جو کفار دکن نے مسلمانون کے طرز حرب، اور ضرب تیر و تیر سینہ شگاف و سندان گداز کبھی آنکھونسے نہ دیکھے تھے حملۂ اول مین تاب نہ لائے اور ایسے پسپا ہوے کہ دو کوس کے مابین مین کسی مقام پر باگ نہ موڑی شہر دیوگڑھ مین دم لیا اور غازیان اسلام کے تعاقب سے رام دیو سراسیمہ اور حیران ہوکر قلعۂ دیوگڑھ مین کہ اُسوقت مین خندق اور استحکام نہ رکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور متعلقان اُسکے دو تین ہزار گون جو نمک سے مملو تھین اور اُسی روز بنجارگون کی طرف سے لائے تھے اور زیر قلعہ اور شہر ڈالکر خوف سے بھاگ گئے تھے غلہ سمجھکر قلعہ مین اُٹھا لائے اور اُنمین تمام نمک تھا ملک علاء الدین نے اکابر اور تجار اور رعیت کو بھاگنے کی فرصت نہ دی شہر دیوگڑھ مین داخل ہوا اور مہاجنون اور برہمنون اور وہان کے رئیسون کو اسیر اور دستگیر کرکے لوازم تہیب و غارت مین نہایت ساعی ہوا اور چالیس زنجیر فیل کوہ تمثیل اور چند ہزار اسپ خاص رام دیو کے اصطبل سے اپنے عنان اختیار مین لایا اور یہ مشہور کیا کہ بیس ہزار سوار مسلمان جرار فلان راہ سے متعاقب پہونچتے ہین اور اُسکے تاراج کے بعد کہ شہر کئی ہزار برس سے سُم اسپ بیگانہ کی آفت سے محفوظ تھا قلعہ کے اطراف مین جاکر اُسکے محاصرہ مین مشغول ہوا رام دیو نے یقین جانا کہ اُنھون نے فکر اصل پر کی اور داخل مملکت ہوئے مناسب وہ ہے کہ جبتک اور امر پیچھے سے پہونچین اور شریک ہووین ہم ملک علاء الدین کو راضی کرکے صلح کرین اور اُسے اس مملکت سے پھیرین یہ کہکر چند شخص اپنے دولتخواہ ہونسے کہ اُنمین اکثر برہمن تھے اُسی روز اُسکے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمھارا آنا اس دیار مین احتیاط اور دوراندیشی سے بہت بعید ہے اور اس سبب سے کہ یہ شہر لشکر سے خالی تم اسیر مسلط ہوئے جو چاہو کرو لیکن مغرور نہو عنقریب ہے کہ اطراف و جوانب سے لشکر دکن کہ حد و حساب سے باہر ہے مُنھہ اسطرف لاکر تم مین سے ایک زندہ ملک سے باہر نجانے دیگا اور بہ تقدیر دکن سے سلامت باہر جاؤگے مالوہ کا راجہ چالیس ہزار سوار اور پیادہ کا مالک ہے اور کونڈوارہ اور خاندیس کا راجہ کہ لشکر کثیر رکھتے ہین اگر تمھارے آنے سے مطلع ہونگے صدراہ ہوکر اس جماعت سے ایک نفس کو قید حیات مین نہچھوڑینگے

بہتر ہو کہ پیشتر اُس سے کہ حکام اطراف آگاہی پاوین مہاجنون اور رعایا سے جو تمھاری قید مین پڑے ہین نقل بہای لیکر معاودت کرو ملک علاء الدین نے مداہ دور بینی اور احتیاط سے یہ معنے قبول کیے اور لوگون سے کہ اسیر ہوئے تھے پچاس من طلا اور چند من مروارید اور اقمشۂ نفیسہ لیکر اقرار کیا کہ کل صبح کو کہ پندرہوین تاریخ ہوگی اسیرون کو رہا کرونگا اُسکے بعد فوج کو حکم کوچ دونگا اتفاقات سے رام دیو کا بڑا بیٹا اس قصے سے مطلع ہوا اور لشکر کو فراہم کرکے مقابلہ اور مقاتلہ پر اسوقت تلا کہ ملک علاء الدین کوچ کا حکم دیکر چلنے پر تھا تین کوس دیوگڑھ سے آگے پہونچا رام دیو نے اپنا آدمی لڑکے کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ جو کچھ تقدیر اور نصیب ہونیوالا تھا ظہور مین آیا لیکن بھگوان کی دیا سے ہمین کسیطرح کا صدمہ اور ضرر نہ پہونچا اگر رعایا دست جور و ستم مین مبتلا ہوئی اُسکا تدارک بخوبی تمام کر سکتا ہون تجھے مناسب ہو کہ تو ابواب قتال اور جدال مفتوح نہ کرے کہ ترک یعنے مسلمانون کا فرقہ عجیب مشاہدہ کرتا ہون انسے لڑنا مصلحت نہین ہو لڑکے نے جب اپنے لشکر کو دشمن کی سپاہ سے دوچند دیکھا اسواسطے کہ اور بھی راجہ اسکی مدد کو آئے تھے جنگ مین اصرار کرکے ملک علاء الدین کو پیغام دیا کہ اگر تمھین اپنی زندگی عزیز ہو اور چاہتے ہو کہ اس ورطۂ ہلاکت سے نجات پاکر ساحل مراد پر عبور کرون تو جو کچھ اس شہر کی رعیت سے تمھارے تصرف مین آیا ہو واپس دیکر اپنے ملک کا راستہ پکڑو اور سلامتی غنیمت سمجھو ملک علاء الدین اُسکی یاوہ گوئی سے طیش مین آیا اور رام دیو کے بیٹے کے ایلچیون کو روسیاہ کرکے لشکر مین پھرایا اور ملک نصرت کو ہزار سوار سے قلعہ کے محاصرہ کیواسطے مقرر کیا اور خود بلا توقف صفوف حرب آراستہ کرکے لشکر دکن پر تاخت لایا قریب تھا کہ علاء الدین کا پاے ثبات متزلزل ہوکر راہ معاودت ناپے تائید ایزدی سے ملک نصرت نے اسوقت بڑا کام کیا کہ علاء الدین کی بلا اجازت محاصرہ سے دست کش ہوکر معرکہ کیطرف روانہ ہوا جب لشکر دکن کی نگاہ ملک نصرت کی فوج پر پڑی تب یقین ہوا کہ بیس ہزار سوار لشکر اسلام جو موجود تھے آن پہونچے سمجھون نے اس توہم سے پشت معرکہ پر دیکر قصد فرار کیا ملک علاء الدین اسیوقت مظفر اور منصور ہوا اور بطور سابق قلعہ کو محاصرہ کرکے آثار خشونت اور شدت کے پیش پہونچائے اور مہاجنون پر جو ہمنو نکی ایک جماعت کو جو اسیر تھی قتل کیا اور ایک جماعت خویشون اور قرابتیون رام دیو کو کہ معرکہ مین اسیر ہوئے تھے طوق فدنجیر سے مطوق اور مسلسل کرکے قلعہ کے مقابل ایستادہ کیا رام دیو مقربونکی فہمایش سے در پے مدافعہ ہوا اور چاہا کہ گاگیر و تلنگانہ و مالوہ وخاندیس کے راجاؤن سے استعانت ڈھونڈھے اس درمیان مین معلوم ہوا کہ قلعہ مین مطلق ذخیرہ نہین ہے اور وہ گونین جو کھینچ لائے تھے تمام نمک سے پر ہین اور جو کہ لشکر خلج کے دبدبہ اور صلابت سے کوئی شخص مردم دکن سے قلعہ مین نہ پہونچ سکتا تھا سد سبلالت پہونچا سکتے تھے یہ سُنکر رام دیو دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا اور حکایت تحلہ اور آذوقہ فقدان کی پوشیدہ رکھتا تھا اور ملک علاء الدین سے ابواب رسل و رسائل مفتوح کرکے ایسا معروض رکھا کہ خداوند پر ظاہر و روشن ہو کہ دولتخواہ کو اس قضیہ مین کچھ دخل نہ تھا اور میرے فرزند ناخلف نے جہل و نادانی اور غرور جوانی سے اگر نشان جسارت کے بلند کیے خیر سگال کو مواخذہ اور معاتبہ نکرین اور ایلچیون سے یہ بھی پوشیدہ کہا کہ ذخیرہ قلعہ مین نہین ہے اگر دو تین روز یہی محمصہ رہیگا اور ملک علاء الدین یہان سے کوچ نکریگا تمام آدمی قلعہ کے بھوک کی شدت سے ہلاک ہونگے اور قلعہ اور ولایت اہل اسلام کے قبضہ مین آویگا تمھین لازم ہو کہ ایسی کوشش اور تدبیر کرو کہ یہ راز فاش نہو اور فوج اسلام کوچ کرے لیکن ملک علاء الدین اضطراب رام دیو سے نسبت فقدان سرمایہ معاش کے متیقن ہوا اسقدر تامل اور تساہل صلح واقع ہونے مین کیا کہ ایلچیون نے الحاح وزاری اور مبالغہ تمام سے اقرار کیا کہ رام دیو جملہ سو من طلا اور سات من مروارید اور دو من جواہر لعل و یاقوت اور الماس و زمرد سے اور ہزار من نقرہ اور چار ہزار

جامۂ ابریشمی اور دوسری اجناس کہ تفصیل اُسکی موجب تطویل ہوتی ہے اور عقل بھی اُسکی تصدیق سے انکار رکھتی ہے ملک علاء الدین کی سرکار مین داخل کرے اور علاوہ اسکے یہ بھی عہد ہوا کہ الیچپور کو مع توابع اور مضافات اسکی علاء الدین کے متعلقونکے تصرف مین چھوڑے اور ضبط اپنا رکھکر ہر سال محصول اس ولایت کا کڑہ مین بھیجتا رہے اور ملک علاء الدین تمام اسیرون کو قید سے نجات دیوے اور وہ لشکر جو دہلی سے دکن مین تعین ہوا ہے برخاست کرے اور میان سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اور رام دیو کے واسطے ہوکر ایسا کرے کہ دونون مین سازگاری ہمیشہ رہے ملک علاء الدین تمام اشیاء مذکور اپنے قبضہ مین لایا اور اسیرون کو رہائی دیکر پچیسوین روز محاصرہ سے مظفر اور منصور مع جواہر و اموال موفور اور ہاتھی گھوڑے کہ اُسوقت تک شاہان دہلی کے خزانہ مین اسقدر مال اور جواہر جمع نہوا تھا کڑہ کیطرف روانہ ہوا عارفان روشن ضمیر کہ کیفیت حال عالم پر اطلاع رکھتے ہین اور اوپر کتب تواریخ اولین و آخرین کے مطلع ہوئے ہین جانتے ہین کہ جہان مین لطائف غیبی بیشمار ہین اور اس دیرینہ شدر کے بساط مین کہ شطرنج ہے مقبلون کو منصوبہ ہاے غیر مکرر کثرت سے ظاہر ہوئے اور ہوتے ہین لیکن ایسی دولت عظیم کہ نصیب بندگان ملک علاء الدین کو ہوئی کسی فرد از افراد انسانی کو نصیب نہوئی اور نہوگی کسواسطے کہ کڑہ سے دیوگڑھ تک مسافت بہت ہے اور اُسوقت مین کہ اتنے راجہ زبردست مثل راجہ مالوہ و کندوا و اڑہ و خاندیش وغیرہ کہ سر راہ واقع ہوئے تھے اُنکے درمیان سے گذرنا اور دیوگڑھ پہونچنا اور غنیم کیطرف نمک بجاے غلہ قلعہ مین کھینچکر ذخیرہ کرنا اور چند روز مین مال تمام عالم کا دستیاب ہونا اور پھر اتنے دشمنونکی ولایت سے با مال کثیر و لشکر قلیل سلامت برآنا اور چند ہزار راہ ہاے دشوار گذار طے کرنا اور اُسی سال سواد اعظم ہندوستان کے سر پر سلطنت پر متمکن ہونا سہل اور آسان نہین ہے اور میان ملک علاء الدین کا بادشاہی دہلی کے مدارج اعلی پر پہونچنے کا یہ ہے کہ جب ملک علاء الدین نے دیوگڑھ کیطرف کوچ کیا کچھ روز خبر اُسکی منقطع ہوئی لیکن نائب علاء الدین کہ اُسکی طرف سے کڑہ مین مستقل تھا تسلی کیواسطے عرضداشت تحریر کرتا تھا کہ ملک علاء الدین خوب و تاراج چندیری مین مشغول ہے اور امروز و فردا مین عرضداشت اُسکی درگاہ عرش اشتباہ مین پہونچیگی اور سلطان اُس سے تسلی ہوتا تھا یہانتک کہ چھ مہینے عرض اُسکی بارگاہ سلطانی مین نہ پہونچین اور اراجیف کی زبان سے اُسکی بغاوت کی باتین کہ مقدمہ وقوعی تھا دہلی مین مشہور ہوئین اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی جو ملکہ جہان کی رنجش خاطر سے اطلاع نرکھتا تھا اصلا بدگمانی اُسکی نسبت دلمین نہدیتا تھا اور ابتداے ۶۹۸ھ چھ سو اٹھانوے ہجری مین سلطان نے ہر سم شکار عنان توجہ گوالیار کیطرف معطوف فرمائی اور چند روز وہان توقف کرکے ایک گنبد نہایت رفیع تعمیر فرمایا اور ایک چبوترہ بھی تیار کرکے یہ رباعی کہ طبع زاد اندیش تھی گنبد کے پیشگاہ مین تحریر کی

رباعی

مارا کہ قدم بر سر گردون شاید ۔ از تودہ سنگ و گل چہ قدر افزاید
این سنگ شکستہ نان نہادیم زدست ۔ باشد کہ شکستہ در وآساید

اس عرصہ مین کہ عرضداشت اُسکی پہونچی تمام شہر مین مشہور ہوا کہ ملک علاء الدین نے دیوگڑھ کو سر کیا اسقدر اسباب سلطنت خزانہ اور فیل اور اسپ وغیرہ اُسکے ہاتھ آیا کہ کسی شاہان دہلی کو سلف سے آج تک میسر نہین ہوا اور نہایت شان و شوکت سے عازم کڑہ ہے سلطان یہ خبر شکر محظوظ اور خوشحال ہوا زیادتی سامان اُسکا موجب ازدیاد رفعت اپنا جانا لیکن سلطان کے اعوان و انصار دانشمند اور کارآگاہ تھے اس سبب سے کہ ملک علاء الدین سلطان کی بلا اجازت مرتکب اس امر عظیم کا ہوا تھا اور رنجش سے ساتھ جرم بادشاہ ملکہ جہانکے اطلاع رکھتے تھے آنکھ بصیرت سے باغی ہونا اُسکا بادشاہ سے دیکھتے تھے اور وجود بادشاہ کے نہین کہتے تھے یہانتک کہ ایک روز بادشاہ نے اس امر سے آگاہی پائی انھین خلوتین بلاکر صلاح پوچھی کہ ملک علاء الدین دیوگڑھ سے

مع اسقدر فیل و اسپ و غنائم کے آتا ہی ہمین کیا کرنا چاہیے بارگاہ مین توقف کرون یا اُسکے استقبال کو جاؤن ملک احمد حبیب جو ساتھ راستی اور رزنی رائے اور استقامت فکر کے مشہور تھا اُسنے عرض کی کہ کثرت مال و جمعیت موجب طغیان اور سرکشی ہوتا ہی اکثر کے مفسد اور مفتری جو ملک چجھو کو راہ سے لیگئے تھے سب اُسکے پاس فراہم ہوکر سلطان کی بلا اجازت ولایت دیوگر مین لیگئے کوئی کیا جانے کہ اُسکے دلمین کیا ہی پس جانا کہ بادشاہ کا چندیری کیطرف کہ علاالدین کے سر راہ ہی مناسب وقت اور متضمن فوائد نا محصورہ ہی جب قریب پہونچے لشکر فیروزی اثر کل اسے اُس طرح دریافت ہوئی کہ سپاہیان روزبورسے گرانبار ہوکر غرور دراز سے معاودت کی ہے اور مشتاق اپنے مکانون کے ہین اور جنگ پر آمادہ نہین ہین اور سرعت سیر اور توقف کوہستان بہ سبب زیادتی اثقال و اقبال کے اُسکو ممکن نہین ہی بالضرور حضوری دربار کے سوا اور خیال اُسکے دلمین متخیل نہونگے اور جو کچھ لایا ہی برضا و رغبت تخت کے روبرو گذرانیگا بادشاہ کو مناسب ہی کہ اسباب حشمت کہ مراد زر نقد و جواہر اور افیال سے ہی اُس سے لیوے اور باقی اُسپر مسلم رکھے اور جماعت فتنہ انگیز مثل چجھو اور ملک فخرالدین کوتوال کو جو سید حولہ کے قتل کے بعد اُسکے پاس جمع ہوگئے ہین ہر ایک کو ہر ایک طرف بھیجکر خاطر اُسکی زیادتی جاگیر سے مسرور اور شاد دان فرماوے اُسکے بعد اُسے خواہ کڑہ کیطرف رخصت کرے خواہ دہلی مین لاوے بادشاہ کو اختیار ہی اُسکے علاوہ رنجش خاطر علاءالدین اور ملکہ جہان کی ظہیر الشیس ہی اس مدت مین کسی نے ملکہ جہان کے خوف سے عرض نہ کیا اور یہ معاملہ اس انتہا کو پہونچا کہ ملک علاءالدین چاہتا ہی کہ جاے دور دست مین جاکر استقامت کرے بر صاحب خاطر آزردہ سے ایمن ہونا نہایت جرم ہی ہوشیاری سے نہایت بعید ہی اور جو سلطان اس واقعہ کو حقیر جانکر اصلاح مین اُسکی نہ مشغول ہو تو دہلی کی طرف مراجعت فرماوے اور ملک علاءالدین مع اسقدر مال اور افیال اور اسپ و خزاین کہ سرمایہ بادشاہی کا ہی کڑہ مین جاوے اور دیکھے کہ بادشاہ نے اپنے زوال دولت مین کوشش کرکے اپنا خانمان خراب اور برباد کیا ہو بیت بیت بکام دل دشمنان بود آنکس کہ نشنود سخن دوستان خیر اندیش * ملک فخرالدین کوچی باوصف اسکے کہ جانتا تھا کہ کہ رای ملک احمد حبیب کی باصواب ہی لیکن جو سلطان کی مرضی نہ دیکھی عین اغماض کرکے بولا ابتک خبر مراجعت ملک علاءالدین کی اور لانا مال و اسباب کا عرضداشت اُسکی سے یا مردم معتبر سے تحقیق نہین ہوا تو ایک مدار اسپر رکھکر اُسکے لائق فکر کیجاوے برتقدیر کہ خبر راست ہو ہم اُسپر لشکر کشی کرین اور آگے سے اُسکی سد راہ ہون جو کہ بلا اجازت گیا ہی احتمال رکھتا ہی کہ ایک رعب اُسکے دل مین ظاہر آوے اور جس مقام مین کہ پہونچا ہی وہان سے پلٹ کر کسی طرح چلا جاوے اور ہمین اس حال مین کہ برسات قریب پہونچی ہی اسکا پیچھا چاہیے کرنا اور جہان گیا ہے چاہیے جانا اور مثل مشہور ہی کہ پانی سے پیشتر موزہ نچاہیے کھینچنا اگر وہ مع فیل اور مال و اسباب سالما غانما کڑہ مین آوے اور ظاہر ہوگا اسکے باطن مین کسی طرح کے خلاف اور فساد نے راہ پائی ہی ایک صدمہ بادشاہی سے اسکا کام تمام ہوسکتا ہی ملک احمد حبیب کے دلمین بسبب اطلاع یابی ملک فخرالدین کوچی کے حقیقت حال پر اور چشم پوشی کرنا اسکا معاملہ سے آتش غضب افروختہ ہوئی از روے اضطراب کے کہا وقت گزرتا ہی کسواسطے سستی کرتا ہی جسوقت ملک علاءالدین مع فیل و اسپ و مال کڑہ مین جاوے اور وہان سے آب سرد سے عبور کرکے قصد لکھنوتی کا کرے تو اُسکے عہدے برآویگا بادشاہ اسبات سے نارانض ہوا اور صاحب غرضی کی نسبت اُسکی طرف منہ کرکے فرمایا کہ ملک احمد حبیب ہمیشہ اور ہر وقت ملک علاءالدین کی نسبت بدگمان ہی اُسے مین نے اپنی آغوش مبارک مین پالا ہی اور فرزندون کیطرح منصب عالی پر پہونچایا ہی اگر فرزندان اصلی مجھسے منحرف اور سرتاب ہون ممکن ہی الا وہ مجھسے پھرے متصور نہین ہی سلطان کا یہ فرمان سنتے ہی ملک احمد حبیب کا ناطقہ

بند ہوا منفذ سخن مسدود ہوا مجلس سے اُٹھا اور تاسف کرتا ہوا باہر گیا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہتا تھا کہ ہیہات یہ مرد بیہودہ اپنی دولت کو لات مارتا ہے نہین جانتا کہ آخر کو اسکے سر پر کیا آفت آئیگی اور یہ بیت پڑھی بیت چو تیرہ شود مرد را روزگار × ہمہ آن کند کش نیاید بکار × سلطان نے ملک فخرالدین کوچی کی تحسین کرکے دہلی کیطرف مراجعت فرمائی ابھی جگہ نہ گرم کی تھی کہ ملک علاء الدین کی عرضداشت کڑہ سے پہونچی کہ اکتیس زنجیر فیل اور تمام اسپ وجواہر اور زر و اقمشہ کہ اقبال سلطانی سے خیر خواہ کے ہاتھ آیا ہے پیشکش کیا اسطے موجود ہے لیکن چونکہ ایک مدت پوشیدہ رہا اور بسبب بُعد مسافت اور بند ہونے راستون کے ایک عرضداشت اس مدت مین بارگاہ مین نہین پہنچی بندہ نہایت محجوب اور خائف ہے اور ایک جماعت کہ اس سفر مین رفیق ہوئی ہے وہ بھی خوف سے بیدل طرح لرزان ہے توقیع ایک توقیع بخط مبارک بنام بندہ و رفقاے بندہ کہ لوازم جان نثاری و جانسپاری مین کسی طرح کی تقصیر نہین کی ہے عنایت ہووے تو سر سے قدم کرکے مع اُس اشیا کے کہ سفر مین دستیاب ہوئی ہے درگاہ جہان پناہ کی طرف روانہ ہون القصہ پہونچنا اس عریضہ کا بادشاہ کو باعث قریب تمام ہوا یکبارگی ملک علاء الدین کے اخلاص و محبت پر جازم یعنے عزم استوار کنندہ ہوا اور ملک علاء الدین خود ستعداد روانگی لکھنوتی کی کرتا تھا اور خلفر خان کو اودھ بھیجکر کشتیان آب سرو کے کنارہ اس خیال سے مرتب کرائین تھین کہ جسوقت سلطان کڑہ کیطرف راہی ہووے مین کشتی مین سوار ہوکر لکھنوتی جاؤن اور وہان قائم ہوکر علم مخالفت بلند کرون اور یہان سلطان نے بحسب التماس ایک فرمان مشتمل بانواع عنایت و دلجوئی اپنے ہاتھ سے تحریر کیا اور دو آدمیون کی معیت سے جو محرم راز تھے کڑہ مین بھیجا جب یہ کڑہ مین پہونچے دیکھا کہ ملک علاء الدین بادشاہ سے برگشتہ ہے اور تمام امرا بھی سرتاب ہین ملک علاء الدین نے دونون ایلچیون کو مقید کرکے محافظون کے سپرد کیا اور محافظت کے بارہ مین ایسی تاکید کی تھی کہ ایلچی ایک حرف حقیقت حال کا بادشاہ کو تحریر نہ کرسکتے تھے اسواسطے سلطان نے اصل حال سے اطلاع نہ پائی اور اس حال کو پوشیدگی مین الماس بیگ برادر ملک علاء الدین کہ وہ بھی داماد اور برادر زادہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی تھا جسوقت کہ فرصت پاتا تھا کہتا تھا کہ زبانون پر خبر بیغایتی پادشاہ کی میرے بھائی کے نسبت نہایت مشہور ہے ڈرتا ہون کہ ملک علاء الدین حیا و شرم اور خوف و ہراس بادشاہ سے اپنے قتل پر اقدام کرے اسواسطے کہ حضرت کے بے فرمان ویوگڑہ کیطرف جانا اور عرضداشت نہ لکھنا گناہ عظیم جانتا ہے درمیان اس حال کے ملک علاء الدین کا خط اسی مضمون سے الماس بیگ کو پہونچا کہ حقوق سلطانی مجھپر زیادہ تر اُس سے ہین کہ تحریر کردن کہ فی الحقیقت وہ میرا باپ ہے اور عم اور صاحب بھی ہے اور میری زندگانی بسبب رنجش خاطر مبارک بادشاہ کے تلخ ہوئی اگر فی الواقع مجھپر محقق ہوا ہو کہ رضاے شاہ کی میرے قتل مین ہے مجھے اعلام کر کہ تھوڑا زہر کہ ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھتا ہون کھاکر جان شیرین گنواؤن یا یہ کہ جدھر میرے سینگ سمائین چلا جاؤن الماس بیگ الغخان نے یہ کتابت سلطان کے ملاحظہ مین گذرانی اور صدہا طرح کی چاپلوسی کہ ملک علاء الدین کی کتابت مین تمھین قوۃ سے فعل مین لایا اور جو خفیہ ملک علاء الدین نے اپنے بھائی کو لکھا تھا کہ ایسا کر کہ سلطان دندان طمع مال مین لیجاوے اور جریدہ یعنے مجھپر سواری سے کڑے کیطرف متوجہ ہووے عین مراد ہے اس سبب سے الماس بیگ نے کتابت گذرانتے کیوقت زاد قطار رد کر بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر خود بدولت جریدہ قبل اسکے کہ میرا بھائی اپنے قتل پر اقدام کرے یا آوارہ وطن ہوکر کڑہ مین نزول اقبال و حلول اجلال فرماوین ایک مدت منتہاے سابق پر و ایک حق حقوق ماتقدم پر زیادہ ہو سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بچارہ بیت چو لوح خاطرش از نقش سادہ است × سرو کارش بجاے او فتادہ است × کہ صد رہ بستہ چشمش در شکر خواب × کتاب سحر بابل را بصد تاب ×

اسبات کو صادق محض تصور کرکے بے تامل ومشورت الماس بیگ سے فرمایا کہ تو بہ تعجیل تمام کڑہ مین جاکر اپنے بھائی کی تسلی کر ایسا نہو کہ اپنے قتل یا آوارگی پر اقدام کرے مین بھی متعاقب جریدہ بسبیل یلغار پہونچتا ہون الماس بیگ اسیوقت کشتی پر سوار ہوکر ہوا کے تند کی طرح پانی پر روان ہوا اور سالوین روز کڑہ مین پہونچا اور خبر پہونچنے تیر مراد کی ہدف مقصود پر پہونچائی ملک علاء الدین نے شادیانہ عنایت بادشاہی کا بجا لایا اور بھائی کے آنے سے کامیاب ہوا اور کہا اب عزیمت لکھنوتی چاہیے کرنا یا نہین وہ جماعت کہ اُسکے پاس تقرب رکھتی تھی بولی کہ اب لکھنوتی جانا مناسب نہین ہی بادشاہ مال اور اقبال کی طمع سے برسات مین جریدہ ہمارے روبرو آتا ہی پہلے اُسکا کام تمام کرین اُسکے بعد ارکلیخان بادشاہ ہو اور جبتک وہ آپکو امور ملکی اور مالی سے فراغ حاصل کرے ہم ممالک جونپور اور لکھنوتی اور بنگالہ اپنے تصرف مین لاکر استیصال کا نشان بلند کرین ملک علاء الدین نے یہ رائے مناسب اور بہتر جانی جگہ سے نہ ہلا بادشاہ جلال الدین کی اجل دامنگیر ہوئی اور جو کہ حرص مجسم ہوا تھا ممانعت کسی مانع اور نصیحت کسی ناصح کی سود مند نہ پڑی عزیمت اُس سفر کی مصمم کی کسواسطے کہ یقین کیا تھا کہ اگر ملک علاء الدین لکھنوتی کیطرف جاویگا جواہر اور مال اور اقبال مشکل سے دستیاب ہوگا اور دل اُس سے اُٹھا نہایت اشکل تھا پھر ایک ہزار سوار لیکر کشتی مین سوار ہوا اور کڑہ کی راہ لی اور ملک احمد حبیب کو حکم ہوا کہ لشکر وحشم خشکی کے راستہ سے لاوے بیت نیوشندہ چون گوش ندہد پند ×
غورد گوشمال از سپہر بلند × جب ملک علاء الدین نے بادشاہ جلال الدین کی توجہ سے خبر پائی آپ گنگ سے عبور کرکے مانکپور کو لشکر گاہ کیا اور جب سترھوین رمضان کو چتر سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی دور سے نمایان ہوا ملک علاء الدین کی سپاہ عرض تجمل اور مجرائے خدمت کے بہانے سے سلاح وآہن مین غرق ہوئے اور گھوڑے ہاتھیون کو آراستہ کیا اور ملک علاء الدین نے اپنے بھائی الماس بیگ نکبرام کو استقبال کیواسطے بھیجا کہ جس حیلہ سے ہوسکے بادشاہ کو اس اندک مایہ سے کہ مردم بزرگ کشتی مین ہمراہ ہین جدا کرکے ہمارے پاس لاوے الماس بیگ نے ملازمت مین پہونچکر عرض کی کہ بندہ اگر ایک روز کے بعد پہونچتا ملک علاء الدین آوارہ وطن ہوجاتا باوجود اسکے ابتک کچھ رعب اپنے دلمین رکھتا ہی اور اگر بادشاہ کو اسقدر سوار جرار مستعد دیکھیگا یقین ہی کہ متوہم ہوکر قصد آوارگی کرے بادشاہ سادہ لوح نے اُسکے حرف شکستہ کو تعلیق سمجھکر فرمایا کہ جو سوار کشتی مین ہمراہ ہین یہین توقف کرین اور خود چند خواص سے ایک کشتی مین پیشتر روان ہوا اور جب تھوڑی راہ طی ہوئی پھر الماس بیگ خدا ترس زبان بکور کھولکر بولا کہ میرا بھائی حضرت کے استقبال کو قریب پہونچا ہی اگر ان چند کس کو جو بادشاہ کیخدمت مین حاضر ہین مسلح اور مستعد دیکھیگا عنایت سلطانی سے مایوس ہوگا بادشاہ نے فرمایا تم سب ہتھیار اپنے سے دور کرو اور جب ساحل کے قریب پہونچے بادشاہ کے مقربون نے دور سے ملک علاء الدین کو مسلح اور مستعد دیکھکر اُسکے غدر اور مکر کا یقین حاصل کیا اور سمجھے کہ الماس بیگ کس کام مین ہی بیس ملک خرم رکیک نے الماس بیگ سے کہا کہ ہمنے تمھارے التماس کے موافق اپنے افواج دریا موج کو جدا کیا اور ہتھیار کھولڈالے تم مستعد جنگ دکھائی دیتے ہو الماس بیگ نے کہا کہ میرا بھائی چاہتا ہی کہ اپنا لشکر آراستہ اور مسلح اور مکمل نظر کیمیا اثر سے گذرانے اور مجرائے خدمت کرے بادشاہ بموجب اذا جاء القدر عمی البصر کے اسوقت بھی اُنکے مکر اور غدر سے کہ خرد و بزرگ پر روشن ہوگیا تھا پروا نہ لیگیا اتنا الماس بیگ سے کہا کہ باوصف روزہ داری کے اتنی راہ طی کرکے ملک علاء الدین کے پاس آیا ہون وہ یہ بھی نہین کرتا کہ زورق مین سوار ہوکر میرا استقبال کرے الماس بیگ عذار نے جواب دیا کہ میرا بھائی نہین چاہتا کہ خالی ہاتھ بادشاہ سے ملازمت کرے اور چاہتا ہی کہ مع اسباب پیشکش یعنے فیل واسپ ومال وجواہر گذرانکر خدمت کرے اور سامان افطار بھی ترتیب دیکر اُمیدوار ہی

کہ بادشاہ اُسکے مکان مین روزہ افطار کرے تو بسبب اس شرف کے اپنے ہمچشمون مین ممتاز ہووے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی غافل کشتی مین قرآن شریف کی تلاوت کرتا تھا وقت عصر تنگ تک ساحل پہونچکر کشتی سے باہر آیا ملک علاء الدین نے پیشتر جا کر ملازمت کی اور بادشاہ کے قدمون پر گر پڑا بادشاہ نے ازروے شفقت اور مرحمت کے اُسکے رخسارہ پر طمانچہ مارے اور اظہار محبت کے بعد فرمایا کہ مین نے باوصف تلطف تجھے تربیت کرکے مہر بدری سے بزرگ کیا اور ہمیشہ تو میری نظر مین فرزندون سے عزیز تر رہا اور ابتک تیری بوے طفلی میرے جامہ سے برطرف نہوئی کیونکر مین تیرے حق مین بدی کا اندیشہ کرتا یہ کہا اور ہاتھ ملک علاء الدین کا پکڑکے کشتی کیطرف روان ہوا ملک علاء الدین محسن کُش نے اس جماعت سے کہ مستعد اور مکمل سلطان کے قتل پر تھی اشارہ کیا محمود ولد سالم کہ حلاف سمانہ سے تھا ایک ضربت شمشیر سے سلطان کو زخمی کیا سلطان زخم کھاکر کشتی کیطرف دوڑا اور فرمایا ای علاء الدین بد بخت تونے یہ کیا ستم کیا اور اختیار الدین جو نعمت شاہ کا بروردہ تھا پیچھے سے آیا سلطان کہ ابھی کشتی مین سوار نہوا تھا پکڑ کر زمین پر گرا بالو ہنگام غروب آفتاب کہ افطار کا وقت تھا اُسکا سر مبارک کاٹکر علاء الدین کے روبرو لایا اور چند مخصوصان شاہ مرحوم مثل حشم وغیرہ تے پانون کشتی سے زمین پر رکھا تھا اُن سب کے سر کاٹکر زمین پر رکھے اور سر اُس تاجدار ہند کا تاج نیزہ کرکے کڑہ اور مانکپور مین پھرایا اور وہانسے اودھ لیگئے اور زبان حال سے یہ کہتے تھے کہ یہ سزا اس شخص کی ہو کہ دل اس دنیائے مکار پر رکھے اور فرزند اور پیوند پر بشتی یا نیوالا ہوکر ہزار مشقت اور خون جگر سے اُنمین آغوش عاطفت مین پالے سچ ہو جو کوئی کہ بصد ہزار آرزو ایک گلبن ہوا و ہوس کا زمین شورہ زار مین لگائے اور سر شک چشم اور خونابۂ دل سے اُسکی پرورش کرے بجاے پھول کے خار آزار چنے اور جو کوئی تخم نیکی بوستان دہر پُر فریب سے طمع رکھے آنکھ جہانمین اُسکی آندہ نیش جفا ہووے اور جس شخص نے باب صلح بند کرکے شر کا دروازہ کھولا ایک لحظہ فراغت سے نہ سویا فتنہ خفتہ کو بیدار کیا دنیا اور آخرت اسکام کے خیال گذرانی **مثنوی** سرائے آفرینش سرسری نیست × زمین و آسمان بے داوری نیست × دراندیش ای حکیم از کار ایام × کہ پاداش عملہا شد سرانجام × ازو ہاے ارہ سے اگر جمشید خوار ہی ہر موضحاک کے تن پر فریدون کے خوف سے بار کردار ہی سر ایرج کا اگرچہ پانون پر افتادہ ہی تیغ منوچہر کی سر سلم و تور پر آمادہ ہی سر سیاوش کا اگرچہ طشت مین ہی خون افزا سیاب تخم لالہ دشت مین ہی جگر داما کا اگرچہ تیغ متصرفان سے پر شنگاف ہی دار سیاست سکندری بھی پدیدار ہی خسرو اگر خاک و خون مین ہی حال شیرویہ جانتا ہی کہ کیونکر ہی سلطان مغز الدین اگر غرق بحر خون ہی آب گنگ خون سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سے کس لون ہی احوال بادشاہ جلال الدین کے قاتلونکا جو تو دلمین لاوے جانے کہ نیازی کے نقد منظوم تمام عیار ہی **مثنوی** صبح چو خور شید علم برفراشت × نقش وگر انتر نگاشت × تاخت چو بر سطح زمین مدمان × فیضر سان گشت بحر و بکان × تا کہ زا طوار تضاد قدر × مور ضعیفی بیکے رہگذر × بود نا سازی نفس لئیم × از پی یکدانہ دران رہ مقیم × سعی کنان ہر طرفے می شتافت × تا زتضا دانۂ مقصود یافت × دانہ کش از رہ چو برون پانہاد × چشم یکے مرغ بر و افتاد × حملۂ بیداد بران مور کرد × روز بر و چون شب دیجور کرد × کرد تقاضاے فرد برونش × بُرد چو منقار بخون خورد نش × ناشدہ آن مور سجلقش فرد × مرغ دگر حملہ در آمد برد × کرد درا یال بچنگان بند × تا سپرش از کزلک منقار کند × مرغکے از کردہ دول مور ریش × یافت ہمان لحظہ مکافات خویش × تا بتوانی بکسے بد مکن نیک زی و دشمنی خود مکن × پند نیازی بشنو زینہار × تا نخوری خون زبد روزگار × ثقات سے مروی ہو کہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کڑہ مین آنے کے وقت ملک علاء الدین کڑک مجذوب کی خدمت مین جو قصبہ کڑہ مین مدفون ہین گیا اور از روے عجز و انکسار کے خدمت کی مجذوب نے سر اُٹھاکر یہ جملہ فارسی کا سنایا پرسس کہ کند با بو جنگ ×

سر در کشتی تن در گنگ ۔ القصہ اُسیوقت چتر سفید سایبان جلال الدین کا ملک علاء الدین کے سر پر بلند کرکے تمام سلطنت دی اور ایک جماعت کہ اُسوقت قتل بادشاہ جلال الدین ہین ملک علاء الدین کی شریک تھی تھوڑے عرصہ مین بلاے عظیم مین مبتلا ہوئی اور اسفل السافلین کے درکات مین ہبوط کیا از انجملہ محمود ابن سالم ایک سال کے بعد مخذوم ہوا اور اندام اسکا خون فاسد کے غلیان سے پارہ پارہ اور گوشت اُسکے بدن سے جدا ہوا اور اختیار الدین دیوانہ ہوگیا نقد ہوش و حواس با تحفہ سے دیا اور شروع کیوقت نعرہ مارتا تھا اور کہتا تھا کہ سلطان جلال الدین تیغ ہا تحفہ مین رکھتا ہی سر میرا کاٹتا ہی اور الماس بیگ اور دوسرے کہ ترقی کی اُمید مین اس امر شنیع کے مرتکب ہوئے تھے تین چار برس مین ایسے مستاصل اور ہلاک ہوئے کہ ملک علاء الدین کے عہد مین اُنکا نشان باقی نرہا اور ملک علاء الدین نے اگرچہ چندے جہانکو ساتھ مقصد اپنے کے گذرانا لیکن آخر کو فلک مکار نے تیشہ اُسکے پانو نمین مارا کہ غماز ان اُسکا بھی اُسکے ہاتھ سے خراب ہوا کسواسطے کہ اپنے بھائیون اور فرزندون کو قید کیا اور اور مقربان معتبر کو حکم قتل دیا اور غلام پروردہ اور پروردہ اسکے نے جو کچھ اس بادشاہ کی حیات اور ممات مین کیا کسی گبرستان اور کفرستان مین واقع نہوا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ جب خبر شہادت سلطان جلال الدین کی ملک احمد حبیب کو کہ سپہ سالار فوج تھا پہونچی وہانسے پلٹ کر دہلی مین آیا اور ملکہ جہان حرم بادشاہ نے ناقص عقلی سے تعجیل کی جو کہ شاہزادہ ارکلیخان بلدۂ ملتان مین تھا اپنے چھوٹے بیٹے شہزادہ رکن الدین ابراہیم کو کہ ابتداے جوانی اور عنفوان شباب تھا اور امور جہانبانی سے کچھ خبر نہ رکھتا تھا بے مشاورت ارکان دولت تخت پر بٹھایا اور کیلوکھری سے دہلی مین آکر کوشک سبز مین نزول کیا اور عہدے اور جاگیرین درمیان امرا اور ملوک کے تقسیم کیے ارکلیخان کہ خلف الصدق بادشاہ کا تھا اور استعداد بادشاہی رکھتا تھا یہ خبر سُنتے ہی کوفتہ خاطر ہوا اور ملتان مین توقف کیا اور ملک علاء الدین کہ ارادہ سلطنت لکھنوتی رکھتا تھا ارکلیخان کی رنجش خاطر اور جلوس طفل بے تمیز و بے تجربہ سے تخت دہلی کا خیال کرکے دہلی کی بادشاہی کی فکر مین پڑا اور عبد سنہ سات مین کڑہ سے دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور دہلی مین پہونچکر اس مقام مین کہ مدنظر اُسکے تھا پہونچا مدت سلطنت سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی سات برس اور چند مہینے تھی والبقاء للملک المعبود۔ **ذکر بادشاہی سلطان فلک بارگاہ علاء الدنیا والدین بادشاہ علاء الدین خلجی الملقب بہ سکندر ثانی** جو بحسب تقدیر شام اجل نے افق مشرق سے بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے فرق پر سر بارا علاء الدین دریاے حیرت مین غرق ہوا اور مقربون سے مشورہ کیا کہ ان دو امر سے کہ لکھنوتی کیطرف جانا اور زر خرچ کرنا اور اقصاے بنگالہ تک لینا یا رہنا کڑہ مانکپور مین اور علم استقلال بلند کرنا اُنمین سے کیا اختیار کرنا چاہیے سب نے متفق ہوکر عرض کی ارکلیخان بادشاہزادہ شجاع اور صاحب سخاوت ہی اور لشکر کشی اور ملک گیری کے آداب خوب جانتا ہی وہ اور اُسکی ماں عنقریب انتقام طلب کرینگے اور اول جو ہم کہ پیش نہاد ہمت کیا جاے اسمین مناسب یہ ہی کہ کڑہ مانکپور مین مقیم ہوکر ملک نہر برالدین کو مع لشکر انتخاب اسی برسات مین لکھنوتی کیطرف روانہ کرین تو اُس حدود کو مسخر کرکے انتظام کرے اور جسوقت شاہزادہ ارکلیخان مع لشکر دہلی سے اسطرف متوجہ ہووے اور چارہ نہ رہے بعد طلوع سہیل کہ پانی بحور ہند کا اُتر جاویگا ہم بھی آب سرو سے عبور کرکے لکھنوتی اور بنگالہ مین جاکر علم مقاومت بلند کرینگے ملک علاء الدین کو یہ راے پسند آئی اور ملک نہر برالدین کے بھیجنے کی فکر مین تھا ناگاہ یہ خبر پہونچی کہ ملکہ جہان نے امرا اور ارکان دولت کے بے طلب مشورہ شہزادہ قدر خان کو بادشاہ رکن الدین موسوم کرکے تخت دہلی پر متمکن کیا ہی اور امرا اور سپاہ نے اس امر سے رنجیدہ خاطر ہوکر آثار خصومت ظاہر کیے ہین ملک علاء الدین بادشاہی سواد اعظم ہندوستان کی فکر مین پڑا اور تسخیر ملک پر آمادہ ہوا اور جمیع ولایات اُسطرف پر متصرف ہوا اور اپنے مقربون کو ساتھ خطاب ہاے شایان کے سرفراز کیا چنانچہ الماس بیگ کو

الغخان اور الف نصرت جالمیسری کو نصرت خان اور ملک نہر برالدین کو ظفر خان اور سنجر خسرو پورہ یعنے سالہ کو کہ جو اُسکا امیر مجلس تھا الپ خان خطاب دیا اور اپنے یارون کو جو امیر نہ تھے مرتبہ امارت مین پہونچایا اور جو کہ امرا تھے اُنکے منصب زیادہ کرکے جاگیرین عطا فرمائین اور اپنے اوپر بھی اسم بادشاہی اطلاق کرکے مع خزائن دیوگڑھ عین برسات مین کڑہ مانکپور سے دہلی کیطرف راہی ہوا اور اُسکا دست جواہر بخش ابر نیسانی کی طرح در افشانی مین آیا اور ہر روز بارگاہ مین بیٹھکر باتفاق نصرت خان خاص وعام کو صلہ دیتا تھا اور زر نجر دار اور ستر مع بار و اقمشہ باقطار مردم کے بذل وکرم مین تقصیر نکرتا تھا **نظم** بزر میتوان لشکر آراستن ۔ بلشکر توان گنجہا خواستن ۔ ہمہ کار دنیا بزر بستہ اند ۔ بزر رخنہا نے خطر بستہ اند ۔ منقول ہے جس جگہ کہ سراپردہ اُسکا برپا ہوتا تھا ایک منجنیق مختصر اُسکے آگے نصب کرکے ہر روز پانچ من زر سرخ وسفید اُسمین رکھکر خلائق پر چھڑکتا تھا اور جب یہ خبر گوش زد عالم ہوئی اطراف وجوانب سے فوج فوج درگاہ کیطرف متوجہ ہوئے **مثنوی** خزانہ ریز شد منزل بمنزل ۔ بزر کردہ کلید کار مشکل ۔ بہر منزل زبیش تخت تا دور ۔ فشاندے گنجہا بے منع گنجور ۔ چو بادہلی فتاد از فتح کارش ۔ گرفت از منجنیق زر حصارش ۔ سلطان علاء الدین جب بداؤن مین پہونچا بادشاہ رکن الدین ابراہیم نے نہایت بیخبری وخامی سے امرا اور ملوک کو مع لشکر گران اُسکے مقابلہ کو بھیجا جو فوج اُسکی بادشاہی سے راضی نہ تھی سلطان علاء الدین کی شریک ہوئی اور انعام ونوازش بہت پایا اور جب ساٹھ ہزار سوار قلم بند ہوا بداؤن سے قدم آگے بڑھایا اور ملکہ جہان اس خبر وحشت اثر سے نہایت مضطرب ہوئی اور بعد خرابی بسیار آدمی ملتان کیطرف روانہ کیے اور ارکلیخان کو مع الغوخان طلب کیا اُنھون نے جواب دیا کہ اب کام ہاتھ سے گیا اور لشکر دشمن کا شریک ہوا ہے اور خزانہ مین شش ماہہ مواجب نہین رہا ہمارا آنا کیا نفع بخشیگا **بیت** سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل ۔ چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل ۔ سلطان علاء الدین نے یہ خبر سنتے ہی بسبیل تعجیل طی مسافت کی اور بے تامل اب جو لنسے عبور کرکے صحرائے دردانہ جو دظاہر دہلی مین نزول کیا بادشاہ ابراہیم رکن الدین کو حرکت مذبوحی دلمین پہونچی اپنی جمعیت سے باہر آیا اور صف آرائی کرکے کچھ شوخی کی جب آپ کو مرد اُسکے میدان کا ند دیکھا دہلی مین پلٹ آیا اور اُسی رات کو اکثر امرائے جلالی جدا ہوئے اور بادشاہ علاء الدین سے جا ملے بادشاہ رکن الدین نے سلامتی فرار مین دیکھی قدرے ند خزانہ سے لیکر اپنی مان اور حرمون کو ہمراہ لیکر باتفاق ملک رجب اور ملک احمد حبیب اور ملک قطب الدین علوی اور امیر جلال تلنگانی کے راہ ملتان لی اور سلطان علاء الدین نے صحرائے سیری مین فرودگاہ کرکے سنوار اُسکے بعد وضع وشریف شہر کے اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے خطبہ اور سکہ اور جمیع رسوم بادشاہی بجالاکر مع کوکبہ اور دبدبہ عظیم آخر ۶۹۶ھ چھ سو چھیانوے ہجری مین داخل دہلی ہوا اور سریر شاہی پر جلوہ گر ہوا اور وہانسے لعل محل مین آیا اُسکو دار السلطنت بنایا اور تین روز جشن برپا کیا اور قبہ آویزان کیے اور شراب وکباب کی جون مین سبیل ہوئی کار ہو ولعب نے رواج پکڑا اور بادشاہ نے غرور دولت اور جوانی کی مستی سے عیش وطرب مین کوشش کرکے خلائق کو ایسا فریفتہ کیا کہ سب نے راغب اور مائل ہوکر رنج بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے قتل کا دلون سے محو کیا **بیت** سخاوت مس عیب را کیمیاست ۔ سخاوت ہمہ درد ہا را دواست ۔ اور اُسوقت اعوان وانصار کی تقویت کی کوشش کی ہر ایک کو ساتھ ایک شغل اور خطاب سے نوازش فرمائی اور پرگنات اور ولایات تقسیم کیے چنانچہ خواجہ خطیر کو کہ ساتھ نیکی ذات اور پسندیدگی صفات کے اشتہار رکھتا تھا وزارت اور قاضی صدر الدین عارف جو ساتھ صدر جہانکے مخاطب تھا قضاے ممالک اور منصب خطابت اور فخر الخطباء سید اجل شیخ الاسلام ارزانی رکھا اور دیوان انشا بعہدۂ عمدۃ الملک ملک حمید الدین

ور ملک اعزالدین کے مفوض ہوا اس سبب سے کہ ملک اعزالدین ساتھ فضائل صوری اور معنوی کے آراستہ تھا اپنی مصاحبت اور قرب مین خصوصیت بخشی اور نصرت خان کو جو نائب ملک تھا شہر کا کوتوال کیا اور ملک فخرالدین کوچی ساتھ زادیگی کے مقرر ہوا اور ظفر خان بختیاری ممالک ہوا اور ملک ابوجلال الدین آخور بیگ اور ملک برن باربک کا نائب ہوا اور ملک علاء الدین چچا ضیاے برنی کڑہ اور اودھ کی جاگیر پر سربلند ہوا اور ملک جونا نائب وکیلدر اور موید الملک ضیاے برنی کے باپ نے نیابت اور خواجگی قصبہ برن کی پائی اور اوفاق کو اہل استحقاق پر مسلم رکھکر خوشدل کیا اور تمام لشکر کو مواجب شش ماہہ کے سوا انعام دیکر ان ابیات پر عمل کیا

ابیات رخنہ گر ملک سر افگندہ بہ ٭ لشکر بدعہد پراگندہ بہ ٭ سر نکشد شاخ نواز سرو بن ٭ ناتنی گردن شاخ کمن ٭

پھر اولاد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا استیصال پیش نہاد ہمت کیا اور الماس بیگ الغخان اور ملک نہر برالدین ظفر خان کو اُنیسوین تاریخ ذی الحجہ سنہ مذکور کو مع چالیس ہزار سوار ملتان کی طرف روانہ کیا اُنھون نے منزل مقصود مین پہونچکر ملتان کو محاصرہ کیا اور دو مہینے کے بعد مردم ملتان اور لشکر ترک رفاقت ارکلیخان اور بادشاہ رکن الدین ابراہیم کی کرکے ساتھ الماس بیگ الغخان اور ملک نہر برالدین ظفر خان کے شریک ہوئے اور دونون بھائی نے مضطرب ہوکر شیخ رکن الدین قدس سرہ کے وسیلہ سے الماس بیگ سے بعہد و پیمان ملاقات کی اور اُسنے شرائط تعظیم بجالاکر اپنے سراپردہ کے قریب جگہ دی اور فتح نامہ مسرعان کے ہاتھ بھیجا اور جب فتحنامہ دہلی مین منبرون پر پڑھا گیا اور سامان جشن آراستہ کرکے شادیانے بجائے اور اُسکے بعد وہ الماس بیگ الغخان مع فرزندان اور امراے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے دہلی کیطرف پھرا اور درمیان راہ کے ملک نصرت خان کہ کوتوال دہلی تعین ہوا تھا الماس بیگ الغخان کے پاس پہونچا اور بسیران بادشاہ جلال الدین خلجی اور الغوخان نبیرۂ چنگیز خان کہ داماد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی تھا اور ملک حبیب کہ نائب امیر حاجب ہوا تھا اُنکی آنکھون مین میل کھینچکر حشم و اموال پر اُنکے متصرف ہوا اور اُن دونون شاہزادۂ مظلوم کو قلعۂ لانسی مین قتیلہ کیا اور ارکلیخان کے دو بیٹون کو تیغ ظلم سے شہید کرکے روضۂ رضوان کیطرف راہی کیا ملک احمد حبیب کہول اور حرمہاے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اور اُسکے بیٹون کے حرمون کو مع ملکہ جہان دہلی مین لاکر حبس مین نگاہ رکھا اور دوسرے برس جلوس کے ملک نصرت خان منصب وزارت پر سرفراز ہوا وہ مال کہ سلطان علاء الدین نے ابتداے جلوس مین در اثناے راہ مصلحۃً امراے جلالی پر قسمت کیا تھا اُسے واپس لیکر کل روپیہ خزانہ مین لایا اور ملک علاء الدین کنکڑہ سے ساتھ اموال اور خزانے کے دہلی آیا تھا ساتھ خطاب علاء الملکی کے فائز ہوکر دہلی کا کوتوال ہوا اور اُسی سال دواخان حاکم ماوراء النہر نے بقصد تسخیر ممالک پنجاب اور ملتان اور سند قریب سو ہزار مغل کو نامزد ولایت ہندوستان کیا اور اُسنے آب سند سے گذر کر تاخت و تاراج و خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جب یہ خبر بادشاہ علاء الدین کو پہونچی الماس بیگ الغخان اور ملک نہر برالدین ظفر خان کو مع سپاہ بیکران اُنکے دفع کیواسطے روانہ کیا اور حدود لاہور مین دونون مدفعین پہونچکر حرب و ضرب مین مشغول ہوئین جو فتح و شکست کا مختار خدا ہے مغلون نے ہزیمت کھائی اور تخمیناً بارہ ہزار مغل حلقہ تیغ خون آشام ہوئے اور اکثر امراے معتبر اُنکے اسیر اور دستگیر ہوکر بعقوبت تمام ہلاک ہوئے اور الماس بیگ الغخان نے مغلون کے سرون کو مع زن و فرزند اُنکے جو اسیر ہوئے تھے دہلی مین بھیجے اور ان دونون کامون کے سبب سے کہ گرفتاری اولاد و انصار جلالی اور فتح مغل سے شوکت و حشمت اور شاہ علاء الدین کے دلمین جاگزیں ہوئی حکام اور ملوک اطراف کے اُسکے معتقد ہوئے اور اُسکا لشکر جسطرف جاتا تھا فتح و ظفر سے اختصاص پاتا تھا بادشاہ علاء الدین نے اُسکے بعد اپنے بھائی الغخان کے اتفاق سے ان امراکے دفع مین جنھون نے مزخرفات

دنیوی کی طمع سے بادشاہ جلال الدین کی اولاد سے بیوفائی کرکے بنیاد آخرت برباد دی تحقی مشغول ہو کر سبکو گرفتار کیا بعضونکی آنکھون مین میل کھینچی اور بعضونکو قلعون مین بھیجکر محبوس کیا اور مال و اسباب اور ساز و سلب ناحق شناسون کا قریب ایک کروڑ روپیہ کے خزانہ مین لاکر خاندان اُنکا برباد کیا لیکن ملک قطب الدین علوی اور ملک نصیر الدین شحنۂ پیل اور ملک امیر جلال جو امرائے جلالی سے تھے اور اُسکے بیٹو تسے مُنھ نہ پھیرا تھا اور سلطان علاء الدین سے کچھ نہ لیا تھا زندہ چھوڑے اور مادام الحیات مسند عزت اور امارت پر متمکن رہے اور اوائل ۶۹۷ھ سو ستانوے ہجری مین الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان کو مع امرائے کثیر تخنگاہ اور ولایت سند کی فوج سے گجرات کی تسخیر کو بھیجا اور اُنھون نے نہروالہ اور تمام گجرات تاخت و تاراج کرکے مسخر کیا اور رائے کرن والی نہروالہ بھاگ کر دکن مین رام دیو والی دیوگڑھ کے پاس پناہ لیگیا اور چند عرصہ کے بعد ولایت بگلانہ مین کہ گجرات سے تعلق رکھتا تھا اور دکن کی سرحد مین واقع تھا گیا اور رام دیو کی حمایت سے وہان متوطن ہوا اور امرائے بادشاہی زنان رائے کرن کو کہ سرآمد اُنکی کنولادی تھی مع مال و اموال و خزانہ وغیرہ اپنے قبضہ مین لائے اور ایک بت کہ برہمنون نے اس سومنات کے عوض کہ جسے سلطان محمود غزنوی نے توڑا تھا تیار کرکے اپنا معبود بنایا تھا اور اُسے بھی سومنات کہتے تھے وہانسے دہلی مین بھیجکر پیش خلائق کیا اور ملک نصرت خان نے کنبایت مین جاکر وہانکے باشندونسے مال و جواہر بیقیاس لیا اور کافور ہزار دیناری کو کہ آخر بادشاہ علاء الدین نے اُسے نائب ملک کرکے ملک نائب خطاب دیا تھا اُسکے صاحب سے بستم لیا اور اُسوقت الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان نے کہ گجرات کو نہیب و تاراج کیا تھا حوزۂ دیوان دہلی مین کل سات ہزار مرد معتبر اور امین کے سپرد کرکے مع غنائم موفورہ مراجعت کی اور جب قلعہ جالور کے اطراف مین پہونچے مردم لشکر کو خمس غنائم کیواسطے اور سوائے اُسکے مواخذہ کرکے بہ تعذیب و تشدید زیادہ طلبی حد سے تنگ کیا اسواسطے بعض مغل نے کہ جنکو نومسلم کہتے تھے اور مقدم اُنکا محمد شاہ نام رکھتا تھا مع اور لوگونکے کہ وہ بھی مواخذہ سے عاجز آئے تھے متفق ہوکر جمعیت بہم پہونچائی اور ملک اعز الدین جو بھائی ملک نصرت خان اور امیر حاجب الماس بیگ الغخان کا تھا یکایک اجل کیطرح اُسکے سر پر آئے اور اُسے قتل کرکے الماس بیگ الغخان کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہوئے الماس بیگ الغخان کہ اجل اُسکی نہ پہونچی تھی دوسری طرف سے بھاگ گیا اور اپنے تئین پیادہ ملک نصرت خانکی بارگاہ مین پہونچایا اور باغیون نے سلطان کے بھانجے کو الماس بیگ الغخان گمان کرکے قتل کیا اور ملک نصرت خان نے فوراً نقارۂ جنگ پر چوب ماری مردم لشکر اس گمان سے کہ راجہ جالور یا دوسرا غنیم پہونچا ہوا اُسیوقت جنگ پر آمادہ ہوئے اور فوج فوج بارگاہ نصرت خان کیطرف دوڑے اور مفسدونکی گرفتاری کا قصد کیا اور وہ متفرق ہوکر اطراف و جوانب مین بھاگ گئے اور چند روز کے بعد الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان فوج کے تعاقب سے بہ تنگ آئے سب ہمیر دیو راجہ رنتھنبور کے پاس کہ نتھورلے حاکم اجمیر کی احفاد سے تھا پناہ لیگئے الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان ترک تعاقب کرکے مع غنائم و اموال و اثقال دہلی مین پہونچے بادشاہ علاء الدین کنولادی کو جو حسن صورت اور سیرت اور حرکات شیرین اور تکلم نمکین مین ہندوستان مین شہرت رکھتی تھی مسلمان کرکے اپنے عقد نکاح مین لایا اور کافور ہزار دیناری کو منظور نظر کرکے اُسکی محبت کا زنار اپنی کمر جان مین باندھا اور طیلسان اُسکے عشق کی دوش عقل و خرد پر ڈالی زمام دین و دانش کی ہاتھ سے دی اور اولاد اور اتباع اُن لوگون کے جو جالور کے فساد مین ساعی تھے گرفتار کرکے اُنپر سیاست کی اور فرمان سلطان کے موافق ملک نصرت خان کے واسطے انتقام زنان و طفل شیر خوارہ اُن لوگون کے کہ قتل مین اُسکے بھائی کے سعی کی تھی جلادون کے سپرد فرمایا تو طفلان شیر خوارہ کو بطریق گرز و سنگ سر پر اُنکی ماؤن اور بہنون کے اسقدر مارین کہ مثل روئی دھنی کے پاش پاش ہوکر ہلاک ہوئین اور چوراہہ بازارمین رسواکرکے ہندؤنکو بخشا

۱۵ ہزار کنیز کو سلطان علاء الدین نے اپنے لئے رکھا

اور قبل اسکے دہلی مین یہ رسم نہ تھی کہ کسی کے جرم کے سبب اولاد و اتباع کو سیاست مین کرین اور اس سال جسوقت لشکر دہلی اور گجرات کی تسخیر مین مشغول تھا چلدی نام اور اُسکا بھائی آنکہ قلعہ سیوستان پر متصرف ہوئے خان ظفر شعار ملک نہر برالدین ظفرخان کو مع فوج کثیر استظہار معین فرمایا اور اُسنے سیوستان کو محاصرہ کرکے عرصہ قلیل مین مفتوح کیا اور چلدی اور اُسکے بھائی کو مع اولاد و اتباع کہ عورات اور عیال و اطفال کے سوا ایک ہزار اور سات سو مغل تھے طوق و زنجیر مین مطوق اور مسلسل کرکے دہلی مین بھیجا اور خود بھی پیچھے سے دہلی مین آیا اور عفدری اور دلاوری ملک نہر برالدین ظفرخان نے شہرت پائی بادشاہ علاء الدین نے اسے نجابت خان مخصوب کیا اور اُسی سال کے آخر مین قتلق خواجہ ابن دوالمان مسمّی تمر مغل یعنی دو لاکھ سوار لیکر بقصد تسخیر ہندوستان ماوراء النہر مین آیا اور آب سند سے عبور کرکے قصبات اور قریات کو جو سر راہ پروانچہ تھے ملک ارتقا تصور کرکے آسیب نہ پہونچایا اور مسافت کے بعد ساحل جون پر فروکش ہوئے اور دہلی کے مواضعات تک جو خلق کثیر نے شہر اور قصبات اور رخطہ اور نواحی مین مسکن کرلئے تھے تاراج آوردند تمر بہادر کو ہزار سوار کو ہزار و بادار اور حملات مین جنگ بیٹھنے والا یکتا دہ ہونیکی نہ رہی خلق انبوہ عاجز اور بہ تنگ آئی اور راہ آمد و رفت غلہ اور اذوقہ کے مسدود ہوئے اور غیر گرانی تمام چیزون مین ظاہر آئی لوگ حیران ہوئے سلطان علاء الدین نے دہ ہزار سوار ملوک کو طلب کرکے سامان جنگ مہیا کیا باوجود یکہ بعض امرا جنگ سے ممانعت کرتے تھے اور لشکر ہندوستان کی زبونی دلائل سے معروض رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ کار جنگ خطرناک ہے اور جنگ دوسرا رکھتی ہے بادشاہ نے انکا قول نپذیرفتہ کیا اور یہ فرمایا کہ بادشاہان نامدار کو جنگ و کارزار سے حذر کرنا حال سلطنت کے لائق نہین ہے بیت کسے کو کلاہ کیان می نہد سر خویش اور میان می نہد بہ کہ کمر محافظت شہر اور ملحقات اور تعزانہ کی علاء الملک کوتوال کے ذمہ مقرر کی اور دروازون کے دروازے کے سوا چھاٹک بندی کرکے ساتھ کوکبہ اور دبدبہ شاہی کے بروایت صحیح تین لاکھ اور دو ہزار اور سات سو فیل جنگی اور کارآمد لیکر شہر سے برآمد ہوا اور میدان کیلی مین طرفین سے طبل جنگ بجنے لگے اور صفوف حرب آراستہ ہوئین اور ہندوستان مین بعد ارتفاع روایت اسلام کسی عہد و عصر مین ایسے دو لشکر عظیم آپسمین مقابل نہ آئے تھے اور ابتک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور پندرہ کو پہونچی ہے اس قسم کی دو سپاہ کینہ جو مقابل ایک دوسرے کے صف آرا نہوئی تھی الغرض بادشاہ علاء الدین سکندر ثانی ترتیب افواج مین مشغول ہوا میمنہ ملک نہر برالدین ظفرخان سے جو شجاعان روزگار اور مبارزان کارنگار سے تھا اور جاگیر سمانہ اور پنجاب اور ملتان رکھتا تھا آراستہ کی اور میسرہ اپنے بھائیون الماس بیگ الغخان اور رکن خان سے کہ قوت بازو اور پشت پناہ اُسکے تھے محکم کی اور خود مع ملک نصرت خان اور بارہ ہزار سوار کہ سب جوان خوب اور یکہ تھے مع فیلان بنیشما پر آگے بڑھا اب ذکر اس جنگ کا مقابلہ نمبر سے مین بیان ہوگا ذکر قطب الفلک عشرت و کامرانی سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کا ۔ ماہ محرم کی آٹھوین تاریخ ۷۱۷ سات سو سترہ ہجری مین سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے قدم تخت شاہی ہندوستان پر رکھا اور منبشر اور بشیر کہ سردار نائبان تھے اور بعد قتل ملک نائب کے اپنی ذات کو موجود تصور کرکے اعمال ناپسندیدہ اُنسے سرزد ہوتے تھے قتل کیا اور باقی نائبان کو قصبات اور پرگنات مین متفرق کیا خاطر اس سبب سے مطمئن کی اور ہر ایک امرا کو بقدر مراتب نوازش فرماکر حمایت ملیل و علم کیا اور اپنے قدیم غلامون کو عمدہ ہاے قدیم اور جاگیرین عطا فرمائین اور ملک دینار تخمہ پیل کو ظفرخان اور محمد مولا اپنے چچا کو شیر شاہ اور مولانا ضیاء الدین بہر مولانا شہاب الدین خطاط کو عمدہ جہان خطاب دیا اور ملک قرا بیگ کو اپنے قرب مین اختصاص دیا و حسن نام ہمدوازیچہ کہ پہلوان گجرات سے تھا اور

ملک نائب

ملک شادی نائب خاص کو کہ بادشاہ علاء الدین نے اُسے پالا تھا اپنے التفات سے سرفراز کرکے خسرو خان خطاب دیا اور رشتہ محبت سے ملک نائب تمام لشکر کا کیا اور ملک شادی اُسکے سپرد فرمایا اور یہانتک اُسپر شیفتہ اور فریفتہ ہوا کہ منصب وزارت پر بدون دریافت استعداد اس شغل کے منصوب کیا **بیت** گنجینہ مدہ بہر گدائے ء ترسم کہ کند جہان خطائے جو کہ بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ خوف قتل اور محنت حبس و زندان کھینچے ہوئے تھا اوائل سلطنت مین خوش خلق اور رحم دل رہا اور سنہ ۷۱۷ھ ہزار محبوس رہا کیے اور جلالیون کو اطراف سے طلب کرکے اُنپر ہاتھ بذل و احسان کا کھولا اور تمام قوم کو مشمول ماہم صاحب عنایت فرمایا اور مناصب اور جاگیر امرا اور ملوک کو زیادہ کرکے دل اور کیسہ اور ہمیان کو مدت سے مانند دست بخیلون کے خالی تھا مثل چشم و دل جوانمردون کے پُر کیا اور مردم کوچہ و بازار نے برسون کے بعد درم اور دینار کا منہ دیکھا اور اہل احتیاج کی عرضیان جو مدت سے مندرس ہوئین تھین ملاحظہ مین گذرین اور موافق ارادہ اور التماس کے جواب سے مخاطب خاص سے مزین ہوئین اور علما اور صلحا اور ارباب استحقاق کا وظیفہ اور اوراد اضافہ کیا زمینداریون کے دیہات زمینداری جو بادشاہ علاء الدین کے عہد مین خالصہ مین آئے تھے پھر اُنکو ملے اور خراج گران اور سخت طلبی کہ معمول قدیم تھا موقوف کیا آزاد اور ہوسون نے کہ بالکل ملک عدم مین رخت کھینچا تھا آہستہ آہستہ ملک وجود مین قدم رکھا بلکہ جمیع قواعد اور ضوابط عہد علائی کو کہ ہر ایک شامل ایک مصلحت اور حکمت تھے درمیان سے اٹھائے اور نرخ اشیا کو بھی برہم مارا اگرچہ ظاہر مین شراب کی ممانعت مین کوشش کرتا تھا لیکن جو بادشاہ خود عیش و عشرت اور جود و سخا سے اندازہ اور غفلت کے سوا دوسرا کام نہ رکھتا تھا اس سبب سے آدمی ارتکاب خمر سے متنبہ اور ممنوع نہوئے فسق و فجور مین کوشش کرتے تھے اور عہد علائی کے قواعد خلل مین آتے تھے اور جو حادثہ گجرات قوی ہوا تھا بادشاہ قطب الدین اُس فساد کی تسکین اہم جانکر عین الملک ملتانی کو جو سرداران معتبر علائی سے تھا اور ہمیشہ خدمات بزرگ پر تعین ہوتا تھا مع لشکر جرار گجرات کے دفع فساد کیواسطے روانہ کیا اور اُسنے وہان جاکر اُن لوگون کو کہ بانی فتنہ و فساد ہوئے تھے بزور شمشیر زیر کیا اور نہروالہ اور گجرات از سر نو ضبط مین لایا اور اُس ملک کے زمیندارون کو مطیع اور فرمانبردار کیا اُسکے بعد سلطان قطب الدین ظفر خان کی دختر اپنے حبالہ نکاح مین لایا اور اُسے گجرات کا صاحب صوبہ کیا اور اُسنے تین چار مہینے کے عرصہ مین گجرات کو خس و خاشاک اہل بغی اور فساد سے ایسا پاک کیا کہ اُنکا اثر اُس دیار مین باقی نہ رہا اور وہان کے راجاؤن اور زمینداروں سے زر خطیر وصول کرکے خزانہ مین بھیجا اور جو بعد وفات بادشاہ علاء الدین کے ہر پال دیو دامادرام دیو باتفاق راجہاے دکن ولایت مرہٹ پر متصرف ہوکر مردم بادشاہی کو دکن سے باہر کرکے قلعہ دیوگڑھ کو محاصرہ مین رکھتا تھا بادشاہ قطب الدین نے دوسرے برس جلوس کے لشکر گران دیوگڑھ کیطرف کھینچا اور غلام بچہ شاہین نام کو وفا بیگ خطاب کرکے واسطے نیابت غیبت کے دہلی مین چھوڑا اور جب حدود دیوگڑھ مین پہونچا ہر پال دیو اور دوسرے راجاؤن نے کہ قلعہ دیوگڑھ مین اجتماع کیا تھا تاب مقاومت نلاکر متفرق ہوئے بادشاہ نے ایک جماعت امرا اُنکے تعاقب کیواسطے مقرر کی وہ شرط تعاقب بجالائے یعنے ہر پال دیو کو دستگیر کرکے بادشاہ کے روبرو حاضر کیا بادشاہ نے حکم دیکر اُسکا پوست کھینچوایا اور سر اُسکا دیوگڑھ کے دروازہ پر لٹکایا اور سلطان بارش کے سبب چند روز وہان توقف کرکے ولایت مرہٹ بھی تصرف مین لایا اور شہر دیوگڑھ مین ایک مسجد جو اب تک موجود ہے تعمیر کروائی اور گلبرگہ اور رسا غر اور دھور سمند اور دوسرے ممالک مین تھانے بٹھلائے اور ملک بیگ لکھی کو جو بندگان علائی سے تھا لشکر دکن کے اتارہ

۷۱۸ھ

عنایت فرمائے اور مرہٹ کو امرا کی جاگیر مین تقسیم کیا اور باپ کیطرح معشوق کی تربیت مین مشغول ہوکر خسرو خان کو چتر اور دور باش دیا اور امرائے معتبر ہمراہ کرکے معبر کیطرف روانہ کیا اور خود دہلی مراجعت کی اور راستہ مین شراب مدام اور غفلت دوام کی ملک اسد الدین جیپرے بھائی بادشاہ علاء الدین کے سر مین سرداری کا داعیہ واقع ہوا ساتھ ایک جماعت سرہنگون کے اتفاق کرکے عہد کیا کہ جب سلطان کاتی ساکون سے گذر کر حرم مین جاوے گا اُسوقت سلاحداروں اور نایکون اور تمام محافظون کو کوئی اُسکے پاس نہ پہنچنے حرم مین جاکر اُسکا کام تمام کرین اتفاقاً اُس شب کو کہ سلطان کاتی ساکون سے عبور کیا چاہتا تھا ایک ہمراہی ملک اسد الدین نے سلطان کیخدمت مین حاضر ہوکر سب حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے اُسی مقام مین قیام کیا اور بعد ثبوت جرم ملک اسد الدین کے قتل کا حکم نافذ فرمایا اہلکارون نے حکم کے موافق عمل کیا یعنے اُسے گرفتار کرکے گردن ماری اور بیس نفر کہ دہلی مین تھے اور اس مصلحت مین اُنھین کچھ مداخلت نہ تھی اور بعضے اس سفر مین تھے اُسکے حکم سے اُنھین بھی سیاست ہوئی اور جب جھاین مین پہونچا شادی کھنہ سردار سلاحداران کو گوالیار کیطرف بھیجا تو خضر خان اور شادی خان اور ملک شہاب الدین کہ قبل اُسکے میل اُنکی آنکھ مین کھنچی تھی قتل کیا اور اُسکے اہل وعیال کو دہلی مین لایا سلطان قطب الدین نے خضر خان کی منکوحہ دیولدی کو اپنے حرم مین داخل کیا اور جب گجرات اور دکن اور تمام ممالک ہندوستان کو اپنے تصرف مین دیکھا امرا اور ملوک کو اپنا فرمان بردار اور مطیع پایا اور مدعی ملک مین نہ رہا مستی شراب اور جوانی اور دولت سے نخوت اور غرور اُسکے دماغ مین پیدا ہوا اور اجرائے کام مین کسی سے مشورہ نکرتا اور کسی مخلص اور دولتخواہ کا قول سماعت نفرماتا اور اگر کوئی شخص دولتخواہی اور خیر سگالی سے کوئی بات اُسکے خلاف رائے عرض کرتا روگردانی کرکے زبان اُسکی دشنام اور اہانت مین کھولتا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ کسی کو اتنی قدرت نرہی کہ رمز و اشارہ سے وہ بات جو شامل اُسکے فلاح اور صلاح ہووے عرض کرسکے آخر کو اخلاق کریمہ اُسکے اوصاف ذمیمہ سے مبدل ہوئے اور قہر و سیاست کا عادی ہوا اور باپ کی طرح خون ناحق پر کمر باندھی از انجملہ ظفر خان والی گجرات کو جو اُسکا رکن رکین سلطنت اور اعیان دولت تھا بے صدور قصور قتل کیا اور اُسکے بعد ملک شاہین کو جو وفا بیگ خطاب رکھتا تھا ارباب غرض کے بھڑکانے سے ناحق ہلاک کرکے اُسکا مظلمہ اپنی گردن پر لیا اور علاوہ اسکے وہ کام کہ جنکے ارتکاب سے زوال دولت اور منافی بقاے سلطنت ہوا پنا شعار کیا اور خضر خان جو کہ حضرت نظام الدین اولیا کا مرید تھا عداوت کرکے زبان سرزنش اور طعن اُنکی نسبت کھولی اور کلام نامناسب کہے اور شیخ زادہ حام کو جو اُنکے مخالفون سے تھا اپنے تقرب مین اختصاص بخشا اور شیخ رکن الدین کو شیخ زادہ کے تعصب سے ملتان سے طلب کرکے اُسکی عزت و احترام مین ساعی ہوا اور اکثر اوقات اپنے تئین ساتھ زیور اور لباس عورتون کے آراستہ کرتا تھا اور مجمع مین حاضر ہوتا تھا اور زمان نہرالہ اور سنجرہ کو قصر ہزار ستون پر طلب کرکے ساتھ امراے کبار مثل عین الملک ملتانی اور قرا بیگ کے کہ چودہ محل رکھتا تھا اور مثل ان لوگون کے اور ونکی بیزل اور اہانت کرواتا تھا اور وہ حرکات زشت اور ناشایستہ بجالاتی تھین اور وہ بدبختین مادرزاد برہنہ ہوکر اُن بزرگون کے مقابل آتی تھین اور اُنکی پوشاک پر پیشاب کرتی تھین علاوہ اسکے اور حرکات غیر مکرر کی مرتکب ہوتی تھین اور سامان اُسکی زوال سلطنت بلکہ خاندان علائی کا مہیا اور آمادہ کرتی تھین اور ظفر خان کے قتل ہونے کے بعد حکومت گجرات حسام الدین برادر مادری خسرو خان کو دی اور حسام الدین بھی بادشاہ کا منظور نظر تھا جسوقت خسرو خان حاضر نہوتا اُسکے عوض حسام الدین قیام کرتا تھا اور جب حسام الدین گجرات مین پہونچا اور عزیز و اقارب اُسکے پٹن نگاور اُسکے اطراف و اکناف مین رہتے تھے اُنسے آمیزش کرکے نہایت نادانی اور کم تجربگی سے مخالفت آغاز کی اور امراے گجرات کہ

کہ ابتک اپنے حال پر تھے سب نے متفق ہو کر حسام الدین کو گرفتار کر کے درگاہ سلطانی مین روانہ کیا جو ہین سلطان کی اُسپر نظر پڑی
دوبارہ بمقتضاے شہریت و عالم جوانی حسام الدین کو قید سے رہائی دیکر اپنے تقرب مین سرفراز کیا لیکن امراے گجرات و اعیان درگاہ
اُسکے رہا ہونے سے دلمین نہایت آزردہ ہوئے اور حکومت گجرات کی حسام الدین کے بعد ملک وجیہ الدین قریشی کو مفوض ہوئی
اور وہ گجرات کے انتظام اور آبادی مین کہ حسام الدین نے خراب اور ویران کیا تھا مشغول ہوا اور اُسی عرصہ مین یہ خبر پہونچی
کہ ملک بیگ لکھی حاکم وکن نے رواے خصومت بلند کر کے بغاوت پر کمر باندھی ہے سلطان نے ایک جماعت کو امرا سے نامدار سے
مع لشکر گران اُسکے فساد کے دفع کیواسطے روانہ کیا اور اس جماعت نے جاکر اپنی حسن تدبیر سے ملک لکھی کو مع اور مفسدون کے
کہ بانیٔ فتنہ اور بانی فساد تھے دستگیر کیا اور دہلی مین لائے بادشاہ نے ملک لکھی کے ناک اور کان کاٹکر اور دوسرون کو انواع عقوبت سے
قتل کیا اور ملک عین الملک ملتانی کو دیوگڑھ کی حکومت پر اور ملک تاج الدین پسر خواجہ علاء الدین کو اس ولایت سے مشرف کر کے
رخصت کیا اور ملک وجیہ الدین کو گجرات سے طلب کر کے منصب وزارت پر منصوب فرمایا اور تاج الملک کے خطاب سے مخاطب کیا اور
جب معبر پر پہونچا وہان کے حاکم نے مقابلہ نہ کیا مع خزائن و اسباب فرار ہوئے لیکن خواجہ تقی نامے ایک سوداگر جو مال فراوان رکھتا تھا
اور ساتھ اس اعتقاد کے لشکر اسلام مجھے آزار نہ پہونچاویگا اُسنے راہ فرار نہ پائی تھی ظلم و تعدی سے اُس بیچارہ کا بھی زد خطیر
لوٹکر قتل کیا اور وہان سے تلنگ گیا وہان کا راجہ حصاری ہوا اُسے محاصرہ کیا اور اُسے عاجز کر کے ایک سو ایک زنجیر فیل اور
علاوہ اُسکے اور تحف و نفایس لیکر امان دی پھر وہان سے کتلی کیطرف روانہ ہوا اور بیس زنجیر فیل اور ایک الماس وزنی چھ درم کا
اُسکے ہاتھ آیا پھر معبر کے سمت مراجعت کی اور موسم برسات وہان بسر لیگیا اور سرکشی کا دعوی کر کے چاہا کہ امراے معبر کو جو اُسکے
ہمراہ تھے قتل کر کے اُس ولایت پر بھی استقلال سے قبضہ کرے لیکن تلیغہ حاکم جزیرہ کوہ اور ملک تیور حاکم چندیری اور ملک
کل افغان کہ امراے عمدہ اور نامی اُسکے سے تھے اس ارادہ پر مطلع ہوئے اور اجتماع کر کے پیغام دیا کہ ہم تیرے اندیشہ سے واقف
ہوئے زحمت بیہودہ لیجانا کچھ فائدہ نہین رکھتا لازم کہ یہ خیال محال اپنے سر سے باہر کرے اور اس سے پیشتر کہ یہ راز فاش ہو دہلی کیطرف
مراجعت کر جب خسرو خان نے جانا کہ کام آگے بڑھا دینا بالضرورۃ معبر کو امراے عمدہ کو سپرد کر کے دہلی کی معاودت کا عازم ہوا
اور امرا کہ ایسی خدمت پیش لیجا کر سوطرح کی امید تحسین اور سرافرازی کی رکھتے تھے عرایض مبنی حقیقت حال درگاہ سلطانی مین
ارسال کین لیکن بادشاہ نے کہ خسرو خان کی محبت اور اُسکے وصال پر عقل و خرد برباد دی تھی یہ حکم نافذ کیا کہ خسرو خان جہان
پہونچا ہوا اُسے پالکی مین سوار کر کے ہر منزل مین کہار سہم پہونچا کر بسرعت تمام حضور مین روانہ کرین امرا نے حکم کے موافق
عمل کیا اور سات دن مین اسے دہلی مین پہونچایا اور جب خسرو خان نے ملازمت کی اُسوقت کہ بادشاہ کو اُسکی آرزو تھی
گریہ وزاری آغاز کر کے التماس کی کہ امرا میری ہمراہی سے ننگ رکھتے تھے اس سبب سے مجھے اس تہمت مین متہم کر کے
ساتھ نکوہی کے منسوب کیا بادشاہ کہ عاشق اور شیدا تھا اُسکے دروغ کو سچ سمجھکر امرا پر بدظن ہوا اور جیکہ امرا ترقیخواہ
اُسکے داغلہ کے بعد آنے ہر چند اندیشہاے فاسد اور ناصواب خسرو خان کے بیان کیے اور اپنے صدق دعوی پر گواہ
گذرانے کچھ فائدہ نہوا بلکہ طریق مکابرہ اور دلایل ناصواب اختیار کر کے اُنھین منصب اور جاگیر سے معزول کیا اور
نظر بند کر کے دربارداری سے ممانعت فرمائی اور ولایت چندیری کو تغیر کر کے اسکے بیٹے کو عنایت فرمائی اور ملک تلیغہ کو
تمانچہ مارے اور جاگیر اس سے لیکر قید خانہ مین بھیجا اور گواہون کو زیر چوب لاکر بیعزت کیا اور تمام خلائق کو
معلوم ہوا کہ خسرو خان کے بارہ مین کلام کرنا پشیمانی کے سوا فائدہ نہین دیتا ہے سب گونگے اور بہرے ہو کر

خاموش ہوئے اور ہر حیلہ و تدبیر سے بعضون نے آپکو سرحد کیطرف کھینچا اور نکلگئے اور بعضون نے خسرو خان سے آمیزش کرلی اُسکے بعد روز بروز سلطان اُسکے عشق و محبت مین بیخود ہوتا جاتا تھا اور نادرہ عشق زیادہ تر شعلہ زن ہوتی جاتی تھی اور خسرو خان سلطان کے دفع کی فکر و تدبیر مین تھا اور جہانداری کی ہوس کرتا تھا اور بہاء الدین دبیر اس سبب سے کہ سلطان نے بعد اُسکی منکوحہ کا بنا موس کیا تھا ساتھ خسرو خانکے متفق ہوا اور خسرو خان نے عزم ملوکانہ اختیار کیا اور شروع مطلب کرکے ایک روز خلوت مین عرض کیا کہ بادشاہ از روے بندہ نوازی کبھی کبھی مجھے تسخیر ولایت کیواسطے فوج کی سپہ سالاری دیکر بھیجے اور جو امراے تابع بسبب تفوق تو اور قبیلہ سرکشی کرتے ہین اور طائفہ قوم پروازان عشائر اور قبائل بندہ سے بہت ہین اگر حکم ہووے مین بھی اپنے قبیلہ کو جمع کرکے صاحب استعداد ہون سلطان موصوف نے اس امید سے کہ اُنمین بھی کوئی صاحب حسن و جمال ہو شبوق تمام التماس اُسکے پذیرائی اور اُنکے طلب کی اجازت دی خسرو خان نے اس بہانہ سے اکثر ہنود گجرات کو کہ ناداری کے سبب اوقات بسر نکر سکتے تھے بہر طرح تسلی کرکے بیس ہزار گجراتی اپنے پاس فراہم کیے اور جو کچھ رکھتا تھا صرف کرکے ساز و عراق انکا آراستہ کیا اور قوت و کمنت تمام پیدا کرکے گجراتیون وغیرہ سے چالیس ہزار سوار و انصار اُسکے پاس جمع ہوئے اسوقت اپنے داعیہ کے درپے اور بیحد تر ہوا اسپر قمر قمار اور یوسف صوفی اور مثل انکے مفسدان دہلی سے کہ ساتھ اُسکے متفق تھے صلاح کرکے منتظر وقت ہوا اس درمیان مین سلطان سپر سادہ کیطرف شکار کیواسطے روانہ ہوا خسرو خان اور اُسکے بھائی چاہتے تھے کہ بادشاہ کو شکارگاہ مین قتل کرین اسپر قمر قمار اور یوسف صوفی اِس ارادہ سے مانع ہوئے اور بولے کہ سلطان کو اگر ہم راستہ مین قتل کرینگے احتمال رکھتا ہو کہ اُسکا لشکر ہمارا تعاقب کرے اور اُسکے انتقام مین زندہ نچھوڑے انسب وہ ہو کہ ہزار ستون کے اوپر کہ وہ مقام خلوت کا ہو دفعتہً ہم داخل ہون اور سلطان کا کام تمام کرین اور امرا کو مکانسے بلاکر اپنے پاس نگاہ رکھین اگر ہماری اطاعت قبول کرین فبہا والا انھین بھی قتل کرین اور جب سلطان شکار سے مراجعت کرکے دہلی مین آیا اور اپنی عادت کے موافق شرب خمر اور عیش مین مشغول ہوا اعظم نجوم دانے زان طرف بازگشت ہ سوے بزم گاہ آمد از کوہ و دشت ہ دلے غافل از کینۂ روزگار ہ کہ خواہد شدن چون سرانجام کار ہ خسرو خان حصول مطلب مین مستعد ہوا ایسے وقت مین کہ جو کچھ سلطان سے التماس کرے سلطان حاکم شہوت کے حکم سے قبول کرے بیکسوا دوسرا چارہ نہ رکھتا ہو عرض گذار ہونا چاہیے کہ اکثر اوقات بندہ دیر تک رات کو خدمت مین حاضر رہتا ہو جب اُسوقت رخصت حاصل ہوتی ہو تب بھی غریب خانہ نہین جا سکتا شبخانہ سرکاری مین رات بسر کرتا ہو اور میرے بھائی اور اقارب جو میرے دیکھنے کیواسطے اپنا گھر بار چھوڑکر گجرات سے آئے ہین میری صورت مہینون نہین دیکھ سکتے ہین امیدوار ہون کہ دربانون کے نام حکم نافذ ہووے کہ وہ اُس جماعت کو رات کے آنے سے مانع اور مزاحم نہوین نہایت مرحمت ہو تو شب کو اُنکی خدمت مین بفراغ خاطر حاضر ہو سکون بادشاہ نے اس مقدمہ کو موجب زیادتی سامان وصال معلوم کرکے بلا توقف کنجیان دروازون کی خسرو خانکے سپرد فرمائین اور کہا تجھسے اور تیرے بھائیون سے اعتمادی اور اعتباری زیادہ تر کون ہو یعنے دولتخانہ کا اہتمام تیرے عہدہ مین ہو خسرو خان نے کنجیون کو ملنا فال مبارک جانکر گویا زمام بادشاہی اپنے کف اقتدار مین پائی نظم چو فیروزی دید آنچنان حال را ہ دلیل ظفر یافت آن فال را ہ از آن فال فرخ دل خسروی ہ چو کوہ قوی یافت پشت قوی ہ جب درگاہ سلطانی بالتمام بھائیون کے تصرف مین آئی وہ جماعت بیباک سفاک فرقہ فرقہ مسلح مکمل ہوکر شب و روز شبخانہ خسرو خانمین فراہم ہوتی تھی اور فرصت طلب کرتی تھی اور تمام اعیان و ارکان سلطنت جانتے تھے کہ خسرو خان اس خیال مین ہو لیکن بادشاہ کی غفلت سے کسی کو یہ مجال نہ تھی کہ کچھ سلطان سے عرض کرے اور تمام امرا کہ نوبت اُنکی چوکی کی ہوتی تھی

دل وجان سے ہاتھ دھوکر نوبت گاہ مین آتے تھے غرضکہ دو روز پیشتر اُس سے کہ سلطان کا قضیہ مشخص ہووے قاضی ضیاء الدین مخاطب بقاضی خان کہ ساتھ وفور علم وعمل کے اتصاف رکھتا تھا اور اُسکا بادشاہ پر حق تعلیم تھا اور بادشاہ نے کنجیان دروازہ ہاے حرم اور باہر کی اُسے سونپی تھین دل اپنی جان اور ناموس سے اُٹھاکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض کی اے بادشاہ خسرو خان قصد غدر رکھتا ہے اور خرد و بزرگ بخوبی تمام جانتے ہین بادشاہ مقام امتحان مین آوے اگر یہ بات خلاف ہو کیا بہتر اعتماد خسرو خان کا زیادہ ہوگا اور اگر عیاذاً باللہ سچ ہووے بادشاہ ہوشیار رہے کسواسطیکہ جان ایک جوہر لطیف ہے اور معاملہ بادشاہی اور ملک داری کا بدون رعایت حزم وہوشیاری نمشیت نہین قبول کرتا ہے پر چونکہ قاضی نے اس قبیل سے بہت سمجھایا جو کہ خسرو خان اندنون بادشاہ کی خدمت مین ہمیشہ حاضر رہتا تھا اور سلطان کے مدعاے دلی مین کہ وصل سے مراد ہے مسلوک ہوتا تھا نہایت شیفتہ تھا قاضی کو درشت کہا اسیوقت خسرو خان آپکو عورتون کی طرح ہر ہفت کرکے یعنے بن سنور کے دروازہ سے در آیا سلطان نے اُسے دیکھکر بزبان حال فرمایا **بیت** اگر ہزار جفا مرد قامتے بکند ۔ چو خود بیاید عذرش بباید آوردن ۔ اور اگر دراہ سے اُسے آغوش مین کھینچا اور جو کچھ قاضی صاحب نے فرمایا تھا اُسے حرف بحرف سُنایا **بیت** مبیاد اشت طبع نازنینش ۔ ہمیشہ گرد بر اندر آستینش ۔ اشک گہر شک اپنے صدف چشم سے رخسار گلگون پر روان کیے اور نہایت نازو انداز سے کہا جو بادشاہ کا میرے حال پہ نہایت لطف مبذول ہے تمام لوگون نے میرے قتل پر بیڑا اُٹھایا ہے اور جب تک میرا بچان نہ لینگے اُنمین چین نہ آویگا بادشاہ دلبر کے رونے سے بیتاب ہوا اُسے آغوش مین لیا اور بوسہ اُسکے رخسار پر دیکر فرمایا تو خاطر جمع رکھ کہ مین تیرا ایک بال اپنی بادشاہی سے بہتر جانتا ہون تجھے بدگویون کے دغدغہ سے کیا پروا ہے **بیت** سر سودائے تو ہرگز سر ما نرود ۔ بر دو این سر سودا و سودا نرود ۔ اور بعد تسلی و تشفی اُسے مکان کی رخصت دی اس ماجرے کے وقوع سے دوسری شب کو تمام حرام خور اہتمام کے بہانہ سے دربار بادشاہی یعنے ہزار ستون مین داخل ہوکر کمین مین بیٹھے اور جب پہر رات گذری محل آسایش مرغ وماہی ہوا اور ہر شخص امرا کے سوا کہ وقت اُنکی چوکی کا تھا اپنے مکان مین گیا اور کوئی نرہا قاضی ضیاء الدین چوکیداروں کی تحقیق کے واسطے ہزار ستون مین در آیا خسرو خان کے چچا نے جسکا نام متدل تھا قاضی سے ملاقات کرکے باتون مین لگایا اور قاضی کو اپنے ہاتھ سے ایک بیڑا پان دیا قاضی کو اجل خواب غفلت مین لیگئی اسیوقت جاہر بیگ نام پیلداری جسنے قاضی خان کے قتل کا بیڑا اُٹھایا تھا قاضی خان کے پس پشت آنکر ایسی ضرب تمام شمشیر آبدار ماری کہ قاضی زمین پر آیا اور اسقدر فرصت پائی کہ فریاد کی کہ غدر ظاہر ہوا اور دو تین نفر جو قاضی کے ہمراہ تھے بھاگ کر شور مچانے لگے کہ قاضی خان شہید ہوئے چوکیدار اس واقعہ کی تحقیق مین اُٹھے خسرو خان کے لوگ اقرار کے موافق تلوارین کھینچکر ہزار ستون مین آئے اور غلغلہ عظیم برپا ہوا بازار قتل نے رواج پایا بادشاہ کہ خسرو خان کو اپنی جان سے عزیز رکھتا تھا پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے خسرو خان نے لب بام آنکر ایک لحظہ توقف کیا اور شاہ کی خدمت مین جاکر عرض کی کہ چوکی خانہ کے گھوڑے جو ہزار ستون مین لائے ہین سائیسون کے ہاتھ سے چھوٹ گئے ہین لوگ اُنکے پکڑنے مین مشغول ہین اُس عرصہ مین جابر اور بھائی اُسکے ہزار ستون کے دروازہ سے کوٹھے پر پہونچے اور ابراہیم اور اسحاق نے خاص محل کے دربانونکو قتل کیا خوفناک تر یکہ پہونچا بادشاہ بدحواس ہوکر ایستادہ ہوا اور سمجھا کہ کام قبضہ اختیار سے درگذرا حرم کیطرف متوجہ ہوا کہ شاید اس مخمصہ سے نجات ملے خسرو خان نے دیکھا کہ اگر بادشاہ حرم مین داخل ہوا خدا جانے ہاتھ آوے یا نہ آوے یہ اندیشہ کرکے نہایت مردانگی سے پیچھے سے دوڑکر دست تظلم سے بادشاہ کے سر کے بال پکڑے اور بادشاہ نے بعد تلاش بسیار بسبیل عادت

اُسے اپنی ران کے نیچے کھینچا لیکن اُس بچیا نے شاہ کے بال ہاتھ سے چھوڑے یہانتک کہ اُسکے رفیق پہونچے اور اُسنے فریاد کی مجھسے ہوشیار رہنا باہر نے ایک ضربت تیشہ سے بادشاہ کا کام تمام کیا اور بادشاہ کے موے سر پکڑ کے خسرو خان کو اُسکے سینہ سے نکال لیا اور اُس تاجدار کا سر جو سزاوار تاج تھا تن سے جدا کر کے ہزار ستون کے نیچے پھینکدیا نظم تہنگان مذرچوں پیل مست × بران پیل تن برکشادند دست × زدندش یکے زخم پہلو گزار × کہ از خون زمین گشت چون لالہ زار × مرام نوبت ثمانی بادشاہ کا سر خاک وخون مین غلطان دیکھکر متفرق ہوئے اور صمام الدین خسرو خان کا بھائی اور جابر معہ دیگر ہندو خاص محل مین داخل ہوئے فرید خان کی والدہ یعنے بادشاہ علاء الدین کے حرم کو قتل کیا اور سلطان فرید خان کے فرزندون اور علیخان اور عمر خان کو تیغ ظلم سے مذبوح کیا اور حرم سلطانی سے جو چاہا وہ کیا مصرع ہرکس کہ چنان کند چنین آید پیش × اور خسرو خان نے چراغ ومشعل بہت روشن کر کے آدمی امرا کی طلب مین بھیجے عین الملک ملتانی کہ اندنون دیوگیر کے صوبہ سے آیا تھا اور ملک فخر الدین محمد جونا کہ آخر کو حسبتی سلطان محمد تغلق شاہ خطاب پایا تھا اور وجیہ الدین قریشی اور قرا بیگ کے فرزند اور باقی امرا کو جو غافل تھے اُنکے مکانون سے بلوا کر ہزار ستون کے بام پر اپنے پاس نگاہ رکھا اور کفران نعمت کی شامت سلطان علاء الدین فیروز شاہ خلجی کے شامل حال اور اولاد اور احفاد اور اہل بیت سلطان علاء الدین کے ہلاکر بنیاد اس سلسلہ کی ساتھ بدترین طریق کے وقوع مین آئی اور یہ قضیہ ربیع الاول کی پانچوین تاریخ کی شب کو سنہ ۷۲۱ سات سو اکیس ہجری مین ظہور مین آیا جب صبح ہوئی انبوہ کثیر اور جم غفیر پردازان کا اور خسرو خان کے متابعون کا جمع ہوا اور خسرو خان نے امرا کو اپنے حضور نگاہ رکھا اور اپنا نام سلطان ناصر الدین رکھکر سریر سلطانی پر قدم رکھا اور امرائے قطبی مثل عین الملک ملتانی اور ملک جونا محمد تغلق شاہ کو بہ آگے تخت کے استادہ کیا بیت بزاز سرو بن جائے گزر نہ تھی × بگیر دگیا جائے سرو سہی × اور اُسیوقت ایک جماعت کثیر غلامان علائی اور قطبی کو جو حد اعتبار تھے قتل کر کے زن وفرزند اُنکے ہندوؤن کو بخشے اور اپنے بھائی کا خانخانان خطاب کر کے بادشاہ علاء الدین کی دختر اُسکو دی اور بادشاہ قطب الدین کی زوجہ پر خود متصرف ہوا بادشاہ علاء الدین اور بادشاہ قطب الدین کے حرمون اور گھرانون کو اپنے آدمیون پر بخشیں اور سمی مبارہ یعنے قاضی خان کے قاتل اور بادشاہ کے کشندہ کو زر وجواہر سے مالا مال کر کے نہایت نوازش کی اور مندل کہار اے رایان خطاب کر کے خان دمان قاضی پرائے مقرر کیا اور خزانہ علائی اور قطبی کا کھولکر تمام لوگون کو بخشش ماہرہ عطا فرمایا اور ایک جماعت کثیر اہل باش اور اراذل اور رق وناشناسون کی کہ سرجس اور زر کی طمع سے اُسکے پاس جمع ہوئی تھی اور اُنسے خدشہ رکھتا تھا سبکو تہ تیغ کر کے مطمئن ہوا اور ملک نصرت یعنے بادشاہ علاء الدین کے بھائی کو باوصف اسکے کہ سالہاسال سے محتاج ہو گیا تھا قتل کر کے اُسکی خاندان علائی سے برابر کیا اور کفر وشرک نے یہ رواج پایا کہ ہندوؤن نے بت پرستی شروع کی معاذ اللہ کلام مجید دنکو بجائے کرسی کام مین لیجاتے تھے یعنے اُسپر بیٹھتے تھے اور امرائے علائی سے پسر قمر قمار نے اعظم الملک شائستہ خان خطاب پاکر منصب وزارت پر پہونچا اور اسکے بیٹونکو اشغال ملک رجوع ہوئے اور ملک فخر الدین جونا کے ساتھ خسرو خان نے نہایت رعایت کی اور ساتھ منصب آخور بیگی کے امتیاز دیا اور زر خطیر دیکر اُسکے احترام مین بہت کوشش کی تاکہ اُسکا باپ نصرت ملک جالور اور دیپالپور فریب کھا کر اطاعت کرے لیکن ملک جونا غصہ سے مثل سانپ کے پیچ وتاب کھاتا تھا اور اُسکا باپ بھی کہ قبیلہ کا سردار اور اہل جمعیت تھا اور حق شناسی اور خدا ترسی رکھتا تھا غیرت اُسکی دامنگیر ہوئی اور دلی نعمت زادہ کے انتقام خونین

مگر ہمت باندھی اور تین مہینے کے بعد ملک فخرالدین جونا نے آدھی رات کو فرصت پاکر دو تین آدمی معتمد دیپالپور کے راستہ مین اپنے ہمراہ لیے اور خسرو خان خواب غفلت سے بیدار ہوکر اپنے زوال دولت سے غمگین ہوا اور بسر قمرہ قمار شالستہ خان کو مع اور امرا نامدار اُسکے تعاقب مین روانہ کیا لیکن اُسکے پاس نہ پہونچا حوالی قصبۂ سرستی پلٹ گیا اور غازی ملک نے اندیشہ اُس روز کا کرکے چند روز اُس سے پیشتر قلعہ سرستی مین دو بیست سوار چھوڑے تھے ملک فخرالدین جونا چند سوار اُنمین سے ہمراہ لیکر دیپالپور مین پہونچا اور باپ نے بیٹے کے آنے سے محظوظ ہوکر خوشی کے نقارے بجوائے اور اسباب انتقام کے تہیہ مین امرائے اطراف و جوانب کو مکتوب لکھنے اور طلب معاونت کی ایک جماعت کثیر نے خلال نمکی منظور کرکے اُس سے اتفاق کیا مگر حاکم ملتان مغلطی نام نے اُس مکتوب کے درجواب لکھا مین امیر ملتان ہون اور تو دیپالپور کا حاکم ہی بادشاہ دہلی سے مقابلہ اچھا نہین ہے غازی ملک تعلق برادرانہ رکھتا ہے کہ ایک معارف ملتان سے تھا اُسنے لکھا کہ مغلطی کو درمیان سے اُٹھا کر مع لشکر اُسطرف آتا ہون اور بہرام جمعیت کرکے مغلطی کے قتل اور اسباب سفر کے تہیہ مین مستعد ہوا اور ملک بیگ لکھی حاکم سمانہ باوجود اسکے کہ خسرو خان کیواسطے مثلہ ہوا تھا غازی ملک کی تحریر بجنبہ خسرو خان کے پاس بھیجا خود لشکر غازی ملک کے سر پر کھینچا اور حملہ اول مین شکست کھاکر سمانہ مین آیا اور چاہا کہ خسرو خان کے پاس جاوے اس درمیان مین وہانکے زمینداروں نے یورش کرکے اُسے تلوارون سے پرزے پرزے کیا خسرو خان نے خانخانان اپنے بھائی کو چتیر اور دور باش دیا اور یوسف صوفی کو کہ صوفی خان خطاب دیا تھا اکثر اپنے آدمی فدائی و اعتمادی کو غازی ملک کے دفع کیواسطے نامزد کیا اور اسی حال مین ملک بہرام امیر اجودہ ملتان سے مع لشکر آراستہ غازی ملک کی خدمت مین ہوچلا اور سرستی کے حدود مین دونون لشکر مقابل ہوئے اور نہ مین آراستہ کین جو کہ غازی ملک اور ہمراہی اُسکے اکثر جرار اور کارآزمودہ تھے آوردہ کافرنعمت رسوم جنگ اور معرکہ نام و ننگ سے ہرگز خبردار اور واقف نہ تھے غازی ملک کے چلے حملہ کی تاب نہ لاکر شکست فاحش پائی اور جو آبرو کہ رکھتے تھے خاک مذلت پر گراکر بدبختی کی خاکستہ اپنے اپنے سر پر چھڑکی اور گھوڑے ہاتھی اور خزانہ تمام چھوڑ کر نامرد اور خاسر ہوکر خسرو خان سے جا ملا اور غازی ملک فتحیابی کے بعد سراسیمہ لشکر اپنی بجا لایا اور جو کچھ غنائم اُسکے ہاتھ آئے تھے سپاہ پر تقسیم کیے اور بقوت و شوکت تمام کوچ کرکے دہلی کیطرف متوجہ ہوا خسرو خان مضطرب ہوکر دہلی سے نکلا لیکن کوچ نہ کرسکتا تھا پھر پہلوے حوض علائی مین مضبوط ہوکر حصار کو بیس پشت اور پناہ کو پیش رو قرار دیکر بیٹھا اور غازی ملک تحمل اور شکوہ سے آتا تھا اور زمانہ اُسکی صفت مین کہتا تھا بیت سیحا یار و خضر شہ رہنما و ہمعنان یوسف دفعانی آفتاب من باین اعزادی آید اور جب وہ نکبام غازی ملک کے آنے سے خبردار ہوا دروازہ خزانہ کا کھولکر بعض سپاہیون کو سہ سالہ اور بعضون کو چہار سالہ اور بعضے کو دو نیم سالہ پیشگی تنخواہ دی اور مشائخون کو بھی زر خطیر تقسیم کرکے ایک حصہ خزانہ مین بچھوڑا اور جواہر [illegible] کو قسمت کرکے اُس رات کو کہ جسکی صبحکو جنگ ہوگی عین الملک ملتانی اُس سے کنارہ کش ہوکر ملتان کیطرف راہی ہوا اور یہ امر خسرو خان کی دل شکستگی کا سبب اور سراسیمگی کا باعث ہوا لیکن باوصف اسکے صحرائے اندیپت مین غازی ملک کے مقابل صف آرا ہوکر حرب مین مشغول ہوا ملک لئیقہ ناگوری اور شالستہ خان کہ دونون اس بیدولت کے مقدمہ لشکر تھے جنگ رستمانہ کرکے مارے گئے اور خسرو خان تحمل اور مردانگی کو کام فرماکر عصر کیوقت تک جنگ مین مصروف رہا اور آخر کو پروارون کی ایک جماعت سے لپٹ کیطرف بھاگا اور راہ مین وہ جماعت اُسے تنہا چھوڑ کر مفرد ہوا بیت صد یار بود بنان شکے نیست ۔ چون کار فتد بجان یکے نیست ۔ عاقبت الامر شردت وحشم فیل و علم

خسرو خانکا غازی ملک کے ہاتھ آیا اور خسرو خان قتل رسیدہ نہایت خوف اور سراسیمگی سے اُس رات کو تنہا ہر مقام مین پھرا اور ملک شادی کے خطیرہ مین جو اُسکا صاحب قدیم تھا پوشیدہ ہوا اور دوسرے روز اُسے گرفتار کرکے غازی ملک کیخدمت مین حاضر لائے غازی ملک نے فوراً اُسکی گردن ماری اور اُسکا بھائی خانخانان کہ جو باغ مین پوشیدہ ہوا تھا وہ بھی اپنی سزا کو پہونچا بیت در بزم عشق یکدو قدح درکش دبرو یعنے طمع مدار وصال دوام را و دوسرے دن کہ غرۂ شعبان ۷۲۱ھ سات سو اکیس ہجری تھی وضیع و شریف شہر کے خدمتین پہونچکر تہنیت اور مبارکباد دیکر کنجیان دروازون کی سپرد کین غازی ملک سوار ہوکر شہر مین آیا اور جب ہزار ستون مین پہونچا گریہ وزاری کی اور تاسف کرکے مراسم تعزیت سلطان قطب الدین اور اُسکے فرزندون کے بجا لایا اُسکے بعد حاضرین سے باآواز بلند کہا کہ مین بھی ایک تم مین سے ہون الحمد للہ مین نے انتقام اپنے ولی نعمت کا اُس کور نمک سے لیا اب ولی نعمتون کی نسل سے اگر کوئی وارث ہو لاؤ تو اسے سریر سلطنت پر بٹھا کر ہم سب اُسکی خدمت مین کمر باندھین اور جو کوئی اُنمین باقی تھا جسکو تم لائق جانو مین بھی برضا و رغبت اُسکا حلقہ اطاعت زیور گوش کرون سب متفق ہوکر کہنے لگے کہ ان دو بادشاہونکے فرزندون مین سے کوئی نہین رہا اور عرصہ سے تو برابر مغل کے بیٹھتا رہا ہے اور اب آپکو سپہ سالار اہل ہند کا بناکر تو نے بڑا حق اہل ہند پر ثابت کیا ہے اور اب جو یہ کام اور انتقام اپنے اولیاے نعمت کا اُنکے دشمنون سے لیا یہ حق دوسرا ہے کہ خاص و عام پر ثابت کیا اس صورت مین بادشاہی اور الوالامری کے لائق تیرے سوا دوسرا نہین ہے یہ کہکر غازی ملک کا ہاتھ پکڑکر تخت پر متمکن کیا اور سلطان غیاث الدین خطاب دیا مدت سلطنت سلطان قطب الدین چار برس اور چار مہینے تھے اور خسرو خان ملکہ کرام کی حکومت چند روز کم پانچ مہینے تھے۔ **ذکر سلطنت سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا۔** مورخین ہندوستان متقدمین اور متاخرین سے غافل ہوکر کسی نے اصل و نسب تغلق شاہیہ قوم قلم تحقیق نہ کیا ہے اور مؤلف ان اوراق کا محمد قاسم فرشتہ جو نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کے اوائل سلطنت مین سلطان عساکر ابراہیم عادل شاہ کیطرف سے بلدۂ لاہور مین پہونچا تھا وہانکے بعضے آدمیونسے جنھین تواریخ شاہان ہندوستان کے پڑھنے کی رغبت تھی اور سلاطین ہند کے احوال سے خبرداری کی استفسار اصل و نسب خاندان تغلق شاہی کیا اُنھون نے جواب دیا کہ ہمنے بھی صریحاً کسی کتاب مین نہین دیکھا ہے لیکن اس ملک مین مشہور ہے کہ ملک تغلق پدر بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کے مملوک غلامان ترک مین انتظام رکھتا تھا اور مردم حبیث کے ساتھ کہ سرزمین اس ملک کی ہے وصلت کرکے اُنسے لڑکی لی اور بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ اُسی کے بطن سے پیدا ہوا اور ملحقات مین مسطور ہے کہ تغلق اصل مین قتلغ تھا اور قتلغ لفظ ترکی ہے اور مردم ہند نے استعمال کیوقت قلب کرکے تغلق کیا ہے اور بعضون نے قتلغ کو قتلو کیا ہے القصہ جب بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ بعد قتل خسرو خان اور اپنے ولی نعمت کے قاتلون کے تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا احوال مملکت جو ویرانی پر رو لایا تھا اصلاح مین لایا اور مقبول قلوب ہوکر اصلاح رعایا اور برپا کیطرف رغبت کی اعظم برومند باوا ہمایون درخت ؎ کہ در سایۂ او توان برد رخت ؎ گہ از میوہ آرائش خوان دہد گہ از سایہ آسائش جان دہد اور وہ بادشاہ حکیم و کریم و عاقل و حلیم تھا اور اُسکی طبیعت مین عصمت اور پاکیزگی طبعی تھی اور اوقات خمسہ نماز کو باجماعت گذارتا تھا اور صبح سے شام تک کچہری مین اجلاس کرکے احوال مردم اور امور مالی و ملکی مین مشغول ہوتا تھا اور علمائی کے بازماندونکی نسبت نہایت ادب اور حرمت اور عزت سے سلوک کرتا تھا اور ایک جماعت کو کہ سلطان قطب الدین کی زوجہ کو قبل انقضائے عدت خسرو خان سے عقد باندھا تھا سزاے اعمال کو پہونچایا اور اہلک

فخر الدین جونا کو جو خلف الصدق اُسکا تھا ولیعہد کیا اور عطائے چتر سے اُسکا سر فرقدان پر پہونچایا اور الغخان خطاب دیا اور علاوہ اسکے اپنے اور چار بیٹون کو بہرام خان اور ظفر خان اور محمود خان اور نصرت خان مخاطب فرمایا اور بہرام ابیہ کو جو اُسکا منھ بولا بھائی تھا کشلو خان خطاب دیکر اقطاع ملتان اور تمام بلاد سند اُسے تفویض فرمائی اور ملک اسد الدین بھتیجے اپنے کو باریک اور ملک بہاء الدین بھانجے کو عارض مملکت یعنے بخشی فوج یا سالار فوج کیا اور سمانہ اُسکی وجہ جاگیر مین مقرر کیا اور ملک مفاخر جو اُسکے داماد کا بھائی تھا دیوان وزارت کی کار فرمائی اسکے تعلق کی اور اپنے منھ بولے پسر کو تاتار خان خطاب دیکر ظفر آباد کی جاگیر عنایت فرمائی اور ملک برہان الدین پدر قتلغخان رکو دیوگڈھ کی وزارت اور قاضی صدر الدین کو صدر جہانی دی اور شہر دہلی کی قضا قاضی سماء الدین کے تفویض کی اور ملک تاج الدین جعفر کو ممالک گجرات کا بخشی فوج کیا اور اشغال بھی ہر شخص کے فراخور حال تقسیم ہوئے اور استحقاق اور لیاقت کام کی جبتک کسی شخص مین مشاہدہ نکرتا وہ کام ہرگز اُسکے سپرد نکرتا اور مردم قابل اور لائق کو معطل اور بیکار نرکھتا اور جسوقت فتنہ کسی مقام سے پہونچتا یا کد خدائی کسی شاہزادہ کی وقوع مین آتی یا اُسکے فرزند پیدا ہوتا جمیع صدور و اکابر و علماء و مشائخ اور امرا کو باندازہ مدارج انعام عطا فرماتا اور ر گوشہ نشینون اور متوکلون کی خبر لیتا اور اُنکے احوال پر تفقد کرتا اور جس شخص کو اپنے اہل ممالک سے پریشان دیکھتا اُسکا احوال استفسار کرکے اُسکے تدارک مین مشغول ہوتا اور دروازے مغل کے آنے کے ایسے مسدود کیے کہ مغل کو اُسکی مدت سلطنت مین ہندوستان دیکھنا نصیب نہوا اور عمارت بنانے کی رغبت تمام رکھتا تھا عمارت قلعہ تغلق کے سوا اور بھی بنا مین اُسنے تعمیر فرمائین اور مساہلت سے پرہیز کرتا اور آبکاری کی ممانعت مین مبالغہ فرماتا اور وہ سلوک کہ حالت امارت مین ساتھ اہل بیت اور غلامون اور چاکرون اور فرمانبردارون تدبیر کے کرتا تھا انحراف نکیا اور ملوک علائی کو نوازہ کرمراتب اور جاگیرات اُنکی مقرر رکھے اور ملک افتخار الدین کہ بساطین الانس اُسکی تصنیف ہے اور مؤلف اس کتاب نے اُسکو مختصر کرکے منصب دبیری عنایت فرمایا اور خواجہ خطیر اور ملک انور جنیدی اور خواجہ مہذب بزرگ کو کہ ہمیشہ بادشاہان سابق کے نزدیک اعتبار رکھتے تھے سرفراز کیا اور ساتھ مواجب اور انعام کے خوش کرکے دربار مین بیٹھنے کا حکم دیا اور قوانین اور ضوابط سلاطین ماضیہ کہ استقامت ملک اور انتظام احوال خلق مین وضع کیے تھے اُنسے پوچھتا تھا اور پیروی اُسکی کرتا تھا اور اس اُمر سے کہ باعث آزار و محنت خلائق ہو احتراز کرتا اور جس شخص سے قدرے اخلاص معائنہ فرماتا درجہ عالی مین پہونچاتا اور جس کسی سے خدمت شائستہ ظہور مین آئی ساتھ مراحم خسروانہ کے جلد امتیاز بخشتا اور معاملات جہانداری مین ساتھ اعتدال کے کام فرماتا اور افراط اور تفریط سے اجتناب کرتا اور خزانہ عالی کو کہ خسرو خان نے اضطرار اور اضطراب سے خلائق پر قسمت کیا تھا کچھ تدبیر اور تدریج اور کچھ شدت و توبیخ سے تحصیل کرکے اسی طرح سے معمور اور مملو کیا اور زر بقایا مطالبات مین تامل کرکے لاکھ سے ہزار اور سو سے دس اختصار کرکے وصول کیا اور عاملون کو علاقون پر اس لحاظ سے نہ بھیجا کہ رعایا پر سخت طلبی اور شدت روا رکھینگے اور دو سے برس جلوس کے جب لدر دیو حاکم ورنگل نے باج بھیجنے سے انحراف کیا اور ولایت دیوگڈھ بھی بے انتظام ہوئی تھی الغخان کو بمض اعوان و انصار قدیم اپنے سے اور لشکر چندیری اور بداؤن اور مالوہ وغیرہ ہمراہ کرکے شوکت بادشاہی تلنگ کیطرف بھیجا الغخان وہان پہونچکر نہب و غارت مین مشغول ہوا اور لدر دیو نے بھی سرکشی اور تمردی سے حرب ہاے عظیم اور معرکہ ہاے شدید کیے اور برخلاف گذشتہ مع افواج دہلی تلاشہاے خوب کرکے نامردیہاے سابق کی تلافی کی آخر کو پسپا ہوکر حصار ورنگل مین محصور ہوا اور جو اُنھین دنون مین برج اور دیوار قلعہ کی مستحکم کی تھین الغخان نے بعد

بساطین الانس

۷۴

محاصرہ کرنے کے اظہار عجز نہ کرکے ہر روز آثار شجاعت و جلادت ظاہر کیے اور طرفین کی سپاہ کثرت سے مقتول ہوئی پھر الغخان تیاری دمدمہ اور سرنگ مین مشغول ہوا اور قریب تھا کہ حصار ورنگل فتح ہووے لدر دیو نے عاجز ہوکر الغخان کے پاس ایلچی بھیجکر مال اور افیال اور جواہر و نفائس دینا قبول کرکے اقرار کیا کہ سنوات آیندہ مین بھی پیشکش ساتھ اس دستور کے کہ سلطان علاء الدین کو دیتا تھا بھیجتا رہونگا الغخان صلح پر راضی نہوا اور قلعہ کے لینے مین زیادہ تر اہتمام کیا اس عرصہ مین اُردو یعنے لشکر گاہ مین عفونت اور اس دیار کی آب و ہوا کی ناسازی سے قسم قسم کی بیماریان پیدا ہوئین اور خلق بیشمار اور ہاتھی گھوڑے بیحساب ضایع ہوئے اور لشکر گاہ کے لوگ خبر بد متوحش مشہور کرتے تھے اور مقارن اس حال کے راہ مسدود ہونے کے سبب ایک مہینہ کا حال خبر دہلی سے نہ پہونچی اور حال آنکہ ہفتہ مین دو مرتبہ قاصد ڈاک چوکی دہلی سے آتے تھے اور شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر کہ اس عرصہ مین ہندوستان مین آنکر الغخان کی ملازمت مین اوقات بسر کرتے تھے اور کمال تعریف رکھتے تھے بذاتی سے یہ خبر دروغ مشہور کی کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ فوت ہوا اور دہلی مین فتنہ عظیم حادث ہوا ہے اور تخت سلطنت پر دوسرا شخص متمکن ہوا ہے اور اسپر بھی کوتاہی نکرکے دونون متفق ہوکر ملک تیمور رادہ ملک کل افغان اور ملک کافور مہردار اور ملک تگین جو امرائے عمدہ لشکر تھے اُنکے ڈیرہ مین جاکر کہنے لگے کہ احوال دہلی کا اسطرح ہے اور الغخان جو تمھین ہاکابر ملوک علائی سے اور اپنا شریک ملک جانتا ہے اُسنے اقرار کیا ہے کہ تم چارون کو گرفتار کرکے قتل کرے یہ لوگ اسبات کے سنتے سے مضطرب ہوئے اور لشکر مین ہراس عظیم برپا ہوا اور ہر شخص کے بعد ہر سینگ سمائے مفرور ہوا اور الغخان بھی سراسیمہ ہوکر اپنی بندوقچیونسے دیوگڑھ کیطرف بھاگا اور اہل حصار نے برآمد ہوکر تلنگ کی سرحد تک تعاقب کیا اور خلق بیشمار مقتول کی اسی حالت مین ڈاک چوکی کہ ان لوگونکی اصطلاح مین الاغ کہتے تھے مع فرمان دہلی سے پہونچے اور بادشاہ کی سلامتی کی خبر منتشر اور متیقن ہوئی الغخان بصحت و عافیت دیوگڑھ مین پہونچا اور لشکر متفرقہ کو پھر فراہم کیا اور اُن چارون سردارونکا کہ آپسمین اتفاق کرکے لشکر سے برآمد ہوکر جدا ہوئے تھے حشم و خدم زائل ہوا اور ساز و سلب اُنکا کفار کے ہاتھ آیا اور ملک تیمور چند آدمیون سے زمیندارا ن تلنگ مین جاکر مرگیا اور ملک تگین کو ہندوان مرہٹ نے قتل کرکے اُسکا پوست الغخان کے پاس بھیجا اور ملک کل افغان اور عبید شاعر اور ملک کافور اور دیگر مفتریونکو گرفتار کرکے الغخان کے روبرو لائے الغخان نے انھین مقید کرکے دہلی مین روانہ کیا بادشاہ غیاث الدین نے شہر سیری مین سبکو زندہ درگور کرکے خوش طبعی اصل پر نثار کی اور اُنکی اولاد و احفاد کو جو دہلی مین گرفتار تھے اُنھین بھی ہاتھیونسے پامال کیا اور جب الغخان دو تین ہزار سوار جریدہ لیکر دیوگڑھ سے دہلی مین آیا اور اپنے باپ کی ملازمت کی اور چار مہینے کے بعد لشکر گران لیکر دیوگڑھ کے راستہ سے ورنگل کیطرف متوجہ ہوا اور شہر بیدر کے قلعہ کو جو بلنگ کی سرحد مین تھا اور ورنگل کے علاقہ سے تعلق رکھتا تھا مع بعض اور قلعونکے کہ اثنائے راہ مین تھے مسخر اور مفتوح کیے اور اپنے معتمدونکے سپرد کرکے راستونکے ضبط کا ذمہ اُنکو کیا اور خود ورنگل کیطرف راہی ہوا اور مدت قلیل مین جبراً اور قہراً اُسے بھی سر کیا اور از روے انتقام بہت سے ہندو تہ تیغ کیے اور لدر دیو کو مع اہل و عیال اسیر کرکے مع خیلان اور خزانہ تلنگ ہمراہ بید المخاطب قدر خان اور خواجہ حاجی نائب عرض ممالک کے مع فتح نامہ دہلی مین روانہ کیا اور اس بشارت پر اشاعت سے دہلی مین آئینہ بندی اور محفل جشن برپا ہوئی الغخان نے مملکت تلنگ اپنے امراے معتبر کے سپرد کرکے ورنگل کا نام سلطان پور رکھا اور خود بطریق سیر جاج نگر کیطرف روانہ ہوا اور وہانکے راجہ سے چالیس زنجیر فیل لیکر باپ کی خدمت مین بھیجا اور ورنگل مین جاکر حسب الیدعا سامان اور ریہاہی اس ولایت کی کرکے مظفر اور منصور باپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ۷۲۴ھ سات سو چوبیس ہجری مین عرضیان لکھنوتی اور ستارگانون سے پہونچین کہ امرا اور حکام نے

۷۲۴

دہانے دست تظلم دراز کیا ہی اور کوئی طریقہ ظلم و جور کا فروگذاشت نہ کیا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے افواج بحر امواج فراہم کی اور الغخان کو اپنا نائب کرکے دہلی مین چھوڑا اور خود بہ نفس نفیس ہندوستان کی حد شرقی کیطرف نہضت فرمائی اور جب ترہت مین پہونچا سلطان ناصر الدین ولد بادشاہ غیاث الدین بلبن جو عہد خلجیہ مین اُسکی سلامتی نفس کیواسطے اُسکی جاگیرات مین تغیر نہوا تھا اور گوشہ لکھنوتی مین رہتا تھا تغلق شاہ کی تاب مقاومت نہ لایا اور قضاے الہی پر راضی ہوکر ترہت مین جاکر شاہ سے ملازمت کی اور تحف و ہدایا سے کثیر پیشکش کیے اور نثار خان کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا منھ بولا فرزند تھا ستارگانون اُسکے نامزد ہوا اور وہان کے حاکم بہادر شاہ کو جو امراے علائی سے تھا اور داعیہ سرکشی رکھتا تھا گرفتار کرکے درگاہ مین لایا اور تغلق شاہ نے ناصر الدین کو چتر دیکر بدستور سابق لکھنوتی اُسکی جاگیر کیواسطے مقرر رکھی اور ما فضلت ستارگانون اور کنور بنگالہ اس سے رجوع کرکے عازم مراجعت ہوا اور فتوح السلاطین مین وارد ہی کہ مراجعت کے وقت جب رایت بادشاہ غیاث الدین نے سایہ وصول ترہت مین ڈالا راے ترہت ہزیمت کرکے جنگل مین بھاگا اور تغلق شاہ اسکے پیچھے تعاقب مین جنگل کے درون مین در آیا اور خود بہ نفس نفیس تیر ہاتھ مین لیکر چند درخت قطع کیے آدمیون نے جب حال اسطرح دیکھا خرد و بزرگ درخت قطع کرنے مین مشغول ہوئے اور تھوڑی فرصت مین ایسا صفا کیا کہ گویا کبھی گھاس بھی نہ اُگی تھی اور بادشاہ دو تین روز کے بعد حصار ترہت مین داخل ہوا دیکھا سات خندق پر آپ اس قلعہ کے گرداگرد تھے اور ایک راہ باریک کے سوا دوسرا راستہ نہ رکھتا تھا باوجود اسکے ہمت ملوکانہ مصروف رکھکر دو تین ہفتہ مین اُسے مفتوح کیا اور وہان کے راجہ کو دستگیر کرکے ترہت احمد خان ابن ملک تلیغہ کو دیکر دہلی روانہ ہوا اور جب چند منزل طی کی لشکر پہ سبقت کرکے بطریق عجلت دار السلطنت کیطرف متوجہ ہوا اور غافل اُس سے کہ اجل اُسکا گریبان پکڑکے کھینچتی ہی الغخان نے جب سنا کہ باپ تاخت کیطرح متوجہ ہی افغان پور کے قریب ایک قصر تین روز کے عرصہ مین احداث کرکے انجام کو پہونچایا کہ جسوقت باپ وہان پہونچے شب کو توقف کرے اور صبح کو شہر آراستہ کرکے تمام اسباب سلطنت اور نوازم تجمل مہیا ہو تا بشکوہ تمام شہر مین داخل ہووے جب سلطان وہان پہونچا سبب احداث عمارت دلمین لاکر وہان نزول کیا اور تغلق آباد مین شادی کا سامان مہیا کیا اور قبہ لٹکائے دوسرے دن الغخان اور تمام امرا اناامل بادشاہ پر بوسہ دینے سے سرفراز ہوئے اور سلطان ساتھ ایک جماعت کے کہ استقبال کیواسطے آتے تھے اُس قصر مین بیٹھکر طعام کھانے مین مشغول ہوا جب دستر خوان بڑھایا گیا لوگ سمجھے کہ بادشاہ اُسیوقت سوار ہوگا دست ناشستہ نکل آئے اور الغخان کہ اجل اُسکی نہ پہونچی تھی وہ بھی اسپ و فیل اور تمام پیشکش گذرانے کیواسطے کہ ہمراہ لایا تھا باہر آیا اس درمیان مین اس مکان کی چھت گر پڑی بادشاہ مع پانچ آدمیون کے اُسکے نیچے دب کر جوار رحمت حق مین پیوستہ ہوا اور بعضی تواریخ مین مسطور ہی کہ جو قصر نو ساختہ اور تازہ تھا ہاتھیون کے دوڑنے کے صدمہ سے گر پڑا اور بعض مورخین نے لکھا ہی کہ بنا نا اس قسم کی عمارت کا کچھ ضرور نہ تھا ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ الغخان نے قصد باپ کی ہلاکی کا کیا ہو اور ضیاء برنی جو بادشاہ فیروز کے عصر مین تھا اور بادشاہ فیروز کو سلطان محمد سے اعتقاد و کمال تھا اُسکے ملاحظہ سے یہ معنے نہ لکھے لیکن ارباب بصیرت کی ضمائر پر پوشیدہ نہو کہ یہ حکایت عقل سے بہت بعید ہی کسواسطے کہ الغخان اپنے باپ کے ساتھ دستر خوان پر حاضر تھا یہ کرامت کہان رکھتا تھا کہ اسکے نکلتے ہی چھت گر پڑی اور سب سے رنگین زیادہ یہ صدر جہان گجراتی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ الغخان نے یہ عمارت ساتھ طلسم کے برپا کی تھی جب طلسم ٹوٹا چھت گر پڑی اور حاجی محمد قندھاری نے اپنی تاریخ مین تحریر کیا

کہ حسبوقت بادشاہ ہاتھ دھونے مین مشغول تھا بجلی آسمان سے نازل ہوئی اور قصر کی چھت توڑ کر اُسکے سر پر گری چنانچہ یہ روایت بر تقدیر وقوع ساتھ صحت کے اقرب دکھائی دیتی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال وکان ذالک فی شہر ربیع الاول سنہ سات سو چھبیس ہجری زمان سلطنت سلطان تغلق شاہ چار برس اور چند مہینے تھا اور امیر خسرو کہ عہد بادشاہ علاء الدین مین ہزار تنکہ پاتا تھا بادشاہ غیاث الدین کے عہد مین معاش کے سبب سے بہت فراغت رکھتا تھا اور تغلق نامہ کہ نسخہ اُسکا کمیاب ہے اُسکے نام نامی مین لکھا

ذکر سلطنت سلطان اعظم سلطان محمد تغلق شاہ کا

سلطان اعظم نے بعد وفات پدر مرحوم غرہ تین روز قائم رکھا آخر شب تعزیت ساتھ خوشحالی اور محنت ساتھ عیش کے مبدل ہوئی اور جہان نے جوانی از سر نو حاصل کی اور اعظم شاہ نے امرائے بزرگ کے اتفاق سے بجائے پدر سریر فرمانروہی پر قدم رکھا اور اپنا نام سلطان محمد شاہ رکھا چالیس روز کے بعد ساعت سعید اختیار کر کے تغلق آباد سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شہر مین خوشی کے نقارہ بجوائے اور آئینہ بندی ہوئی اور کوچے اور بازار آراستہ کیے اور قرص زر سرخ و سفید ہاتھیون پر لاد کر سلطان کی سواری کے آگے اور پیچھے کوچہ و بازار اور کوٹھون پر اسقدر لٹائے کہ اکثر فقراے دہلی اُس روز سے گدائی سے مستغنی ہوئے اور بقیۃ العمر بفراغت بسر کی اور وہ بادشاہ عالی ہمت تھا چاہتا تھا کہ بہفت اقلیم کی زمین میرے زیر نگین ہو اور میرا حکم جن و پری پر نافذ ہووے اور ربع مسکون پر میرا ایک نفر ضبط و ربط رکھے اور اگر اسلام موروثی مانع نہوتا دعوی انا ربکم الاعلی کرتا ایسا سخی تھا کہ فقیہ کو خزانہ دیتا اور اُسکو بھی حقیر جانتا یعنے مین نے اسے کچھ نہ دیا اور بخشش مدت العمری حاتم و معن عطاے کمترین ایک روزہ اُسکی تھی اور بذل اور ایثار کے وقت غنی اور فقیر آشنا اور بیگانہ اُسکی نظر ہمت مین یکسان دکھلائی دیتے تھے نثار خان کو کہ بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے ستار بھانون کا والی کیا تھا اور برادر خواندہ اُسکا ہوتا تھا اُسکو بہرام خان خطاب دیکر ایک روز مین سوز نجیر فیل اور ہزار گھوڑے اور ایک کرور اشرفی اور چتر دور باش مرحمت فرمایا اور ولایت بنگالہ اور ستارگانون اُسکے تفویض کی اور نہایت تعظیم و تکریم سے اسطرف روانہ کیا اور ملک سنجر بدخشانی کو اسی لاکھ روپیہ اور ملک الملوک عماد الدین کو ستر لاکھ تنکہ اور مولانا عضد الدین اپنے اُستاد کو چالیس ہزار تنکہ ایک روز مین بخشے اور مولانا ناصر الدین کامی کو جو ملک الندما تھا ہر سال لاکھ تنکہ دیتا تھا اور ملک غازی کو جو بزرگ زادہ اور فاضل و دانشمند و خوش طبع اور شاعر تھا ہر سال لاکھ تنکہ دیتا تھا اور غزنین کے قاضی کو بھی اسیقدر مرحمت فرماتا تھا کہ کسی کے حوصلہ مین نہ سماوے اور جیسا کہ نظام الدین احمد بخشی نے تحقیق کیا کہ اس تنکہ سے مراد نقرہ ہے اور کچھ مس بھی اسمین شریک تھا اور اس ایک تنکہ کے سولہ مس بل یعنے تانبے کے پیسہ دیتے تھے اور اُسکی بادشاہی مین اول سے آخر تک عظما اور کبرا اور اہل ہنر اور کشتی شکستہ اُسکے عواطف اور مراحم کی اُمید مین عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور ترکستان اور عربستان سے ہندوستان مین آتے تھے اور اس سے زیادہ تر کہ تصور کرتے تھے موروثی انعام اور نوازش ہوتے تھے اور زنان بیوہ اور مفلسون اور ضعیفون کو جو اطراف و اکناف سے اُسکی خدمت مین حاضر ہوتی تھی زر نقد دیتا تھا اور جو شخص وطن کیطرف میل کرتا تھا وظائف مقرر کرتا اور تقریر فصیح اور شیرین کلامی مین بے نظیر تھا اور مکاتبات اور مراسلات عربیہ و فارسیہ قلم بر داشتہ اور بدیہہ بول لکھتا تھا کہ نشیان عطارد قلم اُسمین حیران رہتے تھے اور ایسا خوشنویس اور خطاط تھا کہ استاد اُسے پسند اور قبول کرتے تھے اور اختراع ضوابط جہانداری مین اپنا مثل نرکھتا تھا اور جودت فہم اور حدت ذہن مین علم امتیاز بلند کرتا تھا اور بدیہہ ساتھ محاسن اور دوائل شخص کے کم کرتا اور قبل تکلم متکلم سے اُسکے مافی الضمیر سے مطلع ہوتا اور علم تواریخ کا ماہر تھا اور قوت حافظہ اس درجہ رکھتا تھا کہ مدت العمر مین

جو کچھ ایسا رسنتا فراموش نکرتا حکایات اور داستان شاہنامہ اور قصۂ ابومسلم اور امیر حمزہ حفظ رکھتا اور جمیع علوم معقول خصوص علم طب اور حکمت اور نجوم اور ریاضی اور منطق مین مہارت تمام رکھتا تھا اور بیمارونکا معالجہ کرتا اور تشخیص مرض وغیرہ مین اطبائے عصر سے بحث طالب علمانہ کرتا اور الزام دیتا اور ایام شاہی مین بھی اکثر اوقات صرف معقولات و فلاسفہ مین کرتا اور سعد منطقی اور عبید شاعر اور نجم الدین اختیار اور مولانا علم الدین شیرازی اور علمائے حکیم طبیعیت سے ہم صحبت ہوکر کتب متقدمین کے حرف در میانمین لاتا اور یہ عبید بغبید شاعر مشہور ہے اور ہزال اور شاعر بیباک اور اراکانی تھا اور سلطان ساتھ تفلیات کے چندان صفائی نہ رکھتا تھا اور فقہا اور ارباب منقول کو اُسکی مجلس مین چندان راہ نہ تھی اور تفلیات سے جو کچھ تطبیق اُسکے ساتھ عقلیات کی متصور ہوتی تصدیق کرتا تھا اور شعر فارسی نہایت خوب کہتا اور قدما کے شعر بخوبی تمام سمجھتا اور شجاعت مین بھی اپنا مشبیہ اور نظیر نرکھتا تھا اور ہمیشہ ہمت والا نہمت اُسکی اسمین مصروف تھی کہ ایک ولایت تازہ قبضۂ تصرف مین لاوے اور اسی سبب سے اکثر ایام شاہی اُسکی لشکر کشی مین گذرتے اور اُس بادشاہ کو عجائب مخلوقات سے نشان دیتے ہین کسواسطے جامع اضداد تھا اور اسے یہ بھی تمنا تھی کہ سلطنت حضرت سلیمان کی مانند باصدار احکام شرعی اور ملکی کرے اور بھی پیروی دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرکے پانچون وقت کی نماز ادا کرتا اور نوافل اور مستحبات مین قیام کرکے کوئی مسکر نہ کھاتا اور زنا لواطہ یعنے لونڈہ بازی اور جمیع چیزون سے کہ اسم حرمت اسپر جاری ہووے پرہیز کرتا لیکن قہر و سیاست اور خونریزی ناحق اور تشدید اور تعذیب بندگان خدا مین بیباک تھا اور اس بارہ مین شرع اور عقل کے خلاف کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ جہان کو خلق خدا سے خالی کرے اور کوئی ہفتہ ایسا نہوتا تھا کہ موحدان اور مشائخ اور سادات و صوفی و قلندر اور نویسندہ اور لشکریون پر سیاست نفرماتا اور خونریزی نکرتا اور اوائل جلوس مین امرا اور ملوک اور اعوان اپنے کو موافق اور متفق تھے علی قدر مراتب ہر ایک کو القاب اور جاگیرین مقرر کین اور ملک فیروز اپنے چچیرے بھائی کو اپنی طرف سے باربک کا نائب کیا اور ملک بیدار خلجی کو قدر خان خطاب دیا جب شاہ ناصر الدین فوت ہوا تھا لکھنوتی کی جاگیر اسے حرمت فرمائی اور قتلغخان کو کہ اس سے قرآن شریف اور بعض کتب فارسیہ سے پڑھی تھین اور خط کی بھی مشق اُس سے کی بھی شغل وکالت اسے ارزانی رکھا اور ملک مقبول کو لقب عماد الملکی سے سرفراز کرکے وزیر الممالک کیا اور احمد ایاز کو خواجہ جہان خطاب دیکر گجرات کا سپہ سالار کیا اور ملک مقبل کو خانجہان خطاب دیکر گجرات کا وزیر کیا اور محمد ابن قتلغخان کو الپ خان خطاب عنایت فرمایا اور ممالک گجرات سے جاگیر دی اور ملک شہاب الدین کو ملک افتخار خطاب دیکر نوساری اُسکی جاگیر مقرر کی اور ابتدائے سلطنت مین کہ ہنوز امور مملکت نے مضبوطی تمام پیدا نہ کی تھی کہ ترمشیرین خان بن داؤد خان حاکم الوس جغتائی کہ شجاعت رستم اور عدالت کسریٰ اُسکی ذات مین جمع تھی اور بادشاہ مسلمانون کا تھا مع افواج انبوہ از قطرات باران اور برگ درختان لیکر ہندوستان کی تسخیر کا عازم ہوا اور سنہ سات سو ستائیس ہجری مین اس مملکت مین داخل ہوا اور لمغان اور ملتان دروازہ دہلی تک بعض کو تاخت و تاراج کیا اور بعض بہ قبول دامان متصرف ہوا ظاہرا اس بلدہ کو لشکرگاہ اپنا بنایا اور سلطان محمد تغلق شاہ نے مقابلہ اور مقاتلہ مین صرفہ نہ دیکھکر راہ عجز اور انکسار اختیار کی اور ایک اہل اعتبار سے سفیر کرکے نقود اور جواہر اسقدر کہ ترمشیرین خان کی سبب تسلی خاطر ہو پیشکش کیا اور ساتھ اس عرض و ناموس کے مملکت اپنی مول لیکر ایسا کیا کہ ترمشیرین خان نے ظاہر دہلی سے کوچ کیا لیکن گجرات کیطرف جاکر اُس ولایت کو کہ سرراہ تھی نہب و غارت کیا اور مال ایک عالم کا ہاتھ مین لایا اور بندے بت لیکر سند اور ملتان کے

راستہ سے سالماً غانماً اپنے وطن کیطرف مراجعت کی اور ضیاے برنی نے روزگار کے ملاحظہ سے اس واقعہ کو اپنی تاریخ مین مرقوم نہ کیا اور بادشاہ محمد تغلق شاہ اسکے بعد لشکر کی ترتیب اور ضبط ملک کی فکر مین ہوا اور ولایت دور دست مانند دھور سمند اور معبر اور کنپلہ اور ورنگل اور لکھنوتی اور جسیب گانون اور ستارگانون اور مواضع قریبۂ دہلی کو مضبوط کیا اور ولایت کرناٹک تلا لاً اور عوضاً دریاے عمان کے ساحل تک تصرف مین آئی اور بعضے تعلقو کی نسبت وہانکے راجہ متعہد خراج ہوکر ہر سال بسال واصل خزانہ کرتے تھے اور کسی مفسد اور سرکش کو یہ قدرت نہ تھی کہ نیم درم مال دیوانی سے بطریق اخفا یا تمرد نگاہ رکھے اور تمام مقدم اور راجہ اور زمیندار ممالک محروسہ اسکی خدمت کا زین پوش اپنے دوش پر لیکر مال واجب سرکار ادا کرتے تھے اور اسقدر اموال اطراف سے اُسے پہونچتا تھا کہ باوجود کثرت بذل سلطان محمد کے کسی وجہ سے خزانہ مین کمی ظاہر نہوتی تھی لیکن اواسط اور اواخر سلطانی مین باوصف ایسی مضبوطی کے ایسا تزلزل واقع ہوا کہ گجرات کے سوا دیگر بلاد مذکورہ سے کوئی اُسکے تصرف مین نرہا اور باعث اخراف ملک و دولت چند چیزین تھین اول خراج درمیان دوآب کے زیادہ کرنا دوسرے سکہ تانبے اور کاسے کا بجاے نقرہ رواج دینا تیسری مین لاکھہ اور ستر ہزار سوار خراسان اور ماوراء النہر کے عزم تسخیر مین ترتیب کرنا اور خزانہ علائی صرف کرنا چوتھے ایک لاکھ سوار آراستہ کرنا اور ہمراہ اپنے بھانجے خسرو ملک کے کوہ قراجل کیطرف کہ اُسے ہمایل بھی کہتے ہین بھیجنا پانچوین اہل اسلام اور کفار کا افراط سے قتل کرنا لیکن زیادتی خراج کی حکایت یون ہو کہ بعض امور دلین تصور کرکے خراج مملکت میان دوآب ایک روپیہ کی جگہ تگنا چوگنا مقرر کیا پس یہ امر استیصال برایا اور تمرد رعایا کا سبب ہوا کار زراعت و کشتکاری معطل رہا اور امساک باران بھی دو تین برس تک ساتھہ اس حالت کے ہمقرین ہوا اور قحط عظیم دہلی مین پڑا جیسا کہ اکثر مکانات خراب اور ویران ہوئے اور جمعیت مختل ہونے سے کار بادشاہی مین خلل عظیم واقع ہوا اور قصہ زرمس کا یہ ہو کہ جو سلطان چاہتا تھا کہ سکندر کے مانند اقالیم سبعہ کو مسخر کرے لیکن حشم و خزائن ساتھا اسکے وفا نکرتا تھا پس تحصیل کیواسطے یہ مقصود سکہ مس سے پیدا کیا اور فرمایا جیسا کہ مملکت چین مین زر جاری و رائج ہو ہندوستان مین بھی زرمس کو دار الضرب مین سکہ مارین اور بجاے تنگہ سرخ و سفید کے رواج دیوین اور خرید و فروخت مین معمول رکھین اور جاوا کاغذ کا پارچہ تھا کہ نام و لقب شاہان چین کا اُسپر نقش کرتے تھے اور خلق اس دیار کی بجاے تنگہ طلا و نقرہ صرف کرتی تھی لیکن اس معاملہ نے ہند مین صورت نہ باندھی ہندوان ممالک تمام مبالغ مس سے دار الضرب مین لاتے تھے اور سکہ مارکر لاکھون اور کرورون بہم پہونچاتے تھے اور امتعہ اور اسلحہ خرید کرکے اطراف مین بھیجتے تھے اور تنگہاے زر و نقرہ کے عوض بیچتے تھے اور زرگرون نے بھی سکہ بادشاہی کی تقلید کرکے اپنے مکانون مین سکہ گڑھتے تھے اسواسطے چند عرصہ کے بعد ایسا ہوا کہ یہ حکم ممالک دور دست کے حکام نے قبول نکیا اور تمرد و سرتابی کی پھر رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ تختگاہ اور مواضع قریبہ مین بھی سکہ مس درجہا اعتبار سے گرا اور بادشاہ اس حال کے مشاہدہ سے اپنے حکم سے نادم ہوا جو چارہ نہ رکھتا تھا حکم کیا کہ جو شخص سکہ مس رکھتا ہو خزانہ مین داخل کرے اور اُسکے عوض سونا اور چاندی لیوے کہ شاید اس تقریب سے تنگہ مس اعتبار قبول کرے اور دار و ستد مین رواج بہم پہونچاوے لیکن خلق نے تنگہ ہاے مس کو سنگ و کلوخ کے مانند اپنے مکانون مین ڈالا تھا خزانہ مین لاکر اُسکے عوض مین تنگہ ہاے زر و نقرہ لیگئے اس تقریب سے خزانہ خالی ہوا تنگہ مسی اسیطور بے رواج رہا اور سلطنت مین فتور عظیم پیدا ہوا اور اندیشۂ باطل تسخیر ربع مسکون مین سپاہ بہت نگاہ رکھنے سے ایسا ہوا کہ جب امیر نوروز داماد ترمشرین خان جو بادشاہ زادۂ چغتائی تھا بہت امراے نامور اور صدوسی اپنے ہمراہ لیکر ہندوستان مین آیا

اور سلطان محمد شاہ کی نوکری اختیار کی اور عراق اور خراسان نے بھی شاہزادے اور امرا اور رؤسا ملازمت مین پہونچے انھون نے تسخیر ایران اور فتح توران بسہولت تمام ظاہر کی ہرآئینہ سلطان محمد غریمت جہانگیری کرکے ان لوگونکو کہ اُسطرف سے آتے تھے تالیف قلوب کے واسطے نگاہ رکھتا تھا اور زر دیتا تھا علاوہ اسکے سپاہ سرحدونمین کہ حفاظت مملکت ضرور ہی تین لاکھ اور ستر ہزار سوار نگاہ رکھے اور گھوڑے داغ کیے پہلے سال مواجب اُنکا خزانہ سے وصول ہوا جب فرصت اُس سے نہوئی کہ اُس لشکر کو کام فرماوے اور مملکت تازہ تسخیر کرے تو تنخواہ فوج وہانسے پہونچے یا کوئی ایسی غنیمت ہاتھ آوے کہ سپاہ کی تسلی ہووے ہرآئینہ خزانہ خالی ہوا دوسرے سال لشکر متفرق ہوا اور بیروقتی تمام کار بادشاہی مین ظاہر ہوئی اور اندیشہ بھیجے لشکر کا کوہ ہماچل مین یون ہی کہ سلطان کو فکر تسخیر ولایت چین وہماچل جو ولایت چین وہند کے درمیان مین واقع ہی ہوئی چنانچہ سنہ ۷۳۸ سات سو اڑتیس امرائے نامدار اور سرداران آزمودہ کار اور لاکھ سوار کارآمدنی اپنے بھانجے خسرو ملک کے ہمراہ کرکے رخصت فرمایا کہ اول کوہستان ہماچل اپنے تصرف مین لاوین اور جس مقام مین ضرور جانین قلعہ باندھکر اور لشکر چھوڑکر آگے بڑھین اور سرحد چین مین پہونچکر اس سرحد مین ایک قلعہ نہایت رفیع اور مستحکم بناکر کے اقامت کرین اور ولایت ہماچل کا انتظام بخوبی تمام کرکے عرضداشت درگاہ سلطانی مین ارسال کرین اور جب حضور سے دوسرا لشکر کمک کو پہونچے بتدریج یعنے آہستہ آہستہ آگے بڑھکر چین کے لینے کے درپے ہوون ہرچند ارکان دولت نے کنایۃً اور تصریحًا عرض کیا کہ یہ فکر مناسب نہین ہی اور کبھی ایسا نہین ہوا کہ بادشاہان ہندوستان ایک گز زمین اس ممالک سے اپنے مین لائے ہون اُسنے قبول نہ کیا اور جو خسرو ملک اور امرائے بیچارہ کہ اطاعت کے سوا چارہ نہ رکھتے تھے روانہ ہوئے اور کوہستان مذکور مین داخل ہوے اور جاہاے مناسب مین قلعے تعمیر کیے اور ایک جماعت سوار و پیادہ مقرر کرکے آگے بڑھے اور جب بہت کوہ ہاے ہماچل سے طے کرکے حوالی شہر ہاے سرحد چین مین پہونچے اور شوکت و عظمت شاہ چین کی مشاہدہ کی اور محکمی حصار اور راہ ہاے دشوار گذار اور نایابی علف کا اپنے دلمین خیال کیا خوف و ہراس انکے دلون پر ایسا مستولی ہوا کہ عازم مراجعت ہوئے اور اسواسطے کہ ایام برسات ہوچکا تھا اکثر راہین زیرآب ہوکر معدوم ہوگئین تھین اور راستہ برآمد ہونیکا معلوم نہ تھا دامن کوہ پکڑکر سراسیمہ جاتے تھے مردم کوہستانی فرصت پاکر مسلمانون کے قتل مین مشغول ہوئے اور آثار قحط ظاہر کیا پھر ایک ہفتہ کے بعد اہل اسلام بہزار مشقت ایک صحراے وسیع مین پہونچے جو اس مقام ہولناک کو طے کرچکے تھے استراحت کیواسطے وہان توقف کیا قضارا اُس شب باران عظیم برسا لشکرگاہ کے دو رکو اسطرح پانی نے گھیرا کہ گھوڑے اور آدمی پیرنے سے متعذر ہوئے خسرو ملک اور تمام آدمی دس پندرہ روز آذوقہ اور قوت لایموت کی نایابی سے ہلاک ہوئے اور ایک جماعت کہ اس لشکر سے کچھ فاصلہ پر فروکش ہوئی تھی ہندوستان کیطرف راہی ہوئی اور ہماچل کے باشندے اس قضیہ سے مطلع ہوکر کشتیون پر سوار ہوئے اور اُسمقام مین جاکر امتعہ اور اسلحہ وافر لوٹ کر مستغنی ہوئے اور وہ لوگ کہ سیر راہ پانی کے واسطے خسرو ملک نے چھوڑے تھے اُنھین ایسا قتل کیا کہ اُنمین سے ایک متنفس نہ بچا اور تھوڑے سے کہ سات ہزار جرار تھے بقتیل کے سلامت پھرے وہ بھی سلطان محمد شاہ کی تیغ قہر مین گرفتار ہوئے اور جو قصہ سفاکی بادشاہ اور مقتولی سپاہ و رعیت کا ضمن واقعات سابق سے واضح ہوتا ہی اسواسطے ذکر اُسکا علیحدہ نہ کرکے داستان دہلی کے شکستہ ہونیکی تحریر کرتا ہی وہ یون تھی کہ بہاءالدین سلطان محمد شاہ کا چچیرا بھائی المخاطب بگرشاسپ جو امرائے کبار سے تھا اور ولایت ساغر کہ جملہ ممالک دکن سے ہی جاگیر رکھتا تھا علامات سلطنت کی بے رونقی دیکھکر سروری

کے اندیشہ مین پڑا اور استحکام قلعہ ساغر اور کثرت خیل اور لشکر پر فریفتہ ہوکر سر اطاعت سے پھیرا اور اکثر امرائے دکن کو اپنا یار کرکے تمام معمورۂ دکن کو اپنے قبضہ مین لایا اور نہایت قوت پکڑی چنانچہ اکثر امرا کہ ساتھ اُسکے متفق ہوئے تھے تاب مقاومت نہ لاکر ذلیل وخوار ہوکر بھاگے اور مندو اور شادی آباد مین جاکر دم لیا اور جب یہ خبر سلطان محمد شاہ کو پہونچی خواجہ جہان کو مع چند امرائے پائے تخت اور تمامی لشکر گجرات اُسکے دفع کیواسطے مامور کیا اور خواجۂ جہان جب دیوگڑھ مین پہونچا گرشاسپ نے بھی لشکر آراستہ کرکے اُسکا سامنا کیا دیوگڑھ مین طرفین سے آتش کارزار افروختہ ہوئی جو اثنائے جنگ مین خضر بہرام کہ امرائے کلان گرشاسپ سے تھا اس سے روگردان ہوکر خواجہ جہان سے جاملا ایک فتور عظیم نے اُسپر راہ پائی اور خواجہ جہان قوی ہوا گرشاسپ نے توقف مناسب نہ دیکھا ایکبارگی میدان وغا سے مُنھ پھیرا اور ایسا بھاگا کہ ساغر تک کسی مقام مین نہ ٹھہرا اور چند روز کے بعد لشکر خصم کے تعاقب سے وہان بھی توقف میسر نہوا اپنی اہل وعیال لیکر کنبیلہ مین کہ ممالک کرناٹک سے ہے اور وہانکا راجہ اسکا دوست اور یکجہت تھا پناہ لیگیا اور اس عرصہ مین بادشاہ بھی دہلی سے دولت آباد مین آیا خواجہ جہان کو مع لشکر گران ولایت کنبیلہ پر تعیین کیا خواجہ جہان نے دو مرتبہ گرشاسپ سے شکست پائی لیکن اسکے بعد جو کہ لشکر قاہرہ مجدداً دیوگڑھ سے اُسکی مدد کو پہونچا تیسری مرتبہ غالب آیا راے کنبیلہ کو دستگیر کیا اور گرشاسپ ہلال دیو کے مسکن کیطرف بھاگا ہلال دیو لشکر اسلام کے تعاقب سے مضطر ہوا اور گرشاسپ کو گرفتار کرکے خواجۂ جہان کے پاس بھیجا اور آپکو دولتخواہان سلطانی سے شمار کیا خواجۂ جہان نے گرشاسپ کو مقید کرکے درگاہ سلطان مین روانہ کیا سلطان نے اسکا پوست کھچوا کر بھوسہ بھروایا اور شہر مین تشہیر کرکے یہ منادی کروائی **بیت** ہر آنکو بنا بدسراز شہریار × سزایش ہمین است انجام کار × اُسوقت مین سلطان کی رائے نے یہ تقاضا کیا کہ بہت سے ممالک میرے علم آسمان ساے کے زیر سایہ آئے ہین کسی ملک مین دارالملک مقرر کرنا چاہیے کہ بسبب اُسکے اطراف مملکت سے پہونچنا اخبار خیر وشر اور صلاح وفساد کا ممالک محروسہ کی جہات سے ساتھہ دارالملک کے علی السویہ ہو اور جو کسی دیار مین ایک حادثہ پیدا ہو یا کسی مدت مین کوئی مرض پیش آوے جلد تر اُسکے تدارک اور علاج مین قیام ہوسکے عرضداشت دانایان درگاہ نے جو عرض وطول اقلیم ہند سے خبر رکھتے تھے شہر اوجین تختگاہ کیواسطے پسند کیا اور عرض کی کہ جو باعتبار طول وعرض وسط ہند مین واقع ہے کرماجیت کھتری نے اسواسطے اسے اپنا دارالملک بنایا تھا اور بعض مرد حضور نے سلطان کے دل کا عندیہ سمجھکر عرض کی کہ دیوگڑھ ہند کے وسط مین واقع ہے بادشاہ یہ امر خدا سے چاہتا تھا ہمسایگی دشمنان قوی مثل شاہ ایران وتوران اور دوسرے امور سے غافل مطلق ہوکر حکم دیا کہ دہلی کو جو رشک مصر تھی اُجاڑ کر وہانکی خلقت صغیر وکبیر نوکر وغیر نوکر موننت اور مذکر کوچ کرواکر دیوگڑھ مین لاوین اور آباد کرین اور اکثر لوگون کو زاد راہ اور قیمت مکان خزانہ سے دو اور ہر منزل مین مابین دولت آباد اور دہلی کے ایک سرا تیار کراؤ اور اُسکے راستہ مین دور رویہ اشجار سایہ دار بٹھاؤ تو مسافرین آرام سے آمد وشد کرین اور شہر دیوگڑھ کا دولت آباد نام رکھا اور عمارات عالیہ کی بنیاد ڈالی اور قلعہ دیوگڑھ کے گرداگرد خندق کھدوائے اور دولت آباد بالا گھاٹ اور بلورہ کے قریب باغات اور حوضہات بزرگ یعنے تالاب بنوائے اور اس تغیر وتبدل سے کہ رعایا اور برایا کے حال پر راہ پایا مہمات ملکی مین تفرقہ عظیم واقع ہوا اور خواجۂ حسن دہلوی اُسوقت دولت آباد مین کہ آیہ کریمہ اَلَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُھَا فِی الْبِلَادِ اُنکی شان مین وارد ہے فوت ہوکر وہان مدفون ہوا اور دولت آباد فیض بخشی اور خوش ہوائی مین کچھہ نقص نہین رکھتا تھا اُسمین فقط یہی عیب تھا کہ ایران اور توران سے دور تھا اور اُسکے بعد کہ بادشاہ گرشاسپ کے سبب سے مطمئن ہوا

اور خسرو بزرگ دہلی کے برآمد ہوکر دولت آباد مین ساکن ہوئے پھر دولت آباد سے نہضت کرکے قلعۂ کندانہ کی تسخیر
مین جو خیبر کے اطراف مین واقع ہی متوجہ ہوا اور ناک نایک نے جو کولیان کا سردار تھا مدافعہ کیواسطے قیام کرکے جنگہاے مردانہ اور
حرب رستمانہ کی اور آفرین اور تحسین کی نداز مین و آسمان سے سُنی اور وہ قلعہ ایک کوہ رفیع کی چوٹی پر واقع ہی اور استواری
مین ساتھہ فلک البروج کے دم برابری کا مارتا ہی اور کمندا و ہام حکام صاحب اقتدار اُسکے کنگرہ کے پہونچنے سے اظہار
عجز کرتی ہی اور سلطان آٹھہ مہینے تک گرد اس قلعہ کے مقیم رہا اور سا باط بنانے اور متربی نصب کرنے مین سعی بلیغ اور جہد
موفورہ پیش پہونچائی ناک نایک نے مضطرب اور بدحواس ہوکر امان طلب کی اور قلعہ سپرد کرکے امراے بزرگ مین منتظم ہوا اور بادشاہ
نے مظفر اور منصور ہوکر دولت آباد مین نزول اقبال اور حلول اجلال فرمایا اور زمانہ ساتھہ مقصدون کے گذرتا اس درمیان مین
لاہور سے خبر پہونچی کہ ملک بہرام ابیہ حاکم ملتان نقارہ خصوصیت کا بجاکر مملکت پنجاب کو تاخت و تاراج کرتا ہی اور جمعیت عظیم
بہم پہونچاکر ملک گیری کا دعوی رکھتا ہی اور بیان اس واقعہ کا یون ہی کہ بادشاہ محمد نے جب دولت آباد کو پایۂ تخت اپنا بنایا
اور جمیع امرا اور منصب دارونکو فرامین بھیجے کہ اپنے زن و فرزند دولت آباد مین بھیجکر مکان تیار کروا سواسطے علی نام ایک
محصل کو چ کروانیکو بہرام ابیہ کی ملتان کیطرف گیا اور جسطرح کہ رسم محصلونکی ہی درشتی بہت کی اور کلام موحش قسم تہدید
اور وعید سے مذکور کیے اور داماد بہرام ابیہ کا ایک روز اپنے مکان سے برآمد ہوکر متوجہ ریوانخانہ بہرامابیہ کا تھا کہ علی محصل نے
اُسکے پاس پہونچکر کہا کسواسطے اپنے سردار کو دولت آباد مین نہین بھیجتا شاید سر مین اپنے خیال حرامزادگی کا رکھتا ہو اُسنے کہا
حرامزادہ کسے کہتا ہی کہا کہ وہ جو مکانمین بیٹھا ہی اور حکم بادشاہی کی تعمیل نہین کرتا ہی آخر اس مقدمہ مین دوبدل درمیان انکے
اسقدر ہوئی کہ نوبت ساتھہ اس انتہا کے پہونچی کہ علی نے موے سر بہرام ابیہ کے داماد کے پکڑے اور کئی گھونسے رسید کیے
اور اُسنے کسی نہ کسی طرح سے اپنے بال اُسکے ہاتھہ سے چھڑا لئے اور علی یعنے محصل مذکور کو زمین پر دے مارا اور اُسکے ایک سپاہی نے اسکے اشارہ کے
موافق اُسکا سر تن سے جدا کرکے شہر مین پھیرایا بہرام ابیہ جب اس ساتھہ سے آگاہ ہوا سلطان محمد تغلق شاہ کے خوف قہر و غضب سے
بغاوت اور طغیان کے سوا چارہ نہ دیکھا بادشاہ نے اس فساد کا دفع منحصر اپنے توجہ پر جانکر دولت آباد سے نہضت فرمائی اور لشکر
فراہم کرکے ملتان گیا اور بہرام ابیہ بھی ایک لشکر موردملخ سے زیادہ جمع کرکے بادشاہ کے مقابل صف آرا ہوا اور حرب صعب کے
بعد کہ خلق بیشمار دونون طرف سے ہلاک ہوئی ہزیمت شامل حال اُسکا فرنعمت کے ہوئی بادشاہ ظفر ہوا اور چاہا کہ ملتان کو قتل
عام کرے شیخ رکن الدین سلطان کے دیکھنے کو آئے لوگونکی شفاعت کی سلطان اُنکی شفاعت کے موافق ملتانیونکے قتل سے
درگذرا اور قوام الملک نامے کو وہانکی حکومت پہ منصوب کیا اور اُسوقت ایک جماعت بہرام ابیہ کے تعاقب مین نامزد ہوئی تھی
سر اُسکا جداکرکے ملتان مین لائی پھر بادشاہ نے دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور جو لوگ اطراف کے کہ ساتھہ تکلیف کے رکھن
ہوئے تھے پراگندہ ہوئے بادشاہ دو برس وہان رہا اور ہمت دولت آباد کی تعمیر پہ مصروف فرمائی اور اپنی والدہ مخدومہ جہانکو
مع سائر حرم اور سپاہی دولت آباد مین روانہ کیا اور ایک آدمی دہلی کہ وہانکی آب و ہوا کے خوگر تھے اپنے ساتھہ نرکھا سبکو
دولت آباد بھیجا اور دہلی اسطرح سے ویران ہوئی کہ آواز کسی متنفس کی گیدڑ اور لومڑی اور جانور صحرائی کے سوا کانمین نہ پہونچتی تھی
اور ان سنوات مین جو مالوجہات مین دوآب کا بشدت طلب تھا وہانکی رعایا اور مقدمون نے لگ اپنے مکانون اور کھلیانونمین
لگاکر و مواشی اپنے لیکر جنگلون اور پہاڑون مین داخل ہوئے بادشاہ نے فرمایا کہ ضلعدار اور حکام وہانکے ہاتھہ قتل و غارتمین
ورازکرکے جس کسیکو یا دین تیغ بیدریغ سے ہلاک کرین باز پرس درگو کرین اس سبب سے ولایت درمیان دوآب کے خراب اور

ویران ہوئی متردد ین خوف اور نا امنی کے سبب تردد سے باز رہے لشکری کہ زن و فرزند اُنکے دولت آباد مین آباد ہوئے تھے حیران اور سرگردان ہوئے الغرض ایسا کام ابتداے فرمنیش سے اُسکے عہد تک کسی جہاندار نے نہ کیا تھا اور سب سے طرفہ یہ کہ بادشاہ خود بہ سم شکار باہر گیا اور ہزار ہا رعایا کو ہلاک اور غارت کرکے حکم دیا کہ اُنکے سر قلعہ کے کنگرون پر آویزان کرو ہلکار حسب الحکم عمل مین لائے اور اسیطرح سے فوج مین جاکر دیا نسے مہوبہ تک ایک عالم کا عالم قتل کیا اسوقت مین ایک ذکران قدر خان سے کہ اُسے ملک فخر الدین کہتے تھے بعد فوت رام خان کے بنگالہ مین بغاوت پر کمر باندھی تھی قدر خان کو قتل کرکے لکھنوتی کے خوانون پر بھی متصرف ہوا اور لکھنوتی اور ستارگانون اور سنارگام کو اپنے قبض و دخل مین لایا اور بادشاہ ابتک فنوج کے قتل و غارت سے فارغ نہوا تھا کہ معبر سے خبر پہونچی کہ سید حسن پدر سید ابراہیم خریطہ دار معبر مین باغی ہوا اور وہانکے امرا کو قتل کرکے اس ولایت پر متصرف ہوا ہے سلطان فخر الدین کے معاملہ کو موقوف رکھکر شہر مین آیا ابراہیم خریطہ دار اور اقربا ے سید حسن کو گرفتار کرکے قید کیا اور لشکر ترتیب دیکر ۷۴۲ھ سات سو بیالیس ہجری مین معبر کیطرف نہضت فرمائی اور دیوگڑھ مین پہونچتے ہی وہانکے عمال اور مذارع سے سخت طلبی فرمائی جیسا کہ انمین کے اکثر نے شدت مطالبات سے جان وی تھی چنانچہ اُس ولایت مین بھی اضافہ گران رکھکر محصل تیز اور تند مقرر کیے اور ۷۴۳ھ کے بعد خواجہ جہانکو دہلی کیطرف بھیجکر خود بقصد دفع فتنہ سید حسن تلنگ کے راستہ سے معبر کے سمت روانہ ہوا جب بارنگل مین پہونچا وہان دس دن سے وبا عالم گیر تھی اکثر آدمی اُس مرض مین مبتلا ہوئے اور چند سردار نامی اور معبر نے وفات پائی اور سلطان بھی بیمار ہوا ملک نائب اور عماد الملک وزیر کو وہان چھوڑکر خود دولت آباد کیطرف علم معاودت کا بلند کیا جسوقت کہ حوالی قصبۂ بیر مین پہونچا درد دانتون مین پیدا ہوا ایک دانت اسکا گر پڑا اور اسی مقام مین دفن کرکے ایک گنبد اُسپر تیار کیا چنانچہ ابتک وہ گنبد موجود ہے اور ساتھ گنبد دندان سلطان تغلق کے شہرت رکھتا ہے اور بادشاہ جب ٹین مین پہونچا چند روز وہان اپنے معالجہ مین مشغول ہوا اور شہاب سلطان کو تصرف خان خطاب دیکر ولایت بیدر اُسکے حوالہ کی اور جاگیرات اس نواح کی بتعداد کرور تنگہ مقاطعہ اسکو دیا اور دولت آباد اور ولایت مرہٹ قتلغخان استاد کے تفویض فرمائی اسواسطے کہ حرف حرا مخواری شاہوے افغان مذکور تھا پھر بحالت مرض پالکی مین سوار ہوکے دہلی کیطرف عازم ہوا اور حکم دیا کہ باشندگان دہلی سے جو شخص کہ دولت آباد مین ساکن ہے اگر چاہے یہان آوے وگرنہ دولت آباد مین استقامت کرے پس اکثر بسبب ہمراہی بادشاہ کے دولت آباد سے دہلی مین آئے اور ایک جماعت ولایت مرہٹ مین سکونت پذیر ہوئی پھر سلطان وہانسے روانہ ہوا تمام ولایت مالوہ اور قصباتی کو کہ دہلی کے راستہ کیطرف تھے امساک باران سے قحط کے سبب خراب اور پریشان دیکھا اور پیگانی کہ راہ پدالچوبی منسوب تھی سبکو برخاستہ پایا اور جب دہلی مین پہونچا اُسے بھی خراب دیکھا اور قحط اس نہایت کو پہونچا کہ سیر بھر غلہ سترہ درم کو میسر نہوتا تھا اور اکثر مویشی اور مردم ہلاک ہوئے بادشاہ نے بعد از خرابی بیحد واسطے آبادانی ولایت اور تکثیر زراعت کے توجہ کرکے چند روز ترک سیاست کی اور خلق کو خزانہ سے زر دیکر کھیتونے جاہ اور کشت اور زراعت کی تحریص کی لیکن خلائق از بسکہ خراب اور مضطر تھی پارہ جو کچھ بطور تقاوی پایا تھا اپنے ماکولات مین صرف کیا و پارہ دوسرے صرف جاہ و زراعت مین کیا لیکن بسبب امساک باران کے کنوئین کا پانی مفید نہوا اور اکثر خلق ساتھ سیاست کے پہونچی اس درمیان مین شاہوے افغان نے طبل مخالفت علانیہ ملتان مین بجایا اور بہزاد نائب ملتان کو قتل کیا قوام الملک کو ملتان سے دہلی کیطرف بھگایا اور بادشاہ نے دہلی سے سامان لشکر درست کرکے ملتان کی سمت نہضت فرمائی ایک منزل مسافت قطع نہوئی تھی کہ والدہ اُسکی

مجدد دین جہان کہ نظام والتیام تمام خاندان تعلق شاہیہ ساتھ اسکے وابستہ تھا دہلی مین بحرمت حق واصل ہوئی سلطان محمود اور بلول کو
اور حکم دیا تو ایالیان سلطنت نے شہر مین اُس مرحومہ کی روح پر فتوح کیواسطے طعام اور صدقات دیے اور خود روانہ ہوا جب ملتان کے
قریب پہونچا شاہوے افغان نے عریضہ مشتملبر ندامت اور اپنی بازگشت کے بھیجا اور خود ملتان چھوڑکر افغانستان مین گیا بادشاہ
راہ سے معاودت کرکے دہلی مین آیا اور دہلی مین قحط اس مرتبہ تھا کہ آدمی آدمی کو کھاتا تھا سلطان نے پھر روپیہ خزانہ
عامرہ سے دیا تو کنوئین کھودین اور کشتکاری مین مشغول ہون لیکن لوگ پریشانی اور بے سامانی اور کمی باران کے
سبب سے تقصیر اور اہمال کرتے تھے اور سیاست مین پہونچتے تھے اُسوقت مین ایک گروہ مندہران اور چوہان میانہ کوہستیان
کہ ولایت منام اور سمانہ مین تھے تمرد کرکے جنگلون عظیم مین درآئے اور مکانات بنواکر مقیم ہوے اور ہاتھ مالگذاری سے کھینچے
بادشاہ نے بداقعت انکے لشکر کھینچکر مکانات اُنکے کہ اصطلاح ہند مین منڈل کہتے ہین منہدم کیا اور انکی جمیعتون کو پریشان کیا
اور اُنکے سردارونکو ہمراہ لاکر شہر مین جگہ دی اور ۷۴۳ھ سات سو تینتالیس ہجری مین ملک چندر کہ سردار کہکران کا تھا اُسنے علم
مخالفت بلند کرکے عالم لاہور یعنے ملک تاتارخان کو قتل کیا سلطان نے خواجہ جہانکو اسکے دفع کیواسطے بھیجا اُسنے کہکران
کو مخذول اور منکوب کیا اور جودلین بادشاہ کے متمکن ہوا تھا کہ سلطنت بے اجازت خلیفہ عباسی جائز نہین ہے اور
ہمیشہ اس اندیشہ مین تھا کہ اجازت حاصل کرے اس درمیان مین سنا کہ حکام مصر نے واسطے ایک مصلحت کے ایک دودمان
عباسی سے کسی کو سریر خلافت پر بٹھایا ہے پس اسیوقت باتفاق کمال الملک عاتبانہ بیعت ساتھ اُس خلیفہ کے کرکے بجاے اسم اپنے نام
خلیفہ سکہ مین درج کیا اور شہر مین نماز جمعہ اور عیدین منع کی اور دو تین مہینے اوقات عریضہ لکھنے مین صرف کرکے مرسول رکھا اور ۷۴۴ھ سات
سو چوالیس ہجری مین حاجی سعید حرمزی ہمراہ ایلچی بادشاہ آنکر فرمان حکومت اور خلعت خلافت لایا بادشاہ نے جمیع امرا اور علما
اور مشائخ ہمراہ لیکر قریب پانچ چھ کروہ سے استقبال کرکے فرمان خلیفہ سر پر رکھا اور بوسے حاجی سعید حرمزی کے قدمونپر
دیکر چند قدم پیادہ اُسکے جلو مین گیا اور شہر مین قبے آویزان کیے اور زر خطیر فرمان پر نثار کیا اور نماز جمعہ اور عیدین کی
ادا کیواسطے کہ موقوف کی تھی اجازت دی اور خطبہ بنام خلیفہ پڑھکر آسامی بادشاہان دہلی کو جو خلیفہ سے اذن نرکھتے تھے
خطبہ سے موقوف کیا نام باپ کا طراز جاہاے زربافت مین اور شرفات عمارات نام خلیفہ ثبت فرماکر ایک عریضہ مطول مشتملبر
تواضع بے اندازہ بخط خود تحریر کیا اور ایک گوہر نفیس کہ مثل اُسکا خزانے مین نہ تھا خلیفہ کے واسطے جداکیا اور حاجی رجب رفیع کی
معیت سے مصر مین روانہ کیا اور ملک کبیر سردار جامدار کو جو حسن اخلاق اور شجاعت اور تقوی اور عبادت مین نظیر نہ رکھتا تھا
اور اُس سے مقرب تر کوئی نہ تھا داخل مشیلش کرکے ملک خلیفہ مین لایا اور ملک نے قبول خطاب کیا اور عریضہ اُسکے متضمن
اقرار بعبودیت خلیفہ مصحوب حاجی رجب رفیع کے مرسول کیا اُسوقت کشتنا نایک پسر لودیو کہ نواحی ورنگل مین رہتا تھا جودیو
ہلال دیو کے پاس جو راے عظیم الشان کرناٹک کا تھا جاکر کہا کہ مسلمانان دیار تلنگ اور کرناٹک مین داخل ہوئے اور غرمیت
رکھتے ہین کہ ہمین ایکبارگی مستاصل کرین اسبارہ مین ایک فکر چاہیے کرنا ہلال دیو نے جمیع اعیان مملکت کو حاضر کرکے مشورہ طلب
کیا اور بعد تفکر اور امعان نظر سے قرار پایا کہ ہلال دیو جمیع ممالک اپنے کو عقب چھوڑکر خود سر راہ سپاہ اسلام مین تخنگاہ بناوے
اور معبر اور دیور سمند اور کنبلہ کو مسلمانون کے تعرض سے برآوردہ کرے اور کشتنا نایک صرف ہمت کرکے ورنگل کو بھی کہ اس ایام مین
فرصت ہے حوزہ دیوان دہلی سے لیوے اور ہلال دیو نے کوہستان اپنی سرحد جاے صعب مین ایک شہر نام اپنے فرزند
بیجن راے کے بنا کیا کہ مشہور بیجن نگر ہوا اور رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے بیجانگر ہوا اور پیادے اور سوار

بہت ہمراہ کشنا نایک کرکے پہلے ورنگل پر قابض ہوا اور ملک عماد الملک وزیر بھاگ کر دولت آباد مین آیا بعدہ ہلال دیو نے کشنا نایک کو کمک دیکر دو طرف سے رایان معبر اور دھور سمند کو جو قدیم الایام سے باج گذار حاکم کرناٹک تھے مسلمانونکے تصرف سے برآوردہ کیا اور فتنہ خوابیدہ ہر طرف سے بیدار ہوا ممالک دور دست مین گجرات اور دیوگڑھ کے سوا بادشاہ دہلی کے تصرف مین نرہا بادشاہ اس سبب سے نہایت پریشان ہوکر خلق پر سیاست فرماتا تھا اور خلائق سیاست بادشاہ کی سننے سے متنفر زیادہ ہوئی یہ امر سبب زیادتی فتنہ و فساد ہوا اور جو بسبب امساک باران کے فائدہ سعی و کوشش بادشاہ کا مزاعت کے بارہ مین ستر تب نہوتا تھا ناچار حکم کیا کہ دروازے شہر کے کھول دو اور اُن لوگون کو کہ زجر و توبیخ سے شہر مین نگاہ رکھا ہی رہا کرین جو کہ زندہ رہے تھے مع زن و فرزند گرتے پڑتے بنگالہ کیطرف دوڑے بادشاہ بھی قحط سے لاعلاج ہوکر شہر سے برآمد ہوا اور بیتابی اور کینیلہ کو طی کرکے آب گنگ کے ساحل پر اقامت کی اور فرمایا تو آدمی وہان چھاؤنی تیار کرین اور چھاونی کی تیاری کے بعد اس موضع کا سرگدواری نام رکھا اور کڑہ اور اودھ سے غلہ وہان پہونچتا تھا اور شہر کی نسبت وہان ارزانی حاصل ہوئی اور عین الملک جو جاگیر ظفرآباد اور اودھ رکھتا تھا اور اپنے بھائیونکے ہمراہ وہان رہتا تھا اور ہمیشہ غلہ اور آذوقہ اور اقمشہ اور سائر ما یحتاج سرگدواری مین متواتر ارسال کرتا تھا چنانچہ اس عرصہ مین کہ بادشاہ وہان رہتا تھا نقد و جنس سے بمقدار آٹھ لاکھ تنکہ خدمت سلطان مین ارسال کیے اور سلطان کو اُسکی نسبت اعتقاد تمام پیدا ہوا اور اُسکی حسن کفایت پر تحسین اور آفرین کی اور اُس زمانے مین کہ بادشاہ سرگدواری مین تھا چار فساد حادث ہوئے اور جلد ساکن ہوئے اول فساد نظام مائین کا کڑہ مین ظاہر ہوا اور وہ ایک مرد کک بنگی اور زیادہ گو اور ہرزہ کار تھا اس جہت سے عہدہ مقاطعہ سے برنہ آیا اور ۷۴۷ سات سو چیالیس ہجری مین باغی ہوکر اپنے تئین سلطان علاء الدین مشہور کرکے چتر سر پر لیا لیکن قبل اسکے کہ سلطان اُسکے دفع مین مقید ہووے عین الملک نے مع اپنے بھائیون اسپر لشکر کھینچکر اُسکو دستگیر کیا اور سر اُسکا کاٹکر بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور بیشتر زیادہ نظامی کہ خواہرزادہ سلطان اُسکے مکان مین تھا نامزد اسطرف کے ہوا اور ایک جماعت کہ اس فساد مین شریک نظام مائین تھی اُسکو دستیاب کرکے جزا اور سزا مین پہونچایا اور دوسرا فساد جو اس سال دکن مین حادث ہوا وہ یہ ہی کہ نصرت خان نے تمام ولایت بیدر کو کرور تنکہ پر ٹھیکہ لیا تھا جب اُسکی ادائی سے عمدہ برنہوسکا باغی ہوکر قلعہ بیدر مین متحصن ہوا قتلغخان دیوگڑھ سے نامزد ہوا اور دوسرے امرا بھی دہلی سے اُسکی کمک کیواسطے تعین ہوئے اور قتلغخان نے قلعہ بیدر کو محاصرہ کرکے نقود اُسکا قلعہ سے برآوردہ کرکے بادشاہ کی خدمت مین بھیجا اسی ایک مہینا اس واقعہ سے نہ گذرا تھا کہ علی شاہ بھانجا ظفر خان علائی جو امیران صدہ سے تھا اور دولت آباد سے واسطے تحصیل مال واجب سلطانی کے گلبرگہ کیطرف گیا تھا جب اس حدود کو عمال سے خالی دیکھا اپنے بھائیون کو کہ ایک انمین سے حسن کانکوی تھا اکیجا جمع کیا اور ۷۴۷ سات سو چیالیس ہجری مین مہرین ضابطہ گلبرگہ کو جو نوان معتمد سلطان سے تھا غدر کرکے ہلاک کیا اور مال و متاع اور سلب و سامان اُسکا غارت کرکے بیدر مین گیا اور نائب غیبت بیدر کو بھی قتل کرکے اُس ولایت کو بھی اپنے تصرف مین لایا اور سلطان نے اس مرتبہ بھی لشکر مالوہ کو قتلغخان کی کمک کیواسطے بھیجکر اُسکے دفع کو مامور کیا اور جب قتلغخان بیدر کے اطراف مین پہونچا علی شاہ استقبال کرکے جنگ مین مصروف ہوا اخیر شکست کھاکر قلعہ بیدر مین پناہ لی اور قتلغخان نے قول دیکر اُسنے مع بھائیون قلعہ سے برآوردہ کیا اور سرگدواری مین سلطان کی خدمت مین حاضر لایا سلطان نے علی شاہ اور اُسکے بھائیونکو اخراج کرکے

غزنین بھیجا اور جب وہ خون گرفتنی بیگم غزنین سے پھر آئے اُسیوقت قتل ہوئے اور جیسا کہ گذرا یعنے بادشاہ کو عین الملک کی بجاآوری خدمات مستحسن اور پسند پڑی تھین مقام عنایت مین ہو کر چاہا کہ اُسے مع خیل اور توابعین دولت آباد مین بھیجکر ورنگل کی بھی مہم ساتھ اُسکے رجوع کرے اور قتلغخان کو جنسور مین طلب فرماوے عین الملک آپکو دست تو ہم مین سپرد کرکے فکرہاے دور دراز مین پڑا اور اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ قتلغخان اوستاد نے اپنے کو تمام مملکت دکن پر بوجہ احسن ضبط کیا اور حسن سلوک سے رعیت محدود کو مطیع اور منقاد کیا ہے بے تقریب اُسے دکن سے عزل کرنا اور مجھے بجاے اُسکے اسطرف بھیجنا معنے نہین رکھتا ہے البتہ ارادہ اور مقصد بادشاہ کا یہ ہے کہ ساتھ اس طریق کے میرے تئین اس حدود سے اکھاڑ کرکے ضایع کرے اتفاقاً اُس درمیان مین ایک جماعت نویسندگان ساتھ خیانت کے منسوب ہوئی تھی اور بادشاہ نے حکم اُنکے قتل کا نافذ کیا تھا اور اُسنے بہانہ گرانی دہلی سے برآمد ہو کر اودھ اور ظفرآباد مین جاکر اپنے تئین عین الملک کی حمایت مین ڈالا تھا اور وہ خاطر سلطان کو اس سبب سے اپنے اوپر متغیر پاتا تھا چنانچہ اسوقت مین سواے تمرد اور عصیان کے چارہ نہ دیکھا علم بغاوت کا بلند کیا اور بحسب ظاہر بموجب حکم سلطان لشکر اور اپنے بھائیون کو اودھ اور ظفرآباد سے کیا اور یہ ابھی راستہ مین تھے کہ عین الملک ایک شب کو سرگدہ داری سے برآمد ہو کر لشکر اور بھائیون سے جا ملا اور اس جلدی مین اُسکے بھائی علم عبارت بلند کرکے مع چار ہزار سوار سرگدہ داری کے اطراف مین آئے اور تمام ہاتھی اور گھوڑے سلطان کے جو ٹکڑا مین چرتے تھے اپنے لشکرگاہ مین ہانک لیگئے بادشاہ نے سراسیمہ ہو کر لشکر امروہہ اور سامانہ اور کول اور برن کو طلب کیا اور خواجہ جہان نے بھی اُنکو مع لشکر دہلی خدمت مین پہونچایا بادشاہ نے افواج آراستہ کی اور عین الملک اور اُسکے بھائیون نے آب گنگ سے عبور کیا اور بادشاہ کے مقابل آئے بخیال اسکے کہ جو مخالفت بادشاہ سے متنفر ہے شاید ہماری مرید ہو غرضکہ دوسرے دن اپنی فوج کو ترتیب دیکر صحراے قنوج مین مقیم ہوئے سلطان انکی خبرگیری سے غضب مین آیا اور چاہا کہ انھین علف سیوف خون آشام کرے خود سوار ہوا اور عین الملک اور اُسکے بھائی نے یہ خبر سنتے ہی دست و پا گم کیے اور کچھ دیر کے بعد راہ فرار نا پائی اور عین الملک زندہ دستگیر ہوا اور شہر اللہ اُسکا بھائی مجروح آب گنگ مین غرق ہوا اور اُسکا دوسرا بھائی معرکہ مین مارا گیا اور تھوڑے مع اسپ و سلاح پانی مین ڈوب گئے اور وہ بیجان کہ آب گنگ سے اپنے تئین ساحل لیگئے تھے کراس اور مواس کے ہاتھ ہلاک ہوئے سلطان نے فرمایا کہ عین الملک کی ذات مین کچھ شرارت نہین ہے لوگون نے اسے اسپر آمادہ کیا تھا پھر اسے اپنے روبرو طلب کیا اور گھوڑا اور علمہاے بزرگ دیکر اُسے سرفراز فرمایا پھر بادشاہ وہانسے بہرائچ کیطرف متوجہ ہوا اور وہان جاکر عمارت قبر سالار مسعود غازی کی جو سلطان محمود غزنوی کے اقارب سے تھے (سلطان محمود غزنوی کی اولاد کے عہد مین یعنے ۵۰۰ پانسو ستاون ہجری مین کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے تیار کروائی اور زر کثیر وہانکے مجاوردن اور فقرا کو عنایت فرمایا اور خواجہ جہانکو بہرائچ سے آگے بھیجا اور استہ لکھنوتی کا لیوے اور بقیۃ السیف عین الملک کو زندہ نچھوڑے کہ پھر لکھنوتی جاوین اور مردم یکدگر کو جو دہلی سے بسبب قحط یا بادشاہ کے خوف سیاست سے اودھ اور ظفرآباد مین جاکر ساکن ہوئے ہین اپنے وطنون مین روانہ کرے اور بادشاہ خود بہرائچ سے دہلی مین آیا اور خواجہ جہان بھی ایک مہم سے کہ حوالہ اُسکے ہوئی تھی خاطر جمع کرکے خدمت مین حاضر ہوا من بعد حاجی رجب اور شیخ الشیوخ مصری مع فرمان نیابت اور خلعت خاص اور نواے امیرالمومنین بادشاہ کے روبرو آئے چنانچہ بادشاہ نے مع امرا اور اکابر استقبال کیا جب نزدیک پہونچا پیادہ ہوا اور فرمان خلیفہ سر پر رکھکر دروازہ سے اندرون قصر تک پیادہ گیا اور تصحف اور مشارق اور حدیث مع فرمان خلیفہ ہمیشہ اپنے روبرو رکھکر بنام خلیفہ آدمیون سے بیعت لیتا تھا

اور جو حکم بادشاہ سے صادر ہوتا تھا خلیفہ سے منسوب کرتا تھا اور کہتا تھا امیر المومنین نے یہ حکم نافذ فرمایا ہے اور چند روز کے بعد شیخ الشیوخ مصری کو انعام و اکرام بہت دیکر رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور مال اور جواہر فراوان خلیفہ کیخدمت مین ارسال کیا اور اسیوقت مخدوم زادہ بغدادی کہ ظاہرا خاندان عباسی سے تھا ہند مین آیا بادشاہ نے قصبۂ پالم تک استقبال کیا اور دو لاکھ تنکہ اور ایک پرگنہ اور کوشک سیری اور تمام محصول زمین کا داخل حصار اور باغات اُسکے انعام مین مقرر فرمایا اور جسوقت کہ مخدوم زادہ عزم ملاقات کرتا بادشاہ تخت سے اُتر کر چند قدم استقبال کو جاتا اور اُسے اپنے پہلو مین تخت پر متمکن کرتا اور مودب اُسکے روبرو بیٹھتا اور اندنون مین واضح ہوا کہ ولایت مرہٹ اور دولت آباد قتلغخان کے کارندون کے ظلم و ستم سے خراب ہوئی اور محصول دکن دس حصہ سے ایک حصہ پہونچا ہر آئینہ بادشاہ نے باتین معلل بغرض کو باور کرکے قتلغخان کو کہ عدالت اور حسن سلوک مین عدیل اور نظیر اپنا نہ رکھتا تھا دکن سے طلب فرمایا اور حکم دیا کہ قتلغخان کا بھائی مولانا نظام الدین المخاطب بعالم الملک کہ برہ وج مین رہتا تھا دولت آباد کیطرف جاکر عمال کے پہونچنے تک ضبط مملکت اور ترتیب امور اور اصلاح معاملات کرتا رہے اور قتلغخان اُندنون حوض کی تیاری مین مشغول تھا کہ اس زمانے مین ساتھ حوض قتلو بہ تبدیل غین بواؤ مشہور ہے اور تمام اُس حوض کا اُسکے حوالہ کیا اور خزانۂ بادشاہی جو کہ خود جمع کیا تھا اور خوف راہ کے اندیشہ سے دہلی مین لیجانا ممکن نہ تھا قلعہ دھارا گڑھ مین نگاہ رکھا اور سبرعت تمام دہلی کیطرف روانہ ہوا اور دھارا گڑھ عبارت حصار بالائے کوہ سے ہے اور دامن مین اس پہاڑ کے ایک ضلع پیوستہ حصاری گچ اور سنگ سے کھینچا ہے اور قلعہ دولت آباد مراد اُس قلعہ سے ہے کہ کوہ پر کھینچا گیا ہے اور بادشاہ نے قتلغخان کے بعد پہونچنے کے دہلی مین اپنے تئین فرمان خلیفہ عباسی کے وصول سے مستحق بادشاہی جانکر مجددا باستقلال تمام کارالوالامری مین غور کیا اور مملکت دکن جو کچھ اُسکے تصرف مین تھی چار شقدار کے حوالہ کی اور عماد الملک مشیر بادشاہی کو کہ مرد شجاع اور عاقل اور مدبر تھا سپہ سالار دکن کیا اور سرور الملک اور یوسف لقب کو کہ امرائے کبار سے تھے ہمراہ کرکے دولت آباد مین روانہ فرمایا اور خالصات دکن کے ساتھ سات کرور تنکہ سفید کے مقاطعہ کرکے اُنکے ذمہ کیے اور حکم کیا کہ معاملات مین ساتھ عالم الملک کے مشورہ کرتے رہین لیکن رعایاے دکن بتغیر قتلغخان اور بے ہنجاری شقداران سے مضطرب ہوکر بعضون نے جلاے وطن کیا اور بعضون نے تمردی کا طریقہ اختیار کیا اور اس ولایت مین خرابی پڑی ایسے ہی عزیز خمار کو جو ارزل سے تھا مالوہ کی حکومت پر بھیجا اور رخصت کیوقت فرمایا سُنا ہے مین نے کہ جو فساد اُس ولایت مین پیدا ہوتا ہے باعث اُسکے امیران صدہ اُس مملکت کے ہوتے ہین چاہیے کہ ہر کسی کو دفع مین کہ جو اُنمین سے مفتن ہو تو تقصیر نکرے پھر بادشاہ بعد فراغ مہم دکن اور مالوہ کے سرگدواری کیطرف آیا اور آبادانی ملک اور تکثیر زراعت مین کوشش کی اور ہمارہ مین اختراع چند وضع کیے اور اختراع کو اسلوب نام رکھا اور اس بار مین محکمہ بنا دفع کیا موسوم اور مشہور ساتھ امیر کوی کے ہوا اور جملہ مخترعات اُسکے سے یہ تھا کہ تیس کوس سے تیس کوس مسافت کو دائرہ فرض کرکے ساتھ ایک شخص کے رجوع کیا کہ جسقدر زمین اُس مسافت مین ہے اگر خام مزروعہ ہے مزروعہ کرے اور اگر مزروعہ ہووے سعی کرے تو اعلی مرتبہ کو پہونچے اور قریب سو شقدار کے احکام کیواسطے منصوب ہوئے بس بعضے کہ گرسنہ اور مضطر تھے اور بعضے کہ نہایت حرص و طمع سے نظر ساتھ انجام کار کے ڈالتے تھے زراعت کے متکفل ہوتے تھے اور مبالغ بطور تقاوی اور انعام لیتے تھے اور اسکو اپنے حوائج ضروری مین صرف کرتے تھے اور منتظر سیاست بادشاہی بیٹھتے تھے اور دو برس کے عرصہ مین ستہ لاکھ تنکہ خزانہ سے اس کام مین صرف ہوئے اگر سلطان مہم تھانہ سے زندہ پھرتا تو ایک شخص منصدیون اور متکفلون اس امر سے

زندہ نچھوڑتا اور اس بادشاہ کے عہد مین دو مرتبہ اسقدر باران ہوا اور ہر مرتبہ قریب تین سال کے آدمیون نے اوقات ساتھ عسرت کے بسر کی پھر عزیز خمار دھارکیطرف چونچا اور کار ملکی مین مشغول ہوا ایک دن بتقریب ضیافت امیران صدہ کو عبارت یوز باشی ہی طلب کیا اور قریب شصت نفر امیر صدہ کو اُس مجلس مین بسبب غدر کے قتل کیا اور لاحظہ اُسکا یہ کیا کہ امیران صدہ دکن اور گجرات وغیرہ منسوب ہم ہوکر مقام فساد مین ہونگے اور عریضہ بادشاہ کی خدمت مین لکھا کہ خانہ زاد نے ایک خدمت نمایان کی ہی بادشاہ نے اُسکو دو لتخواہی بزرگ تصور کرکے گھوڑا اور خلعت مع تحسین نامہ واسطے اُسکے بھیجکر فرمایا کہ ہر ایک امرائے بزرگ تحسین نامہ عزیز خمار کو لکھکر رخصت ہاے عمائد اور خلعت فاخرہ بھیجین اور خود بھوس تربیت اراذل جو کہ فرمودہ اُسکے سے تجاوز نکرین مصروف ہوا یہ شخص چراسا قابل روزگار سے تھے اُنکو اپنے قرب مین اختصاص بخشکر مدارج اور مراتب اُنکے اکثر امراسے بلند تر کیے منجملہ ان بخیان مطرب بچہ کو ولایت گجرات اور ملتان اور بداؤن تفویض فرمائی اور ایک باغبان کو جو سفلہ ترین عروم سے تھا عہدہ دیوان وزارت پر منصوب فرمایا اور فیروز حجام اور میکائی بھٹیارے ولد باغبان اور شیخ بالوے بابک جولاہہ بچہ کو اپنے قرب مین ممتاز کرکے جاگیرین اور نظامتین بزرگ حوالہ فرمائی اور مقبل نام غلام احمد ایاز کو کہ صورت و معنے مین حقیر ترین اُسکے غلامون سے تھا گجرات کی وزارت تفویض کی اور ان دو بیتون کے مضمون سے غافل ہوا نظم سرناکسان را بر افراشتن ۔ و ز ایشان امید بھی داشتن ۔ سر رشتہ خویش گم کردن ست ۔ بجیب اندرون مار پرورد نست ۔ اور سبب اراذل کی پرورش کا یہ تھا کہ جو بادشاہ دربارۂ قتل رعایا وغیرہ احکام بیجا دیتا تھا اور امراے دانا اور عاقل جانتے تھے کہ صلاح بادشاہی اسمین نہین ہی سرانجام سے پھیر کر ساتھ تغافل کے گذرانتے تھے بادشاہ کے دل مین نقش اُسکا جاگیر ہوتا تھا کہ جو آدمی اُسکے حکم بجا لاتے ہین اُنکے دلمین کچھ قدر اور میرے قول کا کچھ اعتبار نہین ہی ایسی جماعت کو بزرگ کرنا چاہیے جو اراذل اور لئام سے ہون اسلئے جب عمل متبع عزیز خمار کا غلغلہ اور بادشاہ کی تحسین کا طنطنہ اطراف و جوانب مین ہو پہنچا جہان کہین امیر صدہ تھے اپنے تئین فراہم کرکے منتظر وقت اور فرصت کے بیٹھے اس درمیان مین ملک مقبل جسنے خطاب خان جہانی اور وزارت گجرات پائی تھی مع خزانہ اور گھوڑون خاص سواری کے جو گجرات مین جمع کیے تھے دیوی اور برودھ سے دہلی آتا تھا امیران صدہ نے اس صدد کو تمام تاراج کیا خان جہان پلٹ کر نہروالہ کی سمت گیا بادشاہ یہ خبر سنکر غضب ناک ہوا گجرات کی روانگی کا ارادہ کیا اور قتلغخان نے ضیاء برنی کے ہاتھ جو مؤلف تاریخ فیروز شاہی کا ہی پیغام کیا کہ فساد امیران صدہ دیوی اور برودھ کا اسقدر قابل سے نہین ہی کہ بادشاہ خود بنفس نفیس اُنکے دفع کیواسطے نہضت فرماوے اور حضرت کے اقبال دولت سے ہمارو کو بھی اسقدر استعداد اور لشکر ہی کہ تعہد تسکین اس فساد کا کرے اور بادشاہ بنفس خود کی نہضت سے احتمال ہی کہ اور بھی فساد پیدا ہون بادشاہ نے اسکی التماس قبول نفرمائی فوج کی تیاری کا حکم نافذ کیا ملک فیروز اپنے چچیرے بھائی کو نیابتاً مع خان جہان اور ملک کبیر کے دہلی مین چھوڑا اور خود ۷۴۸ سات سو اڑتالیس ہجری مین دہلی سے برآمد ہوا اور قصبۂ سلطان پور مین کہ پندرہ کوہی شہر سے ہی نزول فرمایا تو لشکر جمع ہووے اور اس درمیان مین عریضہ عزیز خمار کا پہونچا کہ جو امیران صدہ ہوزا اور پرودہ نعمت فتنہ انگیز ہین اور فدوی اُنسے بہت قریب تھا شہر دھارا کی فوج کو آراستہ کرکے انکے دفع کیواسطے روانہ ہوا سلطان نے اندیشناک ہوکر فرمایا کہ عزیز خمار ناکردہ کار ہی اور طریقہ حرب کا نہین جانتا ہو عجب نہین کہ مارا جاوے یہ اسکے خبر پہونچی کہ جب عزیز خمار باغیون کے مقابل ہوا بدحواس ہوکر گھوڑے سے گرا باغیون نے اُسکو گرفتار کرکے بدترین عذاب سے ہلاک کیا بادشاہ بھی سلطانپور سے روانہ ہوا

اثنائے راہ مین ایک دن ضیا برنی سے کہا اگرچہ لوگ کہتے ہین کہ اکثر فساد بادشاہ کی کثرت سیاست سے حادث ہوتے ہین اور مین ہرگز سیاست کو ترک نکرونگا اسکے بعد فرمایا کہ تو کتب خواندہ ہو بتا کہ بادشاہون کو سیاست کس کس مقام مین مناسب ہے عرض کی کہ تاریخ کسروی مین مذکور ہے کہ بادشاہ کو سیاست محل مین لازم ہے اول وہ شخص کہ دین حق سے پھرے اسپر سیاست لازم آوے دوسرے وہ کہ عمدًا خون ناحق کرے تیسرے وہ کہ مرد زن دار ساتھ عورت شوہردار کے زنا کرے چوتھے وہ کہ ساتھ سلطان کے اندیشہ غدر کا کرے پانچوین وہ کہ باغی فساد ہووے اور مبادرت ساتھ فتنہ کے کرے چھٹے وہ کہ اہل رعایا سے ہووے اور ساتھ باغیون کے موافقت کرے اور زر اور اسلحہ رسانی مین معاونت کرے ساتوین وہ کہ بادشاہ کا حکم خوار رکھے اور کسی وجہ سے فرمانبرداری نکرے پھر پوچھا کہ ان سیاستون مین چند قسم حدیث شریف کے موافق ہین عرض کی ان سیاست ہفتگانہ مین تین مقام پر حدیث وارد ہے اور وہ یہ ہے ارتداد اور قتل مسلم اور زنائے محصنہ اور چار سیاست صلاح ملک کے واسطے مخصوص بادشاہون کو ہین بادشاہ نے فرمایا کہ زمانہ سابق مین خلائق راست کردار اور صدق گفتار تھی اور اس زمانہ مین فساد زمانہ سے مجھے ایسی ہی سیاست پر ضرور ہے یا یہ کہ خلق راست روی اور نیک چلنی اختیار کرکے بغاوت اور فساد کو ترک کرے یا مین درمیان سے برخاستہ ہون اور میرے پاس ایسا وزیر کامل نہین ہے کہ ساتھ حسن تدبیر اور عمل نیک کے سرانجام ملک کرے کہ احتیاج خونریزی کی نہووے اور جب بہار آبہو پر جو گجرات کی سرحد مین واقع ہے پہونچا شیخ معزالدین کو کہ ایک امرائے معتبر سے تھا باغیون کی سرکوبی کیواسطے رخصت کیا وہ جب دیوی کے اطراف مین پہونچا خان جہان بھی اسکا شریک ہوا جب باغیونکے سر پر پہونچے دیوی کے اطراف مین جنگ عظیم واقع ہوئی باغی شکست فاحش کھا کر آوارہ دشت ادبار ہوے بادشاہ آبہو سے معاودت کرکے بہروچ مین آیا اور وہان مقیم ہوا اور ملک قبول اور عماد الملک وزیر ممالک کو امرائے صدہ بہروچ مفسدون کے تعاقب مین بھیجا عماد الملک آب نربدہ کے کنارے انسے ملاقی ہوا اور انمین کے اکثرونکو تیغ کیا اور انکی اولاد اور اتباع کو دستگیر کیا بعضے جو زندہ رہے مانڈیو بگلانہ کے ضابطہ اپنے حاکم کے پاس پناہ لیگئے اور مانڈیو نے سلطان کے ملاحظہ سے انھین تاراج اور خراب کیا شر انکا گجرات سے بالکل دفع ہوا اور عماد الملک نے چند روز آب نربدہ کے کنارے توقف کیا اور سلطان کے حکم کے موافق اکثر امیران صدہ کو قتل کیا اور ایک جماعت شمشیر کے زور سے بھاگ کر اطراف مین آوارہ ہوئی پھر بادشاہ نے چند روز بہروچ مین نزول اجلال فرمایا اموال بہروچ اور کینبایت اور تمام بلاد گجرات کا کہ آدمیونکے پاس رہا تھا بشدت تمام وصول کرکے خزانہ مین داخل کیا اور ان لوگونکو کہ فی الجملہ شریک فساد تھے مقتول کرکے فتنہ خوابیدہ کے بیدار کرنے مین مشغول ہوا زین الدین زند کو جو مجد الدین خطاب رکھتا تھا اور ابن رکن الدین تھانیسری کو جو شریران روزگار سے تھے دولت آباد مین بھیجا تو وہانکے اہل فساد امیران صدہ وغیرہ کو گرفتار کرکے سیاست کو پہونچا دیا کچھ چند روز کے بعد سلطان نے اس حکم سے پشیمان ہوکر چاہا کہ اس جماعت کو اپنے روبرو بلاکر قتل کرے پھر انکے پیچھے ملک علی برادر اور ملک احمد لاچین کو جو امیر خسرو کے عزیزون سے تھے عالم الملک برادر قتلغخان کے روبرو بھیجکر فرمان لکھا کہ امیران صدہ کو جو وہان معروف و مشہور ہین حضور مین بھیجے اور ڈیڑھ ہزار سوار انکے ہمراہ کیے اور حکم دیا کہ ہمراہ ان دو امیر کے درگاہ سلطانی مین روانہ کرے اور عالم الملک نے امیران صدہ را بجوار اور مدکل اور گلبرگہ اور بیجاپور اور گنجوتی اور ابیاغ اور کلہار اور ہیکری اور برار اور انگیر وغیرہ کو دولت آباد مین طلب کیا اور جب امیرون نے سیاست سلطان کی خبر سنی زود تر حاضر ہوئے ملک علی جاندار اور ملک احمد لاچین کو مع ڈیڑھ ہزار سوار

بر سبیل محصلی اس صوبہ مین روانہ کیا انھون نے نہایت کوشش کرکے امیران صدہ کو مانند نصیر الدین تغلق اور قزلباش صاحب اور حسام الدین اور اسمٰعیل مخ اور حسن کانکو اور نور الدین کے گلبرگہ مین جمع کرکے دولت آباد کی طرف روانہ کیے اور عین الملک نے انھین بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا اور جب درہ مانک دون مین جو باین قصبہ گج اور دون کے واقع ہے پہنچے امیران صدہ سیاست سلطان سے خائف اور ہراسان ہوئے اور آپسمین مشورہ کرکے اقرار کیا کہ ہماری طلب سے سوائے قتل اور سیاست کے کوئی امر دوسرا انھین ہر لائق نہ ہو کہ ہم مثل گوسفندان دست و پا بکے اپنے تئین قصاب خونخوار بے رحم کے حوالہ کرین انسب ہے کہ یہان سے پلٹ کر علم مخالفت بلند کرین پس اتفاق کرکے کوچ کیا وقت امرائے محصل پر تاخت لائے اور ملک احمد لاچین کو قتل کرکے اسکا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور ملک علی حاجی حسب طرف سے آیا تھا ادھر مفرور ہوا اور امیران صدہ نے دولت آباد مین تاخت کرکے عین الملک کو محاصرہ کیا اور قلعہ کی فوج سے موافقت کرکے چند روز مین قلعہ پر متصرف ہوئے اور عالم الملک کو کہ حسن سلوک اسکے سے راضی اور شاکر تھے جان کی امان دی اور باقی عالمان سلطانی کو ساتھ ابن رکن الدین تغانیری کے قتل کیا اور دولت آباد کا خزانہ آپسمین قسمت کیا اور امیران صدہ گجرات بھی کہ گوشے اور کنارے کرا اس اور مواس مین پوشیدہ تھے سبکے شریک ہوئے اور اسمٰعیل مخ برادر کل افغانان نے کہ وہ بھی امیران صدہ سے تھا اور دونو عقل و مروت مین انصاف رکھتا تھا اپنے تئین بادشاہ کرکے اپنا نصیر الدین خطاب کیا بیت اسمٰعیل مخ راوران دار و گیر بہ بشاہی نجواند نام نصیر چو حب اس فساد کی خبر بیروج مین بادشاہ کو پہونچی اسمٰعیل استعجال بیروج سے کوچ پر کوچ کرکے دولت آباد مین آیا اور امیران صدہ نے افواج آراستہ کرکے صفوف سنوارے اور آثار جوانمردی اور بہادری کے اسطرح سے ظہور مین پہونچائے کہ میمنہ اور میسرہ بادشاہ کے متفرق اور پسپا ہوئے اور قریب تھا کہ خود زخم پہونچے انکا سردار مقدمہ قتل ہوا اور انکے تخمیناً چار ہزار سوار نے ایکبارگی وادی کیطرف نہر بیت کھائی اور رات نے درمیان مین پردہ ظلماتی ڈالا ساتھ اسطرح کے کہ طرفین ایک دوسرے کے حال سے خبر نہ رکھتے تھے اور میدان جانستان کے قریب فردکش ہوئے تھے اسمٰعیل مخ اور تمام امیران صدہ نے قرعہ مشورت کا درمیان ڈالا اور بہتری اسمین دیکھی کہ اسمٰعیل مخ مع ایک جماعت کہ قلعہ کی محافظت کیواسطے ضرور ہے قلعہ دولت آباد مین داخل ہووے اور باقی امرا گلبرگہ مین جاکر اپنی جاگیرونکی محافظت کرین درحب سلطان دکن سے نکلجاوے پھر دولت آباد مین فراغ ہوکر اپنے کام مین مشغول ہووین پھر اسمٰعیل مخ قلعہ دھارا گڈھ مین جو غلہ اور تمام یحتاج سے مملو تھا داخل ہوا اور دوسرے امیر کہ حسن کانکو بھی انمین سے تھا قول و قرار کے موافق اپنی جاگیر و نمین دوڑے اور سلطان نے عماد الملک مشیر کو کہ قبل اسکے الیچپور مین رہتا تھا اور اب مقاومت امیران صدہ نہ لاکر سلطانپور کیطرف بھاگا تھا ساتھ ایک جماعت امرا کے باغیونکے دفع کیواسطے گلبرگہ کیطرف بھیجا اور خود دولت آباد کے کوتلک خاص مین استقامت کی وہانکے باشندونکو ہمراہ امیر نوروز گرگین کے دہلی کیطرف روانہ کیا اور فتحنامہ لکھا کہ اسے دہلی کے منبر و سیر پڑھکر نقارے خوشی کے بجاوین پھر عازم تسخیر قلعہ دھارا گڈھ ہوا سوار و پیادے بشمار اسکے محاصرہ کیواسطے مامور کیے چنانچہ ہر روز جنگ بلا ناغہ واقع ہوتی تھی اور اندر اور باہر کی جماعت کثیر قتل ہوتی تھی غرضکہ تین مہینے اسی منہج پر گذرے ناگاہ گجرات سے خبر پہونچی کہ ملک طغی غلام صدر الملک نے کہ وہ بھی غلام احمد یا نہ خواجہ جہان تھا فساد برپا کرکے امیران صدہ کو جو کوہستان مین زمینداروں کی تجویز مین رہتے تھے ساتھ اپنے متفق کیا ہے اور کنپایت کو غارت کرکے اب قلعہ بیروج کو محاصرہ کیا ہے بادشاہ یہ خبر شنکے سے مضطرب ہوا خداوندزادہ قوام الدین کو مع چند امرائے بزرگ مثل ملک جواہر اور شیخ برہان الدین بلگرامی اور ظہیر الجیوش کو مع لشکر کثیر دولت آباد کے محاصرہ کیواسطے

چھوڑ کر خود بہ تعجیل تمام گجرات کیطرف روانہ ہوا اور ساکنان دولت آباد سے جو شخص کہ رہا تھا ہمراہ لیگیا چنانچہ بتفصیل مذکور ہوگا اور ڈکتیون نے لشکر سلطان کا تعاقب کرکے چند فیل اور خزانہ لیا اور بہتوں کو قتل کیا جب سلطان بہروچ مین پہونچا آب نربدا کے کنارے نزول فرمایا طغی ترک بہروچ سے کوچ کرکے کنبایت گیا بادشاہ نے ملک یوسف اقبرا کو اسکے تعاقب مین تعین فرمایا پھر کنبایت کی حوالی مین حرب واقع ہوئی یوسف اقبرا [illegible] کثیر مردم معتبر مقتول ہوا اور بقیۃ السیف بادشاہ کے پاس بھاگ آئے اور طغی نے بغی مین مضبوط ہوکر شیخ معزالدین اور دوسرے اہلکاران سلطانی کو کہ حبس مین رکھتا تھا مقتول کیا اور بادشاہ غضبناک کنبایت کیطرف روانہ ہوا طغی بھاگ کر اساول مین کہ اب ساتھ احمد آباد کے مشہور ہے گیا بادشاہ بھی اُسکے اثر پر راہی ہوا طغی نہروالہ کیطرف بھاگا اور بادشاہ نے شدت باران کے سبب سے ایک مہینا اساول مین توقف کیا اس درمیان مین خبر پہونچی کہ طغی جمعیت بہم پہونچا کر نہروالہ سے اساول کیطرف تاخت لایا ایک گھوڑی مین فروکش ہوا ہے اور عزم رزم رکھتا ہے اور مصنوعی جنگ آراستہ کیا چاہتا ہے بادشاہ بھی عین بارش مین اساول سے روانہ ہوکر گڑھی مین آیا اور گڑھی مین فریقین کا مقابلہ ہوا طغی اور اسکے ہمراہی شراب پیکر خدایون کے دستور سے بادشاہ کی فوج خاص پر تاخت لائے اور جو کہ فیل کوہ تمثیل آگے مانع اور سدراہ تھے محروم اور ناکام بھاگے اور درختون کے انبوہ مین جو وہان سے قریب تھے داخل ہوئے اور وہانسے نہروالہ گئے اور پانسو آدمی طغی کیطرف کے جو پیچھے رہگئے تھے اسیر ہوئے اور بادشاہ کے حکم سے سیاست کو پہونچے یعنے قتل ہوئے بادشاہ نے یوسف اقبرا کے بیٹے کو مع لشکر انبوہ طغی کے تعاقب مین بھیجا ابن یوسف نے رات کو راہ مین توقف کیا اور طغی نے فرصت پاکر اہل وعیال اور دوسرے باغیون کو نہروالہ سے برآمدہ کرکے آب مہن سے عبور کیا اور ولایت کچھ کے راستے سے کنتھ کیطرف بھاگا سلطان تین روز کے بعد نہروالہ مین داخل ہوا اور حوض سلمانی کنارے نزول فرمایا اور ولایت گجرات کی آبادی مین مشغول ہوا مقدم اور رائے گجرات کے جو ہر طرف سے آتے تھے اور پیشکش گذرانتے تھے اُنھین خلعت اور انعام کرامت فرماتا تھا اور بادشاہ کے مساعی جمیلہ سے گجرات کی پریشانی ساتھ اصلاح کے مبدل ہوئی اور چند کس معارف لشکر یعنی رسید کہ جدا ہوکر رائے مندل کی پناہ مین آئے تھے اُنھے اُنکے سرتون سے جدا کرکے بادشاہ کیخدمت مین روانہ کیے ابھی بادشاہ گجرات کی تعمیر مین مصروف تھا کہ دکن سے خبر پہونچی کہ امیران صدہ نے کہ قبل اسکے شکست کھاکر متفرق ہوگئے تھے اب یکجا جمع ہوکر حسن کانکو کے سرکردگی سے عماد الملک مشیر کو قتل کیا اور خداوندزادہ قوام الدین اور ملک جوہر اور ظہیر الجیوش اور تمام امرائے بادشاہی کو اس مملکت سے الوہ کیطرف بھگادیا اور اسمعیل مخ بھی قلعہ دولت آباد سے برآمد ہوکر اُنسے جا ملا اور دولت آباد اُنکے تصرف مین آیا جب اسمعیل نے سلطنت سے استعفا دیا جمیع امیران صدہ نے اُسکی تجویز سے حسن کانکو کو بادشاہ کرکے سلطان علاء الدین خطاب دیا بادشاہ یہ خبر حیرت اثر سُنکر غمگین ہوا اور بعد تامل فراوان کے سمجھا کہ یہ تمام فساد جو بہم اُٹھے ہین سیاست کی کثرت سے واقع ہوتے ہین بادشاہ یہ اندیشہ کرکے سیاست سے دست کش ہوا اور ملک فیروز اور خواجہ جہان اور ملک غزنین اور صدر جہان اور امیر رفیعہ کو مع لشکر ہمراہی اُنکے طلب کیا تو حسن کانکو کے تدارک کو روانہ کرے اور جن دنو مین کہ یہ خدمت مین پہونچے جب خبر متواتر پہونچی کہ حسن کے پاس جمعیت بیشمار فراہم ہوئی بادشاہ نے انکی روانگی موقوف رکھی اور یہ قصد کیا کہ مہم گجرات اور تسخیر کرنال سے جو ساتھ جونہ گڑھ کے شہرت رکھتا ہے خاطر جمع کرکے خود حسن کانکو کے دفع مین مشغول ہو اسواسطے اُسنے دو برس گجرات مین صبر کیے پہلے سال سرانجام اور استعداد لشکر مین مصروف رہا اور دوسرے برس جمعدار کرنال کی تسخیر مین مشغول ہوا

اور جمیع مقدم اور راے اُس نواح نے حلقہ اطاعت کا اپنے زیب گوش کیا اور خدمتین سلطان کے حاضر ہوئے اور کنکار جو ولایت کچھ کا راجہ تھا وہ دربار سلطانی مین حاضر ہوا اور نحواے عبارت تاریخ نظام الدین احمد سے ایسا واضح ہوتا ہی کہ حصار کرنال مسخر سلطان محمد تغلق شاہ سے ہوا لیکن ظاہر یہ ہی کہ وہ قلعہ سواے محمود شاہ گجراتی کے کسی سے مفتوح نہین ہوا اور سلطان تغلق نے ساتھہ اطاعت وہانکے راجہ کے اکتفا کیا الغرض ضیاء برنی کہتا ہی کہ بادشاہ نے اس حال مین مجھسے فرمایا کہ میری مملکت نے امراض متعدّدہ بہم پہونچائے ہین اگر ایک مرض کا علاج کرتا ہون دوسرا مرض غالب ہوتا ہی اور تونے کتب تواریخ بہت پڑھی ہین اسبارہ مین تیرے دل مین کیا پہونچتا ہی ضیاء برنی کہتا ہی مین نے عرض کیا کہ ایک کتب تواریخ سے مین نے دیکھا ہی کہ اگر بادشاہ سے خلائق متنفر ہو فساد متعدد حادث ہوون علاج یہ ہی کہ وہ بادشاہ اپنے بیٹے یا بھائی کو جو شایان سلطنت ہووے اپنا قائم مقام کرے اور خود گوشہ گیری اختیار کرے اور اگر یہ نکرے ترک اُن عمال کو کہ جو موجب تنفر خلائق ہوئے ہین فرماوے بادشاہ نے فرمایا میرا بیٹا کافر زندہ کہ قائم مقام ہو نہین ہی اور مین سیاست ترک کرنیوالون سے بھی نہین ہون جو کچھ ہونیوالا ہی ہو مصرعہ شود دشنود نشنود گر مشوحیہ خواہد شد × بادشاہ کو مذل مین جو کرنال سے پندرہ کوس ہی مرض مین مبتلا ہوا اور قبل اسکے کہ کوندل مین پہونچے بسبب اسکے کہ ملک کبیر نے دہلی مین وفات پائی تھی خواجہ جہان اور عماد الملک نائب وزیر الممالک کو دہلی کیطرف بھیجا اور خداوند زادہ اور مخدوم زادہ اور دوسرے معارفونکو دہلی سے کوندل کیطرف طلب فرمایا اور جب سلطان کوندل مین پہونچا وہ تمام لوگ مع حرمون اور جمعیت ہاے لوکانہ کے پہونچے اور بادشاہ کیخدمت مین بہت سے لشکر آراستہ ہوئے اور مرض سے بھی صحت پائی اُسکے بعد دیپالپور اور ملتان اور اچھہ اور سیوستان سے کشتیان ٹھٹھہ کیطرف طلب کین اور کوندل سے روانہ ہوکر دریا کے کنارہ پہونچا اور طغی کے دفع کیواسطے مع لشکر اور افیال کے دریا سے عبور کرکے دوسرے ساحل پر فروکش ہوا اُسوقت [illegible] التون بہادر مع پانچہزار سوار مغل کے کہ امیر قرغن نے سلطان محمد تغلق شاہ کی کمک کو بھیجا تھا پہونچا بادشاہ نے اُسکے ن مین انواع مراحم اور الطاف خسروانہ مبذول فرمائے اور دہانسے بقصد اخراج ایک گروہ سومرہ کے کہ طغی حرامخور پناہ ساتھہ اُنکے لیگیا تھا ٹھٹھہ کیطرف نہضت فرمائی جب ٹھٹھہ سے تیس کوس مسافت طے کی روز عاشورہ تھا روزہ رکھا اور وقت افطار مچھلی کھائی مرض تپنے کہ قبل اس سے رکھتا تھا عود کیا اور باوجود اسکے کشتی مین سوار ہوکر ساتھہ کوچ متواتر کے چودہ کوس ٹھٹھہ کے پہونچکر مقام کیا اور مرض لحظہ بہ لحظہ ترقی کرتا تھا اور اضطراب اور تلواسہ عظیم پیدا ہوا غرضکہ تاریخ اکیسوین ماہ محرم ۷۵۲ سنہ سات سو باون ہجریہ مین کنارے آب سند کے پہونچا اور اُسی مقام مین روز نامہ اُسکی حیات کا ساتھہ رقم کل نفس ذائقۃ الموت کے مرقوم ہوا اور دیسی بچباری اور قہاری اسیر خاک ہوکر پیوند زمین ہوا نظم × روزگار اگر کام خویش برداری × بر آفتاب اگر نام خویش بنگاری × اگر بثروت ساسانیان رسی وکیان دگر بجرخ فرازی علم زجباری × چہ سود عاقبتش بسپری وبسپاری × دریغ کا خرازان بگذری وبگذاری × اور یہ مرثیہ اُسکے فوت مین کہا گیا مرثیہ مایہ زہر است شرب عالم را × میوہ مرگست تخم آدم را × ای حریف عدم قدم ورنہ × کم زنان این عالم کم از کم را × صبح محشر دمید رما در خواب × بانگ زن خفتگان عالم را × ہان کہ فرش فنا بگستردند × در نوردا ین بساط خرم را × رستخیز ست وخیز د بار شگاف × سقف ایوان طاق طارم را × شاہ محمد بخفت در دل خاک × نیلگون کن لباس ماتم را × پس بدست خرد ش ورتن دہر × چاک زن این قباے معلم را × اور بینین سلطان محمد نے حالت نزع مین موزون کی تھین نظم بسیار درین جہان طپیدیم × بسیار نعیم وناز دیدیم ×

۲۱/۱/۷۵۲

اسپان بلند بر نشستیم ٭ تنگان گران بہا خریدیم ٭ کردیم بسے نشاط آخر ٭ چون قامت ماہ نو خمیدیم ٭ مدت اُسکی سلطنت کی ستائیس برس تھی ۔ **ذکر وقائع سلطنت بادشاہ معظم مہذب فیروز شاہ بن سالار رجب** کہتے ہین ملک فیروز باریک بھتیجا سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا تھا اور سلطان محمد اُسکے مقدمہ مین نظر استخلاف اور ولیعہدی کی رکھتا تھا جب وہ بادشاہ کی بیماری مین تیمارداری اور شرط حق خدمتگذاری بجالایا اُس حال مین عنایت اور شفقت بادشاہ کی اُسکے بارہ مین ایک حصہ سے ہزار درجہ ہوئی ہنگام رحلت کے وصیت کی کہ ولیعہد یہ ہو اور یہ بیت پڑھی **بیت** تو سرسنہ باشی نشانہ شہی ٭ کہ من کردہ ام سر زبالین تھی ٭ سلطان محمد تغلق شاہ کی بعد وفات لشکر مین فتور اور برہمی بیشمار واقع ہوئی ملک فیروز باریک نے بعضے اردو کو ضبط خلائق پر تعین کرکے متکفل مہمات ہوا اور صلاح وقت کے موافق اول الغون بہادر اور وہ امرا جو امیر قرغن کے پاس سے مدد کیواسطے آئے تھے علی قدر مراتب ہر ایک کو خلعت و انعام دیکر اجازت مراجعت دی اور فرمایا کہ یہ وقت مناسب نہین ہے مبادا تمھارے اور لشکر ہندوستان کے درمیان غبار نزع مشہور کرکے ساتھ فساد کے منجر ہووے اولی وہ ہے کہ قبل کوچ کرنے سے ہم اور تم اُردو سے برآمد ہوکر روانہ ہوویں الغون بہادر کو یہ بات پسند آئی اسیوقت خیمہ اور خرگاہ اکھاڑا اور کوچ کرکے پانچ کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے اور امیر نوروز گرکین داماد تمر تاش خان مغل کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین ہند مین آیا اور امرائے کبار کے سلک مین منتظم ہوکر کفران نعمت اور کورنکی پر کمر باندھی تھی اسنے بھی اپنے آدمیون کے ہمراہ کوچ کیا اور الغون بہادر کے مقابلہ مین وارد ہوا اور کہا بادشاہ ہندوستان فوت ہوا اور لشکر بے سروسامان ہے اور ابتک کوئی تخت پر نہین بیٹھا اور لوگ دل پریشان رکھتے ہین بس راہ سپاہ گیری کی وہ ہے کہ کل جب لشکر کوچ کرے ہم خزانہ پر جا پڑین اور نقود و جواہر سے جو کچھ دستیاب ہو لیکر اپنی ولایت کیطرف روانہ ہوون بس اسیطرح بادشاہ کی وفات کے دوسرے دن کہ لشکر قافلہ کے مانند بے سروسامان جاتا تھا اردو پر تاخت کرکے چند صندوق خزانہ کے کہ اونٹون پر بار تھے متصرف ہوا اور لڑکے اور لڑکیان بہت اسیر کرکے لوازم غارتگری مین تقصیر نہ کی اور امرائے سلطان محمد نے ہزار ترس و بیم اُردو کو سیوستان المعروف سہوان مین پہنچاکر نزول کیا اور اُس شبکو صبح تک شرائط ہوشیاری مین مشغول ہوکر خواب و آرام اپنے اوپر حرام کیا لیکن دوسرے دن خدومزادہ عیاسی اور شیخ الشیوخ نصیر الدین محمود اودھی الملقب بچراغ دہلی اور دوسرے علما اور مشائخ اور امرائے کبار اور ارباب دخل سب اتفاق کرکے ملک فیروز باریک کے مکان پر گئے اور عرض کی کہ جو بادشاہ مرحوم نے ولیعہدی آپکو تفویض فرمائی دوسرا اس امر عظیم الشان کے شایستہ نہین ہے مناسب یہ کہ آپ مہمات سلطنت کو معطل نفرمائیے اور سر بر سلطنت پر جلوس کیجیے ملک فیروز باریک نے اظہار سفر حجاز اور زیارت حرمین شریفین کیا اور ہر چند عذر کیے مفید نہوئے آخر ناچار ہوا محرم کی تیئیسویں تاریخ سنہ مذکور کو کہ بعد اُسکے بچاس اور چند مرحلہ عمر شریف اُسکی سے طی ہوئے تھے تخت جہانداری پر جلوس فرمایا **نظم** مخالف شکن شاہ فیروز بخت ٭ بفیروز فالی برآمد بتخت ٭ ز فیروزی دولت کامگار ٭ نشاط نوانگیخت در روزگار ٭ پہلے دن جلوس مین کئی ہزار نفس کہ مفسدان ٹھٹھہ اور مغل کی قید مین پڑے تھے خرید کیے اور تیسرے دن نہایت شوکت و شان اور تزک و تجمل سے سوار ہوا اور جسطرف سے کہ سوار اور مغل اور مفسدان ٹھٹھہ دست اندازی کیواسطے آتے تھے دستگیر ہوتے تھے یا جان سے مارے جاتے تھے چنانچہ کئی شخص سرداران مغل سے گرفتار ہوکر سزائے اعمال کو پہونچے **نظم** ہمائے چتر ہمایون او چو بال کشاد ٭ ازین سپس نکند چغد دعوی بازی ٭ چنان بساعت جہان را ہوائے معدلتش ٭ کہ از طبیعت اضداد رفت

ناسازی ۔ امیر نوروز گرگین اور القون بہادر اور دوسرے صلاح توقف مین نہ دیکھکر از روے استعجال اپنے ملک کیطرف دوڑے اور مردم ٹھٹھہ جو طمعی کی تحریک سے فتنہ اور فساد مین تقصیر نکرتے تھے یہ بھی اپنی حد سے دانستہ قدم اندازہ سے باہر نہ رکھتے تھے اور خلائق پر جلوس سلطان فیروز شاہ کا مبارک ہوا احسان جان اور مال کا اُنپر ثابت ہوا اور اُسکے بعد ساتھہ کوچ متواترہ کے سیوستان سے قلعہ بھکر مین آیا امرا اور ملوک اور مشائخ اور علما کو ساتھہ انعام اسپ و خلعت و شمشیر اور پٹکے کے نوازا اور اسیطور سے سیوستان اور بھکر کے باشندونکو بھی انعام فراوان عنایت فرمایا اور امثلہ بادشاہان ماضیہ کی مقرر رکھکر اُسکے جاری کرنے کیواسطے فرامین صادر فرمائے اور وہ لوگ کہ جو قندھار اور سیستان اور خراسان اور عراق اور مصر اور بغداد سے درگاہ سلطان محمد مین حاضر ہوکر انعام اور احسان کے منتظر تھے ہر ایک کو علی قدر مراتب انعامات دیکر پھر رخصت مراجعت اوطان دی اور خداوندزادہ عماد الملک اور امیر علی غوری کو ملغی طاغی کے تدارک کو روانہ کرکے خود اچھہ کیطرف متوجہ ہوا اور دیپالپور مین (جمع وطن ۱۲) کے ائمہ اور اہالی کو بھی رہین احسان کرکے وظیفے مقرر کیے ناگاہ خبر پہونچی کہ احمد ایاز المخاطب بخواجہ جہان نے جو سلطان محمد تغلق شاہ سے نسبت خویشی رکھتا تھا اور عمر اُسکی نوے برس سے متجاوز تھی دہلی مین چھ برس کے لڑکے مجہول النسب کو ساتھہ سلطان محمد کے نسبت دی اور بادشاہ غیاث الدین محمد نام رکھکر بادشاہ بنایا ہو اور ایک خلق کو اطاعت کیواسطے دعوت مین فراہم کیا ہو اور معرکہ بہم پہونچایا ہو سلطان فیروز نے اسبات کا گمان اُسکی خرافت اور حماقت پر کرکے سیف الدین شحنہ پیل کو مع فرمان عفو و نصیحت اُسکے پاس بھیجا اور وہانسے کوچ کرکے جب دیپالپور مین آیا خلق کی آسایش کیواسطے چند روز توقف فرمایا اور وہانسے بجی باہنسی کی تمام اجود ہن مین پہونچکر زیارت مزار شیخ فرید الدین قدس سرہ مین سرفراز ہوا اور اُنکے خانوادون کی بہت تعظیم کی اور مجاوردن اور مستحقون اس بقعہ کو نوازشین کین اور جب اجود ہن سے راہی ہوا ملک قبول عماد الملک وزیر الممالک نے اپنے علاقہ سے آنکر ملازمت کی اور ساتھہ خلعت مرصع کے مخصوص ہوکر منصب وزارت کل ممالک پر منصوب ہوا اور خطاب خانجہانی پاکر کنگرہ اُسکے مرتبہ کا فلک الافلاک سے گذرا اور جب بادشاہ اطراف ہانسی مین پہونچا احمد ایاز رسید جلال الدین ترمذی اور ملک حمید الدین بچھی اور مولانا نجم الدین نے اپنے خانہ زاد داؤد خان کو برسم رسالت فیروز شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ ابتک سلطنت سلطان محمد تغلق شاہ کے خاندان مین برقرار ہو اگر وہ خداوند تخت و تاج ساتھہ ابن سلطان مرحوم کے رجوع کرکے خود ساتھہ رسم نیابت کے پرواخت امور ملکی کرے پسند طبایع مستقیمہ ہوگا فیروز شاہ نے جمیع اعیان درگاہ سلطان محمد تغلق شاہ کو حاضر کرکے کہا کہ تم سلطان محمد کے محرمون اور نزدیکونسے تھے اگر اُس سے کوئی فرزند باقی رہا ہو تو اُسے تخت پر بٹھا کر ہم اُسکی اطاعت مین مشغول ہون سب متفق اللفظ و المعنے بولے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کا کوئی فرزند نہین اور ارث اور وصیت کے موافق سلطنت اور بادشاہی تغلق کی ساتھہ خداوند نعمت کے راجع ہوئی اور جو مشائخ اور علما سے مثل شیخ محمد نصیر الدین اودھی اور مولانا شمس الدین باخرزی کہ اس مجلس مین حاضر تھے استفسار کیا مولانا کمال الدین نے کہا جس شخص نے اس کام کو اول شروع کیا ہذا اولی تر ہو بس اس صورت مین مولف کہتا ہو کہ اس جواب سے ایسا واضح ہوتا ہو کہ وہ لڑکا سلطان محمد تغلق شاہ کا تھا کسواسطے علمانے گواہی ساتھہ سلب اولاد ذکور کے نہین دی اور اس سے ساکت ہوکر مسئلہ اور ہی میان مین لائے علی ای حال بادشاہ نے رسولان احمد ایاز کو نگاہ رکھا اور داؤد خانہ زاد اور مولانا زادہ کو جو رسول تھے اُسکے پاس بھیجکر ساتھہ کلام نصیحت آمیز کے ہدایت فرمائی اور بعد پہونچنے داؤد خانہ زاد کے جو اکثر امرا مثل ملک نجو خواجہ اور ملک حسن ملتانی وغیرہ کہ احمد ایاز سے موافقت کرکے زمام خطیر اپنے تصرف مین لائے تھے بادشاہ کے استقبال کے واسطے

دوڑ کر لشکر شاہی مین جا ملے اور اسیوقت خبر قتل ملک طغی کہ طغیان کرکے گجرات کیطرف بھاگا تھا پہونچی اور اسی چند روز مین شہزادہ فتح خان بلدۂ فتح آباد مین پیدا ہوا اور سب طرح سے آثار اقبال اور فیروزی اُسکے ظاہر ہونے لگے احمد ایاز سمجھا کہ کوئی کام پیش نہ جائیگا پس از روے عجز و اضطرار ارادۂ ملازمت کرکے اشرف الملک جلبی اور محمد حسین میر میران کو درخواست عفو گناہ کے واسطے بادشاہ کے حضور مین روانہ کیا اور بادشاہ نے جان کی امان دی احمد ایاز مع اپنے تو ابعین سرہاے محلوق یعنے مونڈے ہوئے برہنہ کرکے اور پگڑیان گردن مین ڈالکر ملازمت مین پہونچا بادشاہ نے احمد ایاز کو ہانسی کے کوتوال تفویض کیا اور ملک خطاب کو جو اعوان سے تھا سرہند کی طرف بھیجا اور شیخ زادۂ بسطامی کو اخراج فرمایا دوسری تاریخ ۲۵ سنہ سات سو باون ہجری مین خود بدولت نے دولت و سعادت سے قدم تخت بادشاہی پر رکھکر عدل و احسان کا مژدہ خاص و عام کو پہونچایا چنانچہ تمام رعایا و برایا کے فائز المرام ہونے سے رفاہیت اور آسودگی ادنی و اعلی مین پیدا ہوئی **نظم** چہ پیتوانست کہ اقبال در جہان افگند ۔ چہ غلغلست کہ دولت در آسمان افگند ۔ غبار موکب شاہیست یا سپہر بہشت ۔ کہ بوے امن و امان در مشام جان افگند

امرا اور ارکان دولت کو ساتھ خطاب اور مناصب ارجمند کے سربلند کیا شیخ صدرالدین ولد شیخ بہاءالدین زکریا کو خطاب شیخ الاسلامی دیا اور خداوندزادۂ قوام الدین کو بہ خطاب خداوندخانی مخاطب کرکے عہدہ وکیلداری تفویض فرمایا اور ملک تاتارخان کو نائب وکیلدار کیا اور سیف الملک کو شکار بیگی اور خداوندزادہ عماد الملک کو سلاحدار انکا سردار کیا اور اس عہد مین جو شخص کہ دودمان سلاطین غور سے تھا خطاب خداوندزادہ پاتا تھا اور جو کہ خاندان خلفاے عباسی سے تھا ساتھ مخدوم زادہ کے ملقب ہوتا تھا اور یمین الملک مشرف یعنے داروغۂ دیوان ہوا اور ملک حسین میر میران نے استیفاے کل پایا اور صفر کی پانچوین تاریخ سنہ ۷۵۳ سات سو ترپن ہجری کو بادشاہ نے بطریق سیر و شکار کوہ سرمور کیطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور اکثر اسطرف کے زمیندارون نے ملازمت سے مشرف ہوکر حلقہ بندگی کا زیب گوش کیا اور غاشیہ خدمت کا دوش پر اٹھایا اور روز دوشنبہ یعنی تیسری جمادی الاول سنہ مذکور کو شہزادہ محمد خان دہلی مین پیدا ہوا سلطان فیروز شاہ نے جشن کرکے خلائق کو ساتھ انعام اور الطاف کے بہرہ ور کیا اور سنہ ۷۵۴ سات سو چون ہجری مین دامن کوہ کالنور مین شکار کرکے بمقام معاودت عمارات عالیہ لب آب سرستی پر بنا فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور مین خان جہان کے تعین اختیار رتام دیکر شہر مین چھوڑا اور خود مع لشکر گران لکھنوتی کی عزیمت کی اور اس سفر سے غرض یہ تھی کہ سر حاجی الیاس کو کہ وہ شمس الدین شاہ نام اپنا رکھکر چند برس تک متصرف ہوا تھا دفع کرے جسوقت گورکھپور کے قریب پہونچا اودے سنگھ مقدم وہانکا خدمت مین آیا اور پیشکش لائق مع دو زنجیر فیل گذرانکر مورد انعام خاقانی اور مصدر مراحم سلطانی ہوا اور راے گورکھپور نے بھی خراج چند سالہ داخل کیا اور دونون سلطان کی ملازمت مین روانہ ہوئے اور حسب صدود بندھوہ مین کہ محل قرار حاکم بنگالہ تھا پہونچا الیاس حاجی اُسے چھوڑکر کدالہ کیطرف کہ ایک موضع نہایت استحکام مین واقع ہے اور وہ ایک جانب آب اور دوسری طرف جنگل رکھتا ہے اُسمین جاکر پناہ لیگیا بادشاہ نے بندھوہ کے باشندونکو مضرت نہ پہونچائی اور وہانسے آگے بڑھا اور ربیع الاول کی ساتوین تاریخ کو کدالہ مین پہونچا اور اُسی روز جنگ عظیم واقع ہوئی اور انتیسوین شہر مزبور کو لشکر سلطان شہر سے جدا ہوکر آب گنگ کے کنارے فروکش ہوا ربیع الآخر کی پانچوین تاریخ کو عقوبت اردو کے سبب سے چاہتا تھا کہ تغیر منزل کرے جو بہ نفس نفیس سوار ہوکر جستجوے جاے مناسب کرتا تھا حاجی الیاس الملقب بہ شمس الدین شاہ ساتھ خیال اُسکے

کر سلطان

کہ سلطان بعزم معاودت سوار ہوا ہے اسواسطے بقصد جنگ حصار سے برآمد ہوکر صف آراستہ کی اور حرکت تند و حملی کرکے پھر
قلعہ مین بھاگا اور چوالیس زنجیر فیل اور جیتر اور علم اور اسباب شاہی اور حشم اُسکا سلطان کے ہاتھ آیا اور پیادہ بہت مارے گئے
ایک جماعت کثیر اسیر ہوئی اور سلطان نے دوسرے دن وہان مقام کرکے حکم دیا کہ اسیران بلاد لکھنوتی کو رہا کرین اور جب
موسم برسات آ پہونچا تھا اور ولایت بنگالہ مین بارش اسقدر ہوتی ہے کہ اُس فصل مین کاشتکارشتکاری سے نہایت متعذر
ہوتے ہین بادشاہ نے فرمایا جو مین نے فتح کرکے اسباب اُسکی سلطنت کا لیا دوسرے سال اُسکے دفع کیواسطے آؤنگا پھر
صلح گونہ درمیان مین لاکر اور اسیران بلاد لکھنوتی کو رہا کرکے علم معاودت کا دہلی کیطرف بلند کیا اور ۷۵۵ھ سات سو پچپن ہجری مین
قریب دہلی کے شہر فیروز آباد کنارے نہر جون کے احداث کیا اور شعبان کی بارھوین تاریخ ۷۵۶ھ سات سو چھپین ہجری مین
دیپالپور کیطرف شکار کیواسطے گیا اور ایک نہر بڑی آب ستلج سے کھود واکر جھجھر تک کہ تالیس کوس ہوتا ہے لیا اور ۷۵۷ھ سات سو
ستاون ہجری مین کوہ مندوی اور سرمور کیطرف دریاے جون سے ایک ندی جدا کرکے سات نہرین آئین اور جمع کرکے
ہانسی مین پہونچائین اور وہانسے اسین کیطرف لیجا کر ایک قلعہ مستحکم بنا کیا اور نام اُس قلعہ کا فیروز رکھا اور اُس قلعہ کے
نیچے ایک تالاب کھودکر آب نہر سے پُر کیا اور ایک ندی اور آب کہکہ سے کھینچکر حصار سنامی سے گذرا نکر نہر سرکہتر مین پہونچائی
اور ایک شہر وہان بناکر کے فیروز آباد نام کیا اور ایک نہر اور جون سے کھینچکر اُس شہر کے تالاب مین ڈالی اور ماہ دیجہ سنہ مذکور مین
خلعت اور فرمان خلیفہ عباسی مصر الحاکم بامر اللہ ابو الفتح ابو بکر بن ابی ربیع سلیمان متضمن تفویض ممالک ہندوستان اور سفارش
بادشاہان بہمنیہ دکن کے آیا اور اُسی مہینے مین ایلچی حاجی الیاس المخاطب بہ شمس الدین شاہ لکھنوتی اور بنگالہ سے پہونچا اور
ہدایا اور تحف اور نفایس بہت درگاہ مین لائے اور صلح کی درخواست کی بادشاہ بھی اس امر پر راضی ہوا ایلچیون کو
بعزت و حرمت رخصت کیا اور اُس تاریخ سے بنگالہ اور دکن سلاطین دہلی کے تصرف سے باہر گیا ساتھ پیشکش کے کتفائی
اور ۷۵۸ھ سات سو اٹھاون ہجری مین ظفر خان فارسی ستارگانون سے آنکر نائب وزیر ہوا اور ۷۵۹ھ سات سو
اُنسٹھ ہجری مین شمس الدین شاہ نے بنگالہ سے چند نفر امراکو برسم رسالت مع مشنوقات اور تحف شایستہ کے درگاہ
بادشاہی مین بھیجا چنانچہ وہ درجہ قبول مین آیا اور بادشاہ نے بھی خواص اُسکے گھوڑے تازی اور ترکی اور اقمشہ نفیسہ اُسکے واسطے
ارسال رکھا لیکن اُسکے پاس نہ پہونچا کیونکہ جس وقت اشیاے مرسولہ بہار مین پہونچین خبر شمس الدین شاہ کے فوت
کی آئی اور اُسکا بیٹا سکندر خان قائمقام اُسکا ہوا بادشاہ نے حکم کیا کہ تحف و ہدایا کو درگاہ مین بھیجین اور گھوڑے
مواجب کے عوض سپاہیان بہار کو دیوین اور سلطان بھی سنہ مذکور مین ممانہ کیطرف شکار کیواسطے گیا اور وہان سنا کہ
مغل کی جمعیت دیپالپور تک آئی ہے سلطان نے ملک قبول پردہ دار کو مع لشکر کثیر اُنکے دفع کیواسطے روانہ کیا اور
مغلون نے اُسکے پہونچنے تک اپنا کام کیا یعنے ولایت کو تاراج کرکے اپنے اماکن کیطرف مراجعت کی اور ۷۶۰ھ سات سو
ساٹھ ہجری مین بادشاہ لکھنوتی کی عزیمت کرکے روانہ ہوا اور خان جہان کو دہلی مین چھوڑا تاتار خان کو سرحد غزنین کا شقدار کیا
اور جب ظفرآباد مین پہونچا برسات شروع ہوئی اُس مقام مین مقام کیا اُسوقت شیخ زادہ بسطامی کہ جسکو قبل اس سے اخراج
کیا تھا آیا اور خلیفہ مصر سے خلعت لایا اور اعظم الملک خطاب پایا اور اُسی عرصہ مین ایلچی بادشاہ کیطرف سے سکندر خان کے
پاس گیا اور اُنھین دنون مین ہمراہ حاجب سکندر خان مع پانچ زنجیر فیل اور تحف و ہدایا درگاہ مین آیا لیکن
کوئی اثر اُسپر مترتب نہوا بادشاہ برسات کے بعد لکھنوتی کیطرف متوجہ ہوا اور اُسوقت شہزادہ فتح خان کو

سراپردہ سرت اور ہاتھی نامی دیگر خطبہ اُسکے نام پڑھا اور گرمسکہ پر اُسکا نام جاری کیا اور اُسکے واسطے بارگا علیحدہ تیار
کرکے فراشخانہ اور جنیر نعل اور تمام آثار سلطنت کے دیگر امرا اور منصبدار بہت اُسکے مطیع کیے اور اتالیق اور اتابک اور
قاعدہ دان اُسپر مقرر کیے وہ شاہزادہ باوجود صغرسن کے لہو ولعب اور تمام لوازم طفلی سے پرہیز کرکے صبح سے چاشت تک اور
شام سے ایک پہر رات تک لکھنے پڑھنے میں مشغول رہتا تھا اور درمیان سواری اور مجلس داری کے نہایت تمکنت اور
وقار ظاہر کرتا تھا اور مظلم کہ ارباب دنل اُنکی خدمت میں معروض رکھتے تھے ساتھ احسن وجہ کے فیصل دیتا تھا جیساکہ سبب
حیرت ذوی العقول کا ہوتا تھا ایک دن خواب میں اُسپر غلبہ کیا چاہا کہ مکتب سے اُٹھکر محل خاص میں جاوے اور آسایش کرے
اُسوقت ایک پیرزال نے سرراہ آکر عرض کی کہ میرا شوہر اور بیٹا ستا گانو سے قدرے متاع خرید کر کے برسم تجارت اُردوے
سلطان میں آتے تھے رہزنوں نے اُنکا اسباب لوٹ لیا سے سبکبار کیا اور جب یہ بیچارے بحال غارت زدگون کے اطراف
لشکر میں پہنچے مردمان شاہی نے جملہ ما سوی اُنکے گرفتار کرکے محبس میں مقید کیا ہو اور جہانگو اُنکی مفارقت سے مجھیر
سنگ ہو ریک کیا شاہزادہ نیکبخت سے اُنکے سوزدگی از پر نظر ترحم مبذول فرمائی اور ارشاد کیا اگر تو اس قول پر صادق
ہی دو شخص بعوض لاؤ تو گواہی دیوین کہ وہ سوداگر تھے نہ جاسوس ضعیفہ نے کہا گواہ بہت ہین لیکن میرے آنے جانے میں عرصہ
ہوگا اور دیر ہی مرتبہ شاہزادہ کیخدمت میں رسائی مشکل ہوگی شاہزادہ ہنسا اور فرمایا میں یہان ٹھہرا ہون تو جا اپنے گواہونکو
لا کہ یہ مقربان شاہزادہ کی ایک جماعت نے ضعیفہ کے جانیکے بعد عرض کی کہ آفتاب میں ایستادہ ہونا مناسب نہیں ہی
سایہ میں فلان درخت کے نزدیک ہی چلکر استراحت سے بیٹھیے شاہزادہ نے جواب دیا کہ میں نے اُس ضعیفہ سے وعدہ کیا ہی کہ میں
تیری مراجعت تک یہان ایستادہ رہونگا وعدہ خلافی ہرگز نہین کرسکتا پس اُسقدر آفتاب میں ایستادہ رہا کہ پیرزن آئی
اور گواہ مقبول الشہادت گذرنے اُسوقت پیرزال کو ہمراہ لیکر باپکے دربار میں گیا دیکھا بادشاہ استراحت فرماتا ہی
دیوانخانہ میں بیٹھکر اسقدر انتظار کیگیا کہ بادشاہ خواب سے بیدار ہوا تب سرگذشت ضعیفہ کے تظلم کی اور گواہون کی
کیفیت مسامع قدسی مجامع میں پہونچائی اور اُسکے شوہر اور فرزند کو آزاد کیا اُسکے بعد اپنی منزل میں تشریف لیجاکر طعام
چاشت عصر کیوقت تناول فرمایا اور جب سلطان فیروز شاہ ظفرآباد سے بندوہ کیطرف پہونچا سکندر خان اپنے
باپکے طور اکدالہ میں قلعہ بند ہوا اور جب وہ عاجز اور تنگ ہوا التالیس زنجیر فیل اور تحف ونفائس بیشمار پیشکش کرکے
التماس صلح کی اور وہ قبول ہوئی اور بادشاہ جونپور کی طرف روانہ ہوا اور دوسری برسات وہان آخر کی پھر جا جنگر کی
طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی جب سنکرہ میں پہونچا اُس ولایت کو تاخت وتاراج کیا والی اُس ولایت کا راے
سرومن مقام دودست کی طرف بھاگا اُسکی بیٹی سنکر خاتون نام گرفتار ہوئی بادشاہ نے اُسے اپنی دختہ کیکر فرزندی
میں لیا اور محافظت فرمائی جبدہ کہ آب مہندی سے عبور کرکے شہر بنارس میں کہ راے جا جنگر کا مسکن تھا پہونچا راے
وہانسے تلنگ کے سمت بھاگ گیا بادشاہ نے علم معاودت بلند کیا راے سیر بھانیو نے کہ جو گذر قانیہ پر واقع ہوا تھا
ستتیس زنجیر فیل بہ تحف نفیسہ ارسال کرکے امان چاہی بادشاہ اسطرف سے جب پدماوتی میں کہ جنگل ہاتھی کا ہی ستتیس ہاتھی
زندہ گرفتار کیے اور دو ہاتھی کہ زندہ دستیاب نہوتے تھے ہلاک کیا اور ملک ضیاء الدین مشہدی نے جو سلک امرا میں انتظام
رکھتا تھا بہ پیمہ یہ رباعی موزون کی رباعی شاہی کہ زحق دولت پایندہ گرفت * اطراف جہان چو مہر تابندہ گرفت
از بہر شکار فیل در جا جنگر بود فیل کشت بستی و سہ زندہ گرفت و بادشاہ ماہ رجب سنہ ۷۶۲ سات سو باسٹھ ہجری میں سالما غانما

دہلی مین پہونچا سناکہ نزدیک بہ پور کے ایک پہاڑ ہی کہ اُسکے درمیانسے پانی برآمد ہوتا ہی اور نہر ستلج مین گرتا ہی اور اُس نہر کو سرستی کہتے ہین اور اب سرستی کے اسطرف ایک ندی ہی کہ اسکو سلیم کہتے ہین الرابتہ العظیم کہ درمیان اُس دوآبے کے حائل ہی کہ ہندو مین آب سرستی اس ندی مین گرے اور وہان سے سرہند اور منصور پور مین پہونچے وہانسے سنام مین آوے اور ہمیشہ جاری رہے یہ حکم اُسطرف سوار ہوا اور حکم کیا کہ پچاس ہزار بیلدار جمع کرکے اُس پشتہ اور ندی کے کھودنے مین مصروف ہووے چنانچہ درمیان اس پشتہ کے ہڈیان ہاتھی اور آدمیونکی ظاہر ہوئین اور ہڈیان آدمی کے ہاتھ کی تین گز کی تھین کچھ اُنمین تھہر ہوگئی تھین اور کچھ اُنمین استخوان تھین اور اُسیوقت سرہند کو جو دراصل داخل سمانا تھا جدا کیا اور دس کوس سے سمانہ تک داخل سرہند کرکے ملک ضیاء الملک اور شمس الدین ابورجا کے حوالہ کیا اور وہان ایک قلعہ تعمیر کرکے فیروز پور نام رکھا پھر نگرکوٹ کیطرف متوجہ ہوا جب دامن کوہ مین پہونچا لوگ برف لائے بادشاہ نے فرمایا کہ جسوقت ہمارے خداوند نعمت سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم نے یہان نزول اجلال فرمایا تھا اور شربت برف اُسکے واسطے لائے تھے جو مین حاضر نہ تھا آپنے بھی شربت کیطرف میل نہ کیا تھا لہذا حکم دیا کہ چند فیل و شتر بار مصری جو کہ ہمراہ ہی شربت برف کرکے پیا و سلطان محمد تغلق شاہ تمام لشکر مین تقسیم کرو پھر راجہ نگرکوٹ کا بعد محاربہ اور مجادلہ کے مع توابعین خدمت مین حاضر ہوا اور زرین پوش خدمت کا دوش پر اُٹھایا بادشاہ نے اُسپر نوازش فرمائی اور نگرکوٹ کو بنام سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم ساتھہ محمد آباد کے موسوم کیا اور اُسوقت بادشاہ کیعرض مین پہونچا کہ سکندر ذوالقرنین جسوقت کہ یہان آیا تھا برہمنون نے نوشتابہ کیصورت بناکر اپنے مکان مین رکھی ہی اور اب وہ معبود اس دیار کے باشندون کی ہی اور ایک ہزار اور تین سو کتاب براہمہ سے اس بتخانہ مین ہین کہ ساتھہ جالا لکھی کے اشتہار رکھتی ہی بادشاہ نے اُس گروہ کے علما طلب کرکے اُنمین سے بعضے کتب کا ترجمہ کیا ازانجملہ اعزالدین خالد خانی کہ شعرائے اُس عصر سے تھا ایک کتاب حکمت طبعی اور منگون اور فالون مین سے سلک نظم مین کھینچکر دلائل فیروز شاہی نام رکھا ہی اور قسم ہی خدا کی وہ ایک کتاب ہی متضمن اقسام حکمت علمی اور عملی کی اور بعضے کتب مین مسطور ہی کہ سلطان فیروز شاہ باربک نے نگرکوٹ کے تمام بت توڑے اور گوشت مادہ گاو کا توبڑہ مین کرکے براہمہ مین کی گردن مین بانہ دیکر اردو مین پھیر آیا اور صورت نوشابہ کی مع ایک لاکھ تنکہ کے مدینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بھیجی تو اُس صورت کو زائرون کے شارع مین پیوند زمین کی اور زر نقد مجاورون اور مستحقون کو تقسیم کیا اور بادشاہ نگرکوٹ کے بعد فتح غنیمت دلایت سندکرکے ٹھٹھہ کیطرف متوجہ ہوا اور جام مالی مین جام غنزہ نے جو ہمیشہ شاہ دہلی کا مطیع تھا باغی ہوکر قلعہ کو مضبوط کیا اور بادشاہ نے چند مدت اُسکا محاصرہ فرمایا جب غلہ اور علف نے قلت ظاہر پیدا کی اور موسم برسات کا قریب ہوا گجرات کیطرف گیا اور برسات وہان بسر کی اور ظفر خان کو گجرات کی امارت پر سرفراز کیا پھر کوچ متواترہ سے ٹھٹھہ مین آیا جام مذکور نے اس مرتبہ امان طلب کرکے ملازمت حاصل کی بادشاہ اُسے مع جمیع مقدمون ٹھٹھہ کے دہلی مین لیگیا اور ایک مدت کے بعد پھر اُسپر ترحم کرکے ٹھٹھہ مین بھیجا اور ۷۷۴ سات سو چوہتر ہجری مین ملک مقبول خان خان جہان نے اس دار فانی سے رحلت کی اور جوانشاہ اُسکا بڑا بیٹا ساتھہ اس خطاب کے بلند آوازہ ہوا اور ۷۷۵ سات سو پچہتر ہجری مین ظفر خان گجرات مین فوت ہوا اُسکے بڑے بیٹے ورياخان نے خطاب ظفر خانی پایا اور باپ کا جانشین ہوا اور صفر کی بارھوین تاریخ ۷۷۶ سات سو چھہتر ہجری مین فلک بے مہری اور عنادا پنا ظاہر کرکے سلطان ملک فیروز باربک کو ساتھہ مرگ فرزند دلبند اُسکے فتح خان کے کہ شاہزادہ بیمثال تھا

قرین رنج والم کیا اُسکی نشست طاقت کو بارغم سے خم کیا اور جو صبر کے سوا کوئی علاج اُسکے کف اختیار مین نہ تھا آخرکار غسل وکفن دیکر تابوت مین رکھا اور صندوق نعش اُٹھاکر سبز زربفت کی چادر اُسپر ڈالی سرہانے کی طرف سہرا لٹکایا شامیانہ اوپر کھینچا داہنے بائین سپاہ بالباس سیاہ تلوارین کھینچے حال زبون نشان سب سرنگون فوج کے سردار یلان خنجر گذار اُنکی پوشاک نیلگون آنکھین جیسے جوے خون جنازہ کے ساتھ ہوئے آخرکار باول افگار جوان مہ جبین کو اپنے خطیرہ مین پیوند زمین کیا جوان بیٹے کے مرنیکا سبکو غم ہوا **بیت** گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست ۔ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد ۔ اُسکی ماں اور لونڈیون کے بیان کا زبان قلم کو یارا نہین بلوائے عام تھا قیامت کا قیام تھا خلاصہ یہ کہ مراسم تعزیت بجالایا اور کمال ملال کے سبب ہلال کو طرح کا ہیدہ پشت خمیدہ ہوا سایہ التفات امور سلطنت سے اُٹھایا نہایت ملول ومغموم رہتا تھا اُسکے ماتم مین آٹھ پہر گریہ وزاری کرتا تھا امرا اور اعیان درگاہ سرزمین پر رکھکر عرض گذار ہوئے کہ رضا بالقضا کے سوا اس واقعہ کا کچھ علاج نہین ہے اور امور سلطنتی مین بے التفاتی اس سے زیادہ مناسب نہین دیکھتے اور اُس شاہ دانا نے مخلصان دولتخواہ کی التماس قبول کی احوال سلطنت مین مشغول ہوا اور رفع کلفت کیواسطے نشاط شکار کی رغبت کی اور نئی دہلی کے اطراف مین دو تین فرسنگ دو طرف دیوارین کھینچکر اشجار سایہ دار بچھلائے اور اُسے شکارگاہ مقرر کیا چنانچہ اس زمانے تک اثر اُسکا باقی ہے اور ۷۵۸ سات سو اٹھتر ہجری مین جو احب شمس الدین وامغانی نے عرض کیا کہ عمال گجرات کے اس ولایت کا حاصل قرار واقعی دیوانی گماشتون سے اظہار نہین کرتے ہین اسصورت مین ترقیخواہ سو فیل اور چالیس لاکھ تنکہ اور چار سو غلام حبشی اور ہندی اور دو سو گھوڑے تازی اور عراقی جمیع گجرات پر اضافہ کرکے متعہد ہوتا ہے کہ ہر سال خزانہ عامرہ مین داخل کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر شمس الدین ابو رجا جو ظفرخان کا نائب ہے یہ اضافہ قبول کرے گجرات اُسکے تفویض ہو جب اُسنے قبول نہ کیا خواجہ شمس الدین وامغانی کو پٹکا زرین اور چوندول نقرہ مرحمت فرماکر بجاے ظفرخان گجرات کی طرف رخصت کیا اور جب وہ اُس اضافہ کے عہدے سے جو قبول کیا تھا عاجز ہوا اور اظہار خلاف کیا عمال گجرات نے کہ اُس سے نہایت رنجیدہ تھے امیران صدہ بیسے اتفاق کرکے اُسے قتل کیا اور سر اُسکا جدا کرکے دربار مین بھیجا اور سلطان فیروز شاہ بارلک کے عہد مین کوئی شخص حکام سے شمس الدین وامغانی کے سوا باغی نہوا اور اُسکے قتل ہونے کے بعد گجرات کی حکومت بنام ملک مفرح جو نمکخواران اور پرورش یافتگان اُس دولت سے تھا مقرر ہوئی اور فرحت الملک خطاب پایا اور بادشاہ نے اُس قضیہ کے بعد سرحدونکو امراے معتبر کے سپرد کرکے خاطر جمع کی چنانچہ کڑہ اور مہوبہ اور اطراف اُسکے ملک شمس الدین سلیمان ابن ملک مردان دولت کو دیے اور اقطاع ہرودھا اور سندیلہ اور کول کو مسام الملک کے حوالہ کیا اور اقطاع جونپور اور ظفرآباد ملک ہروز کو مرحمت فرمایا اور پنجاب سرحد کابل برسے درویت نصیر الملک ولد ملک مردان دولت کے مفوض کیا الغرض سلطان کے عہد آخر تک کوئی اُسکے نوکرون مین سے مصدر عصیان نہوا اور ۷۹۱ سات سو اکاسی ہجری مین زمینداران اور مقدمان پرگنہ اٹاوہ نے بغاوت پر کمر باندھی بادشاہ غضب ناک ہوا اور بہ نفس نفیس وہان گیا اور وہ بھی جنگ پر آمادہ ہو کر مفرور ہوئے اور بیت اُس جماعت حرام خور سے اسیر اور دستگیر ہوئے اور اپنے اعمال زشت کا انتقام پایا اور بادشاہ نے اٹاوہ والہل اور دتیالی مین جس مقام مین مورچہ ہوا ایک قلعہ محکم تیار کرکے مردمان کارگذار کے سپرد کیا اور بہ سعادت فیروزی مستقر دولت ہوکر مراجعت فرمائی اور ۷۹۲ سات سو بیاسی ہجری مین سمانہ کیطرف عزیمت فرمائی اور جب جونہ خانجہان کہ حاکم اس ولایت کا تھا پیشکش ہاے لائق گذرانکر ساتھ مراحم فراوان کے مخصوص ہوا بادشاہ انبالہ

اور شاہ آباد سے گذر کر کے دامن کوہ سہارن پور مین آیا اور سرور کے راے اور دوسرے راؤن سے پیشکش لائق لیکر دہلی کیطرف معاودت کی اور شنبہ مقدم کتھیر موسوم کھر گو حاکم بداؤن نے سید علاء الدین اور سید محمود کو اپنے مکان مین مہمانی کے بہانہ سے طلب کر کے غفلت کیونت ساتھ شمشیر غدر کے قتل کیا بادشاہ غضبناک ہو کر تیاری سفر اسطرف کی کی اور ابتداے ۸۰۳ سات سو تین ہجری مین دار الملک سے کوچ کیا جب کتھیر کا نواح محل نزول لشکر فیروزی اثر ہوا فوج نے حسب الحکم آتش نہیب و غارت اس شہر کے موطنون کے مکانون مین ماری اور قتل مین کفار اشرار کے اسقدر کوشش کی کہ ارواح سادات شہید شفاعت کیواسطے آئین اسواسطے کہ کھر گو بھاگ کر کمایون کے پہاڑ پر گیا تھا غازیونکی تاخت کا صدمہ رعایا اُسطرف کی شامل ہوا قریب پینتیس ہزار نفر کے حلقہ عبودیت مین گرفتار ہوئے اور کھر گو سیماب کے مانند ان پہاڑون کے شگاف اور شعاب مین پوشیدہ ہوا اور کسی شخص نے اُس سے نشان زندہ یا مردہ کا نہ پایا اور برسات قریب ہوئی رایات ظفر آیات جنمیں مین آنکر مرکز اصلی پر معاودت فرما ہوئے اور ملک داؤد خان افغان کو نہایت بزرگ کر کے سنبل مین مقرر فرمایا اور حکم کیا کہ ہر سال قہر و غضب سے ولایت کٹھیر مین داخل ہو کر کوئی دقیقہ تراجی سے نچھوڑے اور آپ بھی ۸۰۴ سات سو چار ہجری سے ہر سال دہلی سے سنبل کیطرف شکار کیواسطے جاتا جو کچھ ملک داؤد خان افغان نے نہ کیا تھا وقوع مین لاتا تھا جیساکہ اُن سنوات مین ایک حریب زمین تردد نہوئی اور کوئی متنفس ایک رات اپنے گھر مین جیتا سے نہ سویا اور اُسکے عوض مین سیدا اور کئی ہزار ہندو قتل ہوئے اور سنہ مذکور مین ایک قلعہ نہایت مضبوط موضع بسولی مین کہ سات کوس بداؤن سے ہے تیار کر کے اُسکا فیروز پور نام رکھا لیکن بخلق سنم دیدہ اور ظریف اُس قلعہ کو آخرین پور کہتے تھے اور آخر مین ایسا ہی ہوا جو آدمیونکی زبان پر جاری ہوا تھا کہ بادشاہ کو دوسرا قلعہ بنانا اور شہر اور قصبہ آباد کرنا نصیب نہوا اور وہ قلعہ ساتھ آخرین پور کے مشہور ہوا اور اُس سال سے ضعف و پیری بادشاہ پر غالب ہوئی خانجہان جو منصب وزارت پر مسلط تھا بہت قوی ہوا کہ جو کچھ وہ کہتا تھا بادشاہ بلا تامل و توقف عمل مین لاتا تھا یہانتک کہ ۸۰۹ سات سو نو ہجری مین خانجہان نے بادشاہ سے معروض کیا کہ شہزادہ محمد خان بعضے امرا یعنے ظفر خان اور ملک سماء الدین اور ملک ایعقوب اور ملک کمال الدین سے اتفاق کر کے ارادہ خلاف رکھتا ہے جب بادشاہ شاہزادہ محمد خان کے درپے گرفتاری ہوا شاہزادہ واقف ہو کر اپنے محلسرا مین خانہ نشین ہوا اور شرائط اپنی محافظت کے پیش ہو نچائے ہر چند خانجہان حیلے اور وسیلون سے اُسے دربار مین طلب کرتا تھا وہ عذر اور معذرت کر کے نہین آتا تھا یہانتک کہ ایک روز شاہزادہ محمد خان نے ہتھیار باندھکر محافہ مین سوار ہو کر حکم دیا کہ چھٹکا اُسپر ڈالکر چوبندی کسین اور جو کوئی پوچھے یہ بہانہ کرین کہ شاہزادہ محمد خان کی بیگم حرم سراے شاہی مین جاتی ہے دربار مین آنکر محل کے اندر گیا اور محل کی عورتون نے جب اُسے مسلح اور مکمل دیکھا بدحواس ہو کر بادشاہ کیطرف دوڑین اور شور اور فریاد برپا کیا کہ شاہزادہ غدر کا قصد کر کے آن پہونچا لیکن شاہزادہ والا گہر کے دلمین کسیطرح کا خدشہ اور غدر جاگزین نہ تھا سیدھا قصر شاہی مین داخل ہوا اور اسی طرح سے مسلح باپ کے نقد ملازمت حاصل کی اور سر اُسکے قدمون پر رکھکر عرض کی کہ خانجہان نے حضور سے میری نسبت ایسا ظاہر کیا ہے کہ کمترین نسبت بادشاہ کے قصد ہلاکت رکھتا ہے کسی فرزند نے اپنے باپ کی نسبت ایسا آہنگ نہین کیا اور اگر کوئی مرتکب اس امر نا شایستہ کا ہوا عمر سے بہرہ نپایا اگر میرے دلمین کسی طرح کا قصد ہوتا تو اسوقت ظہور مین پہونچاتا اور خانجہان کی غرض یہ ہے کہ مجھے اور دو سرونکو درمیان سے دفع کر کے خود سریر سلطنت پر متمکن ہوے بادشاہ کو یہ بات صادق آئی شاہزادہ کو آغوش مین لیکر فرمایا کہ جا خانجہان کو قتل کر کے ظفر خان کو رہائی بخش شاہزادہ

محمد خان نے بادشاہی گھوڑے اور ہاتھیونکو مست کرکے باتفاق غلامان فیروزشاہی کہ وہ دس بارہ ہزار سوار تھے آدھی رات کے وقت خان جہان کے مکان کو جاکر محصور کیا اور اُسنے واقف ہوکر ظفر خان کو قتل کیا اور خود کچھ فوج سے مسلح ہوکر کسیرے برآمد ہوا اور تا پہر سے جنگ مین مشغول ہوا اور جب زخم کھاکر بیطاقت ہوا پھر مکان مین آیا اور دوسرے دروازہ سے برآمد ہوکر میوات کیطرف راہی ہوا اور کوکا چوہان سے پناہ ڈھونڈھی شاہزادہ نے اُسکا مکان غارت کیا اور اُسکے اعوان و انصار سے جو کوئی ہاتھ آیا اُسکی گردن ماری اور شاہ کیخدمت مین حاضر ہوا بادشاہ جو نہایت پیر اور ناتوان ہوگیا تھا سامان شاہی شاہزادہ محمد خان کے سپرد کیا اور خطاب ناصرالدین محمد شاہ عنایت فرمایا اور خود گوشہ عزلت اختیار کرکے اپنے رب کی طاعت و عبادت مین مشغول ہوا اور ناصرالدین محمد شاہ نے ماہ شعبان ۸۹۵ھ سات سو نواسی ہجری مین تخت جہانبانی پر جلوہ گر ہوکر امور بادشاہی مین قیام کیا اور حکم دیا کہ جمعہ کے دن خطبہ دونون بادشاہ کے نام پڑھا جاوے اور ارباب دخل یعنے عاملون اور تحصیلدارونکو بدستور سابق مقرر رکھا اور ہر ایک کو سرفرازی کا خلعت عنایت فرمایا اور ملک یعقوب آخر بیگ کو جو امرائے معتبر سے تھا سکندر خان خطاب دیکر گجرات کی حکومت کی سند دیکر روانہ کیا اور ملک راجو کو مبارز خان اور کمال عمر کو نصرتی الملک خطاب دیکر سرفراز فرمایا اور ملک یعقوب سکندر خان جب میوات کے قریب پہونچا کوکا چوہان کہ خانجہان نے اُسکے پاس پناہ لی تھی ہراسان ہوکر اطاعت شاہی کا دم بھرنے لگا اور خانجہان کو گرفتار کرکے ملک یعقوب سکندر خان کے پاس بھیجا اور ملک یعقوب سکندر خان نے اُسکی گردن ماری اور سر اُسکا دہلی مین بھیجا اور خود گجرات کیطرف متوجہ ہوا اور ناصرالدین محمد شاہ ۸۹۷ھ سات سو ستانوے ہجری مین کوہ پایہ سرمور کیطرف جاکر شکار مین مشغول ہوا اور دو مہینے شکار مین بسر کیا اور وہان یہ خبر پہونچی کہ فرحت الملک اور امیران صدہ نے گجرات مین اتفاق کرکے علم مخالفت کا بلند کیا ہے اور رعایا سے ملک یعقوب سکندر خان کو قتل کرکے اُسکے مال و اسباب پر متصرف ہوئے ہین ناصرالدین محمد شاہ یہ خبر سُنکر دہلی مین آیا اور جو سرد و گرم زمانہ کا نہ چکھا تھا دفع فساد گجرات کیطرف متوجہ نہوا عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور امرا اور مقربان پدر کا ایک وجود باقی نہ رکھا اپنے مقربونکو صاحب حشمت و جاہ کیا اور باوجود بقاے حیات سلطان ملک فیروز شاہ یہ معنے نفران قدیمی پر دشوار آئے ملک یعقوب سکندر خان کے واقعہ مزبورہ کے پانچ مہینے کے بعد ساتھ ملک بہاء الدین اور کمال الدین کے جو چچیرے بھائی بادشاہ ناصرالدین محمد شاہ کے موافقت کرکے مخالفت مین کمربست ہوئے اور غلامان فیروزشاہی کو کہ بقول صاحب تاریخ مبارک شاہی جمعیت انکی ایک لاکھ تھی اپنا شریک کیا اور ایک بار کی ناصرالدین محمد شاہ سے دوگردان ہوئے ناصرالدین محمد شاہ نے ملک ظہیرالدین لاہوری کو اُس فتنہ کی تسکین کیواسطے بھیجا جسوقت کہ ملک ظہیرالدین اُس میدان مین کہ لشکر فیروزشاہی جمع تھا پہونچا لشکریون نے اُسے سنگ سے مجروح کیا اور وہ اُس حال سے ناصرالدین محمد شاہ کے روبرو آیا بادشاہ ناصرالدین محمد شاہ جمعیت کرکے اُنکے سر پہ گیا اور حرب و ضرب کے بعد فائق آیا اور اُنھون نے بھاگ کر فیروز شاہ کے پاس پناہ لی اور اُسکا دربار ہاتھ مین لاکر دوسری مرتبہ ناصرالدین محمد شاہ کی جنگ مین قیام کیا اور دارالملک مین فتنہ عظیم قائم ہوا اور دو روز غالب مغلوب سے متمیز نہوتا تھا تیسرے دن غلامان مذکور خواہ مخواہ بادشاہ کو حرم سرا سے برآمد کرکے پالکی مین بٹھاکر میدان رزم مین لائے لشکر محمد شاہی اور فیلبانان بادشاہی نے جب چتر اور اتاشہ فیروزشاہی کو دیکھا گمان اُسکے کہ سلطان اپنے اختیار سے جنگ ناصرالدین محمد شاہ کے متوجہ ہوا ہے شاہزادہ سے منحرف ہوکر بادشاہ سے جاملے ناصرالدین محمد شاہ نے جب احوال اسطرح دیکھا کہ وہ سرمور کیطرف روانہ ہوا اور سازوسامان اُسکا تمام غارت ہوا جو بادشاہ کو غلبہ لشکر پیری اور تسلط سپاہ ضعف سے کچھ اختیار نرہا تھا

غلاموں کی سلاح دیدکے بموجب تغلق شاہ ولد شاہزادہ فتح خان کو کہ پوتا اُسکا ہوتا تھا ساتھ بادشاہی کے نامزد فرمایا اور امیر سید حسن داماد اپنے کو کہ سلطان ناصرالدین محمد شاہ کے ساتھ اتفاق کیا تھا غلاموں کی تکلیف سے قتل کیا اور تغلق شاہ نے اپنے بڑے باپ کی حین حیات مین اول جو حکم کیا تھا یہ ہی کہ جسجگہ ناصرالدین محمد شاہ کے ہوا خواہ ہونکو پاوے قتل کرواور جسے ملک سلطان شہ خوشدل کو کہ وہ امراے فیروز شاہی سے تھا سمانہ کیطرف بھیجا تو وہانکے حاکم علیخان افغان کو کہ سلطان ناصرالدین شاہ کے موافقون اور رفیقون مین سے تھا گرفتار کرکے دربار مین لاوے اور سمانہ محمد شاہ کے حوالہ کرے اور سلطان فیروز شاہ کہ نوے برس سے زیادہ تر عمر رکھتا تھا رمضان کی تیرھوین تاریخ سنہ ۷۹۰ سات سو نناوے ہجری مین دارالبقا کیطرف راہی ہوا اور مدت اُسکی سلطنت کی چالیس سال کے قریب تھی اور یہ بادشاہ فاضل اور عادل اور کریم ورحیم اور حلیم تھا اور رعیت اُس سے راضی تھی اور کوئی شخص اُسکے عہد مین ظلم کا یارا نرکھتا تھا کتاب فتوحات فیروز شاہی اُسکی تصانیف سے ہی اور یہ پہلا بادشاہ بادشاہان دہلی سے ہی کہ مقام تربیت افغانان مین ہوکر برخلاف بادشاہون ماضی کے اعتماد اُنپر کرکے ان لوگونکو کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین امیران صدہ سے تھے امراے کبار کیا اور سرحدونکو اُنکے سپرد فرمایا اور قبل اسکے اُنھین یہ مرتبہ اور یہ حالت نہ تھی اڑتیس برس اور نو مہینے بادشاہی ہندوستان تغلق کی اُسکے پاس رہی وفات فیروز تاریخ اُنکے فوت کی ہی اور تیمور صاحبقران کا معاصر تھا اور ضیاے برنی نے تاریخ فیروز شاہی اُسکے نام لکھی اور نظام الدین احمد نے اپنی تاریخ مین مسطور کیا کہ اُس بادشاہ سے ضوابط احسان اور قواعد امن وامان بہت خلائق کے درمیان رہے چنانچہ جملہ ضوابط سے تین ضابطہ عمدہ ہین ضابطہ پہلا جس شخص نے سیاست کہ جزو اعظم بادشاہی ہی مطلقاً ترک کرکے کسی مسلمان اور ذمی پر سیاست نہ کی بسبب کثرت انعامات اور اوراد کے تالیف قلوب خلائق کے لیے محتاج سیاست کا نہوا ضابطہ دوسرا یہ کہ خراج موافق حاصل اور قوت رعایا کی طلب کرتا اور اضافہ اور توفیر معاف رکھتا اور بات کسی کی رعایا کے حق مین نہ سنتا یہ ضابطہ باعث آبادانی ملک اور آسودگی رعایا اور برایا کا ہی ضابطہ تیسرا یہ کہ واسطے اور حکومت ولایات کے آدمی دیانت دار اور خداترس تعین کرتا اور کسی شریر اور بدنفس کو خدمت نفرماتا اور حاکم اور امرا اور تمام خلائق بحکم الناس علی دین ملوکہم پیروی اپنے حاکم کی کرتے تھے اور خیرات اور مبرات اور انعامات اور اوراد اسکے دوسرے بادشاہون ہند سے امتیاز تمام رکھتے تھے اور اُس معدلت آثار نے گنبد عالی پر کہ مسجد جامع فیروزآباد مین سبت پہل بنائی ہی اور اسکے آٹھ طرف مضمون کتاب فتوحات فیروز شاہی اپنی تالیف جو مشتمل ہی اوپر وقایع اُسکے کے اور مبنی ہی آٹھ فصل پہ تحریر کنندہ کرکے بمقتضاے کلام الملوک ملوک الکلام ثمناً اور تبرکاً قدرے اُسمین سے تحریر کیا ہی تاکہ اُس بادشاہ فرشتہ صفات کی نیکی ذات اور پسندیدگی صفات ارباب بصیرت کو معلوم ہو فصل اول اوقات مسجد اور نصیحت اور وصیت اسکے مصرف مین لکھے اور دوسری فصل مین کہتا ہی کہ زمانہ سابق مین جو خونریزی مسلمانونکی ساتھ تھوڑی جرمیہ کے باقسام تعذیب مثل کاٹنے ہاتھ اور پانون اور کان اور بینی اور کور کرنے آنکھ اور تھمکنے مینخ استخوانہاے اعضا مین اور جلانے اندام آتش سے اور گاڑنے میخ آہنی ہاتھ اور پانون مین اور کھینچنے پوست اور دوپارہ کرنے آدمیون اور دوسرے انواع کی سیاست شیوع تمام رکھتی تھی حق سبحانہ تعالے نے مجھے ایک توفیق ایسی کرامت فرمائی کہ وہ سزائین تمام مین نے منسوخ کین اور نام نامی بادشاہان ماضیہ کو کہ بسبب کوشش اُنھون کے ہندوستان دارالاسلام ہوا ہی خطبہ سے معذور رکھا تھا مین نے اُنکے نام زندہ کرکے داخل خطبہ کیے تو اُس تقریب سے فاتحہ اُنکی آمرزش کا دوام ہوتا رہے اور علاوہ اسکے اور بھی وجوہات نامعقول اور بیحساب کو ساتھ ظلم کے داخل مال واجبی کرکے ہر سال یہ جبر لیتے تھے مثل جریانی اور گلہ وشی اور نیلگری

اور ماہی فروشی اور نداقی اور رسیمان فروشی اور نخودبریاں گری اور دوکانانہ اور خمارخانہ اور دادبیگی اور کوتوالی ان سب کو مین نے برطرف کیا اور مین نے کہا بیت دل دوستان جمع بہتر کہ گنج و خزینہ تھی بلکہ مردم بہ رنج و اور مین نے مقرر رکھا کہ جو مال خلاف سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نہ لیوین اور قبل اسکے رسم تھی کہ مال غنیمت سے پانچوان حصہ سپاہ کو دیتے تھے اور چہارم دیوان مین لیتے تھے مین نے شریعت پاک کے موافق پانچوان حصہ دیوانکا قرار دیا اور دوسرے بدمذہبون اور ملحدون اور اہل بدعات کو سبب اضلال گمراہ خلائق تھے سبکو اپنی ولایت سے نکالدیا اور رسوم اور عادات اُنکے کتب کے مندرس کیے اور دوسرے رشتی کو اپنا اور استعمال سونا اور چاندی کرنا مردمان روزگار کی عادت ہوئی تھی سبکو ایک قلم دفع کیا اور احکام شریعت کے موافق حکم دیا اور دوسری عورات مسلمہ اور عاجزہ کہ مزارات اور تبخانون مین جاتی تھین اور سرمنشا و اقسام فساد کی ہوتی تھین سبکو منع کیا اور تبخانونکے عوض مسجدین تعمیر کین اور دوسرے مکانات خیر بادشاہان ماضیہ کی مسجدین اور خانقاہ اور مدرسے اور چاہ اور حوض اور پل اور مقبرے کہ بوسیدہ اور مسمار ہوئے تھے از سرنو مین نے تعمیر کرکے اوقات مقرر کیے اور دوسرے ایک جماعت کو میرے خداوند سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم نے سیاست کیوا سطے گرفتار کرکے قطع اعضا کیے تھے زن اور فرزند اور ورثہ اُنکے سے جو میرے ہاتھ آئے ساتھ انعام اور وظیفہ کے خوشدل کیا اور خط ابراے ذمہ سلطان مرحوم اُنسے لیکر اور ساتھ مہرا کا بدا اور اشراف کے مزین کرکے بادشاہ تغلق شاہ مبرور کے مقبرہ مین رکھا اور مادر اسکے جس جگہ کہ خبر کسی گوشہ نشین یا فقیر کی مین نے سُنی اُسکی خدمت مین جاکر مراعات کی اور علاوہ اسکے مردمان سپاہ اور امرا کہ پیرسن مین پہونچے تھے اُنھین ساتھ نصیحت اور موعظت کے مناہی سے توبہ کراکے وظیفہ اُنکا مقرر کرکے کار آخرت مین مشغول کیا اور اہل خدمت تمام مسجدون اور مدرسون اور خوانق اور حمام اور چاہ پر معین کرکے وظیفہ مقرر کیا کہ تفصیل اُسکی دراز ہی وہ سرے یہ کہتا ہی کہ دو مرتبہ مجھے زہر دیا مین نے دیدہ و دانستہ نوش کیا مجھے کچھ مضرت نہ ہوئی اور جو دوسرے وقائع اس رسالہ کے اس کتاب مین داخل ہوئے بہ سبب تواروار تکرار کے قلم انداز کیا لیکن جو کچھ تفصیل بنانے عمارات اور بقایاے خیر اُسکے پائی گئی تفصیل اُسکی یہ ہی بند جوے پچاس عدد مسجد چالیس عدد مدرسہ تیس عدد خانقاہ بیس عدد۔ کوشک سو عدد۔ دارالشفا پانچ عدد۔ مقبرہ سو عدد۔ حمام دس عدد۔ چاہ ایک سو پچاس عدد۔ پل سو عدد۔ باغات حد و حصر سے افزون اور ہر ایک کے واسطے وقف نامے تحریر کیے اور موقوفات اُنپر تعین کیا ہی ذکر بادشاہی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن فتح خان بن سلطان فیروز شاہ باربک کا۔ بعد فوت سلطان تغلق شاہ کے سلطان فیروز شاہ باربک قصر فیروز آباد مین تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوکر ساتھ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے مخاطب ہوا اور امر بادشاہی مین استقلال پاکر خطبہ اور سکہ ہندوستان کا اُسکے نام ہوا اور ملک فیروز علی پسر ملک تاج الدین بہ وہ دار خان جہان ہوکر منصب وزارت پر منصوب ہوا اور غیاث الدین ترمذی کو سلاحداری کی خدمت مفوض اور اقطاع گجرات بدستور سابق ساتھ فرحۃ الملک کے مقرر ہوئے بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے خانجہان اور بہادر ماہر کو مع لشکر گران سلطان ناصر الدین محمد کے دفع کیوا سطے تعین کیا اور ناصر الدین محمد شاہ نے سمرو مین آوازہ توجہ لشکر دہلی کا سُنکر پہاڑ پر دم لیا اور اپنے اہل و عیال اور ملازمین اور متعلقین کو محکم کرکے لشکر مخالف سے لڑا آخر کو شکست پائی اور جا بجا انتقال کرتا ہوا قلعہ نگرکوٹ مین پہونچا جو قلعہ نگرکوٹ کانگین اور محکم تھا افواج بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کی پلٹ آئی اور وہ بمقتضاے

جوانی عیش کامرانی مین مشغول ہوا اور ظلم و فساد پر کمر باندھی اور اپنے بھائی حقیقی کو جو سالار شہ نام رکھتا تھا بشدت تمام مقید کیا اور اُسکے چھوٹے بھائی ابو بکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ نے بیم و ہراس سے گوشہ اختیار کیا اور فرصت پاکر ملک رکن الدین نائب وزیر اور چند سرداران کو اپنا یار کرکے علم مخالفت کا بلند کیا جیساکہ غلامان فیروز شاہی جو عہدہ درگاہ تھے وہ بھی ساتھ اُسکے متفق ہوکر دیوانخانہ مین گئے اور ملک مبارک کبیر کو جو امیر الامرا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کا تھا قتل کیا اور سلطان غیاث الدین آگاہ ہوکر ہمراہ ملک فیروز علی خان جہان کے اُس دروازہ سے کہ جو نہر جون کیطرف واقع تھا نکل گیا اور ملک رکن الدین نائب وزیر نے خبردار ہوکر ساتھ ایک جماعت غلامونسے پیچھا کیا اور اُسے مع ملک فیروز علی خانجہان گرفتار کرکے تہ تیغ کیا یہ واقعہ ماہ صفر کی اکیسوین ۲۱ سنہ سات سو اکانوے ہجری مین واقع ہوا تھا مدت سلطنت سلطان غیاث الدین تغلق شاہ ثانی کی پانچ مہینے اور چند روز تھی **ذکر سلطنت ابو بکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ بار بک کا** - ارکان دولت اور اعیان نصرت جب اپنے خداوند کی سیاست سے فارغ ہوئے ابو بکر شاہ کو سریر سلطنت پر متمکن کیا اور ملک رکن الدین نائب وزیر ہوکر امور شاہی کا صاحب اختیار ہوا اور ارادہ کیا کہ بادشاہ کو قتل کرکے خود تخت شاہی پر جلوس کرکے تاج سلطانی زیب فرق کرے ابو بکر شاہ نے اس امر سے واقف ہوکر پیشدستی کی یعنے اُسے ساتھ ایک جماعت غلامون سلطان فیروز شاہ کے کہ اُس ارادہ مین شریک تھے قتل کیا اور اس سیاست سے اُسکی سلطنت نے قوت پکڑی لیکن اندرون مین امیران صدہ سمانہ نے مخالفت پر کمر باندھی اپنے حاکم ملک سلطان شہ خوشدل کو کہ دولت خواہان ابو بکر شاہ سے تھا قتل کیا اور اُسکا سر ناصر الدین محمد شاہ کے پاس نگرکوٹ مین بھیجکر التماس قدم آوری کی ناصر الدین محمد شاہ جالندھر کے راستہ سے سمانہ مین گیا اور وہان تخت پر بیٹھکر دہلی کیطرف لشکر کشی کی اور اسکے بعد چند مرتبہ شکست کھاکر مغلوب ہوا تھا آخر مین غالب آیا اور ابو بکر شاہ کو ذیحجہ کی بیسوین تاریخ سنہ ۷۹۲ سات سو بانوے ہجری مین دار العدم کے قید خانہ مین بھیجا اور تفصیل اُسکی واقعات ناصر الدین محمد شاہ سے واضح ہوگی ابو بکر شاہ کی مدت شاہی ڈیڑھ برس تھی - **ذکر بادشاہی سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ بار بک کا** - پہلا جلوس اُسکا حیات پدر مین شعبان کی چھٹی تاریخ سنہ ۷۸۹ سات سو نواسی ہجری مین ہوا تھا اور جب ملک سلطان شہ خوشدل کو امیران صدہ نے سمانہ مین قتل کیا ناصر الدین محمد شاہ نے بکوچ متواتر آکر قلعہ نگرکوٹ سے سمانہ مین پہونچا پایس جمیع امیران صدہ اور سمانہ اور مقدمان اُس اطراف نے اُس سے بیعت کی اور بعضے امرا اور مردم پاے تخت دہلی سے ابو بکر شاہ سے سرتابی کرکے اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے اور اُسکے بعد بیس ہزار سوار اُسکے خیل رایت مین خاہم ہوئے پھر وہ دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور جب دہلی کے حوالی مین پہونچا پچاس ہزار سوار اُسکے پاس جمع ہوئے پھر ربیع الآخر کی پانچوین تاریخ سنہ مذکور کو بجبر و قہر شہر مین داخل ہوکر قصر جہان نما مین وارد ہوا اور ابو بکر شاہ نے بھی فیروز آباد مین اپنے لشکر کو جنگ پر آمادہ کیا اور جمادی الاول کی دوسری تاریخ اُسی سنہ کو چہار باے فیروز آباد مین ساتھ مردم ناصر الدین محمد شاہ کے بنیاد جنگ کی ڈالی اور اُسی روز بہادرنا ہر بجمعیت تمام شہر مین داخل ہوا اور ابو بکر شاہ مستظہر ہوکر دوسرے دن فیروز آباد سے برآمد ہوکر ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے ہم مصاف ہوا اور غالب آیا اور ناصر الدین محمد شاہ دو ہزار سوار سے آبجون سے عبور کرکے درمیان دوآب گیا اور ہمایون پسر میانی اپنے کو ساتھ ملک ضیاء الملک ابو رجا اور رائے کمال الدین اور رائے لنجی کو بہبستی سمانہ کیطرف بھیجا اور خود موضع جالیسر مین آب گنگ کے کنارہ قرار پکڑا

اور جو اول سے آخر تک غلامان فیروز شاہی نے ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے بدسلوکی کی تھی حکم کیا کہ جہاں کہیں یہ دستیاب ہون تیغ بیدریغ سے قتل کرو اور اُنکا مال و متاع غارت کرو اس سبب سے بہت سے غلام کہ ولایت مین متفرق اور پریشان ہوئے تھے رعایا وغیرہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اور رعیت ابو بکر شاہ منحرف ہوکر دشمن ہوئی اور باج و خراج کے ادا کرنے سے انکار کیا اور جو ملک سرور شحنہ بیل اور ملک نصیر الملک حاکم ملتان اور خواص الملک حاکم بھاپور راے سرور اور دوسرے راے اور امرا ناصر الدین محمد شاہ کے شریک ہوکر پچاس ہزار سوار سے جمع ہوئے ناصر الدین محمد شاہ نے ملک سرور کو وزارت دیکر خواجہ جہانکا خطاب عنایت فرمایا اور ملک نصیر الملک کو امیر الامرا کرکے ساتھ خضر خان کے مخاطب کیا اور خواص الملک کو خواص خان اور راے سرور کو راے رایان خطاب دیا اور باقی امرا کو بھی ساتھ خطاب اور القاب کے سرور اور خوشدل کرکے آہنگ دہلی کیا اور ابو بکر شاہ نے بھی لشکر ارجبار آراستہ کرکے استقبال فرمایا اور موضع کندلی مین فریقین کا مقابلہ ہوا بعد حرب صعب جو اب تک نوبت سلطنت ناصر الدین محمد شاہ کو نہ پہونچی تھی شکست پاکر جالیسر کیطرف گیا بقول شخصے بیت

تا در نہ سد وعدۂ یار کہ ہست × سودے ندہد بائے سر یار کہ ہست

ابو بکر شاہ نے تعاقب کرکے ناصر الدین محمد شاہ کا اردو غارت کیا اور دہلی کیطرف معاودت فرمائی اور ہمایون خان جو سمانہ مین تھا لشکر جمع لاکر دہلی کی اطراف مین روانہ ہوا اور ابو بکر شاہ نے ملک شاہین کو اُسکے حرب پر مامور کیا اور پانی پت مین جنگ ہوئی اور ہمایون خان ہزیمت کھاکر سمانہ کیطرف راہی ہوا اور لشکر دہلی کو اگرچہ ہر بار فتح اور نصرت منھ دکھائی تھی لیکن اس سبب سے کہ امرا اور ملوک فتنہ طلب پوشیدہ ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے موافق تھے ابو بکر شاہ اس مدت مین دہلی کو چھوڑ کر تعاقب ناصر الدین محمد شاہ کا نکرتا تھا لیکن اس مرتبہ شکست ہمایون خان سے دلیر ہوکر امرا کی تحریص سے ناصر الدین محمد شاہ کے دفع کیواسطے دہلی سے برآمد ہوا اور بیس کوس پر مقام کیا اور جالیسر کے جانیکی فکر مین ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ مع کوتوال اور امراے دہلی سے موافقت کرکے ساز و سلب اپنا جالیسر مین چھوڑکر مع چار ہزار سوار جرار مقابل لشکر ابو بکر شاہ کے روانہ ہوا اور بعد جبکہ نزدیک ہوا راہ چپ سے دہلی کیطرف یلغار فرمایا اور ایک جماعت کہ ابو بکر شاہ محافظت کیواسطے دروازہ پر چھوڑ گیا تھا جنگ مین مشغول ہوئی ناصر الدین محمد شاہ زور لاکر دروازۂ بداؤن کو آگ دیکر شہر مین داخل ہوا اور قصر ہمایون مین نزول کیا اور آدمی وضیع و شریف اُسکی خدمت مین حاضر ہوکر مبارکباد دینے لگے ابو بکر شاہ خبر پاکر اُسی روز متعاقب ناصر الدین محمد شاہ کے شہر مین پہونچا اور ملک بہاء الدین جنگی کوکہ ناصر الدین محمد شاہ کی طرف سے نگہبانی دروازہ کی کرتا تھا قتل کرکے قصر ہمایون کیطرف متوجہ ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ کہ لوگ اُسکے شہر مین متفرق ہوئے تھے طاقت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھکر دروازہ حوض خاص سے جالیسر کیطرف باہر گیا اور بعضے امراے اُسکے سے مثل خلیل خان باربک اور آدم اسمٰعیل خواہرزادہ سلطان فیروز شاہ دستگیر ہوکر مقتول ہوئے اور بعضے جنگ مین مارے گئے اور رمضان کے مہینے سنہ مذکور مین مبشر حاجب بادشاہی نے کہ خطاب اسلام خانی پایا تھا اور غلامان فیروز شاہی مین اُس سے بزرگ تر کوئی نہ تھا ابو بکر شاہ سے رنجیدہ ہوکر ایک عریضہ مشتملبر اخلاص و طلب ناصر الدین محمد شاہ کو لکھکر اکثر غلامان فیروز شاہی کو ساتھ اپنے متفق کیا اور ابو بکر شاہ جب مطلع ہوا کہ اکثر لشکر یوسفی مخالف ہوئے ہین اور محمد شاہ نے اپنی جگہ سے جنبش کی ہے ناچار ایک جماعت مخصوصون سے نزدیک بہادر باہر کے میوات کیطرف گیا اور ملک شاہین اور صفدر خان اور ملک بجری کو دہلی مین چھوڑا اور ناصر الدین محمد شاہ رمضان کی انیسوین سنہ مذکور مین دہلی مین پہونچکر صدر شاہی پر متمکن ہوا اور وزارت اسلام خان کے مفوض ہوئی ناصر الدین محمد شاہ نے بعد چند روز کے قوت پکڑی وہ ہاتھی کہ غلامان فیروز شاہی کے تصرف مین تھے اُنسے لیکر اپنے فیلبانون کے سپرد فرمائے

اس سبب سے تمام غلام رنجیدہ خاطر ہوئے اور شب کو مع اہل وعیال بھاگ کر ابوبکر شاہ کے پاس گئے اور ناصرالدین محمد شاہ نے باقی غلامان فیروز شاہی کو جو تقلید غلامان معتمد کرتے تھے دہلی سے نکال دیا کسواسطے کہ ان سنوات میں معتمدین بھی ہی صحبت تھی کہ غلام ایسمین مستقل ومتفق ہوکر بادشاہ پر حملہ کرتے تھے اور کام تمام کرکے تخت پر پہنچاتے تھے اور اسکی جگہ دوسرے کو بٹھاتے تھے اور مشہور ہے کہ ناصرالدین محمد شاہ نے فرمایا کہ غلامان فیروز شاہی جو کہ تین روز سے زیادہ شہر میں رہیگا جان ومال اُسکا تلف ہوگا پس اکثر انمین سے تین روز میں شہر سے باہر گئے اور جو کہ نہ گئے وہ بجز چند خون آشام ہوئے اور بعضے خوف جان سے کہتے تھے کہ ہم اصیل عین ناصرالدین محمد شاہ نے فرمایا جو کہ تھے [illegible] جو حسبطور سے کہ بادشاہ چاہتا تھا تلفظ کرسکتے تھے اپنی زبان مردم یورپ اور بنگالہ کی بولی میں اور اکثر [illegible] اور [illegible] اور زبان انکی خوب نہ تھی قتل ہوئے اسکے بعد ناصرالدین محمد شاہ اپنے تمام [illegible] مشغول ہوا اور اطراف وجوانب سے لشکر جمع کیا اور ہمایون خان بیٹا اُسکا جو سمانہ میں تھا مع جمعیت تمام دہلی آیا ناصرالدین محمد شاہ کو تقویت تمام حاصل ہوئی اور ہمایون خان کو ساتھ اسلام خان اور عادل خان اور رائے کمال الدین اور رائے مجی جیتی کے ابوبکر شاہ پر تعین فرمایا وہ جب وہ لشکر کوتلہ میں پہونچا محرم کے مہینے ۹۳۲ھ سات سو بتیسوے ہجری میں ابوبکر شاہ باتفاق بہادر ناہر اور خانہ زادان فیروز شاہی کے ہمایون خان کی خبری میں اردو پر تاخت لایا اور بعضے آدمیونکو مجروح کیا شاہزادہ پائے ثبات استوار کرکے جنگ میں مشغول ہوا اور اسلام خان بھی آپکو مستقل کرکے کمک کو پہونچا اور ابوبکر نے کچھ کام نہ کیا قلعہ کوتلہ کی طرف پلٹ آیا اور ناصرالدین محمد شاہ یہ خبر سنتے ہی بکوچ متواترہ میوات کیطرف گیا ابوبکر شاہ اور بہادر ناہر نے چارہ امان کے سوا نہ دیکھا [illegible] ملازمت کی ناصرالدین محمد شاہ نے بہادر ناہر کو رخصت انصراف دی اور ابوبکر شاہ کو ہمراہ لیکر منزل کھنڈی میں لایا اور وہاں سے عہد اکر کے قلعہ میرٹھ میں بھیجا اور وہ اسی حبس میں فوت ہوا اور ناصرالدین محمد شاہ نے جب دہلی میں مراجعت کی خبر پہنچی کہ ملک فرحۃ الملک حاکم گجرات یاغی ہوا ہے اسواسطے ظفر خان بن فرحۃ الملک کو ساتھ اُس تفصیل کے کہ وقایع شاہان گجرات میں لکھا جاویگا باعزاز واحترام تمام گجرات کیطرف روانہ کیا اور ۹۳۲ھ سات سو بتیسوے ہجری میں خبر تمردی رائے نرسنگھ اور سرواد ہن اٹھور اور بیر بھان مقدم بھیسور کے جو عمدہ کفار تھے سنی بادشاہ نے اسلام خان کو رائے نرسنگھ کے دفع شر کیواسطے کہ عمدہ ترین متمردان سے تھا بھیجا رائے نرسنگھ نے جنگ کرکے شکست پائی اور آخر کو صلح کرکے اسلام خان کے ہمراہ دہلی میں آیا اور اُنھیں دنوں میں بادشاہ نے سنا کہ مقدمان اٹاوہ تمرد کرکے قصبہ بلارام اور دوسرے پرگنات پر تاخت لائے ہیں بادشاہ نے خود بہ نفس نفیس فوج جرار سے اُسطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور کفار عاصی کو مستاصل کیا اور قلعہ اٹاوہ کو مسمار کرکے قنوج کیطرف روانہ ہوا اور اُس نواح پر بھی تاخت کرکے جالیسر میں آیا اور جو اُس زمین کو اپنے اوپر مبارک جانتا تھا قلعہ وہاں تعمیر کرکے محمد آباد نام رکھا اور اُسوقت میں خواجہ جہان حاکم دہلی کی عرضی ہوپہنچی کہ اسلام خان لاہور میں جاکر فساد برپا کیا چاہتا ہے ناصرالدین محمد شاہ بہ تعجیل تمام دہلی کیطرف راہی ہوا اور دہلی میں پہونچتے ہی اسلام خان کو طلب کرکے استفسار فرمایا اسلام خان نے انکار کیا جاجو نام ہندو اور اسلام خان کے بھتیجے نے کہ اُسکے دشمن تھے گواہی دروغ دی ناصرالدین محمد شاہ نے کہ اصل میں اس سے متوہم تھا اُسے گرفتار کرکے فوراً حکم اُسکے قتل کا نافذ فرمایا خواجہ جہان منصب وزارت پر سرفراز ہوا اور ملک مقرب الملک نے محمد آباد کی حکومت پائی اور اسطرف راہی ہوا اور ۹۳۶ھ سات سو چھتیسوے ہجری میں سرواد ہن راٹھور اور بیر بھان نے طغیان پر کمر باندھی اور ملک مقرب الملک نے

حسب الحکم لشکر محمد آباد کا بھیجا کر اُنکے شر کے دفع کی تدبیر کی اور بادشاہ بھی شوال کے مہینے اُسی سنہ مین میوات کے سمت جاکر اُس ولایت پر تاخت لایا اور وہانسے محمد آباد اور جالیسر کیطرف دوڑکر محصور ہوا اور جب سُنا کہ بہادر ناہر عصیان اور طغیان پہ کمر کسکر بعضے مواضع پہلی کے غارت کرتا ہی بادشاہ باوجود مرض اور ضعف کے میوات کیطرف متوجہ ہوا جب کوتلہ مین ہونچا بہادر ناہر نے مقابل ہوکر صف آراستہ کی اور شکست کھاکر کوتلہ مین آیا اور جو ٹھہرنیکی قدرت نرکھتا تھا وہانسے بھاگ کر بنجہر مین پوشیدہ ہوا سلطان اہتمام عمارت کیوا سطے ویسی بیماری مین محمد آباد اور جالیسر کیطرف گیا اور ربیع الاول کی پہلی تاریخ سنہ ۹۶۲ سات سو چھیانوے ہجری مین ہمایون خانکو کہ دہلی مین تھا واسطے مدارک اور دفع شیخا کہکر کے کہ باغی ہوکر قلعہ لاہور پر متصرف ہوا تھا تعین فرمایا ابھی ہمایون خان دہلی سے برآمد نہوا تھا کہ سلطان اس سراے فانی سے عالم باقی کیطرف راہی ہوا اسکو واسطے کہ محمد آباد جالیسر مین بیماری اُسکی زیادہ ہوئی روز بروز ضعف کا زور ہوا اور طاقت سلب ہوئی یہانتک کہ ماہ ربیع الاول کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین داعی حق کو لبیک اجابت کہا اور نعش کو اُسکی دہلی مین لاکر حوض خاص کے کنارے پہلو مین اُسکے باپ کے دفن کیا مدت اُسکی سلطنت کی چھ برس اور سات مہینے تھی **ذکر سلطنت سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کا** جب ناصر الدین محمد شاہ روضۂ رجنت کیطرف سدھارا اُسکا فرزند ہمایون خان انتیسوین تاریخ شہر و سنہ صدر کو تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا اور لقب اپنا سکندر شاہ رکھا اور بدستور عہد پدر عمال اور حکام ولایات پر برقرار رکھے اُسکے بعد کل ایک مہینے سلطنت کی اور مرض سخت مین مبتلا ہوا اور ہر روز مرض ترقی مین تھا یہانتک کہ اُسنے بھی اپنے باپ اور دادا کے مانند حوض خاص کے کنارے خوابگاہ کیا بیت بخت دولت چہ شد اے یار شد اے خواجہ بدہر ہ نوان خورد ازین مائدہ جز قسمت خویش ہ مدت اُسکی سلطنت کی ایک مہینے اور پندرہ دن تھی **ذکر سلطنت ناصر الدین محمود شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کا** سکندر شاہ کے فوت کے بعد امرا کے درمیان بادشاہ کے تعین ہونے مین گفتگو بہت ہوئی پندرہ روز تک امر بادشاہی معطل رہا آخر خواجۂ جہان کی کوشش سے ناصر الدین محمد شاہ کا چھوٹا بیٹا کہ محمود نام رکھتا تھا سوا اعظم ہندوستان کے تخت پر جلوس فرما ہوا ناصر الدین لقب پایا اور تمام اکابر اور امرا اس سے بیعت کرکے سر اُسکے حلقۂ فرمان مین لائے اور خواجۂ جہان بدستور منصب وزارت پر مقرر ہوا اور مقرب الملک مقرب خان ہوکر وکیل السلطنت اور امیر الامرا ہوا اور سعادت خان نے باریکی پائی اور سارنگ خان دیپالپور کا حاکم ہوا اور دولت خان نشیبی عارض ممالک ہوا اور سلطنت دہلی کے انقلاب سے استقامت سلطنت مع پہلی ذائل ہوئی تھی ولایت مین ہرج مرج نے ظہور کیا کفار اطراف نے سرکشی کو اپنا پیشہ کیا بالتخصیص ہنود شرقی نے بہت سر اُٹھایا اس سبب سے بادشاہ ناصر الدین محمود نے خواجہ جہان کو سلطان الشرق خطاب دیکر مع بیس زنجیر فیل اور لشکر کثیر ہنود و تنوج اودہ بہار کیطرف روانہ کیا اور وہ اُس ولایت مین جاکر باہنگی تمام سبکو عمل مین لایا اور جونپور تک گیا اور حکام بنگالہ سے بھی مال مقرری چند سالہ اور ہاتھی متقبلۂ ہر سال کے لیے اور سارنگ خان جو حاکم دیپالپور کا ہوا تھا لشکر ملتان اور اُسکے نواحی کا فراہم کرکے شیخا کہکر کیطرف متوجہ ہوا اور شیخا کہکر بھی مع سپاہ کثیر کہ اکثر اُنمین خویش اور ہموطن اُسکے تھے اجودہن سے استقبال کرکے بارہ کوس لاہور سے مقابل مین ہونچا اور ایسی جنگ کہ مردان شجاع اور بہادران کارآگاہ زبان ساتھ تعریف اور تحسین کے کھولین واقع ہوئی آخر کو شیخا کہکر بھاگ کر لاہور مین آیا اور زن و فرزند اپنے ہمراہ لیکر کوہ جمو مین پناہ لیگیا اور سارنگ خان لاہور کو اپنے چھوٹے بھائی عالی خان کے سپرد کرکے دیپالپور کیطرف گیا

اور اُسی عرصہ مین سلطان ناصرالدین بن محمود نے مقرب الملک مقرب خان کو بن ایک سوز نجیر فیل اور ایک جمعیت خاصہ خیل دہلی مین چھوڑ کر خود گوالیار اور بیانہ کیطرف سواری فرمائی اور سعادت خان باریک کاب مین تھا اور جب گوالیار مین پہونچا مبارک خان یعنے فرزند ملک راجو اور ملو خان برادر سارنگ خان اور ملک علاءالدین وھار والہ آہنگ قتل سعادت خان باریک مین گئے اور سعادت خان اُنکے ارادہ سے آگاہ ہوا مبارک خان اور ملک علاءالدین کو قتل کیا اور ملو خان بھاگ کر دہلی مین پہونچا اور سلطان ناصرالدین محمود اس فساد کے بعد دہلی مین آیا اور مقرب الملک مقرب خان استقبال کیواسطے حاضر ہوکر شرف ملازمت سے مشرف ہوا لیکن طرح اور وضع مجلس بادشاہی سے اور پناہ دینے اپنے سے ساتھ ملو خان کے ایک خوف اور ہراس نے اُسکے دلمین راہ پایا شہر کیطرف بھاگ کر حصاری ہوا اور جنگ شروع کی اور تین مہینے کے عرصہ تک صحبت نے درازی پائی اکثر اوقات مردمان درونی اور بیرونی کے درمیان مین جنگ واقع ہوتی تھی اور جو یہ صحبت سعادت خان باریک کی خاطر تھی ناصرالدین محمود شاہ ساتھ ترغیب اور تحریص مقربون کے ہنگام فرصت ماہ محرم ۶۹۸ھ سات سو ستانوے ہجری مین شہر مین داخل ہوکر مقرب الملک مقرب خان سے جالا دوسرے دن مردمان شہر نے ایک حشر برپا کیا اور سعادت خان باریک کے مقابلہ اور مجادلہ کو شہر سے برآمد ہوئے اور شکست کھاکر پھر شہر مین داخل ہوئے اور جب برسات کا موسم پہونچا اور قلعہ دہلی کا نہایت سنگین اور مستحکم تھا سعادت خان خیمہ اور خرگاہ اُکھاڑ کر شہر فیروز آباد کیطرف گیا اور امرا کی صلاح سے نصرت خان بن فتح خان بن فیروز شاہ کو کہ ولایت میوات مین رہتا تھا طلب کرکے بادشاہ بنایا اور ناصرالدین نصرت شاہ لقب دیا اور خود متصدی اور متکفل امور بادشاہی ہوا نصرت شاہ کو نمونہ سلطنت کا رکھتا تھا امرا اور غلامان فیروز شاہی بدسلو کی سعادت خان باریک سے آزردہ خاطر ہوئے فیلبانون کو اُس سے منحرف کیا اور نصرت شاہ کو بھی اُس سے ساتھ ملکر اور حیلہ کے تنفر کیا اور ہاتھی پر سوار کرکے سعادت خان باریک کے دفع کیواسطے متوجہ ہوئے اور سعادت خان جو غافل تھا فرصت جنگ نہ پاکر بھاگا مصرع صید راچون اجل آید سوے صیاد رود اور مقرب الملک مقرب خان سے امان چاہکر اُسکے پاس گیا اور اُسی چند روز مین شمشیر غدر اُسکے سے درگذرا اور امرائے فیروز آباد نے از سر نو نصرت شاہ سے بیعت کی اور بہت ولایتون پر متصرف ہوئے اور دہلی اور فیروز آباد مین در بادشاہ قائم ہوئے اور امرا بھی دو طرف ہوئے جیسا کہ تاتارخان بن خان اعظم ظفر خان گجراتی اور شہاب ہراور فضل اللہ یحیی المخاطب بہ قتلغ خان نصرت شاہ کے شریک ہوئے اور مقرب الملک مقرب خان مع اور امرا سلطان ناصرالدین محمود کی ملازمت مین حاضر ہوا اور ملو خان المخاطب بہ قبال خان جو کہ قلعہ سیری کو تصرف مین رکھتا تھا اور بہادر ناہر جو دہلی کہنہ مین تھا کسیطرف نگردیدہ ہوئے تشخیص معاملہ کے منتظر رہے اور تین برس ان دونون بادشاہون کے درمیان جنگ قائم رہی غالب مغلوب سے متمیز نہوتا تھا کبھی دہلوی زور کرکے تغلقیم کو فیروز آباد تک پسپا کرتے تھے اور کبھی فیروز آبادی غلبہ کرکے دشمن کو دہلی کے قلعہ تک ہٹاتے تھے اور ایک جماعت کثیر مغل اور مسلمان سے ان معرکون مین کام آئی اور ۶۹۹ھ سات سو اٹھانوے ہجری مین سارنگ خان عاکم دیپالپور نے خضر خان حاکم ملتان پر خاش آغاز کی اور سارنگ خان جنگ کے بعد غالب آیا اور ملتان پر متصرف اور قوی ہوا اور ۷۰۰ھ سات سو ننانوے ہجری مین سمانہ کیطرف گیا اور وہان کے حاکم عالیخان کو بھی نکالکر مستقل ہوا اور نصرت شاہ نے یہ خبر سنکر تاتارخان حاکم بانی پت کو مع ملک الیاس اور لشکر گران سارنگ خان پر تعین کیا اور اوائل محرم ۷۰۱ھ آٹھ سو ہجری مین سارنگ خان تاتارخان سے شکست کھاکر ملتان کیطرف بھاگا اور سنا کہ میرزا پیر محمد جہانگیر پوتے امیر تیمور صاحبقران نے آب سند کو کشتی سے پار کر

عبور کیا اور اوچہ کو محاصرہ مین لایا اسوا سطے اُسنے ملک تاج الدین نائب اپنے کو مع امرائے دیگر اور لشکر برگزیدہ ملک علی حاکم اوچہ کی کمک کو روانہ کیا اور امیرزادہ نے اُنکے آنے سے واقف ہوکر آب بیاہ کے کنارے تک استقبال کیا اور اُنھین غافل کرکے حملہ آور ہوا اور اُنکی جمعیت متفرق کی چنانچہ اُنمین کے اکثر آدمی ہنگام فرار قتل ہوئے اور بعضے پانی مین ڈوب گئے اور ملک تاج الدین پریشان اور بدحال کچھ آدمیون سے ملتان کی طرف بھاگا اور جب میرزا پیر محمد جہانگیر بطور تاخت ملتان مین پہونچا سارنگ خان مضطر ہوکر حصاری ہوا اور چھ مہینے کے بعد قحط پڑا سارنگ خان امان طلب کرکے قلعہ سے برآمد ہوا اور میرزا پیر محمد نے اُسے مع تمام لشکر مقید کرکے ملتان پر قبضہ کیا اور اُسی عرصہ مین سارنگ خان قید خانہ سے بھاگا اور ملتانیونکو مطیع اور منقاد کیا اور سنہ مذکور مین اقبال خان مقرب الملک مقرب خان سے رنجیدہ ہوکر ناصرالدین محمود شاہ سے منحرف ہوا اور نصرت شاہ سے پیغام لیکچہتی کیا اور نصرت شاہ سوار ہوکر قلعہ سیری مین آیا اور دروازہ خطیرہ خواجہ بختیار کاکی قدس سرہ مین مصحف مجید کو درمیان لاکر طرفین سے عہد باندھا اقبال خان نصرت شاہ کو مع لشکر و فیل قلعہ جہان نما کے اندر لیگیا اور ناصرالدین محمود شاہ ساتھ مقرب الملک مقرب خان اور بہادر ناہر کے دہلی کہنہ مین رہا اور دو تین روز کے بعد اقبال خان نے نصرت شاہ سے دل گرگون کرکے عذر کا ارادہ کیا اور نصرت شاہ قلعہ سیری سے برآمد ہوا اقبال خان نے پیچھا کیا اور اثنا نہ بادشاہی کو قبضہ مین لایا اور نصرت شاہ کو فیروز آباد مین استقامت کی طاقت نرہی اپنے وزیر تاتار خان کے پاس پانی پت مین گیا اور اقبال خان فیروز آباد کو اپنی تصرف مین لایا اور نہایت مستقل ہوا اور عزم مقرب الملک مقرب خان کے دفع کا کیا چنانچہ قریب دو مہینے کے اُنکے درمیان جنگ قائم رہی آخر بادشاہ اور امرا درمیان مین آئے اور قصر جہان نما مین اُنمین صلح کروائی اور اقبال خان اُنھین دنون مین مصلحت دنیوی کے باعث عہد توڑکر قلعہ سیری سے اچانک مکان پر مقرب الملک مقرب خان کے تاخت لیگیا اور اُسے گرفتار کرکے قتل کیا اسوقت سلطان ناصرالدین محمود کو دست افزار کرکے ساتھ حکومت کے مشغول ہوا اور ایک نام کے سوا ساتھ اُسکے نچھوڑا اور اسی سال قلعہ دہلی کو ساتھ اعوان و انصار اپنے کے سپرد کرکے بادشاہ کے ہمراہ تاتار خان کے دفع کیواسطے پانی پت کیطرف روانہ ہوا اور تاتار خان ہاتھی اور اسباب حصار پانی پت مین چھوڑکر دوسرے راستہ سے دہلی کیطرف گیا اور محاصرہ کیا اقبال خان نے قلعہ پانی پت کو محاصرہ کرکے تین دن مین مفتوح کیا اور تاتار خانکے مال و دواب پر متصرف ہوا اور مظفر اور منصور ہوکر دہلی کیطرف معاودت کی اور تاتار خان سے قلعہ دہلی کے استحکام کے لیے کچھ نہ بن پڑا تھا اپنے باپ ظفر خان کے پاس گجرات مین گیا اور اقبال خان نہایت اطمینان سے دہلی مین فروکش ہوکر امور سلطنت مین مشغول ہوا اور اس درمیان مین خبر پہونچی کہ امیر تیمور صاحبقران نے قصد تسخیر ہندوستان آب سند سے عبور کیا **بیان امیر تیمور صاحبقران کا مملکت ہندوستان کی طرف آنے کا** - امیر تیمور صاحبقران گیتی ستان آشوب اور فتنہ دہلی اور حملہ ہندوستان کا سنکر سنہ آٹھ سو ہجری مین سفر ہندوستان کا عازم ہوا اور آب سند سے عبور کرکے محرم کی بارھوین تاریخ سنہ آٹھ سو ایک ہجری مین چول جلالی کے کنارے کہ جسوقت سے سلطان جلال الدین ہنکری اُس جول مین داخل ہوا ساتھ اس نام کے مشہور ہی نزول کیا اور بعضے زمینداران نے وامن کوہ سے اُس مقام مین آکر ملازمت کی اور شہاب الدین مبارک کراب بہیت نواحی مین بعضے ولایات کے حفظ کیواسطے کہ تصرف مین رکھتا تھا اقامت پذیر تھا جب امیرزادہ میرزا پیر محمد مولیان کیطرف جاتا تھا آنکر ملازمت کی اور باوجود رعایت کے پھر اظہار خلاف کیا اور اسوقت مین بھی صاحبقران کی اطاعت نہ کی اسلیے امیر شیخ نورالدین ساتھ اقوام اپنی کے اُسکے دفع کیواسطے

تعین ہوئے اور جب وہ وہان پہونچا اول آدمی شہاب الدین مبارک کے پاس بھیجکر واسطے اطاعت اور انقیاد کے رسالت کی اور جب اُسنے ایک قلعہ دریا کے کنارے تیار کیا اور ایک خندق عمیق گرداگرد اُسکے کھود کر آب نیلاب اُسمین جاری کیا فرمانبرداری اُسکی قبول نہ کی اور جنگ مین مشغول ہوا اور امیر شیخ نورالدین نے اول روز خندق سے عبور کرکے قلعہ کو جا محاصرہ کیا اور شہاب الدین مبارک بعزم شبخون قلعہ سے برآمد ہوا اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید کیا عاقبت الامر شہاب الدین مبارک نے شکست دادہ کھائی اور اکثر آدمی اُسکے قتل ہوئے اور امیر شیخ نورالدین کی بھی سپاہ بہت مجروح ہوئی اور ازانجہان امیر شیخ نورالدین کی روانگی کے بعد خود بہ نفس نفیس بھی تاخت لایا اور اُس شب کی صباح کو پہونچا اور شہاب الدین مبارک شکست کے بعد دو سو کشتی کہ موجود رکھتا تھا مال اور عیال سے پرکرکے پایان آب مین روان ہوا اور امیر شیخ نورالدین ساحل کے کنارے جاتا تھا آخرش پلٹ آیا اور صاحبقران ہم شہاب الدین مبارک سے فارغ ہوکر پانی کا کنارہ پکڑکے روانہ ہوا یہانتک کہ اس مقام مین پہونچا کہ جہان نہر جہلم اور چناب یکجا ہوئے ہین اور ایک قلعہ محکم موسوم بہ بھیرہ اس مقام مین تھا الغرض حکم ہوا کہ اُس نہر پر پل باندھکر عبور کرین اہلکار حکم کے موافق عمل مین لائے اور صحرائے تلمبہ لشکرگاہ ہوا اور مال امان کا اس بلدہ کے اہالی کے حوالہ ہوا اور کچھ تعویل ہوا لیکن جو لشکر ساتھ غلہ احتیاج رکھتا تھا آخر کو حکم ہوا کہ جہان غلہ پاوین اُٹھا لاوین اسیقدر حکم کافی ہوا یعنے ایک ساعت مین تمام شہر تاراج ہوگیا اور اکثر شہر کے باشندے مارے گئے دوسرے دن کوچ کرکے ظاہر موضع شاہنواز خیمہ گاہ عساکر منصور ہوا اور جو وہان غلہ تھا تمام لشکر نے آذوقہ اُٹھایا اور باقی کو حسب الحکم آتش دیکر جلادیا اور جب یہ ثابت اور متحقق ہوا کہ میرزا پیر محمد جہانگیر کے اس موضع مین پہونچنے کیوقت مرحوم تلمبہنے فرمان برداری نہین کی امیر شاہ اور ملک شیخ محمد حکم کے موافق اس شہر مین داخل اور لوازم نہب و غضب مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور علما اور سادات اور مشائخ کے سوا کوئی آدمی سالم نہ رہا اور دوسرے دن وہانسے کوچ کرکے آب بیاہ کے کنارے ظاہر موضع شاہنواز مین نزول فرمایا اور اُسجگہ صاحبقران کو خبر پہونچی کہ حضرت بھائی شیخا کھکھر دریا کے کنارے دو ہزار آدمی سے پاسبانی محکم کیا ہی فوراً اغرق کو وہان چھوڑکر اسطرف روانہ ہوا بمجرد پہونچنے کے سپاہیون نے اطراف و جوانب سے آب بیاہ سے عبور کرکے اُس جماعت کو پریشان اور ہتیون کو بیجان کیا اور مال و اطفال اُنکا دستیاب کیا اور موضع شاہنواز مین اسقدر غلہ تھا کہ جسقدر لشکر نے چاہا اُٹھایا اور باقی صاحبقران کے حکم سے جلایا اور تیسرے دن وہانسے کوچ کرکے آب بیاہ سے عبور کیا اور ولایت آباد اور پرگنہ علف اور آذوقہ مین داخل ہوئے اور احوال میرزا پیر محمد جہانگیر کا ملتان کے لینے کے بعد یہ ہے کہ جب موسم برسات مین بارش کے سبب سے اکثر گھوڑے فوج کے سقط ہوئے شہزادہ ناچار ہوکر شہر مین داخل ہوا اور آپ کو قلعہ کی پناہ مین کھینچا اور اطراف و جوانب کے باشندے شہزادہ کی سپاہ کی پریشانی پر مطلع ہوئے راتون کو شہر کے کنارے آتے تھے اور جو کچھ پاتے تھے لیجاتے تھے اور شہزادہ متالم اور متفکر تھا کہ واسطے کہ لشکر کو وہان سے پیادہ نکالنا دشوار تھا ناگاہ صاحبقران گیتی ستان بسعادت و اقبال آب بیاہ کے ساحل پر وارد ہوا شہزادہ ساتھ اس لشکر کے جو بعضے اُنمین سے گاؤسوار اور بعضے پیادے تھے اُردو کیطرف متوجہ ہوا اور جمعہ کے دن صفر کی چودھوین تاریخ کو آنحضرت کی سعادت ملازمت سے مشرف ہوا اور نفایس ہندوستان سے جو کچھ اُسکے ہاتھ آئے تھے نظر ہمایون مین گذرا نکر محبوبہ کو امرا پر تقسیم فرمایا اُسکے بعد صاحبقران نے تین ہزار گھوڑے ایکدن شہزادہ کے ہمراہیون کو مرحمت فرمائے اور جو کچھ شہزادہ نے حاکم بھنبر کی شکایت کی تھی صاحبقران نے اُسکا دفع اہم جانکر دس ہزار آدمی انتخابی

قصبۂ اجودہن کیطرف بطور یلغار روانہ فرمائے اور اجودہن کے آدمی تین گروہ ہوئے ایک جماعت حصار بہتنیر کیطرف پناہ لیگئی اور
انھون نے توکل کرکے قصبۂ اجودہن مین استقامت کی کسیطرف نہ گئے اور امیر تیمور صاحبقران نے اجودہن مین پہونچکر شیخ فرید شکر گنج
قدس سرہ کی زیارت حاصل کی اور وہانکے باشندون کو امان دیکر عزم بہتنیر مین روانہ ہوا اور آب اجودہن سے عبور کرکے
خالص کوہستان فروکش ہوکر وہانسے بہتنیر پچاس کوس کی مسافت رکھتا تھا ایلغار کرکے ایک دن مین وہ راہ دراز طے
کی اور جو وہ قلعہ قلاع مشہورہ ہند سے تھا اور زیادہ دور سے واقع ہوا تھا اور کبھی لشکر جگانہ وہان نہ پہونچا تھا اس
سبب سے آدمی اجودہن اور دیپالپور اور اطراف واکناف کے اُس مقام مین پناہ لیگئے جسقدر کہ گنجایش رکھتا تھا قلعہ
مین درآئے اور باقی خندق کے کنارے مقیم ہوئے پھر صاحبقران نے تاخت فرماکر وہ مسافت تمام ایک منزل مین قطع کی اول
روز جو لوگ کہ قلعہ کے باہر تھے سبکو قتل کیا اور اموال اُنکا دلیاے دولت قاہرہ کے تصرف مین آیا اور رائے خلجی جو وہانکا حاکم
صنادید کفار ہند سے تھا اور دلاوری اور قلعہ داری مین اُس سے بہتر کوئی ہندوستان مین نہ تھا اور بہادر اپنا نام رکھا
تھا کسواسطے کہ بہادر زبان ہندی مین راے کو کہتے ہین قلعہ سے برآمد ہوکر شہر کے کنارے صف آرا ہوا اور سپاہ چغتائی
اُسپر حملہ آور ہوئی اُسے شہر مین پسپا کیا اور صاحبقران نے خود سوار ہوکر شہر کے کنارے طرح جنگ کی ڈالی اور حرب
صعب نے بعد فائق اور غالب آکر مغرب کیوقت شہر کو لیا اور خلق انبوہ تہ تیغ ہوئی اور غنیمت بہت دستیاب کرکے
قلعہ کیطرف متوجہ ہوا اور نقب کھودنی شروع کی رائے خلجی نے مضطرب ہوکر استغاثہ بلند کرکے عجز اظہار کیا اور (زیادہ ۱۲)
سید کو شفاعت کیواسطے بھیجکر ایک دن کی مہلت چاہی کہ دوسرے دن برآمد ہونگا صاحبقران نے التماس اُسکی
قبول کرکے سراپردہ مین مراجعت فرمائی اور وہ دوسرے دن وعدہ خلاف ہوا لوگون نے حکم کے موافق اطراف وجوانب
سے نقب کھودنی آغاز کی دوسری مرتبہ قلعہ بندون نے برج پر چڑھکر تضرع وزاری کرکے امان چاہی اور رائے خلجی کا بیٹا
قلعہ سے برآمد ہوکر پیشکش گران لایا اور دوسرے دن رائے خلجی بھی ساتھ اتفاق شیخ سعدالدین پوتے شیخ شکر گنج رح کے کہ اجودہن سے
بھاگکر دہان آیا تھا برآمد ہوکر بوسے سے مشرف ہوا اور انواع جانوران شکاری اور تین سو گھوڑے عراقی اور اقسام
اقمشہ ہند پیشکش گذرانا اور خلعت فاخرہ اور گران مایہ سے سربلند ہوا اور امیر سلیمان شاہ اور امیر الہ داد واسطے ضبط
دروازہ کے متعین ہوئے کہ مردم اطراف کو جو کہ اُس قلعہ مین درآئے تھے نکالین اور جسنے مسافر کابلی کو میرزا پیر محمد جہانگیر
سے قتل کیا ہو سزا کو پہونچادین اور باقی مال سے امان دیکر رہا کرین چنانچہ مردم دیپالپور نے مسافر کابلی مع ہزار آدمی کے
قتل کیا تھا حسب الحکم انمین سے پانسو آدمی اپنی سزاے اعمال کو پہونچے اور مسافر کابلی نام ایک شخص تھا الغرض اس سبب سے
برادر اور پسر رائے خلجی نے بنیاد فضولی کے ساتھ جنگ کی مبادرت کی اور صاحبقران نے رائے خلجی کو مقید کرکے سلسلۂ
شہر سے جنگ کی پھر ایک جماعت درمیان مین آنکر امان طلب ہوئی اور امان پائی امیر شیخ نورالدین اور امیر الہ داد تحصیلی
زرامانی کیواسطے شہر مین داخل ہوئے اور مردمان شہر مسلمان اور کافر سخت طلبی زرامانی کے سبب سے اپنے تمام جہات مین
آگ افروختہ کی اور اپنی زن و فرزند کو ذبح کرکے جنگ مین مبادرت کی اور لشکر منصورہ سے بہتون کو ہلاک کرکے آپ بھی
قتل ہوئے اور امیر صاحبقران نے اُس شہر کو خاک سیاہ کیا اور سرستی مین آیا اور باشندے سرستی کو جو بھاگ گئے تھے تعاقب
کرکے قتل کیا اور تمام اثاثہ اُنکا لوٹ لیا پھر فتح آباد مین آیا چنانچہ دہان کے آدمیون کے ساتھ بھی یہی معاملہ واقع ہوا اور قلعہ
رجب اور اہروني اور توہانہ نے بھی حکم فتح آباد کا حاصل کیا اور اغروق کو سمانہ کیطرف روانہ کرکے خود بنفس نفیس اطراف کے

مغلون کیطرف متوجہ ہوا اور قوم جبان سے جو شخص کہ زندہ گرفتار کرتا تھا تیغ بیدریغ سے اُسے زندہ چھوڑا اور ایک جماعت سادات سے کہ ایک موضع مین اقامت رکھتے تھے اُسپر عنایت فرمائی اور جب قریہ کھیتل مین کہ سمانہ سے پانچ کوس پر ہے پہونچا تمام شاہزادے اور امرا جو اطراف مین بھاگ گئے تھے راہ ہاے مختلف سے متوجہ ہوکر اس موضع مین جمع ہوئے اور یہ خبر سنکر کہ مغل بعد شکست منصورہ کے سمت رودان ہوے جب اُسکے بعد پانی پت مین آیا یہ ارشاد کیا کہ یہانکے باشندے جبہ پہنچان اور فراوانی علف کے سبب سے آب جون سے عبور کرکے دوآب کے درمیان مین آیا اور قلعہ لونی کو بجنگ لیکر ہندوون کو قتل کیا اور یہ قلعہ لونی درمیان آب ہندن اور جون کے واقع ہوا ہے ہندان ایک آب عمیق ہے سلطان فیروز شاہ بارلک مرحوم آب کالپی سے لایا تھا اور اس مقام مین ساتھہ آب جون کے اتصال دیا تھا اور اکثر باشندے وہانکے مجوس تھے اتفاقہ اس فتح کے بعد ساحل آب کے مقابل بسعادت و برکت عمارت جہان نما مین نزول فرمایا اور گذر پانی آب سے بنفس نفیس احتیاط فرمائی اور امیر سلیمان شہ اور امیر میان کو تاخت و تاراج جنوبی کیواسطے بھیجا اور خود ساتھ سوار کمل اور جرار لیکر شہر جون سے عبور کرکے جہان نما کی عمارات کے سیر مین مشغول ہوا اور گذر آب اور پانی جنبک کو ملاحظہ فرماتا تھا کہ اس درمیان مین ناصرالدین محمود شاہ اور اقبال خان جب تھوڑے آدمی پانی کے اُسپار دیکھے پانچہزار سوار اور پیادے اور ستائیس ہاتھی لیکر شہر سے برآمد ہوئے اور امیر صاحبقران کے قراولون نے محمد یوسف کو کہ اول سے تبر دہلی سے تھا اور وہ بھی قراولی کیواسطے سنمکھ ہوا تھا گرفتار کرلائے اور حکم کے موافق اُسکی گردن ماری پھیر صاحبقران لپٹکر اپنے لشکر مین گیا اور قراول اُسکے تین سو آدمی جو اُسطرف تھے جنگ کیواسطے کھڑے ہوئے اور سو بجنگ بہادر اگہ داد نے بھی سب کو اُنکے کمک ساتھہ دوقشون آب کے عبور کیا اور بہیئت اجتماعی تیراندازی مین مشغول ہوئے اور ملو خان صلاح معاودت مین جانکر لپٹ آئے اور بہادرون نے تعاقب کرکے ایک جماعت کہ پیچھے رہی تھی اُنکے خون سے زمین رنگین کی اور وہ ہاتھی کہ مردان دہلی کا پشت پناہ تھا اُسوقت دواد دش کے صدمہ سے گرکر سقط ہوا اور امیر صاحبقران اس امر کو شگون نیک سمجھے دوسرے دن غربی لونی سے کوچ کرکے شرقی لونی کے سمت جو دہلی کے مقابل ہے نزول جلال وجلول اقبال فرمایا اور اس یورش مین جمیع شاہزادے اور تمام سردار پایہ سریر اعلی کے قریب فراہم ہوئے اور امیر جہان اور دوسرے امرا نے عرض اقدس مین پہونچایا کہ لب آب سند سے یہانتک ایک لاکھ آدمی سے زیادہ عساکر منصورہ کے پنجہ قہر مین گرفتار ہوئے ہین اور اُس دن بادشاہ ناصرالدین محمود اور ملو اقبال خان شہر سے برآمد ہوئے تھے یہ بشاشت اور خوشحالی کرتے تھے مبادا بروز جنگ اتفاق کرکے ساتھہ لشکر دہلی کے ملحق ہوون جو اکثر کافر تھے حکم ہوا کہ جو ہندی پندرہ برس کا ہو اُسے زندہ نگاہ نہ رکھین اور جو کوئی اس حکم کی تعمیل مین تغافل کرے اُسکی بھی گردن ماری جائیگی اور مال اُسکا اُس شخص کو ملے جو اُسکی عدول حکمی اور تقصیر کی خبر گذارش کرے اسصورت مین اُسدن امیر صاحبقران کے حکم سے لاکھ آدمی قتل ہوئے اور یہ بھی حکم نافذ ہوا کہ جنگ کے دن دس نفر سے ایک نفر اُردو مین رہے اور ہنود کے زن و فرزند صغر سن کی محافظت کرین القصہ افواج تیموری ماہ جمادی الاول کی پانچوین تاریخ کو آب جون سے عبور کرکے صحراے فیروزآباد مین فروکش ہوئی اور خندق عمیق اپنے روبرو کھدوا کر گاے اور بھینسون کے گردن اور پاؤن مین چرم خام باندھ کر اُس خندق مین چھوڑا اور چوکیدار اُسکے پیچھے شرائط ہوشیاری مین مشغول ہوئے اور ماہ مذکور کے ساتوین تاریخ کو باوجودیکہ منجم رضا سواری کی نہ دیتے تھے صاحبقران بسعادت و اقبال سوار ہوکر بالغاو جرالغار قول کو آراستہ کیا اور سلطان ناصرالدین محمود اور ملو اقبال خان اس امر سے واقف ہوئے اور لشکر دہلی اور ایکسو تیس ہاتھی مجموع کو مسلح اور مکمل کرکے

صاحبقران کیطرف متوجہ ہوئے بہادران چغتائی ہاتھیون پر حملہ آور ہوئے اور طرفۃ العین مین زخم تیر سے فیل اور فیلبانونکو نگونسار کیا اور ہندوستانیون نے آپ کو مرد میدان اُن غازیونکا نیاکر راہ گریز پائی اور سلطان ناصرالدین محمود اور ملو اقبال خان نے کچھ لوگونسے بہزار مشقت اپنے تئین شہر کیطرف رو گردان کیا اور صاحبقران نے دروازہ تک تعاقب کرکے مظفر اور منصور ہوکر حوض خاص کے کنارہ نزول فرمایا سلطان ناصرالدین محمود اور ملو اقبال خان نے کہ تھوڑے آدمیون سے آپکو شہر مین پہونچایا تھا اُس شب کو برآمد ہوکر سلطان ناصرالدین گجرات کیطرف روانہ ہوا اور ملو اقبال خان برن کیطرف بھاگا امیر صاحبقران نے مطلع ہوکر ایک جماعت کو تعاقب مین بھیجا اور اُنھون نے بطور ماہ سریع السیر کے جاکر بہتونکو ہلاک کیا اور بیٹا ملو اقبال خان کا کہ ایک سیف الدین نام رکھتا تھا اور دو سرا خداداد یہ دونون گرفتار ہوئے اور صاحبقران میدان عیدگاہ مین وارد ہوا سادات اور قضیات اور اکابر اور اشراف دہلی ساتھ عزت بساط بوس کے فائز ہوئے اور طلب امان کی عرض اُنکی درجہ قبول مین پہونچی (جمع قاضی ۱۲) جمعہ کے دن مسجد جامع دہلی مین خطبہ بنام مبارک آنحضرت کے پڑھا اور سولہوین ماہ مذکور کو ایک جماعت اہل قلم سے دروازہ پر بیٹھی ہوئی توجیہ مال امانی کرتی تھی اور چند نفر امرا سے تفحص باغیان کے شہر پناہ مین کرتے تھے اس سبب سے شور و غوغا برپا ہوا اور سپاہی جو کہ غلہ اور دوسرے ما یحتاج کیواسطے شہر مین آئے تھے سب نے ہاتھ غارت کا دراز کیا اور ہرچند کہ امرا منع کرتے تھے مفید نہوا اور جو صاحبقران عیش پنجروزہ مین مشغول تھا کسیکو یہ قدرت نہوئی کہ اس معنی کو معروض کرتا اور رہنمود فوج فوج اپنے زن و فرزند کو جلا کر جنگ پر آمادہ ہوئے اور امرا نے اسقدر کیا کہ دروازے بند کیے تاکہ دوسرا شہر پناہ مین قدم نرکھے لیکن اسقدر سپاہی شہر مین تھے کہ احتیاج مردم بیرون کی نہوئی اور صبح تک شہر کو تاراج کیا جب صبح ہوئی مردم بیرونی بھی ضبط اپنا نکر کے تمام شہر مین در آئے اور غارت عام ہوئی اکثر اہل لشکر کے ہر ایک شخص نے سو نفر سے زیادہ ہنودکو اسیر کیا تھا اور مال و اسباب کا حساب نہ تھا اور شرح انواع غنیمت سونا اور چاندی اور جواہر سے بالتخصیص الماس اور یاقوت اور مروارید یعنی جو چیز کہ امکان تحریر سے باہر تھی قلم انداز ہوئی اور ایک جماعت کثیر اور جم غفیر ہنود سے مسجد جامع مین جمع ہوکر جنگ کرتی تھی امیر شاہ ملک نے ایک جماعت بہادران سے وہان جاکر اُس مسجد کو اُس جماعت خبث وجود سے پاک کیا اور بعد وقوع اس قضایا کے جب صاحبقران مطلع ہوا عنان اختیار دست اقتدار سے گئی اور تاریخ نظام الدین احمد وغیرہ مین مسطور ہے کہ ایک جماعت مال امانی تحصیل کرتی تھی مردم شہر اُنکی شاق طلبی اور سخت گیری سے مقاماتی مین ہوکے اور چند نفر محصلون یعنی منزادلون کو قتل کیا اس سبب سے آتش غضب آنحضرت کی افروختہ ہوئی سادات اور علما اور مشائخ کے سوا حکم غارت اور اسیری کا نافذ فرمایا اُسوقت تک یہ امر کسی بادشاہان مغل کو میسر نہوا تھا اور صاحبقران ایک سو اور بیس ہاتھی اور بارہ کرگدن یعنی گینڈہ اور دوسرے جانوران شکاری وغیرہ جو سلطان فیروز شاہ باریک سے دہلی مین تھے اُنپر متصرف ہوکر شہر مین داخل ہوا اور جو مسجد جامع دہلی کو سلطان محمد تغلق نے سنگ سے تراش کر تیار کروائی تھی مشاہدہ فرمایا اسکی دلمین گذرا کہ سمرقند مین اسکے مانند تیار کرے چنانچہ دہلی کے سنگتراشونکو سمرقند کیطرف لیجاکر ویسی مسجد تعمیر کروائی اور اُسکے بعد پندرہ روز تک دہلی مین توقف کیا پھر عازم مراجعت ہوا اور کوچ کے وقت ایک جماعت کو تعین فرمایا کہ سادات اور مشائخ اور علما کو مسجد جامع مین محافظت کرین اور ساتھ سعادت کے روان ہوکر فیروز آباد کیطرف آیا وہان بہادر نے دو طوطے سفید جنکو کاکاتوا کہتے ہین بر سبیل تحفہ میوات سے بھیجکر

اظہار اخلاص کیا اور سید شمس الدین ترمذی صاحبقران کیطرف سے جاکر بہادر ماکو ملازمت مین لایا اور خضر خان جو میوات کے پہاڑ مین پوشیدہ تھا درگاہ مین آنکر نیاز ش پائی اور وہ حضرت وہانسے راہی ہوکر جب پانی پت مین پہونچے امیر شاہ ملک اور ایک جماعت اور امرا کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کیواسطے جو اہمات قلاع ہند سے تھا بھیجا اُنھون نے وہان جاکر خبر بھیجی کہ اُس قلعہ کے رہنے والے جنگ پر آمادہ ہوکر کہتے ہین کہ ترمش زین خان نے بھی اس قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا تھا لیکن فتح میسر نہوئی امیر صاحبقران یکایک سنکر غضبناک ہوئے اور خود بنفس نفیس تاخت کی اور قلعہ کے نیچے گئے اور اُسی لحظ بعضے جنگ مین اور بعضے سرنگ کھودنے مین مشغول ہوئے جیسا کہ دوسرے دن ہر ایکطرف سے دس گز اور پندرہ گز نقب قلعہ کیطرف پہونچاتے تھے اور الیاس اعوان عالی اور مولانا احمد تھانیسر کا بیٹا اور ملک صفی کبیر کوکہ قلعہ مین تھے جنگ مین مصروف ہوئے لیکن تھوڑے سے بہادران مغل نے ٹیر معیا لگائین اور بعضے کمندین ڈالکر قلعہ پر چڑھگئے اور قبل سرنگون کے پہونچنے سے قلعہ کو مفتوح کرکے امرای مذکور کو تہ تیغ کیا اور ایک متنفس کو زندہ نچھوڑا اور جب سرنگین تیار ہوئین برج اور دیوارہاے قلعہ مین آگ روشن کرکے قلعہ پنیتر کے مانند اُسے بھی خاک سیاہ کیا اور جب ایسی فتح اس آسانی سے لشکر منصورہ کو میسر ہوئی صاحبقران کوہ سوالک کے دامن مین اور اُن ممالک کو بالکل تاخت وتاراج کرکے بانید یونکو پست کیا اور آب گنگ سے عبور کرکے اسمقام مین کہ جہان سرحشیمہ ہے اور سلطان محمود غزنوی بھی وہان پہونچا تھا گیا اور کفار سے جہاد کرکے اُنکے زن و فرزندونکو اسیر کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے ہاتھ آئی پھر معاودت کا عازم ہوا طی مسافت کے درمیان مین رتن نام ایک زمیندار کو مغلوب کرکے ساز و سلب اُسکا غارت کیا اور نواح جموکے ورود تک چند قلعہ اور فتح کیے اور جب جمو مین پہونچا وہانکا راجہ حرب پر آمادہ ہوکر مقابل آیا اُسے بھی بضرب شمشیر آبدار مجروح کرکے گرفتار کیا اور امیر صاحبقران کے تکلیف سے اُسنے مسلمان ہوکر گاو کشت کھایا اور کہتے ہین شیخا کہکر نے اپنے چھوٹے بھائی جسرت کہکر کو کہ صاحبقران کے مقابلہ سے بھاگ کر اُس سے جا ملا تھا بہدستان آنحضر کے مخالفت پر سے سرزنش اور ملامت بہت کی اور سارنگ خان اپنی خواہش سے بلا توقف امیر صاحبقران کی ملازمت مین حاضر ہوا اور مجلس ہمایون مین راہ پائی اور نظر التفات اُسکے بارہ مین ساتھ اس حد کے پہونچی کہ جو ساتھ ایک چشم اور ایک ابرو کے پہونچتی تھی اور نسبت اپنی شیخا کہکر سے کرتے تھے کسی شخص کو افراد عساکر منصورہ سے یہ مجال نہ تھی کہ متعرض ہوتے جب شیخا کہکر خصت حاصل کرکے اپنے مقام مین گیا فرصت پاکر قلعہ لاہور پر متصرف ہوا اور بے سبب جادہ اطاعت اور اخلاص سے قدم باہر رکھا اور ہندو شاہ خازن جو سلاک اجداد مسعود اصل کتاب کے انتظام رکھتا تھا اور مولانا عبد الصمد مصدر وقتی نے جو باوراء النہر سے آتے تھے اُنسے سلوک غیر مرضی کیا اور اُسوقت امیر صاحبقران نواحی پنجاب مین پہونچے جب بھی سر اطاعت سے پھیر کر ملازمت مین حاضر نہوا اسواسطے شاہزادون اور امیرون نے قلعہ لاہور کو مسخر کرکے شیخا کہکر کو گرفتار کیا صاحبقران نے اُسکی گردن ماری اور لاہور اور دیپالپور اور ملتان کی حکومت خضر خان کے تفویض فرمائی اور خود راہ کابل سے عزیمت سمرقند کرکے تعجیل روان ہوا اور دہلی اور میری دو مہینے تک خراب رہے قحط اور وبا بھی اس اطراف مین ظاہر آیا اور نصرت شاہ کہ ملو اقبال خان کے خوف سے دوآب کے درمیان تھا مع اپنے لشکر میرٹھ کیطرف گیا اور عادل خان مع اپنی جمعیت اور چار فیل کے اُس سے جا ملا اور نصرت خان جو کہ اُس سے مطمئن نہ تھا مقید کرکے اُسکے اسباب پر متصرف ہوا اور دو ہزار سوار سے فیروز آباد کیطرف آنکر دہلی خراب کو اپنے قبضہ مین لایا اور شہاب خان اپنا لشکر اور دس ہاتھی لیکر اور ملک الماس مع اپنے آدمیونکے میوات سے اُسکے پاس آئے اور نصرت شاہ نے شہاب خان کو ملو اقبال خان کے قلع اور قمع کیواسطے برن کیطرف بھیجا اور راثنای راہ مین چند زمیندار ملو اقبال خان کے غوغا سے اُسپر شبخون لائے اور تیغ بیدریغ سے اُسے قتل کیا اور ملو اقبال خان تاخت کرکے شہاب خان مقتول کا مال و اسباب

لوکر دوبارہ قوی ہوا اور دہلی کیطرف لشکر کشی کی اور نصرت شاہ تاب اُسکی مقاومت کی نہ لاکر میوات کیطرف بھاگا اور ملو اقبال خان از سر نو دہلی خراب کا حاکم ہوا اور قلعہ سیری مین استقامت کی اور ایک جماعت مردمان دہلی سے کہ شمشیر جانستان عساکر صاحبقران کے خوف سے اطراف وجوانب مین بھاگ گئی تھی وطن کیطرف مراجعت کی اور حصار سیری پھر آباد ہوا اور دہلی کہنہ اُسیوقت سے اس زمانے تک ویسی خراب اور ویران رہی اور نئی دہلی آباد ان نہ ہوئی اور ولایت میان دوآب ملو اقبال خان کے تصرف مین آئی اور ممالک دور دست کو ہر شخص کہ جہان تھا اپنے قبضہ مین لایا جیسا کہ گجرات کو خان اعظم خان اور مالوہ کو دلاور خان اور قنوج اور اودھ اور کڑہ اور جونپور کو سلطان الشرق خواجہ جہان اور لاہور اور دیپالپور اور ملتان کو حکم صاحبقران سے خضر خان اور سمانہ کو غالب خان اور بیانہ کو شمس خان اور حدی اور کالپی اور مہوبہ کو محمد خان بن مالکزادہ فیروز نے اپنے زیر حکم کیا اور دوسرے پر اعتماد نکرکے اپنی جگہ پر دم استقلال مارتے تھے چنانچہ اکثر بادشاہ ازل اور ابد کے حکم سے دولت اور سلطنت کو پہنچے تھے اُسکی عنقریب رمزوہ کلک تحقیق ہوگی اور جمادی الاولی کے مہینے سنہ ۸۰۱ آٹھ سو تین ہجری مین ملو اقبال خان نے دارالخلافت دہلی سے بیانہ کیطرف لشکر کھینچا اور شمس خان سے جنگ کی اور غالب آیا دو ہاتھی اور جلوس اُسکی شوکت کا قبضہ مین لاکر وہان سے کالپی کیطرف گیا اور نرسنگ سے پیشکش بہت لیکر دہلی کے سمت بازگشت کی اور سُنا کہ سلطان الشرق خواجہ جہان جونپور مین فوت ہوا اور اُسکا منہ بولا بیٹا ملک اصل اپنا نام سلطان مبارک شاہ رکھکر اُس تمام مملکت پر متصرف ہوا یہ خبر ملو اقبال خان نے جمادی الاولی کے مہینے سنہ مذکور مین مبارک شاہ پر فوج کشی کی اور شمس خان حاکم بیانہ اور مبارک خان اربابادر ناہر نے بھی اُسکی ہمراہی کی اور جب قصبہ بیتالی مین جو نہر گنگ کے کنارے واقع ہے پہونچا رائے سین اور اسطرف کے تمام زمیندار اُسکے مقابلہ کو آئے اور حرب شدید کے بعد ہزیمت پائی اور ملو اقبال خان نے قنوج مین جاکر چاہا کہ جونپور اور لکھنؤ مین درآوے اور اسطرف سے مبارک شاہ مع لشکر جنگ پر مستعد ہوا چونکہ درمیان دونون لشکر کے آب گنگ حائل تھا کسیکو مجال عبور نہوئی اور دو مہینے تک مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے رہے آخر خیمے اُکھاڑکر ہر ایک اپنی ولایت کیطرف راہی ہوئے اور ملو اقبال خان نے درمیان راہ کے شمس خان اور مبارک خان کو بدگمانی کے سبب سے قتل کیا اور سنہ ۸۰۴ آٹھ سو چار ہجری مین سلطان ناصرالدین محمود شاہ کہ مظفر خان کی بدسلوکی سے رنجیدہ ہوکر مالوہ کیطرف گیا تھا اُسوقت حسب التماس ملو اقبال خان کے دہلی مین آیا اور بادشاہی روٹی کپڑے پر قناعت کرکے امور بادشاہی مین ملو اقبال خان کے خوف سے دخل نہ کیا اور جو اس سال مبارک شاہ نے جونپور مین وفات پائی ملو اقبال خان ناصرالدین محمود شاہ کو ہمراہ لیکر پھر فوج قنوج کیطرف لشکر کش ہوا شاہ ابراہیم یعنی برادر مبارک شاہ نے جونپور کے تخت پر اجلاس کیا تھا مع لشکر شرق ساتھ کمال شوکت وابہت کے استقبال کیا اور نہ چاہا کہ ایک صدمہ سپاہ دہلی سے میری مملکت کو پہونچے اور ناصرالدین محمود شاہ باین خیال خام کہ جو شاہ ابراہیم خانہ زاد ہی مجھے بادشاہ بناکر بجز دہ میرے خدمتگارون کے سلک مین منتظم ہوگا ایک شب کو شکار کے بہانہ سوار ہوکر شاہ ابراہیم کے پاس گیا اور شاہ ابراہیم نے جب معلوم کیا کہ سبب آنیکا کیا ہے عدم اصالت سے لوازم ضیافت بھی بجا نہ لایا اور ناصرالدین محمود شاہ جیسا کہ آیا تھا اسیطرح پلٹ گیا اور قنوج کیطرف جاکر اُس بلدہ پر متصرف ہوا اور وہان کے حاکم کو جو ابراہیم شاہ کی طرف سے منصوب تھا شہر بدر کیا اور شاہ ابراہیم نے جونپور کیطرف اور ملو اقبال خان نے دہلی کے سمت بازگشت کی اور سنہ ۸۰۵ آٹھ سو پانچ ہجری مین ملو اقبال خان بجانب قلعہ گوالیار کہ صاحبقران کے وقت فترات مین راجہ ہرسنگھ کے تصرف مین آیا تھا اور بعد فوت اُسکے اور اُسکے بیٹے کے برم دیو راجپوت کی طرف منتقل ہوا تھا لشکر کھینچا

جو کہ وہ قلعہ نہایت استحکام مین تھا اسکی نواح مین تاخت کرکے مراجعت کی اور چند عرصہ بعد پھر اس قلعہ پر لشکر لے گیا اور برم دیو قلعہ سے برآمد ہوکر جنگ مین مشغول ہوا اور اول حملہ مین شکست کھاکر قلعہ مین داخل ہوا اور ملو اقبال خان بدستور سابق تاخت کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوا اور سنہ ۸۰۸ آٹھ سو سات ہجری مین دوبارہ آیا وہ کیطرف لشکر کھینچا اور رائے سمیر اور گوالیار اور رائے جھالا وغیرہا جو اٹاوہ مین جمع ہوئے تھے انسے چار مہینے تک محاربہ کیا اور بعد اُسکے پیشکش دی و کمال بیمروتی و بے انصافی سے قنوج کیطرف متوجہ ہوا ناصرالدین محمود شاہ حصاری ہوا اور ملو اقبال خان قلعہ محاصرہ کرکے ایک مدت ناصرالدین محمود شاہ سے لڑا کیا لیکن قلعہ کے استحکام سے اُسکی تدبیر پیش رفت نہ گئی اور ماہ محرم سنہ ۸۰۸ آٹھ سو آٹھ ہجری مین کوچ کرکے سمانہ کیطرف راہی ہوا اور بہرام خان ترک بچہ جو فیروز شاہی خانہ زاد دکنین تھا اور سارنگ خان کے ساتھ مخالفت اختیار کی تھی اور ملو اقبال خان کے خوف سے اپنا مقام کہ سمانہ سے مراد ہی چھوڑکر کوہ دہلی کیطرف راہی ہوا اور ملو اقبال خان نے تعاقب کیا اور اُس پہاڑ کے درے کے قریب پہونچکر فروکش ہوا آخر حضرت علیم الدین نبیرہ سید جلال الدین بخاری نے درمیان مین آنکر صلح کروائی اور ملو اقبال خان بہرام خان ترک بچہ کو ہمراہ لیکر ملتان کیطرف روانہ ہوا تو خضر خان کو دفع کرکے خطبہ دہلی کا اپنے نام جاریکرے جسوقت تلوندی مین پہونچا رای داؤد کمال بھٹی اور رائے بھوفر زمندرائے رتی کو دستیاب کرکے مقید کیا اور عہد شکنی سے بہرام خان ترک بچہ کا پوست کھچوایا اور جب اجودہن کے قریب فروکش ہوا خضر خان نے لشکر بیجا اور دیپالپور اور ملتان کو جمع کرکے استقبال کیا جمادی الاول کی انیسوین تاریخ سنہ مذکور کو جنگ واقع ہوئی اور ملو اقبال خان کو شکست دی اور جو شاست نقض عہود کی اسکے شامل حال ہوئی تھی گھوڑا اُسکا زخمی ہوکر معرکہ سے باہر نہ آسکا اسلام خان لودھی کے سپاہی اُسکا سر کاٹکر خضر خان کے پاس لائے اور خضر خان نے وہ سر فتحپور کیطرف کہ اُسکا مسکن تھا بھیجکر اُسکے دروازہ پر آویزان کیا **بیت** بہ نقض عہد دلیری کمن کہ چرخ فلک ۔۔۔ بہ بیخ دولت صد ملت زود در کنار نہد ۔۔۔ دولتخان لودھی و راختیار خان نے کہ دہلی مین تھے یہ خبر سنکر سلطان ناصرالدین محمود کو قنوج سے طلب کیا سلطان جمادی الاول سنہ مذکور مین تھوڑے سے دن سے دہلی مین آن کر تخت پر جلوہ گر ہوا اور جب بادشاہی اور اقبال خان نے فیروز شاہ باربک کے خاندان سے منقطع ہوا تھا ناصرالدین محمود شاہ مہمات پنجاب اور ملتان اور پائے تخت کو مستحسن نہ کرکے دولتخان لودھی کو مع لشکر گران بیرم خان کے سر کردہ وہ بھی ترک بچہ اور خانہ زاد فیروز شاہ باربک کا تھا اور بعد قتل ہونے بہرام خان ترک بچہ کے سمانہ کو تصرف مین رکھتا تھا بھیجکر خود قنوج کیطرف گیا شاہ ابراہیم نے مقابل مین آنکر چند روز معرکہ قتال و جدال کو گرم کیا آخر کو بادشاہ ناصرالدین محمود نے جب جانا کہ یہان کچھ تدبیر پیش رفت نخواہیگی دہلی کیطرف معاودت فرمائی اور آدمی کہ بادشاہ کی اوضاع سے متنفر تھے کثرت لشکر کشی سے بہ تنگ آکر بادشاہ کی بلا اجازت اپنے اقطاع کیطرف روانہ ہوے اور سلطان ابراہیم شاہ شرقی نے یہ خبر سنکر آب گنگ سے عبور کیا اور قنوج کو لیکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور کوچ پر کوچ کرتا تھا یہانتک کہ لب آب جون تک پہونچا اور چاہا کہ اُس سے بھی عبور کرے اُس درمیان مین یہ خبر پہونچی کہ خان اعظم ظفر خان گجراتی الپ خان والی سندھ کو گرفتار کرکے مملکت مالوہ پر متصرف ہوا اور اب جونپور کے تسخیر کی عزیمت رکھتا ہے ابراہیم شاہ شرقی نے اس عزیمت کو فسخ کرکے جونپور کیطرف معاودت کی اور ماہ رجب سنہ آٹھ سو دس ہجری مین درمیان دولتخان لودھی اور بیرم خان ترک بچہ کے سمانہ سے دو کوس پر جنگ ہوئی بیرم خان ترک بچہ نے شکست پائی اور شہر سرہند مین داخل ہوکر متحصن ہوا اور امان چاہ کر دولت خان لودھی کو دیکھا لیکن اُسی عرصہ مین خضر خان اس حدود پر متصرف ہوا اور دولت خان لودھی دہلی مین آیا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین سلطان ناصرالدین محمود

ملک منیر ضیا کے سر پر جو ابراہیم شاہ شرقی کی طرف سے حاکم قصبہ برن ہوا تھا گیا اور ملک منیر ضیا قلعہ سے برآمد ہو کر مقابل ہوا لشکریان بادشاہ ناصر الدین محمود بھی پیچھے اسکے قلعہ مین داخل ہوئے اور ملک منیر ضیا قتل ہوا بادشاہ ناصر الدین محمود سنبھل کے سمت گیا اور تاتار خان نے بلا جنگ سنبھل کو چھوڑا اور قنوج کی طرف گیا سلطان ناصر الدین محمود اسد خان لودھی کو سنبھل مین چھوڑ کر دہلی کیطرف آیا اور ۸۱۱ھ آٹھ سو گیارہ ہجری مین بادشاہ ناصر الدین محمود قوام خان کے سر پر جو خضر خان کیطرف سے حاکم حصار فیروزہ تھا گیا اور وہ قلعہ فیروزہ مین حصاری ہوا چند روز کے بعد اُسنے اپنے فرزند کو مع پیشکش بسیار بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر عذر کیا پھر سلطان مراجعت کر کے دہلی کیطرف گیا اور خضر خان یہ خبر سُنکر فتح آباد کی سمت آیا اور مردمان فتح آباد کو جو محمود شاہ سے پیوستہ تھے ایذا دیکر ملک تحفہ کو تعین کیا کہ دوآب پر جو سلطان کے تصرف مین تھا تاخت لاوے اور خود سنہ مذکور مین رہتک کے راستہ سے دہلی مین آیا بادشاہ ناصر الدین محمود جو عقل و شجاعت سے چندان بہرہ نرکھتا تھا فیروز آباد مین حصاری ہوا اور خضر خان نے چند روز اُسکے محاصرہ مین قیام کیا پھر غلہ اور علف کے نایابی سے بغیر مفتوح ہوئے قلعہ کے فتح پور کیطرف گیا اور ۸۱۲ھ ہجری مین بیرم خان ترک بچہ خضر خان کے ساتھ مخالفت کر کے دولت خان کے پاس جو دریای جون کے کنارے مقیم تھا گیا اور اپنے اہل و عیال کو پہاڑ پر بھیجا اور خضر خان نے تعاقب کیا جب دریاے جون کے ساحل پر پہونچا بیرم خان پشیمان ہو کر از روے عجز پھر خدمت مین خضر خان کے آیا اور اُن پرگنون پر کہ اُسکی جاگیر مین تھے پھر مقرر ہوا اور ۸۱۳ھ آٹھ سو تیرہ ہجری مین خضر خان ملک ادریس پر جو محمود شاہ کیطرف سے رہتک کا حاکم تھا گیا ملک ادریس نے قلعہ رہتک مین متحصن ہو کر چھ مہینے جنگ قائم رکھی آخر عاجز ہو کر اپنے بیٹے کو بھیجکر مبالغ پیشکش کر کے بیعت کی اور خضر خان سمانہ کے راستہ سے فتحپور گیا پھر ۸۱۴ھ آٹھ سو چودہ ہجری مین خضر خان رہتک کی طرف کہ منجملہ ولایات بادشاہ ناصر الدین محمود سے تھا روانہ ہوا ملک ادریس و مبارز خان نے استقبال کر کے ملازمت کی اُنھین نظر عنایات اور التفات گرامی سے سرفراز کر کے قصبہ نارنول کو جو اقلیم خان اور بہادر خان کے تصرف مین تھا غارت فرما کر دہلی مین آیا اور سیری کے قلعہ کو جسمین سلطان ناصر الدین محمود قلعہ بند ہوا تھا محاصرہ کیا اور اختیار خان جو فیروز آباد مین رہتا تھا سلطان ناصر الدین محمود کے چہرۂ حال کو مشاہدہ کر کے خضر خان سے جا ملا اور اُسے اُٹھا کر فیروز آباد کیطرف لیگیا اور ولایت میان دوآب کو ضبط کر کے چاہا کہ دہلی غلہ اور اذوقہ کا دہلی مین پہونچے لیکن جو بادشاہت سلطان ناصر الدین محمود کے چند روز باقی تھے اس مرتبہ بھی مساک باران ہو کر ایک قحط طرفہ ولایت دوآب کے درمیان ظاہر آیا اور خضر خان محاصرہ سے دست کش ہو کر فتحپور کیطرف گیا اور سلطان ناصر الدین محمود ماہ رجب مین کھتیل کیطرف سوار ہو کر شکار مین مشغول ہوا اور مراجعت کیوقت ذیقعدہ کے مہینے مین مرض الموت مین مبتلا ہو کر اسی مہینے مین مر گیا چنانچہ اُس تاریخ سے دہلی کی بادشاہی ترکونکے سلسلہ سے جو غلام شہاب الدین غوری و موالی اُسکے علامونکے تھے منقرض ہوئی مدت سلطنت ناصر الدین محمود شاہ باوصف اس تمام تزلزل و انقلاب کے بیس برس اور دو مہینے تھی اور اُسکے انتقال کے بعد امرا نے دولتخان لودھی سے بیعت کی خطبہ و سکہ دہلی کا ماہ محرم ۸۱۶ھ آٹھ سو سولہ ہجری مین اُسکے نام پڑھا گیا اور ملک ادریس اور مبارز خان خضر خان سے برگشتہ ہو کر اُس سے جا ملے اور دولتخان لودھی اُسی ماہ جلوسمین کھیتر کیطرف سوار ہوا اور راے ترسنگھ اور تمام زمیندارون نے حاضر ہو کر ملازمت کی اور جب قصبہ بیتالی مین پہونچا مہابت خان بدایونی نے آکر دیکھا اور اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ ابراہیم شاہ شرقی نے قادر خان بن محمود خان کو کالپی مین محاصرہ کیا ہے جو قلعت فوج کی سبب ابراہیم شاہ شرقی سے تاب مقاومت نرکھتا تھا دہلی مین پلٹ آیا اور خضر خان کہ ہمیشہ سے کمین گاہ جویا تھا عازم تسخیر دہلی ہوا

اور ساٹھ ہزار سوار اطراف سے فراہم کرکے بماہ ذیحجہ سنہ مذکور دہلی مین پہونچا اور دولتخان لودہی کو قلعہ سیری مین قلعہ بند کیا اور چار مہینے کے بعد حصاری مضطرب ہوئے چنانچہ دولت خان لودھی نے ربیع الاول کی پندرھوین تاریخ سنہ ۸۱۷ آٹھ سو سترہ ہجری مین قلعہ سے برآمد ہوکر خضر خان کی ملازمت کی اور گرفتار ہوکر فیروزآباد مین محبوس ہوا اور پھر قضای الٰہی سے مرگیا مدت اسکی سلطنت کی ایک برس اور تین مہینے تھی۔ **ذکر ایالت سید خضر خان بن ملک سلیمان کا صاحب** طبقات محمود شاہی اور صاحب تاریخ مبارک شاہی خضر خان کو خاندان حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرکے سید کہتے ہین اور وہ بیٹا ملک سلیمان کا ہی اور ملک سلیمان ملک مروان دولت کا کہ امرای کبار سلطان فیروز شاہ باربک سے ہی پسر خواندہ تھا اور ملک مروان دولت جب حکومت ملتان مین فوت ہوا اور حکومت وہانکی اُسکے پسر صبلی ملک شیخ کو مفوض ہوئی اور وہ بھی اسی عرصہ مین قضای الٰہی سے مرگیا ملک سلیمان جو دعوی سیادت کا کرتا تھا حاکم ملتان ہوا اور اُسکے بعد خضر خان سلطان فیروز شاہ باربک کے حکم سے ملتان کی حکومت پر سرفراز ہوا اور جیسا کہ گذرا جب سارنگ خان غالب آیا اور اسے ملتان کی حکومت سے محروم کیا اور وہ بعد فتح دہلی صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوا اور حُسن اخلاص اور نیک عقیدت کے سبب سے پھر ملتان اور پنجاب کی حکومت پر سرفراز ہوا اور آنحضرت کے یمن عنایات سے آخر کو دہلی کی سلطنت پر فائز ہوا اور خلق اللہ سے حسن سلوک مبذول کیے **اور جو صاحب تاریخ** مبارک شاہی نے دلیل قوی اُسکے سیادت پر لکھی ہی نقل اُسکی مصنف نے اپنے اوپر واجب جانی تاکہ ناظرین اوراق ہذا اور خلق اللہ پر خضر خان کی صحت نسب ظاہر ہووے **اول** یہ کہ ملک سلیمان اُسکا باپ جسوقت کہ ملک مروان دولت کی خدمت مین رہتا تھا ایک مرتبہ سید السادات مخدوم سید جلال الدین بخاری قدس سرہ نے ملک مروان دولت کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا اور جب طعام لائے ملک سلیمان جو قبل اُسکے کبھی دعوی سیادت کا نکرتا تھا بطور اور خدمتگارونکے طشت اور آفتابہ ہاتھ دھونیکے واسطے لایا اُن سید نے فرمایا کہ اس سید کو اس خدمت پر نہ رکھنا گستاخی ہی پس جب یہ بات اہل صلاح کی زبان پر گذری یقین ہی کہ وہ سید ہوگا **دوسرے** - یہ کہ اخلاق اور اطوار خضر خان کے مثل سخاوت اور شجاعت اور حلم و تواضع اور صلاح و تقوی اور صدق و رحم ساتھ اخلاق اور اوصاف حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شباہت تمام رکھتے تھے اور یہ بھی دلیل سیادت کی ہی القصہ خضر خان نے ملک تحفہ کو تاج الملک خطاب دیکر منصب وزارت پر مقرر فرمایا اور عبد الرحیم منھ بولے بیٹے ملک سلیمان کو ساتھ علاء الدین کے مخاطب کرکے اقطاع ملتان اور فیجور عنایت فرمائے اور اختیار خان افغان کو شقداری میان دوآب کی دی اور سید سالم کو سرفراز کرکے تھانیور اور نربدہ اور اقطاع خوب کرامت فرمائے اور سریر آرا سے اپنے جمیع اعوان و انصار کو ساتھ خطاب اور القاب کے مخاطب کیا اور ابتدا مین سکہ اور خطبہ امیر تیمور صاحبقران کے اسم مبارک سے ملتان مین اور دہلی مین بنام میرزا شاہرخ کے جاری رکھا لیکن آخر کو ایک خطبہ خضر خان کے نام کا لیجاکر دعا کرتے تھے اور اکثر سنوات مین پیشکش لائق میرزا شاہرخ کے واسطے بھیجتا تھا اور پہلے سال تاج الملک کو باسپاہ آراستہ کھینتر کیطرف بھیجا اور اُسنے دریاے جون اور گنگ سے عبور کرکے ولایت کھینتر پر تاخت کی اور رای نرسنگھ وہانکا راجہ بھاگ کر کوہستان مین پناہ لیگیا پھر اُسنے پیشکش بہت دیکر رعیت ہونا اختیار کیا اور مہابت خان حاکم بداؤن نے بھی آنکر ملازمت کی اور تاج الملک نے وہانسے کھور اور کنبل اور چندوار مین جاکر مال و اسباب اور خراج چند سال کا لیا اور جالیسر کو چندوار کے راجپوتون کے تصرف سے برآوردہ کرکے اٹاوہ کے سمت گیا

اور وہانکے مقدمون کو گوشمال اور تادیب قرار واقعی کی اور انتظام اُس ممالک کا کرکے دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور جمادی الاول سنہ مذکور مین خبر پہونچی کہ جماعت ترکونکی جو قوم بیرم خان ترک بچہ سے تھی ملک سدھو کو کہ شاہزادہ مبارکخان کی کیطرف سے حاکم سرہند تھا قتل کرکے اُس حدود پر متصرف ہوئی ہے خضرخان نے زیرک خان اور ملک داؤد کو مع لشکر گران اُنکے سر پر متعین کیا اور جماعت ترکان آب ستلج سے عبور کرکے پہاڑ مین در آئی اور زیرک خان تعاقب کرکے پہاڑ پر پہونچا اسواسطے کہ تمام پہاڑ اُس ولایت کے ساتھ پہاڑون نگرکوٹ اور اُس نواحی کے متصل ہین اور اُسوقت مین چند زمیندار غلبہ کرکے اُنپر متصرف ہوئے تھے اور قوت تمام پیدا کی تھی ناچار زیرک خان اور ملک داؤد نے چند اُنکے اخراج مین کوشش کی کچھ فائدہ نہوا اور سنہ ۸۱۹ آٹھسو اُنیس ہجری مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی ناگور کیطرف آنکر اُسکی تسخیر کا ارادہ رکھتا ہے خضرخان ہمت اُسکی دفع پر تعین کرکے اُسطرف روانہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی اُسکے پہونچنے تک توقف مناسب نہ دیکھکر مالوہ کیطرف راہی ہوا اور خضرخان جب مالوہ مین پہونچا الیاس خان حاکم شہر نولسمی بعروس جہان کہ بناہای سلطان علاء الدین خلجی سے ہی ملازمت کرکے سرفراز ہوا اور خضرخان کو الیار تک جاکر وہانکے راجاؤنسے مال مقرری لیکر بیانہ کیطرف آیا اور پھر کریم الملک یعنی شمس خان اوحدی کے بھائی سے بھی خراج لیکر دہلی مین آیا اور سنہ ۸۲۰ آٹھسو بیس ہجری مین خبر ملک طغای ترک کے بغاوت کی کہ اُنہون سردار قاتلان ملک سدھو رہا تھا پہونچی زیرک خان حاکم سمانہ مع افواج کثیر اُنکی سرکوبی اور تدارک کیواسطے تعین ہوا جب قریب پہونچا باغیون نے کہ قلعہ سرہند کو محاصرہ کیا تھا اپنے تئین پہاڑ کیطرف کھینچا اور ملک کمال الدین جو قلعہ مین تھا نجات پاکر دہلی کے سمت گیا اور زیرک خان نے مخالفونکا پیچھا کیا جب قصبہ پایل مین پہونچا ملک طغا نے انقیاد کرکے پیشکش دینی قبول کی اور اپنے فرزند کو گرو دیگر ملک سدھو رکے قاتلونکو کہ عمدہ اُس فساد کے تھے اپنے سے جدا کیا اور زیرک خان جالندر اُسکے سپرد کرکے سمانہ کیطرف گیا اور ملک طغا اپنے بیٹے کو مع پیشکش خضرخان کی خدمت مین روانہ کیا اور سنہ ۸۲۱ آٹھسو اکیس ہجری مین خضرخان نے تاج الملک کو راے نرسنگھ یعنی کھینتر کے راجہ کے تدارک کیواسطے بھیجا جب لشکر نے آب گنگ سے عبور کیا نرسنگھ ولایت خالی کرکے جنگل ٹولہ مین در آیا اور جب تھوڑے لشکر شاہی نے جنگل مین اُسکی تلاش کی بھاگ گیا اور گھوڑے اور ہتھیار اور تمام اسباب اُسکا فوج کے ہاتھ آیا اور لشکر نے کمایون تک اُسکا پیچھا کیا اور غنیمت بہت دستیاب ہوئی پانچوین دن لشکر مین ملحق ہوئے اور تاج الملک ولایت کھینتر کو تاخت و تاراج سے خراب کرکے بداؤن مین آیا اور آب گنگ سے عبور کیا اور مہابت خان حاکم بداؤن کو کہ ناصر الدین محمود شاہ کے امراے بزرگ سے تھا رخصت دی اور خود اٹاوہ کیطرف آیا راے سمیر اٹاوہ مین متحصن ہوا اور تاج الملک نے ولایات اٹاوہ کو تاراج کیا آخر صلح پر قرار دیکر پیشکش لی اور دہلی مین آیا پھر سنہ مذکور مین خضرخان نے کھینتر کے مفسدونکی تنبیہ کیواسطے عزیمت کی پہلے ولایت کول کو گوشمال دیکر آب گنگ سے عبور کیا اور پھر سنبھل کو خراب کرکے بازگشت کی اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین بداؤن کیطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور بتیالی کے نزدیک آب گنگ سے عبور کیا اس سبب سے مہابت خان کے دلمین ایک ہراس نے راہ پائی اور بداؤن مین متحصن ہوا اور چھ مہینے مجادلہ اور محاربہ مین بسر کی اس درمیان مین بعضی امرا مثل قوام خان فراحتیار خان لودھی اور خانہ زادان محمود شاہی نے جو دلخان لودھی سے جدا ہوکر خضرخان کے شریک ہوئے تھے غدر کا اندیشہ کیا خضرخان اس امر سے واقف ہوکر محاصرہ سے دست کش ہوا اور دہلی کیطرف پلٹ گیا اثنا سے راہ مین جمادی الاول کی آٹھوین تاریخ سنہ ۸۲۲ آٹھسو بائیس ہجری مین آب گنگ کے ساحل پر اُنھین کسی بہانہ سے ایک مجلس مین بلاکر سبکی گردن ماری

اور جب دہلی مین داخل ہوا یہ خبر سنی کہ ماچیوارہ کے قریب ایک شخص نے آپکو سارنگ خان اظہار کیا ہی اور خلق کثیر اُسکے پاس فراہم ہوئی حالانکہ سارنگ خان اندلون مین کہ جب امیر صاحبقران ہند مین آیا تھا فوت ہوا تھا خضر خان نے سلطان شہ لودھی لحاظ طب باسلام خانکو جو حاکم سرہند کا تھا اُسپر تعین کیا اور سارنگخان جعلی نے استقبال کرکے حوالی سرہند مین آتش حرب مشتعل کی اور شکست پاکر کوہستان مین درآیا سلطان شہ لودھی اُسکے تعاقب سے دست کش ہوا اور خضر خانکے حکم کے موافق ملک طغای ترک امیر جالندر اور زیرک خان امیر سمانہ اور ملک خیرالدین حاکم میان دوآب مع لشکر عظیم اسلام خان کی کمک کو آئے جو کہ سارنگخان جعلی قلب جگہ مین چھپا تھا لاچار پلٹ کر اپنے مقام مین ہر شخص نے قرار پکڑا اور سنہ ۸۲۳ آٹھ سو تیئیس ہجری مین سارنگخان جعلی کوہ سے برآمد ہوا اور بعد عہد و پیمان کے ملک طغا سے جاملا اور ملک طغا ملک و مال اور دولت کی طمع سے اُسے ہلاک کرکے خضر خان سے باغی ہوا اور قلعہ سرہند کو محاصرہ کرکے تاخت و تاراج کیا اور سرحد منصور پور اور پایل تک پہونچا اور خضر خان نے ملک خیرالدین اور زیرک خانکو اسپہ نامزد فرمایا اور ملک طغا نے جنگ کرکے شکست پائی اور دہانہ کے قریب آب ستلج سے عبور کرکے ولایت جسرت بھائی شیخا کھکر مین درآیا زیرک خان نے ولایت جالندر جاگیر پائی ملک خیرالدین دہلی کیطرف پلٹ گیا اور سنہ ۸۲۳ آٹھ سو تیئیس ہجری مین خضر خان نے میوات کیطرف تاخت کی چنانچہ بعضے میواتیون نے آنکر ملازمت کی اور بعضے کوٹلہ بہادرنا ہر مین متحصن ہوئے جب کام اینہ سخت ہوا قلعہ سے برآمد ہوکر پہاڑون مین درآئے اور خضر خان نے قلعہ کوٹلہ کو لیکر ویران کیا اور اُسوقت تاج الملک نے وفات پائی وزارت اُسکی بڑے بیٹے ملک الشرق سکندر پر مقرر ہوئی اور خضر خان وہانسے گوالیار گیا اور پیشکش لیکر اُماوہ کیطرف تاخت کی اور جو راے سیمر مرگیا تھا اُسکے بیٹے سے پیشکش لی اور مریض ہوکر ساتھ کوچ متواتر کے دہلی کیطرف پہونچا اور جمادی الاول کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین دو سرنکی طرح اس جہان ناپایدار سے درگذر امدت اسکی سلطنت کی سات برس اور چار مہینے تھی اور وہ بادشاہ عادل اور عاقل و کریم اور صاق القول تھا خلائق اس سے راضی اور شاکر تھی اس سبب سے خرد و بزرگ نوکر اور غیر نوکر اُسکے ماتم مین بیٹھے اور جامہ سیاہ پہنا اور بروایت اصح تین روز کے بعد باتمی کپڑے دور کیئے اور اُسکا بڑا بیٹا مبارک شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا

ذکر سلطنت بادشاہ معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ بن خضر خان کا

جب خضر خان نے اثنائے مرض مین دریافت کیا کہ مین اس عارضہ سے جانبر نہونگا فوت سے تین روز پیشتر اپنے فرزند ارجمند مبارک خان کو ولیعہد کیا اور مبارک خان اپنے باپ کی رحلت کے بعد اور ایک روایت مین تیسرے دن ساتھ اتفاق ملوک اور اکابر کے تخت پدر پر جلوہ گر ہوا اور اپنا نام معزالدین ابوالفتح سلطان مبارک شاہ رکھا اُمرا اور ملوک اور اکابر اور مشائخ کو جاگیرین اور وظیفے مقرر فرمائے اور بعضے کا مشاہرہ اضافہ کیا اور اپنے بھتیجے ملک بدر کو فیروز آباد اور ہانسی عنایت کرکے صاحب جاہ و حشمت کیا اور ملک رجب بن سدھوی نادری کو جو فیروز آباد اور ہانسی کا حاکم تھا دیپالپور اور پنجاب کا والی کیا اور ماہ جمادی الاول سنہ ۸۲۳ آٹھ سو تیئیس ہجری مین سلطان علی بادشاہ کشمیر ٹھٹہ مین گیا اور مراجعت کیوقت جو کہ جمعیت قلیل اور متفرق تھی جسرت کھکر جو بعد قتل ہونے اپنے بھائی شیخا کھکر کے صاحب قبیلہ اور خویش ہوا تھا سد راہ ہوا اور حرب اور ضرب کرکے علے بادشاہ کو زندہ دستگیر کیا اور غنیمت بیحساب دستیاب کرکے معزور ہوا اور خلل نے اُسکے دماغ مین راہ پایا دہلی کے تسخیر کی فکر مین پڑا اور ملک طغاے ترک کو کہ قبل اسکے صدمہ سپاہ دہلی سے کوہستان مین بھاگا تھا اپنے پاس بلاکر امیر الامرا کرکے لاہور اور پنجاب پر متصرف ہوا اور لاہور کو ویران اور برباد کرکے آب ستلج

سے عبور کیا اور قطع تلوندی کہ راے کمال سے تعلق رکھتا تھا غارت کیا اور راے فیروز زمیندار وہانسے بھاگ کر جون کیطرف گیا اور جسرت لودیانہ کیطرف آیا اور رود پر کے سرحد تک تاخت کرکے پھر آب ستلج سے عبور کیا اور جالندر کے قلعہ کو محصور کیا اور زیرک خان حاکم وہانکا متحصن ہوکر مجادلہ مین مشغول ہوا جسرت نے (از روی) فریب دروازہ صلح کا بند کرکے اقرار کیا کہ زیرک خان جالندر خالی کرکے طغا کے سپرد کرے اور طغا کے بیٹے کو مع پیشکش لائق مبارک شاہ کی خدمت مین بھیجے پس شہر جمادی الآخر ۸۲۴ھ آٹھسو چوبیس ہجری مین زیرک خان حصار جالندر سے برآمد ہوکر تین کوس پر لشکر جسرت آب ستی کے ساحل پر فروکش ہوا اور دوسرے دن جسرت نقض عہد کرکے زیرک خان پر تاخت کیا اور اُسے دستگیر کرکے پھر لودیانہ مین آیا اور بیسوین ماہ مذکور کو سرہند مین پہونچا اسلام خان حاکم سرہند کا متحصن ہوا سلطان مبارک شاہ یہ احوال اپنے دلمین سمجھکر ماہ رجب سنہ مذکور مین باوجود برسات کے دہلی سے برآمد ہوا جب سرہند کے اطراف مین پہونچا جسرت لودیانہ کیطرف گیا اور زیرک خان اُسکی قید سے بھاگ کر سمانہ مین بادشاہ سے جاملا اور سلطان لودیانہ کیطرف روانہ ہوا اور جسرت نہر ستلج سے عبور کرکے اُس پار بادشاہ کے لشکر کے مقابل فروکش ہوا اس سبب سے کہ کشتیان جسرت کے قبضہ مین آئین تھین اور آب دریا طغیانی پر تھا سلطان مبارک شاہ نے وہان توقف فرمایا اور جب سیل طلوع ہوا اور پانی دریا کا اتر گیا کوچ کرکے قبولپور کیطرف خشکی کی راہ سے کہ مراد ساحل آب ہی روانہ ہوا اور جسرت بھی جسارت کرکے اُسطرف آب نہر کے کنارہ سے جاتا تھا اور ہر روز لشکر سلطان کے مقابل فروکش ہوتا تھا یہانتک کہ گیارہوین شوال سنہ مذکور مین ملک سکندر تحفہ وزیر الممالک اور زیرک خان اور محمود حسن اور ملک کالو اور دوسرے امرا سلطان کے حکم کے موافق با لشکر کثیر اور چھ زنجیر فیل کے تاخت زن ہوے اور اُس مقام سے جہان دریا پایاب تھا عبور کیا اور بادشاہ نے بھی اُنکے عبور کے بعد اترنا شروع کیا اور جسرت تاب مقاومت نلاکر بلا جنگ بھاگا اور فوج سلطانی نے پیچھا کیا اور اُسکے اعوان اور انصار بیشمار بہ تیغ کیے اور مال اور متاع اور ساز و صلب اُسکا تمام غارت کیا اور جسرت بحال مفلوکان آب چناب سے اُتر کر کوہستان مین آیا راے بھیم مقدم جمو نے ملازمت کیواسطے حاضر ہوکر سلطان کو رہبری کی اور عبیل کیطرف کہ محکم ترین جاہاے جسرت سے تھا لیگیا جسرت دوبارہ بھاگا پھر اُسکے ہمراہی قتل ہوئے اور جو کچھ وہان رکھتا تھا غازیان اسلام کے ہاتھ آیا سلطان مبارک شاہ ماہ محرم ۸۲۵ھ آٹھسو پچیس ہجری مین لاہور مین آیا اور عمارت اُسکی جو ویران ہوئی تھی از سر نو تعمیر کرکے آباد کیا ملک الشرق حسن کو وہانکا حاکم کیا اور استعداد حصارداری کا بندوبست کرکے دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور جسرت نے سلطان کے دہلی مین آنیکے بعد فرصت پائی اور جمعیت فراہم کرکے لاہور کے قلعہ کے متصل آیا اور قریب میر حسن زنجانی قدس سرہ کے فروکش ہوا اور قلعہ مذکور کو ایک مہینا پانچروز محاصرہ کرکے چند مرتبہ قلعہ پر دھاوا کیا مگر کچھ کام نہ کیا ناچار کلانور کیطرف گیا اور بقصد انتقام لینے راے بھیم پر تاخت لایا اور جنگ کرکے جدا ہوا اور آب بیاہ کے کنارے آنکر لشکر جمع کرنے مین مصروف ہوا اُس عرصہ مین ملک سکندر تحفہ جو دہلی سے ملک محمود حسن کی کمک کو تعین ہوا تھا گذر لوہی کی طرف پہونچا اور ملک رجب حاکم دیپالپور اور اسلام خان لودھی حاکم سرہند ساتھ اُسکے ملحق ہوئے اور جسرت کو قوت مقاومت نرہی آب چناب اور راوی سے عبور کرکے کوہستان مین پناہ لیگیا اور ملک سکندر تحفہ ماہ شوال کے بارہوین تاریخ سنہ مذکور مین لاہور مین آیا اور ملک محمود حسن اُسکا استقبال کرکے اُسے مقدم گرامی رکھا اور ملک سکندر بھی راوی کے کنارے سے کلانور کی طرف گیا اور جب جمو کی سرحد پر پہونچا راے بھیم خدمت مین حاضر ہوا اور جس مقام مین گمان رکھتا تھا

کہ کمکر پوشیدہ ہوئے ہین لشکر لیجاکر قتل کیا اور ملک سکندر تحفہ لاہور سے پھرا اور اُسوقت سلطان مبارک شاہ کا فرمان پہونچا کہ ملک محمود حسن جالندر مین جاکر استعداد اپنی صرف کرے اور دہلی مین آوے اور ملک سکندر تحفہ لاہور مین استقامت کرکے اُس حدود کا انتظام کرے اور ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس ہجری مین سلطان مبارک شاہ نے منصب وزارت کا ملک سکندر تحفہ سے لیکر سردار الملک کو دیا اور کفار متمرد کی تادیب وتنبیہ کے واسطے بھیجا اور خود بھی اُسکے پیچھے سے ولایت کھینتر مین داخل ہوا اور باج وخراج وہانکے مقدمون سے لیکر متمردونکو سزا دی اور اُس جگہ مہابت خان امیر بداؤن نے کہ حصاری ہوکر خضر خان سے لڑا تھا ملازمت کی اور سلطان کے فرمان کے بموجب آب گنگ سے عبور کرکے ولایت جماعت راٹھورون پر تاخت لایا اور بہت بندے دستگیر کیے اور جو راجہ اُٹاوہ کہ خدمت مین سلطان مبارک شاہ کی حاضر آیا تھا ساحل آب گنگ سے اُسوقت اُردو سے بھاگ کر ولایت اُٹاوہ مین آیا اور سپاہ سلطانی نے اُسکا تعاقب کیا اگرچہ اُسے نپایا لیکن ولایت اُٹاوہ مین داخل ہوکر مراسم تاخت وتاراج سے کوئی دقیقہ نچھوڑا سلطان مبارک شاہ خود کوچ کرکے بتعجیل تمام اُٹاوہ کیطرف روانہ ہوا اور وہانکا راجہ بہت راجپوتونسے قلعہ مین درآیا سلطان مبارک شاہ اسکے محاصرہ مین مصروف ہوا جب کام اُسپر تنگ آیا عاجز ہوکر دوسری مرتبہ اپنے فرزند کو ملازمت کیواسطے بھیجا اور پیشکش افزدیکر مبارک شاہ کو دہلی کیطرف روانہ کیا اس درمیان مین ملک محمود حسن خدمت مین پہونچکر ساتھ منصب نجشیگری کے کہ اُس زمانہ مین عارضی کہتے تھے سرفراز اور ممتاز ہوا اور اس سال درمیان جسرت اور رائے بھیم کے جنگ واقع ہوئی اور رائے بھیم قتل ہوا اور اُسکا مال واسباب بہت جسرت کے ہاتھ آیا اور قریب دس بارہ ہزار کہکر کے اپنے پاس فراہم کیے اور پھر بقصد بادشاہی لاہور اور دہلی کے متردد ہوا اور دیپالپور اور لاہور کے اطراف پر تاخت لاکر مال بہت قبضہ مین لایا اور ملک سکندر تحفہ نے ارادہ اُسکے دفع کا کرکے آب چناب سے عبور کیا لیکن کچھ کام اور تدبیر نہ بن آئی ناچار پلٹ آیا اور جسرت ولایت کہکر ونکے درمیان مین جاکر خیل وحشم کی ترتیب اور آراستگی مین مشغول ہوا اور امیر شیخ علی کے ساتھ جو ایک امرائے میرزا شاہرخ سے تھا اور کابل مین اقامت رکھتا تھا آشنائی اور خصوصیت کا طریقہ مسلوک رکھکر اُسے سیوستان اور بہکر اور رُھنہ کے تاخت کیواسطے تحریص اور ترتیب کی کہ سب طرفسے زور شاہ دہلی پر پہونچاکر خود اپنا مقصود حاصل کرے اُسوقت ملک علاء الدین حاکم ملتان نے وفات پائی اور آوازہ امیر شیخ علی کی آمد کا منتشر ہوا سلطان مبارک شاہ نے بیتوقف ودرنگ ملک محمود حسن کو اقطاع ملتان اور بہکر اور سیوستان دیکر بالشکر آراستہ اُسطرف بھیجا اور وہ وہان جاکر قلعہ ملتانکو جو امیر صاحبقرانکے صدمہ سے خراب ہوا تھا مرمت کرکے لشکر اطراف ونواحی کو جمع لایا اور مستعد جنگ مغل ہوا اور اسی سال جب سلطان ہوشنگ والی مالوہ نے بقصد تسخیر قلعہ گوالیار کو محاصرہ کیا سلطان مبارک شاہ اس قلعہ کے باشندونکی حمایت کیواسطے روانہ ہوا اور جب بیانہ مین پہونچا معلوم ہوا کہ امیر خان بن داؤد خان بن شمس خان حاکم بیانہ نے اپنے چچا مبارکخان کو قتل کرکے بیانہ کو خراب کیا ہے اور بقصد مخالفت پہاڑ پر قلعہ بند ہوا ہے مبارک شاہ نے اس پہاڑ کے دامن مین نزول فرمایا بعد رسل ورسائل امیر خان تعہد خراج ہر سالہ کرکے لوازم اطاعت بجالایا اور سلطان مبارک شاہ وہان سے گوالیار کی طرف گیا اور سلطان ہوشنگ چمبل کے گھاٹ کو لیکر فروکش ہوا تھا اور مبارک شاہ نے دوسرا گھاٹ پیدا کرکے عبور کیا اور بعضے امرا نے جو مقدمہ لشکر دہلی تھے سلطان مالوہ کے اطراف اُردو کو غارت کیا اور ایک جماعت کثیر کو اسیر کیا اور جو بندی مسلمان تھے اُنکو مبارک شاہ نے زندان ستم سے رہائی بخشی اور جب سلطان ہوشنگ نے بغیر صلح کو حرکت دے کر پیشکش

لائق بھیجی اور دھار کیطرف پھر امبارک شاہ نے آب چھنبل کے کنارے توقف کیا اور خراج بموجب قانون مقدم اُس دیار کے زمینداروں سے لیکر ماہ رجب ۸۲۷ھ آٹھ سو ستائیس ہجری مین دہلی مین آیا اور ۸۲۸ھ آٹھ سو اٹھائیس ہجری مین کھینتر کے سمت حرکت کی نرسنگھ راے کھینتر نے آب گنگ کے کنارے آنکر ملازمت کی اور بقایاے چندسالہ کے سبب مقید ہوا اور مال واجب کے ادا کے بعد نجات پائی اور سلطان نے آب گنگ سے عبور کرکے متمردونکو پائمال کیا پھر دہلی مین آیا اور اسحال مین میواتیون کے طغیان کی خبر پہونچی سلطان نے اُس طرف نہضت فرمائی اور ہاتھ نہب وغارت مین دراز کیا اور میواتی اپنی ولایت خالی کرکے کوہ جہرہ مین درآئے اور سلطان عسرت غلہ اور نایابی علف اور قلت جگہ کے سبب سے مراجعت کرکے دہلی مین آیا اور امرا کو جاگیرونکی طرف رخصت دیکر عیش وعشرت مین مشغول ہوا اور ۸۲۹ھ آٹھ سو انتیس ہجری مین پھر میواتکی طرف گیا اور جلو اور قدو بہادر ناہر کے پوتے مع اعوان وانصار اپنے کوہ الور کیطرف پناہ لیگئے اور ایک مدت لشکر سلطان سے محاربہ کیا آخر کو عاجز آئے اور امان چاہکر ملازمت کی اور چند روز کے بعد بھاگنے کا ارادہ کیا قید ہوے اور سلطان نے ولایات میوات کو تاراج کیا جب قحط برپا ہوا معاودت فرمائی اور پھر چار مہینے کے بعد محرم کی گیارھوین تاریخ سنہ ۸۳۰ آٹھ سو تیس ہجری مین میوات کی طرف گرم عنان ہوا اور وہان کے متمردون اور سرکشون کو سزا دیکر بیانہ کے سمت گیا اور جو کہ امیر خان فوت ہوا تھا محمد خان اُسکے بھائی نے پہاڑ پر چاکر تحصن ڈھونڈھا اور پندرہ دن لڑائی کی اُسکے بعد اکثر ہمراہی اُسکے بادشاہ کے شریک ہوئے پھر اُسنے از روے عجز وانکسار رسن گردن مین ڈالکر ملازمت کی اور گھوڑے اور ہتھیار اور جو نفائس قلعہ مین رکھتا تھا سب پیشکش کیے بادشاہ مبارک شاہ نے عیال واطفال اُسکے قلعہ سے برآوردہ کرکے دہلی مین بھیجے اور بیانہ کے قلعہ کو مقبل خانکے سپرد کیا اور سیکری کو جو ابتک فتحپور مشہور ہے ملک خیرالدین تحفہ کے حوالہ کیا اور وہان سے گوالیار کی طرف جاکر وہانکے راجہ سے پیشکش لی اور دہلی مین آنکر ملتان اور اطراف اُسکا ملک حسن سے تغیر کرکے ملک رجب نادری کو عنایت فرمایا اور رحصار فیروزہ ملک حسن کو ارزانی رکھا اور کوشک جہان نما فیروز شاہی محمد خان بن واحد خان کے سکونت کے واسطے تجویز کرکے فکر مین اُسکی تربیت کے ہوا لیکن محمد خان تعجیل کرکے مع زن فرزند اور تابعین کوشک جہان نما سے بھاگ کر میوات مین گیا پھر دوبارہ مردمان واقعہ طلب کو فراہم کیا اور جسوقت نہبر پائی کہ مقبل خان ملک ناصرالدین کو بیانہ کے قلعہ مین چھوڑکر خود چھاون کیطرف گیا ہے زمینداروں کے اتفاق سے تاخت لیجاکر شہر بیانہ پر متصرف ہوا اور ملک ناصرالدین جب قلعہ داری نکر سکا عاجز ہوکر امان چاہی اور قلعہ محمد خان کے سپرد کرکے دہلی کیطرف گیا سلطان مبارک شاہ نے ملک مبارز کو حکومت بیانہ دیکر محمد خان کے دفع کیواسطے بھیجا اور محمد خان جو جنگ کی طاقت نرکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور ولایت ملک مبارز کے تصرف مین آئی محمد خان چند روز کے بعد قلعہ مردمان معتمد کے سپرد کرکے خود جریدہ بسبیل استعجال سلطان ابراہیم شاہ شرقی کے پاس جو بالشکر آراستہ بقصد تسخیر کالپی آتا تھا گیا قادر شاہ امیر کالپی نے ایلچی کمک اور امداد کی درخواست مین دہلی کیطرف روانہ کیے بادشاہ مبارک شاہ مہم بیانہ موقوف کرکے سلطان ابراہیم کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور افواج شرقیہ بھوگانو کو تاخت کرکے قصد بطرف بداؤن کیا سلطان مبارک شاہ آب جون سے عبور کرکے مواضع جوتولی پر جو مشاہیر بلاد مواس سے تھا تاخت لایا اور وہان سے اتروے کیطرف گیا اور جب اتروے مین پہونچا ملک محمود حسن کو مع دس ہزار سوار مخلص خان برادر شاہ شرقی کے مقابلہ کو جو الٰہ آباد کے قصد مین آیا تھا روانہ کیا مخلص خان تاب اقامت نلاکر اپنے بادشاہ کے پاس گیا اور محمود حسن چند روز توقف کرکے اپنے لشکر سے جا ملا شاہ شرقی

ساحل آب کو پناہ لیکر برہانپور کی طرف آیا سلطان مبارک شاہ اترولی سے کوچ کرکے قصبہ مال کوسی سمت متواجہ ہوا شاہ شرقی عظمت اور شوکت مبارک شاہی مشاہدہ کرکے ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین ترک مقابلہ کرکے قصبہ رابری کی طرف روانہ ہوا اور وہان سے آب جون سے عبور کرکے بیانہ گیا اور آب کھینتر کے کنارے مقام کیا سلطان مبارک شاہ بھی چند وارہ کے قریب آب جون سے عبور کرکے لشکر سے پانچ کوس پر فرد کش ہوا اور طرفین اپنے اپنے آگے خندق کھود کر بائیس دن مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے اور افواج مبارک شاہی ہر روز اطراف لشکر شرقی پر تاخت کرکے گھوڑے اور مواشی اور آدمیون کو اسیر کرلاتے تھے یہانتک کہ شاہ شرقی ساتوین تاریخ ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور کو بعزم جنگ سوار ہوا اور سلطان مبارک شاہ نے محمود حسن اور خان اعظم بن فتح خان بن سلطان مظفر گجراتی اور زیرک خان اور اسلام خان اور ملک چمن نبیرہ فیروز خان اور ملک گانون شحنہ پیل اور ملک احمد نبیل کو ہمراہ سرور الملک زیرک اور سید السادات میر سالم کے مقابلہ مین بھیجا چنانچہ دوپہر دن سے شام تک معرکہ قتال و جدال گرم رہا لیکن شبکو دونون لشکرون نے اپنے لشکرگاہ مین مراجعت کی اور غالب مغلوب سے دریافت نہوا اور دوسرے دن آٹھوین جمادی الآخر کو شاہ شرقی نے کوچ کرکے راستہ جونپور کا لیا اور سلطان مبارک شاہ ہلکہات کے راستہ سے گوالیار کیطرف گرم عنان ہوا اور راجہ گوالیر کے راجہ سے پیشکش لیکر بیانہ کیطرف پلٹ گیا اور محمد خان اوحدی نے جو آپکو قلعہ تک پہونچایا تھا ہر چند دست و پا مارے کچھ کام نہ کیا اور اس سبب سے کہ سلطان شرقی کے کمک سے ناامید ہوا امان چاہکر ملازمت کی اور سلطان نے بقلم جانی کا دفتر جرائم پر کھینچکر بجان و مال رخصت کیا تو جہان چاہے جاوے اور محمود خان میوات کیطرف گیا اور سلطان مبارک شاہ نے محمود حسن کو واسطے ضبط قلعہ اور ولایت کے بیانہ مین چھوڑکر خود مظفر اور منصور شعبان کے پندرھوین تاریخ سنہ ۸۳۱ آٹھ سو اکتیس ہجری مین دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور مین ملک فدوی میواتی کو کہ شاہ شرقی سے پیوستہ تھا گرفتار کرکے اسپر سیاست فرمائی اور ملک سرور الملک وزیر کو انتظام ولایت کیواسطے میوات مین بھیجا آدھی ولایت کے مواضع اپنے کو خالی اور ویران کرکے پہاڑ مین در آئے اور جلال خان بھائی ملک فدوی اور احمد خان اور ملک فخر الدین قلعہ اندور مین آنکر جمع ہوئے اور ملک سرور الملک نے باج لیکر شہر کیطرف معاودت کی اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین خبر پہونچی کہ جسرت کلانور کو محاصرہ کرکے ملک سکندر تحفہ حاکم لاہور کا اسکے سر پر گیا اور منہزم ہوکر لاہور مین آیا اور جسرت آب حیاہ سے عبور کرکے قلعہ جالندر کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور جب اسپر قابو نہ پایا اسکے نواح پر تاخت کرکے بہت آدمیون کو اسیر کیا اور پھر کلانور کیطرف راہی ہوا سلطان مبارک شاہ نے حکم بھیجا کہ زبر خان حاکم سمانہ اور سلام خان حاکم سرہند ملک سکندر تحفہ کے کمک کو جاوین اور ملک سکندر لکمیون کے پہونچنے سے پیشتر راجہ کلانور کو متفق کرکے آب بیاہ تک گیا اور جسقدر غنیمت کہ جسرت دہانے ہاتھ مین لایا تھا استرداد کرکے لاہور کیطرف پلٹ گیا اور ماہ محرم سنہ ۸۳۲ آٹھ سو بتیس ہجری مین ملک محمود حسن بیانہ کے فساد کو ساکن کرکے دہلی مین آیا اسکے بعد سلطان مبارک شاہ میوات کیطرف جاکر مہدوارہ مین آیا اور جب جلال الدین خان اور تمام میواتی عاجز ہوے مالگذاری قبول کی اور بعضون نے آنکر ملازمت کی سلطان پلٹ کر دہلی مین آیا اسوقت خبر فوت ملک رجب نادری حاکم ملتان کے پہونچی سلطان نے ملک محمود حسن کو جسے ولایت بیانہ کے آتش فساد کو تسکین بخشی تھی دہلی مین آیا تھا اسے ساتھ خطاب عماد الملکی کے سرفراز کرکے ملتان کی طرف بھیجا اور سنہ ۸۳۳ آٹھ سو تینتیس ہجری مین سلطان نے گوالیار کیطرف نہضت فرمائی اور اس

ولایت کے فساد کو تسکین دیکر ہلکہاٹ کے سمت روانہ ہوا ہلکہاٹ کا راجہ ہرمیت کھا کر کوہ پایہ مین آیا بادشاہ نے اسکی ولایت پر تاخت کرکے کنیز و غلام بیشمار اسیر کیے اور وہانسے رابری مین آیا اور اُس ولایت کو حسین خان کے بیٹے سے تغیر کرکے ملک حمزہ کے حوالہ کیا اور عازم مراجعت ہوا اثنائے راہ مین سید السادات سید سالم فوت ہوا اُسکے بڑے بیٹے کو سید خان اور چھوٹے کو شجاع الملک خطاب دیا کہتے ہین سید السادات سید سالم تیس برس خضر خان کے حضور زمرہ امرائے عمدہ سے تھا اور جاگیرین لایق رکھتا تھا اور تپر ہندہ مین خزانہ اور ذخیرہ اور اسباب قلعہ داری کا جمع کیا تھا اور خارج از اقطاع تپر ہندہ اور امروہہ اور سرستی درمیان دوآب مین بھی ولایتین بہت رکھتا تھا اور مال کے جمع کرنے مین حریص تھا بادشاہ نے اُسکا خزانہ جو بادشاہونکے خزانہ سے دعوی ہمسری کرتا تھا تمام مع جاگیرات اُسکے فرزندون کے نام مسلم رکھا اور اُنھون نے حقوق بادشاہی کو منظور نرکھکر فولاد نام غلام ترک بچہ سید السادات سید سالم کو قلعہ تپر ہندہ کیطرف بھیجکر ساتھ مخالفت کے ترغیب کی ساتھ اس امید کے کہ دفع اس فساد کا ساتھ اُنکے رجوع پاکر خود علم بغاوت بلند کرین بادشاہ نے اس معنی سے مطلع ہوکر پسر سید السادات سید سالم کو قید کیا اور ملک یوسف اور رائے ہیولی کو فولاد غلام کی تسلی کیواسطے اور دستیاب کرنے مال سید السادات سید سالم کے تپر ہندہ کیطرف بھیجا فولاد غلام نے حرف صلح درمیان مین لاکر اُنھین غافل کیا اور صبح کے وقت قلعہ سے برآمد ہوکر شبخون مارا اور ہر دو ملک یوسف اور رائے ہیولی کے پاس سپاہ ضعیف تھی کچھ کام نہ کرکے پلٹ آئے اور دوسری شبکو پھر اُنکے سر پر تاخت لایا اور برج قلعہ سے اور بارہ سے بھی توپ و تفنگ پھر کرکے مردم بادشاہی کو متفرق کیا اور تمام بھاگ کر سرستی کیطرف گئے اور فولاد غلام نے اُن کے مال و اسباب پر متصرف ہوکر قوت اور علیہ تمام بہم پہونچایا آخر بادشاہ یہ خبر سنکر خود تپر ہندہ کیطرف متوجہ ہوا اور موافق حکم کے اُمرا اور رافسران فوج اور زمیندار فراہم ہوئے اور عماد الملک حاکم ملتان بھی فرمان طلب کے بموجب خدمت مین حاضر ہوئے بادشاہ نے سرستی مین توقف کرکے چند امرا کو پیشتر بھیجا اور اُنھون نے وہان جاکر تپر ہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا فولاد غلام نے پیغام دیا کہ عماد الملک کے قول پر مجھے اعتماد تمام ہے اگر وہ آنکر مجھے امان دیوے قلعہ سے برآمد ہوکر سلطان کی نقد ملازمت حاصل کرون چنانچہ التماس اُسکی قبول ہوئی سلطان نے عماد الملک کو تپر ہندہ مین بھیجا فولاد غلام نے قلعہ کے دروازہ کے قریب عماد الملک سے ملاقات کرکے عہود میثاق کے بعد الیسا قرار دیا کہ کل برآمد ہوکر پایبوس کے شرف سے مشرف ہونگا اس درمیان مین ایک اہل لشکر سلطانی نے جو اُسکا آشنا تھا پیغام دیا کہ عماد الملک ایک مرد صادق القول اور واثق العہد ہے لیکن سلطان نظر صلاح دولت پر رکھکر اُسکی بات نہ سینگا اور دوسرونکی عبرت کیواسطے تجھے سیاست فرماویگا فولاد غلام خائف ہوکر اپنے ارادہ سے پشیمان ہوا اور جو خزانہ اور قوت تمام رکھتا تھا جنگ و قلعہ داری مین اصرار کیا اور عماد الملک بے نیل مقصود پلٹ آیا اسواسطے کہ تسخیر اُس قلعہ کی بزدوی دشوار تھی بادشاہ نے عماد الملک کو رخصت ملتان کی دی اور خود نے بھی نواح تپر ہندہ سے رایت مراجعت برپا کیا اور سلام خان لودی اور کالیخان اور رائے فیروز اور دوسرے امیران عمدہ قلعہ کے محاصرہ اور تسخیر کیواسطے معین ہوئے اور عماد الملک اول تپر ہندہ کیطرف گیا اور امرا کو قلعہ کے محاصرہ مین سربراہ نکر کے ملتان کی سمت روانہ ہوا اور جو قلعہ کے لینے مین سعی و کوشش بہت کی اور چھ مہینے تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور قریب تھا کہ قلعہ کو فتوح کرین فولاد غلام دریاے اضطراب مین غوطہ زن ہوا اور نجات اس غرق آب سے منحصر امیر شیخ علی حاکم کامل کے توسل مین جانے اور ایک جماعت معتمدین کو کابل کیطرف بھیجکر سابغ خطیر

قبول کیے اور جو سلطان مبارک شاہ نجلاف پدر امیر شاہرخ سے طریق ملایمت مسلوک نرکھتا تھا جب امیر شیخ علی کابل سے برآیا راستہ مین کہکر بھیجا اُس سے جا ملا امیر شیخ علی نے آب بیاہ سے عبور کرکے اقطاع امرا کو جو قلعہ گیری مشغول تھے تاخت و تاراج کرکے بالکل خاک سیاہ کیا اور اُسکے بعد تیر ہند کے نزدیک پہونچا امرا نے قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھی پائے قلعہ سے برخاستہ ہوئے اور اپنے علاقہ مین گئے اور فولاد غلام نے قلعہ سے برآمد ہو کر امیر شیخ علی کو دیکھا اور دولت تنگ نقرہ دیے اور اپنے اہل و عیال اُسکے سپرد کرکے قلعہ کیطرف گیا اور بآسانی مستحکام قلعہ مین زیادہ تر ساعی ہوا اور امیر شیخ علی نے آب ستلج سے عبور کرکے قتل و غارت مین سعی موفورہ اور کوشش بلیغ بہم پہونچائی اور فولاد غلام سے جو کچھ نقد و جنس حاصل ہوا تھا سو حصہ زیادہ اس سے اپنے تصرف مین لایا اور مردم گرسنہ کو کہ کئی سال سے عسرت مین تھے سیر کرکے لاہور مین آیا اور ملک سکندر تحفہ جو کچھ ہر سال اُسے دیتا تھا ادا کرکے پھیر دیا اور امیر شیخ علی دیپال پور مین جاکر جس جگہ اثر آبادی دیکھتا تھا ویران کرتا تھا جیسا کہ تیس یا چالیس ہندو کو قتل کیا اور ہندی بہت گرفتار ہوے اور جو کہ کوئی معارض نرکھتا تھا فساد مین کمی نہ کی اور عماد الملک امیر شیخ علی کے دفع کرنیکے ارادہ سے قصبہ طلمبہ تک آیا امیر شیخ علی جنگ سے پہلوتہی کرکے جلیپور کیطرف گیا اس درمیان مین سلطان کا فرمان پہونچا کہ عماد الملک طلمبہ سے برخاست کرکے ملتان کی طرف جاوے عماد الملک نے ملتان کی سمت کوچ کیا امیر شیخ علی نے دلیر ہو کر آب راوی سے عبور کیا اور آب جہلم کے ساحل پر جو پرگنے آباد تھے اور ساتھ چناب کے مشہور ہین خراب کرکے ملتان سے دس کوس آگے پہونچا اور عماد الملک اسلام خان لودھی کو کہ عم ملک بہلول تھا اُسکے مقابلہ مین بھیجا اور وہ اثنائے راہ مین امیر شیخ علی کے پاس پہونچکر مبارزہ سخت وقوع مین لایا اور اسلام خان نے شکست پائی لشکر اُسکا ایک پارہ قتل ہوا اور کچھ بھاگ کر خیر آباد کیطرف جو ملتان سے تین منزل ہی روانہ ہوا اور دوسرے دن کہ ماہ رمضان کی چوتھی تاریخ تھی امیر شیخ باغیانہ معطل رہا اسدن امیر شیخ علی سے کچھ کام نہ بن آیا پلٹ گیا اور اسیطرح ایک مدت تک ہر روز قلعہ پر دوڑ مارتا تھا اور آدمیون کو قتل کرتا تھا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سنکر فتح خان بن مظفر خان گجراتی کو ساتھ امراے بزرگ مثل زیر کخان اور ملک کالو شحنہ بیل اور ملک یوسف اور کمال خان اور رائے ہورا کو عماد الملک کی مدد کو بھیجا اور چھبیسوین ماہ شوال کو اُسکے ملتان کے قریب پہونچکر عماد الملک نے منتظر ہو کر اُنکے اتفاق سے صف قتال آراستہ کی اور حرب صعب کے بعد باوجود اسکے کہ فتح خان قتل ہوا نسیم ظفر عماد الملک کے پرچم اعلا پر چلی اور امیر شیخ علی نے شکست فاحش پائی اور اکثر آدمی اُسکے مارے گئے اور باقی اب جہلم مین ڈوب کر اور امیر شیخ علی جو کچھ ہند سے اپنے قبضہ مین لایا تھا بالتمام ضائع کرکے قدرے قلیل اپنے ہمراہ کابل مین پہونچایا اور مضمون سلامت بجلدی ظاہر کیا اور عماد الملک در تمام امرا قلعہ سیور تک تعاقب کرکے ملتان کیطرف پلٹ گئے اور امیر شیخ علی اپنے حصے ملک مظفر کو مع اسباب حصار داری قلعہ سیور مین چھوڑ کر خود کابل کیطرف متوجہ ہوا اور امراے کمکی بادشاہ کی حکم کے موافق دہلی مین آئے اور اُس عرصہ مین بادشاہ عماد الملک کے تغلبہ سے متوہم ہوا اور اُسے مع جمیع اُمرا دہلی مین طلب کیا اور ربیع الاول کے مہینے ۸۳۰ آٹھ سو تیس ہجری مین جسرت کہکر فرصت پاکر آب جہلم اور راوی اور بیاہ سے عبور کرکے جالندر کیطرف گیا اور ملک سکندر تحفہ کہ ساتھ کسی تقریب کے لاہور سے برآمد ہوا تھا اپنا لشکر فراہم کرکے جسرت کے مقابل آیا اور اُسکا گھوڑا بمعرکہ جدال و جہل مین گرکے جسرت کے ہاتھ مین زندہ گرفتار ہوا اور اسپ اور اموال بہت اُسکے سے متصرف ہو کر لاہور مین آیا اور محاصرہ کرکے قلعہ گیری کی اسباب کی آراستگی مین مشغول ہوا اور جسرت کی تحریک کے سبب امیر شیخ علی انتقام کی فکر مین پڑا اور کابل سے برآمد ہو کر ملتان کے حدود مین آیا اور قصبہ طلمبہ کو قتل کیا باوجود اسکے صلح سے لیا

عورتون اور لڑکون کو اسیر کرکے باقی کو تہ تیغ کیا اور قلعہ کو مسمار کرکے خاک سیاہ کیا اور فولاد غلام بھی تیرہندہ سے برآمد ہو کر ولایت رائے فیروز مین گیا اور رائے فیروز کو قتل کیا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سنکر ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین سرا پردہ سرخ لاہور اور ملتان کیطرف برپا کیئے اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر کو لاہور کی حکومت دیکر متعاقب لشکر کیا اور جب ملک سرور الملک وزیر سمانہ مین پہونچا جسرت پائے قلعہ سے برخاست کرکے کوہستان مین آیا اور امیر شیخ علی بھی کابل کیطرف بھاگ گیا اور فولاد غلام نے بھی تیرہندہ کے قلعہ مین دم لیا سلطان نے ولایت لاہور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر سے تغیر فرماکر نصرت خان کرک اندازہ کو لاہور کا حاکم کیا اور خود اتمار کے ساحل آب جون پر قریب پانی پت کے لشکر گاہ کرکے چندے استقامت کی اور عماد الملک کو مع سپاہ کمل اور مسلح زمینداران بیرانہ اور کوایار کے دفع فتنہ کیواسطے بھیجا اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر اور وزیر ملک خان اور سلام خان اور دوسرے امرا کو قلعہ تیرہندہ کے محاصرہ کو روانہ کیا اور خود دہلی کیطرف معاودت فرمائی اور ماہ ذیحجہ ۸۳۶ آٹھ سو چھتیس ہجری مین دہلی سے برآمد ہو کر تیرہند مین تسکین فساد کیواسطے سمانہ مین گیا اور اپنے ولدہ مخدومہ کے وفات کی خبر سنکر دہلی کیطرف تہنا مراجعت کی اور بعد تکفین و تجہیز اور مراسم عزا کے پھر لشکر مین ملحق ہوا اور نسخ عزیمت تیرہندہ کرکے میوات کی طرف راہی ہوا اور لاہور اور جالندر کی حکومت نصرتخانسے براورده کرکے ملک آلہ داد لودھی کے مفوض فرمائی اور جسرت معاہ بادشاہ سے قویدل ہو کر جالندر کو بزور شمشیر نصرت خان سے چھینکر لشکر انبوہ کہکر ونسے فراہم لایا اور الہ داد لودھی سے جنگ کرکے غالب آیا اور جسرت کا فساد پھر قوی ہوا سلطان مبارک شاہ نے اکثر ولایات میوات کو تاراج کرکے جلال خان سے پیشکش لیا اور دہلی مین آیا اور خبر توجہ امیر شیخ علی کی تیرہندہ کیطرف فولاد غلام کے مدد کیواسطے منتشر ہوئی بادشاہ نے ناچار دوسری مرتبہ عزیمت پنجاب کی سنہ مذکور آٹھ سو چھتیس ہجری مین دہلی سے برآمد ہوا اور اول عماد الملک کو اُن امرا کی کمک کیواسطے جنھون نے تیرہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا تھا بھیجا جو کہ امیر شیخ علی کا لشکر عماد الملک سے ہراسان تھا تیرہندہ کی عزیمت موقوف کرکے لاہور کیطرف ایلغار کیا اور ملک یوسف اور ملک اسمٰعیل جو شہر کی محافظت کے واسطے مقیم تھے مردمان شہر کی مخالفت سے آگاہ ہو کر رات کو شہر سے برآمد ہو کر دیپالپور کیطرف مغرور رہے دوسرے دن امیر شیخ علی نے ایک فوج اُنکے تعاقب مین بھیجی اُنھون نے جاکر ایک جماعت کے خونسے زمین کو رنگین کیا اور ایک جماعت کو اسیر و دستگیر کیا اور خود شہر اور لاہور کے قلعہ پر متصرف ہوا اور قتل و اسیر و غارت مین کوئی دقیقہ نچھوڑا اور لاہور کے قلعہ کے جس مقام مین مسمار اور خلل پذیر تھا مرمت کی اور دو ہزار مرد جنگی کے سپرد کیا اور استعداد قلعہ داری دیکر دیپالپور کیطرف روانہ ہوا ملک یوسف اور ملک اسمٰعیل کہ اُسکے ہاتھ سے لاہور سے بھاگ کر وہان گئے تھے قلعہ کو خالی کرکے بھاگنا چاہتے تھے عماد الملک ماضی آیا اور اپنے بھائی احمد کو ولایت سرہند سے اُنکی مدد کو بھیجا جو کہ امیر شیخ علی نے ایک مرتبہ شکست فاحش پائی تھی جرأت جنگ نکر کے دیپالپور سے کوچ کیا اور قصبات دیپالپور اور لاہور کے درمیان پر متصرف ہوا اُسوقت سلطان مبارک شاہ نے تلونڈی مین پہونچکر حکم دیا کہ عماد الملک اور اسلام خان لودھی تیرہندہ سے حصول سعادت ملازمت مین فائز ہوویں اور باقی امرا اور منصب دار بستور قلعہ گیری مین مشغول رہین امیر شیخ علی بادشاہ کے آنے سے خبردار ہوا اور راب بہلم سے عبور کرکے اپنے بھتیجے مظفر خان کو اسیطرح سے قلعہ سیور مین چھوڑا اور خود کابل گیا سلطان نے ماکہ سمندر تحفہ کو جو دیپہ خطیر جسرت کو دیکر اپنے تئین اُسکے زندان ستم سے رہا کیا تھا

شمس الملک خطاب فرما کر دیپالپور اور جالندر اور لاہور کی حکومت پر تعین کیا شمس الملک ملک سکندر تحفہ نے
مع لشکر گران حصار لاہور کو قتل کیا اور مردم امیر شیخ علی کے بطلب امان کے قلعہ سپرد کر کے کابل کیطرف راہی ہوئے
اور سلطان نے طلبہ کی برابر آب راوی سے عبور کر کے سیور کے قلعہ کو محاصرہ کیا مظفر خان نے ایک مہینے تک اعلام
مدافعہ بلند رکھے آخر کو عاجز ہو کر بادشاہ کو بیٹی اور پیشکش دیکر عازم مراجعت کیا بادشاہ نے اردو کو دیپالپور کی
اطراف مین چھوڑا اور خود ایک جماعت مخصوصون سے ملتان مین گیا اور زیارت مشائخ کبار کر کے لشکر گاہ مین آیا
اور شمس الملک ملک سکندر تحفہ کو معزول کر کے صوبہ پنجاب اور دیپالپور عماد الملک کو عنایت فرمایا اور خود بسبیل استعجال
دہلی گیا اور چونکہ کام وزارت اور اشراف دونون ملک سرور الملک وزیر سے اجرا ہوتے تھے اور اُن کے دہم
سے ایمن نہ تھا کار اشراف ملک کمال الدین کو دیکر حکم دیا کہ دونون باتفاق سرانجام کرتے رہین اور ملک کمال الدین جو
مرد سنجیدہ اور کار آزمودہ تھا بجاے رجوعات ہو کر صاحب اختیار ہوا اور ملک سرور الملک وزیر اس بات سے
اور دیپالپور اور لاہور اور جاگیرات سابق کی عزل سے رنجیدہ خاطر ہو کر درپے اتفاق ہوا اور سدارن ولد کانکو کھتری اور
سدپال گنجوی کھتری کے پوتے کو کہ اس خاندان کے پروردہ اور صاحب حشم وخدم تھے ساتھ اپنے متفق کیا اور میران
صدر نائب عرض ممالک اور قاضی عبد الصمد حاجب خاص اور دوسرے آدمیونکو بھی بادشاہ کی مخالفت اور مقاصمت
مین موافق اور یکدل کر کے جویاے وقت ہوا اور اسوقت سلطان مبارک شاہ نے ماہ ربیع الاول کی ستر ھوین تاریخ ۸۳۷
آٹھ سو سینتیس ہجری مین نہر جون کے کنارے ایک شہر بنا فرما کر مبارک آباد نام رکھا اور شکار کے بہانہ سرہند کیطرف گیا اور تھوڑے
عرصہ مین اُس ملک کے زمیندارونکو مطیع اور فرمان بردار کیا اور اُسوقت خبر فتح پتہندہ کی مع سر فولاد غلام کے پہونچی سلطان پلٹکر
شہر مبارک آباد مین آیا اور سُنا کہ درمیان سلطان ابراہیم شرقی اور سلطان ہوشنگ مالوہی کے کالپی کی سرحد مین جنگ ہوتی ہے
سلطان مبارک شاہ نے کہ ہمیشہ ممالک شرقی کے تسخیر کی فکر مین رہتا تھا فرصت جانکر جمیع لشکر کو حکم دیا کہ سراپردہ بادشاہی ہلی کے
باہر نزدیک چبوترہ سیرگاہ کے برپا کرین اور چند روز اجتماع لشکر کیواسطے توقف فرمایا بیت اودرین تدبیر و آگہ نے کہ تقدیر فلک
صفحہ تدبیر را خط مشیت درکشد ہمہ اور جو سب سے نیکی کی تھی اور تغیر و تبدل کے سوا کوئی برائی اُن کا فرنعمتونسے نہ کی تھی اندیشہ غدر
ملک سرور الملک وزیر سے نہایت غافل ہو کر بے تکلف عمارات شہر مبارک آباد کے تمامکو جاتا تھا چنانچہ نوین ماہ رجب ۸۳۷
آٹھ سو سینتیس ہجری مین جمعہ کے دن بعادت مالوف معہود تھوڑے آدمی ہمراہ لیکر شہر مبارک آباد مین جاکر عمارات خاص مین فروکش ہوا
اور جمعہ کی نماز کا تہیہ کیا اُسوقت مثل میران صدر اور قاضی عبد الصمد ایک جماعت ہنود مسلح اور کمیل سے اندر گئے اور سدارن
ولد کانکو اپنی جماعت سے باہر رہا کر کوئی باہر سے اندر نجا سکے سلطان باوصف اسکے کہ اس جماعت کو ہتھیار
بند دیکھا غدر کی فکر نکر کے بحال اپنے بیٹھا رہا یہانتک کہ سدپال نے تلوار کھینچکر ضربت سلطان کے فرق مبارک پر پہونچائی
دو بہرون نے بھی چار و لطرف سے شمشیرین علم کر کے اُس شاہ بیعدیل و نظیر کو شہید کیا میران صدر نے سلطان شہید کو
اُسی جگہ ڈالکر اپنی تئین سرور الملک کے پاس پہونچایا اور بولا کہ مین نے اقرار کے بموجب سلطان کو قتل کیا اور ملک سرور الملک
وزیر یزید صفت نے اُسیوقت محمد شاہ کو سر پر سلطانی پر متمکن کر کے جہان کو اپنے مقصد مین دیکھا سلطان مبارک شاہ
مدت سلطنت تیرہ برس اور تین مہینے اور سولہ دن تھی اور یہ بادشاہ عاقل تھا اور اخلاق ستودہ مین اتصاف رکھتا تھا اور
کبھی ایام بادشاہی مین اُسکی زبان بفحش اور دشنام جاری نہوے اور مکروہات کے کرنے پھرا اور جمیع امور ملکی کو خود بنفس

تفیس تحقیق کرتا تھا تاریخ مبارک شاہی اُسکے نام مسطور ہوئی۔ **ذکر سلطنت سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا**۔ جیسا کہ رسم جہان ہے کہ جہان بے جہانداری کے نہین رہ سکتا ہے اُسی دن کہ سلطان مبارک شاہ شربت شہادت چکھکر روضۂ رضوان کی طرف راہی ہوا محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان سریر فرمانروائی ہندوستان پر جلوہ گر ہوا اور ملک سرور ملک وزیر کا فرنعمت خطاب خانجہانی پاکر خزانہ اور فیلخانہ اور توپخانہ بادشاہ مبارک شاہ پر متصرف ہوکر قوی دل ہوا اور تمام ہمت اُسپر مصروف کی کہ امرائے قدیم کو معزول کرکے امرائے جدید بحال کرے اور فرصت کے وقت سلطان محمد شاہ کو بھی مثل سلطان مبارک شاہ شہید کرکے خود خداوند تخت و تاج ہووے اور کمال الملک اور دوسرے امرا جو شہر کے باہر سراپردۂ سلطان مبارک شاہ شہید کے قریب فردکش ہوئے تھے تن رضا بہ قضا دیکر اُسی دن ناچار شہر مین داخل ہوئے اور سلطان محمد شاہ سے ظاہرا بیعت کرکے باطنا اپنے ولی نعمت کی انتقام کے فکر مین پڑے اور ملک سرور الملک وزیر نے شروع اپنا مقصد کرکے پہلے سدپال اور سدارن کھتری اور اُنکے قرابتیون کو قتل مبارک شاہ کے صلہ مین بیانہ اور امروہہ اور نارنول اور کرام اور چند پرگنے میان دوآب کے دیئے اور میران صدر کو بخطاب معین الملک مخاطب کرکے جاگیر خوب اور سید السادات سید سالم کے بیٹے کو بخطاب خان اعظم سید خان اقطاع لایق دیکر خوشدل اور محظوظ کیا اور اُمرا اور بندگان مبارک شاہی کو بیعت کے بہانہ سے دیوانخانہ مین طلب کرکے بعضے کو قتل اور بعضے کو مثل ملک کرم چند اور ملک مقبل اور ملک قنوج کو مقید کرکے جاگیرات بزرگ اپنے قبضہ مین لایا اور اپنے غلام مسمی یارانوشہ کو تحصیل مال چندسالہ کیواسطے سفانہ کو بھیجا اور وہ بارھوین تاریخ ماہ مذکور کو شہر سفانہ مین داخل ہوا اور چاہا کہ قلعہ کو اپنے قبضہ مین لاوے یوسف خان ادحدی خبردار ہوکر ہندوان سے سفانہ مین آیا اور یارانوشہ نے جنگ کرکے اُسکے عیال و اطفال کو اسیر کیا اور اُسوقت سو نفر امرائے خضر خانی اور مبارک شاہی سے کہ جاگیر و نمین اپنے تھے مانند ملک چمن حاکم بداؤن اور ملک آلہ داد لودھی حاکم سنبھل اور امیر علی گجراتی اور امیر کنٹک ترک بچکے علانیہ نشان مخالفت کے بلند کیے اور ملک سرور الملک وزیر خانجہان نے خان اعظم سید خان اور سدارن اور اپنے بیٹے یوسف کو ہمراہ کمال الملک کے اُنکے دفع کیواسطے مامور کیا اور جب وہ قصبۂ برنمین پہونچے کمال الملک نے چاہا کہ فرصت دیکر بانتقام خون ولی نعمت کے یوسف خان پسر ملک سرور الملک وزیر خانجہان اور سدارن کو قتل کرے اور ملک آلہ داد نے جب جانا کہ کمال الملک کسی فکر مین ہے خاطر جمع سے اہار مین استقامت کرکے حرکت نہ کی ملک سرور الملک وزیر خانجہان نے کمال الملک کی فکر پر آگاہی پاکر ملک ہشیار اپنے غلام کو مع لشکر کثیر امداد کے بہانہ کمال الملک کے پاس بھیجا تو محافظت یوسف اور سدارن کی کرکے اس درمیان مین ملک چمن ملک آلہ داد کے پاس اہار مین آیا اور سدارن اور ملک ہشیار جو کمال الدین سے متوہم تھے اس بات سے پیشتر ڈرکر آدھی رات کو دہلی کیطرف بھاگے اور کمال الملک نے جب اُنکے مفرور ہونے سے خبر پائی آدمی بھیجکر ملک آلہ داد اور ملک چمن اور امرائے موافق کو طلب کیا اور یہ بلا توقف و تامل اُسکے شریک ہوئے اور علاوہ اُنکے اور بھی آدمی اطراف سے جمع آنکر کمال الملک مع لشکر گران سلخ ماہ رمضان کو دہلی کیطرف متوجہ ہوا ملک سرور الملک وزیر خانجہان ناچار قلعہ سیر مین متحصن ہوا اور تین مہینے تک حرب و ضرب مین مشغول رہا اور حکام اطراف کے روز بروز کمال الملک کے پاس آتے کام محصورون پر تنگ کرتے تھے سلطان محمد شاہ نے کہ بیوفائی سرور الملک وزیر کی یقین کی آنکھ سے مشاہدہ کیا تھا خاطر مردم بیرونی پر رکھتا تھا اور قابو ڈھونڈھتا تھا کہ آپ کو کمال الملک کے پاس پہونچاوے یا سرور الملک کو تہ تیغ کرے

اور سرور الملک نے اس بات کو سمجھکر چاہا کہ پیشدستی کرے چنانچہ محرم کی آٹھوین تاریخ ۸۳۸ھ آٹھسو اڑتیس ہجری مین اپنے آدمیون اور میران صدر کے بیٹونکو بقصد غدر مسلح کرکے سراپردۂ بادشاہی مین داخل کیا اور بادشاہ جو ہمیشہ ہوشیار رہتا تھا ایک جماعت کو اپنے محافظت کے واسطے موجود رکھتا تھا اشارہ سرور الملک وزیر خان جہان کے قتع اور قتل کا فرمایا سرور الملک وزیر نے شتاب اُس جماعت کے حملہ کی نہ لاکر بھاگنے کا ارادہ کیا قریب تھا کہ قدم سراپردہ سے باہر رکھ کر اپنے آدمیون سے ملحق ہووے کہ بادشاہ کے سپاہیون نے پہونچکر شمشیر آبدار سے اسکو پارہ پارہ کیا اور میران صدر کے بیٹونکو کہ حرام خور ترین از حوا خوران تھے گرفتار کرکے سر و بار اُنکی گردن ماری لیکن سرور الملک کے اور رفقا اپنے مکانون مین محکم ہوکر جنگ مین مشغول ہوئے سلطان محمد شاہ نے آدمی کمال الملک کے پاس بھیجکر اُسے آگاہ کیا کمال الملک اور تمام اُمرا مستعد ہوکر بدایون کے دروازہ سے شہر کے اندر آئے اور سدپال نے اپنی حیات سے امید قطع کرکے بھی کافران ہوا اپنے گھر مین آگ روشن کرکے زن و فرزندون کو جلاکر جنگ مین مصروف ہوا اور یہان تک لڑا کہ مارا گیا اور سدارن مع جمیع کھتریون کے گرفتار ہوا اور بادشاہ کے حکم کے بموجب سلطان شہید کے خلیفہ کے قریب بعقوبت و شدائد تمام قتل ہوئے اور ملک ہشیار اور ملک مبارک جو سرور الملک کے قرابتیون اور رفیقون سے تھے لعل دروازہ کے نزدیک انکو پھانسی دیگئی جب کھتریون اور دوسرے متعلقون ملک سرور الملک نے اپنے گھرونمین محکم ہوکر جنگ پر کمر کسی سلطان محمد شاہ نے حکم دیا کہ دروازہ بغداد کو مفتوح کرکے کمال الملک اور دوسرے دولتخواہون کو بلاوین چنانچہ کمال الملک نے مع جمیع اُمرا شہر مین داخل ہوکر باغیون کے مکانکو مقفل کرکے سب کو گرفتار کیا اور تیغ آبدار سے سب کے سرتن سے جدا کرکے باقی سے سبکدوش کیا اظم چنین است آئین گردندہ دورہ گہ مہربانی کندگاہ جور بہ دوران امید وفا داشتن بود چشم نوراز نہا داشتن بود رسم روزست ای بوالہوس مہر او نشان وفا نیست در چہرہ او دوسرین کمال الملک اور تمام امرا نے سلطان محمد شاہ سے بیعت کی اور کمال الملک کمالخان ہوکر منصب وزارت پر منصوب ہوا اور ملک چمن ساتھ غازی ملک نے مخاطب ہوا اور ملک الہ داد نے خطاب قبول نہ کیا لیکن اپنے بھائی کیواسطے خطاب دریا خانیہ کا لیا اور ملک کھوتر اج مبارکخانی اقبالخان کے ساتھ مخاطب ہوکر بدستور سابق حصار فیروزہ کے تاوہ دایرین سرفراز ہوا اور خان اعظم سید خان ساتھ لقب مجلس عالی کے مخصوص ہوا اور حاجی صندلی المشہور حسام خان نے دہلی کی کوتوالی پائی اور اقطاعات اور پرگنات اور عہدے ہر شخص کے ساتھ مقرر ہوئے اور جب سلطان محمد شاہ دہلی کی مہمات سے فارغ ہوا ارکان دولت کی صلاح سے ربیع الاول سنہ مذکور مین بعزم سیر ملتان کی عزیمت فرمائی اور مبارکپور کے چبوترہ کے قریب قرد کش ہوا اور احضار لشکر کے واسطے حکم دیا اکثر اُمرا اُن مین متردد ہوئے اور جب عماد الملک ملتان سے خدمت مین حاضر ہوا تمام اُمرا اور افسران سپاہ مثل اسلام خان لودھی اور یوسف خان اوحدی اور اقبال خان کے دربار مین حاضر ہوئے اور خلعتہاے فاخرہ سے سرفرازی پائی سلطان محمد شاہ نے ملتان مین جاکر مشائخ کی زیارت حاصل کی اور انتظام اُس ولایت کا ساتھ ایک معتمد کے رجوع کرکے دہلی مین معاودت کی اور سنہ ۸۴۰ آٹھسو چالیس ہجری مین سمانہ کی طرف گیا ایک فوج جسرت کمکر کی ولایت پر کہ فساد کرتی تھی بھیجا یہانتک کہ اُسکی ولایت کو تخت و تاراج کرکے پلٹ گئی اور خود دہلی مین آیا پھر ایسا مستغرق عیش و عشرت ہوا کہ ملک و مالکی پروا نرہی اس سبب سے خلل عظیم واقع ہوا ملک بہلول لودھی کہ اپنے چچا کی فوت کے بعد سلطان شاہ المخاطب باسلام خان حاکم سرہند ہوا تھا اُسوقت دیپالپور اور لاہور اور پانی پت پر بحکم بادشاہ کے متصرف ہوا بیت چو شہ باز ماند

زیر دائے ملک ہفتد ہر سرے را تمنائے ملک ہ بادشاہ نے ساتھ اس تفصیل کے جو عنقریب مذکور ہوگی لشکر بھیجکر
انکو مفرور کیا اور بہت سے پٹھانون معتبر کو قتل کیا اور ملک بہلول بجریعت کرکے سرہند اور پنجاب مین آیا اور دوبارہ پانی پت
تک متصرف ہوا بادشاہ نے اس مرتبہ حسام خان کو تعین کیا اور حسام خان شکست فاحش پاکر دہلی مین آیا اور
ملک بہلول نے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ اگر حسام خان کو آپ قتل کرین مین آپکی اطاعت اور فرمان برداری مین سرگرم
رہون بادشاہ نے مدعی کا کلام گوش ارادت سے سنکر حسام خان کو قتل کیا اور حمید خان کو وزیر کرکے دوسرے کو خطاب
حسام خان نیابت وزارت سے سرفراز کیا حکام نے اصراف زبونی بادشاہ کے مشاہدہ کرکے آسکے ممالک مین طمع کی اور
جب زمینداران بلوچستان کو ایسا دیکھا ہاتھ ادائے مال سے کھینچا اور سلطان محمد شاہ نے کسی کی تادیب
وتنبیہ مین ہرگز التفات نفرمائی بے پروائی اُسکی عالمگیر ہوئی اور ابراہیم شاہ شرقی بعضے پرگنات پر متصرف ہوا اور
سلطان محمود خلجی سلطان مالوہ نے دہلی کے تسخیر کا قصد کیا اور ۸۴۴ھ آٹھ سو چوالیس ہجری مین دہلی کے دو کوس پر آنکر
ضبط ولایت مین قیام کیا محمد شاہ نے مضطرب ہوکر اپنے ایلچی ملک بہلول کے پاس بھیجے اور بمبالغہ اور ابرام تمام اُسے
مدد کیواسطے طلب کیا ملک بہلول بیس ہزار سوار جرار لیکر دہلی مین آیا سلطان محمد شاہ باوجود شوکت ولشکر بسیار
نے خود ارادہ جنگ نکرکے امرا سے کہا کہ میرے سوار ہونیکی حاجت نہین ہے تم افواج آراستہ کرکے جنگ کرو امرا نے
حسب الحکم سلطان کے محمود خلجی مالوہی کے مقابل افواج ارا ستہ کی ملک بہلول مع اپنے لشکر کہ اُسمین اکثر پٹھان اور
مغل تیرانداز تھے مقدمہ سپاہ دہلی ہوئے سلطان محمود مالوہی نے جب سُنا کہ بادشاہ خود نہین آیا اُسنے بھی اپنے بیٹون
غیاث الدین اور قدر خان کو جنگ کیواسطے بھیجا چنانچہ طرفین سے شام تک آتش کارزار مشتعل رہی اور ملک بہلول
نے اُسکے آدمیون سے حملے رستمانہ کیے چنانچہ لشکر دہلی اُس دن اُسکے مساعی جمیلہ سے شاخوان اور محظوظ ہوا اور
سلطان محمود خلجی مالوہی اُس رات کو خواب پریشان دیکھکر مشوش ہوا اور صبح کیوقت سنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مدد
کیطرف سے آتا ہے زیادہ تر دلگیر ہوکر صلح کی فکر مین ہوا لیکن غیرت کے سبب اسکا تذکرہ زبان پر نہ لایا اور اُس وقت
سلطان محمد شاہ مرتکب ایسے امر کا ہوا کہ کوئی شاہان دہلی سے نہوا تھا وہ یہ ہے کہ بے سبب اور بے تقریب سر دین جنگ
کے آپکو دست توہم مین سپرد کرکے امرا اور ارکان دولت کے بے مشورہ ایک جماعت صلحا سے سلطان محمود خلجی مالوہی کے
پاس بھیجکر طالب مصالحہ ہوا سلطان محمود خلجی بیامر خدا سے چاہتا تھا قبول کیا اور احسان کرکے اسیوقت کوچ کیا
اور ملک بہلول نے بادشاہ کی لواسے مثل مارکے پیچتاب کھایا اور پھر سوار ہوکر مالوہیون کا پیچھا کیا اور ایک جماعت کثیر کو طعمۂ
تیغ خون آشام کیا اور مال ومتاع وافر دستیاب کرکے لشکر دہلی کی آبرو نگاہ رکھی سلطان محمد شاہ نہایت خوشحال ہوا اور ملک بہلول کو
اپنی فرزندی مین لاکر خانخانان خطاب زرانی رکھا لیکن بطلب صلح سلطان محمد شاہ کی زبونی کا سبب ہوا اُسکا نظرون اور دلون مین قرب
اور اعتبار نہا اور سلطان محمد شاہ ۸۴۵ھ آٹھ سو پینتالیس ہجری مین سمانہ کیطرف گیا اور حکومت لاہور اور دیپالپور کی ملک بہلول
لودی اور جسرت کھکر کے دفع کیواسطے مقرر کیا اور خود وہان سے بازگشت فرمائی اور ملک بہلول دلایت لاہور مین
نہایت قوی ہوا اور پٹھان بکثرت اُسکے پاس فراہم ہوئے اور جسرت کھکر نے اُسکے ساتھ طریق دوستی کا نا پکڑ دہلی
کی بادشاہی کی ترغیب دی ملک بہلول کے ہولے بادشاہی سر مین پڑی اور بہت سے پرگنات پر متصرف ہوکر
ایک جماعت تمام بہم پہونچائی اور بے سبب ظاہری ساتھ محمد شاہ کے بنیاد مخالفت کی ڈالی اور باکمال اہبت اور

استیلا کے سلطان محمد شاہ پر لشکر کشی کی اور دہلی کو محاصرہ کرکے بے نیل مرام پلٹ گیا اور سلطان محمد شاہ نے روز بروز سستی قبول کرکے کام اس نہایت کو پہونچایا کہ اُمرا سے نزدیک نے سر اُسکی اطاعت سے پھیرا اور بیانہ کے زمیندار متمردی اور سرکشی اختیار کرکے سلطان محمود خلجی سے جا ملے سلطان محمد شاہ اُسوقت بیمار ہوا اور ۸۴۹ھ آٹھ سو انچاس ہجری میں اس دار ناپائدار سے عالم باقی کیطرف رحلت کی اور اُسکا بیٹا سلطان علاء الدین سریر سلطنت پر متمکن ہوا **بیت** زہے ملک دوران سر دلنشیب ✤ پدر رفت و پائے پسر در رکیب ✤ سلطان محمد شاہ کی مدت سلطنت بارہ برس اور چند ماہ تھی۔ **ذکر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ کی سلطنت کا۔** بادشاہ علاء الدین نے جب قدم تخت دہلی پر رکھا تمام اُمرا سوائے ملک بہلول لودہی کے تخت گاہ میں حاضر ہوئے اور حلقہ بیعت اُسکا اپنے زیب گوش کیا اور بادشاہ علاء الدین ۸۵۰ھ آٹھ سو پچاس ہجری میں بیانہ کیطرف روانہ ہوا ثنائے راہ میں مشہور ہوا کہ جون پور کا بادشاہ دہلی کے تسخیر کیواسطے آتا ہی باوجود اسکے کہ یہ خبر غلط تھی دہلی میں پلٹ آیا حسام خان نے کہ وزیر الممالک اور نائب غیبت تھا عرض میں پہونچایا کہ بجز استماع خبر دروغ مراجعت کرنا بادشاہوں کی شان کے خلاف ہی بادشاہ کو یہ بات گران آئی اظہار رنجش کیا اور خلائق پر ظاہر ہوا کہ بادشاہ اپنی بات سے سست تر اور امر سلطنت میں نہایت بیوقوف ہی اور ۸۵۱ھ آٹھ سو اکاون ہجری میں بادشاہ علاء الدین بداؤن کی طرف گیا اور رہوا وہان کی خوش آئی ایک مدت توقف کیا اور جب دہلی میں آیا ارشاد فرمایا کہ مجھے ہوا بداؤن کی دہلی سے زیادہ موافق ہی حسام خان نائب وزیر جو اُس یورش میں ہمراہ تھا اُسنے اُسکو نصیحت کی الا سود مند نہ آئی اور سیطرح خاطر اُس کی بداؤن کیطرف مائل رہی اُسوقت تمام ہندوستان طوائف ملوک ہوا دکن اور گجرات اور مالوہ اور جون پور اور بنگالہ پر شاہان صاحب سکہ نے قبضہ کیا جیسا کہ پنجاب اور دیپالپور اور سرہند اور پانی پت کو ملک بہلول لودھی اپنے قبضہ میں رکھتا تھا اور مہرولی سرائے لاڈو پر جو شہر دہلی کے متصل ہی احمد خان میواتی متصرف ہوا اور سنبھل کو گذر خواجہ خضر تک کہ دہلی میں پیوستہ ہی دریا خان لودھی اور کول کو عیسیٰ خان ترک بچہ اور رابری کو قصبہ بھونگا تون تک اور قطب خان افغان اور کنپل پٹیالے کو رائے پرتاب اور بیانہ کو داؤد خان اوحدی تصرف میں لایا فقط شہر دہلی اور چند مواضع اور بادشاہ کے قبض و دخل میں رہے اسی قدر ریاست میں بادشاہی کرتا تھا اور اندنون میں ملک بہلول لودھی نے مثل عہد سلطان محمد شاہ کے پھر تسخیر دہلی کے قصد میں لشکر کھینچکر محاصرہ کیا الا ناکام ہوکر پلٹ گیا الغرض بادشاہ علاء الدین نے امر بادشاہی کے تقویت کے بارہ میں متامل ہوکر قرہ مشورہ کا ساتھ قطب خان اور عیسیٰ خان اور رائے پرتاب کے درمیان میں لایا چونکہ وہ بادشاہ کو ضعیف ترکیا چاہتے تھے بولے کہ امرا حمید خان سے دلتنگ ہیں اگر اُسے منصب وزارت سے معزول کرکے محبوس کریں تمام مطیع اور فرمان بردار ہوں اور امر بادشاہی رواج اور رونق زیادہ قبول کرے اور چند پرگنہ امرا سے برادردہ کرکے شریک خالصہ بادشاہی کریں بادشاہ علاء الدین جو عقل سے بے بہرہ تھا فی الفور قبول کرکے حمید خان کو زنجیر میں کھینچا **بیت** کسی کو تا بگل گوید کہ از مرغان بستانی ✤ تراجز پیلبے بنوہ چہ دارے بستہ پرا و را ✤ اُسوقت ارادہ بداؤن کی روانگی کا کرکے فرمایا کہ میں وہان استقامت کیا چاہتا ہوں حسام خان نے پھر از روے اخلاص عرض میں پہونچایا کہ دہلی کو چھوڑنا اور بداؤن کو پاے تخت کرنا صلاح دولت نہیں ہی بادشاہ نے اُسکے قول کو سماعت نہ کی اور پیشتر سے زیادہ تر اُس سے رنجیدہ ہوا اور اُسے اپنی مصاحبت سے جدا کرکے دہلی میں

چھوڑا اور برادر ان زن یعنی ایک سالہ کو دہلی کا کوتوال کیا اور دوسرے کو عہدہ امیری دیوان امیر کو ہی مرحمت کرکے
اواخر سنہ ۸۵۲ آٹھ سو باون ہجری مین بداؤن کیطرف روانہ ہوا اور اسی چند روز مین دونون بھائیون کے درمیان مین نزاع
بہم پہونچی ایک مارا گیا اور دوسرے کو مردم شہر نے حسام خان کے اغوا سے قصاص کو پہونچایا اور بادشاہ کہ عیش و
عشرت مین مشغول تھا ساتھ اُسکے ملتفت نہوا جب بداؤن مین پہونچا قطب خان اور رائے پرتاب نے ملازمت کی اور
عرض کی کہ امرا حمید خان کے زندہ رہنے سے پریشان خاطر ہین اگر سلطان اسے قتل کرے چالیس پرگنے خالصہ بادشاہی مین
داخل ہون اور رائے پرتاب اس بارہ مین کوشش زیادہ کرتا تھا کسواسطے کہ قبل اس سے فتح خان پدر حمید خان ولایت رائے
پرتاب کو تاراج کرکے اُسکی عورت پر متصرف ہوا تھا اُسوقت چاہتا تھا کہ اُسکے فرزند حمید خان سے انتقام لے اور سلطان
نے جو عاجز مطلق تھا اور عقل سے چندان بہرہ نرکھتا تھا حکم اُسکے قتل کا دیا لیکن حمید خان کے بھائیون اور بہواخواہون نے
اس معنی سے اطلاع پائی بہزار حیلہ و تدبیر زندان ستم سے نکلکر دہلی کیطرف بھاگے اور ملک محمد جمال جو نگہبان اُسکا تھا
آگاہ ہوکر پیچھے سے دہلی مین آیا اور حمید خان کے مکان پر جاکر جنگ مین مشغول ہوا ملک محمد جمال زخم تیر سے مارا گیا اور
حمید خان حرم سرائے سلطانی مین در آیا اور عورتون اور لڑکیون اور شاہزادون کو باہر نکالکر سب کو سروپا برہنہ
نہایت اہانت اور بیعزتی سے حصار شہر سے باہر کیا اور خزانے اور اسباب بادشاہی پر متصرف ہوا بادشاہ نے بدبختی سے
موسم برسات کا بہانہ کرکے انتقام کو امروز فردا مین ڈالا حمید خان فرصت پاکر اس فکر مین ہوا کہ دوسرے کو بادشاہ بناکر تخت
سلطنت پر بٹھاوے یعنی سلطان محمود شرقی حاکم جونپور کو جو سلطان علاء الدین سے قرابت رکھتا تھا برائے نام بادشاہ
بناوے اور دراصل خود بادشاہ ہووے ملک بہلول لودھی جو گھات مین ایسے وقت کے تھا اپنے بخت کو مرحبا کہکر بادشاہ
علاء الدین کو لکھا کہ مین حمید خان کے دفع کیواسطے دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور وہ باجمعیت تمام کوچ پر کوچ کرکے دہلی مین
آنکر متصرف ہوا اور آیندہ جو وقوع مین آویگا تحریر ہوگا پھر ایک مدت کے بعد حمید خان کو اٹھاکر اپنے تئین بادشاہ بہلول
مشہور اور موسوم کیا اور خطبہ مین نام بادشاہ علاء الدین کا داخل کرکے اسی سال کہ سنہ ۸۵۴ آٹھ سو چون ہجری تھی دہلی کو اپنے
بڑے بیٹے خواجہ یزید اور دوسرے امرا کے سپرد کرکے اقتضاے وقت کے سبب دیپالپور کیطرف گیا اور افغانون کے
فراہمی اور ضبط ولایت مین مشغول ہوکر بادشاہ علاء الدین کو لکھا کہ مین نے بادشاہ کی توجہ سے حمید خان کو دفع کیا اور
امر سلطنت کو جو کف اختیار سے گیا تھا قبضہ مین لایا اور شہر کو آپ کے نام محافظت کرکے سلطان کا نام خطبہ سے نہین گرایا
بادشاہ نے اسکے درجواب مین ارقام کیا کہ جو میرے والد ماجد نے تجھے فرزند کیا تھا تو میرا بڑا بھائی ہے مین نے بادشاہی تجھے ازراہی
رکھی اور مین نے بداؤن پر قناعت کی سلطان بہلول کامیاب ہوکر ماہ ربیع الاول کی سترھوین تاریخ سنہ ۸۵۵ ہجری مین یکبارگی
امر سلطنت مین مشغول ہوا اور نام بادشاہ علاء الدین کا خطبہ سے قلم انداز کیا اور چتر شاہی اپنے سر پر لگایا اور بادشاہ علاء الدین
بداؤن کے گوشہ مین مدت تک زندہ رہا آخر سنہ ۸۸۳ آٹھ سو تراسی ہجری مین قضاے الٰہی سے مرگیا مدت اُسکی سلطنت کی دہلی مین
سات برس اور چند ماہ تھی اور بداؤن کی حکومت اُٹھائیس برس رکھی۔ **ذکر سلطنت سلطان بہلول لودھی کا۔**
مرقوم کلک جواہر سلک ہوتا ہی کہ ایک جماعت افغانان لودھی سے آپس مین یار و مصاحب ہوکر ہمیشہ سوداگری کے واسطے
ہندوستان مین آمد و شد کرتے تھے اور اُس جماعت کے درمیان سلطان فیروز شاہ باریک کے عہد سلطنت مین ملک
بہرام جو ملک بہلول لودھی کا دادا تھا اپنے بڑے بھائی سے رنجیدہ ہوکر جدا ہوا اور ملتان مین آیا اور ملک مروان دولت

حاکم ملتان کا ملازم ہوا اور اُسکے پانچ بیٹے تھے ملک سلطان شہ اور ملک کالا اور ملک فیروز اور ملک محمد اور ملک خواجہ اور ان پانچون نے اپنے باپ کے فوت کے بعد ملتان مین سکونت اختیار کی اور جب خضر خان سلطان فیروز شاہ کے عہد مین ملتان کا حاکم ہوا ملک سلطان شہ اُسکے ملازمون کے سلک مین منتظم ہوکر سردار جماعت افغان ہوا اور نجت کی مساعدت سے اُس لڑائی مین جو خضر خان نے ملو اقبال خان کے ساتھ کی تھی ملک سلطان شہ ملک اقبال خان کے ساتھ ہوکر لڑا اور اُسے قتل کیا اس سبب سے خضر خان کے نزدیک درجۂ اعتبار کے لائق ہوکر خطاب اسلام خانی اور سرہند کی حکومت سے سرفراز ہوا اور اُسکے بھائی ہمراہ اُسکے رہتے تھے ازانجملہ ملک کالا جو ملک بہلول لودھی کا باپ تھا بھائی کے توجہ سے پرگنہ دورالہ کا حاکم ہوا اور ملک کالا کے چچا کی بیٹی اُسکے نکاح مین تھی اور وہ ملک بہلول لودھی کی والدہ تھی وضع حمل کے قریب مکان کے نیچے دبکر مرگئی تھی اور ملک بہلول لودھی اُسکے پیٹ مین تھا اُسی وقت شکم چاک کرکے برآورد کیا گیا اور جب حیات کے آثار اُس مین پائے اُسکی محافظت مین مشغول ہوئے اور ایک مدت کے بعد ملک کالا افغانان تتاری کی جنگ مین مارا گیا اور اُسوقت ملک بہلول کا نام ملو مشہور تھا اپنے چچا اسلام خان کے پاس سرہند مین جاکر پرورش پائی اور جب کسی معرکہ مین آثار رجلادت اور شجاعت ظاہر کیے اسلام خان اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کرکے تربیت مین مصروف ہوا کہتے ہین کہ رفتہ رفتہ اسلام خان اس مرتبہ کو پہونچا کہ بارہ ہزار افغان کہ اکثر عزیز اور ہمقوم تھے اُسکے ملازم ہوے اور اسلام خان نے ہنگام رحلت باوجود پسران رشید ملک بہلول لودھی کو اپنا قائم مقام کرکے وصیت فرمائی اُسکے بعد کہ اسلام خان نے محمد شاہ کے عہد مین اس دار بے ثبات سے انتقال کیا اُسکے نوکرونکے تین فرقہ ہوے چنانچہ افغانون نے وصیت کے موافق ملک بہلول کی ہمراہی اختیار کی اور بعضے ملک فیروز برادر اسلام خانکے ساتھ کہ وہ بھی بادشاہ دہلی سے منصب رکھتا تھا موافق ہوے اور بعضون نے قطب خان ولد اسلام خان کا ساتھ دیا ملک بہلول لودھی نے کہ رشید تر تھا ساتھ مرور اور تدریج کے استقلال تمام پہونچا کر ملک فیروز اور قطب خان کو ضعیف کیا اور قطب خان نے اس نزاع کے سبب سرہند سے سلطان محمد شاہ کے پاس دہلی مین جاکر ارکان دولت کے وسیلہ سے معروض رکھا کہ افغانون نے سرہند مین ہجوم کیا ہی آخر اُنسے ایک خلل ملک مین حادث ہوگا سلطان محمد شاہ نے ملک سکندر تحفہ کو مع لشکر گران قطب خان کے ہمراہ تعین کیا کہ سرہند مین جاکر افغانونکو درگاہ مین بھیجے اور اگر تمردی کرین سرہند سے نکالدے اور حسرت کمکر کو بھی ساتھ ہی مضمون کے فرمان صادر ہوا افغانان اس بات سے خبردار ہوکر کوہستان مین پناہ لیگئے حسرت کمکر اور ملک سکندر تحفہ نے افغانونکو پیغام دیا کہ تم سے کوئی تقصیر ظہور مین نہین آئی ہی بھاگنے کا کیا سبب ہی اُنھون نے عہد طلب کیا چنانچہ پیمان با ایمان اُنسے موکد ہوا ملک فیروز لودھی اپنے بڑے بیٹے شاہین خان اور بھتیجے ملک بہلول کو اہل وعیال سپرد کرکے خود مع افغانان معتبر ملک سکندر تحفہ اور حسرت کمکر کے پاس گیا اور اُنھون نے قطب خانکی تحریک سے نقض عہد کرکے ملک فیروز لودھی کو قید کیا اور افغانونکو قتل کرکے لشکر اُنکی اہل وعیال کے سر پر بھیجا ملک بہلول اہل وعیال کو مقامہاے محفوظ اور جاہاے قلب مین لیگیا اور شاہین خان مع افغانان ہمراہی جنگ پر آمادہ ہوا کچھ افغان زندہ دستگیر ہوئے اور باقی مع شاہین خان قتل ہوے اور جب اُنکے سر سرہند مین لائے حسرت کمکر ملک فیروز لودھی سے مقتولونکو استفسار کرتا تھا اور وہ ایک ایک اسم بتاتا تھا یہانتک کہ اسکے فرزند کا سر اُسکے روبرو لائے ملک فیروز نے کہا کہ مین اُسے نہین پہچانتا حسرت کمکر کے آدمیون نے عرض کی کہ یہ مرد نہایت شجاع تھا ایسی ایسی جوانمردی اور بہادری کی ملک فیروز زار زار رونے لگا

لوگون نے رونے کا سبب پوچھا بولا کہ یہ میرا فرزند ہی مین شرم سے کہ مبادا اُسنے جنگ مین سستی کی ہو اُسکا نام پوشیدہ رکھتا تھا اب کہ میری دلجمعی ہوئی اظہار کیا اور معلوم ہوتا ہی کہ ملک بہلول اس جنگ مین موجود نہ تھا سلامت نکل گیا ہی وہ انتقام تم سے لیگا اور اُسکے بعد حسبرت کہکر ملک سکندر تحفہ کو سرہند سپرد کرکے پنجاب گیا اور بندیونکو دہلی بھیجا ملک بہلول لودھی نے آشناؤن اور دوستون سے مبالغ قرض لیکر افغانون کو تقسیم کیے اور ایک جماعت کو اپنا شریک اور متفق کرکے رہزنی اور تاخت ولایات مین مشغول ہوا اور جو کچھ دستیاب ہوتا تھا اپنے ہمراہیونکو دیتا تھا اور تھوڑے عرصہ مین پٹھان کثیر اور مغل قلیل اُسکے پاس جمع ہوئے اور ایک مدت کے بعد ملک فیروز دہلی سے بھاگ کر ساتھ اسکے ملحق ہوا اور قطب خان بھی اپنے فعل سے پشیمان ہوکر ساتھ اُسکے متفق ہوا ملک بہلول پھر سرہند کو اپنے تصرف مین لایا سلطان محمد شاہ نے اس مرتبہ حسام خان وزیر الممالک کو مع افواج بیشمار اس فساد کے دفع کے واسطے بھیجا اور موضع کدہہ کہ موضع پرگنہ خضر آباد اور شاہپورہ سے ہی ملک بہلول لودھی اسکے پیدا ئین آیا اور صفوف حرب راستہ کی اور حسام خان کو شکست دیکر قوت اور مکنت تمام بہم پہونچائی کہتے ہین ابتداے حال اُسوقت کا کہ ملک بہلول اپنے چچا اسلام خانکی خدمتمین پہونچا تھا ایکدن سماع مین اپنے دو یار ہمراہ لیکر سید اتام درویش کی خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا اور دوزانو ہوکر مؤدب بیٹھا اور وہ مجذوب بڑبڑاتا تھا کہ کون ایسا شخص ہی کہ دہلی کی بادشاہی دو ہزار تنکہ کو مول لیوے ملک بہلول لودھی ایکبار اور چھ سو تنکہ اپنے پاس موجود رکھتا تھا وہ درویش کے روبرو پیشکش کیے اور عرض کی کہ اس سے زیادہ میرے پاس موجود نہین اُس بزرگوار نے قبول کرکے فرمایا دہلی کی بادشاہی تجھے مبارک ہو ہمراہیون نے اُسکی اس حرکت سے تمسخر اور استہزا کیا اُسنے جواب دیا کہ یہ امر دو حال سے خالی نہین ہی اگر یہ امر یعنی حصول سلطنت وقوع مین آیا مفت سودا کیا اور جو ظہور مین نہ آیا خدمت فقرا کی خیر سے خالی نہین بیت سالکان رہ ہمت چو ارادت بندند ۔ ملک کاوس فریدون بگدائے بخشند ۔ ملک بہلول ساتھ ملک فیروز اور سائر اقربا اور عشائر کے اُس حدود دریاے پتلک متصرف ہوا اور قوت اور استعداد تمام بہم پہونچائی اُسکے بعد حسام خان وزیر الممالک کو شکست دیکر عریضہ مشتمل بر حسن عقیدت سلطان محمد شاہ کی خدمتمین ارسال رکھا اور اُسمین یہ بھی تحریر کیا کہ مین حسام خان وزیر الممالک کی ناراضیوان سے ملازمت سے محروم و مہجور رہون اگر اسے قتل کرین اور منصب وزارت حمید خانکو مرحمت فرمائین بندہ آپ کا مطیع اور فرمان بردار رہوگا بادشاہ نے بے تامل حسام خان وزیر الممالک کو بے صدود قصور قتل کیا اور ملک بہلول از روے اخلاص سلطان کی ملازمت کرکے سرہند اور اس نواحی کا بطور جاگیر دار کے مقرر ہوا اور اس حدود مین لودھی کمال استقلال سے رہتے تھے اور جب سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ کو بقصد تسخیر دہلی مع فوج روانہ کیا سلطان محمد شاہ لشکر کا محتاج ہوا اسے سرہند سے طلب کیا اور ملک بہلول بیس ہزار افغان و مغل جمع لاکر جیسا کہ تحریر ہوا بادشاہ کی کمک کو آیا دوسرے دن داد مردی اور مردانگی دیکر بادشاہ سے خطاب خانخانی کا پایا اور سرہند مین آنکر بحکم بادشاہ کے نہایت غلبہ سے لاہور اور دیپالپور اور سنام اور دوسرے پرگنات پر متصرف ہوا اور نہایت غلبہ اور تسلط سے نشان مخالفت بلند کیا اور اسقدر ملک پر بھی اکتفا نکر کے بادشاہ پر فوج کش ہوا اور ایک مدت محاصرہ کیا جب دہلی فتح نہوئی سرہند کیطرف ہمت کی اور اپنے استحکام مین کوشش کی اور اپنا سلطان محمد خطاب کرکے خطبہ اور سکہ تسخیر دہلی پر موقوف رکھا اُسوقت سلطان محمد شاہ فوت ہوا اور اُسکا فرزند سلطان علاء الدین تخت پر بیٹھا اور چند سال کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا حمید خان نے اُسے سرہند سے طلب کرکے ۸۵۵ آٹھ سو پچپن ہجری مین بادشاہ بنایا اُسوقت سلطان بہلول لودھی کے نو بیٹے تھے

خواجہ بایزید نظام خان جو آخر کو ساتھ بادشاہ سکندر کے مخاطب ہوا اور بابر بیگ شاہ اور مبارک خان اور عالم خان مشہور بہ بادشاہ علاء الدین اور جمال خان اور میان یعقوب اور فتح خان اور میان موسی اور جلال خان اور دیگر امرائے نامی سے کہ اکثر سلسلہ یگانگی اور نسبت خویشی کی اُس سے رکھتے تھے چونتیس شخص تھے قطب خان ابن اسلام خان لودھی خان جہان لودھی دایما خان لودھی تاتار خان ابن دریا خان لودھی مبارک خان لوہانی یوسف خان خاص خیل عمر خان شروانی قطب خان ابن حسین خان افغان احمد خان میواتی یوسف خان جلوانی علیخان ترک بچہ شیخ ابو سعید ترغلی احمد خان سیستانی خانخانان قرلی خانخانان لوہانی شمشیر خان وزیر خان خانخان بن اسد خان شیخ احمد شروانی نہنگ خان لشکر خان شہاب خان منشی مبارز خان مہتر رستم خان جونہ خان بن غازی خان ملک چمن بنہ خانجہان عماد الملک اقبال خان میان فرید معروف بقرمکی شیخ جمال شیخ عثمان رائے پرتاب رائے حسین رائے کرن چونکہ حمید خان قوت اور مکنت تمام رکھتا تھا ملک بہلول نے صلاح مدارا مین دیکھکر ایک مدت اُسکی ملازمت مین بسر کی اور اکثر اوقات اُسکے مکان پر جاتا تھا چنانچہ ایک دن حمید خان کا مہمان ہوکر افغانونکو سکھایا کہ اُسکی مجلس مین حرکات مضحکہ کرین تو خاصکر اس قوم کو خفیف لعقل تصور کرکے اُنسے پرحذر نہووے غرضکہ افغان اُسکی محفل مین آئی اور اداہای طرفہ کرنے لگے چنانچہ بعضون نے اپنی کفش کمر پر باندھی اور بعضون نے طاقہاے مجلس مین حمید خان کے سر سے بلند رکھین حمید خان نے کہا یہ کیا حرکت ہی جواب دیا کہ ہم چور سے ڈرتے ہین ایسا نہو اُٹھالیجاوین اور پھر ایک لحظہ کے بعد حمید خان کیطرف متوجہ ہوکر بولے کہ فرش آپکا رنگتین عجیب رکھتا ہی اگر ایک گلیم لطف فرماوین ہم کلاہ اور طاقیہ بناکر اپنے فرزندون کے واسطے تحفہ بھیجین تو ہمارے اہل وعیال جانین کہ ہمارے عین خان کی خدمت مین قربت اور مرتبہ ہی حمید خان نے متبسم ہوکر فرمایا کہ مین مخجل اور رقبت تمھین اس کام کیواسطے دونگا اور جب خوان خوشبو کے مجلس مین آئے بعضے پٹھان روئی مین چونہ اور عطر لیتے تھے اور چوستے تھے اور پھول چباکر تناول کرتے تھے اور بعضے تھوڑا چونہ تنبیر پان کھاتے تھے اور بعضے پان کی گلوری کھولکر فقط چونہ چاٹتے تھے اور جب چونہ کی تیزی سے دہن مین سوزش ہوتی اضطراب اور بیتابی کرتے تھے اور حمید خان ہنسکر کہتا تھا کہ یہ عجیب آدمی ہین ملک بہلول جواب دیتا تھا کہ یہ لوگ دہقانی حمق سے پُر اور عقل سے خالی ہین انھین عقلا اور اہل تمیز کی صحبت میسر نہین ہوئی کھانے اور سونے کے سوا کوئی ہنر نہین رکھتے اور پھر چند روز کے بعد ملک بہلول بسبب قاعدہ دوامی کے حمید خان کا مہمان ہوا اور وہان ضابطہ یہ تھا کہ جسوقت ملک بہلول مہمان ہوتا دربان اُسکے ہمراہیونکو روکتے تھے افغان اکثر باہر رہتے اس مرتبہ افغان ملک بہلول کی تعظیم کے موافق دربانون سے ہشت مشت کرکے تھوڑے بزور خود دربار مین داخل ہوتے اور باواز بلند ملک بہلول کو سخت و سست کہکر کہتے تھے کہ اگر وہ حمید خان کا نوکر ہی ہم بھی اُسکے نوکر ہین ہم اپنے آقا کے سلام سے کیون محروم رہین اور جیسا کہ خان اُسے دوست رکھتا ہی ہم پر بھی مشفق اور مہربان ہی حمید خان نے اُنکا مباحثہ اور مکالمہ سُنکر باواز بلند ندا کی کہ خبردار اُسنے کوئی شخص متعرض نہووے اور سب کو دربار مین آنے دیوین پھر تمام افغان ہجوم کرکے محل خاص مین داخل ہوئے اور دو دو نفر ہر ایک خدمتگار کے پہلو مین جو حمید خان کے گرد ایستادہ تھے کھڑے ہوئے بیت دگر زندگانی تو اقع مدار مادہ کہ در جیب و دامن دہی جاے مار مادہ اس عرصہ مین قطب خان لودھی نے زیر بغل سے نکالکر حمید خان کے روبرو رکھی اور کہا مصلحت اس مین ہی کہ اب آپ گوشہ تجرد مین بیٹھکر یہ عمر بنجروزہ اپنے معبود کی عبادت مین صرف فرمائین اور حق نمک کے سبب سے مین نے آپ کی جان کا قصد نہین کیا پھر افغانون نے حمید خان کو گرفتار اور مقید کرکے موکلون کے سپرد کیا اور ملک

بہلول نے سکہ اور خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اپنا نام شاہ بہلول رکھا اور اُس سال کہ ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری تھے دہلی اپنے بڑے بیٹے خواجہ بایزید کے سپرد کرکے واسطے لشکر فراہم کرنے اور انتظام ممالک ملتان اور پنجاب کے دیپالپور کی طرف گیا اور بعضے امرائے سلطان علاء الدین سے کہ بادشاہست لودھیون پر راضی نہ تھے سلطان محمود شاہ شرقی کو جونپور سے طلب کیا چنانچہ اُسنے ۸۵۶ھ آٹھ سو چھپن ہجری مین لشکر عظیم ہمراہ لیکر دہلی کو محاصرہ کیا اور خواجہ بایزید پسر بزرگ سلطان بہلول کا مع امرائے دیگر متحصن ہوا سلطان بہلول یہ خبر سنکر بسبیل استعجال دیپالپور سے روانہ ہوا اور بموضع بیرہ مین جو دہلی سے پندرہ کوس ہی فروکش ہوا اور سپاہی اسکے اونٹ اور بیل بارکش لشکر محمود شاہ شرقی کے جو چراگاہ مین چرتے تھے ہانک لائے محمود شاہ شرقی نے یہ خبر سنتے ہی فتح خان ہروی کو مع تیس ہزار سوار اور تیس زنجیر فیل سلطان بہلول کے مقابلہ کو بھیجا اور افغان تین گروہ ہوئے اور دریا خان لودھی نے جو محمود شاہ شرقی کا شریک اس معاملہ مین ہو کر اُس طرف سے اہتمام جنگ کرتا تھا باآواز بلند کہا کہ مان بہنین تیری قلعہ دہلی مین ہین تجھے بیگانہ کی طرف سے جنگ مین کوشش کرنی لائق نہین ناموس کی حفظ و حمایت کیون نہین کرتا دریا خان نے جواب دیا کہ مین پیسا ہوتا ہون تم خبردار تعاقب نکرنا قطب خان نے قسم کھائی کہ مین پیچھا نکر دنگا دریا خان نے منھ موڑا اور اُسکے پلٹتے ہی فتح خان ہروی ہزیمت پاکر گرفتار ہوا اور جب فتح خان ہروی نے بتھورا سے برادر راے کرن کو قتل کیا تھا راے کرن اُسکا سر کاٹکر شاہ بہلول کی خدمت مین لایا محمود شاہ شرقی نے اس سانحہ کے وقوع سے تاب مقاومت نہ لاکر جونپور کیطرف مراجعت کی اور اس فتح کے بعد سلطان بہلول کی بادشاہی نے استقامت پائی اور قوت و مکنت تمام پیدا کی اور ضبط ولایت کیواسطے دورہ کا ارادہ کیا اول بیدات کے سمت روانہ ہوا احمد خان میواتی نے استقبال کرکے حلقہ اطاعت اپنے زیب گوش کیا بادشاہ نے رسات پرگنہ اُسکے تصرف سے برآوردہ کرکے باقی اُسے ارزانی فرمائے اور وہان سے قصبہ برن مین گیا دریا خان لودھی حاکم سنبھل بھی ازراہ انقیاد پیش آیا اور رسات ہاتھی پیشکش کیے اُس وقت بادشاہ دل کی طرف آیا اُس کا علاقہ بدستور سابق عیسی خان پر بحال رکھا اور اسیطرح برہان آباد کی طرف پہونچکر سکیٹ کو ساتھ مبارک خان لوہانی کے جو حاکم وہانکا تھا اور بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوا مسلم رکھا اور بھوئین گانون مین جاکر راے پرتاب پر خراج مقرر کیا اور جب رابری کیطرف گیا قطب خان بن حسین خان افغان نے رابری کے قلعہ مین تحصن ڈھونڈھا بادشاہ نے تھوڑے عرصہ مین قلعہ رابری کو مفتوح کیا اور خانجہان قطب خانکو قول دیکر سلطان کے پاس لایا اور جاگیر اُسکی پھر اُسکو مرحمت ہوئی اور وہان سے آٹاوہ مین گیا وہانکے حاکم نے اطاعت کی اُسکی جاگیر کو تغیر ندیا اور اُسوقت جونا خان بادشاہ سے رنجیدہ ہو کر محمود شاہ شرقی کے پاس گیا اور شمس آباد کی حکومت پائی اور سلطان محمود شرقی نے پھر سلطان بہلول پر فوج کش ہو کر اٹاوہ کے اطراف مین نزول کیا پہلے دن افواج طرفین محاربہ مین مشغول ہوئین دوسرے دن قطب خان اور راے پرتاب نے صلح کا پیغام دیا اور ایسا مقرر ہوا کہ جو کچھ مبارک شاہ بادشاہ دہلی کے تصرف مین رہتا تھا ساتھ بہلول شاہ کے مقرر ہووے اور جو کچھ سلطان ابراہیم بادشاہ جونپور کے قبضہ مین تھا سلطان محمود کے تصرف مین رہے اور رسات ہاتھی کہ سلطان بہلول لودھی نے فتح خان کے جنگ مین لیے تھے واپس دیکر قرار پایا کہ سلطان بہلول شمس آباد کو جونا خان سے لیوے اور سلطان محمود شرقی جونپور کی طرف گیا اور سلطان بہلول نے فرمان جونا خان کو لکھا کہ شمس آباد سے نکل جاوے حسب اطاعت نہ کی سلطان بہلول نے اُس پر چڑھائی کرکے نکال دیا اور سلطان نے شمس آباد راے

راے کرن

راے کرن کو عنایت فرماکر بندوبست اس حدود کا کیا اور محمود شاہ شرقی یہ خبر سنکر اپنے فعل سے نادم ہوا اور یقہ صدا نتزاع پلٹ کر شمس آباد کے اطراف مین آیا اور قطب خان لودھی اور دریا خان لودھی اُسکے لشکر پر شبخون لے گئے تا گاہ قطب خان لودھی گھوڑے کی سکندری کھاکے خانۂ زین سے جدا ہوا محمود خان کے آدمیون نے اُسے دوڑکر گرفتار کیا سلطان محمود نے اُسے جونپور کیطرف روانہ کرکے قید کیا اور سلطان بہلول نے شہزادہ جلال خان اور شہزادہ سکندر خان اور عماد الملک کو سلطان محمود کی فوج کے مقابل راے کرن کی کمک کو کہ قلعہ مین تھا بھیجکر خود سلطان محمود کے مقابلہ کی عزیمت کرکے استقبال کیا اور لشکر خصم کے مقابل فردکش ہوا انھین دنونمین سلطان محمود شرقی نے مرض الموت مین مبتلا ہوکر رخت ہستی باندھا اور اُسکا بیٹا محمد شاہ شرقی قائم مقام اُسکا ہوا اور اُسکی والدہ مسماۃ بی بی راجی کے حسن تدبیر سے دونون بادشاہ کے درمیانمین صلح واقع ہوئی یعنی سلطان محمود کی ولایت محمد شاہ کے تصرف مین رہی اور جو کچھ سلطان بہلول کے قبضہ مین تھا اُسکے زیرنگین ہوا اور محمد شاہ جونپور کیطرف روانہ ہوا اور سلطان بہلول نے دہلی کی سمت معاودت فرمائی جسوقت کہ دارالملک کے نزدیک پہونچا شمس خاتون خواہر قطب خان لودھی نے پیغام دیا کہ جبتک قطب خان محمد شاہ کے محبس مین مقید ہے بادشاہ پر خواب خورحرام ہے بادشاہ متاثر ہوکر دہلی کیطرف نہ گیا اور مراجعت کرکے جونپور کیطرف گرم عنان ہوا اور جب شمس آباد مین پہونچا شمس آباد ای کرنسی برآوردہ کرکے جونا خان کو کہ اُسکے پاس حاضر ہوا تھا دیا اور محمد شاہ شرقی نے استقبال کیا پھر رستی کے اطراف مین دونون بادشاہ تھوڑے فاصلہ پر ایک دوسرے کے مقابل وارد ہوئے اور وقت بیوقت جنگ کیواسطے تہیہ کرتے تھے اس درمیانمین محمد شاہ شرقی کے چھوٹے بھائی حسین خان نے اپنے بھائی کے غضب سے اندیشہ کیا جیساکہ واقعات شرقیہ مین مرقوم قلم زرین رقم ہوگا کچھ فوج اور فیلان جنگی سے جنگ کے بہانہ لیکر سلطان بہلول کے پاس لشکر سے برآیا اور عطف عنان کرکے قنوج کیطرف گیا سلطان بہلول نے یہ خبر سنکر کچھ امرا حسین خان کے استقبال کیواسطے بھیجے تھے ساتھ شاہزادہ جلال خان کے کہ جو اپنے بھائی کے پیچھے سے آتا تھا دوچار ہوکر اُسے اسیر کیا سلطان نے اسے مہربانی غیبی جانکر جلال خان کو قطب خان کے عوض نگاہ رکھا اور جب جونپور کے تمام امرا محمد شاہ سے روگردان ہوئے اُسے قتل کیا اور حسین خان کو تخت شاہی پر متمکن کرکے خطبہ اور سکہ اُسکے نام جاری کیا سلطان بہلول اور سلطان حسین خان شرقی نے صلح کرکے عہد کیا کہ چار برس تک کوئی مزاحم ایک دوسرے کا نہودے اور راے پرتاب زمیندار اسطرف کا جو سلطان بہلول سے منحرف ہوکر محمد شاہ سے جاملا تھا اُس وقت قطب خان کے کہنے اور اُس کی دلجوئی کے واسطے سلطان بہلول کے پاس آیا اور چنانچہ اُسے دو تین روز مین سلطان حسین نے قطب خان کو کہ سات مہینے سے مقید تھا سلطان بہلول کے پاس بھیجا اور سلطان بہلول بھی شہزادہ جلال خان کو سلطان حسین کے روبرو رخصت فرماکر دہلی کی طرف آیا اور چند مدت کے بعد کہ مدت موعود منقضی ہوئی تھی بادشاہ بہلول شمس آباد کی جانب گیا اور اُسے جونا خان سے تغیر کرکے دوبارہ راے کرن کے حوالہ کیا اور اُس مقام مین نرسنگھ راے پرتاپ کے بیٹے نے ملازمت کی جو راے پرتاپ قبل اس سے ایک نیزہ کہ بمنزلہ علم سرداری اُس زمانہ مین رہتا تھا دریا خان لودھی سے بزور لے گیا تھا دریا خان نے اُس وقت اُس کے بیٹے نرسنگھ کو قطب خان لودھی کے تجویز سے قتل کیا اور اُس معاملہ سے قطب خان بیٹا حسین خان افغان کا اور مبارز خان اور راے پرتاب آزردہ ہوکر حسین خان شرقی کے شریک ہوئے سلطان بہلول لودھی کو تاب مقاومت نرہی دہلی مین پلٹ گیا اور بعد چند روز کے سلطان بہلول حاکم کی

بغاوت اور بے انتظامی مملکت پنجاب کے سبب اسطرف روانہ ہوا اور قطب خان اور خانجہان کو اپنی نیابت کے واسطے
دہلی مین چھوڑا درمیان راہ کے سُنا کہ حسین شاہ شرقی مع سپاہ آراستہ اور فیلان کوہ پیکر بقصد دہلی آتا ہی ناچار بسرعت تمام
بازگشت کی اور پنجاب کو قطب خان لودھی اور خانجہان کے سپرد کیا اور خود غنیم کے مقابلہ کو عازم ہوا اور موضع چندوار مین
پہونچکر دونون نے گیرودار کا بازار سات دن تک گرم کیا اس درمیان مین احمد خان میواتی اور رستم خان حاکم کول
سلطان حسین سے جاملے اور تاتار خان لودھی نے سلطان بہلول سے موافقت کی پھر بعد اُسکے معرکہ جدال وقتال
نے طول کھینچا اعیان دولت کی سعی اور مشورہ سے قرار پایا کہ تین برس تک دونون بادشاہ اپنی ولایات پر قانع ہوکر
مخاصمت نکرین لیکن تین برس کے بعد حسین شاہ شرقی اٹاوہ کو محاصرہ کرکے دہان کے حاکم کہ وہ سلطان بہلول لودھی کا
خویش تھا دلاسا دیکر اٹاوہ پر متصرف ہوا اور احمد خان میواتی اور رستم خان کول کے حاکم کو اپنی طرف کھینچا اور احمد خان
حلوانی کو بھی ساتھ مواعید کے ایسا فریفتہ کیا کہ اُسنے بیانہ مین خطبہ اُسکے نام پڑھا اس وقت خود ایک لاکھ سوار
اور ہزار فیل لیکر اٹاوہ سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا سلطان بہلول نے باوجود اس حال کے تزلزل کو اپنے دل مین
راہ نہ دیکر استقبال کیا اور رتھواڑہ کے نزدیک بعد ساتھ قریب کے مدبل ہوئی اور ایک مدت بہ تہیہ جنگ برابر بیٹھے
رہے پھر خانجہان نے طرفین کے درمیان مین آنکر صلح کروائی اور ہر ایک اپنے مقام کو روانہ ہوئے اور تھوڑے
عرصہ کے بعد پھر سلطان حسین شرقی لشکر لیکر سلطان بہلول کے سر پر گیا اور سلطان بہلول دہلی سے برآمد ہوا اور
موضع سنگھرہ مین گئی مرتبہ تنوار جنگ نے گرمی قبول کی اور پھر علم کے پانی سے ساکن ہوا سلطان حسین اٹاوہ کیطرف
اور سلطان بہلول نے دہلی کے سمت مراجعت فرمائی اور اندنون مین سلطان حسین شرقی کی والدہ یعنی بی بی راجی فوت
ہوئی چنانچہ گوالیار کا راجہ اور قطب خان لودھی ماتم پرسی کے واسطے سلطان حسین شرقی کے پاس گئے اور قطب خان
لودھی نے جب اُسے سلطان بہلول کی مخاصمت مین مصلحت پایا خوش آمد آغاز کرکے کہا بہلول تمہارے نوکرون کے
مانند ہی وہ تم سے برابری نہین کرسکتا ہی اور مین جبتک دہلی کو آپ کے زیر نگین نکرونگا مجھے ہرگز صبر قرار نہوگا اور بہ لطائف الحیل حسین خان
شرقی سے رخصت لیکر سلطان بہلول کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ حیلہ اور تدبیر سے سلطان حسین شرقی کے ہاتھ سے
نجات پاکر آیا ہون وہ دشمنی مین راسخ ہی آپکو اپنی فکر کرنی مناسب ہی اس درمیان مین بادشاہ علاء الدین یعنی خضر خان کے
پوتے نے اس دارفنا سے رحلت کی اور سلطان حسین شرقی اٹاوہ سے اُسکی تعزیت کیواسطے بداؤن مین آیا اور بعد مراسم تعزیت
کے بیمروتی کرکے بداؤن کو اُسکے فرزندون کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور پھر وہانسے سنبھل کیطرف گیا اور مبارک خان حاکم
سنبھل کو مقید کیا اور ساتھ لشکر انبوہ اور فیل بسیار دہلی کے سمت متوجہ ہوکر سنہ آٹھ سو تراسی ہجری مین آب جون کے
کنارے قریب گھاٹ کچھ کے نزول کیا اور سلطان بہلول نے سرہند مین یہ خبر سُنی کہ حسین خان نے خانجہان کے بیٹے کو میرک کے
بندوبست کیواسطے روانہ کیا اور خود دہلی مین آیا اور ایک مدت طرفین نے کارزار مین زمانہ بسر کیا اور شرقیہ جو از روے
کثرت اور راہبت کے کمال غلبہ رکھتے تھے قطب خان لودھی نے ایلچی سلطان حسین شرقی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ مین
بی بی راجی کے قید احسان مین ہون جسوقت کہ مین جونپور مین قید تھا اس عفیفہ سے انواع مہربانی میرے حق مین ظہور
مین آئین اب صلاح اسمین دیکھتا ہون کہ آپ صلح کرکے مراجعت فرمائین اور انتہا تفرصت مین رہین اور نہرگنگ
کے اُس طرف کے ولایت پر آپ متصرف رہین اور جو کہ نہرگنگ کے اس طرف ہی بہلول شاہ کے قبضہ مین

داگذاشت کرین الزمنی طرفین راضی ہوئے اور نزاع برطرف ہوئی اور سلطان شرقی نے ساز اور اسباب چھوڑکر کوچ کیا سلطان بہلول نے فرصت پاکر تعاقب کیا اور سلطان حسین شرقی کی اُردو کو تاراج کرکے کچھ خزائین اور اسباب نفیسہ سے جو کہ گھوڑون اور فیلون پر محمول تھا اپنے قبضہ مین لایا اور تینتیس یا چالیس مرا سلطان حسین شرقی کے مثل قتلغخان وزیر کہ علماے وقت سے تھا اور ملک بدھو نائب عرض کی اسیر ہوئے اور سلطان بہلول نے قتلغخان کو زنجیر مین کرکے قطب خان لودھی کے سپرد کیا اور سلطان بہلول پیشتر جاکر بعض پرگنات مقبوضہ سلطان حسین شرقی مانند قصبہ کھینل اور پٹیالے اور شمس آباد اور سکیٹ اور مارہرہ اور جالیسہ پر متصرف ہوا اور ہر ایک پرگنہ مین ایک شقدار مقرر کیا اور جب تعاقب حد سے گذرا سلطان حسین شرقی موضع رام پنجہرہ کے قریب پلٹ کر مقابلہ اور مقاتلہ مین مصروف ہوا آخر کو اس مژدہ پر صلح نے قرار پایا کہ موضع دھوپا سو سرحد ہو پھر سلطان حسین شرقی رابری کی طرف گیا اور سلطان بہلول لودھی نے دہلی کی طرف مراجعت کی اور بعد ایک مدت کے سلطان شرقی لشکر فراہم کرکے بادشاہ بہلول لودھی کے مقابلہ کو آیا اور موضع شہارن مین معرکہ عظیم اور جنگ شدید واقع ہوئی سلطان حسین شرقی نے پھر ہزیمت پائی اور مال بیقیاس و متاع وافر لودھیون کے ہاتھ آیا قوت اور مکنت اُنکی زیادہ ہوئی اور جب سلطان حسین شرقی رابری کی طرف گیا اور بادشاہ بہلول نے موضع دھوپا مو کے قریب نزول کیا اس درمیان مین خانجہان کے فوت کی خبر ملی سے پہونچی سلطان نے اُسکے بیٹے کو خانجہان خطاب دیکر اُسکے باپ کی جگہ پر مقرر رکھا اور وہانسے سلطان شرقی کے مقابلہ کو رابری کے سمت نہضت فرمائی اور بعد محاربہ شدید نسیم ظفر شاہ بہلول کے رایت پر ملی اور مظفر و منصور ہوا اور سلطان حسین شرقی شکست پاکر گوالیار کیطرف گیا اور وہانکا راجہ خاوماتہ حاضر ہوا اور کئی لاکھ تنکہ نقد اور خیمہ اور سراپردہ اور فیل و اسپ و شتر پیشکش کیے اور دولتخواہون کے زمرہ مین منتظم ہوا اور کالپی تک مشایعت کی اور اس حال پر اختلال مین بادشاہ بہلول اٹاوہ کیطرف گیا اور ابراہیم خان برادر سلطان حسین اور ہیبت خان عرف کرکراٹاوہ مین متحصن ہوکر تین دن لڑے اور آخر کو امان چاہکر برآمد ہوئے اور اٹاوہ سلطان بہلول کے سپرد کیا سلطان بہلول نے اٹاوہ ابراہیم خان لودھانی کے سپرد کیا اور چند پرگنہ ولایت اٹاوہ بموجب راے عطا فرمائے اور لشکر گران ہمراہ رکاب لیکر سلطان حسین شرقی کی طرف روانہ ہوا اور جب موضع راکا لونمین جو کالپی سے متعلق ہی پہونچا سلطان حسین نے استقبال کرکے آب جون کے کنارے اقامت کی اور چند مہینے محاربہ مین منقضی ہوئے اس درمیان مین راے تلوچند حاکم ولایت کہتہ سلطان بہلول کی خدمت مین حاضر ہوا سلطان کو اس مقام سے کہ پایاب تھا مع فوج عبور کروایا سلطان حسین تاب مقاومت نہ لاکر ولایت بٹھنڈہ مین داخل ہوا اور وہانسے جونپور گیا **ابیات** شیرے کہ خورد سیلی سرپنجہ و ہزبرے ✤ بارد گر قرار نگیرد برابرش ✤ باریکہ صید از کف شاہین کند برون ✤ زان پس بصید گاہ شمارد کبوترش ✤ اور راجہ بٹھنڈہ نے بھی استقبال کرکے سلوک آدمیانہ کیا اور چند لاکھ تنکہ مع چند اسپ و فیل پیشکش گذرانے اور فوج بھی ہمراہ کرکے جونپور تک مشایعت کی اُسکی بعد بادشاہ بہلول تعاقب کرکے جونپور کیطرف متوجہ ہوا اور جب سلطان حسین جونپور چھوڑکر بنارس کے رستہ سے قنوج کی طرف گیا بادشاہ بہلول بھی قنوج کی سمت روانہ ہوا اور آپ رہت کے کنارے فریقین کے درمیان آتش حرب افروختہ ہوئی اور ہزیمت جو سلطان حسین شرقی کی طبیعی مین ہوئی تھی ظہور مین آئی اور ساز و سلب اور چشم شاہی اُسکا لودھیون کے ہاتھ لگا حرم محترم اُسکی بی بی خونزہ جو بادشاہ علاء الدین نبیرہ خضر خان کی

دختر تھی اسیر ہوئی بادشاہ نے بصلاح وعفت محافظت کرکے دہلی کیطرف مراجعت کی اور چندعرصہ کے بعد افواج ترتیب دیکر لوائے غریمت ولایت جونپور کی تسخیر کے واسطے بلند کیا اور اُس خطہ کو جو مدتون سے بادشاہان دہلی کے قبضۂ تصرف سے نکل گیا تھا مسخر کرکے مبارک خان لوحانی کے سپرد کیا اور قطب خان لودھی اور دوسرے سردارونکو قصبۂ مجھولی مین چھوڑکر خود بداؤن کیطرف گیا اور سلطان حسین فرصت دیکھکر جونپور مین آیا اور امرائے سلطان بہلول کے جونپور چھوڑکر قطب خان کے پاس مجھولی مین گئے اور سلطان حسین کے ساتھ ازراہ اخلاص پیش آکر کلام دولتخواہانہ درمیان مین لائے اور کمک پہونچنے تک ساتھ مدارا کے ایام گذاری کی اور جب سلطان بہلول یہ احوال سُنکر قصبۂ ہلدی مین پہونچا خبر وفات قطب خان سنکر چندروز لوازم تعزیت مین مشغول ہوا اور پھر جونپور کی طرف گرم عنان ہوا اور سلطان حسین شرقی کو دوردست بھگاکر از سرنو جونپور کو مسخر کیا اور اپنے بیٹے بابر بک شاہ کو تخت شاہان شرقیہ پر بٹھاکر خود کالپی کیطرف گیا اور اُسپر بھی متصرف ہوکر اپنے پوتے خواجہ اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید کو عنایت فرمایا اور چندوازکے راستہ سے دھولپور کیطرف متوجہ ہوا اور دھولپور کے راجہ کئی من سونا یعنی کندن پیشکش کرکے نوکرونکے سلک مین منتظم ہوا اور بادشاہ وہانسے آلہ پور کیطرف جورن تنہبور کی توابع سے ہوجاکر اُسکو تاراج کیا اور مظفر اور منصور ہوکر دہلی کیطرف مراجعت فرما ہوا اور جب معمر ہوا حواس اور قوی مین اُسکے فرق آیا ولایات اپنے فرزندون اور خویشونکو تقسیم فرمائین جونپور پر جیسا کہ مذکور ہوا شاہزادہ بابر بک شاہ کو مقرر فرمایا اور کڑہ اور مانکپور شاہزادۂ عالم کو مرحمت کیا اور بہرایچ اپنے بھانجے شیخ محمد قرملی معروف بہ کالا پہاڑ کو اور لکھنؤ اور کالپی اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید خان اپنے نبیرہ کو عطا فرمایا اور خواجہ بایزید قبل اُسکے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا اور بداؤن خانجہان کو جو جملہ امرائے معتبر سے تھا اور فی الجملہ سبت خویشی رکھتا تھا ارزانی فرمایا اور چندروز کے بعد پھر گوالیار کیطرف گیا اور وہان کے راجہ سے اسی لاکھ تنکہ پیشکش لیے اور گوالیار پر اُسے مقرر رکھا پھر اٹاوہ مین آیا اور اٹاوہ کو سکیٹ سنگھ سے تغیر کرکے علم مراجعت بلند کیا اور اثنائے راہ مین بیمار ہوا اکثر امرائے لودھی جو نہایت قوی تھے اُسپر ارادہ ہوئے کہ اعظم ہمایون کو ولیعہد کیجیے بادشاہ جو چارہ نرکھتا تھا اس بات کو قبول کیا اور ایلچی سکندرخان کے طلب مین دہلی کی طرف روانہ کیا اور عمرخان شروانی جو منصب وزارت رکھتا تھا اور بادشاہ کی بےشعوری کی سبب سے ملک و مال کا صاحب اختیار ہوا تھا امرا کے مشورہ سے واقف ہوکر سلطان سکندر کی مان کی صلاح سے کہ اُس سال ہمراہ تھی ایک آدمی معتمد مخفی دہلی مین بھیجکر سلطان سکندر کو صورت حال سے آگاہ کیا اور پیغام دیا کہ طلب کا باعث حبس وتقید ہی آنے مین تعلل اور سستی کو انسب جانین سلطان سکندر نے ایک مدت اندوز فردا مین بسر کی اور امرائے مخالف نے فرصت دیکھکر عرض مین پہونچایا اور بادشاہ غضب مین آیا اور بیٹے کو تحریر کیا اگر تو نہین آتا ہی تو مین آتا ہون سلطان سکندر یہ سنکر سراسیمہ ہوکر چلنے پر مستعد ہوا لیکن کوئی امرا اور معارف دہلی سے روانگی تجویز نکرتا تھا سلطان سکندر نے قتلغخان وزیر سلطان حسین شرقی سے کہ دستگیر ہوکر دہلی مین محبوس ہوا تھا اور اصابت رائے و حسن تدبیر مین شہرت رکھتا تھا مشورہ کیا اُسنے کہا سراپردہ دہلی کے باہر برپا کرکے آوازہ روانگی اور غلغلۂ سفر کا بلند کرنا مناسب ہی اور تیاری سفر مین ایام گذاری کرنا لازم ہی سلطان سکندر نے اُس تعلیم پر عمل کیا قضارا یہان مرض نے بادشاہ پر غلبہ کیا بعد اوالی کے قریب اعمال سکیٹ سے ۸۹۴ھ آٹھ سو چورانوی ہجری مین رخت ہستی باندھا اُسکی بادشاہی کی مدت اڑتیس س

اور آٹھ مہینے اور سات دن تھی نظم بہشت صد نود و چار رفت از عالم ٭ خدیو ملک ستان و جہان کشا بہلول ٭ بہ تیغ ملک ستان بود لیک دفع اجل ٭ بود مجال بہ شمشیر و خنجر مصقول ٭ بادشاہ بہلول لودہی ظاہر اصلاح مین آراستہ اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متابعت مین پیراستہ تھا اور حضر اور سفر مین علما اور مشائخ سے صحبت رکھتا اور اوقات اُسکے ساتھ بسر لیجاتا اور افغانون کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا اور اُنکے روبرو تخت پر اجلاس نکرتا ایک فرش پر تقاعد کرتا جس وقت دہلی کو لیا خزانے شاہان ماضیہ کے افغانان لودھی پر قسمت کیا خود بھی مثل عوام الناس قسمت برادرانہ لیا اور خاصہ اپنے مجلسرائے مین نکھاتا اور خاصہ کے گھوڑون پر سوار نہوتا اور ہر روز طعام مکان سے ایک امیر کے منگوا کر تناول فرماتا اور ہنگام رکوب اُنکے گھوڑے پر سوار ہوتا اور کہتا مجھے بادشاہی سے یہی نام کافی ہی اور مغل کی سپاہ گری پر اعتماد تمام رکھتا اس سبب سے اُسکی سرکار خاص اور شہزادون اور امرا کے پاس تخمیناً بیس ہزار مغل نوکر تھے اور جسجگہ ستنا جوان کارآمد ہی آدمی بھیجکر اُسے اپنے روبرو بلاتا اور لائق حال سلوک کرتا اور عاقل اور شجاع اور متفرس اور متہور رہتا اور جہانداری کے قاعدہ اور رسمین خوب جانتا تھا اور کامون مین جلدی اور شتابی جائز نرکھتا تھا اور از روے عدل اور انصاف کے خلق اللہ کے ساتھ حیات مستعار بسر کرتا تھا **ذکر بادشاہی سلطان عادل باذل نظام خان المخاطب بسلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی کا** جب بحکم قادر ذوالجلال بادشاہ بہلول لودھی بسفر عقبیٰ کوچ رحمت حق مین واصل ہوا امرا اور ارکان دولت نے فراہم ہوکر قرعہ مشورہ کا آپسمین ڈالا بعضون نے اعظم ہمایون نبیرہ شاہ مرحوم کی بادشاہی پر رغبت کی اور اکثر جو بزرگ ترین فرزندان سے مثل باربک شاہ کے زندہ تھے مائل ہوئے اُسوقت مادر سلطان سکندر زیبا نام نے جو دختر ایک زرگر کی تھی اور اس سفر مین بادشاہ مبرور کے ہمراہ تھی پس پردہ آنکر امرا سے فرمایا کہ امیر افرزند سلطنت کی لیاقت رکھتا ہی اور تمہارے ساتھ سلوک خوب کریگا عیسیٰ خان لودھی جو چچیرا بھائی سلطان بہلول کا تھا اُسنے دشنام دیکر کہا سونار کے لڑکے کا بیٹا بادشاہی کے لائق نہین ہوتا کسواسطے کہ مثل مشہور ہی کام بڑھئی کا بندر سے راست نہین آتا خانخانان قرلی جو نہایت قوی تھا یہ سنکر بولا کل بادشاہ فوت ہوا ہی اُسکے بی بی اور بیٹے کو دشنام دینا اور سخت کہنا لائق نہ تھا عیسیٰ خان لودھی نے کہا تو نوکر ہے کوئی رتبہ بیش نہین رکھتا بادشاہ کے خویش و اقربا کے درمیان دخل ست کر خانخانان نے غضبناک ہوکر کہا کہ مین نوکر بادشاہ سکندر کا ہون نہ نوکر اور دونکا یہ کہکر مجلس سے برخاستہ ہوا اور اُن امرا سے کہ ساتھ اُسکے متفق تھے بادشاہ کا جنازہ اُٹھا کر قصبہ جلالی مین لیگیا اور بادشاہ سکندر کو طلب کرکے اوپر بلندی کے جو آب بیاہ کے کنارے واقع ہی اور اُسکو شک سلطان فیروز کہتے ہین سر پر بادشاہی تمکن کرکے بسلطان سکندر مخاطب کیا **نظم** بر تخت فیروز ہر صبح و شام ٭ یکے مہرہ بخت چیند بکام ٭ کس آن بخت و این مہرہ باخود نبرد ٭ بکام دل از مملکت برنخورد ٭ بادشاہ سکندر نے خبازہ اپنے باپ کا دہلی بھیجا اور خود عیسیٰ خان لودھی کے سر پر گیا اور مغلوب کرکے اُسکا گناہ معاف فرمایا اور دہلی کیطرف مراجعت کی اور اپنے باپ کیطرح افغانون سے سلوک ہموار اور برادرانہ کیا اور اکابر قوم کے روبرو تخت پر نہ بیٹھا اور اُسوقت اسی خدا نے چھ فرزند عطا کیے تھے اُنکے اسم یہ مین ابراہیم خان اور جلال خان و اسمٰعیل خان و حسین خان و محمود خان و اعظم ہمایون خان اور امراے نامی سے ترین آدمی تھے خانجہان لودھی احمد خان ابن خانجہان بن خانخانان قرلی شیخ زادہ قرلی خانخانان لوحانی اعظم خان شروانی دریا خان ابن مبارک خان لوحانی نائب بہار عالم خان لودھی جلال خان ابن محمود خان لودھی نائب کالپی شیر خان لودھی مبارک خان موجی خلیل خان لودھی احمد خان

لودھی حاکم اٹاوہ ابراہیم خان شروانی محمد شاہ لودھی بابو خان شروانی حسین خان قرلی نائب سہارن سلیمان ابن دوم
خانخانان قرلی سعید خان ابن مبارک خان لودھی اسمٰعیل خان لوحانی تاتار خان قرلی عثمان خان قرلی وشیخ جان پسر مبارک خان
لودھی شیخ زادہ محمد المشہور بکالا پہاڑ ابن عماد خان قرلی شیخ جمال ولد شیخ عثمان قرلی شیخ احمد قرلی آدم خان لودھی حسین خان
برادر آدم خان لودھی کبیر خان لودھی نصیر خان لوحانی غازی خان لودھی تاتار خان حاکم تجارہ میان چین کینوہ
حجاب خاص مجد الدین حجاب خاص شیخ ابراہیم حجاب خاص شیخ عمر حجاب خاص قاضی عبد الواحد پسر کاملی حجاب
خاص تہورہ خان شیخ عثمان حجاب خاص شیخ صدیق حجاب خاص خواجہ نصر اللہ مبارک خان اقبال خان حاکم
قصبہ بازی اصغر خان پسر قوام الملک حاکم دہلی شیر خان برادر مبارک خان لوحانی عماد الملک کینوہ متعلق
مبارک خان لوحانی عالم خان لودھی کبیر خان لودھی بھیکھن خان ظہیر خان لوحانی عمر خان شروانی جبار خان
شروانی ستار خان جلوانی اور چند عرصہ کے بعد سلطان سکندر پرگنہ رابری کیطرف گیا اور عالم خان المشہور بہ بادشاہ
علاء الدین برادر سلطان سکندر چند وارمین چندر وار متحصن ہوا اور آخر کو بھاگ کر عیسٰی خان کے پاس پٹیالے مین گیا
بادشاہ سکندر نے رابری کو خانخانان قرلی کے نام مقرر فرماکر اٹاوہ کے سمت گیا اور رسات مہینے وہان گذرانے
اور عالم خان المشہور بہ بادشاہ علاء الدین کو غلم ہمایون سے جداکر کے اپنے نزدیک لایا اور ولایت اٹاوہ اُسے ارزانی
فرمائی اور وہان سے پٹیالے کیطرف عیسٰی خان وہانکے حاکم پر تاخت لایا اور عیسٰی خان نے صف جنگ آراستہ کی
اور مجروح ہوکر شکست پائی اور از روے عجز و انکسار ملازمت کی لیکن اُس زخم سے جان بر نہوا بادشاہ سکندر
نے ایک مرد معتمد باربک شاہ اپنے بھائی کی خدمت مین جو جونپور کا بادشاہ تھا بھیجکر پیغام اطاعت کرنے اور نام اُسکا
مقدم خطبہ مین پڑھنے کا دیا راے گیلن کہ باربک شاہ سے موافق تھا آیا اور سلطان کا شریک اور ہوا خواہ ہوا اور
جاگیر پٹیالے کی پائی اور جب باربک شاہ نے سراطاعت سے پھیر سلطان نے لشکر ہمراہ رکاب کیکر اُسپر چڑھائی
کی باربک شاہ باتفاق کالا پہاڑ متوجہ کیطرف روانہ ہوا اور جسوقت کہ افواج سلطانی آن پہونچی صف آرا ہوکر پیشقدمی
کی بازار گیر دوارکا گرم ہوا کالا پہاڑ اپنی جمعیت لیکر سلطان سکندر کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور فوج سلطانی کے درمیان
مین گھر گیا اور گرفتار ہوا جب سلطان سکندر کے حضور مین اُسے حاضر لائے سلطان گھوڑے سے اترکر اُس سے بغلگیر ہوا اور نوازش
نہایت اُسکے حال پر مبذول فرماکر ارشاد کیا کہ تم میرے بجاے والد ماجد ہو التماس یہ ہی کہ مجھے اپنے فرزندون مین قبول فرمایئے کالا پہاڑ
نہایت خجال اور نادم ہوکر بولا کہ مین اس احسانکا جانکے سوا اور نہین رکھتا مصرع انچہ دارم سر لیست بر کف دست بعد اب ایک گھوڑا
حضور سے مرحمت ہووے تو یہ جان نثار لوازم جان نثاری بجالاوے بادشاہ نے اُسے گھوڑے پر سوار کیا پھر اُسنے
باتفاق افواج ظفر امواج باربک شاہ پر حملہ کیا باربکشاہ تاب برق شمشیر نہ لایا پاے ثبات اُسکا جگہ سے ہلگیا بداؤن کی
طرف بھاگا اور شہزادہ مبارک خان گرفتار ہوا اور بادشاہ نے تعاقب کرکے باربکشاہ کو بداؤن مین محاصرہ کیا آخر کو
باربک شاہ نے عاجز ہوکر ملازمت کی بادشاہ نے اُسکے اعزاز و احترام مین کوشش فرمائی اور اُسے خوشدل
اور محظوظ کرکے اپنے ہمراہ جونپور مین لایا اور جو ابتک حسین شاہ شرقی حوالی پہاڑ مین صاحب لشکر تھا اُسے بدستور
سابق تخت شرقیہ پر متمکن کیا لیکن اُس کی خدمت مین اپنے مرد معتمد مقرر کیے اور اکثر موضع مین اپنے احکام
تعین فرمائی اور بعضے پرگنات کو امراے درگاہ پر قسمت کیے اور وہان سے کالپی مین آیا اور اُسے

اعظم ہمایون سے تغیر کرکے محمود خان لودھی کو دیا اور وہان سے جھجر کیطرف روانہ ہوا اور جوتا رخان دہانکا حاکم تھا اوانم
انقیاد بجالایا جھجر پر اسے بحال فرماکر قلعہ گوالیار کیطرف توجہ مبذول کی خواجہ محمد قرلی کو مع خلعت خاص راجہ مان حاکم
گوالیار کے پاس بھیجا راجہ مذکور نے بھی جادہ اطاعت مین قدم رکھکر اپنے بھتیجے کو بادشاہ کی خدمتمین روانہ کیا کہ بیانہ تک
مشایعت کرے اور سلطان شرف حاکم بیانہ بھی طریق اخلاص سے ملازمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ بیانہ
کو چھوڑ تو اُسکے عوض جالیسر اور چند دارا اور ملاہرہ اور سکیسٹ تجھے عطا کیا جاوے سلطان شرف نے عمر خان شروانی کو ہمراہ
لیکر کنجیان قلعہ کی سونپی لیکن بعد پہونچنے کے نقض عہد کرکے قلعہ کو محکم کیا اور بادشاہ تغافل کرکے آگرہ مین آیا اور رہیت خان
جلوانی کہ مطیعان سلطان شرف سے تھا باغی ہوا اور قلعہ آگرہ پر اپنا عمل کرکے متحصن ہوا سلطان نے ناراض
ہوکر ایک جماعت امرا سے آگرہ کے محاصرہ پر چھوڑا اور خود معاودت کرکے بیانہ کی طرف گیا اور بقہر وغضب قلعہ
بندونکی تنگی مین کوشش فرمائی اور ایک مدت کے بعد سلطان شرف نے عاجز ہوکر امان چاہی اور سنہ ۸۹۷ آٹھ سو ستانوے
ہجریمین بیانہ کا قلعہ فتح ہوا اور خانخانان قرلی کے تفویض فرمایا اور سلطان شرف کو گوالیار کیطرف نکالدیا اور آگرہ کا
بھی قلعہ مفتوح ہوا پھر بادشاہ نے عنان عزیمت دہلی کیطرف معطوف فرمائی اور اُس عرصہ مین خبر پہونچی کہ ولایت جونپور
کے زمینداروں نے لاکھ سوار اور پیادہ کے قریب جمعیت بہم پہونچاکر شیر خان برادر مبارکخان لوحانی حاکم کڑہ کو شہادت
مین پہونچایا ہی اور مبارکخان لوحانی بھی کڑہ سے برآمد ہوکر جسوقت پرستی پیال کے گھاٹ پر دریاے گنگ سے عبور کرتا
تھا راے سہدیو راجہ بٹھٹہ نے اُسکو اسیر کیا اور بار بکشاہ غلبہ اُس گروہ کا مشاہدہ کرکے جونپور سے کالا پہاڑ کے پاس بہرائچ
مین آیا اور سلطان نے اُسکے بعد چوبیس دن دہلی مین استحمامت کرکے جونپور کیطرف عزیمت فرمائی جب آب گنگ سے عبور کرکے
دیلپور مین پہونچا بار بکشاہ خدمت مین حاضر ہوکر عنایات سلطانی سے ممتاز ہوا اور راے سہدیو بادشاہ کی آمد کا غلغلہ سنکر
ہراسان ہوا اور مبارکخان کو کہ اُسکے زندان ستم مین محبوس تھا بادشاہ کی خدمتمین بھیجا بادشاہ وہانسے کالپی گڑھ مین آیا اور وہان
کے زمینداروں نے اجتماع کرکے تنور جنگ گرم کیا آخر کو شکست کھاکر آوارہ دشت ادبار ہوے اور غنیمت بسیار غازیونکے ہاتھ آئی
بادشاہ جونپور کیطرف گیا اور دوبارہ بار بکشاہ کو جونپور مین چھوڑکر مراجعت کی پھر اودھ کے اطراف مین ایک مہینا کامل سیر وشکار
مین بسر کیا اس عرصہ مین ہرکارے خبر لائے کہ بار بکشاہ زمینداروں کے غلبہ سے جونپور مین قیام نہین کرسکتا بادشاہ نے
حکم کیا کہ کالا پہاڑ اور اعظم ہمایون شروانی اور خانخانان لوحانی اودھ کے راستہ سے اور مبارک خان کڑہ کی راہ سے
جونپور کیطرف جاکر اُس حدود کا بندوبست کرین اور بار بکشاہ کو مقید کرکے حضور مین حاضر کرین جب بار بکشاہ کو
بادشاہ کے روبرو لائے بادشاہ نے اُسے ہیبت خان لوحانی اور عمر خان شروانی کے سپرد کرکے خود جونپور کی اطراف سے قلعہ
چنار کے سمت عزیمت کی اور بعضے امراے حسین شاہ شرقی سے کہ وہان تھے حرب مین مبادرت کی اور شکست کھاکر
قلعہ بند ہوے چونکہ قلعہ محکم تھا بادشاہ نے محاصرہ مناسب خانخانا کیطرف کہ مضافات پٹنہ سے ہی مہمت فرمائی
اور وہانکا راجہ راستہ بلبھدر نے استقبال کرکے اطاعت کی بادشاہ نے کیٹہ پر اُسے بحال رکھا اور اودیل کیطرف گیا
اس درمیان مین بلبھدر متوہم ہوکر اسباب وحشم چھوڑکر یکہ وتنہا پٹنہ کیطرف بھاگا بادشاہ نے تمام سازوسلب
اُسکا اسکے پاس بھیجدیا جب بایل مین پہونچا دست تاراج دراز کرکے باغات اور عمارات سے کچھ اثر باقی
نرکھا اور کڑہ کے راستہ سے دیلپور کی طرف گیا اور شیر خان برادر مبارک خان لوحانی منکوحہ کو اپنے حبالہ

نکاح مین لایا اور شمس آباد کی طرف توجہ فرمائی اور چھ مہینے وہان استقامت کرکے سنبھل مین گیا اور پھر شمس آباد کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی درمیان راہ کے دیوتاری کو کہ مادلۂ تمروان تھا قتل وغارت سے خراب کیا اور بقیتہ السیف نے بھاگ کر موضع وزیر آباد مین دم لیا سلطان وزیر آباد کے مالک کو بھی قتیل و اسیر کرکے شمس آباد مین آیا اور آیام برسات شمس آباد مین گذارے اور سنہ ۹۰۰ سو ہجری مین راے بلبھدر کی گوشمالی کو پٹنہ کیطرف متوجہ ہوا اثناے راہ مین متمردون اور بدمعاشونکے مواضع کو ویران اور انھین قتل اور دستگیر کرتا تھا اور جب کہارن اور کہانی مین پہونچا نرسنگھ بیٹا بلبھدر کا جنگ مین مشغول ہوا اور ہزیمت پاکر پٹنہ مین بھاگا اور جب سلطان پٹنہ مین پہونچا راجہ بلبھدر سرکچھ کیطرف مفرور ہوکر راہ مین فوت ہوا اور سلطان سرکچھ سے سہدیو کیطرف کہ اعمال پٹنہ سے تھا متوجہ ہوا اور جب وہان پہونچا وہان افیون اور کوکنار یعنی پوستہ اور نمک اور گھی نہایت گران ہوا وہانسے جونپور کیطرف گرم عنان ہوا اور جو گھوڑے کہ پٹنہ کے سفر مین محنت شاقہ کھینچے ہوئے تھے انمین سے اکثر تلف ہوے جو سوار کہ دس گھوڑے رکھتا تھا انمین سے نو ضائع ہوئے لکم چندرا راے بلبھدر کے فرزند اور دیگر زمینداروں نے حسین شاہ شرقی کو لکھا کہ سلطان سکندر کے لشکر مین گھوڑے نہین رہے اور یراق تلف ہوا فرصت غنیمت ہے حسین شاہ شرقی نے یہ خبر سنکر جمعیت کی اور چند فیل ہمراہ لیکر شاہ سکندر کے مقابلہ کو آیا بادشاہ سکندر نے بھی کنتت کے گھاٹ جاکر آب گنگ سے عبور کرکے استقبال کیا اور راٹھارہ کروہی بعد بنارس کے ساتھ قرب کے مبدل ہوے خانجہان کو سالباہن پسر راے بچند کے پاس بھیجا کہ اُسے دلاسا دیکر لاوے اور خود بسرعت تمام سلطان حسین کے سر پر گیا اثناے راہ مین سالباہن خدمتین حاضر ہوا بعد مقابلہ کے حرب شدید وقوع مین آئی لیکن ہزیمت حسین شاہ شرقی کی شاملحال ہوئی ولایت پٹنہ کیطرف گیا اور بادشاہ نے آرہ دچھوڑ کر بروایت صحیح ایک لاکھ سوار سے تعاقب کیا اور جب اثناے راہ مین معلوم ہوا کہ حسین شاہ ولایت بہار مین گیا ہی نو روز کے بعد بادشاہ پلٹ کر آرہ مین وارد ہوا اور بہار کیطرف توجہ فرمائی اور حسین شاہ نے ملک کھندو کو حصار بہاٹین چھوڑا اور خود کیمل گانون مین جو توابع لکھنؤ سے ہی گیا اور سلطان علاءالدین بادشاہ بنگالہ نے اسکی عزت نگاہ رکھی اور اسباب عیش و فراغت کا اُسکے واسطے مہیا کیا تاکہ فکر اور تردد سلطنت سے باز آکر بقیہ عمر وہان بسر کرے اور دولت جونپور کی بادشاہونکے ساتھ اُسکے منقرض ہوئی اور بادشاہ سکندر نے منزل دیوبارہ سے ایک فوج ملک کھندو کے مقابلہ کو تعین فرمائی اور ملک کھندو نے راہ فرار نا پی اور ولایت بہار گماشتگان سکندر کے ہاتھ آئی اور سلطان نصرت خان کو مع ایک لاکھ جماعت امرا سے بہار مین چھوڑ کر دولیش پور مین آیا اور خانجہان پسر خانخانان قرملی کو آرہ پر چھوڑ کر دولیش پور سے بازگشت فرمائی اور جب خانجہان پسر خانخانان قرملی نے وفات پائی خسرو خان پسر بزرگ اُسکے کو ساتھ خطاب اعظم ہمایون کے امتیاز بخشا اور وہانسے شیخ شرف منیری کی زیارت کو کہ بہار مین آسودہ تھے روانہ ہوا وہانکے فقرا اور مساکین کو انعام اور داد و دہش سے خوشدل بلکہ تونگر کیا اور پھر دولیش پور مین آکر بادشاہ علاءالدین شاہ نگالہ کے سر پر روانہ ہوا اور جسوقت قتلغ پور مین جو متعلق اعمال بہار سے ہی پہونچا علاءالدین شاہ نے دانیال اپنے بیٹے کو استقبال کیواسطے بھیجا اور سلطان سکندر نے بھی محمود خان لودھی اور مبارک خان لوحانی کو اسطرف سے اُسکے مقابلہ کو تعین کیا چنانچہ موضع بارہ مین دونون مقابل ہوے اور حرف صلح کا درمیان مین لائے اور یہ قرار پایا کہ دونون مین سے کوئی ولایت یکدیگر مین مزاحمت نہ پہونچاوے اور مخالفون کو بھی پناہ نہ دیوے پھر محمود خان

لودھی اور مبارک خان لوحانی نے معاودت کی لیکن قصبہ پٹنہ مین توابع بہار مین مبارک خان لودھی قضاے آلہی سے فوت ہوا اور سلطان سکندر لودھی قتلغ پور سے پلٹ کر دربیش پور مین آیا اور کئی مہینے توقف کیا اور جو مبارک خان اُسمقام مین فوت ہوا تھا وہ ولایت اعظم ہمایون کے نام مقرر ہوئی اور ولایت بہار دریا خان پسر مبارک خان لوحانی کو عنایت فرمائی اور اُسوقت مین قحط غلہ ظاہر ہوا بادشاہ نے خلائق کے رفاہ کے واسطے فرامین منع زکوہ غلہ کل قلمرو مین ارسال فرمائے اُس دن سے پھر زکوہ غلہ کی یکقلم موقوف ہوئی اور اُسوقت بادشاہ قصبہ سارن مین گیا اور بعضے پرگنے قصبہ سارن کے اطراف کے جو زمینداروں کے تصرف مین تھے برآوردہ کرکے اپنے آدمیون کو جاگیر دیکر چھلی گڑھ سے جونپور مین آیا اور چھ مہینے توقف کیا اور حسب بادشاہ نے سالبا ہن راے پٹنہ سے لڑکی طلب کی اور اُسنے انکار کیا اُسوقت انتقام کو ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین پٹنہ کیطرف گیا اور اُسکے آبادی سے ایک اثر نچھوڑا اور حسب باندھو گڑھ کی حوالی مین کہ محکم ترین قلاع اُس ولایت سے ہی اور بھی حاکم نشین ہی پہونچا جوانان مردانہ نے جوانمردیان کین چونکہ تسخیر اسکی دشوار تھی بادشاہ اُس حصار سے پلٹ کر جونپور مین آیا اور وہان استقامت کرکے ایک مدت امور مملکت کے پرداخت مین اشتغال رکھا اور درمیان مین دربارہ محاسبہ مبارکخان موجی کے جو بعد قید کرنے بارکشاہ کے جونپور اُسکے حوالہ ہوا تھا اور وہ بہت مال درمیان سے تلف کرکے چاہتا تھا کہ لطائف الحیل مین گذارے اور ہرچند خوانین کو شفیع کیا فائدہ نہ بخشا حکم ہوا کہ اُس سے آمدنی چند سال کی بندوبست بادشاہی کے موافق وصول کرین اس سبب سے امراے افغان نے اپنے دل مین یک گونہ رنجش بہم پہونچائی اتفاقاً اُن دنونمین بادشاہ چوگان بازی کیواسطے سوار ہوا اور عین چوگان بازی مین چوگان ہیبت خان شروانی کا سلیمان خان پسر دریا خان لودھی کے چوگان سے ٹکرا کر سلیمان خان کے سر مین لگا کہ مجروح ہوا اُس سبب سے اُنکے درمیان مین اُس مقدمہ کے باعث مناقشہ ہوکر رنجش ہوئی خضر خان برادر سلیمان خان نے انتقام کیواسطے قصداً چوگان ہیبت خان شروانی کے سر پر مارا شور وغل برپا ہوا محمود خان لودھی اور خانخانان ہیبت خان شروانی کو تسکین دیکر مکان پر لیگئے اور بادشاہ میدان سے محل مین داخل ہوا اور چارون کے بعد پھر چوگان بازی شروع ہوئی اثنائے راہ مین شمس خان نامے خویشان ہیبت خان شروانی سے غضبناک ٹکرا تھا جب خضر خان نے برادر سلیمان خان کو دیکھا چوگان اُسکے سر پر مارا اور بادشاہ نے شمس خان کو خوب زدوکوب کرکے اپنے محل مین مراجعت فرمائی اور اُسکے بعد اپنے امرا سے بدظن ہوا بعضونکو کہ مخلص اور دولتخواہ جانتا تھا پاسبانی کا اشارہ کیا چنانچہ یہ ہر شب کو مسلح ہوکر پاسبانی کرتے تھے اُس عرصہ مین ہیبت خان شروانی اور دو سردارون نے آپسمین اتفاق کرکے شہزادہ فتح خان بن بادشاہ بہلول سے عرض کی کہ افسران سپاہ سکندر شاہ کی بادشاہی سے راضی نہین ہین اور تجھے سرداری مین قبول رکھتے ہین اگر حکم ہو سکندر شاہ کو درمیان سے اُٹھا کر ہم تجھے سریر سلطانی پر متمکن کرین شہزادہ نے شیخ ظاہر اور اپنی والدہ سے یہ راز ظاہر کیا شیخ اور اُس کی والدہ نے نصیحت کرکے اُسپر آمادہ کیا کہ نام بداندیشونکے بادشاہ کے روبرو ظاہر کرے شہزادہ نے ویسا ہی کیا چنانچہ سلطان غدار اور بداندیشی اُس جماعت سے خبردار ہوا باتفاق امرا ہر ایک کو ہر ایک طرف آوارہ کیا اور اُسکے بعد بتدریج اُسپر آمادہ رہا کہ ۹۰۸ نوسو پانچ ہجری مین سنبھل کیطرف جاکر چار برس اس حدود مین سیر و شکار اور چوگان بازی مین بسر کیے اور اُس مقام مین خبر بدعملی اور بدکرداری اصغر خان حاکم دہلی کی سنے چنانچہ خواص خان حاکم ماچھواڑہ کو حکم بھیجا کہ دہلی مین جاکر اصغر خان کو مقید اور مغلول درگاہ مین بھیجے اور حسب خواص خان حسب الحکم دہلی کیطرف متوجہ ہوا

جعفر خان یہ خبر سُنکر قبل پہونچنے خواص خان سے شب شنبہ ماہ صفر ۹۰۷ھ نوسو سات ہجری مین قلعہ سے برآمد ہو کر سلطان کے روبرو سنبھل کیطرف گیا اور مقید ہوا اور خواص خان دہلی پر متصرف ہو کر حکومت مین مشغول ہوا اور نقل ہے کہ ایک برہمن جو دھن نام موضع کاتھن مین سکونت پذیر تھا ایک دن اُسنے مسلمانون کے حضور اقرار کیا کہ اسلام حق ہے اور میرا بھی یہ درست ہے یہ بات اُس سے شائع ہو کر علمار کے گوش زد ہوئی قاضی پیارہ اور شیخ بدر کہ لکھنوتی مین رہتے تھے اور ساتھ نقیض ایک دوسرے کے فتوے دیتے تھے اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید حاکم اس ولایت نے برہمن کو مع قاضی اور شیخ مذکور بادشاہ کی خدمت مین سنبھل بھیجا اور جو بادشاہ کو مذاکرہ علمی کے سُننے مین رغبت تمام تھی علمار نامی کو اطراف سے طلب کرکے مجلس بحث ترتیب دی اور تفصیل اسمای علمار کی یہ ہے کہ میان قادر بن شیخ خوجو اور میان عبداللہ بن الہ داد طلنبہ سی اور سید محمد بن سعید خان دہلی سے اور ملا قطب الدین اور ملا الہ داد صالح سرہند سے اور سید امان اور سید برہان اور سید احسن قنوج سے آئے اور ایک جماعت امرا سے جو ہمیشہ بادشاہ کے ہمراہ رہتے تھے مثل صدرالدین قنوجی اور میان عبدالرحمن ساکن سیکری اور میان عزیزاللہ سنبھلی یہ بھی اُس معرکہ مین حاضر ہوئے اتفاق علما کا اُسپر ہوا کہ اُسکو محبوس کرکے عرض اسلام کرنا چاہیے اگر انکار کرے اُسکی گردن ماریں جو دھن انکار کرکے مقتول ہوا اور بادشاہ نے جمیع علمار کو انعام دیکر رخصت کیا اور بعد چند عرصہ کے خواص خان حاکم دہلی اپنے بیٹے اسمعیل خان کو دہلی مین چھوڑکر حسب الحکم درگاہ مین آیا اور نوازش خسروانہ سے سرفراز اور ممتاز ہوا اسوقت مین سعید خان شروانی نے کہ لاہور سے آیا تھا ملازمت کی چونکہ یہ غدار ڈنکا سرغنا تھا اُسکو اور تاتار خان قرملی اور محمد شہ لودھی اور تمام غدارونکو گجرات کے اطراف مین اخراج فرمایا اور اُس سال کہ ۹۰۷ھ نوسو سات ہجری مین تھی راجہ مان سنگھ راے گوالیار نے نہال نام خواجہ سرا کو برسم رسالت مع تحف وہدایا لائق روانہ کیا اور جو خواجہ سرا درشت گو اور بدزبان تھا بادشاہ نے ناراض ہو کر اُسے رخصت کیا اور اپنے آنے اور قلعہ لینے کی تہدید فرمائی اور انھین دنونمین خبر فوت خانخانان قرملی حاکم بیانہ کی پہونچی چند روز بیانہ مین احمد اور سلیمان پسران پسر خانخانان قرملی کو مقرر رکھا اور جو بیانہ بسبب استحکام قلعہ اور ہونے سرحدون کے محل محکم بغاوت اور فساد کا ہوا تھا احمد اور سلیمان پسران پسر خانخانان قرملی سے لیکر خواص خان کے سپرد کیا اور چند روز کے بعد صفدر خان آگرہ کے انتظام کیواسطے کہ مضافات بیانہ سے تھا تعین ہوا اور احمد اور سلیمان جو بیانہ سے سنبھل مین آئے تھے شمس آباد اور جالیسر اور کھنبیل اور شاہ آباد اور دوسرے پرگنے پائے اور عالم خان حاکم میوات اور خانخانان حاکم ریری کو حکم ہوا کہ باتفاق خواص خان قلعہ دھولپور کے تسخیر مین مشغول ہوون اور راے بنایک دیو کے تصرف سے برآوردہ کرین اور راے نے بقدم مخالفت آنکر مجادلہ اور محاربہ کیا اور خواجہ بین کہ دلاوران صف شکن سے تھا اُس معرکہ مین شہید ہوا اور ہر روز ایک جماعت قتل ہوتی تھی جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بیتابانہ جمعہ کے دن ماہ رمضان المبارک کی چھٹی تاریخ سنہ مذکورہ مین سنبھل سے دھولپور کیطرف حرکت کی اور جب قریب پہونچا راے بنایک دیو قلعہ اپنے متعلقون کے سپرد کرکے گوالیار کی طرف گیا اور آدمی اُسکے صدمہ افواج سکندری کے تاب نہ لاکر آدھی رات کو قلعہ سے برآمد ہو کر نکل گیے اور بادشاہ نے صبح کے وقت قلعہ مین داخل ہو کر درگاہ شکر کا ادا کیا اور لوازم فتح عمل مین لایا غازیون نے ہاتھ تاراج و غارت مین دراز کیا اور مکانون کو مسمار کرکے باغات اطراف دھولپور کے کہ سات کوس تک سایہ ڈالے ہوئے تھے بیخ و بن سے اُکھاڑے اور ایک مہینے کے بعد رایات شاہی گوالیار کیطرف جنبش مین آئے اور آدم خان لودھی کو مع تمام امرا وہان چھوڑکر آپ

چنبل سے عبور کیا اور آب اسی عرف سید کی کے کنارے نزول فرما کر دو مہینے توقف کیا اور وہانکے آب وہوا کی زبونی کے سبب بیماری وبا اور طاعون کی پیدا ہوئی اور آدمی بیمار ہوئے اور گوالیار کے راجہ نے از راہ ملایمت آنکر صلح کی درخواست کی اور سعید خان اور بابو خان اور رائے کنبس کہ بادشاہ سے بھاگ کر اُسکے پاس پناہ لیگئے تھے اپنی حفاظت سے نکالکر اپنے بڑے بیٹے بکرماجیت کو ملازمت کیواسطے بھیجا چنانچہ بادشاہ نے اُسے اسپ وخلعت عنایت فرما کر رخصت انصراف کی مرحمت فرمائی پھر علم مراجعت بلند کرکے جب دھولپور مین پہونچا اُسے بھی بنا یک دیو کو بخشا اور آگرہ مین آنکر اُس شہر کو جو بیانہ کے متعلق تھا اور زمانے کفر واسلام مین کبھی تحت نشین نہوا تھا گوالیار اور نرور کی تسخیر کے واسطے پایہ تخت کرکے حصار سیری کو کہ جو ساتھ دہلی نو کے شہرت رکھتا تھا ترک کیا اور برسات کا موسم اُس مقام مین بسر کیا اور ماہ رمضان المبارک سنہ ۹۱۰ نوسو دس ہجری مین طلوع سہیل کے بعد علم عزیمت قلعہ مندرایل کے تسخیر کیواسطے بلند کیا اور ایک مہینا کامل اطراف دھولپور مین توقف فرمایا اور افواج نے حسب الحکم جاتے ہی حوالی گوالیار اور مندرایل تک تاخت وتاراج کیا اور اُسکے بعد خود جاکر قلعہ مندرایل کو محاصرہ فرمایا اور اہل قلعہ نے امان طلب کرکے حصار کو سپرد کیا اور سلطان نے بتخانے اور کنائس وہان کے مسمار کرکے مسجد مین تعمیر کین اور ساتھ ایک معتمد کے سپرد کرکے علم مراجعت بلند کیا اور جب دھولپور مین پہونچا قلعہ کو بنا یک دیو سے تغیر کرکے شیخ قمرالدین کے سپرد کیا اور خود آگرہ مین آنکر امرا کو جاگیر دنکی طرف رخصت فرمایا اور سنہ ۹۱۱ نوسو گیارہ ہجری مین بروز یکشنبہ صفر کی تیسری تاریخ کو آگرہ مین زلزلہ عظیم واقع ہوا حتی کہ پہاڑ لرزہ مین آئے عمارات بلند اور محکم گر پڑین زندون نے قیامت اور مردون نے حشر معلوم کیا قطعہ اُسکی تاریخ کا یہ ہے قطعہ در نہ صد واحدے عشر از زلزلہ گردید سواد آگرہ مرحلہا ٭ با آنکہ بناہاش بسے عالی بود ٭ از زلزلہ شد علیہا سافلہا ٭ اُس زمانے تک اُس طرح کا زلزلہ ہند مین واقع نہین ہوا اور کوئی شخص یاد نہین رکھتا ہے اور نشان نہین دیتا ہے اور اُس دن زلزلہ اکثر بلاد ہند مین آیا تھا بادشاہ نے سہیل کے طلوع کے بعد سند مذکورہ مین گوالیار کی طرف نہضت فرمائی اور ڈیڑھ مہینے دھولپور مین توقف کیا وہان سے آب چنبل کے کنارے کو کہ کھاٹ کے نزدیک فروکش ہوا اور چند مہینے استقامت کی اور شہزادہ ابراہیم اور جلال خان کو مع خوانین معتبر وہان چھوڑا خود لیعزم جہاد اور غارت بلاد پایہ سعادت رکاب مین لاکر اکثر کفار کو جو پہاڑون اور جنگلون مین پوشیدہ تھے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور غنیمت وافر غازیونکے ہاتھ آئی اور وہان جو بسبب نہ آنے بنجارون کے غلہ لشکر منصورہ مین کم پہونچتا تھا اعظم ہمایون اور احمد خان لودھی اور محمد خان کو رسد لانیکے واسطے دانہ کیا رائے گوالیار اگرچہ انکا سدراہ ہوا لیکن تدبیر اُسکی کارگر نہوئی لاچار ہوکر پلٹ گیا اور رسد غلہ لشکر فیروزی اثر مین بخوبی تمام پہونچی اور جب بادشاہ تفریحًا موضع جنور مین عمال گوالیار مین پہونچا اس جگہ سے طلایہ لشکر کی پاسبانی کے واسطے دس کوس پیشتر غنیم کی طرف کیا اور نگہبانی اور خبرداری مین تقصیر نہ کی نظم مثل گردان لشکر یتر جنگ ٭ بیندختی نامدار خدنگ ٭ ہنوز از کمان دور نا رفتہ تیز ٭ خبر یافتی شاہ گردون سریر ٭ فوج رائے گوالیار کی مراجعت کے وقت کمین سے برآمد ہوئی حرب شدید ومعرکہ عظیم واقع ہوا اور داؤد خان اور احمد خان پسر خانجہان بن خانخانان قرملی کی بہادری ومردانگی اور جان سپاری سے کفار نے شکست کھائی اور راجپوت بہت علف تیغ خون آشام ہوئی اور غازیان اسلام نے کچھ زندہ اسیر کیئے اور بادشاہ نے مراجعت کے وقت دونون پر نوازش خسروانہ فرمائی داؤد خان کو ملک داؤد خطاب دیکر آگرہ مین آیا اور برسات وہان آخر کی اور سنہ ۹۱۲ نوسو بارہ ہجری مین قلعہ ادویت نگر

کیطرف توجہ فرمائی اور جب دھولپور مین پہونچا توقف کرکے عماد خان قرلی اور مجاہد خان کو مع چند ہزار سوار اور پیادہ و فیل کوہ تہیتل کے قلعہ اودیت نگر کی جانب تعین فرمایا اور خدمت حجابی پر قاضی عبدالواحد ابن شیخ طاہر کابلی ساکن قصبہ تھانیسر اور شیخ ابراہیم مقرر ہوے اور ولایت کالپی جو محمود خان کی فوت کے بعد ساتھ جلال خان کے مقرر ہوئی تھی اور اسکے بھائی مسلمیان بھیکھن خان اور حاجی خان اُس سے پرخاش پر آمادہ ہوئے سلطان نے حکومت کالپی کی فیروز اد خان کو عنایت فرمائی اور اد خان ایک طالفہ ہوافغان کے نزدیک اور مجاہد دن کو دھولپور مین چھوڑکر خود آب چنبل کے کنارے جاکر نزول کیا اُس مقام مین خواص خان اور بھیکھن خان ملازمت مین فائز ہوکر عنایات سلطانی سے ممتاز ہوئے اور سلطان نے اودیت نگر کیطرف آنکر قلعہ کو محاصرہ کیا اور جو افتتاح اُس کا مثل فتح علیہ قلعہ گوالیر کے جانتا تھا تمام فوج کو حکم کیا کہ جنگ و پیکار پر مستعد ہوکر قلعہ کی تسخیر مین ہمت باندھین اور خود ایسی ساعت مین کہ اختر شناسون نے مقرر کی تھی بہ نفس نفیس میدان کیطرف متوجہ ہوکر ہراول سے جنگ شروع کی کہ افواج بحر موج نے مورد ملخ کی طرح قلعہ مین چسپیدہ ہوکر داد مردی اور مردانگی دی اور نسیم فتح و ظفر پرچم رایات سلطانی پر چلی ناگاہ قلعہ کی دیوار جو ملک علاء الدین کی جانب تھی دہ شگاف ہوئی اور جوانان مردانہ اور غازیان فرزانہ اُسطرف سے داخل ہوئے ہرچند متحصنون نے فریاد الامان بلند کی کسی کے گوش زد نہوئی قلعہ کو مسخر کیا اور راجپوت اپنے مکانونسے جنگ کرتے تھے اور اعیان کو اپنے قتل کرتے تھے اور آتش سوزان مین جلاتے تھے غرض راجپوت بہت مقتول ہوے اس عرصہ مین ایک تیر غنیم کیطرف سے آیا اور ملک علاء الدین کے دیدہ جہان مین کو بے نور کیا اور بادشاہ فتح کے بعد لوازم شکر و سپاس فتاح حقیقی بجالایا اور بتخانون کو مسمار کرکے مساجد تعمیر فرمائین اور قلعہ بھیکھن خان ولد مجاہد خان کے سپرد کیا اور جب بادشاہ کے سمع مبارک مین یہ خبر پہونچی کہ مجاہد خان کے راجہ ہنونت گڑھ سے رشوت لیکر تعہد بادشاہ کے پھیرنے کا کیا ہی ماہ محرم سنہ ۹۱۳ نوسو تیرہ ہجری مین ملاحیمن خاص حاجب کو کہ ملصان مجاہد خان سے تھا مقید کرکے ملک تاج الدین کنبوہ کے سپرد کیا اور اُن امرا کو جو دھولپور مین تھے حکم ہوا کہ مجاہد خان کو محبوس کرین اور آگرہ کے قلعہ کیطرف کوچ کیا ایک روز راہ کی ناہمواری سے کہ نشیب و فراز بہت رکھتی تھی مقام ہوا اور آب کی نایابی سے اُس دن حیوان مصامت اور ناطق بہت تلف ہوئے اور جب بادشاہ کے حسب الحکم مردونکا شمار ہوا آٹھ سو آدمی قلم بند ہوے اور قیمت ایک کوزہ پانی کی پندرہ دنگہ ہوئی تھی بادشاہ وہان سے دھولپور مین آیا اور چند روز توقف کرکے دارالسلطنت کیطرف تشریف لایا اور برسات کو آخر کرکے سہیل کے طلوع کے بعد سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری مین قلعہ نرور کی تسخیر کی عزیمت کی اور وہ قلعہ از توابع مالوہ اور کفار کے تصرف مین تھا اور جلال خان حاکم کالپی کے نام حکم صادر ہوا کہ نرور کو پیشتر جاکر محاصرہ کرے اور اہالی حصار اگر صلح کرین درگذر کرکے قبول کرے جلال خان نے حکم کے موافق قلعہ مذکور کو محاصرہ کیا اور بادشاہ بھی عقب سے پہونچا دوسرے دن قلعہ کے دیکھنے کے واسطے سوار ہوا اور جلال خان نے اپنے لشکر کو آراستہ کرکے پیادے اور سوار دن اور فیلون کے تین گروہ کیے اور سر راہ بستادہ کرکے چاہا کہ مجرا اپنی جمعیت کا کرآئے بادشاہ نے اُسکے لشکر کی کثرت ملاحظہ کرکے اپنے دلمین تجویز کیا کہ اسے بتدبیر و تدریج خراب کرے اور بادشاہ نے اُس قلعہ کو آٹھ کوس کا جسکا دور تھا ایک سال تک محاصرہ کیا اور ہر روز آدمی جنگ کیواسطے پیش قدمی کرتے تھے اور قتل ہوتے تھے لیکن آٹھ مہینے کے بعد بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بعضے مردم معتبر متحصنون سے آمیزش رکھتے ہین اس سبب سے قلعہ سر نہین ہوا

اور سبب دریافت کا یہ تھا کہ ایک دن بادشاہ بام محل پر بیٹھا ہوا کر تفریح کرتا تھا دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا ایک طرف سے شگافتہ ہوا اور اسی وقت اندر سے بند کیا سلطان نے اس امر کو ایکدل اور ایک زبان ہونا امرا کا مدنظر رہے جانکر پہلے جلال خان کے مردمان جرنی کو اپنے روبرو بلایا اسوقت دو فرمان صادر فرمائے ایک جلال خان کی گرفتاری مین بنام ابراہیم خان لوحانی اور سلیمان خان قرنی اور ملک علاء الدین جلوانی اور دوسرا شیر خان کے حبس کے بارہ مین سیان بھورہ اور سعید خان اور ملک آدم کے نام القصہ خوانین مذکور نے جلال خان اور شیر خان کو مقید کیا اور حسب الحکم قلعہ سنونت گڑھ مین بھیجکر محافظت مین مشغول ہوئے اور اسکے بعد اہالی قلعہ نے بے آبی اور کمی غلہ سے عاجز ہوکر امان چاہی چنانچہ امان پاکر قلعہ سے نکل گئے اور سلطان نے چھ مہینے قلعہ کے قریب قیام فرماکر خانون کو کھدوا کر مسجدین تعمیر فرمائین مفتی اور خطیب مقرر کیے اور علما اور طلبہ کو وظایف معین کرکے اس مقام مین متوطن کیا اور انہ نون مین شہزادہ شہاب الدین بن سلطان ناصر الدین سلطان مالوہ نے باپ سے رنجیدہ ہوکر انکم ملازمت کیا جسوقت قصبہ سیری مین کہ عمال مالوہ سے ہے خبر پہنچا بادشاہ نے اسپ وخلعت بھیجکر پیغام کیا کہ اگر تم چندیری کو میرے سپرد کرو تو ایسی امداد کیجائیگی کہ سلطان ناصر الدین کا تمپر غلبہ نہوگا اتفاقاً شہزادہ شہاب الدین کو کوئی ایسا سبب مانع پیش آیا کہ ولایت پدر سے برآمد نہوا اور سلطان سکندر نے ماہ شعبان سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجریمین پاے قلعہ زور سے کوچ کیا جس وقت کہ لب آب سند پہونچا اسکے دل مین یہ اندیشہ گذرا کہ زور کا قلعہ نہایت سنگین ہے اگر مالوہ مین اسی مخالفت کے پڑیگا اسکے ہاتھ سے بآسانی برآوردہ نہوسکیگا اسواسطے ایک حصار اور گرد قلعہ مذکور کے جنیکا استحکام تازہ بخشا پھر حسب پیش نہاد اپنے قصبہ بہار مین آیا اور ایک مہینا اس مقام مین توقف کیا اور اسجگہ نعمت خاتون زن قطب خان لودھی جو جلال خان شہزادہ کی مرضعہ تھی شہزادے کے ہمراہ آئی اور سلطان اسکے دیکھنے کیواسطے گیا اور دلجوئی کی اور سرکار کالپی شہزادے کی جاگیر مقرر کرکے ایک سو بیس راس گجرات اور زنجیر فیل اور مبلغ نقد عنایت فرمائے اور نعمت خاتون کے ہمراہ کالپی کی رخصت دی اور خود سنہ ۹۱۵ نوسو پندرہ ہجریمین رایت اقبال مقام گوالیار سے دارالملک کیطرف حرکت مین لایا اور جب بلگھات مین پہونچا افواج اس حدود کے متمردون کی تدارک کو بھیجکر اس نواح کو اہل بغی کے شر وخاشاک سے پاک کیا اور جا بجا تھانہ بٹھاکر آگرہ کیطرف تشریف لایا اور اسوقت مین خبر پہونچی کہ احمد خان پسر سارنگخان لودھی حاکم لکھنوتی کفار کی مصاحبت کے سبب طریقہ ارتداد کا اختیار کرکے دین اسلام سے پھر گیا ہے بادشاہ نے فرمان محمد خانکے چھوٹی بھائی کے نام بھیجا تو اسکو زنجیر مین مقید کرکے خدمت مین روانہ کرے وہ حکم کے موافق کاربند ہوا اور سرکار لکھنوتی سعید خان اسکے منجھلے بھائی کے نام قرار پکڑا اور اندونمین محمد خان پوتا سلطان ناصر الدین مالوی کا اپنے دادا کے قہر وغضب سے ہراسان ہوکر درگاہ عرش اشتباہ مین پناہ لایا بادشاہ نے سرکار چندیری عمال مالوہ کو اسکے نام فرمائی اور شہزادہ جلالخانکو حکم ہوا کہ محمد و معاونان اسکا ہوکر ایسا نکرے کہ سپاہ مالوہ کسی طرح کا صدمہ اسے پہونچا دے اور اسوقت بادشاہ شیر وشکار کیواسطے دھولپور کیطرف سوار ہوا اور آگرہ سے دھولپور تک منزل بمنزل قصر اور عمارات تعمیر فرمائین اور اسی عہد مین محمد خان ناگوری اپنے خویشون پر کہ علیخان اور ابابکر سے قتل کیا چاہتے تھے غالب آیا اور وہ بھاگ کر بادشاہ کی درگاہ مین آئے محمد خان ناگوری نے انکے پناہ لے جانے سے ساتھ ایسے بادشاہ عالی جاہ کے عاقبت اندیشی کرکے عرضیان اخلاص آمیز مع تحف وہدایا بھیجین اور اس ولایت کا خطبہ بادشاہ کے نام پڑھا اور سکہ بھی بادشاہ

کے نام سے جاری کیا اور بادشاہ نے خلعت اُسکے واسطے بھیجا اور آگرہ مین تشریف لایا اور چند روز بساط نشاط بچھاکر
سیر باغات اور بزم آرائی مین بسر کیے پھر دھولپور کیطرف راہی ہوا اور میان سلیمان چھوٹے بیٹے خانخانان قرملی کو
فرمایا کہ لشکر وحشم کو اپنے ہمراہ لیکر ہنونت گڑھ کیطرف جاکر حسین خان نومسلم کی اعانت کرے اُسنے عذر کرکے عرض کی
مین خدمت سے دور ہونگا یہ معنی بادشاہ کے خاطر دریا مقاطر کی آشفتگی کا باعث ہوئی حکم کیا کہ وہ ہماری خدمت
سے دور رہے اور صبح تک جو کچھ مال اپنا لشکر گاہ سے لیجا سکے اُسکا ہی اور جو کچھ باقی رہے غارت عام کرین اور پرگنہ بڑ بڑی
اُسکی مدمعاش کیواسطے مقرر ہووے چنانچہ وہ وہان جاکر ساکن ہوا اور اُسی عرصہ مین بہجت خان حاکم چندیری
کہ اپنے باپ و دادا کے عہد سے مطیع اور فرمان بردار سلاطین مالوہ تھا سلطان محمود مالوہی کے ضعف حال
اور اُسکے فتور مملکت کیواسطے بوسیلہ ارسال تحف بادشاہ کا متوسل ہوا بادشاہ نے عماد الملک پدہ کو کہ احمد خان
نام رکھتا تھا چندیری کیطرف بھیجا تو باتفاق بہجت خان اس حدود مین خطبہ سلطان کے نام پڑھاوے اور اُسوقت
بادشاہ آگرہ مین آیا بعادت معہودہ ارسال فرامین مشتمل بر مژدہ اطاعت بہجت خان اور پڑھنا خطبہ کا و لایت
چندیر مین اور حاصل ہونا فتوحات تازہ کا باطراف واکناف و لایات مین مشغول ہوکر بلند آوازہ ہوا اور اُس وقت
مصلحت ملکی کیواسطے بعضے امرا کو ساتھ تغیر اور تبدل جاگیر کے مناسب دیکھکر عمل کیا اور سعید خان منجھلے بیٹے مبارکخان
لودھی اور شیخ جمال قرملی اور رائے جگرسین کچھواہہ اور خضر خان اور خواجہ احمد کو چندیری کیطرف بھیجا وہ اُس ولایت
کو اپنے قبض و تصرف مین لاکر مستقل ہوئے اور حسب الحکم شہزادہ محمد خان نبیرہ سلطان ناصر الدین مالوہی کو شہر بند کرکے
سلطنت اس ملک کی جسطرح کہ تھی ظاہرا اُسپر مقرر رکھی اور بہجت حاکم چندیری نے جب معاملہ ایسا دیکھا اپنا رہنا
اُس صوبہ مین صواب نجانا ناچار بادشاہ کی ملازمت مین فائز ہوا اور اندرون مین بادشاہ کی طبیعت حق طویت حسینخان
قرملی ضابط سارن سے منحرف ہوئی تھی اُسوجہ سے حاجی سارنگ کو اُسطرف بھیجا تو وہان جاکر اُسکے لشکر کو حسن
تدبیر سے اپنی طرف کھینچے چنانچہ وہ اُسکے قید کرنیکی فکر مین ہوا اور وہ واقف ہوکر تھوڑے رفقا سے ولایت لکھنوتی
کیطرف گیا اور علاء الدین شاہ والی بنگالہ سے پناہ ڈھونڈھی اور سنہ ۹۲۲ نو سو بائیس ہجری مین علی خان ناگوری کہ
سرکار رسین میتو پور مین تعین تھا بادشاہزادہ دولت خان حاکم رنتھبور جو سلطان محمود مالوہی کا محکوم تھا اُس سے
شیوہ موافقت اور مرافقت مرعی رکھکر اُسکو بادشاہ کی طاعت کی ترغیب کی اور مقرر کیا کہ بادشاہ کی نقد ملازمت سے
مشرف ہوکر قلعہ مذکور کو بپیشکش کرے جب عریضہ علیخان ناگوری کا اس بارہ مین پہونچا بادشاہ نے محظوظ ہوکر اُس
طرف جانیکی عزیمت کی اور بیانہ کے نواح چار مہینے شکار اور مشائخ کبار کی ملاقات مین خصوصاً سید نعمت اللہ
اور شیخ حسینی کہ ساتھ خوارق عادات اور مکاشفات کے اشتہار رکھتے تھے بسر کیے اور اُس عرصہ مین شہزادہ
دولتخان اور اُسکی والدہ کو کہ صاحب اختیار قلعہ رنتھور تھی ساتھ مواعید بسیار کے ایسا فریفتہ کیا کہ دولت خان
شہزادہ نے بتعجیل تمام عزم ملازمت کیا اور بادشاہ نے تمام امرا اُسکے استقبال کیواسطے بھیجکر بعزت تمام داخل
اُردو کیا اور ملاقات کیوقت اُسے فرزندون کے مانند نوازکر خلعت اور چند زنجیر فیل عنایت فرمائے اور ساتھ قرار معہود
کے تکلیف سیر و کرنے قلعہ رنتھور کی دی اتفاقاً اُسی علی خان ناگوری نے دشمنی سے شہزادہ دولت خان
کو اُس پر آمادہ کیا کہ قلعہ بادشاہ کو نہ دیوے بادشاہ اصل راز سے آگاہ ہوا شیوراج پوری سرکار اُس سے

تغیر کرکے اسکے بھائی ابابکر کو دی اور بحکم و کرم جبلی خود زیادہ اُس سے اُسکو معاتب نہ کیا اور پھر پنہان کرکے راستہ سے قصبہ بارمی کیطرف پہونچکر اُس پرگنہ کو مبارک خان کے بیٹون سے برآوردہ کرکے شیخ زادہ بھیکھن کے سپرد کیا اور دارالخلافت آگرہ مین آیا اور عادات قدیم کے موافق فرمان فتوحات ہر اطراف وجوانب مین صادر فرمائے اور اکثر امرائے سرحد کو طلب کیا کہ قلعہ گوالیار پر چڑھائی کرکے جبراً اور قہراً مفتوح کرین خلاصہ اُسکا یہ کہ زمانیکی عادت قدیم ہی کہ عطیہ اور پرورش اپنے سے پیشیمان ہوتا ہی اُسوقت بادشاہ کو ساتھ مرض نامرضی کے گرفتار کیا اگرچہ ازروے غیرت کے خیال اپنا نکرکے اُسی حالت مین کچہری مین اجلاس کرتا تھا اور سوار ہوتا تھا لیکن رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ لقمہ حلق سے نہ اُترا راہ نفس بستہ ہوئی اور دم گھٹا چنانچہ بروز یکشنبہ ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۲۳ نوسو تیئیس ہجری مین دارالسرور کیطرف تشریف لیگیا

قطعہ ساقیا نندرین بزم بدین بیرحمی ✤ کہ چو ہنگام طرب جام مرد در گیرند ✤ کاس عشرت زگل و خاک سکندر سازید ✤ یادہ عیش زخون دل سنجر گیرند ✤ نظام الدین احمد اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ جو مناقب و مفاخر سلطان سکندر لودھی مین سے بعضی تواریخ مین اسقدر مذکور ہین کہ اکثر گمان اوپر مبالغہ اور اغراق کے کیا جاتا ہی لیکن جو کچھ صحت مین قریب تر تھا ایراد کیا جاتا ہی کہتے ہین سلطان جمال ظاہر مین آراستہ اور کمال باطنی مین پیراستہ تھا اور ایام سلطنت مین اسکی نہایت ارزانی اور امن وامان حاصل تھی اور بادشاہ ہر روز دربار عام کرتا تھا اور خود خلق اللہ کی دادرسی مین مشغول رہتا تھا اور گاہ صبح سے شام تک بلکہ عشا کی نماز کیوقت تک معاملات مین مصروف ہوتا تھا اور نماز پنجگانہ ایک مجلس مین ادا کرتا تھا اور ایام سلطنت مین اُسکی دست تسلط ہند کے زمیندارونکا کوتاہ ہوا اور سب مطیع و فرمان بردار ہوئے اور قوی وضعیف یکسان اور برابر ہوئے اور کامون مین انصاف مرعی رکھتا اور ہوائے نفس پر بہت کم جاتا اور خدا ترسی سے خلق پر نہایت مہربان رہتا جیسا کہ ایکدن اپنے بھائی بارکشاہ سے جنگ کرتا تھا کارزار کیوقت ایک قلندر حاضر ہوا اور اُسکا ہاتھ پکڑکر بولا فتح تیرے واسطے ہی بادشاہ نے اپنا ہاتھ کراہت سے کھینچا فقیر نے کہا مین ہاتھ فال نیک پر مارتا ہون تو نے اپنا ہاتھ کیون کھینچا سلطان نے جواب دیا کہ جسوقت طائفہ اسلام کے درمیان جنگ ہو حکم ایک طرف نکرنا چاہیئے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ جس شیمین خیر اسلام ہو وہ ہووے اور ہر سال دو مرتبہ فقرا و مستحقین ولایت کے یہ تفصیل اسم لکھواتا تھا اور ہر شخص کے فراخور حال مبلغ شش ماہہ بھیجتا تھا اور ہر زمستان مین جڑاول اور دوشالے اُنھین دیتا تھا اور ہر جمعہ کو بھی بر سبیل جمعگی فقرائے شہر کو مبالغ پہونچاتا تھا اور ہر روز کتنے مقامون مین طعام خام اور پختہ شہر مین تقسیم کرتا تھا اور کوئی برس ایسا نہ تھا کہ چندمرتبہ فتوحات اور کامیابی کے بہانہ مبلغ خطیر فقیرونکو نہ پہونچاتا **بیت** اگر بایدت شوکت و سروری ✤ دل زیردستان بدست آوری ✤ اور ارباب جاہ سے جو شخص کہ مساکین اور محتاجونکو وظیفہ اور مدد معاش مقرر فرماتا وہ بادشاہ کے نزدیک معتبر ہوتا اور اُس سے یہ کہتا کہ تو نے بنیاد خیر رکھی ہی اُسمین نقصان نہ دیکھیگا اسواسطے اُنمین سے اکثر آدمی شریعت کے بموجب اپنے مال سے مستحقون کو پہونچاتے تھے تو بادشاہ کے روبرو مغز زرین منقول ہی کہ جسوقت سلطان بہلول نے وفات پائی امرانے بادشاہ سکندر کو بادشاہی کے واسطے طلب کیا چنانچہ اُس دن دہلی سے باہر جاتا تھا شیخ بہاءالدین کی خدمتمین کہ بزرگان وقت سے تھے التماس فاتحہ کیواسطے گیا اور کہا مین چاہتا ہون کہ میزان آپکو سناؤن پھر سبق اُسکا شروع کیا اور اُستاد نے پڑھا کہ بدان اسعدک اللہ تعالیٰ فی الدارین بادشاہ نے کہا کہ پھر ارشاد ہو بالقصہ جب یہ جملہ تین بار تکرار پایا سلطان نے اُس بزرگ کے دست حق پرست کو بوسہ دیا اور اُس دعا کو فال نیک جانکر روان ہوا

قطعہ حدیث اہل فنا ترجمان تقریر است ۔ بود ضمیر و زبان شان شبیہ لوح و قلم ۔ سعادت ازلی در وفاے شان مضمر ۔ شقاوت ابدی در خلاف شان مدغم ۔ او در تعصب اسلام بہت رکھتا تھا حتی کہ جمیع معاندان کفار کو تیغ جہاد سے پیوند زمین کیا تھا اور جن مقاموں مین ہنود غسل کرتے تھے اُسپر مسجد اور مدرسہ اور بازار تیار کر کے محافظ مقرر کیے تھے کہ کوئی مشرک غسل نکرنے پاتا تھا اور شہر تھانیسر مین جو کوئی ہندو قصد سر یا ریش تراشی کا کرتا تھا حجام قبول نکرتے تھے اور رسوم کفار کے اعلام یکقلم سرنگون کیے اور نیزہ کہ سالار مسعود کیطرف ہر سال جاتے تھے منع فرمایا اور عورتون کو مزارات کے جانے سے ممانعت کی اور صغر سن مین کہ ایام اُسکی شہزادگی کے تھے سُنا کہ بلدہ تھانیسر ایک موضع ہے کہ ہنود وہان جمع ہو کر غسل کرتے ہین علما سے پوچھا کہ اس مقدمہ مین حکم شرع کیا ہے ایک نے انمین سے فرمایا تخانۂ قدیم کو ویران کرنا جائز نہین ہے اور جس حوض مین کہ قدیم سے غسل معمول ہوا ہے اُسکی ممانعت تمھین مناسب نہین ہے شہزادہ نے یہ سنکر دست تعجب ہو کر کہا کہ تو کفار کی حمایت کرتا ہے اُس عالم نے جواب دیا کہ جو کچھ شرع مین آیا ہے کہتا ہون راہ خلاف مین نہین چلتا شہزادہ نے تسکین پائی اور اپنی مملکت کی تمام مسجدونمین قاری اور خطیب اور جاروب کش مقرر کیے وظیفہ اور روزینہ اُن کا جاری کیا اور اُسکے عہد مبارک مین علم نے رواج پایا اور امرا اور ارکان دولت اور سپاہیون نے کسب فضائل مین اشتغال کیا اور کفار سا تھ پڑھنے اور لکھنے خط فارسی کے کہ اسوقت تک درمیان اُنکے معمول نہ تھا مشغول ہوئے اور سپاہگری نے بھی ایک رونق اور زیادہ پکڑی اور جو شخص نوکری کیواسطے آتا نسب اُسکا تحقیق کر کے فراخور حال اُسکے رعایت فرماتا اور جو کوئی بے اسپ و یراق نظر آتا اُسے جاگیر دیتا اور کہتا جاگیر سے اپنا سامان درست کریگا غرضکہ خبرداری اُسکی سپاہ اور رعیت کے حال پر زیادہ تھی اور خصوصیات خانۂ رعایا اور برایا کے اطلاع رکھتا اور کبھی کبھی اوقات تنہائی آدمی سے مخبر دیتا جیسا کہ آدمی گمان لیجاتے تھے کہ کوئی جن سلطان کا آشنا ہے جو مغیبات سے خبر دیتا ہے اور جب لشکر کسی طرف روانہ کرتا تھا ہر روز دو فرمان اُس لشکر مین پہونچتے تھے ایک اُس مضمون کا کہ صبح کوچ کر کے فلان مقام مین نزول کرو اور ایک ظہر کیوقت کہ ایسا ایسا عمل مین لاؤ اور اس ضابطہ کے خلاف ہرگز نکرتا گھوڑے ڈاک چوکی کے ہمیشہ مستعد رہتے تھے اور امراے سرحد کے نام جو فرمان صادر ہوتا تھا وہ شخص صفحہ کے نیچے آنکر فرمان کو دونون ہاتھ سے لیکر سر پر رکھتا تھا اور اگر حکم اُسی جگہ پڑھنے کا ہوتا تھا ایلچی حکم پہونچاتا تھا وہ اُسی مقام مین پڑھا جاتا تھا اور اگر حکم ہوتا تھا کہ مسجد مین جاکر منبر پر پڑھے ویسا ہی عمل مین آتا تھا اور اگر مخصوص ساتھ اُس شخص کے ہوتا یا کوئی خصوصیت اُس مین تحریر ہوتی تھی مخفی پڑھا جاتا تھا اور سلطان علاء الدین خلجی کے عہد کے موافق ہر روز روزنامچہ نرخ اجناس اور واقعات جمیع ممالک محروسہ اور احوال لشکر کا بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرتا تھا اور اگر سر مو نا ملائم معلوم ہوتا فوراً اُسکی تدارک مین مشغول ہوتا اور اکثر اوقات خود بنفس نفیس خصوصیات اور فیصل مقدمات و مہمات اور سرانجام ملکی و رفاہیت خلق مین صرف کرتا اور علاوہ اُسکے اُسکی جودت فہم اور جودت عقل مین سخنان عجیب و غریب منقول ہین از انجملہ ایک یہ ہے کہ جسوقت دو بھائی گوالیار کے باشندے بے سامانی سے بتنگ آکر ساتھ اُس لشکر کے کہ سرحد پر ایک ولایت کے تعین ہوتا تھا ہمراہ ہوتے اور غارت اور تاراج کیوقت کچھ سونا اور چند نگینہ رنگین اور دو قطعہ لعل قیمتی اُنکے ہاتھ آئے پھر ایک نے اُن دونون بھائیون مین سے کہا کہ مدعا ہمارا حاصل ہوا کسواسطے محنت اور مشقت اپنے اوپر گوارا کرین اپنے گھر مین جاکر بفراغت و راحت عمر بسر کرین دوسرے نے کہا اے بھائی جسوقت اول مرتبہ ہمین ایسی غنیمت دستیاب ہوئی شاید دوبارہ اس سے بہتر ہاتھ آوے پھر اُسنے کہا کہ مین ایسے مقام مین نجاؤنگا اس صورت مین دونون بھائیون نے آپسمین غنیمت تقسیم کی

اور بڑے بھائی نے اپنا بھی حصہ چھوٹے بھائی کے سپرد کرکے فرمایا کہ یہ امانتاً میرے زوجہ کو پہونچادے وہ شخص اپنے مکان مین آیا اور وہ تمام غنائم لعل کے سوا اسکی بی بی کے حوالہ کیے جب دو برس کے بعد بڑا بھائی اپنے گھر آیا اور غنیمت تفحص کی لعل اسمین پنایا اسوقت اسنے اپنے چھوٹے بھائی سے پوچھا کہ لعل کیا ہوا اسنے جوابدیا کہ مین نے تیری زوجہ کے سپرد کیا اسنے کہا کہ وہ کہتی ہی ہرگز مجھے نہین پہونچا ہی چھوٹے بھائی نے کہا جھوٹ کہتی ہی اسے قدرے تہدید کرنا چاہیے القصہ بڑے بھائی نے اپنی عورت کو شکنجہ تہدید مین کھینچا اسنے کہا آج کی شب مجھے مہلت دے صبح کو حاضر کرونگی میان بھورہ کے گھر مین کہ امرا برزگ بادشاہ سکندر سے میر عدل تھا جاکر اپنا احوال اظہار کیا میان بھورہ نے اسکے شوہر کو مع برادر اسکے طلب کرکے کیفیت استفسار کی اسکے شوہر کے بھائی نے کہا کہ مین نے اسے لعل بھی دیا ہی میان بھورہ نے کہا اسکے گواہ رکھتا ہی اسنے کہا ہان میان بھورہ نے کہا کے شخص گواہ ہین اسنے کہا دو برہمن ہین میان بھورہ نے کہا انھین حاضر کرو وہ قمارخانہ مین گیا دو قمارباز برہمن کو کچھ دیکر تعلیم کیا کہ تم اسطرح سے گواہی دینا جب یہ محکمہ مین آئے اور گواہی دی میان بھورہ نے شوہر زن سے کہا کہ تو جا جسطور رہے ممکن ہو لعل اپنی زوجہ سے لے القصہ عورت اس معرکہ سے باہر آئی اور اپنے تئین بادشاہ کی عدالت العالیہ مین پہونچاکر فریادی ہوئی بادشاہ نے اس سے تمام ماجرا استفسار فرمایا عورت نے صورت حال راست براست تقریر کی بادشاہ نے فرمایا کہ تو کس واسطے میان بھورہ کے پاس مستغاثی ہوئی عورت نے کہا مین گئی تھی لیکن جیسا کہ چاہیے وہان پرسش اور تحقیقات نہوئی القصہ بادشاہ نے سب کو طلب کیا پھر ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ طلب کرکے تھوڑا موم ہر ایک شوہر اور زن اور اسکے بھائی کے ہاتھ مین دیا کہ ہیئت اس لعل کی تیار کرو انھون نے اسکے موافق تیار کیا پھر گواہون کو جدا جدا طلب کرکے انھین حکم کیا کہ تم بھی ہیئت اس لعل کی تیار کرو انھون نے بھی ایک ایک ہیئت مختلف بنائی اور بادشاہ نے تمام شکلین لعل کی اپنے پاس رکھین پھر عورت کو طلب کرکے فرمایا کہ تو بھی اس لعل کی ہئیت تیار کر کہ وہ کیسا تھا عورت عرض کی کہ لونڈی نے جس چیز کو آنکھون سے مشاہدہ نہین کیا ہیئت اسکی کیونکر تیار کرے ہرچند بادشاہ نے اس بارہ مین مبالغہ کیا عورت نے قبول نہ کیا پھر میان بھورہ کو مخاطب کرکے گواہون سے کہا اگر تم راست براست کہوگے جان کی امان ہی اور اگر دروغ کہوگے تیغ سیاست سے قتل ہوگے گواہون نے لاچار ہوکر صورت قصہ کی راستی سے اظہار کی اور جب اس عورت کے دیور کو طلب کرکے سیاست کی اسنے بھی واقعہ کو از روے راستی کے بیان کیا خلاصہ یہ کہ عورت نے اس تہمت سے نجات پائی اور بادشاہ کی جدت فہم اور کمالیت عقل سب پر واضح ہوئی الغرض بادشاہ سکندر طبع موزون رکھتا تھا اور شعر متین کہتا تھا اور گلرخی اسکا تخلص تھا اور شیخ جمالی کنبوہ اسکے مصاحبون دوہمدمون سے تھا دیوان شیخ جمالی کنبوہ سے برسبیل یادگار تحریر مین ابیات مارا ز خاک کویت پیدا نیست بتر ٭ آنہم ز آب دیدہ صد چاک تا بدامن ٭ مرا ز تیر ہاے او پر ز گشت ہر نہ پلو ٭ کنون پرواز خواہم کرد سوے آن کمان ابرو ٭ اور کتاب فرہنگ سکندری اور کتب دیگر بھی اسکی عہد دولت مین مکتوب ہوین مدت بادشاہی اس بادشاہ جم جاہ کی صاحب فرہنگ سکندری نے اٹھائیس برس اور پانچ مہینے لکھی ہی بیت سکندر رشتہ ہفت کشور نماند ٭ نماند کسے چون سکندر نماند ٭

ذکر سلطان ابراہیم لودھی بن سلطان سکندر لودھی کی سلطنت کا

جب بادشاہ سکندر لودھی آگرہ مین فوت ہوا اسکا بڑا بیٹا سلطان ابراہیم کہ ساتھ اخلاق حمیدہ اور حسن کیاست اور فراست و شجاعت کے اتصاف رکھتا تھا باپ کا جانشین ہوا بادشاہ داد کے قواعد و آداب سلوک کے خلاف

اپنے عزیزون اور افغانون کو اُنکے حق سے محروم کیا اور فرمایا بادشاہون کے عزیز اور ہمقوم نہین ہوتے سب نوکرین چاہیے کہ شرط خدمت بجالاوین امرائے عمدہ افغان جو سلطان بہلول اور سلطان سکندر کی مجلس مین بیٹھے تھے اُنھون نے لاچار بحسب ظاہر اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا دست بستہ اُن کے تخت کے آگے ایستادہ ہوگئے اور باطن مین دل دگرگون کرکے اتفاق کو ساتھ نفاق کے مبدل کیا اور خواہی نخواہی قرار دیا کہ بادشاہ ابراہیم تخت دہلی پر متمکن ہوکر ولایت جونپور کی سرحد تک فرمان گذار ہووے اور شہزادہ جلال خان مسند بادشاہی جونپور پر استقلال پاکر اُس طرف کے ممالک پر فرمان روائی کرے پس اس صورت مین شاہزادہ جلال خان نے مع امرائے جاگیردار پرگنات جونپور وکالپی کے اُسطرف متوجہ ہوکر اُن ممالک کے سریر سلطنت پر استقلال پایا اور فتح خان بن اعظم ہمایون شروانی کو وکیل امور سلطنت کرکے اُسطرف کے امرا کو مطیع اور فرمان بردار کیا اُسوقت خانجہان لوحانی نے رابری سے بادشاہ ابراہیم کی ملازمت مین آنکر زبان طعن اور ملامت وزرا اور وکلا پر کھولی کہ امر بادشاہی کو مشترک رکھنا ایک خطاے عظیم اور سہو نہایت جسیم ہی **بیت** دو جان ہرگز بیک پیکر نگنجد ۔ دو فرمان وہ بیک کشور نگنجد ۔ ارکان دولت نے اُسکی تلافی مین کوشش کرکے مصلحت دیکھی کہ جو شاہزادہ نے ابھی استقلال حاصل نہین کیا ہی اُسے دہلی مین طلب کیا چاہیے چنانچہ اُسکی طلب کو ہیبت خان کرک انداز کو بھیجکر ایک فرمان مشتمل بر عاطفت و مکرمت صادر کیا کہ ایک مصلحت درمیان مین ہی چاہیے کہ جریدہ آپ کو بطور یلغار پہونچادے شہزادہ کو ہیبت خان کرک انداز کی چاپاسی اور ملائمت سے مکر و غدر کا مغلطہ حاصل ہوا معاودت مین راضی نہوا اور بجوابہاے ملائم متعذر ہوکر ایام لطائف اکیل مین گذارے ہیبت خان نے حقیقت حال بادشاہ کو لکھی بادشاہزادہ نے شیخزادہ قرملی پسر شیخ سعید قرملی اور ملک اسمٰعیل ابن ملک علاءالدین جلوانی اور قاضی مجدالدین حجاب اور سعید حجاب کو شاہزادہ کی طلب مین بھیجا لیکن افسون انکا بھی کارگر نہوا اسکے بعد دانایان اور فیلسوفان درگاہ کے مشورہ سے اُس حدود کے اُمرا و حکام کے نام فرامین صادر کیے اور ہر ایک کو ایک مضمون علیحدہ لائق رتبہ اور حال ترقیم ہوا اور خلاصہ پیغام لیکر شہزادہ کی اطاعت سے احتراز کرکے اُسکے حضور نجاوین اور خدمت اُسکی اختیار کرین اور بعضے امرا صاحب شکوہ کو کہ اسطرف تھے تیس ہزار اور چالیس ہزار سوار نوکر رکھے اور مثل دریاخان لوحانی حاکم ولایت بہار اور نصیر خان حاکم غازی پور اور شیخزادہ محمد قرملی ضابطہ اودھ و لکھنؤ وغیرہم کو خلعت خاص اور اسپ مع ساز و یراق اور پٹکہ اور خنجر ساتھ اپنے آدمیون معتبر کے کہ محرمیت رکھتے تھے بھیجکر دلجوئی کی اور جب فرامین جماعت مذکور کو پہونچے سب نے شہزادہ کی اطاعت سے سر پھیرکر مخالفت اختیار کی اور بادشاہ ابراہیم نے ایک تخت مرصع اور مکمل بجواہر نفیسہ دیوانخانہ مین نصب فرمایا اور جمعہ کے روز پندرھوین ذیحجہ سنہ ۹۲۳ نوسو تیئیس ہجری مین اُس تخت پر جلوس کرکے بار عام دیا اور ہر ایک ملازمان درگاہ اور اعیان دولت کو بقدر مراتب و منازل خلعت و خنجر و شمشیر مرصع اور اسپ فیل و منصب و خطاب و جاگیر مرحمت کیا اور سرنوسب کو ممنون احسان اور مرہون عنایت کرکے اپنے سے راضی اور شاکر کیا اور فقرا اور مساکین پر بھی ابواب خیرات اور مبرات مفتوح کرکے وظائف مقرر فرمائے اور ائمہ کی یومیہ اضافہ کرکے گوشہ نشینون اور متوکلون کو فتوح اور نذرین بھیجکر امور جہانداری کو ایک رونق تازہ بخشی اور ملک کے کام کو استقامت دی اور شہزادہ جلال خان نے اس عظمت اور دانائی کو دل مین لایا اور مخالفت اُس طرف کے امرا کی آنکھون سے مشاہدہ فرمائی جب جانا کہ اب دوبارہ شاہ ابراہیم سے جاے مدارا نہ رہی بالضرورت پلٹ کر کالپی کیطرف گیا اور علانیہ دشمنی کا نقارہ بجایا اور باتفاق ایک جماعت کے کہ

ساتھ اُسکے متحد تھے خطبہ اور سکہ کالپی کا اپنے نام پڑھا کر فوج نو کی نگہداشت شروع کی اور زمینداروں کو تسلی اور دلاسا دیکر اپنا جلال الدین شاہ نام رکھا اور ایلچی اپنا اعظم ہمایون شروانی کے پاس کہ جو بالشکر گران قلعہ کالنجر پر متصرف تھا بھیجکر پیغام دیا کہ مین تجھے بجاے عم و پدر کے سمجھتا ہون اور تو خوب جانتا ہی کہ مجھسے کوئی تقصیر سرزد نہین ہوئی اور بادشاہ ابراہیم کیطرف سے نقض عہد ہوا کہ ایک ملک قلیل جو بطور میراث ساتھ میرے تجویز ہوا تھا اُسمین بھی نظر ڈالکر پیوند صلہ رحم کا کاٹا چاہتے ہیں امید وار رہون کہ حق کی جانب سے تو ہاتھ نہ کھینچے اور مظلوم کی رعایت اپنے اوپر واجب رکھے اور جو اصل مین اعظم ہمایون بادشاہ ابراہیم کے ساتھ سوء مزاجی رکھتا تھا اور ضعف نالے اور شکستگی اور ملائمت شہزادہ نے اُسکے دلمین اثر کیا ہاتھ قلعہ کالنجر سے کھینچکر شاہزادہ سے جاملا اور عہد و پیمان کے بعد قرار پایا کہ اول ولایت جونپور اور اُس نواح کو تصرف مین لاوین اُسکے بعد اور فکر کرین پھر کوچ پر کوچ کرکے سعید خان پسر مبارک خان لودھی کے سر پر جو ضابطا وہ تھا روان ہوئے اور وہ تاب مقاومت نہ لایا بھاگ کر لکھنؤ مین دم لیا اور حقیقت حال سلطان ابراہیم سے بذریعہ عرض معروض کی سلطان ابراہیم نے ارادہ کیا کہ بالشکر انتخاب و جرار متوجہ ہوکر اُس فساد کو دفع کرے اُسوقت دولتخواہونکے مشورہ سے بھائیون کو جو مثل شہزادہ اسمٰعیل خان اور حسین خان اور محمود خان کے تھے دولت خان کے سپرد کرکے حکم فرمایا کہ بہ محافظت تمام نگاہ رکھے اور خدمت کیواسطے ہر ایک کے دو حرم مقرر فرمائین اور ماکول اور ملبوس اور تمام مایحتاج معین کیے اُسکے بعد پنجشنبہ کے دن چوبیسوین ذی الحجہ ۹۲۳ سنہ نوسو تیئس ہجری مین رایات بادشاہی شرق کیطرف متوجہ ہوے اثناے راہ مین خبر پہونچی کہ اعظم ہمایون مع اپنے پسر فتح خان شاہزادہ جلال خان سے روگردان ہوکر عازم ملازمت ہی اس نوید سے بادشاہ کو تقویت دل حاصل ہوئی اور جب قریب پہونچا جمیع امرا کو استقبال کیواسطے بھیجکر ساتھ نوازشات خسروانہ کے سربلند کرکے بسرعت راہی ہوا اُسوقت جے چند زمیندار چرتولی من توابع پرگنہ کول نے کہ مواس مشہور ہی عمر خان ابن سکندر خان سور سے مقابلہ کرکے اُسکو شہید کیا اسواسطے ملک قاسم حاکم سنبھل نے اُسکے سر پر جاکر اُس مفسد کو دار البوار مین پہونچایا اور اُس فتنہ ناگہانی کو تسکین دیکر قنوج مین بادشاہ کی ملازمت مین مشرف ہوا اور اکثر امرا اور جاگیردار جونپور مثل سعید خان اور شیخ زادہ قرملی وغیرہم خدمت مین شاہ کے حاضر ہوکر دولتخواہون کے سلک مین منتظم ہوئے سلطان نے اُسوقت اعظم ہمایون شروانی اور اعظم خان لودھی اور نصیر خان لوحانی وغیرہم کو بالشکر گران و فیلان نامی شاہزادہ جلال خان کے مقابلہ کو تعین کیا اور شہزادہ نے امرا کے قبل پہونچنے سے نعمت خاتون اور قطب خان لودھی کے توابعین اور اپنے متعلقون اور عماد الملک اور ملک بدر الدین کو قلعہ کالپی مین چھوڑکر خود تینس ہزار سوار و فیلان انتخابی سے آگرہ کیطرف روانہ ہوا اور امراے بادشاہی نے قلعہ کالپی کو محاصرہ کیا شہزادہ نے آگرہ کے قریب پہونچکر بانتقام کالپی چاہا کہ ہاتھ تاراج مین کھولے درمیان اس حال کے ملک آدم نے جو بادشاہ کیطرف سے آگرہ کی محافظت کیواسطے تعین ہوا تھا پہونچکر شہزادہ جلال خان کو بحرف و حکایات شیرین اس ارادہ سے باز رکھا یہانتک کہ اسکے بعد ملک اسمٰعیل ابن علاء الدین جلوانی اور کبیر خان لودھی اور بہادر خان لوحانی اور چند امرا مع لشکر پہونچے اور ملک آدم کو تقویت ظاہری اور باطنی حاصل ہوئی شہزادہ کو پیغام کیا کہ اگر ہوا و ہوس سے باز آکر تیر دولت آفتاب گیر اور نوبت اور نقارہ اور دیگر امارات بادشاہی کو برطرف کرے اور امرا کا طریق اختیار کرے مین تقصیر اُسکی بادشاہ سے درخواست کرکے معاف کرادون اور سرکار کالپی سے بدستور سابق جاگیر مقرر کرادون شہزادہ اس امر پر راضی ہوا اور امارات شاہی ملک آدم کے پاس بھیجدیے ملک آدم

اسباب مذکورہ کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر حقیقت حال عرض کی اور بادشاہ کالپی کو مفتوح کرکے اٹاوہ کیطرف پہونچا وہ ضلع قبول کرکے شہزادہ کے استیصال کا عازم ہوا شہزادہ سراسیمہ ہوکر گوالیار کے راجہ کے پاس پناہ لیگیا بادشاہ نے آگرہ مین آنکر قیام کیا اور امرا بادشاہی کہ بادشاہ سکندر کے فوت کے بعد متزلزل ہوئے تھے مستحکم ہوے اور امراے مخالف توبہ کرکے جادۂ اخلاص مین در آئے اُسوقت ہیبت خان کرک انداز اور کریم داد توغ اور دولتخان اندرابہ کو دہلی کی محافظت کے واسطے بھیجا اور شیخ زادہ مچھو کو چندیری کے قلعہ کی حراست اور شہزادہ محمد خان نواسۂ سلطان ناصر الدین مالوہی کی وکالت کے واسطے روانہ کیا اور اُنونون مین دل بادشاہ کا بے سبب ظاہری میان بھورہ سے جو اعظم امرا اور وزرا سکندری سے تھا منحرف ہوا اور اُسنے باعتماد حقوق سابقہ خاطر بادشاہ کی استرضا کے واسطے غفلت کی آخر یہ نوبت پہونچی کہ اسکو مغلول اور محبوس کرکے ملک آدم کے سپرد کیا اور اُسکے بیٹے کو نوازش فرماکہ بجاے پدر نصب کیا اور عزم ملوکانہ فتح حصار گوالیار کرکے اعظم ہمایون شروانی حاکم ولایت کڑہ کو کہ امیر الامرا تھا مع تینتیس ہزار سوار اور تین سو زنجیر فیل قلعہ مذکور کے تسخیر کیواسطے بھیجا اور اُسکے بعد آٹھ امراے عمدہ سے مع لشکر عظیم اور چند زنجیر فیل کے اُسکی کمک کو تعین کیا شہزادہ جلال خان مخوف ہوکر وہانسے برآمد ہوا اور سلطان محمود خلجی کے روبرو مالوہ کیطرف گیا اور لشکر سلطانی گوالیار مین پہونچکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور اتفاق حسنہ سے اُسوقت راجہ مان سنگھ والی گوالیار کہ شجاعت اور تدبیر مین امثال اور اقران سے ممتاز تھا فوت ہوا اور اُسکا بیٹا بکرماجیت قایم مقام اُسکا ہوا اور استحکام مین مبالغہ کیا اور امراے سلطان ابراہیم دولت خانہ سلطانی برباد کرکے ہر روز وہان جمع ہوتے تھے اور ساتھ مہمات اور معاملات قلعہ گیری کے مشغول رہتے تھے اتفاقاً راجہ مان سنگھ نے زیر قلعہ ایک عمارت عالی تیار کی اور اُسکے دو رمین ایک حصار متین تیار کرکے ساتھ بادل گڑھ کے موسوم کیا تھا اور ایک مدت کے بعد اہل اسلام نے نقبین کھود کر اُس مقام مین پہونچائین اور باروت سے پُر کرکے آگ دی چنانچہ دو برج قلعہ کی شق کرکے قلعہ مین داخل ہوے اور وہ مقام فتح ہوا اور امرا نے ایک گاؤ روئین کہ وہان تھی اور سالہا سال سے ہنود اُسکی پرستش کرتے تھے حکم کے موافق آگرہ کیطرف بھیجا اور سلطان نے دہلی کیطرف اُسے روانہ کرکے بغداد کے دروازہ پر نصب کیا اور ایام دولت اکبر بادشاہ تک وہ گاے اُس دروازہ پر تھی اور اندنون مین شہزادہ جلال خان سلطان محمود خلجی مالوہی کے پاس گیا لیکن عہدۂ سلوک اُسکے سے برنہ آیا بھاگ کر گڑہہ کے راجہ کے پاس دم لیا پھر جماعت کو ندان اُسے گرفتار کرلائی اور بادشاہ ابراہیم نے اُسے قلعہ ہالسی مین روانہ کرکے اثناے راہ مین شہید کیا

قطعہ شربت سلطنت وجاہ چنان شیرین ست ۔ کہ شہان ازپی او خون برادر ریزند ۔ خون آزردہ دلان را نزند ملک مریز ۔ کہ ترا نیز ہمان جرعہ بسا غرریزند ۔ اور امراے پدر پر بھی بدگمان ہوکر اکثر اُنمین کے دفع کیے اور اعظم ہمایون شروانی اور اُسکے بیٹے فتح خان کو کہ افتتاح قلعہ کو دونون نے نزدیک پہونچایا تھا آگرہ مین طلب کرکے محبوس کیا اور اعظم ہمایون کے دوسرے بیٹے کو کہ آگرہ مین رہتا تھا اور خطاب اسلام خانی رکھتا تھا تہدید فرمایا اُسنے خبر حبس پدر سُنکر علم مخالفت بلند کیا اور لشکر فراہم کرکے احمد خان کو جو شقدار می کیواسطے تعین ہوا تھا شکست دی اور جو اُسی عرصہ مین خبر فتح گوالیار کی کہ سو برس سے کفار کے تصرف مین تھا پہونچی بادشاہ خاطر جمع سے فتنۂ کڑہ کے تدارک کی فکر مین ہوا کہ دفعۃً اعظم ہمایون لودھی اور سعید خان لودھی پسر سیانی مبارکخان لودھی کہ امراے کبار سے تھے لشکر گوالیار سے فرار کرکے ولایت لکھنوتی مین کہ اُنکی جاگیر تھی گئے اور اسلام خان سے خط وکتابت کرکے فتنہ اور فساد کے طغیان مین کوشش کی اور سلطان

ابراہیم نے صحبت غلیظہ دیکھکر اطراف سے لشکر جمع کیا اور احمد خان برادر اعظم ہمایون لودھی کو رعایت کرکے مع چند امرائے نامی اور لشکر گران انتخابی اُس جماعت پر تعین فرمایا جسوقت کہ قصبہ بانگرمو کی نواحی اور قنوج کے قریب پہونچے اقبال خان غلام اعظم ہمایون لودھی مع پانچ ہزار سوار خاصہ اعظم ہمایون اور چند زنجیر فیل کے کمین سے برآمد ہوا اور اُس لشکر پر تاخت لاکر بہت آدمی مقتول اور مجروح کرکے نکل گیا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی امرا سے ناراض ہوکر پیغام دیا کہ جب تک تم اُس ولایت کو باغیون کے ہاتھ سے برآورد نہ کروگے گردہ متمردان اور مفسدان سے ہوگے اور احتیاطاً اور فوج اُنکی کمک کو بھیجی اور دشمنون کے طرف سے بھی چالیس ہزار سوار مسلح اور پانچ سو ہاتھی جمع ہوئے جب طرفین نزدیک پہونچے اور قریب تھا کہ آتش جنگ مشتعل ہو شیخ راجو بخاری کہ مقتدا اُس عہد کا تھا درمیان مین آکر مانع جنگ ہوا اُس جماعت نے کہا کہ اگر بادشاہ اعظم ہمایون شروانی کو رہا کرے ہاتھ اُسکی ولایت سے باز رکھکر اور بادشاہ کے ملک مین ہم چلے جاوینگے جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی اس امر کو پذیرا نفرمایا دریا خان لوحانی حاکم بہار اور نصیر خان لوحانی اور شیخ زادہ محمد قرملی کو حکم بھیجا کہ یہی اُسطرف سے باغیون کے سر پر جاکر اُنھین مستاصل کرین جب دونون لشکر نے جمع ہوکر مقابلہ کا ارادہ کیا اور مخالفان طالع بادشاہی کی قوت سے اندیشہ نکرکے صف آرا ہوئے پھر جانبین نے حرب وضرب مین مشغول ہوکر ایسی خونریزی کی کہ اُسکے مشاہدہ سے چشم روزگار خیرہ ہوئی اور چونکہ شیوہ بغاوت کا شوم ہے وہ ہرگز یمن اور میمنت نہین رکھتا آخرالامر باغیون نے شکست فاحش کھائی اقبال خان مقتول اور سعید خان گرفتار ہوا اور فساد ساکن ہوا اور مال وملک اُنکا تصرف مین آیا **بیت** مکن چون ابر کافر نعمتے با منعم و مکرم ۔ کہ یابد نعمت از بحر و زمر بر سینہ پیکانش ۔ اُسکے بعد جو انحراف مزاج سلطان کا امرائے سکندری کے ساتھ اور مخالفت ظاہری اور باطنی امرا کی بادشاہ کے نسبت حد سے گذری تھی امرا کو حد سے نجات نہ بخشی چنانچہ بہت سے ملوک معتبر مثل میان بھورہ اور اعظم ہمایون شروانی نے حبس مین وفات پائی خوف وہراس نے امرا کے دلون مین راہ پائی دریا خان لوحانی حاکم بہار اور خان جہان لودھی اور میان حسن قرملی وغیرہ الک نے سر اطاعت سے پھیرا اور بادشاہ نے چندیری کے شیخ زادون سے اشارہ کیا تو اُنھون نے میان حسن قرملی حاکم چندیری کو آدھی رات کو قتل کیا یہ حرکت بھی امرا کے ازدیاد ہراس اور تنفر کا سبب ہوئی ایکبارگی ناامید ہوے اور بعد چند روز کے دریا خان لوحانی حاکم بہار فوت ہوا اور اُسکا بیٹا بہادر خان سلطان سے منحرف ہوکر بہار مین اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور اپنے تئین سلطان محمد مشہور کرکے خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور جو امرا کہ بادشاہ سے روگردان ہوئے تھے اُسکے شریک ہوئے اور تخمیناً ایک لاکھ فوج اُسکے پاس فراہم ہوئی اور ولایت سنبھل تک متصرف ہوا اُسوقت نصیر خان لوحانی حاکم غازی پور بھی افواج سلطانی سے ہزیمت پاکر اُسکے پاس گیا اور چند مہینے ولایت بہار مین خطبہ سلطان محمد کے نام پڑھا اور چند مرتبہ افواج شاہی سے جنگ کرکے غالب آیا اور اُسوقت مین غازی خان ابن دولت خان لودھی لاہور سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور پھر متوہم ہوکر بھاگا اور اپنے باپ کے پاس لاہور مین گیا اور دولت خان لودھی نے کسی وجہ سے بادشاہ کے قہر وغضب سے نجات نہ دیکھی ناچار علم مخالفت بلند کیا اور التجا فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ پاس جو کابل مین رہتا تھا لیگیا اور اُس جناب کو تحریص دیکر تسخیر ہندوستان پر آمادہ کیا اور پہلے سلطان علاء الدین برادر بادشاہ ابراہیم کو کہ نوکر بابر شاہ کا ہوا تھا عجز وانکسار اور تضرع وزاری سے اپنے پاس بلاکر اکثر خویش واقارب اور اعوان وانصار اپنے اُسکے ہمراہ کیے تو دہلی مین جاکر اُس حدود کو مسخر کرے اور سلطان علاء الدین روانہ ہوکر اسمٰعیل خان علوانی اور دیگر امرا کو جو بادشاہ ابراہیم لودھی سے

مایوس ہوکر پرگنات پر رہتے تھے ساتھ اُنکے شریک ہوا اور لشکر کی تعداد چالیس ہزار پہونچی اور سب یکدل اور یکجہت ہوکر دہلی کیطرف روانہ ہوئے اور دہلی کو محاصرہ کیا بادشاہ ابراہیم یہ اخبار وحشت آثار سنکر اُس جماعت کی طرف عازم ہوا جسوقت کہ فاصلہ چھ کوس کا باقی رہا سلطان علاء الدین نے شبخون اُسپر مارا اور صبح تک تمام افواج ابراہیم شاہ کو درہم اور برہم کیا اور ابراہیم شاہ کے بعضے امرا اُس شب کو علاء الدین سے ملحق ہوئے لیکن شاہ ابراہیم پائے ثبات میدان جانفشان مین گڑھکر تھوڑے خواص خاص سے اپنے سراپردہ مین ایستادہ ہوا اور اصلا ہاتھ کارزار مین نہ کھولا اور جب صبح صادق کی روشنی چمکی اور سلطان علاء الدین کا لشکر تاراج مین مشغول ہوا اور سلطان علاء الدین کے بھی ہمراہ چند لوگ سے زیادہ نہ تھے بادشاہ ابراہیم نے بیتابی دستی کرکے اُسپر حملہ کیا اور صدمہ اول مین اُسے پسپا کرکے بھگا یا چنانچہ ہر کس نے ہر جگہ سے کہ تاراج مین مشغول تھے اُسی جگہ سے راہ فرار نا پی القصہ سلطان علاء الدین اور امرائے شکستہ پنجاب کیطرف گئے اور سلطان ابراہیم نے دہلی مین مقام کیا اور سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے اُسپر لشکر کھینچا چنانچہ وہ بہ تفصیل تحریر ہوگا موضع پانی پت مین دونون بادشاہ کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور نسیم فتح بابر بادشاہ کے علم پر چلی بادشاہ ابراہیم لودھی معرکہ جانستان مین قتل ہوا اور بادشاہی دہلی اور آگرہ نے خاندان صاحبقران مین انتظام کیا ایام بادشاہی بادشاہ ابراہیم بیس برس تھے والبقاء للملک المعبود۔

ذکر زمینده سریر کشور ستانی فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی کی بادشاہی کا

جسوقت کہ سلطان ابوسعید میرزا عراق مین شہید ہوا اُسکے گیارہ فرزند ارجمند تھے تفصیل اُنکے اسماکی یہ ہے سلطان احمد میرزا سلطان محمود میرزا سلطان محمد میرزا شاہرخ میرزا الغ بیگ میرزا عمر شیخ میرزا ابوبکر میرزا سلطان مراد میرزا سلطان خلیل مرزا سلطان عمر میرزا سلطان میرزا ان سب مین سے چار صاحبزادہ بادشاہ ہوئے اور عہد پدر مین بھی ہر ایک ایک مملکت مین بادشاہی کرتے تھے الغ بیگ میرزا کابل مین اور سلطان احمد میرزا سمرقند مین اور سلطان محمود میرزا حصار اور قندز اور بدخشان مین اور عمر شیخ میرزا اندجان اور فرغانہ مین اور یونس خان حاکم مغولستان مین الغ بیگ میرزا کے سوا ہر ایک تینون بھائیون کی شادی ہوتی تھی اور اُس زمانے مین مملکت فرغانہ کے بادشاہ فرزانہ عمر شیخ میرزا کی معدلت سے رشک ریاض رضوان تھی اُسکے یہان سنہ ۸۸۸ آٹھ سو اٹھاسی ہجری مین یونس خان مذکور کی دختر مسماۃ قتلق نگار خانم سے ایک فرزند موجود ہوا نام اُسکا محمد بابر میرزا رکھا چنانچہ حامی قراکولی نے تاریخ اُسکے تولد کی یون تحریر کی ہے بیت اندرشش محرم زاد آن شہ مکرم ۸۸۸ تاریخ مولدش ہم آمدش محرم ۸۸۸ اور نسب سلطان ابوسعید میرزا کا صاحبقران کیطرف یون راجع ہوتا ہے سلطان ابوسعید میرزا ابن سلطان محمد مرزا ابن میران شاہ میرزا ابن امیر تیمور صاحبقرانی گورکان اور محمد بابر میرزا نے بارہ برس کے سن مین باپ کی طرف سے خطہ اندخان کی سرداری پائی اور جب عمر شیخ میرزا دوشنبہ کے دن ماہ رمضان سنہ ۹۹۹ نوسو ننانوے ہجری مین کبوتر خانہ کے کوٹھے پر سے گر کر شتقار ہوا بابر میرزا امرا کے اتفاق سے بادشاہ ہوا ظہیر الدین لقب پایا اُسکے بعد سلطان احمد میرزا اور سلطان محمود خان بن یونس خان فرصت دیکھکر بقصد انتقام دو طرف سے مملکت فرغانہ کی تسخیر کیواسطے متوجہ ہوئے کسواسطے کہ شیخ میرزا نے کہ بادشاہ اول لازم اور صاحب داعیہ تھا سابق مین اُنکی ولایت پر لشکر کشی کرکے بہت خرابی کی تھی القصہ امیر شیم طغائی عمر شیخ میرزا نے

سنہ ۵۱ سے سلطنت اولاد امجد تیمور صاحبقران کی دولت جغتائیہ تیموریہ ماوراء النہر و ممالک ہندوستان ۱۲

چاہا کہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کو پہاڑ اور کند پر لیجا دے کہ اگر امرا راہ بیوفائی مسلوک رکھکر سلطان احمد میرزا سے ملحق ہوین مضرت سے محروس اور مصئون رہے مولانا قاضی شیخ برہان الدین بلخی کے خاندان سے تھا اور اعیان اندجان کے سلک مین انتظام رکھتا تھا مانع آیا اور ظہیر الدین محمد بابر شاہ کہ اُسکے بعد مرزا نام اُس کا مذکور ہوکر کے ساتھ فردوس مکانی کے الکتفا ہوگا حضارانہ جان مین داخل ہوا ارباب جاہ برج دبارہ کی محافظت مین مشغول ہوئے اور حسین یعقوب اور امیر قاسم قوجین جو فرغنستان مین انتظام کے واسطے نامزد ہوئے تھے باز آئے اور لوازم اخلاص مین کسی طرح کی تقصیر نہ کی اور سلطان احمد میرزا کہ فردوس مکانی کا چچا ہوتا تھا خجند اور فرغانہ کو مسخر کرکے اندجان کے چار فرسخ پر آیا اُس حالت مین ایک ارباب اندجان سے مشہور بہ محمد درویش کہ مخالفت کے سبب تیغ قہر فردوس مکانی سے نوازش پائی اور آنحضرت نے مولانا قاضی اور اوزبن حسن اور خواجہ حسین کو سلطان احمد میرزا کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ یہ امر نہایت ظاہر ہی کہ سمرقند کو چھوڑکر اندجان مین اقامت نہ فرماوینگے اس صورت مین اگر حکومت اس دیار کی بدین جانب کو کہ مثل فرزند کے ہی تفویض فرماوین مدت العمر اطاعت کے راستہ پر مستقیم ہوکر مخالفت نکریگا سلطان احمد میرزا اس بات سے متاثر ہوکر مقام صلح مین ہوا لیکن ارکان دولت اُسکے اپنے ارادہ سے نہ باز آئے کلمات پریشان زبان پر لائے اور قلعہ کی تسخیر مین عازم ہوکر سعی موفورہ عمل مین لائے اُس عرصہ مین فردوس مکانی کی قوت طالع سے سمرقندیون کے لشکر مین وبائے سہپ مین شیوع پایا طویلہ طویلہ اسپ سقط ہوئے اور سپاہی گھوڑون کے مفقود ہونے سے مضطرب اور سراسیمہ ہوئے اور برہمی سمرقندیونکی اُردو مین ظاہر ہوئی سلطان احمد میرزا نے پھر بر سر مصالح ہوکر امیر درویش محمد کو اُس مہم کے تصفیہ کیواسطے مامور کیا اور فردوس مکانی کیطرف سے حسن یعقوب اُس کام پر مقرر ہوا دونون نے عیدگاہ مین ملاقات کی اور موافقت کے بارہ مین ہمکلام ہوکر صلح کی اور سلطان احمد میرزا سمرقند کیطرف متوجہ ہوا لیکن قضاے آلہی سے راستہ مین فوت ہوا سلطان محمود بن یونس خان دوسری طرف سے فرغانہ مین متوجہ ہوا جب اخسی مین پہونچا جہانگیر میرزا برادر فردوس مکانی کہ حاکم وہان کا تھا تاب مقامت نہ لایا اور ساتھ امراے معتمد مثل درویش علی اور میرزا قلی کوکلتاش اور محمد باقر اور شیخ عبداللہ سبک اور آقا اویس لاغری اور بیر غیث الدین طغیائی کے قصبہ کاسان کیطرف کہ الکاے آقا اویس لاغری سے تھا اور ناصر میرزا فردوس مکانی کا چھوٹا بھائی تھا اور اُس جگہ اقامت رکھتا تھا گرم عنان ہوا اور سلطان محمود خان بن یونس خان نے تعاقب کیا جب نزدیک پہونچا سب نے اطاعت کرکے کاسان کو اُسکے سپرد کیا اور سلطان محمود خان بن یونس خان پھر اخسی مین گیا کسواسطے کہ کچھ کام پیش نہ گیا تھا لیکن عارضہ نے اُسپر تسلط کیا اپنی ولایت کا راستہ پکڑا مقارن اس حال کے ابابکر حاکم کاشغر اوزکنت نے حدود اورکند کیطرف کھینچکر تعذیب عباد اور تخریب بلاد کی اور جب مولانا قاضی اور دوسرے امرا اُسکے دفع کو مامور ہوئے صلح کرکے اُسنے بھی اوزون کے مانند اپنے مقر کیطرف بازگشت کی اور فردوس مکانی نے فرغانہ مین جاکر حسن یعقوب کو صاحب اختیار ملکی اور مالی اور حاکم اندجان کیا اور سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری مین حسن یعقوب کی اوضاع اور اطوار سے بدیہہ مخالفت استشمام فرمائی بطور تاخت اندجان کیطرف متوجہ ہوا اور اُسوقت مین کہ حسن یعقوب شکار کیواسطے گیا تھا اُس مقام مین داخل ہوا حسن یعقوب یہ خبر سنکر سمرقند کے باہر سے بھاگا اور امیر قاسم قوجین نے امور ملکی اور مالی مین مشغول ہوکر اور ایک جماعت حسن یعقوب کی تعاقب مین دوڑائی چنانچہ اخسی کے حوالی مین حسن یعقوب نے اُس جماعت پر شبخون مارا اور اُس شب تاریک مین وہ غلطی سے اپنے ایک نوکر کے ہاتھ زخم تیر سے مارا گیا

اور اپنی سزا سے اعمال کو پہونچا اور اسی سال ابراہیم سارو حاکم قلعہ اشیرہ نے باغی ہوکر خطبہ بابینسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے نام پڑھا چنانچہ فردوس مکانی نے وہان جاکر محاصرہ کیا اس صورت مین چالیس روز کے بعد ابراہیم سارو با تیغ و کفن قلعہ سے برآمد ہوا اور آنحضرت نے اسکا جرم معاف کیا اور خجند کی طرف سوار ہوا اور وہان کے حاکم نے جب بے مضائقہ قلعہ کو تفویض کیا وہان سے شاہرخیہ کیطرف روانہ ہوا تاکہ اپنے خال سلطان محمود بن یونس خان سے کہ بعد مراجعت اخسی کے وہان رہتا تھا ملاقات کرے اور جب اسکی مجلس مین آیا خان مذکور مراسم تعظیم و تکریم بجالاکر ایستادہ ہوا اور فردوس مکانی رعایت ادب کرکے دوزانو بیٹھا اور خان علی شان نے بادشاہ کو آغوش مہربانی مین کھینچکر لوازم ضیافت اور خاطر جوئی سے کوئی دقیقہ نچھوڑا اور بعد دو تین دن کے فردوس مکانی نے اندجان کیطرف مراجعت فرمائی اس سبب سے کہ بابینسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا جیسا کہ کتب متداولہ مین مسطور ہی بادشاہ سمرقند ہوا اور زمانے بے ابواب تفرقہ اسکے روے روزگار پر کھولا فردوس مکانی ارا پتہ کی تسخیر کیواسطے کہ برسون حوزہ تصرف دیوان عمر شیخ میرزا مین تھا آخرش فترات مذکورہ مین گماشتگان بابینسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے تصرف مین آیا تھا سوار ہوا شیخ ذوالنون کہ بابینسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کیطرف سے وہان کا داروغہ تھا حصاری ہوکر اعلام مدافعہ بلند کیا اور جو زمستان نزدیک آیا غلہ نایاب ہوا ناچار اندجان مین آکر دوسرے برس لشکر سمرقند کیطرف کھینچا اور سمرقند کے پاے قلعہ مین ساتھ سلطان علی میرزا برادر بابینسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کہ حاکم دہامکا تھا اور کشورگیری کا داعیہ رکھتا تھا ملاقات کرکے قرار دیا کہ دوسری برس سامان خوب کرکے آوین اور سمرقند کو بابینسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا سے برآوردہ کرین اسواسطے دونون نے اپنے ممالک کے طرف معاودت کی اور سنہ ۹۰۲ نو سو دو ہجری مین کہ شروع بہار تھی دونون بادشاہ اپنی جگہ سے سمرقند کیطرف متوجہ ہوے سلطان علی میرزا سمرقند مین پیشتر پہونچا اور بابینسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا برآمد ہوکر اسکے مقابل اپنا خیمہ اور خرگاہ بلند کرکے بیٹھا اس درمیان مین فردوس مکانی بھی قریب پہونچا پھر سمرقندیان شب کو کوچ کرکے شہر کیطرف متوجہ ہوے اور اسی رات کو بحسب اتفاق التون خواجہ مغل نے طلیعہ فردوس مکانی کے لشکر کا تھا سمرقندیون پر پہونچکر بہت سمرقندیون کو مجروح اور بے روح کیا اور فردوس مکانی قلعہ اشیرہ کو جو برسر راہ تھا مسخر کرکے تعجیل تمام سمرقند مین آیا اور اسی دن لڑائی ہوئی خواجہ مولانا صدر اور خواجہ کلان کا بڑا بھائی کہ فاضل عصر اور منشی بی نظیر تھا ایک تیر اسکی گردن مین لگا کہ اسکے صدمہ سے جانبر نہوا اور اسیطرح سے سمرقندی دامن جوانمردی اور بہادری کا کمر پر باندھ کر وقت بیوقت دونون بادشاہ سے مجادلہ کرتے تھے لیکن تدبیر انکی بن نہ آتی تھی اور کچھ کام نہ کرتی تھی جب فصل خریف پہونچی سلطان علی میرزا بخارا کیطرف گیا اور فردوس مکانی قلعہ خواجہ دیدار مین آیا کہ وہان قیام کرکے موسم زمستان کے بعد پھر سمرقند پر تاخت لاوے اور شرایط محاصرہ بجالاوے اور اس عرصہ مین بابینسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا نے مکرر ایلچی ترکستان کی طرف بھیجکر شیبانی خان سے کمک طلب کی شیبانی خان اجابت فرماکر بطور تاخت روانہ ہوا اور جب قلعہ خواجہ دیدار کے قریب پہونچا اور فردوس مکانی درپے جنگ ہوا وہان سے عطف عنان کرکے سمرقند گیا اور بابینسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کی بدسلوکی سے رنجیدہ ہوکر اپنے ملک کیطرف روانہ ہوا بابینسنقر میرزا شیبانی خان کی مدد سے مایوس ہوا دو سو یا تین سو آدمی سے خسرو شاہ کے پاس قندز کیطرف گیا فردوس مکانی بابینسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے فرار سے آگاہ ہوکر سمرقند کی جانب متوجہ ہوا اور ماہ ربیع الاول اخیر سنہ ۹۰۳ نو سو تین ہجری مین سمرقند کے تخت پر جلوس کیا امراے

قدیم کو جنسے جانسپاری ظہور مین آئی تھی مراسم خسروانہ سے سرفراز فرمایا لیکن سلطان احمد تنبل کو اور و نسے زیادہ سرفراز فرمایا اور چونکہ سمرقند صلح سے لیا گیا تھا کچھ سرمایہ سپاہیون کو نصیب نہوا اس سبب سے بے سامان ہوکر متفرق ہوگئے اور پہلے تمام مغل کہ انکا سردار ابراہیم چک تھا بھاگے اور جان علی اور سلطان احمد تنبل بھی اخسی کے سمت روانہ ہوئے اور ساتھ اتفاق زوزن حسن حاکم اخسی کے جہانگیر میرزا فردوس مکانی کے بھائی کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور پیغام دیا کہ جو سمرقند بادشاہ کے تصرف مین آیا ہی ولایت اندجان کو جہانگیر میرزا کے قبضہ مین چھوڑین فردوس مکانی اس گستاخی سے ناراض ہوا اور ایسی باتین کہ اس جماعت کے کارآمد نتھین زبان پر لایا وہ لوگ مخالفت مین یکجہت ہوکر جہانگیر میرزا کے رکاب مین اندجان کے سمت متوجہ ہوئے اور آنحضرت نے التون خواجہ مغل کو انکی نصیحت کیواسطے بھیجا لیکن مخالفون نے ایک جماعت کو سرراہ بھیجکر التون خواجہ مغل کو قتل کیا اور علی دوست طغائی اور مولانا قاضی نے قلعہ اندجان کو محکم کرکے عرائض درگاہ مین بھیجین قضارا اندنون مین مزاج وہاج فردوس مکانی کا اسطرح منہج اعتدال سے منحرف ہوا کہ مجال تکلم نرہی اور روئی کے پھاہے سے پانی لب پر ٹپکاتے تھے اور جب صحت پائی عرضیان اندجانیون کی جو کہ درخواست کمک و اظہار یطاقتی مین تھین پے درپے گذرین آنحضرت سمرقند ترک کرکے اندجان کیطرف متوجہ ہوئے لیکن علی دوست طغائی اور دوسرونکے پہونچنے سے پیشتر خبر بھیضوری آنحضرت کی سنکر مضطرب ہوئے اور سب نے قلعہ اندجان کا مخالفون کو دیا اور انھون نے مولانا قاضی کو قتل کرکے خطبہ بنام جہانگیر میرزا پڑھا فردوس مکانی کو سمرقند اور اندجان قبض و تصرف سے برآوردہ ہونیکے سبب پریشانی تمام شامل حال ہوئی پھر امیر قاسم توبین کو تاشکند کیطرف اپنے مامون سلطان محمود خان بن یونس خان کے پاس بھیجکر کمک طلب کی سلطان محمود خان تعجیل روانہ ہوا اور چاچکائی آہنگران مین آپس مین ملاقات کرکے روانہ ہونیکے تہیہ مین تھے کہ جہانگیر میرزا کے ایلچی نے سلطان کی خدمت مین آنکر انکے ارکان دولت سے موافقت کی اور یہ کلام کیا کہ بھانجون کو چھوڑکر خود تاشکند کیطرف گیا اسوقت اکثر سپاہی فردوس مکانی سے جدا ہوکر ایک جماعت امرائے قدیم سے کہ زیادہ دوسو سوار سے ہوتے تھے کوئی شخص اسکی ملازمت مین نرہا ناچار خجند کیطرف مراجعت کرکے ایک قاصد ارایتہ کیطرف محمد حسین گورکان کے پاس دو غلامات مین بھیجا اور اظہار کیا کہ خجند گنجایش رہنے کی نہین رکھتا ہی اور داعیہ میرا یون ہی کہ زمستان کو قریہ صاغرین بسر کرون محمد حسین گورکان نے یہ بات تجویز کرکے رایت بابری کا سایہ وصول اس ملک پر ڈالا اور چند روز کے بعد کہ جمعیت بہم پہونچی امرا پھر بیلاق کی طرف روانہ ہوئے بعضے قلعون کو جنگ سے اور بعضون کو تدبیر سے حیز تصرف مین ورلائے لیکن آنحضرت کے کام نہ آئے اپنے مہمات مین متفکر اور حیران ہوئے مصرع نے رائے سفر کردن و نے روے اقامت بد ایسے وقت مین ہدہد خوشخبر علی دوست طغائی کیطرف سے آیا اور ایک عریضہ اس مضمون کا کہ مجھسے بہت گناہ صادر ہوئے مقام ندامت مین ہون اب قلعہ فرغنستان میرے تصرف مین ہی اگر وہ حضرت تشریف لاوین اسکو تفویض کرکے سلک غلامون مین منتظم ہون القصہ فردوس مکانی اس معنی کو مقدمہ فتوح جانکر روان ہوا اور بعد وصول بمقصد اعلی دوست طغائی کہ دروازہ پر منتظر مقدم ہمایون تھا قلعہ کو بادشاہ کے تصرف مین دیکر پیشکش مین بھی تقصیر نہ کی فردوس مکانی نے امیر قوبہ حسین کو کوہستان کی طرف اندجان اور ابراہیم سارو اور ادیس لاغری کو اخسی کی اطراف مین بھیجا کہ سعی کرکے آدمیون کو مطیع کرین القصہ رعایا سے اطراف اندجان مطیع ہوئی اور ابراہیم سارو اور ادیس لاغری نے قلعہ بابسہ اور ایک دو قلعہ اور لیے اور لشکر سلطان محمود خان بن یونس خان بھی ایسے وقت مین بہ قصد کمک روانہ ہوا زوزن حسن اور سلطان احمد تنبل فرغنستان کی فتح اور لشکر کے اطراف کے

روانگی سے آگاہ ہوکر جہانگیر میرزا کی ملازمت مین فرغنستان کیطرف متوجہ ہوئے اور اُس قلعہ کو فتح کرکے ایک جماعت اخسی کیطرف بھیجی لشکر سلطان محمود نے اُس گروہ سے دوچار ہوکر اکثر کو تہ تیغ کیا اور اُس مین پانچ یا چھ آدمی سے زیادہ زندہ نہ رہے روزن حسن یہ خبر سنکر سراسیمہ ہوا اور جب اُسکے سپاہیون نے ایک ایک اور دو دو بادشاہ کی ملازمت مین جانا شروع کیا ناچار وہانسے کوچ کرکے جہانگیر میرزا کے اتفاق سے اندجان کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر بیگ نامے کہ زوزن حسن کے خویشون مین تھا اور اندجان مین حکومت کرتا تھا اُسنے دیدہ بصیرت سے اقبال بادشاہی پیشتر دیکھکر اندجان کو مضبوط کیا اور آنحضرت کے پاس ایلچی بھیجکر التماس بشریف قدوم میمنت لزوم کی اور تمام حریف حیران ہوکر ہر ایک طرف راہی ہوئے چنانچہ زوزن حسن اخسی کیطرف اور جہانگیر میرزا اور سلطان احمد تنبل کے سمت روانہ ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کیطرف جاکر ناصر بیگ اور دوسرے دولتخواہون کو مورد عنایات فرمایا اور دارالملک فرغانہ کہ مدت مدید سے قبضہ تصرف سے برآوردہ ہوا تھا پھر ماہ ذیقعدہ ۹۰۸ نوسو چار ہجری مین حوزہ تصرف مین درآیا اور چوتھے دن فردوس مکانی اخسی کیطرف متوجہ ہوئے زوزن حسن امان کے بعد برآمد ہوکر حصار کیطرف گیا فردوس مکانی نے قاسم عجب کو قلعہ کی داروغگی پر نصب کیا مصرع ظفر ہمعنان نصرت ازپے دوان ۔ پھر اندجان کیطرف مراجعت فرمائی اور زوزن حسن کے اکثر ملازم اُس سے جدا ہوکر موکب ہمایون مین جاملے اور ارکان دولت و اعیان حضرت کے عرض القدس مین پہونچا کہ اکثر اسباب دولتخواہون کا انھون نے تاراج کیا ہے اور مولانا قاضی کو بھی اسی جماعت نے قتل کیا اور ساتھ مال اور جان کے امان پائی ہے مال کے واپس دینے مین کیا مضائقہ رکھتے ہین حکم ہوا کہ جو شخص اپنا مال جس کسیکے پاس پہچانے لیوے مغلون نے اس معاملہ سے آگاہ ہوکر کندکا راستہ لیا اور سلطان احمد تنبل کو اپنی مخالفت سے آگاہ کیا سلطان احمد تنبل اور جہانگیر میرزا انکے ہمراہ اندجان کیطرف گئے فردوس مکانی نے امیر قاسم توچین کو انکی مدافعہ کیواسطے بھیجا اور فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی امیر قاسم توچین منہزم ہوا اور بہت سے امرا اور مقرب شاہ اُس معرکہ مین کام آئے اور بعضے اسیر ہوئے اور مخالفین تعجیل تمام اندجا نمین آنکر ایک مہینے محاصرہ اور مجادلہ مین مصروف رہے جب وہ مفتح نہا کوچ کرکے اوش کیطرف گئے اور فردوس مکانی سنہ ۹۰۸ نوسو پانچ ہجری مین بقدر استطاعت لشکر جمع کرکے اوش کیطرف گرم عنان ہوا مخالفین تاب مقاومت نہ لاکر دوسرے راستہ سے اندجان کیطرف گئے اور ہر ایک منصوران حضرت نے جو کچھ اُس حدود مین دیکھا غارت کیا اور لشکر جب معمور ہوا فردوس مکانی بارادہ کیطرف کہ قلاع مستحکمہ سے ہے اور تصرف مین خلیل برادر سلطان احمد تنبل کے تھا روان ہوا خلیل نے اعلام مدافعہ بریاکر کے جنگہاے سخت کین اور آخر کو امان چاہکر قلعہ سپرد کیا آنحضرت نے خلیل کو مع اسی نفر عوض طائفہ خدام کے کہ مخالف مقید رکھتے تھے قید کرکے اندجان کیطرف بھیجا لیکن سلطان احمد تنبل نے اندجان کی نواح مین پہونچکر چاہا کہ سیڑھیان لگاکر قلعہ مین درآوے قلعہ کے باشندے آگاہ ہوکر آنکے مدافعہ کے واسطے اُٹھے الاکچھ کام پیش نہ گیا اور جب فردوس مکانی ایک فرسخ پر پہونچا وہان سے کوچ کرکے ایک دریا کے کنارے مضبوط ہوا اور وہ حضرت اُسکے مقابل فروکش ہوئے چالیس روز کامل مقام کیا اخر الامر قریہ خوبانکی حوالی مین کہ اندجان سے تین فرسخ ہے درمیان دونون لشکر کے جنگ صعب واقع ہوئی اور ضرب تیغ و تیر سے جوے خون جاریگی اور زمین مقتولون کے خون سے رنگین ہوئی پھر بادشاہ نے منصور و مظفر ہوکر سلطان احمد تنبل کو مفرور کیا اور سراسیمہ غالبًا اندجان مین داخل ہوا اور انھین دنون مین یہ خبر پہونچی کہ پانچ چھ ہزار سوار سلطان محمود بن یونس خان لیکر جہانگیر میرزا کی کمک کو آیا ہے اور قلعہ کاسان کو فتح کیا ہے فردوس مکانی نے عین شدت سرما مین کہ قطرات باران زمین و آسمان مین

منجمد ہوئے تھے اور مرغابی جاڑے کے صدمہ سے ساتھ مرغ کباب کے سیخ مین کھنچی تھی اُس طرف متوجہ ہوا اسصورت مین لشکر کمک بادشاہ کی توجہ سے ہراسان ہوا اور اپنی ولایت کی طرف پلٹ گیا اور سلطان احمد تنبل کہ لشکر مغل کی ملاقات کو جاتا تھا اور اُنکی مراجعت سے خبر نہ رکھتا تھا غافل ہوکر آنحضرت کے لشکر ظفر پیکر کے قریب آیا جو چارہ نرکھتا تھا فرد کش ہوکر اقرار کیا کہ کل طرفین سے تنور حرب گرم ہو لیکن رات کے وقت سوار ہوا اور حسب فردوس مکانی نے اُسکا تعاقب کیا اسنے قلعہ اشنجار کے نیچے نزول کیا اور بادشاہ نے بھی اُسکے مقابلہ مین خیمہ اور خرگاہ بلند کرکے اقامت فرمائی اور تین چار روز کے بعد علی دوست طغائی اور قنبر علی کہ بزرگ ترانسے کوئی نہ تھا لیکن دل و زبان اُنکے آنحضرت سے موافق نہ تھے حرف صلح درمیان لائے اور اقرار پایا کہ اب خجند سے اخسی تک جہانگیر میرزا کے تصرف مین رہے اور ولایت اندجان اور تواليع اور کند بادشاہ کے زیرنگین ہووے اور جسوقت سمرقند بادشاہ کے حوزۂ تسخیر مین آوے اندجان پر بھی جہانگیر میرزا کا قبضہ ہو عہد و پیمان کے بعد جہانگیر میرزا اور سلطان احمد تنبل نے بادشاہ کو دیکھا اور طرفین کے قیدیون نے رہائی پائی فردوس مکانی اندجان مین آیا اور علی دوست طغائی کہ خیل و حشم کی زیادتی اور دینار و درم کی کثرت سے ممتاز تھا اور علم اقتدار کا برپا کیے ہوئے تھا بدسلوکی حد سے لیگیا امیر خلیفہ کو بادشاہ کے بے اطلاع اخراج کیا ابراہیم سارداولیس لاغری کو مصادرہ فرمایا اُسکے فرزند محمد دوست نے سلوک بادشاہانہ اختیار کیا اور بادشاہ دشمن کے قرب و جوار کے سبب مقام تادیب مین نہوتا تھا اس درمیان مین محمد مرید ترخان کہ امرائے معتبر سلطان علی میرزا حاکم سمرقند سے تھا اپنے صاحب سے متوہم ہوکر جان میرزا ولد سلطان محمود میرزا سے جا ملا اور اُسے بھی اُبھار کر سمرقند کی طرف گیا اور شکست پاکر پلٹ آیا اور ایلچی فردوس مکانی کے پاس بھیجکر سمرقند کی تسخیر کی ترغیب کی آنحضرت نے اس امر کو غنیمت شمار کرکے سمرقند کی طرف لشکر کھینچا اثنائے راہ مین جب محمد مرید ترخان اُردو مین اُسکے ملحق ہوا امرا کے مشورہ سے ایلچی خواجہ قطب الدین یحیی قدس سرہ کے پاس کہ سمرقند کی باگ اُن ہدایت شعار کے قبضہ اقتدار مین تھی بھیجا آپ نے جواب دیا کہ جب ظاہر قلعہ مین پہونچین وہ امر کہ مطلوب ہے کفایت کو پہونچیگا لیکن سلطان محمود دلدی کہ آنحضرت کے نوکرون سے تھا بے سبب اردوے سعلے سے بھاگکر سمرقند کی طرف گیا اور وہان کے آدمیون کو خواجہ قطب الدین یحیی کی فکر سے آگاہ کیا اور وہ تدبیر اُس وقت تقدیر کے موافق نہ آئی اور اُس عرصہ مین فردوس مکانی کے نوکر علی دوست طغائی کی شامت سے جو پراگندہ ہوئے تھے ایک ایک دو دو سعادت و اقبال کے مانند موکب عالی مین داخل ہوئے اور اُنسے خبرین عرض اقدس و اعلی مین پہونچائین کہ یکبارگی مزاج قدسی مآثر اُس سے منحرف ہوا رخصت فرمایا اور علی دوست طغائی باتفاق اپنے بیٹے محمد دوست کے سلطان احمد تنبل کے پاس جاکر مقرب ہوا اور چند روز کے بعد مرگیا اور حسب شیبانی خان بخارا کو مسخر کرکے سمرقند کی تسخیر پر آمادہ ہوا اور سلطان علی میرزا نے اپنی والدہ کی تحریک سے سمرقند شیبانی خان کو دیا فردوس مکانی یہ خبر سنکر بلدۂ کس کیطرف تشریف لیگیا اور وہان سے حصار کی طرف روانہ ہوا اور چغتائیون مین محمد مرید ترخان اور امرا سمرقند کے تسخیر سے ناامید ہوکر جدا ہوئے اور خسرو شاہ کے پاس گئے اور آنحضرت نے متحیر ہوکر متوکلانہ خسرو شاہ کے حدود مملکت طے کرکے سرہاق کا راستہ لیا اور نہایت مشقت سے راہین تنگ اور پرسنگ قطع کرکے بیلاق آئے اور گھوڑے اور اونٹ بہت ضائع ہوئے اور جو آدمی قدیمی تھے متفرق ہوئے زیادہ دو سو چالیس آدمی سے باقی نرہے تھے آنحضرت نے مشورہ ارکان دولت سے کیا سب نے اسپر اتفاق کیا کہ جو شیبانی خان نے سمرقند پر ابھی قبضہ کیا ہے اور آدمی وہانکے اُس سے

ابھی یکدل اور ایک زبان نہین ہوئے ہین ہم پوشیدہ سمرقند مین داخل ہون اور جو کہ وہ ملک ہمارا موروثی ہے وہان کے باشندے اگر مدد سے جی چرائینگے تو دشمنی بھی نکرینگے اُسکے بعد شہر ہمارے تصرف مین آوے یا جو کچھ کہ مشیت ایزدی ہو فعل مین آویگا اس نیت سے ایلغار کرکے رات کے وقت بیورت مین آیا اور جب معلوم ہوا کہ مردم شہر نے خبر پائی ہے بحسب ظاہر مراجعت کا عازم ہو کر مقیم ہوا اور خواب دیکھا اس درمیان مین ایک دستارخوان کہ مناسب نہ تھا ان ہدایت شعار کے روبرو بچھایا اور خواجہ نے متغیرانہ فردوس مکانی کی طرف دیکھا فردوس مکانی نے بایماء اشارہ عذر کیا کہ مین اس امر سے بری ہون تقصیر خوان سالار کی ہے خواجہ وہ عذر سُنکر مجلس سے اٹھکر روان ہوا بادشاہ مشایعت کے واسطے گیا اور خواجہ نے مکان کے دالان مین پہونچکر باز و بادشاہ کا پکڑکر ایسا اٹھایا کہ پانون اُسکے بلند ہوئے اور جسوقت وہ حضرت خواب سے بیدار ہوئے سمجھے کہ غنچہ مقصود نسیم فضل ایزدی سے شگفتگی پر ہے چنانچہ بخاطر جمع دوسری مرتبہ سمرقند پر تاخت لیگیا اور آدھی رات کو سرپل مغاک پر پہونچا چنانچہ اسی آدمی حکم کے موافق آگے گئے غار حاشقان کی طرف زینہ فصیل پر رکھکر اندر داخل ہوئے جب دروازہ فیروز کے قریب پہونچے قاصد ترخان کوکہ حافظ دروازہ تھا مع چند نفر نوکر قتل کیا اور دروازہ کھولکر فردوس مکانی مع دوسو چالیس کس کے شہر مین داخل ہوا اور مردم کوچہ و بازار سے جو کہ بیدار تھے لوازم دعاگوئی بجالائے اور تھوڑے عرصہ مین خلق تمام شہر کی آگاہ ہوئی اوزبکون کو جہان پاتے تھے تہ تیغ کرتے تھے اور جان وفا میرزا حاکم شہر نے مع ایک جماعت اوزبکان خونخوار خواجہ قطب الدین یحیٰی کے مکان سے برآمد ہوکر باہر کا راستہ لیا اور اپنے تئین شیبانی خان کے پاس کہ سات یا آٹھ ہزار سوار اوزبک سے قلعہ دیدار کے نواح مین تھا پہونچا کر قضیہ سے آگاہ کیا چنانچہ شیبانی خان ایلغار کرکے ساتھ ایک سو اور پچاس آدمی کے علی الصباح دروازہ آہنی پر پہونچا اور جب جانا کہ کچھ کام نہو سکیگا اُسی وقت پلٹا اور اُسکے بعد سمرقند کے اعیان واکابر آنحضرت کی ملازمت مین سرفراز ہوئے اور لوازم تہنیت بجالائے اور مولانا ثنائی شاعر نے کہ اُسوقت شیبانی خان کا ملازم تھا اور خواجہ الوالبرکات سمرقندی کہ آخر زمانہ شاہ طاہر مین دکن مین آیا تھا فضیلت اور ندیمی مین عدیل اور نظیر نرکھتا تھا ان دونون نے مجلس ہمایون مین راہ پائی اور رسالہ ترکی تالیف اُس بادشاہ مین کہ ساتھ واقعات بابری کے شہرت رکھتا ہے مرقوم قلم خجستہ رقم ہوا کہ سلطان حسین میرزا ہری کو ساتھ اسی غفلت کے پکڑا تھا لیکن نزدیک ارباب عقل کے کہ انصاف رکھتے ہون درمیان اس فتح اور اُس فتح کے فرق بہت ہے اول یہ کہ سلطان حسین میرزا جنگ وجدل بہت دیکھے ہوئے تھا اور تجربہ بہت حاصل کیا تھا دوسرے یہ کہ غنیم اُسکا یادگار محمد میرزا جوان سترہ اٹھارہ برس کا تھا تجارب زمانہ سے اسقدر بہرہ نرکھتا تھا تیسرے یہ کہ اُسکے تئین امیر علی اخور نے کہ درمیان غنیم کے تھا اور تمام کیفیتون پر اطلاع رکھتا تھا طلب کیا تھا چوتھے یہ کہ ہری خالی تھا اور یادگار میرزا زاغان کے باغ مین میخوشی مین اشتغال رکھتا تھا کہ اُس شب کو تین آدمی باغ کے دروازہ پر تھے اور وہ بھی یادگار محمد میرزا کی طرح مست اور مدہوش تھے پانچوین یہ کہ سلطان حسین میرزا نے اول مرتبہ جو کہ ایلغار کی انکو غافل پاکر فتح کی اور مین سمرقند کے لینے مین اُنیس برس کا تھا اور معرکے بہت نہ دیکھے تھے اور تجربہ حاصل نہ کیا تھا اور میرا غنیم شیبانی خان مرد سالخوردہ اور تجربہ کار تھا اور سمرقند سے کوئی میری طلب کو نہ آیا تھا اگرچہ دل اُنکا میری طرف مائل تھا لیکن شیبانی خان کے خوف سے کسیکو زہرہ اُسکے اظہار کا نہ تھا اور جان وفا میرزا مع چھ سو اوزبک خونخوار کے کہ رستم اور اسفندیار کو اپنا غاشیہ کش جانتا تھا قلعہ مین تھا اور محافظت مین قیام رکھتا تھا اُنسے مین نے قلعہ لیا اور حاکم کو مین نے پسپا کرکے مفرور کیا اور پہلی مرتبہ جو کہ ایلغار کے تمام سمرقندی آگاہ ہوئے اور دوسری مرتبہ فتح میسر ہوئی

یہانتک ترجمہ عبارت ترکی ان حضرت کا ہواب ضمیر منور خان دانش پذیر پر مخفی اور متجب نرہی کہ تسخیر سمرقند جس طرح سے کہ فردوس مکانی کو میسر ہوئی بغایت مشابہ ہی ساتھ حکایت روانگی امیر تیمور صاحبقران گورکان بہ ہمراہی دوسو اور تیرہ تالیس آدمی شب کو قرشی مین اور لینا اُس بلدہ کا کمال دل جوشی مین لیکن فردوس مکانی برعایت ادب صاحبقران کا نام زبان پر نہ لایا اور اُس وقت قرشی مین کوئی فرمانروا نہ تھا اور امرا مثل امیر حسین اور امیر موسی شہر کے باہر تھے اور امیر موسی کا بیٹا محمد بیگ کہ خردسال تھا بلدہ قرشی کے اندر اقامت رکھتا تھا اور سمرقند ایک شہر بادشاہ نشین ہی اور نہایت سنگین و متین کہ کبھی کسی بادشاہ کے دل پر صورت اُسکے تسخیر کی بسہیل قہر و غلبہ نگذری اور اس سبب سے اُسکو بلدہ محفوظ سمرقند لکھتے ہین اور قرشی ایک موضع ہی مختصر کہ ہمیشہ دار و غہ نشین رہا ہی مصرع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ الغرض جب ساحت سمرقند آنحضرت کے قدوم میمنت لزوم سے رشک رخسار خوبان سمرقندی ہوا شیبانی خان بخارا کی طرف گیا اور محمد مرید ترخان نے فرصت پاکر قلعہ قرشی اور حصار کو اوزبکون کے تصرف سے برآوردہ کیا اور مردادرکش سے ابوالحسن میرزا نے آنکر قراکول کوری کو لیا اور فردوس مکانی نے سلطان حسین میرزا اور دوسرے سلاطین کے پاس ایلچی بھیجکر کمک طلب کی تو یکبارگی شیبانی خان کو ماوراالنہر سے باہر کرے سلطان حسین میرزا اور بدیع الزمان میرزا اور خسرو شاہ نے کہ عمدہ تھے تغافل کیا اور دوسرون نے اسقدر لشکر نہ بھیجا کہ کارگر ہو اس واسطے شیبانی خان موسم زمستان مین زور لایا اور قراکول اور دوسرے مواضع کو بزور شمشیر لیا اور قتل کیا فردوس مکانی شوال کے مہینے سنہ ۹۰۶ نوسو چھ ہجری مین لشکر فراہم لاکر باتفاق سپاہ کمک سمرقند سے بعزم رزم برآمد ہوا اور کارونران کے اطراف مین شیبانی خان سے مصاف واقع ہوئی اور قتال و جدال مین سعی موفورہ طرفین سے عمل مین آئی اور جو لشکر کمکی سلطان محمود خان ابن یونس خان اور جہانگیر میرزا وغیرہ کی طرف سے آیا تھا سب متفرق اور پریشان ہوا اور اُن حضرت کے پاس دس پندرہ نفر سے زیادہ نرہے عنان پھیرکر سمرقند مین داخل ہوئے اور امرائے بزرگ مثل ابراہیم خان اور ابراہیم سارو اور ابوالقاسم کوہ اور حیدر قاسم اور میر قاسم قوچین اور فدائی ردمی اور خلیل براور سلطان تبنل وغیرہ اس معرکہ مین مارے گئے اور شیبانی خان نے سمرقند کے قلعہ کے نیچے پہونچکر بنیاد جنگ کی قائم کی اور فردوس مکانی نے مدرسہ الغ بیگ میرزا مین سکونت اختیار کی تاکہ جس طرف سے کمک کے واسطے حاجت پڑے خود بنفس نفیس آپ کو پہونچاوے اور بہت دنون تک درمیان مردم بیرونی اور درونی کے جنگ ہوتی رہی اور فوج بیگ اور تواماں کوکلتاش وکل نظر طغائی نہایت شجاعت اور اخلاص ظہور مین پہونچاتے تھے لیکن جب تین چار مہینے اس طرح سے گذرے اور شیبانی خان نے حد سے زیادہ محصورون کی تضییق مین کوشش کی بلاے قحط غلہ نے شیوع پایا اور آتش جوع قلعہ نشینونکے کانون معدہ مین بھڑکی قرص خورشید سپید کے سوا کہ ہر صبح کو تنور فلک سے برآمد ہوتا تھا آدمیون کی آنکھون مین گردہ روٹی کا نظر نہ آتا تھا اور کسی گھر مین دانہ اور گھاس موجود نہ تھا مگر مجرد اور سنبلہ مین کہ ہاتھ کسیکا وہان نہ پہونچتا تھا علاوہ اُسکے روغن مانند کبریت احمر یعنی گندھک سرخ کے نایاب ہوا اور کتابی مایحلل کا بدل ہوا کام اس سے اور اُس سے درگذرا اور گھوڑون کے واسطے جب برگ اشجار نرہے چوب خشک کو زندہ کرکے اور تراش کرکے وہ تراشیدہ ایک ساعت پانی مین تر کرکے علیق کے عوض گھوڑون کو دیتے تھے فردوس مکانی نے ایام محاصرہ مین ایلچی مکرر حکام خراسان اور قندزاد ربقلان اور مغلستان کے پاس بھیجکر کمک طلب کی لیکن کوئی فریاد کو نہ پہونچا اسلیے وہ حضرت لاچار ہوئے اور ابتداے سنہ ۹۰۷ نوسو سات ہجری مین آدھی رات کو کہ دیدہ روشن فلک کے سوا کسی پاسبان کی آنکھ سما سے سمک تک کشادہ نہ تھی

خواجہ ابوالمکارم اور بعضے دیگر آدمیون اعاظم سے قریب سو نفر کے سمرقند سے برآمد ہوا اور اندجان کیطرف نہ گیا تاشکند کی راہ کی جانب روان ہوا اور جہانگیر میرزا اُسوقت سلطان احمد تنبل سے جدا ہوکر بھائی کی خدمت مین حاضر ہوا اور فردوس مکانی جب تاشکند مین پہونچا سلطان محمود خان بن یونس خان نے مقدم شریف کی تعظیم گرامی تصور کرکے لوازم ضیافت پیش پہونچائے اور رخصت کے وقت ارایتہ حضرت کے پیشکش کیا تو وہان رونق افزا ہوکر موسم زمستان بسعادت و برکت بسر فرمادین اور شروع بہار مین شیبانی خان نواحی ارایتہ مین آیا اور تاخت و تاراج کے بعد مراجعت کی اور چونکہ اوقات فردوس مکانی کی ساتھ صعوبت اور تنگی کے گذرتی تھی دوبارہ تاشکند مین سلطان محمود خان بن یونس خان کے پاس تشریف لیگئے ایک مدت اوقات اُس ولایت مین گذارہی و آخر کو سلطان محمود خان بن یونس خان اور اُسکا بھائی احمد خان کہ بالچہ خان مشہور ہوا تھا فردوس مکانی کی کمک کو روانہ ہوئے تو ولایت فرغانہ سلطان احمد تنبل کے تصرف سے برآوردہ کرکے فردوس مکانی کے سپرد کرین جب ولایت فرغانہ مین پہونچے سلطان احمد تنبل کہ غائبانہ جہانگیر میرزا کو بادشاہ جانکر اُس مملکت سے دست کش نہوتا تھا مع لشکر مستعد و جرار حرب پر آمادہ ہوا اور خوانین مغل نے کچھ امرا فردوس مکانی کے ہمراہ رکاب کرکے اوش کی طرف روانہ کیے اُن حضرت نے اوش کو لیا اور مردم اندکند و فرغنستان اپنے حاکم کو اخراج کرکے مطیع ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کیطرف نہضت فرمائی اور سلطان احمد تنبل یہ خبر سنکر مقابل لشکر خوانین مغل سے اُٹھکر اندجان کیطرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین آنحضرت سے دوچار ہوا اور ایسے وقت مین کہ سپاہ تاخت و تاراج کو گئی تھی جنگ کرکے شکست دی فردوس مکانی اوش مین گئے اور سلطان احمد تنبل باطمینان تمام اندجان مین داخل ہوکر برج و بارہ کی حفاظت مین مشغول ہوا اور اس اثنا مین خوانین مغل کہ تعاقب مین اُسکے گئے تھے پہونچے اور اندجان مین فروکش ہوئے اور فردوس مکانی بھی اُنسے ملحق ہوئے اور چند روز کے بعد مردم اخسی نے آنحضرت کو طلب کرکے قلعہ اخسی سپرد کیا اور خوانین مغل اندجان سے کوچ کرکے جاے مناسب مین وارد ہوئے اُسوقت مین شیبانی خان با لشکر افزون از مور و ملخ و قطرات باران اخسی کی طرف متوجہ ہوا فردوس مکانی اپنے بھائی کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوکر خوانین مغل سے ملحق ہوئے پھر سب نے متفق ہوکر شیبانی خان سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ منہزم ہوئے سلطان محمود خان بن یونس خان مع بھائی اپنے گرفتار ہوا فردوس مکانی مغولستان کی طرف گئے اور ولایت تاشکند بھی شیبانی خان کے تصرف مین آئی اور نہایت استقلال بہم پہونچایا اور اُسنے چند روز کے بعد حقوق سابقہ مرعی رکھکر دونون بھائیون کو رہا کیا سلطان محمود خان بن یونس خان اپنے مقر مین جاکر امراض متضادہ مین مبتلا ہوا ایک دن بعضے مقربون نے عرض کی کہ شیبانی خان نے تمھین زہر دیا ہی اگر حکم ہو تریاک مجرب کہ خطا مین ہوتا ہی اور بالفعل اُس مین سے سرکار مین موجود ہی ہم لاوین تو آپ اُسے استعمال کرین سلطان نے آہ سرد کھینچی اور یہ کہا ہان شیبانی خان نے مجھے زہر دیا ہی لیکن زہر یہ ہی کہ وہ کس درجہ سے کس مرتبہ کو پہونچا ہی کہ ہم دونون بھائیون کو اسیر اور دستگیر کرکے آزار کیا امراض مختلفہ اس تنگ دعار سے میرے مزاج پر غالب آئے اگر اس زہر کے واسطے تریاق بہم پہونچے استعمال کیا جاویگا اور مفید ہوگا فردوس مکانی مغلستان سے حصار اور ہادمان مین آیا اور وہان سے گذر کر مدینۃ الرجل ترمذ مین پہونچا امیر محمد باقر حاکم وہان کا کہ اوزبکون کے خوف سے بستر استراحت پر بفراغت آرام نکرتا تھا در وقت موکب بابری کو فتوحات عظیم جانا مگر بہر مع ساز و پیشکش اور انکسار تمام سے خدمت مین حاضر ہوا اور آنحضرت نے

توجہ کی بارہ مین جس طرف کہ متضمن صلاح دولت ہو مشورہ کرکے کہا کہ مین اس درمیان مین مثل گیند خم چوگان زمانہ
مین گرفتار ہون اور شاہ شطرنج کی طرح بساط دہر مین خانہ بخانہ اور رہوا کے مانند سو بسو دوڑتا پھرتا ہون اور سرگردانی
اور حیرانی کے سوا کچھ حاصل نہین ہر چند کہ اپنی قسمت کے زائچہ کو نظر کرتا ہون ضعف طالع کے سوا اپنی کچھ تقصیر نہین دیکھتا ہو
کچھ تیرے دل مین آوے دوستانہ کہ تو مین اسپر عمل کرون اور اس پریشانی سے چند روز آرام کرون امیر صائب تدبیر نے
زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ جب سے محمد خان شیبانی نے ممالک ماوراء النہر پر غلبہ پایا چکاریان تفرقہ اور پریشانی کی
اور صفحات احوال سپاہ و رعیت کے جکین مناسب وہ ہی کہ ہم ساتھ روزگار ستیزہ کار کے موافقت کرین اور کابل کیطرف جاکر اپنے
تئین مملکت اوزبک سے دور ڈالین نظم مذاری اگر باعدو زور جنگ ہے طریق مدارا گرمین بیدرنگ ہے زملکش بجائے نہ انتقال ہے
کہ یکچند فارغ شوی از قتال ہے فردوس مکانی اس رائے کو صواب جانکر سنہ ۹۱۰ نو سو دس ہجری یمین روے توجہ کابل کی طرف لایا اور
جب عبور اس مقام پر کہ جہان خسرو خان کا لشکر تھا واقع ہوا اور وہ تدارک تقصیرات سابق کیواسطے ملازمت مین آیا
فردوس مکانی نے مخفی اسکے ملازمون اور نوکرون کو کہ سوار و پیادہ سے آٹھ ہزار آدمی تخمینا ہوتے تھے فریفتہ کرکے اپنا کیا
اور خسرو شاہ اس امر سے مطلع ہو کر سلامتی نفس سب چیز سے بہتر جانکر ایک رات کو تمام سلب و سامان اپنا ایک جگہ چھوڑکر
مع دو تین نوکر کے بدیع الزمان میرزا کی طرف بھاگا اور تین چار ہزار خانہ وار مغل کہ خسرو شاہ کے ہمراہ تھے آنحضرت کے شریک ہوے
تین چار شتر بار نقد و جنس اور تحف نفیسہ سے دستیاب ہوا اور دوبارہ سامان بادشاہی بہم پہونچاکر کابل مین آیا اور کابل سلطان
ابو سعید شہید کے حاکم کے موافق الغ بیگ میرزا کے تصرف مین تھا اور جب وہ سنہ ۹۰۷ نو سو سات ہجری مین فوت ہوا اور اسکا
بیٹا عبد الرزاق میرزا کہ خرد سال تھا بادشاہ ہوا ایک شخص زکی نام صاحب اقتدار ہوا لیکن امرا اس سے منحرف ہوئے
اور عید قربان کے دن اسے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اس سبب سے احوال کابلیون کا نہایت پریشان ہوا اور اس ملک
کے انتظام اور رونق نے رخت باندھا اور محمد مقیم چھوٹا بیٹا امیرذوالنون کہ حاکم گرم سیر تھا اس ملک کی طمع کرکے مع لشکر ہزارہ
اور تکدور کابل کی طرف متوجہ ہوا میرزا عبد الرزاق تاب جنگ نہ لایا افغانان لمعان کی طرف بھاگا اور کابل محمد مقیم کے
تصرف مین آیا اور میرزا الغ بیگ کی بیٹی اپنے نکاح مین لایا محمد بابر شاہ مع لشکر غیبی یعنی خسرو شاہ کی جمعیت لے کر
کابل کے اطراف مین پہونچا محمد مقیم قلعہ بند ہوا اور آخر کو امان چاہکر قلعہ کو سپرد کیا فردوس مکانی حکومت مین مشغول
ہوئے اس خطہ کو معمور کیا اور ماہ محرم سنہ ۹۱۱ نو سو گیارہ ہجری یمین فردوس مکانی کی والدہ یعنی قتلق نگار خانم رحمت حق
مین واصل ہوئی اور اسی سال ایک مہینے کے عرصہ تک ہر روز زلزلہ واقع ہوتا رہا اکثر عمارات مسمار ہوئین آنحضرت نے دوبارہ
تعمیر کرکے رعایا کو مہد امن و امان مین نگاہ رکھا اور انھین دنون مین لشکر کشی کرکے قلعہ قلات کو کہ توابع قندھار سے ہے مردم
ارغنون کے ہاتھ سے بجبر و قہر لیا اور بدیع الزمان میرزا سے کہ اولاد ارغنون کی مدد کے واسطے آیا تھا صلح کرکے قرین فتح و
ظفر پلٹ گیا اور اسی سال کے درمیان قشلاقات اور ہزارجات کی طرف توجہ کی اور تادیب و تنبیہ کے بعد مستقر دولت
مین آیا اور غرنین جہانگیر میرزا کو مرحمت فرماکر اس طرف رخصت کیا لیکن ایک مدت کے بعد جہانگیر میرزا بحضوری بادشاہ
کا بہانہ کرکے بے اجازت کابل کی طرف آیا اور آنحضرت نے فتنہ انگیزی ابتدا کے سبب انکا عذر نہ مانا گیا اور جہانگیر میرزا
جیسا کہ آیا تھا بے حکم کابل سے باہر جاکر سید ہا دیہاقات اور ہزارجات کے درمیان حوالی غزنین مین در آیا
فردوس مکانی نے ماہ محرم سنہ ۹۱۲ نو سو بارہ ہجری مین خراسان کی عزیمت فرمائی کہ سلطان حسین میرزا

شیبانی خان کے قوی ہونے سے آگاہ ہوا اور اُس تغافلی سے کہ اُسکے مقدمہ مین کی تھی پشیمان ہوا آدمی اپنے جمیع فرزندون اور عزیزون کے پاس بھیجکر طلب کیا فردوس مکانی کہ انتقام لینے کی فکر مین تھے کابل سے کوچ کرکے روانہ ہوئے باشارے راہ جہانگیر میرزا کی فکر مین عطف عنان فرمائی اخسام کے بزرگون نے اس معنی کو دریافت کرکے جہانگیر میرزا کی پروانہ کی اور ملازمت مین آنحضرت کے پہونچکر اظہار اطاعت کی جہانگیر میرزا مضطرب ہوکر اپنے بھائی کی ملازمت مین آیا اور اُسکی رکاب مین خراسان کی سمت روانہ ہوا اور جب موکب بابری ولایت نیمروز مین پہونچا خبر سلطان حسین میرزا کی شایع ہوئی چنانچہ رسالہ واقعات بابری مین مرقوم ہے کہ باوجود اس خبر کے مین رعایت ناموس اُس خاندان کی کرکے خراسان کیطرف متوجہ ہوا اگرچہ اس توجہ مین بہت غرضین اور مطالب تھے مقارن اس حال کے شہزادون کے ایلچی متواتر آئے فردوس مکانی جو جنگ اوزبک کا عاشق تھا بتعجیل تمام مرغاب کیطرف کہ محل اجتماع افواج تھا متوجہ ہوا اور جمادی الآخر کی آٹھوین کو لشکرگاہ کے نواح مین پہونچا مظفر حسین میرزا اور ابوالحسن میرزا بدیع الزمان میرزا کے فرمان کے بموجب استقبال کے واسطے سوار ہوئے اور آنحضرت کو اردو مین لاکر بدیع الزمان میرزا سے ملاقات کروائی اور چند روز کے بعد شاہزادگان عیش طلب نے جنگ اوزبک کی پروا نکی جب جاڑے کا موسم پہونچا قشلاق کے بہانہ ہر ایک قسلاق کیطرف متوجہ ہوئے فردوس مکانی بدیع الزمان میرزا کے ہمراہ ہرات مین آیا جو موسم سردی کا پہونچا تھا کابل کو روانہ ہوا اور جو راستون کو برف نے بند کیا تھا بمشقت بسیار ولایت ہزارہ کے درمیان آیا اور جنگ کنان وہان سے گذرا کسواسطے کہ محمد حسین گورکان اور سنجر برلاس ایک جماعت مغلون سے کہ کابل مین تھی جان میرزا کو کہ عم و پسر خالہ بادشاہ ہوتا تھا بادشاہی سے اُٹھاکر نقصان مملکت مین پیدا کیا تھا فردوس مکانی نے اثنائے راہ سے خبر سلامتی اور اپنے پہونچنے کی لکھکر کابل مین بھیجا اور جو مردم کابل نے سنا تھا کہ اولاد سلطان میرزا نے بادشاہ کو لیکر اختیار الدین کے قلعہ مین قید کیا ہے ہرآئینہ وصول اُسکے سے خوشحال ہوئے اور ایک جماعت نے کہ قلعہ ادک کابل مین حصاری ہوئی تھی استظہار پایا اور اُسکے بعد کہ فردوس مکانی کابل کیطرف پہونچے اہل حصار اُنکے شریک ہوئے اور مخالفون کو جنگ کرکے شکست دی اور میرزا جان اور محمد حسین گورکان کو اسیر کیا اور آنحضرت نے ازراہ مردت آزاد کرکے رخصت فرمایا اور میرزا جان اولاد امیر ذوالنون کے پاس گیا اور محمد حسین گورکان فراہ اور سیستان کی سمت روانہ ہوا تھا اور ناصر میرزا چھوٹا بھائی فردوس مکانی کا کہ حکومت بدخشان رکھتا تھا امرائے شیبانی خان سے شکست پاکر کابل کیطرف آیا اور جو جہانگیر میرزا خراسان سے مراجعت کے وقت افراط شراب سے اسہال دموی مین پہونچا کر فوت ہوا تھا اُسکی جگہ ناصر میرزا کو عنایت فرمائی اور سنہ ۹۱۳ نوسو تیرہ ہجری مین تاخت الوس افغانان خلجی کے واسطے سوار ہوئے اور ایک لاکھ گوسفند و باقی اور اموال آنحضرت کے سپاہ کے ہاتھ آیا اور بازگشت فرمائی اُسوقت ارغون کے امرانے اوزبکون کے غلبہ سے اظہار اطاعت کرکے پیغام دیا کہ اگر اُس طرف تشریف لاوین قندھار سپرد ہوگا اس واسطے آنحضرت نے اُس طرف نہضت فرمائی اور جب قلات سے عبور کیا جان میرزا نے آنکر ملازمت کی اور منظور نظر عاطفت ہوا اور جب پیشتر روانہ ہوا شاہ بیگ اور محمد مقیم ارغون کو پیغام بھیجا کہ ہم حسب التماس تمہارے اُس طرف آتے ہین لوازم اخلاص بجالاکر شرف مجلس حضور حاصل کرین وہ طلب سے پشیمان ہوکر پہلے قلعہ نہ ہوئے اور آخر کو قلعہ سے نکلکر قریب جنگ مین قریب قندھار مصاف کرکے دونون بھائیون نے شکست پائی اور جو فرصت قلعہ مین آنے کی نہ تھی شاہ بیگ ارغون یساول کی طرف اور محمد مقیم زمین داور کی سمت بھاگا اور بادشاہ نے قلعہ قندھار کو مسخر کیا خزانے اور نفائس امیر ذوالنون کے ہاتھ آئے القصہ سب کو امرا اور افسران سپاہ پر قسمت کیا

حکومت قندھار اور زمین داور ناصر میرزا کو تفویض فرما کر منصور و مظفر کابل کی طرف تشریف لیگیا اور شیبانی خان اُس سال
محمد مقیم ارغون کے اغوا سے کہ زمین داور سے داوری کے واسطے اُسکے پاس گیا تھا قندھار کی طرف متوجہ ہوا اور
ناصر میرزا نے حصاری ہو کر فردوس مکانی سے عرض کیا جواب صادر ہوا کہ حتی الامکان قلعہ کی محافظت مین کوشش کرے اور
اگر کار تنگ ہو صلح کر کے آپ کو حضور مین حاضر کرے تو باتفاق عوض اُسکے ممالک ہندوستان سے اپنے تصرف مین لاوے ہو
آنحضرت کو طاقت مقاومت شیبانی خان نہ تھی دغدغہ کلی بہم پہونچا کر ساتھ امرائے مشورہ کیا اور کہا کہ کوئی چارہ امن اپنے
واسطے پیدا کرنا چاہیے اور بدخشان یا ہندوستان کو مسخر کرنا چاہیے والا رہنا کابل کا بہت دشوار ہے ایک [illegible] نے بدخشان ملوچیز
کیا اور بعضون نے ہندوستان کو ترجیح دی فردوس مکانی شق آخر کو پسند کر کے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور زمان شاہ مین
اقامت کر کے بعضے امور کے سبب کہ بے سامانی تمام ہندوستان کی فسخ عزیمت کر کے پھر کابل سے اور اندنون مین ناصر میرزا
نے قلعہ سے برآمد ہو کر آپ کو بھائی کی ملازمت مین پہونچایا تھا اور شیبانی خان مع حصار شہر قلعہ اوک کو محاصرہ مین رکھتا تھا بعضے
اخبار سُنکر عبداللہ سلطان کو مع اولاد امیرزادالنون کے اُسکی تسخیر کے واسطے چھوڑا اور خود خراسان کی طرف علم مراجعت کا
بلند کیا اور اُس عرصہ مین قلعہ قندھار کا دوبارہ ارغونیہ کے تصرف مین آیا عبداللہ سلطان اپنی ولایت کیطرف گیا اور کابل
کے باشندے مطمئن ہو کر بستر فراغت پر سوئے اور اُس سال کہ سنہ ۹۱۳ نوسو تیرہ ہجری مین تھے شب سہ شنبہ ماہ ذیقعدہ کی چوتھی
تاریخ کو قلعہ اوک کابل مین شہزادہ متولد ہوا مصرع شاہ فیروز بخت شد تاریخ او اور سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری مین فردوس مکانی افغانان ہندپر
فوج کش ہوئے اور اُس عرصہ مین ایک جماعت مقبول نے نسبت خسرو شاہ کے فرصت دیکھکر عبدالرزاق میرزا بن الغ بیگ میرزا
کو بادشاہ بنایا اور تین چار ہزار آدمی اُسکے پاس فراہم ہوئے اور فساد عظیم حادث ہوا چنانچہ بادشاہ پر تہور ظہیر الدین محمد بابر
بادشاہ کے پاس مع پانسو آدمی کے کہ زیادہ نہ تھے کابل کی طرف روانہ ہوا لیکن وہ حضرت باوجود اس احوال کے بہت
اُس فساد کے دفع پر تعین کر کے کابل سے روانہ ہوئے اور مخالفون سے ایسے لڑے کہ داستان اسفندیار اور افراسیاب
کی منسوخ ہوئی اور بہ نفس نفیس خود اُس دن مخالف کے پانچ بہادرون سے مقابل ہو کر زخم تیر و شمشیر بیدریغ مارتے تھے
اور اسامی اس جماعت کی یہ ہی علی شتب کوراد علی سیستانی اور نظر بہادر اوزبک اور یعقوب تیر جنگ اور آوزبک بہادر چنانچہ
دو پانچون آدمی کہ بازوے لشکر مخالفین تھے مارے گئے میرزا عبدالرزاق گرفتار ہوا ہزیمت اُنکی شامل حال ہوئی اسوقت فردوس مکانی
نے اُسے آزاد کیا اور جب دوسری مرتبہ مصدر فتنہ ہوا مقتول ہوا اُسکے بعد ولایت خسرو شاہ کی اوزبکون کے تصرف
مین آئی مردم بدخشان نے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور ہر ایک گوشہ مین ایک سردار پیدا ہوا اور زبیر نام ایک شخص
کہ ساتھ راعی کے ملقب تھا قوی ترسب سے ہوا جان میرزا باتفاق والدہ کلان شاہ بیگم کے کہ وہ بدخشان کے شاہان قدیم
کی نسل سے تھی اُس ملک کی طمع مین پڑا اور بادشاہ سے رخصت لیکر اُس طرف روانہ ہوا شاہ بیگم بدخشان کے اطراف
مین پہونچی جان میرزا کو پیشتر زبیر راعی کے روبرو بھیجا اور خود آہستہ پیچھے جاتی تھی ناگاہ لشکر میرزا ابابکر کاشغری دو
چار ہوا شاہ بیگم کو گرفتار کر کے میرزا ابابکر کے پاس لیگئے اور جب جان میرزا زبیر راعی کے مقابل ہوا زیادہ ایک نفر سے
اُسکے نزدیک نہ چھوڑا مانند مجوسون کے نگاہ رکھا اور یوسف علی کوکلتاش نے کہ جان میرزا کا نوکر قدیم تھا سترہ آدمیون سے
رات کے وقت زبیر راعی پر تاخت لاکر اُسے قتل کیا اور جان میرزا کو بادشاہی پر مقرر کیا اور واقعات بابری مین مرقوم ہے
کہ بدخشان کے بادشاہ قدیم کہ شاہ بیگم اُنکی نسل سے تھی اپنا نسب ساتھ سکندر فیلقوس کے پہونچاتے تھے اور سنہ ۹۱۶ نوسو سولہ ہجری مین

جو درمیان مملکت شاہ اسمٰعیل صفوی بادشاہ ایران اور شیبانی خان کے فاصلہ تھا اور اوزبک متعرض سرحد قزلباش ہوتے تھے شاہ اسمٰعیل صفوی نے ایلچی کو شیبانی خان کے روبرو بھیجکر نامہ لکھا کہ ہاتھ تعرض دامن مملکت عراق سے کوتاہ کرے اور یہ بیت اس مین درج کی بیت نہال دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد ۔ درخت دشمنی برکن کہ رنج بیشمار آرد ۔ شیبانی خان نے درجواب لکھا کہ دعوی سلطنت اور معارضہ بادشاہون کے ساتھ اُس شخص کو پہونچتا ہی کہ باپ اور دادا جسکے بادشاہی کرتے رہے ہین اور ساتھ خویشی کے تیرے تئین کہ آقی قوینلو دعوی خلافت کرنا معنی نہین رکھتا ہی اور بھی اُس وقت سلطنت ساتھ تیرے پہونچتی ہی کہ مثل میرے کوئی بادشاہ وارث اقالیم سبعہ درمیان مین نہو مصرع گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش ۔ اور عصا اور ایک کجکول تحفہ بھیجا کہ میراث تیرے باپ کا اور کام تیرا یہ ہی بیت نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست ترا دارند ۔ جوانان سعادتمند پند پیر دانا را ۔ اور اگر قدم اپنی حد سے باہر رکھیگا سر اپنے سے اندیشہ کر بیت عروس ملک کسے در کنار گیرد چست ۔ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند ۔ شاہ اسمٰعیل نے درجواب تحریر کیا کہ اگر سلطنت میراث ہوتی بیشہ دیون سے کیان کو نہ پہونچتی اور ساتھ چنگیز خان کے منتقل نہوتی تجھے کمان سے پہونچتی اور یہ کہ تو نے لکھا ہی بیت عروس ملک کسے در کنار گیرد چست ۔ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند ۔ میرا بھی قول یہی ہی مصرع جانان سخن از زبان ما میگوئی ۔ اب مین تجھے سمجھا اگر جنگ کو باہر آویگا اور باتین حربگاہ مین تجھسے کہونگا اور جو تہین یہ چرخہ اور مکلا کہ مین نے تیرے پاس بھیجا ہی اپنے روبرو رکھ اور ایسے کام کی طرف رجوع ہو کہ تیرے لایق ہی فردبس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات ۔ باآں نبی ہر کہ در افتاد بر افتاد ۔ اور نامہ کے متعاقب شاہ اسمٰعیل صفوی بھی روانہ ہوا اور حکام اوزبک کو ممالک خراسان سے نکالکر مرو تک کسی مقام مین باگ شدید عزیمت کی نہ موڑی اس عرصہ مین شیبانی خان نے اول صلاح جنگ مین نہ دیکھی قلعہ مرو مین متحصن ہوا اور آخر کو جب کتاب شاہ اسمٰعیل صفوی کے متضمن سرزنش بسیار و مبنی ملامت بیشمار پہونچی خلائق سے شرمندہ ہوکر باہر آیا اور مصاف کرکے منہزم ہوا اور مع پانسو آدمی کے کہ وہ سب سلاطین اور امرازادے تھے چہار دیواری مین کہ راہ باہر جانے کی نہ رکھتے تھے داخل ہوا اور قزلباشون نے تعاقب کرکے شیبانی خان کو مع تمامی مراد سلاطین قتل کیا اُسوقت جان میرزا نے خبر بدخشان مین فردوس مکانی کو بھیجی اور خود قندز کیطرف گیا اور لکھا کہ فرصت غنیمت ہی جلد تشریف اسطرف ارزانی فرمایئے اور مملکت موروثی یعنی فرغانہ وغیرہ پر متصرف ہوجیے وہ حضرت بتعجیل ۹۱۷ نوسو سترا ہجری مین حصار کی طرف گئے اور باتفاق میرزا جان آب اموی سے عبور کرکے حصار کے حوالی مین پہونچے لیکن اوزبک اُس مقام کو مضبوط رکھتے تھے کچھ کام پیش رفت نہ گیا بادشاہ قندز مین آئے اسوقت خانزادہ بیگم ہمشیرہ فردوس مکانی کہ سمرقند کے محاصرہ مین شیبانی خان کے ہاتھ آئی تھی اور وہ اپنے عقد نکاح مین لایا تھا شاہ اسمٰعیل صفوی کے اُسکو مرو سے باعزاز تمام قندز مین بھیجا آنحضرت نے جان میرزا کو مع تحف و نفائس شاہ اسمٰعیل صفوی کے پاس ہرات مین بھیجکر کمک طلب کی اور خود حصار کیطرف روانہ ہوئے اور جو سلاطین اوزبک نخشب مین کہ اب ساتھ قرشی کے مشورہی اجماع رکھتے تھے اُنکی جنگ مین صرفہ نہ دیکھکر جاہاے قلب مین در آیا اور چند عرصہ مین جب جمعیت بہم پہونچی اور ایک قوت پیدا ہوئی ہمراہ اُنکے جنگ کرکے غالب ہوا اور حمزہ سلطان اور مہدی سلطان کہ اسیر ہوتے تھے قتل ہوے اور بادشاہ نے جان میرزا کو کہ اُس دن جانسپاری کی تھی سرفراز فرمایا اور اس درمیان مین احمد سلطان اور صفوی علی اوغلی علی قلیخان استاجلو اور شاہرخ خان افشار شاہ اسمٰعیل صفوی کیطرف سے کمک کو پہونچے چنانچہ حصار اور قندز اور بغلان

تصرف مین آیا اور جمعیت آنحضرت کی قریب ساٹھ ہزار کے پہونچی بخارا کیطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور سلاطین اوزبک
مثل عبداللہ خان اور جانی بیگ سلطان کو پسپا کرکے بخارا پر متصرف ہوئے اور نصف ماہ رجب سنہ مذکور مین وہان سے
سمرقند تشریف لیگئے تیسری مرتبہ خطبہ اور سکہ اُس شہر کا اپنے نام جاری کیا اور اُس جگہ مقام کرکے ناصر میرزا کو کابل کی حکومت
پر تعین فرمایا اور لشکر شاہ اسمٰعیل صفوی کو بھی نہایت اعزاز و احترام سے رخصت دیکر آٹھ مہینے تک اس بلدہ جنت نشان مین
سر پر عیش و کامرانی پر متمکن رہے اور جب لشکر بہمن نے رخصت سفر باندھا فصل بہار پہونچی اوزبک کہ ترکستان کی طرف گئے تھے
مع سپاہ آراستہ جلوہ گر ہوئے اور تیمور سلطان کہ قائم مقام شیبانی خان ہوا تھا ہمراہ عبداللہ خان اور جانی بیگ سلطان کے
بخارا کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور فردوس مکانی انکا پیچھا کرکے بخارا کی طرف گرم عنان ہوئے اور سلاطین مذکورنے
بخارا کے قریب جنگ کی اور آنحضرت شکست کھاکر بخارا مین آئے اور اوزبکون کے غلو سے وہان مجال توقف نہ پائی پھر
سمرقند مین داخل ہوئے اور اُس بلدہ مین بھی آرام میسر نہوا حصار اور شادمان کیطرف گئے اور اُسوقت نجم الثانی اصفہانی کہ
سپہ سالار سپاہ قزلباش ہوا القصد تسخیر بلخ اُس طرف آیا تھا فردوس مکانی نے اُس سے ملاقات کی اور ملک موروثی کی طمع
پھر جاگزین ہوئی القصہ نجم الثانی نے تھوڑی توجہ مین قلعہ فراش کو اوزبکون سے لیکر قتل عام کیا اور عدد مقتولونکا پندرہ ہزار
پہونچا اور مولانا ثنائی از انجملہ تھا اور بعد اس فتح کے نجم الثانی نے نہایت عجب و نخوت مین با تفاق فردوس مکانی قحدان
کیطرف جاکر قلعہ کو محاصرہ کیا اور سلاطین اوزبکیہ بخارا سے بسامان تمام قجدان مین آنکر جنگ مین مشغول ہوئے اور نجم الثانی
کو مع اکثر لشکر قزلباش قتل کیا اور فردوس مکانی اپنی جمعیت لیکر حصار اور شادمان کیطرف متوجہ ہوئے اور امرائے مغل کہ ہمراہ
تھے بیوفائی کرکے ایک شب کو آنحضرت پر شبخون لائے آنحضرت نے عریان اور پا برہنہ خیمہ سے برآمد ہوکر عاقلانہ آبکو بارک
حصار مین پہونچایا اور وہ جماعت جو شی کہ لشکر گاہ مین تھی تاراج کرکے متفرق ہوئی فردوس مکانی پھر اُس حدود مین صلاح
توقف ندیکھکر کابل مین آئے اور ناصر میرزا کو غزنین کی حکومت دیکر ۹۲۴ سنہ نوسو چوبیس ہجری مین سواد دیجور کیطرف کہ ساتھ افغانان
یوسف زئی کے تعلق رکھتا تھا گئے اور جب افاغنہ نے اطاعت نہ کی ہزار افغان کو قتل کرکے اُنکے زن و فرزند اسیر کیے اور
وہ ولایت خواجہ کلان کو عنایت فرماکر مراجعت کی اور جب بادشاہ سکندر لودھی بادشاہ ہند فوت ہوا بادشاہ ابراہیم
لودھی نائب مناب اُسکا ہوا امرائے افغان نے جو نہایت قوی تھے نفاق پر کمر باندھی جسطرح کہ اطاعت اُسکی چاہیے تھی نہ کی
اس سبب سے انتظام نے مملکت ہند سے کنارہ قبول کیا فردوس مکانی فرصت پاکر عازم تسخیر ممالک ہند ہوئے اور چار مرتبہ اس ملک پر
چڑھائی کی پانچوین مرتبہ کو ہر مقصود ہاتھ مین لائے اور دار الملک دہلی کے شاہ ہوئے اول مرتبہ ۹۲۵ سنہ نوسو پچیس ہجری مین دریائے
سندہ کے کنارے تک کہ اسوقت ساتھ نیلاب کے شہرت رکھتا ہی سوار ہوئے جس شخص نے سر اطاعت سے پھیرا اُسکے قتل و قید مین
قیام کیا اور آب نیلاب سے عبور کرکے بہرہ تک کہ برگنات معتبرۂ پنجاب سے ہی گیا اور اس سبب سے کہ وہ حدود اکثر اوقات ولایت
صاحبقران کے تصرف رہے تھے رعیت مطیع اور فرمانبردار ہوئی اور تاخت و تاراج کے صدمہ سے ایمن ہوئی اور اُسکے لشکر مین
جلد چار لاکھ شاہرخی خزانہ مین داخل کیے فردوس مکانی نے ایلچی مولانا مرشد نام کو سلطان ابراہیم کے پاس بھیجکر پیغام
دیا کہ جو وہ ولایت اکثر اوقات صاحبقران کی اولاد اور دودمانہون کے تصرف مین تھی اب بھی بہرہ کو مع توابع اور لواحق
اس طرف چھوڑین تو دوسری ولایتون مین تمھاری تعرض نہ ہوگا اسوقت خبر تولد فرزند کی آنحضرت کو پہونچی جو تسخیر ہند
پیش نہاد ہمت تھی موسوم ساتھ ہندال میرزا کے کیا اور اُس ولایت کو آب چناب تک حسین بیگ لنگر کے سپرد فرماکر خود

کہکران کی ولایت کی سمت متوجہ ہوئے اور رہا تھی کہکرتے قلعہ پربالہ مین متحصن ہوکر رایت مجادلہ بلند کیا اور آخر کو ایک دن قلعہ سے برآمد ہوکر اُس مقام مین کہ محل تردد زیادہ ایک سوار سے نہ تھا جنگ مین ایستادہ ہوا دوست بیگ کے ہاتھ سے کہ سردار آنحضرت کا تھا شکست پائی اور جو فرصت قلعہ کے داخل ہونے کی نہ پائی کوہستان کی طرف بھاگا اور قلعہ مع خزانہ اور دفینہ بادشاہ کے تصرف مین آیا اور ولایت بہرہ اور سندھ کے بائین کی محمد علی خنگ جنگ کے سپرد کرکے کابل کی طرف مراجعت فرمائی اور دوسری مرتبہ اواخر ۹۲۵ نوسو پچیس ہجری مین بقصد تسخیر لاہور استعداد کرکے کابل سے روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین تادیب الوس یوسف زئی کی فرض جانکر تاخت وتاراج کیا اور زراعت بھی اُسکی یامال اور خراب کی اور جب پشاور مین پہونچا قلعہ کو تعمیر کرکے آب سندھ سے عبور کیا چاہتا تھا ناگاہ خبر آئی کہ سلطان سعید کاشغر سے متوجہ تسخیر بدخشان ہی اس واسطے عزیمت لاہور فسخ کرکے میرزا محمد سلطان ابن سلطان اویس مالیقرائے بن منصور بن عمر شیخ بن امیر تیمور رہا حبقران کو مع چار ہزار سوار لاہور مین نامزد کیا اور خود کابل کی طرف متوجہ ہوا اور جب اثنائے راہ مین خبر سلطان سعید کے بازگشت کی پہونچی فردوس مکانی نے بنجاطر جمع افغانان خضرخیل کے سر پر کہ وہ رہزنی مین مبادرت کرتے تھے تاخت کرکے ہلاک کیا اور غنیمت بہت سیاہ کے ہاتھ آئی پھر کابل کیطرف روانہ ہوئے اور تیسری مرتبہ بسعادت واقبال ہند کیطرف متوجہ فرمائی اور ہر منزل مین افغانونکی جست جو کرتے تھے اور جو دستیاب ہوتا تھا اُسے تنبیہ وتادیب فرماتے تھے غرضکہ سیالکوٹ مین نزول اقبال اور حلول اجلال فرمایا اور وہان کے باشندون نے بجز تمام امان چاہی اور جان ومال وناموس سے محفوظ ہوئے لیکن جسوقت کہ رایت اژدہا پیکر آنحضرت نے پرگنہ سیدپور پر نزول وصول ڈالا وہانکے لوگون نے اول نامساعدت بخت سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور تیغ اہل چغتائی نے اُنکی سرافشانی کی اور کچھ اثر آدم اور آبادی سے نچھوڑا اور تیس ہزار لونڈی وغلام اردو مین بہم پہونچے اور غنائم شمار سے باہر تھی اور مقدم کفار سیدپور کا کہ امرائے افغان سے متفق تھا مائل نہوتا تھا دستیاب کرکے علف تیغ سیاست کیا اور پھر کابل کیطرف تشریف لیگئے اور بعد چند عرصہ کے قندھار کی تسخیر کو نہضت فرمائی اور اُس قلعہ کو محاصرہ فرمایا اُسوقت میرزا شاہ حسین کی خبر وفات پہونچی فردوس مکانی نے شہزادہ محمد ہمایون کو بدخشان کی حکومت پر بھیجا اور خود بدولت واقبال تمام گرم سیر کو تحت وتصرف مین درلائے اور آندنون مین خراسان ساتھ شہزادہ طہماسپ آتالیق امیر خان کے مقرر تھا اسواسطے شاہ بیگ ارغون نے ایلچی بھیجکر شہزادہ کی نسبت اظہار اطاعت کی اور امیر خان نے مقام امادہ مین ہوکر فردوس مکانی سے التماس ترک محاصرہ کی آنحضرت نے قبول کرکے تین برس تک قلعہ کے محاصرہ سے ہاتھ باز نرکھا اور شاہ بیگ عاجز مطلق ہوکر بھکر کیطرف کہ توابع سندھ سے ہی بھاگا اور قندھار مع مضافات ۹۲۸ نوسو اٹھائیس ہجری مین خورۂ دیوان بابری مین آیا اور شہزادہ کامران میرزا کو عنایت ہوا اور اُندنونمین دولت خان لودھی نے بادشاہ ابراہیم سے متوہم ہوکر اپنے آدمی معتمد فردوس مکانی کے پاس کابل مین بھیجے اور طلب قدوم کرکے حد سے زیادہ اخلاص اور دولتخواہی اظہار کی اور وہ حضرت چوتھی مرتبہ ۹۳۲ نوسو تیس ہجری مین قدم مبارک کا سب دولت مین ڈالکر کوچ پر کوچ کہکران کے درمیان سے قطع مسافت فرماکر شہر لاہور کے چھ کوس ادھر آکے جہاز خان ومبارک خان لودھی اور بھگن خان لوہانی کہ امرائے پنجاب سے تھے ایک حشر بپا کرکے لشکر ظفر قرین کی طرف متوجہ ہوئے اور آتش حرب افروختہ کرکے بعد کوشش وکشش بہت کے شکست پاکر منہزم ہوئے فردوس مکانی مظفر ومنصور ہوکر بلدۂ لاہور مین داخل ہوئے جیسا کہ رسم ودستور چنگیزیون کا ہی بازارون کو فال وشگون کے واسطے آگ دیکر جلایا اور تین چارون کے بعد قلعہ دیپالپور پر چڑھائی کی اور اُسکو بھی سر کرکے وہان کے اہالیون کو قتل عام فرمایا اور دولتخان لودھی کہ بادشاہ ابراہیم سے باغی ہوکر بلوچونکے

درمیان

درمیان رہتا تھا اس فتح کے بعد اپنی اولاد سمیت علی خان اور غازی خان اور دلاور خان کے ہمراہ دیپالپور مین آنکر ملازمت آنحضرت صاحبقران کی اور جالندر اور سلطانپور کے سوا اور بھی پرگنہ جاگیر پائے اور امرائے کلانکے سلک مین منتظم ہوا اور مردم تقہ اور رسالخوردہ سے مین نے سنا ہی کہ یہ دولت خان اُس دولت خان لودھی کی نسل سے ہی کہ جسنے ۸۱۶ آٹھ سو سولہ ہجری مین چند مدت دہلی کی بادشاہی کی تھی القصہ دولت خان نے کہا تھا رہ مین اسمٰعیل جلوانی اور ہلبن جلوانی اور دوسرے افغانان جلوانی فراہم ہوئے ہین اگر فوج اُسطرف جاکر اُنکو متفرق اور پریشان کرے نہایت انسب ہی آنحضرت نے یہ بات قبول فرمائی اور افواج بھیجنے کا تہیہ کیا اُس وقت اُسکے چھوٹے بیٹے دلاور خان نے ازروے خلاص عرض اقدس مین پہونچایا کہ میرے باپ اور بھائی غازی خان مکر و فریب سے چاہتے ہین کہ لشکر کو حضرت سے دور کرین اور فریب دیکر نقش دغلی کھیلین آنحضرت نے بعد تحقیق تفحص دولت خانکو قید کیا اور آب ستلج سے عبور کرکے نئے شہر مین نزول اجلال فرمایا اور چند عرصہ کے بعد دونون کے گناہ معاف فرمائے اور قصبہ سلطانپور بنا کیا ہوا اُسی دولت خان کا ہی اور وطن بھی اُسکا تھا اُسکی جاگیر مین مقرر ہوا اسصورت مین باپ بیٹے جب سلطانپور مین پہنچے اہل و عیال اپنے لیکر کوہ لاہور کے دامن مین در آئے فردوس مکانی نے دلاور خانکو خطاب خانخانی فرماکر دونونکی جاگیر تنہا اسکے تقرر رکھی اور دولت خان کے واسطے اُس سال سرہند سے لاہور کیطرف مراجعت کی اور لاہور کی داروغگی میر عبدالعزیز امیر آخور کو مقرر فرمائی سیال کوٹ خسرو کولتاش اور دیپالپور بابا قشقہ مغل کہ سلطان علاء الدین لودھی نے اُس عرصہ مین شرف خدمت حاصل کیا تھا تفویض فرمایا اور رکلانور کو ساتھ محمد علی خنگ جنگ کے سپرد کرکے عنان معاودت کابل کی طرف معطوف کی اور آنحضرت کی غیبت مین دولت خان اور غازی خان نے حیلہ اور مکر سے دلاور خان مخاطب خانخانانکو دستیاب کرکے اُسکے پانون زنجیر مین کیے اور لشکر جرار سے دیپالپور کی طرف جاکر فیروزپور مین سلطان علاء الدین اور بابا قشقہ مغل سے لڑے اور انھین شکست دیکر دیپالپور پر قابض ہوئے سلطان علاء الدین لودھی کابل کی طرف اور بابا قشقہ مغل لاہور مین گیا اور دولت خان نے پانچ ہزار سوار افغان شروانی استخلاص کیواسطے سیال کوٹ مین تعین کیے اور میر عبدالعزیز آخور اور امرائے لاہور نے اس امر سے آگاہی پائی اور خسرو کولتاش کی کمک کو گئے اور افغانون کے لشکر کو شکست فاحش دیکر مظفر و منصور ہوکر لاہور مین آئے اور اس درمیان مین ایک لشکر بادشاہ ابراہیم لودھی کی طرف سے دولت خان اور غازی خان کے تدارک کو نامزد ہوا تھا حوالی سرہند مین پہونچا اور دولت خان کو پھر فرصت امرائے مغل کی مزاحمت کی نہوئی مقابلہ اور مقاتلہ سپاہ بادشاہ ابراہیم لودھی مین روانہ ہوا اور پیچوارہ مین اُس لشکر کے مقابل فروکش ہوا سپہ سالار لشکر کو جس طور سے ممکن ہوسکا اپنا شریک کیا امرا اس معنی کو سمجھکر سر لشکر کے بے اطلاع آدھی رات کو کوچ کرکے بادشاہ ابراہیم کے پاس گئے مقارن اس حال کے سلطان علاء الدین لودھی کہ کابل کیطرف گیا تھا لاہور مین آنکر فرمان امرائے مغل کے نام اس مضمون کا لایا کہ امداد سلطان لودھی کی کرکے دہلی مین جاوین اور تسخیر کرکے ساتھ اُسکے سپرد کرین دولتخان اور غازی خان اس مضمون کو دل مین لاکر آدمی امرا سے فردوس مکانی کے پاس بھیجکر بولے کہ سلطان علاء الدین لودھی ہمارا شہزادہ ہی اور ہماری غرض یہ ہی کہ وہ بادشاہ افغانون کا ہووے پھر اُسے تم ہمارے پاس بھیجو تو سریر دہلی پر بٹھاکر یہ مملکت سرہند کی فردوس مکانی کے تعلق اور تصرف مین رکھتا رہے اس مقدمہ مین جب دولتخان اور غازیخان نے قسمین مغلظہ کھائین اور عہد کیا اور ایک عہدنامہ بمہر قضات اور اکابر درست کرکے بھیجا امرائے لاہور نے اتفاق کرکے سلطان علاء الدین لودھی کو غازی خانکے پاس بھیجا غازی خان نے اُسے فوز عظیم جانکر اپنے بھائیون کو مع اور امرائے افغانان اُسکے ہمراہ کرکے دہلی مین روانہ کیا اور خود

باقتضاے وقت پنجاب مین رہا اور سلطان علاء الدین لودھی بادشاہ ابراہیم لودھی سے جنگ کرکے منہزم اور منکسر اور پریشان اور بدحال ہوا اور پنجاب کیطرف آیا غازی خان نقض عہد کرکے بالشکر مستعد وجرار کلانور مین گیا اور محمد علے خنگ جنگ تاب مقاومت نہ لاکر کلانور سے لاہور کیطرف آیا اور غازیخان نے کلانور پر قبضہ کرکے بیرسرور مین مقام کیا اور جب فردوس مکانی کی خبر توجہ سُنی وہان سے پراگندہ ہوکر ملوٹ مین گیا اور بھائیون اور آدمیون کو وہان چھوڑکر خود دامن کوہ مین درآیا اور وہان سے دہلی مین جاکر بادشاہ ابراہیم لودھی کو دیکھا اور وہ وہان برسانتک رہا کہ جنگ فردوس مکانی اور بادشاہ ابراہیم مین قتل ہوا اور فردوس مکانی نے موسم بہار مین شہر کابل مین بزم نشاط آراستہ کی اور جبتک اُس بلدہ فردوس قرین مین رونق افزا رہا صبح وشام مے گلرنگ کی شراب اور خوبان سیم اندام کی صحبت اور بحالست مین اشتغال فرمایا

نظم

مے ومعشوق وگلزار جوانی ✣ ازین خوشتر چہ باشد زندگانی ✣ نہادہ بر یکے کف ساغر مل ✣ گرفتہ در دگر کف دستہ گل ✣
جہان اینست واین خود در جہان نیست ✣ دگر ہست این عجب جز یکزمان نیست ✣

القصہ آنحضرت نے بعد انقضاے فصل بہار بساط نشاط اُٹھائی جب خبر علاء الدین لودھی کی شکست اور نالائقی غازی خان اور افغانان لودھی کی پست ہمتی والا نہمتی اُنکے دفع پر تعین فرمائی پانچوین مرتبہ روز جمعہ غرہ ماہ صفر سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ اللہ الملک الاکبر کی ہنایت ازلی اور عنایت لم یزلی سے کابل سے کوچ کرکے قریہ یعقوب مین خیام سپہر احتشام برپا کیے اُسوقت خواجہ حسین دیوان لاہور نے ایک خزانہ کہ محصول خالصات سے ارسال کیا تھا پہونچا اور شہزادہ محمد ہمایون نے بھی بدخشان سے آنکر آستان بدر والا گہر کی سعادت حاصل کی اور لشکر خوب ہمراہ لایا اور خواجہ کلان بیگ بھی کہ عظماے ارکان دولت سے تھا غزنین سے آکر شرف یاب حضور سعادت دستور ہوا اُسکے بعد فردوس مکانی نے جشن عظیم آراستہ کرکے ہر ایک ملازمان درگاہ کو اقسام احسان سے خوش دل کیا اور لاہور کی طرف سوار ہوے اثناے راہ مین گینڈے کے شکار مین توجہ فرمائی بہادران سیستان اور بدخشان اور جوانان توآمد سمرقند وخراسان نے کہ صفت گینڈے کی سُنی تھی اور آنکھونسے نہ دیکھا تھا از رہے ذوق میدان مین آنکر چند گینڈے زندہ گرفتار کیے اور کتنون کو ہلاک کیا اور آنحضرت نے ماہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو آب سندھ سے عبور کیا اور بخشیان عظام نے سپاہیان خاصہ اور سپاہ امرا اور منصبدارون کا شمار کیا دس ہزار آدمی قلم بند ہوے اور آب بھٹ سے عبور کرکے جب سیال کوٹ مین پہونچے سلطان علاء الدین لودھی پھر مجلس حضور مین آیا اور آنحضرت نے قیام تام کیا اور اُسکی نظرون مین ایک دقر اور ایک شوکت ظاہر ہوئی اور محمد علی جنگ جنگلی اور خواجہ حسین مشرف دیوان نے بھی وہان تقدم شرف حصول خدمت حاصل کیا دولت خان اور غازی خان کہ حسب ظاہر آپ کو سرحلقہ نوکران بادشاہ ابراہیم سے شمار کرتے تھے چالیس ہزار سوار لیکر آب راوی کے کنارے اور لاہور کے قریب فراہم ہوے اور جب بادشاہ کے قریب پہونچنے سے خبر پائی بیدست وپا ہوکر بلا جنگ متفرق ہوے دولت خان مع اپنے بڑے بیٹے علی جان کے قلعہ ملوٹ مین درآیا اور غازی خان کوہ پایہ کیطرف بھاگا اور فردوس مکانی نے قلعہ ملوٹ کے قریب جاکر محاصرہ کیا اور دولت خان نے امان کے سوا مفر اپنا نہ دیکھا قلعہ سے برآمد ہوکر بارادت مین پہونچا اور قبل اُسکے دولت خان آنحضرت کے عزم رزم مین دو تلوارین حمایل کرکے زبان لاف وگزاف مین کھولتا تھا اس واسطے ملازمان شاہی نے دونون تلوارین اُسکی گردن مین لٹکائین اور حضوری خدمت مین جب وزانو بیٹھے مین تعلل کرتا تھا ہاتھ اسکی گردن مین ڈالکر خواہی نخواہی دوزانو بیٹھنے کی تاکید فرماتے تھے اور ہر چند فردوس مکانی اُس سے جبرین استفسار فرماتے تھے غلبہ خوف سے وہ قدرت تکلم پر نرکھتا تھا اور باوجود اُسکے تمام گناہ اُسکے معاف ہوتے تھے اور آنحضرت نے اپنے قریب جگہ دی اور

قلم عفو اُسکے دفتر جرائم پر کھینچا اور جب عوام الناس نے قلعہ پر ہجوم لاکر تاراجی شروع کی اور امرا کی ممانعت سے ممنوع نہوا
آنحضرت نے اپنے افغانون کے حفظ ناموس کے واسطے سوار ہوکر چند تیر اُنکی طرف ڈالے اتفاقاً ایک تیر مقتل پر ایک مردم معتبر
شہزادہ ہمایون کے آیا خلائق متبنہ ہوئی اور اہل وعیال افغانون کے قلعہ سے سلامت نکلی فردوس مکانی قلعہ مین داخل
ہوئے اور اموال وجواہر اور تحف نفیسہ سے اسقدر محظوظ نہوئے تھے کہ غازی خان کے کتب خانہ کے ملنے سے خوشدل
ہوئے کس واسطے کہ غازی خان علم سے بہرۂ کامل رکھتا تھا اور شعر خوب سمجھتا تھا اسلیے ہر قسم کی کتابین نفیس صحیح خوشخط جمع
کی تھین القصہ بعضی اُنمین سے اپنی ذات خاص کے واسطے نگاہ رکھین اور کچھ شہزادہ محمد ہمایون کو دیکر باقی شہزادہ کامران میرزا
کے واسطے کابل کیطرف بھیجین اور دوسرے دن وہان سے کوچ کرکے غازی خان کے تعاقب مین روانہ ہوا اور خان خانان برادر
غازی خان فرصت پاکر مجلس سے برآمد ہوا اور آنحضرت کے روبرو آنکر عنایت گوناگون سے متبسج اور مسرور ہوا اور جو تورمی
لگے بڑھکر پیش وپیش غازی خان کے اُردو پر تاخت لاتے تھے اور کسی مقام مین اُسے چین نہ لینے دیتے تھے بادشاہ ابراہیم
لودھی کے روبرو گیا اور دولت خان لودھی اُنھین دنون مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور فردوس مکانی نے جب لشکر
افغانون کو زبون اور اپنے صاحب مالک سے مقام نفاق مین دیکھا عازم تمامی ممالک ہندوستان کی تسخیر کا ہوکر دہلی کی طرف متوجہ
ہوا اور شاہ عماد الملک شیرازی مولانا محمد مذہب اور خانخانان سلطان ابراہیم کی طرف سے آئے اور عرضیان اُنکی کہ مشتمل آنے
کی ترغیب وتحریص مین تھین گذرانین اور جب آنحضرت نے آب کمکر کے کنارے نزول کیا سمع مبارک مین پہونچا کہ حمید خان
حاکم حصار فیروزہ کیطرف سے مع لشکر اُس نواح کے سر راہ آتا ہی لہذا حکم محکم کے موافق شہزادہ ہمایون مع تمامی مردم مثل خواجگان
اور سلطان محمد دولدی اور جان بیگ اور خسرو بیگ اور ہندو بیگ اور عبد العزیز اور محمد علی خنگ جنگ وغیرہ اُسکے دفع
کے واسطے متوجہ ہوا اور جنگ کے بعد حمید خان کو مفرور کرکے ظفر اور منصور باپ کی خدمت مین آیا اور جو دہ اول جنگ شہزادہ
والاقدر کی تھی اُسکے صلہ مین حصار فیروزہ اور جاگیر جالندر پائی اور اُنھین دو تین روز مین افغان جلوانی نے کہ امراے
سلطان ابراہیم سے تھے مع دو تین ہزار سوار اُردوے بابری مین پیوستہ ہوکر اظہار اخلاص اور دولتخواہی کی اور جب
شاہ آباد کی دو منزل پر اُردو جہان مہونچا خبر آئی کہ سلطان ابراہیم مع لشکر گران سنگ جنگ دہلی کے آہنگ مین برآمد
ہوکر اس طرف متوجہ ہے اور داؤد خان اور حاتم خان ستائیس ہزار سوار سے تین چار کوس اُردو کے آگے روان ہین فردوس مکانی
نے حسین تیمور سلطان اور مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان میرزا کو مع تمام آدمیون کے کہ سلطان جنید برلاس
اور شاہ حسین برلاس ازانجملہ تھے دشمن کے مقدمہ پر تعین کیے اور بہ طلوع صبح کے وقت مینیم پر پہونچے اور جنگ عظیم کرکے اُنکو
سر دست آگے سے پسپا کیا سچ ہے بیت چو شہ را بخت باشد یار و رہبر ۔ سپاہش جاودان گردد مظفر ۔ اور حاتم خان مارا گیا
اور جماعت کثیر دستگیر ہوئی اور سات ہاتھی نامی اور جنگی دستیاب ہوئے پھر اس لشکر نے بھی فتح وفیروزی سے بازگشت
کی بادشاہ نے اور دن کی عبرت کے واسطے تمام اسیرون کو بانواع عقوبت قتل کیا اور اُس منزل مین کہ امر افتح کر آئے تھے
چھ دن مقام کیا اور راستاد علی قلی کو حکم فرمایا کہ ارابون کو بطرز دوم ایک دوسرے کو رسیمان خام گاو سے استوار باندھ کر بیلدے
توپچی کے واسطے حصاری کرین اُسوقت عدد لشکر سلطان ابراہیم لاکھ سوار سے کم نہ تھا اور ایک ہزار فیل جنگی ہمراہ تھا اور فردوس مکانی
کی سپاہ بارہ ہزار سے زیادہ نہ تھی اور پانچہزار مرد شجون کے طور اردوے بادشاہ ابراہیم پہونچے اور جو غنیم واقف تھا
کچھ کام اور تدبیر نہ بن پڑی پلٹ آئے اور سلطان ابراہیم نے دلیر ہوکر افواج کو آراستہ کیا اور بتعجیل قصبہ پانی پت کیطرف روانہ ہوئے

فردوس مکانی یہ خبر سُنکر برانغار اور جرانغار کو آراستہ کر کے بسرعت روانہ ہوئے پانی پت کے آگے چھ کوس پر لشکر خصم کے مقابل
فروکش ہوئے سلطان ابراہیم نے یہ خبر سُنکر اُسی دن نزول کیا اور دوسرے دن کہ روز جمعہ اور شہر رجب کی بیسوین
تاریخ تھی افغان جنگ پر آمادہ ہوکر پانی پت کی طرف متوجہ ہوئے اور فردوس مکانی نے برانغار شاہزادہ ہمایون اور خواجہ
کلان بیگ اور سلطان محمد دولدی اور ہندو بیگ اور دلی بیگ خازن اور پیر قلی سیستانی کے سپرد فرمائی جرانغار پر محمد سلطان میرزا
اور مہدی خواجہ اور غازی سلطان اور جیند برلاس کو مقرر فرمایا اور میمنہ پر حسین تیمور سلطان اور میرزا مہدی کوکلتاش اور شاہ منصور
اور دوسرے امرا تعین ہوئے اور میسرہ پر میر خلیفہ اور تردی بیگ اور محب علی خلیفہ اور دوسرے سردارون نے قیام پکڑا اور
خسرو کوکلتاش اور محمد علی خنگ جنگ میرزا سلیمان بن خان میرزا ہراول کے ہمراہ ہوئے اور عبد العزیز امیر آخور بعضون کے
ساتھ پیوستہ ہوئے اور دلی قراول اوج برانغارین اور قراقوزی بہادر اوج جرانغارمین مقرر ہوئے اور ملک قاسم تیولقمہ برانغار
پر اور علی بہادر تیولقمہ جرانغار پر معین ہوئے اور سلطان ابراہیم کی جب افواج معرکہ مین آئی اور جیسے کہ رسم ہندیون
کی ہے برق کی طرح حملہ آور ہوئے اور جسوقت کہ قریب گئے شتابی مین اُنکے فرق آیا پھر مردم تیولقمہ دست راست وچپ سے
گھوڑون کو چمکا کر مخالفون کے پس پشت آئے اور افواج میمنہ اور میسرہ بھی حملہ کر کے جنگ مین مشغول ہوئی اور ایک جماعت قول
سے جرانغار اور برانغار کی مدد کو گئی اور پہرون چڑھے سے دوپہر تک تنور جنگ نے گرمی قبول کی اور حرب و ضرب کے بازارنے رونق
پکڑی نظم برآمد خروشیدن گیرودار ۔ درآمد نبرہنارازان روزگار ۔ زخون یلان خاک آغشتہ شد ۔ تو گفتی زمین ارغوان گشتہ شد ۔
عاقبت الامر قادر علی الاطلاق کے حکم سے بادشاہ ابراہیم لودھی مع پانچ یا چھ ہزار سوار کے میدان جانستان مین قتل ہوا نسیم فتح
وظفر فردوس مکانی کے رایت کے پرچم پر چلی اور جو ابتک بادشاہ ابراہیم کا قتل مشخص اور دریافت نہوا تھا لشکر منصور نے
سپاہ مقہور کا پیچھا کر کے افغانون کی قتل مین تقصیر اور تاخیر نہ کی اور خیل خیل ہاتھی دستیاب کیے فردوس مکانی جنگ گاہ سے
پیشتر روانہ ہوئے بادشاہ ابراہیم کے آرد و اور اثاثہ کی سیر کرتے تھے اور آب خون کے کنارے نزول اجلال فرمایا اور اُس
مقام مین سلطان ابراہیم لودھی کا سر کہ مقتولان معرکہ کے درمیان سے لاتے تھے نظر مبارک مین گذرانا اور از روی روایت
صحیح اُس روز تمام معرکہ اور تعاقب کے وقت سولہ ہزار مرد افغانان نے شربت فنا چکھا اور ہندیون کی تقریر سے پچاس ہزار
آدمیون نے جام ممات کا نوش کیا اُنمین پانچ ہزار مرد ایک مقام مین سلطان ابراہیم کے قریب قتل ہوے تھے اور شہزادہ محمد ہمایون اور
خواجہ کلان اور شاہ منصور اور دلی خازن تعجیل عجیل خزانون کے ضبط کے واسطے آگرہ کیطرف روانہ ہوئے اور محمد سلطان میرزا
اور مہدی خواجہ اور سلطان جیند برلاس اموال کے محافظت کے واسطے دہلی گئے اور فردوس مکانی بھی پیچھے سے سہ شنبہ کے دن
رجب کی بارھوین تاریخ کو دہلی مین تشریف لائے چنانچہ بروز جمعہ شیخ زین صدر نے منبر پر جاکر خطبہ بنام نامی اس بادشاہ
کشور کشا کے پڑھا اور آنحضرت نے سر قلعہ اور تفرج عمارات شہر کر کے زیارت قبور مشائخ اسلام اور سلاطین با احترام کی
بجا لائے اُسکے بعد آگرہ کی طرف سوار ہوئے اور جمعہ کے دن بائیسوین ماہ مذکور دار السلطنت آگرہ مین نزول ہوا اور قلعہ آگرہ
کی تسخیر کی عزیمت کہ تصرف مین بادشاہ ابراہیم کے لوگون کے تھا ہوئی بکرماجیت راجہ گوالیار کہ بادشاہ ابراہیم کے ہمراہ تھا
جنگ مین مارا گیا اور اُسکے آدمی نے جو قلعہ آگرہ مین تھا شاہزادہ ہمایون کو ایک الماس بوزن آٹھ مثقال کے کہ خزانہ
سلطان علاء الدین خلجی مالوہی سے دست بدست اُنکو پہونچا تھا اور جوہریون نے قیمت اسکی نصف خراج یکروزہ
تمامی ربع مسکون کی مشخص کی تھی پیشکش کیا اور شاہزادہ محمد ہمایون نے اُسکو بادشاہ کی نذر کیا آنحضرت نے قبول فرماکر پھر

شاہزادہ کو بخشا اور اہل حصار آگرہ نے کہ داؤد گرانی اور فیروز خان سور اور سلطان ابراہیم کی والدہ از انجملہ تھے جان مال کی امان طلب کی اور پانچوین دن قلعہ کو تفویض کیا اور واقعات بابری مین لکھا ہی کہ بعد حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین بادشاہان اسلام نے ہندوستان مین آنکر غلبہ پایا ہی ایک سلطان محمود غزنوی نے کہ مدت مدید تک اُسنے اور اُسکی اولاد نے ہندوستان کی بادشاہی کی دوسرے سلطان شہاب الدین غوری اور اُسکے توابع نے سالہاے دراز تک اُس دیار مین بادشاہی کی تیسرے مین ہون لیکن میرے کام ساتھ کام اُن بادشاہون کے ہرگز مشابہت نہین رکھتا کس واسطے کہ سلطان محمود تسخیر ہندوستان کے وقت بادشاہ ماوراالنہر اور خوارزم اور خراسان تھا اور شمار اُسکی افواج کا اگر دو لاکھ نہ تھا تو ایک لاکھ سے زیادہ تھا اور تمامی ہندوستان مین اُسوقت ایک بادشاہ نہ تھا ہر ایک ولایت مین ایک راجہ حکومت کرتا تھا اور سلطان شہاب الدین غوری اگرچہ بادشاہ خراسان نہ تھا لیکن اُسکا بھائی سلطان غیاث الدین بادشاہ خراسان تھا اور وہ بھی ایک لاکھ اور بیس ہزار سوار سے ہندوستان مین آیا اور اُسے مسخر کیا اور اُسوقت بھی ہندوستان ملوک طوائف تھا اور مین اول مرتبہ کہ ہندوستان مین آیا ڈیڑھ ہزار یا دو ہزار مرد سے زیادہ رکھتا تھا اور دوسری مرتبہ بارہ ہزار آدمی میرے ہمراہ رکاب تھے اور مین حاکم بدخشان اور کابل اور قندھار کا تھا اور اس ولایت سے نصفی معتدبہ ساتھ میرے نہین پہونچتا ہی اور نصفی ولایات اپنی ایسی تھین کہ غنیم کی نزدیکی کے سبب مدد کلی کو محتاج تھا اور مملکت ہندوستان بہرہ سے مبارک تصرف مین افغان کے تھی اور حساب کے رو سے وہ ولایت گنجایش پانسو آدمی کی رکھتی تھی اور لشکر سلطان ابراہیم لودھی مین معرکہ کے دن لاکھ سوار تھے اور علاوہ اُسکے ایکہزار فیل جنگی رکھتا تھا اور باوصف اس حال کے اونہون نے غنیم کو پیچھے چھوڑکر ساتھ ایسے غنیم مثل بادشاہ ابراہیم لودھی کے کہ اس جمعیت مین تھا از روے توکل مین لڑا اور مشقت میری ضائع نہوئی ہندوستان مفتوح ہوا اور یہ سعادت میری سعی اور ہمت سے مشاہدہ نہوئی بلکہ مین عنایت اور کرم الٰہی جانتا ہون اور فردوس مکانی بتیسوین ماہ رجب کو شاہان ہند کے خزانون اور دفینون کے ملاحظہ کے واسطے گیا تین لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ نقد اور ایک خزانہ دربستہ ہمایون میرزا کو مرحمت کیا اور محمد سلطان میرزا کو چار قب اور پٹکہ اور شمشیر مرصع اور دو لاکھ روپیہ امداد فرمایا تمام میرزاون اور امیرون اور سپاہیون حاضر و غائب اور طلبہ بلکہ سوداگر اور جمیع مردم کو کہ اُس سفر مین ہمراہ تھے علی قدر مراتب خزانہ سے حصہ پہونچایا اور اپنے عزیزون اور آشناؤن کو سوغات خراسان اور سمرقند اور کاشغر اور عراق مین بھیجے اور مکہ اور مدینہ اور کربلای معلے اور نجف اشرف مشہد مقدس اور اکثر مزارات متبرکہ مین زر کثیر ارسال رکھا اُس حدود کے متحصن کو خوشدل کیا اور واسطے ہر ایک مردم کابل مرد و زن اور بندہ اور آزاد اور خرد و بزرگ اور فقرا اور غزنی کے ایک شاہرخی کہ ایک مثقال نقرہ ہی سر اسم ارسال فرمایا کہ جمعین بھی خوشحال اور محظوظ فرمایا اور جو کچھ بادشاہون نے سالہاے دراز مین فراہم اور اندوختہ کیا تھا ایک مجلس مین صرف کیا وجہ شہرت قلندری آنحضرت کی تمام خلائق پر روشن اور مبرہن ہوئی اور جو ہندوستانی مغلون سے ہراسان تھے دائل اہل مین نہ ہوے جو شخص جہان تھا مضبوط ہو کر اُسنے علم مخالفت بلند کیا جیسا کہ قاسم خان سنبھل مین اور علیخان قرملی میعات مین اور محمد زیتون دھول پور مین اور تاتار خان بن مبارک خان گوالیار مین اور حسین خان لوحانی رابری مین اور قطب خان اٹاوہ مین اور عالم خان کالپی مین اور نظام خان بیانہ مین سالک مسلک بغاوت کے ہوئے اور آب گنگ کے اُسطرف جو اضلاع افغانان بزرگ مثل نصیر خان لوحانی اور معروف خان قرملی وغیرہ تصرف مین لاتے تھے اور سلطان ابراہیم کی بھی اطاعت جبینی واجب ہی نکرتے تھے چنانچہ نصیر خان لوحانی اور معروف خان قرملی ضرورت کیواسطے متفق ہوئے بہار خان لودیا خان لودھی کو کہ سلطان محمد

ملقب کرکے اپنا حاکم کیا اور مع لشکر کثیر قنوج سے دو تین منزل آگرہ کیطرف آکر مقام کیا مقارن اس حال کے افغان جلوانی بھی فردوس مکانی سے روگردان ہوکر اُنکے پاس گئے اور اہالی فرمایا اور اصحاب مدائن سر مخالفت اُٹھاکر رہزنی مین مشغول ہوئے جیساکہ قوت آدمیون کا اور علف گھوڑون کا دشواری سے دستیاب ہوتا تھا اور بھی اُس سال حرارت ہوا ی تابستان حد اعتدال سے گذری آدمی بہت قوم مغل سے ہلاک ہوئے اس سبب سے خواجہ کلان درجمیع امرا نے اتفاق کرکے عرض مین پہونچایا کہ صلاح دولت کابل کی معاودت مین ہے آنحضرت نے غضبناک ہوکر فرمایا کہ ایسی مملکت ساتھ اس مشقت کے تصرف مین لایا ہون چھوڑنا اور تنگنائے کابل مین گرفتار ہونا کیا لایق ہے اور آدمیون کے ارادہ نے تکرار قبول کی بادشاہ نے بضرورت سب امرا کو ایک مجلس مین حاضر کرکے فرمایا کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہندوستان مین توقف فرمائین جس شخص کو ہماری رفاقت مدنظر ہو یہان رہے اور جو کوئی کہ کابل کی روانگی کا میل رکھتا ہے دشوق سے جاوے کچھ مضائقہ نہین ہے یہ کلام سب امرا کو ثابت ہوا کہ آنحضرت کسی طرح ہندوستان سے دست کش نہونگے لاچار ہندوستان کی سکونت اختیار کی مگر خواجہ کلان کہ اکثر فتوحات ہندوستان اُسکی سعی سے ظہور مین آئی تھین لیکن علالت اور مضرت بھی بہت ہندمین اُسے پہونچی تھی کابل کی روانگی کا عازم جازم ہوا فردوس مکانی نے حکومت کابل اور ہزینین کی اُسے مرحمت فرمائی اور کابل کیطرف روانہ کیا اور اُسنے رخصت کے وقت عمارات دہلی کی ایک عمارت پر یہ بیت لکھی بیت

اگر بخیر و سلامت گذر زسند کنم ۔ سیاہ روے شوم گر ہوائے ہند کنم ۔

اور جب ہندوستانیون کو معلوم ہوا کہ فردوس مکانی بھی بیرحمی صاحبقران کیطرح ہند کو چھوڑکر ولایت کو نجائینگے آمد رفت شروع کی پہلے شیخ گھورن مع دو تین شخص کے دو آب کے درمیان سے آنکر ظہور ہوا اور علیخان قرلی بھی میوات سے کہ اُس زمانہ مین بیٹے اُسکے کسی تقریب مین گرفتار ہوئے تھے درگاہ مین حاضر ہوا ساتھ طوغ اور نقارہ کے سرفرازی پائی اور وہ عظیم جثہ مین ضرب المثل تھا اور ہمیشہ پان منہ مین رکھتا اور کبھی سپر و شمشیر اپنے سے جدا نکرتا اور اُسکے بعد فیروز خان اور شیخ بایزید قرلی مع جمعیت اپنی آئے اور جاگیرین پائین اور محمود خان لوحانی اور قاضی حبیب بھی حاضر ہوکر جاگیرہاے مناسب سے خوشدل ہوئے اور آسودگی اور امان ظاہر آئی بہت قصبے اور پرگنے ضبط مین آئے اس درمیان مین مین خان افغان نے قلعہ سنبھل کو محاصرہ کیا اور قاسم سنبھلی نے اظہار اطاعت کرکے بادشاہ کے ملاحظہ مین عریضہ بھیجا کہ مین خان افغان نے مجھے قید کیا ہے میری کمک فرمائیے بادشاہ نے میرزا محمدی کو کلتاش کو اُسطرف روانہ کیا یہان تک کہ وہ آب جون سے عبور کرکے مین خان سے لڑا اور اُسے شکست دیکر مفرور کیا اور قاسم سنبھلی رہین احسان بے پایان ہوکر قلعہ میرزا محمدی کو کلتاش کے سپرد کرکے دولتخواہون کے سلک مین منسلک ہوا فردوس مکانی نے سنبھل شاہزادہ ہمایون کو عنایت فرمایا اور افغان شرقی پر انھین نامزد کیا اور جب شاہزادہ قنوج کے اطراف مین پہونچا افغانان شرقی کہ چالیس ہزار سوار تخمیناً تھے بلا جنگ جونپور کی طرف بھاگے ازانجملہ فتح خان شروانی مع اپنی قوم شہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوا شہزادہ نے اُسے تسلی دی اور مہدی خواجہ کو اُسکے ہمراہ کرکے درگاہ مین بھیجا اور بادشاہ نے فتح خان شروانی پر نوازش فرماکر مجلس شراب مین طلب کیا اور ملبوس خاص اُسے عنایت فرماکر جاگیر خوب مرحمت کی بسبب اس لطف کے اکثر افغان آنکر بادشاہی چتائی پر مائل ہوئے القصہ نظام خان حاکم بیانہ کہ رانا سنگا سے خائف تھا اُسنے بھی اطاعت اظہار کی اور فردوس مکانی طالب قلعہ ہوئے جب نظام خان نے انکار کیا باقی بیگ کو واسطے تاخت اور محاصرہ کے بھیجا اور یہ قطعہ بخط خاص مرقوم کرکے روانہ کیا

قطعہ باترک ستیزہ مکن ای میر بیادہ ۔ جالاکی و مردانگی ترک عیانست ۔ گرد دنیائی دنصیحت نہ کنی گوش ۔ آنچا کہ عیانست چہ حاجت بہ بیانست ۔ نظام خان حاکم بیانہ اطاعت ناکردہ قلعہ سے برآمد ہوا اور باباقلی بیگ سے جنگ کرکے شکست دیکر

پھر قلعہ مین در آیا رانا سنگا اس حال سے مطلع ہوا اور فرصت غنیمت شمار کر کے عازم اُسکے اخراج کا ہوا نظام خان نے عاجز ہو کر ایلچی درگاہ مین ارسال کیا اور اظہار ندامت کے بعد استغفار کی جب بادشاہ نے اسکا جرم معاف کیا ملازمت مین حاضر ہو کر قلعہ کو سپرد کیا اور بیس لاکھ تنکہ کی جاگیر اُسکے واسطے دوآب کے درمیان مین مقرر ہوئی اُس عرصہ مین منکٹ راے نے کہ گوالیار کے حکام قدیم کے خاندان سے تھا ایک کافر خانجہان نام کے اتفاق سے لشکر گوالیار پر لیجا کر تاتار خان کو اُس قلعہ مین محاصرہ کیا تاتار خان نے کہ قلعہ گوالیار کو تصرف مین رکھتا تھا وہان کے زمینداروں کے تسلط کے سبب سے اطاعت بادشاہی اظہار کی اور آنحضرت سے کمک کا مستدعی ہوا اور پیغام کیا کہ اگر ایک جماعت لشکر بادشاہی سے آوے قلعہ اُنکے سپرد ہوگا آنحضرت نے رحیم داد اور شیخ گھورن کو کمک کے واسطے روانہ کیا اور اُنھون نے وہان جا کر منکٹ راے کے قلعہ کو محاصرہ سے خلاص کیا تاتار خان نے اپنے اقرار پر عمل نہ کیا اہالیان سلطانی کو قلعہ کے اندر راہ نہ دی لیکن شیخ محمد غوث کہ ایک مرد درویش تھا اور مرید کثرت سے رکھتا تھا اُس قلعہ مین مقیم تھا رحیم داد کو پیغام دیا کہ کسی حیلہ سے قلعہ مین داخل ہو اُسکے بعد تاتار خان کا علاج آسان ہوگا رحیم داد نے تاتار خان کو کہلا بھیجا کہ مین منکٹ راے کے شیخون سے ایمن نہین ہون اگر اجازت ہو چند آدمیون سے قلعہ مین در آؤن اور لشکر تمام حصار کے باہر رہے آپکا بڑا احسان ہوگا اور جو منکٹ راے اور خانجہان ابتک اس حدود مین تھے تاتار خان نے قبول کیا رحیم داد مع چند کس قلعہ مین داخل ہوا اور ایک شخص اپنے متعلقون سے تاتار خان کی تجویز سے دربانونکے قریب چھوڑا تو اُسکے متعلقان ضروری کو قلعہ کے اندر آنے دے اور تاتار خان مے غرور کے نشہ سے بیخود ہو کر احتیاط اور ہوشیاری کی رعایت سے غافل ہوا اور اُس شب کو نہایت غفلت سے بستر استراحت پر سویا اور دربان کہ اکثر شیخ محمد غوث کے مرید تھے اُس شخص سے موافق ہوے اُسی رات کو بعضی ضروریات لانیکے بہانہ سے ایک جماعت کثیر لوراہنوہ غفیر قلعہ کے اندر لائے اور علی الصباح تاتار خان نے اس حال سے خبر پائی سکوت کے سوا چارہ نہ دیکھا پھر قلعہ رحیم داد کے سپرد کر کے آگرہ گیا اور امرا کے سلک مین منتظم ہوا اور بیس لاکھ تنکہ انعام پائے اور محمد زیتون نے بھی دھولپور سے آنکر ملازمت پائی اور جو حمید خان اور سارنگ خان اور دیگر افغانون نے حصار فیروزہ پر فساد برپا کیا تھا حسین تیمور سلطان اور ابوالفتح ترکمان نے اُسطرف تاخت لاکر اُنھین ستلج کو پہونچایا اور سنہ ۹۳۳ نو سو تیتیس ہجریمین خواجہ اسد کابل سے عراق کیطرف شاہ طہماسپ صفوی کے پاس ایلچی گری کے واسطے گیا تھا سلیمان نامے ترکمان کے ساتھ آیا اور سو خاتین لایا از انجملہ دو لونڈیان بکر جو کسی کی تعین بادشاہ کو اُنکی طرف نہایت میلان خاطر ہوا اور اُسی عرصہ مین بادشاہ ابراہیم کی والدہ نے کہ نہایت عزت اور توقیر پائی تھی اور ساتھ احمد چاشنی گیر اور دیگر بادرچیون کے کہ وہ اصل مین نوکر بادشاہ ابراہیم کے تھے موافقت کر کے زہر خاصہ مین بادشاہ کے کہ خشک اور قلیہ خورش کا تھا آمیز کیا اور بقدرت خدا سے بادشاہ کو اُس کھانا کھانے کی کہ ایک یا دو لقمہ کھاتے تھے پھر رغبت نہوئی ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا اور مکرر تقے کر کے اس بلا سے نجات پائی مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت اور بعد لوازم تفحص و تجسس داروغہ مطبخ اور بادرچیون نے جو بیان واقع تھا عرض کیا بادشاہ نے صدق و کذب کے امتحان کے واسطے اُس طعام مین سے کسیقدر رکتے کو دیا کتا اُسی دم پھول گیا اور ایک شبانہ روز حرکت نہ کی اور خدمتگارون نے بھی استحاناً اُس مین سے قدرے کھایا تھا ہزار مشقت سے رہائی پائی بادشاہ غضبناک ہوا داروغہ مطبخ کا پوست کھچوایا بادرچیون اور اُسکے مددگارون کو بانواع عقوبت قتل کیا اور بادشاہ ابراہیم کی والدہ کا مکان غارت کر کے محبوس کیا اور شاہ ابراہیم کے فرزند کو بھی میرزا کامران کے پاس کابل مین بھیجکر فارغ البال ہوا اور شہزادہ محمد ہمایون کہ ممالک شرقی کی طرف گیا تھا حدود جونپور کو قبض و تصرف مین لایا اور سلطان جیند برلاس کے سپرد کر کے مراجعت کی اور جب کالپی مین آیا عالم خان حاکم کالپی نے اُسکی ملازمت حاصل کی اور ہمراہ رکاب آگرہ مین آیا اور نوازش سلطانی سے سرفراز ہوا اور رانا سنگا کی حکایت یہ ہے کہ

وہ بزرگ ترین راجہاے ہند ہوا و قبل ظہور اسلام اور ارتفاع رایات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دولت دسروری اُسکے خاندان
مین تھی اور میوات ولایت اُسکی ہو اور راجہ دہلی اور راجہ اجمیر کو کہ سلطان قطب الدین نے مستاصل کیا تھا مع رانا سنکا ایک قبیلہ
سے تھے رفتہ رفتہ اُنکے اجداد اُنپس مین ایک ہوئے اور اُس زمانے مین کہ فردوس مکانی بادشاہ ہندوستان ہوئے ایک لاکھ راجپوت
اُنکے ظل رایت مین تھے اور سلطان ابراہیم کے بہت امرا کہ فردوس مکانی کی اطاعت مین نہ آئے تھے ساتھ اُسکے دلجمعی رکھتے تھے
اور محمود خان بیٹا سلطان سکندر مع دس ہزار سوار کے اُسکے پاس گیا اور ماڑوار کے راجہ برم دیو اور نرسنگھ دیو اور راجہ چندیری
موسوم میدنی راے اور راول دیو ولد داؤد سنگھ اور راجہ دونکر پور اور راے چندر بھان چوہان اور مانک چند چوہان اور رای دیپ
وغیرہ مع پچاس یا ساٹھ ہزار سوار راجپوت کے مطیع اُسکے ہوئے اور حسن خان میواتی دس ہزار سوار سے مددگار اُسکا ہو کر بقصد
جنگ و استخلاص ہندوستان مع دو لاکھ سوار آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ حضرت جو بعضے امراے ہند پر اعتماد کلی نہ رکھتے تھے ہر ایک
کو ایک سرحد کے ضبط کے واسطے تعین کیا خود مع لشکر مغل کہ کابل سے اُنکے ہمراہ آئے تھے اور چار آدمی امراے ہند سے کمال خان اور
جلال خان فرزندان سلطان علاء الدین اور علی خان قرلی اور نظام حاکم بیانہ نے آگرہ سے کوچ کیا جب موضع کانوہ عملداری
بیانہ مین پہونچے مقام فرمایا اور عزم جزم اور نیت ثابت و راسخ و مصمم غزا اور رجہاد و تغنیم پر کیا اور اُس یورش مین شہزادہ محمد ہمایون کو کہ
اُس وقت تک شراب سے متنفر تھا مجلس شراب مین حاضر کر کے اپنے ہاتھ سے پیالہ اُسے دیا اور اطراف بیانہ مین طرفین کا تقابلہ
ہوا قراولان بادشاہی جو مخبری کو گئے تھے مغلوب اور زخمی ہوئے اور مردم قلعہ بیانہ بھی برآمد کر غنیمون سے لڑے اور شکست
فاحش پاکر قلعہ بند ہوئے اور روغدغہ اور تردد بہت اُنکے دلون مین پیدا ہوا ہیبت خان نیازی سنبھل کیطرف بھاگا اور حسن خان میواتی
دشمن سے جاملا اور ہر روز اطراف مملکت سے اخبار وحشت بہونچنے لگین اور محمد شریف منجم کہ مرد عمدہ تھا سبب زیادتی خوف و میوسکا
ہوتا تھا اور ہر لحظہ کہتا تھا کہ مریخ مغرب کیطرف ہی جو شخص اسطرف سے جنگ کریگا البتہ مغلوب ہوویگا اور بادشاہ نے مجلس مشورہ
کی آراستہ کی اور جنگ کے بارہ مین گفتگو کی اکثر بولے کہ چون دشمن کا غلبہ ظاہر ہی بہتر یہ کہ قلاع بزرگ و رنگین مردم معتمد کے سپرد
کر کے خود بدولت بنفس نفیس پنجاب کیطرف روانہ ہوویں اور مدد غیبی کے منتظر رہین آنحضرت نے تامل فرمایا اور یہ ارشاد کیا
کہ بادشاہان اسلام جو عالم کے اطراف و اکناف مین ہین کہینگے کہ انھون نے حیات کو غنیمت جانکر ایسی ایک مملکت ہاتھ سے دی
سزاوار جوانمردی اور بہادری کے وہی کہ ہم دل شہادت پر رکھکر جان سے کوشش کرین لعلم چو جان آخر ارتن ضرورت ردو
ہمان بہ کہ بارے بغیرت رود بسر انجام گیتی ہمین است و بس ۔ کہ نامے پس از مرگ ما نزد کس ۔ اہل مجلس نے جب یہ حرف سنا
سب نے متفق اللفظ والمعنی ہوکر ندا الجہاد الجہاد کی بلند کی اور اس بات نے دلون مین تاثیر کی سمجھ لی نے زبان سا تھ سمعنا و
اطعنا کے کھولی اور کہنے لگے کہ اس سے کونسی سعادت بہتر ہی کہ مقتول شہید اور قاتل غازی ہی سب نے جواب دیا کہ ہم قسم کھاتے ہین کہ
معرکہ سے ہم کبھی منھ نہ موڑینگے اور اس بارہ مین قسم کلام ملک العلام کی کھائی اور بادشاہ کہ لب لب جام سے نہ اٹھاتا تھا اور کبھی
بے صراحی اور پیالہ کے نہ رہتا تھا اُسوقت بموجب اس بیت کے بیت چند باشی زمعاصی مزہ کش ۔ تو بہم بمیزہ نیستی بکش ۔
می نوشی بلکہ جمیع مناہی حتی کہ ریش تراشی سے توبہ نصوح کیا اور تمغے ممالک محروسہ کے مسلمانون کو بخشے اور اس بارہ مین فرمان تمام
قلمرو مین ارسال فرمائے اور سہ شنبہ کے دن نوین جمادی الآخر سنہ مذکورہ کو کہ روز نوروز تھا صفہاے جنگ ترتیب دیکر بدستور
رسوم اراے آنشباری کے آراستہ کر کے افواج کے آگے رکھکر دشمن کیطرف کہ تین کوس پر تھا روانہ ہوا اور ایک کوس مسافت طی
ہونے کے بعد ترول کر کے جوانان صاحب داعیہ لشکر کو ساتھ افسری ملک قاسم اور بابا فشقہ مغل کے قراولون کو مخالف کے مستعد کیا

اور انھون نے کارنمایان ظہور مین پہونچائے اور تیرہوین ماہ مذکور کو وہان سے بھی کوچ کرکے بدستور روز اول ایک کوس راہ جاکر موضع کانوہ عملداری بیانہ مین فروکش ہوئے اور ابھی فراشون نے خیمہ برپا نہ کئے تھے کہ مخالفان با افواج بیشتر اور فیلان کوہ پیکر ظاہر ہوئے اور باوصف اُسکے کہ محمد شریف منجم مانع ہوکر دلیلین کرتا تھا فردوس مکانی ملتفت نہوئے مع لشکر کہ بیس ہزار سے زیادہ متجاوز نہ تھے مثل جنگ سلطان ابراہیم کی صفوف ترتیب کین کہتے ہین عدد اُنکے سرداروں کے کہ ہر ایک قطر مین اقطار ہند سے قاید ایک جماعت کفار سے تھی ندیدہ بہونچتی تھی اور وہ عشرہ کفر نے عشرہ مبشرہ کی نقیض پر نشان شقاوت بلند کئے تھے اور اپنے دستور سے میمنہ اور میسرہ اور قلب وجناح آراستہ کرکے نہایت دبدبہ اور صلابت سے معرکہ مین در آئے اور لشکر اسلام کیطرف افواج نظام الدین علی خلیفہ عہد کے موافق ترتیب ہوئی اور اُسنے اُس مقدمہ مین دادسی اور اجتہاد کی دی اور یہ تجویز ہوئی کہ بادشاہ قول مین رہے اور قول کے داہنے طرف حسین تیمور سلطان اور سلیمان شاہ اور خواجہ دوست خازن اور یونس علی بیگ اور شاہ منصور برلاس اور درویش محمد ساربان اور عبداللہ کتابدار اور دوست بیگ آقا کے سپرد ہوئے اور قول کی بائین سمت عالم خان بن بادشاہ بہلول لودھی اور شیخ زین صدر اور محب علی اور تردی بیگ اور شیر افگن اور آرائش خان اور خواجہ حسن دیوان کے سپرد ہوئے اور دوسری جماعت دیوانیون کی مردم ہر ایک ایک موضع مین ایستادہ ہوئے اور برانغار شہزادہ محمد ہمایون میرزا کو ارزانی ہوئی اور اُسکے یمین قاسم حسین سلطان اور احمد یوسف اور رہند و بیگ قوچین اوغلو اور کلتاش اور ملک قاسم اور بابا قشقہ مغل اور قوام بیگ ولد شاہ ولی خازن اور میرزا قنبر علی اور پیر علی شیبانی اور خواجہ پہلوان بدخشی اور عبدالشکور اور سلیمان اقائی ایلچی عراق اور حسین ایلچی سیستان جا دمقرر ہوئے اور برانغار کی بائین طرف شیدی شاہ اور محمد کوکلتاش اور خواجگی اسد سرجامدار اور خانخانان ولد دولتخان لودھی اور ملک داؤد کرانی اور شیخ گھورن ہر ایک بمیسج اُس مقام کے کہ فرمان ہوا تھا ایستادہ ہوئے اور جرانغار ساتھ سید خواجہ کے رجوع ہوئے اور دائین اور بائین اُسکے محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان اور عبدالعزیز امیر آخور اور محمد علی خنگ جنگ اور قتلق قدم اور امیر خان جی میرزائی مغل اور جان بیگ انکہ اور جلال خان اور کمال خان جوجو بادشاہ علاء الدین کی اولاد سے تھے اور علی خان اور شیخ زادہ قرلی اور نظام خان بیانوی تعین ہوئے اور تولقمہ برانغار مین رہی بیگ اور مومن انکہ اور رستم ترکمان مع ایک جماعت نوینون کے مقرر ہوئے اور تولقمہ برانغار بھی امرا اور منصبدارون کی تفویض ہوتی اور سلطان بخشی لشکر مع تواچیان اور یساولان کے احکام بادشاہی سُنکر آنحضرت کے مقابل ایستادہ ہوا اور روز مذکور سے ایک پہر اور دو گھڑی گذرین تھین کہ فریق من الجنۃ اور فریق من النار نور وظلمت کیطرح ایک دوسرے کے مقابل آنکر زلزلہ زمین اور ولولہ سپہر برین مین ڈالتے تھے پہلے بچنی وچاپکی کفار برانغار اسلام پر تاخت لائے اور خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم سے حرب مین مشغول ہوئے اور فرمانکے موافق حسین تیمور سلطان کمک کو گئے اور کفار کو پسپا کیا اور قریب اُنکے لشکر کے پہونچایا اور جلد دنبام اُسکے ہوئے اور اُسکے بعد اطراف سے جیساکہ قاعدہ چغتائی کا ہے سب طرف سے جنگ مین مصروف ہوئے اور جسطرف کمک کی احتیاج ہوتی تھی پہونچاتے تھے اور اوستاد علی قلی رومی اور دوسرے ہنرمند استعمال آلات آتشبازی مین تقصیر نہین کرتے تھے اور تا بین الصلاتین یعنی نماز عصر تک حرب مین قائم ہوکر کفار جنگ مین راسخ تھے سلطان جرات انکی مشاہدہ کرکے خود بنفس نفیس مع افواج قوال ورنوبتیون کے شیر ولپنگ کی طرح حملہ آور ہوئے اور جنگ عظیم کے بعد شکست لشکر کفار کو نصیب ہوئی اور پاے ثبات انکا ہلگیا راہ فرار نا پی بیساکہ حسن خان میواتی کہ قریب دوسو برس سے اُسکے باپ دادا نے باستقلال تمام حکومت کی تھی بندوق کی ضرب سے مارا گیا اور راول دیوا اور راے چندربھان چوہان اور مانک چند چوہان وکرم سنگھ راجپوت کہ سرداران صاحب شکوہ سے تھے سلک امرات مین منتظم ہوکے اور رانا سنگا بہت

عجب وبخوت سے آیا تھا وہ بھی بہتر ذلت وخواری معرکہ سے بھاگا اور اس فتح نامدار کے بعد فردوس مکانی کو فرمانون مین غازی لکھتے تھے اور فتح اسلام تاریخ ہوئی اور بادشاہ نے حکم کیا کہ پہاڑکی چوٹی پر جو کہ موضع جنگ تھا ایک منار مخالفون کے سر سے بنا دین اور محمد شریف نجومی کو عتاب وخطاب کے بعد ایک لاکھ تنکہ عنایت فرمائے اور ممالک محروسہ سے نکال دیا اور محمد علی خنگ جنگ اور عبدالملک توپچی اور شیخ گھورن کو کہ اپنی جاگیر مین تھے الیاس خان کے سر پر کہ درمیان دوآب کے خروج کیا تھا مقرر کیا اور اُنھون نے جاکر اُسے قتل کیا اور وہان سے کوچ کرکے میوات کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوئے ناہر خان ولد حسن خان میواتی نے اطاعت کے سوا کوئی تدبیر اور علاج نہ دیکھا بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے عنایت خسروانہ اُسپر مبذول فرمائی وولایت میوات مع جاگیر حسین تیمور سلطان کو کہ بخطاب برادری ممتاز تھا مع نواح اُسطرف کے دیکر اُسطرف بھیجا اور دارالخلافت آگرہ کی مراجعت کے وقت شہزادہ محمد ہمایون کو کابل اور بدخشان کے انتظام اور تسخیر بلخ کے واسطے مع فتحنامہ اور خزانہ خوب روانہ فرمایا اور محمد علی خنگ جنگ اور تردی بیگ کو حسین خان اور دریا خان افغان کہ اندنون مین چندوار اور رابری پر متصرف ہوئے تھے اور قطب افغان ٹاندہ مین باغی ہوا تھا اُنپر تعین فرمایا اور حسین خان بالجنگ عازم فرار ہوا اور آب جون کے عبور کے وقت بحر فنا مین غرق ہوا اور دریا خان آوارہ دشت ادبار ہوا اور اُسی طور سے محمد سلطان میرزا فسادمین افغان کے دفع کے واسطے قنوج گیا اور رحمین خان افغان بھی خیرآباد کی طرف بھاگا اور بادشاہ ذی الحجہ کی انتیسوین تاریخ سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری مین بعزم شکار کول اوجنبھل کی طرف سوار ہوئے بعد حصول نشاط وآمد آگرہ مین معاودت کی اور مرض تب غب عارض ہوا جب صحت کلی حاصل ہوئی میدنی راے کی استیصال کے واسطے چندیری کی سمت روانہ ہوئے اور میدنی راے راجپوتون کے اتفاق سے قلعہ ارک چندیری مین متحصن ہوا اور لشکر اسلام نے پہونچتے ہی قلعہ کو محاصرہ کیا اور دوسرے دن جب قلعہ فتح ہوا پانچ چھ ہزار راجپوتونکو تیغ بیدریغ کیا اور ایک جماعت کفار مع اولاد واقوام میدنی راے کے مکانمین کہ قلعہ کے اندر تھا داخل ہوئی اور دروازہ بند کرکے جنگ مین قیام کیا اور کام ہاتھ سے گیا جسطرح کہ اُنکی رسم ہی شمشیر بربنہ ایک کے ہاتھ مین دی اور ایک ایک نے اپنی خوشی سے اُسکے پاس جاکر گردن زیر تیغ رکھی اور مقتول ہوئے اور میدنی راے بھی اسی طور سے واصل جہنم ہوا اور قلعہ ولیاسے دولت قاہرہ کے تصرف مین آیا اور وہ ممالک مسخر ہوئے اور فردوس مکانی مسجدین اور خانقاہین چندیری اور سارنگ پور اور رتنبھو کی جو راے سین کفار حربی نے بنا اور میدنی راے کے حکم سے انمین مسکن حیوانات کا کرکے گوبر سے لیپا تھا اپنے حال پر لایا اور زین صدر کی حکومت کے سبب سے وہ کثافت اور نجاست زائل ہوئی اور موذن اور جاروب کش معین کرکے وظیفے مقرر کئے اور از سر نو اُس ملک مین اسلام کو رواج دیا اور شیخ زین صدر نے اس فتح کا مادہ دارالحرب تجویز کیا چنانچہ فردوس مکانی نے بدیہہ یہ تاریخ موزون فرمائی قطعہ تاریخ بوا چندے مقام چندیری ✤ پر ز کفار ہود ار حربی خرب ✤ فتح کردم بحرب قلعہ آن ✤ گشت تاریخ فتح دارالحرب ✤ پھر حکومت چندیری کی اُسکے قدیم وارث احمد شاہ بن محمد شاہ بن ناصرالدین مندوی کو کہ ملازم رکاب تھا تفویض فرمائی اور اس وقت خبر پہونچی کہ ایک جماعت امرا نے کہ افغانان شرقی کے دفع کے واسطے گئی تھی بیصرفہ جنگ کرکے شکست پائی ہے اس سبب سے فردوس مکانی بتعجیل تمام قنوج کی طرف روانہ ہوئے اور رابری مین امراے شکستہ مغل ملحق ہوئے اور بادشاہ جب آب گنگ کے کنارے پہونچے تیس یا چالیس کشتی بہم پہونچاکر پل باندھا اور حسین تیمور سلطان اور بھی امرا نے شروع عبور کیا اور افغانون نے صلاح توقف مین نہ دیکھی فرار کو قرار پر اختیار کیا اُسکے بعد حسین تیمور سلطان نے تعاقب کرکے افغانون کو آوارہ کیا اور اُنکے زن وفرزند بہت اسیر کیے اور بادشاہ نے حوالی دریاے گنگ مین شکار کرکے آگرہ مین معاودت فرمائی اور محمد زمان میرزا و لد

بدیع الزمان

بدیع الزمان میرزا کو جو بلخ سے مفرور ہو کر دربار سلطانی مین حاضر ہوا تھا آگرہ کا حاکم کیا اور خود بدولت واقبال محرم کی پانچوین تاریخ سنہ ۹۳۵ نو سو پینتیس ہجری مین ماہ سریع السیر کے مانند بجانب گوالیار سوار ہوئے اور قلعہ گوالیار اور نیل سنگی اور عمارات بکرماجیت اور راجہ مانسنگھ کو کہ اُس حصار مین تھین تفرج کر کے رحیم داد کے باغ وحوض کی سیر کے واسطے تشریف لیگئے اور اُس مقام مین گل سرخ آتشین کہ بہت کم نظر آتے تھے مشاہدہ ہوئے حکم فرمایا کہ نہال اُسکے آگرہ مین لیجا کر لگاوین کس لیے کہ اگر گھوڑا دل برنگ شقائق ہوتا ہی اور سرخ آتشین بہت کم دستیاب ہوتا ہی اور اسیطرح سے مسجد جامع سلطان شمس الدین التمش کی کہ گوالیار مین ہی زیارت کر کے بکرات ومرات فاتحہ آمرزش اُسکے واسطے پڑھا اُسکے بعد دار الخلافت آگرہ مین مراجعت فرمائی اور رسالہ واقعات بابری مین مرقوم ہی کہ ماہ صفر کی تیئیسوین تاریخ سنہ مذکور مین ایک حرارت میرے بدن مین اس شدت سے ظاہر ہوئی کہ مین نے نماز جمعہ کی مسجد مین بہ پیش تمام ادا کی اور تیسرے روز یکشنبہ کو قدرے تپ لرزہ میرے جسم مین ظاہر ہوا اور اُسوقت مین نظم کرنے رسالہ والدیہ جہت عبد اللہ احرار مین مشغول ہوا اور میرے دل مین یہ خیال آیا کہ اگر یہ منظومہ مقبول آنحضرت ہووے مین اس مرض سے نجات پاؤنگا جیسا کہ ایک شخص کو قصیدہ بردہ مفید پڑا اُسکے ناظم نے مرض فالج سے نجات پائی پس اس رسالہ کو مین نے وزن بحر رمل مسدس مخبون مین کہ سجہ مولانا جامی ساتھ اُس وزن کے ہی باختتام پہونچایا اور میری عادت ایسی تھی کہ جسوقت ایسا عارضہ بہم پہونچتا تھا اقل درجہ ایک مہینا یا چالیس دن طول کھینچتا تھا اس مرتبہ آٹھوین ماہ ربیع الاول کو اُس الم سے مین نے نجات پائی اور مراسم شکر بجا لائے اور باغ ہشت بہشت مین مین نے بزم طوے ترتیب دی اور جب ایلچی لطراف تر لباس واد وزبک اور ہندوون کے حاضر ہوئے طلا اور نقرہ مین نے بہ تراز ویعنی بکثرت انھین امداد کیا اور مستحقین اور سادات وغیرہم پر بھی فیض رسان ہوا اور خواند میر مورخ کتاب حبیب السیر اور مولانا شہاب الدین معمائی اور میرزا ابراہیم قانونی کہ ہرات سے ہوئے تھے اور ہر ایک اپنے فن مین اپنا نظیر نرکھتے تھے اُسدن آنکر ملازمت کی اور نوازشات سے ممتاز ہو کر سر حلقہ مقربون سے ہوئے اور ارام اور خوانین اور منصوصان لائق حال اپنے ساتھ گذرانکر نوازش شاہانی بجا لائے اور اُس سال شہزادہ میرزا عسکری کہ ملتان مین تھا حضرت کے حکم کے موافق آیا اور اس تہیہ مین کہ نصرت شاہ کے سر پر جا دے کہ اُسی عرصہ مین نصرت شاہ ایلچیون کو بھیجکر مطیع اور منقاد ہوا اور اُس سال برہان نظام شاہ بحری والی احمد نگر نے عریضہ متضمن تہنیت فتوحات سابقہ اور لاحقہ ارسال کر کے اظہار اخلاص اور انقیاد کیا اور اُس سال کے آخر مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان محمود ولد سلطان سکندر لودھی وفات پا کر بہار پر متصرف ہوا اور بلوچون نے اتفاق عجیب کر کے ملتان مین علم بغاوت کا بلند کیا ہی بادشاہ مہمات ملتان کو تعویق مین ڈالکر بہار کی طرف متوجہ ہوئے اور جب کڑہ مین نزول اجلال فرمایا جلال الدین شاہ شرقی نے لوازم ضیافت اور پیشکش گذرانا رعایت خسروانہ اور عنایت شاہانہ سے سرفراز ہوا اور محمد زمان میرزا بہار کی فتح پر مامور ہو کر بتعجیل روانہ ہوا اور سلطان محمود تاب نہ لاکر بھاگ گیا اور اُسی عرصہ مین افغانان بہار نے پھر جمعیت بہم پہونچائی اور جنگ پر آمادہ ہو کر آب گنگ کے کنارے آئے بادشاہ نے عسکری میرزا کو مع لشکر خوب گذربدری کی طرف بھیجا کہ آب سے عبور کر کے مخالفون کے سر پر جا دے اور خود بھی عبور کے تہیہ مین ہوئے حسین تیمور سلطان اور توختہ خاسلطان نے پیشتر آب سے عبور کیا اور ساٹھ یا اسی مرد اہل نیرد سے افواج غنیم کیطرف متوجہ ہوئے اور اس درمیان مین فوج میرزا عسکری کی کہ آب سے عبور کر گئی تھی نمایان ہوئی افغانون نے شکستہ دل ہو کر راہ فرار آگے لی اور اس سبب سے کہ نصرت شاہ غاشیہ اطاعت دوش پر لیکر متعہد مہمات افغانان اُس حدود کے ہوئے اور موسم برسات کا بھی پہونچا بادشاہ نے یکبارگی اس جماعت کی استیصال پر کوشش نہ کی اور سلطان جنید برلاس کو اُسطرف کا صاحب اختیار کیا اور خود بسعادت واقبال آگرہ کیطرف معاودت کی اور جب قصبہ منیر مین پہونچے مزار شیخ یحیی پدر شیخ

مشہد مقدس کی زیارت کرکے خیرات بہت کی پھر بجانب آگرہ تشریف شریف ارزانی فرمائی اور شہزادہ محمد ہمایون کو بدخشان سے طلب کیا اور شہزادہ محمد ہمایون اپنے بھائی ہندال میرزا کو بدخشان کی حکومت پر چھوڑ کر اپنے والد ماجد کی ملازمت مین روانہ ہوا اُسوقت سلطان سعید حاکم اوزکند نے فرصت دیکھکر بدخشان کی تسخیر پر ہمت باندھی اور میرزا حیدر ردولاف کو منقلا مین روانہ کرکے طے مسافت مین مشغول ہوا اور ہندال میرزا قلعہ مین حصاری ہوا اور سلطان سعید اُسکے محاصرہ مین مشغول ہوا جب کام پیش نہ گیا اور بدخشانیون نے کہ اُسے طلب کیا تھا اُنسے یاری ندیکھی آتش نہیب وغارت اُس ملک مین مشتعل کرکے پلٹ آیا لیکن خبر اسکے مراجعت کی ابھی آگرہ مین نہ پہونچی تھی کہ فردوس مکانی نے بدخشان کی امارت میرزا سلیمان ولد میرزا جان کو دی اور سلطان سعید کو تحریر کیا کہ ایسا امر جو مخالفت جانبین کا باعث ہو دے معلوم نہین ہی اور حقوق سابقہ اور لاحقہ بہت ہین اگر ملاحظہ خاطر ہندال میرزا نہین کرتے ہین سلیمان میرزا کو کہ نسبت اُسکی فرزندی کی ساتھ ہمارے اور تمھارے ظاہر ہی ہین نے بدخشان مین روانہ کیا ہی یقین کہ رعایت اور جانب داری اُسکی فرماوینگے القصہ جب سلیمان میرزا مقام مقصد مین پہونچا اور سلطان سعید کو ندیکھا بادرسری مقصد کی امارت بدخشان ہوا اور میرزا ہندال ہند مین آیا اور اُس تاریخ سے ابتک بدخشان میرزا سلیمان کی اولاد کے تصرف مین ہی اور حالات اُنکے وقایع کے تقریبات مین تحریر ہونگے اور فردوس مکانی ماہ رجب سنہ ۹۳۷ نوسو چھتیس ہجری مین مرض الموت مین مبتلا ہوکر بیصفور ہوئے اور مرض ہر روز بڑھتا جاتا تھا اور معالجہ خلاف مدعا نتیجہ دیتا تھا یہانتک کہ حیات سے مایوس ہوکر شہزادہ محمد ہمایون کو کہ قلعہ کالنجر کی تسخیر کے واسطے تعین کیا تھا طلب کرکے اپنا قایم مقام کیا اور دوشنبہ کے دن ۵ جمادی الاول کی پانچوین تاریخ سنہ ۹۳۷ نوسو سینتیس ہجری مین اس دارفنا سے رخت حیات باندھکر داعی حق کو لبیک اجابت کہا پھر بموجب وصیت میت آنحضرت کے کابل مین لیجاکر قدم رسول مین مدفون کی مادہ آنحضرت کی تاریخ وفات کا بہشت روزی بادہی شہزادہ محمد ہمایون بارہ برس کے سن مین سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اڑتیس برس بادشاہی کی اور سخاوت اور مروت مین مرتبہ کمال رکھتا تھا اور اُسکے ملازمون نے مکر وبیوفائی کرکے اُس سے جدا ہوکر اُسکی جان کے خواہان ہوئے لیکن پھر جب آپ غلبہ پایا مقام انتقام مین بخاکر اُنھین مورد انعام واحسان فرمایا اور علم فقہ حنفی مین مجتہد تھا اور نماز اُس سے فوت نہوتی تھی اور ہر جمعہ کے روز روزہ رکھتا تھا اور علم موسیقی اور شعر و انشا اور اطامین وحید عصر تھا وقایع اپنے ایام سلطنت کے زبان ترکی مین اسطرح سے تحریر فرمائے کہ فصحا قبول کرتے ہین جیساکہ خانخانان ولد بیرم خان نے اکبر شاہ کے عہد مین اُسے فارسی مین ترجمہ کیا اور وہ نوشتہ درمیان خلائق کے متداول ہی اور شکل وشمائل مرغوب ساتھ خوش کلامی اور خندان روئی کے جمع رکھتا تھا اور یہ بیت طبع زاد اُسکی ہی بیت باز آئے ای ہمایے کہ بے طوطی لبت ہ نزدیک شد کہ زاغ بردا ستخوان من ہ اور ادراک اُسکا اس مرتبہ تھا کہ شیخ زین صدر ایک وقت جو ملازمت مین پہونچا شہزادہ نے اُس سے پوچھا کہ عمر تیری کس قدر ہی شیخ نے کہا پیش ازین ہفت سال چہل سالہ بودم وچہل ازین بدو سال چہل داشتم واکنون نیز چہل دارم شہزادہ نے فی الفور شیخ کا مقصود دریافت کرکے تحسین بلیغ فرمائی اور عدالت اُسکی اس مرتبہ تھی کہ ایک وقت قافلہ خطا کا اندجان کے پہاڑون مین پہونچا اور برق اور صاعقہ گرنے سے دو شخص کے سوا تمام اہل قافلہ ہلاک ہوئے اور بادشاہ نے اس حال سے مطلع ہوکر ایک جماعت کو حکم دیکر تمام مال واسباب قافلہ والون کا فراہم کروایا اور ہر چند کوئی وارث حاضر نہ تھا اور احتیاج بدرجہ اعلی رکھتا تھا آدمی اطراف وجوانب مین بھیجکر ورثہ کو طلب کیا اور دو برس کے بعد جب وہ حاضر ہوئے تمام اسباب بلا تامل اُنکے سپرد کیا اور باوجود اُسکے آنحضرت کی مدت عمر لشکر کشی اور جنگ وتردد مین گذری لیکن سررشتہ عیش وعشرت کا ہاتھ سے نہ دیا اور ہمیشہ بزم نشاط آراستہ کرکے جوانان خورشید عذار مہ جبین کیا مرد کیا عورت سے محشور رہتا تھا

اور کابل کے باہر دامنہ مین ایک مرغزار کہ مثل بہشت برین کے تھا ایک حوض کو چک سنگ مین کندہ کرکے شراب انگوانی سے پُر کرتا تھا اور مردم خوش طبع اور صاحب ادراک کے ہمراہ بزم نشاط برپا کرکے داد انبساط دیتا تھا اور یہ بیت اپنے اُس حوض کو نرشال کے کنارے کندہ کردائی تھی **بیت** نوروز و نوبہار و مے و دلبری خوش ست ۔ بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست ۔ اور طناب بیمائش جو سفر اور شکار مین چھپے سے زمین کو ناپ لیجاتی تھی ہندوستان مین مخترعات اُس شہنشاہ بے نظیر سے ہی سو طناب کی ایک طناب بنائی تھی اور ہر ایک طناب چالیس گز اور ہر گز نو مٹھی مستوی الخانہ اور ہر گز سکندری کہ پیشتر ہند مین مروج تھا متروک ہوا گز بابری نے اوائل عہد نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ تک تمام قلمرو ہندوستان مین رواج بہم پہونچایا اور جب بادشاہی معظم بلاد ہندوستان کی امیر تیمور صاحبقران کی اولاد مین منتقل ہوئی واجب جانا کہ تھوڑا بابر شاہ کا اصل و نسب خامہ معجز طراز کے یاری نوک سے اس دفتر خجستہ اثر کے صحائف پر ثبت کردن پوشیدہ نرہے کہ چنگیز خان بن یسوکا بہادر بن پرتان کے چار فرزند نامدار تھے چنگیز خان نے اپنے حین حیات مین ہر ایک کو ممالک اور مرتبہ اولاد اور ایماق اور اعین فرماکر چار الوس ہم پہونچائے اور ایک قانون زبان مغلی مین کہ اُسے تورہ کہتے ہین اُنکے درمیان چھوڑا اور اسامی پسران مزبور کے یہ ہین اوکتائی قاآن چغتائی خان جوجی خان تولی خان اور اوکتائی قاآن اگرچہ خلف الصدق نہ تھا لیکن جواز روے عدالت اور مکرمت کے اپنے بھائیون پر فوقیت رکھتا تھا باپ کے حکم سے ولیعہد ہوا قراقرم اور کلوران مین کہ شہر اصلی چنگیز خان کا ہی بادشاہ ہوا اور بشرب شراب کی افراط سے ۶۳۰ھ چھ سو تیس ہجری مین مرگیا اور چغتائی خان کہ بحسب اعتبار دوسرا بیٹا چنگیز خان کا تھا باپ کی وصیت کے موافق اپنے چھوٹے بھائی اوکتائی قاآن کی نہایت اطاعت کرتا تھا اور اوکتائی قاآن بھی اُسکی نسبت رعایتین واجبی عمل مین لاتا تھا یہانتک کہ اپنے بیٹے کیوک کو اُسکا ملازم کیا اور چغتائی خان حکم چنگیز خان ماوراء النہر اور ترکستان اور بلخ اور بدخشان کو اپنے قبض و تصرف مین رکھتا تھا ہیبت اور سیاست اور اطلاع امور بادشاہی اور تورہ چنگیز خانی مین سب بھائیون سے ممتاز اور متمیز تھا اور قراچار نویان کہ جد پنجم امیر تیمور گورکان تھا چغتائی خان کے حکم سے امیر الامرائے چغتائی خان تھا اور جو وہ عیش و شکار مین نہایت مشغول اور مشغوف اور اکثر اوقات اُسمین مصروف رہتا تھا اسواسطے امیر قراچار نویان تدبیر مہمات سلطنت مین قیام کرتا تھا اور مصالح امور ملک کا الوس چغتائی بروجہ احسن کفایت فرماتا اور دوسرا جوجی خان جو بڑا بیٹا چنگیز خان کا تھا بادشاہ کے حکم سے دشت قبچاق اور خوارزم اور خزر اور بلغار اور سقسین اور آلان اور آش اور روس اور حدود شمالی اُسکے سپرد تھی اور درمیان اُسکے اور اوکتائی قاآن اور چغتائی خان کے باوجود اُسکے کہ ایک مان سے تھے دشمنی تھی اور طعن اُسکے نسب مین کرتے تھے اور مان ان تیمون کی بوریہ قوچین دختر بادشاہ مصر تھی اور جوجی خان چنگیز خان کی فوت کے چھ مہینے کے بعد اوائل شہور ۶۲۳ھ چھ سو چوبیس ہجری مین فوت ہوا اور اوزبک خان بادشاہ ہفتم دشت قبچاق کہ جوجی خان کی نسل سے تھا سلطان عادل اور مسلمان نیک خصلت تھا اور تمام اوزبک اُس سے منسوب ہین اور اسلام دشت قبچاق مین اُسنے آشکارا کیا اور دوسرا تولی خان چھوٹا بیٹا باپ کے نزدیک سب سے بڑا اور محبوب تر تھا اور سب بھائیون سے مقام صداقت مین تھا اور اوکتائی قاآن زمانہ یورش خطا ۶۲۸ھ چھ سو اٹھائیس ہجری مین نرہا اور ایک بیٹا اُسکا کہ قیلا قاآن بن تولی خان تھا شاہ خطا ہوا اور شہر خان بالیغ بناکر کے ایک شہر عظیم دریاے زیتون سے کہ از بنادر ہند ہی چالیس روزہ راہ طے کرکے اُس شہر کے درمیان جاری کی اور دوسرا بیٹا کہ ہلاکو خان تھا اپنے بھائی منکو قاآن کے حکم کے موافق ضبط ایران مین متوجہ ہوا اور جو حقیقت چنگیز خانیہ کی یہانتک ظاہر اور روشن ہوئی اب جاننا چاہیے کہ نسبت امیر تیمور یہ گورکان کی قراچار نویان کیطرف اس طور پر ہی امیر تیمور بن امیر طراغای بن امیر برکل بن امیر النکیز بہادر بن ایجل نویان بن قراچار نویان اور نسبت

قراچار ساتھ الانقولے کے یون ہی قراچار بن سوغنجی بن ایرانچی برلاس بن ایروئی برلاس بن قاجولی بہادر بن تومنائی خان بن بلنیسنقر بن فیدوخان بن توشین بن یوقائی بن یوزنجر بن الانقو والانقو بہرام چوبینہ کی دختر سے تھا اور بہرام چوبینہ دختر ملدوز خان سے تھا قوم برلاس سے اور نسبت چنگیز خان جیسا کہ کتب مین مذکور ہی یوزنجر کے ساتھ پہونچتی ہی اور امیر تیمور کے چار فرزند تھے ایک میرزا جہانگیر کہ وہ باپ کی حیین حیات سمرقند مین فوت ہوا اور دوسرا میرزا شاہرخ حاکم ہرات تیسرا میرزا عمر شیخ حاکم اندجان چوتھا میرزا میران شاہ حاکم تخت ہلاکو خان اسواسطے صاحبقران کے بعد چار شعبہ ہونے مدت ہاے مدید چارون بھائیون مین ہر ایک مقام مین بجاے خود نوبت بادشاہی بجائی جیسا کہ حالت تحریر اس نامہ کے شعبہ چہارم مین کہ میران شاہیہ مین دولت وسلطنت باقی ہی اور ہندوستان اور کابل اور غزنین اور قندھار اور غور اور بامیان مین فرمان روا رہے

ذکر جلوس نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا اول مرتبہ تخت سلطنت سواد اعظم ہندوستان مین اور بیان اخبار اُس بادشاہ جم جاہ اور رجانا شاہ ایران کے پاس بسبب غلبہ شیر شاہ افغان کے

یہ بادشاہ لطف طبع اور حسن خلق سے موصوف اور عیش و نشاط مین مشغوف تھا اور علم ریاضی اور نجوم سے بہرہ تمام رکھتا تھا جیسا کہ کرہ ارض کو مع طبقات عناصر اور افلاک مجسم کیا اور الوان مناسب سے رنگ کرکے ہر ایک فلک مین کواکب اُسکے ثبت کیے اور اسی طرح سے ہفت مجلس ترتیب دی مجلس اول مین کہ ساتھ قمر کے منسوب ہی مثل ایلچیان و مسافران اور شاطران کے رہتے تھے اور مجلس دوم مین کہ ساتھ عطارد کے نسبت رکھتی ہی بوڑھے اور مثل اُنکے بسر لیجاتے تھے اور باقی کو اوپر اسکے قیاس کرنا چاہیے اور اہل ہر ایک مجلس سبعہ سے جامہ اس رنگ سے کہ ساتھ اُس مجلس کے نسبت رکھتا تھا پہنتے تھے اور وہ حضرت ہر ایک روز کو روز ہاے ہفتہ سے ایک ان مجالس سے بسر لیجاتے تھے اور اسم شریف اُسکا اس کتاب مین الکرجنت آشیانی ادا ہوگا القصہ جب سکہ اور خطبہ نے بنام نامی اور القاب گرامی آنحضرت کے زینت پکڑا اُسکے بھائی کامران میرزا نے طمع مملکت پنجاب کرکے بہانہ پرسش اور مبارکباد کے ہندکیطرف روانہ ہوا جنت آشیانی مکارم اخلاق سے اغماض عین کرکے مقام سازگاری مین ہوے اور پنجاب اور بیشاور اور لمغان کو کابل اور قندھار اور بامیان مین اضافہ کرکے فرمان اقطاع اور ضبط اُس حدود کا کامران میرزا کے واسطے بھیجا اور میرزا ہندال کو ولایت میوات عنایت کی اور ولایت سنبھل میرزا عسکری کو ارزانی رکھی اور ۹۳۸ نو سو اڑتیس ہجری مین قلعہ کالنجر کی عزیمت کے واسطے لشکر کھینچکر محاصرہ کیا لیکن اُس مدت مین جب محمود خان ولد سکندر لودھی مین افغان کے اتفاق سے جون پور پر متصرف ہوا تھا اور آتش فتنہ مشتعل کی تھی ناچار راے کالنجر سے پیشکش لیکر بتعجیل تمام جونپور کیطرف گیا اور افغانونکو جنگ شدید کے بعد منہزم کیا اور بدستور سابق اُس طرف کی حکومت سلطان جنید برلاس کے تفویض فرماکر آگرہ کیطرف مراجعت کی اور ایک جشن عظیم ترتیب دیکر بروایت نظام الدین احمد بخشی بارہ ہزار آدمی کو ساتھ انعام اور خلعت کے سرفرازی بخشی ازانجملہ دو ہزار آدمی نے ساتھ بالاپوش تکمہ مرصع کے اختصاص پایا اور بعد فراغ جشن و طوے ایلچی شیر خان کے پاس بھیجکر قلعہ چنار کا خواہان ہوا اور جب اُسنے انکار کیا اُسطرف متوجہ ہوئے اس سبب سے کہ اندرون مین سلطان بہادر شاہ گجراتی سر اٹھاکر مصدر آشوب ہوا تھا ہر آئینہ بادشاہ قلعہ چنار کو ساتھ شیر خان کے مقرر رکھا اور صلح کو درمیان مین لاکر مراجعت فرمائی اور ابتک وہ آگرہ مین نہ پہونچا تھا کہ قطب خان ولد شیر خان کہ باپ کی طرف سے ملازم رکاب سعادت انتساب ہوا تھا چنار کی طرف بھاگا اور محمد زمان میرزا بنیرہ سلطان حسین میرزا نے ساتھ اس اقرار کے داعیہ کیا کہ جنت آشیانی کو

باتفاق امرائے چغتائی درمیان سے اٹھاکر خود مسند امرا بادشاہی بیٹھ ہووے اور آنحضرت نے اس معنی سے اطلاع پائی ایک مرتبہ گناہ اُسکا بخشا اور کلام مجید کی قسم دیکر کچھ نہ کہا آخرکار جو فتنہ و فساد کہ باپ سے میراث رکھتا تھا ضبط اپنا نکر کے پھر دوبارہ مخالفت ہوا اس مرتبہ اُسکو قید کیا اور یادگار میرزا کے سپرد کیا تو اُسی قلعہ بیانہ مین محبوس کرے اور محمد سلطان دخترزادہ سلطان حسین میرزا اور نخوت سلطان کو کہ امرائے کبار اور سلاطین روزگار مغل سے تھے اور ساتھ محمد زمان میرزا کے اتفاق رکھتے تھے حکم فرمایا کہ دونون کی آنکھون مین میل کھینچین اور جو شخص کہ مرتکب اس امر کا تھا نخوت سلطان کو کور کر کے محمد سلطان کے بارہ مین اُسنے اغماض کیا اور اُسکی آنکھ کی پتلی مین خسرا اور صدمہ نہ پہونچایا اور محمد زمان میرزا یادگار بیگ نوکرون سے سازش کر کے اُس قلعہ سے گجرات کی طرف بھاگا اور محمد سلطان کہ کورون کے مانند گھر مین تھا وہ بھی ایک جماعت کو اپنا یار کر کے باتفاق اپنے فرزندون سمیان مانع میرزا اور شاہ میرزا کے قنوج کیطرف مفرور ہوا اور کچھ اُس نواح سے اپنے تصرف مین لاکر پانچ چھ ہزار مرد مغل و افغان اور راجپوت سے فراہم کئے اور جنت آشیانی نے چند کس بہادر شاہ کے پاس بھیجکر محمد زمان میرزا کو طلب کیا اور بعد اُسکے کہ وہ از روے تکبر اور تجربہ فہمائے ناخوش زبان پر لایا تادیب اُسکی وجہ ہمت کر کے جویائے وقت ہوا مقارن اس حال کے بہادر شاہ عازم تسخیر قلعہ چتور ہوا اور وہان کے حاکم نے راجہ بکرماجیت کے پاس پناہ لاکر استعانت کی آنحضرت نے دارالملک دہلی سے بقصد گوشمال بہادر شاہ اور رانا کی اعانت کے واسطے نہضت فرمائی اُسکے بعد کہ نواح گوالیار مین پہونچے باقتضائے وقت دو مہینے توقف کیا اور آخر آگرہ کی طرف بازگشت فرمائی اور رانا نے معاونت سے مایوس ہوکر تاج مرصع اور پیشکش وافر بہادر شاہ گجراتی کو دیکر قلعہ کو قید محاصرہ سے مستخلص کیا بہادر شاہ نے اس یورش اور فتح سے نہایت مغرور ہوکر محمد زمان میرزا کو نہایت بزرگ کیا اور اسی طرح سے از روے تدبیر علاء الدین ولد بادشاہ بہلول لودھی کو کہ اُسکے پاس تھا تقویت کر کے تسخیر دہلی کی فکر مین ہوا اور تاتارخان ولد علاء الدین کو سپہ سالار کر کے مع چالیس ہزار سوار افغان آنحضرت کے اطراف دلایت پر تعین گیا اور اُسنے تھوڑے عرصہ مین قلعہ بیانہ سے نواح آگرہ تک جو لانگاہ مراکب افغانان کیا اور بادشاہ نے میرزا ہندال کو مع ایک جماعت امرائے مغل تاتارخان کے دفع کے واسطے حکم صادر فرمایا اور اکثر سپاہ مخالف سپاہ مغل کی خبر توجہ سے ہراسان ہوکر متفرق ہوئی اور تاتارخان نے جو مقرر اور ملاذ نہ رکھتا تھا ناچار دس ہزار آدمی سے مقابلہ اور مقاتلہ میرزا ہندال کا اختیار کیا اور مغلوب ہوکر مع تین سو آدمی رؤساے معتبر افغان سے قتل ہوا اور میرزا ہندال نے قلعہ بیانہ کو مسخر کیا اور مظفر اور منصور ہوکر معاودت فرمائی اور بہادر شاہ گجراتی سنہ ۹۴۲ نو سو چالیس ہجری مین تسخیر چتور کا عازم ہوا اور لشکر جرار اُسطرف لیگیا اور جنت آشیانی نے احتیاطاً دہلی مین دریاے جون کے کنارے ایک قلعہ نہایت مضبوط احداث کیا اور نام اُسکا دین پناہ رکھا اور بعد تیاری کے مردم معتبر کے سپرد فرمایا پھر سارنگپور کیطرف کہ ممالک محروسہ شاہ گجرات تھا روانہ ہوا اور یہ دو بیت موزون کر کے اُسکے پاس بھیجین **قطعہ** ای کہ ہستی غنیم شہر چتور ✤ کافران راجہ طوعہ میگیری ✤ بادشاہی رسید بر سر تو ✤ تو نشستہ چتور میگیری ✤ اور بہادر شاہ نے بھی ملاحظہ اور نرمی نکر کے یہ جواب تحریر کیا **قطعہ** من کہ ہستم غنیم شہر چتور ✤ کافر آنرا بجور میگیرم ✤ ہر کہ بکمند حمایت چتور ✤ تو بہین کش چہ طور میگیرم ✤ کہتے ہین بہادر شاہ نے جواب ناصواب بھیجنے کے بعد اپنے مقربون سے مشورہ کیا اکثر نے یہ جواب دیا کہ جنت آشیانی شاہ عظیم الشان ہی اول اُسکی مہم سے مفروغ ہونا چاہیے اُسکے بعد قلعہ کی تسخیر مین مشغول ہونا لازم ہی اور بعضے بولے کہ ہمایون شاہ شرع کا پابند ہی حمایت کفار کی بدنامی اندیشہ کر کے ہمارے سر پر نہ آویگا بہتر یہ ہی کہ ہم قلعہ کفار کو جو بہ نیت تسخیر مدت سے محاصرہ مین رکھتے ہین انجام کو پہونچاوین اور حصار کے فتح ہونے کے بعد دوسرے کام مین مشغول ہون بہادر شاہ نے اس بات کو تصدیق کر کے محصورونکی تضییق مین کوشش کی اور جنت آشیانی نے

یہ حکایت سماعت کرکے سارنگ پور مین اسقدر توقف فرمایا کہ بہادر شاہ نے قلعہ مذکور کو فتح کیا اور جو اُسکے اقبال نے منھ کی کیطرف رکھتا تھا کسی وجہ سے فروتنی نہ کی شاہ دہلی سے مقام ستینرہ مین ہوا اور ۹۴۱ھ نوسو اکتالیس ہجری مین کوچ بر کوچ آنحضرت کے لشکر کیطرف روانہ ہوا اور اپنے تئین مصیبت مین ڈالا اور جنت آشیانی اس طرح کی مروت حق مین اُسکے بجا لایا تھا ہرگز اس قسم کی بے ادبی کا گمان نرکھتا تھا یہ خبر سنکر غضبناک ہوا اور اُسکے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا اور نواح مندسور مین لشکر فریقین کا مقابلہ ہوا بہادر شاہ نے کہ توپخانہ بہت جمع کیا تھا رومی خان کی ہدایت سے کہ صاحب اختیار اُسکے توپخانہ کا تھا لشکر کے گرد خندق کھود کر ارابے آتشبازی کے اردو کے گرداگرد کھینچے اور اُسکی آڑ مین دو مہینے تک لشکر چغتائی کے مقابل فروکش رہا اور ہر روز آتش جنگ فروختہ کرتا تھا اور اُسکا مقصد یہ تھا کہ سپاہ مغل کو توپخانہ کی زد پر کھینچکر ضایع کرے لیکن جب فرماندہ الوس چغتائی نے یہ امر دریافت کیا امرا اور سپاہ کو حکم دیا کہ توپخانہ کی زد پر بجاوین اور پانچ چھ ہزار مغل تیرانداز جنگ دیدہ قزاق ہوکر لشکر گجرات کا اطراف وجوانب تاخت وتاراج کرین اور غلہ اور علف کی رسد یکقلم روکین اس سبب سے قحط عظیم گجراتیون کے لشکر مین پڑا اور دیگر حالات اس جنگ کے مقالہ سوم مین بشمول واقعات احمد شاہ بحری درج ہونگے۔ **ذکر سلیم شاہ بن شیر شاہ افغان سور کی سلطنت کا** جسوقت کہ شیر شاہ فوت ہوا عادل خان اسکا بڑا بیٹا کہ ولیعہد تھا قنجور مین اور چھوٹا فرزند اُسکا جلال خان قصبہ ریون توابع پٹنہ مین تھا امرا نے جب دیکھا کہ عادل خان مسافت دور دراز مین ہے اور حاکم کا ہونا بر ضرور ہے سب نے ایلچی جلال خان کی طلب مین بھیجا اور جلال خان پانچ چھ دن کے بعد آرہ سے شاہی مین پہونچا اور عیسیٰ خان حاجب اور دوسرے امرا کی کوشش سے ماہ ربیع الاول کی پندرھوین ۹۵۲ھ نوسو باون ہجری مین عین قلعہ کالنجر مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور رسالہ اسلام خان کے مخاطب ہوا اور خاص وعام کی زبانون پر سلیم شاہ کا مذکور ہوا القصہ جب سلیم شاہ قائم مقام پدر ہوا اپنے بڑے بھائی عادل خان کو عرضداشت لکھکر اظہار کیا کہ جو آپ شہر دور دراز مین رونق افزا تھے اور مین نزدیک واسطے تسکین آتش فتنہ وفساد کے آپکی تشریف آوری تک مین نے افواج کی محافظت کی اور مجھے آپ کی اطاعت اور فرمان برداری کے سوا کچھ چارہ نہین ہی اُسکے بعد کالنجر سے آگرہ کی طرف متوجہ ہوا جب قصبہ کوڑہ کے نواح مین پہونچا خواص خان نے اپنی جاگیر سے آنکر ملازمت کی اور سرنو سے جشن جلوس ترتیب دیکر پھر سلیم شاہ کو امرا کے اتفاق سے سریر سلطنت پر جلوہ گر کیا اور اُسکے بعد سلیم شاہ نے دینداری کے بموجب ایک مکتوب اور عادل خان کے پاس بھیجکر محبت اور اخلاص ظاہر کیا اور ملاقات کا طالب ہوا اور عادل خان نے سلیم شاہ کے امرا کو کہ قطب خان نائب اور عیسیٰ خان نیازی اور خواص خان اور جلال خان جلوانی تھے قلمی کیا کہ تم میرے آنے مین کیا صلاح دیکھتے ہو اور سلیم شاہ کو بھی لکھا کہ جو یہ چار دن شخص آنکر میرے تسلی کرین اُسطرف عنان عزیمت معطوف کرتا ہون سلیم شاہ نے اُن چار دن امرا کو عادل خان کے پاس بھیجا اور انھون نے جاکر ساتھ عہد اور قول کے عادل خان کی تسلی کی اور اقرار کیا کہ اول ملاقات مین آپکو رخصت دلا اینگے اور ہندوستان کے جس ملک مین جہان چاہین جاگیر پاوین عادل خان انکے ہمراہ آگرہ کی طرف متوجہ ہوا جب قصبہ سیکری مین کہ بفاصلہ ساٹھ کوس آگرہ کے اشتہار رکھتا ہی پہونچا سلیم شاہ شکار مین مشغول تھا اپنے بھائی کی خبر آمد سنکر اُس مقام مین کہ ملاقات کے واسطے آراستہ کیا تھا استقبال کرکے ملاقات کی اور محبت برادری کے آثار طرفین سے ظاہر ہوئے لحظہ اکٹھے بیٹھے پھر آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے سلیم شاہ نے ایک عذر اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کرکے اپنے توابعین کو سمجھا دیا تھا کہ عادل خان کے ملازمین اور توابعین سے اُسکے پاس دو تین آدمی سے زیادہ نچھوڑین لیکن دروازہ مین آدمی اُسکے ممنوع نہوئے ایک جماعت کثیر

ہمراہ اُسکے داخل ہوئی اور مدینہ و بیرام خان کی [illegible]
افغانان سرکش اور بے سر و سامان رکھا آیندہ انھین آپ کے سپرد کرتا ہون یہ کہکر عادل خان کا ہاتھ پکڑکر تخت پر بٹھایا اور نہایت پامالوسی
کی عادل خان نے جو کہ عیاش اور فراغت جو تھا سلیم شاہ کی مکاری اور فریب سے آگاہ ہوکر قبول اور منظور نہ کیا اور تخت سے اُٹھکر
سلیم شاہ کو تخت پر بٹھایا اور اول خود سلام کیا اور مبارکباد دی اُسکے بعد ہر ایک اعیان مملکت اور ارکان سلطنت نے مبارکباد
کہکر لوازم نثار اور شرایط ایثار پیش بہو نچائے اور اسی مجلس مین قطب خان نائب اور عیسی خان نیازی اور خواص خان نے
عرض کیا کہ قول اور عہد جو ہمارے اور عادل خان کے درمیان مین آیا تھا یہ ہی کہ اول ملاقات مین عادل خان کو رخصت دیکر بیانہ
اور توابع اُسکی جاگیر مین مقرر ہووے سلیم شاہ نے قبول کرکے عادل خان کو بیانہ کی طرف رخصت کیا اور عیسی خان نیازی اور
خواص خان کو ہمراہ کیا اور سلیم شاہ نے دو تین مہینے کے بعد غازی محلے کو جو محرمون اور مقربون سے تھا مع بیڑی طلائی بھیجکر حکم دیا
کہ عادل خان کو گرفتار کرلاوے عادل خان یہ خبر سُنکر خواص خان کے پاس میوات مین گیا اور سلیم شاہ کے نقض عہدی اظہار
کرکے نالان ہوا خواص خان کا دل بھر آیا اور غازی محلے کو طلب کرکے وہی بیڑی اُسکے پاؤن مین ڈالی اور نشان مخالفت بلند کیا
اور اُن امرا کو جو سلیم شاہ کے ہمراہ تھے ہر ایک نام مکتوب مین تحریر کرکے اپنا متفق کیا اور باتفاق عادل خان لشکر جرار ہمراہ لیکر آگرہ
کیطرف متوجہ ہوا اور قطب خان نائب اور عیسی خان نیازی نے جو قول و عہد مین داخل تھے سلیم شاہ سے رنجیدہ ہوکر عادل خان کو
ترغیبات تحریر کرکے یہ اقرار کیا کہ کچھ رات باقی رہے عادل خان آپ کو آگرہ مین پہونچا دے تو لوگ بے حجاب و مانع سلیم سے جدا ہوکر
اسکے پاس آسکین اتفاقاً عادل خان اور خواص خان جب قصبہ سیکری مین کہ بارہ کوس آگرہ سے ہی پہونچے شیخ سلیم کی ملاقات کے
واسطے کہ مشایخ وقت سے تھے گئے اور جو کہ وہ شب شب برات تھی خواص خان کو نماز کے واسطے جو کہ اُس شب مین مقرر ہے توقف
اور اہمال حاصل ہوا پہر دن چڑھے آگرہ کے نواح مین داخل ہوئے سلیم شاہ نے اس امر کے طرز سے آگاہ ہوکر سراسیمہ و اقطب خان
نائب اور عیسی خان نیازی اور دیگر امرا سے کہا کہ اگر مجھسے عادل خان کے بارہ مین بدعہدی واقع ہوئی تھی خواص خان اور عیسی خان
نے کس واسطے مجھے آگاہ نہ کیا جو مین اندیشہ فاسد سے باز آتا قطب خان نے سلیم شاہ کا اضطراب دیکھکر کہا کچھ اندیشہ نہین ہی ابھی
اختیار باقی ہی اس فساد کی تسکین کا مین ضامن ہون سلیم شاہ نے قطب خان نائب اور دوسرے امرا کو کہ کئی ایکمہ اتفاق عادل خان
سے رکھتے تھے کسی بہانہ سے جاکر حرف صلح اور صلاح درمیان مین لاوین رخصت کیا کہ عادل خان کے پاس جاوین اور ارادہ اُسکا یہ تھا
کہ اس جماعت کو اپنے پاس سے دور کرکے قلعہ چٹار کی طرف خزانہ لانے کے بہانہ سے فرار کرے اور دوبارہ سامان جنگ اور افواج
فراہم کرکے جنگ و محاربہ مین مشغول ہووے عیسی خان نیازی نے سلیم شاہ کو اس امر سے ممانعت کی اور کہا اگر آپ کو اور آدمیون پر
اعتماد نہین ہی دس ہزار افغان قرلی وغیرہ ایام شہزادگی سے آپکے نوکر خاص و محل اعتماد مین ہین باوجود اس قدرت اور ملنت کے
تعجب کا مقام ہی کہ آپ دولت خداداد پر بھروسا نہین فرماتے فرار کو قرار پر اختیار کرتے ہین اور امرا ہر چند کہ مخالفت باطنی رکھتے
ہون غنیم کے پاس بھیجنا حزم اور احتیاط سے بعید ہی پس لایق اور سزاوار یہ ہی کہ آپ بنفس نفیس تمام لشکر پر سبقت کرکے میدان
کارزار مین رونق افزا ہون اور پاے ثبات محکم فرماین کوئی شخص آپکے حضور سے دشمن کی طرف نجاویگا سلیم شاہ نے اس بات
سے قوی دل ہوکر استقامت کی اور قطب خان نائب اور دوسرون کو کہ رخصت دی تھی پھر طلب کرکے فرمایا کہ مین اپنے ہاتھ سے
تمھین کیونکر غنیم کے سپرد کرون شاید کہ بدی تمھارے حق مین اندیشہ کرے یہ کہکر حرب پر آمادہ ہوا اور شہر سے برآمد ہوکر میدان
مین ایستادہ ہوا وہ لوگ کہ عادل خان سے ہمزبان تھے سلیم شاہ کو معرکہ مین دیکھکر شرم سے داخل سپاہ ہوئے اور ظاہر [illegible]

جنگ واقع ہوئی تائیدات آسمانی سے سلیم شاہ بزم شاہی رنگ تفوق [illegible] خواص خان کے جمع [illegible] خبر خلل
اور عیسی خان نیازی میوات کی طرف راہی ہوئے اور عادل خان تنہا پٹنہ مین جا کر ایسا مفقود الخبر ہوا کہ کسی نے اُسکے احوال سے خبر
نپائی اور معلوم نہوا کہ اسکا مآل کیا ہوا پھر سلیم شاہ نے خواص خان اور عیسی خان کے تعاقب مین لشکر تعین کیا اور فیروزپور مین آتش
جنگ افروختہ ہوئی اور سلیم شاہ کے لشکر نے شکست کھائی اُسکے بعد جب دوسرا لشکر کمک کو پہونچا خواص خان اور عیسی خان تاب
مقاومت نلاکے کوہ کمایون کی طرف بھاگے سلیم شاہ نے قطب خان نائب کو اور ایک جماعت اور اُنکے سر پر تعینات کی اور
اُسنے جاکر دامن کوہ کمایون مین قیام کیا اور ہمیشہ دامن کوہ کو تاخت و تاراج سے خراب کرتے تھے اس وقت سلیم شاہ نے خود
چنار کی طرف عزیمت کی اثنائے راہ مین جلال خان جلوانی اور اُسکے بھائی کو اُس اتفاق کے سبب کہ عادل خان سے
رکھتے تھے ماخوذ کر کے قتل کیا پھر چنار مین جا کر خزانہ برآوردہ کر کے گوالیار مین بھیجا اور خود بجانب آگرہ مراجعت فرمائی اور جو قطب خان
عادل خان کے بلانے اور احداث فتنہ مین داخل تھا بسبب اُس خوف دہر اس کے کوہ کمایون کے دامن سے فرار کر کے لاہور
مین ہیبت خان نیازی المخاطب باعظم ہمایون کے پاس گیا سلیم شاہ نے اعظم ہمایون پر حکم نافذ کر کے قطب خان نائب کو
طلب کیا اعظم ہمایون نے حکم کے موافق قطب خان کو سلیم شاہ کی خدمت مین روانہ کیا بادشاہ نے اُسکو مع چند محبوس دیگر کے
کہ جملہ چودہ نفر تھے قید کر کے اپنے بہنوئی شہباز خان لوہانی کے پاس گوالیار مین بھیجا اور شجاعت خان حاکم مالوہ اور اعظم ہمایون کو
طلب کیا شجاعت خان نے آکر ملازمت کی اور اعظم ہمایون متعذر ہوا سلیم شاہ نے شجاعت خان کو پھر مالوہ کی طرف رخصت کیا
اور خود خزانہ لانے کے واسطے رہتاس کے سمت سوار ہوا اور سعید خان یعنی اعظم ہمایون کا بھائی کہ ہمیشہ حضور مین حاضر رہتا تھا
راہ سے فرار کر کے لاہور گیا سلیم شاہ بھی راستہ سے بازگشت کر کے آگرہ مین آیا اور لشکر کے احضار کا حکم دیکر نئی دہلی کیطرف رونق افزا
ہوا اور حکم کیا کہ گرد گرد شہر اور اُس قلعہ کے کہ ہمایون بادشاہ نے تعمیر کیا تھا ایک حصار گنج و سنگ سے تیار کرین اور جب سلیم شاہ کی
خبر توجہ دہلی کی شجاعت خان کو پہونچی شجاعت خان اظہار اخلاص کے واسطے مع ایک جماعت مخلصان سلیم شاہ کے روبرو آیا
اور استمالت پائی اور سلیم شاہ نے چند روز دہلی مین قیام کیا اور لشکر کو آراستہ کر کے لاہور کی عزیمت کی اور اعظم ہمایون خان مع
طائفہ مخلصان باتفاق خواص خان اور لشکر پنجاب کہ سلیم شاہ کی افواج سے دوچند تھی استقبال کے واسطے دوڑ کر قصبہ انبالہ
کے نواح مین پہونچا کہتے ہین جب سلیم شاہ لشکر نیازیون کے قریب گیا فروکش ہوا اور خود مقربون کے چند اشخاص سے لشکر نیازیون
کے مشاہدہ کو جا کر ایک پشتہ پر چڑھا اور جب نظر اُسکی آپڑی اُس مقام مین ایستادہ ہو کر کہا کہ میری عزت و ناموس مین نہین سلطانہی
کہ باغی کو دیکھکر صبر کرون پھر افسرون کو حکم دیا کہ صفوف جنگ آراستہ کر کے عزیمت جنگ کرو اور اُس شب کو کہ صباح اُسکے جنگ
ہوئی اعظم ہمایون اور اُسکے بھائی نے خواص خان سے حاکم کے نصب کرنے کیواسطے مشورہ کیا تھا کہ حاکم کون ہو خواصخان
نے کہا تھا کہ عادل خان کو تلاش کر کے حاکم کرنا چاہیے اور اعظم ہمایون اور اُسکے بھائی نے کہا تھا **بیت** ملک بمیراث نگیرد
کسے تا نرند تیغ دوستی بسے بدچنانچہ اس مقدمہ کے سبب اُنکے درمیان مین کدورت پیدا ہوئی جبکہ صفوف آراستہ ہوئین اور
طرفین مقابل ہوئے خواص خان بے جنگ ہزیمت کر کے فوج کے باہر نکل گیا اور نیازیون نے حتی المقدور مقابلہ اور محاربہ کیا
جو کہ نمکحرامی کا نتیجہ شامت و ندامت ہی یہ بھی بھاگ گئے اور فتح غیبی سلیم شاہ کو نصیب ہوئی **بیت** کسے را کہ دولت کند یاوری
کہ آرد کہ بادے کند داوری سعید خان یعنی برادر اعظم ہمایون مع دس آدمی ہمراہیون سے جو مسلح تھے اور کوئی شخص اُسے
نہین پہچانتا تھا اُسنے چاہا کہ مین مبارکباد کے بہانہ سلیم شاہ کے پاس پہونچکر اُسکا کام تمام کرون جب گیا ایک فیلبان نے

اُسے پہچانکر نیزہ مارا اور وہ فیلبان جنگی کے حلقہ اور سلیم شاہ کی فوج خاص کے داہنی طرف سے برآمد ہوکر نکل گیا القصہ نیازیون نے شکست کے بعد دھنکوٹ کی طرف جو روہ کے قریب ہے فرار کیا سلیم شاہ قلعہ رہتاس تک جسکو اُسکے والد نے تعمیر کیا تھا اُنکے تعاقب مین گیا اور خواجہ ادیس شروانی کو مع لشکر قوی نیازیون کے سر پر تعین کرکے خود بدولت واقبال نے آگرہ کی طرف حرکت کی اور وہان سے گوالیار مین آئے اُسوقت ایک دن شجاعت خان قلعہ کے اوپر سلیم شاہ کے اگاڑی جاتا تھا ایک شخص عثمان نامے کہ شجاعت خان نے اُسکا ہاتھ قطع کیا تھا سر راہ کمین کرکے فرصت وقت کا جویا تھا یکبارگی برق کی طرح جست کی اور ایک وار شجاعت خان پر کیا شجاعت خان زخمی ہوکر اپنے مکان پر گیا اور گمان کیا کہ یہ شخص سلیم شاہ کے اغوا سے اس فعل کا مرتکب ہوا ہے یہ سوچکر گوالیار سے بھاگ کر مالوہ کی طرف گیا سلیم شاہ نے مندو تک اُسکا پیچھا کیا اور جب شجاعت خان بانسواڑہ مین آیا عیسی خان سور کو مع بیس ہزار سوار اوجین مین چھوڑکر خود مراجعت کی اور یہ معرکہ ۹۵۴ھ نوسو چون ہجری مین واقع ہوا تھا اور خواجہ ادیس سروانی کہ اعظم ہمایون کے سر پر تعین تھا دھنکوٹ کے اطراف مین اُنسے لڑا اور شکست پائی اور اعظم ہمایون تعاقب کرکے نوشہرہ تک آیا سلیم شاہ نے یہ خبر سنکر لشکر گران ترتیب دیکر نیازیون کے دفع کے واسطے بھیجا اعظم ہمایون پھر پلٹ کر دھنکوٹ مین گیا جب سلیم شاہ کا لشکر موضع سنبلہ کے قریب پہونچا نیازیون نے محاربہ کیا اور شکست فاحش کھائی اور اعظم ہمایون کی ماں اور زن فرزند اسیر ہوئے چنانچہ اسیرون کو سلیم شاہ کی خدمت مین روانہ کیا اور تمام نیازی کہکرون کے پاس پناہ لیگئے اور پہاڑون پر کہ کشمیر کے متصل ہین در آئے سلیم شاہ مع لشکر گران نیازیون کی آتش فساد کی تسکین کے واسطے سوار ہوکر پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور دو برس تک کہکران سے محاربہ اور مجادلہ رہا اور آندنون مین ایک شخص نے تنگ راستہ مین کہ اُسوقت سلیم شاہ کوہ ماہنکوٹ پر چڑھتا تھا شمشیر برہنہ کرکے اُسکے قتل کا قصد کیا سلیم شاہ کمال چستی اور چالاکی سے اُسپر غالب آیا اور آن واحد مین اُسکا کام تمام کیا اور وہ تلوار پیچانی جو کہ خود اقبال خان کو بخشی تھی اور جب کہکران مغلوب ہوئے اور اُن مین قوت باقی نرہی اعظم ہمایون کشمیر مین آیا حاکم کشمیر سلیم شاہ کے ملاحظہ سے نیازیون کا سدراہ ہوا نیازیون نے بھی صف جنگ آراستہ کی آخر کو اعظم ہمایون اور سعید خان تیغ کے گھاٹ اُترے حاکم کشمیر نے اُنکے سر کاٹکر سلیم شاہ کے پاس بھیجے اور سلیم شاہ نے نیازیون کی مہم سے فراغ حاصل کرکے مراجعت کی اُسوقت میرزا کامران جنت آشیانی سے بھاگ کر سلیم شاہ کے پاس پناہ لایا اور سلیم شاہ نے از روے نخوت وتکبر پیش آنکر نالایق سلوک کیا اس سبب سے میرزا کامران سلیم شاہ کے روبرو سے مفرور ہوا اور کوہ سوالک مین دم لیا اور وہان سے ولایت کہکران مین گیا اور سلیم شاہ نے دہلی مین جاکر چند روز قیام کیا اور اُسوقت خبر آئی کہ ہمایون بادشاہ آب نیلاب کے کنارے پہونچا کہتے ہین کہ اُسوقت سلیم شاہ اپنے گلے مین جوکین لگاکر خون نکلواتا تھا اُسوقت سوار ہوکر روانہ ہوا اور دو منزل روز تین کوس پر جاکر مقام کیا اور جو کہ توپخانہ آراستہ ہمراہ رکھتا تھا اور اُس عرصہ مین بیل ارابہ کے پرگنون مین گئے تھے اور وہ چلنے مین جلدی کرتا تھا فرمایا کہ پیادے بجاے گاؤ ارابہ کھینچین پھر ہر ایک توپ کو ہزار دو ہزار پیادے کھینچنے لگے اور وہ بسرعت تمام لاہور کی طرف متوجہ ہوئے اور جو کہ ہمایون بادشاہ نے بیشتر مراجعت کی تھی وہ اپنے موقع پر مذکور ہوگا سلیم شاہ نے بھی لاہور سے معاودت کرکے قلعہ لاہور مین قیام کیا اتفاقاً ایک روز انترے کے نواح مین شکار کرتا تھا ایک جماعت مفسدون کی بعض آدمیون کے اغوا سے اُسکے سدراہ ہوکر مقام غدر مین ایستادہ ہوئی اور بحسب اتفاق سلیم شاہ نے دوسرے راستہ سے مراجعت کی اور وہ جماعت بیکار اور معطل رہی اور جب یہ حقیقت سلیم شاہ کے گوش زد ہوئی بہاء الدین اور محمود کہ فتنہ کے بانی تھے اُنھین قتل کرکے گوالیار مین قرار پکڑا اور ہر شخص کو اپنے امراے سے کہ جسکو ساتھ قوت

لد رغلبہ کے گمان لیجاتا تھا گرفتار کرکے قید کرتا تھا اور گردن مارتا تھا یہانتک خواص خان کہ شجاعت مین رستم زمان اور سخاوت مین حاتم دوران تھا اُس سے متوہم ہوکر کوہ بکوہ اور صحرا بصحرا پھرتا تھا اور سرگردانی سے بتنگ آکر ۹۵۹ نوسو اونسٹھ ہجری مین امان کے واسطے تاج خان کرانی کے پاس کہ اُسکے ایک امراے معتبرین سے تھا اور سنبھل مین قیام رکھتا تھا آیا اور تاج خان نے سلیم شاہ کے حکم کے موافق نقض عہد کرکے تیغ غدر سے اُسکو قتل کیا اور اُسکے آدمیون نے تابوت اُسکا دہلی مین لیجاکر پیوند زمین کیا اور اہل ہند اُسے جملہ اہل اللہ سے شمار کرتے تھے اور اُسکو خواص خان ولی کہتے تھے چنانچہ اُسکا قتل مبارک نہوا تھوڑے عرصہ مین یعنی ابتداے سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری مین سلیم شاہ کی مقعد مین ایک دانہ دنبل کا برآمد ہوا اور درد کی شدت سے خون جاری ہوا اور مرگیا مدت اُسکے سلطنت کی نو برس تھی نیلاب سے بنگالہ تک شیر شاہ کے محلون کے درمیان مین ایک محلسرا اور آباد کرکے ہر ایک سرا مین طعام پختہ اور خام بطریق شیر شاہ مسافرون اور محتاجون اور تونگرون کے واسطے مقرر کیا تھا اور اُسی سال محمود شاہ گجراتی اور سردار نظام الملک بحری نے بھی وفات پائی اور پدر مولف نے تاریخ اس واقعہ کے زوال خسروان پایا اور قضایاے غریب سے کہ سلیم شاہ کے زمانے مین واقع ہوئین واقعہ شیخ علائی ہی اور تفصیل اُسکی بسبیل اجمال یہ ہی کہ اُنکے باپ کا نام حسن تھا اور بخلاف شیخ سلیم قصبہ بیانہ مین سجادہ شیخی پر ارشاد یعنی ہدایت طالبون کو کرتے تھے جب رخت ہستی عالم بقا کی طرف کھینچا شیخ علائی کہ اولاد ارشد آنحضرت کے تھے اور فضیلت و دانش مین امتیاز تمام رکھتے تھے اپنے والد ماجد کے قائم مقام ہوئے اور طالبان حق کی ہدایت مین مشغول ہوئے اتفاقاً شیخ عبداللہ افغان نیازی کہ شیخ سلیم چشتی کے مریدان نامی سے تھے سفر مکہ معظمہ سے معاودت فرما ہوئے اور روش مہدویہ کہ عقیدہ فاسد سید محمد جونپوری مین موعود ہوا اختیار کرکے بیانہ مین رحل اقامت ڈالی اور جب شیخ علائی کو وضع اُسکی خوش آئی اُسکی صحبت کے فریفتہ ہوئے اور آبا اجداد کا طریقہ ترک کرکے خلایق کی بروش مہدویہ دعوت کرنے لگے اور برسم اُس طائفہ کے شہر کے باہر شیخ عبداللہ افغان نیازی کے ہمسایہ مین توطن کیا اور ساتھ ایک ایک جماعت کثیر احباب اپنے سے کہ ساتھ اُنکے متفق ہوکر گرویدہ ہوتے تھے بطریق توکل اور تجرد بسر لیجاتے تھے اور ہر روز نماز کے وقت تفسیر قرآن مجید کی اس قسم سے بیان کرتے تھے کہ جو شخص اُس مجلس مین حاضر ہوتا تھا ایک ان دو کام سے کرتا تھا یا اصلاً اور قطعاً اپنے کام کے واسطے نجاتا تھا اور ترک اہل وعیال کرکے دائرہ مہدویہ مین داخل ہوتا تھا یا کہ بمعاصی اور مناہی سے تائب ہوکر ساتھ سید جونپوری کے گرویدہ ہوتا تھا اسکے بعد اگر کشت اور زراعت یا تجارت کرتا تھا وہ ایک حصہ راہ خداے تعالی مین صرف کرتا تھا اور بہت شخص ایسے ہوئے کہ باپ نے بیٹے سے اور بھائی نے بھائی سے اور زن نے شوہر سے مفارقت قبول کرکے راہ فقر و قناعت اختیار کی اور نذر اور فتوح جو کہ اُنکے پاس آتے تھے چھوٹے اور بڑے علی السویہ شریک تھے اور اگر کچھ بہم نہ پہونچتا تھا دو تین روز فاقہ مین بسر کرتے تھے اور اظہار نکرتے تھے اور پاس انفاس مین اوقات مصروف رکھتے تھے اور بلکہ اور شمشیر اور تیر ہمیشہ ہر وقت اپنے ہمراہ رکھتے تھے اور کسی کو شہر اور بازار اور ہر مقام مین نامشروع دیکھتے تھے اول ساتھ رفق اور مدارا کے منع کرتے تھے اور آخرش اگر پیش نہ جاتا تھا قہراً اور جبراً اُس نامشروع کو تغیر دیتے تھے اور حکام شہر سے جو شخص کہ اُنسے موافق تھا امداد مین اُسکے کوشش کرتے تھے اور جو کہ منکر تھا قدرت منع اور اُنکے مقاومت مین نرکھتا تھا اور جب شیخ عبداللہ افغان نیازی نے دیکھا کہ یہ ماجرا ساتھ خاص و عام کے بڑھا اور فساد عنقریب برپا ہوا چاہتا ہی شیخ علائی کو سفر حجاز کی دلالت کی اور شیخ علائی ساتھ اُسی وضع اور رحالت کے مع تین سو اور ستر خانوادہ مرد و عورت کے سفر حجاز کی طرف متوجہ ہوئے اور جب خواص پور مین کہ جو دھپور کے حدود مین واقع ہی پہونچے خواص خان مشہور اُنکے استقبال کو آیا اور اُنکے معتقدان کے

سلک مین منسلک ہوا لیکن تھوڑے عرصہ مین فساد مذہب مہدویہ کا دل مین لاکر اُسنے منحرف ہوا اور شیخ علائی اس معنی کو سمجھکر ساتھ اس بہانہ کے کہ امر معروف و نہی منکر مین بوا جبی اطاعت نہین کرتے ہین اظہار رنجش خواص خان سے کرکے خواص پور سے برآمد ہوا اور سفر حجاز کی عزیمت فسخ کرکے بیانہ کیطرف پلٹ گیا اور اندنون مین سلیم شاہ آگرہ مین تخت سلطنت پر متمکن ہوا سلیم شاہ کے طلب کے موافق آگرہ مین گیا اور اُسکی مجلس مین حاضر ہوکر بادشاہون کے رسوم اور آداب کا مقید نہوا سلام مشروع سلیم شاہ پر کیا اور سلیم شاہ نے ایکبار علیک السلام کہا اور یہ بات اُسکے مقربون پر شوار ہوئی ملا عبداللہ سلطانپوری المخاطب مخدوم الملک نے مقام انکار شیخ علائی مین ہوکر فتوے اُسکی قتل کا دیا اور سلیم شاہ نے میر زا رفیع الدین بخواہ اور ملا جلال لحم دانشمند اور ملا ابوالفتح تھانیسری اور دیگر علماے وقت کو حاضر کرکے شیخص اُس قضیہ کی حوالہ اُنکے کی اور سلیم شاہ کے حضور مجلس بحث منعقد ہوئی شیخ علائی کسی پر غالب نہوتا تھا بلکہ مغلوب ہوکر جواب سے عاجز آتا تھا اور کلام مجید کی تفسیر پر رجوع کرکے اسطرح سے آیات کے معانی بیان کرتا تھا کہ سلیم شاہ کے دل مین اثر پذیر اور ذہن نشین نہوتے تھے اور اُس سے کہتا تھا اے شیخ اس دعوی باطل مہدویہ سے باز آ تو تجھے اپنے تمام قلمرو پر محتسب کرون اور ابتک میرے بغیر اذن تو امر معروف کرتا رہا اب میرے حکم سے کرتا رہ اور جب شیخ علائی نے یہ بات قبول نہ کی سلیم شاہ نے باوجود فتواے ملا عبداللہ سلطانپوری کے حکم قتل صادر نہ کیا قصبہ ہندیہ کیطرف کہ سرحد دکن ہی اخراج فرمایا اور بہار خان حاکم اُس مقام کا کہ سلیم شاہ کے اُمراے عمدہ سے تھا مع تمام لشکر اپنے ساتھ کے اُس سے گرویدہ ہوکر اُسکے دائرہ اعتقاد و اخلاص مین در آیا اور مخدوم الملک نے اس بات کو مع وجوہ قبیح سلیم شاہ کے ذہن نشین کیا اور شیخ علائی کو اُس سرحد سے طلب کیا اور اس مرتبہ پھر سلیم شاہ علما کو حاضر کرکے پیشتر سے بیشتر اس قضیہ کے تشخیص مین مقید ہوا پھر ملا عبداللہ سلطانپوری نے سلیم شاہ سے کہا کہ یہ شخص خود مہدویت کا دعوی کرتا ہی اور حضرت امام مہدی آخر الزمان بادشاہ تمام روے زمین کے ہونگے اسواسطے تمام لشکر تیرا ساتھ اُسکے گرویدہ ہوا ہی جیسا کہ عزیز تیرے بھی پوشیدہ اُسکے مذہب مین داخل ہوئے ہین اور محتمل بلکہ یقین کیا گیا ہی کہ نقصان تیرے ملک اور بادشاہی مین ظاہر ہو سلیم شاہ کسی وجوہ سے ملا عبداللہ کا قول نہ سنتا تھا اور پھر شیخ علائی کو بہار مین شیخ بڑھ طبیب کے پاس کہ مرد دانشمند تھا اور سیر شاہ اُسکا معتقد ہوکر کفش اُسکے پاؤن کی سیدھی کرتا تھا بھیجا تو اُسکے فتوے کے موافق عمل کرے اور سلیم شاہ خود پنجاب کیطرف متوجہ ہوکر قلعہ مانکوٹ کی تعمیر مین مشغول ہوا جب شیخ علائی بہار مین پہونچا شیخ بڑھ نے موافق فتوے ملا عبداللہ سلطانپوری المخاطب بمخدوم الملک کے فتوے لکھکر سلیم شاہ کے ایلچیون کو دیا اس درمیان مین شیخ کو مرض طاعون کہ اُسوقت مین شائع تھا عارض ہوا اور حلق مین اُسکے ایک زخم پڑا کہ ایک انگشت کی مقدار فتیلہ یعنی بتی جاتی تھی اور رنج سفر بھی اُسپر مستزاد ہوا جب شیخ کو سلیم شاہ کے روبرو لائے قوت گفتار نہ رکھتا تھا سلیم شاہ نے آہستہ اُسکے کان مین کہا کہ مین مہدی نہین ہون و مطلق العنان ہو شیخ نے اُسکا کلام نہ سنا سلیم شاہ نے مایوس ہوکر حکم دیا کہ تازیانہ دارنے اُسے چند تازیانہ مارے لکھا ہی کہ تیسرے تازیانہ مین شیخ علائی نے جان قابض ارواح کو سونپی اور یہ قضیہ ۹۵۵ھ نو سو پچپن ہجری مین وقوع مین آیا تھا اور مادہ اُسکی تاریخ کا ذکر اللہ ہی اور سلیم شاہ جب فوت ہوا اُسکا فرزند کہ بارہ برس کا تھا باتفاق امرا قلعہ گوالیار مین تخت پر بیٹھا اور یہی تین دن نگذرے تھے کہ سبارز خان ولد نظام خان سور نے کہ شیر شاہ کا بھتیجا اور چھوٹا بھائی سلیم شاہ کا اور رسالہ اُسکا تھا اپنے بھانجے فیروز شاہ کو قتل کیا اور وزرا اور امرا کے اتفاق سے خود تخت پر اجلاس کرکے اپنا لقب عادل شاہ رکھا خواجہ نظام الدین بخشی نے اپنی تاریخ (کہی) مین لکھا ہی کہ سلیم شاہ نے مرض الموت سے پیشتر اپنی منکوحہ مسماۃ بی بی بائی سے بارہا کہا تھا کہ اگر تو اپنے فرزند فیروز خانکو دوست رکھتی ہی اجازت دے

تو مبارز خان تیرے بھائی کو درمیان سے اٹھاؤن کہ تیرے فرزند کا خار رہ ہو اور جو بھائی کو دوست رکھتی ہو اپنے دلبند کی زندگی سے ہاتھ اٹھاکہ اُسے مبارز خان سے خطرے ہین اُسکی بی بی جواب دیتی تھی کہ میرا بھائی عمر عیش و عشرت مین بسر کرتا ہی اور نغمہ و ساز کیطرف اوقات مصروف رکھتا ہی اُسکو خیال سامان بادشاہی نہین ہی ہر چند سلیم شاہ اس بارہ مین اُسے ملامت کرتا تھا مفید نہوتا تھا آخر کو سلیم شاہ کے فوت کے بعد تیسرے دن مبارز خان مع اعوان و انصار اپنے فیروز خان کے محل مین داخل ہو کر اُسکے قتل کے درپی ہوا ہر چند اُسکی ہمشیرہ زار زار رو کر اپنے نورعین کی شفاعت کرتی تھی اور کہتی تھی ای بھائی اس بیگناہ کے قتل سے دست کش ہو تو مین اُسے لیکر ایسے مقام مین لیجاؤن کہ کوئی اس سے نشان پتا دے فائدہ نہ کیا آخر اس سنگدل نے اس طفل معصوم کو بیحد و قصور تیغ جفا سے شہید کیا **بیت** بمردی کہ ملک سراسر زمین ۔۔۔ نیرزد کہ خونے چکد بر زمین

ذکر سلطنت محمد شاہ سور المشہور بعدلی

کا اُسکو جب سامان بادشاہی ظاہری کا بہم پہونچا اپنا لقب محمد شاہ عادل رکھا اور عوام الناس اُسکو بحذف الف اور اضافہ با عدلی کہتے تھے اور علی عدم قابلیت کے سبب کہ مرد مم ارذل دون کا ہاتھ پکڑ کر مہمات عمدہ سلطنت کو ساتھ اُنکے رجوع کیے تھے اور ہیمو ہی نام ہنود کو کہ بقال قصبہ ریواڑی کا ساکن تھا اُس کو منصبداران جدید کے سلک مین منتظم کرکے کوتوال بازار کیا اور صاحب اختیار ملک و مال کیا اور خود شرب شراب اور صحبت زنان مغنیہ اور دلارام مین مشغول ہوا اور جو زر بخشی اور فیاضی بادشاہ محمد تغلق شاہ کی سنی تھی خیال اُسکی تقلید کا کرکے اوائل جلوس مین دروازہ خزانہ مفتوح کرکے خلق کو انعامات دیکر مستمال اور توانگر کیا اور کنہ باسی پیکان مین اُسکے ایک تولہ طلا تھا باقی سواری وغیرہ کو شہ کمان مین رکھکر ہر طرف پھینکتا تھا اور وہ تیر جس شخص کے مکان مین گرتا تھا یا جسکے ہاتھ آتا تھا دس ہزار روپیہ دیکر اُس سے لیتا تھا پس اس طریق سے شیر شاہ اور سلیم شاہ کا خزانہ تھوڑے عرصہ مین تلف کرکے آپکو بادشاہ بزرگ تصور کیا اور مردم خوش طبع افغان اُسکے کام بموقع سے اُسکو اندھیلی کہتے تھے کسواسطے کہ اندھیلی زبان ہندی مین کوری اور نادانی کو کہتے ہین جب ہیمو ہی بقال کا تسلط اور استقلال حد سے گذرا امرائے افغان اُسکی بدی اور بدوضعی سے رنجیدہ اور دلگیر ہو کر دشمن ہوئے اور ہر گوشہ سے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا اکثر امرا نے سر اطاعت اور فرمانبرداری سے پھیرا اور جو کہ شرط فرمانبرداری ہی بجا نہ لائے اس واسطے عدلی کا دلون اور نظرون مین کچھ وقر اور اعتبار نرہا رونق اور نظام اُسکی بادشاہی کی زائل ہوئی اور ایک دن قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ مین بار عام دیا اور امرائے نامدار حاضر ہوئے اور عدلی جاگیر تقسیم کرتا تھا اس رمیا تمین حکم کیا کہ ولایت قنوج جو محمد شاہ قرلی کی جاگیر ہی تغیر دیکر سرمست خان شروانی کو دیوین جو کہ دونون قبیلہ دار تھے اس مقدمہ مین گفتگو کی سکندر خان ولد شاہ محمد قرلی کہ جوان نوخاستہ اور بہادر تھا سر دربار ازروے درشتی بولا کہ اب کام اس نہایت کو پہونچا کہ ہماری جاگیر شروانیان سگ فروش کو دیتے ہین جب کلام بلند ہوا اُسکا باپ کہ ضعیف و بیمار تھا سکندر خان کو درشتی اور ناہمواری سے منع کرتا تھا لیکن اُسنے یارائے صبر نرہا بولا ای باپ شیر شاہ تجھے ایک مرتبہ قفس آہنی مین قید کرکے ارادہ قتل کا رکھتا تھا آخر کو سلیم شاہ تیرا شفیع ہوا اور اس مہلکہ سے تجھے نجات بخشی اب گروہ سور تیرے اخراج کا قصد رکھتا ہی تو اس معنی کو نہین سمجھتا عنقریب تجھے بچھوڑینگے اُسوقت سرمست خان نے کہ بہت بلند قد اور قوی ہیکل تھا ہاتھ سکندر خان کے شانہ پر رکھکر سمجھایا کہ اے فرزند یہ تمام درشتی کسواسطے ہی اور سرمست خان کا یہ ارادہ تھا کہ اس بہانہ سے اُسے دستگیر کرے سکندر خان نے اس معنی کو دریافت کرکے ایسا خنجر اُسکے شانہ پر مارا کہ سرمست خان فورا مستون کے مانند زمین پر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا اور چند لوگ جو کہ اُسکے متعرض ہوئے تھے اُنمین بعضونکو ہلاک اور بعضونکو زخمی کیا اور عدلی اس فتور و فساد مین اٹھکر حرم سرا کیطرف روانہ ہوا سکندر خان نے

تعاقب کیا عدلی نے کنوارہ بند کرکے زنجیر مین مسلسل کیا اور اکثر امراجو کہ دیوانخانہ مین تھے اپنی تلوارین پھینک کر بھاگے سکندر خان مثل دیوانون سرمست کے دو گھڑی تک جسطرف جاتا تھا ضربہاے شمشیر سے قتل کرتا تھا اس درمیان مین ابراہیم خان سور کہ عدلی کا بھنوئی تھا اور رشتہ مین شیر شاہ کا چچیرا بھائی ہوتا تھا ایک جماعت لیکر اُسپر حملہ آور ہوا اور ضربت ہاے شمشیر آبدار سے اُسکا جسم نازنین پرزے پرزے کیا اور ردولتخان لوحانی نے بھی ایک ضربت شمشیر سے کام شاہ محمد قرملی کا تمام کیا کہتے ہین اُسیدن تاج خان کرانی کہ عمدہ امراے سلیم شاہ سے تھا قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ سے برآمد ہوکر شاہ محمد قرملی کے دروازہ کے قریب اُس سے ملاقی ہوکر احوال پوچھنے لگا تاج خان نے جواب دیا کہ کاروگر گون ہوا مین نے اپنا قدم اس کارخانہ سے باہر کھینچا ہی تو بھی آنکر میری رفاقت کر شاہ محمد نے یہ امر قبول نہ کیا اور عدلی کے سلام کیواسطے گیا اور پہونچا اُسکے پہونچتے ہی تاج خان کرانی نے قلعہ سے برآمد ہوکر بھگالہ کا راستہ لیا عدلی نے ایک فوج اُسکے تعاقب مین روانہ کی اور جمپیر امؤ کے اطراف مین کالپی آگرہ سے چالیس کوس اور قنوج سے تیس کوس ہی اُسکے سر پر پہونچکر جنگ مین مصروف ہوئی تاج خان بھاگ کر چنار کے جانب متوجہ ہوا اور راہ مین بعضے عمال مخالفہ عدلی پر متصرف ہوا اور نقد و جنس سے جو کچھ ہاتھ لگا تحصیل کیا اور ایک حلقہ فیل کہ سو زنجیر فیل سے مراد ہی پرگنات سے لیکر اپنے بھائیون عماد اور سلیمان اور الیاس سے کہ حاکم قنوج و ولایات کنار گنگ و خواص پور تانڈہ کے تھے ملحق ہوا اور علم مخالفت بلند کیا اور عدلی بھی کرانیون کے سر پر فوج کش ہوا اور نہر گنگ کے کنارے کرانیون کا مقابلہ ظہور مین آیا اُسوقت ہیموی بقال نے عدلی سے کہا اگر ایک حلقہ فیل آپ میرے ہمراہ کرین آب سے عبور کرکے کرانیون پر حملہ آور ہون اور اُنھین ہلاک کرکے خاک مذلت پر ڈالون عدلی نے وہ سامان مرحمت کیا ہیموی بقال نے آب گنگ سے عبور کیا اور جنگ کے بعد غالب آیا اور ابراہیم خان سور کہ شوکت و فر رکھتا تھا عدلی نے اُسکی گرفتاری کا ارادہ کیا اور عورت اُسکی عدلی کی ہمشیرہ تھی اس حال سے خبردار ہوئی اور شوہر کو آگاہ کیا اور ابراہیم خان چنار سے بھاگ کر اپنے باپ غازیخان کے پاس کہ ہندون کا حاکم تھا روانہ ہوا عدلی نے عیسی خان نیازی کو اُسکے تعاقب کیواسطے مقرر کیا اور وہ کالپی کے قریب اُس سے ملحق ہوا اور جنگ واقع ہوئی عیسی خان نیازی منہزم ہوا اور ابراہیم خان سور لشکر فراہم کرکے دارالملک دہلی پر متصرف ہوا اور گرد سکہ پر اپنا نام جاری کیا اور خطبہ اپنے نام پڑھا کوہان سے آگرہ کیطرف تاخت لایا اور اکثر ممالک اس حدود کے زیر نگین کرکے استقلال تمام بہم پہونچایا عدلی نے ناچار ہوکر کرانیان سے ہاتھ کھینچکر چنار سے کوچ کیا اور ابراہیم خان سور کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا جب دریاے گنگ کے کنارے پہونچا ابراہیم خان سور نے ابھی اُسکے پاس پہنچکر یہ پیغام دیا کہ اگر حسین خان اور بہادر خان شروانی اور اعظم ہمایون اور چند امراے دیگر جو صاحب اقتدار اور ذی اعتبار ہین آئین لوازم عہد و میثاق درمیان مین لاوین اعتماد آنپر کرکے ملازمت مین حاضر ہونگا عدلی نے بے عقلی سے اُس جماعت کو روانہ کیا اور ابراہیم خان سور نے سبکو حسن سلوک سے ساتھ اپنے متفق کیا اور عدلی کی مخالفت اور دشمنی پر اصرار کیا عدلی نے اس امر سے آگاہی پائی قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھی اور آگرہ اور دہلی سے قطع نظر کرکے بیانہ کیطرف راہی ہوا اور ممالک اُسطرف کے قبضہ مین لاکر فرو کش ہوا اور استقلال تمام بہم پہونچایا اور ابراہیم خان سور نے اپنا خطاب ابراہیم شاہ رکھکر نشان بادشاہی کا بلند کیا اُس عرصہ مین احمد خان سور حاکم پنجاب جو شیر شاہ کا چچیرا بھائی ہوتا تھا اور عدلی کی ایک بہن اُسکے بھی حبالہ نکاح مین تھی عدلی کی خبر زبونی اور مغلوبی اور ابراہیم شاہ کے غلبہ اور تسلط کی سُنکر اُسکے بھی بادشاہی اور سرداری کی ہوس دماغ مین جاگزین ہوئی اور سعید خان اور تاتار خان کو کہ امراے سلیم شاہ سے تھے ساتھ اپنے یکدل اور یکجہت کرکے سکندر شاہ لقب کیا اور دس ہزار سوار لاہور سے لیکر آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور موضع فرخ کے قریب کہ دس کوس بلدہ آگرہ سے ہی

نزول کیا ابراہیم شاہ نے بھی ستر ہزار سوار ہمراہ رکاب لیکر نہایت شوکت اور عظمت سے استقبال کیا اور فوج کے علاوہ دو سو ہاتھی ہمراہ رکھتا تھا کہ ان مین اکثر صاحب سراپردہ و تجمل و علم و نقارہ رکھتے تھے سکندر شاہ اُسکا جاہ و حشم دیکھکر ہراسان ہوا اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور صلح کے دروازہ سے آنکر التماس کی کہ بیجا ہے مجھے معاف کرین ابراہیم شاہ اپنے لشکر و حشم کی کثرت پر مغرور ہوکر سکندر شاہ کی ملائمت اور تملق پر ملتفت نہوا اور بموضع مذکور مین صفوف جنگ آراستہ کرکے نقارۂ حربی پر چوب ماری اور جدال و قتال پر مستعد ہوا سکندر شاہ نے اپنا علم امرا کے ہمراہ کرکے دشمن کے مقابل کیا اور خود ایک جماعت جوانان جہان دیدہ اور جنگ آزمودہ سے کمین مین ایستادہ ہوا ابراہیم شاہ نے حملہ اول مین لشکر پنجاب کو متفرق کیا اور جب سپاہ اُسکی لوٹ مین مشغول ہوئی سکندر شاہ قابو دیکھکر کمین سے برآمد ہوا اور ابراہیم شاہ کے قلب لشکر پر تاخت کرکے ایک لحظہ مین اُسے منہزم کیا اور مضمون کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ کا ظہور مین آیا بادشاہ ابراہیم سنبھل کیطرف گیا اور سکندر شاہ کامیاب ہوکر دہلی اور آگرہ پر متصرف ہوا اور اُسکے بعد سکندر شاہ بقصد جنگ ہمایون بادشاہ پنجاب کی طرف روانہ ہوا ابراہیم شاہ سرانجام اپنا کرکے سنبھل سے کالپی کی سمت آیا اُسوقت عدلی نے ہیموی بقال کو کہ اسکا وزیر تھا مع سپاہ آراستہ اور فیلان کوہ پیکر اور توپخانہ خوب چٹار سے دہلی اور آگرہ کی تسخیر کیواسطے بھیجا ہیموی بقال نے ابراہیم شاہ کا دفع اہم جانکر نواح کالپی کو شکستہ کیا ابراہیم شاہ بیانہ کی طرف اپنے باپ کے پاس روانہ ہوا ہیموی بقال نے پھر اُس مقام مین آنکر تین مہینے تک محاصرہ کیا اور جوانون مین محمد خان سور حاکم نرنولہ علم مخالفت بلند کرکے چٹار اور جونپور اور کالپی کی تسخیر مین متوجہ تھا عدلی نے ہیموی بقال کو طلب کیا ہیموی بقال محاصرہ ترک کرکے روانہ ہوا ابراہیم شاہ نے اُسکا تعاقب کرکے موضع مندا کھر مین کہ آگرہ سے چھ کوس ہے اُسکے سر پر پہونچکر بنیاد جنگ کی ڈالی اور شکست پاکر پھر اپنے باپ کی خدمت مین روانہ ہوا اور چند روز کے بعد بادشاہ ابراہیم ولایت پٹنہ کی طرف گیا اور راجہ رام چندر سے جو وہانکا راجہ تھا لڑا اور گرفتار ہوا راجہ رام چندر نے مصلحت وقت دیکھکر اُسے بتعظیم تمام تخت پر بٹھایا اور نوکرون کے مانند اُس سے مسلوک ہوا اور چند عرصہ کے بعد بیانہ کے افغانون سے کہ رایسین کے حدود مین بستے تھے آیاز بہادر حاکم مالوہ سے ایک نزاع واقع ہوئی اور افغانان ایلچی رام چندر کے پاس بھیجکر بادشاہ ابراہیم کو مالوہ مین لیگئے اور اپنا حاکم بنایا اور چاہا کہ درگاوتی رانی ولایت گدھیہ کو مدد کیواسطے طلب کرکے ایاز بہادر سے مقابلہ کرے رانی نے یہ امر قبول کیا اور اپنی ولایت سے روانہ ہوئی اور ایاز بہادر نے ایک جماعت اُسکے پاس بھیجکر اس ارادہ سے باز رکھا بادشاہ ابراہیم نے جب دیکھا کہ درگاوتی پشیمان ہوکر اپنی ولایت کو گئی اپنا رہنا اُسمقام مین مناسب نجانا اڈیسہ کی طرف کہ اقصاے بلاد بنگالہ سے ہے جاکر ایام گذاری کی یہانتک کہ ۹۳۲ھ مین سلیمان کرانی ولایت اڈیسہ پر مسلط ہوا اور براہیم شاہ کو عہد و پیمان سے اپنے پاس بلاکر تیغ غدر سے ہلاک کیا القصہ جب ہیموی بقال چٹار مین عدلی کے پاس گیا خبر پہونچی کہ ہمایون بادشاہ نے سکندر شاہ کو منہزم کرکے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کیا باوجود اس حال کے اُن افغان سے کہ جو جہل و خود رائی کو شعار اپنا جانکر ایک لحظہ بے جنگ و جدل نہ رہتے تھے عدلی کو استرداد دہلی کی فکر مستولی ہوئی محمد خان کوریہ کے تدارک کو کہ علم مخالفت بلند کیا تھا گیا اور بموضع جیتر کہ مین کہ پندرہ کوس کالپی سے ہے فریقین کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور محمد خان کوریہ مارا گیا اور عدلی نے منصور و مظفر ہوکر چٹار کیطرف مراجعت کی اور دہلی کے استخلاص اور استرداد کی فکر مین ہوا اس درمیان مین ہمایون بادشاہ دار پاک کی رحلت مین واصل ہوا عدلی نے ہیموی بقال کو بپاس سیصد سوار اور پانسو فیل جنگی ہمراہ کرکے روانہ کیا کہ آگرہ اور دہلی اور پنجاب کو اُسے مغل کے تصرف سے برآوردہ کرے و خود امرا ے افغان کی مخالفت کے

سبب چنار سے دور نجا سکا ہیموی بقال جب آگرہ کی نواح مین پہونچا امرائے مغل کہ اُس شہر مین تھے قوت جنگ اپنے مین
نہ دیکھکر دہلی کی سمت روانہ ہوئے ہیموی بقال آگرہ کو اپنے مردمان معتبر کے سپرد کرکے دہلی کی طرف لیا تردی بیگ حاکم دہلی کا مصاف
آرا ہوکر اُس سے مقابل ہوا اور شکست کھاکر پنجاب کی طرف مفرور ہوا ہیموی بقال دہلی پر قابض و دخیل ہوکر دریا اُسکے ہوا کہ سامان
درست کرکے لاہور جاوے قضارا بیرم خان ترکمان نے کہ اکبر شاہ کی طرف سے صاحب اختیار تھا پیشدستی کرکے خان زمان
مغل کو تعجیل تمام دہلی کیطرف روانہ کیا اور خود بھی بادشاہ کو لیکر پیچھے سے راہی ہوا ہیموی بقال یہ خبر سنکر نہایت خشمناک و شوکت
سے خان زمان کے مقابلہ کو گیا اور پانی پت کے نواح مین فیل پر سوار ہوکر لشکر مغل سے ہم مصاف ہوا اور حملہ ہاے مردانہ کرکے
صف میمنہ اور میسرہ اور قلب کو برہم مارا لیکن جلال الدین محمد اکبر شاہ کے اقبال کے سبب افغان اپنا کام کرکے تاراج مین مشغول ہوئے
اور بحسب اتفاق ایک گروہ مغلون کا ہیموی بقال سے دوچار ہوا اور اُسے پہچانا اور اُسکے ہاتھی کو گھیرکر زندہ دستگیر کیا اور جلال الدین
اکبر شاہ کی خدمت مین لیجاکر تہ تیغ کیا ہیموی بقال کے قتل ہونے کے بعد عدلی زبون اور ضعیف ہوا اور ایکبارگی افغان خیرہ سر
ہوئے اور خضر خان ابن محمد خان کو بہ قصد انتقام پدر دہلی بمعیت ہوا اور اپنا لقب بہادر شاہ رکھا اور اکثر ممالک پورب پر متصرف
ہوا اور اُس ممالک کے خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کیا اُسکے بعد عدلی کے سر پر فوج کش ہوا اور جنگ شدید کے بعد عدلی بھی
قتل ہوا اور سلطنت اُسکی آخر ہوئی۔ **ذکر سکندر شاہ سور اور زوال دولت افغان بتقدیر خداوند دہور**
واضح ہو کہ جب سکندر شاہ سور تخت آگرہ پر جلوہ گر ہوا لوازم عیش و سرور بجا لایا اور امراے اکابر افغان کو طلب کرکے فرمایا کہ مین
بھی ایک تمہے ہون مجھے تمپر کسی طرح کی فوقیت نہین ہی بادشاہ بہلول لودھی نے فرقہ افغانان لودھی کو تمام جہان مین مشہور کیا
اور شیر شاہ بہ مشقت تمام سواد اعظم ہندوستان جنت نشان کو اپنے قبضہ مین لایا اور گروہ سور کو بلند آوازہ فرمایا اب مثل
ہمایون بادشاہ کے وارث مملکت کمین فرصت مین ہی کسی طرح اُس سے ایمن نہین ہو سکتے اگر تم بہ رضا و رغبت میری
بادشاہی کے خواہان ہو نفاق و حسد کو دل مین راہ نہ دیکر غبار نزاع ایک دوسرے کے درمیان سے دور کرو تو حسن اتفاق کی
برکت سے کار بادشاہی مین نظام اور ایک رونق ظہور مین آوے اور اگر تم مجھے اس امر جلیل القدر کے شائستہ نہین جانتے اپنی
قوم مین سے جس شخص کو اس منصب عظیم الشان کے لائق جانو تخت سلطنت پر متمکن کرو کہ مین بھی اُسکے جاوہ اطاعت مین قدم رکھکر دل و
جان سے مخلص اور ہوا خواہ ہونگا اے افغان یہ کلام سنکر جوابدہ ہوئے کہ ہم سب نے آپ کو شیر شاہ کا بھائی سمجھکر تخت
شاہی پر جلوہ کرایا اور اپنا صاحب اور مالک بنایا ہی اُسکے بعد سبھون نے کلام مجید کو درمیان دیکر قسم کھائی کہ ہم آپ سے کبھی
مخالفت نکرینگے لیکن اُسی عرصہ مین باوجود عہد و میثاق کے مناصب اور خطاب اور جاگیر کے بارہ مین کلفت اور رنجش درمیان مین
آئی اتفاق نے صورت نہ باندھی قضارا ہمایون بادشاہ انھین دنون مین پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور تاتار خان رہتاس
سے بھاگ کر دہلی مین آیا اور مغلون نے لاہور پر تاخت کرکے افغانون کو زیر و زبر کیا کچھ اُنکی پیش نہ گئی اور سرہند تک متصرف
ہوکے سکندر شاہ نے پچاس ہزار سوار اور ایک روایت مین لاکھ سوار افغان اور راجپوت کو تاتار خان اور ہیبت خان افغان
سپہ سالار کے ہمراہ کرکے فوج چغتائی کے دافعہ کو تعین فرمایا اور افغانون نے شکست فاحش جیسا کہ چاہیے پائی اور گھوڑے دہلی
چھوڑکر ایسے بھاگے کہ دہلی تک پاک نہ موڑی اور سکندر شاہ سور اگرچہ اپنے امرا کا نفاق بخوبی تمام جانتا تھا لیکن بہ ترتیب
اسی ہزار سوار لشکرگاہ سے لیکر سنہ ۹۶۲ نو سو باسٹھ ہجری مین پنجاب کی طرف راہی ہوا اور سرہند کے قریب پہونچکر بہرام خان
ترکمان کے ساتھ جو شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر کے رکاب مین تھا جنگ کرنے مصمم ہوا اور کوہ سوالک مین

پناہ لی اور دارالملک دہلی اور آگرہ دوبارہ امرائے ہمایون بادشاہ کے تصرف مین آیا اور عدل و داد کی آبیاری سے عالم رشک
صحن گلستان ارم ہوا اور بیرم خان ترکمان کے مساعی جمیلہ سے سکندر شاہ سور کوہستان سوالک سے مفرور ہوکر بنگالہ کی طرف
بھاگا اور اُس حدود پر بھی قابض ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد نقد جان قابض ارواح کے سپرد کی اور تاج خان کرانی بجاے اُسکے بنگالہ کا حاکم
ہوا القصہ تتمہ اس کلام کا واقعات حکام بنگالہ مین ناظرین پر تکمین مطالعہ فرماوین انشاء اللہ تعالیٰ وہان مشروحاً مرقوم کلک تحقیق سلک ہوگا

ذکر مراجعت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا عراق سے طرف کابل و تسخیر اس حدود کی بتوفیق خداوند جزو کل اور ممالک ہندوستان جنت نشان کا اُس بادشاہ کشورستان کے دوبارہ آنا حوزہ تصرف مین

جب بیرم خان ترکمان حکم کے موافق قزوین سے بیلاق قیدار نبی علیہ السلام مین کہ ابہر اور سلطانیہ کے درمیان ہی جاکر جواب کتابت
مشتمل بر تہنیت قدوم اور اشتیاق ملاقات کے لایا جنت آشیانی اُسطرف متوجہ ہوئے اور ماہ جمادی الاول سنہ ۹۴۹ نو سو کا دن ہجری
مین شاہ ایران یعنی شاہ طہماسپ بن شاہ اسمٰعیل صفوی سے ملاقات کی اور تکریم و تعظیم اور ضیافت کہ لایق حال ایسے مہمان
اور ایسے میزبان کے چاہیے تھی وقوع مین آئی ایک دن حضرت شاہ نے اثناے محاورہ اور مکالمہ مین پوچھا کہ سبب دشمن
ضعیف کے غلبہ کا کیا تھا جنت آشیانی نے کہا بھائیون کا اتفاق حضرت شاہ نے فرمایا کہ بدش سلوک بھائیون کے ساتھ
وہ نہ تھی جو آپ بجا لائے اور جب دسترخوان ماندہ طعام کا بچا بہرام میرزا شاہ طہماسپ کے بھائی نے کہ اُس مجلس مین
دست بستہ مودب کھڑا تھا طشت و آفتابہ لیکر حضرت شاہ کے دست حق پرست پر پانی ڈالا اور مثل سائر خدمتگارون کے
خدمت مین مشغول ہوا اُسوقت حضرت شاہ نے جنت آشیانی کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا بھائیون کو اس حال پر رکھنا چاہیے
بہرام میرزا اس بات سے اسقدر آزردہ ہوا کہ جبتک جنت آشیانی عراق مین رونق افزاے ملک و دشمنی کی ہاتھ سے نہ دی
اور ایک گروہ کو ساتھ اپنے متفق کرکے جسوقت کہ فرصت پاتا تھا باتین موحش زبان پر لاتا تھا اور دلائل اور براہین سے
ذہن نشین اور خاطر نشان کرتا تھا کہ صلاح نہین ہے جو صاحبقران کی اولاد ہندوستان مین کہ مقابل ایرانکے ہی فرمان روا ہوویں
الغرض حضرت شاہ جب بیلاق قیدار نبی علیہ السلام مین تھے جنت آشیانی کی خوشحالی کیواسطے تین مرتبہ شکار چرکہ کی بنیاد
ڈالی اور ہر مرتبہ اول آنحضرت کو شکار ڈالنے کی تکلیف دی اُسکے بعد بیرم خان کو سن بعد بہرام میرزا اور سام میرزا کو حکم کیا بعدہ
اُمرا اور سپاہیون کو امر فرمایا تو سب نے بہ ترتیب و قاعدہ اسپان تیز رفتار پر سوار ہوکر تازی شیر صولت اثر شکار پر دوڑائے اور
شمشیر و تیر و نیزہ سے صحن صحرا کو چرند سے خالی کیا اور صید گاہ کی زمین خون شکار کی کثرت سے لعل بدخشان کے ہمرنگ ہوئی اور
سنگ مرمر نے رنگ یاقوت رمانی قبول کیا اور جب قزوین مین مراجعت فرمائی بہرام میرزا اور بھی مقربون نے سخنہاے ناخوش سے
حضرت شاہ کا مزاج منحرف کیا اور جنت آشیانی بھی پرحذر ہوئے لیکن اس مصرع پر عمل کیا مصرع مرغ زیرک چون بدام افتد
تحمل بایدش ۔ اور بیرم خان کی التماس کے سبب سے نہایت ملائمت اور فروتنی بجا لائے اندرون سلطان بیگم شاہ طہماسپ
کی بہن اور قاضی جہان قزوینی ناظر دیوان اور حکیم نور الدین کہ محرمون سے تھے اتفاق کرکے درپے اُسکے ہوئے کہ حضرت شاہ کی
صفحہ دل سے غبار کلفت کا زائل کرین اسواسطے ایک دن سلطان بیگم نے خلوت مین ایک تقریب اُٹھاکر یہ رباعی جنت
آشیانی کی حضرت شاہ کے حضور مین پڑھی رباعی ہستیم زجان بندۂ اولاد علی ۔ ہستیم ہمیشہ شاد باد یاد علی ۔ چون سروِ لایت از علی
ظاہر شد ۔ کردیم ہمیشہ ورد خود نام علی ۔ حضرت شاہ یہ رباعی سنکر خوشحال ہوئے اور فرمایا اگر ہمایون بادشاہ عہد کرے کہ اپنے
ممالک محروسہ کے منبرون کو ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اسامی سے زینت گزار ہونے سے مزین اور مشرف کرونگا مین ملک کرکے

ممالک موروثی مین روانہ کردن سلطان بیگم نے جنت آشیانی کو پیغام کیا آنحضرت نے جواب دیا کہ لڑکپن سے اس عہد تک خاندان رسالت کی محبت میرے دل مین جاگزین ہی اور امرائے چغتائی کا نفاق اور میرزا کامران کی ناسازی کا سبب یہی تھا حضرت شاہ نے بیرم خان کو خلوت مین طلب کرکے ادھر ادھر کا تذکرہ شروع کیا اور جو مقدمات مذکورہ سے غبار کلفت رفع ہوا تھا اس مجلس مین مقرر کیا کہ شہزادہ مراد کو کہ طفل گہوارہ ہی باتالیقی بداغ خان قاچار کہ امرائے عمدہ سے تھا مع دس ہزار سوار جنت آشیانی کے ہمراہ کرے تو بھائیون کو تنبیہ و تادیب کرکے کابل اور قندھار اور بدخشان کو مسخر کرے پھر حضرت شاہ نے اسی چند روز کے عرصہ مین تمام اسباب شاہی مرتب کرکے جنت آشیانی کو رخصت دی لیکن آنحضرت فرمایا کہ سیر تبریز اور اردبیل میرے مکنون خاطر ہی دونون شہرون کی سیر کرکے ارواح طیبہ شیخ صفی اور انکی اولاد امجاد سے استمداد کرکے منزل مقصود کیطرف روانہ ہونگا حضرت شاہ نے اس امر کی تجویز فرماکر اس محال کے حکام کو فرمان مطاعہ صادر فرمائے کہ لوازم تعظیم و تکریم مین حضرت کے دیدہ و دانستہ تقصیر نکرین وہ حضرت اس بلاد کی سیر اور مشائخ بزرگوار کی زیارت کرکے برفاقت شاہزادہ مراد اور امرائے قزلباش مشہد مقدس حضرت امام رضا علیہ آلاف التحیہ والثنا کے راستہ سے قندھار کیطرف متوجہ ہوے اور اول گرم سیر کے قلعجات دیوان بادشاہی تصرف مین آئے اور جنت آشیانی کا خطبہ وہان پڑھا گیا عسکری میرزا نے اس حال سے خبر پاکر شاہزادہ محمد اکبر کو کہ عم نامہربان کے پنجہ ظلم مین گرفتار تھا میرزا کامران کے پاس کابل مین بھیجکر خود سامان قلعہ داری کا مہیا کیا اور قندھار کے قلعہ مین متحصن ہوا اور جنت آشیانی نے باتفاق بداغ خان قاچار کے وہان پہونچکر محرم کی ساتوین تاریخ سنہ ۹۵۲ نو سو باون ہجری مین قلعہ مذکور کو محاصرہ فرمایا اور مدت محاصرہ نے جب چھ مہینے کا عرصہ کھینچا جنت آشیانی نے بیرم خان ترکمان کو بطور ایلچی کامران میرزا کے پاس کابل مین بھیجا اور اثنائے راہ مین ایک قوم ہزارہ سے آنکر بیرم خان کی سد راہ ہوئی اور جنگ سخت کے بعد بیرم خان ترکمان مظفر و منصور ہوکر کامران میرزا کی ملازمت مین حاضر ہوا اور اطاعت اور تسلیم قلاع اور بقاع کے بارہ مین تحریک کی جب موثر نہوئی مراجعت کرکے حقیقت بے حقیقتی کامران میرزا کی سمع مبارک مین پہونچائی اور قزلباش کا لشکر طول محاصرہ اور عاجز ہونے الوس چغتائی کے عاجز ہوا اس عرصہ مین محمد سلطان میرزا اور الغ میرزا اور قاسم حسین میرزا اور میرزا میرک اور شیر افگن بیگ برادر منعم خان کامران میرزا سے بھاگ کر جنت آشیانی کے حضور پہونچے اور ایک جماعت مردم معتبر قلعہ سے برآمد ہوکر حضرت کی خدمت مین فائز ہوئی اور عسکری میرزا نے مضطرب ہوکر امان چاہی اور باتفاق امرا نہایت خجالت سے بشرف ملازمت مشرف ہوکر قلعہ کو سپرد کیا اور جو حضرت شاہ کے حضور مین قرار پایا تھا کہ قندھار کا قلعہ شہزادہ مراد کے متعلق ہی اس صورت مین آنحضرت نے قلعہ شہزادہ کو واگذاشت کیا اور شہزادہ اور بداغ خان قاچار اور ابوالفتح سلطان اقشار اور صوفی ولی سلطان شاملو موسم سرما کے سبب قلعہ مین در آئے اور باقی امرائے قزلباش پلٹ گئے اور الوس چغتائی قزلباش کے قلعہ دینے سے آزردہ ہوئے اور جب اس زمستان مین انھین کوئی جاے امن نہ رہی اکثر بھاگ کر کابل گئے اور عسکری میرزا بھی فساد کا داعیہ کرکے بھاگا اور ایک جماعت اسکے تعاقب مین روانہ ہوئی اور گرفتار کرلائی اور وہ حضرت مع لشکر ظفر پیکر کابل کی طرف سوار ہوئے اور انھین دنون مین شہزادہ مراد قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور وہ حضرت اثنا راہ سے معاودت فرماکر استرداد قلعہ کے عازم ہوئے اور بداغ خان قاچار کو یہ پیغام بھیجا کہ قندھار کا قلعہ چند روز کیواسطے ہمارے سپرد کرین کہ کابل اور بدخشان کے مفتوح ہونے کے بعد پھر تمھارے سپرد کرینگے بداغ خان نے بہ اعتماد نہ کیا اور آنحضرت نے بھی سکوت کرکے بیرم خان ترکمان اور الغ میرزا اور حاجی محمد خان کو مخفی پیغام دیا کہ قلعہ کی فکر سے غافل نہونا چاہیے

ایک دن شتر کی قطار کہ علف سے ممول تھی شہر مین آئی حاجی محمد خان فرصت پاکر اُس قطار کی پناہ مین دروازہ تک آیا اور محافظ
اور دربان جب مانع ہوئے ضربت ہاے شمشیر آبدار سے اُنھین خاک مذلت پر ڈالا اُسوقت بیرم خان ترکمان اور رافع میرزا
بھی مع فوج پہونچکر قلعہ مین داخل ہوئے اور بداغ خان قاچار نے کہ نہایت عاقل تھا جنگ مین صرفہ نہ دیکھکر عراق کی روانگی کی
رخصت لی جنت آشیانی نے بیرم خان کو قندھار کی حکومت پر مقرر کیا اور خود تسخیر کابل کے عازم ہوئے اُسوقت میرزا یادگار
ناصر بھائی بابر شاہ کا کہ میرزا شاہ حسین ارغون کے تسلط اور بدسلوکی سے بھاگ کر کابل مین آیا تھا باتفاق میرزا ہندال
ملازمت کے واسطے آیا اور جو کہ بادشاہ کابل کے باہر مقابل اردو سے میرزا کامران کے فردکش ہوا تھا ہر روز ایک جماعت اُسکے
لشکر سے آنکر اظہار اخلاص کرتی تھی یہانتک کہ قپلان بیگ کہ کامران میرزا کے امراے بزرگ سے تھا وہ بھی بادشاہ کی
خدمت مین حاضر ہوا اور کامران میرزا سراسیمہ اور بدحواس ہوکر وقت غروب آفتاب قلعہ ارک مین در آیا جب وہ حضرت
اُسیوقت قلعہ کے قریب پہونچے کامران میرزا توقف کو مستلزم ہلاک جانکر غزنین کیطرف بھاگا اور جنت آشیانی نے ہندال میرزا
کو اُسکے تعاقب مین مامور کیا اور خود بدرات واقبال ماہ رمضان المبارک کی شب بہم سنہ مذکور مین داخل قلعہ ہوئے
اور شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کہ چار برس کا تھا مع بیگمات بادشاہ کی خدمت مین فائز ہوا زمانہ ساتھ اس تزانہ کے مترنم ہوا

بیت عزیز مصر بزعم برادران غیور ۔ ز قعر چاہ برآمد بادج ماہ رسید ۔ اور یہ مصرع اُس فتح کا مادہ تاریخ ہے مصرع جہانگیر گرفت
ملک کابل از دے ۔ اور میرزا کامران نے جب غزنین مین راہ نپائی زمین داور میان ہزارہ مین در آیا اور اُنھون نے بھی
جب جگہ نہ دی بھکر کی طرف میرزا حسین شاہ ارغون کے پاس گیا اور وہ اپنی بیٹی کامران میرزا کو دیکر مقام معاونت در
استمداد مین ہوا اور میرزا ظاہر اُعیش دسرور اور باطنًا اندیشہ وفتور مین گذراتے تھے **بیت** بظاہر با ہمہ گفت دشنود اشت
دلے دل جاے دیگر در گرو داشت ۔ جنت آشیانی نے شہزادہ کو محمد طغائی اتالیق کے پاس کابل مین چھوڑا اور خود بسعادت
و برکت ۹۵۳ نوستر ہجری مین بہ تسخیر بدخشان عزیمت کی اور کوچ کے وقت یادگار میرزا نے کہ مکرر دشمنی
اور مخالفت کی تھی دوبارہ فکر فرار کی جنت آشیانی اس حال سے آگاہ ہوئے اور اُسے تیغ سیاست سے قتل کیا
اُسکے بعد ہندوکش سے گذر کر تیرکران مین فروکش ہوئے میرزا سلیمان مع لشکر بدخشان مقابل آنکر حملہ اول مین بھاگا پھر جنت
آشیانی طالقان کیطرف متوجہ ہوئے مزاج شریف اُنکا جادہ صحت اور اعتدال سے منحرف ہوا اور دو مہینے کے بعد صحت
پائی جو شورش اور فساد کہ ظہور مین آیا تھا ساکن ہوا اُسوقت خواجہ معظم بھائی جوبلی بیگم خواجہ رشید کو کہ عراق سے اُسکے ہمراہ
آیا تھا بعضے امور کے سبب اُسے مقتول کرکے کابل کی طرف بھاگا اور بادشاہ کے حکم کے موافق اس مقام مین
مجبوس ہوا اور میرزا کامران جب آنحضرت کی روانگی بدخشان سے واقف ہوا غور بند کی طرف تاخت کی اثناے راہ مین سوداگرون
سے دوچار ہوکر اکثر مال واسباب اُنکا لیا اور غزنین مین آنکر احلاف کی موافقت سے زاہر بیگ حاکم شہر کو قتل کیا اور
بطور تاخت کابل کی طرف متوجہ ہوا اور علی الصباح جب دروازہ قلعہ کا کھلا شہر مین آنکر آپ کو قلعہ مین پہونچایا اور محمد علی
طغائی کو کہ حمام مین تھا گرفتار کرکے قتل کیا اور فضل بیگ اور مہتر وکیلدر کو نابینا کرکے شاہزادہ کو مع اہل حرم موکلون کے سپرد
کرکے حسام الدین ولد میر خلیفہ کو بھی مقتول کیا کہتے ہین کہ جس سحر کو میرزا قلعہ مین در آیا حاجی محمد عسس کہ بابر شاہ کا مخزہ تھا
دوچار ہوا میرزا نے کہا کیونکر مین گیا اور آیا حاجی نے جواب دیا کہ اول شب کو گیا اور صبح کو آیا اور یہ بیت پڑھی **بیت** صبح امید
کہ بود معتکف پردہ غیب ۔ گو برون آئی کہ کار شب تار آخر شد ہوا اور جب یہ خبر سمع ہمایون مین پہونچی مقدمات

صلح کی تمہید کرکے بدخشان کی حکومت سلیمان میرزا کو اور قندھار کی امارت ہندال میرزا کو مقرر کرکے کابل کیطرف متوجہ ہوا اور ضحاک اور غوربند کے قریب کہ لشکر کامران میرزا سد راہ ہوا تھا اُسکو متفرق کرکے وہ افغانان مین آیا اور اُس مقام مین شیر افگن بیگ اور تمام لشکر میرزا نے ہجوم لاکر اعلام محاربہ بلند کیے اور اُسی جگہ شکست کھائی اور شیر افگن مقتول ہوا جنت آشیانی کابل کے قریب فروکش ہوئے اور ہر روز آتش جنگ فروختہ ہوتی تھی اس ہنگام مین میرزا کو خبر پہونچی کہ ایک بڑا قافلہ فاران موضع مین پہونچا ہی اور اُسمین گھوڑے کثرت سے ہین میرزا شیر علی کوکہ امیر عمدہ اور شجاع بے نظیر تھا مردم جرار اور کارآزمودہ ہمراہ کرکے بھیجا کہ قافلہ کو شہر مین لادے بادشاہ یہ خبر سنتے ہی بسرعت تمام قلعہ کے نزدیک آئے اور راہ آمد و شد یک قلم مسدود فرمائی میرزا شیر علی نے بعد مراجعت جمال دگرگون دیکھکر صف نبرد آراستہ کی اور فوج شاہی سے صفایا کرکے بھاگا اُسوقت میرزا سلیمان بدخشان سے اور میرزا الغ بیگ اور قاسم حسین سلطان اور ایک جماعت کثیر ملازمان بیرم خان ترکمان سے ملازمت مین حاضر ہوئی اور قراجہ خان اور مانوس بیگ قلعہ سے بھاگ کر بادشاہ سے جاملے میرزا نے مضطرب ہوکر مانوس بیگ کے تین فرزند کہ قلعہ مین تھے بعقوبت تمام قتل کیا اور دیوار قلعہ سے اُنکی نعشین پھینک دین اور قراجہ خان کے بیٹے کو فصیل کی دیوار پر استوار کیا اور قراجہ خان نے قلعہ کے قریب جاکر فریاد کی اگر میرا فرزند قتل ہوگا میرزا کامران اور عسکری میرزا بھی مقتول ہونگے میرزا جب سب طرف سے مایوس ہوا شب کو قلعہ کی دیوار مین سوراخ کرکے نکل گیا اور بادشاہ دوبارہ قلعہ پر متصرف ہوا میرزا دامن کوہ کابل مین در آیا اور ایک جماعت مردم ہزارہ نے دوچار ہوکر میرزا جو کچھ رکھتا تھا لے لیا یہانتک کہ پوشاک بھی جو پہنے تھا اتروالی اور آخر کو جب معلوم ہوا کہ یہ میرزا کامران ہی مدد کرکے اُسکے آدمیون کے پاس کہ غوربند مین تھے پہونچایا میرزا نے وہان مجال توقف اور قیام نہ پائی ناچار بلخ کی طرف راہی ہوا اور بیرمحمد خان حاکم وہانکا اُسکی مدد کے واسطے سوار ہوکر غور اور بقلان کو گیا اور میرزا کے سپرد کرکے پلٹ آیا اور میرزا جمعیت کرکے بدخشان کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا میرزا سلیمان اور اُسکا بیٹا میرزا ابراہیم طاقت مقاومت نہ لاکر کولاب کی طرف روانہ ہوئے اُسوقت قراجہ خان اور مانوس بیگ اور بعضے امرا توقعات غیر مقدر عمل مین لائے ازانجملہ قتل غازی وزیر اور نصب خواجہ قاسم بجاے اُسکے ہوا اور یہ امران کے جملہ مدعیات سے بیجا تھا جو یہ بات جنت آشیانی کے پسند خاطر نہ آئی امراے مذکور ترک رفاقت کرکے میرزا سلیمان کے ہمراہ بدخشان کی طرف راہی ہوئے جنت آشیانی بہ نفس نفیس اُنکے تعاقب مین گئے اور جب اُنھین نہ پایا مراجعت کرکے قراجین بطلب میرزا ابراہیم بن میرزا سلیمان اور میرزا ہندال کے صادر فرمائے میرزا ابراہیم درگاہ کیطرف متوجہ ہوا قاسم علی سنقائی کوکہ امرا کی سمت سے بھاگ کر سراہ بیٹھکر اخبار اُردوے بادشاہ کے اُنھین پہونچاتا تھا قتل کیا اور کابل مین آستانبوسی کی خدمت مین مشرف ہوا اور میرزا ہندال اثناے راہ مین شیر علی کو دستگیر کرکے بادشاہ کے پاس لایا اسلیے کہ کامران میرزا قراجہ خان کو کشم مین چھوڑکر خود طالقان مین گیا تھا جنت آشیانی نے ہندال میرزا اور حاجی محمد کو ہمراہ ایک جماعت کے بطور ایلچی کشم کی طرف روانہ کیا قراجہ خان نے حقیقت حال میرزا کو قلمی کی اور اُسنے بطور تاخت آپکو کشم مین پہونچایا اُسوقت کہ ہندال میرزا نے آب طالقان سے عبور کیا اور آدمی اُسکے جو متفرق تھے اُسکے پاس فراہم ہوئے اور جنگ کرکے شکست دی اور اسباب میرزا ہندال کا تاراج کیا مقارن اس حال کے جنت آشیانی برکنار آب پہونچے میرزا کامران طاقت مقاومت نہ لاکر طالقان کیطرف بھاگا اور جو کچھ تاراج مین لیگیا تھا اور جو کچھ رکھتا تھا سب تاراج مین دیا اور دوسرے روز قلعہ طالقان مین محصور ہوا اور جب اوزبکان کی امداد سے مایوس ہوا میرزا سلیمان کے ذریعہ سے مکہ معظمہ کی زیارت طلب

کی اور آنحضرت نے قبول کیا کامران میرزا اور عسکری میرزا قلعہ سے برآمد ہو کر بقصد زیارت حرمین شریفین دس فرسخ گئے اور جو گمان رکھتے تھے کہ وہ حضرت ایک فوج تعاقب اُنکے بھیجینگے اور آنحضرت نے نہ بھیجی اِس سبب سے نہایت شرمندہ ہو کر بہ نیت ملازمت پلٹ آئے اور جنت آشیانی نے اکثر میرزایون کو اُنکے استقبال کو بھیجکر نہایت مہربانی مبذول فرمائی اور کولاب کی جاگیر انھین دیکر جاگیر کی طرف رخصت کیا اور حضرت معاودت کرکے کابل مین تشریف لائے اور فتح نامہ کے حاشیہ پر جو کہ بیرم خان ترکمان کے پاس قندھار بھیجا تھا یہ تبین کہ اُس شاہ جم جاہ کی طبع زاد ہین اپنے خط قیض نمط سے قلمی کین اُنقلم بانتھے زغیب روے نمود ✤ کہ بں دوستان آرد یکشود ✤ شکر للہ کہ بازشادانیم ✤ بررخ یار و دوست خندانیم ✤ دشمنان را بکام دل دیدم ✤ میوہ باغ فتح را چیدم ✤ روز نو روز بیرم ست امروز ✤ دل احباب بیغم ست امروز ✤ شاد باد اہمیشہ خاطر یار ✤ غم نگردد دیگر دیار و دیار ✤ ہمہ اسباب عیش آمادست ✤ دل بفکر وصالت افتادست ✤ کہ جمال حبیب کے بینیم ✤ گل زباغ وصال کے چینیم ✤ گوش خرم شود زگفتارت ✤ دیدہ روشن شود زدیدارت ✤ در حریم حضور شاد بہم ✤ بنشینیم خرم و بینیم ✤ بعد ازان فکر کار ہند کنیم ✤ عزم تسخیر ملک سند کنیم ✤ ہر دو بستہ کشادہ شود ✤ ہر چہ خواہم ازان زیادہ شود ✤ آنچہ خواہیم از زمان و زمین ✤ گوید آمین چو جبرئیل امین ✤ یا الٰہی میسرم گردان ✤ دو جہانرا مسخرم گردان ✤ اور یہ رباعی بھی بدیہہ کہکر اُسکے حاشیہ پر ترقیم فرمائی رباعی اے آنکہ انیس خاطر محزونی ✤ چون طبع لطیف خوشنیدن موزونی ✤ بے یاد تو نیستم زمانے ہرگز ✤ آیا تو بیاد من محزون چونے ✤ اور بیرم خان ترکمان نے بھی در جواب یہ رباعی موزون کرکے تحریر کی رباعی اے آنکہ بذات سایہ بیچونی ✤ از ہر چہ ترا وصف کنم افزونی ✤ چون میدانے کہ بے تو چون میگذرد ✤ چون میپرسی کہ در فراق چونے ✤ اور جو بیرم خان ترکمان سے اوزبک کو قسم قسم کی تشویش و تکلیف پہونچی تھی سنہ ۹۵۶ نو سو چھپن ہجری مین بقصد انتقام باتفاق ہندال میرزا اور سلیمان میرزا بلخ کی طرف روانہ ہوا کامران میرزا اور عسکری میرزا پھر مخالفت کرکے ملازمت کے واسطے نہ آئے اوبا وصف اُسکے دغدغہ وہ تھا کہ میرزا کامران کابل مین جاکر فساد برپا کریگا بادشاہ فتح عزیمت نکر کے بلخ کے اطراف مین رونق افزا ہوئے شاہ محمد سلطان اوزبک تین ہزار سوار سے مقابلہ کے واسطے آیا اور مقاتلہ کرکے قائمی سے جدا ہوا دوسرے دن پیر محمد خان اور عبد العزیز خان ولد عبد اللہ خان اور سلاطین حصار کہ کمک کے واسطے آئے تھے تیس ہزار سوار سے بادشاہ کی جنگ مین متوجہ ہوئے سلیمان میرزا اور ہندال میرزا اور حاجی محمد سلطان ہزارہ نے انھین شکست دی اور پیر محمد خان اوزبک اور ہمراہی اُسکے یہ حال مشاہدہ کرکے وقت غروب آفتاب شہر مین در آئے اور لشکر چغتائی کامران میرزا کے نہ آنے سے اپنے اہل و عیال کے انتظار اور دل نگران تھا اور اُس رات کو کہ صبح اُسکے سپاہگری کے حساب سے بلخ البتہ مفتوح ہوتا فراہم ہو کر عرض اقدس مین پہونچایا کہ جو بیابان بلخ سے عبور کرنا مناسب نہین ہی صلاح اُسمین ہی کہ درہ گز کی طرف جاکر اردو کیواسطے ایک جگہ محکم معین کرین اور مردم بلخ کو تسلی اور دلاسا کرکے بے جنگ تصرف مین لاوین اور جب مبالغہ حد سے گذرا ناچار جنت آشیانی نے کوچ کیا اور جو درہ گز کابل کیطرف ہی اور دوست و دشمن کہ مشورہ سے آگاہ نہ تھے تصور مراجعت کرکے بسرعت تمام کابل روانہ ہوئے اور اوزبکون نے دلیر ہو کر بہیئت مجموعی تعاقب کیا اور سلیمان میرزا اور حسن قلی سلطان کو کہ محافظت کیواسطے لشکر مغل کے عقب مقرر تھے زیر کرکے فوج بادشاہی کے قریب پہونچے آنحضرت نے برگشتہ ہو کر بہ نفس نفیس ایک شخص کو کہ جو سب سے آگے جاتا تھا بزخم نیزہ خانہ زین سے جدا کیا اور میرزا ہندال اور تردی بیگ اور تولک خان قوچین نے بھی شجاعت مین تقصیر نہ کی لیکن جو لشکر چغتائی متفرق ہوا تھا کچھ تدبیر نہ بن پڑی اور کام پیش نہ گیا بادشاہ نے باگ کابل کیطرف معطوف فرمائی اور میرزا

کامران کے درپے دفع ہو کر علی بیگ کو جو میرزا کے ملازمان عمدہ سے تھا مقام مخالفت مین گیا اور سلیمان مرزا اور رہندال میرزا کو بھی کشتم اور قندھار سے اُسکے سر پر تعین کیا اور میرزا نے سامان بادشاہی جمع کر کے چاہا کہ ضحاک اور بامیان اور ہزارہ کے راستہ سے سند کی طرف روانہ ہون بادشاہ نے ایک جماعت کو اُسکے سر راہ بھیجا قراچہ خان اور قاسم حسین وغیرہ نے کہ پھر آنحضرت کے پاس حاضر ہوئے تھے میرزا کو مخفی پیغام کیا کہ لشکر عمدہ ضحاک اور بامیان کی طرف روانہ ہوا ہی تمھین لازم ہی کہ کوتل قبچاق کے راستہ سے اس طرف متوجہ ہو اور ہمین بھی اپنا شریک اور ہوا خواہ سمجھو وہ اُنکے کہنے سے بامیان کا راستہ چھوڑ کر قبچاق مین آیا بادشاہ وہان گیا اور قراچہ خان اور دیگر رفیق حضرت کے جنگ کے وقت میرزا کے شریک ہوئے اور بادشاہ نے لشکر قلیل سے پائے ثبات زمین کمین مین گاڑ کر جنگ عظیم کی اور پیر محمد اخته اور احمد ولد میرزا قلی مارے گئے اور وہ حضرت کہ اس معرکہ مین تھے مباشر قتال ہوئے تھے زخم شمشیر فرق مبارک پر پہونچا اور گھوڑا بھی زخمی ہوا پھر آپ نے ضرب نیزہ سے اعدا کو اپنے پاس سے دفع کیا اور ضحاک اور بامیان کی طرف متوجہ ہوئے اور میرزا دوبارہ کابل پر متصرف اور کامران ہوا اور جنت آشیانی بدخشان کی طرف روانہ افزا ہوئے اور جو اہل قافلہ کہ اسپ بیشمار اور متاع وافر رکھتا تھا گھوڑے اور اسباب بطریق مساعدت لشکر مین تقسیم کیے شاہ بداغ اور تولک خان قوچین اور مجنون خان اور ایک جماعت کہ مجموع دس نفر ہوتے تھے خبر گیری کے واسطے کابل کی طرف بھیجے اور تولک خان کے سوا کوئی پلٹ کر نہ آیا آنحضرت نے ملازمان قدیم کی بیوفائی سے تعجب کیا اور جو سلیمان میرزا اور ابراہیم میرزا اور رہندال میرزا مع افواج آئے اور چار دن کے بعد کابل کیطرف متوجہ ہوئے اور میرزا نے استقبال کر کے آب پنجہر کے کنارے تنور جنگ گرم کیا اور منہزم ہو کر بال اپنے سر اور داڑھی کے ترشوا کر لباس قلندرانہ مین کوہ ہندوکش کے دامن اور لمغان مین پہونچا اور ہنگام فرار میرزا عسکری گرفتار ہوا اور قراچہ خان قتل ہوا جنت آشیانی منصور و منصور کابل مین تشریف لائے اور ایک سال عیش و عشرت مین بسر کیا اور دوسری مرتبہ جب سپاہیان واقعہ طلب نے میرزا کے پاس جا کر ہجوم کیا اور جمعیت اُسکی تبعداد ایک ہزار اور پانسو کے پہونچی اور حاجی محمد خان اور بابا قشقہ بھی بے رخصت غزنین گئے آنحضرت نے سامان جنگ درست کر کے میرزا کے سر پر چڑھائی کی وہ ہمراہ افغانان مہمند اور خلیل اور داؤدزئی اور ملکان لمغانات نیلاب کی طرف بھاگا بادشاہ نے کابل مین نزول فرمایا اور میرزا نے پھر افغانان کے درمیان آکر دروازہ فساد کا وا کیا جنت آشیانی نے دوبارہ اُسکے سر پر جا کر بیرم خان ترکمان کو لکھا کہ غزنین مین آکر علاج حاجی محمد خان کا کرو اور حاجی محمد خان نے میرزا کو پیغام کیا کہ آپ جلد غزنین مین آیئے کہ بندہ مطیع و فرمان بردار ہی میرزا کہ لمغان سے پشاور مین بھاگا تھا بنکش اور کرونیر کے راستہ سے غزنین کی سمت روانہ ہوا لیکن بیرم خان ترکمان اسکے پہونچنے سے پیشتر غزنین مین داخل ہوا حاجی محمد خان کو بملایمت تمام کابل لیگیا تھا میرزا نا چار پشاور مین گیا اور جنت آشیانی نے کابل مین معاودت فرمائی حاجی محمد خان از روی توہم دوبارہ غزنین کیطرف مفرور ہوا اور بیرم خان پھر غزنین جا کر اُسے بہ دلاسا کابل مین لایا اُسوقت مرزا عسکری کو کہ برادر اعیانی میرزا کامران کا تھا میرزا سلیمان کے پاس بھیجا کہ بلخ کے راستہ سے ملک معظمہ کیطرف روانہ ہووے عسکری میرزا دادی مین عجشام اور مدینہ منورہ کے مابین ہی سنہ ۹۶۱ نو سو اکسٹھ ہجری مین فوت ہوا اور اُسکی ایک بیٹی تھی جسکو جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے یوسف خان مشہدی کے عقد مین دیا اور کامران میرزا ہوس سلطنت اور طمع شاہی مین افغانون کے درمیان لشکر کے فراہم لانے مین مقید تھا جنت آشیانی نے اول حاجی محمد خان کو جو بانی شر اور خمیر مایہ فساد تھا اول اُسے تیغ سیاست سے قتل کیا اُسکے بعد میرزا کی تادیب کے واسطے متوجہ ہوا اور خیبر کے نواح مین میرزا مع افغانان بسیار اُردوے بادشاہ پر

ذیقعدہ کی اکیسوین شب ۹۵۸ھ نوسو اٹھاون ہجری مین شبخون لایا اور ہندال میرزا شہید شہادت چکھکر روضہ رضوانکو سدھارا اور جب میرزاے ناسعادت مند کو بھائی کے شہید ہونے کی خبر پہونچی کارنا کردہ پلٹ کر افغانون کے پاس آیا جنت آشیانی نے رقیہ سلطان بیگم دختر میرزا کو مع نہیل وجہیز ہندال میرزا شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو ازراہ فرمائی اور غزنین بھی اُسکی جاگیر مین مقرر کیا اور خود افغانون نے مسکنون پر تاخت لایا اور اس مرتبہ بکثرت تمام اوس مہند اور خلیل کو قتل وتاراج ونہایت خوار و ذلیل کیا افغانون نے جب دیکھا کہ نقصان اور خرابی کے سوا حاصل کچھ نہین ہی میرزا کی رفاقت سے دست بردار ہوئے اور وہ ہند مین جاکر سلیم شاہ کے پاس التجا لیگئے اور سلیم شاہ نے بدسلوکی سے جب ارادہ آنکے حبس کا کیا بھاگ کر راجہ نگرکوٹ کے پاس پناہ لیگئے اور سلیم شاہ جو میرزا کو صاحب داعیہ جانتا تھا اُسکے پیچھے ۹۶۰ھ نوسو ساٹھ ہجری مین راجہاے پنجاب کے سر پر روانہ ہوا اور میرزا ہراسان ہوکر نگرکوٹ سے سلطان آدم کھکر کے پاس گیا اتفاقاً اندونمین جو میرزا حیدر دوغلات نے زمینداران کشمیر کی سرکشی سے شکایت اور التماس قدوم میمنت لزوم کی تھی جنت آشیانی نیلاب سے عبور کرکے ہند مین داخل ہوئے سلطان آدم نے اندیشہ کرکے میرزا کی محافظت کی اور حقیقت درگا مین لکھی جیسا کہ منعم خان حکم کے موافق سلطان آدم کے پاس جاکر میرزا کو لایا اُسکے بعد اوس چغتائی نے کہ میرزا کے نفاق اور جنگ وجدل سے نہایت آزردہ تھے معروض رکھا کہ ہماری عرض وناموس کی بقا میرزا کامران کی فنا پر منحصر ہی بادشاہ کمال مروت اور رحم دلی سے اُسکے قتل پر راضی نہوا اُمرا کی تسکین کیواسطے اُسکی آنکھ مین میل پھیرنے کی رضا دی اور محمد مومن قرنجو دی نے یہ مصرع اُسکا مادۂ تاریخ کیا مصرع چشم پوشید زبیداد شہ ۔ اور جب جنت آشیانی میرزا کے دیکھنے کو تشریف لیگئے میرزا نے چند قدم استقبال کرکے یہ قطعہ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا پڑھا قطعہ زقدر وشوکت سلطان نگشت چیزے کم ۔ بوز التفات بنبرت سرائے دہقانے ۔ کلاہ گوشۂ دہقان بآفتاب رسید ۔ کہ سایہ برسرش افگند چو تو سلطانے ۔ جنت آشیانی پر گریہ نے اسقدر غلبہ کیا کہ مجال تکلم نرہی اُٹھے اور افسوس بہت کیا اور میرزا حج کی اجازت لیکر سند کے راستہ سے مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوئے اپنی زوجہ کو کہ دختر میرزا شاہ حسین ارغون کی تھی اپنے ہمراہ لیگیا اور تین حج کرکے ۹۶۴ھ نوسو چوسٹھ ہجری مین اُس مقام مشرفہ مین انتقال کیا اور معلی مکی مین مدفون ہوا ہان سیج ہی نظم گنج بقا نیست درین خاکدان ۔ مزو فا نیست درین استخوان ۔ جملہ جہان خواہ کہن خواہ نو ۔ چون گذرانست نیرزد بجو ۔ اور میرزا کامران کی تین بیٹیان تھین اور ایک بیٹا موسوم بہ ابوالقاسم میرزا تھا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے اُس کو ۹۶۴ھ نوسو چوسٹھ ہجری مین قلعہ گوالیار مین قید کیا اور جسوقت خان زمان کے سر پر جاتا تھا اُسکے قتل کا اشارہ کیا اور ابوالقاسم میرزا نے قتل کے وقت یہ بیت کہ طبعزاد اُسکی تھی پڑھی بیت فلک بکشتن من اینقدر شتاب مکن ۔ چو خواہم از تتمت مرو اضطراب مکن ۔ قصہ کوتاہ کامران میرزا کی بیٹی میرزا ابراہیم حسین بن سلطان محمد کے عقد مین تھی اور اُس سے ایک لڑکا موسوم بہ مظفر حسین متولد ہوا اور دوسری بیٹی میرزا عبدالرحمن مغل کے عقد مین اور تیسری شاہ فخرالدین مشہدی رضوی کے حبالۂ نکاح مین تھی القصہ جب بادشاہ کو کامران میرزا کے فساد سے دلجمعی حاصل ہوئی اولوالعزمی سے چاہا کہ کشمیر کو بھی حوزۂ تصرف مین درلاوے اور سلیم شاہ جب پنجاب مین پہونچا تھا امراے چغتائی نے اُس تجویز کے خلاف یکزبان ہوکر عرض کیا قبلۂ عالم دعالمیان جب ہم کشمیر مین درآمد ہونگے تمام افغان راہ برامد مسدود کرینگے اُسوقت کار دشوار ہوگا بادشاہ نے بیبات قبول نفرمائی کشمیر کی طرف روانہ ہوئے اور تمام امرا خوش طبعانہ ہمراہی نکرکے کابل کی اطراف مین متوجہ ہوئے جنت آشیانی نے ناچار ہوکر اواخر شہب عزیمت کی باگ کابل کیطرف موڑی اور نیلاب سے عبور کرکے قلعہ بکرام تعمیر فرمایا اور سکندر خان

اوزبک کے سپرد کرکے کابل مین تشریف لیگئے اور شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو خواجہ جلال الدین محمود وزیر کے ہمراہ غزنین کی رخصت مرحمت فرمائی اور ۹۵۳ھ نوسو اکسٹھ ہجری مین شہزادہ محمد حکیم میرزا بلدۂ کابل مین متولد ہوا احوال اُسکا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے وقائع کے ذیل مین آویگا اور اس سال جنت آشیانی کی طبیعت فیض طوبت مفسدون کی تہمت اور افترا کے باعث بیرم خان ترکمان سے منحرف ہوئی اِس لحاظ سے کہ مبادا مذہب کے اتحاد کے سبب فتنہ لباش کیطرف مائل ہووے عزیمت یورش قندھار کرکے غزنین کے راستہ سے وہان گیا بیرم خان ترکمان جو اس تہمت سے بری تھا اور اس معاملہ سے ہرگز آگاہی نرکھتا تھا آنحضرت کی خبر توجہ سُنکر پانچ چھ آدمی مخصوص سے استقبال کرکے سعادت ملازمت حاصل کی اور پیشکش خوب اور تحف مرغوب نذر کیے اور جب آنحضرت پر ثابت اور متحقق ہوا کہ دشمنون نے جو کچھ اسکی نسبت عرض کیا تھا محض تہمت اور افترا ہی اسواسطے دلجوئی بیرم خان کی فرمائی اور دو مہینے کابل قندھار مین عیش و عشرت مین مشغول رہے اور ارباب عرض کو بھی سرزنش اور ملامت کی اور بیرم خان کے حال پر گوناگون نوازش اور قسم قسم کے الطاف مبذول فرمائے اور بیرم خان ترکمان نے عرض کی کہ قندھار کی حکومت سنبھل خان یا دوسرے کی تفویض کرکے اُسے بھی ملازم رکاب کرین یہ عرض معرض قبول مین نہ آئی لیکن رخصت کے وقت اُس خان ذیشان کو حسب التماس بہادر خان برادر علیخان سیستانی زمین داور کی جاگیر عنایت فرمائی اور اُسے اُسطرف روانہ کرکے خود کابل مین تشریف لائے پس اُسوقت مین بعضے مردم دہلی اور آگرہ کی عرضیان ملاحظہ مین گذرین کہ سلیم شاہ درمیان سے گیا اور ملوک و خوانین و افغان آپسمین طریق عناد و فساد ناپتے ہین اور تیغ خلاف غلاف سے کھینچکر وقت بیوقت آپسمین خونریزی کرتے ہین اور اب وہ وقت آیا ہی کہ حضرت ملک موروثی کیطرف متوجہ ہوکر تصرف مین لاوین بادشاہ کو جو سامان لشکرکشی ہندوستان مہیا نہ تھا متردد ہوئے اور ایک دن بسیر و شکار کیواسطے سوار ہوئے محمد صوفی سے فرمایا کہ مین سفر ہندوستان کیواسطے شگون لیتا ہون کہ اگر تین آدمی پیہم نظر آوین اُنکے نام استفسار کرکے مین فال نیک اختیار کرون فی الجملہ اول جو شخص سامنے آیا اُسکا نام پوچھا اُسنے عرض کی کہ میرا نام دولت خواجہ ہی تھوڑی دور اور گئے ایک دہقانی نظر آیا بعد سوال اُسنے کہا کہ مجھے طرا خواجہ کہتے ہین اسصورت مین آنحضرت نے ارشاد کیا کہ کیا خوب ہووے کہ تیسرا شخص سعادت خواجہ نام رکھتا ہو اتفاقات حسنہ سے جب چند قدم اور قدم رنجہ فرمایا ایک شخص اُسی اسم کا موجود ہوا جنت آشیانی اس بشارت خوش آثار سے نہایت خوشوقت اور محظوظ ہوئے اور باوجود اسکے کہ پندرہ ہزار سوار سے زیادہ نرکھتے تھے اور افغانون کا لشکر لاکھ سوار رکھتا تھا اور دو لاکھ بھی نشان دیتے تھے اس حال سے بہ سفر ہندوستان عازم ہوئے اور شہزادہ محمد حکیم میرزا کو منعم خان کی اتالیقی مین کابل مین چھوڑا اور خود بدولت و سعادت پاے مبارک رکاب مراد مین رکھکر صفر کے مہینے ۹۶۲ھ نوسو بیٹھ ہجری مین روانہ ہوئے اور بیرم خان ترکمان نے فرمان قضا جریان کے موافق مع بہادران اور تہمتنان جنگ دیدہ کے کہ اُسکے آبا اور اجداد کے نوکر تھے بشوکت تمام سعادت ملازمت حاصل کی جنت آشیانی نے نیلاب سے عبور کرکے بیرم خان ترکمان کو منصب سپہ سالاری کا عنایت فرمایا اور خضر خواجہ خان اور تردی بیگ خان اور سکندر سلطان اور علی قلیخان سیستانی اور دوسرے سردارون کو اُسکے ہمراہ کرکے بطور مقدمہ پیشتر روانہ کیا تاتارخان افغان حاکم قلعہ رہتاس کہ وہ قلعہ شیرشاہ افغان کا بنا کیا ہوا ہی طاقت مقاومت اپنے مین نہ دیکھکر دہلی کیطرف بھاگا اور جنت آشیانی کوچ متواترہ سے لاہور آئے اور امراے افغان جو اُسکی محافظت مین قیام کرتے تھے بلا جنگ بھاگے اور جنت آشیانی بہ مناعت شہر مین داخل ہوئے اور بیرم خان ترکمان امراے متقلانی کے ہمراہ سرہند گیا اُس حدود کو بھی بے تحریک

سیف و سنان کو کسی کی نکسیر بھی نہ بھونی متصرف ہوا اور اُس نواح کے زمیندار اور رعایا نے جادۂ اطاعت مین قدم رکھا اور جب خبر پہونچی کہ ایک گروہ شہباز خان اور نصیر خان کی سرداری مین دیپالپور مین فراہم ہوکر فساد کا ارادہ رکھتا ہے جنت آشیانی نے شاہ ابو المعالی کو کہ سادات ترمذ سے تھا اور فرزندی کے خطاب سے نوازش پائی تھی باتفاق علی قلیخان سیستانی کو اُنکے دفع کے واسطے مامور کیا اور وہ جماعت افغانون سے عرب کرکے متفرق اور پریشان ہوئی اور سازوسلب اور اہل وعیال کو اُنکی غارت کرکے مراجعت کی سکندر شاہ نے تاتار خان اور ہیبت خان افغان کو مع تیس ہزار سوار لشکر چغتائی کی جنگ کے واسطے نہایت قوت اور سامان سے مقرر کیا اور بیرم خان ترکمان دشمن کی کثرت سے اندیشہ نکرکے جنگ پر آمادہ ہوا اور آب ستلج سے عبور کرکے اُنکے سر پر روانہ ہوا اور غروب آفتاب کے وقت آپ پجوارہ کے ساحل اور اُردوے خصم کے مقابل نزول کیا اور چونکہ موسم زمستان تھا افغانان آگ اپنے خیمون کے آگے روشن کرکے لوازم بیداری مین مشغول ہوئے بیرم خان ترکمان اس حال سے خبردار ہوکر خوشحال ہوا اور بدون اُسکے کہ کوئی شخص اُسے خبر کرے ایک ہزار سوار اپنے ملازمان خاص سے لیکر اُردوے مخالف کے کنارے گیا اور افغانونکو کہ آگ کی روشنی سے نمودار تھے ہدف تیر کرکے شور اور ولولہ اُنکے درمیان ڈالا اور افغان کہ قلت عقل کی صفت مین موصوف ہین روشنی کی زیادتی مین کوشش کی اور تمام لشکریان اوطلف کا اُردو مین تھا ایکبارگی روشن کیا اس حرکت سے مغل اور بھی خوشوقت ہوے اور تیراندازی مین تقصیر نہ کی اس حال مین علی قلی سیستانی اور چند سوار دیگر واقف ہوکر بتعجیل تمام بیرم خان کے پاس حاضر ہوئے اور ہر طرف سے تیر باران شروع کیا افغان بیتاب ہوکر جنگ کے بہانہ سوار ہوئے اور جب اُردو سے باہر آئے دہلی کا راستہ لیکر متفرق ہوئے تاتار خان اور ہیبت خان افغان نے ایک ساعت توقف کیا جب اپنی سپاہ مین نہایت تفرقہ دیکھا اُنھون نے بھی ہاتھی اور گھوڑے اور اسباب چھوڑکر راہ فرار پائی مغل افغانون کا سازوسلب تاراج کرکے مسرور اور معمور ہوئے بیرم خان نے فیلون کو جنت آشیانی کے حضور لاہور مین بھیجا اور خود ماچیواڑہ مین قیام کیا اور امراے چغتائی کو پیشتر روانہ کیا وہ دہلی کے اطراف تک تاخت کرکے بہت پرگنون پر متصرف ہوئے اور وہ حضرت نے اس فتح سے محظوظ ہوکر بیرم خان ترکمان کو خانخانان کے خطاب اور یار وفادار و ہمدم غمگسار کے القاب سے سرفراز فرمایا اور اُسکے نوکرون کی سامی کیا وضع و شریف سے کیا ترک اور تاجیک سے اور کیا سقہ اور فراش سے کیا باورچی اور ساربان سے سب کو دفتر بادشاہی مین ثبت کرکے پایۂ شگرف پر پہونچایا اور کچھ اُنمین سے خان اور سلطان ہوکر نامداران جہان سے ہوئے سکندر شاہ بعد شکست تاتار خان اور ہیبت خان افغان موافقت کے بارہ مین امراے افغانان سے قسم لیکر مع اسّی ہزار سوار اور توپ بسیار اور فیلان جنگی اور نامی عزم رزم مین پنجاب کیطرف متوجہ ہوا بیرم خان ترکمان نے نوشہرہ مین جاکر نوشہرہ کو مضبوط کیا اور جب سکندر شاہ نوشہرہ کے ظاہر مین تھوڑے فاصلہ پر فرودگشت ہوا بیرم خان نے عریضہ لاہور بھیجکر استدعاے قدوم میمنت لزوم کی اور آنحضرت رایات اجلال متحرک کرکے نوشہرہ مین تشریف لائے اور قلعہ مین بیٹھکر چند روز طرفین سے عاشقان جنگ اور طالبان نام و ننگ نے میدان جانستان مین پیشقدمی کرکے داد مردی اور مردانگی کی دی آخر بتاریخ سلخ ماہ رجب سنہ مذکور مین کہ نوبت قراولی شاہزادۂ جلال الدین محمد اکبر کی تھی افغانون نے صفوف حرب آراستہ کرکے جنگ بادشاہی کے درپے ہوئے اور سپاہ چغتائی تمام قتال پر مستعد ہوکر شاہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوئے ایک طرف بیرم خان ترکمان مع اعوان و اتباع اور دوسری طرف سکندر خان اور عبد اللہ خان اوزبک اور شاہ ابو المعالی اور علی قلیخان سیستانی اور بہادر خان اور تردی بیگ خان بقاعدۂ چنگیزی حملہ آور ہوئے اور لوازم شجاعت اور مردانگی اور مافوق طاقت بشری

ظہور مین پہونچائے توفیق الٰہی سے افغان منہزم ہوئے اور سکندر شاہ کوہستان سوالک کیطرف بھاگا اور جنت آشیانی کے حکم کے موافق سکندر خان اوزبک اور دوسرے خوانین دہلی اور آگرہ مین جاکر متصرف ہوئے جنت آشیانی نے ابوالمعالی کو پنجاب کی حکومت دیکر سکندر شاہ کے دفع کیواسطے مامور کیا اور خود بدولت واقبال رمضان کے مہینے مین دہلی مین تشریف لائے اور ملک ملک بخش کی توفیق سے دوبارہ مملکت ہند پر کہ خال چہرۂ ہفت کشور ہے فرمانروا ہوئے بیرم خان ترکمان کو جاگیر اور عنایات خسروانہ سے ممتاز کرکے نہایت نوازش فرمائی اور تردی بیگ خان کو دہلی کا حاکم کیا اور سکندر خان اوزبک نے آگرہ کی حکومت پائی اور علی قلیخان سیستانی سنبھل اور میرٹھ کی سند امارت پاکر اُسطرف روانہ ہوا اور بیرم خان نے یہ رباعی اس فتح کی تاریخ مین موزون کی رباعی منشی خرد طالع میمون طلبیدہ انشا سخن زطبع موزون طلبیدہ تحریر چو کرد فتح ہندستان را تاریخ زشمشیر ہمایون طلبیدہ اور حالانکہ شاہ ابوالمعالی امرائے کلک کے ساتھ رعایت اور سلوک نکرتا تھا سکندر شاہ روز بروز قوی تر ہوتا تھا جنت آشیانی نے بیرم خان کو شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کا اتالیق کرکے اس والاگہر کی ملازمت مین سکندر شاہ کی دفع کے واسطے روانہ فرمایا آنحدون مین ایک شخص مشہور بہ فقیر دیوانہ نے سنبھل مین خروج کیا اور ردو آب کے درمیان مین تاراج اور غارت شروع کی اور علی قلیخان سیستانی نے اُسکے سر پر پہونچکر ربیع الاول کی پانچوین تاریخ سنہ ۹۶۳ نوسو ترسٹھ ہجری مین اُسکا سر بادشاہ کی درگاہ مین بھیجا اور اُسی مہینے کی ساتوین تاریخ وقت غروب آفتاب جنت آشیانی کتب خانہ کے کوٹھے پر برآمد ہوکر ایک لخظہ بیٹھے کہ نماز مغرب کی نماز کا وقت آیا اور مؤذن نے اذان شروع کی وہ حضرت تعظیم اور جواب بانگ نماز کیواسطے دوسرے زینہ پر بیٹھے اور برخاست کے وقت عصا پر تکیہ کرکے چاہا کہ ایستادہ ہون عصا لغزش کھاکر بغل سے نکل گیا اور بادشاہ زدبان سے جدا ہوکر زمین پر آئے اور بیہوش ہوگئے اعیان سلطنت اور ارکان مملکت حضرت کی حالت دیکھکر سراسیمہ ہوئے اور آنحضرت کو دولتخانہ مین لیگئے بعد ایک لخظہ کے حضرت کو افاقہ ہوا اور بات چیت کی اور اطبا معالجہ مین مشغول ہوئے لیکن سود مند نہ آیا گیارہوین تاریخ ماہ مذکور کو کہ وقت غروب آفتاب تھا ہمارے روح پرفتوح اقدس واعلی آشیان قدس کیطرف پرواز کرگیا اور یہ مصرعہ تاریخ اس واقعہ ہایلہ کا ہے مصرع ہمایون بادشہ از بام افتاد اور نئی دہلی مین دریاے جون کے کنارے مدفون ہوئے اور سنہ ۹۷۳ نوسو تہتر ہجری مین گنبد سایہ آپ کے مزار کا تیار ہوا مدت سلطنت اُسکی ہندوستان اور کابل مین پچیس برس تھی اور سن شریف اُنکا اکاون برس کا تھا یہ بادشاہ نہایت شجاع تھا اور سخاوت اور مروت مین بے نظیر اور علم ریاضی مین علم مہارت بلند کرکے علما اور فضلا سے صحبت رکھتا تھا اور ہر وقت اُسکی مجلس مین مسائل علمی کا مذکور رہوتا تھا اور ہمیشہ باوضو رہتا تھا اور بے وضو خدا کا نام زبان پر نہ لاتا تھا جیساکہ ایک دن میر عبدالحی صدر کو عبدل خطاب کرکے اپنے روبرو طلب کیا اور رحیب وضو کیا میر سے معذرت کرکے فرمایا کہ اُسوقت مین وضو نہ رکھتا تھا اور حی خدا کا نام ہمارا سواسطے مین نے تمہارا نام تمام نہین لیا اور علاوہ اسکے خوش قامت اور گندم رنگ تھے اور مذہب حنفی رکھتے تھے لیکن میرزا کامران اور بعضے امرائے چغتائی آنحضرت کو شیعہ مذہب مین جانتے تھے اُسکا سبب یہ تھا کہ عہد طفلی اور شاہزادگی سے اہل عراق اور خراسان کی ایک جماعت کہ اہل بیت سے محبت رکھتی تھی اُسکے پاس جمع ہوئی تھی اور اُنکے حال پر رعایت مبذول رہتی تھی اور بیرم خان ترکمان کہ آنحضرت کا مصاحب اور ہمدم تھا مذہب امامیہ رکھتا تھا اور جسوقت کہ سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوکر بادشاہ ہوئے بہت قزلباش اور اہل عراق نے تربیت کرکے بزرگ کیا اور کہتے ہین کہ کامران میرزا آنحضرت سے مذہب کے بارہ مین ہمیشہ ہمزبانی کرتا تھا جسوقت کہ شیر شاہ کے صدمہ سے تمام لاہور مین جمع ہوئے تھے

ایک دن دونون بھائی سوار کسی طرف جاتے تھے ایک کتا نظر پڑا کہ پانون اُٹھا کر ایک قبر پر پیشاب کرتا تھا میرزا نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اس قبر کا صاحب رافضی ہی بادشاہ نے کہا ہان ایسا ظاہر ہوتا تھا کہ کتا بھی سنی ہو چنانچہ اسطرح کی ظرافت بھائیون کے درمیان اکثر ہوا کرتی تھی لیکن حقیقت یہ ہی کہ ایسے کلمات کامران میرزا کے ضد اور بیرم خان ترکمان کی خوشی اور دوسرے ارباب دخل کیواسطے سرزد ہوتے تھے اور آنحضرت کا مذہب البتہ حنفی تھا بلکہ دیوان اور شعر آنحضرت کے جستہ جستہ نظر آتے ہین اور یہ ابیات بھی انھین کے طبعزاد ہین نظم گذشت از دل سرگشتہ ناوک ستمش ٭ بماند بر من دل دادہ لذت الم‌ش ٭ بقصد کشتن عشاق گر کند میلے ٭ عجب مباشد از اخلاص دشمنم کرمش ٭ کراست زہرہ قرب حریم حرمت او ٭ کہ جبرئیل امین نیست محرم حرمش ٭ اگر بہ پرسش عشاق می نہند قدمے ٭ ہزار جان گرامی فدائے ہر قدمش ٭ ولہ خوش آنکہ باخیالت عمر نشستہ بودم ٭ ز فتوق سرو قامت از جاے جستہ بودم ٭ عجبم مکن کہ گفتم موے ترا پریشان ٭ ز شرح جعد زلفت چون دل شکستہ بودم ٭ ز شرع غنچہ او ہرگز نگفتہ حرفے ٭ لب را دران حکایت بیوستہ بستہ بودم ٭ حقا کہ چون ہمایون در حال وصل بیخود ٭ با دوست در حکایت از خویش رستہ بودم ٭ ولہ داغ عشق تو بر جبین منست ٭ خاتم لعل تو نگین منست ٭ تا نشستم چو خاک بر رہ تو ٭ پشت بام فلک زمین منست ٭ ہر کجا شہر و شہریارے بود ٭ این زمان بندہ کمین منست ٭ خط مشکین بصفحہ گلفام ٭ آیت رحمت مبین منست ٭ ولہ من اشک روان چو گنج قارون دارم ٭ گلگونہ دردن کیسہ زافیون دارم

ذکر بادشاہ جسم جاہ ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کی سلطنت کا

شیخ ابو الفضل شیخ فیضی کے بھائی نے اس بادشاہ عالی جاہ کا جزوی اور کلی قضایا اکبر نامہ مین کہ ایک لاکھ اور ہزار بیت کے قریب ہی ثبت کیا اور مؤلف ان اوراق کا محمد قاسم فرشتہ کہ درپی اختصار ہی خلاصہ اسکا اس کتاب مین مندرج کرتا ہی لو کہتا ہی جسوقت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کتب خانہ کے کوٹھے سے گر کر شدت ضعف مین گرفتار ہوا ارکان دولت اور اعیان حضرت نے شیخ جولی کو کہ معتمدان درگاہ سے تھا اُس حالت کی خبر پہونچانے کیواسطے بذریعہ ڈاک پنجاب کی طرف روانہ کیا اور اُسنے کلانور مین پہونچکر شاہزادہ والا گہر کی نقد ملازمت حاصل کرکے قضیہ سانحہ کا معروض کیا اور اسکے بعد جب خبر رحلت پہونچی امرا لوازم تعزیت بجالائے اور آپسمین اتفاق کرکے ماہ ربیع الثانی کی دوسری تاریخ سنہ ۹۶۳ نو سو تریسٹھ ہجری مین شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو کہ تیرہ برس اور نو مہینے اُسکی عمر سے گذرے تھے کلانور مین تخت فرمانروہی پر اجلاس کروایا قطعہ گل امید شگفت و وزید باد مراد ٭ مراد خلق خدا آنچنانکہ باید داد ٭ ز دست فتنہ دوران جہان بشد ایمن ٭ کہ بادشاہ جہان پاہی بر سر بنہاد ٭ بیرم خان ترکمان باوجود منصب سپہ سالاری اور اتالیقی کے وکالت کے عہدہ پر مامور ہو کر متصدی امور ملک مال ہوا اور فرامین بشارت جلوس و راستمالت سپاہ و رعیت اطراف و اکناف مین بھیجکر تمغا جات اور راہداری اور سلامانہ اور پیشکش اور سرانہ تمامی ممالک محروسہ کا معاف اور واگذاشت کیا اور پہلے شاہ ابو المعانی کو کہ داعیہ مخالفت کا رکھتا تھا گرفتار کرکے واجب القتل ٹھہرایا اور جو دہ حضرت کہ بیشتر اسم شریف اُنکا عرش آشیانی اور گاہے ساتھ خاقان اکبر کے ادا ہوگا کمال ترحم سے راضی نہوئے اور اُس سید کو قید کرکے پہلوان گل گیر کے پاس جو لاہور کا کوتوال تھا بھیجا شاہ ابو المعالی چند روز کے بعد قید خانہ سے بھاگا گل گیر پہلوان نے کمال خجالت اور انتہاے غیرت سے اپنے تئین ہلاک کیا تردی بیگ خان نے تمام اسباب بادشاہی کو دہلی سے ابو القاسم میرزا و لد کامران میرزا کی صحابت سے اُردوے معلی مین ارسال کیا اور علی قلی خان سیستانی حاکم سنبھل اور سکندر خان اوزبک حاکم آگرہ اور بہادر خان حاکم دیپالپور اور منعم خان اتالیق اور محمد حکیم میرزا نے عرائض بھیجکر اظہار اخلاص اور بندگی کی

بعدہ لشکر ظفر پیکر سکندر خان کے استیصال کیواسطے دامن کوہ سوالک کی سمت روانہ ہوا اور حرب کے بعد سکندر خان
کوہ سوالک کے درمیان سے بھاگا اور دہرام چند راجہ نگر کوٹ کا دربار مین حاضر ہوا عرش آشیانی نے اسکے حال پر نوازش فرمائی
اور ملک مورد ثی مع جاگیر اُسے ارزانی فرمایا اور عرش آشیانی بارش کی کثرت سے جالندھر کیطرف رونق افزا ہوئے اور یکمدت
وہان توقف کیا اور اُنھون مین سلیمان میرزا بقصد تسخیر کابل بدخشان سے روانہ ہوا اور اُسکے پہونچتے ہی منعم خان کہ سرداکابر دہ
تھا حصاری ہوکر اُسنے علم مدافعت بلند کیا اور خاقان اکبر اس حال سے مطلع ہوئے اور محمد قلی برلاس اور خان اعظم شمس الدین
محمد خان انکہ اور خضر خان کو منعم خان کی اعانت کو بھیجا چنانچہ بعضے قلعہ مین در آئے اور اکثر باہر رہے اور چار مہینے کے عرصہ مین
شب و روز بدخشانیون نے اطراف اُردو مین زحمت پہونچا کر عاجز اور تنگ کیا سلیمان میرزا نے منعم خان کو پیغام دیا کہ اگر
تو خطبہ مین میرا نام داخل کرے تو مین یہان سے کوچ کر جاؤن منعم خان نے صلاح وقت دیکھکر اُسکے کہنے پر عمل کیا اور سلیمان میرزا
بدخشان کیطرف متوجہ ہوا اُنروزون مین ہیموی بقال وزیر محمد شاہ عدلی مع تیس ہزار سوار اور پیادے اور دو ہزار فیل خنگی کے کہ
اکثر اُسمین مست تھے آگرہ کیطرف روانہ ہوا سکندر خان اوزبک تاب مقاومت نہ لاکر دہلی کیطرف راہی ہوا اور شادیخان افغان
کہ وہ عدلی کے امرائے معتمد سے تھا آب رہٹ کے کنارے آیا اور علی قلیخان سیستانی نے کہ اُسوقت خانزمانی کا خطاب پایا تھا
باتفاق امرائے کبلی مثل قاسم خان و محمد امین دیوانہ دہابا سعید قبچاقی مع تین ہزار سوار عراقی اور خراسانی آب رہٹ سے عبور
کرکے شادیخان افغان سے مقابلہ کیا اور وہ منہزم ہوا اور کچھ فوج اُسکی قتل ہوئی اور اکثر آب دریا کے عبور کے وقت غرق
ہوئی جیساکہ تین ہزار فوج سے دو سو یا تین سو سے زیادہ آدمی زندہ نرہے اور جب ہیموی بقال آگرہ پر متصرف ہوکر دہلی
کیطرف متوجہ ہوا تردی بیگ خان نے ایلچیون کو اطراف مین بھیجکر امرا کو طلب کیا عبداللہ خان اور لعل سلطان بدخشی و علی قلیخان
اندرابی اور میرک خان کولابی وغیرہ بلا توقف دہلی مین آئے اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان کہ اُسکی کمک ابتک دہلی مین
نہ پہونچی تھی کہ تردی بیگ خان نے شتابی کرکے ہیموی بقال سے مقابلہ کیا اور ہیموی بقال کہ ایک کافر شجاع تھا تین چار ہزار
سوار جرار انتخابی اور فیلان کوہ پیکر جنگی لیکر صف قلب سے جدا ہوا اور اول تردی بیگ خان پر کہ اپنے مقابل سے جنگ مین
مشغول تھا حملہ آور ہوا چنانچہ اُسے معرکہ سے پسپا کرکے اور دن کیطرف متوجہ ہوا اور انھین بھی منہزم کرکے دہلی پر قابض ہوا
تردی بیگ خان اور دیگر امرا سے ممکن تھا کہ علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور دوسرے امرا اور سرداروں کو ساتھ لیکے
متفق کرکے شکست کا تدارک کرتے یا یہ کہ دہلی کے اطراف مین پناہ لیکر بادشاہ سے کمک کے مستدعی ہوتے اندونون امرونمین
سے ایک بھی نہ کیا نوشہرہ کیطرف روان ہوئے اور ولایت خالی چھوڑکر دشمن کے سپرد کی علی قلیخان سیستانی نے پیٹھ مین یہ
خبر سنی جو تنہا اُس حدود کے ضبط سے عہدہ برا نہو سکتا تھا آیا لاچار ہوکر وہ بھی نوشہرہ گیا عرش آشیانی جالندھر مین اس واقعہ سے مطلع
ہوئے جو پنجاب کے سوا اور تمام ممالک افغانون کے تصرف مین در آئے تھے دلگیر ہوئے جو کہ صغر سن کے باعث امور بادشاہی مین
مشغول نہو سکتے تھے بیرم خان ترکمانکو جان بابا خطاب دیکر نوازش فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ ہمنے تمام مہمات ملکی اور مالی کو تیری طرف رجوع کیا
جسمین صلاح دولت دیکھ عمل مین لاوہ کام میرے حکم پر موقوف نرکھ اور علاوہ اسکے اس بارہ مین اُسے ہمایون شاہ کی روح
پرفتوح اور اپنے فرق مبارک کی قسم دیکر ظاہر کیا کہ تو لوگون کی دشمنی کا نہ اندیشہ کر اور یہ مصرع پڑھا مصرع دوست گر دوست بود
ہر دو جہان تیمن باش اور اُسوقت جمیع امرا کو ایکجا کرکے ایک انجمن ترتیب دی اور مشورہ کیا جو لشکر مخالف کو ایک لاکھ سوار
سے زیادہ نشان دیتے ہین اور لشکر بادشاہ کا عدد بیس ہزار سے زیادہ نہین سب کابل کی روانگی پر مایل ہوئے لیکن

بیرم خان ترکمان نے جنگ مخالفین مین مستعد ہونا انسب دیکھا خاقان اکبر باوجود صغر سن کے اس مشورہ اور صلاح پر سی مین مائل اور راغب ہوا بے تامل خضر خواجہ خان کو کہ فرزند سلاطین مغل سے تھا اور بابر شاہ کی بیٹی مسماۃ گلبدن بیگم اُسکے عقد نکاح مین تھی لاہور کا حاکم کرکے سکندر شاہ کے دفع کے واسطے تعین کیا اور خود بہ نفس نفیس ہیموی بقال کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے آمادہ ہوئے اور نوشہرہ مین امرائے گریختہ نے ملازمت کی اور خانخانان نے تردی بیگ کو بسبب تقصیرات کے ایسے وقت مین کہ بادشاہ شکار کو گئے تھے مکان مین بلایا اور بلا توقف اپنے حضور سراپردہ مین گردن ماری اور بادشاہ نے یہ خبر شکارگاہ مین سنی جب معاودت کی بیرم خان نے معروض کیا کہ مین بتحقیق جانتا تھا کہ آنحضرت باوجود گناہ کبیرہ کے کہ اُس سے سرزد ہوا عنایت ذاتی اور مراحم قلبی سے اُسکے قتل مین تامل فرماوینگے اور عفو ایسی تقصیر کا ایسے وقت مین کہ مخالف قریب پہونچا اور افغان کے مانند ایک غنیم نے ممالک ہند پر غلبہ پایا مناسب نہ تھا ہر آئینہ مین نے حکم اقدس صریح اس باب مین حاصل نہ کرکے جرأت اُسکے قتل مین کی عرش آشیانی نے زبان تحسین و آفرین مین کھولکر اُسکا عذر مسموع فرمایا اور ثقات سے سُنا گیا کہ اگر بیرم خان ترکمان تردی بیگ کو نہ قتل کرتا الوس چغتائی ضبط مین نہ آتا اور قصہ شیر شاہ کا پیش آتا اُسکے بعد امرائے مغل کہ ہر ایک آپ کو کیقباد اور کیکاؤس جانتے تھے بیرم خان ترکمان سے حساب پاک مین ہوکر ہوائے سرکشی سر سے باہر کیا اور نفاق برطرف ہوا اور جو رایات ظفر آیات نوشہرہ سے دہلی مین روانہ ہوئے سکندر خان اوزبک اور عبداللہ خان اور علی قلیخان اندرابی اور محمد خان جلایر بدخشی اور مجنون خان قاقشال اور دیگر امرا بپا شیلقی علی قلی خان سیستانی المخاطب بخانزمان کہ امیر الامرا ہوا تھا برسم منقلائی روانہ ہوئے اور ایک جماعت بیرم خان کے نوکران خاصہ سے بھی مثل حسین قلی بیگ اور محمد صادق خان پردانچی اور شاہقلیخان محرم اور میر محمد قاسم خان نیشاپوری اور سید محمد بارہہ وغیرہم امرائے منقلائی کے ہمراہ ہوئے اور ہیموی بقال نے جو آپ کو راجہ بکرماجیت مشہور کرکے کوس تکبر اور غرور کا بجاتا تھا شادی خان افغان اور امرائے افغان کو بھی ساتھ اپنے ملحق کرکے مع افواج کثیرہ کہ مور و ملخ کے مانند تھے عزم رزم مین استقبال کیا اور ایک جماعت سرداران عمدہ افغانون کو مع توپخانہ عظیم افواج منقلائی بادشاہی کے مقابلہ کو پیشتر روانہ کیا اور وہ خود افواج مغل سے منہزم ہوکر بحال ابتر پلٹ گئے اور توپخانہ یکقلم برباد کیا ہیموی بقال جب پانی پت کے نواح مین پہونچا اور خبر لشکر چغتائی کے قریب تر پہونچنے کی سنی فیلون کو کہ اعتماد تمام اُنپر رکھتا تھا سرداران بزرگ کو تقسیم کیے تاکہ آپ سوار ہوکر لوازم جنگ مین مشغول ہو دین اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخانزمان جمعہ کے دن علی الصباح کہ محرم کی دوسری تاریخ سنہ ۹۶۴ نو سو چوسٹھ ہجری تھی آراستگی صفوف مین مصروف ہوکر مستعد قتال ہوا اور طرفین سے مردان مرد اور طالبان نبرد اسپان تازی پر سوار ہوکر میدان جانستان مین گھوڑون کو جولان کرنے لگے اور داد کشش کی دی اور مغلون نے کہ قتل تردی بیگ کو مشاہدہ کیا تھا پاے ثبات زین کین سے متزلزل نکرتے تھے بارے ہیموی بقال فیل ہوا نے نام پر سوار ہوا اور تین چار ہزار سوار کارگزار فوج قلب سے افواج پیش لشکر کو آن واحد مین برہم مارا اور بے توقف صفوف قلب پر کہ محل قرار علی قلیخان سیستانی تھے متوجہ ہوا بہادران بیرم خانی کہ اُس صف مین تھے شرائط شجاعت بجالائے آلات حرب کے استعمال مین کچھ تقصیر نہ کی اس دمیا مین ایک تیر ہیموی بقال کی آنکھ مین لگا ہر چند کہ کاری نہ تھا افغانان بیدل نے جب خون اُسکے حدقہ چشم سے روان دیکھا راہ فرار اپنا لی ہیموی بقال نے باوصف اس چشم زخم کے جرأت کو کام فرمایا یعنی تیر کو باہر کھینچکر آنکھ کو رومال سے باندھا اور تھوڑے آدمیون سے سر اسیمہ حملہ کرتا تھا اُسوقت شاہقلیخان محرم ہیموی بقال کے فیل کے قریب پہونچا اور اُسے معلوم نہ تھا کہ یہ ہیموی بقال کل مرکب ہے

حملہ فیلبانون پر کیا فیلبانون نے اپنے حفظ کے واسطے ہیموی بقال کے حال سے خبر دی شاہ قلیخان نجت کی مساعدت سے خوشحال ہوکر فیل اور فیلبانون کو مع ہیموی بقال معرکہ سے کنارے لاکر بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا اور مغلون نے افغانون کا پیچھا کیا اسقدر آدمی کہ محاسب وہم اسکی تعداد سے عاجز ہی تیغ بیدریغ سے قتل کیے شاہ قلیخان جو ہیموی بقال کو بادشاہ کے روبرو کہ دو منزل کوس کے فاصلہ پر تھا لایا بیرم خان نے عرض کی کہ بادشاہ بقصد جہاد اگر ایک شمشیر اس کافر حربی کے سر پر رسید کرین جہاد کبرا ہوگا آنحضرت شمشیر اسکے فرق پر پہونچا کر غازی ہوے اسوقت بیرم خان ترکمان نے اپنے ہاتھ سے اسے مقتول کیا اور سر اسکا کابل مین اور لاش بے سر دہلی مین روانہ کی اور ڈیڑھ ہزار ہاتھی سے زیادہ لشکر ظفر پیکر کے ہاتھ آئے بادشاہ منصور و مظفر ہوکر دہلی مین تشریف لائے ملا پیر محمد شروانی کو کہ بیرم خان ترکمان کا وکیل تھا میوات کی طرف بھیجا اسنے وہان جاتے ہی ہیموی بقال کی اہل وعیال کو دستگیر کیا اور خزانہ اسکا دستیاب کرکے بہت افغانون کو کہ وہان تھے علف تیغ خون آشام کیا درمیان اس حال کے لشکر قزلباش یا تشیلقی سلطان حسین میرزا ابن بہرام میرزا ابن شاہ اسمعیل صفوی نے ہمراہ رکاب شاہ طہماسپ صفوی کے حکم کے بموجب قندھار کے اطراف مین آنکر محاصرہ کیا بعد مساعی جمیلہ محمد شاہ قندھاری کے تصرف سے جو نوکر بیرم خان ترکمان کا تھا برآوردہ کرکے قابض ہوے اور خضر خواجہ خان بھی سکندر خان سے لڑکر لاہور بھاگا عرش آشیانی بموجب اسکے کہ مصرع جہانگیری توقف برنتابد + سکندر شاہ کے دفع کے واسطے پنجاب کی طرف متوجہ ہوے سکندر شاہ کہ کلانور مین آیا تھا مقاومت کی قدرت اپنے مین ندیکھی قلعہ مالکوٹ کی طرف کہ سلیم شاہ نے کہکر انکے دفع کے لیے پہاڑون کے درمیان ایک کوہ رفیع پر تیار کیا تھا جاکر متحصن ہوا بادشاہ نے وہان نزول فرماکر تین مہینے قیام کیا اور اون دنون مین عرش آشیانی کی والدہ ماجدہ اور دیگر بیگمات اور اہل وعیال امرا اور سپاہیان کہ جسقدر کابل مین تھے اون امرا کے ہمراہ جو منعم خان کی کمک کے واسطے گئے تھے پہونچے اور محمد حکیم میرزا حکم کے موافق مع والدہ اور ایک ہمشیرہ اعیانی اپنے کے کابل مین رہا اس ملک کی حکومت اسکے تعلق ہوئی اور منعم خان اسکا اتالیق ہوا اور جب قلعہ مالکوٹ کے محاصرہ نے چھ مہینے کا عرصہ کھینچا سکندر شاہ نے عاجز ہوکر استدعاے قدوم ایک امراے معتبر کے ذریعہ سے کی چنانچہ بعد صدور حکم خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ قلعہ مین گیا اور سکندر شاہ نے اس سے یہ بات کہی کہ مین جرائم کی کثرت سے بادشاہ کی ملازمت کی طاقت نہین رکھتا لیکن اپنے فرزند شیخ عبدالرحمن کو درگاہ مین بھیجکر خود بنگالہ کی طرف جاکر بادشاہ کی اطاعت مین سرگرم رہونگا خان اعظم شمس الدین خان اتکہ قلعہ سے واپس آیا اور سکندر شاہ کا پیغام بادشاہ سے معروض کیا وہ قبول و منظور ہوا اور شیخ عبدالرحمن رمضان کے مہینے سنہ ۹۶۲ نو سو چوسٹھ ہجری مین حاضر حضور ہوا اور چند زنجیر فیل پیشکش کیے سکندر شاہ قلعہ سے برآمد ہوکر بنگالہ گیا عرش آشیانی نے وہ قلعہ مردم درگاہ کے سپرد فرمایا اور عازم لاہور ہوئے اور اثناے راہ مین بیرم خان ترکمان کے مزاج مین انحراف جاگزین ہوا چند روز سوار نہوا ایک دن بادشاہ نے مست فیل نامی مست کی لڑائی کا حکم دیا وہ لڑتے ہوے بیرم خان ترکمان کے خیمہ کے قریب جا پہونچے اور شور و غل تماشائیون کا بلند ہوا بیرم خان کے دل مین یہ گمان گذرا کہ یہ امر بادشاہ کے اشارہ سے سرزد ہوا ہے پھر بوساطت ماہم انکہ کے پیغام دیا کہ اس درد تنخواہ کے منزل کے قریب فیلبان مست کے چھوڑنے کا کیا سبب ہے اگر کوئی بات میری طرف سے غیر واقع موقف عرض مین پہونچی ہو اور وہ موجب غبار دل صفا منزل ہوئی ہو اسکے اعلام سے مجھے ممنون مکرمت کرین ماہم انکہ نے جو کچھ بیان واقع تھا جواب دیا کہ فیلون کا آنا اس نواح مین اتفاقیہ ہے نہ کسی کی فرمائش سے اس صورت مین بھی بیرم خان کی تسلی نہوئی یہانتک کہ لاہور مین آیا اور خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ نے کہ بیرم خان اس سے بدگمان تھا اسکے

تجمہ مین جاکر قسم کھائی کہ خلا اور ملا مین ایسی بات کہ خاطر اقدس کے باعث کلفت ہو نہین کہی گئی عرش آشیانی شہر صفر کی پندرھوین تاریخ ۹۶۵ھ ہجری مین عازم دہلی ہوے اور شکارکنان اور صید افگنان ماہ جمادی الثانی کی پچیسوین تاریخ کو منزل مقصد پر پہونچے اور اثنائے راہ مین یعنی موضع جالندر مین ازدواج سلیمہ سلطان بیگم دختر میرزا نورالدین محمد خواہرزادۂ ہمایون بادشاہ کا اکبر شاہ کے حسب الارشاد بیرم خان کے ساتھ واقع ہوا اور اُس سال امیرالامرا علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان سے کہ امراے پنجہزاری سے تھا اور صوبہ شرقی کی حکومت رکھتا تھا مزاحمت سرزد ہوئی حضرت کے خاطر دریا مقاطر کی رنجش کا سبب ہوا وہ یہ ہی کہ ایک لڑکا شاہم بیگ نام کہ احدیون کے زمرہ مین منتظم تھا اور قبل اسکے بسبب حسن صورت اور نیک سیرت اور تناسب اعضا ہمایون بادشاہ کا منظور نظر ہوا تھا علی قلیخان سیستانی المخاطب خان زمان اُسے کسی تقریب سے اپنے پاس لیگیا اور برسم اجلاف اور اوباش ماوراء النہر کے تسلیم اور تواضع کہ سلاطین کیواسطے مخصوص ہی نسبت اسکے فعل مین لاتا تھا اور اس معنی نے شہرت پائی عرش آشیانی نے شاہم بیگ کے طلب مین حکم نافذ فرمایا اور جواہمال اسکے بھیجنے مین ہوا ملا پیر محمد کی تحریر سے لشکر خان زمان کے سر پر مقرر ہوا اُسنے ہراسان ہوکر فرخ علی نام نوکر کو کہ معتمد اُسکا تھا بھیجا تاکہ عذرخواہی اور معذرت کرے فرخ علی دہلی مین آیا اور ملا پیر محمد کے پاس کہ کوئی امر بے رضا اُسکی جاری نہوتا تھا گیا اور ملا پیر محمد خان زمان کے مذہب شیعہ کے دعوی کرنے اور اصحاب اخیار پر زبرا کرنے سے نہایت آزردہ تھا اور اُسکو بیرم خان ترکمان کے دوستون سے شمار کرتا تھا فرخ علی کو زدوکوب کے بعد اسقدر لاتین مارین اور کوٹھے سے نیچے گرادیا کہ مرغ روح اُسکا قفس تن سے پرواز کرگیا علی قلیخان صحبت غلیظہ دیکھکر سمجھا کہ دشمن کسی نہ کسی بہانہ سے شاہم بیگ کو خراب کیا چاہتے ہین اسواسطے اُسنے شاہم بیگ کو رخصت دی شاہم بیگ ہر روز ایک منزل سے دوسری منزل مین اور ہر شب ایک مقام سے دوسرے مقام مین بسیر لیجاتا تھا یہانتک کہ پرگنہ سرورپور مین کہ جاگیر عبدالرحمن بیگ نام ایک شخص کے تھی پہونچا اور علی قلیخان سیستانی کی ایک معشوقہ گائن تھی اور اُسکا نام آرام دل تھا کمال اتحاد سے شاہم بیگ کے پاس ایک مجلس مین حاضر کرتا تھا اور تناسب مداخل کے سبب شاہم بیگ اور آرام دل کے درمیان ایک محبت پیدا ہوئی علی قلیخان نے وہ گائن اُسکے حوالہ کی اور شاہم بیگ ایک مدت اُسکے ساتھ ہمبستر رہا عبدالرحمن بیگ کہ اُسکے مصاحبون سے تھا وہ اُسوقت مین عبدالرحمن بیگ کے حقوق آشنائی منظور رکھکر لوازم ضیافت بجالایا چنانچہ ایکدن دونون شخص نے ایک باغ مین بیٹھکر مجلس شراب آراستہ کی شاہم بیگ نے آرام دل کو کہ حاضر تھی طلب کیا عبدالرحمن بیگ نے مضائقہ کیا شاہم بیگ نے ازبس ضعم تحکم سے عبدالرحمن بیگ کو جکڑکر باندھا اور آرام دل کو سنگدلی سے کھینچا منگوایا اور جب موید بیگ برادر عبدالرحمن بیگ اپنے بھائی کی گرفتاری اور ذلت وخواری سے آگاہ ہوا ایک جماعت مسلح ہمراہ لیکر باغ کے دروازہ پر آیا اور آتش جنگ افروختہ کی اثنائے جنگ مین ایک تیر شاہم بیگ کے ایسا کاری لگا کہ اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا علی قلیخان سیستانی اس سانحہ سے واقف ہوکر بقصد انتقام سرورپور کی طرف متوجہ ہوا اور جو کہ عبدالرحمن بیگ نے بھاگ کر بادشاہ کے پاس پناہ لی تھی شاہم بیگ کا جنازہ ہمراہ لیکر جونپور کی طرف گیا اس درمیان مین مصاحب بیگ ولد خواجہ کلان بیگ منظور پنجاب دادا کے سوابق حقوق پر کرکے بیرم خان ترکمان کے ساتھ کہ صاحب بیس ہزار سوار کا تھا حسب مرضی سلوک نکرتا تھا اور باوجود نصیحت ہرگز متنبہ نہوتا تھا آخر کو دہلی مین حسب الحکم بیرم خان کے قتل ہوا اور امراے چغتائی مین فساد عظیم برپا ہوا بادشاہ رنجیدہ ہوکر ماہ محرم ۹۶۷ھ نوسو ستر ہجری مین دریا کے راستہ سے آگرہ کی طرف متوجہ ہوے اور ابھی

تصفیہ مصاحب بیگ کے قتل کا دلون سے محو ہوا تھا کہ بیرم خان ترکمان ملا پیر محمد کے غلبہ سے عاجز آیا اور اُسکے اخراج کے درپے ہوا کسواسطے کہ ملا پیر محمد ایک تو بادشاہ کا اُستاد اور دوسرے اُس سے قریب رکھتا تھا امرا و ارکان دولت اکثر اوقات اُسکے مکان مین بار پاتے تھے اس عرصہ مین ملا پیر محمد بیمار ہوے اور بیرم خان ترکمان انکی عیادت کو گیا غلام اور دربان اُسکے روبرو آئے اور یہ بات کہی کہ آپ ایک لحظہ یہان توقف فرمایئے کہ ہم آپکے آنے کی خبر سرکار مین بھیجکر اذن دخول حاصل کرین بیرم خان ترکمان نہایت آزردہ ہوا اور ملا پیر محمد اس حال سے آگاہ ہوکر باہر تشریف لائے اور معذرت کرکے بیرم خان کو دیوانخانہ مین لیگئے اور بعد اسکے بیرم خان کے ہمراہیون نے ایک نفر سے زیادہ اذن دخول نہ پایا اور یہ بحث اور تکرار کدورات سابقہ کی ضمیمہ ہوئی اور باوجود بیرم خان ترکمان نے بادشاہ کے بدون اذن ملا پیر محمد کو کہ نوکر چالیس برس کا تھا قلعہ بیانہ مین محبوس کیا اور چند روز کے بعد گجرات کی طرف نکالدیا اور کشتی مین بٹھاکر مکہ معظمہ مین روانہ کیا اور حاجی محمد خان سیستانی کو بجاے ملا پیر محمد وکیل بنایا کیا اور شیخ گدائی ولد شیخ جمالی دہلوی شاعر کو کہ بیرم خان شیر شاہ کے عہد مین گجرات مین بڑا تھا اور خدمات پسندیدہ بیش پہونچائین تھین منصب صدارت اور امارت پر پہونچایا اور بحث ملا پیر محمد کے جب زیادہ تر بادشاہ کے خاطر فیض مقاطر کے موجب کلفت ہوئی بیرم خان ترکمان مقام تدارک مین ہوکر تسخیر گوالیار کا تذکرہ درمیان مین لایا اور چند مدت اُسے مشغول رکھا اور جو کہ قلعہ گوالیار کو سلیم شاہ نے اپنا جائے نشست کیا تھا اور سہیل خان نام ایک غلام غلامان سلیم شاہ سے بحکم محمد شاہ عدلی اُسکے انتظام کے واسطے قیام رکھتا تھا بیرم خان کے ارادہ سے مطلع ہوا اور رام شاہ کو کہ راجہ مانسنگھ کی نسل سے تھا پیغام کیا کہ آپکے باپ اور دادا قدیم الایام سے اس قلعہ کے حاکم رہے ہین اور مین اس قلعہ کی ضبط سے ایسے بادشاہ عظیم الشان کے جوار مین عاجز ہون اس قلعہ کا عوض جو کچھ مناسب جانیے مجھے دیکر آپ قلعہ پر متصرف ہو دین رام شاہ اس لطیفہ کو عنایات غیبی جانکر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور راقبال خان جاگیردار اُسطرف کا بیرم خان ترکمان کے اشارہ سے سد راہ اُسکا ہوا اور بعد جہد وافر و قتال متکاثر کے رام شاہ کو ولایت رانا کی طرف مفرور کیا اور قلعہ گوالیار کو مفتوح کیا اور سہیل خان غلام نے ایلچی بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجکر اطاعت اظہار کی بیرم خان نے عرض اقدس مین پہونچاکر حاجی محمد خان کو اپنی طرف سے وہان بھیجا تو قلعہ پر متصرف ہوکر سہیل خان کو نہایت تشفی اور دلاسا دیکر درگاہ مین لاوے اور علی قلیخان سیستانی الملقب خان زمان نے بھی کہ در پی رفع کدورت بادشاہ تھا اُس سال سرکار جونپور اور بنارس کو آب گنگ کے ساحل تک کہ بعد شکست نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے افغانون کے تصرف مین تھے ضرب شمشیر سے ایکبارگی برآوردہ کرکے ممالک محروسہ مین داخل کیا اس سبب سے بادشاہ نے اُسکی نسبت مقام عنایت مین ہوکر دونون سردارون کو خلعت کمربند و شمشیر مرصع وغیرہ سے مخلع کرکے اقسام الطاف و نوازشات سے سرفراز اور ممتاز فرمایا اور ماہ رجب سنہ مذکور مین شیخ محمد غوث بھائی شیخ بہلول کا کہ حق خدمت اُس خاندان والاشان پر رکھتا تھا اور افغانون کے غلبہ کے وقت گجرات مین گیا تھا اُسوقت مع فرزندون اور مریدون کے درگاہ مین آیا اور جب بیرم خان کو اپنی طرف متوجہ اور مہربان نہایا پھر گوالیار کی طرف کہ مسکن قدیم اُسکا تھا روانہ ہوا خاقان اکبر دوبارہ اس مقدمہ پر بیرم خان ترکمان سے نہایت آزردہ ہوے **بیت** بلے سلطان معشوقان غیور است ۔ ز شرکت ملک معشوقیش دور است ۔ اور بیرم خان نے بادشاہ کے مشغول ہونے کے واسطے بہادر خان یعنی علی خان سیستانی کے چھوٹے بھائی کو کہ امراے پنجہزاری سے تھا دیپالپور سے طلب کرکے مع لشکر بسیار مالوہ کی تسخیر کے واسطے کہ تصرف مین بازبہادر کے تھا تعین فرمایا اتفاقاً اُس عرصہ مین

بادشاہ نے شکار کا میل کرکے بیرم خان ترکمان کو سرانجام مہام کیواسطے آگرہ مین چھوڑا اور شکار کرتا ہوا جب سکندرآباد عمال دہلی مین باسعادت و برکت نازل ہوا ماہم انکہ اور اوہم خان کہ بیرم خان ترکمان کے دشمن تھے معرض اقدس مین معروض کیا کہ حضرت کی والدہ ماجدہ دہلی مین تشریف رکھتی ہین اور اُنکے دشمنون نے علالت بہم پہونچائی ہے اگر وہ جناب عیادت کو قدم رنجہ فرماوین مریم مکانی کو موجب خوشحالی اور باعث فارغ البالی ہوگا اس سبب سے بادشاہ دہلی کی طرف سوار ہوئے شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کہ امراے پنجہزاری سے تھا اور ماہم انکہ کا خویش ہوتا تھا اور دہلی کی حکومت رکھتا تھا استقبال کیواسطے حاضر ہوا اور پیشکش بہت نذر کی لیکن ایک دن اوہم خان کے اتفاق سے عرض کیا کہ بیرم خان ترکمان بادشاہ کی عنان عزیمت اسطرف معطوف ہونے سے استدعا ہم بندگان خیر طلب کی تصور کرکے مصاحب بیگ کے مانند ہمین بھی تہ تیغ بیدریغ کریگا اگر حضرت ہمین مکہ معظمہ اور اماکن شریفہ کی طرف رخصت فرماوین تو بیرم خان کے پنجہ ظلم سے نجات پاکر ہمیشہ ابقاے عمر و دولت مین قیام کرین بادشاہ اگرچہ اس معروضہ سے نہایت متاخر ہوئے لیکن بیرم خان کے حقوق خدمات نمایان پر نظر کرکے اُسکا ایکبارگی معزول کرنا مناسب ہمت والا نہمت نہ جانا اپنے تئین ضبط کرکے بیرم خان کو تریقیم فرمایا کہ ہمنے قصداً مریم مکانی کی عیادت کے واسطے اسطرف کی عزیمت کی ہے شہاب الدین احمد خان اور اوہم خان انکہ ہماری تشریف آوری مین کسیطرح کی مداخلت نہین رکھتے ہین پس اگر وہ بخط و مہر اپنے ایک استمالت نامہ اُنکے نام لکھ بھیجے موجب تسلی اس جماعت کا ہوگا اور شہاب الدین احمد خان نے جب اسقدر قدرت عرض مطلب کی پائی مجلس اقدس مین باواز بلند وہ باتین کہ ظاہر کرنے والی بیرم خان کی مخالفت اور عصیان کی تھین آغاز کرکے ایکبارگی خاطر اشرف کو منحرف کیا **بیت** ہر چند باغیار نہایت نظرے ہست + گوئیم بدلیشان کہ سخن را اثرے ہست + بیرم خان ترکمان بادشاہ کے نوشتہ سے سراسیمہ ہوا اور ایک عرضداشت اس مضمون کی کہ حاشا نسبت ایسی جماعت کے لوازم بندگی اور خدمات نمایان سے اُس درگاہ مین قیام کرین ہوان خیرخواہ کے دلمین نسبت اُنکے برائی اور شر نہوگا تحریر کرکے حاجی محمد خان سیستانی اور ترسون بیگ کی صحابت سے دہلی مین بھیجا لیکن جو کام دست اختیار سے نکل گیا تھا کسی نے گوش ارادت اُن باتون پر نرکھا دونون مقید اور محبوس ہوئے اور یہ خبر مشہور ہوئی امرا اور منصبدارون نے بیرم خان سے جدا ہوکر دہلی کا راستہ لیا اور شاہ ابوالمعالی نے کہ لاہور مین حبس سے بھاگ کر کمالخان کہکر کے پاس گیا تھا کمال خان کو کشمیر کے تسخیر کی تحریک کی اور جب کمال خان اُسکے کہنے سے کشمیر کیطرف گیا خیگ سخت کے بعد شکست پائی اُسکو اپنے پاس سے جدا کیا اور شاہ ابوالمعالی نے دیپالپور مین جاکر بہادر خان کی نسبت ارادہ غدر کا کیا بہادر خان سیستانی نے اُسکو گرفتار کرکے سند کیطرف نکالدیا شاہ ابوالمعالی اس نواح سے گجرات مین آیا اور وہان ایک خون کرکے علی قلیخان سیستانی الملقب بخان زمان کے پاس جونپور گیا علی قلیخان نے اُسکو بیرم خان ترکمان کے اشارہ کے موافق کہ اُسوقت بادشاہ دہلی مین تھے اگرہ کیطرف بھیجا بیرم خان نے اُسے قلعہ بیانہ مین قید کیا اور جب بادشاہ کی بخت جدید افزون دیکھی پہلے اس فکر مین ہوا کہ مالوہ مین جاکر اُس حدود کو مسخر کرکے علم استقلال بلند کرے اس نیت سے آگرہ سے بیانہ گیا اور جو بہادر خان اور دوسرے سردار کہ مالوہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اُنکو اپنے پاس طلب کیا اور بہت سے امرا کہ اعتماد کامل اُنپر رکھتے تھے اُس سے جدا ہوکر دہلی گئے اور بیرم خان ترکمان بدبختی کا خمار اپنے بخت کے پانوں مین خلیدہ دیکھکر مالوہ کے جانے سے پشیمان ہوا اور شاہ ابوالمعالی کو قید سے رہا کرکے چاہا کہ جونپور مین جاکر علی قلیخان سیستانی الملقب بخان زمان کے تعلق سے کہ دست گرفتہ اُسکا تھا افغانان بنگالہ کو زیر کرکے اس حدود پر متصرف ہووے لیکن اُسکے بعد کہ چند منزل اسطرف روانہ ہوا تھا

اُس عزم سے شرمندہ ہوکر بعزیمت جج ناگور کا راستہ لیا اور ایک جماعت امرا کو مثل بہادر خان اور اقبال خان وغیرہ کے کہ اُس ساعت تک اُس سے جدا نہوئے تھے درگاہ کیطرف رخصت کیا اور جب ناگور کے اطراف مین پہونچا بعضے مفسدونکے اغوا سے مکہ معظمہ کی عزیمت فسخ کرکے خیل وحشم کے فراہمی مین ہمہ تن آمادہ ہوا کہ پنجاب تک جاکر اُس حدود مین حیات مستعار بسر کیجاوے بادشاہ نے اس معنی کو سمجھکر میر عبداللطیف قزوینی کو کہ بعد ملا پیر محمد کے بادشاہ کا معلم ہوا تھا بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ اسوقت تک ہمگی خاطر اشرف سیر و شکار کے نشاط مین مصروف اور رضاے ہمایون اس امر کی مقتضی تھی کہ وہ جان بابا مہمات بادشاہی کا متکفل ہووے اب داعیہ یہ ہے کہ مہمات خلائق مین خود بنفس نفیس مشغول ہون اُسکے وہ دولتخواہ دامن اشتغال دنیوی سے جدا کرکے حج کا عازم ہووے اور آیندہ ہوا وہوس کے گرد نہ پھرے بیرم خان نے موجب اس بیت کے

بیت سر نیاز باید نہاد و گردن طوع ۔ کہ ہر چہ حاکم عادل کند ہمہ داد ست ۔ اظہار اطاعت و فرمان برداری کرکے علم اور نقارہ اور ہاتھی اور تمام سامان بادشاہی کو حسین قلی بیگ ذوی القدر کی صحابت سے درگاہ مین روانہ کیا اور خود دوبارہ ناگور کی طرف متوجہ ہوا کہ گجرات کے راستہ سے حرمین شریفین مین جاوے اور حرونی بیگ ذوالقدر اور اسمعیل خان کہ بیرم خان سے خویشی کی نسبت رکھتے تھے اور شاہ قلیخان محرم و حسین خان نکلو اور شیخ گدائی اور خواجہ مظفر علی ندی کہ میر دیوان اُسکا تھا اور وہ لوگ کہ اُنمین سے معتبر تھے اُسکے ہمراہ گئے اور باقی کہ تربیت کردہ اُسکے تھے اور سالہاے دراز اُسکی صحبت مین بسر لیجاکر آپکو یاران وفادار سے شمار کرتے تھے گاہ بیگاہ فوج فوج جدا ہوکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اسپ و ستر جو کچھ اُسکے اردو مین پائے اُسپر متصرف ہوئے اور شاہ ابوالمعالی جو اُنمین سے تھا آخر کو وہ بھی سواری کیوقت بادشاہ کی کورنش کو آیا اور گھوڑے پر سوار تسلیم کیواسطے سر جھکایا پہ ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی مقید ہوا بیرم خان ترکمان اسباب بادشاہی ارسال کرکے ناگور سے بڑھکر بیکانیر گیا اور چند روز وہان توقف رہا اور مکہ معظمہ کی روانگی سے پشیمان ہوا اور پھر ناگور مین آیا بادشاہ یہ خبر سنکر دہلی سے برگنہ جھجھر کیطرف سوار ہوئے اُسوقت ملا پیر محمد نے بیرم خان ترکمان کا احوال پرختلال سنکر آپکو دربار مین پہونچایا اور خطاب پیر محمد خان اور طوق و علم اور نقارہ باکرمع لشکر بیشمار بیرم خان کے سر پر تعین ہوا اور رایات اجلال دہلی کیطرف معاودت کیے اور فرمان منعم خان کی طلب مین کابل کیطرف روانہ ہوا بیرم خان ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کے تعین ہونے سے نہایت آزردہ اور غمگین ہوا اور اُسکی مخالفت مین اصرار کرکے پنجاب کیطرف متوجہ ہوا ملا پیر محمد اُسکے تعاقب سے باز نہ آیا بیرم خان جب قلعہ بھٹنڈہ مین پہونچا احمال و اثقال زیادہ کو اُس قلعہ مین کہ اُسکے ایک نوکر مسمی شیر محمد خان کے تصرف مین تھا چھوڑا اور خود روانہ ہوا اور شیر محمد خان نے اُسکے تمام اسباب اور اموال کو اپنا ملک مطلق معلوم کرکے بیرم خان کے نوکرون کو بدلت و خواری قلعہ سے نکالدیا اور بیرم خان دیپالپور کیطرف کہ حکومت وہانکی اُسکے ایک متعلقون قدیم موسوم بدرویش محمد اذربک کے سپرد تھی روانہ ہوا اور اُس شہر کے قریب پہونچکر خواجہ مظفر علی دیوان کو اُسکے طلب کیواسطے بھیجا درویش محمد اذربک بیرم خان کے توقع کے خلاف پیش آیا اور خود نہ آیا بلکہ خواجہ مظفر علی دیوان کو مقید کرکے بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا بیرم خان کہ اُس سے نہایت امیدیاری اور اعانت کی رکھتا تھا متحیر اور پریشان ہوکر جالندر کیطرف راہی ہوا عرش آشیانی نے ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کو حضور مین طلب کرکے خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ کو مع فرزندان و برادران اور ایک جماعت امرا سے پنجاب کے ضبط اور بیرم خان ترکمان کے فساد کے دفع کیواسطے نامزد فرمایا خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ جب ظاہر

قلعہ ماچیواڑہ مین بیرم خان ترکمان کے قریب پہونچا جنگ مین مشغول ہوا اور دلاور ان طرفین بحر اخضر کے امواج کے مانند آپسمین متلاطم جنگ ہوے اور جسقدر جگر مین قوت رکھتے تھے داد بہادری اور جوانمردی دی نظم بہ شمشیر فولاد و تیر خدنگ + گذر گاہ کردند بر مور تنگ + سپاہی چو زنبور بانیشتر + زغو غاے زنبور برہم بیشتر + دلی بیگ ذوالقدر اور اسمعیل قلیخان اور اُسکا بیٹا حسین خان اور شاہ قلیخان محرم آثار شجاعت اور مردانگی ظہور مین لاکر اکثر صفوف خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو برہم مارین آخر الامر کفران نعمت نے اپنا کام جب خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ بیرم خان کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور دلی بیگ ذوالقدر اور مردم معتبر اور سرفروش و جان نثار مقتول ہوئے اُنکے قتل ہونے سے بیرم خان ترکمان سراسیمہ ہوکر کوہستان سوالک کیطرف بھاگا اور بعد اس فتح کے عرش آشیانی نے خواجہ عبد المجید ہروی کو آصف خان خطاب دیکر دہلی کے انتظام کیواسطے مقرر فرمایا اور خود بدولت و اقبال عازم لاہور ہوے جب لودھیانہ مین پہونچے منعم خان کابل سے آکر خطاب خانخانان اور منصب وکالت پر سرفراز ہوا اور جب موکب بادشاہی کوہستان سوالک کے قریب پہونچا ایک جماعت مردم منقلائی سے بھیجا کہ کوہستان سوالک مین در آئی اور وہان کے زمیندار بیرم خان ترکمان کی حمایت سے جاے تنگ مین ایستادہ ہوکر جنگ مین مصروف ہوے اور جب وہ مغلوب اور عاجز ہوے بیرم خان نے تنگ ہوکر جمال خان نامے اپنے غلام معتمد کو درگاہ مین بھیجا اور حقوق سابقہ کو نسبت اپنے گناہان حال کے شفیع کرکے امان چاہی عرش آشیانی نے ملا عبد اللہ سلطانپوری المخاطب بہ مخدوم الملک کو استمالت کیواسطے اُسکے پاس بھیجا بیرم خان ملا عبد اللہ سلطانپوری کے اتفاق سے ماہ ربیع الثانی ۹۶۸ نو سو اڑسٹھ ہجری مین بادشاہ کی ملازمت کیواسطے متوجہ ہوا اور حکم کے موافق امرا اور ارکان دولت استقبال کے لیے روانہ ہوے اور باعزاز و اکرام تمام مجلس بادشاہی مین لائے بیرم خان گردن مین دستار ڈالکر اور اپنے ولی نعمت کے قدمون پر سر رکھکر ہاے ہاے کرکے رویا بادشاہ نے دست مرحمت اُسکے سر پر رکھا اور اُسکے قدیم جگہ پر بٹھایا اور رفع خجالت کیواسطے خلعت خاص مشرف کیا اور اُس سے یہ ارشاد کیا کہ اگر تجھے شاہ گری کیطرف میل ہو تو ولایت کابل اور قندہار تجھے مرحمت فرماؤن اور جو تجھے مصاحبت علیہ کی تمنا ہو تو اپنے پاس نگاہ رکھکر مصاحبانہ سلوک کرتا رہون اور جو تو حرمین شریفین کے طواف کی عزیمت رکھتا ہو احسن وجوہ سے مکہ معظمہ کی سمت روانہ فرماؤن بیرم خان عرض گذار ہوا کہ اب تک تو اعداد اخلاص و اعتقاد مین کسیطرح کے تصور اور فتور نے راہ نہین پائی اور یہ تردد اور تجسس اسواسطے تھا کہ فدوی ملازمت مین فائز ہوکر غبار ملال خاطر اقدس سے زائل کرے الحمد للہ علی احسانہ کہ جو دل مین تمنا تھی میسر ہوئی اب خیر اندیش کو داعیہ یہ ہے کہ اماکن شریفہ مین پہونچکر بدعاے ازدیاد جاہ و جلال مشغول رہے بادشاہ نے پچاس ہزار روپیہ دیکر حج کی رخصت کرامت فرمائی اور خود بدولت اُس سے جدا ہوکر حصار فیروزہ کے راستہ سے شکارکنان آگرہ کیطرف تشریف لیگئے اور بیرم خان گجرات کیطرف متوجہ ہوا تاکہ اُس ولایت کے کسی بندر سے کشتی مین سوار ہوکر مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہووے اور جب پٹن گجرات کیطرف کہ حکومت وہان کی بادشاہ گجرات کیطرف سے موسی خان لودھی سے متعلق رکھتی تھی پہونچا اور اُس شہر مین جمادی الاول کی چودھوین تاریخ سنہ مذکور مین مع ایک جماعت سازندہ اور خواننده کو لاب سہسنگ کی سیر کو گیا اور کشتی مین سوار ہوکر بر روے آب سیر کرتا تھا اسمیں ہندی زبان مین ہزار کو کہتے ہین جو کہ ایک ہزار تنکا نہ اُس کو لاب مین واقع ہوے تھے اس سبب سے ساتھ اس نام سنگ کے موسوم تھا بیرم خان بعد حصول مقدر سیر و تماشا صبح کے وقت کشتی سے اُترکر اپنے مقام کی طرف

متوجہ ہوا اس درمیان مین مبارک خان نام افغان لوحانی کہ جسکا باپ ہیمو سے بقال کی جنگ مین بیرم خان کے ملازمون کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا انتقام کا خیال کرکے ملاقات کے بہانہ سے روبرو آیا اور مصافحہ کے وقت بیرم خان کو ضربتہائے خنجر سے شہید کیا چنانچہ اُسکی وفات کی یہ تاریخ ہی قطعہ بیرم بطواف کعبہ چون بست حرام ہدر راہ شد از شہادتش کار تمام ۔ در واقعہ ہاتفی پے تاریخش ۔ گفتا کہ شہید شد محمد بیرام ۔ اُسکے بعد افغانون نے ہجوم کرکے خان شہید کے اردو کو تاراج کیا پھر محمد امین دیوانہ اور بابا بنورا اور ملازمین بیرم خان نے اُسکے فرزند میرزا عبدالرحیم کو کہ صفر کی چودھوین ۹۶۴ھ نوسو چوسٹھ ہجری مین متولد ہوا تھا اُسوقت چار برس کا تھا اُسکی والدہ کے ہمراہ کہ دختر جمال خان چچرے بھائی حسن خان متوالی کی تھی احمد آباد گجرات مین بھیجدیا اور اعتماد خان حاکم احمد آباد گجرات نے میرزا عبدالرحیم کو اکبر شاہ کی خدمت مین روانہ کیا چنانچہ احوال اُسکا مذکور ہوتا ہی بیرم خان امرائے بزرگ خاندان عالیشان سے تھا اور باپ اور دادا اُسکے اولاد امیر تیمور صاحبقران کی خدمت مین صاحب جاہ اور والا منصب تھے اور نسب اُسکا یہ ہی محمد بیرم خان ترکمان بن سیف علی بیگ بن یار علی بیگ بن شیر علی بیگ اور شیر علی علی شکر ترکمان بہارلو کا نواسہ تھا جسوقت کہ روزن حسن سلطان عراق غالب ہوا اور سلطان ابوسعید میرزا نے شہادت پائی شیر علی بیگ اُس حدود سے میرزا سلطان محمود بن سلطان ابوسعید میرزا کے پاس حصار اور شادمان کیطرف گیا اور جب میرزا سے کچھ التفات ظاہر نہوئی ولایت کابل کی طرف آیا اور چھ مہینے کے بعد آٹھ سو جوان کارآمد لیکر بقصد تسخیر شیراز اور ارادہ بادشاہی وہان سے فارس کیطرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین ایک جماعت اور ترکمان اور سیستانی ذخیرہ سے اُسکے ہمراہ ہوے پھر سپاہ خوب اور جمعیت مرغوب لیکر شیراز پہونچا اور ایک جماعت امرائے روزن حسن سے اُسکے مدافعہ کیواسطے اُٹھی شیر علی بیگ نے شکست پائی اور مال واسباب تلف کرکے باحال پریشان خراسان کی طرف متوجہ ہوا لیکن راہ مین جس مقام مین پہونچا دست اندازی اور زبردستی سے سامان اور سرانجام سپاہ بہم پہونچایا اور میرزا سلطان حسین حاکم ہرات اور دیگر امرا اس امر سے واقف ہوکر اُسکے سدراہ ہوے اور شیر علی بیگ جنگ مین قتل ہوا اور فرزندان و ملازم اُسکے متفرق ہوے اور بڑا بیٹا اُسکا یار علی بیگ قندز کیطرف گیا اور خسرو شاہ کے ملازمون مین منتظم ہوا اور جب بابر بادشاہ جیسا کہ مذکور ہوا خسرو شاہ کی جمعیت پر متصرف ہوا یار علی بیگ اور اُسکا فرزند سیف علی بیگ بابر شاہ کے ملازم ہوے اور یار علی بیگ کی فوت کے بعد سیف علی بیگ اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور غزنین جاگیر پائی اور جب وہ بھی غزنین مین فوت ہوا اُسکا بیٹا محمد بیرم خان کہ طفل خرد سال تھا اپنے عزیزون کے پاس بلخ مین گیا اور اُنکی برکت سے جسقدر کہ چاہیے تحصیل علوم اور کمالات مین فائز المرام ہوا جب سن رشد اور تمیز کو پہونچا کابل مین آنکر شہزادہ نصیر الدین محمد ہمایون کے سلک ملازمین مین منسلک ہوا اور حسن سلوک و اخلاق پسندیدہ اور طبع موزون اور علم موسیقی کے وقوف سے شہزادہ نصیر الدین کا منظور نظر ہوکر مصاحب خاص ہوا اور سولہ برس کے سن مین بمیدان معرکہ لوازم شجاعت اور جانسپاری بجالایا اور شہرت عظیم پیدا کی اور بابر شاہ نے یہ خبر سنکر محمد بیرم خان کو اپنے روبرو بلایا اور اپنی ہمکلامی اور ہمزبانی سے سرفراز فرمایا اور جب آثار قابلیت اُسکے چہرۂ حال سے مشاہدہ کیا ارشاد ہوا کہ ہمیشہ شاہزادہ کے ہمراہ مجلس بہشت آئین مین آمد و شد رکھے چنانچہ اُسکے بعد رفتہ رفتہ مدارج اعلی کو پہونچا بیرم خان ترکمان نہایت رعیت پرور اور ربیر نیکوکار تھا اور اہل فضل و دانش سے کہ ہر علما اور فضلا سے ہی صحبت رکھتا تھا اور خواننده اور سازنده ہر وقت زنگ غم کا حصار مجلس کے آئینہ دل سے صاف کرتے تھے اور جوانان سرو قد لالہ عذار

ہمیشہ اُسکی محفل رنگین کو تازہ رکھتے تھے بیت بخوبی ہر یکے آرام جانے ۔ بزیبائی دلآویز جہانے ۔ اور بحق ترتیب اور آداب شاہی نہایت خوب جانتا تھا اور زیب و زینت مین کہ اہل دنیا کا لازمہ ہی ہمت کو خوش کرتا تھا اور نظم و نثر مین بے نظیر تھا اور دیوان ترکی اور فارسی اُسکا متداول ہی اور منقبت مین ائمہ معصومین علیہم السلام کے قصائد غرا مہبت کہے ہین لوریہ چند ابیات اُسکے طبعزاد ہین نظم شہی کہ بگذر دازنہ سپہر افسر او ۔ اگر غلام علی ٔ نیست خاک برسر او ۔ محبت شہ مردان مجوز بے پدری ۔ کہ دست غیر گرفتست پاے مادر او ۔ ہماے قدر تو ہر نیست گز علو جلال ۔ اگر فعلک و عالم صداے شہپر او ۔ قصہ کوتاہ خانخانان اکبر نے اس سال کے آخر مین ادہم خان انکہ کو مع افواج اور سامان تمام مالوہ کی تسخیر کیواسطے نامزد کیا اور باز بہادر کہ سارنگ پور مین اُسکے اوقات عیش و عشرت مین گذرتے تھے جسوقت کہ مطلع ہوا کہ لشکر مغل کا دس کوس پر پہونچا صحبت زنان مغنیہ سے اُٹھکر اور بلاد مین غزیمت جنگ کی لیکن جسدم کہ بہادران چغتائی کمان گوشہ نشین اور تیر فتنہ آئین لیکر اُسکی طرف حملہ آور ہوے حملہ اول مین تاب اُنکی صدمات کے نہ لاکر با دیدہ گریان و دل بریان برہانپور کی طرف بھاگا ادہم خان ولایت مالوہ امرا کو تقسیم کرکے جمیع اسباب شاہی باز بہادر مع کنیزان مغنیہ پر متصرف ہوا اور اُسمین سے چند زنجیر فیل کے سواد و سری شہی بادشاہ کیواسطے نہ بھیجی اسواسطے بادشاہ اُسطرف سوار ہوے جب قلعہ کاکرونکے نواح مین پہونچے حاکم نے کہ اس قلعہ کے کہ باز بہادر کے ملازمون سے تھا قلعہ کو تسلیم کیا عرش آشیانی وہان سے اول تب کو تاخت کرکے صبحکے وقت سارنگپور کے حدود مین تشریف لائے اور یہ اول تاخت آنحضرت کی تھی ادہم خان کہ بحسب اتفاق اُسیدن قلعہ کاکرونکی تسخیر کی غزیمت مین روانہ ہوا تھا سارنگ پور سے تین کوس آگے جاکر زمین بوسی کا شرف حاصل کیا عرش آشیانی سارنگ پور مین رونق افزا ہوے اور ادہم خان کے مکان مین استقامت فرمائی ادہم خان نے آنحضرت کی تشریف آوری کا سبب دریافت کرکے تمام غنائم نظر اقدس سے گذرانکر معذرت جاہی بادشاہ نے رقم عفو اُسکے صفحہ جرائم پر کھینچے اور آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور نزدیک کے نواح مین ایک شیر نہایت قوی ہیکل سر راہ نمود ہوا بادشاہ بنفس نفیس اُسکے مقابل جاکر ضربت شمشیر آبدار سے اُسے خاک مذلت پر ڈالا امرا اور منصب دار کہ اُسوقت حاضر تھے تصدق نچھاور کرکے بادشاہ کی سلامتی پر لوازم شکر بجالائے اندنون مین شیر خان ولد محمد شاہ عدلی نے چالیس ہزار افغان لیکر انتزاع جونپور کے قصد مین آب گنگ سے عبور کیا اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان بارہ ہزار سوار سے اُسکے مقابل ہوا بعد جنگ عظیم اور معرکہ شدید کے شیر خان کو مغلوب کیا اور بہادر خان علی قلیخان سیستانی کا بھائی کہ داستان ہفتخوان اسفندیار کو معتبر نہ جانتا تھا اس معرکہ مین چند جوان افغان کو کہ ہر ایک آپ کو ہزار جوان کے برابر فرض کرتے تھے ضرب نیزہ و شمشیر سے خاک ہلاک پر ڈالا بہادری اور صف شکنی مین دونون بھائی آفاق مین مشہور ہوے اور نہایت مغرور ہوکر فیلہاے نامی کہ اُس معرکہ مین ہاتھ آئے تھے اُنمین سے ایک بھی درگاہ مین نہ بھیجا چنانچہ یہ ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی شکار کے بہانہ کالپی کے راستہ سے اُسطرف عازم ہوے جب کڑہ مانک پور کے قریب پہونچے دونون بھائیون نے سعادت ملازمت حاصل کرکے پیشکش ہاے لائقہ گذرانین اور فیلان خوب نامی جسقدر جنگ مین دستیاب ہوے تھے داخل فیلخانہ شاہی کیے اور الطاف خسروانی سے نوازش ہوا فرما کر مطمئن خاطر ہوے اور بادشاہ آگرہ کیطرف روانہ ہوے اور تیسری منزل مین علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور اُسکے بھائی بہادر خان کو رخصت جاگیر عطا فرمائی اُسکے بعد آگرہ مین داخل ہوے خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ حاکم پنجاب اور ادہم خان انکہ حاکم مالوہ کے حکم کے موافق حاضر حضور ہوکر پیشکش ہاے لائق گذرانین اور عرش مکانی نے مالوہ کی حکومت

ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کو مرحمت فرما کر منصب وکالت کا خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو امداد فرمایا اور
۹۶۹ سنہ نو سو انہتر ہجری مین خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کیواسطے اجمیر گئے اور جب قصبۂ نہر مین پہونچے
راجہ پورن مل کہ اُس حدود کا زمیندار معتبر تھا اپنی دختر بادشاہ کو دیکر نوکری اختیار کی اور اُسکا بیٹا بھگوانداس بھی ملازم ہوکر
امرائے کبار کے سلک مین منتظم ہوا اور لشکر ظفر پیکر جب اجمیر مین پہونچا بادشاہ ملازم زیارت بجا لائے اور میرزا شرف الدین حسین
حاکم اجمیر کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کیواسطے کہ راجہ مالدیو کے ممالک سے تعین فرمایا اور خود تین شبانہ روز مین ایکسو اکیس کوس
مسافت طے کرکے مع پانچ چھ کس آگرہ مین آئے میرزا شرف الدین حسین جب میرٹھ کے قریب گیا جگمل اور دیوندراس کہ امرائے راجہ مالدیو
سے تھے قلعہ مین قلعہ بند ہوکر مدافعہ کیواسطے قیام کیا میرزا لوازم محاصرہ بجا لایا اور نقب کے کھودنے مین مشغول ہوا چنانچہ ایک روز نقب سے
کہ برج کے نیچے پہونچی تھی بارود پر کرکے آگ دی اور وہ برج ویران ہوا اور قلعہ مین رخنہ ظاہر ہوا اور بہادران مغل خرخر کیطرف متوجہ ہوئے
اور راجپوتون نے مدافعہ کیواسطے قیام کیا اور اُس شب کو ایک جنگ نہایت سخت واقع ہوئی اور جب کام درہم نہوا پلٹ آئے
اور راجپوتون نے سوراخ بندی قلعہ کیواسطے فرصت دیکھکر اُس شب کو تمام رخنے مسدود کیے اور آخر کو طول ایام محاصرہ سے بتنگ
ہوکر صلح کے طلبگار ہوئے میرزا شرف الدین حسین نے اس شرط پر اُنکی استدعا قبول کی کہ اسپ اور قحبہ بلکہ کوئی شے ہمراہ نہ لیجاوین
امان دیکر سر راہ سے اُٹھا جگمل نے اسباب اور اموال سے قطع نظر کرکے اپنے آدمیون کو لیکر شرط کے موافق قلعہ سے نکل گیا لیکن
دیوندراس کو غیرت اور تہوری دامنگیر ہوئی تمام جہات اپنے کو جلایا اور پانسو سوار راجپوت سے برآمد ہوا اور میرزا اُس سانحہ سے
مطلع ہوکر سد راہ ہوا چنانچہ جنگ نہایت شدید واقع ہوئی دو سو اور پچاس آدمی راجپوتون سے قتل ہوئے اور دیوندراس زخمی ہوا
جب اُسمین قوت سواری کی نرہی سر اُسکا کاٹکر معرکہ سے باہر لیگئے اور چند سال کے بعد ایک شخص نے جوگیون کے لباس مین
دعوی کیا کہ مین دیوندراس ہون بعضون نے قبول کیا اور بعضون نے تکذیب کی یہانتک کہ وہ بھی ایک معرکہ مین مارا گیا میرزا
شرف الدین حسین قلعہ مذکور مین متصرف ہوے اور فتحنامہ درگاہ مین ارسال کیا ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کہ سردار صاحب داعیہ
تھا شادی آباد مندو کو مقام قرار و آرام اپنا کیا اور مالوہ کے میدان کو ایکبارگی غارت تعرض متعلقان بازبہادر سے مصفا کیا
اور بیجانگر کا قلعہ مستحکم کہ متعلق مالوہ سے ہے بجبر و قہر لیکر وہان کے سپاہیون کو تمام قتل کیا اور چونکہ بازبہادر خاندیس مین مقیم
ہوکر وقت بیوقت مالوہ کے اطراف مین اظہار حمت پہونچاتا تھا ملا پیر محمد المخاطب پیر محمد خان نے ولایت خاندیس پر
چڑھائی کرکے بلدہ برہانپور کو قتل عام کیا اور جمعیت سادات اور علما اور مشائخ اُس سے شہد شہادت چکھکر روضۂ
رضوان مین داخل ہوے ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان ایتک برہانپور مین تھا کہ بازبہادر اور میران مبارک شاہ
فاروقی تفال خان حاکم برار کو مدد کیواسطے طلب کرکے اُسکے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ ہوے اور ملا پیر محمد کے تمام سپاہی ملا کے
جبر اور بدمزاجی سے بتنگ آئے آخر کو ملا اجازت مندو کیطرف راہی ہوے اور آپ نربدہ سے عبور کرگئے فوج مرہٹے
کمکی نے بھی کمدورت ظاہر کرکے آپکو ایک طرف کھینچا اور جنگ سے پہلوتہی کی ملا پیر محمد نے ناچار ہوکر میراجعت کی تفال خان نے
کہ مرد شجاع اور جوان مرد تھا پیچھا کیا اور ملا پیر محمد سراسیمہ قطع مسافت مین مشغول ہوا اور وقت عبور آب نربدہ
پر عربدہ کے قطار شتر محمولہ کا دھکا ملا پیر محمد کی سواری کے گھوڑے کے پہلو پر اس زور سے لگا کہ بائون اُسکے زین سے جدا ہوے
ہر چند اُن لوگون نے کہ اُسکے قریب تھے سعی کی کہ اُسکے پاس پہونچکر دستگیری کرین جواجل نے پنجہ اُسکے گریبان حیات مین محکم
مارا تھا کسیکی تدبیر اثر پذیر نہوئی اور ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان بحر فنا مین غرق ہوا اُس وقت جب مخالف تعاقب مین

پہونچے امراے مغل شنادی آبادمندو کو بھاگ گئے اور دشمنون کے تعاقب سے وہان بھی توقف میسر نہوا آگرہ کیطرف متوجہ ہوے اور بازبہادر دوبارہ ۹۵۹ھ نوسو انسٹھ ہجری مین مالوہ پر متصرف ہوا تفالخان اور میران مبارک شاہ فاروقی اپنے مقام مین گئے عرش آشیانی نے عبداللہ خان ازبک حاکم کالپی کو بازبہادر کے فساد دفع کرنیکے واسطے تعین فرمایا اور بازبہادر طاقت اسکے مقابلہ کی نلاکر کوہستان کمیل میر کیطرف بھاگا اور عبداللہ خان ازبک کامران ہوکر شادی آبادمندو مین مقیم ہوا اُن دنون مین سید بیگ ولد معصوم بیگ صفوی جو شاہ طہماسپ کا قرابتیان قریبہ سے اور وکیل مطلق العنان تھا برسم ایلچی گری تحف ونفائس کثیر لایا اور دو لاکھ روپیہ کہ پانچہزار تومان عراق کے ہوے انعام پائے اور اسی عرصہ مین جب خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ نے امر وکالت مین استقلال بہم پہونچایا ادہم خان نے اسپر حسد کرکے چاہا کہ بیرم خان ترکمان کیطرح اُسے بھی بادشاہ کی نظر سے گراوے اور باوجود فضیلت اور بدگوئی کے جب اُسکی مراد حاصل نہوئی اور اس امر نے صورت نہ باندھی اور بعضے امرا کی تحریک کے سبب خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو ۹۷۳ھ نوسو ستر ہجری مین سر کچہری جسوقت کہ تلاوت قرآن مین مشغول تھا اس بہانہ سے کہ اُسکی تواضع مین قیام نہ کیا تیغ ستم سے قتل کیا اور جو کہ بادشاہ کی عنایت پر اعتماد رکھتا تھا نہ بھاگا اور قصر رفیع پر کہ حرم شاہی کے مقابل تھا ایستادہ ہوا اور اس شور وغوغا سے عرش آشیانی کہ حرم سرا مین استراحت فرماتے تھے بیدار ہوے اور سبب اسکا پوچھا اور اس قضیہ سے مطلع ہوکر اُسی طرح بلباس آتشانش بام کے کنارے جلوہ گر ہوے جونہین حضرت کی نگاہ خان اعظم شمس الدین اتکہ مقتول پر پڑی آتش غضب حضرت کے دماغ مین بھڑکی اور تیمشیر خاصہ لیکر اُس محل پر کہ ادہم خان اُنگہ کھڑا تھا آئے اور ادہم خان سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ تو نے خان اعظم کو کسواسطے قتل کیا ادہم خان نے دوڑکر بادشاہ کے دونون دست حق پرست پکڑے اور رونے لگا بادشاہ اس بےادبی سے زیادہ تر غضبناک ہوے اور اپنے ہاتھ چھوڑاکر ایسا گھونسا اُسکے منہ پر مارا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا اُسوقت بادشاہ کے حکم کے موافق اُس کو مٹھے سے کہ بارہ گز بلند تھا اُسے نیچے گرایا اور جو ابتک ایک رمق جان اُسمین باقی تھی کہ دوبارہ اُسے کوٹھے پر لیجاکر ایسا گرایا کہ اُسکا کام تمام ہوا تاہم اتکہ نے اپنے فرزند کی لاش دہلی مین بھیجکر مدفون کی اور خود بھی قرین حزن والم ہوکر چالیس دن مین مرگیا اور اتکہ بہ فتح حروف اول وثانی وکاف فارسی ترکی مین نشوہر دایہ کو کہتے ہین اور اردو مین اُسے دا بولتے ہین اور یہ مخفف اتاگاہ کا ہے کسواسطے کہ ترکی مین اتا بہ معنی پدر ہے اور اتاگاہ وہ شخص کہ قائم مقام پدر ہوا اور اتکہ بانون مرضعہ یعنی دودھ پلانیوالی کو کہتے ہین اور کوکہ برادر رضاعی کا نام رکھتے ہین اور منعم خان کہ ادہم خان کا محرک تھا کابل کیطرف کہ اُسکا حقیقی بھائی وہان کا حاکم تھا بھاگا اور میر منشی جاگیردار برگنہ سورت نے اُسے گرفتار کرکے درگاہ مین بھیجا بادشاہ نے اُسکی خطا معاف فرمائی اور اُسکی عزت وتوقیر مین نظر توجہات مبذول رکھی اور خطاب ومنصب اُنگہ خانی خان اعظم کے بڑے بیٹے کو کہ میرزا عزیز کو عنایت فرمایا اور پایہ اُسکی دولت کا بلند کیا کتے ہین گروہ کھکران کا جو ہمیشہ دودمان تیموریہ کی اطاعت کرتے تھے شیر شاہ نے چند مرتبہ لشکر اُنکی ولایت پر بھیجکر بہت خرابی کی اور جب اطاعت نہ کی خود اُس جماعت کے سر پر جاکر سارنگ خان اُس قبیلہ کے سردار کو بمکر وحیلہ دستیاب کرکے قتل کیا اور اُسکے فرزند کمال خان کو ہمراہ لیجاکر قلعہ گوالیار مین محبوس فرمایا اُسکے بعد سلطان آدم کھکر برادر سارنگ خان کھکر حاکم اپنی قوم کا ہوا بدستور سابق افغانون کی مخالفت مین کوشش کرتا تھا جب سلیم شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا اُسنے بھی اس ولایت پر چڑھائی کی اور کھکرون نے باقسام حیلہ افغانون کو ایسا عاجز اور تنگ کیا کہ لوگ بدشواری آردو

اور

اور جو کبھی اُنکے دلمین ترس اور ترحم آتا تھا تو اُسے اردو کے لوگون کے ہاتھ قیمت کابل کو بیچتے تھے سلیم شاہ نے منحرف ہوکر اُنکی ولایت کو تاخت و تاراج سے خراب اور ویران کیا اور امرائے پنجاب کو اُنکے اخراج اور جڑ اکھاڑنیکیواسطے مقرر کیا اور خود دارالسلطنت گوالیار مین آیا اور حکم کیا کہ ایک مکان مین بارود بچھاکر اور تمام کھکرون کو جو کہ قید مین اُنمین لیجاؤ اور آگ دیکر اُڑادو چنانچہ اُنہی طریق سے اُنھین ہلاک کیا لیکن کمال کھکر حافظ حقیقی کے حکم سے اُسی مکان کے ایک گوشہ مین حی القائم رہا کیونکہ اُسے ضرر نہ پہونچا سلیم شاہ نے یہ خبر سُنکر کمال خان کھکر کو طلب کیا اور متابعت کے بارہ مین قسم دیکر پنجاب کی رخصت دی چنانچہ کمال خان بقافلہ امرائے پنجاب ولایت کھکران کی تسخیر مین ساعی تھا کہ سلیم شاہ فوت ہوا اور اُسوقت ہمایون بادشاہ ملک پنجاب مین داخل ہوا ملازمت کرکے خدمات پسندیدہ بیشتر پہونچائین اور اکبر شاہ کے عہد مین کڑہ اور مانک پور جاگیر پائی اور خان زمان کی لڑائی مین آثار شجاعت ظہور مین پہونچائے اس سبب سے حکم ہوا کہ امرائے پنجاب سلطان آدم کھکر کو دفع کرکے کہ ہمایون بادشاہ کی اطاعت مین نہ آیا تھا کمال خان کھکر کو قائم مقام اُسکا کرین امرائے پنجاب نے سنہ مذکورہ مین باتفاق کمال خان کھکر ولایت کھکران پر متصرف ہوکر سلطان آدم کھکر کو زندہ دستگیر کیا اور کمال خان کھکر کو اُس قبیلہ سرکش کا حاکم بنایا اور اُس سال خواجہ معین میرزا شرف الدین حسین کا باپ کہ خواجہ ناصر الدین عبداللہ کا نواسہ تھا ترکستان سے لاہور کی طرف آیا میرزا شرف الدین حسین حکم اقدس کے بموجب لاہور گیا اور ہمراہ باپ کے آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ خود اُسکی پیشوائی کو سوار ہوے اور آگرہ مین لائے اس درمیان مین میرزا شرف الدین حسین تو ہمکو اپنے دلمین راہ دیکر اجمیر کی سمت بھاگا اور جب اُسکے جانے سے ایک خلل اس نواح مین پیدا ہوا حسین قلیخان ذوالقدر بیرم خان ترکمان کے بھانجے کو ناگور کی حکومت پر مقرر فرمایا اور میرزا نے اجمیر کو اپنے ایک معتمد کے سپرد کرکے جانور کیطرف کہ گجرات کی سرحد ہی گیا اور حسین قلیخان ذوالقدر نے اجمیر کو صلح سے لیا اور شاہ ابوالمعالی کہ حبس شاہ سے نجات پاکر مکہ معظمہ کیطرف گیا تھا اُسوقت وہان سے پلٹ کر میرزا شرف الدین حسین کا شریک ہوا اور اُسکے شارہ سے سنہ ۹۶۱ نوسو اکہتر ہجری مین نارنول مین آنکر دست اندازی کی حسین قلیخان ذوالقدر نے احمد بیگ اور یوسف بیگ کو کہ اُسکے ملازمین سے تھے شاہ ابوالمعالی کے تعاقب مین روانہ کیا اور خود میرزا کی دفع کیواسطے گرم عنان ہوا شاہ ابوالمعالی اثنائے کوچ اُسی جگہ کمین گاہ مین جا بیٹھا اور جب احمد بیگ اور یوسف بیگ اُسکے روبرو آئے شاہ ابوالمعالی نے حملہ کرکے دونون کو قتل کیا اور خانخانان اکبر نے کہ منوہر پور مین شکار مین مشغول تھے یہ خبر سُنکر ایک جماعت امرا کو اُسکے تدارک کیواسطے تعین فرمایا اور شاہ ابوالمعالی پنجاب گیا اور وہان سے محمد حکیم میرزا کے پاس کابل کی طرف روانہ ہوا اور یہ بیت پڑھی بیت مادرین درنہ پی حشمت وجاہ آمدہ ایم ۔ از پدر جاہ و نہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم ۔ محمد حکیم میرزا نے اپنی ہمشیرہ کو اُسکے عقد نکاح مین دیا اور اُسے صاحب جاہ و حشم کیا اور ابوالمعالی کابل کی بادشاہی کے خیال مین مبتلا ہوا پہلے اپنی خوشدامن کو جو ملک کی صاحب اختیار تھی جبر و زشتی سے اپنے مکان مین لاکر قتل کیا اور میرزا کی عنان وکالت کہ خرد سال تھا اپنی ہتھیلی مین لایا تو بتدریج اُسے بھی خارج کرے اور سلیمان میرزا نے کابل مین آنکر شاہ ابوالمعالی کو بعد جنگ گرفتار کرکے ہلاک کیا القصہ میرزا شرف الدین حسین نے جب ابوالمعالی کے مفرور ہونے سے اطلاع پائی جالور سے بھاگ کر احمد آباد گجرات مین گیا اور بادشاہ شکار سے فارغ ہوکر جب شہر دہلی مین داخل ہوے اور بازار چوپڑ مین پہونچے قتلق قولاد کہ میرزا شرف الدین حسین کے غلامون سے تھا بادشاہ کے قتل پر آمادہ ہوا بحالت از دحام مدرسہ کے قریب باہم انگنے نے ایک تیر چلایا کمان مین جو ڈور کہنی کو توڑا اور ہاتھ کو بلند کرکے دور کھینچا لوگونکو گمان ہوا کہ کسی جانور کو ہدف تیر قضا کیا چاہتا ہی پھر اُسنے ہاتھ نیچا کرکے بادشاہ کی طرف کہ فیل پر

سوار رکھے پھینکا اور تیر بخطا حضرت کے شانہ مین لگا اور ایک بالشت گوشت مین در آیا لیکن ابھی تیر شانہ مین تھا کہ قتلق غولام کو بضربت ہاے شمشیر و خنجر پارچہ پارچہ کرکے خاک مذلت پر ڈالا اسکے بعد تیر برآوردہ کرکے حضرت کو قباے پنبہ دار پہنائی اور بادشاہ باوجود شدت درد اور بیتابی اضطراب ظاہر نہ فرماکر اسیطرح فیل پر سوار ہوکر دولتخانہ کی طرف تشریف لے گئے اور حکیم عین الملک گیلانی کہ معالجہ مین عیسی نفس اور مسیحا دم مین کلیم اللہ کیطرح ید بیضا رکھتا کرایک ہفتہ مین آثار صحت ظہور مین پہونچائے اسکے بعد بادشاہ آگرہ کیطرف متوجہ ہوے اور آصف خان ہروی کو کڑہ اور مانکپور کی حکومت پر روانہ کیا اور خود بدولت و اقبال اقبال کے شکار کو قلعہ نروز کی جانب سوار ہوے اور فیلون کی گرفتاری مین تصرفات اور اختراعات کیے اس سبب سے کہ عبداللہ خان اوزبک حاکم مالوہ نے ہاتھی کثرت سے بہم پہونچاکر بادشاہ کیواسطے بھیجے تھے جریدہ سوسم برسات مین مع افواج البلور لغار مندو کیطرف روانہ ہوے اور محمد قاسم خان نیشاپوری جاگیردار سارنگپور ملازمت کیواسطے حاضر ہوا اور جب بادشاہ اجین مین وارد ہوے عبداللہ خان اوزبک متوہم ہوکر مع کوچ و اسباب بگرات روانہ ہوا اور بادشاہ نے پچیس کوس اسکے تعاقب مین تاخت فرمائی اور ہراول بادشاہی عبداللہ خان کے سر پر پہونچا جب کام اسپر تنگ ہوا پلٹ کر جنگ کی اور غالب آکر بفراغ خاطر گجرات گیا اور بادشاہ نے مندو مین جاکر بادشاہان خلجیہ کی عمارات کی سیر کی اور میران مبارک شاہ فاروقی والی برہانپور نے بعد اظہار اطاعت و اخلاص اپنی بیٹی بادشاہ کو دی اسوقت مندو کی سنہ حکومت قرابہادر خان کو مرحمت فرمائی اور آیات اجلال دار السلطنت آگرہ کیطرف متوجہ ہوے اور قریب قلعہ سیری کلاں کے ایک غول ہاتھی کا کہ اسمین ایک ہاتھی مست اور کدہ پیکر تھا نظر آیا سپاہیان فرمان کے موافق اسے قلعہ سیری کلاں مین ہانک لائے اور فیل مست دیوار قلعہ توڑ کر صحرا کیطرف راہی ہوا اور جسوقت کہ ایک فیل فیلان خاصہ سے اسکے سر راہ لیگئے فیل وحشی جنگ کیواسطے ایستادہ ہوکر گرفتار ہوا اور سنہ ۹۷۲ نو سو بہتر ہجری مین خواجہ معظم برادر اعیانی چولی بیگم نے کہ خالو بادشاہ کا ہوتا تھا بے اعتدالی کے سبب گرفتار ہوکر قید مین وفات پائی اور اسی سال قلعہ آگرہ کہ خشتی تھا مسمار کرکے سنگ سرخ سے بنا رکھی اور چار برس مین تیار ہوا اور بعد قضیہ عبداللہ خان اوزبک ایسا عوام کی زبانون پر جاری ہوا کہ بادشاہ امراے اوزبک سے رنجیدہ ہوکر سبکو معزول اور مخذول فرما دیگا اس سبب سے سکندر خان اوزبک و ابراہیم خان اوزبک وغیرہ نے کہ بہار اور جونپور کے جاگیردار تھے سر اطاعت سے پھیرا اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور بہادر خان سیستانی اگرچہ انکی مان اصفہانی اور خود عراق زائی تھے لیکن چونکہ مورث اعلی انکے اوزبکون کے گروہ سے تھے اور بھی گناہان سابق سے ایک توہم اور ہراس رکھتے تھے آپ کو اوزبکون کے سلک مین منتظم کرکے سردار طائفہ باغیہ کے ہوے اور آصف خان ہروی کہ انکی جوار مین جاگیر رکھتا تھا وہ بھی قصیہ خزائن کے سبب سے انکا شریک ہوا اور بیس ہزار سوار جرار سے علم مخالفت بلند کیا اور جسقدر ممالک پر کہ ممکن ہوا متصرف ہوے عرش آشیانی کہ تعجیل مہمات مین جائز رکھتے تھے اس مقولہ سے ایک حرف زبان پر نہ لائے اور شکار کے بہانہ سنہ مذکور مین نروز گڑھ کیطرف نہضت فرمائی اور شکار مین مشغول ہوے اشرف خان منشی کو سکندر خان اوزبک کے پاس بھیجا تو اسے تسلی اور دلاسا دیکر حضور مین حاضر کرے اور عسکر خان بخشی کو آصف خان ہروی کے پاس روانہ کیا کہ جملہ خزائن اور غنائم سے جو کہ لائق سرکار ہو لیکر بازگشت کرے اور خزانون کی کیفیت یہ ہے کہ آصف خان ہروی جب مراسلے بیخبراری ہوا ولایت کڑہ اور مانک پور جاگیر پائی اور ہمایگی کے سبب عازم تسخیر کڑہ کہ وہ کبھی بادشاہ اسلام کی مسخر ہوا تھا اور ایک عورت مسماۃ رانی درگاوتی کہ صورت اور سیرت مین آراستگی تمام رکھتی تھی اس ولایت کی

حاکم تھے آصف خان ہروی نے چند مرتبہ لشکر اُس حدود مین بھیجکر خرابی مین کچھ تقصیر نہ کی اور آخر کو خود پانچ چھ ہزار سوار اور پیادے بیشمار لیکر ولایت گڑھ مین گیا اور رانی نے بھی مع ایکہزار اور پانسو فیل اور آٹھ ہزار سوار و پیادے سے مقابلہ کیا اس صورت مین جنگ عظیم واقع ہوئی ناگاہ ایک تیر رانی کی آنکھ مین لگا تردد سے باز رہی اور پاس ناموس سے کہ مبادا گرفتار اور دستگیر ہووے دل جان سے اُٹھا کر فیلبان سے خنجر لیا اور اپنے تئین ہلاک کرکے نام اپنا جریدۂ عالم مین ثبت کیا اور عروس ملک کہ ہر روز ایک شوہر کے آغوش مین اور ہر شب کو عقد دوسرے سے باندھتی ہی آصف خان کے ہم آغوش ہوئی اور آصف خان قلعہ چوراگڑھ مین کہ مسکن رانی کا تھا گیا اور رانی کا فرزند خردسال جو قلعہ مین تھا ہجوم کے وقت آدمیون کے ہاتھ بائون سے پامال ہوکر ہلاک ہوا اور جواہر اور تماثیل طلائی اور مرصع اور اشیاے نفیسہ کہ سرداران کی سرکار مین ہوتا ہی اور ایکسو عدد دیگین مسی کہ اصطلاح ہند مین اُسکو کنکال کہتے ہین مملو اشرفی علائی احمر سے آصف خان کی سرکار مین داخل ہوئین اور آصف خان نے کل تین سو زنجیر فیل ایکہزار اور پانسو فیل سے بادشاہ کیواسطے بھیجی اور چیرو نکامانکو درمیان مین نہ لایا عرش آشیانی شکار کرتے ہوے جب ولایت گڑھ مین داخل ہوے بادہاے مخالف اور ہوا کی گرمی سے بیمار ہوکر آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور جب فہمائش اشرف خان منشی اور لشکر خان بخشی کی قوم متمردین انترنہ کی بادشاہ کے حکم سے جب شاہم خان جلایر اور شاہ بداغ خان اور محمد امین خان دیوانہ وغیرہ کہ اُسطرف کے جاگیرداورون مین سے تھے سکندر خان اور ابراہیم خان اوزبک کے دفع کیواسطے متوجہ ہوے اور ہنگام جنگ جب بہادر خان سیستانی مخالفونکی کمک کو پہونچا شاہم خان جلایر منہزم ہوا محمد امین دیوانہ اور شاہ بداغ خان دستگیر ہوے عرش آشیانی نے حقیقت حال پر واقف ہوکر منعم خان خانخانان کو مع لشکر عظیم برسم منقلائی روانہ کیا اور خود بھی سنہ ۹۷۳ نوسو تہتر ہجری مین اُسطرف متوجہ ہوے اور جب قنوج مین پہونچے انواج سے جدا ہوکر سکندر خان اوزبک کے سر پر کہ لکھنوتی مین تھا تاخت کی سکندر خان اوزبک خبر پاکر علی قلیخان المخاطب بخان زمان کے پاس بھاگا اور علی قلی خان اور بہادر خان سیستانی نے ترہیو گھاٹ پر جاکر آب گنگ سے عبور کیا اور بادشاہ جونپور مین تشریف لائے آصف خان ہروی نے حلقہ اطاعت کا زیب گوش کیا اور مجنون خان قاقشال جاگیردار کڑہ مانک پور کے ذریعہ سے الزمت مین پہونچکر سرفراز ہوا اور بعد چند روز کے آصف خان سیستانی کہ پانچہزار سوار خاص رکھتا تھا امراے معتبر کی جمعیت سے مخالفونکے دفع کے لیے مقرر ہوا اور آصف خان گھاٹ مذکور پر جاکر علی قلیخان المخاطب بخان زمان کے لشکر کے مقابل فروکش ہوا اور ساتھ اُسکے زبان اور دل ایک کرکے بست و بعل مین اوقات گذاری کرتا تھا بادشاہ نے اس حال سے خبردار ہوکر جاگیر اُسکی تغیر کی اور آصف خان آدھی رات کو اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ آردو سے گڑھ کی طرف روانہ ہوا عرش آشیانی نے منعم خان خانخانان کو اُس لشکر کی سپہ سالاری کیواسطے بجاے آصف خان ہروی کے روانہ کیا اور علی قلیخان المخاطب بخان زمان اور سکندر خان اوزبک اور بہادر خان سیستانی کو درمیان دوآب کے بھیجا آگرہ تک تاخت کرکے اُس حدود مین خلل ڈالا مین بادشاہ نے شاہ بداغ خان اور اُسکا فرزند مطلب خان اور اقبال خان لنگ اور حسین خان اور سعید خان اور ریحانہ ٹوڈرمل اور محمد امین دیوانہ اور محمد خان افغان سوراور محمد معصوم خان اور لشکر خان بخشی کو سرداری میر معز الملک کے کہ اکابر سادات مشہد مقدس طوس سے تھا سر راہ بہادر خان سیستانی کے بھیجا اُسوقت علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے منعم خان خانخانان کو اپنے گناہون کا شفیع کرکے اپنی والدہ اور ابراہیم خان اوزبک کو کہ بجاے عم

بزرگوار کے جانتا تھا مع فیلان نامی درگاہ مین بھیجا عرش آشیانی مقام عفو مین ہوے اور جونپور کہ سابق اُنکی جاگیر مین تھا مقرر رکھا لیکن میر معز الملک بہادر خان سیستانی اور سکندر خان اوزبک کے پاس پہونچکر درپے جنگ تھا کہ بہادر خان نے پیغام کیا کہ میرے بھائی علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے والدہ کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر التماس عفو جرائم کی ہی اس قدر صبر کرو کہ جواب پہونچے میر معز الملک نے اس بات کو قبول نہ کیا اور صفین جنگ کی آراستہ کین اور سکندر خان اوزبک کو کہ ہراول تھا مفرور کرکے اسکے سپاہیون سے بیشمار قتل کیے بہادر خان سیستانی کہ اسوقت تک اپنی فوج مین ایستادہ تھا تاخت لیجاکر افواج بادشاہی کو زیر و زبر کیا اور میر معز الملک قنوج کیطرف مفرور ہوا اور غنیمت وافر بہادر خان سیستانی کے سپاہیون کے ہاتھ آئی اور جب یہ خبر پہونچی عرش آشیانی جونپور کو علی قلیخان سیستانی کی والدہ کو معاف کرکے قلعہ چنار اور بنارس کی سیر کو سوار ہوے اسوقت علی قلیخان خان زمان سکندر خان اوزبک کے اغوا کے باعث آب گنگ سے عبور کرکے غازی پور مین آیا اور وہان کے اکثر پرگنات پر قابض اور متصرف ہوا بادشاہ نے علی قلی خان خان زمان کو مخاطب اور معاتب کرنے حکم فرمایا کہ اشرف خان جونپور کیطرف جاکر علی قلیخان خان زمان کی والدہ کو محبوس کرے اور خود بطور ایلغار غازی پور کیطرف روانہ ہوے اور علی قلیخان خان زمان پہاڑون کے دامن مین کہ جنگل نہایت پر درخت تھا بھاگا اور بہادر خان باتفاق سکندر خان و ابراہیم خان اوزبک شب کو بسبیل استعجال جونپور مین آیا اور زینہ لگاکر قلعہ پر چڑھکر اپنی والدہ کو رہا کیا اور اشرف خان کو مقید کرکے بنارس کیطرف روان ہوا عرش آشیانی یہ خبر سنکر جونپور مین رونق افزا ہوے اور احضار لشکر اور سپاہ ممالک محروسہ کیواسطے حکم دیا خان زمان خائف اور ہراسان ہوکر دوبارہ بعجز و زاری حاضر ہوا اور یہ بیت عریضہ مین لکھی **بیت** بدین امید ہاے شاخ در شاخ + کہ رہاے تو مارا کرد گستاخ + اور بادشاہ اس سبب سے کہ بہادر خان سیستانی کو عہد طفلی سے بھائی کہتے تھے اور علی قلیخان خان زمان کو بھی خدمات سابقہ کے سبب سے بہت دوست رکھتے تھے اور نہین چاہتے تھے کہ یہ بالکل تباہ اور برباد ہون دوبارہ اُنکے گناہ معاف فرمایے اور جاگیرین اُنکی بدستور سابق مقرر اور بحال رکھین **بیت** گرچہ بیگفت کہ زارت بکشم میدیدم + کہ نہانش نظرے با من دلسوختہ بود + القصہ ایک ملوک پیشین کہتا تھا کہ اگر خلائق جانین کہ مجھے عفو جرائم مین کچھ لذت حاصل ہوتی ہی تو گناہ کے سوا کوئی تحفہ اور ذریعہ میرے قرب کا نکرین فی الواقع **مصرع** در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست + عرش آشیانی نے بعد عفو تکلیف احضار فرمائی خان زمان کثرت خجالت کو مانع احضار خدمت کرکے عرض گذار ہوا کہ جسوقت آنحضرت بخیر و سعادت نشریف شریف دار السلطنت مین ارزانی فرمائینگے بندہ مع برادر سر سے قدم کرکے آستان بوسی کیواسطے حاضر ہوگا آنحضرت نے عذر اُسکا پذیرا کرکے اُس سے قسم لی اور دار السلطنت آگرہ کیطرف عازم ہوے اور بعد نزول مہدی قاسم خان کو مع چار ہزار سوار اصف خان ہروی کی دفع اور حکومت گڑھ کیواسطے روانہ فرمایا اور علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے کہ اسیطرح سے دلمین ارادہ مخالفت اور مخاصمت رکھتا تھا اصف خان ہروی کو اپنی طرف جونپور مین کھینچا اور آصف خان علی قلیخان کے نخوت و تکبر سے عاجز آیا اور چھ مہینے کے بعد اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ گڑھ کیطرف بھاگا اور بہادر خان سیستانی نے پیچھا کرکے آصف خان ہروی سے مقابلہ کیا اور اُسے مغلوب کرکے دستگیر کیا وزیر خان نے فرصت دیکھکر مع فوج ہمراہی بہادر خان پر تاخت کی اور اُسکو منہزم کرکے اپنے بھائی اد ھموے کو رہا کیا اور دونون متفق ہوکر گڑھ کیطرف روانہ ہوے اور اُس مقام مین قیام کیا اور درمیان اس حال کے ایلچیان محمد حکیم میرزا نے آنحضرت مین عرضداشت کی کہ بعد قتل ہونے شاہ ابو المعالی کے

سلیمان میرزا نے خطبہ کابل کا اپنے نام پڑھایا اور میرزا سلیمان نام ایک شخص کو کابل مین اپنی طرف سے چھوڑ کر بدخشان گیا اور جو محمد حکیم میرزا نے میرزا سلطان کو کابل سے نکالدیا ہی اب سلیمان میرزا لشکر فراہم کرکے چاہتا ہی کہ کابل مین جاکر بہم متصرف ہون اگر اسوقت کمک عنایت ہووے عین ذرہ پروری ہوگی بادشاہ نے فرامین فورًا بنام امرائے پنجاب اور محمد قلیخان حاکم ملتان کے اس مضمون سے صادر فرمائے کہ جسوقت سلیمان میرزا قصد تسخیر کابل کرے اسطرف جاکر اسکی مزاحمت دفع کرو اور فریدون خان کابلی کہ امرائے بادشاہی سے تھا اور محمد حکیم میرزا کا مامون ہوتا تھا مرخص ہوا کہ محمد حکیم میرزا کے پاس جاکر اسکا مدد اور معاون ہو لیکن قبل فرامین پہونچنے سے سلیمان میرزا کابل مین آکر قلعہ کو محاصرہ کرچکا تھا اور محمد حکیم میرزا جو تاب مقاومت نرکھتا تھا بھاگ کر نیلاب مین آیا فریدون خان نے آب نیلاب کے ساحل پر محمد حکیم میرزا سے ملاقات کی اور اسکے بعد اظہار کیا کہ بادشاہ علی قلیخان المخاطب بخان زمان اور زیکون کے خرخشہ مین گرفتار ہی اور فرصت لاہور مین آنیکی نہین رکھتا مناسب یہ ہی کہ لاہور مین جاکر متصرف ہون اور امرائے پنجاب کو اپنا شریک کرکے خوب توجہ سے سلیمان میرزا کی مضرت دفع کرون اور محمد حکیم میرزا فریب کھاکر لاہور کیطرف روانہ ہوا اور قطب الدین محمد خان انکہ اور میر محمد خان اور بھی دیگر امرا لاہور مین متحصن ہوکر دربی مدافعہ ہوے اور محمد حکیم میرزا مہدی قاسم خان کے باغ مین مقیم ہوا ہر چند سعی کی کہ امرائے پنجاب شریک ہون یہ صورت آئینہ وقوع عین جلوہ گر نہوئی بادشاہ علی قلیخان خان زمان کی مہم کو تعویق مین ڈالکر آگرہ منعم خان خانخانان کے سپرد کیا اور ماہ جمادی الاول کی چودھوین تاریخ ۹۷۴ نوسو چوہتر ہجری مین بسرعت تمام لاہور کی سمت متوجہ ہوے اور ابھی سرہند سے آگے نہ بڑھے تھے کہ خبر لاہور مین پہونچی ایکبارگی شادیانہ کے نقارے بجانے لگے میرزا کہ خواب استراحت مین تھا بیدار ہوا اور سبب شادیانہ بجانے کا استفسار کیا سبھون نے جوابدیا کہ جو بادشاہ بسبیل استعجال قریب آیا ہی اسلیے شادیانہ بجاتے ہین میرزا نے تصور کیا شاید بادشاہ لاہور کے نزدیک پہونچا ہووے تو قف سوار ہوکر ایسا گرم عنان ہوا کہ کابل تک پیچھے پھر کر نہ دیکھا اور جب موسم سرما پہونچا سلیمان میرزا کابل سے بدخشان گیا اور وہان کی حکومت غنیمت جانکر قناعت کی اور بادشاہ لاہور مین تشریف لائے اور اس حدود مین بشکار تمرغہ مشغول ہوے وزیر خان شکارگاہ مین شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور آصف خان کے عفو جرائم کی درخواست کی عرش آشیانی نے اسکے فرد جرائم پر قلم عفو کھینچا اور اسکی تقصیرات سے درگذر کرکے وزیر خان کو پنجہزاری کیا اور حکم فرمایا کہ آصف خان ہروی باتفاق مجنون خان قاقشال کڑہ مانک پور مین استقامت کرکے اس حدود کے محافظت مین سرگرم رہے اور جسبدم رایات عالیات عازم پنجاب ہوے محمد سلطان میرزا کی اولاد اور احفاد نے مصدر اعمال ناشائستہ اور مرتکب افعال نابائستہ ہوکر قسم قسم کے فساد برپا کیے اور نسبت محمد سلطان میرزا کی باپ کیطرف سے ساتھ امیر تیمور گورکان کے واقعات بابر ظہیر الدین محمد شاہ مین تحریر ہوئی اور مان اسکی سلطان حسین میرزا کی دختر ہی اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے عہد مین حرام خواریان کرکے مقرون عفو ہوئی اور ابغ میرزا بڑا بیٹا اسکا کابل مین جنگ نہارہ مین مقتول ہوا اور شاہ میرزا اسکا چھوٹا بیٹا قضاے الہی اور اجل طبیعی سے فوت ہوا لیکن ابغ میرزا سے دو فرزند رہے ایک سکندر سلطان اور دوسرا محمود سلطان اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے سکندر سلطان کا ابغ میرزا اور محمود سلطان کا شاہ میرزا نام رکھا اور تربیت مین انکے مساعی جمیلہ فرمائی اور محمد سلطان میرزا مع تمام احفاد اکبر شاہ کے عہد جلوس مین پھر ہندوستان مین آیا اور پرگنہ آدم پور سرکار سنبھل سے مدد معاش کی وجہ مین پایا اور حق تعالے

نے عالم بیری مین اُسے چار بیٹے اُس پرگنہ مین عطا فرمائے محمد حسین میرزا و ابراہیم میرزا و مسعود حسین میرزا و عاقل میرزا اور یہ چاروں ابھی خرد سال تھے کہ بادشاہ نے تربیت کرکے سر جملۂ امرا سے کیا اور بعد یورش جونپور رخصت لیکر سنبھل مین اپنی جاگیر وان پر گئے اور اُس عرصہ مین کہ بادشاہ محمد حکیم میرزا کے دفع فساد کے لیے پنجاب کیطرف روانہ ہوے تھے اپنے چچیرے بھائیون سکندر سلطان اور محمود سلطان سے مسمیان بابنے میرزا و شاہ میرزا متفق ہوکر آخر کو عصیان پر کمر باندھی اور ایک جماعت اراذل اور اوباش کو جمع کرکے دست اندازی کرنے لگے اُس نواح کے جاگیرداروں نے اُنھین مغلوب کرکے ایسا پسپا کیا کہ مالوہ مین جاکر پناہ لی اور وہ علاقہ جو سرداری صاحب وجود سے خالی تھا اُنکے تصرف مین آیا اور منعم خان الملقب خانخانان نے محمد سلطان میرزا کو سرکار سنبھل سے منفید کرکے قلعہ بیانہ مین محبوس کیا اور اُسنے محبس مین قضا کی اور اسیطرح علی قلیخان سیستانی الملقب بخان زمان اور سکندر خان اوزبک اور دوسرے امرا نے محمد حکیم میرزا کے آنے سے لاہور مین آگاہ ہوکر نقض عہد کیا اور اپنے کام کے خیال مین مصروف ہوے اور قنوج اور اودھ اور دوسری ولایتون اور پرگنون پر قابض ہوکر جمعیت عظیم بہم پہونچائی عرش آشیانی لاہور سے اُنکی دفع کے واسطے بسرعت تمام آگرہ مین آئے اور احضار لشکر کا حکم دیکر دو ہزار فیل اور لشکر بیشمار ہمراہ رکاب لیکر جونپور کیطرف متوجہ ہوے اور خان زمان نے کہ سید یوسف مشہدی کو قلعہ سیرگڑھ مین محاصرہ کیا تھا یہ خبر سُنکر اس جلدی مین جو گمان بادشاہ کے مراجعت کا نہ رکھتا تھا یہ بیت پڑھی بیت سمند تند و زرین نعل و خود رشید را ماند ✦ کہ از مشرق بمغرب رفت و یک شب درمیان ماند ✦ اور پاے قلعہ سے اُٹھکر بہادر خان سیستانی کے پاس کہ قلعہ کڑہ مانک پور مین مجنون خان قاقشال کو محاصرہ مین رکھتا تھا گیا عرش آشیانی اُسکا تعاقب کرکے اُسطرف متوجہ ہوے اور جب رائے بریلی کے پرگنہ مین پہونچے سُنا کہ علی قلیخان سیستانی الملقب بخان زمان آب گنگ سے عبور کرکے ارادہ مالوہ کا رکھتا ہی تاکہ محمد سلطان میرزا کی اولاد سے ملت پیدا کرکے اُس حدود پر متصرف ہووے اور اگر شاید کچھ زور اُسے پہونچے تو شاہان دکن کے پاس پناہ گزین ہووے عرش آشیانی رات کے وقت کڑہ مانکپور کے گھاٹ پر نشر یف لائے جو کشتی حاضر تھی فیل تیز بال سمندر نام پر سوار ہوے ہر چند امرا مانع آئے قبول کیا اور متوکل علی اللہ آب تھا گنگ مین در آئے تائید سماوی اور اقبال عدو مال کی قوت سے دریا پایاب ہوا ہاتھی کو احتیاج تیرنے کی نہوئی بادشاہ نے مع چند فیل دیگر اور سپاہ سوار سے عبور کیا اور علی الصباح بے توقف علی قلیخان سیستانی الملقب بخان زمان کے اطراف اُردو مین پہونچے اور اُسوقت آصف خان ہروی اور مجنون خان مع جمعیت خوب بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوے علی قلیخان اور بہادر خان بادشاہ کے عبور کا گمان مردمان قلیل سے اُس شب کو نر کھتے تھے تمام رات مے نوشی اور رناج دیکھنے مین مشغول رہے یہانتک کہ ایک شخص مردم بادشاہی سے اُنکے اُردو مین جاکر بآواز بلند پکارا کہ ای غافلو بادشاہ تمھارے قصد مین آب سے عبور کرکے اجل ناگہان کیطرح تمھارے سر پر پہونچا ہی اُنھون نے یہ خبر آصف خان ہروی اور مجنون خان کے مکر و حیلہ سے جانکر پروانہ کی ناگاہ صدا کوس اور نقارہ بادشاہی کی اُن اجل رسیدگان کے گوش زد ہوئی سراسیمہ اور بدحواس مجلس سے اُٹھکر صف آرائی مین مصروف ہوے اور پہر دن چڑھے روز دوشنبہ غرہ ذی الحجہ ۹۷۴ھ نسو جو ہر ہجری مین آتش جنگ مشتعل ہوئی اور بابا خان قاقشال کہ ہراول بادشاہ کا تھا ایک جماعت کو کہ مخالفون کیطرف سے اُسکے مقابلہ کو آئی تھی حملہ اول مین پسپا کرکے علی قلیخان کی فوج مین پہونچایا اور بہادر خان سیستانی نے اُسوقت بابا خان قاقشال پر حملہ کرکے صف مجنون خان مین داخل کیا اور بہادر خان باوجود اسکے کہ اس نبرد مین فوج اُسکی بے ترتیب تھی بیمحابا صف مجنون خان پر حملہ آور ہوا اور آن واحد مین

اُس صف کو درہم برہم کرکے چاہتا تھا کہ فوج خاصہ بادشاہی پر بھی تاخت کرے اس درمیان مین ایک جماعت مردم معتبر نے کہ فوج شاہی کے آگے تھے مدافعہ کیواسطے قیام کیا اور بادشاہ خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کورنیف اپنا کرکے ہاتھی پر سوار تھے احتیاطاً فیل سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہوے لیکن کفران نعمت کی شامت نے اپنا کام کیا بہادر خان کا گھوڑا زخم تیر سے پانوں سے گرا اور بہادر خان پیادہ ہوا اور ابھی یہ خبر بادشاہ کو نہ پہونچی تھی کہ وہ حضرت بنفس نفیس خود جنگ پر آمادہ ہوے فیلبان کو بہیئت مجموعی علی قلیخان سیستانی کی افواج پر دوڑائے پہلے ایک فیل فیلبان بادشاہی سے کہ جسکا ہیرا نتدنام تھا علی قلیخان کے لشکر کی طرف دوڑا اور فیل رودیانہ نام کو کہ مخالف کیطرف سے اُسکے مقابل آیا تھا ایسی ٹکر ماری کہ فوراً زمین پر گرا اُسوقت طرفین سے جوانون نے ہتھیار سنبھالے اور کارزار مین مشغول ہوے اور علی قلیخان کا آفتاب سعادت وکامرانی زوال کو پہونچا قضارا اُس ضرب وضرب مین ایک تیر علی قلیخان کے جسم مین لگا وہ اُسکے نکالنے مین مصروف تھا کہ دوسرا تیر اُسکے گھوڑے کے لگا وہ اُسکے زخم سے ایسا تڑپا کہ علی قلیخان خانہ زین سے جدا ہوکر زمین پر آیا ایک اُسکے متعلقین نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا وہ سوار ہوا چاہتا تھا ناگاہ نرسنگھ نام فیل اجل کیطرح اُسکے سر پر پہونچا اور آن واحد مین اُسے چیونٹی کی طرح پامال کیا سپاہ کو جب اُسکا مرنا متحقق ہوا پانون قرار کا جگہ سے ہلگیا اور طریقہ فرار کا نا پایا اُسی حال مین نظر بہادر نام ایک شخص بہادر خان کو زندہ گرفتار کرکے بادشاہ کے روبرو لایا بادشاہ نے اُس سے فرمایا کونسی برائی تمھین پہونچی تھی کہ جسکے عوض تمنے تلوار ہم پر کھینچی بہادر خان نے خجالت اور ندامت سے جواب نہ دیا اتنا بولا کہ الحمدللہ آخر عمر مین حضرت کا دیدار کرکے گناہونکا محو کرنیوالا ہی میسر ہوا بادشاہ نے نہایت مروت سے حکم اُسکی حراست اور محافظت کا صادر فرمایا لیکن چونکہ ابتک علی قلیخان کو خان زمان کا فوت ہونا ثابت نہوا تھا دولتخواہون نے اُسکا زندہ رہنا مناسب نجانکر حضرت کی بے اجازت تہ تیغ کیا سچ ہے **نظم** بکفران نعمت دلیرے مکن کہ اسپ مراد تش سکندر نخورد + بہادر کہ بد رستم روزگار + بکفران نعمت چنین گشت خوار + اور بھان دیو بیتوں نے کہ قاسم رسلان کی لشکر زادہ مین سے تھا بیان کیا ہے کہ خان زمان بندوق کی ضرب سے ہلاک ہوا **ابیات** چو شد خان زمان یاغی وباغی + زشاہ اکبر کہ مثلش نیست دیگر + تفنگ خوردہ زعالم رفت وگردید + بہادر گشتہ از گفت برادر + برائے فتح شد تاریخ جستم + خرد گفتا مبارک فتح اکبر + عرش آشیانی نے علی قلیخان خان زمان اور بہادر خان کا سر بجاب دربار کابل مین بھیجا اور جان علی اوزبک اور بابر علی بیگ اور میرزا بیگ اور خوشحال بیگ اور میرزا شاہ بدخشی اور علے شاہ بدخشی وغیرہم کو کہ خان زمان کے تابع تھے گرفتار کرکے جونپور کیطرف سوار ہوے اور وہانکے لوگونکو عبرت کیواسطے اُنھین فیل مست سے پامال کرایا اور معظم خان المخاطب بخانخانان کو اس شہر کی حکومت عنایت فرمائی اور جو سکندر خان اوزبک کہ قلعہ اودھ مین قلعہ بند ہوا تھا کشتی مین سوار ہوکر گورکھپور کیطرف بھاگا اور ماہ محرم ۹۷۵ نوسو پچہتر ہجری مین مظفر اور منصور ہوکر آگرہ مین تشریف لائے اور جوکہ اُسوقت تک رانا اودے سنگھ حضرت کے جادۂ اطاعت مین نہ آیا تھا باوجود سفر متواترہ بسبیل استعجال اُسطرف روانہ ہوے جب قلعہ چیتوڑ مین پہونچے حاکم وہانکا قلعہ خالی کرکے اپنے صاحب سورجن راجہ رنتھنبور کے پاس گیا بادشاہ نے اُس حصار کو ملازمان درگاہ کے سپرد کرکے قلعہ کاکرون کیطرف جو مالوہ کی سرحد مین ہے توجہ فرمائی اور سلطان محمد میرزا کہ قلعہ مندسور مین متصرف تھی یہ خبر سنکر مضطرب ہوئی اور جو اندونمین اتنے مین میرزا فوت ہوا تھا باقی دیگر میرزایان بعجلت تمام گجرات کی سمت بھاگے عرش آشیانی مالوہ شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کے سپرد کرکے قلعہ کاکرون سے رانا کے دفع کیواسطے عازم ہوے اور رانا آٹھ ہزار راجپوت کارآزمودہ اور ذخیرہ مہمت قلعہ چیتوڑ مین جو ایک پہاڑ پر

واقع ہوا ہی چھوڑ کر خود مع اہل و عیال جا ہائے قلب اور دشوار گذار مین گیا بادشاہ نے عازم تسخیر قلعہ چیتور ہوکر محاصرہ کیا اور پانچہزار بنجارا اور سنگتراش اور لوہار اور نقاب یعنے سرنگ کھودنے والے اور مزدور اور بیلدار ساباط کے بنانے کیواسطے کہ مخصوص قاعدہ ہند ہی معین فرمائے اور وہ ساباط اور رخنہ نقب کی تیاری مین مشغول ہوے اور ساباط عبارت ہی دو دیوار سے کہ بفاصلہ ایک تفنگ اندازہ کے بنیاد کرتے ہین اور تختون اور ٹوکرون کی پناہ مین کہ چرم گاؤ مندھکر اُن دیوارون کو قلعہ کے قریب پہونچاتے ہین اور آتشبازی اور نقاب اُن دیوارونکے کوچہ وسیع سے بفراغ خاطر قلعہ کے نیچے آنکر نقب کھودنے مین مشغول ہوتے ہین اور بارود نقب مین بھر کر اُڑاتے ہین اور رخنہ قلعہ کی دیوار مین ڈالکر اُسی رستہ ساباط سے لشکر وہان پہونچکر قلعہ مین در آتے ہین القصہ جب ساباط تیار ہوئی اور دو نقب برجونکے نیچے پہونچے دونون کو بارود سے بھر کر ایکبارگی آگ دی بحسب اتفاق ایک نقب نے جلد تر آگ پکڑی وہ برج اُڑ گیا اور رخنہ عظیم ظاہر ہوا دو ہزار مرد اہل نبرد مسلح ہوکر جو کمین مین تھے بخیال اسکے کہ دونون نقب اُڑنے سے رخنے قلعہ مین پڑے ہونگے ایکبارگی ساباطون سے قلعہ کیطرف دوڑے اور ایک ہزار آدمی اُس رخنہ پر پہونچکر راجپوتون سے ہم صاف ہوے اور ایک ہزار مرد نے جب دوسرے طرف رخنہ دیکھا اُنمین سے قدرے سیاہ دکھانیکو باہر آئے اور مردمان حصاری اُنکے مدافعہ کیواسطے قیام کرکے عین جنگ مین تھے کہ ناگاہ اُس برج کی نقب نے بھی آگ پکڑی اور برج اُڑا اور راعضاد دوست و دشمن کے جدا و پریشان ہوکر ہر طرف گرے چنانچہ پندرہ امرائے بادشاہی مثل سید جمال الدین بارہہ اور مردان قلی شاہ وغیرہما مع پانسو لشکر انکے ضائع ہوے اور راہالی قلعہ سے بھی ایک جماعت کثیر ہلاک ہوئی اور جب معاملہ ایسا ہوا سپاہیون نے اُس رخنہ سے مجال قلعہ مین در آنے کی نپائی اُس روز قلعہ فتح نہوا اور بعد اس واقعہ کے ایک ساباط اور تیار ہوئی ایک دن بادشاہ اُس مقام مین کہ جان ساباط تیار کی تھی لڑائی کی سیر کرتے تھے اور جمل راجپوت کہ سردار راہالی قلعہ تھا اور رانا سے قرابت رکھتا تھا تمام دن قلعہ کے گرد اہتمام کیواسطے پھرا اور عشا کی نماز کیوقت خاص مورچہ بادشاہی پر آیا اور روشنی مشعل سے محسوس ہوا بادشاہ نے بندوق خاص کہ دست حق پرست مین تھی روشنی کی برابر رکھکر آگ دی اتفاقات حسنہ سے بندوق کی گولی جمل کی پیشانی پر لگی کہ مرغ روح اُسکا تڑپکر دارالبوار مین پہونچا اور جب اہل قلعہ نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا جنگ سے دست کش ہوے اور پہلے اُسکی لاش جلائی اور اپنے منازل مین جاکر جوہر کیا یعنے تمام مال و اسباب اور عیال اطفال کو جلاکر خاکستر کیا اور جب آگ کی روشنی سے معلوم ہوا کہ اُنھون نے جوہر کیا ہی سپاہ اسلام اُسی رات کو قلعہ کیطرف متوجہ ہوئی اور جب کسی نے مزاحمت نہ کی قلعہ مین در آئے اور بادشاہ بھی صبح کیوقت ہاتھی پر سوار ہوکر مع جمیع امرا اور امیرزادون کے کہ پیادے تھے قلعہ مین داخل ہوے اور ایک جماعت کفار مقہور کہ منازل اور تہخانہاے محکم مین در آئی تھی اسقدر لڑی کہ دوپہر تک ہزار مرد سب تسلیم کے مارے گئے اور لشکر نصرت اثر سے سوائے نصرت علی نواجی کے کسی شخص نے شہادت نپائی اور تین دنکے بعد اُس مقام کی حکومت آصف خان ہروی کے متعلق ہوئی اور خاقان اکبر نے منصور و مظفر ہوکر مراجعت فرمائی اور اثناے راہ مین ایک تیر سہناک درختونکے نیچے برآمد ہوا بادشاہ کے حکم سے کوئی اُسکا مزاحم نہوا آنحضرت نے ایک تیر چلہ کمان مین جوڑکر اُسکے مار تیر زخمی ہوکر تپہ کے نیچے گیا اور ایستادہ ہوا بادشاہ نے دوبارہ بندوق کا دو گاڑہ مار زخم کاری نہ لگا تیر پھینکر آنحضرت کیطرف متوجہ ہوا اس حال مین ایک مرد شیر دل عادل نام فدائی کے مانند آپ کو شیر تک پہونچاکر دو اڑ تمشیر کرنے لگا اتنے مین اور بھی جان نثارون نے آنکر شیر کو ہلاک کیا اور بادشاہ کی سلامتی پر لوازم شکر بجالائے اور بادشاہ نے جب آگرہ مین قیام کیا چند روز کے بعد یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ ابراہیم حسین میرزا اور محمد حسین میرزا جنگیز خان گجراتی سے روگردان ہوکر مالوہ مین آئے ہین

اور اوجین کو محاصرہ کیا بادشاہ نے قلیچ خان اندجانی اور خواجہ غیاث الدین بخشی قزوینی کو اُنکے دفع کیواسطے مقرر کیا میرزایان مزبور آب نربدہ کیطرف مفرور ہوے اور بدحواس ہوکر آب سے عبور کرکے پھر گجرات کیطرف راہی ہوے اور شہر رجب ۹۷۶ نوسو چھہتر ہجری مین عرش آشیانی نے قلعہ رنتھنبور کے فتح کی عزیمت مین رایات ظفر آیات کو مرکز دائرہ خلافت سے حرکت دی جب شکارکنان نے رنتھنبور پور مین نزول فرمایا راجہ سورجن نے اُس قلعہ کو کہ جاز خان غلام سلیم شاہ سے خریدا تھا قلعہ بند ہوکر مدافعہ مین قیام کیا اور افواج شاہی نے اُس قلعہ کو چارون طرف سے محاصرہ کرکے راہ آمدورفت بند کی اور بادشاہ کے حکم سے کوہ مدن نام کہ قلعہ کے قریب ہی سرکوب کرکے چند توپ اور ضرب زن کہ ارتفاع کوہ کی کثرت سے کوئی بادشاہ بلندی پر نہ لیگیا تھا اُسپر لیگئے اور جب توپ سر ہوتی تھی کتنے مکان خراب اور مسمار ہوتے تھے راجہ سورجن عاجز ہوکر امان کا طلبگار ہوا اور مع اہل وعیال اپنے قلعہ سے نکلگیا حصار مع ذخائر اور خزائن بادشاہ کے تصرف مین آیا اسکے بعد آنحضرت اجمیر کیطرف سوار ہوے اور خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت سے مستفید ہوے اور بعدہ آگرہ مین تشریف لائے اور حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کی زیارت کو قصبہ سیکری مین گئے جو کہ عرش آشیانی کے چند فرزند متولد ہوکر بیوندزمین ہوے تھے اور کوئی لڑکا باقی نہ تھا شیخ نے مژدہ فرزندان طویل العمر کی ولادت کا دیکر خوشحال کیا قضارا اُسی عرصہ مین آثار حمل ظاہر ہوا اور روز چہارشنبہ کی صبح کو شہر ربیع الاول کی ستروین تاریخ ۹۷۷ سنہ ہجری مین کوکب ولادت شاہزادہ سلیم نے بطالع چوبیس درجہ میزان مین مقام سیکری شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کے مکان مین افق جاہ وجلال سے طلوع کیا اور خاقان اکبر نے اس موہبت عظمی کے شکرانہ مین تمام قیدیون کو رہا کیا اور خواجہ حسین ثنائی نے ایک قصیدہ اس صنعت سے کہا کہ مصرع اول تاریخ جلوس جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور مصرع ثانی مین تاریخ ولادت شاہزادہ جمجاہ کی ہوا اور یہ مطلع اُسکا ہے **مطلع** للہ الحمد ازپئے جاہ وجلال شہریار ✦ گوہر مجدازمحیط عدل آمد درکنار ✦ عرش آشیانی نے ایفاے نذر کیواسطے کہ فرزند کے بارہ مین کی تھی پیادہ پا اجمیر کیطرف روانہ ہوے اور خواجہ معین الدین چشتی کی زیارت بجاآکر دست زرفشان انعام واحسان مین کھولا اور دہلی کے راستہ سے شکارکنان معاودت کی اور اس عرصہ مین راجہ رام چندر والی قلعہ کالنجر کہ شیر شاہ اُسکی آتش محبت مین جلا تھا اور سلیم شاہ کے بعد پھر کفار کے تصرف مین آیا تھا قضیہ چیتور سے ہراسان ہوکر وہ قلعہ بے جنگ بادشاہ کی نذر کیا اور محرم کی تیسری تاریخ ۹۷۸ سنہ نوسو اٹھہتر ہجری مین پھر شیخ سلیم کے فرزند تولد ہوا اور موسوم بمحمد مراد اور ملقب بہ بہاری ہوا اور اس سال بادشاہ دوبارہ اجمیر کی زیارت کیواسطے تشریف لیگئے اور شہر کے گرد ایک حصار گچ اور سنگ سے بناکر کے ناگور کیطرف گرم عنان ہوے اور چند رسین ولد الدیوا ور راے کلیان مل راجہ بیکانیر ملاقات کیواسطے آئے اور پیشکش وافر پیش کیے بادشاہ راجہ کلیان مل سے بیٹی لیکر وہانسے شکارکنان قصبہ اجودھن مین گئے اور شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوکر دیبال پور آئے اور میرزا عزیز کوکہ وہان کے جاگیردار تھے طوی دیکر پیشکش لائق گذرانی اور جب لاہور مین رونق افزا ہوے حسین قلیچ خان ترکمان حاکم اُس بلدہ کا بھی بدستور میرزا عزیز کوکہ کے پیشکش لائق نظر اقدس مین لایا اور بادشاہ غرہ صفر ۹۸۹ سنہ نوسو نواسی ہجری مین حصار فیروزہ کی سیر کیواسطے تشریف لیگئے پھر اجمیر مین آئے اور شرائط زیارت بجا لاکر آگرہ کیطرف متوجہ ہوے اور اُسوقت مین سکندر خان اوزبک کہ بنگالہ کے جنگلون مین سرگردان پھرتا تھا منعم خان الخاطب بخانخانان اُسکو بادشاہ کی بابوسی کو لایا اور اُسکے گناہون کا شفیع ہوا اُس سال جو مقام سیکری آنحضرت پر مبارک ہوا تھا اُس جگہ ایک شہر وسیع بنا فرمایا اور اُس عرصہ مین جو گجرات فتح ہوا اُس کا نام فتح پور رکھا

کسوا سطے کہ شہر صفر سنہ ۹۵۰ نو سو اسی ہجری مین جب ملک گجرات مین خلل اور فساد نہایت بہم پہونچا بادشاہ اسکی تسخیر کا عازم ہوا اور جب اجمیر مین گذر ہوا زیارت کرکے روح پر فتوح خواجہ سید حسن خنگ سوار سے کہ امام ہمام حضرت زین العابدین علیہ وعلی آبائہ الکرام والاولادہ العظام آلاف التحیۃ والسلام کی اولاد سے استمداد کرکے خان کلان کو بہت اعزاز سے برسم ہراول اسطرف روانہ کیا اور راے سنگھ کو جو دھپور کی حکومت پر کہ وطن بالدیو کا تھا مقرر کرکے خود بھی گجرات کیطرف سوار ہوے اور ناگور کی دو منزل پر خبر پہونچی کہ چہارشنبہ کی شب کو ماہ جمادی اول سنہ مذکور مین شیخ دانیال قدس سرہ کے مکان مین شاہزادہ نیک خصلت دانیال پیدا ہوا آنحضرت نے لوازم خوشحالی بتقدیم پہونچا کر اُس مولود مسعود کا نام دانیال رکھا اور جب پٹن گجرات بادشاہ کا محل نزول ہوا شیر خان فولادی جو گجرات کے امراے کبار سے تھا قضاے الٰہی سے مرگیا ایک ہفتہ کے بعد سید احمد خان بارہہ پٹن کی حکومت پر مقرر ہوا رایات عالیات احمد آباد کیطرف متوجہ ہوے اور ابھی دو منزل طی نہ فرمایا تھا کہ سلطان مظفر گجراتی نے باتفاق میرزا ابوتراب جو شیرازی الاصل تھا اور اُسکے باپ دادا نے گجرات مین اعتبار تمام پیدا کیا تھا ملازمت کیواسطے پہونچکر شرف بساط بوسی حاصل کی اور دوسرے دن اعتماد خان اور سید جاندخان بخاری اور اختیار الملک اور ملک اشرف اور وجیہ الملک اور الف خان حبشی اور رجاز خان حبشی اور بھی دیگر سرداران باتجمل وسامان تمام آستان بوسی سے سرفراز ہوے اور رقم نفاق جو حبشیون کے چہرۂ حال سے محسوس ہوتا تھا سب محبوس ہوے اور شہر احمد آباد کو آیۂ کریمہ الذی لم یخلق مثلہا فی البلاد اُسکی شان مین ہے بے جنگ فتح ہوا جیسا کہ شاہان گجرات کے وقائع مین مرقوم ہوا ہے اور جو ابراہیم حسین میرزا بہروچ کی نواحی مین اور محمد حسین میرزا حوالی سورت مین تھے عرش آشیانی اُنکی دفع کیواسطے عازم ہوے اُسوقت اختیار الملک کہ عمدہ امراے گجرات سے تھا جب جون کیطرف بھاگا تمام امراے گجراتی بطریق حبشیان قید ہوے اور اُسکی بعد جب سایۂ چتر فلک سایہ رکھیابت پر پڑا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو احمد آباد گجرات کی حکومت عنایت فرمائی اور ابراہیم حسین میرزا نے بادشاہ کے قریب پہونچنے سے خبر پائی رستم خان رومی کو اس خوف سے کہ مبادا بادشاہ کی ملازمت کیواسطے جاوے قتل کیا اور چاہا کہ اردو سے ظفر قرین کے چالیس کوس کے فاصلہ سے گذر کر پنجاب کیطرف جاوے اور فساد برپا ہووے پہر رات گئے یہ خبر عرش آشیانی کے سمع مبارک مین پہونچی خواجہ جہان اور قلیچ خان کو شاہزادہ سلیم کی خدمت مین اردو کے انتظام کیواسطے چھوڑا اور جمعیت قلیل سے ابراہیم حسین میرزا کی تنبیہ اور تادیب کو بطور تاخت روانہ ہوے اور دوسرے دن چالیس سوار ہمراہ رکاب لیکر آب مہندری سے کہ قصبۂ ستربال کے قریب واقع ہے پہونچے اور ابراہیم حسین میرزا جو ہزار سوار اپنے ہمراہ رکھتا تھا نہ بھاگا اُس مقام مین مقیم رہا اور بادشاہ نے ایک ساعت توقف کیا اس درمیان مین سید محمود خان بارہہ اور راجہ بھگوانداس اور مانسنگھ اور شاہ قلیخان محرم اور سورجن زتھنبور کا راجہ اور بھی دیگر امرا کہ سورت کیطرف تعین ہوے تھے حسب الحکم اثناے راہ سے پلٹکر مع ستر ہزار سوار ملازمت مین حاضر ہوے اور باوجود اسکے کہ اگر بادشاہ ایک لحظہ صبر کرتا فوج فوج اور جہان جہان لشکر فراہم ہوتا عرش آشیانی تعجیل کرکے ایک جماعت کو کہ ڈیڑھ سو سے زیادہ نہ تھی ہمراہ رکاب لیکر ابراہیم حسین میرزا کی جنگ کیواسطے متوجہ ہوے اور مانسنگھ کو ہراول کیا اور آب سے عبور کرکے اُس قصبہ کے ظاہر مین غنیم سے کہ ہزار سوار ہمراہ رکھتا تھا مقابل ہوکر جنگ مین مشغول ہوے جب ابراہیم حسین میرزا حملہ آور ہوا تیر اندازون نے آگے بسیا کیا اور جو بادشاہ راجپوتون کے ہمراہ قلت فوج کے سبب ایسے مقام مین کہ دو طرف اُسکی دیوار تھی ایستادہ تھے تین سوار سے زیادہ اُس مقام مین بہلو بہ دوسرے کے قیام نکرسکتے تھے اُسوقت تین سوار لشکر مخالف سے

شوخی کرکے جس مقام مین کہ بادشاہ ایستادہ تھا مارا آئے اور راجہ بھگواندا س کہ آنحضرت کے قریب تھا شمشیر لیکر انمین سے
ایک کے مقابل ہوکر اُسے متہزم کیا پھر دوسرے کیطرف متوجہ ہوا اور بادشاہ نے کہ زرہ کے نیچے ایستادہ تھے تیراندازی
کرتے تھے راجہ بھگواندا س کی مدد کیواسطے گھوڑے کو جولان کیا دشمن آنحضرت کے صدمہ کی تاب نہ لاکر مع تیسرے رفیق
کے مفرور ہوے اور راجہ بھگواندا س کے بھائی نے اعدا پر تاخت کرکے داستان رستم اور اسفندیار کو طاق نسیان پر چھوڑا اور
تنہا چند آدمیون کو خاک مذلت پر ڈالا من بعد داد جوانمردی اور مردانگی دیکر خود بھی مقتول ہوا اسوقت بادشاہ مع تیراندازون
اور راجپوتون کے زرہ کے درمیان سے برآمد ہوے اور ابراہیم حسین میرزا پر شیرزیان کیطرح حملہ آور ہوے اور اقبال شاہی نے مدد
کرکے ابراہیم حسین میرزا کو بے اسکے کہ کام اُسپر تنگ ہووے دست ادبار کیطرف آوارہ کیا اور ابتداے پیدائش سے اس زمانہ
تک معلوم نہین کہ کسی بادشاہ نے ایسا کارنمایان کیا ہو کہ عالم عالم لشکر اور خیل خیل سپاہ کو چھوڑکر خود ساتھ ایک جماعت
قلیل کے ایسے دشمن قوی کے مقابلہ کو آوے اور آپکو مخاطرۂ عظیم مین ڈالے اور بعد اس واقعہ کے اردوے بزرگ مین پیوستہ ہوکر
قلعۂ سورت کی تسخیر مین متوجہ ہوے اور گلرخ بیگم دختر کامران میرزا کی جو زوجہ ابراہیم حسین میرزا تھی قلعہ کو مردم جنگی کے سپرد
کرکے اپنے فرزند مظفر میرزا کے ہمراہ دکن کیطرف راہی ہوئی اور رایات عالیات قلعہ مین پہونچے اور سورچے تقسیم ہوے
اور جب میرزاؤن نے پٹن کی نواح مین یکجا ہوکر آپسمین قرعہ مشورت کا ڈالا اسوقت سب کی راے نے اس امر پر قرار پکڑا کہ
ابراہیم حسین میرزا اپنے چھوٹے بھائی مسعود حسین میرزا کو ہمراہ لیکر پنجاب مین جاکر فساد برپا کرے اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا
شیر خان فولادی سے ملحق ہوکر پٹن جاوین شاید کہ قلعۂ سورت ان خللون کے سبب محاصرہ سے خلاص ہووے اسکے بعد جب ابراہیم حسین
میرزا ناگور پہونچا راے سنگھ حاکم جودھپور نے اسکا تعاقب کیا اور شام کیوقت اسکے قریب جا پہونچا اور رجوآب یعنے ایک
دریا اُس حدود مین تھا ابراہیم حسین میرزا اُسپر متصرف ہوا تھا راے سنگھ مضطرب ہوکر تمام شب جنگ مین مشغول ہوا
اور خلق کثیر طرفین سے مقتول ہوئی اور جب گھوڑا ابراہیم حسین میرزا کا زخم تیر سے سقط ہوا شکست اسکے ہمراہیون پر
پڑی اور سب نے راہ فرار نا پی اور ابراہیم حسین میرزا نے پیادہ پا قدرے راہ طی کی تھی جب اسکا ایک نوکر آیا گھوڑے
پر سوار ہوکر نکل گیا اور جب دہلی مین پہونچا چند روز قیام کرکے خیل وحشم فراہم کرکے سنبھل مین آیا اور محمد حسین میرزا
اور شاہ میرزا اور شیر خان فولادی آٹھ ہزار سوار لیکر پہونچے احمد خان بارہہ کو قلعہ پٹن مین محاصرہ کیا خان اعظم میرزا
عزیز کوکہ اُنکی دفع کیواسطے احمد آباد سے پٹن کیطرف متوجہ ہوا تھا جب پٹن کے پانچ کوس پر پہونچا مخالفین بیس قدمی کرکے
جنگ مین مصروف ہوے اور حرب نہایت سخت واقع ہوئی جرانغار اور برانغار خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کی متفرق ہوئی
لیکن خان اعظم نے قدم ثبات ہاتھ سے نہدیا اس درمیان مین رستم خان اور مطلب خان آپ کو مطمئن کرکے دوبارہ
حملہ آور ہوے اور سلک جمعیت محمد حسین میرزا اور تمام مخالفون کی شکستہ کرکے دکن کی طرف مفرور کیا اور جب
سرکوب یعنے دمدمہ قلعہ سورت کے گرد تیار ہوا اہالی حصار نے امان چاہی اور قلعہ ملازمان بارگاہ کے سپرد کیا اور بادشاہ
کامیاب ہوکر احمد آباد گجرات کیطرف سوار ہوے اندنون مین راجہ بہارجیو راجہ بگلانہ کہ سرحد دکن کے راجہاے
نامی سے تھا شرف الدین حسین میرزا کو کہ قبل اس سے دس برس ناگور سے بھاگ کر دکن مین گیا تھا بے اعتدالی کے سبب
وہان بھی مجال توقف نپائی اور کوہستان بہارجیو سے چاہتا تھا کہ آپ کو محمد حسین میرزا کے پاس پہونچاوے گرفتار کرکے
بادشاہ کے روبرو لایا اور وہ بعد زدوکوب وذلت وخواری بسیار گوالیار کے قلعہ مین محبوس ہوکر مرگیا اور شیر خان کی

والدہ خانخانان اکبر سے آشنائے طرفہ سافت مین سر راہ آنکر حجاز خان حبشی کی جو اُسکے فرزند کا قاتل تھا شکایت کرکے خون کے دعویدار ہوئی بادشاہ کہ بہانہ طلب تھا حجاز خان حبشی کو ہاتھی کے پاؤن کے نیچے ڈالکر قصاص مین پہونچایا اور ولایت گجرات یکقلم میرزا عزیز کوکہ کے جیل اور قرابتیون کو تقسیم کرکے اجمیر کے راستہ سے ماہ صفر کی دوسری تاریخ ۹۸۱ نوسو اکاسی ہجری مین مرکز دولت مین داخل ہوکر استقرار پایا اور ابراہیم حسین میرزا جب سنبھل مین پہونچا یہ خبر سُنی کہ امرائے پنجاب حسین قلیخان نے ہمراہ کوہستان پنجاب مین جاکر قلعۂ نگرکوٹ کو محاصرے مین رکھتے ہین اس سبب سے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا کہ جو وہ ولایت خالی ہی دست اندازہوکر سندھ کے راستہ سے پھر آپ کو بھائیون کے پاس پہونچا دے اور حسین قلیخان نے قلعہ نگرکوٹ کا محاصرہ ترک کرکے باتفاق سید یوسف خان اور محب علیخان وغیرہ اُسکے تعاقب مین روانہ ہوا اور ٹھٹہ کے اطراف مین اُسکے اُردو کے قریب جاکر جب خبر پائی کہ میرزا شکار کیواسطے گیا ہی اُسکے اُردو پر تاخت لایا اور مسعود حسین میرزا اُنکے دفع کیواسطے سوار ہوا اور یہ خبر بھائی کو پہونچائی لیکن بھائی کے پہونچنے سے پیشتر جنگ کرکے دستگیر ہوا اور اُسکے ہمراہی بہت قتل ہوے اور ابراہیم حسین میرزا جب شکار سے پلٹا اور اپنے بھائی کو شہباز اجل کے پنجہ مین گرفتار پایا دل ہلاکت پر رکھکر جنگ کیواسطے ایستادہ ہوا اور جنگ شدید کے بعد منہزم ہوکر ملتان کی سمت روانہ ہوا اور بلوچون نے سد راہ ہوکر اُسے زخمی کیا میرزا عاجز ہوکر ایک بلوچ کے پاس پناہ لیگیا اور مخصوص خان حاکم ملتان نے اُسکو اس بلوچ سے دستیاب کیا اور تیغ سیاست سے قتل کرکے سر اُسکا تن سے جدا کیا اور باتفاق حسین قلیخان آگرہ مین آیا اور دونون سوار جو کچھ رکھتے تھے بادشاہ کے ملاحظہ مین لائے اور بادشاہ کے ارشاد کے موافق میرزا کا سر قلعہ آگرہ کے دروازہ پر آویزان ہوا اور مسعود حسین میرزا کو قلعہ گوالیار مین محبوس کیا چنانچہ وہ بھی قید خانہ مین جان بر نہوا مرغ روح اُسکا زندان قالب سے پرواز کرگیا اور ماہ ربیع الاولی اسنہ مذکور مین عرضداشت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کی اس عبارت سے پہونچی کہ اختیار الملک گجراتی اور محمد حسین میرزا آپسمین متفق ہوکر اکثر ممالک گجرات پر متصرف ہوے ہین اور جمعیت کثیر اور جم غفیر سے آنکر بلدۂ احمد آباد کو محاصرہ رکھتے ہین بیت سر فتنہ دارد دگر روزگار ✦ ہمین ست اور انشب و روزگار ✦ اگر بادشاہ خود بہ نفس نفیس توجہ فرماوے مقرون صواب ہوگا بیت بجز صرصر بادپایان شاہ ✦ کس این گرد را بر ندارد زراہ ✦ اور چونکہ موسم برسات تھا اور لشکر کا بسرعت تمام نجا سکنا نظر عرش آشیانی نے دو ہزار سوار انتخاب کرکے جریدہ اور سبکبار برسم منقلائی بیشتر روانہ کیے اور خود تین سو مرد کہ اُنمین اکثر امرا اور منصبدار نامی تھے اشتران تیز رفتار اور سریع السیر پر سوار ہوے اور اسپان بادپا کو تبدیل کرکے راہی ہوے اور چار منزل کو ایک منزل کرکے پٹن گجرات اور لشکر منقلائی مین جا پہونچے اور اُسکے بعد تین ہزار سوار ظل رایت فتح آیت مین مجتمع ہوے بادشاہ نے ترتیب افواج کرکے قول یعنے فوج میرزا عبد الرحیم ولد بیرم خان ترکمان المخاطب بخانخانان کے سپرد کی اور جرانغار اور برانغار فوج جانب دست چپ بادشاہ اور فوج جانب دست راست بادشاہ سے عبارت ہی کہ روز جنگ محافظت کیواسطے رہتی ہی اور ہراول یعنے وہ فوج کہ سب سے آگے رہتی ہی مقرر کی اور یہ تینون لغت لغات ترکی سے ہین اور خود بدولت و اقبال منطفر سوار ہوکر احمد آباد کی طرف روانہ ہوے اور ایک قراول یعنے گول چلی کہ جو کہ بندوق سے شکار ڈالتا ہی مژدہ قرب وصول سلطانی پہونچانے اور طلب لشکر کیواسطے گجرات بھیجا جب احمد آباد کے دو کوس اُدھر پہونچے نقارچیون نے نقارے اور ڈھول بجانا شروع کیے محمد حسین میرزا اور اختیار الملک ایلغار سے خبر رکھتے تھے صدائے نقارہ ہاے بادشاہی سے سراسیمہ اور پریشان ہوکر اسباب جنگ کی

ترتیب مین مشغول ہوے پھر محمد حسین میرزا دو تین ہزار سوار سے معاملہ کی تحقیق کیواسطے دریاے احمد آباد کے ساحل پر آیا اور سبحان خان نامے سے کہ بادشاہ کیطرف سے وہ بھی دریا کے کنارے پہونچا تھا پوچھا کہ یہ کون لشکر ہی اور کس جماعت کا کون سردار ہی سبحان خان نے جواب دیا کہ افواج بادشاہی اور رکوکبۂ شاہنشاہی ہی محمد حسین میرزا نے کہا کہ آج دن چودھوان ہی مخبر میرے ان حضرت کو آگرہ مین دیکھ آئے ہین اگر احیاناً افواج خاصہ بادشاہی ہی تو جو فیل کہ رکاب سے کبھی جدا نہین ہوتے تھے وہ فیل کیا ہوے سبحان خان نے کہا کہ آج نوان دن ہی بادشاہ نے پائون رکاب مین رکھا اس صورت مین یقین ہی کہ اُس سرعت کے ساتھ فیل ہمراہی نہین کر سکتے محمد حسین میرزا مخوف ہوکر صفوف حرب کی آراستگی مین مشغول ہوا اور اختیار الملک کو پانچ ہزار سوار سے دروازہ ہاے احمد آباد کی محافظت کیواسطے مقرر کیا اور خود باتفاق شیر خان فولادی مع سات ہزار سوار مغل اور راجپوت اور گجراتی اور حبشی بادشاہ کے مقابل آیا اور بادشاہ دریا کے کنارہ ایستادہ ہوکر دیر تک وصول لشکر گجرات کے انتظار مین رہے جو کہ دروازے دشمنون کے اختیار مین تھے انھین باہر نکلنے کی فرصت نہ ملی بادشاہ دریا سے عبور کرکے میدان مین رونق افزا ہوے اور محمد حسین میرزا دو بڑھ ہزار مغل فدائی لیکر کہ اکثر معرکون مین اُنسے لازم شجاعت اور دلاوری کے ظہور مین آئے تھے فوج ہراول بادشاہی پر حملہ آور ہوا اور شاہ میرزا جرانغار پر اور حبشیون اور گجراتیون نے برانغار پر تاخت لاکر بازار جنگ کو گرم کیا بیت دو لشکر یکبار برخاستند ✤ برابر صف کین بیاراستند ✤ اس درمیان مین کہ فریقین ایک دوسرے سے اُلجھکر گیر و دار مین مشغول تھے بادشاہ شیر خشمناک کے مانند سوار جرار لیکر ایکطرف سے نمودار ہوے اور محمد حسین میرزا پر حملہ کیا اور محمد حسین میرزا نام بادشاہ کا سنتے ہی بدحواس ہوکر بھاگا اور امراے جرانغار و برانغار نے محمد حسین میرزا کو منہزم دیکھکر انھون نے بھی سلامتی فرار مین دیکھی اور محمد حسین میرزا کہ زخم رخسارہ پر رکھتا تھا اور اُسکا گھوڑا بھی زخمی تھا بھاگتے وقت بوتہ زقوم پر پہونچکر چاہا کہ اُسپر کودا وے گھوڑے کی بیطاقتی اور اضطرار نے اپنا کام کیا یعنے محمد حسین میرزا خانہ زین سے جدا ہوا اور مردمان شاہی نے پہونچکر اُسے گرفتار کیا اور بادشاہ کے روبرو لائے اور ہر شخص دعوی اُسکی گرفتاری کا کرنے لگا بادشاہ نے محمد حسین میرزا سے پوچھا کہ کسنے تجھے گرفتار کیا جواب دیا کہ بادشاہ کے نمک کے سوا کسی نے مجھے گرفتار نہین کیا اور الحق اُسنے سچ کہا اُسوقت بادشاہ ایک جمعیت قلیل سے کہ عدو اُنکے دوسو سے بھی کم تھے ایک پشتہ کے نیچے کہ جنگ گاہ کی حوالی مین تھا بیٹھکر انتظار خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کا کرتے تھے کہ فوج بزرگ نمودار ہوئی اور جو افواج ظفر امواج سے بہت دور تھے ایک اضطراب بادشاہی آدمیونکے درمیان مین ظاہر آیا ایک شخص اُسکی تحقیق کیواسطے گیا اور خبر لایا کہ اختیار الملک گجراتی ہی کہ خبر شکست لشکر جنگ کے ارادہ پر آتا ہی بادشاہ نے اُن دو سو آدمیون کو حکم دیا کہ تیر باران کرکے انھین پسپا کرو اور بسبب درشت نقارچیون کے دست و پا پھول گئے تھے بہ نفس نفیس بآواز بلند اُنھین فرمایا کہ وہ نقارہ بجانے مین مصروف ہوے اور اختیار الملک نے بھی جسدم یہ سنا کہ بادشاہ بھی ان لوگون کے درمیان مین ہی ہراسان ہوکر راہ فرار نا پی اور قضیۂ محمد حسین میرزا اور ابراہیم حسین میرزا علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور بہادر خان سیستانی نے شہرت عظیم پائی کہ بادشاہ نے مثل آفتاب کے تسخیر کی ہو دشمن اُسکا نام سنکر فوراً فرار کو قرار پر اختیار کرتے تھے اس سبب سے کوئی حضرت کے مقابل نہ آیا اور جسوقت بادشاہ اختیار الملک کے دفع مین متوجہ تھے راے سنگھ نے محمد حسین میرزا کو بادشاہ کے بحکم قتل کیا اور اختیار الملک بھی بھاگتے وقت زقوم زار مین پہونچا اور گھوڑا کودانے کیوقت زمین پر گرا اور ایک مرد بادشاہی کے ہاتھ سے مقتول ہوا

اسوقت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ راہ پاکر ملازمت مین حاضر ہوا اور آنحضرت اسی دن احمد آباد مین داخل ہوے اور مہمات گجرات کو پھر خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے جانب رجوع کرکے اجمیر کے راستہ سے باستعجال تمام دار الخلافت کیطرف متوجہ ہوے اور جب قریب پہونچے مع جمیع مردم کہ ہمراہ تھے برچھی ہاتھ مین لیکر بلدۂ آگرہ مین داخل ہوے اور سنہ مذکورہ مین داؤد بن سلیمان افغان کرانی کہ بنگالہ کو تصرف مین رکھتا تھا اطاعت سے منحرف ہوا اور منعم خان الخاطب بخانخانان فرمان کے موافق اسکے مقابل گیا اور چند معرکون کے بعد انکے درمیان مین صلح واقع ہوئی بادشاہ نے صلح قبول فرمائی راجہ ٹوڈرمل کو صاحب اہتمام بنگالہ کرکے منعم خان کے پاس بھیجا کہ داؤد بن سلیمان افغان کرانی کو مستاصل باخراج گذار کرین داؤد بن سلیمان نے جولودی نام افغان کو غنیم خانگی بہم پہونچایا تھا ناچار گردن حلقہ باج وخراج مین درلایا اور لودی نام افغان کو حسن سلوک اور تدبیر سے دستیاب کرکے قتل کیا اور قوت پکڑکے عہد توڑا اور آب سون کے کنارے آنکر اس مقام مین کہ آب سون اور گنگ آپس مین ملحق ہی روے آب پر منعم خان خانخانان سے جنگ کی اور چند کشتی ناخت کرکے منہزم ہوا اور جاے دست مین گیا اور منعم خان خانخانان نے آب سون سے عبور کرکے پٹنہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور عرش آشیانی نے جب دیکھا کہ میرے بغیر توجہ وہ قلعہ فتح نہوگا خود مع جمیع شاہزادگان اور امرا ہزار کشتیون پر سوار ہوکر اور پنجشتین رنگ برنگ کشتیون پر ڈالکر عین باران مین اسطرف متوجہ ہوے چنانچہ قلعہ چنار کے مقابل بعض کشتیان گرداب ہائل مین پہونچکر خیر وسلامتی سے پار آئین اور پھر خط بنارس مین نزول فرمایا جو افواج کہ خشکی کے راستہ سے روانہ ہوئی تھی وہ بھی آن پہونچی اور شاہزادہاے عالی تبار اور حرم کو جونپور بھیجکر خود پٹنہ کیطرف عازم ہوے اور اسوقت کہ خان کہ قلعہ بھکر کے تسخیر کو گیا تھا اسنے فتحنامہ بھکر کا درگاہ مین ارسال کیا بادشاہ اسے فال نیک سمجھکر دریا کی راہ سے عجب حوالی پٹنہ مین پہونچے معلوم ہوا کہ عیسی خان نیازی جو افغانون کے سرداران معتبر سے تھا قلعہ سے نکلکر منعم خان الخاطب بخانخانان کے جنگ مین مارا گیا اور جو لوگ کہ قلعہ مین ہین بھاگنے کی فکر مین ہین بادشاہ نے خان اعظم کو تین ہزار سوار سے قلعہ حاجی پور کی فتح کیواسطے مقرر کیا اور اسنے وہان پہونچکر قلعہ کو فتح خان کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور داؤد بن سلیمان افغان اس خبر سے ہراسان اور مخوف ہوا ایلچیون کو درگاہ مین بھیجکر طلب عفو جرائم کی بادشاہ نے فرمایا کہ بعد حصول نقد ملازمت تیری تقصیرین معاف ہونگی اور اگر تو حاضر نہوگا باوجود اسکے ہمارے پاس تجھ ایسے ہزارون نوکر ہین تنہا نیز امقابلہ کرونگا جو ظفریاب ہو اسکا قلعہ ہووے داؤد سلیمان اس جواب سے زیادہ سراسیمہ ہوا شب کو گڑھی کے دروازہ سے کشتی مین بیٹھکر بنگالہ کے سمت گیا عرش آشیانی نے صبح کو فیلون کے لانے کیواسطے بچیس کوس راہ طی کی اور چار سو فیل لیکر معاودت کی اور پٹنہ کا ضبط اور مہمات کا اہتمام منعم خان خانخانان کیطرف رجوع کیا پھر مسرور اور محظوظ ہوکر دار السلطنت آگرہ مین مراجعت فرمائی خان اعظم میرزا عزیز کوکہ گجرات سے اور خان جہان لاہور سے مبارکبادی کیواسطے آئے اور تہنیت کے بعد اپنے محال مین بازگشت کی اسوقت بادشاہ نے خواجہ مظفر علی ترمذی کو جو نوکران میخان ترکمان سے تھا مظفر خانی خطاب دیکر قلعہ رہتاس اور بنگالہ کے فتح کے واسطے بہار مین نامزد کیا اور خود اجمیر مین تشریف لیگئے اور دو لاکھ کے قریب نقد وجنس خادمان حظیرۂ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ اور سید حسن خنگ سوار اور مستحقین کو پہونچا کر آگرہ مین آئے اور خواجہ مظفر علی الخاطب مظفر خان جو عازم بنگالہ ہوا تھا جب قلعہ گڑھی مین کہ بنگالہ کا دروازہ ہی پہونچا داؤد بن سلیمان تاب اسکے مقاومت کی نہ لایا اوڈیسہ کی طرف بھاگا اور راجہ ٹوڈرمل اور دیگر امرا اوڈیسہ کیطرف روانہ ہوے جنید پسر داؤد بن سلیمان نے دو مرتبہ انھین شکست دی آخر خواجہ مظفر علی الخاطب بہ مظفر خان اوڈیسہ مین آیا اور داؤد بن سلیمان [illegible] کی ہمیاد والی اور

گو جر نام افغان کہ شجاعت مین ضرب المثل تھا اور داؤد بن سلیمان کی ہراول اُسکے متعلق تھی خواجہ مظفر علی کی ہراول پر کہ خانعالم تھا حملہ کیا اور ہراول کی فوج کو درہم برہم کرکے خانعالم کو مقتول کیا اور ایک جماعت کہ قول اور ہراول کے درمیان قائم تھی وہ بھی اُنکے صدمہ سے متفرق اور پریشان ہوکر قول مین پناہ لائی اور قول کی بھی باعث تفرقہ ہوئی اور خواجہ مظفر علی المخاطب بہ مظفر خان کہ تھوڑے آدمیون سے رہا تھا گوجر کے مقابل ہوا بسبب اتفاق گوجر نے دو چار کو مقتول کرکے اُسے بھی مجروح کیا خواجہ مظفر علی جنگ کرتا ہوا معرکہ سے باہر ایستادہ ہوا اور جب مردمان لشکر متفرق ہوکر اُسکے پاس فراہم ہوے پھر وہ گوجر کیطرف متوجہ ہوا اور عین حرب مین ایک تیر گوجر کے ایسا کاری لگا کہ جانبر نہوا اور داؤد بن سلیمان بیدل ہوکر بھاگا اور غنیم کے ہاتھی سب گرفتار ہوے پھر راجہ ٹوڈرمل اور امراے بادشاہی نے تعاقب کیا داؤد بن سلیمان جب دریاے چین کے اطراف مین پہونچا اور راہ گریز مسدود ہوئی ناچار اپنے اہل وعیال کو قلعہ مین چھوڑکر اور کفن گردن مین ڈالکر بقصد جنگ پلٹ آیا راجہ ٹوڈرمل نے حقیقت احوال خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان سے ظاہر کی اور وہ باوجود جراحت اور زخمونکے خود وہان گیا جب داؤد بن سلیمان ملاقات کیواسطے آیا پٹکا اور خنجر اور شمشیر مرصع اور جواہر قیمتی اُسکو دیا اور خلعت اور گنگ اور بنارس اُسکے سپرد کرکے پلٹ گیا اور سنوات سابق یعنے عہد محمد بختیار خلجی سے شیر شاہ کے زمانہ تک بلدۂ گور شاہان بنگالہ کا پایۂ تخت تھا لیکن وہان کی ناسازی آب وہوا کے سبب مردم غیر بومی افغانون نے خواص پور ٹانڈہ کو احداث کرکے نشیمن گاہ حکام کیا تھا خواجہ مظفر علی المخاطب مظفر خان کو اُسکی تعمیر کی فکر مین پڑا اور وہان جاکر اُس شہر کو از سر نو تعمیر کرکے اپنا نشیمن کیا چنانچہ اُسی عرصہ مین آب وہوا کے اختلاف سے بیمار ہوا اور رجب کی انیسوین تاریخ سنہ ۹۸۳ نوسو تراسی ہجری مین نقد حیات مستعار تقابض ارواح کے سپرد کی اور بادشاہ نے حسین قلیخان ترکمان کو خطاب خانجہانی دیکر بنگالہ کی حکومت پر معین کیا اور اُس عرصہ مین سلیمان میرزا والی بدخشان اپنے پوتے شاہرخ میرزا کی مخالفت سے جلا وطن ہوکر درگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور بلدۂ فتحپور سیکری مین بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور چند روز کے بعد حج کی رخصت لیکر مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوا اور خانۂ خدا کی زیارت سے مشرف ہوکر اُسی راستہ سے بدخشان گیا اور دوبارہ وہانکی حکومت اور امارت پر فائز ہوکر اپنے منزل مقصود کو پہونچا اور انھین دنون مین ارباب عرض نے عرض اقدس مین پہونچایا کہ خان اعظم میرزا عزیز کوکہ مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے فرمان طلب اُسکے نام صادر ہوا اور وہ کہ اس تہمت سے بری تھا بے توقف درگاہ مین آیا اور چند روز قید خانہ کی محنت اور صعوبت کھینچی اور شہاب الدین احمد خان نیشاپوری گجرات کی حکومت پر فائز ہوا اور اُس سال بادشاہ نے اجمیر کیطرف جاکر زیارت کی اور حافظ حقیقی کی ضمانت سے بخیر وسعادت معاودت کی اور ابھی حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان مطلب کو نہ پہونچا تھا کہ داؤد بن سلیمان افغان باتفاق افغانان بہار وبنگالہ خواص پور ٹانڈہ کا عازم ہوا اور امرا طاقت توقف کی نہ لائے مع جماعت ہاے خواص پور ٹانڈہ سے باہر آئے اور داؤد بن سلیمان افغان خواص پور ٹانڈہ اور اُس حدود پر متصرف ہوا قریب پچاس ہزار افغان کے اُسکے پاس فراہم ہوے حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان جمیع امراے بادشاہی کو یکجا کرکے گڑھی کا عازم ہوا اور حملہ اول مین اُس قلعہ کو مفتوح کیا اور قریب ڈیڑھ ہزار افغان کے اُس معرکہ مین قتل کرکے اُس موضع کیطرف کہ مسکن داؤد بن سلیمان افغان کا تھا متوجہ ہوا اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان مع لشکر بہار وتروبت وجاجی پور وغیرہ ساتھ اُسکے ملحق ہوے اور پنجشنبہ کے دن پندرھوین ربیع الثانی سنہ مذکورہ مین بآراستگی سپاہ قیام کیا اور داؤد بن سلیمان نے بھی پچاس ہزار

افغان کہ اطراف وجوانب سے اُسکی کمک کو آئے تھے صفوف حرب آراستہ کرکے اپنے مقابل والون سے مقابلہ کیا اول کالاپہاڑ کہ امرائے داؤد بن سلیمان سے تھا جرانغار حسین خانخان ترکمان المخاطب بخانجہان پر تاخت لایا اور اُسکے لشکر کو متفرق اور پریشان کیا اور خواجہ مظفر علی المخاطب مظفر خان داؤد بن سلیمان کے برانغار یعنے صف میمنہ پر حملہ آور ہوا اور اُسکی جمعیت کو پسپا کیا اس درمیان مین خانجہان داؤد بن سلیمان تول یعنے فوج بیشیں پر تاخت لایا طرفین سے جنگ صعب وقوع مین آئی اُسکے بعد خلق بیشمار فریقین سے مقتول ہوئی میدان مین کشتون کے پشتہ ظاہر آئے نسیم فتح لشکر بادشاہی کے پرچم پر چلی داؤد بن سلیمان کا پاے قرار جگہ سے ہلگیا راہ فرار نا پی بہادرون نے اُسکا پیچھا کرکے دستگیر کیا اور خانجہان کے پاس زندہ حاضر لائے اور اُسکے فرمانے سے اُسکو قتل کیا اور جنید بن داؤد بن سلیمان مجروح ہوکر معرکہ سے نکل گیا تھا تین دن کے بعد مرگیا اور خانجہان جسقدر ممالک بنگالہ سے کہ افغانونکے تصرف مین تھے اپنے قبضہ مین لائے تمام ہاتھی افغانونکے جو دستیاب ہوے تھے مع دیگر غنائم بادشاہ کی خدمت مین بھیجا اور مظفر خان پٹنہ مین جاکر ۹۸۴ھ نوسو چوراسی ہجری مین قلعہ رہتاس کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور محمد معصوم خان کو اثنائے راہ سے حسین خان افغان کے مددگار کو کہ اُس نواح مین تھا بھیجا محمد معصوم خان حسین خان افغان کو منہزم اور پریشان کرکے پرگنہ مین کہ جاگیر اُسکی تھی فروکش ہوا اور کالاپہاڑ نے مع سات سو یا آٹھ سو سوار کے کہ نواحی رہتاس مین تھے معصوم خان کے سر آنکر محاصرہ کیا اور محمد معصوم خان حسین فرجہ مین عقب دیوار قلعہ کو شگاف کرکے باہر آیا اور کالاپہاڑ کا سامنا کرکے جنگ مین مشغول ہوا اور ایک فیل ایاز نام جو کالاپہاڑ کا فیل جنگی تھا خرطوم سے محمد معصوم خان کے گھوڑے کو زیر کرکے پیادہ کیا اس درمیان مین جوانان تیر انداز نے تیر کی ضرب سے فیلوان کو ہلاک کیا اور اُس فیل بے فیلبان اور مست نے بحسب اتفاق اپنے جملہ فوج پر حملہ کرکے بہت سے افغان سوار اور پیادہ کو پامال کیا اس سبب سے شکست پٹھانون پر پڑی اور کالاپہاڑ مارا گیا اور فیل ایاز بھی گرفتار ہوا مظفر خان قلعہ رہتاس مین گیا اور اُس سال شہباز خان کنبو نے قلعہ سوانہ کو کہ راجہ چندر سین مالدیو سے تعلق رکھتا تھا لیکر راجہ گنجوتی نے دفع کیواسطے کہ جونپور اور بہار کے سر راہ پر واقع ہوا کہ یا مور ہوا راجہ کو ایک جنگل صعب مین زیر کرکے قلعہ شیر گڈھ کو جو راجہ گنجوتی کے بیٹے کے قبضہ مین تھا مفتوح کیا اور جب فتح قلعہ رہتاس سے ساتھ اُسکے رجوع کی وہان جاکر محاصرہ کیا اور مظفر خان نے اُس نواح کے پٹھانونکے دفع کیواسطے توجہ کی اس صورت مین جو پٹھان قلعہ مین متحصن تھے طول مدت محاصرہ سے عاجز آئے اور امان طلب کرکے قلعہ کو سپرد کیا اور شہباز خان کنبو اُس قلعہ کو اپنے بھائیون کے سپرد کرکے درگاہ مین گیا اور اُس بادشاہ نے اجمیر کیطرف جاکر شہباز خان کنبو کو قلعہ کمل میر کے تسخیر کیواسطے کہ تصرف مین لاناکے تھا تعین کیا اور اُسنے جاکر قلعہ مذکور کو سہل ترین وجہ سے قبضہ تصرف مین لایا اور بادشاہ اجمیر سے کوہستان بانسوالہ اور مندو مین داخل ہوے اور شکار کرتے ہوے دکن کی سرحد تک گئے جو مرتضی نظام شاہ بحری والی احمدنگر دیوانہ ہوکر پردہ نشین ہوا تھا اُسکی ولایت کی تسخیر کا داعیہ کیا لیکن بعضے امور کے مانع ہونے سے فتحپور سیکری کیطرف متوجہ ہوے اور ۹۸۵ھ نوسو پچاسی ہجری مین پھر عزیمت آشیانی نے اجمیر کیطرف توجہ فرمائی اور عادت کے موافق ایک کوس کی مسافت سے پیادہ ہوکر خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ منورہ مین داخل ہوے اور زیارت کی اُس مقام مین مظفر خان ملازمت کیواسطے حاضر ہوا اور منصب وزارت پاکر استقبال تمام پہونچایا اور بادشاہ نے وہان سے دہلی کیطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور کابل کیطرف متوجہ ہوے اور آئندہ تعین ستارہ و مدار مغرب کیطرف ظاہر ہوا اور بادشاہ جب اجودھن مین پہونچے زیارت شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی کرکے کابل کی روانگی کی

عزیمت رکھتے تھے لیکن چونکہ وقت مقتضی نہ تھا فسخ عزیمت کرکے سایہ وصول فتحپور سیکری پر ڈالا اور اُس سال مسجد جامع فتحپور سیکری کہ ۹۸۱ نوسو اکاسی ہجری مین بنا کی تھی تیار ہوئی اور ۹۸۶ ہجری مین والی خاندیس نے مظفر حسین میرزا ولد ابراہیم حسین میرزا کو کہ اُسکے پاس آیا تھا فرمان والاشان کے موافق مقید کرکے مع اُسکی والدہ کو درگاہ مین بھیجا اور بادشاہ بمقام عنایت مین ہوکر اپنی بیٹی شاہزادہ خانم کو اُسکے عقد مین دیا لے اور اُس سال حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان کہ امرائے پنجہزاری سے تھا بنگالہ مین بقضائے الٰہی سے فوت ہوا اور ۹۸۷ نوسو ستاسی ہجری مین فتحپور سیکری کے فراش خانہ خاص مین آگ لگی خیمہ اور سراپردہ مخمل اور زربفت وغیرہ اور قالینہائے زربفت اور بھی قماش اسقدر کہ حساب مین نہ سماوے جلا اور سنہ مذکورہ مین عرش آشیانی اجمیر کیطرف تشریف لیگئے اور وہان سے فتحپور سیکری کیطرف معاودت کی اور بعد فوت حسین قلیخان ترکمان جب افغانون نے بنگالہ اور بہار مین قوت پکڑی اور بڑی فتنہ اور فساد ہوے عرش آشیانی نے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کہ مع امرائے عمدہ اُسطرف روانہ فرمایا اور محمد حکیم میرزا فرصت پاکر لشکر خان مقدم پنجاب کے بہکانے سے لاہور کی تسخیر کا عازم ہوا پہلے شادمان کوکہ اپنے کو مع ہزار سوار بطور ہراول پیشتر بھیجا اور کنور مانسنگھ راجپوت نے جو امرائے پنجاب سے تھا جسدم کہ شادمان کوکہ نے نیلاب سے عبور کیا اُسکے مقابلہ کیواسطے پیش قدمی کی اور وقوع حرب کے بعد اُسکو منہزم کیا اور اکثر لوگ اُسکے مقتول ہوے اور کچھ پانی مین ڈوب گئے اور جسوقت کہ محمد حکیم میرزا نواحی رہتاس واقع پنجاب مین پہونچا کنور مانسنگھ نے آپ کو سید یوسف خان مشہدی کے سر پر جو اُس قلعہ کا والی تھا پہونچایا اور چند روز کے بعد لاہور مین آیا اور جب یوسف خان مشہدی نے اعلام مدافعہ برپا کیے اور ساتھ حکیم محمد میرزا کے متفق نہوا اسواسطے میرزا نے عنان یکران عزیمت لاہور کیطرف معطوف رکھی اور محرم کی گیارھوین تاریخ ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری مین لاہور کو محاصرہ کیا اور سعید خان اور راجہ بھگوانداس اور کنور مانسنگھ قلعہ مین متحصن ہوے عرش آشیانی باوجود خلل بنگالہ اور بہار کے کابل کی طرف متوجہ ہوے اور محمد حکیم میرزا افغانونکے عصیان کے سبب سے آنحضرت کی پنجاب کی تشریف آوری کا گمان نرکھتا تھا بمجرد سُننے اس خبر کے برق وباد کے مانند پیشدستی کرکے کابل مین گیا اور بادشاہ جسوقت سرہند کے حوالی مین پہونچے اور یہ معلوم ہوا کہ شاہ منصور شیرازی ساتھ حکیم محمد میرزا کے ابواب مراسلات مفتوح رکھتا تھا اسواسطے اُسکو دار پر کھینچا اور جب لواے زرنگار کابل کیطرف متوجہ ہوکر لواح رہتاس مین پہونچے یوسف خان مشہدی نے شرف بساط بوس سے سرفرازی پائی اور پانی کی طغیان کے سبب سے جو پل کا باندھنا دشوار تھا بادشاہ نے مع شاہزادیاے والا تبار نیلاب سے عبور کیا اس سبب سے محمد حکیم میرزا کے گماشتے کہ نیشاپور اور اُس حدود مین تھے بھاگ گئے اور جب موکب منصور جلال آباد مین پہونچا شاہزادۂ عالمیان نے سلطان سلیم کو وہان چھوڑا اور شاہزادہ مراد کو مقدمہ کرکے بآہستگی و پیوستگی کابل روانہ ہوا جسدم شاہزادہ شہر گروان مین کابل سے پندرہ کوس ادھر ہی پہونچا فریدون خان مع سات سو جوان بہادر مقرری کے محمد حکیم میرزا شاہزادہ کی آمد و برناخت لایا اور غنیمت بیشمار لے گیا اور محمد حکیم میرزا ماہ صفر کی دوسری تاریخ سنہ مذکور مین افواج آراستہ کرکے شہزادہ کے مقابل صف آرا ہوا اور کنور مانسنگھ اور ترک خان اتکہ فیلون کو پیش کرکے میرزا کی فوج پر حملہ آور ہوے اور ترنبور کین کہ فیلون پر تھین ایکبارگی سرکین القصہ زنبورکی گرا ایک آدمی کے جو میرزا کے قریب ایستادہ تھا اُسکے سینہ مین لگ کر پشت سے برآمد ہوئی اور تین آدمی اور کے بھی گذرے انکا نام معلوم نہوا

اور میرزادہ حال معائنہ کرکے معرکہ سے روگردان ہوا اور تعاقب کیوقت اُسکے بہت مردم نامی مقتول ہوے اور بادشاہ نے منزل سرخاب مین فتح کی خبر سماعت فرمائی ساتوین ماہ مذکور کو کابل مین تشریف لائے اور جو محمد حکیم میرزا غوربند کی طرف مفرور ہوا تھا بادشاہ نے کسی کو نہ ستایا اس سبب سے کہ محمد حکیم میرزا ایلچی بھیجکر عذر خواہ ہوا بادشاہ نے گناہ اُسکے معاف فرمائے اور اہل کابل کو موردانعام اور مصدر احسان کیا اور اُس مہینے کی چودھوین تاریخ کو مراجعت کی اور جب نیلاب سے بخیر وسعادت عبور کیا اُس حدود کے انتظام کیواسطے ایک قلعہ گچھ اور سنگ سے بنانیکا حکم دیا اور اُسکا نام اٹک رکھا کسواسطے مذہب کفار مین اٹک سے عبور منع ہے اور اٹک بھی لغت ہندی مین بمعنے منع ہے اور عرش آشیانی ماہ رمضان المبارک کی انتیسوین تاریخ کو لاہور مین رونق افزا ہوے اور وہان کی حکومت راجہ بھگوانداس کو عنایت فرمائی اور چند روز کے بعد فتحپور سیکری کیطرف سوار ہوے کسواسطے فتحپور سیکری اُندنون مین مستقر سریر بادشاہی ہوا تھا وہان نزول اجلال اور جلوول اقبال فرمایا اور شمس الدین خان کنبو کو کہ کسی امر کیواسطے مقید کیا تھا ماہ رمضان المبارک سنہ ۹۹۰ نوسو نوے ہجری مین قید سے رہا کرکے اشکر بنگالہ کی کمک کے واسطے بھیجا اور اُس عرصہ مین عرش آشیانی کو بیماری تپ واسہال کی لاحق ہوئی چونکہ آنحضرت بھی بطریق ہمایون بادشاہ افیون کے استعمال کی عادت رکھتے تھے اعیان حضرت مضطرب اور متفکر ہوے لیکن ربانی مطلق کے فضل سے شفاے عاجل حاصل ہوئی اور زر خطیر تصدق فرمایا اور ماہ محرم سنہ ۹۹۱ نوسو اکانوے ہجری مین خان اعظم میرزا کوکہ جونگال مین نامزد تھا درگاہ مین آیا اور بعضے مطالب ضروریہ عرض کرکے پھر وہان گیا اور شہر شوال سنہ مذکور مین عرش آشیانی جوے پرائگ پر کہ مابین گنگا اور جمنا کے ہے تشریف لائے بناے قلعہ اور احداث شہر آلہ آباد کہ باسم الہ آباس کے مشہور ہے حکم فرمایا اور جیسا کہ مذکور ہوا سلطان مظفر گجراتی جب اظہار اخلاص کرکے سب گجراتیون سے پیشتر ملازمت کیواسطے حاضر ہوا جاگیر خوب سے نوازش پائی اور مدت مدید خدمت مین موجود رہا اور آخر کو گجرات کیطرف بھاگا اور اُسوقت کہ بادشاہ آلہ آباس مین تشریف رکھتے تھے باتفاق شیر خان گجراتی خروج کرکے مصدر آشوب ہوا اور بادشاہ نے اعتماد خان گجراتی کو کہ محل اعتماد ہوا تھا حکومت گجرات کیواسطے بھیجا شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کو کہ حاکم احمد آباد تھا حضور مین طلب کیا اور بعد پہونچنے اعتماد خان کے شہاب الدین احمد خان احمد آباد سے برآمد ہوا چند روز سامان کیواسطے پٹن مین توقف کیا اور سپاہی اُسکے کہ اکثر عیال واطفال ہمراہ رکھتے تھے صعوبت سفر کی تاب نہ لاکر مظفر شاہ گجراتی کے پاس گئے مظفر شاہ گجراتی جمعیت عظیم بہم پہونچاکر احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا اعتماد خان شہر کو اپنے آدمیونکے سپرد کرکے پٹن مین شہاب الدین احمد خان کے پاس آیا اور مظفر خان گجراتی زور لاکر احمد آباد پر متصرف ہوا اور اعتماد خان بمبالغہ تمام شہاب الدین احمد خان کو ہمراہ لیکر احمد آباد کی سمت متوجہ ہوا مظفر خان گجراتی شہر سے برآمد ہوکر جنگ مین مصروف ہوا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان کو شکست دیکر مفرور کیا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان منہزم ہوکر پٹن کیطرف راہی ہوے اور عریضہ مشتمل کیفیت احوال مرسول درگاہ کیا عرش آشیانی نے میرزا عبدالرحیم ولد بیرم خان ترکمان کو کہ میرزا خان مشہور تھا مع امراے جاگیردار اجمیر کے اُس فساد کے دفع کیواسطے تعین کیا لیکن ابھی میرزا عبدالرحیم وہان نہ پہونچے تھے کہ مظفر شاہ گجراتی قطب الدین خان اتالیق جاگیردار بہروچ کو قلعہ برودہ مین محاصرہ کرکے غالب آیا اور قطب الدین خان کو قتل کرکے جو دہ لاکھ روپیہ بادشاہی کہ قلعہ برودہ مین جمع تھا مع اموال قطب الدین خان کہ دس کرور سے متجاوز تھا متصرف ہوا اور احمد آباد مین آکر جمع لاکھ خیل وحشم مین گوشش کی میرزا عبدالرحیم المشہور بمیرزا خان جب پٹن گجرات مین پہونچا شہاب الدین احمد خان اور بھی دیگر امراے متفرق کو جمع کرکے

مع آٹھ ہزار سوار بیت رمح ہر یک شہاب جبہ گسل ✦ تیغ ہر یک در فش خارا گذار ✦ لیکر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا
جب موضع سرکھیج مین کہ تین کوس شہر سے ہی پہونچا مظفر شاہ گجراتی نے محرم کی پندرھوین تاریخ سنہ ۹۹۲ نو سو بانوے ہجری مین
باتفاق زمینداران و گجراتیان مع تیس ہزار سوار مغل اور راجپوت کے مقابل آنکر صفوف جنگ آراستہ کین اور مبارزان
طرفین اور بہادران جانبین صرصر تند کیطرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے اور بہ عنان سبک رکاب کو گران کر کے تیر
و نیزہ و تبر اور تیغ و شمشیر و خنجر سے داد مردی و مردانگی دی نظم ✦ دو لشکر تیغ و پیکان تیز کردند ✦ ہلاک یکدگر انگیز کردند ✦
در و دوہ داس تیغ از سر فشانی ✦ ز ہر سو گشت زار زندگانی ✦ اجل تا بر سر شخصے رسیدہ ✦ ز شخصے اوفشانی ہم ندیدہ ✦
اس گیر و دار مین کہ طرفین سے ایک جماعت کثیر مقتول ہوئی تھی ہمارے فتح نے سایہ میرزا عبد الرحیم عرف میرزا جان کے سر پر ڈالا
اور مظفر خان گجراتی مقہور ہوا اور بھاگ کر احمد آباد مین دم لیا اور جو کہ میرزا عبد الرحیم اسکے تعاقب مین سرگرم تھا شہر مین
داخل ہوا اور مظفر شاہ گجراتی دوسری طرف بھاگ گیا اور جب قلیچ خان ہمراہ امراے مالوہ پیچھے سے پہونچا میرزا عبد الرحیم
باتفاق اُنکے مظفر شاہ گجراتی کے تعاقب مین کھنپایت کی طرف روانہ ہوا اور اُسنے بھاگ کر کوہستان نادوست
مین پناہ لی اور جنگ پر مستعد ہوا اور جب گولہ عبد الرحیم کی توپ کا مظفر شاہ گجراتی کے قول پر پہونچا اور چند شخص
ضائع ہوے پاے ثبات متزلزل کر کے جونا گڑھ مین جام کے پاس پناہ لیگیا اور میرزا عبد الرحیم نے قلیچ خان کو قلعہ بھروچ
کے محاصرہ کو بھیجا اور خود احمد آباد مین آیا اور نصیر خان مظفر شاہ کا سالا کہ قلعہ بھروچ کا حاکم تھا سات مہینے قلعہ مین قلعہ بند
ہو کر آخر کو دکن کیطرف بھاگا اور قلعہ قلیچ خان کے تصرف مین آیا اور مظفر شاہ دوبارہ جام اور امین خان حاکم جونا گڑھ کی
اعانت سے جمعیت کر کے اُس مقام مین کہ احمد آباد سے ساٹھ کوس پر ہے آیا اور جب میرزا عبد الرحیم شہر سے برآمد ہو کر اُسطرف
متوجہ ہوا مظفر شاہ سراسیمہ ہو کر جنگل کی سمت بھاگا اور چند روز کے بعد باتفاق سہیل اور کولی اور کراس جنگل سے برآمد ہوا اور
ایک مقام مین لشکر بادشاہی کے مقابل آنکر مقاتلہ مین مشغول ہوا اور شکست پا کر راے سنگھ راجہ جلوارہ کے پاس پناہ لیگیا
اور میرزا عبد الرحیم پانچ مہینے کے بعد زمان قضا جریان کے بموجب درگاہ کیطرف روانہ ہوا اور جو مظفر شاہ کو شکست دیکر
خاصہ پیدا کیا تھا خطاب خانخانان سے مخاطب ہوا اور پھر حکم کے موافق گجرات مین آیا اور اُس سال برہان نظام شاہ بحری ولد
حسین شاہ بحری اپنے بھائی مرتضی نظام شاہ بحری سے بھاگ کر درگاہ مین آیا اور سلک ملازمون مین منتظم ہوا اور شاہ فتح اللہ شیرازی
کہ علامہ عصر تھا وہ بھی دکن سے آیا اور بادشاہ کے تقرب مین اختصاص پایا اور سنہ ۹۹۳ نو سو ترانوے ہجری مین سید مرتضی
سبزواری اور خداوند خان حبشی نے صلابت خان ترک سے شکست پا کر درگاہ جہاہ مین آکر پناہ لی اور بادشاہ کہ ہمیشہ تسخیر
دکن کی فکر مین تھا اُس جماعت کو خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے پاس کہ مالوہ کا حاکم تھا بھیجکر حکم تسخیر دکن کا نافذ فرمایا اور
شاہ فتح اللہ شیرازی کو عضد الدولہ خطاب فرما کر مہام دکن کے سرانجام کیواسطے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے پاس
مالوہ مین روانہ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ مالوہ کی سرحد مین آیا اور جب راجہ علیخان فاروقی حاکم خاندیس کو دکھنیون
کی طرف مائل دیکھا شاہ فتح اللہ شیرازی کو اُسکی نصیحت کیواسطے بھیجا لیکن اُسکا ارشاد اُسکے دل مین اثر پذیر نہوا
پلٹ آیا اور امراے مرتضی نظام شاہ بحری اور میرزا محمد تقی نظیری اور بہزاد الملک باتفاق راجہ علیخان خان اعظم میرزا
عزیز کوکہ کے پاس کہ ولایت ہندیہ مین مقیم تھا گئے خان اعظم نے جنگ مناسب نہ دیکھی دوسرے راستہ سے
ولایت دکن مین گیا اور بیجاپور مین جاکر تین دن اُس شہر کو غارت کیا جب میرزا محمد تقی نظیری اور بہزاد الملک اور راجہ علیخان

فارونی بلٹ کر ایلچپور کے اطراف میں آئے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ تاب مقاومت اُنکی نہ لاکر دربار کے راستہ سے دکن سے برآمد ہوا اُسوقت جب فرمان والا میرزا عبدالرحیم المشہور بمیرزا خان المخاطب بخانخانان کے طلب میں پہونچا وہ گجرات سے عازم درگاہ ہوا اور مظفر شاہ گجراتی فرصت پاکر بہادر الملک کے پاس کہ بدادل الملک مشہور ہوا تھا آیا اور جمعیت کرنے لگا چنانچہ سات ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ بہم پہونچا کر بقدر قوت دست و پا مارے لیکن کام درست نہ آیا جا بجا بھاگتا پھرا اور اُس سال شاہرخ میرزا حاکم بدخشان عبداللہ خان ازبک کے غلبہ سے پریشان ہوکر درگاہ میں آیا اور امرائے شاہی کے سلک میں منسلک ہوا اور اُسی سال صبیہ راجہ بھگوانداس کی شادی ملوے بخشن عظیم شاہزادہ محمد سلیم کے عقد میں در لائے اور سنہ ۹۹۱ نوسو چورانوے ہجری میں ایام تحویل حمل میں بطریق سنوات سابقہ مجلس نوروزی کمال تجمل اور آراستگی سے منعقد ہوئی اور سنہ مذکور میں بھائی بادشاہ محمد حکیم میرزا کا کابل میں فوت ہوا عرش آشیانی نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو گجرات کا حاکم اور شاہ فتح اللہ کو صدر اس ولایت کا کرکے اُسطرف روانہ کیا اور خود پائے دولت رکاب سعادت میں لاکر پنجاب کیطرف روانہ ہوئے اثنائے راہ میں صادق محمد خان کو بھکر کی حکومت پر روانہ فرمایا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس کو کابل میں بھیجا وہ فرزندان محمد حکیم میرزا کو کہ خرد سال تھے فریدون خان اور امرائے محمد حکیم میرزا کے ہمراہ لاہور میں لایا اور اپنے فرزند کو ہمراہ خواجہ شمس الدین محمد خانی کے کابل میں چھوڑا اور جب عرش آشیانی اٹک رہتاس میں کہ متحدثات آنحضرت سے ہے روان ہوئے شاہرخ میرزا اور راجہ بھگوانداس اور شاہ قلیخان محرم اور بھی امرائے نامدار دیگر کو مع قریب پانچہزار سوار کے ولایت کشمیر کی تسخیر کیواسطے مقرر فرمایا اور زین خان کوکہ کو مع افواج آراستہ سر پر افغانان سواد و بجور روانہ کیا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس کو بقصد اخراج افغانان روشنائی کہ ظلمت کنمرو زندقہ میں شہرت رکھتے تھے بھیجا اور کہتے ہیں ایک شخص ہندوستانی نے کہ اپنا نام پیر روشنائی مشہور کیا تھا افغانوں کے درمیان جاکر کفین مرید کیا اور جب وہ فوت ہوا اُسکا بیٹا جلالہ کہ چودہ برس کا تھا بادشاہ کی ملازمت میں آیا اور چند عرصہ میں بھاگ کر افغانوں کے درمیان میں گیا اور ایک خلق کثیر کو ساتھ اپنے متفق کرکے ہندوستان اور کابل کے راستہ کو مسدود کیا اور جب بادشاہ پر افغانان سواد و بجور کی جمعیت کی حقیقت منکشف ہوئی سعید خان کہکر اور شیخ فیضی شاعر اور ملا شیری شاعر اور صالح عاقل کو زین خان کوکہ کی مدد کیواسطے روانہ کیا اور اُنکے پیچھے حکیم ابوالفتح گیلانی کو مع امرائے مشہور زین خان کی کمک کے لیے مقرر فرمایا اُن لوگوں نے باوجود ایسے لشکر کے افغانوں سے شکست فاش کھائی خواجہ عزت بخشی اور راجہ بیربل اور ملا شیری اور ایک جماعت اور مردم معتبر اور معتمد سے مع آٹھ ہزار سوار کے شربت فنا چکھا اور زین خان کوکہ اور حکیم ابوالفتح گیلانی نے بہزار محنت و مشقت آپ کو قلعہ اٹک رہتاس میں سنہ ۹۹۵ نوسو پچانوے ہجری میں بملازمت فائز کیا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس کہ افغانان روشنائی کے تدارک کو گیا تھا کشل خیبر میں اُنسے ہم مصاف ہوا اور ایک جماعت کثیر کے خون سے زمین کو رنگین کیا اور بادشاہ اٹک رہتاس سے لاہور میں تشریف لائے کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس کو کابل کی حکومت اور افغانان خیبر کی تادیب کو تعین فرمایا اور اُس سال دختر رائے سنگھ کو کہ امرائے معتبر سے تھا شاہزادہ محمد سلیم کے عقد میں لایا شاہرخ میرزا اور راجہ بھگوانداس کہ کشمیر کیطرف گئے تھے برف و باران اور قحط غلہ سے عاجز آکر کشمیریوں سے صلح کی اور زعفران زار اور دار الضرب کشمیر کو خالصہ شاہی کرکے باز گشت کی بادشاہ نے وہ صلح قبول نفرمائی محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کو مع جماعت امرا دوبارہ کشمیر کی تسخیر کیواسطے روانہ کیا اور اس نہج سے داستان سلاطین کشمیر کی مرقوم ہوئی

کہ جب اہل کشمیر آپسمین مشغول ہوے لشکر بادشاہی بفراغ خاطر کشمیر مین داخل ہوکر متصرف ہوا اور اس سال سلیمان میرزا جد شاہرخ میرزا بھی کابل سے لاہور مین آنکر بادشاہ کی ملازمت مین مشرف ہوے اور عرش آشیانی نے عبداللہ خان ازبک ملک توران کے ایلچی کو کہ قبل اسکے اٹک رہتاس مین ملازمت مین آیا تھا ہمراہ حکیم ہمام برادر علامہ زمان عضد الدولہ حکیم ابوالفتح گیلانی اور میر صدر جہان کے کہ سید سادات حسینی تھے بقاعم تحف و ہدایا کہ قریب ایک لاکھ روپیہ کے ہوتا تھا رخصت انصراف کی فرمائی اور سنہ ۹۹۰ نوسو چھیانوے ہجری مین جب جلالہ نے غایہ پایا اور سید جاند بخاری کو قتل کیا اور کنور مانسنگھ کو بنگش کیطرف مقرر کیا بادشاہ نے عبدالمطلب خان اور محمد قلی بیگ اور حمزہ بیگ ترکمان کو اسکے تدارک کیواسطے تعین کیا انھون نے جلالہ کو زیر کیا سہت لوگ اس گروہ مین سے قتل کیے اور اس سال ولادت سلطان خسرو ولد شاہزادہ عالمیان محمد سلیم دختر راجہ بھگوانداس سے وقوع مین آئی عرش آشیانی طلوع اولین کوکب نمیرہ سے نہایت خوشحال اور محظوظ ہوے اور جشن کی آرائش مین نہایت درجہ کوشش فرمائی اور محمد صادق خان نے ان دنون مین حسب الفرمان قضا جریان سہوان سندھ کو محاصرہ کیا اور خانی بیگ حاکم ٹھٹہ نے عاجز ہوکر ایلچی باتحف و ہدایا درگاہ مین بھیجکر اظہار اطاعت اور انقیاد کیا اور محمد صادق خان حسب الحکم ترک محاصرہ کرکے بھکر کی سمت روانہ ہوا اور اوائل شہر ربیع الثانی سنہ مذکور مین زین خان کو کہ حکومت کابل پر مامور ہوا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس لاہور مین آیا اور آخر ماہ ربیع الثانی مین میرزا عبدالرحیم المخاطب بخانخانان ولد بیرم خان ترکمان اور علامۃ الزمان عضد الدولہ فتح اللہ شیرازی حکم والا کے بموجب لاہور مین آنکر سعادت بساط بوس سے مشرف ہوے اور اسیطرح محمد صادق خان نے بھکر سے آنکر سعادت خدمت بابرکت حاصل کی عرش آشیانی نے کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس کو امارت اور ریاست بہار و حاجی پور اور پٹنہ عنایت فرماکر اسطرف روانہ کیا اور کشمیر کی حکومت سید یوسف خان مشہدی کو امداد فرمائی اور محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کو کہ کشمیر کے زمینداروں سے عاجز ہوا تھا حضور مین طلب کیا اور محمد صادق خان کو افغانان یوسف زئی کے دفع کیواسطے سواد دیجور مین بھیجا اور اسمعیل قلیچ خان کو کہ اسطرف تھا طلب کرکے گجرات مین روانہ کیا اور قلیچ خان کہ بعد میرزا عبدالرحیم المخاطب بخانخانان کی حکومت گجرات پائی تھی درگاہ مین حاضر ہوا اور سنہ ۹۹۱ نوسو ستانوے ہجری ماہ جمادی الثانی مین عرش آشیانی نے سیر کشمیر کی عزیمت فرمائی جب بہ پین کہ وہان سے کوہستان کشمیر شروع ہین پہونچے اہل حرم کو مع شاہزادہ مراد اور آردو وہان چھوڑکر سری نگر مین کہ پایہ تخت کشمیر ہی تشریف لے گئے اور علامہ زمان عضد الدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی کو جو گجرات سے پلٹ کر خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا تھا کشمیر مین عالم بقا کیطرف راہی ہوا بادشاہ نہایت غمگین اور متاثر ہوے اور شیخ فیضی شاعر نے مرثیہ اسکا ترکیب بند مورون کیا کہ اول بیت اسکی یہ ہی بیت دگر ہنگام آن آمد کہ عالم از نظام افتد ۔ جہان عقل را در ہیر و زیر علم شان افتد

عرش آشیانی بعد تفرج نزہت گاہ کشمیر سیر کابل کے عازم اور طی مسافت مین مشغول ہوے اور حکیم ابوالفتح گیلانی جو ہمزبان اور رفیق صاحب بادشاہ کا تھا اور بخیت و دولت کیطرح ہمیشہ ملازمت مین حاضر ہوکر رقم اخلاص کے صفحہ ضمیر پر لکھتا تھا منزل دھن پور مین سفر آخرت اختیار کیا اور باباحسن ابدال مین مدفون ہوا اور جب بادشاہ اٹک رہتاس مین پہونچے شہباز خان کنبو کو افغانان یوسف زئی کے دفع کیواسطے تعین فرمایا اور رکوچ برکوچ کابل کیطرف روانہ ہوے اور اس مقام مین حکیم ہمام اور میر صدر جہان برادر علامہ زمان حکیم ابوالفتح گیلانی کہ بطور ایلچی گری عبداللہ خان ازبک ماوراء النہر مین گئے تھے

ایلچی نے عبداللہ خان ازبک کے پاس آنکر ملاقات کی اور بادشاہ نے مدت دو مہینے اوقات صرف سیر باغات اگبرشت
گلزار و بائی سائخان کابل کو ممنون انعام و مرہون احسان کیا اور جب خبر پہونچی کہ راجہ ٹوڈرمل اور راجہ بھگوانداس نے
لاہور مین حیات مستعار سپرد قابض ارواح کی کابل کی حکومت محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کو امرائے سہ ہزاری سے تھا اسکو
دیکر توختہ بیگ کو اسکی مدد کیواسطے بھیجا اور محرم کی بیسوین تاریخ ۹۹۸ھ نو سو اٹھانوے ہجری مین مراجعت بہ لاہور فرمائی
اور گجرات کی حکومت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ دیکر مالوہ سے مشرف بھیجا اور شہاب الدین حاکم مالوہ کی حکومت پر مامور ہوا
اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ جب گجرات مین پہونچا سمی جام کے سر پر کہ زمیندار دان اس حدود سے تھا اسنے لشکر کھینچا
اور جام زمیندار بھی دولت خان ولد امین خان کے اتفاق سے کہ بعد فوت پدر جوناگڑھ کا والی ہوا تھا بیس ہزار سوار لیکر مقابل
آیا جنگ شدید اور معرکہ عظیم واقع ہوا چنانچہ محمد رفیع خان بخشی اور محمد حسین اور سید شرف الدین میر الوتراب کے بھانجے
کہ امرائے نامدار بادشاہی تھے بدرجہ شہادت فائز ہوے اور بڑا بیٹا جام کا اور وزیر اسکا مع چار ہزار راجپوت مقتول ہوے
اور فتح و نصرت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے قرین حال ہوئی اور جوکہ عبداللہ خان ازبک بدخشان لیکر کابل کی فکر مین تھا بادشاہ
نے چند سال لاہور سے اور اس حدود سے حرکت نہ کی اور جو اس عرصہ مین میرزا جانی والی سند باوجود قرب جوار اور زبان طلب کے
ملازمت کیواسطے نہ آیا بادشاہ نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو مع ایک جماعت امرائے نامدار شمل شاہ بیگ خان کابلی اور
فریدون بیگ ہرلاس اور محمد خان بلوچی اور سید بہاء الدین بخاری وغیرہ اور سو زنجیر فیل اور توپخانہ بسیار سند کی تسخیر اور بلوچون کے
دفع کیواسطے نامزد فرمایا اور ۹۹۹ھ نو سو ننانوے ہجری مین شہاب الدین احمد خان نے مالوہ مین اس دارنا پائدار سے انتقال کیا اور
عرش آشیانی نے چار شخص کو چار رکن کرکے دکن کیطرف برسم ایلچی گری بھیجا شیخ فیضی شاعر کو آسیر اور برہانپور مین اور خواجہ
امین الدین کو احمدنگر کی سمت اور میر محمد امین منشی کو بیجاپور مین اور میرزا مسعود کو بھانگر کیطرف روانہ کیا اور انکے پیچھے
شہزادہ مراد المشہور بہ بہاری کو حکومت مالوہ دیکر اور اسمعیل قلیخان کو انالیق کرکے روانہ کیا اور شہزادہ جب گوالیار کے
اطراف مین پہونچا یہ خبر سنی کہ مدعکرن زمیندار عمدہ اس نواح کا برگنات بادشاہی مین مزاحمت پہونچاتا ہی یہ سنتے ہی
اسطرف متوجہ ہوا اور جسوقت کہ شاہزادہ نے دہان سے کوچ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے جب سنا کہ دولتخان امین خان کا
بیٹا کہ جنگ مین زخمی ہوکر جوناگڑھ کیطرف گیا تھا اور سات مہینے اس قلعہ کو محاصرہ کرکے مفتوح کیا اور اسی سال میرزا عبدالرحیم
خانخانان نے قلعہ سہوان کو جو آب سند کے کنارے واقع ہی محاصرہ کیا اور میرزا جانی والی سند بھر باتفاق دہان کے زمینداران
کے مع غراب اور کشتی اور توپخانہ بسیار اسطرف متوجہ ہوا اور سات کوس پہونچکر سو غراب اور دو سو کشتی بھری ہوئین تیراندار
اور توپچی سے آگے بھیجین اور میرزا عبدالرحیم نے باوجود اسکے کہ پچیس غراب سے زیادہ اپنے پاس موجود نرکھتا تھا مقابلہ کیا
اور ایک شبانہ روز جنگ کرکے غنیم سے غراب چھین لی اور دو سو آدمی کے فریب قتل کیے اور باقی بھاگ کر میرزا جانی والی
سند کے پاس گئے اور میرزا جانی ماہ محرم ۱۰۰۰ھ ایکہزار ہجری مین آب سند کے کنارے آیا اور ایسی زمین مین کہ اطراف اسکے
آب و خلاب تھا فروکش ہوا اور میرزا عبدالرحیم نے مقابل آنکر اسکو محاصرہ کیا دو مہینے کامل ہر روز تنور حرب گرم رہا اور
سپاہ طرفین کی کام آئی اور اندنون مردم سند نے راہ آمد و شد غلہ کے خانخانان کے لشکر پر بند کی کہ ایک روٹی جان کے برابر گران
ہوئی تھی نظم گشت زان تنگی جہانے تنگدل + گر سنہ نالان و سیران سنگدل + ہر کرا دیدار نان بودے ہوس +
ترس خورد در آسمان دیدے و بس + خانخانان نے اس سبب سے ایک جماعت کو قلعہ کے محاصرہ کیواسطے چھوڑکر دہانے کو چ کیا

اور ٹھٹھہ کی طرف روانہ ہوا میرزا جانی والی سند مردم سہوان کو کم جمعیت خیال کرکے اُنکے سر پر گیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے اس حال سے آگاہی پاکر دولتخان لودھی کو کہ سپہ سالار اُسکا تھا مع امرائے بزرگ اُس جماعت کی کمک کو بھیجا اور وہ دو دن مین اسی کوس کی مسافت طے کرکے سہوان مین آیا اور میرزا جانی نے اُس فوج کو ماندہ اور خستہ پاکر دوسرے دن پانچہزار سوار سے میدان جنگ مین آنکر آتش حرب افروختہ کی اور دولتخان لودھی باوجود اسکے کہ دو ہزار سوار سے زیادہ اپنے ہمراہ نرکھتا تھا حرب مین مصروف ہوا اور میرزا جانی کو اُسنے منہزم کیا اور میرزا جانی موضع الور مین دریا کے کنارے فروکش ہوا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے اُسطرف سے اور اُس لشکر نے اسطرف سے جاکر اسکو درمیان مین لیا اور غلہ اور آذوقہ کی رسد اُسپر ایسی مسدود کی کہ میرزا جانی کی فوج اونٹ اور گھوڑا ذبح کرکے کھاتی تھی اور میرزا جانی عاجز ہوکر صلح کا طلبگار ہوا اور اپنی بیٹی میرزا ایرج بڑے بیٹے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو دیکر اقرار کیا کہ بعد ایام برسات کے بلا توقف درگاہ مین حاضر ہونگا اور اُندنون مین سید یوسف خان مشہدی فرمان اشرف کے بموجب اپنے چھوٹے بھائی میرزا یادگار کو کشمیر مین چھوڑکر درگاہ مین آیا اور میرزا یادگار کشمیر کے ایک بڑے زمیندار کی بیٹی اپنے عقد نکاح مین لایا اور اہل کشمیر کی کمک اور قوی پشت ہونیکے واسطے نشان مخالفت کا بلند کیا اور دوہان کا خطبہ اپنے نام پڑھا کر فوج وحشم کی فراہمی مین مصروف ہوا اور قاضی علی مقتول ہوا اور میر یوان کشمیر اور حسن بیگ بدخشی جو کشمیر کا تحصیلدار اور خراج گذار تھا میرزا یادگار سے جنگ کرکے فاضی علی مقتول ہوا اور حسن بیگ کشمیر سے نکل گیا عرش آشیانی نے یہ خبر سنکر جو کہ میرزا یادگار کل یعنی گنجا تھا یہ بیت کہی بیت کلاہ خسروی وتاج شاہی ✦ بہر گل کے رسد حاشا دکاہی ✦ پھر شیخ فرید بخشی کو کہ شیخ زادہاے دہلی سے تھا مع ایک جماعت امرا اُسطرف نامزد کیا اور میرزا یادگار مع جمعیت عظیم مقابل آنکر فروکش ہوا ناگاہ کچھ شب گذرنے کے بعد اقبال اکبری نے اپنا کام کیا یعنی صادق بیگ اور ابراہیم خان کہ سید یوسف خان مشہدی کے ملازمان قدیم سے تھے منصب اور تقسیم تنخواہ کے بارہ مین میرزا یادگار سے رنجیدہ ہوکر اُسکے سر پر تاخت لائے اور وہ یہ شور وغوغا سنکر خیمہ سے نکل گیا اور صحرا مین جاکر ایک سنگ کی پناہ مین مخفی ہوا صبح صادق کے طلوع کے وقت صادق بیگ اور ابراہیم خان نے اُسے دستیاب کرکے اُسکا سر تن سے جدا کیا اور شیخ فرید دہلوی کے پاس بھیجا نائید ایزدی سے کشمیر دوبارہ اولیاے دولت قاہرہ کے تصرف مین آیا اور اسکے بعد عرش آشیانی دوبارہ کشمیر کی سیر کیواسطے سوار ہوے اور چالیس روز دوہان کی سیر کرکے حوض ڈین لنکا اور عمارت سلطان زین العابدین اور برف برسنے کا تماشا دیکھا پھر اس ملک کی حکومت سید یوسف خان مشہدی کو عنایت فرمائی پھر رہتاس اور پنجاب کیطرف روانہ ہوے اور اُسوقت میرزا عبدالرحیم خانخانان اور میرزا جانی والی سند نے سنہ ایکہزار ایک ہجری مین ٹھٹھہ سے آنکر ملازمت کی اور میرزا جانی والی سند سلک امراے سہ ہزاری مین منسلک اور منتظم ہوا ولایت سند بندگان بادشاہی کے قبضہ مین آئی اور اُس سال خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے گنہگار کے تدارک کو کہ زمینداران عمدہ گجرات سے تھا اور مظفر شاہ گجراتی کو پناہ دیکر ساتھ تکبر اور تجبر کے گذرا نتا تھا لشکر کھینچا اور حسن تدبیر سے مظفر شاہ گجراتی کو دستیاب کرکے احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا اور مظفر شاہ نے اثناے راہ مین تجدید وضو کے بہانہ ایک گوشہ مین جاکر اُسترہ سے کہ اُسی دن کیواسطے اپنے پاس رکھتا تھا اپنے تئین ہلاک کیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے اُسکا سر درگاہ مین بھیجا اور خود احمد آباد گیا اور اُس سال راجہ مانسنگھ ابن راجہ بھگوانداس پسران اور برادران قتلو افغان سے جنگ کرکے غالب آیا اور ولایت اوڑیسہ کو کہ من اعمال بنگالہ سے ہی اُنکے تصرف سے برآوردہ کرکے ایک سوار بیمین باقی کہ

افغانون کی جنگ مین ہاتھ آئے تھے بادشاہ کی درگاہ مین ارسال کیے اور عرش آشیانی نے جو دس برس سے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کوندکہا تھا حضور مین طلب کیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ ہر وقت حرمین شریفین کی زیارت کا شوق دل مین رکھتا تھا مع عیال واطفال اور خزانہ کشتی مین سوار ہوکر حجاز کی طرف روانہ ہوا عرش آشیانی نے یہ خبر سنکر شاہزادۂ مراد المشہور بہاری کو مالوہ سے گجرات کی حکومت پر مقرر کیا اور صادق محمد خان کو اسکی وکالت پر معین فرمایا شاہرخ میرزا کو مالوہ کی حکومت دی اور شہباز خان کنبو کوکہ تین برس سے قید تھا رہا کرکے اسکی وکالت پر تعین کیا اور جو قبل اسکے جلالہ یعنی پیر روشنائی کا بیٹا کہ کوہستان خیبر سے عبداللہ اوزبک کے پاس گیا تھا اسوقت پلٹ کر خیبر مین آیا اور ہندوار کابل کے راستہ کو مسدود کیا میرزا جعفر قزوینی کہ سال گذشتہ مین بخطاب آصف خان اختصاص پاکر جلالہ کے دفع کیواسطے مقرر ہوا تھا اُس سے جنگ مین غالب آیا اور جلالہ مذکور کو مع اہل وعیال اور واحد علی بھائی اور دیگر اُسکے عزیز واقارب کے کہ چارسو آدمی تھے دستگیر کرکے درگاہ مین لایا اور اُن ایلچیون نے جو کہ دکن گئے تھے معاودت کرکے اُسطرف کے بادشاہون کی خبر عدم اطاعت پہونچائی بادشاہ تسخیر دکن کا عازم ہوا اور شاہزادہ دانیال کو ماہ محرم سنہ ۱۰۰۲ ایکہزار اور دو ہجری مین دکن کی تسخیر کیواسطے تعین فرمایا اور اُسکے بعد شاہزادہ لاہور سے برآمد ہوکر سلطانپور پہونچا بادشاہ کی رائے نے تغیر فرمایا شاہزادہ مذکور کو پھر واپس طلب کیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کو مع اُس لشکر کے جو شاہزادہ کے ہمراہ تعین ہوا تھا تسخیر دکن کو بھیجا اور اُس سال میرزا رستم بن سلطان حسین میرزا بن بہرام میرزا بن شاہ اسمعیل صفوی کہ حکومت قندھار کی رکھتا تھا بھائی کی مخالفت اور اوزبک کے غلبہ سے ملازمت کو آیا اور قلعہ قندھار پیشکش کیا اور سلک مین امرائے پنجہزاری کے منتظم ہوکر حاکم ملتان ہوا اور اُس سال میرزا عبدالرحیم خانخانان جو مندو پہونچا نظام شاہ بحری نے کہ ملازمت شاہ سے رخصت کیوقت اقرار کیا تھا کہ مملکت برار عرش آشیانی کے پیشکش کرونگا اندرون مین عنایت خان شیرازی کو بجابت خانخانان کے پاس بھیجکر اظہار اطاعت کی لیکن انھین دنون مین بمرض الموت مبتلا ہوکر سنہ ۱۰۰۳ ایکہزار تین ہجری مین مرگیا اور اُسکا بیٹا ابراہیم نظام شاہ بحری قائم مقام ہوا وہ ابراہیم عادل شاہ کے جنگ مین مارا گیا اور میان منجھو خان جاگی نے کہ پیشوا اُسکا تھا احمد نام اپنے ایک بیٹے کو خاندان نظام شاہیہ مین منسوب کرکے اپنا حاکم کیا اور امراسر جادۂ اطاعت سے پھیر کر منازعت کیواسطے مستعد ہوے اور میان منجھو خان جو طاقت اُنکے مقابلہ کی نرکھتا تھا قلعۂ احمدنگر مین متحصن ہوا اور ایلچی احمد آباد گجرات مین بھیجکر شہزادہ کو پیغام دیا کہ اسطرف ہرج ومرج ظاہر ہونے سے کام نظام سے ابتر ہی اگر آپ بسبیل استعجال اسطرف قدم رنجہ فرماوین قلعہ آپکے سپرد کرونگا اور جو اُسوقت شاہزادہ کو بھی فرمان تسخیر دکن کا پہونچا تھا بسرعت تمام آٹھ ہزار سے احمدنگر کی سمت روانہ ہوا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان مندو مین یہ خبر سنکر کہ مین تھا باتفاق لشکر شاہرخ میرزا اور شہباز خان کنبو اور راجہ جگناتھ عموی راجہ مانسنگھ اور راجہ ورگا اور راجہ رام چند اور بھی دیگر امرا کے ہمراہ تعجیل دکن کی جانب متوجہ ہوا اور راجہ علیخان والی خاندیس بحسن تدبیر مع پانچہزار سوار قلعہ کالنہ مین جو دکن کی سرحد مین ہے شاہزادۂ مراد سے جاملا اور کوچ متواترہ سے احمدنگر کیطرف عازم ہوے اور میان منجھو خان کہ امرائے مخالف کو دفع کرکے مستقل ہوا تھا شاہزادہ کے طلب کرنے سے پشیمان ہوا قلعہ کو مع ذخیرہ اور آذوقہ چاندبی بی دختر حسین نظام شاہ بحری کے سپرد کیا اور مردم جنگی اور اعتباری اُسکے پاس چھوڑکر خود مع توپخانہ احمد کے ہمراہ سرحد عادل شاہیہ کیطرف گیا شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم ساتھ اس تفصیل کے جو داستانہاے دکن مین مرقوم ہوئی شہر ربیع الثانی

سنہ ۱۰۱۶ ایکہزار چاریجری مین احمدنگر پہونچکر قلعہ کے محاصرہ اور نقب کھودنے اور مدمسہ بنانے مین مشغول ہوے چاندبی بی نے مردانہ وار اُنکے مدافعہ مین قیام کیا عادل شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کی اور جب تین مہینے مین پانچ نقب برج کے نیچے پہونچین اہل قلعہ نے واقف ہوکر قلعہ کیطرف سے دو نقب کا ٹکر بارود برآوردہ کرکے بیکار کردیا اور دیگر نقبون کی تلاش مین ہوے کہ شاہزادہ اور صادق محمد خان میرزا عبدالرحیم خانخانان کے بے اطلاع مسلح اور مکمل ہوکر بعد جمعہ کے نماز غرہ ماہ رجب سنہ مذکور مین قلعہ کے قریب گئے اور بقصد اسکے کہ فتح اپنے نام ہوگی نقبون مین آگ دی پس تین نقب کہ جنمین بارود تھی موازی پچاس گز دیوار قلعہ اُڑاکر رخنہ عظیم بہم پہونچایا اور اُن دو نقبون بیکار شدہ کی آتش افروزی کا کہ بارود خالی ہوچکے سے خبر نرکھتے تھے انتظار کھینچا سپاہ کو قلعہ مین جانے ندیا چاندبی بی فرصت پاکر برقع پہن رخنہ کے قریب آئی اور توپ اور ضربزن اور پتھر بہت اُس رخنہ مین نصب فرمائے ہرچند سپاہ مغل حملہ آور ہوئی فرصت قلعہ مین داخل ہونیکی نہپائی شب کو محروم اور ناکام اپنے مقام مین گئی اور چاندبی بی نے تمام شب ایستادہ ہوکر خرد و بزرگ اور مرد و زن قلعہ کو رخنہ کے مسدود کرنے کو مامور کیا اور طلوع صبح تک سنگ اور گل اور اجساد مردہ سے تین گز دیوار بلند کرکے مقام مدافعہ مین ہوئی اس درمیان مین مشہور ہوا کہ سہیل خان خواجہ سراسر لشکر عادل شاہی مردم نظام شاہیہ اور قطب شاہیہ کو ہمراہ لیکر مع ستر ہزار سوار احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا ہے اور جب لشکر مین غلہ گران ہوا گھوڑے ضعیف و ناتوان ہوے میرزا عبدالرحیم خانخانان نے صلح مین صلاح دیکھی اور چاندبی بی بھی ضیق محاصرہ سے بہ تنگ آئی تھی صلح قبول کرکے اقرار کیا کہ ولایت برار جیساکہ برہان نظام شاہ بحری نے بادشاہ کی پیشکش کی تھی شاہزادہ کے متعلق رہے اور احمدنگر مع مضافات بہادر نظام شاہ برہان نظام شاہ بحری کے پوتے کے نام مقرر رہے القصہ اس طریقے سے طرفین سے عہد و پیمان درمیان مین آیا شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم کوچ کرکے برار گئے اور بالاپور کے قریب ایک شہر موسوم شاہ پور احداث کرکے آباد کیا اور راندلون مین شاہزادہ جشن طوی کرکے بہادر خان فاروقی کی دختر اپنے عقد مین لایا اور برار کے پرگنے امرا پر تقسیم کیے اسوقت شہباز خان کنبو کہ امراے کلان سے تھا شہزادہ سے رنجیدہ ہوکر برخصت مالوہ کیطرف گیا اور چاندبی بی نے بہادر نظام شاہ خلف برہان نظام شاہ بحری کو احمدنگر کا حاکم کیا اور ابہنگ خان حبشی نے دوبارہ سرداروں کے زمام اختیار قبضہ مین لانے سے غلبہ تمام بہم پہونچایا باوجود اسکے چاندبی بی راضی نہ تھی عادل شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کرکے مع پچاس ہزار سوار عزم زرم امراے مغل مین برار کیطرف متوجہ ہوئی اور میرزا عبدالرحیم خانخانان اور شاہزادہ اور صادق محمد خان کو شاہپور مین چھوڑکر خود ہمراہ شاہرخ میرزا اور راجہ علیخان فاروقی حاکم برہان پور وغیرہ کے مع موازی بیس ہزار سوار دکنیون کے حرب کیواسطے لب آب گنگ سون پت پر استقبال کیا اور چند روز وہان مقام کرکے مردم دکن کیطرح اورضع دریافت کرکے اور افواج کو آراستہ کرکے آب گنگ سے کہ زالونک تھا عبور کیا اور ماہ جمادی الثانی کی ستر ہوین تاریخ سنہ ۱۰۱۵ پانچ ہجری مین سہیل خان سپہ سالار عادل شاہیہ مع سپاہ کثیر مقابل آیا امراے نظام شاہیہ کو میمنہ مین اور امراے قطب شاہیہ کو میسرہ مین مقرر کیا اور نہایت غرور اور تمکنت سے میدان کیطرف روانہ ہوا اور آوازہ اہل سن مرید کی بلند کی اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے پہلے اُسکا مقابلہ اختیار کیا اور آخر رائے تبدیل کرکے عین جنگ مین راجہ علیخان فاروقی اور راجہ رامچند اور بھی امراے راجپوت کو اُسکے مقابل چھوڑا اور اُنھون نے سہیل خان کے ہراول کو متفرق کیا اور جب سہیل خان پر حملہ کیا اُسنے اول ضرب توپ و تفنگ دہان سے بہت مردم خانہ بیس اور راجپوت ضائع کیے

اور اسوقت بہادران دکن نے اراہون کے پیچھے سے برآمد ہوکر داد مردی اور مردانگی دی چنانچہ راجہ علی خان اور راجہ رام چند تین ہزار مرد اہل نبرد سے مقتول ہوے اور قریب شام کے کہ زیادہ دو گھڑی دن سے باقی نرہا تھا کوئی شخص سہیل خان کے مقابل نہ تھا اور وہ اس گمان سے کہ میں نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو شکست دی ہے آگے بڑھا اور جو میرزا عبدالرحیم راجہ علیخان وغیرہ کے قتل ہونیکی خبر نرکھتا تھا وہ بھی غنیم کیطرف پشت جاکر دکنی مغلوں کی نگاہ میں کہ مارکر کے ایستادہ تھے پھونچکر تاراج میں مشغول ہوا اور جو لوگ تاراج غنیمت کے بعد قرار فتح کا اپنی نسبت دیتے تھے حفظ غنائم کیواسطے اس شب کو اپنی سرحد کیطرف روانہ ہوے اور سہیل خان تھوڑے آدمیوں سے ایک مقام میں پھونچکر فروکش ہوا اور جو مشغول نہ تھا اور کوئی شخص خبر ایک دوسرے کی نرکھتا تھا تاریکی میں بیٹھا میرزا عبدالرحیم خانخانان نے بھی کہ دشمن کو آگے سے پسپا کیا تھا ایسے مقام میں کہ جہاں سہیل خان کے اراب آتشبازی کے تھے پھونچکر اسنے بھی تاریکی میں توقف کیا اور بہت مغلوں سے کہ انھیں شکست متیقن ہوئی تھی مفرور ہوکر ایسے جولان ہوے کہ شاہ پور تک باگ نہ موڑی اس درمیان میں سہیل خان کے روبرو چند چراغ روشن ہونے سے روشنی نمودار ہوئی میرزا عبدالرحیم نے آدمی بھیجکر دریافت کیا کہ سہیل خان ہے تب چند توپ اور زنبورک کہ دکنیوں سے برابر دست اور تیار دستیاب ہوئی تھیں سرکیں از گولی اور گراب انکے درمیان ڈالکر ولولہ برپا کیا سہیل خان نے جب جانا کہ غنیم درمیان میں ہے چراغوں کو خاموش اور نقل مکان کیا اور آدمی اطراف و نواح میں بھیجکر ایک جماعت فوج متفرق کو اپنے پاس فراہم کیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے بھی دشمن کی موجودگی پر واقف ہوکر نقارہ حربی بجائے اور کرنے بھوک کر خبردار کیا کہ افواج بادشاہی جو اس صحرا میں موجود تھی صدائے نقارہ سے فوج فوج اور جوق جوق خانخانان کے ملازمت میں آئی اور جسوقت کوئی سردار یا کوئی فوج اسکے پاس آتی تھی نوبت دم کی صدا بلند کرکے کرنا بھوکتے تھے اور اہل اسلام جوش و خروش میں آنکر نعرہ تکبیر بلند کرتے تھے چنانچہ اس شب کو گیارہ مرتبہ کرنا بھوکے گئے اور سہیل خان نے بھی اس رات کو آدمی اطراف و جوانب میں بھیجکر جسقدر ممکن ہوسکا لشکر دکن کا جمع کیا دوسرے دن جب آفتاب نے علم شعاعت بلند کرکے مع نیزہ و شمشیر اپنا رخ انور چمکایا سہیل خان دس بارہ ہزار سوار لیکر میرزا عبدالرحیم خانخانان کی طرف متوجہ ہوا اور خانخانان باوجود اسکے کہ تین یا چار ہزار سوار سے زیادہ نرکھتا تھا متوکلاً علی اللہ دشمن کے دفع کیواسطے مستعد ہوا اور حرب شدید سے سہیل خان چند زخم کھاکر پشت زین سے جدا ہوا اور اسکے ملازمان قدیم نے ہجوم کرکے گھوڑے پر سوار کیا اور دونوں طرف سے اسکے بازو پکڑ کے معرکہ سے باہر لیگئے اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کیساتھ فیروزجنگی کے شہرت رکھتا تھا اس فتح غیبی اور نصرت الہی سے نہایت شاد ہوا اور چار دن کے بعد شاہجہانپور میں آیا اور عرش آشیانی کہ عبداللہ خان اوزبک کی خبر فوت سنی تھی بخیال اطمینان لاہور سے آگرہ کیطرف تشریف لائے تھے اس فتح کی بشارت سے نہایت مسرور ہوے گھوڑا اور خلعت میرزا عبدالرحیم خانخانان کے واسطے ارسال فرمایا لیکن چند عرصہ کے بعد جب صادق محمد خان کے نفاق سے درمیان شاہزادہ مراد اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کے غبار کلفت کا بلند ہوا عرش آشیانی نے سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل کو شاہزادہ کے پاس بھیجا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کو سنہ ۱۰۰۱ ایکہزار ایک ہجری میں اپنے حضور طلب کیا اور دشمنوں کی شکایت اور بدی سے چند عرصہ تک مخاطب اور معاتب اور متذول رکھا اور خانخانان کے آنے کے بعد سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل قلعہ نرنالہ اور کاویل اور کھرلہ کو جو مملکت برار میں واقع ہیں اور عرصہ قلیل میں مفتوح کرکے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوے

ناگاہ شاہزادہ انھیں دنوں مین مرض صعب مین گرفتار ہوکر ماہ شوال سنہ ایکہزار سات ہجری مین دوسرے اقلیم کی تسخیر کا عازم ہوا یعنی فوت ہوا اور پہلے بلدہ شاہجہانپور مین مدفون ہوا آخر کو آسے دہلی لیگئے اور اسکے جد نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے پہلو مین لٹایا اور یہ مصرع اسکی تاریخ وفات کا ہی مصرع ازگلشن اقبال نہالی نشد گم + عرش آشیانی شاہزادہ کی فوت سے نہایت محزون اور مغموم ہوا اور تسخیر دکن مین زیادہ تر ساعی ہوا اور جب امرائے نظام شاہی نے غلبہ کیا تسخیر خواجہ جاگیردار برگنہ ہیر کو منہدم کرکے ہیر کو محاصرہ کیا اور سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابو الفضل اُنکے مقابلہ سے عاجز آکے بادشاہ نیز اعبد الرحیم خانخانان کی منصب مقام نوازش مین ہوکر صدر السلطنت ہوے اور اُسکی دختر جانان بیگم کو شاہزادہ دانیال کے عقد ازدواج مین لائے اور دونون کو حسن اتفاق سے تمہ ممالک نظام شاہیہ کے واسطے روانہ کیا اور خود بدولت اقبال بھی پیچھے سے سنہ ایکہزار آٹھ ہجری مین دکن کی طرف متوجہ ہوے اور ممالک مذکورہ کا انتظام شاہزادہ عالمیان سلطان محمد سلیم کے تفویض فرمایا اور شاہزادہ دانیال اور خانخانان دکن مین آئے جب بہادر خان بن راجہ علیخان فاروقی کو اُسکے باپ کے طور پر مطیع نہ پایا قلعہ آسیر مین اُنگرنگ گوداوری کے کنارے سے ملی ہین کے قریب توقف کرکے اُسکے دلاسا مین مشغول ہوے اس درمیان مین عرش آشیانی نے مندو مین پہونچکر شاہزادہ اور میرزا عبد الرحیم خانخانان کو پیغام بھیجا کہ تم احمد نگر مین جاکر اُس قلعہ کو فتح کرو اور میان بہادر خان فاروقی کو گوشمالی دونگا شاہزادہ اور میرزا عبد الرحیم خانخانان تیس ہزار سوار ہمراہ لیکر احمد نگر کیطرف متوجہ ہوے اور ابھنگ خان حبشی اور بھی امرا جو صاحب اختیار ملک تھے بے جنگ بھاگے اور فوج شاہی محاصرہ مین مشغول ہوئی اور عرش آشیانی نے اول بہادر خان فاروقی کو اطاعت اور انقیاد کیواسطے نصیحت فرمائی اور جب دیکھا کہ میرا ارشاد اثر پذیر نہوا مندو سے برہانپور مین تشریف لائے اور امرائے درگاہ آسیر کی تسخیر مین مشغول ہوے اور اُسکے بعد کہ ایام محاصرہ نے طول کھینچا اور قلعہ کے اندر اہل قلعہ کی کثرت سے عفونت بہم پہونچی اور آدمی بیماری کے شروع ہونے سے مرنے لگے بہادر خان فاروقی باوجود افزونی ذخیرہ اور استحکام حصار و کثرت خیل و حشم متوہم ہوکر سراسیمہ ہوا اور بعد اسکے خواجہ ابو الحسن ترشی کے حسن اہتمام سے کہ میر دیوان شاہزادہ دانیال تھا اوائل سنہ ایکہزار نو ہجری مین احمد نگر کا قلعہ مفتوح ہوا لہذا بہادر خان زیادہ منتشر ہوا اور امان چاہکر سنہ مذکورہ مین قلعہ آسیر کہ بے نظیر ہے دیوانیان بادشاہی کے سپرد کیا اور خزینہ اور دفینہ اور اسلحہ اور امتعہ نفیسہ کہ محاسبان سریع الحساب اور خامہ شکستہ زبان کے بیان سے خارج تھا اولیاے دولت قاہرہ بادشاہ جمجاہ کے تصرف مین آیا اور حکم والا کے موافق شاہزادہ اور میرزا عبد الرحیم خانخانان نے برہانپور مین آنکر احمد نگر کے غنائم نظر معابر کرنے سے گذرانی جب ابراہیم عادل شاہ کے پیشکش قبول کی وہ طالب صلح ہوا عرش آشیانی نے یہ امر پذیرا فرمایا اور ابراہیم عادل شاہ کی بیٹی مسماۃ بیگم سلطان کو شاہزادہ دانیال کی ہمسری کے واسطے طلب کیا اور میر جمال الدین انجو کو کہ امراے معتبر سے تھا اس عروس اور پیشکش لانے کیواسطے بیجاپور بھیجا اور آسیر اور برہانپور اور احمد نگر شاہزادہ کو عنایت فرمایا میرزا عبد الرحیم خانخانان کو اُسکی اتالیقی کے واسطے مقرر کیا اور خود منظفر و منصور دار الخلافت آگرہ کیطرف روانہ ہوے اور اوائل سنہ ایکہزار دس ہجری مین منزل مقصود مین پہونچکر فتحنامہ اطراف واکناف مین بھیجے اور سنہ ایکہزار گیارہ ہجری مین شیخ ابو الفضل ذیان طلب کے موافق درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور نروز کی اطراف مین ایک جماعت راجپوتان اور چہ بطمع مال سر راہ آئے اور جنگ کرکے ابو الفضل کو قتل کیا اور مال اُسکا

لیگئے اور ماہ صفر ۱۰۱۴ھ ایکہزار چودہ ہجری مین میر جمال الدین انجو کہ بیجاپور کیطرف گیا تھا ہمراہ عروس اور پیشکش اور ایلچی ابراہیم عادل شاہ کے پلٹ آیا اور گنگ گووا وری کے کنارے مونگی پٹن کے نزدیک بعد جشن وطوی بزرگ عروس کو شاہزادہ دانیال کے سپرد کرکے خود آگرہ مین آیا اور پیشکش کہ اسوقت دکن سے لایا تھا نظر سے گذرانا اور اوائل شہر ذی الحجہ سنہ مذکورہ مین شہزادہ دانیال بلدۂ برہانپور مین کثرت مے نوشی سے بیمار ہوکر عالم بقا کیطرف خرامان ہوا اور اکبر شاہ ان دونون فرزند کے فراق مین ایسے رنج والم مین مبتلا ہوے کہ روز بروز قوت سلب ہونے سے ناتوان ہوے یہانتک کہ روز چہارشنبہ ماہ جمادی الثانی کی تیرھوین تاریخ سنہ ایکہزار چودہ ہجری مین روضۂ جنان کیطرف راہی ہوے اور مدت سلطنت بادشاہ جمجاہ کی اکاون برس اور چند مہینے تھی البقاء للملک المعبود اور فوت اکبر شہ مادہ تاریخ رحلت اُس شہنشاہ کا ہی اور عرش آشیانی اگرچہ خط وسواد کامل نرکھتے تھے لیکن کبھی شعر کہتے تھے اور علم تاریخ مین وقوف تمام رکھتے تھے اور ہندکے قصہ خوب جانتے تھے اور قصہ امیر حمزہ کا کہ تین سو اور ساٹھ داستان ہی اور منشیان درگاہ سے نثر ونظم مرغوب مین ورلا کر ہر ایک داستان کو مصور کیا ہی آنحضرت کی مخترعات سے ہی اور شوارع مین ہر پانچ کوس پر دو گھوڑے رہوارا رچند میورہ مقرر تھے چنانچہ اُسکو ڈاک چوکی کہتے تھے فرمان ضروری یا عرضداشت امرائے سرحد کہ دہان ہو پہنچے میورہ سوار ہوکر دوسری چوکی پر پہونچا دین جیساکہ رات اور دن مین پچاس کوس راہ طی کرتے تھے اور آگرہ سے احمد آباد گجرات تک خبر پانچ دن مین پہونچتی تھی اور جسوقت کوئی شخص حضور سے دوسری جگہ مقرر ہوتا تھا یا کسی مقام سے درگاہ مین آتا تھا اور تعجیل مامور ہوتا تھا ڈاک چوکی کے گھوڑون پر سوار ہوتا تھا اور چار ہزار میورہ کہ سرعت سیر مین ماہ کیطرح مشہور تھے ملازم رکھے تھے اور اکثر ایسا بھی اتفاق ہوا ہی کہ میورہ پیادہ سات سو کوس کی مسافت دس دن مین طی کرکے منزل مقصود مین فائز ہوے ہین اور عدد اکبر شاہ کے فیلون کے چھ ہزار سے متجاوز اور پانچ ہزار سے کبھی کم نہین ہوے کسی بادشاہ دہلی نے اسقدر ہاتھی دستیاب نہ کیے تھے اور باقی متروکات اُسکا اس تفصیل کے ساتھ ہی علائی دس کرور روپیہ اور نہ ہزار کرور کے لعل خاصہ کہ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے جدا رکھے تھے اور دس من پختہ سونا غیر مسکوک اور ستر من پختہ نقرہ غیر مسکوک اور ساٹھ من پختہ پول سیاہ اور پانچ ہزار کرور رنگا دو گھوڑے طویلہ مین بارہ ہزار اور ہاتھی سرکار خاصہ چھ ہزار اور حلقہ آہو پانچ ہزار اور ریوز یعنی جیتا کچھ کم ہزار رکھتے کہتے ہین اکبر شاہ ہرچند کہ جہد فرماتے تھے کہ عدد چینے کا بھی ہزار کو پہونچے میسر نہوے کسواسطے کہ جب عدد انکا نوسو سے افزون ہوتا تھا مرگ ناگہانی انمین پڑتی تھی ہزار پورے نہوتے تھے غرضکہ اسقدر متروکات اکبری اس تفصیل سے تحریر ہوا اور شئے کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے کہ کس کثرت سے ہوگی اور یہ قطعہ مادہ تاریخ رحلت آن حضرت کا ہی قطعہ

جلال الدین محمد شاہ اکبر ✦ زدنیا گشت سوی خلد راہی ✦ چو رضوان دید جویان شد کہ این کیست ✦ ندا آمد کہ یک ظل الٰہی ✦

تمام ہوا مقالہ دوسرا

مقدمہ ذکر سلاطین بہمنیہ ہین

رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر

مقالہ تیسرا سلاطین دکن کے بیان مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین پر مخفی اور محتجب نہ ہے کہ احوال خواقین دہلی کے بیان کے بعد پر تو اندیشہ بیان وقائع سلاطین دکن کیطرف جمکا حفظاً للترتیب اول عنان شبدیز خامۂ خوشخرام ذکر سلاطین بہمنیہ کی طرف منعطف کرتا ہون جیساکہ رسم مورخان متقدمین اور متاخرین ہی غرض میری ان اوراق کے لکھنے سے بحصول درم اور دینار نہین ہی بلکہ اسطے کہ توجہ خاقان اعظم اور جہانبان معظم ناصرالدنیا والدین ابوالمظفر ابراہیم عادل شاہ ثانی سے میرا پائون خزانہ کے سر پر ہی بلکہ صبح و شام ساتھ بحر و کان کے فیضرسان ہو کر چشم احسان فلک اور انجم سے نہین رکھتا بلکہ ہمت والا نہمت میری اسپر مصروف ہی کہ فرمان خدیو زمان پر ٹپکا خدمت کا کمر جان پر باندھون اور ایسی کتاب کہ جامع قضایاے تمامی ممالک ہندوستان جنت نشان ہوا اور ساتھ ایسی عبارت کے کہ پسند طبائع خاصان اور علام علوم غریبہ اور فہام فنون فارسیہ ہو یکقلم مرقوم قلم گوہر فشان کرون نظم این چار عروس ہفت خرگاہ + کادرونشان بہ نیمۂ راہ + نازان وجہان ومست ورقاص + درجلوہ کشم بجملۂ خاص + چندی اگرم امان دہد بخت + یکیک بیرم بپایۂ تخت + سازم دل ازین فسانہ سیراب + زان پیشتر کہ گیرد م خواب + اور یہ مقالہ چھ روضہ پر مشتمل ہی **روضہ اول** بیان مین وقائع شاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد بیدر کہ کہ مشہور سلاطین بہمنیہ ہین **روضہ دوسرا** سلاطین بیجاپور کے بیان مین جو عادل شاہیہ معروف ہین **روضہ تیسرا** احوال شاہان احمد نگر کی صفت مین جو نظام شاہیہ موصوف ہین **روضہ چوتھا** سلاطین تلنگ کے حالات مین جو قطب شاہیہ ملقب ہین **روضہ پانچوان** شاہان برار کی اسامی کے بیان مین جو عماد شاہیہ مشہور ہین **روضہ چھٹا** بیان مین ادضاع شاہان بیدر کہ کے جو برید شاہیہ موسوم ہین نور اللہ تعالی مضجعہم

روضہ اول بادشاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد بیدر کے وقائع کے بیان مین جو سلاطین بہمنیہ مشہور ہین
ناظرین پر تمکین کی خرد خردہ دان پر پوشیدہ اور پنہان نہ رہیگا کہ بہرہ کتابان مرقع حکایات نے سلطان علاء الدین
کانکوی بہمنی کی کیفیت خروج اور اصل ونسب مین مختلف احوال ہندوستان پر اقوال مختلفہ نقل کیے ہین ازانجملہ جو کچھ مشہور
ہے اس کتاب مین تحریر کرتا ہون اور رطول سے مجتنب ہوکر سخن مختصر عرض کرتا ہون القصہ بعضے اصحاب خبر یون لکھتے ہین
کہ حسن نام ایک شخص دار الخلافت دہلی مین کانکوی بہمن منجم کی ملازمت مین جو شاہزادہ محمد تغلق شاہ کے حضور مین
تقرب ومنزلت رکھتا تھا رہتا تھا اور نہایت فلاکت مین زمانہ بسر کرتا تھا ایک دن معاش کی تنگی سے بتنگ آکر کانکوی
سے درخواست کسی ایک تشغل اور خدمت کی کی کہ ساتھ اسکے قیام کرے کانکوی نے ایک جوڑی بیل اور دو مزدور
اسے دیکر دہلی کے حوالے مین ایک زمین خراب اسکے حوالہ کی کہ اسمین زراعت کرے اور اسکے حاصل سے اوقات بفراغت
بسر کرے حسن نہایت اضطرار اور احتیاج سے اطاعت کرکے کاشتکاری اور قلبہ رانی کے تردد مین مشغول ہوا
ناگاہ ایکدن ہل کا پھار زمین مین اڑ گیا ہلوا ہے نے حسن کو خبر کی حسن نے جاتے ہی اس مقام کو کھود کر دیکھا کہ ہل کے پھارے
کے نوک ایک زنجیر مین اٹکی ہے اور وہ زنجیر ایک ظرف مسی مملو اشرفی طلائی اور طلائے خیر مسکوک کی گردن مین بستہ پائی
لیکن بدون اسکے کہ دست خیانت اسپر دراز کرے اسکو ایک چادر مین لپیٹ کر ہنگام شب کانکوی بہمن کے پاس
لیگیا اور حقیقت حال معروض کی کانکوی بہمن حسن کی حسن دیانت اور امانت پر ثنا خوان ہوا اور علی الصباح یہ واقعہ عجوبہ
شاہزادہ کی سمع مبارک مین پہونچایا شاہزادہ نے حسن کی کمال دیانت اور علو ہمت سے تعجب کرکے اسے اپنے حضور طلب کیا
اور اسکے طرز خوب اور وضع مرغوب سے خوش ہوا اور اسکا تذکرہ اپنے پدر غیاث الدین تغلق شاہ کے مسامع فیض مجامع مین
پہونچایا بادشاہ نے اسے بمرحمت خسروانہ اختصاص دیکر امیران صدہ کی سلک مین منسلک اور منتظم کیا القصہ ایکدن
کانکوی بہمن نے حسن سے کہا کہ تیرے طالع کے زائچہ سے مجھے ایسا دریافت ہوتا ہے کہ تو صاحب اقبال ہووے اور
حق سبحانہ تعالی کی توفیق اور تائید سے جلد موفق اور مؤید ہوکر درجہا علی پر فائز ہووے پس مجھسے عہد اور شرط کر کہ جو
واہب بے منت تجھے دولت عظیم ارزانی فرماوے تو میرا نام اپنا جزو اسم کرے کہ تیرے نام کی برکت سے میرا بھی نام
دفتر عالم مین دوام قبول کرے اور دفتر اپنا میری اولاد کے جانب رجوع کرنا حسن نے یہ امر قبول کیا اور ابھی منزل مقصد
کو کہ مراد دولت دنیوی سے ہے نہ پہونچا تھا کہ اسکا اسم جزو نقش نگین اپنا کرکے حسن کانکوی بہمنی مشہور کیا اور کہتے ہین
کہ ایکدن حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ نے دہلی مین رنگ برنگ کا کھانا اور قسم قسم کا اطعمہ دستر خوان پر چنکر
صلاے عام دی چنانچہ شاہزادہ محمد تغلق بھی اس خوان مائدہ فیض پر حاضر ہوا اور درویشون کے خوان نعمت سے بہرہ
اٹھایا اور بعد روانگی سلطان اور تفرقہ مجلس کے حسن کانکوی بہمنی شیخ کی خانقاہ مین داخل ہوا چاہا کہ عرض بندگی کرکے
شرف ملازمت شریف سے مشرف ہووے حضرت شیخ نے عالم کشف مین احوال اسکا دریافت کرکے زبان فیض ترجمان سے
ارشاد کیا کہ سلطانی رفت وسلطانی آمد اور قبل اسکے کہ کوئی شخص اسکے آنیکی خبر معروض رکھے شیخ نے ایک خادم سے
فرمایا ایک شخص کہ آثار نجابت اسکے ناصیہ حال سے ظاہر ہے اور دروازہ کے باہر ایستادہ ہے اسے حاضر کر خادم اسکی طلب
کو گیا حقارت ظاہری اور لباس نامناسب سے نہ پہچانا اور حضرت کی خدمت مین واپس آکر عرض کیا کہ وہ شخص
ظاہر نہین ہوتا ہے کہ جسے حاضر لاؤن شیخ نے فرمایا کہ پھر جاکر نظر غور سے ملاحظہ کر کہ وہ ابھی موجود ہوگا خادم نے

عرض کی

عرض کی کہ ایک مرد مجہول بیٹھا ہی شیخ نے فرمایا اسی کو حاضر کر کہ ظاہر مین درویش اور باطن مین شاہ ہی جب وہ
حاضر ہوا شیخ نے اسکے حال پر نہایت توجہات اور التفات مبذول فرمائے اور احوال اسکا استفسار کیا اور
جو دسترخوان اٹھ گیا تھا وہ روٹی کہ اپنے افطار کیواسطے طاق مین رکھ چھوڑی تھی سر انگشت پر رکھکر اسے دی
اور فرمایا کہ یہ چیز شاہی ہی بعد مدت مدید اور محنت بسیار تو دکن مین نصب ہوگا حسن کانکوی بہمنی کو اس بشارت
فیض اشارت سے سودا حکومت دکن کا سر مین پڑا اور منتظر وقت تھا اور چاہتا تھا کہ اسطرف متوطن ہوکر بتدریج
گوہر مقصود ہاتھ مین لاوے یہانتک کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ اپنے عہد سلطنت مین دکن تشریف لے گیا اور اپنے
آستانہ تغلق خان کو دولت آباد کا حاکم کیا اور حکم فرمایا کہ امرا اور منصبدار جو ارادہ اسکی رفاقت کا رکھتا ہو دکن
مین توقف کرے حسن کانکوی بہمنی نے فرصت پاکر باتفاق بعضے امیران صدہ کے کہ ساتھ اسکے خصوصیت اور آشنائی
رکھتے تھے تتلغخان کی رفاقت اختیار کر کے قریہ کوبچی اور چند قریہ دیگر پرگنہ راے باغ سے جاگیر پائی اور اُن سنوات مین
جیسا کہ قبل اسکے مذکور ہوا سلطان محمد تغلق شاہ نے امیران صدہ گجرات کے دفع فساد کے واسطے لشکر کھینچا بعد معرکہ بعضے
کہ انمین سے ہاتھ آئے قتل کیا اور بعضون کو تعاقب کر کے اطراف و جوانب مین منفرد کیا اور بہت دکن مین پناہ لے گئے
اور جو قتلغخان اُسوقت مین حسب الفرمان بادشاہ اپنے بھائی عالم الملک کو دولت آباد مین چھوڑ کر درگاہ شاہی مین
متوجہ ہوا تھا اور امراے دکن عالم الملک سے کچھ واسطہ اور حساب نرکھتے تھے اور منہزمون اور باغیون کے پناہ دینے مین
ملاحظہ نکر کے اپنے پاس نگاہ رکھتے تھے یہ خبر سلطان محمد تغلق شاہ کو پہونچی چاہا کہ ایک جماعت امیران صدہ دکن
کو اپنے روبرو طلب کرے اور بعضے دیگران امیران معتبر سے بجاے اُنکے دکن مین بھیجے اسواسطے احمد لاچین اور
عزالباش بیگ کو ملک علی عالم الملک کے پاس دولت آباد مین بھیجکر ایک فرمان مشتملبر تاکید تمام صادر فرمایا کہ بمجرد پہونچنے
فرمان ہذا تمام امراے صدہ دکن کو گجرات بھیجے کہ لشکر کی ضرورت ہی عالم الملک نے تعمیل کر کے نواجیون کو اُنکے حضور کے
واسطے گلبرگہ اور راجورا اور ہلری مین بھیجا اور اُس جماعت نے جیسا کہ رسم ہی سفر کے سامان کے بہانہ پانچ چھ مہینے درنگ کی
جب چار ہزار سوار مع تمام یراق دولت آباد مین پہونچے عالم الملک سے رخصت ایکر احمد لاچین کے ہمراہ گجرات کیطرف متوجہ ہوے
احمد لاچین نے عاقبت اندیشی نکر کے اُنسے طمع اور توقع بہت کی اور جب امید مین اُسکی ظہور مین نہ آئین باتمین لا یعنی زبان پر
لاکر انھین غائبانہ کہتا تھا کہ اس جماعت سے دو گناہ بزرگ ایسے صادر ہوے کہ علت تامہ قتل ہین ایک پناہ دینا باغیان
گجرات کا اور دوسرے تاخیر اور درنگ روا رکھنا احضار حضور مین امیران بیگناہ یہ نغمہ جانخراش سنکر جسوقت
درہ مانک گنج مین کہ سرحد دکن ہی پہونچے سب نے جمع ہوکر ایک انجمن سنواری اور آپسمین متفق ہوکر کہنے لگے کہ بادشاہ
محمد تغلق شاہ بیگناہون کو بے پرسش قتل کرتا ہی اور ہم تو دو گناہ بزرگ مین منسوب ہین جسوقت بادشاہ کے روبرو جاوینگے
فوراً بلا تحقیق جرم کہ گنہگار اور بیگناہ سے تمیز کرنا چاہیے ہمارے قتل کے بارہ مین حکم صادر فرمادیگا پس مناسب یہ ہی
کہ ہم دکن سے باہر نجاوین اور مثل گوسفند دست و بابستہ اُنکو قصاب کے سپرد نکرین کہ ہم مفت اور رائگان قتل ہووین
بعد سات اس قرار و مدار کے سرحد سے کوچ کر کے عازم مراجعت ہوے اور احمد لاچین کو کہ مقام تشدد مین آنکر انکا مانع
ہوتا تھا قتل کیا اور باتفاق تمام دولت آباد مین گئے اور دکن کی خلائق کہ بادشاہ کے قتل و غصب سے جان سے تنگ
آئے تھے بعضے انکے شریک ہوے اور بعضون نے آدمی معتمد انکے پاس بھیجکر اظہار یکجہتی کی اور قصبہ کاوہ آہنگر اور ضحاکلہ وقوع مین آیا

یعنی فساد عظیم کہ دست تدارک اسکے علاج سے کوتاہ تھا حادث ہوا قطعہ رعیت زبیدادی شہریار ✤ بہ پیچید گردن سراانجام کار ✤ چو بیداد پیشہ بود شہریار ✤ نماند بر و مملکت پائدار ✤ عماد الملک ترکمان الملقب بسرتیز نے کہ داماد سلطان محمد تغلق اور سپہ سالار برار اور خاندیس کا تھا اور ایلچپور مین استقامت رکھتا تھا جب تفرقہ اپنے لشکر کا ملاحظہ کیا اور اسے یقین ہوا کہ جیدہ اور خلاصہ امرا خاندیس اور برار کے مردمان لشکر سے یکزبان ہوے اور در پی اسکے تضییع اور رفع کے ہین اسواسطے توقف مین صلاح ندیکھی شکار کے بہانہ ایلچپور سے باہر نکل گیا اور ساتھ ایک جماعت قلیل مخصوصون اور معتمدون کے شکارکنان سلطانپور اور زندر بار مین پہونچا اور امرا اسطرف کے جب اسکے فرار پر مطلع ہوے سب متفق ہوکر مال و اسباب عماد الملک پر متصرف ہوے اور دولت آباد کا راستہ لیا اور اہل خلاف سے پیوستہ ہوکر اظہار اتحاد اور یکجہتی کیا اور مردم حصار دولت آباد نے اپنی قوت اور یکدلی مردم بیرونی کے دلمین جاگزین کی انھون نے بھی ساتھ اس بلاغت کے رابطہ دوستی اور اتحاد کا بہم پہونچایا اور عالم الملک کو گرفتار کرکے قلعہ کو مع خزانہ اور اسباب تجمل حضرات مخالف کے سپرد کیا اور تین مہینے کے عرصہ مین مملکت دکن کہ ہزار طرح کا خون جگر کھاکے اولی تھی شاہ دہلی کے قبضہ تصرف سے برآمدہ ہوئی اور اس خطہ مین کوئی مطیع اور فرمان بردار نرہا اور جب امیران صدہ مرتکب ایسے امر خطیر کے ہوے آپسمین مشورہ کرکے کہنے لگے کہ یہ امور مہمات ملکی اور مالی بے سردار اور حاکم کے صورت پذیر نہونگے شرط عقل وہ ہے کہ درمیان اپنے ایک شخص کو سریر سلطنت پر جلوہ گر کرین تو مہمات ہمارے ایک صورت اور رونق پیدا کرین نظم چو در گلشن ملک خاری نماند ✤ بہ گنجینہ قلعہ ماری نماند ✤ بسے گنج در دست انسان فتاد ✤ بسا خوب اسپان تازی نژاد ✤ بکردند آنگہ یکے انجمن ✤ ہمہ نیک طبعان نہادند سخن ✤ سران جملہ گفتند بالاتفاق ✤ کہ بے شاہ سست ست ہر اتفاق ✤ ہم از بامگردد یکے مرد سر ✤ بہ بندیم ما جملہ پیشش کمر ✤ بعد از گفتگوے دراز و قیل قال بسیار قرعہ بنام اسمعیل فتح افغان جو امراے دو ہزاری سے تھا چونکہ اسواسطے کہ بڑا بھائی اسکا ملک گل افغان اعاظم امراے سلطان محمد تغلق شاہ سے تھا اور اس عرصہ مین مع لشکر مستعد جنگ و پیکار رہتا تھا بامید اسکے کہ عند الحاجت اپنے بھائی کی مدد اور اعانت کریگا جمیع امراے دکن نے خواہی نخواہی اسمعیل فتح افغان کو ساتھ ناصر الدین شاہ کے مخاطب کرکے چھتر اسکے سر پر پھرایا اور خطاب کہ درمیان افغانان متعارف ہے ایک دوسرے کے درمیان مین قسمت کیا اور ہر ایک قطعہ جاگیر ات مملکت دکن پر متصرف ہوے اور فوج فراہم لانے مین مشغول ہوے اور سلطان محمد تغلق شاہ کی مخالفت مین یکدل اور یکجہت ہوے اسوقت حسن کانکوی بہمنی نے بخطاب ظفر خانی مشرف ہوکر جاگیر پکہری اور راے باغ اور مرج اور کلہار حسن آباد گلبرگہ سے اختصاص پایا اور پہروں راے حاکم حصار گلبرگہ کو کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے نوکران معتبر سے تھا تہ تیغ کرکے مستقل ہوا اور نور الدین نام ایک شخص خانجہان ہوکر وہ بھی جاگیر لائقہ پر متصرف ہوا اور جو بادشاہ محمد تغلق شاہ نے گجرات مین یہ خبر سنی بسبیل استعجال دولت آباد کیطرف متوجہ ہوے اور عماد الملک ترکمان الملقب بسرتیز اور ملک گل افغان بھی مع لشکر مالوہ اسکے شریک ہوے اور ناصر الدین شاہ تیس ہزار سوار افغان اور مغل اور راجپوت اور دکنی جمع لاکر دولت آباد کے قلعہ سے برآمد ہوکر اس میدان مین کہ سلطان علاء الدین خلجی اور رسیہ رام دیو لڑے تھے صفین آراستہ کرکے بادشاہ سے جنگ مین مشغول ہوا اور میمنہ اور میسرہ بادشاہی کو برہم اور متفرق کرکے قریب تھا کہ بادشاہ بھاگے یا دستگیر ہووے کہ دفعۃً غذلان اور کفران نعمت جلوہ گر ہوئی ولی نعمت سے مصاف کرنا مبارک نہ آیا نور الدین المخاطب بخانجہان کے

ایک تیر مقتل مین ایسا لگا کہ خانہ زین سے زمین پر آیا اور لشکر خاص کمکی کہ چھ سات ہزار تھے ایکبارگی پیٹھ دکھا کر بھاگے اور اُسوقت ناصرالدین شاہ کے علمدار پر ایسا خوف غالب ہوا کہ علم اُسکے ہاتھ سے گر پڑا اور اہل معرکہ نے جب علم اپنے مقام پر نہ دیکھا ناصرالدین شاہ کے بھاگنے پر گمان کرکے ہاتھ جنگ سے کھینچا اور جو کہ شب نزدیک تھی جنگ گاہ کے قریب فروکش ہوے اور جوانون اور بہادرون کے زخمون کے باندھنے اور ٹانکنے مین مشغول ہوے اور سلطان محمد تغلق شاہ بھی خیمہ اور خرگاہ اُس مقام مین جہان جنگ واقع ہوئی تھی ایستادہ کرکے لوازم ہوشیاری اور بیداری مین مصروف ہوا اور سحر ہوتے ناصرالدین شاہ اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب بہ ظفرخان اور جمیع سرداران دکن نے آپسمین مشورہ کرکے یہ قرار دیا کہ اب صلاح جنگ صف آرائی مین نہین ہی چاہیے کہ ناصرالدین شاہ مع اس جماعت کے کہ قلعہ کی محافظت مین کام آوے دولت آباد کے قلعہ مین متحصن ہووے اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب ظفرخان مع بارہ ہزار مرد اہل نبرد قلعہ گلبرگہ مین قیام کرے تو جسطرف سے کہ لشکر بادشاہ متوجہ ہووے اُسکے دفع کیواسطے اقدام کرے اور باقی امرا جا بجا اپنی جاگیرون پر موجود ہوکر پرگنات کی حفاظت مین سرگرم رہین اور ایک دوسرے کی اعانت مین آپ کو معاف اور مستعد رکھین بعد اس قرارداد کے ابھی نصف شب باقی تھی کہ کوچ کرکے ہر ایک نے اسطرف کہ مقصد اُنکا تھا روانگی کی اور سلطان محمد تغلق شاہ نے جب علی الصباح اُس صحرا مین اُس جماعت سے نشان نہ دیکھا عمادالملک ترکمان کو مع لشکر مستعد و جرار حسن کانکوی بہمنی المخاطب بہ ظفرخان کے تعاقب مین بھیجا اور خود بدولت آباد کی تسخیر مین متوجہ ہوے اور جو کہ رمالون اور اخر شناسون بادشاہی نے بادشاہ سے عرض کی تھی کہ تین روز تک شروع محاصرہ کیواسطے ساعت خوب نہین ہی اسواسطے اُنھون مین اہل قلعہ کے ڈرانے کیواسطے امراے بادشاہی افواج آراستہ کرکے قلعہ سے دور دور ایستادہ ہوے لیکن چوتھے دن اہل قلعہ پر مبادا جنگ ڈالکر باطکی تیاری اور منجنیق نصب کرنے اور سرنگ کھودنے مین مشغول ہوے اور روز بروز مردم اندرونی قلعہ پر کام تنگ کرتے تھے اس درمیان مین دہلی سے خبر آئی کہ طغی نام ایک جماعت اوباش اور اجلاف اپنے پاس جمع لاکر راہ مخالفت اور طغیان سے بعزم گجرات تبجیل تمام روانہ ہوا ہی سلطان محمد تغلق شاہ نے جب یہ خبر سُنی ایک جماعت کو دولت آباد کے محاصرہ کے واسطے مقرر کیا اور خود گجرات کیطرف متوجہ ہوے اور بعضے امراے ناصرالدین شاہ کہ ناسک اور پاٹودہ مین رہتے تھے بادشاہ کی مراجعت سے واقف ہوکر دولت آباد کی سمت راہی ہوے اور جب ہمراہ اُن امرا کے کہ قلعہ کے محاصرہ مین مشغول تھے کچھ کام نکر سکے بادشاہ کا پیچھا کرکے آب نربدہ کے کنارے تک پس لشکر بادشاہی ترکتاز کرکے بہت بہت خرابیان ظہور مین پہونچائین اور چند فیل خزانہ کو جنپر اشرفی اور طلا بار تھا دستیاب کرکے مراجعت کی اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب ظفرخان اس عنایت غیبی سے شادمان اور امیدوار ہوکر امراے اطراف کو فراہم لاکر مع بیس ہزار سوار کارگزار قلعہ احمد آباد بیدر کی طرف کہ عمادالملک ترکمان المخاطب بہ سنہ نیر مع لشکر گران اُس مقام مین مقیم تھا روانہ ہوا اور عمادالملک ترکمان لشکر جمع کرکے مع شوکت و عظمت تمام حسن کانکوی بہمنی کے مقابل آیا اور بیس روز طرفین نے اپنے دور خندق کھودی لیکن کوئی جنگ مین جرأت نکرتا تھا یہانتک کہ راجہ مملکت تلنگ نے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے ہاتھ سے نہایت تبنگ اور عاجز تھا کولاس سے پندرہ ہزار پیادے حسن کانکوی بہمنی المخاطب ظفرخان کی مدد کیواسطے بھیجے اور ناصرالدین شاہ نے بھی پانچہزار سوار مع خزانہ سلطان محمد تغلق شاہ کہ دستیاب ہوا تھا اُسکی کمک کیواسطے دولت آباد سے روانہ کیے اس صورت مین ظفرخان کے پاس ایک جمعیت عظیم بہم پہونچی پس بقصد جنگ طبل بجاکر بسرداری ملک سیف الدین غوری

سپاہ بائین بائستہ آراستہ کیا اور اُسطرف عماد الملک ترکمان کہ شجاعت اور مردانگی مین ضرب المثل زمانہ تھا آراستگی فوج مین مستعد ہوا اور میمنہ اور میسرہ درست کرکے ظفر خان کے مقابل آیا اور ایسا مقابلہ کیا کہ چشم عقل خیرہ اور فضاے خرد تیرہ ہوا اور صبح سے ظہر تک طرفین کے بہادر اور تہمتن مقتول اور مجروح ہوے اور زمین اُنکے خون سے لالہ زار ہوئی اور چونکہ تقدیر ملک بخش جلیلشانہ مقتضی اس امر کی تھی کہ حسن کانکوی بہمنی دکن کے بادشاہی پر سرفراز ہو اور خاتم بادشاہی اُس دودمان کی اُسکے زیب انگشت ہو عماد الملک ترکمان اس معرکہ مین مارا گیا اور لشکر اُسکا منہزم اور متفرق ہوا چنانچہ بعضے مفرور قلعہ احمد آباد بیدر اور بعضے قندھار کے قلعہ مین قلعہ بند ہوے اور کچھ لوگون نے بہ محنت و مشقت تمام آپ کو شہر مندرگ مین پہونچا کر نیم جان باہر لیگئے اور ظفر خان ملک سیف الدین غوری کو دونون قلعہ کے محاصرہ کے واسطے چھوڑا اور خود ظفر و منصور ہوکر بہ حشمت و شوکت موفور اور بالجمل و علم سامان سلطنت کہ عماد الملک ترکمان سے بزور شمشیر لیا تھا ناصر الدین شاہ کی امداد و غریمت مین بہ اتباع سعد دولت آباد کی سمت عازم ہوا اور وہ امرا کہ سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے مع دس بارہ ہزار سوار اور پیادہ دولت آباد کے محاصرہ مین مشغول تھے عماد الملک ترکمان کے قتل ہونے اور اپنے ہمراہیون کے تفرقہ و حسن کانکوی بہمنی المخاطب ظفر خان کے پہونچنے سے خائف اور ترسان ہوکر دہلی اور گجرات کا راستہ لیا اور ناصر الدین شاہ دولت آباد سے برآمد ہوکر ظفر خان کے استقبال کیواسطے نظام پور مین کہ چھ کوس دولت آباد سے ہے گیا اور ملاقات کرکے چار دن اُس مقام مین قیام کیا اور جب جانا کہ حسن کانکوی بہمنی نے استقبال بدرجۂ کمال پہونچایا ہے اور اُسکی بزرگی نے دلونمین قرار پکڑا ہے اور لوگ اُسکی بادشاہی کے نہایت راغب و مائل ہین بیشہ دستی کرکے جمیع امرا کو حاضر کیا اور کہا کہ مین سزاوار اس امر عظیم کا نہین ہون اور کبرسنی اور ضعف و عشرت کی رغبت کے سبب سے ملکداری کی پروا نہین رکھتا ہون اور اول مین نے تمھارے مکلف ہونے سے اس امر خطیر کو قبول کیا تھا اب مجھے معاف رکھو اور یہ عمل جلیل تم دوسرے کی جانب رجوع کرو انھون نے جوابدیا کہ جس شخص کو آپ تجویز کرکے فرمائین اُسکا حلقۂ اطاعت اپنے زیب گوش کرکے اُسے سر سلطنت پر متمکن کرین ناصر الدین شاہ نے کہا کہ حسن کانکوی بہمنی سزاوار ہے اور آثار بزرگی اور شجاعت اُسکے ناصیہ سے ظاہر اور ہویدا ہین اور تاج و تخت کے لائق ہے القصہ یہ رائے پسندیدہ خاص و عام کو پسند آئی اور سبھون نے اسپر اتفاق کیا اور صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی کو کہ امراے صدہ دکن سے تھے اور علم نجوم اور ریاض سے بہرہ وافر رکھتے تھے مع منجمان ہندی کہ اس اُردو مین حاضر تھے تعین ساعت جلوس تخت مین بہت گفتگو اور بحث واقع ہوئی اور جو منجمان براہمہ کثرت سے تھے ظفر خان نے اُنکی ساعت مجوزہ منظور کی اور بادشاہ قطب الدین کی مسجد مین بروز ہفتہ شہر ربیع الثانی کی چوبیسوین تاریخ سنہ سات سو اڑتالیس ہجری مین تاج شاہی اُسکے زیب سر کرکے چھتر سیاہ کہ نشان خلفاے عباسی ہے تیمناً و تبرکاً اُسکے سر پر پھرایا اور مملکت دکن کا خطبہ اُسکے نام پڑھا کر شاہ علاء الدین حسن کانکوی بہمنی خطاب دیا اور شہر حسن آباد گلبرگہ کو فال مبارک سمجھکر حسن آباد نام رکھا اور اُسی کو پایۂ تخت اختیار کیا **ابیات** بنام حسن خسروی شد تمام ✤ جہان زیر فرمان او گشت رام ✤ برآورد رنگ شاہی برآمد بگاہ ✤ برآورد بر سر کیانی کلاہ ✤ بہ شمشیر فرمانروائی گرفت ✤ بداد و دہش بادشائی گرفت ✤ جہانرا ازو شد عمارت پدید ✤ بہر مملکت نام نیکش رسید ✤ ہمان شہر گلبرگہ کرد تخت گاہ ✤ عمارت برآورد بر اوج ماہ ✤ بنام حسن شہر شد چون تمام ✤ نہاد ند زان حسن آباد نام ✤ اور ملا داؤد بیدری نے کتاب تاریخ تحفۃ السلاطین مین کہ

تحفۃ السلاطین

بنام و القاب بادشاہ ہنر پرور فضیلت گستر فیروز شاہ بہمنی آراستہ کے یہ یون مرقوم کیا ہی کہ صدر النتہ لیف سمرقندی اور
میر محمد منجم بدخشی بارہا مجلسون مین متاسف ہوکر کہتے تھے کہ اگر سلطان علاء الدین وہ ساعت کہ ہم نے تجویز کی تھی
عزنکب امر سلطنت ہوکر خطبہ اور سکہ اپنے نام پڑھانا بہتر تھا اور یہ خبر سلطان علاء الدین کے سمع مبارک مین
پہونچی متفکر اور اندیشناک ہوا اور دونون فاضلون کو خلوت مین طلب کرکے اُنسے تاسف کا سبب استفسار فرمایا
اسواسطیکہ اُسکے بھی آئینہ خاطر مین توہم کی صورت عکس پذیر ہوئی تھی کہ اُس ساعت کی تاثیر سے جو منجمان ہندی نے
اختیار کی ہی کوئی نقص یا خلل میری سلطنت مین راہ پاویگا یعنی بادشاہی ملک دکن مجھپر قرار نہ پکڑیگی اسصورت مین
صدر النتہ لیف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی نے اس معنی کو سمجھکر قسمین شدید کھاکر کہنے لگے کہ جس امر نے خاطر منیف مین خطور
کیا ہی وہ نہین ہی ہمارے تاسف کا اور سبب ہی سلطان نے پوچھا وہ کیا ہی وہ عرض پیرا ہوے کہ ہمین اوضاع اور اشکال اجرام
فلکی سے ایسا معلوم ہوا کہ جس ساعت مین آنحضرت تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوے ہین تاثیر اُسکی سے عدد شاہان اس
دودمان کا بیس نفر کو نہ پہونچیگا اور عدد سال بھی دو سو کی مدت تک پہنچیگا اور وہ ساعت کہ جسنے تجویز کی تھی اُسکے حسن اثر
سات سو برس بادشاہی اس خاندان مین رہتی اور ڈیڑھ سو نفر بادشاہ کشور گیتی ستان کی اولاد و احفاد سے اورنگ
سلطنت دکن پر جلوس کرتے سلطان علاء الدین حسن اس کلام کے سُننے سے مطمئن ہوا صدر النتہ لیف سمرقندی کو
بدستور قدیم منصب صدارت پر اور میر محمد منجم بدخشی کو منصب قضائے عسکر پر سرفراز فرمایا مولف اس حکایت
بوالعجب کا کہتا ہی کہ ایک سو ستتر سال عہد دولت آل بہمنیہ منقضی ہوئی علماء اور علماے صاحب انصاف بر صدق
کلامی اُن دونون بزرگوار اور مہارت اُنکے علم نجوم کی ظاہر ہوئی اور بھی عدد شاہان بیشمار تک بیس نفر کو نہ پہونچا تھا کہ
اُس سلسلہ نے صفت اختتام قبول کی القصہ جو سلطان علاء الدین حسن بر سلطنت متمکن ہوا اور جیسا کہ سزاوار
اور لائق ہی سلطنت اور جہانداری کی روز بروز دائرہ اُسکی مملکت کا وسیع ہوا آپ بوسے قلعہ ورنی کے اطراف تک
اور بندر جیول اور دابل سے شہر احمد آباد بیدر تک اُسکی حوزۂ تصرف مین آگئے کہتے ہین سلطان علاء الدین حسن نے
جسدم کہ تخت بادشاہی مملکت دکن پر قدم رکھا اول جو حکم کہ اُسکی زبان پر جاری ہوا یہ تھا کہ پانچ سو ملا اور درویش
سو فقرہ شیخ برہان الدین کی معرفت کہ دولت آباد مین رہتا تھا شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی ترویج روح کے
واسطے فقرا اور مساکین کو پہونچایا اور اسمعیل فتح افغان کو امیر الامرا خطاب دیکر سپہ سالار کیا اور خطاب ناصر الدین کا
اُس سے مسلوب کیا اور ملک سیف الدین غوری کو کہ نیک سرشت اور عقلمند اور سخن سنج اور مردم شناس اور
قدردان تھا اور حقوق سابقہ بھی بہت رکھتا تھا امور ات بادشاہی کا وکیل مطلق کیا اُسکی بیٹی مسماۃ شاہ بیگم کو اپنے
بڑے بیٹے کے واسطے خواستگاری کی اور ہر ایک خدام بارگاہ گردون اشتباہ اپنے کو کہ اُسکی ہمراہی مین شریک رنج
و تعب اور یکدل تھے خطابہاے مناسب عنایت فرمائے اور جاگیرات لائق سے سرفراز فرمایا اور قلعہ دولت آباد کا
بہرام خان مازندرانی کے سپرد کرکے بآئین بادشاہان عالی قدر و خوانین کامگار نامدار فائز الفتح و الظفر بلدۂ حسن آباد
گلبرگہ مین توجہ فرمائی ہیبت عز و دولت بر یمین و فتح و نصرت بر یسار + جاہ و حشمت ہمعنان و بخت و دولت
ہمرکاب + اور باوجود کم آبی اور بے صفائی کے جو اُس موضع کو اپنے اوپر مبارک اور فرخندہ جانتا تھا پاے تخت
کرکے حسن آباد نام رکھا اور ساتھ وعدہ کے وفا کرکے دفتر محاسبہ ممالک محروسہ اپنے کاکنوی ہمن کو کہ اُس عرصہ مین

سلطان محمد تغلق شاہ کے ترک ملازمت کرکے دکن مین آیا تھا اُسکی جانب رجوع فرمایا اور ظفر خان کا خطاب دیکر نقش نگین مین اُسکا اسم اسطور رکھا اپنا جانشین و اسم کیا کمترین بندہ حضرت سبحانی علاء الدین حسن کانکوی بہمنی اور مشہور ہے کہ قبل اسکے براہمہ شہر ایران اسلام کے عہدہ اور عمل کے گردن نہ پھرتے تھے اور قیروان اور زاویون اور سواحل انہار مین انواع علم کے تحصیل خاص علم نجوم کے کسب مین مشغول رہکر متوکلانہ زندگی کرتے تھے اور ملاقات اہل دنیا خاص مسلمانون کی مزیل حسنات جانکر اور شقاوت ابدی تصور کرکے عہدہ اور عمل کے گردن نہ پھرتے تھے اور اگر احیاناً بعضے انمین سے بوسیلۂ طبابت صحت اعراض جسمانی اور نجوم اور وعظ اور قصہ خوانی اغراض نفسانی سے ارباب جاہ کی صحبت مین رہتے تھے اُنکے انعام اور احسان سے مشکور اور مخصوص ہوتے تھے مگر گردن بند نوکری کا اپنی گردن مین نہ ڈالتے تھے اول جس شخص نے فرقہ براہمہ سے سلاطین اسلام کے دور مین نوکری قبول کی کانکو پنڈت تھا اور تا بتک کہ سنہ ۱۶ ایکہزار سولہ ہجری ہین بخلاف سائر ممالک ہند کے خصوصاً دفتر بادشاہان دکن اور نویسندگی ولایات بہامنہ سے مرجوع ہوا اور سلطان علاء الدین حسن نے حسن تدبیر اور رائے صائب اور ضرب شمشیر ثاقب سے تھوڑے عرصہ مین ولایت دکن کو کہ اواخر عہد دولت بادشاہ محمد تغلق شاہ مین اُسکے امرا کے تصرف مین تھا مسخر اور مفتوح کیا اور امرائے مغل اور افغان اور راجپوت کو جو سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے قلعۂ بیدر اور قندھار مین تھے لطف اور ملائمت سے مطیع اور فرمانبردار کرکے دونون حصار کو اپنے قبضہ مین لایا اور کولاس کو بھی مع مضافات اُسکی رائے و رنجکل سے لیکر اُس سے محبت کا طریق مسلوک رکھا اور مسجد جامع حسن آباد گلبرگہ اور اُسکے قلعہ کو کہ مندرس ہوا تھا ایک روز مین بنا کرکے تھوڑے عرصہ مین اختتام کو پہونچائی اور سنہ ۷۵۲ سات سو باون ہجری مین جب سلطان محمد تغلق شاہ کی خبر فوت سنی خاطر اُسطرف سے مطمئن کرکے اپنی ترقی سلطنت کا زیادہ تر امیدوار ہوا اور قواعد دولت کے استحکام مین مشغول ہوا اور پہلے ملک سیف الدین کی بیٹی اپنے شاہزادہ محمد کے عقد نکاح مین لاکر بادشاہان کامگار کے دستور کے موافق اُسکے سپرد کی اور رکھتے ہین ایام جشن و طوی مین کہ عروسی کیواسطے ترتیب پاتا تھا ایکدن شاہزادے کی والدہ المدعو بملکہ جہان نے ایک آدمی بھیجکر کہا اسوقت مین لازم ہے کہ میرے فرزند کی خالہ حاضر ہو کر جشن و طوی کی سیر کرے سلطان علاء الدین حسن نے پوچھا کہ اُسکی خالہ کہان ہے بولی ملتان مین سکونت پذیر ہے یہ سُنکر بادشاہ نے کچھ نہ کہا اور مجلس سے اُٹھا اور جیسا کہ کوئی شخص واقف نہووے ایک جماعت کو اُس ضعیفہ کے لانے کیواسطے ملتان کیطرف بھیجا اور ارباب دخل کو حکم فرمایا کہ ایام جشن کو دراز کرکے جسقدر زر اخراجات طوی کیواسطے درکار ہو خزانہ سے ماہ بماہ ملک سیف الدین غوری کی سرکار مین پہونچاوین یہانتک کہ ساتوین مہینے جماعت مرسولہ شہزادہ کی خالہ کو ڈولی مین سوار کرکے حسن آباد گلبرگہ مین لائی اور سلطان علاء الدین حسن مسرور اور محظوظ ہو کر اس بہانہ اور آوازہ سے کہ یہ ڈولی ملک سیف الدین کی ہمشیرہ کی ہے ملکہ جہان کے پاس بھیجی اور جب اُسنے اپنی بہن کو دیکھا حیران ہوئی آخر الامر حقیقت احوال سے مطلع ہو کر شکر بادشاہ کی عنایت بغایت کا مبین پہونچایا اور اُس شاہ صاحب مروت نے جشنہاے خوب غیر مکرر کیے اور مجلسین مرغوب اُسکے دستے برپا کھکر اُسکے روبرو عروس کا عقد باندھکر شاہزادہ کے سپرد کیا بیت برسم کیان عقد فرزند شاہ ٭ بہ بستند با جور زیبا چو ماہ ٭ اور مدت بزم مین باوجود عدم امتداد ایام بادشاہی دس ہزار قبا زربفت و مخمل و اطلس اور ایک ہزار گھوڑا عربی اور عراقی با زر و سو بیگہ اور خنجر و شمشیر مرصع مع جواہر قیمتی امرا اور منصبداروں اور بادشاہی غلامون کو عطا فرمائے اور ایک برس تک سامان جشن و عیش و سرور مہیا رہا شہر حسن آباد گلبرگہ مین چند مقام پر منجنیقین نصب کرکے

قسم قسم کے نقل اور میوہ جات جو ہندوستان مین مشہور ہین اُسپر رکھکر اہل شہر کو لوٹاتے تھے اور ہر روز شہر کے جمیع مساجد مین دیگین رنگ برنگ اطعمہ کی لیجاکر فقرا اور ضعفا پر تقسیم کرتے تھے اور یہ جشن روز جلوس یعنی ربیع الآخر کی چوبیسوین تاریخ کو شروع ہوا اور دوسری ربیع الثانی کو ختم ہوا اور روز اختتام کو جمیع امرا اور ارکان دولت با نواع تحف و ہدایا اور جواہر و لعل قیمتی اور نقود فراوان برسم پیشکش شاہ جمجاہ کے نظر فیض اثر سے گذرانکر شرف قبول سے سرفراز ہوے اور اس سبب سے کہ ملک سیف الدین غوری کو ایک ایسی نسبت خاندان بادشاہی مین بہم پہونچی اسوجہ سے مرتبہ اسکا زیادہ تر مرتفع ہوا اور روز بروز مین کہ تمام علما اور فضلا اور صدور اور قضات اور اعیان حضرت کے فراہم ہونے سے ایک مجلس منعقد ہوئی تھی صدر الشریف سمرقندی اور سید احمد غزنوی مفتی نے بادشاہ کے اشارہ کے موافق ملک سیف الدین غوری کا ہاتھ پکڑکے بالاے دست اسمعیل فتح جگہ دی اور قرب اسمعیل فتح کا اُس درگاہ مین اسقدر رسوخ تھا کہ روزہاے عید اور ایام متبرکہ مین جب مجلس شاہ مین آتا تھا اُسکے واسطے قیام اور تعظیم کرکے چند قدم اپنی جگہ سے استقبال کرتا اور اُسوقت دیوانخانہ مین جاکر تخت پر اجلاس کرتا اور خلائق درگاہ کو بار دیتا اسواسطے کہ اسمعیل فتح نے چند روز امر بادشاہی مین قیام کیا تھا تقدم ملک سیف الدین کا بہت دشوار اور نہایت گران معلوم ہوا تخت کے قریب گیا اور لب شکایت مین کھولے اور سر شک بیطاعی سے صفحہ چہرہ بررواں کیے سلطان علاء الدین حسن نے فرمایا کہ تو منصب امیر الامرائی اور سپہ سالاری پر مخصوص ہی اور ملک سیف الدین غوری منصب وکالت اور نیابت پر منصوب ہی پس باوجود دیکھنے مجالس بادشاہان اور جاننے قدر و منزلت خداوند ہر منصب کے تلاش پر تری معنی نہین رکھتی اسمعیل فتح نے جب یہ جواب سنا تسلیم و رضا کے سوا چارہ نجانکر بسبب ظاہر اظہار اطاعت اور فرمانبرداری کی اور ہر روز حسب معمول بادشاہ کی مجلس مین حاضر ہوکر بکمال نشاست اور شگفتگی ملک سیف الدین غوری سے فروتر کھڑا رہتا لیکن باطنًا بادشاہ کی نسبت دل دگرگون کرکے قاصد اس امر کا ہوا کہ فرزندون اور خویشون کے اتفاق سے کہ سلک امرا مین منتظم تھے اور بعضے افغانان کبار کی اعانت سے کہ ساتھ اسکے طریق اتحاد رکھتے تھے سلطان علاء الدین حسن کو فرصت کیوقت اثناے سواری شکار مین درمیان سے دفع کرے اور بدستور قدیم امر بادشاہی کو انجام دے لیکن جو تدبیر تقدیر کے موافق نہ تھی کبھیتین مراد کی دادگرگون ہوئی یعنی بادشاہ کے اندیشہ ناصواب پر آگاہی پائی اور مجلس عظیم ترتیب دیکر جمیع امرا اور منصبداران اور سادات اور قضاۃ اور علما اور مشائخ کو حاضر کرکے اسمعیل فتح سے سبب غدر کے اندیشہ کا استفسار کیا اُسنے منکر ہوکر قسمین شدید کھائین شاہ علاء الدین حسن نے حضار مجلس کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا جو شخص کہ اسمعیل فتح افغان کے وسوسہ کے باعث راہ راست سے منحرف ہوکر اُسکی بیعت مین آیا ہو وہ بخوف و ہراس اداے شہادت کرے اور جو کچھ اسمعیل فتح سے دیکھا اور سنا ہو بلا تامل اظہار کرے اُسے پوشیدہ نرکھے کہ مین اُسے ماخوذ اور معتوب نکرونگا پس ایک جماعت امرا اور منصبداران شاہی نے کہ اسمعیل فتح سے پوشیدہ دست بیعت دراز کیا تھا رہائی اپنی زندان ظلم بادشاہ سے راستی مین تصور کرکے جو کچھ بیان واقعی تھا اسطرح سے مذکور کیا کہ سب کو یقین ہوا اور شک و شبہ مطلق باقی نرہا بادشاہ علاء الدین حسن نے اسمعیل فتح پر بعد ثبوت جرم حاضران مجلس سے فتواے قتل حاصل کرکے آتش غضب افروختہ کی اور اُسی مجلس مین تیغ سیاست سے اسمعیل فتح کو مقتول کیا اور قلم عفو اور درون کے جرائم اعمال پر کھینچا کسی وجہ سے اُنھین نہ ستایا اور زبان اُسکے تجسس مین نہ کھولی اور گناہ اسمعیل فتح کے فرزندون اور عزیزون کا بھی دیدہ و دانستہ معاف فرمایا اور انھین حضور مین طلب کیا اور اُسکے

فرزند بہادر خان کو قائم مقام کرکے منصب اُسکا ارزانی رکھا اور اُسکے جمیع عزیز و اقارب کو لطف و عنایت خاص سے مطمئن اور محظوظ کیا اور اسمعیل فتح پر سیاست اور جرم بخشی مردمان دیگر اور تعظیم و تکریم فرزندان اسمعیل فتح سے استقلال اور غلبہ بادشاہ ایک درجہ سے ہزار درجہ ہوا اور محبت اُسکی خلق کے دلون مین جیسے کہ چاہیے ہی جاگزین ہوئی اور رائے تلنگ کہ ایک مدت سے اُس زمانے تک مقام سرکشی اور تمرد مین تھا اور بادشاہ بسبب امداد سابق کے کہ اُس سے وقوع مین آئی تھی اُس سے مدارا کرتا تھا آخر وہ بھی اخلاق بادشاہی سے شرمندہ ہوا اور اخلاص اور اطاعت اظہار کی اور باج و خراج کہ ہمیشہ شاہ دہلی کو دیتا تھا اُسبقدر اپنے ذمہ واجب الادا سمجھکر خزانہ عامرہ مین داخل کیا اور جب سلطان علاء الدین حسن کا کسیطرف کوئی دشمن اور بدخواہ باقی نرہا اُسوقت امرا اور ارکان دولت کو بلاکر ایک انجمن قرار دی اور فرمایا حق سبحانہ تعالے جلشانہ نے مجھے دولت بیقیاس ارزانی فرمائی اور رعیت اور خلاصہ لشکر دہلی کہ دکن کی حفاظت کیواسطے اسطرف متعین تھا عنایت یزدانی اور توفیق ربانی سے میری ظل رایت مین فراہم اور مجتمع ہوا ہی میرے دلمین یون آتا ہی کہ یہ جماعت ہمراہ رکاب لیکر جسطرف کہ توجہ کرونگا افواج فتح اور فیروزی دواسپہ میرے استقبال کو دوڑیگی اسصورت مین مناسب یہ ہی کہ پاے استقامت رکاب عزیمت مین رکھکر جہانگیری مین مشغول ہون اور حسن آباد گلبرگہ سے اسپ خوشخرام کو جولان کرکے اروئی سے بیجانگر تک اور سیت بندرامیسر سے ولایت معبر تک اپنے قبض و تصرف مین لاؤن اور اُسکے بعد گوالیار کیطرف رایات ظفر آیات کو حرکت مین لاکر عرصہ مالوہ اور خطہ گجرات کو اپنے خطبہ اور سکہ مین بلند مرتبہ کرون ملک سیف الدین غوری نے زمین خدمت کو بوسہ دیکر ازروے دانش و بینش عرض کیا کہ ولایت کرناٹک اشجار اور انہار سے مملو اور پر ہی اور رطوبت بہت ہوا پر غلبہ رکھتی ہی خصوص موسم برسات مین گھوڑے اور ہاتھی اور اونٹ اور بیل اور جمیع حیوانات ہمارے اُردو کے کہ ہواے ضد و مخالف اُس ولایت کی پرورش یافتہ ہین اُنکا اُسطرف مدتون رہنا اور زندگانی بسر کرنا مہمت دشوار ہی اور بادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین دو تین مرتبہ لشکر کشی دور سمند پر ہوئی تھی حیوانات صامت اور ناطق سے دس حصہ سے ایک حصہ سلامت نہ پھرے تھے القصہ وہ ولایت اسکے لائق نہین ہی کہ بادشاہ خود بنفس نفیس اُسطرف لشکر کشی کرے صلاح دولت اسمین ہی کہ اول ایک جماعت کو کرناٹک کی سرحدون کی تسخیر کیواسطے کہ ہوا وہانکی اس ملک کی ہواسے فی الجملہ ایک موافقت رکھتی ہی روانہ فرمائین اور اُس حدود کے سرکش راجاؤن کو کہ اسوقت تک تحف و ہدایا اور ایلچی درگاہ گیتی پناہ مین روانہ نہین کیے رابطہ اخلاص اور یکجہتی کا بہم نہ پہونچایا ہی ضرب تمشیر غازیان اسلام سے مطیع اور فرمان بردار کرکے باج و خراج اُنسے لیکر خاطر اشرف اُسطرف سے مطمئن فرماوین اور جو تختگاہ دہلی ان سنوات مین کمال بیرونقی رکھتا ہی خود بدولت باقبال و سعادت بعزم تسخیر مالوہ و گجرات و گوالیار کہ امراے صاحب وجود سے خالی ہی نہضت فرماکر رایات جہانگیری اور اقلیم کشائی کے بلند کرین سلطان علاء الدین حسن حسن رائے ملک سیف الدین پر آفرین خوان ہوا اور عماد الملک تانکندی اور مبارک خان لودھی کو جو امراے عظام سے تھے کرناٹک کیطرف تعین فرمایا اور اُنھون نے آب تاولی اور بکرہی آبادی کفار تک جاکر تاخت اور تاراج کیا اور آگ نہیب و غارت اُس قوم کے منازل اور مساکن مین افروختہ کرکے دو لاکھ اشرفی طلائی کہ عبارت دو سو ہزار تولہ سے ہی اور جواہر و آلات وافر اور مروارید منکا کہ محاسب سریع الحساب اُسکے شمار سے عاجز ہو اور دو سو فیل کوہ تمثیل اور ایک ہزار غلام اور سانندہ وہان سے

راجاؤن سے بیشکش لیے اور اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین کوئی وثیقہ لوازم عہد و پیمان سے باقی نرکھا پھر وہان کے راجاؤن کے ایلچیون کے اتفاق سے شروع موسم برسات مین سالماً غانماً معاودت کی اور سلطان اس لشکر ظفر پیکر کی مراجعت کے بعد ملک سیف الدین غوری کے استصواب سے سامان سفر درست کرکے ماہ شعبان ۶۰۶ سات سو چھاون ہجری مین حسن آباد گلبرگہ سے دولت آباد کے سمت روانہ ہوے اور جب بالا گھاٹ مین پہونچکر جائزہ فوج کا لیا بچاس ہزار سوار کہ اکثر امیرین ولاوران نیزہ گذار تھے قلم بند ہوے اور رجا ہا کہ ندربار اور سلطانپور کے راستہ سے ولایت مالوہ مین داخل ہون راے کرن کے ایلچی نے کہ راے کرن گجراتی کے نواسون سے تھا سپاہ دکن کے خوف سے باوجود دخل گجرات بکلانہ مین مقیم تھا اور مملکت موروثی کیطرف توجہ نکرتا تھا بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوکر اپنے موکل کیطرف سے عرض کی کہ وجود میان سلطان گجرات اور بادشاہان دکن ہمیشہ رسم اتحاد منظور اور ملحوظ رہا لہذا التماس کرتا ہون کہ اول گجرات کیطرف توجہ فرماکر اس خطۂ بہشت منزلت کو کہ میرے آبا اور اجداد کا ملک ہی اور رعایا جاگیرداروں کے دست ظلم سے جان بہ تنگ آ نکر خواہان ایسی عنایات کا رہتا ہی مسخر اور مفتوح کرین اور اس بندہ کو اعداد ملازمان خاص مین درلاکر خاطر جمع سے مالوہ کیطرف لشکر کھینچین اور مقارن اس حال کے باقی زمینداران گجرات نے بھی ایلچی بھیجکر التماس قدوم کی سلطان علاء الدین حسن نے باانصار واعوان قرین مشورت کاڈالکر بزرفکر کی کھیلی اور خلاصہ فکر نے اسپر قرار پکڑا کہ جب مقابلہ اور مقاتلہ سلطان فیروزشاہ بارک شہریار دہلی کا اپنے اوپر قرار دیکر حسن آباد گلبرگہ کے تختگاہ سے نہضت کی ہی روانگی مالوہ اور گجرات کی علی السویہ ہی بلکہ چور عایا گجرات کی راغب اور مائل قدوم ہمیمنت لزوم ہی صلاح وسداد کی وجہ سے توجہ اسطرف کی بہت قریب اور مناسب ہی سلطان علاء الدین حسن نے سب کی راے صواب جانکر شاہزادہ محمد کو مع بیس ہزار سوار برسم ہراول روانہ کیا اور خود بدولت نے بھی پیچھے سے باہستگی تمام رایت شوکت گجرات کیطرف بلند کیا لیکن شاہزادہ محمد جب قصبۂ نوساری مین پہونچا اس حدود کو سب قسم کے جانورون سے مملو دیکھکر شکار مین مشغول ہوا اور آدمی باپ کے پاس کہ شکار دوست تھا بھیجکر اس سرزمین کی کیفیت سے پیغام کیا بادشاہ بجناح تعجیل اسطرف سوار ہوا اور ایک مہینہ کامل صید و شکار مین مشغول رہا اس درمیان مین موافق اس امر کے مصرع قضاے آسمانست این و دیگرگون نخواہد شد جو باعث کہ محرر متقرر ملک تھا بیٹھا آیا شکارگاہ مین بہ تپ محرق و ذوق نشاط شکار سے اپنی محافظت مین نہ مشغول ہوا یعنی باوجود پیری اور آوان توبہ اور انابت جیسا کہ بادشاہان عیش پرور کا لازمہ ہی مجلس شراب صحراے شکار مین آراستہ کرکے گوشت شکار کے کباب کی رغبت کی اور ہیضہ ہونے سے ایکبارگی مزاج شریف اسکا مسلک اعتدال سے منحرف ہوا نظم ترا ہر عنا چو گل تا چند روزی تلک ✦ خوری از جام گلگون لالہ گون مے ✦ چو نرگس تا بہ کی ساغر پرستی ✦ قدح در دست و سرو رخواب مستی ✦ تو تا باشی نخواہد شد چو لالہ ✦ سرت خالی ز سودای پیالہ ✦ بسے خانہ خراب از مے ستد آباد ✦ بسے خانہ کہ دادش باد برباد ✦ اور جب مرض کی شدت محسوس ہوئی ناچار قرین حسرت و درد عازم مراجعت ہوکر بہ کوچ متواترہ حسن آباد گلبرگہ کیطرف گیا اور علما اور مشائخ کو حاضر کرکے صدر الشریف سمرقندی کے ہاتھ پر تمام مناہی سے تائب ہوا اور اپنے تمام ممالک محروسہ کو بہ نسبت زمان قتلغخان استاد چار حصہ کیے حسن آباد گلبرگہ کو حدود ایل اور راچور اور مدکل کیطرف عہدۂ ضبط اسکا ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا اور دولت آباد اور خیبر اور جیول اور قصبۂ بیڑ اور سونگے پٹن کہ چیدہ اور خلاصہ ولایت مرہٹ سے ہی اپنے بھتیجے خان محمد بن علی شاہ کے تفویض فرمایا اور مملکت برار اور رامچوار اور صفدر خان سیستانی کے سپرد کرکے مملکت

بیدر اور تلنگ معاراو رائے ورنگل اور کولاس اور جسقدر ولایت تلنگ کہ تصرف مین رکھتا تھا اعظم ہمایون ولد ملک سیف الدین غوری کیطرف رجوع کرکے چھ مہینے تک فرش بیماری پر تکیہ کرکے قلعہ کے اندر اُس قصر مین کہ مشرف کوچہ پر تھا اپنا مقام کیا اور صبح و شام بلکہ علی الدوام بار عام دیکر احوال خلائق مین مصروف رہا اور مظلومون اور ضعیفون کی دادرسانی مین اشتغال فرماکر حکم کیا کہ تمام ممالک محروسہ کے زندانیون کو آزاد کرین اور اگر کوئی گناہ عظیم کے سبب سے مقید اور محبوس ہو بقید غل و تعبیل تمام حسن آباد گلبرگہ مین لاوین لہذا بموجب فرمان بادشاہی زندانیون کو کہ جرائم عظیم کے سبب گرفتار تھے دار الخلافت مین لائے اور اُس شاہ دادگستر نے اُسیوقت اُنکے جرائم بوجہ احسن عفو فرماکر آزاد کیا مگر سات آدمی کو کہ صلاح ملک و دولت اُنکی آزادی مین ندیکھی شاہزادہ محمد کے سپرد کیا اور فرمایا کہ میرے بعد جس شئے مین اپنی صلاح و دولت جانے اُنکے بارہ مین عمل مین لاوے اس عرصہ مین مرض نے اور بھی ترقی قبول کی ہرچند حکیم علیم الدین تبریزی اور حکیم نصیر الدین شیرازی اور بھی حکماء ہند نے اصلاح مزاج اقدس مین مساعی جمیلہ کی لیکن اس سبب سے کہ مرض طبیعت پر غالب ہوا تھا اور حرارت غریزی نے منہ نقصان کیطرف رکھا تھا کسیوجہ سے مداوی کا اثر اُسپر مترتب نہوا اور روز بروز ضعف و ناتوانی کے سبب سے مزاج اقدس زبون اور ضعیف تر ہوتا تھا یہانتک کہ بادشاہ کو یقین ہوا کہ ہنگام وداع ہی پھر معالجہ سے دست کش ہوکر منتظر ندائے ارجعی کا ہوا اُسوقت اپنے چھوٹے بیٹے محمود کو کہ اُس سے محبت زیادہ رکھتا تھا جب اپنے روبرو نہ دیکھا پوچھا کہ وہ کہان ہی سبھون نے عرض کی کہ مکتب مین سبق پڑھنے مین مشغول ہی پھر اُسے بلاکر استفسار کیا کہ کیا پڑھتا ہی عرض کی بوستان تصنیف شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کی سیر کرتا ہون فرمایا آج کس حکایت کا سبق لیا ہی محمود عرضگذار ہوا کہ آج مین نے یہ حکایت پڑھی ہی حکایت شنیدم کہ جمشید فرخ سرشت + بسر چشمہ بر بستگی نوشت + بدین چشمہ چون مابسے دم زدند + برفتند چون چشم برہم زدند + گرفتند عالم بمردی و زور + ولیکن نہ بردند باخود بگور + بادشاہ علاء الدین حسن کانکوی بہمنی نے جب تیسری بیت سُنی ضبط نہوسکا بے اختیار ہائے ہائے کا نعرہ بلند کرکے رویا اور فرزندون یعنی محمد اور داؤد کو حاضر کرکے فرمایا کہ یہ نفس واپسین ہی تمسے کہتا ہون کہ اگر اپنی بقاے دولت و سلطنت چاہتے ہو سب بھائی مقام موافقت مین رہو اور محمد کو میرا جانشین سمجھکر اُسکی خدمت اور اطاعت دارین کی سرفرازی جانو پھر خزانچی کو طلب کرکے مبالغ کثیر نقد و جنس سے لیے اور محمد اور محمود اور داؤد کے تفویض کرکے فرمایا کہ مسجد جامع مین جاؤ اور بزرگ مشائخ اور علما اور مستحقون کو جو مذہب حنفی رکھتے ہون تقسیم کرآو جب انھون نے اپنے باپ کے فرمانے کے بموجب عمل کرکے بازگشت کی اور خدمت مین اپنے باپ کے عرض کی بآواز بلند الحمد للہ کہکر جان بحق تسلیم کی رباعی ہر روز کہ بر آید روز بر آید کہ منم + خود را بجہانیان نماید کہ منم + چون کار جہان بر قرار ے گیرد + ناگاہ اجل در در آید کہ منم + گیارہ برس اور دو مہینے اور سات دن بادشاہی کی تھی جب غرہ ربیع الاول ۷۵۹ سات سو اُنسٹھ نے منہ دکھایا مدت اُسکی عمر کی ۶۰ سٹھ سال تھی البقاء للملک المعبود اور ملحقات شیخ عین الدین بیجاپوری مین مسطور ہی کہ سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی سے پوچھا کہ بے گنج و لشکر تھوڑے عرصہ مین ایسی دولت شگرف کیونکر تجھے دستیاب ہوئی اور خلائق کو بے مشقت تو نے کیونکر اپنا مطیع اور فرمانبردار کیا جواب دیا کہ باعث اسکی دو چیز تھین اول یہ کہ یہود کو مین نے لازم کیا اور کسی حال مین مین نے اُس سے تجاوز نہ کیا دوسرے یہ کہ مین نے دست سخاوت کھولکر دست اور دشمن سے طریق احسان مسلوک رکھا پس مردم ان دو کار بزرگ کے سبب میرے خواہان ہوے اور میری اطاعت مین ہمہ تن مصروف ہوکر مجھے دوست سمجھے اور تمام علما اور مشائخ سے کہ معاصر سلطان علاء الدین حسن تھے ایک شیخ عین الدین بیجاپوری اور دوسرے

طب

بوستان

مذہب حنفی

ملحقات شیخ عین الدین بیجاپوری

شیخ محمد سراج تھے انشاء اللہ تعالی اُنکے حالات اور مقالات عنقریب مقام مناسب مین خامۂ اعجاز نشان کی استعانت سے مبین ہونگے
و راحوال سلاطین بہمنیہ کے ناظرون پر مخفی اور پوشیدہ نرہے کہ صاحب تاریخ تحفۃ السلاطین اور سراج التواریخ اور بہمن نامہ کہتے ہین کہ
بعضے ناظم کے زعم مین وہ شیخ آذری علیہ الرحمۃ ہی اصل و نسب مین سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی کے صریحًا ایک حرف
بیان نہین کیا ہی لیکن ستایش کے وقت بعضے مقامون مین شاہان کیان کی نسبت منسوب کرکے کہا ہی کہ کلاہ کیانی سر پر رکھکر
تخت کیانی پر بیٹھا اور امثال ذلک اور بعضے مقام مین اُسکو بہمن اور اسفندیار سے نسبت کرکے مدح کی ہی کہ شاہ بہمن نژاد افروزندۂ
کاخ بہمنی اور مثل اسکے اور عبارات جو کہ بنا بر اسفندیار ہی ان دونون کتاب مین بہت درج ہی اور اگر یقین ہوتا کہ بہمن نامہ
نتایج طبع بے طبع اور عالم با عمل اور عامل بے اصل شیخ آذری کا ہی اس دعوی کی تصدیق کیواسطے ایک شاہد عادل کرتا لیکن واسطے
کہ یہ امر بعید ہی کہ ایک چیز کو خوب تحقیق اور ثابت نکرکے مدعی اُسکا ہوتا اور شعر بہمن نامہ کے مین نے حجت کیواسطے اس کتاب
مین درج کیے متانت سخن استادون کی نہین رکھتے اور تخلص شاعر کا بھی اُس کتاب مین فقیر کی نظر سے نہین گذرا پس سخن محض افواہ
کو کیونکر باور کرسکیے کہ یہ شعر شیخ آذری کے ہین لیکن جسوقت مسودان اوراق کا بلدۂ احمدنگر مین مرتضی نشاہ نظام بحری کے سلک ملازمون
مین منتظم تھا اُسکے کتب خانہ مین ایک رسالہ تھا مشتمل بر تحقیق اصل و نسب سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی اور نام اُسکے
مصنف کا درج نہ تھا اس خاکسار بیمقدار کی نظر سے گذرا اور ماحصل رسالہ کا یہ ہی کہ سلطان علاء الدین کانکوی بہمنی نژاد بہرام گور
سے ہی اور بر اس منہج کے کہ سلطان علاء الدین حسن بن کیکاؤس بن محمد بن علی بن حسن بن سہام بن سیمون بن سلام بن ابراہیم بن نصیر
بن منصور بن رستم بن کیقباد بن منوچہر بن نامدار بن اسفندیار بن کیومرث بن خورشید بن معصای بن نغفور بن فرخ بن شہریار
بن عامر بن شہید بن ملک داؤد بن ہوشنگ بن نیک کردار بن فیروز بخت بن نوح بن صانع اور نسبت صانع کی بچند وجوہ
ساتھ بہرام گور کے پہونچتی ہی اور بہرام گور ساسان کی نسل سے ہی اور ساسان بہمن بن اسفندیار کی نسل سے کہ جملہ بادشاہان کیان
سے تھا اور یہ کہ سلطان علاء الدین حسن اور اولاد عظیم الشان اُسکی کو بہمنیہ کہتے ہین اور ساتھ اس تقریب کے ہی لیکن
جو کچھ خاطر ناقص مین جامع اس اخبار کے پہونچا ہی یہ ہی کہ جب سے نام کانکوی بہمن کا جزو نام سلطان علاء الدین حسن کے ہوا
اُسکو بہمنی کہتے ہین لیکن شعرا اُسکے مورخان خوشنامد گو کو ایک سند بہم پہونچی اس معنے سے دوسرے لباس مین جلوہ دیا۔

تذکرہ آرائش پانا تخت و تاج سلطنت اور جہانبانی کا وجود باجود نوباوۂ بوستان شاہی و کامرانی سلطان محمد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی نور اللہ مضجعہ بنور رحمتہ سے۔ نظم گذارندۂ شرح معنے شناس ؛ سخن را چنین می نہد در قیاس ؛ کہ بعد از حسن
شاہ تخت دکن ؛ نوی در گرفت از محمد حسن ؛ سلطان محمد شاہ کہ وفور عقل و شجاعت و سخاوت سے موصوف
تھا سلیمان کے مانند جیتے ہمایون کے سایہ مین در آیا اور اسباب تجمل اور آلات تسوکت با دشاہی مین نہایت کوشش
کرکے جیتے کے کلس کو جواہر آبدار سے آراستہ کیا اور ہمائے مرصع اُس قبہ بر نصب کرکے وہ یاقوت کہ رای بیجانگر نے
سلطان علاء الدین حسن کے واسطے بھیجا تھا جوہری اُسکی قیمت کی تشخیص سے عاجز تھے اُس طائر ہمایون کی صورت
پر نصب کیا اور تواچیون اور سیاولون کی کثرت مین سعی موفور کی اور امرا اور منصب دارون اور یک جوانون کے
واسطے جاروقت قرار دیے اور ہر ایک کو ایک خدمت سے سرفراز دی چنانچہ تواچیون کو احضار نشکار اور بار دہی
خلائق کیواسطے رجوع کیا اُنھین باردار کہتے تھے اور جو کہ اسلحہ خاص اُس نونہال گلشن اقبال کے

از قسم شمشیر اور سپر اور نیزہ و علم یکہ جوانان خاصہ کے حوالہ تھی انھین اسلحہ داران کہتے تھے اور اعداد انکے اسوقت مین دو سو مرد سے زیادہ نہ تھے اور یکہ جوانان خاصہ کے چار ہزار تھے انھین خاصہ خیل موسوم کرکے حکم فرمایا کہ ہر روز بجاس سلحہ دار اور ایکہزار خاصہ خیل صبح کیوقت دیوانخانہ کے دروازہ پر حاضر رہین اور دوسرے دن علی الصباح اور نوبتی حاضر ہوین وہ اپنے منازل مین مراجعت کرین اور ہر نوبت مین امرا اور منصب دار اپنی اپنی باری پائے تخت مین حاضر رہین اور دیوانخانہ مین آنکر پہلے اسلحہ دارونکے ہمراہ چوکی دیوین اور ہر نوبت مین ایک کو بزرگ اور سردار کرکے اسکا سرنوبت نام رکھا اور سرنوبت چوکی اول کو بھی سرنوبت کہکر اور نوبتون کے سر پر مرتبہ برتری کا بخشا اور اسیطرح سے ہر ایک طرفدار مملکت کیواسطے ایک خطاب مقرر ہوا طرفدار دولت آباد سندھی و طرفدار برار مجلس علی و طرفدار بیدر و تلنگ اعظم ہمایون و طرفدار پائے تخت حسن آباد گلبرگہ اور بیجاپور کہ منصب وکالت رکھتا ہو ملک نائب اور سپہ سالار جمیع ممالک محروسہ کو امیر الامرا قرار دیا اور یہ مناصب اور خطاب اسوقت تک بلاد دکن مین شائع اور رائج ہین اور جمعہ کے سوا اور دنون مین ایوان کے درمیان مین فوشہائے ابریشمین نہایت تکلف سے بچھاکر شامیانے محمل زربفت اور بھی قسم نفیسہ آگے ایستادہ کرتے تھے اور تخت نقرہ سلطان علاء الدین حسن کا بچھاتے تھے اور سلطان محمد شاہ پہرون چڑھے تشریف لیجاکر اول تعظیماً تخت پدر کو سجدہ کرتا تھا اسکے بعد تخت پر جلوہ گر ہوکر نہایت تسوکت اور جلالت سے بار عام دیتا تھا اور لوازم جہانداری مین مصروف ہوتا تھا اور پیشتر اس سے کہ موذن اذان ظہر دیتا تخت سے برخاست کرکے مجلس دربار موقوف کرتا اور چونکہ طبیعت غیور رکھتا تھا تخت پدر کے سجدہ سے دلگیر رہتا تھا بعد چندے رائے تلنگ نے جیسا کہ چاہیے ایک تخت فیروزہ بھیجا سلطان محمد شاہ نے اسے دولت شگرف جانکر ایوان بار عام مین رکھا اور تخت نقرہ گوشہ مین رکھکر پھر اسپر اجلاس فرمایا اور سلطان فیروز شاہ بہمنی نے اپنے عہد فرخندہ مین اس تخت نقرہ کو مدینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بھیجا تو اسے توڑکر سادات پر قسمت کرین اور ابتدائے زمانہ مین سلطان علاء الدین حسن کے زمانہ کے موافق نواب ملک سیف الدین غوری کے سوا کوئی شخص سلطان محمد شاہ کے دربار مین ہرگز بیٹھ نہ سکتا تھا چنانچہ اسی عرصہ مین جب ملک سیف الدین غوری نے دیکھا کہ دربار مین بیٹھنا سلطان محمد شاہ کے موافق طبع غیور کے نہین ہے عرض اقدس مین پہونچایا کہ جو خویش و اقارب حضرت اور دیگر امرا کہ حقوق خدمت اس دولتخانہ پر رکھتے ہین وہ سب بزرگوار خدمت مین ایستادہ رہتے ہین اس دولتخواہ کو بھی حکم ہو کہ مثل انکے پائے تخت مین ایستادہ رہے اور یہ عرض جو بادشاہ کی عین مدعا تھی پذیرا ہوئی وہ بھی مثل تمام مجرائیون کے خدمت مین مشغول رہتا تھا اور اسیطرح سے حکم فرمایا کہ سکہ زر پر مارین اور ہر روز پانچ مرتبہ نوبت شاہی بجاوین اور تمام آدمی بار عام کے وقت دوزانو ہوکر سر زمین پر رکھین الغرض بعد انقراض دولت بادشاہان بہمنیہ دکن مین چند فرقہ بہم پہونچے اور صاحب چتر و خطبہ ہوے لیکن ہرگز سکہ سونے پر نہ مارا اور پنج وقتی نوبت بادشاہی جو بادشاہ ہونیکا لازمہ ہے نہ بجائی والیان تلنگ کہ مشہور قطب شاہیہ ہین انھون نے بھی اگرچہ سکہ زر پر نہ مارا لیکن پنج وقتی نوبت بادشاہی بطرز سلاطین بہمنیہ بجائی اور زر سلطان محمد شاہ بہمنی قسم طلا و نقرہ چہار گوشہ جسکا وزن مختلف نہایت مدیہ دو تولہ سے زیادہ نہین اور ربع تولہ سے کم نہین اور ایک طرف کلمہ طیبہ شہادت اور نام چار یار اور دوسری طرف بادشاہ عصر کا نام اور تاریخ وقت نقش رکھتا تھا اور مسلمانان کفرہ تعصب ہندوستان بیجانگر اور تلنگ کی تحریک کے باعث زر محمد شاہی کو کہ غل و غش سے بری تھا گداختہ کرنا چاہتے تھے

کہ بہ نسبت سنوات زر کفار بیجانگر اور تلنگ کا دکن مین رائج ہو سلطان محمد شاہ اس بات سے آگاہی پاکر چند مرتبہ ممالک محروسہ کے صرافون کو باز تکاب توبہ نے اور چرخ دینے زر اسلام کے مانع آیا اور بلوازم نصیحت کے بجا لایا اور حسب ممنوع ہوے اور نصیحت سود مند نہ آئی ناچار مین قتل اُس جماعت کے بارہ مین لکھکر مردم معتبر اور دولتخواہ کے ہاتھ اطراف وجوانب مین ارسال فرمائے کہ فلان تاریخ مین صرافون کے قتل مین اقدام کرین چنانچہ ماہ رجب سنہ ۷۶۱ سات سو اکسٹھ ہجری مین کہ روز سیعد ایکبارگی تمام ولایت مین صرافان ہندو کا قتل شروع کرکے عرصۂ ملک بادشاہان بہمنیہ کا آلائش وجود اُس جماعت سے پاک کیا اور حکم کے موافق کھتریان کہ ہمراہ لشکر دہلی بسنوات سابقہ دکن مین آئے تھے صرافی کے تشغل مین مشغول ہوے اور آخر عہد شاہان بہمنیہ تک زر اسلام رائج اور شائع تھا صرافان دکنی الاصل نے جب یہ امر شاہان اسلام سے مشاہدہ کیا سلطان فیروز شاہ بہمنی کے عہد مین اپنے آبا واجداد کے اعمال ناپسندیدہ سے اظہار نفرت کرکے سبلغہاے کلی سرکار شاہی مین دیے اور امر صرافی مین اقدام کرکے گرد زر مسکوک کفار نہ پھرتے تھے اور اگر احیانا کوئی شخص اُس زر سے اُنکے پاس لاتا تھا بقیمت طلا خرید کرکے دار الضرب مین لیجاتے تھے اور گداز کرتے تھے اور خرخشہ مردم بادشاہی کے سبب سے خاطر جمع کرتے تھے لیکن اوسط عہد سلطان محمود شاہ بہمنی مین آثار خلل بنیاد دولت اُس خاندان مین مشاہدہ ہونے لگے پھر اپنے کام مین مصروف ہوے یعنی چھ سات برس کے عرصہ مین زر اسلام سے ایک اخر نہ چھوڑا اور زر مسکوک رایان بیجانگر اور تلنگ کو کہ ساتھ ہین اور پرتاب کے شہرت رکھتا ہی جمیع ممالک اسلام مین رواج دیا اور اب تک کہ تاریخ ہجری ایکہزار اور سولہ کو پہونچی ہی وہی زر کفار اہل اسلام کے درمیان مین شائع اور رائج ہی اور راقم اس حروف کا یاد رکھتا ہی کہ شاہ قلی صلابت خان ترک کی مجلس مین چند مرتبہ کہ باگ حل وعقد امور مرتضی نظام شاہ بحری کے قبضہ اختیار اُسکے مین تھی حکایت قتل عام صرافون کی عہد فرخندہ مہد سلطان محمد شاہ بہمنی مین مذکور ہوئی شاہ قلی صلابت خان ترک نے بہکا سعی کا میان جان پر باندھکر چاہا کہ مرتضی نظام شاہ بحری کے قلمرو مین بھی زر اسلام کو رواج دیکر زر کفار کو متروک کرے چنانچہ پانچ چار برس تخمینًا کے اندر چند موضع مین دار الضرب یعنی ٹکسال بہم پہونچاکر وجود طلا اور نقرہ کو بنام نامی ائمۂ اثنا عشر علیہم الصلوۃ والسلام اور اسم مبارک مرتضی نظام شاہ بحری کے زیب وزینت دیا لیکن امیر الامراے مملکت برار یعنی سید مرتضی سمنانی جو شاہ قلی صلابت خان سے صفائی نہ رکھتا تھا نچاہا کہ مملکت برار مین ٹکسال بہم پہونچکر زر اسلام شائع ہوا اور اس بات نے صرافان احمد نگر کے دلمین کہ پاے تخت نظام شاہیہ مین تھے اثر کیا عمال سلطان محمد شاہ بہمنی کو موافق کرکے اپنے مکانون مین زر مسکوک اسلام کو توڑکر اُسکی بے رواجی مین کوشش کرنے لگے اور ہر چند شاہ قلی صلابت خان صرافان معتبر کو عقوبات غیر مکرر اور گوناگون سے قتل کرتا تھا کچھ فائدہ اُسپر مترتب نہوتا تھا اور اپنے عمل زشت سے باز نہ آتے تھے ناچار اُسی عرصہ مین چند روز کے بعد شاہ قلی صلابت خان منصب وکالت سے معزول ہوکر محبوس ہوا اس صورت مین صرافان عناد پیشہ نے اُس روپیہ کا ایک نشان بچھوڑا اور اسیطور سے برہان نظام شاہ بحری ثانی نے سنہ ۱۱۱۱ ایکہزار گیارہ ہجری مین بنام حضرات ائمہ معصومین علیہم الصلوۃ والسلام زر سیخ کو مسکوک کرکے چاہا کہ زر کفار متروک کردن لیکن جو کہ نفین دلون مین اُسکے طائر روح نے بانع بہشت کیطرف پرواز کیا احمد نگر مین ہرج ومرج ظاہر ہوا اس امر نے صورت نہ باندھی اور معرض توقف مین پڑا القصہ سلطان محمد شاہ بہمنی نے شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج مین نہایت درجہ کوشش کرکے زر کفار کو قلمرو اپنے سے مستاصل کیا اے بیجانگر اور تلنگ اُسکو صاحب داعیہ جانکر خائف اور ہراسان

ہوے اور باتفاق یکدیگر امراے اسلام کو کہ بھیجے تمام نقود و خزانہ مکہ معظمہ کے سبب سے بخیدہ خاطر ہوئے تھے جیسا کہ مذکور ہوگا
تقویت کرکے سلطان محمد شاہ بہمنی کی مخالفت کیواسطے ترغیب و تحریص کی اور جو بعضے امراے بیکار بالطبع انسے بدزبان اور
ایکدل ہوے راے بیجانگر نے آدمی سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ قدیم الایام سے قلعہ رایچور اور مدکل مع مضاف
اسکے کنارہ آب کشنہ تک تخت مین رایان بیجانگر کے رہا ہے اگر آپکو ہمسائگی ہماری اور اپنے بقاے سلطنت کی چاہ ہو مقام اتحاد
مین ہو کر آب کشنہ کے ساحل تک قلعہ اور پرگنے ہمین واگذاشت کرین تو ممالک تمھارے سپاہ شاہ دہلی کے صدمہ اور میرے
لشکر قہار کے آسیب سے محفوظ اور محروس ہون اور اسیطرح راے تلنگ نے جو کہ قلعہ کولاس کو سلطان علاء الدین حسن کو
پیشکش کیا تھا اسوقت فرصت پاکر ایلچیون کو دار الملک بہمنیان مین روانہ کرکے پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا ناگ یو مجھسے مقام سرکشی
مین ہے اور قلعہ کولاس اور اسکے مضافات کی تخلیص و استرداد کا عازم و جازم ہے مصلاح دولت جناب امین ہے کہ کارجنگ کو
نہ پہونچاکر اُس مجال کو اسطرف رجوع کرین تو جادۂ موافقت اور مرافقت مین راسخ دم اور ثابت قدم ہو کر آپکے دوست کا
دوست اور دشمن کا دشمن رہون القصہ سلطان محمد شاہ نے نہایت دانائی اور عاقلی سے اُنکے ایلچیون کی تعظیم و تکریم فرماکر
ڈیڑھ برس لیت و لعل اور حرف و صوت مین نگاہ رکھا اور ملک سیف الدین غوری کی صلاح سے مکاتیب محبت اساس
مرقوم کرکے مردم سخندان کی صحابت سے بیجانگر اور تلنگ مین روانہ کیے اور اس عرصہ مین تقریبات
اٹھاکر ہر ایک امرا کو کہ جنسے متوہم تھا اور دشمنی کا گمان رکھتا تھا مستاصل کرکے ایک جماعت اور کو کہ محل اعتماد
مین تھی بزرگ اور صاحب دستگاہ کیا اور بعد مراجعت ملکہ جہان سفر مبارک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے
اطمینان خاطر سرکشی اور مخالفت مردم درگاہ کے سبب بہم پہونچاکر بار عام دیا اور ایک مجلس کمال شوکت و صلابت
سے آراستہ کی اور ایلچیون راے بیجانگر اور تلنگ کو اُس مجلس مین بلایا اور از روے قہر و غضب اور نہایت تسلط اور
غایت استیلا سے کہا ایک مدت ہے کہ تخت فیروزبخت دکن نے ترقدوم سے میری رونق سپہر برین بہم پہونچائی ہے
اور میرے اقبال کا پائون عرش فرسا ہوا اب تک رایان اطراف نے مجھے پیشکش اور رہایا نہ بھیجے چاہیے کہ فیلان کار آزمودہ جسقدر
کہ اُنکی سرکار مین ہون زر و جواہر اور تمام اسلحہ اور قشونہ اُنکی پیٹھ پر لادکر بسبیل استعجال درگاہ مین روانہ کرین کہ نقود خزانہ عامرہ
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین صرف ہوا زر کی احتیاج بہت ہے ایلچیون نے صورت مجلس کو دوسری طرز دیکھکر زمین بوسہ
کو بوسہ دیکر اپنے منازل مین گئے اور قصہ طلب پیشکش کا مشروحاً اپنی عرضیون مین درج کرکے جلد روانہ کیا
اور حکایت روانگی ملکہ جہان بجانب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور خالی ہونا خزانہ طلا اور نقرہ مسکوک اور غیر
مسکوک کا ساتھ اسطور کے ہے کہ سلطان علاء الدین حسن جب متقل اوردن کے اس جہان گذران سے درگذرا سلطان محمد شاہ
بہمنی سوم کے دن مجکو جیسا کہ داب سلاطین ہندوستان ہے زیارت قبر پدر کرکے لباس سوگ کا تبدیل فرمایا اور دار الخلافت
حسن آباد گلبرگہ مین تخت فرماندہی پر احلاس کیا اور امور جہانداری کے عہدہ سے جیسا کہ واجب اور لازم ہے برآیا اور کسیطرح کا
نقص نکرکے زاہین استمالت اور خلعت ہاے فاخرہ از روے عنایت خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور خواجہ امین
دولت آباد اور برار کیواسطے بھیجکر اُنھین مسلمئن کیا اور ملک سیف الدین غوری اور اسکے بیٹے ہمایون کو نوازش اور
تربیت خسروانہ فرماکر دولت و اقبال کے مراتب اعلی مین پہونچایا اور چھ مہینے کامل ہر شب جمعہ کو اپنے باپ کی تربت پر کہ
قلعہ حسن آباد گلبرگہ کے باہر واقع ہے جاکر فقرا اور مساکین اور زوارون کو بانعام و احسان مخظوظ کیا اور ایک گنبد عالی اسپر

بنا کرکے چند قصبہ اور قریہ وقف خطیرہ کرکے حکم دیا کہ ہمیشہ دو سو آدمی باپ کی قبر کے قریب تلاوت قرآن مجید مین مشغول رہین
اور ملکہ جہان نے کہ والدۂ سلطان محمد شاہ تھی جمیع نقود و جواہر و زر خاصہ اپنا ترویج روح شوہر کے واسطے صرف کیا
جب ایک سال اُسکے فوت سے گذرا اپنے بیٹے سے سفر مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کی رخصت حاصل کی اور سلطان محمد شاہ
مراسم عزت والدہ جسطرح کہ واجب ہی بجا لاتا تھا عازم جازم ہوا کہ تمام نقود خزینہ کو کہ اُسکے باپ نے مصلحت دینوی
کیواسطے جمع کیا تھا ہمراہ ملکہ جہان اماکن شریفہ کیطرف روانہ کرون کہ واسطے ترویج روح پدر فقرا و مساکین پر صرف
کرے پھر خزانچی کو بلا کر حکم فرمایا کہ طلا اور نقرہ مسکوک اور غیر مسکوک جو کچھ خزانہ مین ہو سب دربار مین حاضر کرو چنانچہ
خزانچی باطاعت تمام صندوق طلا اور نقرۂ خالص سوائے مرصع آلات کے جملہ ملاحظہ مین درلایا اور حکم کے
موافق معیار مین لاکر چار سو من طلا اور سات سو من چاندی بوزن دکن قلمبند ہوے اس درمیان مین بعضے امرا و ارباب
دخل نے عرض کیا کہ بادشاہ دہلی یعنے ملک فیروز شاہ باریک اس مملکت کے انتزاع کی فکر مین ہی اور بادشاہون کو مصالح لشکر
اور حفظ مملکت مین خزانہ کے سوا چارہ نہین ہی صلاح دولت اسمین دیکھتے ہین کہ بقدر کفاف مصحوب ملکہ جہان کرکے
باقی کو خزانہ مین داخل فرماوین تو ضرورت کیوقت امور سلطنت مین کام آوے سلطان محمد شاہ نے متفکر ہوکر سکوت اختیار کیا
مقارن اس حال کے ملک سیف الدین غوری دربار مین حاضر ہوا جب آثار تفکر سلطان کے چہرہ سے مشاہدہ ہوے اُسکا سبب
استفسار کیا سلطان محمد شاہ نے ارادہ اپنا اور مانع آنا دونون کا مع وجہ مذکور بیان فرمایا ملک نائب سیف الدین
غوری نے جوابدیا قبلۂ عالم و عالمیان سلامت ارکان دولت نے جو کچھ کہا ہی حق ہی اور بادشاہ جہاندار کو خزائن و اموال
پر ضرور ہی لیکن جو نقود بقصد اسکے کہ راہ خدا مین صرف کیا جائے خزانہ سے برآوردہ کرکے دربار فیض آثار مین
حاضر کیا ہی مناسب نہین دیکھتا کہ فسخ عزیمت کرکے پھر خزانچی کے سپرد فرماوین سلطان محمد شاہ کو یہ کلام طبیعت حق ولایت
کے موافق آیا اسوقت یہ فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی جلشانہ نے میرے باپ کو بے مال و مملکت ایسی بادشاہی کرامت فرمائی
اگر اُسے میری سلطنت نگاہ رکھنی منظور ہوگی بیخزانہ نگاہ رکھے گا یہ کہکر صدر الشریف اور دوسرے مردمان معتبر کو بلایا
اور چاندی سونا بے کم و کاست اُنکے حوالہ کیا اور معین خان خواجہ سرا کو مع چند خواجہ سرا دیگر خدمت کیواسطے
تعین کرکے اپنی والدہ کو اُس جماعت کے ہمراہ بندر دابل کیطرف روانہ کیا اور وہ عفیفہ صالحہ جمیع مہمات اپنے صدر الشریف
اور معین خان خواجہ سرا کے تفویض کرکے کشتی محمد شاہی مین کہ اُس جلدی مین مہیا کی تھی سوار ہوئی اور عزیز و اقارب اور
ملوک و خوانین کی عورتون کے سوا آٹھ سو عورت بیوہ اور فقیرنی ساتھ اُسکے کشتی مین درآئین اور صدر الشریف ملکہ جہان کے
اشارہ کے موافق غنی اور محتاج کے احوال پر تفقد اور عنایت فرماہوا اور اُنسے کہا کہ سفر کے جانے اور آنے مین تمام لوگ مہمان
عزیز ملکہ جہان ہین کوئی شخص مال خاصہ اپنے سے خرچ نکرے اور جس شخص کو جو شی درکار ہو سرکار سے طلب کرے اور تلخی طلب
سے نہ اندیشہ کرے کہ یہ مال وقف ہی اور تعلق سائر تمھارے رکھتا ہی اور کشتی ملکہ جہان بامراد کے سبب بے آسیب موجۂ طوفان
ایک مہینہ اور سات روز کے عرصہ مین موسم حج مین بندر جدہ مین پہونچی صغیر و کبیر اور مرد اور عورتین طواف خانۂ خدا سے مشرف
ہوے اُسکے بعد ملکہ جہان نے اُس ملک کے مستحقون کو انعام و احسان سے مسرور القلب کرکے یوم الحساب کا ذخیرہ کیا
اور ہیئت مجموعی سے مدینۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین جاکر سید المرسلین کی زیارت مین تشرف یاب ہوئی اور ایک
سال اُس مقام مقدس مین مقام کیا اور چار ہزار مادات کے اُن کون و لڑکیون کی عروسی اور دامادی کرکے زخیر

اُس کار خیر مین صرف کیا جیسا کہ ملا داؤد بیدری نے تحفۃ السلاطین مین لکھا ہی کہ ملکہ جہان اکثر اوقات بقیع کیطرف
جاکر زیارت حضرت سید النساء فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا و علی اولادہا المعصومین کی کرکے بنام چاریار اور فرزندان جناب
عصمت نصاب بی بی کی کرتی تھی ایک دن صدر الشریف سے پوچھا کہ قبر سید الشہدا امام حسین علیہ التحیۃ والثناء کہان ہی
اُسنے عرض کی زمین کربلاے معلی مین واقع ہی ملکہ جہان نے فرمایا کہ قبر حضرت بی بی کی یہان ہی اور قبر اُسکے فرزند دلبند
کی اُس مقام مین کس تقریب سے واقع ہوئی صدر الشریف نے قصۂ ظلم یزید پلید اور شہادت آنحضرت علیہ السلام کی
ظاہر کی ملکہ جہان نے نوحہ و زاری بہت کی اور فرمایا کہ بہت چھوٹا اڑکا اور بیٹون سے ماؤنکو بہت عزیز و مکرم ہوتا ہی
اگر مین زیارت اُس جناب سے شرف یاب ہونگی معلوم نہین کہ حضرت بی بی مجھسے راضی اور خوشنود ہون پھر عازم
جازم سفر کربلاے معلی ہوکر تہیہ اور سامان اُس سفر مین کوشش کے مقارن اس حال کے ایک شب کو حضرت بی بی
علیہا السلام کو خواب مین دیکھا کہ فرماتی ہین مین تیرے حسن اعتقاد سے راضی ہوئی اور خدا و رسول بھی تجھسے خوش ہین
اس مقام سے اپنے مسکن کیطرف مراجعت کر کہ تیرے فرزند تیری ملاقات کے اشتیاق مین ہین ملکہ جہان نے یہ خواب صدر الشریف
سے بیان فرمایا اور ایک مرد معتبر کو مع مال و اسباب فراوان بغداد کیطرف روانہ کیا کہ بنام شاہ مردان اور مولاے
متقیان علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فرزندان جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کہ اُس حدود
مین مدفون ہین طعام دیکر باقی روپیہ سادات اور زائرون اور خادمون پر تقسیم کرے اور خود جدہ کے بندر سے
دکن کی طرف روانہ ہوئی جب بندر دابل مین پہونچی سلطان محمد شاہ نے بسبیل استعجال لوازم استقبال
مین قیام کیا اور قصبہ کلبرگہ مین بیٹے نے ماں کی زیارت کی اور ماں فرزند کے دیدار سے مسرور و محظوظ ہوئی اور ایک
دوسرے کی سلامتی پر شکرانہ دی بجالائے اور ایک خلعت اور فرمان مشتملبر تفویض بادشاہی دکن اور اجازت خطبہ اور
سکہ کا ایک خلفاے عباسی نے بھیجا تھا سلطان محمد شاہ نے باعزاز تمام پہنکر پھر سر پر رکھا اور لوگون پر اُسنے نوازش
بہت فرمائی اور جامۂ کعبہ کہ اُسکی والدۂ ماجدہ بر سبیل تیمن و تبرک لائی تھی وہ منبر سیاہ کا تھا اُسکا چتر بنایا اور دو مہینے
تک قصبۂ کلبرگہ مین جشن بزرگ کیے اُسکے بعد باتفاق ملکہ جہان بلدۂ حسن آباد گلبرگہ کیطرف معاودت کی اور اُس شہر مین
بھی لوازم عیش و سرور بجالایا اور ملکہ جہان اپنے شوہر سلطان علاء الدین حسن کے مرقد کی زیارت کرکے صدقات
اور خیرات شوہر کی روح کی ترویح کیواسطے بجالائی اور پیرار شتداور اکبر سے رخصت لیکر شوہر کے خطیرہ کے قریب مکان
بنایا اور صبح و شام اُسکی قبر پر جاتی تھی اور اُسکی مفارقت مین گریہ و زاری کرتی تھی یہانتک کہ ۷۶۳ سات سو ترسٹھ
ہجری مین مرغ روح اُسکا روضۂ رضوان کیطرف پرواز کرگیا اور شوہر کے پہلو مین مدفون ہوئی اور نقل ہی کہ
ملکہ جہان کے صدق اعتقاد کی برکت سے جسقدر آدمی کہ ہمراہ اُسکے کشتی مین سوار ہوکر بندر دابل کیطرف روانہ ہوے تھے
مرد اور عورت سب حافظ حقیقی کی حفظ و حمایت سے بصحت و سلامتی منزل مقصود مین پہونچے اور حرمین شریفین کی زیارت
سے مشرف ہوے اور بدون اسکے کہ کسیکو اُنمین اجل طبعی پہونچے تمام عازم مراجعت ہوکر قادیہ پہونچون کی ضمانت مین بلدۂ
حسن آباد گلبرگہ مین پہونچے اور یہ امر عجائب اتفاق حسنہ سے ہی اور اُس ضعیفہ عفیفہ کے سوا دوسرے شخص کو یہ دولت عظمے
نصیب ہوئی ہوگی جیسا کہ مذکور ہوا اور ایلچیون نے پیغام سلطان محمد شاہ کا اپنے حاکمون کو لکھا اُسنے تلنگ نے اپنے
بڑے بیٹے ناگدیو کو ورنگل سے مع سوار و پیادۂ بیشمار کو اُس کیطرف روانہ کیا اور راے بیجانگر نے بھی مدد راے تلنگ کی

پیش نہاد ہمت کرکے بیس ہزار سوار اور پیادے ناگدیو کی مدد کو روانہ کیے اور سلطان محمد شاہ نے بہادر خان ولد اسمٰعیل فتح کو کہ سپہ سالار کیا تھا حکم فرمایا کہ اعظم ہمایون اور صفدر خان سیستانی مع لشکر بیدر اور برار جو اسکے ہمراہ کیا تھا دشمنون کے دفع میں مشغول ہووین اور کسی حال میں اسکے کہنے اور فرمانے سے تجاوز اور تخلف جائز نرکھین چنانچہ بہادر خان مع لشکر بیشوکت تمام فوج کفار کے مقابل آیا بین الفریقین سخت معرکون کا اتفاق پڑا اور آخر کو سپاہ کفر کا نشان سرنگون ہوا اور شکست فاحش کھا کر سردست بحال ابتر اور اراق گنجفہ کیطرح پریشان ہوکر اپنے ممالک کیطرف بھاگے اور بہادر خان ورنگل تک تاخت بیجا کر مانکے راے سے ایک لاکھ ہون اور پچیس ہاتھی قوی ہیکل اور بھی تحف وہدایا نفیسہ لیکر حسن آباد گلبرگہ کیطرف معاودت کی اور آخر سنہ ۷۶۳ سات سو ترسٹھ ہجری مین جسوقت کہ سلطان محمد شاہ بہمنی کرسی پر بیٹھا اور حضور کرتا تھا عرض مین پہونچایا کہ ایک جماعت سوداگرون کی چند گھوڑے لائی ہی سلطان محمد شاہ جو کہ عاشق اور راغب اسپ نشائستہ و رہوار بود تھا اور اسپان تازی نژاد سے ایک خطہ وافر رکھتا تھا اسیطرح کرسی پر بیٹھکر اُن سوداگرون کو طلب کیا اس لحاظ سے کہ آج مین کوئی گھوڑا لائق سرکار اور قابل سواری ہو خریدا جاوے جو کہ اُس درمیان مین ایسا گھوڑا نہ تھا سوداگرون سے فرمایا جو کہ تمھارے پاس گھوڑے قابل سواری بادشاہون کے نہ تھے ایک ملک سے دوسرے ملک پہونچانا اگر بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرنا لائق نہ تھا یہ سنکر اُس جماعت نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر عرض کیا کہ بندگان بادشاہی کیواسطے ہم گھوڑے خوب لائے تھے ناگ دیو والی ویلم پٹن کہ اپنے باپ کی طرف سے اُس حدود مین اقامت رکھتا ہی خواہ نخواہ گھوڑے چیدہ اور خلاصہ بہانے قلیل ہمسے لیے سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ تمنے کسواسطے اُس سے یہ نہ کہا کہ یہ گھوڑے ہم محمد شاہ بہمنی کیواسطے لیجا ئینگے انھون نے جواب دیا کہ ہمنے اُسے بہت سمجھایا اور اس بارہ مین نہایت مبالغہ کیا لیکن اُس بدبخت بدباطن کے دلمین ہمارا قول اثر پذیر نہوا سلطان محمد شاہ جو ناگدیو کی اوضاع نامطائم سابق سے آزردہ خاطر تھا اس بحث کو کدورت سابقہ کے علاوہ کرکے زیادہ تر آثار غضب کے ظاہر کیے اور غرمیت راو کاپنا کے دیو کے اخراج کیواسطے مصمم کی اور اُسی کرسی سے برخاست نہ کی تھی کہ دہلیز اور سراپردہ سپاہ باہر بھیجا اور تختگاہ کو ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا اور نسبت زمستکی پر جو اکثر معرکون مین اپنے حق مین مبارک اور مسعود سمجھتا تھا کرسی کے وہیں طلب کرکے سوار ہوا اور دس روز شہر کے باہر اور پھر سلطان پور کے متصل قیام کیا اور شیخ محمد سراج جنیدی سے التماس دعا کی اور گیارھوین دن فیل تختگاہ پر کہ عین مستی مین تھا سوار ہوکر تلنگ کیطرف روانہ ہوا اور جب قلعہ کلیانی کے اطراف مین پہونچا اثنائے سواری مین ایک ندیم گستاخ سے متوجہ ہوکر پوچھا کہ کتنے عرصہ مین ویلم پٹن مین داخل ہونگا ندیم نے عرض کی اگر حضرت اسیطور سے تشریف لیجاوینگے تو شاید دوسرے سال دہان نزول اجلال فرماوینگے سلطان محمد شاہ نے یہ جواب سنتے ہی ہاتھی کو ایستادہ کرکے فوراً چار ہزار سوار و اسپہ اور سپہ اسپہ اپنے لشکر کے درمیان سے انتخاب کیے اور بہادر خان اعظم ہمایون کو با جماعت جوانان خاصہ ایک کوس اپنے تفاوت سے پیشتر روانہ کیا اور خود بدولت پائے ظفر رکاب توکل مین ڈالا کارد کو بھی بلدۂ احمد آباد بیدر مین چھوڑکر نسبت زمستکی کو ایسا تاز اور سرپٹ پھینکا کہ ایک مہینے کا راستہ ہفتہ مین بے سپر کرکے مع ایکہزار سوار ویلم پٹن مین پہونچے اور ایک جماعت جوانان افغان کو بلباس سوداگران غارت خوردہ پیشتر بھیجا کہ شہر مین جاکر جزع و فزع کرین اور مردم دروازہ کو اپنی باتون مین مشغول کرکے ایک لحظہ نگاہ رکھین جب بہ رسم سوداگران افغان

تیر و کمان و شمشیر باندھکر شہر مین داخل ہوے دروازہ کے محافظ تمام اُنپر ہجوم لائے اور مفحص اُنکے احوال کے ہوے اُنھون نے جواب دیا کہ ہملوگ تجارت پیشہ ہین اور اسپ و تماش سے جو کچھ ہمارے پاس تھا اس شہر کے اطراف مین چوروں اور رہزنون نے دوچار ہوکر تاراج کیا اور ہمنے سلامتی کو غنیمت جانکر نیز قدمی سے آپکو شہر مین پہونچایا ہی اور اس شہر کے حاکم سے امیدوار ہین کہ ہماری فریاد کو پہونچکر داد مظلومونکی دیوے قصہ کوتاہ یہ توہان اس حرف و حکایت اور تضرع و زاری مین تھے کہ سلطان محمد شاہ ہزار سوار سے دروازہ پر پہونچا اور غوغا بلند ہوا اور دروازہ کے محافظ سمجھے کہ چور آپہونچے اُنکی مدافعت اور ممانعت کیواسطے اُٹھے کہ دروازہ بند کرکے اس بلاے ناگہانی سے امن پاوین کہ ایکبارگی وہ جماعت مزورد دست بقبضہ ہوکر جنگ مین مشغول ہوئی اور اُنھین دروازہ بند کرنیکی فرصت ندی اس درمیان مین سلطان محمد شاہ بفراغ خاطر شہر مین داخل ہوا اور دربانون اور محافظون کو علف تیغ خون آشام کیا اور بلا توقف قلعۂ ارک کیطرف متوجہ ہوا اور کوچہ و بازار مین جو شخص سامنے نظر پڑا غازیون کی تیغ قہر سے بے سر ہوا اور رقم اُسکی ہستی کی دفاتر فنا کے صفحہ سے زائل اور معدوم ہوئی اور ناگدیو کو اصلا اور مطلقا خیال نہ تھا کہ بادشاہ اسلام اسطور سے ناخت کرکے اس جلدی سے شہر مین داخل ہوکر ایک جماعت قلیل سے مرتکب اس قسم کے امر خطیر کا ہوگا یہ خبر جانسوز سنتے ہی سراسیمہ و متحیر ہوا اُس باغ سے کہ جہان عیش و عشرت مین مشغول تھا آپکو بصد محنت و دشوارخواری قلعۂ ارک مین پہونچایا اور سلطان محمد شاہ اس معنی کو قوت اپنے طالع کی تصور کرکے اُسیوقت اُس قلعہ کے محاصرہ مین کہ توپ و تفنگ بلکہ تمام آلات حربی اور حصارداری سے عاری تھا مشغول ہوا اور جمیع ہنرمندان شہر کو گرفتار کرکے تھوڑے عرصہ مین بہت زینے چوبی اور اسباب قلعہ کشائی کے مہیا کیا اور فریب شام ناگدیو مضطرب ہوکر مثل مار سرکوفتہ پیچتاب کھاکر حرکت مذبوحی کرنے لگا اور جب سمجھا کہ بیر شست جستہ اور کام دست رفتہ سے سعی و کوشش فائدہ نہین نخیتی اور ترس و خوف کفار کے دلون پر غالب کسیطرف سے کمک پہونچی دروازہ عقب قلعہ کو کہ جو پتھر سے چنا تھا کھولا اور ہمراہ ایک جماعت مخصوص کے راہ فرار نابی سلطان محمد شاہ نے اس حال سے واقف ہوکر تعاقب کیا ابھی شہر سے باہر نہ گیا تھا کہ دستگیر کرکے قلعہ ارک مین لائے اور خزینے اور دفینے پر ناگدیو کی ہدایت سے کہ طلسم گنج تھا متصرف ہوا دوسرے دن ناگدیو کو اپنے روبرو بلاکر پوچھا کہ تو نے گھوڑے اُن سوداگرون کے جو میرے واسطے لائے تھے کسواسطے اُنسے لیے اور کیون مرتکب ایسی جرأت نامطائم اور جسارت نامناسب کا ہوا ناگدیو نے جو دہشت و خوف اُسکے دل پر غالب ہوا تھا سررشتہ صلاح کا ہاتھ سے دیکر از روے غرور اور جہالت جواب ناصواب دیا اور سلطان محمد شاہ کے انتقام سے گذرکر عفو کا راغب تھا اُسکی گفتار ناہموار سے آتش غضب اُسکے دلمین افروختہ ہوئی فرمایا کہ انبار ہیزم جو قلعہ کے مقابل بلند تھا اُسمین آگ روشن کرین اور ناگدیو کی زبان برآوردہ کرکے منجنیق مین بٹھاکر اُس آگ مین ڈالین اس سیاست کے وقوع کے بعد کہ لائق حال کفار بیدین تھی اُس شہر مین پندرہ روز تک مجلس عشرت آراستہ کرکے تجرع اقداح نشاط مین اشتغال کیا اور لشکر عقب ماندہ سے جو شخص پہونچتا تھا اُسے شہر کے باہر جگہ دیکر شہر مین داخل نکرتا تھا اور ساکنان اُس شہر تاجر اور غیر تاجر سے بہ نرمی و سختی مال اور جواہر فراوان لیا اسواسطے کہ جانتا تھا کہ ضبط اس ولایت کا نہوسکیگا مظفر و منصور اپنے دارالملک کیطرف متوجہ ہوا اور تلنگیون نے جب اس قضیہ سے کہ ہرگز اُسکے خیال مین نہ تھا آگاہ ہوے مورد بلخ کے مانند ہجوم لاکر سلطان محمد شاہ کے لشکر کو پس و پیش سے گھیرا اور سلطان نے

مطلق ہراس کو اپنے دلمین راہ نہ دی اور حکم دیا کہ کوئی شخص زر و جواہر کے سوا کچھ نہ اُٹھاوے تمام سیاہ خیمہ اور اسباب چھوڑ کر بارکشون کو کہ قسم خچر اور گاؤ سے جو گھوڑونکا ساتھ نہین دے سکتے صحرا مین چھوڑ دین اور گھوڑا اور تمبی لیکر آہستہ آہستہ صبح سے سہ پہر تک قطع مسافت کرین اور جس قریہ مین پہونچین غلہ اور چارہ بقدر کفایت اُسدن کے اُٹھا کر صرف کرین اور راتون کو جنگل مین فروکش ہوکر زین گھوڑون کی پیٹھ سے جدا نکرین اور ہر شب ایک جماعت اپنے اپنے وقت معین پر ہوشیاری اور بیداری مین قیام کرین لیکن باوصف اس انتظام کے باشندگان تلنگ جس مقام مین میدان پاتے تھے دن کو خواہ رات کو درختون اور نیشتون کی اڑ پکڑ کے تیر و تفنگ سے مسلمانون کو ضائع کرتے تھے بیسا کہ چار ہزار سوارین سے ایکہزار اور پانسو سوارنے اپنے مکانون کیطرف مراجعت کی اور اثنائے راہ مین چندمرتبہ مسلمانون اور کافرون کے درمیان مین معرکہ عظیم واقع ہوے تائید ربانی سے ہر بار فتح و نصرت غازیان اسلام کو نصیب ہوئی اور بالآخر دفع ہونیکے واسطے ایک معرکہ مین گولی بندوق کا اوچا خم سلطان محمد شاہ کے بازو پر آیا آخر الامر بسبب غلبہ ضعف و کسل سرعت طی منازل اور قطع مراحل کے خانہ زین سے جدا ہوکر پنگاسن اور پالکی مین سوار ہوا اور نہایت تنوکت و شان اور تمکین و وقار سے بلاد تلنگ کی مسافت طی کرکے اپنے مملکت کی سرحد پر داخل ہوا اور ماندگی اور کثرت تازندگی کے سبب کولاس مین چند روز استراحت فرمائی ملک سیف الدین غوری نے اہل تلنگ کی خبر ہجوم سنکر چند نفر امرا کو بیشتر بسبیل استعجال روانہ کیا تھا وہ بھی کولاس مین بساط بوسی کی شرف سے معزز ہوے اور فرمان واجب الاذعان کے موافق بہت ممالک تلنگ کو تاخت و تاراج و خاک سیاہ کیا پھر اُس شاہ قضا قدرت سپہ مرتبت کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب مین تخت گاہ حسن آباد گلبرگہ کیطرف معاودت کی اور سنہ ۷۴۶ سات سو چونسٹھ ہجری مین راے تلنگ کہ شکست سابق اور قتل ہونے ناگدیو و فرزند اور ولایت کے خراب ہونے سے نہایت محزون اور ملول تھا عرائض متواتر شاہ دہلی یعنے ملک فیروز شاہ باریک کی بارگاہ مین ارسال کیین سلطان محمد شاہ کے مخبرون نے باین عبارت کیفیت لکھ بھیجی کہ ان دنون مین عرضیان راے ورنگل کی درگاہ عرش اشتباہ مین پہونچین کہ بندہ جادۂ اطاعت اور زمانہ داری پر ثابت قدم اور راسخ دم ہے اگر فرمان قضا جریان امراے مالوہ اور گجرات کے نام نافذ ہووے تو ملک دکن کی استرداد کے واسطے متوجہ ہووین یہ کمترین بھی راے بیجانگر کے ہمراہ پیشکار خدمتگار اور جانسپاری کا کمر جان پر باندھکر بندگان سکندر شان کی بندگی اور دولتخواہی مین قصور نکریگا اور عرصہ قلیل مین اُس خطہ کو مخالفان دولت کی تصرف سے برآوردہ کرکے مع تحف و ہدایا و پیشکش چندین سالہ پاے بوسی مین مشرف ہوگا اور جو کہ مشہور ہوا تھا کہ بادشاہان دہلی کو سفر دکن اور سرکشی اسطرف کی بادشاہی سے مبارک اور مسعود نہین ہے اس سبب سے ملک فیروز شاہ باریک جواب عرائض پر متوجہ نہوا اور تغافل اور تساہلی کو جائز رکھا اور سلطان محمد شاہ پھر ملک تلنگ کی تسخیر پر آمادہ اور مستعد ہوا اور اپنے چچیرے بھائی خان محمد کے نام فرمان صادر فرمایا کہ دولت آباد کا لشکر فراہم کرکے بالاگھاٹ مین دولت آباد کے کنارے حوض قتلغخان کے متصل مقیم ہوکر اُن سرحدون کی محافظت مین ہمہ تن مصروف رہین اور فرمان طلب صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کے نام بھیجا جب یہ دونون افسر سپاہ مسلح اور مستعد لیکر حسن آباد گلبرگہ مین حاضر ہوے اور لشکر کا جائزہ دیا سلطان محمد شاہ نے بدستور قدیم تخت گاہ کو مع قدیم مضافات ملک نائب سیف الدین غوری کے سپرد فرمایا اور آیات کشور ستانی مرتفع کرکے کوچ متواترہ سے کولاس مین پہونچا اعظم ہمایون کو مع لشکر احمد آباد بیدر اور ماہور

اور اُس حدود کے گلکنڈہ کیطرف روانہ کیا اور صفدر خان سیستانی کو مع امرائے برار و رنگل پر مقرر کیا خود باتفاق بہادر خان کمال وقار اور آہستگی کے ساتھ پیچھے سے متوجہ ہوا اور جو کہ انھین دنون مین رائے بیجانگر نے بھی اجل طبعی سے رحلت کی تھی اور اُسکا بھتیجا بجائے اُسکے راج پر قائم مقام ہوا تھا اس سبب سے رائے تلنگ اُسطرف کی کمک سے مایوس ہوا اور کسیوجہ سے مقابلہ سپاہ اسلام سے اختیار نہ کیا اور بے اختیار جنگل اور پہاڑ کیطرف بھاگا اور بہت اپنے مقربین اور معتمدین سے بہادر خان کے پاس بھیجے کہ سعی اور سفارش کرکے قواعد صلح درمیان مین لاوے سلطان محمد شاہ نے ابتدا مین مصالحہ سے انکار کیا کسیوجہ سے بہ عرض قبول نفرمائی اور رائے تلنگ نے جب مسلمانون کا غلبہ حد سے زیادہ دیکھا اسکے سوا کچھ تدبیر نہ بن آئی کہ اپنے چھوٹے بیٹے کو بھی مع ایک امرائے معتبر دوبارہ اردوے سلطان مین بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ کمترین نے اپنے تئین بادشاہ اسلام کے بندون کی سلک مین منتظم اور منسلک کیا ہے حضرت کے ارشاد سے کبھی تجاوز نکریگا امیدوار رہون کہ گناہ سابق کو کہ رائے بیجانگر کے اغوا سے وقوع مین آیا معاف فرماوین اور اس خاکسار کو بندگان درگاہ سے شمار کرین بہادر خان کے سوا اور بھی امرا نے جب قبول صلح اور عفو جرائم کے بارہ مین حد سے زیادہ مبالغہ کیا سلطان محمد شاہ نے بہادر خان کو مختار کرکے فرمایا کہ حسبطور صلاح دولت دیکھے عمل مین لاوے غرض بعد گفتگوے دراز اس شرط پر صلح قبول کی کہ تین سو زنجیر فیل اور تیرہ لاکھ ہون اور دو سو گھوڑے درگاہ مین داخل کرے شہر گلکنڈہ کو بھی مع مضافات اسکے ملازمان بادشاہی کے پیشکش کرے اسواسطے کہ دو برس کے قریب لشکر سلطان محمد شاہ نے ممالک تلنگ پر تاخت و تاراج مین مشغول ہونے سے خرابی بہت اٹھائی ہے رائے تلنگ نے اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا یہ امر تقریر پایا کہ سلطان محمد شاہ گلکنڈہ کے اطراف سے کوچ فرماکر عازم مراجعت ہوا اور بہادر خان کو اس مین توقف کرکے جو کچھ والی تلنگ نے اقرار کیا ہے وصول کرے پھر سلطان محمد شاہ نے گلکنڈہ کو بھی اعظم ہمایون کے تفویض فرماکر رایات ظفر آیات معاودت کیواسطے برپا کیے اور اُسکے بعد احمد آباد بیدر مین نزول کرکے تین مہینے وہان توقف فرمایا اور جمیع امرا اور سپاہ کو رخصت عطا کرکے ارشاد کیا کہ اپنی جاگیرون مین جاکر استراحت کرین اور جب ایلچی تلنگ کے مع اشیاے معہودہ کو اس مین آئے بہادر خان انھین ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ایلچیان خراج مقررہ تمام و کمال بہادر خان کی معرفت آنحضرت کے ملاحظہ مین درلائے اور خلعتہاے فاخرہ اور اسپان تازی نژاد اور انعام وافر سے سرفراز ہوے اور بعد دو تین دن کے بذریعہ بہادر خان عرض کی کہ اگر قبلہ عالم ازروے تودد و التفات ایک فرمان عنایت فرماکر سرحدین تعین فرماوین کہ اولاد امجاد بھی آپکی اُسطرف کے راجاؤن کو اپنا تصور کرکے نظر رحم مبذول اور ملحوظ رکھین ہم اس عطیہ کے مقابل مین ایک تحفہ کہ لائق مجلس سلاطین کا مگار کے ہو سلطان کی نظر قدس مین گذرائینگے بہادر خان نے یہ التماس سمع مبارک مین پہونچائی اور جب استیناق اُس تحفہ کی دید کا غالب آیا ایلچیونکو حکم کے موافق دربار عالی مین حاضر کرکے دوبارہ بادشاہ کے حضور اُنسے عہد و پیمان تازہ لیا اور سلطان محمد شاہ نے جب اضطرار اُنکا حد سے زیادہ دیکھا اپنے دست حق پرست سے اُس مضمون کا فرمان مرقوم فرمایا کہ گلکنڈہ مابین سرحد ہماری اور اُنکی ہے جبتک اہل تلنگ سے عہد شکنی واقع نہووے اولاد و احفاد ہمایون ہمارے رائے تلنگ اور اُنکے وارثون کو اپنے دولت خواہون سے تصور کرکے کسی وجہ اُنکے احوال سے مزاحم اور متعرض نہووین اور اُس فرمان کے ناصیہ کو اپنی مہر خاص اور قاضیون اور امیرون اور اعیان دولت کے مواہیر اور گواہی سے مزین اور موشح کرکے اُنکے سپرد کیا اور

ایلچیون نے مسرور ہوکر ایک تخت مرصع کہ راے للنگ نے سلطان محمد تغلق شاہ کیواسطے تیار کرکے اپنی سرکار مین رکھچھوڑا تھا حاضر کیا سلطان محمد شاہ اُسکے مشاہدہ سے نہایت شگفتہ خاطر ہوا اور ایلچیون کو باعزاز واکرام موفورہ رخصت معاودت کی فرمائی اور خود بدولت واقبال بھی بتعجیل تمام دارالسلطنت حسن آباد گلبرگہ کیطرف متوجہ ہوے اور روز نوروز کو اُس شہر مین داخل ہوکر اُس تخت کا نام فیروزہ رکھا اور ساعت تحویل مین اُسپر جلوس فرمایا اور بہادرون اور غازیون کو کہ اُس یورش مین مکرر بہادری کے آثار ظہور مین پہونچائے تھے انواع لطف اور مرحمت سے سرفرازی بخشی نظم برادر رنگ فیروز بنشست شاہ بہ مجلس طرب رازی داد داد نشستند گردان بگرد سریر بشادی بزرگان رشن ضمیر اور تخت پدر کو کہ سجدہ اور تعظیم اُسکی سے دلگیر تھا تبرک سمجھکر خزانہ مین رکھا اور ایک جماعت کہن سال نے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد مین تخت فیروزہ دیکھا تھا اُنکی زبانی مین نے یون سُنا ہی کہ وہ تخت تین گز طول اور ڈھائی گز عرض رکھتا تھا اور چوب آبنوس سے تیار کرکے اُسکے اوپر سونے کے تیر مرصع بجواہر قیمتی اس صنعت سے نصب کیے تھے کہ نقل وتحویل کیوقت تختہ ہاے مرصع کو آپس سے جدا کرکے لپیٹتے تھے اور صندوقون مین رکھتے تھے اور ہر ایک سلاطین بہمنیہ جو مالک تخت کا ہوتا تھا سلطان محمد شاہ کی سنت سنیہ پر عمل کرکے مثل درفش کاویانی جواہر ومروارید قیمتی اُسپر افزون کرتا تھا چنانچہ سلطان محمود شاہ کے عہد مین چاہتے تھے کہ اُسمین سے بعض جواہر نفیسہ برآوردہ کرکے بساط مرصع کو بصراحی اور پیالہ آراستہ کرین جوہریون اور بصرون نے ایک کرور ہون کہ مراد سو لاکھ ہون سے ہر تخت فیروزہ کی قیمت کی القصہ حکایت اُس تخت کی جواہر برآوردہ کرنے کی اور مبارک نہ آنا اس کام کا عنقریب مقام مناسب مین تحریر ہوگا اور بلا اسمعیل نوبتہ سے جو محافظت اُس تخت کی اُس دودمان کے آبا اور اجداد سے اُس سے رجوع تھی مین نے وجہ تسمیہ تخت فیروزہ کی استفسار کی اُسنے جواب دیا کہ ابتدا مین جو پوشش اُسکی مینا ے فیروزہ رنگ سے تھی سلطان محمد شاہ بہمنی نے اُسکا تخت فیروزہ نام رکھا لیکن آخر مین مینا اُسکا زر وجواہر اور مروارید کے نیچے ایسا پوشیدہ ہوا کہ رنگ اصلی اُسکا ہرگز محسوس نہوتا تھا اور سلطان محمد شاہ بہمنی نے جس سال کہ تخت فیروزہ کو اپنے فیض قدوم سے رشک سپہر فیروزہ رنگ فرمایا چالیس دن وقت عیش وطرب کو درازی دیکر ایک مجلس بہار کی آراستہ کی اور قلم تکلف شرعی اور عرفی کو درمیان سے اُٹھاکر حکم کیا کہ اندرون مین تمام عوام الناس نفس امارہ کی ہوا وہوس کی راہ جاری کرین اور جمیع امرا اور اعیان درگاہ الناس علی دین ملوکہم پر عمل کرکے اپنے مکانون مین عیش وعشرت کے لوازم مین مشغول ہوے اس درمیان مین ایک جماعت اُستادان موسیقی دان سے کہ عمل وصوت امیر خسرو اور امیر حسن دہلوی سے خوب ماہر تھے مع تین سو قوال کے اُسیطرف سے حسن آباد گلبرگہ مین آئے اور سلطان محمد شاہ نے اُنکا موجود ہونا ایسے وقت مین کہ ہنگام نشاط مرغوب تھا غنیمت جانکر اُنکی عزت مین کوشش کی اور روز آخر جشن مین ایک مجلس مختصر ترتیب دیکر ملک نائب سیف الدین محمد غوری اور صدر الشرف کو اجازت دی کہ پاے تخت مین بیٹھین اور بہادر خان ولد اسمعیل فتح کو خطاب امیر الامرائی دیکر پایہ اُسکی قدر ومنزلت کا قرقدان سے گذرنا اور اُسکے بیٹے شاہزادہ مجاہد شاہ کیواسطے خواستگاری کرکے اُسیدن عقد باندھکر پائین شاہان کا مگار اُسکے سپرد کی جیسا کہ ملا داؤد بیدری کی کتاب تحفۃ السلاطین مین لکھا ہی کہ اندرون مین مین بارہ برس کا تھا اور مہداری کی خدمت مین سرفراز تھا مجھے خوب یاد ہی کہ جسوقت سلطان محمد شاہ

اپنے عکس رخسار سے بادہ بہار مجلس کو ارغوان کرتا تھا ایک جماعت قوالون سے دو بیتین امیر خسرو کی کہ مشتمل بر ثنا ہون
کی مدح اور حسن خداداد کی تعریف مین تھین بنغمہ روح افزا اور حسن صوت سے گاتے تھے سلطان نے خوشوقت ہوکر
ملک سیف الدین غوری سے فرمایا کہ یومیہ ان تین سو قوال کا جو دہلی سے آئے ہین رائے بیجانگر کے خزانہ پر لکھا جائے ملک
نائب سیف الدین غوری نے اگرچہ اس حکم کو گمان شراب کے نشا پر کیا لیکن باقتضاے مجلس زمین خدمت کو بوسہ دیکر
سے بوسہ دیکر یہ امر قبول کیا اور سلطان محمد شاہ نے مافی الضمیر ملک نائب کا سمجھکر اسکو کچھ نہ فرمایا دوسرے دن حالت
ہوشیاری مین ملک نائب سیف الدین غوری سے پوچھا کہ وظیفہ قوالون کا حصہ رائے بیجانگر کے خزانہ پر لکھا گیا
ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا اب تحریر ہوگا سلطان محمد شاہ نے کہا اسوقت چرخ نے سروری
میری تسلیم کی اور زمانہ نے میری بندگی کا اقرار کیا حاشا کہ میری زبان پر کلمہ لغو اور زائد جاری ہوے اور میرا حکم
قوالون کے وظیفہ کے بارہ مین نازروے مستی اور بیخبری کے تھا مین اس مقدمہ مین عازم اور جازم ہون غلان ساعت
مین زر سند وظیفہ قوالون کے یومیہ کی لکھ اور فقط اپنی مہر پر اکتفا کرکے رائے بیجانگر کے پاس بھیجکہ بے تامل و تعلل وجہ برات
وظیفہ مرسول رکھے ملک نائب سیف الدین غوری کہ غیبت سلطان محمد شاہ کے مثل ان امور کے وجہی جانتا تھا سند
وہانید زر خزانہ لکھکر بیجانگر مین روانہ کی رائے بیجانگر کہ بہت مغرور اور شجاع تھا اس رمز و اشارہ سے نہایت آزردہ ہوا
اور حامل سند کو گدھے پر سوار کرکے تمام شہر بیجانگر مین تشہیر کرکے نکالدیا اور بے تامل حضار لشکر کا حکم دیکر بقصد تسخیر ممالک شاہان
بھمنیہ تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادہ اور تین ہزار فیل کوہ تمثیل لیکر نہایت عظمت استقلال و غایت تکبر و تجبر سے
سرحد دکن کیطرف متوجہ ہوا اور قلعہ ادونی کے ظاہر مین لشکر گاہ کرکے آدمیون کو ولایات مسلمانون کی تاخت و تاراج
سے باز رکھا اور سلطان محمد شاہ نے جب اس قضیہ پر اطلاع پائی اس سبب سے کہ لشکر پیدا اور برار و برس کی محنت
سفر کھینچے ہوے تھا اور ابھی تک استراحت کی صورت نہ دیکھی تھی دونون لشکر اپنے محال مین چھوڑکر خان محمد کو مع لشکر
دولت آباد طلب فرمایا اور خمس غنائم ویلم پٹن کو شاہزادہ مجاہد شاہ کے ہمراہ شیخ محمد سراج کے پاس بھیجا کہ سادات فتح سراج
اور مستحقین پر تقسیم فرماوے اور غزای کفار کی اجازت حاصل کرکے التماس دعاے خیر کرے اس صورت مین شیخ
محمد سراج نے مستحقین اس دیار کو عطایاے شاہی سے خوشدل کرکے جمعہ کے دن باتفاق مشائخ و علما حسن آباد گلبرگہ
کی مسجد مین گیا اور بحضور قلب نماز ادا کی اور عساکر اسلام کی فتح و نصرت اور بادشاہ عالی مقام کی سلامتی کیواسطے
فاتحہ پڑھا اور سلطان محمد شاہ نے ساعت نیک اختیار فرماکر خیمہ اور بارگاہ باہر بھیجی اور اسے بیجانگر اس سبب سے
کہ موسم برسات تھا اور آب گشتہ طغیانی پر تھا نہایت اطمینان سے حصار مدکل کے قریب آکر لوازم قلعہ گیری
مین اسقدر سعی اور کوشش کی کہ طاقت بشری مین نہ سماوے بجالایا اور مردم اندرونی نے کہ آٹھ سو مسلمان
جنگی اور بہادر تھے قلعہ کی حفاظت مین مساعی جمیلہ مبذول رکھکر شرائط دلیری و تہوری مین کسیطرح کمی نہ کی لیکن قلعہ کا
داروغہ کہ ملک سیف الدین غوری کے عزیزون مین سے تھا اسنے اہل قلعہ سے بعضے معاملات مین سخت گیری کی اور وہ نفاق
اور خلاف کے منجر ہوے مردم معتبر درونی مراسم حراست اور ہوشیاری سے باز رہے اور قلعہ کو رائے بیجانگر نے
مفتوح کیا اور کفار شدید العداوت نے دست بتمشیر و خنجر ہوکر مسلمانون کو مع زن و فرزند بعقوبت و رسوائی
تمام ہلاک کیا لیکن ایک مسلمان کہ ایک گوشہ مین پوشیدہ ہوا تھا اور رات کیوقت تغیر لباس کرکے

گنج اختفا سے باہر آیا اور بہمراہی پیادہاے کفار قلعہ سے برآمد ہوکر جلد آب کشنہ سے عبور کیا اور جلالہ اجل کی رہبری اور ہدایت سے بہ تعجیل تمام آپکو تختگاہ حسن آباد گلبرگہ مین پہونچایا اور سلطان محمد شاہ کی خدمت مین عرض گذار ہوا کہ راے بیجانگر خیل وحشم کے نفاق کے سبب قلعہ مدکل پر غالب ہوا اور میری کشتی حیات کے سوا کسی کی زندگانی کی ناؤ ساحل سلامتی پر نہ پہونچی سلطان محمد شاہ کہ بادشاہ صاحب ناموس تھا یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مثل دریاے قہار سینہ اسکا جوش و خروش مین آیا دم نہ مارا اور اسیوقت اُس بیچارے کے قتل کیواسطے کہ بقدم سعی اور پاے دراز آیا تھا اشارہ فرمایا اور کہا کہ ایسے شخص کو کہ اسقدر آدمیون کی موت دیکھی ہو اُسکی صورت دیکھنی روا نہین بیت آنقدر قدرت قضا پیمان ✤ وان ملک سیرت طوک آثار ✤ جسدم کہ خبر موحش مسلمانون کی شہادت کی سُنی جیساکہ واب اسکا تھا انتظار وصول لشکر نہ کھینچکر ماہ جمادی الاولی ۷۶۷ سات سو ستر ساٹھ ہجری مین رکاب شبدیز انتقام کو قدم دم دولت پائدار سے گرانبار کیا اور قسم کھائی کہ آٹھ سو مسلمانون کے عوض جب تک لاکھ ہنود کو تیغ انتقام سے قتل نکرونگا شمشیر جہاد میان مین نکرکے ہاتھ قتل سے نہ کھینچونگا جب دریاے کشنہ کے ساحل پر پہونچا فرمایا قسم ہے اُس خدا کی جسنے مجھے پیدا کرکے مرتبہ شاہی پر سرفراز کیا اس دریاچہ ہر اس آگین کی بدخوئی اور مخالفان بیدین کے وسوسہ شوکت اور جنگجوئی سے نہین ڈرتا اس سپاہ رزمخواہ کے ساتھ بلا توقف اس دریا سے عبور کرکے بتوفیق ملک ظفر بخش ذی غلبہ راے بیجانگر کے قلب لشکر پر تاخت لاؤنگا اور اُسکے سلک جمعیت کو نبات النعش کیطرح متفرق اور پریشان کرکے ارواح شہداے مدکل کو شاد کرونگا پھر شاہزادہ مجاہد بادشاہ کو ولیعہد کیا اور ملک نائب سیف الدین غوری کو ملک و مال کا صاحب اختیار کرکے ببیس زنجیر فیل مست کے سوا سب فیلان کوہ پیکر مجاہد بادشاہ کو دیکر لوازم وصیت بجالایا اور حسن آباد گلبرگہ کیطرف روانہ کیا اور خود بسعادت و اقبال تین دن مین اُس بحر زخار سے عبور فرمایا باتفاق جمیع امرا خان نوہزار سوار کا جائزہ لیا اور بیجانگر کا راجہ باوجودیکہ بیس ہزار سوار اور نولاکھ پیادے ہمراہ رکھتا تھا سلطان محمد شاہ بہمنی نے جب دریاے زخار سے عبور کیا سراسیمہ اور حیران ہوکر ایک رات کو کہ آندھی اور ہوا تھی رخت اور اسباب و اثقال اور فیل اور خزانہ بیجانگر کیطرف روانہ کیا اور خود جریدہ اس نیت سے رہا کہ جب شب پردہ ظلمانی روے آفاق سے اُٹھاوے اور آفتاب دریچہ مغرب سے برآمد ہو کر زمانہ کو روشن کرے جنگ اور عدم جنگ مین جو کچھ سب کی صلاح ہو ساتھ اُسکے عمل کرے قضارا مردم اردو بازار کے اور رہا تھی اور تمام مرکوب اور بارکش نے کیچڑ اور باران کی کثرت سے اُس رات کو دو کوس بھی مسافت نہ قطع کی چلنے سے عاجز آئے اور جس مقام مین پہونچے توقف کرکے تن رضا بقضا دیا لیکن اُسی رات کو خبر کوچ کفار سلطان محمد شاہ کے اردو مین منتشر ہوئی بادشاہ اردو بازار اور خیمہ اور خرگاہ اپنے مقام مین چھوڑکر مع اسپ دو تجی لشکر بیجانگر کیطرف متوجہ ہوا اور صبح کیوقت اُنکے لشکر گاہ کے اطراف مین پہونچا راے شقاوت انجا اور جمیع مردم دیگر نے اپنی سلامتی فرار پر منحصر جانی اموال اور اسباب اور اقبال سے قطع نظر کرکے قلعہ ادونی کا راستہ لیا اور سلطان محمد شاہ اُس مقام مین کہ جہان اردوے کفار تھا تاخت لاکر وانانہ شوکت اُس خاندان قدیم کو بے زحمت و مشقت اپنے تصرف مین لایا اور قتل عام کفار اردو کا حکم صادر فرمایا غرض کہ عورت اور مرد اور جوان اور بوڑھے اور غلام اور آزاد سے ستر ہزار آدمی قتل ہوے اور تحفۃ السلاطین کی

روایت سے دو ہزار ہاتھی اور تین سو ارابہ توپ اور ضربزن کی اور سات سو گھوڑے عربی اور ایک عدد سنگاسن مرصع سرکار
بادشاہی مین داخل ہوا باقی غنائم بہ امرا اور سپاہی متصرف ہوے سلطان محمد شاہ نے اس فتح کو بمقدمہ دوسرے فتوحات
کا سمجھکر موسم برسات کا قلعۂ مدکل مین بسر کیا اور اسکے بعد کہ خان محمد مع لشکر دولت آباد پادشاہ کے لشکر مین شریک ہوا
اور جمعیت عظیم بہم پہونچی کوچ کرکے بقصد قتل کفار قلعہ اودگی کیطرف روانہ ہوا اور رائے بیجانگر کہ آب تمہند رہ
سے عبور کرکے ظاہر قلعۂ اودگی مین اقامت رکھتا تھا اپنے بھانجے کو اسکی حکومت دیکر ولایت کے درمیان در آیا اور
لشکر اطراف وجوانب کو فراہم کرکے خزانہ اور ہاتھی اور تمام سامان بادشاہی بیجانگر سے طلب کیا اور سلطان محمد شاہ
خان محمد کی صلاح پر عمل کرکے تسخیر قلعہ کا عازم نہوا اور زبان مطالعہ تمام قلعون اور ممالک محروسہ مین ارسال کرکے
توپ اور گردہ بہت طلب کیے اور کارخانہ آتشبازی کا کہ بیشتر دکن کے درمیان مین شایع نہ تھا سرداری اسکی
مقرب خان ولد صفدر خان سیستانی کیطرف کہ امراے معتمد سے تھا رجوع فرمائی اور تمام رومی اور فرنگی کہ ملازم
اس لشکر منصورہ کے تھے مقرب خان کے تابع ہوے اور توپخانۂ عظیم آراستہ ہوا اور اس سبب سے
کہ آدمی وہان کے مشہور تھے کہ راتون کو چورون کی طرح دائرہ پر تاخت کرکے گھوڑے اور آدمی بہت ضایع
کرتے تھے اسواسطے مقرر ہوا کہ جمیع فیلان بیجانگر کو حسن آباد گلبرگہ مین لیجاوین اور امرا اور سپاہ اشیاے ضروری
فقط ہمراہ رکھین اور باقی کو پھیر دین اور طناب در طناب کھینچین اور لشکر کے دور مین ارابے توپخانہ زنجیر سے باندھکر
لوازم ہوشیاری اور بیداری مین کوشش کرین اسکے بعد بادشاہ نے اس آئین اور ترتیب سے حوالی قلعہ اودگی سے
کوچ کرکے نہر تمہندرہ سے عبور کیا اور ولایت بیجانگر مین داخل ہوا سلطان محمد شاہ وہ سلاطین ہی کہ بنفس نفیس
بقصد غزا ولایت بیجانگر پر فوج کشی کرکے مظفر اور منصور مراجعت کی اور جب بغرمیت نابت ورایخ اردوے
کشن راے کیطرف متوجہ ہوکر رایات اسلام اس مملکت مین جلوہ گر کیے کشن راے نے اپنے بزرگان درگاہ کو جمع
لاکر مسلمانون کی صف آرائی کیواسطے لوازم مشورت بیش پہونچائے آخر کش بات اسپر قرار پائی کہ بھوج مل راے
کہ سپہ سالار کفار تھا اپنی مان کیطرف سے راے سے نزدیک رکھتا تھا جیدہ اور خلاصہ لشکر لیکر افواج شاہی سے مقابل
ہوکر جنگ مین آمادہ ہووے اور راے بھوج مل نہایت غرور سے اس خدمت کا متعہد ہوکر راجہ سے بولا کہ اگر تیرا
حکم ہو مین مسلمانون کے بادشاہ کو زندہ خدمت مین حاضر کرون یا اسکا سر شمشیر کین سے جدا کرکے تیرے ملاحظہ
سے گذرانون کشن راے نے جواب دیا کہ دشمن کی زندگی کسی حال مین مطلوب نہین ہی اسکا مرنا بہ کیف بہتر اور انسب
ہی پھر بھوج مل راے خیل وحشم کی دلجوئی اور تسلی کرکے چالیس ہزار سوار اور پانچ لاکھ پیادے سے بادشاہ کے
مقابلہ کو روانہ ہوا اور حکم کیا کہ ہر روز امرا اپنی مجلسون مین حکم کرین کہ علماے براہمہ اپنی کتب دینیہ پڑھکر
مسلمانون کے قتل اور دفع کرنیکے ثواب سے خلائق کی خاطر نشان کرین اور جنگ پر اس جماعت کی ترغیب وتحریص
کرکے انکے اعمال قسم ذبح مادہ گاو اور ہتک حرمت اصنام اور قتل کفار اور ربت تسکنی ۱۲ بالبقرۃ من ہذا القبیل بیان کرین
اور جب اس طریق سے طی مسافت کرکے بین الفریقین بارہ کوس کا فاصلہ رہا سلطان محمد شاہ نے خان محمد اور سرنوبتیون کو
حکم فرمایا کہ نشان لشکر شمار کرین القصہ پندرہ ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ زیر قلم آئے از آنجملہ دس ہزار سوار اور بیس ہزار
پیادہ اور تمام کارخانۂ آتشبازی کا خان محمد کے ہمراہ کرکے پیشتر روانہ کیا اور چوتھی تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکورہ کو نورد

وقوع جنگ

بھوج مل

ظلمت کا آپسمین سامنا ہوا اور صبح سے سہ پہر تک مانند تلاطم امواج پر جوش و خروش آپسمین مشغول جنگ رہے
اور طرفین کے آدمی بہت مقتول ہوے موسی خان اور عیسی خان افغان کہ سمنہ اور میسرہ خان محمد کی آنسے قوی نسبت
تھی زخم تفنگ سے شربت شہادت کا چکھکر روضۂ رضوان مین داخل ہوے اور آن دونون سردار کی سپاہ متفرق ہونے سے
قریب تھا کہ چشم زخم افواج قاہرۂ اسلام کو پہونچے کہ ناگاہ سلطان محمد شاہ تین ہزار سوار مکمل سے ایک فرسخ سے جنگ گاہ پر
تاخت لایا اور خان محمد بادشاہ کے پہونچنے سے مطمئن اور قوی دل ہوا اور لشکر پراگندہ بھی اطراف و جوانب سے سمٹ آیا
اور مقرب خان نے توپخانے کو آگے بڑھا کر لوازم آتشبازی مین کوتاہی نہ کی سوار اور پیادگان کفار کو ضرب توپ و
بندوق سے مضطرب اور سراسیمہ کیا اور خان محمد کو پیغام کہلا بھیجا کہ افواج کفار کے پریشان خاطر ہونے سے زوال نے
اُنکے احوال مین راہ پائی ہے اگر حکم ہووے اردلے نکالکر مع بہادران جوانان خاصہ آنپر حملہ آور ہون اور خان محمد نے
ایک جماعت امراے مقرب خان کی مدد کیواسطے بھیجکر اشارہ کیا کہ جنگ مین مشغول ہووے اور خود بھی پیچھے سے
روانہ ہوا اور برق کی طرح ایسا تند گیا کہ کفار کو فرصت استعمال آلات آتشبازی کی نرہی شمشیر و خنجر لیکر مقابل
آئے بیت چکا چاک خنجر زمیدان کین ۔ بہفتم فلک شد زروے زمین ۔ اس درمیانمین فیل خان محمد کا کہ شیر شکار
نام رکھتا تھا فیلبانون کے حکم سے سرکشی کرکے بھوج مل رائے کی فوج پر گیا مگر اپنے مقام پر اُسکے ایستادہ ہونے سے تفرقہ نے
راہ نپائی تھی حملہ آور ہوا اور بھوج مل رائے کے ہاتھیون نے اُسے کام سے باز رکھا اور خان محمد اس مقدمہ سے واقف ہوکر
اور طرفون سے پانسو جوان ہمراہ لیکر بھوج مل رائے کے قلب لشکر پر متوجہ ہوا اپنے فیل کو دیکھا کہ عجائب و غرائب اور قلعون
انواع سے بلکہ ایسا قضیہ کبھی نظر مین نہ آیا تھا واقع ہوا وہ یہ ہے کہ فیل شیر شکار نے کہ فیلبان اُسکا مقتول ہوا تھا اور کوئی اُسکی
بیٹھ پر سوار نہ تھا خان محمد کے پہونچتے ہی لشکر اسلام کے پیش رو جاکر صفوف اعدا کو زیر و زبر کیا بھوج مل رائے نے زخم کاری
اُٹھا کر بھاگا اور امراے دیگر کہ جنگ مین مشغول تھے افواج قلب کو متکسر دیکھکر اُنھون نے راہ فرار نپائی اور ابھی شمشیر
غازیون کی غلاف سے برآمد نہوئی تھی کہ چھتر اور رایات بادشاہ سکندر اقبال کے نمودار ہوے حکم فرمایا کہ علامات جنگ
اور فتح کی جو مقتول ہوا کفار بیدین ہے اس بارہ مین مساعی جمیلہ بتقدیم پہونچاؤ پھر تو قتل کا بازار گرم ہوا مسلمانون نے
اسقدر اس امر مین کوشش کی کہ کوئی عورتون اور بچون شبہ خوارنمود سے جانبر نہوے اور سلطان محمد شاہ نے اس فتح کے بعد
ایک ہفتہ اُس مقام مین قیام کیا اور فیخانے کے اطراف و جوانب مین ارسال فرمائے اور جو چاہتا تھا کہ اپنے عہد و قسم
کو وفا کرے کشن رائے کے اردو کے قتل مین متوجہ ہوا اور اُنھون نے تاب مقاومت کی نہ لاکر خانمان عبرت نکبت کو برہم
مارا اور باوجود کثرت خیل و حشم پشت ادبار مین آوارہ ہوے اور ننگ و ناموس کا پاس مطلق نہ کیا
بیت کس گرفتار نام و ننگ مباد ۔ کوچۂ راہ و رسم تنگ مباد ۔ عاقبت الامر شاہ سکندر جاہ سلطان محمد شاہ
بہمنی قریب تین مہینے کے اُسکی جستجو مین متعاقب رہا جسوقت فرصت اور قابو پاتا تھا تیغ بیدریغ سے ہندو کی سرافشانی مین
مشغول ہوتا تھا یہانتک کہ کشن رائے عاجز ہوکر دارالملک بیجانگر کی طرف روانہ ہوا اور وہان کے پہاڑون پر جاکر
پناہ لی اور نولاکھ پیادے راہ مداخل اور مخارج و شوارگزارین مقرر کیے اور سلطان محمد شاہ کسی وجہ اُسکے تعاقب
سے باز نہ آیا اور بیجانگر کے نواح مین خیمے اور خرگاہ ایستادہ کرکے تمام افسرون کو مورچے تقسیم کیے اور
ہر روز شہر کے گرد بنیاد جنگ کی ڈالتا تھا لیکن شب کو کفار اردو مین آتے تھے اور دشنام دیتے تھے اور

سلطان محمد شاہ قریب ایک ماہ کے سعی موفورہ بجا لایا کہ اس شہر مین داخل ہوکر خواہش اور آرزو کے موافق عمل کرے کسیوجہ سے میسر نہوئی پھر مقام جملہ مین ہوکر آپ کو بستر ناتوانی پر ڈالا اور اس راز سے خان محمد اور مقرب خان کے سوا تیسرے کو واقف نکرکے طبل کوچ پر چوب ماری اور کشن رائے مسلمانون کے قتل اور تلافی خون ہنود کا عزم جزم کرکے دار الملک بیجانگر سے برآمد ہوا اور نہایت جوش و خروش سے موکب منصورہ کے تعاقب مین روانہ ہوا اور کفار ارباب اسلام کے آرد و کے پس و پیش تاخت کرکے ارابون کے کنارے جاتے تھے اور شور و غوغا بلند کرکے کہتے تھے کہ تمھارا بادشاہ مردہ ہی ہمارے برہمنون کی دعا مستجاب ہوئی ہم تم مین سے ایک متنفس کو نچھوڑینگے کہ وہ زندہ اپنے ملک مین پہونچین انکی روحین وطن جانیکی آرزو مین اس میدان لق و دق مین بھٹکی پھرینگی اور اس سبب سے کہ بادشاہ کوچ کے وقت سنگاسن مین استراحت فرما کر چادر سر پر ڈالتا تھا اہل اردو شاہ کی زندگی پر بدگمان اور مشکی ہوکر مضطرب ہوتے تھے اور خان محمد اور مقرب خان خلائق کو دلجوئی اور دلاسا کرکے کوچ پر کوچ جاتے تھے یہانتک کہ آب تہندرہ سے عبور کرکے ایک صحرائے مسطح اور ہموار مین پہونچے اور وہان مقام کیا اور کشن رائے بھی تین چار کوس کے فاصلہ پر اس منزل مین پہونچکر فروکش ہوتا تھا اور سلطان محمد شاہ نے تدبیر کو تقدیر کے موافق دیکھکر خلق کے دفع مظنہ کیواسطے نماز عصر کیوقت کو رحمت نازل ہوتی ہی بار عام دیا اور ایک لحظہ مجرائیون کے سلام مین مشغول ہوا اور پھر ضعف کا بہانہ کرکے دربار برخاست کیا اور سبکو جمیع امرا کو خلوت مین بلاکر حکم کیا کہ سپاہ کو مستعد اور مسلح کرین اور فلان موضع مین بعنوان محافظت اردو توقف کرکے منتظر قدوم ما بدولت رہین القصہ جب فرمان سپاہ حکم کے موافق کاربند ہوے سلطان محمد شاہ نے جنگی لباس زیب تن فرمایا اور آدھی رات کو فتح و نصرت کے شبدیز پر سوار ہوکر صحرائے موعود مین خرامان خرامان تشریف لے گئے اور ہر ایک کو ایک خدمت اور ایک سمت مین رجوع کرکے بقصد بیجانگر روانہ ہوے اور کشن رائے اور اسکے ارکان دولت ابواب جنگ مسدود ہونے سے غنیم کی خستہ حالی اور زبونی کو یقین کرکے تمام رات خوشی اور رقاصی مین مشغول رہے اسوقت خبردار ہوے کہ صبحکے قریب اطراف و جوانب سے آواز جان خراش یگیر و یکبش کی بلند ہوئی اور غازیون کی تکبیر و صلوٰۃ کا غلغلہ گنبد افلاک مین پہونچا اسکی برکت سے تمام کفار کا پانون قرار جگہ سے ہلگیا اور طریقہ فرار کا ناپاکشن رائے تفرقہ اپنی جمعیت مین دیکھکر سمجھا کہ فراہم لانا خیل و حشم کا نہایت دشوار اور محال ہی وہ بھی حمیت اور غیرت کو پس کرکے مفرورون پر سبقت کرکے ایسا بھاگا کہ بیجانگر تک کسی مقام مین باگ نہ موڑی اور سلطان محمد شاہ نے اسکے تمام خزانہ اور اسباب شوکت پر متصرف ہوکر چند منزل تک پیچھا کیا اور دس ہزار کفار ایک باگ موڑنے مین فی النار کیے اور سیکڑون کو مجروح کرکے ہلاکی نکی ذاتون سے برلایا اور ابھی تک آتش غضب کی حرارت اور غصہ کی شدت سے گھوڑے سے نہ اترا بیجانگر کے تیس چالیس کوس تک جس مقام مین آدمی کا نام سنتا تاخت کرکے شہرون کو ہلاک کرکے شہر خموشان بنایا بیجانگر کے معتبرون اور نامدارون نے جب یہ حالت مشاہدہ کی کشن رائے پر غیظ مین آکر سرزنش اور ملامت کی اور بولے کہ تیری رائے اور حکومت ہمپر شوم ہوئی تو نے مال و ناموس ہمارا برباد کردیا اور قریب دس ہزار کے برہمن مارے گئے رعیت سے نام و نشان باقی نرہا کشن رائے نے جواب دیا کہ مین بے مشورہ اعیان ملک مرتکب کسی امر کا نہین ہوا اور اپنے طابع مین کسی طرح کا اختیار نہین اور اب جو تم کہو مین مطیع و فرمان بردار ہون یہ بولے جیسا کہ تیرے باپ نے مسلمانان ترک سے لڑکر بادشاہ علاء الدین حسن کانکوی بہمنی سے موافقت کی تھی لازم ہی کہ تو بھی مسلمانون سے مدارا کرے کشن رائے نے یہ بات قبول کی الچیونکو سلطان

محمد شاہ کے حضور بھیجکر اوضاع سابقہ سے اظہار ندامت کرکے صلح کا طلبگار ہوا سلطان محمد شاہ نے اس سے انکار کیا اور ایک ندمائے گستاخ نے کہ اس دربار مین حاضر تھا معروض رکھا کہ بادشاہ نے قسم کھائی ہی کہ آٹھسو مسلمان کے عوض لاکھ ہندو قتل کرونگا اور یہ قسم نہین کھائی کہ ہنود کا تخم جہان سے اٹھاوین سلطان محمد شاہ نے ہنسکر اسکو کہا اگرچہ قسم کے دو جند ہندو کشی واقع ہوئی لیکن جبتک رائے بیجانگر ادائے زر سندیومیہ قوالان دہلی کا متعہد نہوگا مین کفار بقیۃ السیف کے گناہ معاف نکرونگا چنانچہ ایلچی اسکے جو اپنے مالک کی طرف سے وکیل مطلق تھے انھون نے قبول کیا اور اسی دربار مین وجہ برات وظیفہ ادا کیا سلطان محمد شاہ نے فرمایا وہ حرف کہ میری زبان پر جاری ہوا تھا نہین چاہتا تھا کہ لغو اور ضائع ہوکر صفحہ روزگار پر یادگار رہے الحمد للہ کہ جو کچھ مین نے اپنی زبان سے کہا تھا اسے بجالایا اور اپنا حکم جاری کیا اور قسم ہی خدا کی ایسا امر عجیب و غریب بادشاہان سابق اور حال سے کبھی صادر نہوا اور عقلا جانتے ہین کہ سبحت بمراتب دشوار اور طرفہ تر ولیم پٹن کے ابلغار اور ناگ دیو کے قتل ہونے سے تھی بیت امثال این غرائب وزین ہم غریب تر ہا بسیار کرد دولت این شاہ اوگر ایلچیون نے جب شاہ کو خوشوقت دیکھا عرض گزار ہوے کہ ہم بادشاہ کو اسوقت نہایت مشفق اور مہربان پاتے ہین اگر حکم عالی ہو وے راہ اخلاص سے دو کلمہ عرض کرین لہذا انھون نے اجازت پاکر عرض کیا کہ کسی دین مین روا نہین ہی کہ ایک بیگناہ کو ایک گنہگار کے عوض قتل کرین خصوص عورتون اور بچون کو اگر کشن رائے سے مسلمانون کی نسبت قلعۂ مدکل مین بے راہی واقع ہوئی ہی فرمایئے فقرا اور مساکین کا کیا گناہ تھا سلطان محمد شاہ نے فرمایا قلم تقدیر سے یونہین جاری ہوا تھا اور مجھے اسمین اختیار نہ تھا ایلچیون نے عرض کی کہ جو سابقہ عنایت مالک الملک نے نسبت خلاصہ ممالک دکن کے آپ کو ارزانی رکھا اور ممالک کرناٹک آپ کی مملکت کے جوار مین واقع ہوے یقین ہی کہ آپکو اور آپ کی اولاد کو مدت ہاے مدید ہمسائگی اس سرزمین کے ہوگی اور دنیا داروں کے درمیان مثل اس قضیہ کے شاید دو سرا وقوع مین آوے پس حال خلائق کا کیونکر ہوگا خیراندیشی اور صلاح حال رعایا اقتضا دہ کرتی ہی کہ طریقہ قتل فقرا اور مساکین کا درمیان مین نہووے سلطان محمد شاہ نے متاثر ہوکر فرمایا کہ مین خدا سے عہد کرتا ہون کہ بعد فتح اور معرکہ گذاری کسی شخص کے قتل مین نہ پھرونگا اور بعد میرے میرے فرزند بھی اس شیوۂ پسندیدہ پر عمل کرین چنانچہ اس تاریخ سے دکن مین شائع ہوا کہ جو شخص جنگ کے بعد دستیاب ہو اسکے قتل اور ہلاک مین اقدام نکرین اور بے سبب رعایا اور ضعفا کے قتل عام مین مشغول ہووین اور چب ایلچیون نے وجہ برات وظیفہ قوالان ادا کی سلطان محمد شاہ نے گنجائش دوسرے توقعات کی نہ دیکھکر از روے انصاف کوچ کرکے بلدۂ حسن آباد گلبرگہ مین آکر پھر اسی راہ سے منزل شیخ محمد سراج مین گیا اور کہا اس توکل کی برکتون سے کہ کارساز حقیقی کے لطف پر کرکے ابتداے سلطنت مین نقود خزانہ درگاہ جلیلہ اور عظیم سلطانہ مین مین نے صرف کیا تھا حق سبحانہ تعالی نے ایسے خزانے اور فتوح عظیم مجھے عنایت کیے اور دعاے خیر تمھاری میرے حق مین مبارک آئی پھر شیخ کو رخصت کرکے دارالامارۃ مین تشریف لیگیا اور پانچ روز سے زیادہ بستر استراحت پر تکیہ نہ فرمایا کہ رایات نصرت آیات اسکے دولت آباد کیطرف متحرک ہوے اور جو کہ اس ہنگام مین سلطان نے آپ کو عمدًا بیمار بنایا تھا اور کفار نے اردوے مسلط پر تعاقب کیا تھا جمیع ممالک محروسہ مین خبر اسکے فوت کی منتشر ہوئی مفتریان نے تھوڑے عرصہ مین طغیان اظہار کرکے نقارۂ عصیان پر چوب ماری

ازانجملہ جو کہ ولایت دولت آباد امرائے صاحب شان کے وجود سے خالی تھی اور تمام لشکر ولایت مرہٹ خان محمد کے ہمراہ بیجانگر کے سفر مین تھا بہرام خان مازندرانی نے کہ سلطان علاءالدین حسن کانکوئی بہمنی اُسکو فرزند کہتا تھا کونبو دیو مرہٹہ سردار باگیان کے اغوا سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور بعضے امرائے برار کہ اُسکے قرب وجوار مین تھے اُنھون نے بھی اپنے آدمی اُسکے پاس بھیجکر دم موافقت اور مصاوقت کا مارا اور بکلانہ کے راجہ نے بھی بحسب ظاہر پیغام محبت التیام بھیجکر امداد کی بشارت دی بہرام خان مازندرانی ان مقدمات خام پر فریفتہ ہوکر چند سال خراج خاصہ برار اور مرہٹ کا کہ سلطان محمد شاہ کے حکم کے موافق دولت آباد کے قلعہ مین نگاہ رکھا تھا متصرف ہوکر خیل وحشم کے فراہم کرنے مین مشغول ہوا اور اکثر بلاد اور پرگنات مرہٹ کو اپنے قبض وتصرف مین لایا اور اعوان وانصار تقسیم کیے اور سوار اور پیادہ سے بارہ ہزار آدمی فراہم کیے سلطان محمد شاہ نے بیجانگر کے اطراف مین یہ خبر سُنی اور اُسے اس مضمون سے لکھ بھیجا کہ جو خبرہائے ناخوش تیرے گوش زد ہوئین وسوسۂ شیطانی غالب آیا کر ایسے امر کے نہ پھرنا چاہیے اجتناب واجب ولازم ہے اور مناسب ہے کہ اب بھی مقام استغفار اور ندامت مین ہوکر اپنے اعمال ناشائستہ سے پشیمان اور نادم ہو کہ مین بھی تیرے گناہون اور تیرے تواعین کو نا کردہ معاف کرکے مواخذہ نکرونگا اور جرائم وزلات تیرے ساتھ عفو اور اغماض کے مقرون کرونگا اس نوشتہ کو بصحابت سید جلال حمید اور شاہ ملک جو مقربان درگاہ سے تھے دولت آباد (جمع زلل یعنی لغزش ۱۲) کی طرف بھیجا اور بہرام خان مازندرانی نے کونبو دیو سے اس امر مین مشورہ کرکے صلاح پوچھی اُسنے جواب دیا کہ سلطان محمد شاہ ایک بادشاہ قہار اور غیور ہے اور بصدور اس اعمال ناشائستہ کے کہ ہم سے سرزد ہوا کسی وجہ امین نہین ہوسکتے اور دولت آباد سا قلعہ سنگین ہمارے تصرف مین ہوا اور بکلانہ کا راجہ اور بعضے امرائے معتبر برار کے ہم سے موافقت رکھتے ہین اس صورت مین مین یہ صلاح دیکھتا ہون کہ بحکم الشرع ملتزم پر عمل کرکے اس کار سے ہاتھ نہ اٹھاوین اور ہمت مصروف رکھکر اس مہم کو بخوبی تمام انجام دیوین بہرام خان مازندرانی کو کونبو دیو کے افسون نے ایسا شیشے مین اُتارکر مبہوت اور مغرور کیا کہ بادشاہ کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھکر حلقۂ نصیحت کو زیب گوش نہ کیا اور سرکشی سر سے نہ اُتاری زیادہ تر استعداد قوت مقابلہ اور مقاتلہ مین کوشش اور اہتمام کیا سید جلال حمید اور شاہ ملک نے معاودت کرکے اطوار ناپسندیدہ اُنکے بادشاہ سے عرض کیے سُنتے اس حرکات ناپسندیدہ کے بعد سلطان محمد شاہ کے دلمین آتش غضب شعلہ زن ہوئی جب بیجانگر کے سفر سے دارالملک حسن آباد گلبرگہ کیطرف مراجعت فرمائی مسند عالی خان محمد کو مقدمہ روانہ کیا اور خود بھی پیچھے سے شکارکنان اُسطرف متوجہ ہوا نظم روان ہیراندیکران طرب شاہ ٭ شکار افگن شکار افگن وران راہ ٭ جہان خالی شد از صید چرندہ ٭ نماند اندر ہوا مرغ پرندہ ٭ القصہ جب مسند عالی خان محمد کو بادشاہ نے بیشتر لشکر تلنگیہ پیکر سے مقرر فرمایا تھا بہرام خان اور کونبو دیو اور بعضے متعلقان راجہ بکلانہ سے بہ قصد مدافعہ مسند عالی خان محمد کے قصبۂ پٹن کے اطراف مین روانہ ہوے اور کف بذل کشادہ کرکے بہت سپاہی واقعہ طلب کو اپنے روبرو بلایا اور مسند عالی خان محمد کہ سپاہی پیرانہ اور زمانہ کا گرم وسرد دیدہ نشیب وفراز دیکھے بھالے تھا جنگ مین نہ دیکھکر عین قصبۂ شنبوگانون مین فروکش ہوا اور بہرام خان مازندرانی اُسی عرصہ مین بقصد شبخون مسند عالی خان محمد کے دائرۂ فوج پر تاخت لیگیا اور جو کہ حریف ہوشیار اور واقف کار تھا کچھ کام نہ کرکے اپنے مقام مین پلٹ گیا اور مسند عالی خان محمد لشکر مخالف کی کیفیت وحقیقت کو بتپس دریافت کرکے جنگ مین جازم اور جازم ہوا اور سلطان محمد شاہ کو کہ کہستان ولایت اور سرحدود مین

شکار کے نشاط مین مشغول تھے پیغام دیا کہ اقبال شاہی اور خداوندی کی برکت سے جان نثار فلان تاریخ مین مخالفون کے سر پر جاکر مصاف کریگا لیکن اگر سایہ بلند پایہ بادشاہ اس احقر کے سر پر ہو بہتر ہوگا سلطان محمد شاہ نے شکارگاہ مین یہ خبر سنکر وصول لشکر اردو کی کہ صحراے قصبہ کنج مین نزول کیا تھا انتظار نہ کھینچکر مع ایک جماعت مخصوصان کہ عدد اُنکے تین سو سے بھی کم تھے عازم الیغار ہوا اور مقربان درگاہ نے بحر حیرت مین غرق ہوکر معروض کیا کہ مسند عالی خان محمد سے ایسا واضح ہوتا ہی کہ مخالفین کمال استقلال اور جمعیت سے رہتے ہین اگر بادشاہ عنان دست مدارا مین سپرد کرکے باہستگی تمام قلع مصافت کرے تو امرا اور سپاہ پہونچکر مع کوکبہ و طنطنہ بادشاہی دشمن کی بیخ کنی مین متوجہ ہون دین النسب اور بہتر ہوگا سلطان محمد شاہ نے التماس اُنکی پذیرا نفرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ مین چاہتا ہون آپ کو روز میعاد مین مسند عالی خان محمد کے پاس پہونچاؤن اور جو کہ تم کہتے ہو اہل اردہ سے مخالفت رکھتا ہی جسوقت ہزار سوار لیکر ممالک تلنگ مین کہ مسافت بعید رکھتی ہی جاکر اعدا کو سیاست پہونچائی اور نو ہزار سوار سے راے بیجانگر کو کوہ دشت مین مفرور کرکے آوارۂ ضلالت کیا اور شاد کام مراجعت کی یہ تین سو جوان دشمنان روباہ صفت کے دفع کے واسطے کافی ہونگے نظم ببین از کجا نا کجا ناختم ؛ بہ ویلم بیژن سر برافراختم ؛ بگلگون سپر دم عنان باز چون ؛ برانندم زبیجانگر بہوے خون ؛ برآیم چو برنشیت اسپ سیاہ ؛ نجوا ہد زمن کوہ البرز راہ ؛ یہ فرماکر شبدیز شبرنگ کو گرم عنان کیا جسوقت چار کوس چلکر قصبۂ بیژن مین پہونچا مسند عالی خان محمد نوجین آراستہ کرکے بہرام خان مازندرانی کے مقابل ہوا تھا لیکن جب خبر بادشاہ کے قریب پہونچنے کی خلائق کے گوش زد ہوئی متعلقان راجہ بکلانہ مہمیز گریز کو مراکب ہامون کی طرف پھیر کر بارک فاقت مخالفان ہوے اور سپاہیون نے راہ فرار کو فرار سے بہتر جانکر صرفہ جنگ مین نہ دیکھا بہرام خان مازندرانی اور کونبھ دیو نظر بخ روزگار کے منصوبہ سے تعجب مین رہے بے اسکے کہ مرتکب قتال وجدال ہون یا دور سے مسند عالی خان محمد کے بہادرون کی پشت کمان دیکھین روے معرکہ سے بھاگ کر سبرعت بجلی اور ہوا کی طرح قلعہ دولت آباد مین پہونچے اور سلطان محمد شاہ اُسوقت کہ مسند عالی خان محمد کے ہمراہی مخالفون کے اُردو کی غارت مین مشغول تھے مع ایک سوار اور ستر جوان وعدہ گاہ مین آیا دست و دشمن اُسکی شجاعت اور جوانمردی پر آفرین خوان ہوے اور مسند عالی خان محمد کے التماس کے بموجب وہ دن اور شب آخر کو پہونچا کر دوسرے دن صبح کو بھیر باخت کی اور شام کے قریب دو کوس دولت آباد سے پہونچکر قلعہ کے محاصرہ کی فکر مین ہوا بہرام خان مازندرانی اور کونبھ دیو سر خواب مستی اور غرور سے برآوردہ کرکے حیران اور عاجز ہوے اور اُسی شب کو تبدیل لباس کرکے شیخ زین الدین سے کہ دولت آباد مین رہتے تھے جاکر عرض کی نظم کہ ای از رخت راحت دل پدید ؛ زبان تو ہر مشکلی را کلید ؛ چہ تدبیر کان شاہ گردن فراز ؛ بیاورد بر ما چنین ترکتاز ؛ اگر آپکا حکم ہو قلعہ مین داخل ہوکر اعلام مدافعہ بلند کرون اور جو کوئی امرا اور ہمارے حال کے سزاوار ہو ارشاد فرمائیے تو اُسکے موافق عمل کرون شیخ نے فرمایا جو تم میرے پاس پناہ لائے ہو اور مجھسے اپنی خوبی اور نیکی کے بارہ مین مشورہ کرتے ہو بمقتضاے المستشار مؤتمن جو کچھ بہبود تمھارے حق مین ہی کہتا ہون قلعہ مین درآنا اور دروازہ اُسکا بند کرکے قلعہ بند ہونا احتیاط اور عاقبت اندیشی سے بہت بعید ہی مناسب ہی کہ اپنے زن و فرزند ہمراہ لیکر مال و اسباب سے قطع نظر کرو اور توقف اور تامل کو لوازمہ ہلاکت کا جانکر اسی ساعت

راستہ گجرات کا لوانھون نے شیخ کی منزل مین بیٹھکر آدمی اپنی زن و فرزند کی طلب مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ جریدہ بسبیل استعجال آؤ تو شیخ کی زیارت سے مشرف ہوکر اُنکی انفاس متبرکہ سے طلب مدد ہمت کرکے پھر قلعہ مین داخل ہون متعلق اور ملازم اُنکے جو محل اعتماد مین تھے اصل معاملہ سمجھکر اُسیوقت تمام گھوڑون کو ساز و یراق سفر سے درست کرکے اور مردم مزدوری کو سوار کرکے شیخ کے مکان مین لائے اور شیخ نے دست مبارک اپنا بہرام خان مازندرانی اور کونبھو دیو کی پیٹھ پر پھیرا اور یہ وعدی کہ بتوفیق سبحانہ تعالیٰ سلامتی تمھاری شاملحال ہوگی اور یہ گجرات کیطرف متوجہ ہوے اور سلطان محمد شاہ اُنکے فرار سے آگاہ ہوا علی الصباح مسند عالی خان محمد نے چار سو جوان دو اسپہ اور سہ اسپہ ہمراہ رکاب لیکر گجرات کی سرحد تک تاخت فرمائی جب مفرورون کے سر پر نہ پہونچا نہایت غضبناک اور خشمگین ہوکر دولتیانہ کی طرف بازگشت کی اور یہ مبحث رنجش اور کلفت سابقہ کی باعث ہوئی کسواسطے کہ قبل اسکے یعنی ابتداے سلطنت مین تمام مشائخ دکن نے سلطان محمد شاہ سے حاضر اور غائب مین بیعت کی تھی مگر حضرت شیخ زین الدین نے شرب خمر اور ارتکاب بعضے مناہی کے باعث بادشاہ سے بیعت نہ کی اور فرمایا کہ خلائق کی بادشاہی کے لائق وہ شخص ہے کہ حفظ شعار ملت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوشش کرکے سراً اور علانیۃً مناہی کے گرد نہ پھرے پھر اسی چند روز مین سلطان محمد شاہ نے آدمی شیخ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ میرے دربار مین حاضر ہو یا میری خلافت پر بیعت کرکے نوشتہ اپنے خط خاص سے لکھ بھیج شیخ نے جواب دیا کہ ایک وقت کسی تقریب مین اتفاقات سے ایک دانشمند اور ایک سید ایک ہیجڑا کفار کے دست تظلم مین گرفتار ہوے اور کفار نے اپنے توابعین کو ان تینون شخصون کے حق مین یہ حکم دیا کہ ان تینون کو بتخانہ مین لیجاؤ جو شخص کہ بت کو سجدہ کرے اُسے جان کی امان دو اور جو شخص انکار کرکے عذر پیش کرے اُسکی فوراً تیغ ظلم سے گردن مارو دانشمند آیہ کریمہ پر عمل کرکے بت کا سجدہ بجالایا اور سید نے بھی دانشمند کی روش اختیار کرکے کفار کے فرمانے پر اقدام کیا لیکن جب ہیجڑے کی نوبت آئی بولا مین تمام عمر اعمال نامناسبہ مین مشغول رہا ہون نہ عالم ہون اور نہ سید کہ پناہ مین ان دو امر کے ایسا کام کرون پھر فضل ہونا اپنا گوارا کرکے بت کا سجدہ قبول کیا اب میرا بھی قصہ بعینہ اُسی ہیجڑے کے قصہ کے موافق ہے کہ تیرے ظلمون کا متحمل ہونگا لیکن نہ تیری مجلس مین حاضر ہونگا اور نہ تیری خلافت کا اقرار کرونگا سلطان محمد شاہ غضب مین آیا اور شیخ کو تکلیف دی کہ میرے شہر سے نکلجاوے چنانچہ شیخ بلا توقف و درنگ اپنا مصلے دوش پر ڈالکر شیخ برہان الدین کے روضہ کیطرف متوجہ ہوا اور عصا اُسکی مسند کے پیچھے زمین مین گاڑکر مصلے بچھایا اور بیٹھا اور کہا اب دیکھون کون مرد مجھے یہان سے اٹھاتا ہے بادشاہ شیخ کے اصرار کو مشاہدہ کرکے اُس شدت سے کہ کی تھی پشیمان ہوا اور اپنے ہاتھ سے یہ مصرعہ لکھکر صدر الشریف کے ہاتھ شیخ کے پاس بھیجا مصرع من زان توام تو زان من باش شیخ نے کہلا بھیجا اگر سلطان محمد شاہ غازی حفظ مراتب اور مراسم شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کوشش کرے اور شراب کی بھٹیان ممالک محروسہ سے مسمار کرکے اپنے باپ کی سنت پر عمل کرے اور خلائق کے روبرو شراب نہ پیے اور فاضلون اور عالمون اور صدور کو امر کرے کہ امر معروف و نہی منکر مین جہد جمیل کرین زین الدین فقیر سے زیادہ تر کوئی اُسے دوست نہ رکھیگا اور یہ رباعی اپنے دست حق پرست سے تحریر کی رباعی نامن بریم بجز نکوئی نکنم ۔ جز نیک ولی و نیک خوئی نکنم ۔ آنستا کہ بجاے ما بدیہا کردند ۔ نا دوست رسد بجز نکوئی نکنم ۔ سلطان محمد شاہ نے خطاب غازی سے کہ زبان اقدس شیخ پر جاری ہوا تھا نہایت شاد اور

خوشحال ہوکر حکم فرمایا کہ اسے میرے القاب بڑھون کرین اور بغیر اسکے کہ اسوقت مین درمیان انکے ملاقات واقع ہووے حکومت مرہٹ کی مسند عالی خان محمد کے مسلم اور مفوض رکھکر حسن آباد گلبرگہ کی طرف تشریف لیگیا اور شراب فروشی کی دوکانین جمیع ولایت سے اپنے دور کرکے نرویج شریعت غرا مین مساعی جمیلہ مبذول رکھے اور دکن کے چورون اور مفسدون کو جو مشہور تھے اور رہزنی اور ڈکیتی کو اپنا شعار اور دثار کرکے مسافرون اور قافلون کو لوٹتے اور مارتے تھے ہمت اُنکے دفع کیواسطے مصروف کی اور چارون سمت کے اُمرادارون کے نام فرامین صادر فرمائے کہ ہر ایک اپنے اپنے علاقہ اور حدود چورون اور رہزنون کی لوث سے پاک اور صاف کرین اور چھوٹے اور بڑے کے سر عبرت اور مجرے خدمت کے واسطے حضور مین حاضر کرین اس بارہ مین تاکید مزید اور تقدغن شدید معلوم کرکے حسب المسطور عمل مین لاوین چنانچہ چارون طرفدارون نے حکم کے موافق بدمعاشون کے مسکنون مین جاکر چھ یا سات مہینے کی مدت مین ایک اتراس گروہ واجب القتل والدمع کا نہ چھوڑا اور ملا واؤد بیدری کی روایت سے واضح ہوتا ہی کہ چھ مہینے کے عرصہ مین بیس ہزار سر رہزنان خود سرا و چورون اور بدمعاش کے تن ناپاک سے جدا کرکے اطراف و جوانب سے حسن آباد گلبرگہ مین لائے اور شہر اور بیرونجات مین چار دانگ طرف جو ترہ سر ہائے ملاعین سے باندھکر سیاست اور ضبط محمد شاہی جہانگیر کیا اور راہین امین اور اہل اسلام کے دل راہزنون کے دست برد سے مطمئن ہوے اور سلطان محمد شاہ غازی نے جب ایسے کام محض شیخ زین الدین کی خوشنودی اور رضامندی کیواسطے ظہور مین پہونچائے اسوجہ سے ہمیشہ شیخ سے ابواب مراسلات اور مکاتبات مفتوح رکھکر مصادقت اور مخالصت کے لازمہ بجالاتا تھا اور شیخ بھی امر معروف و نہی منکر سے اسکی خوشحال ہوکر ہمواره مکاتبات دوستانہ تحریر فرماتے تھے اور شرائط پند و وعظ و نصیحت مین بھی دریغ نکرتے تھے اور اس سبب سے کہ راے بیجانگر اور تلنگ اور تمام زمینداران دکن شاہراہ اطاعت اور فرمان برداری پر ثابت قدم و راسخ دم ہوکر سال مقررہ کے ارسال مین تخلف اور تجاوز روا نہ رکھتے تھے ریاض ملک و ملت اور چمن دین و دولت ہمارہ خلائق معارض جاے بازگشت آخرت سے پاک ہوا اور سلطان محمد شاہ غازی لشکر کشی کو بر طرف کرکے جہانگیری مین نہ مشغول ہوتا تھا لیکن ہر سال ایک سمت اطراف اربعہ مین سوار ہوکر تین چار مہینے اوقات شریف کو صرف شکار کرتا تھا اور جسطرف کہ شکار کے واسطے جاتا تھا سپہ سالار دہان کا تحف و ہدایا گذرانتا تھا اور بادشاہ کو دار الملک مین پہونچاکر مغز اور مکرم ہوکر بازگشت کرتا تھا اور خرد و بزرگ اور وضیع و شریف دکن اس بادشاہ کے عہد عدالت مہد مین امن و امان سے زندگانی کرکے عیش و کامرانی کے سوا کچھ کام نہ رکھتے تھے اور اُسکے وجود باجود کو نعمت عظمی جانکر شکر واہب العطایا پیش پہونچاتے تھے لیکن جو داب اور قاعدہ گرگ اجل کا ہی کہ ہر دم ایک یوسف کو بھاڑتا ہی اور ہر لحظہ ایک یعقوب کو حزن و ملال مین مبتلا کرتا ہی پنجہ اُسکے صید حیات مین مارکر ذیقعدہ کی نوین تاریخ ۷۶۶ سنہ سات سو چھیاسٹھ ہجری مین عشرت سراے جہان بیوفا سے یکیا اور اہل جہان کو چند روز بسنر گریہ و زاری مین ڈالا اور رقم فراغت اور رفاہیت کی صفحہ احوال دکنیون سے ناخن غدر کی نوک سے حک کی اور اُس غفران پناہ کو باب کے پہلو مین خاک عدم مین پیوند کیا زمانہ نے آیت یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اُسکی تربت پر لکھی نظم خوشا بادشاہی کہ چون او گذشت ؛ از و باز ماند چنین سر گذشت ؛ در ایام دولت بود دوستکام ؛ بہنگام رحلت بود نیکنام ؛ سراج التواریخ کی روایت سے بمقتضاے ورفعنا بعضہم فوق بعض جسقدر ہاتھی اور خزانہ

کہ سرکار سلطان محمد شاہ غازی بہمنی مین جمع ہوا تھا اُسکے بعد کسی سرکار شاہان بہمنیہ مین بہم نہ پہونچا کسواسطے کہ اُسکے عہد مین سرکار خاصہ مین تمام قسم کے چھوٹے اور بڑے اور نر اور مادہ سے تین ہزار فیل شمار مین آئے اور زمانہ مین دوسرے بادشاہون کے ہرگز سرکار خاصہ مین دو ہزار ہاتھی بھی نہ تھے اور اسیطرح اُسقدر خزانہ کہ اُسکے عہد مین نشان دیتے ہین دوسرے زمانہ مین اُسکا نصف نہ تھا اور یہ بھی اُسی کتاب مین لکھا ہی کہ بادشاہان دہلی اور شاہان بہمنیہ وغیرہ جو سلطان محمد شاہ بہمنی غازی سے بیشتر اور اُسکے بعد اقلیم دکن پر فرمان روا ہوے ایسی فتوحات رائے کرناٹک کے سر پر نہین لائے اور معلوم نہین کہ اسکے بعد بھی ایسا قصہ حکام اُس ولایت کو پیش آیا ہو قصہ کوتاہ جو ہاتھی کہ سرداد اور زبردست اُس مملکت کی مدت دراز مین افطار دارالمصار ہندوستانی سے بہ مساعی جمیلہ فراہم لائے تھے یکقلم سلطان محمد شاہ بہمنی غازی صاحب طالع کی تصرف مین آئے اور اکثر خزائن اور اسباب مجموعہ سات سو برس اُس خاندان کا کہ جو سرکار سلاطین بزرگ مین مثل اُسکے بہت کم میسر آیا ہوگا تاراج حوادث مین گیا اور اول سے آخر تک پانچ لاکھ کے قریب گاؤ رعیت اور سپاہی اور شہری اور دیہی اور سوداگر اور مجاور اور رندکر اور رمونث علف تیغ خون آشام غازیان عظام ہوے مملکت کرناٹک نے ایسی صفت ویرانی کی قبول کی قرنہاے دراز مین حالت اصلی پھر نہ آ دیگی ایام سلطنت سلطان محمد شاہ بہمنی غازی سترہ برس اور نو مہینے اور پانچ دن تھے

پیکار مجاہدہ کا کمر پر باندھنا قلم مشکین رقم کا بیان کیفیت احوال فرخندہ فال شاہ جم دستگاہ سلطان سمس المجاہدہ شاہ بہمنی مین اور قتل ہونا اُسکا بیجاپور سے معاودت کے وقت آغاز جوانی مین

مورخان دانشور نے بقلم مشکین اثر صفحہ بیاض زمانہ پر اسطرح منقش اور مرقوم کیا ہی کہ سلطان مجاہدہ شاہ بہمنی نواسہ ملک سیف الدین غوری کا تھا اور باپ کے بعد تخت دکن پر جلوہ گر ہوا اور وہ خورشید رو اور قوی ہیکل اور متناسب اندام مین اپنے تمام اقوام سے ممتاز و مستثنیٰ تھا اور قوی جثہ اور فربہ اور صاحب قوت تھا اور جلادت اور شجاعت مین عدیل و نظیر نرکھتا تھا اور زبان ترکی خوب بولتا تھا اور مدار مصاحبت اور مجالست اُسکا ترکون اور یارسیون پر تھا اور لڑکپن سے تیر و کمان کا شوق رکھتا تھا اور حرف اُسکا سوائے شمشیر و نیزہ و خنجر کے نہ تھا جیسا کہ ناظم بہمن نامہ اُسکے مدح مین کہتا ہی نظم زگہوارہ چون پاے بیرون نہاد ۔ بہ تیر و کمان دست و بازو کشاد ۔ بسے تند و گردن کش و پیل زور ۔ کہ نشنید گفت کسے وقت شور ۔ چنان بر سر کنگرہ میدوید ۔ کہ انگشت حیرت فلک میگزید ۔ اور آوان کودکی مین ایک شب کو خزانہ پدر توڑ کر چند بدرہ زر سرخ اور سفید اُٹھائے اور لڑکون کو جو ساتھ کھیلتے تھے تقسیم کرکے اُنھین خوش کیا اور خزانچی نے صبح کو اسکی کیفیت سلطان محمد شاہ غازی سے اظہار کی سلطان محمد شاہ اس جسارت اور بے ادبی سے نہایت آزردہ ہوا اور آثار غضب کے چہرہ پر ظاہر کرکے مبارک تنبول دار یعنی گلوری ساز خاصہ کو اُسکے طلب مین بھیجا شاہزادہ حاضر ہوا باپ کا احوال دگرگون پایا جو کوئی علاج نہ بن آتا تھا تسلیم کرکے باادب ایستادہ ہوا اور باپ نے قہر و غضب مین آنکر کئی چابک اُسے مارے کہ جسم نازنین اُسکا مجروح ہوا سلطان مجاہد شاہ نے شکایت مبارک تنبولدار کی اپنی والدہ سے کرکے بالتقریر کی کہ اگر وہ مجھے اس معاملہ سے خبر کرتا مین آپکو شفیع کرتا یا وہ وقت ٹالکر دوسرے وقت کہ حضرت ولی نعمی کی آتش غضب ساکن ہوتی دربار مین حاضر ہوتا اُسنے جواب دیا کہ مبارک تنبول دار خاصہ کا اس امر مین کچھ گناہ نہین ہی بادشاہ کا حکم تھا

مجاہد شاہ نے جب یہ سُنا خاموش ہوا بلکہ سکوت اختیار کرکے حرم سرا سے باہر آیا اور بغض کے آثار ہرگز ظاہر نہ کیے اور مبارک تنبول دار خاص پر حسب ظاہر نظر عطوفت بدرجۂ نہایت مبذول فرماتا تھا اور بعد ایک ہفتہ کے کوئی تقریب اُٹھاکر غایت تری سے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ تو نہایت شہزور ہی اور علم کشتی مین قوت اور مہارت تمام رکھتا ہی اور زبردست پہلوانون کو کشتی مین زیر کرتا ہی آ ہم اور تو کشتی کرین مبارک تنبول دار جو اُسکی خفگی اور آزردگی سے خبر نہ رکھتا تھا اور شاہزادہ کم سن چہاردہ سالہ اور یہ تیس برس کا جوان اپنی قوت پر مغرور تھا یہ امر قبول کیا اور تال ٹھوک کر اُسکے مقابل ہوا شاہزادہ نے اُسے اُٹھاکر اسطرح سے زمین پر دے مارا کہ جبر اُسکی گردن کا شکستہ ہوا اور لحظہ مین مرغ روح اُسکا قفس تن سے پھڑک کر دار البقا کے آشیانہ کی طرف پرواز کر گیا القصہ سلطان مجاہد شاہ تیس برس کے سن مین تخت دکن پر اجلاس کرکے دولت آباد مین آیا اور شیخ برہان الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی زیارت سے مشرف ہوا اور دست ارادت شیخ زین الدین کے ہاتھ مین دیکر اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی اور چونکہ مسند عالی خان محمد کے استقلال سے متوہم تھا اعظم ہمایون کو طرفدار دولت آباد کرکے مسند عالی خان محمد کو معزول کیا اور کشن رائے والی بیجانگر کو لکھا کہ قلعے اور بلاد مابین آب کشنہ اور آب تمندرہ ہمارے تمھارے درمیان مشترک ہین اس سبب سے بین الفریقین ہمیشہ نزاع اور گفتگو واقع ہوتی ہی صلاح یہ ہی کہ آب تمندرہ کو سرحد کرین آب سیت بندر رامیسور کے اُسطرف تمھاری تصرف مین رہے اور آب شرقاً اور غرباً کے اُسطرف ہمارے زیر نگین ہووے اسصورت مین لازم ہی کہ قلعہ نیکاپور اور بھی قلعے اور بلاد ہمارے ملازمان درگاہ کے سپرد کرو تو یہ نزاع زائل ہونے سے مخالصت اور موافقت کا طریق مسلوک ہووے کشن رائے نے اُسکے درجواب لکھا کہ قدیم الایام سے قلعہ رائچور اور مدخل آب کشنہ کے ساحل تک راجان بیجانگر کے تحت مین تھا مناسب یہ ہی کہ آب کشنہ کو حد کرکے قلاع مذکورہ کو ہمین واگذاشت کرین اور وہ ہاتھی کہ بعضے امرائے کنہر کے رشوتی سے سلطان محمد شاہ غازی تصرف مین لایا تھا پھیر دین تو کدورت ہمارے آئینۂ قلب کی ساتھ صفائی کے مبدل ہو سلطان مجاہد شاہ نے جب یہ جواب دور از کار سُنا نہایت ناراض ہوا اور ہاتھ باپ کے خزانہ مین دراز کرکے خیل وحشم کے آمادہ اور فراہم کرنے مین مشغول ہوا اور تختگاہ اور جمیع ممالک محروسہ کو ملک نائب سیف الدین غوری کو کہ جد مادری اُسکا تھا عہدۂ ضبط کے واسطے رجوع فرمایا اور بیجانگر کے سفر کی عزیمت کرکے احضار لشکر کے واسطے حکم دیا اور جسوقت لشکر دولت آباد اور بیدر اور برار حسن آباد گلبرگہ مین آنکر بساط بوس کے شرف سے معزز ہوا سلطان مجاہد شاہ پالسو فیل کوہ تمثیل اور تمام خزانہ ہمراہ لیکر پایۂ دولت رکاب سعادت مین لایا اور شکار کرتا ہوا آب تمندرہ سے عبور کرکے قلعہ ادونی مین پہونچا اور جو کہ وہ قلعہ دکن مین عدیم المثال ہی اُسکی تسخیر کا راغب ہوا صفدر خان سیستانی کو مع سپاہ برار اُسکے محاصرہ کیواسطے مقرر کیا اور امیر الامرا مہادر خان اور اعظم ہمایون کو مقدمہ روانہ فرمایا اور جو سُنا تھا کہ کشن رائے پرگنہ گنگاولی مین آب تمندرہ کے ساحل پر مقیم ہی خود بکمال آہستگی اور وقار پیچھے سے اُسطرف متوجہ ہوا اور کشن رائے قرب پہونچنے امرائے ہراول اور بادشاہ کی روانگی سے آگاہ ہوکر قتال و جدال مین آمادہ ہوا اس درمیان مین بعضے زمینداروں کی زبانی یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ ایک شیر عظیم الجثہ کہ جسکی سختی اور دبدبہ سے شیر فلک بیشۂ آسمان مین قدم نہین رکھ سکتا اور گاؤ سپہر مرغزار خضرا مین اُسکے پنجہ کی دہشت سے دم نہین مار سکتی فلان بیشہ مین مقام رکھتا ہی اُسکے شر سے اطراف و نواحی ویران ہوا اور زمیندار اور رعایا اُسطرف کے تردد اور تحمل بیجا سے بار رہے سلطان مجاہد شاہ اُس شیر کے شکار کو

بنفس نفیس اس بیشہ کی طرف متوجہ ہوا اور بعد قرب وصول کے حکم دیا کہ کوئی شخص بلا حکم اور بے رخصت ہمارے
بیشہ مین داخل نہووے اور خود سات پیادہ ہمراہ لیکر جب جنگل مین داخل ہوا شیر نے آدمیون کو نظر قہر سے دیکھکر
نعرہ مارا اور ہمھا کر انکی طرف متوجہ ہوا سلطان مجاہد شاہ نے ہمراہیون کو آلات خارجہ کے استعمال سے کہ مراد بندوق اور
کاربین و تیر سے ہی منع کیا اور خود شیر کے روبرو گیا اور اول تیر جلبہ کمان مین جوڑکر مارا خطا نہ کی اسکے پہلو مین در آیا
شیر فوراً ٹوٹکر مرگیا اور مطلق اپنی جگہ سے نہ ہلا نظم کمان ازکمین گاہ باز کشید ✣ بیک تیر ہیولش از ہم درید ✣ سران سپہ
از بسیار و بمین ✣ زبان برکشادند بر آفرین ✣ کہ گیتی ندیدہ چو تو شہریار ✣ پس از رستم و بعد اسفندیار ✣ سلطان مجاہد شاہ
نے فرمایا مین نے اپنے دلمین عہد کیا تھا کہ مین پہلے تیر اسپر پھینکون اگر اسکے سبب سے نگرے تو شمشیر و خنجر سے اسکا کام تمام کرون
اسنے ایک تیر مین ہلکر پانی نہ پیا آیا تیر اسکے کونسے عضو مین لگا کہ جسکے صدمہ سے اپنے مقام سے جنبش نہ کی فرمایا کہ تیر کھینچکر
اسکا نشکم چاک کرکے دیکھو کہ تیر اسکے کونسے بند اور جوڑ مین پیوست ہوا ہی اور جو کہ وہ امرا امرائے دکنی سے تھے دکھنی
اور کبھی مرغ کا بھی شکم نہ شگاف کیا تھا متامل ہوے جب اُنسے توقف ظاہر ہوا سلطان مجاہد شاہ خود جہد کرکے اس امر کا
مرتکب ہوا اور طرفۃ العین مین شکم اسکا پھاڑکر بنظر غور دیکھا کہ بحسب اتفاق تیر اسکے دل اور جگر مین بیٹھا تھا خلاصہ یہ کہ
اس خبر کی انتشار اور شیوع سے قلوب کفار بیجانگر بیجا ہوے رعب و ہراس اُنکے دلون پر غالب ہوا اور باوجود اسکے کہ
لشکر وافر ترتیب جنگ کے واسطے بیجانگر سے پیشتر روانہ ہوا تھا اس ارادہ سے باز آئے اور یہ تجویز کی کہ جنگلہاے
دور دراز مین بھاگ کر پناہ لین اگر سلطان مجاہد شاہ تعاقب کرے پیادگان توپچی اور کماندار ارباب اسلام کے قتل
و ہلاک مین کوشش کرین پھر شہر بیجانگر بزرگان کفار کے حوالہ کرکے خود اُس شہر کے جنگل جنوبی کیطرف متوجہ ہوا اور جو کہ
سلطان مجاہد شاہ نے شہر بیجانگر کی بہت تعریف سُنی تھی کوچ پر کوچ کرکے وہان گیا لیکن اسوجہ سے کہ اُس شہر کے درمیان
مین بہت پہاڑ واقع تھے اور مداخل اور مخارج کے راستے مستحکم کیے تھے اور اس شہر کے اطراف مین بھی پہاڑ اور راہین دشوار گذار
حد و حصر سے باہر تھین عازم اُسکی تسخیر اور تخریب کا نہوا کشن راے کا پیچھا کیا وہ بیراہہ اور جنگل کے درمیان سے سیت بن
رامیسر کی طرف روانہ ہوا اور سلطان مجاہد شاہ اُسکے نشان پر راہی ہوا جس مقام مین جنگل گنجان واقع ہوتا تھا درختون کو کٹوا کر
ایک شارع عام کہ اُسکا عرض سو گز سے کم نہو کھولتا تھا اور پانچ چھ مہینے کامل کشن راے کا تعاقب کیا اور کشن راے
جابجا نقل اور تحویل کرکے ہرگز مقابلہ سلطان کا نکرتا تھا ہر چند دلنوازی اور مفرمین سلطان سے عرض کرتے تھے کہ اس
تعاقب مین کچھ فائدہ نہوگا سلطان نے مطلق اُنکی فہمائش گوش ارادت سے نہ سُنی اور اسیطرح قطع اشجار و تاراج و غارت
مین کوشش کرتا رہا اور کشن راے کے تعاقب سے باز نہ آیا یہانتک کہ اُسکے اقبال نے اپنا فروغ دکھایا اور کشن راے کے اکثر فرزند
اور عزیز بیمار ہوے حکما کہتے تھے کہ یہ امراض درختون اور زیر اشجار کے آب کی تاثیر سے ہین کشن راے نے کہا میرا گمان یہ تھا کہ جنگل کی
آب و ہوا کی ناموافقت سے سلطان مجاہد شاہ بھاگے گا اب قضیہ برعکس ہوا مجھے راہ فرار نا پیدا پس ناچار اور بے علاج ہوکر بیراہہ سے
آپکو بلدۂ بیجانگر مین پہونچایا اور راستون کو محافظت سے مضبوط کرکے جمیع امرا اور سپاہ کو شہر مین در لایا اور خود ایک
قلعہ مین کہ اُس شہر کے قریب ایک پہاڑ پر واقع ہی قلعہ بند ہوا اور سلطان مجاہد شاہ سیت بن رامیسر مین پہونچا جمیع امرا کو
کشن راے کے تعاقب کے واسطے شہر بیجانگر کی سمت روانہ کیا اور خود امیر الامرا مبارز خان اور پانچ ہزار سوار
جریدہ لیکر سیت بن رامیسر کی طرف کہ بیجانگر سے اُس مقام تک چھ سو کوس کا راستہ ہی سیر و تماشا کی نیت سے

متوجہ ہوا اور منزل مقصود مین پہونچکر اُس مسجد کو کہ امرائے سلطان علاء الدین خلجی دہلوی نے تیار کی تھی اُسکی مرمت مین مصروف ہوا اور بتخانون کو ویران اور مسمار کرکے بعجلت و سرعت تمام بلدۂ بیجانگر مین پہونچا اور اسکے سوا ابتک کسی بادشاہان اسلام نے ایسی خرابی نہ کی تھی اور جو شہر بیجانگر دو راستہ رکھتا تھا ایک اُسمین نہایت وسیع لائق عبور لشکر کے اور دوسرا نہایت کوچک و تنگ اور راہ وسیع مین سرکوب یعنی دمدمہ اور کمین گاہین بہت تھین اور بندوقچی بہادرون اور قلیل یعنی سرہاے پر برگزیدہ ہوکر کسی غنیم کو اُس راستہ سے بفراغت شہر مین داخل نہونے دیتے تھے اسلیے سلطان مجاہد شاہ اردو یعنی لشکر کو باہر چھوڑکر راہ تنگ سے کہ اُسکو سودرہ کہتے تھے بقصد جہاد مع خیل و حشم جریدہ شہر مین در آیا اور سودرہ کے دہنہ کو مع چھ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار اپنے عم داؤد خان کے سپرد کیا اور کشن رائے سلطان مجاہد شاہ کی جرأت پر واقف ہوکر لحظہ بہ لحظہ سوار و پیادہ مستعد کارزار کو لشکر اسلام کے مدافعہ کے واسطے بھیجتا تھا اور سلطان مجاہد شاہ محلات کے اندر گیا اور اُن محلون کو مسمار کرکے آگے بڑھا یہانتک پہونچا کہ اُس پانی کے کنارہ فاصل تھا درمیان اُس قلعہ کے کہ رائے مذکور اُس مقام مین رہتا تھا اور اُس دریا کے کنارے اور پہاڑ کے اوپر ایک بتخانہ طلا مرصع بجواہر نفیسہ سے کہ ہنود اُسکو سرپرنگ کہتے تھے اور بہ لغت زبان کنہری مین کنتر عنبر چہ مرصع کو بولتے ہین اور جو وہ بتخانہ سراسر مرصع تھا اس سبب سے اُسے ساتھ اس نام کے موسوم کیا تھا سلطان مجاہد شاہ اُسکا سر توڑنا جہاد اکبر جانکر اُس پہاڑ پر برآمد ہوا اور اُسے مسمار کرکے اُسکے طلا اور جواہر پر متصرف ہوا اور لشکر کفار نے جب بتخانہ مرصع کو اس حال پر اختلال سے دیکھا شور آہ و زاری کا نعرہ فلک دوار مین پہونچا کرشن رائے کو سوار کیا اور ہجوم عام لاکر فدویانہ میدان قتال مین متوجہ ہوے اور سلطان مجاہد شاہ نے جب انکی شدت سے آگاہی پائی مستعد قتال ہوکر صفین آراستہ کین اور اس سے پیشتر کہ تقارب فریقین کا واقع ہو چھتر اپنے فرق مبارک سے دور کیا اور ایک اسلحہ دار کو جسکو محمود افغان کہتے تھے دریا سے عبور کراکے دشمنون کے ازدحام اور ہجوم کے تماشے مین مشغول کیا ناگاہ اُسطرف سے ایک ہندو دیو صفت شبدیز سلطان مجاہد شاہ کا کہ شیرنگ نام رکھتا تھا پہچانکر عازم ہوا کہ شاہ کو غافل کرکے اپنے تئین حضرت کے قریب پہونچا کر انتقام بتخانہ اور ربت شکنی کا شمشیر تیز خونریز سے لیوے اور اُس مملکت مین نشان سرفرازی کا بلند کرے غرض درمیان لشکر کے جس حیلہ سے کہ ہوسکا آپ کو سلطان مجاہد شاہ کے قریب پہونچا کر چاہا کہ اسپ کو جولان کرے دفعتہً بادشاہ اس امر سے واقف ہوا اور محمود افغان کی طرف نگاہ کی اُس غازی نے بے توقف گھوڑا میدان رزم مین گرم عنان کرکے اس کافر عفریت منظر کے مقابل آیا اور اثنائے تلاش اسپ مین محمود افغان گھوڑے سے اُتر کر پیادہ ہوا اور اُس کافر نے فرصت پاکر چاہا کہ اُسے ہلاک کرے سلطان مجاہد شاہ نے چستی اور چالاکی سے مرکب اُڑا کر بسرعت تمام برق و باد کے مانند آپ کو محمود افغان کے پاس پہونچایا ہندو نے بیشدستی کرکے شمشیر کا ایک وار سلطان کے فرق مبارک پر کیا اور از روے ذوق اور خوشحالی ایسا نعرہ مارا کہ تماشائیون کو گمان ہوا کہ زخم کاری پڑا لیکن چونکہ بادشاہ کلاہ زرہ خود زیب سر رکھتا تھا کارگر نہ آیا پھر تو سلطان نے طیش مین آنکر ایک ضرب شمشیر خونریز ایسی ماری کہ شانہ کا ٹکڑہ زیر ناف اُتر آئی وہ گھوڑے سے خاک مذلت پر گرا اور مرغ روح اُسکا تڑپ کر دار البوار کی طرف پرواز کر گیا سلطان مجاہد شاہ نے محمود افغان کو گھوڑے پر سوار کرکے خرامان خرامان منظفر و منصور آب سے عبور کرکے اپنے لشکر مین نزول اقبال فرمایا اور دوست و دشمن نے دعا و ثنا مین اُس شاہ ہمین نژاد کے زور بازو اور ہاتھ کے

نصرت اور صفائی پر آفرین خوان ہوے اور جو کشن رائے دریا کے اُس پار ایستادہ تھا اور جمیع سپاہ نے اُسکی دریا سے عبور کیا سلطان مجاہد شاہ نے میمنہ اور میسرہ کو کہ امیر الامرا مہابر خان اور اعظم ہمایون سے تعلق رکھتے تھے جنگ کے واسطے تحریص اور ترغیب کی اور مقرب خان ولد صفدر خان سیستانی نے کہ اُسکے حوالہ آتش خانہ تھا اور آتشبازی کے آگے بڑھا کر تنور دغا کو افروختہ کیا اور بعد حرب شدید اور معرکہ عظیم کے کفار مغلوب ہو کر منہزم ہوے اور ابھی مسلمانون نے استراحت اور آرام نہ کی تھی کہ کشن رائے آٹھ ہزار سوار اور چھ لاکھ پیادہ جرار لیکر اپنی جاگیر سے شہر بیجانگر مین پہونچا اور سلطان مجاہد شاہ کے رزم کے واسطے بیگانا مجاہدہ کا کمر جان پر باندھکر میدان جانستان کیطرف متوجہ ہوا اور کشن رائے دوسری مرتبہ فوج پراگندہ کو جمع کرکے لشکرگاہ مین آیا اور مجددًا ایسی جنگ کہ کسی نے نہ دیکھی اور نہ سنی تھی واقع ہوئی اور چند مرتبہ متواتر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے اور رسم قالون سبازرت تازہ کرکے داد مردی اور مردانگی دی چنانچہ طرفین سے ایک خلق بیشمار مقتول ہوئی مقرب خان اور بہت مردم اعیان نصرت شہادت چکھکر رضوان مین داخل ہوے اور سلطان مجاہد شاہ اس معرکہ مین بجان ودل ایسا مصروف ہوا کہ جسطرف وہ شیر ژیان کیطرح حملہ آور ہوتا تھا افواج مخالف رمہ گوسفند کے مانند کہ گرگ تیز چنگ کے صدمہ سے پراگندہ ہو متفرق اور پریشان ہوتی تھی نظم چنان پہلوان خسرو شیر دل ہ ہمیساخت از خون شان خاک گل ہ بہر سبزہ رنگ انگہ کہ دادی عنان ہ ہمی کشتی ہند و زخم سنان ہ اور داؤد خان کہ دہنہ سودرہ کی محافظت مین قیام کرتا تھا جب سنا کہ ہیچ سے ظہر تک آتش جنگ ساکن اور افسردہ نہین ہوئی اور لحظہ بہ لحظہ لشکر تازہ رو رمدد کے واسطے پہونچتا ہی بیتاب ہو کر راہ کوتاہ بینی اور نہ عاقبت اندیشی سے دہنہ کو خالی کرکے سات ہزار سوار سے معرکہ کی طرف دوڑا اور آتے ہی جنگ مین مشغول ہوا الحق ایسے کارزار کی کہ تین مرتبہ گھوڑا اُسکا زخمی ہوا اور وہ پیادہ ہو کر تیر و نیزہ و شمشیر سے ہلاکی مخالفون سے برابر کرکسیطرح تقصیر نہ کی اس درمیان مین سلطان کی نظر داؤد خان کے نشان پر پڑی سراسیمہ ہوا لیکن اسقدر صبر کیا کہ شکست اعدا پر پڑی اور دوبارہ نسیم فتح و ظفر جھنڈا اقبال مسلمانون پر چلی اُسوقت داؤد خان کو اپنے پاس بلاکر از روے آشفتگی دشنام دی اور فرمایا یہ کیا حرکت تھی کہ تو عمل مین لایا اور دہنہ کو خالی چھوڑا اگر وہ دہنہ کفار کے ہاتھ آوے کوئی مسلمان اس شہر سے جانبر نہووے پھر ایک جماعت امرا کو اس دہنہ کی محافظت کیواسطے کہ جو عاشق کے دل سے بھی تنگ بہت تھا بھیجا اور خود دریا کے کنارے استقامت فرمائی اسواسطے کہ کشن رائے دریا کے اسطرف کھڑا تھا اور پھر سپاہ کے فراہم کرنے کی فکر مین تھا لیکن کفار نامرد سودرہ نے جب دہنہ خالی دیکھا فرصت پاکر اُسپر مصروف ہوے اور جو امرا کہ اُسکی محافظت کے واسطے مجددًا مامور ہوے تھے اُنکے دفع سے عاجز ہو کر سلطان کو حقیقت حال سے پیغام دیا سلطان مجاہد شاہ کہ چالیس ہزار کافر سوار و پیادہ کو اُس روز نہ تیغ بیدریغ کرچکا تھا اور اُسکے افواج کے آدمی بھی بہت ضایع ہوے تھے صلاح توقف مین نہ دیکھکر دہنہ سودرہ کیطرف متوجہ ہوا اور کفار دہنہ سودرہ جو زبردستی اُس شیر خشمناک کی بطور واجبی جانتے تھے بمجرد اُسکی توجہ کے نبات النعش کیطرح متفرق اور پریشان ہو کر ایک گوشہ کیطرف بھاگے اور جو کشن رائے نے تعاقب کیا تھا سلطان محمد شاہ مع فوج خاصہ خیلان دہنہ کے سر پر اسقدر ایستادہ رہا کہ صغیر و کبیر لشکر اسلام کے سلامت اُترے اور جس شخص نے کہ اُس شہر و مملکت مین دیکھا جانتا ہی کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی نے اس سفر مین کیسے کیسے کارنمایان کیے ہین کہ فلک زبردست کے ہاتھ سے برنہ آوے القصہ ولایت کنہرہ کہ

اُسکو کرناٹک بھی کہتے ہین طول اُسکا شمالاً و جنوباً نہر کشنہ کے کنارے سے سیت بن رامیسر تک چھ سو کوس ہی اور عرض اُسکا غرباً اور شرقاً تخمیناً ایک سو اور پچاس کوس ہوتا ہی اور بھی کنارے دریاے عمان سے سر حد مملکت تلنگ اور ملک کرناٹک نمک جنگل اور قلعون سخت سے مملو ہی اور باشندگان اُس حدود کی کنھری زبان ہی اور بعضون کی تلنگی زبان اور بعض شجاع اور مردانہ ہوتے ہین اور رزم کے روز بزم کی طرح نال زنان اور رقص کنان آتے ہین لیکن آخر کو پاے ثبات اپنے میدان کین مین نہین جماتے اور اہل اسلام کے غازیون کی شوکت و صلابت اُنکے بھی دلون پر غالب ہی اسلیے سلاطین بہمنیہ باوجود قلت سپاہ اُنسے غالبًا دسلوک کرتے تھے وگرنہ راے بیجانگر بحساب مملکت وسپاہ اُنسے مراتب مین کہین زیادہ تھا خصوصًا اُسوقت مین کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی ترکتاز مین اشتغال رکھتا تھا کسواسطے کہ مملکت تلنگ اتبک بالتمام تصرف بہمنیہ مین نہ آئی تھی اور بندر کوہ اور قلعہ بلگام وغیرہ جو کرناٹک مین داخل نہین ہی راے بیجانگر کے تحت مین تھا اور بہت ولایات تلنگ سے بتغلب لیکر ایک مملکت باغی سے مصفی زیر حکم رکھتا تھا اور راے سیلان اور بلیبار اور حکام پنا دراور جزائر کے ایلچیون کو اُسکی درگاہ مین بھیجکر بارسال نفائس وظرائف تقرب ڈھونڈھتے تھے اور کرشن راے کے آبا و اجداد نے اس مملکت مین بہت سو برس بادشاہی کرکے اندوختہ کہ ایک دوسرے کا صرف نہ کرتے تھے اور اس مدت مدید اور عرصہ دراز مین کسی طور کے حادثہ نے صورت نہ دکھائی تھی اس سبب سے خزانے اُس مملکت کی راؤن کے تمام بادشاہان روے زمین سے برابری کرتے تھے اور بادشاہ علاء الدین خلجی دہلوی کے عہد مین کرشن راے کا دادا جو بیجانگر کا بانی تھا اپنے باپ اور دادا کے خزانون کو بہ نسبت نواب و ذخیرہ آخرت جا بجا زمین مین مدفون کرکے اُسکے اوپر بتخانہ تعمیر کیے تھے اور بعضے اُن خزانون مین سے جو سر زمین سیت بن رامیسر مین مدفون تھے سلطان علاء الدین خلجی کے نصیب ہوے اور اُس ولایت کے بجومیون نے حکم کیا تھا کہ یہ تمام خزانے ایک بادشاہ اسلام کے تصرف مین آوینگے چنانچہ اسکی کیفیت بتفصیل تمام اسپنہ مقام مین مذکور ہی القصہ سلطان مجاہد شاہ نے جب جانا کہ بیجانگر آسانی سے فتح نہوگا اُس شہر سے فوج برخاست کرکے نہضت فرمائی اور اُس عہد کے پاس ولحاظ سے جو سلطان محمد شاہ بہمنی غازی نے کیا تھا رعایا اور مساکین کے قتل مین قیام نہ کیا ساٹھ یا ستر ہزار ایلکیان اور راے کے کافرون کے اسیر کیے اور جب اُسکے ملازمان جان نثاران نے جو قلعہ اودنی کو محاصرہ رکھتے تھے اُسطرف جاکر نو مہینے اوقات شاہی قلیل البقا کو قلعہ گیری مین صرف کی اور تابستان یعنی گرمی کا موسم آخر ہونے پر تھا کہ کفار نے بے آبی سے عاجز ہوکر وہ قلعہ مسلمانون کے تسلیم کیا کہ ناگاہ بارانی برسا اپنے فعل سے پشیمان ہوے اور سلطان کے لشکر مین بھی آثار قحط غلہ ظاہر ہوا اور مرض اسہال اور پیچش کا شائع ہوا اور خلائق جان سے بہ تنگ ہوکر مراجعت کی خواہان ہوئی ملک نائب سیف الدین غوری نے حسن آباد گلبرگہ مین جب یہ احوال دریافت کیا سلطان کو لکھا کہ دولتخواہ خاص وعام کے انواع سے تعریف قلعہ اودنی کی سنتا ہی اگر فرمان سریع النفاذ بشرف صدور پاوے لشکر ظفر پیکر مین حاضر ہوکر اس حصار کی سیر دیکھے مزید از سایر عنایات ہوگی سلطان مجاہد شاہ نے التماس اُسکی درجا جابت سے مقرون فرمائی ملک نائب سیف الدین غوری بسبیل استعجال ملازمت اشرف مین مشرف ہوا اور خلوت مین یہ سمجھایا کہ یہ قلعہ حصار گردون وقار کہ بندرہ قلعے گرد رکھتا ہی اور ایسے پہاڑ وسیع وزرع بروا قع ہوا ہی جلد فتح نہوگا سزاوار کشور کشائی یہ ہی کہ اول قلعہ اودگر دعیان مابین دوآب کو بندر کوہ اور بلگام سے بیکاپور تک تصرف مین لاوین اسکے بعد اس قلعہ کی

تسخیر کے واسطے عازم ہووین اور جب سلطان مجاہد شاہ مراجعت پر راضی ہوا ملک نائب سیف الدین غوری نے راے بیجانگر سے صلح کی اور سلطان نے اسوقت عنان تسبد بزعزیمت اپنی مملکت کی طرف منعطف فرمائی اور ملک نائب سیف الدین غوری کو بمشیر حسن آباد گلبرگہ کو روانہ کیا اور ولایات بادشاہی جب تہندرہ سے عبور کرکے مدکل کی حوالی مین پہونچے فلک شعبدہ باز نے مقدمات تمہید قتل سلطان مین کوشش کرکے ایسا کیا کہ خسرو شجاعت آئین نے لشکر کو مدکل مین چھوڑکر ایک جماعت مخصوصان اور ارباب عشرت سے کہ عدد اُنکے چار سو ہونگے شکار مین مشغول ہوا اور داؤد خان اور مسند عالی خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون سرحلقہ اُس جماعت سے تھے اور سلطان مجاہد شاہ گرم شکار ہوکر قلعہ راجور کے اطراف تک گیا اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کہ بادشاہ کی بیباکی اور بے پروائی جانتے تھے تمام وقت لوازم ہوشیاری مین کوشش کرکے شرائط محافظت بجالاتے تھے اور اس سے کہ وہ جناب تمام دن شکار مین مشغول ہوکر شب کو بھی ہر ایک پہاڑ اور جنگل مین بے تکلفانہ بیہوش ہوکر فروکش ہوتا تھا اور داؤد خان کہ اُسکی دشنام دہی سے آزردہ خاطر تھا بادشاہی کی فکر مین مبتلا ہوکر اُسکے قتل پر آمادہ ہوا اور مسند عالی خان محمد کہ دولت آباد کے عزل امارت اور اعظم ہمایون کے غلبہ سے ہمیشہ حزن و ملال تھا اور مسعود خان ولد مبارک خان نبیرہ ارخاصہ جو کینہ اپنے باپ کے قتل کا سینہ مین رکھتا تھا داؤد خان کا شریک ہوا اور غدر کی گھات مین بیٹھے اور شکارگاہ مین ہر چند سعی کی صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کی ہوشیاری کے سبب سے بیولانی[1] خیال اُنکا صورت پذیر نہوا لیکن جو قلم تقدیر اسپر جاری ہوا تھا اور قضاے آسمانی دگرگون نہین ہوتی ہے اور یہ جگہ جسکو سراے غنا و قحبہ دنیا کہتے ہین گذشتنی اور گذاشتنی ہے شعر اگر صد سال مانی در یکے روز ۔ بیاید رفت زین کاخ دل افروز ۔ الغرض سلطان مجاہد شاہ نے شکار سے فارغ ہوکر صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کو خواہ مخواہ رخصت انصراف مملکت برار اور دولت آباد ارزانی فرمائی اور یہ ناچار اور باکراہ اُس سے جدا ہوکر اپنی جاگیرون کی طرف روانہ ہوے سلطان مجاہد شاہ لشکرگاہ مین تشریف نہ لے گیا اور اس جماعت کے ہمراہ جو شکار مین ہمراہ تھی حسن آباد گلبرگہ کیطرف توجہ فرمائی لیکن جسدم کہ نہر کشنہ سے عبور کیا ایک روز اُس نہر کے کنارے مقام کرکے صید ماہی مین مصروف ہوا اور اُس روز جشنم حق مین اُسکی آشوب کرآئین اور روز جشنم کے باعث شب کو سراپردہ مین رونق افزا ہوا اور داؤد خان اور مسعود خان چند جوانان بہادر سے یکدل اور یکجہت ہوکر چوکی پہرہ کے بہانہ سراپردہ شاہی کے قریب آنکر بیٹھے اور اُسکے بعد کہ زلف لیلاے لیل کمر تک پہونچی یعنی آدھی رات گذری اور لوگ جا بجا متفرق ہوے اور اُن غداروں کے سوا دربار مین دوسرا شخص نرہا داؤد خان مستعد ہوکر مسند عالی خان محمد کو مع چند کس باہر چھوڑا اور خود مع مسعود خان اور دو شخص دیگر ہمراہ لیکر سراپردہ مین داخل ہوا سلطان مجاہد شاہ بہمنی کو بالاے پلنگ و سادۂ ناز و نعم بر آرام خاص مین پایا اور ایک خواجہ سرا اور غلام زادہ حبشی کہ وہ دونون جمی یعنی مالش کرتے تھے اُنھون نے داؤد خان کو دست بخنجر دیکھکر شور و فریاد برپا کیا سلطان مجاہد شاہ نے بیدار ہوکر ہر چند ہاتھ آنکھون پر پھیرا اور سعی کی کہ دیدۂ رمد رسیدہ وا ہون فائدہ نہ بخشا داؤد خان جفاکار نے فرصت پاکر برق کیطرح حضرت پر جا پڑا اور پیشدستی کرکے خنجر بیداد سلطان کے شکم مبارک پر مارا کہ آنتین نکل پڑین سلطان مجاہد شاہ نے باوجود ایسے زخم کاری اور آشوب جشنم کے نہایت مردانگی سے قاتل کی طرف ہاتھ دراز کیا اتفاقات سے ہاتھ داؤد خان کا مع خنجر سلطان کے ہاتھ مین آیا اپنی طرف کھینچا اور غلام زادہ حبشی باوفاے

[1] بیولانی منسوب ببیولا کہ ایک درخت ہے جسکو عربی مین سلم کہتے ہین اور اسکے درخت بیابانون مین بکثرت ہوتے ہین

باوصف اسکے کہ تنہا تھا مسعود خان کو لپٹ گیا مسعود خان نے غلام زادہ حبشی کا ایک ضربت سے کام تمام کیا اور بلا توقف قبضہ اپنے شمشیر تیز خونریز کا اسطرح سے بناگوش شاہ پر مارا کہ دفعۃً مرغ روح پرفتوح جنت الماوا کی طرف پرواز کر گیا **نظم** اجل خانۂ تن بپرداختش ۔ پس از تخت بر تختہ انداختش ۔ جہان کار زینگونہ بسیار کرد ۔ زمانہ نخستین چنین کار کرد ۔ یکے را زر زیر سر افسر نہد ۔ یکے را بخاک سیہ در نہد ۔ داؤد خان سلطان مجاہد شاہ کے پنجۂ انتقام سے نجات پاکر سرا پردہ کے باہر گیا اور اسی دن تمام امرا اور اولاد امرا کو کہ جریدہ ہمراہ تھے حاضر کرکے اپنی سلطنت کا مدعی ہوا جو کہ وارث ملک تھا اور سلطان مجاہد شاہ لاولد تھا سبھون نے سر اطاعت کا زمین تسلیم پر رکھا اور داؤد خان نے ہر ایک کو عنایت اور مرحمت سے ممتاز کرکے بوعدہاے مسرت افزا مسرور اور محظوظ کیا اور صبح کے وقت جنازہ اپنے بھتیجے شہید کا حسن آباد گلبرگہ مین بھیجکر خود دو تین دن وہان متوقف ہوا پھر لشکر کو ہمراہ لیکر بشوکت وصولت بادشاہی دارالملک کی طرف متوجہ ہوا اور واقعہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی شہید کا ذیحجہ کے سترھوین شب کو ۷۶۹ سات سو انہتر ہجری مین واقع ہوا مدت اسکی سلطنت نے تین برس کا بھی عرصہ نہ کھینچا اور حاجی محمد قندھاری اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ مبارک نام ایک شخص تنبولداری کے عہدہ سے مرتبہ قرب امارت مین پہونچا تھا اور خزانہ بھی اسکے حوالہ تھا ایک رات کو دیکھا کہ سلطان مجاہد شاہ نے خزانہ کا دروازہ توڑکر چند بدرہ برآورد کرکے اپنے اطفال ہمسال و ہمبازی پر قسمت کیا مبارک گلوری بردار نے حقیقت حال سلطان محمد شاہ بہمنی غازی سے گوش زد کی سلطان محمد شاہ نے غضب مین آنکر چند چابک سلطان مجاہد شاہ کو مارے سلطان نے وہ کینہ اپنے دلمین رکھا اور مبارک تنبولدار ڈرکر مبادا بعد بصول دارالملک انتقام کھینچے پھر داؤد خان وغیرہ سے موافق ہوکر سلطان کو قتل کیا اور بعضے مورخون نے یہ بھی تحریر کیا ہی کہ مسعود خان ولد مبارک خان تنبولدار خاصہ نے یہ سانحہ برپا کیا تھا واللہ اعلم بالصواب **تذکرہ داؤد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی کے غدر اٹھانے کا اور درگاہ منتقم حقیقی سے جلد مکافات پر پہونچنے کا** مورخین دکن نے تحریر کیا ہی کہ جب خبر شہادت سلطان مجاہد شاہ بہمنی نے انتشار پایا ہر طرف سے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کہ بیجاپور کے اطراف مین پرگنے تھے آپسمین موافقت کرکے تہنیت کے واسطے حسن آباد گلبرگہ مین نہ گئے اور ہاتھی اور گھوڑے بادشاہی کہ بیجاپور مین تھے انہیں متصرف ہوکر ایلچپور کی طرف روانہ ہوے اور داؤد شاہ کو لکھ بھیجا کہ استراحت کے واسطے خیل وحشم اپنی ولایت کی طرف لیجا کر چشم انتظار شاہراہ عنایت پر وا رکھتا ہون جسوقت بپیشگاہ جاہ وجلال اقبال سے فرامین طلب صادر ہونگے بارگاہ فلک پایگاہ مین سر سے قدم کرکے بکمال استعجال روانہ ہونگے اسیطرح لشکر بیجا نگر کہ محافظت کیواسطے اپنی سرحدمین اقامت رکھتا تھا سلطان مجاہد شاہ کی خبر قتل سنکر نہایت شاد ہوا بلکہ لوازم شادمانی اور خوشحالی بجالائے اور آب کشنہ تک تاخت کرکے قلعہ راچور کا محاصرہ کیا اور حسن آباد گلبرگہ کے باشندے بھی دو فرقہ ہوے بعضے داؤد خان کے خواہان اور بعضے محمود شاہ کی سلطنت کے راغب ہوے اور محمود شاہ سلطان علاء الدین حسن بہمنی کا چھوٹا بیٹا تھا اور سلطان مجاہد شاہ کے حکم کے موافق حسن آباد گلبرگہ مین استقامت رکھتا تھا اور ملک نائب سیف الدین غوری کہ مرد عاقل اور جہاندیدہ تھا بولا ایسی علامتین باعث زوال دولت وملکت ہین اب کہ داؤد شاہ نے تاج شاہی سر پر رکھا ہی مناسب یہ ہی کہ

ہم سب اُسکا حلقہ اطاعت اپنا آویزہ گوش کرکے فتنہ اور فساد سے گردنہ پھیرین اور جو کہ ملک نائب سیف الدین غوری
اُس دولتخانہ کا رکن اعظم تھا تخلگاہ کے تمام آدمی یہانتک کہ خواتین حرم نے بھی اُسکے کہنے پر موافقت کی مگر سلطان
شہید کی خواہر اعیانی کہ ملک نائب سیف الدین غوری کی نانی ہوتی تھی سرزنش کرکے اضطراب اور بیتابی بہت کرتی تھی
لیکن مفید نہ پڑا اُس جناب وکالت دستگاہ نے خطبہ داؤد شاہ کے نام پڑھا اور اعیان اور متاخ اور صدور اتفاق کرکے
موکب داؤد شاہ بہمنی کے استقبال کے واسطے گئے اور اُسے شہر مین داخل کرکے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور خود منصب
وکالت سے استعفا طلب کیا اور داؤد شاہ نے بھی مبالغہ اُسکا اندازہ سے زیادہ دیکھکر التماس اُسکی قبول کی اور
از روے استقلال مہمات سلطنت مین مشغول ہوا اور جمیع امرا اور ارکان دولت نے سر اُسکے خط فرمان پر رکھا لیکن
سلطان مجاہد شاہ کی ہمین کہ روح پرور آغا نام رکھتی تھی اُسکی عداوت مین ثابت قدم اور راسخ ہوکر مبارکباد کو نہ گئی اور
ہر چند داؤد شاہ ملائمت کرتا تھا وہ اُسے مطلق جواب نہ دیتی تھی اور بوجود وعدم اُسکا یکسان معلوم کرتی تھی اور اس سبب سے
کہ سلطان محمد شاہ کے عہد مین معزز اور مکرم ہوکر تمام اہل حرم پر حقوق رکھتی تھی داؤد شاہ بھی اُسکی عزت و ادب کا
لحاظ ملحوظ رکھکر باوصف ان اداؤن کے تحمل اور برداشت کے سوا کچھ نہ کرتا تھا یہانتک باکہ نام ایک جوان کہ وفور
اخلاص اور شجاعت کے سبب سلطان مجاہد شاہ کا مقرب ہوکر مراتب اعلی کو پہونچا تھا روح پرور آغا کی تحریص و ترغیب
سے اپنے سرجان سے درگذر کرکے قصاص خون ولی نعمت کا اپنے ذمہ ہمت فرض شمار کرکے جویاے فرصت تھا اور
نیز قصد کمان توجہ مین لیس کیا قضارا انھین دنون مین بروز جمعہ ماہ محرم کی اکیسوین تاریخ ۷۸۰ سات سو اسی ہجری
مین داؤد شاہ اسند عالی خان محمد کے ہمراہ اداے نماز کے واسطے مسجد جامع مین گیا اور مسمی باکہ کہ جوان سودا اور بانکا تھا
داؤد خان کے عقب جاکر بتکبیر تحریمہ کہکر نماز مین مشغول ہوا اور جب فرصت دیکھی بجستی اور چالاکی صف اول سے
باہون بڑھاکر تیغ انتقام میان سے کھینچی اور جب تک آدمی واقف ہون سجدے کے درمیان مین ایک ضرب شمشیر
ایسی پہونچائی کہ داؤد شاہ بہمنی نے ہلکر پانی نہ مانگا اُسی مقام مین سرد ہوکر سر گریبان عدم مین کھینچا اور اسند عالی
خان محمد نے اپنے چچیرے بھائی کو مقتول دیکھکر آنکھون مین خون بھرلایا اور اپنی جگہ سے جھپٹکر قاتل کو بھاگنے کی
فرصت نہ دی اور سر باکہ کا تن سے جدا کیا مضمون بشر القاتل بالقتل ظہور مین پہونچنے سے قدرت قادر حقیقی کی ظاہر اور باہر
ہوئی زمانہ سلطنت اور حکومت داؤد شاہ بہمنی کا ایک مہینا اور پانچ روز تھا البقاء للملک المعبود اور یہ نکتہ اس کتاب کے
خارج نبظر فوائد تحریر ہوا نکتہ یہ نکلا بھی سند اور براہین سے ثابت و محقق ہے کہ جسنے زادیہ عدم سے صحراے
وجود مین قدم رکھا اُسنے موت کا ذائقہ بلاشک چکھنا اور فنا سے گذرنا ہے حاصل جینے کا مزا ہے جس شئی کو زوال ہے
اُسکی محبت بیہودہ خیال ہے راے سلیم وہ ہے کہ طریقہ مستقیم اختیار کرے دنیا کی محبت زیادہ نہ رکھے اُسکے کاروبار کو بار سمجھے انکار
کرے مکھی کی طرح یہ عسل کہ جسکی اصل سم ہے شیرینی کم ہونہ جانے فرشتہ تعلقات مفراض توفیق سے کاٹے جب ان
بکھیڑون سے دور ہو تو قرین رحمت پروردگار ہو اس بجز خار ناپیدا کنار سے بیڑا پار ہو من سرور السلطانی

ذکر سلطان محمود شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی طاب ثراہ کی سلطنت کا

خاوندان فضائل صوری با قلام زبان معنی سنج داستان گذشتگان علی الخصوص فرمان روائے دکن صاحب شمشیر وصف شکن
کی یون بیان فرماتے ہین کہ بعد قتل ہونے داؤد شاہ بہمنی سند عالی خان محمد عازم ہوا کہ محمد سنجر ولد داؤد شاہ کہ

نوبرس کا تھا باپ کا جانشین کرے داؤد شاہ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوکر بعضے آدمیون کو رجوع کرکے خود قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور روح پرور آغا نے اس حال سے آگاہ ہوکر دروازہ اسکے منہ پر بند کرکے کہا کہ خدا ایسا نہ کرے کہ فرزند ایسے ناخدا ترس ظالم کا کہ میرے بھائی کو ناحق قتل کیا بادشاہ ہو ہان شائستہ خلافت محمود خان خلف سلطان علاءالدین حسن کانکوی بہمنی ہی اور اسواسطے کہ محمد سنجر ولد داؤد شاہ کو قلعہ کے اندر روح پرور آغا نے قید کیا تھا مسند عالی خان محمد اعوان و انصار کو اپنے لیکر ملک نائب سیف الدین غوری کے مکان پر گیا اور محمد سنجر ولد داؤد شاہ بہمنی کی سلطنت کے بارہ مین دعوت کی ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا کہ محمود خان اور محمد سنجر دونون قلعہ مین رہتے ہین اور تمام روح پرور آغا کی صلاح و صواب سے باہر نہین ہین مناسب یہ دیکھتا ہون کہ بساط منازعت کو لپیٹ کر جلد جاکر مہم سلطنت کو اسکے کف اختیار مین چھوڑین اور مسند عالی خان محمد جو جانتا تھا کہ ارکان دولت کافر اور مسلمان اور مرد و عورت ملک نائب سیف الدین غوری کے کہنے سے باہر نہین ہین اسے مختار کیا اور ہمراہ اسکے قلعہ کی طرف متوجہ ہوے اور روح پرور آغا نے بعد گفتگوے دراز محمد سنجر ولد داؤد شاہ کو نابینا کرکے محمود خان کو بجاے برادر مقتول کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی شہید سے مراد ہی تخت فیروزہ پر متمکن کیا اور فتوح السلاطین کے ناظم نے اس بادشاہ کے نام مین غلطی کی ہی وہ کہتا ہی کہ نام اس بادشاہ کا محمد شاہ ہی اور اشعار مین ہر جگہ محمد شاہ مذکور کیا اور اسیطرح سے بعضے مورخین گجرات و دہلی نے کیا از متقدمین اور متاخرین جو تتبع حالات دکن کما حقہ نہ کیا تھا اسامی شاہان بہمنیہ اور بہت حکایات مین غلطی کی ہی اور سب آدمیون نے قلم کھینچکر تحقیق مین اسکا بیگانگی و دشمنی کا کمر جان پر نہین کسا القصہ سلطان محمود شاہ ایک بادشاہ سلیم النفس و کم آزار و سلطان خوش خلق و عدالت آثار تھا اور امور دنیوی مین بنظر باریک کہ مراد غور و تامل سے ہی عدل و داد مین کوشش کرتا تھا اور ابتداے جلوس مین مسند عالی خان محمد کو خمیر مایہ فساد جانکر قلعہ ساغر مین مقید کیا اور وہ اسی عرصہ مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور مسعود خان ولد مبارک خان نبیرہ لدار خاصہ کو کہ سلطان مجاہد شاہ کے قتل مین شریک تھا مشلہ یعنی ناک کان کاٹکر بعقوبت تمام دار پر کھینچا اور ملک نائب سیف الدین غوری کو بمبالغہ اور استواری تمام پھر بہ نہج سابق خلعت وکالت اور پیشوای اور ظفر قراری پاے تخت پر سوار کرکے اسکے بے مشورہ امور معظم کے گرد مطلقانہ پھرتا تھا اور یہ امر اسے نہایت مبارک اور سعید ہوا اسکی مدت سلطنت مین ہرگز کسی فتور اور قصور نے قواعد دولت مین راہ نہ پائی اس درمیان مین بہادر خان اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون نے اطاعت کی اور بسبیل سرعت وارالخلافہ مین آنکر لوازم تہنیت بجالائے اور راے بیجانگر نے بھی اظہار اخلاص کرکے قلعہ رایچور کا محاصرہ ترک کیا اور سلطان محمد شاہ غازی کے عہد کے موافق پھر باج و خراج اپنی گردن پر رکھا اور کبھی خط فرمانبرداری سے قدم باہر نہ رکھا اور سلطان محمود شاہ قرآن خوب پڑھتا تھا اور خط مرغوب لکھتا تھا اور طبع موزون اور نظم رکھتا تھا اور یہ بیتین اسکی طبع زاد ہین

نظم آنجا کہ لطف و دست دہد منصب مراد ✦ بخت سیاہ و طالع میمون برابرست ✦ عاقبت در سینہ کار خون فاسد میکند ✦ خصمی ای دل کہ از الماس نشتر می خورم ✦ خضر پیدا است در ربع متاع عاقبت ✦ مے روم این جنس را از جاے دیگر می خورم ✦ اور علوم متداولہ سے باخبر تھا فارسی اور عربی فصیح بولتا تھا اور جس وقت فتحیاب ہوتا تھا مسرت و انبساط اسپر غالب ہوتی تھی اور جب کسی طرح کا صدمہ اسے پہونچتا تھا غمگین اور محزون ہوتا تھا

فتوح السلاطین

بادشاہ شاعر دلاور

اور مدت عمر مین زن منکوحہ کے سوا دوسری عورت سے کبھی ہم بستر نہوا اور علما اور فضلا پر مجالست کرکے تعظیم تمام پیش آنکر رعایت حسب دلخواہ کرتا تھا اور عہد خجستہ مہد مین اسکے شعرائے عرب و عجم دکن مین آنکر سر جتیمہ جود و احسان اسکے سے مستفید اور سیراب ہوتے تھے چنانچہ ایک شعرائے عجم سے میر فیض اللہ انجو کے ذریعہ سے کہ صدر صدارت پر متمکن تھا دکن مین آیا اور ایک قصیدہ بزرم و غزا مین بپیشگاہ حضرت گذرانا مجلس اول مین ایک ہزار اشرفی طلائی کہ عبارت ہزار تولہ سے ہی صلہ پایا اور بعزز و مکرم اور فائز المرام ہوکر اپنے وطن مین گیا اور جدم آوازہ سخاوت اور ہنر پروری اور قدر شناسی اس شاہ فرخندہ بخت کا عالمگیر ہوا خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بھی سفر دکن کے راغب ہوے لیکن بعضے موانع کے سبب انکی تشریف آوری مین نامل ہوا اور جب بہ خبر میر فیض اللہ انجو کو پہونچی کچھ زاد و راحلہ خواجہ کیواسطے شیراز مین بھیجکر پیغام دیا کہ اگر آپ اسطرف تشریف ارزانی فرماکر مملکت دکن کو اپنے وجود فیض بخش سے رشک روضۂ رضوان فرماوین اہالی اس دیار کے شکر قدوم میمنت لزوم بجالاوین اور بعد حصول نقد مطالب و مقاصد آپ کو بخیر و سعادت شیراز کی طرف روانہ کرین خواجہ حافظ میر فیض اللہ انجو کی توجہ اور مہربانی موفورہ سے محظوظ ہوکر سفر ہندوستان کے راغب ہوے اور جو کچھ میر موصوف نے بھیجا تھا اسمین کچھ اپنے بھائیون کو اور بیویون کو تقسیم کیا اور کچھ روپیہ ادائے قروض مین صرف کرکے سامان سفر درست کیا اور شیراز سے برآمد ہوے جسوقت کہ بلار مین پہونچے مال دنیوی جو رکھتے تھے اپنے ایک آشنا محتاج لٹے ہوے کو پیشکش کیا اور آپ تہیدست ہوے اور خواجہ زین العابدین ہمدانی اور خواجہ محمد کازرونی کہ تجاران معتبر سے تھے اور ہندوستان کی روانگی کا داعیہ رکھتے تھے خواجہ حافظ کے مصارف راہ کے متکفل اور متعہد ہوے اور حافظ کو ہرمز مین لائے اور بعضے امور مین کوتاہی کرکے خواجہ کو رنجیدہ کیا اور باوجود اس حال کے خواجہ باتفاق آنکے کشتی محمود شاہی مین جو دکن سے آئی تھی سوار ہوے قضارا ابھی کشتی روانہ نہوئی تھی کہ باد مخالف کے چلنے سے دریا شورش اور طلاطم مین آیا خواجہ ایکبارگی اس سفر سے منصرف ہوے اور اپنے یارون سے فرمایا کہ بعضے دوستون کو جو ہرمز مین رہتے ہین انھین دیکھکر اور انسے رخصت ہوآوین اس بہانہ سے جب کشتی سے برآمد ہوے یہ غزل موزون کرکے ایک آشنا کے ہاتھ میر فیض اللہ انجو کے پاس بھیجی اور خواجہ حافظ شیراز کیطرف سوار ہوے غزل

دمی با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد ✤ بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد
بگوے میفروشانش بجامی بر نمیگیرند ✤ زہے سجادۂ تقوی کہ یک ساغر نمی ارزد ✤ رقیبم سرزنشہا کرد کز این خاک
درگذر ✤ چہ افتاد این سرما را کہ خاک در نمی ارزد ✤ بسے آسان نمود اول غم دریا بسوے زر ✤ غلط کردم کہ یک موجش
بصد من زر نمی ارزد ✤ شکوہ تاج سلطانی کہ نیم جان در و در جست ✤ کلاہ دلکشست اما بہ ترک سر نمی ارزد ✤ بشنو این
نقش دل تنگی کہ در بازار بکر نگی ✤ ملمع ہاے گوناگون مرا حمر نمی ارزد ✤ چو حافظ در قناعت کوش و از دنیاے دون بگذر ✤ کہ
یک جو منت دونان جہان یکسر نمی ارزد ✤ اور جب یہ غزل میر فیض اللہ انجو کے پاس پہونچی ایکدن کسی تقریب سے سلطان محمود شاہ
کے دربار مین قصہ خواجہ کا ہرمز تک آنیکا اور سبب پلٹ جانے اور غزل بھیجنے کا بتفصیل گذارش کیا سلطان محمود شاہ نے
فرمایا جو خواجہ نے ہماری مجلس کے آنیکا قصد مصمم کرکے قدم رنجہ فرمایا تھا ہمپر بھی واجب و فرض ہی کہ اسے اپنے بحر فیض سے
محروم نرکھین پھر ملا قاسم مشہدی کو کہ فضلاے اس دولتخانہ سے تھا ہزار اشرفی سپرد کرکے کہ قسم قسم کے امتعہ ہند خرید کرکے
خواجہ شیراز کے واسطے بھیجا دے اور سلطان محمود شاہی سے پیشتر لباس قیمتی نہایت پر تکلف زیب بدن کرتا تھا اور جب

قطعی

واحدی اشتر

لہ جمع قرض ۱۲

محمود شاہی

سلطان

سلطان ہوا لباس بے تکلفانہ پر مدار کیا اور کہتا تھا کہ بادشاہ خزائن الٰہی کے امانت دار ہین قدر احتیاج سے زیادہ تصرف کرنا محض خیانت ہی اور جب اُسکے عہد مین دکن مین قحط پڑا دس ہزار بیل سرکاری گاؤخانہ کے گجرات اور مالوہ مین بھیجکر غلہ منگواتا تھا اور بقیمت ارزان مسلمانون کے ہاتھ فروخت کرتا تھا اور یتیمون کے واسطے گلبرگہ اور بیدر اور قندھار اور ایلچپور اور دولت آباد اور جیول اور دابل کے سوا اور بھی شہرون اور قصبون مین معلمون کو مقرر کرکے اخراجات معین فرمائے اور محدثان اخبار حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطے شہرہائے وسیع مین وظیفے مقرر کرکے اُنکی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اور نابینا ؤن کے احوال پر اختلال پر نظر ترحم مبذول کرکے مشاہرہ دیتا تھا یہانتک کہ آدمی آپ کو عمداً اندھا کرکے تنخواہ ماہ بماہ لیتے تھے اور بخلاف سلطان مجاہد شاہ قطب دوران شیخ محمد سراج حنفیدی سے مسلوک ہوکر مرض الموت مین اُنکی عیادت کیواسطے گیا اور زیارت کے دن اُنکے مزار پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھتا تھا اور خیرات و مبرات مین مشغول ہوتا تھا کہتے ہین جب مالک الملک کی عنایت سے سلطان محمود شاہ صاحب تخت و تاج ہوا ایوان بزم کو میدان رزم پر اختیار کرکے اوقات شاہی بے دردسر نیزہ شمشیر بسر لیجاتا تھا اور اٹھارہ برس اور نو مہینے اور چوبیس روز زمام سلطنت مین کسی طرف فوج کشی نہوا عیش و عشرت مین گذرانی اسواسطے ایلچیان ستم نے از روے ظرافت اُسکا نام ارسطو رکھا تھا نظم چو آن تشہ بدولت جہان برگرفت ۔ بشاہنشہی چتر بر سر گرفت ۔ بسے سالہا در جہان کام یافت ۔ براورنگ بے رزم آرام یافت ۔ اور نظر بد کی دفع کیواسطے اُسکے آخر عہد مین چند ماہ آتش فتنہ شعلہ زن ہوکر ساکن ہوئی اور تذکرہ اس بات کا یہ ہی کہ بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی منظور نظر عاطفت ہوا اور تھانہ داری اور حکومت ساغر پر سرفراز ہوا اور فرزند اُسکے ایک محمد اور دوسرے خواجہ نے مقرب درگاہ ہوکر مسند امارت پر قدم رکھا اور روز بروز شوکت و استقلال اُنکا بڑھتا گیا اور امثال و اقران نے آپس مین رشک و حسد کرکے زبان بدگوئی اور غیبت کھولی اور دونون بھائیون کو خیانت مین متہم کیا اور باوجو اسکے کہ سلطان محمود شاہ نے باور اور یقین نہ کرکے اُن باتون کو غرض اور دشمنی پر محمول کیا لیکن محمد اور خواجہ سے متہم ہوکر نشان مخالفت اور طغیان کا بلند کیا اور ہزار سوار یکدل اور یکجہت ہمراہ لیکر ساغر کا راستہ لیکر اپنے باپ سے جا ملے اور وہ بیچارہ بھی فرزندون کے سبب باغی ہوا اور باتفاق اُنکے سوار اور پیادہ فراہم کرنے مین مصروف ہوا جیسا کہ دو مرتبہ لشکر سلطان کو جو اُنپر تعین ہوا تھا شکست دیکر یراق و اسباب بہت بیشمار پہونچایا سلطان محمود شاہ نے تیسری مرتبہ یوسف اترر کو جو اُس خاندان کے غلامان ترک سے تھا اُنکی تنبیہ و تادیب کیواسطے مقرر کرکے مع لشکر قوی ساغر کی طرف روانہ کیا اور اُسنے جاتے ہی دو مہینہ تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور اکثر اوقات خواجہ جماعت بہادران سے برآمد ہوکر مردمان بیرونی سے کہ مراد یوسف اترر کے ہمراہیون سے ہی جنگ مردانہ کرکے اپنی رستمی دکھاتا تھا اور زمین و آسمان سے تحسین و آفرین سُنتا تھا اور کبھی اُسکا بڑا بھائی نہایت جوش و خروش سے جلوہ گر ہوکر داد مردی و مردانگی دیتا تھا جب چار سو جوان زبردست و مردانہ اُنکے ہمراہ طریق یکجہتی پر مستحکم ہوکر تلوارین کھینچتے تھے اور بہیئت مجموعی قلب سپاہ سلطانی پر حملہ آور ہوتے تھے اکثر وہ غالب آتے تھے اور ہر چند یوسف اترر سعی کرتا تھا کہ یہ مغلوب ہون مگر یہ میسر ہوتا تھا یہانتک کہ ایک دن سید محمد الملقب کالا پہاڑ کہ منصب داران جدید سے تھا اور بہادران مشہور شاہی کی سلک مین منظم اور منسلک تھا معرکہ مین محمد سے دوچار ہوکر شمشیر آبدار سر دبال پر ایک دوسرے کے

ڈالتا تھا اور جو جنگ مغلوبہ تھی کوئی شخص محمد کی مدد کو نہ پہونچا اور ایک ہاتھ اسکا سید محمد کا لا پہاڑ کی ضربت شمشیر سے سر تنہ سے مقطوع ہوا باوجود ایسے حال کے فتح محمد کیطرف سے ہوئی اسیطرح بنسبت اسپ سے نہ اترا تو یہ خبر خواجہ کو پہونچی وہ بھی قلعہ سے برآمد ہوا اور شام کے قریب ایک جنگ اور واقع ہوئی اور ساتھ قائمی کے ایک دوسرے سے جدا ہوے اور اس شب کو دونون بھائی خلاف عادت خندق کے کنارے فروکش ہوے اور چرخ شعبدہ باز کی بازی سے غافل ہوے اور مردم درونی نے فرصت پاکر آدمی یوسف ازدر کے پاس بھیجے کہ ہم دولتخواہ بادشاہی ہین ضرورت کے سبب ہم مخالفون سے موافق ہوے تھے آج کی رات میدان قلعہ دونون بھائیون سے خالی ہی ہم فلان وقت بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کو قتل کرکے قلعہ کا فلان دروازہ کھولینگے مناسب ہی کہ ایک جماعت جوانان بہادر کی مستعد مہیا ہوکر کمین فرصت مین رہین کہ بمجرد دروازہ کھولنے کے قلعہ مین در آوین القصہ یوسف ازدر نے دوسو جوان نامی مسلح اور مکمل کرکے کہا اگر مردم حصاری اس بات مین صادق ہونگے تو سہ بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کا کاٹکر ہمارے پاس بھیجینگے تو تم قلعہ مین داخل ہوکر متصرف ہونا ورنہ قلعہ کے ادخال سے مجتنب رہو کر مراجعت کرنا غرضکہ جب جماعت مذکور میعادگاہ مین پہونچی مردم حصار نے سر بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کا کاٹکر قلعہ سے پھینکدیا اور یہ نہایت اطمینان بلکہ شوکت وشان سے نقارہ شادیانہ کا بجاتے ہوے قلعہ مین داخل ہوے اور تفرقہ دونون بھائیون کی جماعت مین ڈالا اور سفیدہ صبح کیوقت تک قلیل سپاہ اُنکے پاس باقی رہی اور اسواسطے کہ راہ گریز مسدود تھی دونون بھائی مع سپاہیان وفادار قلب پر یوسف ازدر کے دوسرے اور استعداد تمام کیا کہ شربت فنا کا کرکے نہانخانہ مین منزل قبول کی اور یہ شمشیر اولین وآخرین تھی جو سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد مین غلاف سے برآمد ہوکر لوازم سیاست بجالائی تھی اور سلطان بعد اس فتح کے تھوڑے عرصہ مین یعنی ماہ رجب کی اکیسوین تاریخ سنہ ۷۹۹ سات سو ننانوے ہجری مین تپ محرق مین مبتلا ہوکر فوت ہوا اور دوسرے دن ملک نائب سیف الدین غوری نے جو رکن اعظم خاندان بہمنیہ تھا ایک سو سات مرحلہ مراحل عمر سے طی کرکے شربت ممات چکھکر فہرہ جہونپی مسند پر رکھی اور لوگون نے حسب وصیت سلطان علاء الدین حسن بہمنی کے گنبد کے قریب مدفون کیا اور چونہ گچ وسنگ سے اسکی تربت پر تعمیر کیا اور منقول ہی کہ سلطان محمود شاہ بہمنی استقدر شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقید تھا کہ کوئی شخص اجراے حدود شرعی مین تخلف اور کسی مسئلہ مین ہرگز توقف روا نرکھتا تھا جسوقت کہ اسکی عہد سلطنت مین ایک عورت کو فعل قبیح زنا مین ماخوذ کرکے اجراے حد شرعی کیواسطے دار القضا مین لیگئے جب محکمہ مین حاضر ہوئی قاضی نے اس سے سبب صادرت اس فعل شنیع سے سوال کیا اُسنے جواب دیا کہ ایہا القاضی مین نہین جانتی تھی کہ یہ کام حرام ہی اور گمان مجکو یہ تھا کہ جسطرح سے ایک مرد کو چار عورتین حلال ہین عورتون کو بھی چار مرد روا ہونگے اس اشتباہ سے مین مرتکب اس امر ناشائستہ کی ہوئی اب مین حرمت پر اسکی آگاہ ہوئی گرد اسکے نہ پھرونگی اور اس مکالمہ بدکارہ نے اس حیلہ کے باعث حد شرعی سے رہائی پائی مضمون ان گفتگو کا عظیم بخنے وضوح تمام پیدا کیا القصہ مدت سلطنت سلطان محمود شاہ بہمنی کی اُنیس ۱۹ برس اور نو مہینے اور چوبیس ۲۴ روز تھی ذکر سلطان غیاث الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت اور جہانداری کا جب مملکت دکن شاہ عدالت گستر سلطان محمود شاہ بہمنی کے وجود سے خالی ہوئی اسکا بیٹا شاہ غیاث الدین سترہ برس کی عمر مین تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوا اور جمیع امور مین باپ کے

رسوم و قواعد کو منظور رکھکر خاص و عام کے ساتھ سلوک پسندیدہ آغاز کیا اور ملازمون اور دیگر نخواہمون قدیم پر طریق رفق و مدارا جاری کرکے ہر ایک کو نوازش و لطف غیر مکرر سرفراز کیا چنانچہ جب انھین دنون مین صفدر خان سیستانی کی وفات کی خبر پہونچی اسکے فرزند صلابت خان کو جو اسکے ساتھ کھیلکر بڑا ہوا تھا اور ایک مکتب مین ہم سبق تھا مجلس عالی کا خطاب دیکر اسکے باپ کا مقام اسکو عنایت کیا اور نیابت تمام اور عظمت الاکلام ولایت برار کی طرف روانہ کیا اور احمد بیگ قزوینی کو پیشوائی کا عہدہ اور محمد خان ولد اعظم ہمایون کو خدمت سرنوبتی دیکر انکی تعظیم و توقیر مین کوشش کی یہ امر تغلچین کے مزاج کے موافق جو سلطان محمود شاہ کے غلامان ترک معتبر تھا نہ آیا اور در پے اسکے ضائع کرنیکے ہوا کیونکہ اسکا ارادہ یہ تھا کہ منصب وکالت میرے سپرد کرکے میرے فرزند حسین خان کو سرنوبت کرے چونکہ تغلچین کا مدعا حاصل نہوا رنجیدہ اور دلگیر رہتا تھا سلطان غیاث الدین غائبانہ اور حاضرانہ اسکی ایسی تقریر زبان پر لاتا تھا کہ آدمیون کے نزدیک بہت قبیح تھی یعنے غلامون کو خلائق کے سر پر کہ اسکے درمیان مین ایک جماعت کثیر اولاد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہونگے حاکم کرون اور اپنے آبا اور اجداد کے خلاف اختیار کرون اور تغلچین کہ امرائے بزرگ سے تھا اور یار و مددگار بہت رکھتا تھا بادشاہ کا کینہ اپنے سینہ مین جاگزین کرکے تمام ہمت اسکے عزل پر مصروف رکھتا تھا اور اسکی ایک بیٹی حسن و جمال کی صفت مین موصوف تھی اور علم موسیقی ہند مین بھی وقوف اور مہارت تمام رکھتی تھی اور حسن و صورت مین اپنا عدیل نظیر نہ رکھتی تھی سلطان غیاث الدین راغب اسکا ہوکر غائبانہ اظہار محبت کرتا تھا فقط اتغلچین نے اس عرصہ مین اسباب ضیافت کا اپنے مکان مین ترتیب دیکر شاہ سے التماس قدوم کی سلطان اس امید پر کہ شاید یہ اپنی بیٹی میرے بیشکش کریگا ذوق و شوق نہایت سے اسکے مکان پر تشریف لیگیا اور تغلچین نے مہمانداری کے لوازم حسب الخواہ بجا لاکر مجلس بزم آراستہ کی اور جب شراب کے نشہ نے شاہ کو خوشوقت اور مسرور کیا تغلچین نے تدبیر مجلس خالی کرنیکی مردمان نامحرم سے کی اور غیاث الدین شاہ نے کہ اسکی لڑکی کے وصال کا مشتاق تھا غریق لجہ شہوت ہوکر لوازم احتیاط کو کالعدم فرمایا اور بلا تامل اپنے جمیع متعلقین اور توابعین کو حکم فرمایا کہ باہر جاوین اور تغلچین بہمدستی نے ایک خواجہ سرا مسمی طرب کو کہ اسکے غلامان قدیم سے تھا شاہ کا ساقی بناکر اسکو اشارہ کیا کہ چند ساغر بیہوش ربا بادشاہ کو پیچھے دیکر اور خود لڑکی کے لانے کے بہانہ سے محلسرا کے اندر گیا اور بعد ایک لحظہ کے خنجر کھینچکر باہر آیا سلطان غیاث الدین نے نشہ کے عالم مین وہ حالت مشاہدہ فرمائی باوجودیکہ اپنے پاس حربہ نرکھتا تھا ہمت تغلچین کی دفع پر تعین کی لیکن حریف شراب نے اسے پاؤن سے کمزور کیا کھڑے ہونیکے وقت لغزش سے گر پڑا پھر اپنے تئین تغلچین نے اسکے پاس پہونچایا اور بادشاہ اور غیاث الدین جس حیلہ سے کہ ممکن ہوا افتان و خیزان زینہ کیطرف دوڑا کہ کوٹھے پر چڑھکر آپکو زمین پر گرا دے تغلچین اسکا پیچھا کرکے اخیر زینہ پر اسکے پاس پہونچا اور بادشاہ کے سر مبارک کے بال کھینچکر زینہ سے اتار لایا اور باطمینان تمام بادشاہ کے دونون دست حق پرست خواجہ کے اتفاق سے پیٹھ پر باندھے اور بلا توقف اس کور نمک نے خنجر کی نوک سے آنکھین بادشاہ کی نکالکر نابینا کیا اور دو تین آدمی اپنے متعلقون کو مسلح اور مکمل کرکے طرب خواجہ سرا کو لحظہ بہ لحظہ باہر بھیجتا تھا تو ایک ایک مقربون اور نخواہمون کو اس بہانہ سے کہ بادشاہ طلب کرتا ہے اندر لاکر بقتل کرے چنانچہ اسی نہج سے چوبیس سردار معروض تیغ ہلاکت ہوے اور دو نخواہمون بزرگ سے ایک باقی نہ رہا اسوقت اسکے بھوپے جلال سلطان شمس الدین بہمنی کو

بنام سلطان اعلی طلب کیا جب سلطان شمس الدین قریب آیا تغلچین زشت آئین نے جوانان خاصہ اور اپنے ہوا داران
کو لیکر بطریق استقبال اور پیشوائی کی باہر جاکر سلطنت کی مبارکباد کہی اور قلعہ مین لیجاکر جمیع مردم کو حاضر کرکے
تخت فیروزہ پر بٹھایا اور ہر ایک اعوان و انصار کو مناصب عالی اور جاگیرات لائق سے سرفراز کیا اور سلطان غیاث الدین
کو قلعہ مساغر مین بھیجکر دو مہینے محبوس کیا اور یہ واقعہ سترھوین رمضان ۷۹۹ سات سو ننانوے ہجری مین وقوع مین
آیا تھا اور مدت سلطنت سلطان غیاث الدین بہمنی کی شاہنشاہ ابدی الحکم کے حکم سے ایک مہینا اور بیس دن سے
زیادہ نہ تھی ذکر سلطان شمس الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

یہ داستان زبان راستان سے اسطرح سلک بیانمین منتظم ہوتی ہے کہ سلطان بہمنی پندرہ برس کے سن مین بعد عزل
قید برادر مسند خلافت پر متصرف ہوا اور جو کہ سلطان غیاث الدین کی صحبت دیکھے ہوے تھا برائے نام سلطنت پر بٹھا دزین شکر
قناعت کی تغلچین غلام ترک نژاد کو بخطاب ملک نائب اور منصب امارت سے ممتاز کرکے خلعت و انعام قدر و منزلت کے موافق
مرحمت فرمایا اور جو ارکان سلطنت اُس شقی کے دست جور سے محفوظ اور بقیۃ السیف تھے انھون نے بھی اطاعت کے سوا
چارہ نہ دیکھا سر اُسکے حکم و نہی پر رکھا اور مادر سلطان شمس الدین جو سلطان غیاث الدین کی والدہ کی لونڈی تھی
مخدومہ جہان مشہور ہوئی اور ہر ایک بات مین تغلچین کا پاس و لحاظ رکھتی تھی اور اُسکی اعانت و امداد مین ساعی ہوکر
فرزند کو نصیحت کرتی تھی اور کہتی تھی کہ ای فرزند دلبند تو تغلچین کی حسن وسعی سے مرتبۂ بلند شاہی پر فائز ہوا ہے مثل
اُسکے تیرا کوئی دولتخواہ نہین ہے تجھے بھی لازم ہے کہ اُسکے کہنے سے تجاوز اور تخالف نہ کرے اور ارباب غرض کے
سخن اُسکے حق مین نہ سنے اور تغلچین بھی ہر روز اور ہر ساعت تحف و ہدایا بھیجکر مخدومہ جہان کی خدمت مین
آپ کو اُسکے دلمین شیرین کرتا تھا اور سلطان داؤد شاہ بہمنی مقتول مین فرزند تھے ایک محمد سنجر جسکا مذکور ہوا کہ
روح پرور آغا خواہر سلطان مجاہد شاہ نے اُسے مکحول کیا دوسرا فیروز خان تیسرا احمد خان اور یہ دونون بھائی ایک
ماں سے تھے اور اپنے باپ کے عہد قتل مین چھ سات برس سے زیادہ نہ تھے اور اُنکا عم سلطان محمود شاہ بہمنی
اُنکی تربیت مین مشغول رہتا تھا جو فن لائق حال شاہزادون کے ہے تیر اندازی اور چوگان بازی اور پڑھنا لکھنا
سیکھتا تھا اور میر فضل اللہ انجو صدر جو سادات عظیم المرتبہ شیراز اور ملا سعد الدین تفتازانی کے تلامذہ سے تھا سلطان
محمود شاہ کے حسب الحکم اُنکی تعلیم و تربیت مین سعی موفورہ پیش پہونچاتا تھا اور اس سبب سے کہ اسوقت تک
سلطان محمود شاہ کے کوئی بیٹا نہ تھا دونون بھتیجون کو بیٹے دیکر اکثر اوقات ارشاد فرماتے تھے کہ فیروز خان میرا ولیعہد
ہے اور بعضے وقت اُسے اپنے پاس تخت پر بٹھاکر کہتا تھا کہ ہمارے خاندان مین اس سے رشید زیادہ نہوا ہوا اور نہوگا اور
جب حق سبحانہ تعالی نے اُسے فرزند کرامت فرمایا سلطان غیاث الدین کو ولیعہد کرکے مرتے وقت فیروز خان اور
احمد خان کو غیاث الدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین وصیت فرمائی اور اُنھون نے بھی لوازم صداقت
اور اخلاص مین تقصیر نہ کی ہمیشہ موافقت کا اپنی کمر جان پر باندھا اور جب تغلچین نے اُسے نابینا کیا فیروز خان اور
احمد خان کی بیبیون نے جو سگی بہنین سلطان غیاث الدین کی تھین اپنے شوہرون کو انتقام پر تحریص و ترغیب کرتی
تھین پھر دونون بھائی یہ امر قبول کرکے اُسکے دفع کے درپے ہوے اور تغلچین اس راز سے آگاہ ہوکر انین سخت تمیز
سلطان شمس الدین بہمنی کے گوش زد کرتا تھا اور ہر مرتبہ بدگوئی کو جولان کرکے عنان بیان غیبت خیانت کی طرف

بھیجتا تھا اور چاہتا تھا کہ ہر طور سے آثار ناراضی اور رنجیدگی کے اُسکے دفتر ضمیر پر ثبت کرکے حکم قید اور حبس کا حاصل کرے لیکن سلطان شمس الدین باوجود صغر سن یقین نہ کرسکے وہ امر جو اُنکی رنجش کا باعث ہو تجویز نہ فرماتا تھا یہانتک کہ خلوت مین مخدومہ جہان کو تمام وجوہ سے فہمائش کرکے فرمایا کہ ان دو تین دن مین اگر فکران دونون بھائیون کی نکروگی آپ کے فرزند کو تخت سے اُٹھاوینگے اور آپ کو بھی کہ میری دوستی مین متہم ہین انواع فساد ظہور مین پہونچاوینگے القصہ مخدومہ جہان نے جسطور سے ممکن ہوسکا سلطان شمس الدین کو اپنے چچاکے بیٹون کے قتل پر اغب اور مائل کیا اور فیروز خان اور احمد خان نے اس معاملہ پر اطلاع بہم پہونچائی ساغر کیطرف بھاگے اور سدھو نام اور شہر کے حاکم نے جو غلامان اُس خاندان سے تھا اور بمرتبہ کمال شوکت اور حشمت اور اسباب رکھتا تھا انھین قلعہ مین لیگیا اور انکی اعانت پر آمادہ ہوا اور سامان شاہی جسقدر اُسے بہم پہونچا موجود کرکے بیگاہ خدمتگاری اور جانسپاری کا کمر ہمت پر باندھا نظم حزین گفت سدھو بفیروز خان ✤ ندارم دریغ از تو مالی و جان ✤ بکوشم کہ اورنگ کیخسروی ✤ زنم فرکلاہ تو گردد قوی ✤ اس صورت مین فیروز خان اور احمد خان نے اول سلطان شمس الدین اور ارکان دولت کو تحریص کیا کہ مقصد ہمارا تغلجیین زشت آئین کا دفع کرنا ہے کہ اعمال ناشائستہ اُسکے مثل نابینا کرنا سلطان غیاث الدین اور بھی اشیا کا جو محل ناموس ہین خلاف پر واضح اور لائح ہین اگر آپ اُسے جزا اور سزا کو پہونچاوین تو ہم جادہ مصادقت مین مستقیم اور راسخ ہوکر سلطان شمس الدین کو اپنا شاہ بلکہ شہنشاہ جانینگے اور جو نہین یقین سمجھین تو جو کچھ ہمسے بن آویگا اُسمین کوتاہی اور تقصیر نکرینگے سلطان شمس الدین نے تغلجیین اور مخدومہ جہان کی صلاح ومشورہ سے ایسا جواب کہ جسکے باعث نائرہ فساد شعلہ زن ہو قلمی کرکے انھین اپنی دشمنی مین تیز کیا پھر دونون بھائیون نے سدھو کی حسن تدبیر سے تین ہزار سوار اور پیادے بہم پہونچائے اور اس گمان سے کہ لشکر سلطانی ہمسے ملحق ہوگا حسن آباد گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوے اور یہ خلاف قرار داد اپنے کے جب آب تھور سے عبور کیا اور مردم شاہی سے ایک شخص بھی انکے پاس نہ آیا اُس مقام مین مقیم ہوکر کہنے لگے کہ فکر اصل پر کرکے قدم آگے بڑھانا چاہیے پھر چتر شاہی فیروز خان سر پر لگاکے احمد خان بہ منصب امیر الامرائی اور سدھو بہ منصب سرنوبتی اور میر فضل اللہ انجو بہ منصب وکالت نامزد ہوے اور اسیطرح سے ہر ایک آدمی کو جو ہمراہ تھے مناصب مناسب کی بشارت دیکر آب تھور کے ساحل سے آگے بڑھے اور جسوقت حسن آباد گلبرگہ سے چار کوس ادھر پہونچے تغلجیین نے زر وافر اور خزانہ بیکران لشکر امرا اور سپاہ پر قسمت کیا اور سلطان شمس الدین کو جدا کرکے فیروز خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور قصبہ مرتول کے اطراف مین صفوف رزم آراستہ ہوکر طرفین کا مقابلہ ہوا بیت جو شیران بہ کشتی در آویختند ✤ زتنہا جوے خون ہمی ریختند ✤ الغرض بعد حرب شدید اور جنگ عظیم فیروز خان اور احمد خان نے شکست کھائی اور مع اعوان وانصار ساغر کیطرف متوجہ ہوے اور مخدومہ جہان اور تغلجیین استقلال بدرجہ اعلی پہونچاکر مستقل ہوے لیکن خلائق درگاہ کی طبیعت اُنسے نہایت منتفر ہوئی تھی اور اکثر بندگان شاہی نے فیروز خان کیطرف راغب ہوکر پیغام دیا کہ صلاح دولت اسمین ہے کہ عہدنامہ سلطان شمس الدین سے حاصل کرکے حسن آباد گلبرگہ کیطرف تشریف لائیے اور فرصت کیوقت اپنا کام سنوار لیجیے چنانچہ فیروز خان سلمہ ومان تخت گاہ کو اپنا بنالیا اور بہمت جانکر مرغیاث الدین ولد میر فضل اللہ انجو وسید کمال الدین طویل القدار بھی بعضے سادات وعلما کو مخدومہ جہان اور تغلجیین کے پاس بھیجکر

یہ پیغام دیا کہ ہم بعضے آدمیون کے کہنے سے متوہم ہوکر اس امر کے مرتکب ہوے تھے اب اس سے نادم اور پشیمان ہین اگر آپ سلطان سے امان نامہ حاصل کرین تو ہم دونون بھائی دارالخلافت مین آنکر ظل عطوفت شاہانہ مین زندگی کرین نہایت اتفاق ہوگا مخدومۂ جہان اور تغلچین اس معذرت سے نہایت راضی اور خوش ہوے اور فوراً استمالت نامہ مشتمل عہود و مواثیق کے بھیجا اور دونون بھائی دارالخلافت کی روانگی مین متفکر ہوکر بام رفیع پر بیٹھے تھے کہ ایک کشمیری دیوانہ حسن آباد گلبرگہ کیطرف سے پہونچا اور بآواز بلند فریاد کی کہ اے فیروز خان روز افزون مین آیا ہون کہ تجھے حسن آباد گلبرگہ مین لیجاکر بادشاہ بناؤن دونون بھائی وہ فال نیک سمجھکر اسیوقت حسن آباد گلبرگہ مین داخل ہوے اور بعد حصول شرف ملازمت مقبول طبع خاص و عام ہوکر تشریفات فاخرہ سے مالامال ہوے لیکن تغلچین اور فیروز خان ایک دوسرے سے ہراسان ہوکر دونون اپنی ہوشیاری مین رہتے تھے یہانتک کہ بعد دو ہفتہ پنجشنبہ کے دن ماہ صفر کی تیئیسوین تاریخ سنہ ۸۰۰ آٹھسو ہجری مین فیروز خان بارہ مرد ہتھیار بند اپنے ہمراہ لیکر دربار مین داخل ہوا اور اسکے بعد تین سو جوان بہادر جو اس سے یکدل و یکزبان تھے وعدہ کے موافق ایک ایک دو دو کرکے قلعہ مین فراہم ہوے اسوقت فیروز خان نے آدمی احمد خان کے بلانیکو بھیجا اور جب وہ بھی برق کے مانند حاضر ہوا فیروز خان نے تغلچین سے کہا دو تین شخص میرے قرابتی میری جاگیر سے بادشاہ کی قدمبوسی کے ارادہ سے آئے ہین اگر حکم ہو دربار مین آنکر بادشاہ کی تسلیم سے مشرف ہون تغلچین یہ امر قبول کرکے بادشاہ شمس الدین کی خدمت مین عرض پیرا ہوا فوراً حکم عالی نے اس مضمون سے شرف نفاذ پایا کہ جس شخص کو فیروز خان طلب کرے بردہ دار رمز آشنا عرض نہون مین فیروز خان نے تغلچین کو حرف و حکایات مین مشغول کرکے احمد خان کو بھیجا تو اس دو تین آدمیون کو دربار مین لایا احمد خان نے بارہ جوانون کو جو انکے ہمراہ آئے تھے دروازے کے قریب لاکر چپا کہ دربار خاص مین داخل کرے بردہ دار انکے مع شمشیر و پراق دیکھکر مزاحم ہوے اور احمد خان نے جب دیکھا کہ کام دست اختیار سے نکل گیا اوطاق بام سے گرا باتفاق آن بارہ دلاوران بندہ آزما اور بہادران خشمگین ہزبر آسا کے گرز سنان و شمشیر و خنجر جانستان لیکر بردہ داران سے غفلت پت ہوگیا چند بردہ داران کو قتل کرکے بلا توقف دربار مین داخل ہوا تغلچین کے بیٹون کو گھیرکر تیغ یمانی سے انکے سر و تن کی جدائی کی اور جمیع مقرب جو فیروز خان سے ہمزبان تھے طرح دیکر ہر ایک گوشہ اور حجرے مین بھاگ گئے اور سلطان شمس الدین بھی یہ صحبت مشاہدہ کرکے تہ خانہ کیطرف کہ اس مکان کے قریب تھا بھاگکر پوشیدہ ہوا اور تین سو سپاہی جو باہر تھے یہ بھی اخبار کے موافق تغلچین کے متعلقون کے ساتھ جو دیوانخانہ مین تھے پیشدستی کرکے کمک شمشیر آبدار سے انکی رقم حیات کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کیطرح نیست و نابود کیا اور اسیوقت فیروز خان کے حکم سے سلطان شمس الدین اور تغلچین کو طوق و زنجیر مین مسلسل کرکے اس زیرخانے مین محبوس کیا پھر فیروز خان باتفاق ارکان دولت دیوانخانہ مین رونق افزا ہوکر ایک مجلس آراستہ کرکے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور تیمن و تبرک کیواسطے جیسا کہ کشمیری دیوانہ کی زبان پر جاری ہوا تھا آپ کو ملقب بہ روز افزون شاہ کیا اور شمشیر سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی کی اپنی زیب کمر کرکے بعد چند روز جب مہمات سلطنت نے ایک قرار و مدار پیدا کیا سلطان شمس الدین کو محبوس کرکے قلعہ بیدر مین بھیجا اور سلطان غیاث الدین کو ساغر سے لاکر تغلچین بدائین کو سپرد کیا اور فرمایا کہ اپنا انتقام اس کور نمک بدانجام سے لیجیے سلطان غیاث الدین نے باوجود نابینائی اسکو اپنے مقابل ایستادہ کیا اور ایک ضرب شمشیر سے اسکے سر و تن مین جدائی کی اور مخدومۂ جہان اور سلطان شمس الدین سلطان فیروز شاہ الملقب بروز افزون شاہ سے

بالحاج ومبالغہ تمام رخصت زیارت مکہ معظمہ کی حاصل کرکے بندر چیول سے اُس مکان مقدس کیطرف روانہ ہوے
اور مدت عمر وہان بسر کی سلطان ہر سال پانچہزار اشرفی نیز وزر شاہی مع تحف ہند بھیجتا تھا یہانتک کہ سلطان
شمس الدین ۸۱۶ آٹھسو سولہ ہجری مین مدینہ منورہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین فوت ہوا
اور وہ شاہ عاقبت بخیر اس سرزمین عنبر آگین مین مدفون ہوا سلطان شمس الدین بہمنی کی مدت سلطنت ستاون
تھی کہ حساب سے ایک مہینا اور ستائیس روز ہوتے ہین ذکر آرائش پانا چمن روزگار کا بہار سلطنت
واقبال ابوالمظفر الغازی سلطان فیروز شاہ بہمنی الملقب بروز افزون شاہ بن داؤد شاہ
بہمنی سے نظم چو فیروز شاہ آن نشہ راستین ✣ برآرندۂ تاج وتخت ونگین ✣ بتائید یزدان ونیروے بخت ✣
خداوند کشور ستد وتاج وتخت ✣ بزرگی خجستہ ترازمہر وماہ ✣ بسر برنہاد او کیانی کلاہ ✣ در گنج بکشاد ولشکر بخواند ✣
بدامن زر وسیم وگوہر فشاند ✣ ورخ آثار ملوک ذوی الاقتدار بہمدمی خامۂ مشکین نگار اوراق لیل ونہار پر یون رقم
کرتا ہی کہ بہمن نامہ دکنی اور فتوح السلاطین منظوم سے معلوم ہوتا ہی کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی شوکت وعظمت مین
اور بادشاہان بہمنیہ سے امتیاز تمام رکھتا تھا اور وہ خاندان عالی اُسکے سبب سے بلند آوازہ ہوا اُس سلطان
نوجوان کے قدم سے بڑی رونق ہوئی سلطنت از سر نو چمک گئی اُس شاہ فیروز بخت نے تخت پر بیٹھکر یہ کام کیا کہ ایران
بجانگر سے کہ کسی کشور کشا کو اپنے ابناے جنس کے سوا بیٹی نہ دیتے تھے دختر لی تالیف قلوب کرکے سب کو رام کیا
بندۂ بیدار کیا نظم بگسترد اندر جہان داد را ✣ بکند از زمان بیخ بیداد را ✣ ہر جاے ویرانی آباد کرد ✣
دل اہل عالم ز غم شاد کرد ✣ اسکے سوا لوازم غزا اور جہاد مین بھی آپ سے ساتھ کسی تقصیر کے راضی نہوا اپنے
عہد دولت مین چوبیس بار کارزار کی اُسکے عہد مین فضاے مملکت بہمنیہ وسیع تر ہوئی قلعہ نیکا پور اور خلاصہ مملکت
تلنگ ارباب اسلام نے مسخر اور مفتوح کیا سچ تو یہ ہی کہ یہ شاہ شاہان دکن کا طرہ تھا اور یہ وہ شخص ہی کہ جسنے اپنے
چیرہ دستی سے گنبد دوار کے نیچے معلم خرد کی پی پڑھانے سے تاج مرصع بصورت دستار بنا کر زیب فرق کیا اور سخاوت
مین اس سے بہتر بادشاہون کو اور خوشتر کوئی صفت نہین ہی اپنی کوشش سے نام نیک یادگار کے واسطے صفحہ دنیا مین
چھوڑا اور محرمات مین سے چندے طبیعت شاہ کی استماع راگ ورنگ اور مرغوبی نہانی کیطرف مائل رہی اسکے سوا
مرتکب اور محرمات اور منہیات کا نہوتا تھا اور اکثر روزہاے متبرک مین کہ عبارت ماہ صیام سے ہی صوم وصلوۃ مین
اوقات صرف کرکے کوئی فریضہ اُس سے فوت نہوتا تھا اور ہمیشہ فرماتا تھا کہ مین ارتکاب ان دو منہی شرعی سے نہایت
دلگیر اور آزردہ رہتا ہون لیکن جو نغمہ مجھے ذکر حق مین مشغول کرتا ہی اور وہ دوسرا میرے نفس کو شرانگیزی سے
باز رکھتا ہی درگاہ غفار ستار سے امیدوار ہون کہ مجھے ان دو امر کے سبب (یعنے مینوشی ۱۲) مواخذہ اور معاقب نہ فرماوے اور چونکہ
رغبت تمام عورتون کی فراہم لانیکی رکھتا تھا علما اور فضلا کو بلاکر استفسار کیا کہ مرد چار عورت اصل کے سوا عقد نہین
کرسکتا ہی اسکی تدبیر کیا ہی بعضے کہنے لگے ہمیشہ چار عورت منکوحہ سے ایک کو صیغۂ طلاق کہکر دوسری عورت کو شوق سے
اپنے عقد مین لائیے اور بعضون نے اور طریقہ ہدایت کیا کوئی شاہ اسلام پناہ کی طبیعت کے موافق نآئی پھر وکالت پناہ
میر فضل اللہ سے پوچھا کہ علاج اُسکا کیا ہی میر فضل اللہ نے جواب دیا کہ متعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد رسالت
اور خلیفۂ اول کی عہد خلافت مین مروج تھا اور خلیفہ دوم کے عہد مین برطرف ہوا باوجود اسکے مذہب امامیہ مین کہ ایک فرقہ

اسلام سے ہی مباح ہی اگر بادشاہ انھین منع کرکے نگاہ رکھے بہتر ہی مگر علماء اہلسنت کے درمیان اس امر مین بہت گفتگو واقع ہوئی اور جب صحیح مسلم و بخاری اور مشکوۃ شریف حدیث درمیان مین لائے معلوم ہوا کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین ہوا ہی اس سبب سے شاہ فیروز شاہ نے طائفہ امامیہ کے شعار پر عمل کیا اور ایکدن آنمرسو عورت سے متعہ پڑھا اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے دریافت ہوا کہ وہ بادشاہ متشرع ہر روز ربع جزو کلام اللہ لکھتا تھا اور روزگار شریف کو خالق کی پرستش کے بعد پرسش احوال مخلوق مین صرف کرتا تھا اور راتون کو دو پہر اور سہ پہر تک علماء اور مشائخ اور شعراء اور قصہ خوانان اور افسانہ گویان اور ندیمان اور خوش طبعان کی صحبت سے اپنی طبیعت شگفتہ رکھتا تھا اور مرتبہ شناہی کو ملحوظ اور منظور رکھکر جماعت مذکورہ کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا تھا اور اُنسے فرماتا تھا کہ دیوان داری کیوقت جب تخت پر متمکن ہوتا ہون شاہ ہوتا ہون ناچار خلق سے شاہانہ سلوک کرتا ہون تاکہ شوکت و صلابت فرمانروہی دلونمین جاگزین ہو اور مہمات سلطنت بے نظام نہ ہون اور دوسرے وقت تمسے صحبت رکھتا ہون آپکو بھی مثل تمھارے سمجھتا ہون جیساکہ تملوگ آپسمین بے تکلفانہ صحبت رکھتے ہو اور گفتگو کرتے ہو میرے ساتھ بھی وہ طریق جاری رکھو تو بادشاہی اور مقصدوری کے حظ اور لذت سے بہرہ یاب ہون اور اُن لوگون سے کہ جنکا مذکور ہوا تکلف برطرف کرکے فرماتا تھا کہ شب کی درباروری اور نشستینی کیوقت جب چاہو آؤ اور جسوقت چاہو برخاست کرو اور مجلس مین ماکول و مشروب سے جو کچھ ارادہ کرو ملازمان درگاہ بے تامل حاضر کرین اور دو چیز کے سوا جو چاہو کہو اور سنو ایک یہ کہ کاروبار دنیوی کا تذکرہ نکرو محکمہ کے اجلاس کیوقت معروض کرو اور دوسرے ہر کسی کی بدگوئی اور غیبت سے باز رہو ایکدن ملا اسحق سرہندی نے جو مرد دانشمند اور اہل طبع تھا بادشاہ سے معروض کیا کہ سلطان اہل مجلس کو تکلیف دیتا ہی کہ بے تکلفانہ مجھسے گفتگو کرین یہ امر و آداب سلطانی کے خلاف ہی اور بادشاہان عالیمقدار کے شایان اور مزاج کے موافق نہین ہی اور حکایات سلطان محمود سبکتگین اور حکیم ابوریحان منجم کے مصدق اور مقوی میرے کلام کی ہی سلطان فیروز شاہ نے پوچھا کہ شرح اس حکایت کی کیونکر ہی ملا اسحق نے بتفصیل بیان کی سلطان فیروز شاہ نے متبسم ہوکر یہ فرمایا جو بادشاہ کہ علم و فضل و انصاف مین موصوف نہین ہین اُنسے ایسے امور سرزد ہوتے ہین خدا نکرے کہ یہ صفت میری طبیعت مین مرکوز ہوا اور مردم آگاہ جنھین ملوک کی خدمت مین رسائی اور آشنائی ہی اور تاجداران نازک مزاج کی مجلس مین آمد و شد ہی جانتے ہین کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی اگر اس صفت مین دعوی اعجاز کرتا بجا تھا اور اگر آپکو سر آمد ملوک نامدار فرض کرتا زیبا تھا اور مثل اسکے ملا داؤد بدری نے اپنی تاریخ مین سلطان فیروز شاہ کے قضیہ بہت تحریر کیے ہین جو کہ موجب تطویل کلام اور کذب پر محمول ہوتا تھا اسکی تفصیل سے محترز ہوا اور جو کہ حکایت سلطان محمود و حکیم ابوریحان کی درمیان مین آئی اُسکو جملہ معترضہ سے واجب جانکر جیسا کہ ملا داؤد بدری نے مذکور کیا ہی اس نسخہ مین مرقوم کرتا ہون منقول ہی کہ حکیم ابوریحان اور منجم نوادر روزگار سے تھا اور احکام عجیب اُس سے واقع ہوتے تھے اور بسبب وفور مہارت علم نجوم اور بے تکلفی سلطان کہ سلطان محمود سے استغنا قبول کرتا تھا اور وہ اُن سبب سے ناراض اور رنجیدہ رہتا تھا ایکوقت سلطان محمود قلعہ غزنین مین بام کوشک بر باغ ہزار درخت کے مقابل بیٹھا تھا حکیم ابوریحان منجم سلطان کے پاس حاضر ہوا سلطان نے اُس سے متوجہ ہوکر فرمایا حکم کرکہ اس قلعہ کے چار دروازہ ہین مین کونسے دروازہ سے باہر جاؤنگا منجم نے اصطرلاب طلب کیکے بلند کیا اور طالع درست کرکے ایک پرچہ کاغذ پر کچھ تحریر کیا اور بادشاہ کے سرہانے رکھا اسکے بعد سلطان محمود نے حکم دیا کہ دیوار شرقی قلعہ کی کہ دین جہت مسامت ہوے

حاجی محمد قندھاری

اُسطرف سے نکل گیا بعدہ کاغذ کو برآوردہ کرکے دیکھا اُسمین تحریر تھا کہ ان چاردن دروازہ سے باہر نجاویگا یا ارتر قی کھود کر برآمد ہوگا سلطان اس حکم سے حیران ہوا اور فرمایا کہ حکیم کو بام کوشک سے نیچے گرادین اور ظاہرا اُس مقام مین ایک جال مثل اُس تشتی کے باندھا تھا کہ اُسپر آنکر آہستہ زمین پر پہونچے چنانچہ اس تدبیر کی وجہ سے کسی طور کا صدمہ اُسکے گردنہ پہنچا سلطان نے فرمایا اُسکو بھی دیکھا تھا بولا ہان تقویم جو کہ اُسکے ہاتھ مین تھی سلطان کے حوالہ کی اور عرض کی دیکھ جیسا کہ اُس دن حکم مین نے لکھا تھا کہ آج مجھے جاے بلند سے گرویگا لیکن مین زمین پر سلامت اُترونگا چنانچہ یہ حکم بھی بادشاہ کی طبیعت کے موافق نہ آیا اُسے قید کیا اور جب چھ مہینے کی مدت تمام ہوئی حکیم کا غلام ایکدن بازار مین جاتا تھا ایک نجومی کو دیکھکر اُسنے بلایا اُسنے غلام سے کہا کہ مین تیرے طالع مین چند چیز دیکھتا ہون (یدہ میری) تو اضع کرتو کہون غلام نے دو درم حوالہ کیے فال دیکھکر اُسنے کہا ای شخص جو کہ تیرا مالک ہی اور رنج مین ہی آج کے تیسرے دن اُس محنت سے نجات پاویگا اور خلعت فاخرہ پہنے گا غلام نے برسبیل بشارت یہ فال اپنے مالک کو پہونچائی وہ ہنسا اور کہا افسوس ہی کہ تو میرا غلام ہوکر ایسے آدمیون کے قول کا اعتبار کرے قضارا تیسرے دن احمد بن حسن میمندی کہ فرصت کا جویا تھا شکارگاہ مین موقع دیکھکر سخن نجوم درمیان مین لایا اور کہا بیچارہ حکیم ابوریحان منجم نے ایسے دو حکم اس خوبی سے بیان کیے اور خلعت وشریف کے عوض مین قید ہوا سلطان نے فرمایا جو کچھ مین جانتا ہون تو نہین جانتا اس شخص کا علم نجوم مین ثانی نہین ہی لیکن حکیم کامل وہ ہی کہ مزاجدان ہو کہ اسلے کہ جمیع ملوک کے مزاج لڑکونکے مانند ہین بات اُنکی طبیعت کے موافق کہنا چاہیے تو اُسنے بہرہ مند ہون پھر اُسے حکم نجات حاصل ہوا کہ فال مین نے کہا تھا اور حکیم ابوریحان منجم نے اول فال مین کو جو سرراہ تھا دیکھکر جو غرور کہ علم نجوم کا دماغ مین رکھتا تھا دفع کیا اور جب مجلس سلطان مین حاضر ہوا گھوڑا اور خلعت اور ہزار دینار اور ایک کنیز پائی اور سلطان نے عذر کرکے فرمایا اگر تو مجھے چاہتا ہی بات میرے مزاج کے موافق کہ نہ وسعت علم پر کہ یہ امر بھی ایک شرائط خدمت سے ہی نظم سخن یہ کہ با صاحب تاج وتخت ✤ بگویند سخنہا کہ نگویند سخت ✤ سخن کان بابر و برآرد گرہ ✤ اگر آفرین ست ناگفتہ بہ ✤ اور سلطان فیروز شاہ ہر سال بندر کودہ اور دابل اور جیول سے چند جہاز اطراف واکناف مین بھیجتا تھا کہ تحف وامتعہ ہر ولایت کی لاوین اور یہ بھی فرماتا تھا کہ بہترین تحفہ ہر مملکت سے مردم صاحب کمال اُس مملکت کا ہی بادشاہون کو واجب ولازم ہی کہ آدمی ہر ایک ولایت کے اپنی سرکار مین فراہم کرین اور ساتھ اُنکے مشورہ ہوکر یہ خیال کرین کہ سیر عالم کی اور ربع مسکون کو دیکھا اس سبب سے چیدہ اور خلاصہ اہل عالم اُسکی خدمت مین مجتمع ہوے اور اُسکے فیض عام سے بہرہ یاب ہوتے تھے نظم فیض نعمتش چو چشمہ در جوشش ✤ صیت کرمتش چو نغمہ در گوشش ✤ لمع گرمتش چو مہر انور ✤ خلق نفستش چو عود مجمر در انجمن عجم بساطتش ✤ در بادیہ عرب سماطتش ✤ خلقتش بہ بہار خوے کردہ ✤ طبعتش ز نسیم گوی بردہ ✤ یک خندہ بہار از نگاہتش ✤ یک گوشہ سپہر از کلاہتش ✤ ہم عشق پسندد و ہم خرد دوست ✤ او مغز جہان و نہ فلک پوست ✤ اور وہ اور نگ نشین وکن اکثر زبانون کو یاد کرکے ہر ولایت کے آدمیون سے ہمکلام ہوتا تھا اور قوت حافظہ سے بھی بہرہ بند ممتاز تھا اور جو بات کہ فی الجملہ ایکبار یاد و بار سنتا تھا پھر اُسکے دل سے نقش کالحجر کے مانند محو نہوتی تھی اور متقدمین کے اشعار خوب سمجھتا تھا اور کبھی آپ بھی شعر کہتا تھا اور گاہے عروضی و کبھی فیروزی تخلص کرتا تھا اور یاد داشت کیواسطے تھوڑے اشعار اُسکے اس داستان کی ذیل مین تحریر ہونگے اور بلاذری و بیدری نے تاریخ عفیفہ السلاطین اُسکے نام تحریر کی ہی اکثر علوم مین خصوصًا

تفسیر اور حکمت طبیعی اور نظری مین مہارت تام رکھتا تھا اور اصطلاحات صوفیہ سے بھی باخبر تھا اور ہفتہ مین تین دن یعنی شنبہ اور دوشنبہ اور چہارشنبہ کو اس تفصیل سے درس دیتا تھا زاہدی اور شرح مذکرہ ریاضی مین اور شرح مقاصد کلام مین اور تحریر اقلیدس ہندسہ مین اور مطول ملا سعدالدین علم معانی اور بیانین اور اگر احیانًا دنکو فرصت نہوتی تو شب کو طالبعلمون کو حاضر کرکے درس اور فائدہ رسانی مین مشغول ہوتا تھا اور میر فضل اللہ انجو کی برکت سے کہ شاگردان خوب ملا سعدالدین نقدنازانی سے تھا اس شہنشاہ بے نظیر نے یہ تمام حیثیت اور فضیلت حاصل کی تھی اور قیاسًا ایسا مفہوم ہوتا ہی کہ دانش اسکی زیادہ بادشاہ محمد تغلق شاہ کی دانش سے تھی اور اول وہ شخص کہ جسنے سادات انجو سے وصلت کرکے دختر دی اور اُنسے اپنے فرزندون کیواسطے بیٹی لی سلطان فیروز شاہ بہمنی تھا چنانچہ ملک نائب میر فضل اللہ انجو کی صاحبزادی شاہزادہ حسن خان کے عقد نکاح مین لایا اور ایک اپنی بیٹیون مین سے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کی دختر تھی صدر جہان کے بیٹے الموسوم بہ شمس الدین محمد انجو کو تجویز فرمائی اور دولت آباد کا طرفدار کیا اور سلطان فیروز شاہ جو عورتون پری پیکر طاؤس زیب سے رغبت تام رکھتا تھا ایک شہر مہر پٹھورہ کے کنارہ موسوم بہ فیروز آباد بناکر کے اپنا تختگاہ مقرر کیا اور بازار اور دوکانین نہایت پاکیزہ اور مطبوع اور سڑکین نہایت وسیع اور سیدھی تیار کرکے ایک قلعہ کہ ایک ضلع اُسکا پانی سے متصل ہی گچ اور پتھر سے احداث فرماکر آب پٹھورہ کو کاٹکر قلعہ مین لایا اور پانی کی نہرین اور کوشک ہاے عالی تعمیر کرواکے ہر ایک حرم کو عنایت فرمائی اور عورتون کے اثر دہام اور کثرت سے اندیشہ کرکے ضابطے مقرر کیے کہ مادام الحیات اُس سے تجاوز نہوا القصہ جا بجا فوجین اُسکے سے ایک یہ ہی کہ جس محل مین عورتین خاصہ نگاہ رکھتا تھا اُسمین ہر ایک کو تین پرستار سے زیادہ جو اُنکے ہمزبان تھین نہ دیتا تھا اور جو کلام عربی کی طرف میل وافر رکھتا تھا عربی محل کو بعد محل دکنی کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کی صاحبزادی تھی جگہ دی تھی اور نو محل زنان عرب سے جو کہ حجاز اور مکہ اور اُس اطراف مین نشو ونما پائی تھی اور کمال فصاحت اور بلاغت رکھتی تھین عربی محل مین نگاہ رکھتا تھا اور اُنکے خدمتگار اور پرستارین تمام حبشی اور حبشیہ خوش شکل اور عربی زبان تھین اُس محل مین وہ عورت کہ لغت عربی نہین جانتی تھی آمد و شد نکرتی تھی کہ مبادا اُنکی زبان ضائع ہووے یعنی دوسرے کلام مین مخلوط ہووے اور اس امر کیواسطے وکیل اُسکے ہمیشہ عرب مین آمد و شد رکھتے تھے کہ جسوقت ان عورتون یا خدمتگارون مین سے کوئی ایک فوت ہوتی یا سلطان رنجیدہ ہوکر ایک کو محل سے باہر کرتا اُسکے عوض عرب سے اور لاتے تھے اور علی ہذا القیاس زنان عجم سے بھی نو بیبیان رکھتا تھا اور خدمتگار اُنکے جرکس اور ترکی اور روس اور گرجی اور فارسی زبان تھے اور اسی قبیل سے زنان ترک اور فرنگ اور خطائی اور افغان اور راجپوت اور بنگالی اور گجراتی اور تلنگی اور کھتری اور مرہٹی اور سوائے اسکے اور بھی اسی نہج پر تھین اور بولی اُنکی خوب جانتا تھا اور ہر روز ایک محل مین ان محلون سے جاکر حیات مستعار عیش و عشرت مین اسطرح بسر کرتا تھا کہ ہر ایک عورت محل کی دعوی کرتی تھی کہ بادشاہ ہمکو زیادہ تر دوست رکھتا ہی اور کتاب توریت و انجیل کو پڑھ سکتا تھا اور علماء ہر ملت کو مقرر کرکے اُنکی روش کی خبر لیتا تھا اور کہتا تھا سبحان اللہ جیسا کہ ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزرگترین اور بہترین انبیا سے ہی دین و شریعت بھی اُسکا بہترین اور خوشترین ادیان سے ہی اور کسی دین مین عورتین اجنبی مردون سے منہ نہ چھپاتی تھین اور شراب کہ ام الفساد ہی حرام نہ تھی الحمد للہ کہ یہ جمیع دینون سے دین اسلام سلطان الانبیا اور اشرف المخلوقات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین برطرف ہوے اور سلطان فیروز شاہ نے جب خطبہ اور سکہ دکن کا اپنے نام جاری کرکے چتر شاہی اپنے فرق مبارک پر لگایا اپنے

بھائی احمد خان کو خطاب خانخانان سے مخاطب فرما کر امیر الامرا کیا اور اپنے استاد میر فضل اللہ انجو شیرازی کو کہ اس سید بزرگوار کے مباس سعی سے قابلیت اور کمال حاصل کیا تھا سلطنت کا وکیل کیا اور ملک نائب خطاب دیا اور بہت بہامنہ کو بھی صاحب دخل کر کے امیر بزرگ کیا اور مورخین کا اتفاق ہی کہ چونتیس مرتبہ اس سلطان نوجوان نے کفار سے غزا کی اور بلا داؤد بیدری اور صاحب سراج التواریخ وغیرہ نے چند جنگ مشروحًا مرقوم کیے ہین اور باقی سے ساکت ہوے ازانجملہ ایک یہ ہی کہ سنہ آٹھ سو ایک ہجری مین دیوراے والی بیجانگر تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادے اور کماندار اور برق انداز بہ قصد تسخیر مدکل اور ریجور اور بعضے پرگنات اور قصبات مابین دوآب بلاد اسلام کی طرف متوجہ ہوا اور جب یہ خبر فیروز شاہ بہمنی کے سمع مبارک مین پہونچی سراپردہ باہر کر کے دارالخلافت حسن آباد گلبرگہ سے نہضت فرمائی اور شہر ساغر مین پہونچکر لشکر کا جائزہ لیا بارہ ہزار سوار قلمبند ہوے پہلے ایک زمیندار ان ساغر کو کہ کافر بیباک اور شر انگیز تھا آٹھ سات ہزار ہندی سے کہ کوی تھے دستیاب کر کے تہ تیغ اور پائمال کیا اور خاطر فیض مقاطر انکی طرف سے مطمئن کر کے جب لشکر پرار اور دولت آباد ظل رایت مین اسکی جمع ہوے چاہتا تھا کہ کوچ کر کے دیوراے کے مدافعہ کیواسطے متوجہ ہونا گاہ خبر پہونچی کہ نرسنگھ والی قلعہ کھرلہ نے حکام مندو اور آسیر کی حمایت اور مدد اور راے بیجانگر کی تحریص و ترغیب کے سبب مملکت برار مین آنکر حوالی قلعہ ماہور تک تاخت و تاراج کیا ہی اور بہت اہل اسلام کی ایذا اور اہانت مین مشغول ہو کر لوازم شناعت اور بیداری سے کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اس سبب سے تمام لشکر پرار اور دولت آباد کا دفع اس فساد کیواسطے مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال بارہ ہزار سوار پاے تخت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر دیوراے کی تنبیہ کیواسطے عازم ہوا اور جو موسم برسات کے باعث آب گشتہ طغیانی پر تھا دیوراے اسطرف دریا کے خیمہ اور خرگاہ ایستادہ کر کے لشکر اسلام کے عبور کا مانع ہوا اور سلطان فیروز شاہ نے ارکان دولت سے مشورہ کیا کسی نے ایسا جواب کہ سلطان کے خاطر عاطر کی تسلی کا سبب ہو نہ دیا مگر ایک [illegible] مجلس نے کہ نام نامی اسکا قاضی سراج الدین اور امیرون کے سلک مین منتظم تھا جب آثار کلفت سلطان کے چہرۂ انور سے مشاہدہ کیے زمین خدمت کو لب بوس سے بوسہ دیکر بطور اخلاص سے معروض کیا کہ اگر حکم ہوے بندۂ سراج کہ دولتخواہی اور جانفشانی کے جادہ پر نیابت قدم ہی مع بعضے اپنے اقارب کے جو محل اعتماد مین ہین آب دریا سے عبور کر کے جس حیلہ سے کہ ممکن ہو سکے گا آپ کو رات کے وقت دیوراے یا اسکے بیٹے کے خیمہ مین پہونچکر اسکی شمع حیات کو کلکیر خنجر و کٹار سے قطع کر کے بجھا دونگا اور شبہ اسکے کہ جب لشکر کفار مین شور و غوغا بلند ہووے چار پانچ ہزار سوار نجا طر جمع آب سے عبور کر کے نہر کو کفار کے تصرف سے برآورد کرین اور اسوقت شاہ بھی بفراغت تمام دریا سے عبور کر کے ہلاکی کفار کی ذوات سے پراوے سلطان فیروز شاہ نے اس معنی کو تجویز کر کے تھوڑے عرصہ مین دو سو کہ مرد مسلح کہ [illegible] کہتے ہین چرنگا دو سو [illegible] کیے اور قاضی سراج سات جوان یکدل اور یکزبان کے ہمراہ فقیروں اور مجنونون کے لباس مین پایین آب سے عبور کر کے اردوے دیوراے مین آیا اور خرابات خانہ مین فروکش ہو کر ایک تجبہ پر عشوہ و کرشمہ کے ساتھ بنیاد عاشقی کی ڈالی اور آپ کو عاشق و شیدا ظاہر کر کے اسکی نازبرداری اور اپنی مجنون ساری مین کوتاہی نہ کی قضا را اسیدان شام کے قریب وہ محبوبہ بن ٹھن کر ڈولی پر سوار ہوئی قاضی جیسا کہ عشوۂ عاشقی اور اسیری کا ہی از روے اضطرار اسکے روبرو گئے اور یہ کلام کیا کہ ای محبوب جفا کار کہان کا ارادہ ہی اور اپنے تشریف قدم سے کس مقام کو رشک بخشیگا اور اپنی جدائی کے نشتر سے کیون میری رگ جان کو قطع کرتی ہی اسنے جواب دیا کہ راے کے

فرزند نے ایک جشن عالی ترتیب دیکر شب کو میرے احضار کا حکم دیا ہی ناچار اُس محفل مین جاکر ناچ اور گانے مین مصروف ہونگی قاضی نے کہا حیف صد حیف مین تیرے فراق مین کبونکر زندہ رہونگا مناسب ہی کہ تو مجھے بھی اپنے ہمراہ اُس محفل مین لیچل ارباب نشاط نے جواب دیا کہ اُس محفل مین اہل طرب و نغمہ کے سوا دوسرے کی رسائی نہین تو اس خیال محال سے درگذر اور تو اس بہرہ سے بے بہرہ ہی قاضی نے کہا ای زہرہ پیکر پری شمائل مشتری خصائل تیرے ناز و انداز سحر و کرامات پر تو وہ جگت اُستاد ہی کہ مجھ ایسے ملک سیرت تیری چاہ مین ہاروت و ماروت کیطرح کنوئین مین جھانکتے ہین اور علم موسیقی کے حصول کمال اور تیری منہ زوری کی دھوم سے شوری جو پیشہ کا موجد تھا منہ نہین کھولتا اور تیرے سازندون کے طبلہ بجانے سے پکھاوج شرماتا ہی لیکن تیری محبت کی تاثیر سے مین بھی اسمین عاری نہین ہون بجا دوے کیطرح تال سم بے گفتگوی اوپچ سے واقف ہون بعضی چیزین دیوراے کو سناکر اپنے علم کے کمال سے تیشہ مین اُتار و نگا تجربہ ہوکر وجد مین آئی اور تمسخر سے مندل کو وہ بھی سازہاے ہند کے اقسام سے ہی اُسکے آگے پھینک کر فرمایا کہ اسکو بجا قاضی صاحب مندل چھیڑکر سرود گانے مین مصروف ہوے اسطرحسے دھرپد خیال بٹیا گایا کہ کبھی اُسکے وہم و خیال مین نہ آیا تھا سنتے ہی وجد مین آنکر بیخود و حیران رہی پھر یہ کلام کیا کہ تیری ہمراہی ہماری عزت و حرمت کا موجب ہی اس جملہ سے قاضی صاحب مع یار و انصار قحبہ کے ہمراہ رائے دیو کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہوکر محفل عیش و سرور مین داخل ہوے نظم بدیدند بزمی چو باغ بہشت ٭ سراپردہ برنیانی سرشت ٭ ہمارای زادہ برا ورنگ زر ٭ سراسر برآمودہ در و گہر ٭ زسر تا قدم زیور ہندوی ٭ بہ خشید فروغ چشم ہرانوی ٭ زہر دو طرف مہتران کمتر ٭ بزیور درخشان کمر در کمر ٭ اور جسطرح کہ رسم دکن ہی ارباب نشاط جوق جوق آکر رقص مین مصروف ہوئین اور ہر حور کردار اپنے اپنے سحر اور نیرنگیان دکھانے لگی لولی چرخ آپر فدا ہونے لگی اور جب نوبت بازیگرونکی پہونچی قحبہ بازی روزگار سے غافل ہوکر قاضی کو مع اُسکے ایک یار کہ وہ بھی مسخرون کے لباس مین تھا اجازت حاصل کرکے مجلس مین لائی وہ آپ کو بصورت زنان آراستہ کرکے کرشمہ کنان جلوہ گری کے ساتھ آئی اور مندل نوازی اور مسخرگی اور نقش و صوت اور حرکات و سکنات کہ جسکو سحر و کرامات کہا چاہیے ساحری کرکے رائے زادہ کو اپنے تماشہ کا فریفتہ کیا اُسکے بعد جیسا کہ اُس ملک کے مسخرون کا دستور ہی کہ دو کٹار برہنہ ہاتھ مین لیکر بازی کنان رائے زادہ کے قریب پہونچے دونون نے ایکبارگی چابکدستی کرکے کٹار رائے زادہ کے سینہ پر کہ بلور کا لبعد اور مدار الیہ تھا مار کر کام تمام کیا پھر اور دو کیطرف متوجہ ہوے اور وہ پانچ نفر اور جو سراپردہ کے باہر ایستادہ اور گوش برآواز تھے سراپردہ چیر کر بسرعت تمام ہر برآساخیمہ مین داخل ہوے اور ہنود کو کہ اکثر اُنمین متوالے اور بیخود تھے مجروح کرکے چراغ و مشعل جو کہ اس محفل مین سطح گل کرکے سراپردہ کے شگاف سے نکل گئے اور ایکایک گوشہ عافیت مین پہونچا کر منتظر عبور لشکر اسلام ہوے نظم چو لشکر قاضی چو غرندہ شیر ٭ سوے رائے زادہ در آمد دلیر ٭ در آکشت بر دیگران حملہ کرد ٭ ہمارا زہنودان برآورد گرد ٭ اور اہل مجلس جو اکثر مے نوشی مین مشغول تھے اور ہوش و حواس بجا نہ رکھتے تھے سراسیمہ اور حیران ہوے اور غلغلہ و آشوب لشکر کا اوج افلاک پر پہونچا اور وہ رات کہ دل عشاق ہجران سے تاریکتر بلکہ اوھاد صندھی آوازین مختلف لشکر گاہ مین گونج زد ہوتی تھین بعضے کہتے تھے کہ مسلمانون کا بادشاہ دس بارہ ہزار سوار لیکر آب کشنہ سے عبور کرآیا ہی دیوراے اور اُسکے فرزند کو تیغ کے گھاٹ اُتارا ہی اور بعضون کا یہ قول تھا کہ مسلمان لشکر سے جدا ہوکر دریا سے اُتر کر شبخون لائے ہین القصہ جو وہ شب شب دیجور اور ہولناک تھی اور اردوے کفار کا عرض و طول پانچ

فرسنگ سے زیادہ تھا اور امرا اور سپاہ اپنے مقام مین مستعد ہوکر کسی وجہ خیمون سے برآمد نہوے یہانتک کہ تین چار ہزار سوار اہل اسلام آن ٹوکرون جریدہ جو اسی دن کیواسطے تیار کیے تھے جا بیٹھے اور گھوڑون کے زربند کاٹ کر دریا مین شنا کیواسطے چھوڑکر دریا کے پار ہوے اور وہ پیادے جو ساحل کے کنارے ہوشیاری اور محافظت مین مصروف تھے لشکر اسلام کے عبور اور اردو کے شور و غوغا سے بدمست و پا بہو کر بھاگ گئے اور سحر کیونوقت سلطان فیروز شاہ بھی بقیہ لشکر ہمراہ لیکر باطمینان تمام آب سے عبور کرکے سپیدہ صبح کے قریب اردوے کفار پر تاخت لایا اور جو دیورائے کا لشکر غول بیابانی کیطرح جابجا متفرق تھا اور ولیعہد کے مقتول ہونے سے اُسکے ہوش و حواس بجا نہ تھے اپنے فرزند کی لاش اُٹھاکر طلوع آفتاب سے پیشتر بھاگا اور سلطان نے غنائم بیشمار دستیاب کرکے بیجانگر کے اطراف تک تعاقب کیا اور چند مقام مین مقابلہ اور مقاتلہ واقع ہوا اور مرتبہ تائید ربانی اور میر فضل اللہ انجو کی میامن سعی اور انکو خدمتی سے نسیم فتح و ظفر سلطان فیروز شاہ کے پرچم سپاہ پر چلی کشتہ کا پشتہ نمود ہوا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اُسکے بعد دیورائے کہ سلطان کی ہیبت اُسکے دل مین تھی اُن سے تاب نہ لایا قلعہ بیجانگر مین متحصن ہوکر صف جنگ سے روگردان ہوا اور سلطان فیروز شاہ نے خانخانان اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو کفار کے ممالک جنوبی کی تاخت و تاراج کے واسطے کہ نہایت آباد اور معمور تھی رخصت فرمایا اور قاضی منہاج کو ساتھ ایسے منصب کے کہ لائق اُس خدمت کبریٰ جانسپاری کے تھا سرفراز کرکے تمام لشکر امرا سے صاحب مشکوہ کیا اور خانخانان کے ہمراہ تعین فرمایا اُنھون نے حکم کے موافق نہب و غارت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور لڑکے اور لڑکیان بیشمار اسیر کرکے مراجعت کی اور جو اولاد براہمہ سے مرد اور عورت دو ہزار آدمی مسلمانون کے ہاتھ گرفتار ہوے تھے برہمنان صاحب اعتبار بیجانگر نے دیورائے سے عرض کی کہ رعیت تمام ممالک کی اور ہم اتفاق کرکے جسقدر زر کہ حکم ہووے داخل کرین چاہیے کہ رائے بھی حسبۃً للہ کارسازی مین مصروف ہوکر مسلمانون سے موافقت کرے اور تمام بندی کو رہائی بخشے دیورائے نے یہ التماس پذیرا کرکے اپنے ارکان دولت کو تاکید کی کہ جسقدر روپیہ ممکن ہو مسلمانون کو دیکر اپنے اسیرون کو رہا کرین ایلچیون نے بعد آمد و شد اور گفتگوے بسیار میر فضل اللہ انجو شیرازی سے یہ اقرار کیا کہ ہم دس لاکھ ہون خراج عامرہ مین داخل کرکے لاکھ ہون آپکو حق السعی پیش کرینگے مین آپ ہمارے بندیونکو رہا کرین پھر جیالاکھ ہون برہمنا اور رعایا نے اور پانچ لاکھ ہون دیورائے نے میر فضل اللہ کے پاس بھیجے میر مغری الیہ نذرے اخلاص تمام و کمال سلطان کے ملاحظہ مین درلایا اور مصدر تحسین و آفرین ہوا اور طرفین سے جیسا کہ دستور ہے صلح کے بعد لازمۂ عہد و میثاق ظہور مین آیا اور یہ اقرار ہوا کہ بموجب عہدنامہ قدیم عمل کرکے رعایا اور ولایا ایک دوسرے سے مزاحم اور متعرض نہوین الغرض سلطان یہ صلح واقع ہونیکے بعد خیدیونکو لشکر سے رہا کرکے عازم مراجعت ہوا اور جب آپ تمنہ رہ سے عبور کیا پولادخان ولد صفدرخان سیستانی کو مابین دوآب کے انتظام کیواسطے مامور کیا اور بسبیل استعجال حسن آباد گلبرگہ کیطرف متوجہ ہوا اور بعد ورود باجلال در تین مہینے کے کہ تعب سفر سے آسائش ہوئی اوائل سنہ ۸۰۸ آٹھسو و ہجری مین نرسنگ کو خیالی برقاصد ہوکر بارکیطرف روانہ ہوا اور شکارکنان جب ماہور پہونچا مقدم دہان کا نرسنگ جسنے شیطان کے وسوسے سے ۱۲ ہوکر مسند کشی اختیار کی تھی پیر مقربان درگاہ کے ذریعہ سے امان خواہ ہوکر پاے بوس سے مشرف ہوا اور بیقلکش نمایان گذرانکر مع فرزندون ملازم رکاب ہوا اور سلطان نے ایک مہینا اور پانچ دن ماہور مین استقامت فرمائی پھر وہان سے کوچ کیا جب قلعہ کھیرلہ کے اطراف مین وارد ہوا نرسنگ کافر نے جو صاحب سامان اور اہل پشتگاہ تھا کوندواری کے

تمام کوہستان اور سب ممالک اس طرف کے جو اُس سے تعلق رکھتے تھے ایلچی حکام خاندیس اور مالوہ کے پاس بھیجکر مدد طلب کی اور اُن حاکموں نے اول مرتبہ نرسنگھ کا غلبہ ملاحظہ کرکے کمک بھیجی تھی پھر اندنوں مین ذلت وخواری کے خدا سے خواہان ہوے اور مدد کے بارہ مین جواب صاف دیا لیکن نرسنگھ نے باوجود اس حال کے سلطان فیروز شاہ کے مقابلہ پر آمادہ ہوکر لشکر آراستہ کیا اور کھترلہ سے دو منزل آگے بڑھکر بناے جنگ ڈالنے اور حرب واقع کرنے مین ثابت قدم اور راسخ قدم ہوا سلطان فیروز شاہ کو منظور تھا کہ خود سوار ہوکر جنگ پر آمادہ ہووے خانخانان اور میر فضل اللہ انجو شیرازی نے عرض کیا کہ اگر یہ خدمت بندگان درگاہ کے جانب رجوع ہو تو تائید ربانی اور توفیق یزدانی سے اس کافر ستیزانگیز کا شر خوب ترین وجہ سے دفع کرین سلطان نے یہ ملتمس پذیرا کرکے دونون کو اُس خدمت پر مامور کیا اور اُنھون نے اتمام حجت کے لیے نرسنگھ کو پہلے اطاعت اور قبول باج وخراج اور اجتناب جنگ کے بارہ مین بتاکید اکید ومبالغہ تمام نامہ تحریر کیا نرسنگھ نے نافرمانی کی اور جنگ سے باز نہ آیا صفوف حرب آراستہ کین اور خانخانان اور میر انجو بھی بعد ترتیب افواج سپاہ غنیم پر حملہ آور ہوے جنگ عظیم ہوئی پرہ کے پرہ جوانون اور نامی پہلوانون سے خالی ہوگئے صفحہ دست یکسر کشتون سے بھر گئے شجاعت خان اور دلاور خان اور رستم خان اور بہادر خان جو امراے معتبر سے تھے درجہ شہادت کو پہونچے حق نمک سے ادا ہوکر نام روشن کرگئے اور کفار کے غلبہ سے لشکر اسلام کے بہادر متفرق ہوے اور خانخانان کہ میمنہ مین تھا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی میسرہ مین یہ دونون جماعت قلیل سے معرکہ مین ایستادہ حیران تھے کہ اس عرصہ مین میر فضل اللہ انجو کو خبر پہونچی کہ خانخانان بھی درجہ شہادت مین فائز ہوا میر فضل اللہ نے اس سانحہ کے اخفا کے بارہ مین حکم کیا اور دو سو جوان آگے بڑھا کر کہا کہ شادیانہ کے نقارہ پر چوب ماریں اور مشہور کرین کہ سلطان فیروز شاہ خود بنفس نفیس کمک کیواسطے آپہونچے خلاصہ یہ کہ اس بشارت فیض اشارت سے وہ جوان کہ پراگندہ ہوے تھے فوج فوج میر فضل اللہ انجو سے ملحق ہوے اور میر فضل اللہ نے اُن کفار کو جو مقابل تھے منہزم کیا چونکہ خبر خانخانان کے قتل ہونیکی غلط تھی بلا توقف اپنے تئین اُسکے پاس پہونچایا پھر سبھون نے اتفاق کرکے کوسل راے ولد نرسنگھ راے کو جو معرکہ مین ایستادہ تھا مقہور ومغلوب کرکے دستگیر کیا اور کفار کو قلعہ کھترلہ تک پیچھا کیا اور کسی پر رحم نکرکے دس ہزار نفر ہندو سوار اور پیادہ سے قتل کیے اور نرسنگھ ہزار محنت سے آپکو قلعہ مین پہونچاکر قلعہ بند ہوا اور لشکر اسلام نے محاصرہ کیا اور بعد دو مہینے کے اہالیان قلعہ نے عاجز ہوکر امان چاہی خانخانان اور میر فضل اللہ انجو نے جواب دیا کہ ہمکو اس بارہ مین کچھ اختیار نہین ہے اور بدون اسکے کہ نرسنگھ سلطان کے بساط بوس سے مشرف ہووے یہ امر صورت نہ باندھے گا پھر نرسنگھ اور اُسکے عزیزون نے ایلچیون مین کہ سلطان فیروز شاہ کا لشکرگاہ تھا جاکر فریاد وزاری کی کہ ہم بادشاہ کے غلام ہین اور از روے جہل جو جسارت کہ ہمسے واقع ہوئی نادم اور پشیمان ہین اگر حکم ہووے قلعہ خانخانان اور میر فضل اللہ انجو کو محاصرہ رکھتے ہین اُنکے سپرد کرین اور جو سلطان اپنے باج گذارون کے سلک مین شمار کرکے قلم عفو ہماری جرائم پر کھینچے گا سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی کے عہد کے موافق ہر سال اداے باج وخراج کرکے جادۂ عبودیت پر ثابت قدم اور راسخ قدم ہونگے سلطان فیروز شاہ نے نرسنگھ کو خلعت اور کلاہ زردوزی کی کہ عنایت کردہ سلاطین بہمنیہ تھی امداد فرماکر اُسکے بیٹے کو حسب الالتماس اُسکے سلک خدمتگاران خاصہ مین جگہ دیکر جالیس ہاتھی نامی اور پانچ من طلا اور پچاس من چاندی اور بھی تحف ونفائس دیگر لیکر قلعہ کھترلہ کی تسخیر سے درگذرا اور حرب خانخانان اور میر فضل اللہ انجو لشکر بزرگ مین ملحق ہوے

نرسنگھ کو رخصت دیکر مظفر و منصور مع غنائم موفور دارالملک احسن آباد گلبرگہ کی طرف مراجعت فرمائی اور جو کہ وہ فتح میر فضل اللہ انجو شیرازی کے نام ہوئی تھی مراتب عالی سے سرفراز ہوکر سرلشکری برار مخصوص اور ممتاز ہوا اور سنہ ۸۰۳ آٹھ سو چار ہجری مین امیر تیمور صاحبقران کی درگاہ سے اخبار متواترہ پہونچے کہ وہ حضرت چاہتے ہین کہ تختگاہ دہلی کو ایک اولاد بزرگ کو دیکر تمام ممالک ہندوستان کو مسخر اور مفتوح کرے اور اگر حاجت اور ضرورت ہووے ایکبار خود بنفس نفیس بھی ہندوستان مین درآوے اس سبب سے سلطان فیروز شاہ نے ازروے احتیاط اور پیشبینی کے امیر تقی الدین محمد داماد میر فضل اللہ انجو کو مع مولانا لطف اللہ سبزواری کے کہ فضلاے پاے تخت بہمنیہ سے تھا مع تحف و ہدایا فراوان اور ایک محبت نامہ مشعر و مخبر اتحاد و اخلاص بے پایان دریا کے راستہ سے امیر تیمور صاحبقران کی درگاہ مین بھیجا اور یہ جب آستان بوسی اس شہنشاہ جہان پناہ سے مشرف ہوے مورد اکرام و اعزاز بے پایان ہوکر چھ مہینے آنحضرت کی ملازمت مین بسر لیگئے جسوقت کہ پیشکش مع اسباب گران بہا و نقد و جنس کثیر کی درجہ قبولیت مین پہونچا شہنشاہ عالم پناہ بمرتبہ اتم مسرور ہوا جب ایلچیون نے التفات خدسے زیادہ مشاہدہ کیے بعض مقربان بساط خلافت کے ذریعہ سے عرض اقدس مین پہونچایا کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی یکجہتان درگاہ عالم پناہ سے ہی اور اپنے تئین سلک دلنخواہان مخلص سے شمار کرکے ارادہ مصمم رکھتا ہی کہ جسوقت حضرت دارالخلافت دہلی کیطرف عنان توجہ منعطف فرماوین کسی بادشاہزادہ عظام کو اس دیار مین نامزد کرین مین بھی بیکا خدمت کا کمر جان پر باندھکر دکن سے دہلی کیطرف عازم ہون اور خدمت شائستہ پیش پہونچاکر حضرت کی عنایت سے سرفراز ہون امیر تیمور صاحبقران بھی سلطان فیروز شاہ کے حسن و اعتقاد اور اخلاص سے باوجود بعد مسافت محظوظ اور خوشوقت ہوے اور اپنی زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ ہمنے دکن اور گجرات اور مالوہ کی شاہی فیروز شاہ کو عنایت کرکے اجازت چتر اور جمیع لوازم سلطنت کی فرمائی اور اس مضمون سے فرمان معادت نشان سلطان فیروز شاہ کے نام صادر فرمایا اور اسے فرزند خیر خواہ لکھا اور ایلچیون کی رخصت کیوقت اسکے واسطے بیکا اور شمشیر آبدار مرصع کار اور چار قبہ ملوکانہ کہ مراد عماری اور چتر اور خیمہ اور حقہ سے ہی اور ایک غلام ترک اور چار گھوڑے نامی کہ ویسے گھوڑے کبھی دکن مین نہ آئے تھے مرسول فرمائے اور شاہان گجرات اور مالوہ اور خاندیس کہ ابتک اپنی بادشاہی مین استقلال تمام پہونچاکر مستقل نہوئے تھے سلطان فیروز شاہ کے داعیہ و پیشبینی سے متفکر ہوے اور ایلچی اسکی درگاہ مین بھیجکر پیغام دیا کہ ہم سب بھائی ہین چاہیے کہ سب باتفاق رہین تو بادشاہ دہلی کے صدمہ سیاہ سے مصئون اور محروس رہین اور کسی طرح کا صدمہ اور آسیب نہ پہونچے اور بیجانگر کے ساتھ بھی بنیاد آشنائی اور خصوصیت کی ڈالکر مخفی پیغام دیا کہ جسوقت تمکو کمک کی احتیاج پڑے اطلاع کرو تو حتی المقدور لوازم اعانت و امداد بجالاوینگے اس سبب سے راے بیجانگر نے سلطان فیروز شاہ کی نسبت تغیر سلوک کرکے تین چار برس تک باج و خراج مقرری ادا نہ کیا اور شاہان مالوہ اور گجرات اگرچہ ظاہر مین ملائمت کرتے تھے لیکن اپنی سخت دلی سے رنجیدہ ہوکر مقام پرخاش مین ہوے سلطان فیروز شاہ صلاح وقت دیکھکر باج و خراج کی طلب مین شدت نکرتا تھا عمداً تساہل اور تغافل کرکے فرصت اور قابو کا جویا رہتا تھا کہ اس عرصہ مین ایک سنار کی لڑکی نے فتنہ خوابیدہ کو بیدار کیا اور سلطان فیروز شاہ ہاتھ حائل مقصود مین کرکے کامروا ہوا چنانچہ ملا بیدری نے شرح اس داستان کی یون مرقوم کی ہی کہ اندنون مین حسن اتفاق سے کہ عبارت موافقت اجرام علوی اور سفلی سے ہی ولایت دکن مین حق سبحانہ تعالی جلشانہ نے ایک نرگر کہ نہایت مفلوکی اور مجہولی سے ہمسایہ کے لوگ

اُسے نہین پہچانتے تھے اُسکی ایک لڑکی پرتہال نام پری پیکر ماہ منظر کو کہ بنفشی قدرت و لطف ترکیب اور آرائش
چہرہ مین اُسکے کمال قدرت ظاہر کیا تھا نظم پری پیکر نگار سرو قدے + کہ حسن از روے او سرمایہ بردے + زعکس
عارضش رضوان بجنت + زمہر حوریان پیرایہ بردے + یا یہ کہا چاہیے کہ دست مناظرہ صنع یزدانی نے صاحب نظرون
کی تفریح کے واسطے اُسکے رخسارہ دلفریب کو زیب و زینت کے او بٹنہ سے آراستہ کیا اور صیقلی ازل نے صاحبدلون
کے نظارہ کیواسطے اُسکے آئینہ عارض کو مصقل عنایت سے روشن کیا خورشید تابان اُسکے جمال جہان آرا کے مشاہدہ سے
عرق خجالت مین غرق اور مشک خطا اُسکی زلف عنبرین بو سے آتش غیرت مین جلتا تھا نظم لب لعلش نگین خاتم جم +
دہان از حلقۂ انگشتری کم + ز رنگ عارضش روے ہوا لعل + خم زلفش در آتش کردہ صد بعل + عذارش قبلۂ آتش پرستان +
دہانش آرزوے تنگدستان + اور بادصف ایسے حسن و جمال اور تناسب اعضا کے کہ بیان ہوا واہب بے منت نے
حسن صوت یعنے خوش الحانی اور شیرین کلامی اور جادو بیانی بھی اس کرامت کے علاوہ عنایت فرمائی تھی مصرع
گل بود و لسبزہ نیز آراستہ شد + اور یہان باپ اُسکے جسطرح کہ رسم ہندوون کی ہی چاہتے تھے کہ اُسکی شادی صغرسن مین
کسی برادری کے لڑکے سے کرین لڑکی اُسکے قبول سے سرتاب ہوکر بولی کہ ہرچند والدین کی اطاعت فرزندون پر واجب
ولازم ہی لیکن عطوفت جبلی پر اعتماد کرکے عرض گذار ہوتی ہون کہ جوہر گران بہا اور گوہر شاہوار ہر گوش کے لائق
اور عنبر سارا اور مشک خطا ہر مشام کے سزاوار نہین کسواسطے کہ لسن کو طبلۂ عطار سے کیا النسبت اور خرمہرہ کو درج
جواہر سے کیا کام پس تمکو باوجود نسبت پدری اور مادری کے اس فکر مین پڑنا اور پیوند کی تلاش مین پھرنا بہت بے
مناسب دیکھتی ہون القصہ جس قادر نے کہ مجھے اس عطیہ کے سبب دوسرون پر امتیاز بخشا ہی وہی کارساز اسکی بھی چارہ سازی
کریگا تمھین لازم ہی کہ مجھے اُسکے لطف و احسان اور حفظ و حمایت مین چھوڑ دو اور اپنے تئین فکر بیہودہ اور محنت بیجا مین نہ مبتلا کرو
اس صورت مین ماں باپ کو بھی مجال کلام نرہی خاموش ہوے اس عرصہ مین ایک برہمن کمن سال کہ بیجانگر سے کاشی
مین کہ مراد بنارس سے ہی جاکر پھرتا ہوا اُس قریہ مین پہونچا اور جیسا کہ مسافرونکا دستور ہی اُس زرگر کے مکان مین فروکش
ہوا اور اُس مکان کے تمام مکین اُس دخترماہ پیکر کے سوا برہمن کی زیارت اور قدمبوسی سے مشرف ہوے اور خدمات شائستہ
بجالائے اور اُس زہرہ جبین ماہ سیما کیواسطے التماس دعاے خیر کی برہمن نے گذشتہ اور آئندہ کہکر پوچھا کہ مہاراج وہ کنیان کہان ہی
بولے کہ وہ شمع شبستان پس پردہ جلوہ گر ہی چونکہ یہ قاعدہ نہین ہی کہ بہو بیٹیان اکثر ہندوون کی مرد بیگانہ سے روبرو ہون
خصوصًا برہمنون سے اسوجہ سے برہمن متعجب ہوا اور پردہ نشینی کا سبب استفسار کیا ماں باپ نے مشروحًا احوال اُس پری
گل اندام فتنہ خرام کے حسن و جمال کا اظہار کرکے اپنے درد دل اور حزن و ملال سے اُسے آگاہی بخشی برہمن اُس غیرت
آفتاب کی دلیری اور دلبری کے حالات سُننے سے اُس بت پرفن کے دیدار کا مشتاق ہوا اور بآواز بلند پکارا کہ اے مجھے
فرزند صلبی سے ہزار درجہ بہتر اور برتر جانتا ہون متوقع ہون کہ چندے مانکیطرح سحاب پردہ سے نکل آکہ میرے نین تیرے جمال
کے درشن سے روشن ہون الغرض بعد مبالغہ بسیار دوشیزہ جبین برہمن کی پابوسی سے سرفراز ہوکر پاے ادب سے ایستادہ ہوئی
نظم جادو نگاہے صنم فریبے + نگذاشتہ در جہان شکیبے + صد برہمنش بخون نشستہ + در کعبہ بت بہ بت شکستہ + نمشناد قدمے نباز
رستہ + صد رہ بمی دگلاب شستہ + در پردہ دید جلوہ گاہش + در خانہ و با لبغرق ماہش + الماس نژاد غمزہ اش تیز + ہم
دشنہ فشان و ہم نگہ ریز + مالیدہ چو گل بجاے غازہ + صد صندل تر بخون تازہ + پیچد بچہ عنبرین مار + از ہر خم مو

ہزار زنار + وان طرہ و آن عذار مہوش + موئین دامی بدست آتش + آزاکہ بزخم غمزہ دلسوخت + زابریشم طرہ زخم او دوخت + چشمش کہ چو فتنہ مست خفتہ + صد دشنہ در آستین نہفتہ + از شرم فگندہ پردہ در پیش + در روز ندیدہ سایۂ خویش + در پردہ بصد ہزار بازی + در پردہ دری و پردہ سازی + جز آئنہ کس ندیدہ دستش + جز سرمہ ندید چشم مستش + پیشانی غمزہ ناز در ناز + ابرو بکرشمہ راز در راز + بودند قبیلہ و تبارش + جرت زدگان کاروبارش + برہمن نے پرتہال کو بدیدۂ بصیرت دیکھکر کہا اے فرزند حسن تیرا حیرت بخش بیندہ ہے اخلاق خوب اور اطوار مرغوب تجھسے ظاہر اور ہویدا ہوتے ہین اور یہ احوال دلالت تیرے نیک عاقبت پر رکھتا ہے بیت می شنیدم کہ جان جانانے + چون بدیدم ہزار چندانے + اور جو برہمن علم موسیقی مین مہارت تمام رکھتا تھا اور اکثر سازون کو خوب بجاتا تھا اُس زہرہ جبین کو اپنے پاس بٹھا کر جنتر اور سرمندل بجایا جو کہ وہ سرمایہ حسن و دلبری اس فن کیطرف رغبت تمام رکھتی تھی اُسکے حسن و سلوک اور اختلاط سے نہایت محظوظ ہوئی سچ ہے جو گانے والے شہرہ آفاق گانے کے مشتاق خوش آواز نغمہ پرداز ہوتے ہین جن و انس کے ہوش و حواس کھوتے ہین قصہ کوتاہ برہمن پرفن ایک سال زرگر کے مکان مین مقیم رہا اور اُس غنچہ دہن غرق دریاے حیا ہمہ تن کے لوازم تعلیم مین تقصیر نہ کی اور پرتہال بھی جیسا کہ شیوۂ شاگردان نیک نہاد کا ہے از روے اخلاص و اعتقاد اُسکی پرستاری مین کہ ایک تو برہمن اور دوسرے اُستاد تھا حاضر رہتی اور ہنرون کو حاصل کرکے اُس درخت بارور سے ایک میوہ نہ چھوڑا اور برہمن پرتہال کو علم موسیقی مین صاحب کمال دیکھکر رخصت ہوا اور بیجانگر کیطرف جاکر پرتہال کے حسن و جمال کا افسانہ ہر ایک امیر کے سامنے بیان کرنے لگا ناگاہ یہ خبر دیوراے نے سنی برہمن کو بلاکر داستان اُس پرہمن معرکہ انیت کی استفسار کی برہمن نے آنسو بہاکر اسطور سے بیان حالات و کیفیات کیا کہ آتش عشق دیوراے کے مجمر سینہ مین افروختہ ہوئی صبر و قرار فرار ہوا ضبط و تحمل سینہ سے دور ہوا ہوائے الفت کے نشہ مین چور ہوا صورت تصویر وہ دام الفت کا اسیر سکتے کے عالم مین رہگیا برہمن کو آغوش محبت مین کھینچکر بعواطف بزرگانہ نوازش فرمائی اور برہمن کے ہاتھ یدک مرصع اور نقود فراوان کہ کسی کو اُس سے خبر نہ تھی مدکل کیطرف روانہ کیا اور برہمن کو فہمائش کی کہ جس حیلے سے ممکن ہو اُس پری پیکر کے ماں باپ کو اینار نقود آدم فریب سے خوشنود کرکے اور وعدہ خطاب رانی اور بزرگی کا اُس غارتگر دولت امن و امان کی گوش زد کرکے یدک مرصع یعنے مالا اُسکی گردن مین ڈال اور بیجانگر کے تنخانون کے تیرتھ کے بہانے راے عالم آراے کی بارگاہ مین پہونچا برہمن اس خدمت کو ترقی درجات کا سبب جانکر بکمال استعجال اُسطرف روانہ ہوا اور ہر ایک قدم مین ہزارون جال خیال کے اور لاکھ افسانہ افسون حصول مقصد کیواسطے درست کرتا تھا یہانتک پہونچا کہ وہ فرخ زرین بال طاؤس ہزار شاخسار شجار اُس قطعہ زمین پر آشیانہ رکھتا تھا اول اپنا آنا دوستون اور آشناؤن سے اشتیاق دید کہنے کا بہانہ کیا اور بعد دو تین دن کے بعد مقدمہ فریب کو ترتیب دیکر اُس کام مین سحر کاری کی اور پرتہال کے ماں باپ راے صاحب اقبال کے پیغام سے آپکو ہفت خرگاہ مباہی پر دیکھکر شاداں اور نازان ہوے اور اس معنی کو قبول کیا اسکے بعد برہمن نے بامیدواری تمام یدک مرصع اسباب کے درمیان سے برآوردہ کرکے ماں باپ کی تجویز سے چاہا کہ لڑکی کی گردن مین ڈالے لڑکی نے اُسکے قبول سے سراسر اعراض کیا اور اُسکی طرف اصلا خیال نکرکے جوابدیا کہ راے بیجانگر کا دستور ہے کہ جس لڑکی کو اپنے حرم سرا مین جگہ دیتا ہے دوسری مرتبہ ماں باپ اور عزیز و اقارب کی ملاقات کیواسطے رخصت نکرکے بیدار کا

وعدۂ قیامت پر ڈالتا ہو اگر تم مجھسے بیزار ہو اور مجھے اس احقر متاع دنیوی کے عوض فروخت کرتے ہین تمسے بیزار نہین ہون اور یہ بھی نہین چاہتی کہ رائے بیجانگر کے محبس مین قید ہو کر تمھاری ملاقات سے محروم مطلق ہون اور جب مان باپ اور اُستاد نے اُسکے پذیرا کرنے مین منت والحاح حد سے زیادہ کرکے وسوسہ بہت کیے دختر لاعلاج ہو کر کلمۃ الخیر کہ مراد راستی سے ہے درمیان مین لائی اور زبان جوہر فشان سے کہا کہ مجھے سروش اقبال اور مخبر بخت نے یہ بشارت فیض اشارت دی ہے کہ اپنے پرائے کی بے محنت ومشقت شرف اسلام سے مشرف ہو کر اسی دیار مین بایام عسرت عشرت سے مبدل ہونگے لازم کہ تم بھی پانون دامن صبر مین کھینچکر منتظر عنایات غیبی اور فیوضات لاریبی رہو اور رائے بیجانگر کے اس متاع فرسودہ پر کہ فی الحقیقۃ مایۂ غم والم ہے فریفتہ نہو اپنے تئین اور مجھے بلا مین مبتلا نہ کرو یہ سنکر برہمن خاک نومیدی اپنے چہرۂ بخت پر ڈالکر بیجانگر کیطرف راہی ہوا اور رائے دیو کے حضور مین حاضر ہو کر قصہ مان باپ کی رضامندی اور لڑکی کے انکار کا کہہ سنایا دیو رائے قانون طرب کو ساز امید سے پھینک کرنے بیقراری کو دم آتشین سے بجانے لگا اور حیات مستعار سے سیر ہو کر آب خوشگوار زندگانی کو مذاق جان مین تلخ کیا اور جہان کو آتشکدہ سمجھکر قرین سوز وگداز ہوا

نظم درعشق بجز گداختن نیست + این سوختن است ساختن نیست + این عشق کہ ہست بخود از خویش + فی شاہ شناسد و نہ درویش + بامیست بعید بلند وپستی + ہان پاے نہ لغزد ت زمستی + القصہ جب خار عشق نا شکیبائی دیو رائے کے سینہ عافیت بین چبھا سر رشتہ عزم وہوشیاری کا اُسکے ہاتھ سے گیا اور دفتر عہد وپیمان سابق کا آب نسیان سے دھویا اور فرش آسودگی اور ارمان کا لپیٹا غرضکہ اُسی عرصہ مین سیر وشکار کے بہانہ بیجانگر سے مع فوج دریا موج برآمد ہوا جب آب تمھندرہ کے ساحل پر پہونچا اعیان عقل چنون کے ہاتھ مین دیکر انجام نیکو چاہر چند مصاحبان گستاخ مانع آئے فائدہ نہ بخشا مع پانچ ہزار سوار اور پیادے جرار بیشمار کے آب تمھندرہ سے عبور کرکے حکم دیا کہ کسی امر کیطرف توجہ نکرکے شب وروز قطع مسافت اور سرعت سے کام رکھو اور ولایت مدکل مین پہونچکر فرصت پر نہال کو محاصرہ کرکے اُس آہوے وحشی یعنے پرنہال کو دستیاب کرکے مراجعت کرو اور چونکہ رشتہ عقل ہاتھ سے دیا تھا یہ نہ کیا کہ برہمن کو پیشتر روانہ کرکے پرنہال کے مان باپ کو مخفی حقیقت حال سے مطلع کرتا تو لشکر کے پہونچنے سے کسیطرح کے ہراس کو اپنے دلمین راہ نہ دیتے اور امیدوار ہو کر اُس مقام مین رحلت اقامت ڈالتے کسواسطے کہ اُس لشکر بیداد اثر کے پہونچنے سے ایکدن پیشتر یہ خبر اُس ولایت کے باشندون کے گوش زد ہوئی تھی مان باپ پرنہال کے باتفاق دختر وہان کے تمام آدمیون کو لیکر جاے دور دست مین بھاگ گئے تھے اور مردم دیو رائے وہ حالت مشاہدہ کرکے نومیدی کی خاک اپنے سرون پر اُڑانے لگے بیت

است زبخت بدنمونہ + فریاد زبخت واژگونہ +

اور معاودت کیوقت جیساکہ رسم سپاہ ہے سلطان فیروز شاہ کی مملکت مین بیجا دست اندازی کرکے بہت سے قریہ اور قصبہ تاخت وتاراج سے خاک سیاہ کیے اور فولاد خان وہان کے نائم نے اس معاملہ سے خبردار ہو کر فوج قلیل سے تعاقب کیا اور وہ تعاقب کرنیوالون کی قلت پر نظر کرکے آب تمھندرہ کے اطراف مین مشغول کارزار وسرگرم پیکار ہوے کوئی کسب اور فن سپہگری کا ایسا نہ تھا جو سر میدان اُنسے ظاہر نہوا لیکن فولاد خان نے پیچھے ہٹاکر اُسکی جمعیت کو درہم برہم کیا اور ہفتہ عشرہ مین لشکر اور جمع کرکے اُنکے کوچ کیوقت تاخت لایا اس سبب سے کہ پریشان جانتے تھے شکست فاش پائی دو ہزار ہندو قتل ہوے اور جب اخبار نویسون نے یہ خبر سلطان فیروز شاہ کو پہونچائی اُسیوقت احضار لشکر اطراف کا حکم دیا پھر تو افسردان اور غازیون نے عین ملک فیروز آباد مین خیمہ وخرگاہ برپا کیا فیروز آباد کو نگارچین کا نمونہ بلکہ اُس سے

دونا کیا سلطان فیروز شاہ بسعاعت سعید اوائل موسم زمستان سنہ ۸۰۶ آٹھ سو چھ ہجری مین بہ عظمت و شوکت بادشاہان
ذوی الاقتدار پاے فتح و نصرت رکاب مین لایا بہیت زہے بگرفتہ ازمہ تا بماہی ۔ سپاہ دولت فیروز شاہی
اور اُسوقت بیجانگر کی طرف روانہ ہوا کہ دیوراے وہان کے قلعہ مین قلعہ بند ہوا تھا چاہا کہ بحیر و قہر اوس شہر مین داخل
ہو کر مسخر اور مفتوح کرے دیوراے مقام مدافع مین ہوا کر ناٹکیان کہ اکثر داخل بعضے محالات شہر مین ہوے
تھے راستے گھیر کر اہل اسلام کے سنگ راہ ہوئے اور مزاحمت پہونچائی اُسوقت تمام مسلمان شہر سے برآمد
ہوئے اور شہر کے باہر گئے دیوراے کہ ہمولت و شوکت اپنے باپ سے افزون رکھتا تھا قلعہ سے برآمد ہو کر حصار کی
پناہ مین ایستادہ ہوا اور طرفین سے افواج آراستہ ہو کر تیر اندازی اور برق اندازی مین مشغول ہوئی اور لشکر اسلام
اس سبب سے کہ اپنے گھوڑے بیجانگر کے سنگ لاخ اور نشیب و فراز کے باعث بفراغت تمام جولان نہ کر سکتے تھے
آثار عجز اُنکے چہرہ حال سے مشاہدہ ہوے کہ ناگاہ ایک تیر سلطان فیروز شاہ کے دست حق پرست مین آیا اور حضرت نے
اضطراب نہ کر کے تیر اپنے ہاتھ سے نکالا اور تیور پر بل نہ آیا اور باطمینان تمام خانۂ زین پر زخم کو باندھا اوسکے اخفا کے
واسطے اپنے مقربون کو نصیحت کی اور احمد خان خانخانان روز بروز بازو بسطوت سے ہو سکا بقائمی جنگ بیجانگریون کے
مقابلہ سے کنارہ کر کے صحرا لے ہموارا اور مسطح مین فروکش ہوا اور اسقدر قیام کیا کہ زخمداران معرکہ شاہ و سپاہ سے
صحیح و سالم ہوئے اُسوقت تسخیر بیجانگر قطع نظر کر کے امیر الامرا احمد خان خانخانان کہ ہمراہ میان سدھو سرنوبت مع دس
ہزار سوار ممالک جنوبی بیجانگر کے تاخت و تاراج کیواسطے تعین کیا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو مع لشکر برار قلعہ
نیکاپور کے محاصرہ کو جو قلاع مشہورہ کرناٹک سے ہے مامور کیا اور خود بنفس نفیس اوراے اور ضرب زن دور لشکر مین کھینچکر
کمال ہوشیاری سے دیوراے کے مقابل بیٹھا اور اس عرصہ مین لشکر اسلام اور کفار کے درمیان اس جنگ مذکورہ کے
علاوہ آٹھ معرکہ اور وقوع مین آئے تھے اور تائید ایزدی سے تمام معرکون مین فتح و فیروزی سلطان فیروز شاہ کے شامل
حال تھی اس سبب سے دیوراے نے شاہان گجرات کے پاس ایلچی بھیجکر مدد طلب کی اور چار مہینے کے عرصہ تک سلطان دیوراے
کے مقابل رہا اور احمد خان خانخان بلاد کرناٹک کی تاخت و خرابی مین مشغول تھا اور میر فضل اللہ انجو نے فرصت پاکر بخاطر جمع
قلعہ نیکاپور کو مع توابع اور مضافات بحیر و قہر مسخر اور مفتوح کیا اور حکم کے موافق وہ قلعہ میان سدھو کو وہان سے
قریب تھا سپرد کر کے خود مع خیل و حشم سلطان کی ملازمت مین حاضر آیا اور احمد خان خانخانان بھی اکثر ممالک کو خراب
کر کے اور ساٹھ ہزار لڑکے اور لڑکیان ہنود کی اسیر کر کے مع غنیمت بسیار بھائی کی خدمت مین مشرف ہوا اور اس
خدمت کے صلہ مین سب مراخور حال نوازش پاکر خوشنود اور خرسند ہوے اور جس روز کہ اس فتوح کے واسطے
ایک جشن عظیم ترتیب ہوا تھا سلطان فیروز شاہ نے اعیان سلطنت اور ارکان مملکت سے مشورہ طلب کیا بعد
گفتگوے دراز یہ تجویز ہوئی کہ احمد خان خانخانان دیوراے کے مقابل جا کر گرم و غا ہوا اور سلطان مع میر فضل اللہ
و دیگر امرا قلعہ اودنی کی تسخیر کے قصد مین کہ ملاذ و ملجاے کرناٹکیان کا تھا اور اوس قلعہ سے سنگین اور محکم زیادہ نہ رکھتے تھے
روانہ ہوا اور یہ خبر وحشت اثر اسوقت دیوراے کے گوش زد ہوئی کہ وہ مدد پہونچنے شاہان گجرات و مالوہ اور خالیس سے نا امید اور
مایوس ہوا تھا دریاے حیرت مین غرق ہوا لیکن ارکان دولت کی ہدایت سے قبل اسکے کہ سلطان فیروز شاہ کوچ کر کے اودنی
کیطرف توجہ کرے ایک جماعت اپنے معتمدین سے مسلمانون کے اردو مین بھیجی اور وہ میر فضل اللہ انجو کے ذریعہ سے سلطان کی پابوسی

مشرف ہوئی اور صلح کی درخواست کی لیکن پہلے معرض قبول مین نہ پڑی آخر میر فضل اللہ انجو کی سفارش سے اس شرط پر پذیرا ہوئی کہ اول دیورائے بہرحال امسال اپنی دختر سلطان بلند اختر کو نذر کرے پھر دس لاکھ ہون اور پانچ من مروارید اور پچاس زنجیر فیل نامی اور دو ہزار کنیز و غلام خواننده اور سازنده اور رقاص بطور پیشکش اور قلعہ ریکاپور باوجود اسکے کہ اہل ایمان کے تصرف مین ہے اُسکو اشیاے جہیز عروسی مین حساب کرے تو دوبارہ اس قلعہ کے بارہ گفتگو نہ ہووے اگرچہ اس زمانہ تک کسی رایان کرناٹک نے بیٹی اپنی ابناے جنس کے سوا نہ دی تھی اور یہ امر نہایت کراہت دینے والا انکی طبیعت کا ہوتھا آخر کار ناچار قضیہ منعکس شادی پر اور صلح طریقۂ دامادی پر سلطان فیروز شاہ نے ایوان بزم کو میدان رزم سے بدلا اور طرفین لوازم جشن و طوی مین مشغول ہوئے اور چالیس دن بیجانگر سے اُردوے سلطان تک کہ سات فرسخ تھا راستہ کے دورویہ دوکانین آراستہ رہین ہنرمندان ہندو و مسلمان اُس مسافت مین قسم قسم کی نعمتین ظہور مین لاے اور ارباب نشاط اور بازیگرون نے اپنے ہنر کے ظاہر کرنے مین تقصیر نہ کی اور احمد خان خانخانان اور میر فضل اللہ انجو جو کچھ قاعدہ اور لازمہ دامادی کا ہے بیجانگر کی طرف لیگئے بعد ایک ہفتہ عروس مع جہیز فراوان و دیگر لوازمات اردو مین پیشکش بہونچایا اور سلطان فیروز شاہ نے شیریں کام اور خوشدل ہوکر دروازہ گنج مقصود کا کھولا اور حظ نفسانی و لطف زندگانی کا مزا اُٹھایا دیورائے نے ابواب مقالب کہ عبارت خصوصیت اور اتحاد سے اپنے زمانہ کے منھ پر مفتوح دیکھکر تمہید مقدمات ملاقات کی اور سلطان فیروز شاہ نے جرأت کرکے اردو کا انتظام احمد خان خانخانان کے سپرد کیا اور خود دم سحر اصعد کرو فر اتفاق عروس شہر بیجانگر کیطرف متوجہ ہوا دیورائے لوازم استقبال اور مراسم پیشوائی بجا لایا اور شہر کے دروازہ سے دارالامارۃ تک کہ تین فرسخ کے قریب تھا مخمل اور طلس اور منجر اور قمشۂ نفیسہ کے پاانداز بچھائے اور وہ دو نو بادشاہ عنان عنان جب شہر مین داخل ہوئے دو طرفہ عورتون اور لڑکون صاحب حسن و جمال نے رائے کیطرف سے جو پیشتر خود رائے تھا طبقہاے گل طلا و نقرہ کے نثار کیے اور اسکے بعد بیجانگری رعیت اور سپاہ زن و مرد سیر و تماشے کیواسطے ہجوم کرکے اپنے بقدر استطاعت و مقدرت لوازم تصدقات بجا لائے اور جب اوس میدان سے کہ شہر کے وسط حقیقی مین واقع تھا طے کرکے دارالامارۃ کیطرف متوجہ ہوئے دیورائے کے قرابتی اور اعزا فوج فوج دونون طرف سے کوچہ و بازار مین رسوم نثار بجا لاتے تھے اور پیادہ پا جلو مین جاتے تھے جب دارالامارۃ کے دروازہ تک پہونچے اور وہان دونون صاحب اقبال خانہ زین سے اُترے پالکی مرصع کا جواہر نفیسہ دیورائے کی سرکار سے لائے اور سلطان فیروز شاہ کو اُسپر سوار کرکے اُس مقام تک کہ عروس و داماد کیواسطے آراستہ تھا اسی طرح سے لیگئے اور دیورائے اسوسطے کہ دوتھا اور دولھن ایک مجلس مین صحبت رکھین سلطان فیروز شاہ کو وداع کرکے اپنے محل مین گیا اور تیسرے دن جب سلطان فیروز شاہ عازم مراجعت ہوا دیورائے تکلف شاہانہ درمیان مین لایا اور بسقدر اشیاے نفیسہ پیشکش کیے کہ چیزہاے اول سے مضاعف ہوئین اور مشایعت کیطریق چار فرسخ اسکے ہمراہ گیا اور اسثنا سواری مین مکھیتی اور موافقت کے بارہ مین کنھری بولی مین جو کچھ عرض کرنا تھا مذکور کیا اور جب رخصت حاصل ہوئی پلٹ گیا سلطان فیروز شاہ اس امر سے رنجیدہ خاطر ہوا اور میر فضل اللہ انجو سے کہا کہ شرط وہ تھی کہ دیورائے مالدولت و اقبال کو لشکرگاہ تک پہونچاکر معاودت کرتا انشاء اللہ تعالے اسکا انتقام اُس سے لونگا اور یہ خبر دیورائے کو پہونچی وہ بھی حرف ناخوش زبان پر لایا القصہ باوصف اس پیوند و نسبت کے غبار ملال سلطان کے آئینۂ دل سے دور نہوا اور صفاے بہم نہ پہونچی سلطان فیروز آباد کیطرف متوجہ ہوا اور حکم دیا کہ ایک جماعت مدکل مین جاکر پرتھال کو مع مان باپ اُسکے

درگاہ مین حاضر کرین اور بعد احضار اُس دختر کو بصفات مذکورہ دیکھکر زبان اسکی تعریف و توصیف مین کھولی اور
ازروے انصاف فرمایا مین ضعیف اور پیر ہون اور یہ دختر جوان مناسب یہ ہی کہ اسے اپنے بڑے بیٹے حسن خان
کو ازدواج رکھون کہ اسکا بھی آغاز شباب جوانی ہی پھر اُسکے باپ کو نقود فراوان اور تفویض قریۂ مسکن
اُنکا تھا مسرور و رنجیح کیا اور پرتھال کو اپنی پھوپی کے سپرد کرکے اسباب جشن طوی اور جمیع لوازم عروسی کے
سامان کا حکم دیا پھر مہائین دختران شاہان اسکا عقد باندھکر سرحلۂ زوجات حسن خان سے کیا اور علوہمت پرتھال
نے اپنا کام کرکے احسن وجہ سے اپنے مطلب کو پہونچے اور سنہ آٹھسو دس ہجری مین سلطان فیروز شاہ کہ علم ریاضی اور
ہندسہ سے وقوف تمام رکھتا تھا اور ہمراہ علماے زمانہ اسکے دربار مین جمع تھے حکم فرمایا کہ بالائے قلعۂ دولت آباد مین
رصد تیار کرین اس صورت مین حکیم حسن گیلانی اور سید محمد گازرونی کہ فرید دانش اور امتیاز رکھتے تھے بموجب جمیع علما رصد
کی تیاری مین مشغول ہوئے لیکن بسبب موانع کے کہ ایک اسمین سے وفات حکیم حسن گیلانی کی ہوئی رصد تمام نہوئی
وہ کام ناتمام رہا اور سنہ آٹھسو پندرہ ہجری مین سلطان نے شکار کے بہانے ولایت کوندوارہ مین جاکر تین سو ہاتھی لیے اور
اس مملکت کی تاراجی اور پامالی کے بعد لوازم جہاد بجالایا اور پھر مرکز دولت کیطرف مراجعت کی اور اُسی سنہ مین
مین مخبران سعادت نشان نے فیروزآباد مین سمع مبارک مین پہونچایا کہ دہلی کیطرف سے ایک سید عالی مقام عزت
احترام میر سید گیسو دراز دکن مین رونق افزا ہوکر حسن آباد گلبرگہ کے اطراف مین پہونچے ہین بیت چراغی رشمع بنی
تافتہ ✻ کہ خورشید و مہ نور ازو یافتہ ✻ سلطان فیروز شاہ کہ ہمیشہ سے مردم عزیز کا خواہان تھا اس بشارت سے نہایت
شاد ہوا اور فیروزآباد سے حسن آباد گلبرگہ مین آیا جمیع امرا اور ارکان دولت اور اولاد کو استقبال کیواسطے بھیجا اور غزا
و اکرام تمام شہر مین لائے لیکن سلطان فیروز شاہ حکیم طبیعت تھا جب سید محمد گیسو دراز کو علم ظاہری مین خصوصیت معقولات
سے خالی دیکھا اسقدر توجہ نہ کی مگر احمد خان خانخانان نے بھائی کے برخلاف اعتقاد تمام سید سے پیدا کیا اور اکثر اوقات اُنکی
خدمت کیواسطے زر کثیر صرف کرکے تیاری کی اور اکثر اوقات اُنکی مجلس شریف مین حاضر ہوکر اُنکے سخنان مقصوفانہ سے محظوظ
اور بہرہ مند ہوتا تھا اور جسوقت کہ محفل سماع یعنے راگ کی ہوتی تھی حاضر ہوکر درویشان خانقاہ کو اقسام احسان
سے سرفراز کرتا تھا غرضکہ سنہ آٹھسو اٹھارہ ہجری مین سلطان نے اپنے بڑے بیٹے حسن خان کو جو شاہزادہ عیاش اور
خفیف العقل تھا ولیعہد کرکے تاج اور پٹکا شاہانہ اور چتر اور سرپردہ سیاہ اور ہاتھی اور تخت عنایت فرمایا اور عظماے
درگاہ سے اُسکی بیعت لیکر آدمی سید محمد گیسو دراز کے پاس بھیجا کہ اسکے حق مین دعاے خیر کرے اور فاتحہ پڑھے
سید نے جواب دیا کہ جب تمنے شاہی اوسے دی ہی فقیر کی دعا اور فاتحہ کی کیا حاجت ہی سلطان فیروز شاہ نے
دوبارہ آدمی بھیجکر اس بارہ مین الحاح یعنے مبالغہ کیا سید نے فرمایا عالم بالا سے تاج شاہی تیرے بعد تیرے بھائی احمد خان
خانخانان کے نامزد ہوا ہی اس بارہ مین کوشش کرنی بیفائدہ ہی سلطان اس بات سے بہت رنجیدہ اور متالم ہوا اور
آثار رنجش کے ظاہر کیے اور یہ پیغام دیا کہ تمھاری خانقاہ قلعہ کے نزدیک ہی اور اژدھام خلق کا ہوتا ہی شہر سے باہر تشریف
لیجائیے سید محمد گیسو دراز ناچار ہوکر مع اپنے اہل و عیال بلدۂ حسن آباد گلبرگہ سے برآمد ہوئے اور شہر کے کنارے
اُس مقام پر کہ بالفعل مزار اُنکا ہی فروکش ہوئے اور اُنکے مریدون نے ہجوم کرکے ایک مکان نہایت پر تکلف
اور معقول اُنکے واسطے تعمیر کیا اور سنہ آٹھسو بیس ہجری مین سلطان فیروز شاہ نے اپنی راستے لنگ کے پاس بھیجکر باج خراج

چند سالہ طلب کیا اور سنے اطاعت کرکے زر نقد و جنس اسقدر ارسال رکھا کہ باعث تسلی خاطر اشرف ہمایون ہوا
اور واسطے سال مذکور مین قلعہ بالکل کی تسخیر کیواسطے کہ اُن دونون مین ساتھ نلگنڈہ کے شہرت رکھتا تھا اور قلعہ
ودنی سے اُس مقام تک اسی فرسنج کی مسافت ہے قاصد ہوکر اُس طرف فوج کش ہوا اور خویشی اور قرابت کو ایک
طرف رکھکر کوچ پر کوچ اُس قلعہ کے اطراف مین گیا اور دو برس تک اُس قلعہ کو محاصرہ کرکے امتداد پیدا کیا جو
ارادہ سبحانی اس قلعہ کے مفتوح ہونے سے متعلق نہ تھا اس سبب سے سلطان کے اردو مین وبا یعنے مری بہم
پہونچی انسان اور حیوان بہت تلف ہوے اور بہت سے لشکری وقت بیوقت اپنی جاگیرون مین بھاگ گیے نظم
شحنشہ درآن ناحیہ چند سال ۔ تہی کرد گنجینہ از زر و مال ۔ ز آب و ہوایش درآن سال ماہ ۔ چہ اسپ و چہ آدم بسی شد تباہ
ز دشواری رنج آن کارزار ۔ پراگند شد لشکر شہریار ۔ اُسوقت مین دیوراے نے فرصت پاکر سوار و پیادے بیشمار اطراف
و ممالک سے جمع کیے اور تمام راجاون کو یہانتک کہ تلنگ کے راجہ کو بھی مدد کیواسطے طلب کیا وہ بھی مثل نہنگ مع فوج
جرار و پہلوانان نامدار سلطان کے مقابل آ پہونچا اور بادشاہ اگرچہ جانتا تھا کہ یہ حریف اسمع کہ کا نہین ہے لیکن غیرت شاہی
کی دامنگیر ہونے سے وہ بھی مصاف مین آیا اور ہرچند میر فضل اللہ انجو اور بھی اعیان و اشراف نے منع کیا فائدہ نہ بخشا
بے محابا آتش جنگ افروختہ کی اور میر فضل اللہ انجو نے جو سپہ سالار لشکر اسلام تھا حملہاے مردانہ کرکے کفار کے طلیعہ
کو متفرق اور پریشان کیا اور اُنکے میمنہ کیطرف متوجہ ہوا قریب تھا کہ اس مقام مین کل فتح شگفتہ ہو چرخ نے یہ
نیرنگی دکھائی کہ کفارہ کنہرہ جو میر فضل اللہ انجو کے سلک ملازمون مین انتظام رکھتا تھا اور برسون اُس سید کی بدولت
عیش و کامرانی کی تھی اس کور نمک محسن کش نے بوعدہ امارت دیوراے سے فریب کھاکر عین معرکہ کی گرمی مین
کہ تنور حرب شعلہ زن تھا ایک وار تلوار برق کردار اُس سردار کے فرق مبارک پر مارا کہ شہد شہادت چکھکر روضہ
رضوان مین داخل ہوا جب میر فضل اللہ انجو کہ عمدہ از عمائد لشکر تھا شہید ہوا اور امراے میسرہ بھی اکثر شہید ہوے
بنی ہوئی لڑای بگڑ گئی پہلوانون کا دل ٹوٹ گیا میر فضل اللہ کے مرنے سے جی چھوٹ گیا ایک نے سامنا کیا سلطان فیروز
منہزم ہوا احمد خان خانخانان اپنی قوت بازو کے سبب بھگوڑے لشکر مجروح شکست سے ساحل نجات پر پہونچا اور کفار اہل
اسلام کے قتل عام مین مصروف ہوے اُن سنگدلون نے غازیون کے اسقدر سر تن نازنین سے جدا کیے کہ جنگگاہ مین اُنکے
سرون کے چبوترہ باندھے جب مسلمانون کی شکست فاش ہوئی اسیر بھی اکتفانہ کی سلطان کی تلاشی ہوکر اسکے تعاقب
مین روانہ ہوئے اور اکثر ممالک اُسکے اپنے تصرف مین لائے اور مساجد کے مسمار کرنے اور غارت و قتل عام ارباب
اسلام مین تقصیر و مضائقہ نہ کیا اور برسون کا کینہ اپنے سینہ سے نکالا اور سلطان فیروز شاہ نے عاجز ہوکر میر غیاث الدین
ولد میر فضل اللہ انجو کو گجرات بھیجکر کمک طلب کی جو احمد شاہ گجراتی اُسی عرصہ مین سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا تھا اور
اُسکے مہمات شاہی نے انتظام اور قیام نہ قبول کیا تھا وہ پیغام اثر پذیر نہوا آخر کار احمد خان خانخانان نے دروازہ
خزانہ کا کھولا اور فوج جمع کرکے دیوراے کو مملکت شاہ سے باہر کیا اور حسن آباد گلبرگہ مین اپنے بھائی کی خدمت مین مشرف
ہوکر تشریفات فاخرہ سے ممتاز اور سرفراز ہوا اور سلطان فیروز شاہ اور افسران سپاہ اور رئیس شہر جو اُس دو تخانہ
کے خیر سگال تھے انتقام کی فکر مین ہوکر کلہم اجمعین سامان سپاہ مین مشغول ہوئے لیکن سلطان فیروز شاہ
کو بڑھاپے مین ایسی شکست اسے پہونچی بار رنج و الم سے پشت اسکی خمیدہ ہوئی اور غم و غصہ کی شدت سے بیمار ہوا

انتظام بے غصہ نہ خورد و شوریدہ وار + بہ پیچید بر خویش چون روزگار + بہ تدبیر آن بود شاہ جہان + کہ تا برکشد کینہ
از ہندوان + پس از چند گاہ آن کیانی نژاد + رخستہ دلے سر بہ بالین نہاد + آور جب ایام مرض نے درازی پیدا کی
زمام مہام انام دو غلام کے قبضہ اختیار مین کہ ایک کا نام مشیار عین الملک اور دوسرے کا بیدار نظام الملک تھا سپرد
کر کے ہاتھ اُنکا امور سلطنت مین قوی کیا اور اُنھون نے اوضاع احمد خان خانخانان سے انبساط دعوے
سلطنت کر کے سلطان سے معروض کیا کہ دارائی فلک کن کی اسوقت آپ کے فرزند جان کے نام قرار پکڑیگی
کہ میدان ملک کا آپکے بھائی احمد خان خانخانان کی شوکت سے خالی دیکھکر سلطان کو سید محمد گیسو دراز کا کلام
یاد آیا اور یہ عزم مصمم کیا کہ کل احمد خان خانخانان کی آنکھین مصلحت دینی کی چشم اشت سے حلیہ نور سے بے بہرہ کرے
اور احمد خان بادشاہ کے اس ارادہ سے واقف ہوا اور لنظر بخانہ کہ کے شب تیرہ و تار مین باتفاق اپنے نور چشم
علاء الدین کے فرار ہوا اور سید محمد گیسو دراز کے مکان پر جا کے بعد مشورہ اور اعلام احوال التماس دعا کی سید محمد گیسو دراز
نے اپنی دستار دو پارچہ کر کے اپنے دست حق پرست سے باپ اور بیٹے کے سر پر باندھی اور پھر دونون کو مژدہ سلطنت
دیکر فاتحہ خیر پڑھا اور مبارکی اور شگون کے واسطے ماحضر جو کچھ تھے خوان فائدہ فیض پر چنکر تینون صاحبون نے ایک
طباق مین تناول فرمایا اور احمد خان خانخانان اپنے مکان پر جا کر تمام رات فرار کے تہیہ مین آمادہ رہا اور علی الصباح
کہ تاجدار زرین کلاہ غیظ سے تخت زنگاری ٹھہرایا چار سو جوان مصلح اور جرار جنگ آزمودہ خنجر گذار کہ تمام معرکون مین نام
جوانمردی اور بہادری کا روشن کیا تھا ہمراہ لیکر مکان سے برآمد ہوا اس درمیان مین ایک تاجر موسوم و معروف
بخلف حسن بصری جو آشنائے قدیم احمد خان خانخانان کا تھا اُسکے ارادے سے واقف ہو کر اپنے دروازہ کے باہر
ایستادہ تھا روبرو آنکر اس روش سے کہ بادشاہون کو تسلیم کرتے ہین سلام کیا اور احمد خان نے اُسے فال سعد
و شگون نیک سمجھکر اُس سے فرمایا کہ تو بسرعت تمام اپنے مکان پر جا کہ میری دوستی کے سبب تیرے دشمنون کو
کیطرح کا صدمہ پہونچے خلف حسن بصری نے جواب دیا کہ فراغت و آسائش مین جلیس و ندیم رہنا اور محنت و تعب مین خاک
بیوفائی مرد مک دیدہ مین چھڑکنا ارباب وفا کے مذہب مین پسندیدہ نہین ہے جبتک جان تن مین اور ایک رمق بدن مین ہے
خدا کی قسم تیری رکاب ظفر انتساب سے مُنھ نہ موڑونگا بیت مصرع کہ از تو بہ پیچد بُریدہ باز چو زلف + ولے کہ از تو بگردد
سیاہ باد چو خال + دوسرے یہ کہ جسطرح بادشاہون کو ملازمان بزرگ کی احتیاج ہو ویسے ہی بندگان حقیر کو بھی ضرورت
افتقار ہو کسواسطے کہ جو کام سوزن رکیک سے برآوے نیزہ بلند اس سے قاصر آوے اور جو مہم قلمتراش نحیف سر
کرے شمشیر برق کردار اسکے اہتمام مین عاجز ہووے اگر خدا و دولت اس کمترین کو سلک بندگان مین منسلک
کر کے نظر عنایت ملحوظ فرماوین امید ہو کہ خدمات شائستہ اس خاکسار دیرینہ سے ظہور مین آوین بیت من ہمچو خاکم
و خار رہ تو آفتاب وابر + گلہا و لالہا ہمہ را تربیت کنی + احمد خان خانخانان کو اخلاص و محبت اُسکی پسند آئی اُسے
اپنے ہمراہ لیا اور یہ فرمایا کہ اگر زمام شاہی میرے ہاتھ آئیگی تو بھی تمہارا اسہیم و شریک ہوگا یہ کہکر منزل مقصود
کیطرف روانہ ہوا اُس دن قصبہ خان پور مین مقام کیا اور یہ منت کی کہ اگر خدا مجھے سلطنت عطا فرماویگا مین اُس
قصبہ کا رسول آباد نام رکھکر سادات مکہ و مدینہ و کربلاے معلے و نجف اشرف کو وقف کرونگا اور جب ہشیار
عین الملک اور بیدار نظام الملک خواب غفلت سے چونکے اور احمد خان خانخانان کی فرار سنی مضطرب ہو کر

سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور حقیقت حال عرض کرکے رخصت تعاقب جاصس کی تین چار ہزار سوار اور کئی فیل نامی اور جنگی لیکر احمد خان کے مدافع مین سرگرم عنان ہوئے اور احمد خان رفقا کی قلت اور اعدا کی کثرت سے چاہتا تھا کہ ولایت کے درمیان داخل ہوکر بعضے امرا کو ساتھ اپنے متفق کرون خلف حسن بصری مانع آیا اور خبر سیاہ اُسکے فرق مبارک پر لگایا اور آدمی حسن آباد گلبرگہ اور بیدر اور کلیانی مین بھیجکر ایک جماعت ملازمان شاہ اور اوباش اور بیکار کو بوعدہا سے دلفریب احمد خان کی ظل رایت مین لایا اور اُنکی دلداری اور ساز و سامان سے مددگاری کی لیکن احمد خان اُسوقت جنگ سے پہلوتہی کرکے حسن آباد گلبرگہ کے اطراف واکناف مین جا بجا پھرتا تھا اور جب کمک اور دارالخلافت سے ہوشیار الملک اور بیدار الملک کے پاس پہونچی اُنھون نے چارون طرف سے ہجوم کرکے احمد خان کو گھیرا کسواسطے کہ اُنکے پاس آٹھ ہزار فوج سلطانی تھی اور احمد خان کی کل ایک ہزار قضارا چند بنجارے دو ہزار بیل غلہ سے محمول ولایت برار کیطرف سے آنکر کلیانی کے حوالی مین فروکش ہوئے اور اسی طور سے تین سو گھوڑے سوداگرون نے لاہور سے لاکر آشوب راہ کے سبب کلیانی مین مقام کیا خلف حسن بصری جو جنگ کے بارے مین ساعی تھا اُسنے احمد خان سے کہا کہ مین صلاح کار اس امر مین یہ دیکھتا ہون کہ آپ گھوڑے سوداگرون سے بقیمت اور بیل بنجارون سے بعاریت لیجئے اور بدستور دکن بیرقین رنگا رنگ بانس کی چھڑیون مین باندھکر پیادون کے حوالے کرکے ہر ایک کو ایک بیل پر سوار کرین اور سوداگرون کے گھوڑون پر بھی اسی طریق سے پیادون کو سوار کرکے فوج اعدا کے مقابل جاوین اور بنیاد جنگ قائم کرکے ہنگامۂ فوج کی عین گرمی مین بیلون کو اردو کے ایکطرف سے نمایان کرین اور اہو آواز بلند مخالفون کو سنا دین کہ امرا جو اپنی جاگیرون مین تھے ہماری کمک کو آئے ہین شاید توفیق سبحانی سے ایک ہراس اُن غلامون کے دل پر غالب ہو خائف ہوکر راہ فرار نا پین احمد خان اس بات کو خرافات سمجھکر اس امر پر ہرگز رضامند نہوا اور جب افواج شاہی بہت قریب آئی کوچ کرکے عین طے مسافت مین متحیر اور محزون ایک درخت کے سائہ مین اُتر کر سوگیا عالم رویا مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگوار خرقہ درویشون کا پہنے ہوئے اور ایک تاج سبز بارہ ترک کا ہاتھ مین لیے ہوئے اسکی طرف تشریف لاتے ہین احمد خان نے اُنکا استقبال کرکے سلام کیا اور وہ درویش شرائط تہنیت بجا لائے اور وہ تاج سبز اُسکے زیب سر کرکے فرمایا کہ یہ تاج شاہی ہے ایک مشائخ گوشہ نشین اور متوکل نے تیرے واسطے بھیجا ہے احمد خان بستر خواب سے نہایت محظوظ ہوکر اُٹھا خلف حسن بصری کو طلب کرکے صورت خواب اُس سے نقل کی پھر یہ فرمایا کہ اس مدت مین جنگ کے بارہ مین متردد تھا اب جو ایسی بشارت فیض اشارت غیب سے پہونچی حرب کیطرف عازم ہوتا ہون چاہئے کہ تو وہ تدبیر کر کہ تو نے اندیشہ کی ہے لطیفہ غیبی سے جانکر دفع مین لا خلف حسن البصری زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر دو سو بہادر ہمراہ لیکر کلیانی کیطرف روانہ ہوا اور شیرین زبانی اور لطف کے ساتھ گھوڑے اور بیل اُنکے مالکون سے لیکر بازگشت کی اور رات کو بیرقین رنگین درست کین اور یہ مقدمہ کسی پر اظہار نہ کیا دوسرے دن صبح کیوقت کوچ کے نقارے پر چوب ماری اور میمنہ اور میسرہ اور قلب آراستہ کرکے بآہستگی واطمینان تمام افواج شاہی کے مقابلہ کیواسطے روانہ ہوا اور مشہور کیا کہ جمیع امرا جسکے پیغام مین احمد خان سے یکدل اور یکزبان ہوکر مع فوج کثیر اسکی کمک کو آئے ہین اور دو تین کوس پر آپہونچے احمد خان کے ہراول یہ نوید سنکر قوی پشت ہوئے اور کمال مضبوطی سے میدان مین جولانی کرنے لگے اور باوجود اپنی قلت فوج کثرت اعدا سے اندیشہ نہ کرکے جنگ کے حریص ہوئے اور ہشیار عین الاقبال اور بیدار نظام الملک اگرچہ یہ خبر سنکر ہوش بجا نہ رکھتے تھے لیکن سپاہگری کی راہ سے صفین آراستہ کین

اور میدان جنگ مین آئے جب طرفین کا مقابلہ ہوا خلف حسن بصری تین سو سوار سپاہیان تجار پر سوار کر کے ساتھ احسن وجہ کے ایک جانب معرکہ سے کہ صحرا مسطح تھا نمودار کیے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک کو یقین ہوا کہ امرا کمک کو آپہونچے شکستہ خاطر ہوئے اور اُسوقت احمد خان ایک ہزار جوان یکدل اور یکرو ہمراہ لیکر نہایت سرور سے افواج مخالفین کے قلب پر حملہ آور ہوا ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک جو قلب مین تھے جب دیکھا کہ امرائے میمنہ اور میسرہ پسپا ہوکر بھاگے خود کچھ دیر تک حکمت عملی سے جنگ کرتے رہے آخر کو انکا بھی پاؤن قرار جگہ سے ہلگیا طریق فرار اپنایا

نظم چو شد رو برو ہر دو قلب سپاہ ✤ کشیدند شمشیر در رزمگاہ ✤ دو لشکر در آمیخت با تیغ و تیر ✤ بگردون برآمد ز گیتی نفیر ✤ چو فیروز شد خانخانان بجنگ ✤ ز شادی بر خارہ آورد رنگ ✤

احمد خان خانخانان سے منظفر و منصور ہوکر مفرور و رونکا پیچھا کیا اور ہاتھی اور گھوڑے اور غنیمت بیشمار دستیاب ہوئی اور اسکے بعد حسن آباد گلبرگہ کے چند کوس ادھر نزول کیا اور بہت لشکر حسن آباد گلبرگہ کا اُس سے ملحق ہوا سلطان فیروز شاہ باوجود ضعف و بیماری ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک کی صلاح سے حسن خان شہزادہ کے سر پر چھتر لگا کر خود پالکی مین سوار ہوا اور قلعہ معتمدین کے سپرد کر کے مع گروہ امرا اور تین چار ہزار سوار خاصہ خیل اور توپخانہ اور فیل بسیار احمد خان خانخانان کے استیصال کو روانہ ہوا اور جب یہ خبر احمد خان کو پہونچی بسرعت تمام پیشقدمی کر کے مقابلہ کو اسطے روانہ ہوا حسن آباد گلبرگہ سے تین کوس پر طرفین صف آرا ہوئے اور جو تقدیر آلہی مین یہ تھا کہ احمد خان خانخانان تباج شاہی مشرف ہوا اُسوقت سلطان فیروز شاہ پر اسقدر ضعف غالب ہوا کہ بیہوش ہوگیا اور خبر اُسکی فوت کی منتشر ہوئی خورد و بزرگ ترک رفاقت کر کے فوراً احمد خان سے جا ملے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک نہایت مضطرب اور ہراسان ہوکر بادشاہ کو پالکی مین اُٹھا کر بسرعت تمام قلعہ کیطرف روانہ ہوئے جب قلعہ کے دروازہ پر پہونچے سلطان ہوش مین آیا اور زماند کی بازی سے متعجب ہوا اور احمد خان خانخانان نے رعایت ادب کر کے تعاقب نہ کیا اُسکے بعد قلعہ مین داخل ہوکر دارالملک کی سمت متوجہ ہوا احمد خان نے قلعہ کے گرد استقامت کی ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک باتفاق حسن خان بالاے برج آئے اور دونون توپ اور بندوق سر کرنے لگے حسب اتفاق ایک گولہ توپ کا احمد خان کے خیمہ پر آیا ایک جماعت مقربون سے اُس بزم مین کہ جاے رزم تھی اپنے قرینے سے حاضر تھی اُنمین کچھ ضائع ہوئے اسواسطے احمد خان وہان سے کوچ کر کے اُس سے کچھ دور عقب پر فروکش ہوا اور یہ خبر گوش حق نیوش سلطان مین پہونچی حسن خان ولیعہد سے فرمایا بادشاہی باتفاق لشکر و موافقت سران سپاہ و یلان خیرخواہ ہی جبکہ تمام خلائق درگاہ ارکان دولت اور وزیر و امیر با دل ناشاد تیرے شریک ہون صلاح ملک اُسمین ہی کہ فرش نزاع کو کہ موجب خرابی و فناہے لپیٹ اور احمد خان کا حلقہ اطاعت اپنے زیب گوش کر یہ کہکر قلعہ کا دروازہ مفتوح کیا اور احمد خان خانخانان مع جماعت معتمدان قلعہ مین داخل ہوا اور اپنے بھائی کے سرہانے جاکر زار زار رونے لگا اور یہ دو بیت پڑھین ابیات ازین سرنوشتہ زسود و زیان ✤ فلک را بہانہ منم درمیان ✤ آنرا کہ ستاند بآتش دہد ✤ کند ہر چہ خواہد بما برنہد ✤

اور فیروز شاہ نے اظہار بشاشت کر کے کہا الحمد للہ کہ مین نے تجھے اپنی عین حیات مین شاہ دیکھا واللہ تو شایان سلطنت اور سزاوار مملکت ہی اور استحقاق اسکا تجھے پہونچتا ہی اور مین شفقت پدری کے باعث سے حسن خان کو ولیعہدی مین حتی المقدور سعی کرتا تھا تو تحسین بخدا اور حسن خان کو تیرے سپرد کیا اُٹھہات سلطنت مین مشغول ہو

اور مین جو چند روز کا مہمان ہون میرے احوال سے غافل نہ رہنا احمد خان اسی روز کہ شہر شوال کی پانچوین تاریخ سنہ ۸۲۵ آٹھ سو پچیس ہجری تھی تاج بھائی کا ایجاد کیا ہوا زیب سر کرکے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور اپنا نام احمد شاہ بہمنی رکھا خطبہ اور سکہ دکن کا اپنے نام پر جاری کیا اور جب سلطان فیروز شاہ سنہ ۸۲۵ روز دوشنبہ پندرہوین ماہ مذکور کو نقد جان خازن بہشت کے سپرد کی پھر آئین سلاطین غسل و کفن دیکر لاش اسکی تابوت صندلی مین اٹھوا کر باپ اور دادا کے پہلو مین مدفون کیا مدت اسکی جہانبانی کی پچیس برس اور سات مہینے اور بیدرہ دن موخ نشان دیتے ہین اور بعضے کتب مین تحریر ہو کہ احمد شاہ نے اپنے بھانجے شیر خان کے وسوسہ اور تحریک کے سبب سلطان فیروز شاہ کو گلا گھوٹ کر کے ہلاک کیا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ملا داؤد بیدری نے سلطان فیروز شاہ کا تخلص کیہی فیروزی اور گاہے عروجی لکھا ہی اور یہ اشعار غزلیہ اس سے نقل کیے **غزل** جان شیدا زغم دہر بر دلم تنگست ۔ کہ دل بہ لذت سودائے عشق در جنگست ✤ گل امید شگفت از نسیم وعدہ ولی ✤ ز آفتاب غم انتظار بیرنگست ✤ بقطع راہ محبت مخور فریب امید ✤ کہ غایت ابدش ابتدائے فرسنگست ✤ بجز سرود محبت مکن زمزمہ نائے ✤ کہ ہر چہ خارج این پردہ تنگ آہنگیست ✤ ولے بسینہ لبالب ز دوستی دارم ✤ کہ پیش اہل جہان بے بہا تر از سنگست ✤ دہن طبع عروجی چہ دلکشا چینی ست ✤ چمن بگوے کہ آن آسمان فرہنگست ایضاً کرشمہ جنبش آموز ستمگان دراز دستم کرد ست واجب ہر زمان تعلیم نازش را ✤ محبت چاک بر دل میزند ہر گہ کہ در بزنے ✤ بخود مخصوص دانم تغافل ہای نازش را ✤ مبادا آسیب نقصان یابد از سوز دلم تارے ✤ بدل چون رہ دہم اندیشۂ زلف درازش را ✤ نیابد راہ زاہد وصلت از متاع خلد ✤ ہمان بہتر کہ در دامن کنی اجر نمازش را ✤ فروزی قامت و رخسار آن خورشید تابان را بسرو و لالہ می سنجد کہ بیند امتیازش را ✤ رباعی در آتش ہر زہ فکر زائل نہ کنی ✤ اندیشہ بہر خیال مائل نکنی ✤ این نقد خزینۂ دماغست بگوش ✤ تا صرف بجنسہاے باطل نکنی

تذکرۂ سلطنت مبشر بہ رسول ہاشمی من بعدی اسمہ احمد شاہ بہمنی نور اللہ مضجعہ

سلطان احمد شاہ قوانین لشکر کشی اور آئین فرمانروائی خوب جانتا تھا اور اپنے بھائی کی پیروی کرکے سادات و علماء اور مشائخ کی تعظیم و تکریم مین حتی الامکان تقصیر نہ کرتا تھا اور ابتداے سلطنت سے سبب اُن کرامات کے کہ اسکی حق مین ظاہر ہوئی تھی سید محمد گیسو دراز کی عزت و توقیر بہت کرتا تھا اور بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم خلائق دکن بھی اس مشائخ کی طرف رجوع ہوئی اور آستان فیض نشان اُسکا مطاف اور حاے طواف ہمانیان ہوا اور سلطان احمد شاہ بخلافت سلاطین ماضیہ شیخ محمد سراج کے خاندان کے شیع ارادت کو خاموش کرکے سید محمد گیسو دراز کا مرید ہوا اور چند قصبہ اور قریہ سرکار حسن آباد گلبرگہ بشمول دیگر پرگنات انمین وقف کیے اور ایک مکان نہایت وسیع اور پاکیزہ شہر کے متصل اُنکے واسطے ترتیب کیا چنانچہ اسوقت تک کہ سلطنت حسن آباد گلبرگہ نے بمینہ سے عادلشاہیہ کی طرف انتقال پایا ہی اکثر قریات اور قصبات عمل درآمد قدیم کے موافق اُن سیدوالا نژاد کی اولاد امجاد کے تصرف مین ہین اور آدمی دکن کے سید ممدوح سے حد سے زیادہ اعتقاد رکھتے ہین یہانتک کہ ایک شخص نے ایک مرد دکنی سے پوچھا کہ حضرت محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین یا سید محمد گیسو دراز اُسنے جواب دیا کہ حضرت محمد رسول اللہ اگرچہ پیغمبر خدا اور خاتم الانبیا ہین لیکن سبحان اللہ مخدوم سید محمد گیسو دراز چیز دیگر ہین یہ درستی قول سے حقیقی

در شنبہ ۱۵ ۔ ۱۰ - ۸۲۵

اور اخلاص اہالی دکن کا نسبت اُن سید مخدوم اور اُنکے خانوادہ کے قیاس کرنا چاہیے القصہ جب سلطان احمد شاہ بہمنی شاہ ہوا تمام ہمت سلطان کی جبر اور شکست اور دیو رائے کے انتقام مین مصروف کھکر ساز و سامان مین مشغول ہوا اور خلف حسن بصری کو وکیل امور سلطنت کرکے ہزار و دو صدی کا منصب عطا کیا اور چونکہ وہ سابق مین تجارت پیشہ تھا ملک التجار خطاب دیا اور وہ خطاب دکن مین شائع ہوا اور حالت تحریر ان سطور تک جاری ہے اور حسن وفا اور دولتخواہی منظور رکھکر ہشیار عین الملک کو امیر الامرا خطاب دیکر ہزار و پانصدی کیا اور بیدار نظام الملک کو دولت آباد کے سر لشکری تفویض فرما کر دو ہزاری کیا اور ثقات سے سُنا گیا کہ سلاطین بہمنیہ کی درگاہ مین ہر ایک لشکریان اطراف اربعہ سے منصب دو ہزاری رکھتے تھے اور امیر الامرا ہزار و پانصدی اور وکیل سلطنت ہزار و دو صدی باقی امرا اور منصبدار ہزاری سے زیادہ اور صدی سے کم نہ تھے اور جو کہ امرا سے ہزاری ہوتا تھا طوق و علم و نقارہ پاتا تھا اور حسن خان ولد سلطان فیروز شاہ جو کہ وارث ملک تھا جمیع ارکان دولت اُسکے قتل صبر و کوشش کرنیکے سلطان کو صلاح دیتے تھے اور سلطان احمد شاہ نے اُنکی تجویز کے برخلاف عمل کرکے اسکو پانصدی کیا اور جو کہ وہ عیاش تھا اُسکے سوا دوسرے کام سے رغبت چندان نہ رکھتا تھا فیروز آباد اسکی جاگیر مقرر کی کہ وہان جاکر قلعہ متھندرہ کے کنارے عیش و عشرت مین مشغول ہووے اور جسوقت چاہے فیروز آباد مین چار کوس تک سیر و شکار کیواسطے سوار ہووے اور بے فرمان شاہ چار کوس سے زیادہ ترقدم آگے نہ بڑھاوے حسن خان شہزادہ اس حالت کو مراتب شاہی سے بہتر اور افضل سمجھا اور جبتک اُسکا عم بزرگوار زندہ رہا بفراغت تمام بسر کی اور کبھی ایسا نہ کیا کہ غبار کلفت اُسکے دل صفا منزل مین پہونچے لیکن چچا کے بعد مکحول ہوکر فیروز آباد کے قلعہ مین محبوس ہوا اور اس مقام مین نقد حیات خزینہ دار جنت کے سپرد کی قصہ مختصر سلطان احمد شاہ نے اخلاق خجستہ کے سبب خاص و عام کو مطیع اور فرمانبردار کیا پھر گجرات کی سرحد امرائے معتبر کے سپرد کرکے باطمینان تمام چالیس ہزار سوار جرار نامدار خنجر گذار ہمراہ رکاب لیکر کرناٹک کیطرف متوجہ ہوا دیو رائے نے اس واقعہ کو واقعہ اول خیال کرکے احضار لشکر کا حکم دیا اور رائے ورنگل کو بھی اپنی کمک کیواسطے طلب کیا اور وہ بیحیا دشمن خدا لشکر روان مثل ہیجون مور و ملخ سے کثرت مین افزون کہ کوہ و ہامون اُس سے عاجز آتے تھے ہمراہ لیکر اراب اسلام کے استیصال کیواسطے روان دوان ہوا اور آب تمندرہ کے کنارے کو مغرب خیام کیا اور سلطان احمد شاہ نے بھی قطع مراحل اور طے منازل جوانان تہمتن و پہلوانان صف شکن سے آب تمندرہ کی ساحل دیو رائے کے مقابل نزول اجلال اور جلول اجلال فرمایا اور جو کہ لشکر غنیم مین دس لاکھ پیادے توپچی اور کماندار تھے اور راتون کو بدمعاشون اور چورون کیطرح بہت خرابی کرتے تھے یعنے گھوڑے اور سوار کو ضائع کرتے تھے سلطان احمد شاہ بطریق روم ارہبائے آتشخانہ کہ عدد اسکے قریب دو ہزار تھے لشکر کے گرد کھینچکر چالیس روز تک مقیم رہا اور تاخت و غارت سے اُسطرف کی تمام ولایت جو دیو رائے کے تصرف مین تھی خاک سیاہ کی اور ہرچند مساعی جمیلہ چاہتا تھا کسی مذہب سے کفار آب تمندہ سے عبور کرکے مصاف کرین لیکن یہ مطلب نہ حصول ہوا آخر سلطان نے جمیع امرا اور منصبدارون کو طلب کرکے عبور آب کے بارہ مین کہ بایاب تھا اور جنگ کے مقدمہ مین مشورہ کیا غرضکہ بعد مشورہ و گفتگو سب جنگ کرے اور پانی سے عبور کرنے پر متفق اللفظ ہوئے اور سبھون نے یکدل اور یکزبان ہوکر مصحف مجید کی قسم کھاکر اقرار کیا کہ کل صبح کیوقت ہم افواج آراستہ کے ہمراہ عبور کرکے جنگ مین مصروف ہونگے لیکن جب یہ خبر اردوے کفار مین منتشر ہوئی اول شب کو رائے ورنگل نے مع لشکر تلنگ

کوچ کرکے اپنی ولایت کا راستہ لیا اور دیورائے سحر کیوقت افواج کو آراستہ کرکے جدال و قتال پر مستعد ہوا اس درمیان مین عالم خان اور لودھی خان اور دلاور خان افغان کہ باپ اور دادا سے امرائے اس خاندان سے تھے بالائے آب سے مع دس ہزار سوار عبور کرکے علی الصباح لشکر کفار کے حوالی مین پہونچے اور بسبب اتفاق دیورائے مع ایک جماعت افواج سے جُدا ہوکر باغ نیشکر کے کنارے سوتا تھا اور مسلمان نیشکر کی تاراج کے واسطے اُسطرف متوجہ ہوے اور دیورائے بخیال اسکے کہ دیدہ و دانستہ سر پر چڑھے آتے ہین مضطرب ہوکر باغ نیشکر کیطرف بھاگا اور تاراجیون نے مور و ملخ کیطرح اس باغ مین داخل ہوکر اُسے ایسا اُجاڑا کہ گویا سبزی کا اثر نتھا آخرش چند سپاہی دیورائے سے دوچار ہوئے اُسے باغبان سے تصور کرکے نیشکر کا پشتارہ اُسکے دوش پر رکھکر جلو مین ڈالا دیورائے نے حیات کو غنیمت جانکر کچھ نہ کہا جب قدرے راہ طے کی سلطان احمد شاہ کے عبور کا غلغلہ اور دیورائے کے گم ہونے کی افواہ خاص و عام مین مشہور ہوئی ابھی کچھ رات باقی تھی کہ دیورائے کی سپاہ متفرق ہوئی اور لشکر سلطانی غارت مین ایسا مشغول ہوا کہ شیرین تر نیشکر سے تھا دیورائے فرصت پاکر تمام مفرورون کی طرح بھاگا اور ظہر کے وقت اپنے ایک امرائے مقرب کے پاس پہونچکر خبر سنانا لگایا اور اس خبر کے مشہور ہونے سے اُسکے امرا اور جمیع سپاہ فراہم ہوئی لیکن دیورائے نے اس امر کو شگون بد سمجھکر بعزم قتال فسخ کی اور بیجانگر مین جاکر قلعہ بند ہوا اور سلطان احمد شاہ نے بیجانگر کی طرف سے عنان منعطف فرمائی و لایت کفار کے درمیان مین داخل ہوا اوجس مقام مین پہونچتا تھا زن و فرزند اُنکے اسیر کرکے سلطان محمد شاہ غازی کے خلاف قرارداد اور رحم و شفقت کو یکسو چھوڑکر کفار کو تہ تیغ بیدریغ رکھتا تھا جسوقت کہ بیس ہزار ہندو قتل ہوتے تھے قتلعام بند کرتا تھا اور تین روز مقام کرکے جشن ہاے عظیم ترتیب دیتا تھا اور شادیانی کے نقارے بجاکر بتخانون کو توڑتا تھا اور معابد آتش پرستون کے ویران کرکے گاوکشی مین کوتاہی نہ کرتا تھا اور چاربت برنجی حسن آباد گلبرگہ کیطرف بھیجے کہ سید محمد گیسو دراز کے مکان کے آستانہ کے آگے نصب کرین تو زائرون کے لکد کوب ہون کہتے ہین جن دنون کہ سلطان بتخانون کی تخریب اور گاوکشی مین مشغول تھا ایام نوروز پہونچنے سے ایک حوض بزرگ کے کنارے مقام کیا اور اس درمیان اتفاقات سے ایک دن سلطان بہ قصد شکار لشکرگاہ سے برآمد ہوا اور ذوق شکار مین ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا سرپٹ پھینکا یہانتک کہ اردو سے چھ کوس پر جا پڑا اسصورت مین کفار نابکار جو پانچ چھ ہزار سوار کے قریب تھے اُنھون نے آپسمین ہم عہد ہوکر سوگند کھائی کہ آپکو عند الضرورۃ فدویانہ سلطان پر پہونچکر ہلاک کرین اور اس ظلم و جور کا انتقام لین یہ دیکھکر گھوڑون بادپا عالم پیما پر سوار ہوکر سلطان کے سراغ مین روانہ ہوئے جسوقت اُسکے قریب پہونچے تیراندازان مغل قریب دوسو کے جانوران راندہ پیچھے گئے تھے سلطان متحیر ہوا دور سے ایک چاردیواری کہ اہل زراعت نے گاؤ اور گوسفند کے رہنے کو صحرا مین آبادی دور بنائی تھی نظر آئی سلطان بتعجیل تمام اُسطرف متوجہ ہوا اور کفار عاصی نے گھوڑے اُٹھاکر نہایت قہر و غضب سے تعاقب کیا اور ابھی چاردیواری مین نہ پہونچا تھا کہ ایک شکستہ آب کند کا حائل ہوا اور اُسکے عبور کیوقت کفار نے پہونچکر تخمیناً دو سو کمنی تیرون سے مقتول کیے اور قریب تھا کہ سلطان بھی ضائع ہوجاے کہ ناگاہ وہ تیراندازان شکاری کے تعاقب مین گئے تھے آپہونچے اور تیراندازی مین مشغول ہوئے اور کفار کو گونہ توقف واقع ہوا سلطان اُس شکستہ آب سے گھوڑا کدا کر برآمد ہوا اور ہزار مشقت و محنت سے آپکو دیورائے تک پہونچایا بعدہ بہادران تیراندازدیوار و نیزہ چڑھکر جنگ مین مشغول ہوئے اور سب نے دل مرگ پر رکھکر کلمہ شہادت کا زبان پر جاری کیا پھر تو سیتن بدخشی اور میر فرخ بدخشی اور میر علی سیستانی

معابد

۱۰۷

اور میر علی گرد اور عبداللہ کابلی اور خسرو اذربک اور خواجہ حسن اردستانی اور خواجہ قلندر بیگ اور قاسم بیگ صف شکن نے اُس روز داد مردی اور مردانگی کی ظہور مین پہونچائی سلطان کی زبان مبارک سے تحسین و آفرین کی صدا سنتے تھے اور کافرون نے ضرب بندوق سے چند بہادران تیرانداز کو شہید کیا اور مسلمانون کو دیوار پر سے مار لائے پھر پانچ چھ ہزار کافر دیوسیرت عفریت منظر ضرب شمشیر و نیزہ و خنجر سے چہار دیواری کے کھودنے اور گرانے مین مشغول ہوئے اور سلطان نے چند تیرانداز ون سے اس چہار دیواری مین مضطرب اور حیران ہوکر رضا بقضا دی لیکن چونکہ عنایت سبحانی شامل حال تھی عبدالقادر سلحدارون کا سردار بن محمد عیسی بن محمود بن عماد الملک کہ دوصدی منصب رکھتا تھا اُسکے دلمین ایدیشا گذرا کہ بادشاہ چند مرد خاصہ سے شکار کو گیا ہی ایسا نہ ہو کہ دشمن قابو پاکر اُسپر تاخت لاوین کام مشکل ہوگا پھر اُسی وقت دو تین ہزار خاصہ فیل شاہی ہمراہ لیکر بطور ایلغار روانہ ہوا اور سلطان کی خدمت مین جا پہونچا کہ کفار یاتخ چھ گز دیوار مسمار کرکے جنگ مین مشغول تھے عبدالقادر افواج ترتیب دیکر فدایان کفار پر حملہ آور ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی افضال الٰہی اور اقبال بادشاہی سے غالب آیا اور ہزار سردار کفار زناہنجار کیطرف کے کہ فلک اُنکے قتل سے عاجز تھا علف تیغ اسلام ہوئے اور پانسو غازیون نے شربت شہادت چکھا اور سلطان نے تائید ایزدی اور عبدالقادر کے خرم و ہوشیاری سے اُس بلیہ سے نجات پائی اور دوبارہ تخت شاہی پر سریر ہوا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + اور عجائب روزگار سے سلطان عظیم الشان مالک اتنے ہزار فیل و حشم کا ساتھ ایسی محنتون کے کہ بادشاہون کو کم و قوع مین آتی ہی گرفتار ہوا تھا عاقبت بخیر گذری سلطان احمد شاہ نے اُسی دن عبدالقادر کو بالقاب برادر جان بخش و یار حق گذار اور خطاب خانجہانی اور منصب دو ہزاری سے سرفراز فرماکر سپہ سالار لشکر تلنگ کیا اور خانجہانی نے چالیس برس از روے استقلال برار کی حکومت کی اور فتح اللہ عماد الملک جو آخر مین بادشاہ برار کا ہوا تذکرہ اُسکا عنقریب ہوگا وہ خانجہان کے غلامون سے تھا غرضکہ اسیطرح سے سلطان احمد شاہ نے ہر ایک تیرانداز کو خلعت ہاے فاخرہ اور خطاب ہاے لائقہ اور منصب ہاے مناسب سے نوازش فرمائی اور لوازم عنایت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور سید حسن بدخشی اور میر فرخ بدخشی اور میر علی سیستانی اور حسن خان اور فرخ خان اور علی خان ہر ایک یکصدی ہوئے اور قاسم بیگ صف شکن نے منصب پانصدی پر ممتاز ہوکر کلہر کی جاگیر پائی اور خواجہ بیگ نے خطاب قلندر خان اور منصب دوصدی پایا اور حسن آباد گلبرگہ کی داروغگی پر مامور ہوا اور میر علی گرد نے کہ ایک کفار بیجانگر کو ضرب بندوق سے ہلاک کیا تھا کافرکش کا لقب پایا اور ہزاری مین منتظم ہوا اور عبداللہ کابلی نے منصبداران صدہ سے ہوکر بلدۂ جنیر کی حکومت پائی اور خواجہ حسن اردستانی اور خسرو بیگ اذربک بھی امیران صدہ سے ہوکر دونون کو حکم ہوا کہ شاہزادہ کو آداب تیراندازی سکھاوین اور خلف حسن بصری المخاطب ملک التجار نائب کو حکم ہوا کہ عراقی اور خراسانی اور ماوراء النہری اور رومی اور عرب کے تین ہزار تیرانداز نوکر رکھا کرین اور اسیطرح سے جمیع امرا کو حکم ہوا کہ تیراندازی کی تربیت مین کوشش کرین اور اپنی اولاد کو بھی رسوم تیراندازی سے تعلیم دین اور بعد اس قضیہ کے سلطان نے کوچ کیا اور بیجانگر مین آنکر تسخیر کی تدبیر کی اور محصورون کی تضییق مین کوشش کی آخر کو دیوراے نجات عاجزی مین دیکھکر طالب صلح ہوا اور سلطان نے یہ شرط کی کہ اگر خراج چند سالہ فیلان خاصہ کی پشت بر بار کرکے اپنے فرزند کے ہمراہ مع نقارہ و سرنا اور نفیر

دیر عوض بھیجے البتہ صلح قبول ہوگی دیورائے نے اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا اپنے بیٹے کو جو نہایت چرب زبان اور راستباز تھا با تحاف فراوان اور بہت سا نقد و جنس اور اقمشہ نفیسہ تیس ہاتھی کو ہ پیکر خاصہ کی پشت پر کہ انھین اپنے محلات خاصہ مین باندھتا تھا اور خود ہر روز انکا اہتمام کرتا تھا روانہ کیا اور سلطان کے حکم کے موافق امرا نے استقبال کرکے اُردو بازار کے درمیان سے نقارہ بجاتے شور و خروش کرتے سلطان کے ملاحظہ مین در لائے اور سلطان دیورائے کی بیٹے سے بغلگیر ہوا اور اپنے تخت کے قریب جگہ دی اور خلعت فاخرہ مُرصع و خنجر مرصع وغیرہ سے سرفراز کرکے بیس گھوڑے عراقی اور عربی اور بیس گھوڑے راہوار ترکی اور حبشی اور پانچ فیل اور پانچ چیتے اور نوتازی شکاری اور تین باز کہ ہرگز کرناٹکیون نے مثل اُنکے نہ دیکھے تھے عنایت فرمائے پھر وہان سے کوچ کرکے آب کشنہ کے کنارے سے اُسے رخصت کیا اور خود بدولت و اقبال دار الملک حسن آباد گلبہ گہ تشریف لایا اور اُس سال امساک باران کے سبب سے قحط عظیم واقع ہوا تھا اور نہرین اور کنوئین اکثر ممالک دکن کے خشک ہوگئے تھے چنانچہ اکثر چارپائے اور جانور صحرائی بے آبی سے مرگئے اور سلطان احمد شاہ نے دروازہ خزانہ کا کھولکر سپاہ پر تقسیم کیا اور غلہ شاہی کے کھتے اور کھوین کھولکر غربا اور مساکین کو بانٹا جب ایک سال اسطرح پر گذرا اور دوسرے سال بھی آثار نزول فیوض آسمانی کا ظہور نہوا سلطان احمد شاہ نے مضطرب ہوکر علما اور مشائخ اور زہاد کو نماز استسقا کے تکلیف دی لیکن اُسپر بھی اثر مترتب نہوا اعیان سلطنت اُسی شوم طالع کی بات ناخوش اور حرف بیجا کہتے تھے آخر کو سلطان خود متاثر اور محزون ہوکر بہ نفس نفیس صحرا کیطرف گیا اور تنہا ایک بلندی پر چڑھکر چند رکعت نماز ادا کی اور نہایت عجز و انکسار سے سر زمین پر رکھکر استغفار زاری اور بیقراری کی کہ خدا کی قدرت سے اُسی دم ایک ابر عظیم آسمان پر نمودار ہوکر برسنے لگا اور سلطان نے محظوظ ہوکر عرض کی ہین فیض سبحانی اور رحمت ربانی سے نہ بھاگونگا اور اسقدر توقف کرونگا کہ باران تھم جاوے نظم برآمد یکے میغ از تیغ کوہ ✤ بغرید غریدن شکوہ ✤ ببارید باران و خندید باغ ✤ جہان گشت از سبز چوروشن چراغ ✤ ہمہ شہر ویرانہ آباد شد ✤ دلے شاہ از خرمی شاد شد ✤ اور جو لوگ کہ سلطان کے ہمراہ آئے تھے سب شدت ہوا اور باران سے کانپنے لگے اور بہت مجموعی صغیر و کبیر جوش و خروش مین آکر کہنے لگے کہ ای سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ولایت تیری معلوم ہوئی اب شہر کیطرف مراجعت فرما تو خلق آسودہ ہووے اور جو سلطان خود بھی پانی کے تر ہونے سے بہانہ طلب تھا عین بارش مین دار الامارہ مین آیا اور اُسی دن سے سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ملقب اور مشہور ہوا اور سنہ آٹھ سو اٹھائیس ہجری مین جو راے ورنگل اور راے بیجانگر کے باہم اتفاق کرنے سے آزردہ تھا عزم تسخیر ورنگل اور سائر بلاد تلنگ کا مصمم کرکے سوار ہوا جسدم گانگنڈہ مین پہونچا خان اعظم عبد اللطیف کو مع امرا اُس حدود کیطرف برسم ہراول بیشتر روانہ کیا اور خود بھی ایک مہینے اور بیس دن کے بعد قدم رکاب ظفر مین لایا اُسی درمیان مین نخجتانہ ورنگل کا پہونچا اور اس فتح کا باعث یہ تھا کہ خان اعظم جب ورنگل کے اطراف مین پہونچا رائے تلنگ نے لشکر اطراف و اکناف سے بہم پہونچاکر فرصت غنیمت جانی اور ابھی سلطان نے معرکہ جدال و قتال مین نزول نہ فرمایا تھا کہ صف جنگ آراستہ کرکے سات ہزار تلنگہ اور سوار و پیادہ سے مقتول ہوا اور ورنگل اہالیان سلطانی کے تصرف مین آیا اور سلطان باطمینان تمام ورنگل مین داخل ہوکر جمیع خزینے اور دفینے پہ کہ راجہ کے آبا و اجداد نے بہزار محنت و مشقت دست بردِ نہب و غارت سلطان محمد تغلق شاہ سے گوشہ محفوظ مین نگاہ رکھتا تھا سہلترین وجوہ سے متصرف ہوا اور خان اعظم عبد اللطیف کو دس ہاتھی بزرگ نامے اور بیس ہاتھی کوچک اور ایک لاکھ لاکھ مرصع اور چار سمن مروارید اور پانچ ہزار ہون نقد عنایت فرمائے

اور پھر بلاد تلنگ کے لینے کے واسطے تعین کیا اور وہ تین چار مہینے کے عرصہ مین اکثر بلاد تلنگ کو مسخر کرکے جا بجا تھانہ بٹھا کر بادشاہ کی ملازمت مین ورنگل مین مشرف ہوا سلطان والا و ذیشان قدردان بہت خوش ہوا گلے سے لگایا پھر دوبارہ خلعت فاخرہ سے ممتاز کرکے اور زیادہ اقتدار کیا پھر بعضے وارثان مملکت تلنگ کے قمع قمع کے واسطے کہ قلاع متین مین متحصن ہوکر اعلام مدافعہ بلند کیے تھے مامور فرمایا اور خود قرین فتح و فیروزی دار الملک حسن آباد گلبرگہ کیطرف مراجعت فرمائی اور مع الخیر پہونچا اور وہ آرزو کہ شاہان ماضیہ بہمنیہ نے حاصل نہ کی تھی اسے نصیب ہوئی اور سنہ آٹھ سو چھبیس ہجری مین قلعہ ماہور پر جو کسی تقریب کے سبب سلاطین بہمنیہ کے تصرف سے برآورد ہوکر ایک زمیندار کفار کے ہاتھ آیا تھا چڑھائی کی اور باوصف اسکے کہ اس قلعہ کو صلح و امان سے لیا لیکن نقض عہدی کرکے اُس زمیندار کو مع پانچ چھ ہزار ہنود تہ تیغ کیا اور انکی آل اولاد کو قید کرکے بقید اسلام لایا اور حصار محکم کو فتح کرکے معتمد الماس کو کہ حاکم کونڈوارہ کے تحت مین تھے اپنے قبض و تصرف مین لایا اور بہت بتخانے شکست و مسمار کرکے اُن مقامون پر مسجدین تعمیر کین اور مؤذن اور خادم اور روغن چراغ مقرر کیا اور سال بھر ایلچپور مین مقام کرکے قلعہ کاویل کو احداث کیا اور قلعہ ترنالہ کی مرمت کرکے مراجعت کی اور غرض اسکے بنانے سے یہ تھی کہ مملکت خاندیس و مالوہ اور گجرات کے صاحبقران امیر تیمور گورکان نے سلطان فیروز شاہ کو عنایت فرمایا تھا ایلچپور اقامت کرکے آہستگی اور تدبیر سے اُسپر متصرف ہوا اسکے بعد بیجانگر کی تسخیر کے واسطے عنان عزیمت منعطف کی اور جب یہ راز ہوشنگ شاہ والی شاہ آباد مندو کو دریافت ہوا اُسنے نرسنگھ حاکم قلعہ کھیرلہ کو باج گذار بہمنیان تھا اپنی متابعت اور موافقت کی ہدایت کی نرسنگھ نے یہ امر قبول نہ کیا اور ہوشنگ شاہ نے والی خاندیس کی صلاح سے دو مرتبہ لشکر اُسکی ولایت پر بھیجا اور ہر بار شکست پاکر بحال ابتر مراجعت کی پھر تو ہوشنگ شاہ نے قہر و غضب مین آکر تیسری بار لاکھ جماعت معتمد کو اس ولایت پر روانہ کیا اور انھون نے سرزمین اُس ولایت مین پہونچکر بہت خرابیان واقع کین یعنی لوٹ مال کے سوا باغ ویران کیے زراعت پامال کی کھیت میدان کیے اسپر بھی اکتفا نکرکے بعضے پرگنات پر اُسکے قابض اور متصرف ہوئے اور نرسنگھ جب لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا ہوشنگ شاہ نے خود اُسطرف کی عزیمت کی اور سفر کے سامان مین مصروف ہوا اور نرسنگھ نے بیتاب اور مضطرب ہوکر سنہ آٹھ سو تیس ہجری مین ایلچی مع عرضداشت سلطان احمد شاہ کیخدمت مین روانہ کیا کہ اندنون مین ہوشنگ شاہ والی مالوہ ایک لشکر عظیم اور فوج بیقیاس فراہم لاکر اس دولتخواہ قدیم کی مملکت کا قصد رکھتا ہے اور اُس زمانے سے کہ غلام نے سلطان فیروز شاہ جنت آرامگاہ کی غلامی کا حلقہ اپنے گوش مین اور زین پوش اُسکی اطاعت کا اپنے دوش پر ڈالا ہے حکام اطراف کمترین کو اُس درگاہ کے منسوبون سے جانتے ہین حاشا کہ بندگان دارا دربان اپنے بندگان صمیمی کی امداد اور معاونت مین تساہل روا رکھین اور جلد فریاد کو پہنچین سلطان نے فرمان اسیوقت عبد القادر المخاطب بخانجہان کے نام جو کہ حاکم برار تھا بھیجا کہ بجرد وصول فرمان مقتضا جریان لشکر برار کو جمع کرکے نرسنگ کی کمک کو روانہ ہووے اور پیچھے سے خود بھی چھ ہزار سوار جرگہ گذار ہمراہ لیکر شکار کے بہانہ سوار ہوا اور شکارکنان ایلچپور مین داخل ہوا اور ہوشنگ شاہ ابھی اپنی ولایت مین تھا سلطان احمد شاہ شکار قمرغہ مین مصروف ہوکر دو مہینے اُس شکار مین مشغول رہا ہوشنگ شاہ سلطان کے توقف سے گمان اُسکی زبونی پر کرکے بطریق ایلغار کھیرلہ کے اطراف مین آیا اور بعد تاراج و غارت کے قلعہ کو محاصرہ کرکے زبان لاف و گزاف مین کھولی اور

لہ قمرغہ نام موضع ہے جو ایلچپور سے دو کوس کے فاصلہ پر ہے

سلطان احمد شاہ بہ خبر سنکر ایلچپور سے کھترلہ کی سمت متوجہ ہوا اس عرصہ مین ملا عبد الغنی صدر اور رنجم الدین مفتی
اور بھی علمار سلطان سے کہنے لگے کہ ابتک کبھی ایسا اتفاق نہین پڑا کہ شاہان بہمنیہ مسلمانون سے لڑے ہون
اسصورت مین حضرت کو بدنامی سے پرہیز لازم ہی خصوصًا اس مقدمہ مین کہ تمام خلقت کیگی سلطان کفار کی حمایت
کرکے اہل اسلام سے محاربہ کرتا ہی اور سلطان کہ ہوشنگ شاہ کے لشکر سے ہیں کوس ادھر پہونچا تھا اس کلام سے متاثر
ہوکر آدمی اُسکی پاس بھیجا کہ نرسنگھ اس سرکار کے متعلقون سے ہی شایان محبت وہ ہی کہ آپ اپنی ولایت کیطرف
کوچ کر جائین کہ ہم بھی علمای شرع محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی التماس کے موافق اپنی ولایت کیطرف متوجہ ہون اور الچی
ابھی مالوہیان کے اُردو مین نہ پہونچا تھا کہ دکنیون نے کوچ کیا اور ہوشنگ شاہ اس پیغام سے نہایت آزردہ اور شرمندہ ہوا بسبب
اس خیال کے کہ سلطان کے ہمراہ رکاب پندرہ ہزار سوار سے زیادہ تھے اور آپ تیس ہزار سوار رکھتا تھا بتعجیل تمام شاہ
کے پیچھے روانہ ہوا چنانچہ جس منزل سے کہ سلطان احمد شاہ بہمنی کوچ کرتا تھا وہ اس مقام مین فروکش ہوتا تھا جب پانچاری
اُسکی حد سے گذری سلطان نے عالمونکو طلب فرمایا اور کہا جو کچھ تم نے فرمایا تھا اور تعجیل اُسکی واجب تھی مین بجالایا اور اب
اس بے ناموسی کو اپنی اوپر فراز دیکر کل یہان سے کوچ کرکے احمال وانقال روانہ کرونگا اور فلان دریا کے کنارے
کہ میری مملکت ہی مقیم ہونگا اسحالت مین جو شخص کہ میرے مقابل آویگا اُس سے لڑونگا اور ایسی تدبیر بتاؤ کہ حدیث
کے موجب وبال شامل حال اسکے ہو پھر علما سے اُسکی تجویز کرکے دوسرے دن اس نیت سے افواج آراستہ کرکے
چارسو ہاتھی جنگی کہ اُن مین سے اکثر مست تھے جابجا نگاہ رکھے اور میمنہ عبد القادر خانجہان اور میسرہ عبد اللہ خان میسرہ
اسمعیل فتح سے آراستہ کی اور چتر سیاہ شاہزادہ علاء الدین کے سر پر لگا کر قلب کو اسکے سپرد کیا اور خود مع دس ہزار سوار
انتخابی اور بارہ ہزار فیل جنگی دست چپ کیطرف قائم کرکے کمینگاہ مین بیٹھا ہوشنگ شاہ نے اُس دن کو بھی اور روزون
کیطرح قیاس کرکے بے تامل تعاقب کیا اور بروایت صحیح مع سترہ ہزار فوج دکن مین پہونچا جب فرصت لشکر جمع کرنے
کی نہوئی جنگ مین مشغول ہوا اور بازار گیرودار گرم ہوا ہر ایک جوان شیر نیستان پیل تن پرشوکت دکن نے کہ سالہا
دراز سے آرزومند جنگ یکدیگر تھے ہنرہاے ذاتی عیان کیے نظم دو لشکر بحر اکثیدند فوج ۔ دو دریاے آتش بر
آورد موج ۔ شد از ہر دو سو لشکر آراستہ ۔ قیامت زرد ے زمین خاستہ ۔ نمودند شیران مفرد سوار ۔ میدان یکے بایکے
کارزار ۔ چو راہ ہوا بستہ شد بر عقاب ۔ ندیدہ نہان شد بروز آفتاب ۔ جب طرفین نے سپہر برین سنبھالکر تلوارون پر
ہاتھ ڈالا اس چمک سے لڑنے لگے کہ آنکھ خیرہ ہوتی تھی سلطان احمد شاہ یہ حال دیکھکر کمینگاہ سے برآمد ہوا اور بہ نفس نفیس
شیرژیان اور پیل دمان کیطرح لشکر ہوشنگ کی صف پر حملہ کیا جو نیزہ دار سامنے آیا تلوار علم کرکے نیزہ قلم کیا اکثر کو مرکوب عالب
کو مغلوب اور روح سے پیکر خالی کرکے دشت لاشون سے بھرتا تھا کچھ دیر دار وگیر کی صدا بلند رہی پھر لشکر ہوشنگ شاہ تاب
اقامت نہ لایا معرکہ سے فرار و سرگشتہ وادی ادبار ہوا اور دکنیون نے دست بہ نیزہ و شمشیر ہوکر تعاقب کیا پھر لڑائی سے تن و
سر مین جدائی ہونے لگی دو ہزار مرد اہل نبرد غنیم کے قتل ہوئے سازوصلب احمال وانقال انکا تاراج ہوا اور ہوشنگ شاہ
کے حرم اور دو دختر اور دو سو فیل دستگیر ہوئے ناگاہ اس حال کی خبر نرسنگھ کو پہونچی وہ بھی فتیق محاصرہ سے برآمد ہوکر
بخوف وخطر نہایت دلیری سے متردد تنگا سدراہ مثل مار دم بریدہ برخود پیچیدہ ہوا جو مسلمان اُسکے ہاتھ آیا اسے قتل کیا اور
بہت اہل اسلام اُسکے ہاتھ سے شہید ہوئے سلطان احمد شاہ اس سبب سے نہایت متاسف ہوا اور ہوشنگ شاہ کے اہل وعیال

کو بہت اعزاز و اکرام سے لایا تسکین و تشفی دیکر جاے بیخوف مین بٹھایا اور خلعت و انعام دیگر مردم معتبر اور چند خواجہ سرا ہمراہ کرکے مالوہ کیطرف روانہ کیا اور نرسنگہ اپنے بیٹون کو لیکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلطان کو کھنڈیلہ مین لیجاکر ضیافتون مین مشغول ہوا اور پیشکشہاے لائق گذرانی ازانجملہ ایک من الماس اور یاقوت اور مروارید عدن تھا اور سردارون اور نامدارون کی بھی خدمتہاے لائقہ کے لوازم تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور بادشاہ کی مشایعت مین باتفاق فرزندان قصبہ ماہور تک آیا اور مخلع اور معزز ہوکر وہان سے باخاطر شگفتہ اپنے شہر کیطرف راہی ہوا اور تاریخ مالوہ مین مسطور ہے کہ سلطان احمد شاہ جب عازم تسخیر کھنڈیلہ ہوا اور راے کھنڈیلہ نے ہوشنگ شاہ سے مدد طلب کی لہذا اس معاملہ پر آن دونون بادشاہ کے درمیان جنگ ہوئی واللہ اعلم بالصواب اور سلطان شاہ اسی یورش مین جب حصار بیدر کے حوالی مین پہونچا عزم شکار مین معہ فرزندان و مقربان لشکر سے جدا ہوکر مانند خلاب دواے کے سایہ ہوا نظم بنالیدن درآمد طیلک باز ✤ درآمد مرغ صید افگن بہ پرواز ✤ زکبک و چکور و تذرو و باز ✤ بخون صید کردہ پنجہا تیز ✤ وزان سوے دگر شاہین بہ پرواز ✤ ربودہ نقد جان از کبک و دراز ✤ او ازانسوے مین نظر خستہ اثر اُسکی ایک صحرا پر جا پڑی کہ وسعت و خصوبت مین گویا سپہر اخضر اور لطافت و صفا مین چشمۂ خورشید کوثر تھا اسکا صحن زمین مثل بشت برین انواع ریاحین سے آراستہ اور رنگ برنگ نباتات اور سبزہ سے پیراستہ تھا اور ہر طرف اُسکے سبزہ زار تھا باغ سے زیادہ پربہار تھا چشمہاے سرد و شیر مین روان تھے جانوران آبی تا زقرقرے مرغابی پران تھے کمین نیلکے پہاڑی ہران چوکڑی بھرتے تھے اور کبھی پھولون کی مہک سے مست ہوکر گرتے تھے ہجوم ہوران شام و سحر اُسکی خاکپا کین بلبل بشبنم شب کھولے ہوے اور مسافران صبا و شمال اُسکی ہوا سے فیض بخش مین نافۂ مشک تر فراہم کھولے ہوئے تھے نظم زہر سو چشمہ چون آب حیوان چراغ لالہ ہر جانب فروزان ✤ شقایق رستہ و سبزہ دمیدہ ✤ نسیم صبح جیب گل دریدہ ✤ ناگاہ اُس صحرا سے پر فضا مین ایک لومڑی نظر آئی کہ مکر و فریب و خدع کے مکتب مین بیٹھکر شیطان کی درس دیتی تھی اور نیرنگ سازی اور شعبدہ بازی مین سحر توڑ کیا فلک شعبدہ باز کو بازی دیتی تھی فریب بہت صیاد دیکھا دیکھکر کبھی اپنے تئین بطمع خام گرفتار دام نہ کیا نظم روبہکے جہت و دغا پیشہ بود ✤ مایۂ تمغاے آن پیشہ بود ✤ لعبت و بازیگر صحرا و ده ✤ وزد و دکان برده بازی فزده ✤ ہم دو صحرا بلغفان بود از و ✤ ہم سگ دہ لغزہ زنان بود از و ✤ در رہ جستن تندی از و ہم گم ✤ صحن فلک فتنہ بجا روب دم ✤ القصہ وہ حیلہ گر دغا پیشہ صحرا و بیشہ مین رہا کرتی تھی اور نشاط و انبساط سے جست کرتی پھرتی اور بیٹھتی تھی اور لطائف الحیل سے آہو گان تیز رفتار کی نظر سے پوشیدہ رکھتی تھی اتفاقا نواب سلطان احمد شاہ نے تفرج کیواسطے حکم فرمایا کہ جد قلاوہ سگان شیر چنگال اُس محال کے دنبال چھوڑین تو اس صحراے پر فضا اور دشت پر بہار مین کہ نہایت وسیع اور ہموار ہے حیلہ گر کی نیرنگسازی سے ابتہاج و سرور حاصل ہووے میر شکار نے وہ چند تازی شیر صولت اُسکے تعاقب مین چھوڑے اور لومڑی کی جہت اپر نظر پڑی شعبدہ بازی کرکے ہر چند چاہا کہ بحیلہ و نیرنگ اُنکے چنگل و دندان سے آپکو رہا کرکے کسی سوراخ مین درآوے میسر نہوا اور جب کتون نے جولانی مین سبقت کرنے چاہا کہ اُس تک آپکو پہونچاوین عاجز ہوکر اس بیت پر عمل کیا بیت وقت ضرورت چو نماند گریز ✤ دست بگیرد سر شمشیر تیز ✤ بعزم ستیز و آویزیلٹ کر تازیون پر حملہ آور ہوئی اور شہریار گردون وقار گشت و انتون مین لیکر اسکی جرات سے حیران ہوا اور اُسکے خاطر ملکوت ناظر مین یہ خطرہ گذرا کہ یہ امر اس سرزمین جنت ترزمین کی آب و ہوا کی تاثیر سے ہو مناسب یہ ہے کہ اس مقام کو شہ نشین کرکے دار الملک گردانون پھر اپنا مافی الضمیر مقربان درگاہ اور بزرگان بارگاہ سے

کیا تب سلطان شہنشاہ بہ پیران سخن برکشاد ؛ کہ انیک برو بوم فرخ نہاد ؛ بسازم من اینجا یکے خوب جاے ؛ کہ باشد بشاہی مرا رہنماے ؛ برآرم یکے قلعہ از سنگ لاخ ؛ بود اندرش باغ و ایوان و کاخ ؛ نشستن گہے برفرازم چو ماہ ؛ چنان کو بود در خور و تاج و گاہ ؛ یکے شہر سازم بدینجاے من ؛ کہ خیرہ بماند در و تخت من ؛ القصہ سبھون نے زبان بدعا و ثنا کھولی اور یہ بیت پڑہی بیت ای شہنشاہ مبارک رو کہ حاصل میکنند ؛ اختران آسمان از طلعت نیک اختری ؛ جو کچھ خاطر اقدس میں کہ جاے مصدر انوار ربانی اور مورد الہامات غیبی ہی پرتو ڈالا ہی صلاح دولت بابیونیہ ہی کسواسطے کہ یہ مکان مملکت دکن کے وسط حقیقی میں واقع ہوا ہی اور آب و ہوا میں میں بہانکی بہتر اماکن ہندوستان سے ہی اور مسعودی ان اوراق کا کہتا ہی کہ میں نے بلاد معظم ہندوستان کو دیکھا لطافت و خوبی میں مانند اس مملکت کے نظر نہ آیا زمین اسکی شنجرف سودہ کی طرح سرخ ہی اور ایام برسات میں کہ خوبترین فضلہاے ہندوستان سے ہی کیچڑ مطلق نہیں ہوتی ہی کسواسطے کہ اطراف شہر میں دس فرسخ تک جو اکثر زمین سرخ ہی اور چسپیدگی نہیں رکھتی سیر و شکار کیوقت ساون بھادون میں نہ گھوڑا تشویش کھینچتا ہی نہ آدمی گھوڑونکا سم اور آدمیون کا قدم گل آلود نہیں ہوتا کیچڑ کا چھینکا سر پر نہیں پہونچتا پاؤن نہیں پھسلتا ہاتھ میں جمع بتیان اور پائینچا چڑھانیکی نوبت نہیں آتی ادھر مینھ برسا ادھر پانی جا بجا بہ گیا شہر کا گلی کوچہ صاف رہگیا اور علاوہ اسکے یہ تکلف ہی کہ جامہ اور بدن سرخ نہیں ہوتا اور اکثر میوہ خراسان اور عراق کا وہان پیدا ہوتا ہی اور خواجہ محمود گاوان الخاطب بخواجہ جہان نے زعفران اور امرود اور قسم قسم کے انگور اس زمین سے حاصل کیے مگر اسوقت میں کوئی مالک مربی نہیں رکھتی اور نشیمن گاہ شاہان صاحب اقتدار نہیں ہی لیکن وہ سرزمین اب تک پر میوہ تردد سے مقاموں سے ہی القصہ جب کان صاحب و جدان ارادۂ سلطان سے واقف ہوئے نجومیون اور اختر شناسون کو بلایا اور تحقیق فرمایا کہ حصار بیدر کے نزدیک شہر احداث کرنا اور دار الخلافت بنانا بحسب اجرام علوی اور سفلی کیا صورت رکھتا ہی نظم زاختر شناسان بہ پرسید شاہ ؛ کہ گر سازم اینجا یکے جایگاہ ؛ از و فرخ تم بسامان بود ؛ و با کار با جنگ سازان بود ؛ بگفتند یکسر بشاہ گزین ؛ کہ خوبست و فرخندہ انجام این ؛ جب نجومیون نے یہ مژدۂ جان بخش سنایا مہندسان اقلیدس شعار اور طراحان مانی آثار بلکہ ہر ایک علم ریاضی اور ہندسہ میں بقراط ستھراط جالینوس زمان تھے اور ہر ایک اصطرلاب اور اقطار سے سریر دتر یا نظیر کے سلک میں منسلک اور منتظم ہوئے تھے کلک بصارت سے صورت شہر و عمارت کو لوح مہارت پر لکھا اور سلطان کے سمع مبارک میں پہونچایا کہ جس ساعت میں کیوان بلند ایوان نے اپنے بیت الشرف کو مشرف کیا تھا اور ناہید عیش گستر برج ثور میں جلوہ گر اور قمر سریع السیر فلک برج اسد میں کہ خورشید کا آشیانہ ہی اپنی منزل گاہ کیے ہوئے اور مشتری سعادت اثر اپنے جلوہ گاہ میں رحل اقامت ڈالے ہوئے تھی بناے شہر اختیار کی اور ہزارہا روپیہ صرف کرکے کاریگر ایک سے ایک جلد دست بہتر اور معمار دانشور ہنر پرور تلاش کرکے آئے وہ اپنے کام میں مشغول ہوئے اس مقام میں کہ قدیم الایام سے حصار بیدر تھا دار الامارۃ خاطر خواہ تیار کی اور تھوڑے عرصہ میں محل شاہانہ اور منازل خسروانہ تعمیر کیے پھر امرا اور اعیان درگاہ اور تمام سپاہ نے دور عمارت شاہی میں طرح منازل و مساکن ڈالکر اس شہر کا نام آباد بیدر موسوم کیا اور کتب ہند کہ اس سے پانچہزار سال پیشتر تصنیف ہوئی اس میں لکھا ہی کہ قدیم الایام میں شہر بیدر رایان دکن کا تختگاہ تھا اور جو راے کہ اس شہر تخت پر جلوس کرتا تھا مملکت مرہٹ اور تلنگ اسکے زیر نگین رہتی تھی اور راجہ بھیم سین جو نہایت عادل اور

عاقل

عاقل و شجاع اور سخی تھا اور شہر بیدر کے رایان مشہور سے ہے اور راجہ نل شاہ مالوہی غائبانہ راجہ بھیم سین کی خبر پر
کہ دمن نام رکھتی تھی عاشق ہوا اور اُنکی عاشقی اور معشوقی کا قصہ ہندوستان مین معروف ہے اور شیخ فیضی شاعر نے
جلال الدین محمد اکبر شاہ کے حکم کے بموجب اُنکی داستان سلک نظم مین منتظم کرکے اُسکا نام نل دمن رکھا اگر کسی کو رغبت
اُنکے عشق و محبت کے اطلاع کی ہووے اُس کتاب کو معائنہ کرے القصہ سالک مسالک طریقت شیخ آذری اشفہانی
کہ اُن دنون مین سلطان احمد شاہ کا ملازم رکاب تھا قصیدے مدح شاہ اور تعریف شہر و عمارات مین موزون کیے
اور بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرانکر صلہ لائق اور فائق پایا اور سلطان کے حکم کے موافق بہمن نامہ کہنا شروع کیا جب
اس شہریار کی داستان انجام کی کتاب بادشاہ کے ملاحظہ مین درلایا اور ولایت کی رخصت طلب کی بادشاہ نے فرمایا
مجھے سید محمد گیسو دراز کی فوت سے ایک کلفت عظیم کا سامنا ہے اور تیرا وصال رفع کرنے والا مواد غم والم ہے ایسا
نہ کر کہ تیرے فراق مین مبتلا ہون شیخ نے جب اس قسم کے التفات سلطان سے معائنہ کی ہندوستان کی سکونت
اختیار کرکے اپنے فرزندون کو ولایت سے طلب کیا چنانچہ اُن دنون مین قصر دارالامارہ بخوبی تمام تیار ہوا اور شیخ نے
یہ ابیات موزون کین ابیات جذا قصر مشید کہ ز فرط عظمت ہ آسمان شدہ از پایۂ این درگاہ پست × آسمان ہم
نتوان گفت کہ ترک ادب ہست ہ قصر سلطان جہان احمد بہمن شاہ ہست ہ اور ملا شرف الدین مازندرانی نے کہ شاہ
نعمت اللہ کے مریدان اور خوشنویسی مین معروف و مشہور جہان تھے ان بیتون کو بخط جلے لکھکر سنگتراشان تنگی کو جو تقلید مین
سحر آفرین تھی حوالہ کین اُنھون نے اُسکو سنگ نفیس و گران پر کندہ کرکے دروازہ پر چسپان کیا ایک دن سلطان کی نظر اسپر پڑی
شہزادہ علاء الدین سے پوچھا کہ یہ کسکے اشعار ہین عرض کی شیخ آذری کے نتائج طبع سے ہین شاہ محظوظ ہوا شہزادہ نے
فرصت اور عرض کا موقع پاکر گذارش کی کہ شیخ بمقتضاے حب الوطن من الایمان کے ارادہ روانگی ولایت رکھتا ہے اور
کہتا ہے کہ حضرت اگر رخصت عطا فرماوین حج اکبر کا نصف ثواب جو مجھے نصیب ہوا ہے پیشکش کرون گا بادشاہ اس امر سے
زیادہ تر شگفتہ ہوا اُسی وقت شیخ کے احضار کا حکم دیا شیخ بعد حصول شرف ملازمت مقبول طبع شاہ ہوا اور شاہ نے
خزانچی سے چالیس ہزار روپیہ منگوا کر شیخ کے روبرو رکھے شیخ کی جب نظر اُس زر خطیر پر پڑی بادشاہ سے کہا لایحل عطایا کم
الا مطایا کم بادشاہ یہ جملہ سنکر متبسم ہوا اور فرمایا کہ بیس ہزار روپیہ خرچ راہ اور وجہ کرایہ کیواسطے حاضر کرو اور جو ساعت
نیک پہونچی تھی اُسی مجلس مین خلعت خاصہ اور پانچ غلام ہندی عطا فرماکر رخصت معاودت و ولایت ارزانی رکھی
اور گویا یہ رباعی اُسی شاہ کی شان مین کسی شاعر نے موزون کی ہے رباعی صواب کرد کہ پیدا نکرد ہرد دہان ہ یگانہ
و اور دادار بے نظیر و ہمال ہ دگر نہ ہرد دبہ بخشیدی او بوقت کرم ہ امید بندہ نمازی مابیز و متعال ہ اور شیخ آذری
نے جو کہ رخصت کیوقت بادشاہ کے حضور مین عہد کیا تھا کہ مادام الحیات بہمن نامہ کے لکھنے مین مصروف رہونگا
اسواسطے جبتک خراسان مین زندہ رہا اکثر اوقات شریف بہمن نامہ کی تالیف مین صرف کرتا تھا اور سال
بھر کے عرصہ مین جو کچھ نظم ہوتا تھا اُسے دارالخلافت دکن مین بھیجتا تھا القصہ بہمن نامہ داستان ہمایون شاہ
بہمنی تک شیخ کے نتائج فکر سے ہے اور اُسکے بعد ملا نظیری اور ملا سامعی اور بھی شعرانے دولت بہمنیہ کے انقراض تک
ہر ایک نے جو کہ توفیق پائی داستان اور حکایات شاہان دیگر کو لاحق کرکے سلک نظم مین کھینچکر تتمات بہمن نامہ شیخ آذری
کیا بلکہ بعضے بے انصافون نے اکثر ابیات خطبہ کو تغیر دیکر وہ تمام کتاب اپنے نام تیار کی ہے لیکن مختلف رتبہ شعرا سے

جان سکتے ہین کہ وہ تمام کتاب ایک شاعر سے نہین ہی اور جب کلام اس مقام مین پہونچا لازم ہوا کہ کچھ احوال شیخ آذری کا اس کتاب مین ثبت اور درج کرے وہ یہ ہی کہ وہ مشاہیر شعرائے اپنے زمانے سے معاصرت فہم وجودت ذکا مین شہرت رکھتا تھا چنانچہ ایک وقت باتفاق شیخ صدرالدین رواس مشہد مقدس رضویہ علی مشرفہا آلاف الثنا والتحیہ مین الغ بیگ میرزا کی ملاقات کو گیا میرزا نے اول شیخ صدرالدین سے پوچھا کہ آپ رواس سبین یا روات ثباہین شیخ نے جواب دیا مین رواس بصاد ہون میرزا نے فرمایا کہ آپ وہ بھی نہین ہین کسواسطے کہ رواس کلام عرب مین نہین آیا اُسکے بعد شیخ آذری سے استفسار کیا کہ آذری تخلص رکھنے کا کیا باعث ہی شیخ نے کہا فقیر راہ آذربین متولد ہوا تھا اسواسطے آذری تخلص کیا ہی میرزا نے فرمایا تم شاعر پیشہ نہین ہو وہ آذر بضم ذال ہی نہ فتح شیخ نے بدیہہ جواب دیا کہ ذال المعجمہ آذر نے بہت برس ذل وخواری مین گذرانی اور پشت اُسکی دوتا ہوئی اور ساتھ اسکے نزدیک ہوا تھا کہ ذکر اُسکی پشت کا واقع ہووے لیکن بمقام شعور اور ادراک مین آکر قائم ہوا اور پھر اُسکی سیدھی ہوئی میرزا طبع بلند خوشوقت ہوکر شیخ کی صحبت غنیمت سمجھا اور انعام وافر عطا فرماکر مشتاق اُسکی مصاحبت کا ہوا اور شیخ سن کہولیت مین درویشی طریق کیطرف مائل ہوا اسفرائن سے حجاز گیا اور حج اکبر اور طواف روضہ منورہ خیرالانام علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کرکے عنان عزیمت ہندوستان کیطرف منعطف کی اور سلطان احمد شاہ بہمنی کی خدمت مین پہونچکر قصائد غرا کہے اور انعام وافر اور تشریفات فاخرہ سے مالا مال ہوکر بخطاب ملک شعرائے مخاطب ہوا جب ایک مدت کے بعد حب وطن اُسے جوش وخروش مین لائی پھر شہزادہ علاءالدین کے مساعی جمیلہ اور امداد مفورہ سے خراسان کیطرف مراجعت کی اور رخصت کے وقت یہ بیت کہی بیت من ترک ہند وجیغہ وجیپال گفتہ ام ؎ باو بروت چونہ بیک جو نمی خرم ؎ اور شیخ دکن سے جب اسفرائن پہونچا اس حدود مین خیرات ومبرات بہت کرکے بقاع ورباط حسب استطاعت تیار کیے اور طاعات وعبادات کی بجاآوری مین مشغول ہوا اور ۷۶۶ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین رحمت ایزدی واصل ہوا یعنے اس سرائے فانی سے کوچ کرکے دارالبقا کی راہ لی اور یہ غزل اُسی کے نتائج افکار سے یادگار ہی **غزل** بہ مجلسی کہ درو گنج کبریا نجشند ؎ ہزار افسر شاہی بیک گدا نجشند ؎ دلا بمیکدہ ہا روز وشب گدائی کن ؎ بود کہ در دکیشان جرعہ بما نجشند ؎ شدیم پیر بعصیان وچشم آن داریم ؎ کہ جرم ما بجوانان بارسا نجشند ؎ غلام ہمت آن عارفان باکرمم ؎ کہ یک صواب بہ بینند وصد خطا نجشند ؎ بکوے میکدہ از مفلسی چہ غم دارم ؎ کہ ساقیان ہمہ جام جہان نما نجشند ؎ بہ نیم ساعت ہجر آذری نمی ارزد ؎ ہزار سال گرش در جہان بقا نجشند ؎ القصہ سلطان احمد شاہ نے عاقبت اندیشی کرکے شاہان مالوہ کی خواہش کے موافق داعیہ کیا کہ نصیر خان حاکم مالوہ جو اسیر کا حاکم تھا اور اپنے تئین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے منسوب کرتا تھا چاہا کہ اُسکی بیٹی شمشاد قامت لالہ رخسار کی اپنے شہزادہ علاءالدین کیواسطے خواستگاری کرے پھر عزیز خان نامے کو جو مقربون سے تھا نصیر خان کے پاس بھیجکر طالب ہوا وہ ہمیشہ شاہان گجرات سے متزلزل خاطر ہوکر یہ خوف رکھتا تھا کہ مبادا ولایت خاندیس کو میرے تصرف سے برآوردہ کرین سلطان احمد بہمنی کے ارادہ کو ایک نعمت غیر مترقبہ تصور کرکے برضا ورغبت پیغام قبول کیا اور جشن عظیم اور طوی بزرگ ترتیب دیکر بطریق شاہان روزگار بعد فراغ رسم شادی اپنی بیٹی مع ساز وسامان واسباب نقد وجنس وکنیزان حور پیکر وغلامان زرین کمر جہیز مین دیکر دارالخلافت احمدآباد بیدر کیطرف روانہ کیا اور اس بار سے سبکدوشی اور تعلق سے آزادی حاصل کی سلطان

احمد شاہ نے اس عرصہ مین کہ ایک مہینہ تک بارندری عالیشان مین فروکش کیا اور قصبہ مین آئینہ بندی کرکے دو مہینے تک لوازم جشن وطوی قائم رکھا اور ایسی ساعت مین کہ ننشا سندگان علوی وسفلی نے تجویز کی تھی اُس زہرہ جبین گوہر درج عصمت بحر شرافت کو شہر مین لاکر شاہزادۂ مشتری خصائل کے ساتھ ہمقران کیا اور اس جشن کے بعد سلطان احمد شاہ نے چند ممالک اپنے فرزندون پر تقسیم کیے ولایت رام گراور ماندھو اور کلم مع برخے ممالک برار سے شاہزادہ محمود خان کے سپرد کرکے اُسطرف روانہ کیا اور شاہزادۂ داؤد خان کو اثاثۂ شاہی دیکر اور امرائے قدیمی معتبر اُسکے ہمراہ کرکے تلنگ کی حکومت عنایت فرمائی اور رخصت کیا اور شاہزادۂ علاء الدین والاشان کو کہ خلف الصدق تھا ولیعہد کرکے اُسکے چھوٹے بھائی شاہزادۂ محمد خان کو سب شاہزادون سے چھوٹا تھا اُسے بھی شریک شاہی کیا اور موافقت اور عدم مخالفت کے بارہ مین بھائیون سے قسم لی اور وہ کام جو کبھی پیش نہین جاتا ہی اُسکے انجام مین مصروف ہوا اور خلف حسن بصری ملک التجار کو دو ہزاری کرکے دولت آباد کا سپہ سالار کیا اور اواخر ۸۳۳ھ آٹھ سو تینتیس ہجری مین اُسے باعظمت وشوکت تمام اسطرف روانہ کیا اور حکم فرمایا کہ کوکن زمین کو جو دریاے عمان کے سواحل پر واقع ہی باغی اور طاغی کے خار وجود سے مصفا اور پاک کرے اور اُن راجاؤن کو کہ قدم اپنے اندازہ سے باہر رکھکر مصدر فساد ہوے ہین قلعہ اور قمع کرے اور خلف حسن بصری ملک التجار سلطان احمد شاہ کے حکم کے موافق کاربند ہوا اور اقبال عدد ومال سلطانی کی برکت سے تھوڑے عرصہ مین جمیع متردون اور مفسدون کو بانواع رسانی علاج کرکے مملکت کو غل غش سے بری کیا اور اُسکے گرد ونواح مین جتنے قلعے اور قلب امکان مسکن سرکشان تھے سب فتح کیے اور رسد خ وسفید فیلون پر بار کرکے بارگاہ مین ارسال کیا سلطان احمد شاہ نے مسرور ہوکر خلعت خاصہ کمربند وشمشیر مرصع اور بھی عنایات سے کہ اس سے بیشتر کوئی ملازم اُس خاندان کا اس قسم کے الطاف ونوازش سے ممتاز نہوا تھا سرفراز فرمایا اور خلف حسن بصری نے وفور اخلاص واعتقاد کے اظہار کیواسطے جزیرہ مہایم کو جو شاہان گجرات کے ضبط مین تھا مفتوح کیا اور باب فتنہ جو مدت سے بند تھا کھولا اور سلطان احمد شاہ گجراتی نے یہ خبر سنکر اپنے فرزند ظفر خان کو بالشکر گجرات بہ قصد استرداد جزیرہ مہایم مقرر فرمایا اور شاہ دکن نے بھی اپنے شاہزادہ علاء الدین کو خلف حسن بصری کی مدد کیواسطے تعین کیا چنانچہ دونون شاہزادے خلیج کے کنارے کہ ولایت مہایم مین ہی فروکش ہوئے دونون مین کوئی جرأت عبور نہ کرتا تھا جب مدت مقابلہ کی دراز ہوئی شہزادۂ علاء الدین آب وہواے کوکن کی بےاعتدالی سے علیل ہوکر چند منزل سے پلٹ آیا اور شاہزادہ ظفر خان فرصت پاکر خلف حسن بصری سے ہم مصاف ہوا جنگ عظیم ہوئی فی الجملہ دونون طرف کے بہادران صف شکن کہ ہمیشہ مشتاق جنگ یکدیگر تھے اور قرب وجوار کے سبب ایک دوسرے کو خیال مین نہین لاتا تھا اپنی شوکت دکھاتا تھا کہ آج زمانہ لڑائی اور طلایہ آزمائی کا ہی اپنا جوہر ذاتی دکھایئے کہ نام صفحۂ روزگار پر یادگار رہے اوس روز ہزارہا جوان سرمیدان مردانگی اور جوانمردی کرکے ایسے لڑے کہ پرے کے پرے خالی ہوگئے اور دو ہزار مرد نے نقد جان دی راہ عدم لی اور اسی دار وگیر مین خلف حسن بصری کا بھائی حسین بن حسن کہ سردار عمدہ تھا گجراتیون مین دستگیر ہوا اور دو سردار دکنی ضرب تیر سے مقتول ہوئے اُنکے مرتے ہی سپاہ دکن کو شکست نصیب ہوئی مال اسباب سازوصلب لشکر سے پیل بیشمار گجراتیون کے تصرف مین آیا اور تاریخ محمود شاہی مین نظر سے گذرا کہ شاہزادہ علاء الدین نے بھی اس معرکہ مین حملہ ہاے مردانہ کیے لیکن جو فتح کوشش سے میسر نہین ہوئی مجروح اور شکستہ

رخصت ہوکر خلف حسن بصری کے ہمراہ متہرم ہوا جب یہ خبر حیرت اثر سلطان احمد شاہ کے گوش زد ہوئی آتش خشم و غضب
کانون سینہ مین مشتعل ہوئی شدت سے حزین و ملول ہوا جا بجا فوج کو نامہ لکھے اور لشکر کثیر و جم غفیر فراہم کر گجرات کیطرف
متوجہ ہوا اور جب سلطان احمد شاہ اپنے ممالک سے سپاہ جمع کرکے مقابلہ کیواسطے گرم عنان ہوا دکنیون نے
قلعہ بیسول کو کہ سلطان احمد شاہ گجراتی کے متعلقون کے تعلق اور تصرف مین تھا محاصرہ کیا جب سلطان احمد شاہ گجراتی
بعظمت و استیلاے تمام اس نواح مین پہونچا سلطان ہمن نے اس محاصرہ سے دست کش ہوکر پیشقدمی کی اور مدت
مدید ایک دوسرے کے مقابل خیمہ و خرگاہ برپا کرکے جنگ مین سبقت نہ کرتے تھے یہانتک کہ طرفین کے علماء و فضلاے
درمیان آکر نائرہ منازعت کو آب زلال مواعظت سے بجھایا اور یہ مقرر ہوا کہ قدیم الایام سے جو قلعے اور پرگنے تمھارے
زیر نگین اور تصرف مین رہے ہین اسپر اکتفا کرو اور ایک دوسرے کی ملک لینے کی طمع نہ کرو صلح پر راضی ہو فراموش
حال ماضی ہوا و تاریخ الفی مین مذکور ہی کہ سلطان شاہ بہمنی گجراتیون کی فکر مین اور دکنیون کی شکست سے کہ جزیرہ مہایم
مین کھائی تھی مار دم بریدہ کیطرح پیچاب کرتا تھا یہانتک کہ ۷۳۸ آٹھ سو تینتیس ہجری مین خبر پہونچی کہ محمود خان ولد الدعا
گجرات کسی تقریب کے سبب ولایت دربار مین مقام رکھتا ہی سلطان ہمن نے اس فرصت غنیمت جانکر اوسپر فوج کشی کی
اور کوچ متواترہ سے اس حدود مین پہونچا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی بھی بطور تاخت متوجہ ہوا دکنیون نے
صلاح مراجعت مین دیکھی اور چار منزل سے پلٹ آئے اور گجراتیون نے بھی معاودت کی غرمت کی اور آب تاپی کے
کنارے فروکش ہوئے اور جاسوسون اور مخبرون نے دوبارہ جاکر خبر پہونچائی کہ دکنیون نے عود کرکے قلعہ بیسول
کو محاصرہ کیا ہی گجراتی بھی پلٹ کر قلعہ بیسول کیطرف متوجہ ہوئے دونون لشکر ایک دوسرے سے مقابل ہوکر ایک دن
صبح سے شام تک جنگ مین مصروف رہے جب دن تمام ہوا شام ہوگئی لڑائی صبح پر موقوف رہی اسی شب کو جو کہ دونون حاکم
ایلچی طلب تھے بغیر اسکے کہ حرف مصالحہ درمیان مین آوے کوچ کرکے اپنے ممالک کیطرف متوجہ ہوئے اور بعضے مورخین نے قلعہ
بیسول کو دوسرے طریق سے نقل کیا ہی اسیواسطے احتراز کرکے مشہور پر اختصار کیا اور سنہ مذکور مین حصار اکبر احمد آباد
بیدر کہ گچ و سنگ سے تعمیر کرتے تھے انجام کو پہونچایا سلطان لوازم شکر بجا لایا اور اسی سال شیر خان نے اپنے بھانجے کو
کہ جسکی ہدایت سے سلطان فیروز شاہ کو شدت مرض مین گلا گھوٹ کر ہلاک کیا تھا اسکے وجود کو سبب عدم حصول
سلطنت اپنے فرزندون کی نسبت جانتا تھا ایک گناہ مین مواخذہ کرکے قتل کیا اور سنہ ۷۳۸ آٹھ سو تینتیس ہجری مین سونگ شاہ
مالوہی نے اس خلاف کے سبب درمیان دکنیون اور گجراتیون کے ظاہر ہوا تھا فرصت پاکر ولایت نرسنگھ پر لشکر کھینچا اور
نرسنگھ لڑائی مین مارا گیا قلعہ کھرلہ سونگ شاہ مالوہی کے تصرف مین آیا اور جب سلطان احمد شاہ اسطرف لشکر کش
ہوا نصیر خان والی اسیر مانع آیا اور اسنے نہ چاہا کہ دونون بادشاہون مین گفتگو بڑھے نوبت بہ نیزہ و شمشیر و گرز و تیر
آئے بندگان خدا کی مفت مین جان جائے اور بعد گفت و شنود بسیار مقرر ہوا کہ قلعہ کھرلہ ہوشنگ شاہ مالوہی اور
اور ملک برار سلطان احمد شاہ بہمنی کے مدام قبضہ قدرت مین رہے اس نہج پر دونون شاہون کے درمیان مین عہد
و پیمان موکدہ لیکر اور سوگند مغلظہ دیکر ہر ایک کو دار الامارہ کیطرف رخصت کیا اور اسسے چند روز مین سلطان
احمد شاہ نے ممالک تلنگ مین جاکر بعضے زمینداروں کی کہ شاہزادہ داؤد خان سے سرکشی کرتے تھے قتل کرکے
مراجعت فرمائی اور قریب ایک منزل احمد آباد بیدر مین پہونچکر ناصر الدین کربلائی کو کہ سلطان احمد شاہ نے پیغمبر آخر الزمان کو خواب مین

علماء

تاریخ الفی

اُسکی صورت مین دیکھا تھا اور شیخ آذری نے اُسکی سفارش لکھی تھی پانچ روپیہ خاصہ سے اُسکو دیے اور قریب تیس ہزار روپیہ کے
اور سادات کربلائے معلے علے مشرفہا الاف التحیۃ والثنا کے واسطے اُسکے ہاتھ ارسال کیے اور اُسی روز اُسکا گذر
ایک مقام مین پڑا کہ شیر ملک اُس مقام مین اپنے خاصون سے بیٹھا تھا سید نے چاہا کہ گھوڑے پر سوار اُسکے سامنے سے
گذرے شیر ملک کہ امرائے نامدار سے تھا یہ ادا سید کی اُسے نہایت ناگوار اور دشوار ہوئی فرمایا کہ سید کو خانہ زین سے
کھینچو بیت۔ غضبناک ہوکر سلطان کے پاس گیے اور شیر ملک کی بے ادبی گذارش کی سلطان نے دلاسا دیکر فرمایا کہ خدا
و رسول کے حوالے کرو کہ سزا اُسکی دیگا اور جب موکب شاہی احمد آباد بیدر مین پہونچا ایکدن تخت پر اجلاس کرکے ہر ایک امرا
کو مخلع کرکے جاگیر کی طرف رخصت کیا شیر ملک اُسکے روبرو آیا اور وہ بے ادبی کہ سید کربلائی سے کی تھی اُسی یاد آئی سلطان
نے فیل قصاب نام کو طلب کرکے شیر ملک کو اسکی پاؤن کی پنجی ڈالکر پامال کیا نظم ندیدے کس از خویش و از اجنبی
گرامی تر از اہل بیت نبی ۔ بجان معتقد بود سادات را ۔ ہمان اہل تقوے و طاعات را ۔ یقینش قوی بود و دینش درست
بجز داد گر یاری از کس نجست ۔ اور جب بارہ برس اور دو مہینے اُسکی جہانداری کے منقضی ہوئے ماہ رجب کی
اٹھائیسوین تاریخ ۸۳۸ آٹھسو اڑتیس ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی کہتے ہین سلطان احمد شاہ بہمنی اپنے
عہد مین مشائخ اور درویشان صاحب حال سے خوب سلوک کرتا تھا اور ہمیشہ اس طائفہ کا طالب رہا اور اندرون مین
جب آوازہ ارشاد شاہ نعمت اللہ ولی کا اور مقامات و کرامات اُنکے عالمگیر ہوئے شیخ حبیب اللہ جنیدی کو جو اُنکے
خاندان کے مریدون سے تھے باتفاق میر شمس الدین تمی اور ایک جماعت اہل دل سے با تحف و ہدایا دافرہ کرمان بھیجا تو
اُسنے وکالت سلطان مین دست ارادت اُس قطب زمان کے دامن مین مار کر التماس دعا کی اور شاہ نعمت اللہ
ولی نے اس جماعت کا اعزاز و اکرام کرکے ملا قطب الدین کرمانی کو ایک دانشمند زندہ پوش تھا اور اُنکے
مریدون کے سلک مین انتظام رکھتا تھا دکن کیطرف روانہ کیا اور تاج سبز دوازدہ ترک صندوق مین رکھکر ملا قطب الدین کرمانی کے
سپرد کیا کہ امانت سلطان احمد شاہ بہمنی کی ہے اُسی پہونچانا اور جب ملا قطب الدین دکن مین آباد ورسے سلطان کی نظر اُسپر پڑی
بے اختیار فریاد بلندکی کہ وہی فقیر ہے جو خواب مین اُس دن اس درخت کے نیچے کہ مع لشکر سلطان فیروز شاہ سے مین جنگ
کرتا تھا تاج سبز دوازدہ ترک مجھے دیا تھا اور مین نے کیفیت اوچگونگی تاج کسی سے نہ کہی اگر اس قسم کا تاج اس درکے
پاس ہے تعبیر اس خواب کی بھی ہوگی جب ملا قطب الدین نے سلطان کے قریب جاکر سلام کیا اور شاہ نعمت اللہ ولی کیطرف سے
دعا دی اور کہا شاہ نے فرمایا ہے کہ فلان تاریخ سے ابتک اس تاج کو مین نے بر سبیل امانت نگاہ رکھا تھا جو ایسا امر کہ بسبب
اُسکے بھیجنے کا ہو وقوع مین نہین آتا تھا اُسوقت تک امانت داری کی اب کہ شیخ حبیب اللہ جنیدی آیا اور ایک تقریب پیدا ہوئی
واجب ہوا کہ تمھاری امانت تمھارے پاس پہونچاؤن اور سلطان احمد شاہ سے منقول ہے کہ جسوقت ملا قطب الدین
کرمانی نے یہ تذکرہ کیا مین نے ایک حالت عجیب مشاہدہ کی اور سراپا حیرت ہوکر اپنے دلمین کہنے لگا کہ اگر یہ تاج سبز
دوازدہ ترک ہوجاے پھر شک نہ رہیگا ملا قطب الدین نے عالم کشف مین دریافت کرکے کہا کہ ای شاہ دغدغا اپنے
دلمین نہ لا کہ تاج سبز دوازدہ ترک ہے اور مین وہی شخص ہون کہ شاہ ولایت پناہ کے حکم کے بموجب فلان روز عالم رویا مین آپکے
ملاحظہ مین آیا تھا پس مین بے اختیار مولانا سے بغلگیر ہوا اور اپنے پہلو مین جگہ دیگر صندوق کھولا اور تاج کو بصفات مذکورہ
دیکھکر اپنے سر پر رکھا بیت شاہ درہند و شیخ در ماہان ۔ تاج بخشی چنین کنند شہان ۔ اور جو شاہ نعمت اللہ ولی نے

اُس شہنشاہ کو اپنے دستی کتب مین اعظم السّلطان شہاب الدین احمد شاہ ولی لکھا تھا اسواسطے حکم کیا کہ منبرون پر فرمان اسی عبارت سے میرے نام مذکور کرین اور اُسی سال خواجہ جمال الدین سمنانی اور سیف اللہ حسن آبادی کو نعمت اللہ شاہ ولی کی خدمت مین بھیجکر التماس ارسال ایک اولاد امجاد سے کی لیکن چونکہ آنجناب کا سوائے ایک فرزند موسوم شاہ خلیل اللہ کے باغ زندگانی مین اور ثمرہ نتھا اُسکی جدائی اپنے اوپر شاق جانکر اپنے پوتے میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ کو دکن کیطرف روانہ فرمایا اور جب خبر اُنکے نزول کی بندر چول مین پہونچی سلطان نے خاص پالکی اُنکی سواری کیواسطے مع سید محمد صدر میر ابو القاسم جو جانی کی بھیجی اور چکہ دار الخلافت کی اطراف مین پہونچے سلطان خود مع جمیع شاہزادہ امرا اُنکی پیشوائی کو تشریف لیگیا اور باعزاز واکرام تمام شہر احمد آباد بیدر مین لایا اور جاے ملاقات مین قریہ اور مسجد تعمیر کرکے نعمت آباد نام رکھا اور میر نور اللہ کو ملک المشائخ خطاب فرماکر جمیع مشائخ بلکہ اولاد امجاد سید محمد گیسو دراز کے مقدم بٹھایا اور اپنی ایک دختر نیک جو جہانگیر کو بیاہی تھی نکاح مین لاکر اپنی داماد ی مین معزز اور مقرب کیا اور جب کاشف اسرار ازلی شاہ نعمت اللہ ولی سنہ ۸۳۴ آٹھ سو چونتیس ہجری مین قریہ ماہان مین حوالیت حیات سپرد کرکے خطائر قدس مین تشریف فرما ہوئے شاہ خلیل اللہ بھی مع مخدوم زادون شاہ حبیب اللہ غازی اور شاہ محب اللہ کے دکن کی طرف رونق افزا ہوئے اور اسکے بعد شاہ حبیب اللہ نے سلطان احمد شاہ کی دامادی مین اختصاص پایا شاہ محب اللہ بھی شاہزادہ علاء الدین کی دامادی سے معزز ہوئے اور شاہ خلیل اللہ مورد انعام واحسان فراوان ہوکر دوستکام اور فائز المرام وطن مالوف کی طرف روانہ ہوئے اور بعضے کہتے ہین کہ نوبت جہانگیری نہ آئی تھی خاک دامن گیر دکن مین فوت ہوئے اور اس وصلت کے سبب اولاد شاہ خلیل اللہ کی اعلی مراتب دنیوی فائز ہوکر صاحب اعتبار ہوئی اور شاہ حبیب اللہ کہ امرا کی سلک مین منتظم ہوئے تھے قصبہ بیر جاگیر پائی چنانچہ ایک خانقاہ کہ اس قصبہ کے باہر ہی بعضون کا اعتقاد یہ ہی کہ اُسکے بھائی محب اللہ کے واسطے تیار ہوئی اور جو چند معرکون مین افواج کفار پر تاخت کرکے جہاد اور غزا کیا تھا سلطان احمد شاہ سے لقب پایا اور سلطان احمد شاہ کے عہد معدلت مہد مین ایک شخص باشندہ احمد آباد بیدر نے ایک کتّا پالا تھا وفاداری اور حق شناسی مین مشہور و معروف تھا قضارا ایک قضیہ اُسکے درپیش آیا وہ شخص نہایت محتاج ہوا اُس سگ وفادار کو ایک شخص کے پاس رہن رکھکر مقصد اپنا حاصل کیا اور وہ مرتہن اُس کتے کو ہمراہ لیکر قصبہ گنجولی کی طرف روانہ ہوا لیکن اثنائے راہ مین ایک دشمن دوچار ہوا اور فرصت پاکر تلوار کھینچکر دو چار زخم اسکے منہ پر مارے اور اس خیال سے کہ کام اسکا تمام کرچکا مذبوح شوق تمام راہی ہوا سگ وفادار دور سے اس امر سے واقف ہوکر دوڑا اور پیش دشمن حملہ کرکے جس طور سے ہوسکا بزخم دندان وپنجہ شیری کہ رکھتا تھا اُسکو مار کر خاک مذلت پر ڈالا اور پلٹ کر مرتہن کے سرہانے آکر سونگھنے لگا اور ایک رمق جان اُسمین پایا سر اُسکے پاؤن پر ملنے لگا ایسی حرکات کہ نہایت محزن وملال اسپر ظاہر ہوئے ظہور مین پہونچائین اُس نے جب جانا کہ میرے دشمن کو اپنے ہلاک کیا ہی کتے پر نہایت مہربان ہوا اور اپنے قریہ مین کہ وہان سے قریب تھا گیا لیکن زخمون کے ٹانکا دینے مین توقف کیا جب چند روز کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ ان زخمون سے جانبر نہوگا اور حال روز بروز بدتر اور تغیر ہوتا ہی اور قوت زائل ہوئی ہی اُسنے اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھا کہ اس کتّے نے مجھسے ایسی ایسی وفاداری اور جانفشانی کی اور میرے دشمن کو میرے انتقام مین اسطرح سے ہلاک کیا جو حق ذمہ تیرے تھا مجھے پہونچا اور مجھے تیری نسبت کسی طرح کا دھوکے اور مطالبہ نہین ہی کتّے کو برضا و رغبت مین نے رخصت کیا مناسب کہ اسے ہزار دوست سے

بہتہ جانکر اُسکے احوال سے غافل رہے اور اس نوشتہ کو ایک کپڑے مین لپیٹ کر اُسکی گردن مین ڈال کر رخصت کیا اور کہا اپنے مالک کے پاس پہونچا لیکن اُسکی نظر جو ہین اُسپر پڑی آواز بلند اُسے گھرک کر انار قہر و غضب ظاہر کیے اور کفش اُٹھا کر ماری اور کہا کہ تو نے مجھے آدمیون مین بے اعتبار کیا اُس بے زبان نے بیتاب ہوکر فریاد کی اور زمین پر سر دھنکر مر گیا اُسکے مالک نے اُسکی گردن پر کچھ بندھا دیکھا اور کھولکر حقیقت حال پر مطلع ہوا اور اُسکے فوت پر نہایت متاسف ہوا اور اُسے شہر کے باہر مدفون کیا اور اُس روپیہ سے جو قرض لیے تھے ایک گنبد عالی اُسکی قبر پر تیار کیا اور اپنے پاس سے بھی مبالغ کثیر اُسمین صرف کیے یہ گنبد تبتک موجود ہی **تذکرہ سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی کے دارائی کا** جب سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی نے احمد آباد بیدر کے تخت پر اجلاس کیا اپنے بھائی شاہزادہ محمد خان کی خاطر داری اور رعایت مین دریغ نفرمایا گھوڑے ہاتھی اور جاگیر خوب زر ریز عنایت فرمائی اور دولاور خان افغان کو کہ دولتخانہ کے امرا سے تھا وکیل سلطنت اور خواجہ جہان استرآبادی کو وزیر کل کرکے امور ملک مین قوی دست کیا اور عماد الملک غوری کو جو مرد کہن سال تھا اور عمر اپنی خدمت سلاطین بہمنیہ مین بدولت و حشمت بسر کی تھی امیر الامرا کرکے باتفاق شاہزادہ محمد خان و خواجہ جہان کو بشوکت و تجمل تمام کفار بیجانگر کے سر پر کہ پانچ برس کا خراج خزانہ عامرہ مین داخل نہ کیا تھا اور اُسکی بیتابی مین دلیل بیجا اُٹھا تا تھا مقرر کیا اور یہ فوج سلطانی جب ولایت کنہرہ مین داخل ہوکر تاخت و تاراج مین مشغول ہوئی رائے بیجانگر نے سراسیمہ اور مضطرب ہوکر اٹھائیس لاکھ ہون نقد اور دو سو گائین رقاص و ہنرمند اور علاوہ اُسکے اور بھی چیزین عمدہ اور نفیس شاہزادہ محمد خان کے پیشکش کے واسطے مع فوج روانہ کیا اور جب شاہزادہ قلعہ مدکل کے اطراف مین پہونچا بعضے فتنہ پردازان دکن نے کہ مشہور آفاق تھے اُسکی سمع مبارک مین پہونچایا کہ سلطان احمد شاہ نے آپ کو سلطنت مین شریک کیا ہی مناسب یہ ہی کہ سلطان علاء الدین شاہ اُن دو امر سے ایک اختیار کرین یا آپ کو مسند فرمانروہی پر اپنے پہلو مین جلوہ گر کرین اور باتفاق امور سلطنت کو انجام دین یا ممالک محروسہ کے دو حصہ کرکے ایک پر آپ متصرف ہوکر اور دوسرا آپکے قبضہ مین واگذار کرین اب صلاح وقت یہ ہی کہ اس حدود مین آپ مقیم ہوکر نصف ملک کو اپنے قبضہ اقتدار مین لاوین شاہزادہ محمد خان نے فریب کھاکر عماد الملک غوری اور خواجہ جہان کو اپنے موافقت کے بارہ مین ترغیب بہت کی اور جب اُنھون نے اسکے ارادے سے واقف ہوکر انکار کیا فتنہ انگیزون کی ہدایت سے دونون کو قتل کیا اور بیجانگر کے روپیہ سے قوی پشت ہوکر فوج کثیر جمع کی مدکل اور رایچور اور شعلہ پور اور للمدوک کو ملازمان سلطانی کے قبضہ سے برآورد کیا اور سلطان علاء الدین عماد الملک غوری کے قتل سے نہایت محزون اور مغموم ہوا اور فرمایا وہ خدمت ہمارے باپ دادا کی بجا لایا تھا اور وہ ہمارے بجائے جدید تھا اس شخص کی ہلاکت نتیجہ خوب نہ بخشیگی یہ کہکر سرو فیلون اور خزانون کا کھولا اور سامان فوج درست کرکے سرکش بھائی کو رام کرنے کی اور دارالملک سے نہضت فرمائی اور ایسی حالت اُن دو برادر نامدار کے مابین واقع ہوئی کہ ترک خنجوے فلک نے کا دل معرکہ کے مقتولون پر جلتا تھا اور اس کیفیت سے قتال و جدال کا سانحہ وقوع مین آیا کہ اُسکی شعلہ زنی نے خورشید آسمان کا چہرہ روشن کیا لیکن نسیم مراد نے گلشن فتح سے پرچم رایات سلطان علاء الدین شاہ پر جلوہ کیا چنانچہ اکثر اُن امرا سے جو مصدر اس فتنہ و فساد کے ہوئے تھے دستگیر ہوئے اور شاہزادہ محمد خان کو وہ وشت دور دست مین چند خواص خاص سے مغرور ہوا اور سلطان نے احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی اور اس جماعت کی تقصیر معاف فرماکے

اور زندان سیاست سے رہائی بخشی اور مکتوب نصیحت آمیز بھائی کو لکھکر جس طور سے ممکن ہوسکا اپنے پاس بلایا اور مشمول عواطف فراوان کیا اور جودوسرا بھائی سلطان کا شہزادہ داؤد خان مملکت تلنگ مین نزہتگاہ عالم آخرت کیطرف خرامان ہوا رایچور کو جو جملۂ ممالک تلنگ سے ہو شاہزادہ محمد خان کی جاگیر کیواسطے مقرر کرکے مع تجمل شاہی اُسطرف روانہ فرمایا اور اُسنے مدت مدید اُس مقام مین استقامت کرکے اپنی اوقات اعتبار و نشاط بسری اور دلاور خان کو بروز بروز آٹھسو چوراسی ہجری مین فتح کرکے رایان دکن کی تنبیہ اور تدارک کو عجب ایک جماعت سرکش بھی تعین فرمایا اور اجمالی قلعہ راتیل اور سنگیسر نے جب بار جزیہ اور خراج کا اپنی گردن پر رکھا دلاور خان نے رائے سنگیسر کی بیٹی سلطان کیواسطے لیکر مع خزائن چند ہاتھی الی دار الخلافت احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی سلطان علاء الدین اول اُسکی خدمت سے خوش ہوا اور سنگیسر رائے کی دختر ماہ پیکر زہرہ خصائل کو کہ بحسن صورت اور نیک سیرت کہ عبارت خوش مشکی و رو سپیدی دانی سے بے نظیر تھی منظور نظر التفات کرکے بنام زیبا چہرہ تمتا رکیا چنانچہ آوازۂ اُنکی عاشقی اور معشوقی کا منتشر ہوا لیکن آخر مین اسکے کہ دلاور خان نے مال و فرمانیان کو کون سے رشوت لیکر اُس جماعت کے قلع و قمع اور استیصال مین عمداً تساہل اور تغافل کی اس امر سے سلطان کا دل صفا منزل اُس سے دگرگون ہوا اور اُسنے اس امر کو دریافت کرکے مُہر و کالت شاہ کے حضور بھیجی اور بتضرع و زاری متقاضی ہوکر اُس مہلکہ سے نجات پائی چنانچہ منصب ایک خواجہ سرا کی نسبت کہ دستور الملک نام رکھتا تھا رجوع ہوا خلق خلق زشت اُسکی سے بہ تنگ آئی اور ہر چند اُسکی شکایت شاہ کی خدمت مین معروض رکھی دشمنی پر محمول ہوکر اثر پذیر نہوئی روز بروز اُسکی عزت افزون ہوتی تھی یہانتک کہ شاہزادہ ہمایون بڑے بیٹے سلطان علاء الدین شاہ نے ایک دن اُس سے کہا کہ فلان معاملہ کا سرانجام کرنے جواب دیا کہ آج مین اسکیطرف نہین مشغول ہوسکتا ہون دوسرے وقت بجا لاونگا شہزادہ نے بعد دو تین دفعہ کے آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ ابتک وہ مہم مشخص نہین ہوئی ہے جسسے اُسکا انجام بہتر ہوگا خواجہ سرا خون گرفتہ نے اس مرتبہ یہ جواب دیا کہ یہ امور محبت متعلق رکھتے ہین آپکو اسمین سعی کرنا مناسب نہین ہے شہزادہ کہ نہایت تند مزاج تھا یہ کلمہ سنکر آگ ہوگیا اور بیتاب ہوکر ایک سلحدار شاہی کو طلب کرکے فرمایا جسوقت دستور الملک دیوانخانہ سے نکلے اُسے قتل کرکے میرے ملازمون کے پاس پناہ لینا کہ وہ تیری محافظت مین تقصیر نکرین گے اور وہ سلحدار نے بھی جو اُس بش کٹے سے آزردہ خاطر تھا اُسی دن کسی عرض حال کے بہانہ اُسکے روبرو جاکر اک ضرب خنجر تشنۂ خون سے اُسکا کام تمام کیا اور شہزادہ کے آدمیون نے جو وہان حاضر تھی شہزادہ کے حکم کے موافق اُسکی حمایت کی اور کسی طور کا صدمہ اُسپر پہونچنے نیدیا اور دربار شاہی مین جیشور بلند ہوا شہزادہ ہمایون کہ اپنے والد ماجد کے روبرو بیٹھا تھا حکم کے موافق تفتیش حال کیواسطے باہر آیا اور اُس معاملہ کو یاد کرکے عرض عالی مین پہونچایا کہ فلان سلاحدار نے خدمتگار قدیم ہے اور حقوق خدمت بہت رکھتا ہے دستور الملک کہ اُسکے احوال پر نہین مشغول ہوتا تھا اور اکثر اُسے دشنام فحش دیتا تھا اُسکے دست ظلم سے بہ تنگ آکر آج اُسے ہلاک کیا اور میرے سپاہیون نے کہ اُس مقام مین حاضر تھی اُسے گرفتار کرکے مقید کیا ہے اس بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہے سلطان نے اس سبب سے کہ اول اُس مین ایک تو کسی کے قتل کیواسطے حکم صادر نفرمایا تھا دوسرے شاہزادے کے طرز کلام سے بھی شفاعت اور حمایت اُسکی مفہوم ہوتی تھی قاتل کے حبس کا حکم فرمایا اور مقتول کا منصب ہمایون من اللہ دکنی کو جو دانشمند اُس عصر کا تھا اور خصائل حسنہ کی صفت مین موصوف تھا رجوع فرمایا اور سنہ آٹھسو سوا کتالیس ہجری مین زوجۂ سلطان مسماۃ آغا زینت مخاطب بہ ملکہ جہان نے اپنے باپ نصیر خان سے زیبا چہرہ کے غلبا اور شوہر کی کم عنایتی کی شکایت کی

نصیر خان سلطان علاء الدین سے رنجیدہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی کی صلاح سے تسخیر مملکت برار کا عازم ہوا اور آدمی پوشیدہ امرائے برار کے پاس بھیجکر بطمع فراوان اپنی اطاعت کی ترغیب کی اور انھون نے متفق اللفظ والمعنے اقرار کیا کہ نصیر خان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہی اگر اُسکی نوکری اختیار کرکے اُسکے مخالفون کو شمشیر تیز سے مارینگے غازی ہونگے پھر ایک عریضہ مشعر بفوراخلاص و اعتقاد اور التماس قدوم نصیر خان کی درگاہ مین ارسال کیا اور وہ بے توقف مع لشکر خاندیس اور دو ہزار سوار اور پیادہ بیشمار کہ راجہ کونڈوارہ نے اُسکی مدد کے واسطے روانہ کیے تھے ولایت برار مین در آیا اور امرائے نمکحرام نے چاہا کہ اپنے سپہ سالار خان جہان کو کہ فدویان شاہان بہمنیہ سے تھا مقید کرکے نصیر خان کے روبرو لیجاوین خان جہان اُنکے ارادہ سے مطلع ہوکر قلعہ ترنالہ مین جاکر متحصن ہوا و حقیقت حال سلطان علاء الدین شاہ کی خدمت مین اس مضمون سے تحریر کی کہ اس ولایت کے اُمرا نصیر خان کے شریک ہوکر بملاحظہ اسکا خطبہ پڑھتے ہین اور قلعہ ترنالہ کو محاصرہ کرکے تسخیر کے اندیشہ مین پڑے ہین اسلیے سلطان علاء الدین شاہ نے جمیع امرا اور ارکان دولت کو طلب کرکے مجلس مشورہ کی منعقد کی اُسوقت امرائے معتبر دکنی عرض گذار ہوئے کہ علاج اس امر کا شاہ کی توجہ پر منحصر ہی کسواسطے جسوقت کہ ہم اُس طرف لشکر کشن ہونگے شاہان گجرات اور مندو اور رایان گونڈواڑہ اُسکی مدد کو آوینگے سلطان نے اس بات سے راسخہ نفاق سونگھکر اُس مجلس مین خلف حسن بصری ملک التجار سپہ سالار دولت آباد کو اُس یورش کی تکلیف دی اور اُسنے بعد تسلیم عرض کیا کہ ہم بندون کو اطاعت اور جانسپاری کے سوا چارہ نہین ہی لیکن خلائق درگاہ پر روشن اور ہویدا ہی کہ شکست جزیرۂ مہایم کی امرائے دکنی اور حبشی کے نفاق سے واقع ہوئی اس لیے یہ لوگ رشک و حسد سے نہین چاہتے ہین کہ ہمارے ابنائے جنس کہ اُنھین غریب و محتاج کہتے ہین خدمات شائستہ ظہور مین پہونچے اگر سلطان جمیع امرائے مغل کو مع خیل خاصہ بندہ کے ہمراہ کرے اور کسی دکنی اور حبشی کو اس کام مین دخیل نہ فرماوے امید کہ توفیق صمدی اور رہنمائی اقبال خداوندی سے اس معاملہ کو نیک ترین وجہ سے انجام دونگا اُسکے بعد سلطان نے امرائے دکنی اور حبشی سے فرمایا کہ اس مقدمہ مین مصلحت کیا ہی میان مین ابتدا و خان زمان بولے کہ یہ مصلحت بزرگ ہی چاہیے کہ آزمائش کیواسطے تمام غریبون کو برسم مقدمہ روانہ فرمائیے اگر غالب آئین فہو المراد ورنہ سلطان کے ہمراہ رکاب روانہ ہونا چاہیئے سلطان علاء الدین نے یہ رائے پسند کی اور تین ہزار مغل تیرانداز کہ تمام خاصہ خیل سے تھے یکقلم ہمراہ اُنکے تعین فرمائے اور اسی طریق سے امرائے عرب کو کہ بعضے پرورش یافتہ سلطان غیاث شاہ اور اکثر تربیت کیے ہوئے سلطان احمد شاہ کے تھے اُس خدمت پر مامور کیا اور اسم نویسی اُس جماعت کی یہ ہی قاسم خان صف شکن فراخان گرد علی خان سیستانی میر علی کافر کش افتخار الملک ہمدانی احمد بیگ تاز رستم خان بازندرانی حسین خان حبشی خسرو خان اور بک بہادر خان اور بک مجنون سلطان شاہ قلی سلطان کہ دونون شاہزادہ چنگیزی تھے القصہ خلف حسن بصری اول جماعت کے ہمراہ دولت آباد گیا اور جمیع امرائے دکنی اور حبشی کو اُس حدود مین جابجا سرحد کی محافظت کے واسطے بالتخصیص سرحد گجرات اور مندو کیواسطے تعین کرکے سات ہزار عرب مسلح اور مکمل ہمراہ لیکر نہایت شان و تجمل سے برار کیطرف متوجہ ہوا اور خان جہان فرصت پاکر قلعہ ترنالہ سے برآمد ہوا اور خلف حسن بصری کے استقبال کے واسطے جاکر قصبہ دہرکی مین ملاقات کی اور خلف حسن بصری نے خان جہان کو مع بعضے امرائے دکنی کے کہ اُسکے ہمراہ تھے الیچپور اور ملالہ کیطرف بھیجا کہ اُسطرف جاکر رایان گونڈواڑہ کا سدراہ ہو تاکہ وہ نصیر خان کی مدد سے باز رہین اور خود کوچ متواترہ اور بسہیل استعجال قریہ

روہنکھیر کی سمت جو لشکر گاہ نصیر خان کا تھا روانہ ہوا اور روہنکھیر کے گھاٹ پر خاندیسیون سے جنگ ہوئی اور غریبون کو خدا نے ظفریاب کیا اور نصیر خان یہ شکست اپنے اوپر مبارک جانکر روہنکھیر سے کوچ کرکے بتعجیل تمام برہان پور گیا اور لشکر کے فراہم لانے مین مشغول ہوا اور خلف حسن بصری وہ حدود نصیر خان کے تصرف سے برآوردہ کرکے اُسکے تعاقب مین برہانپور گیا اور نصیر خان تاب نہ لاکر قلعہ اسیرگ مین بھاگا اور خلف حسن بصری نے شہر کو غارت کرکے وہان کے کفار متمول سے زر و جواہر اور اقمشہ وافر لیا پھر ولایت خاندیس کے نہب و غارت کے واسطے روانہ ہوا اور اپنا کام کرکے پھر شہر برہانپور مین آیا اور عمارات شاہی کو مسمار اور آگ سے جلاکے خاک سیاہ کیا اور مراجعت کرن کا آوازہ بلند کیا لیکن بہرات گئے کوچ کرکے دفعۃً برلنگ کیطرف تاخت لیگیا اور چار ہزار سوار سے وہان کے اطراف مین پہونچا نصیر خان قلت اور کوتگی اور ماندگی غنیم کی تصور کرکے بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار سے مقابلہ کو دوڑا اور قلعہ کے دو کوس پر فریقین کا سامنا ہوا اور ہتھیار خوب چلا لیکن خاندیسیون کا پاے ثبات میدان کین سے ہلگیا راہ فرار ناپی اور نصیر خان کے بہت مردم معتبر اور برار کے امرا بے شمار مقتول ہوے اور خلف حسن بصری ستر فیل اور توپخانہ کثیر دستیاب کرکے مظفر و منصور احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان کلی قدر شناس اور خلق و مروت و ہمت و شجاعت مین وحید تھا شاہزادہ ہمایون کو مع جمیع امرا اور ارکان دولت بارگوں آگے استقبال کے واسطے بھیجکر شہر مین لایا اور خلعت فاخرہ اور چند زنجیر فیل و شمشیر اوٹیکا مرصع نوازش فرماکر دولت آباد کی رخصت دی اور تمام غریبون پر قسم قسم کی التفات اور عنایت مبذول فرماکر زیادتی مناصب اور جاگیر سے خوشدل کیا اور شاہ قلی سلطان کو کہ شجاعت وافر ظہور مین پہونچائی تھی دختر دیکر اپنی دامادی مین معزز کیا اور مقرر کیا کہ مجلس اور سواری مین داہنی طرف عربی اور بائین جانب دکنی اور حبشی حاضر ہون اور اس التفات کے سبب اس تاریخ سے ابتک دکن فتنہ خیز مین دکنیون اور غریبون کے درمیان عداوت قائم ہے جسوقت دکنیون نے قابو پایا غریب کشی کی جیسا کہ اسکے بعد تقریباً مقام مناسب مین مفصل تحریر ہوگا اور ان سنوات مین دیوارے حاکم بیجانگر نے ارکان دولت اور بہت براہمہ معتبر کو طلب کرکے استفسار کیا کہ ملکت کرناٹک باعتبار طول و عرض محصول مین ممالک شاہان بہمنیہ سے زیادہ ہے اور اسی طور سے ہماری افواج بھی اہل جمعیت سے زیادتی رکھتی ہے کیا سبب ہے کہ اکثر اوقات غلبہ مسلمانونکی طرف سے ہوتا ہے اور ہم اُنکے باجگذار رہتے ہین بعضے بولے کہ حق سبحانہ تعالے نے مسلمانون کو تیس ہزار سال سے بلکہ زیادہ بندون پر بزرگی اور غلبہ عنایت فرمایا اور یہ امر ہماری کتب مین مشروحاً اور تفصیلاً لکھا ہے اس سبب سے اکثر اوقات ہندو مغلوب ہوتے ہین اور بعضون نے جوابدیا کہ مسلمانون مین دو چیز بہتر اور افضل ہین کہ اُنکی فتح کی باعث ہوتے ہین اول یہ گھوڑے اُنکے تیز رو اور چالاک اور رکابدار ہین اور ہمارے گھوڑے کاہو اور کم قوت اور لاغر ہین دوسرے یہ کہ لشکر بہمنیہ مین تیرانداز بہت ہین اور ہمارے لشکر مین کم اسواسطے دیوارے نے حکم کیا کہ مسلمانون کو نوکر رکھین اور جاگرین خوب دین اور بیجانگر مین مسجد تعمیر کرکے اسلام کے طریقہ مین کوئی شخص مزاحم نہووے اور مصحف اقدس رحل پر رکھکر روبرو رکھین تو مسلمان اُسکی تعظیم و تکریم بجالاوین اور ہندون کو تیراندازی سکھاوین چنانچہ اُسکے عیان دولت نے آپسمین تدبیر کرکے یہ مقرر کیا کہ اب دو لاکھ سوار اور اٹھارہ ہزار پیادہ ہمیشہ آیندہ ستر ہزار سوار اور تین لاکھ پیادہ نوکر رکھا کرین اور ایسا کرین کہ تنخواہ سپاہی کی زیادہ تر ہووے تو ساز و یراق اور گھوڑے خوب بہم پہونچا سکین اور اُسکے بعد اہالی سکار دس ہزار سوار مسلمان اور ساٹھ ہزار سوار کا فرجو علم تیراندازی سے عاری

اور خالی نہ تھے ہمراہ تین لاکھ پیادہ کی ترتیب دیکر دیوراے کی نظر ثانی مین لائے اور اُسنے ہوس تسخیر ممالک شاہان
دکھنیہ کی اور سنہ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین بجوش وخروش تمام لشکر کثیر لیکر اُنکی ولایت پر فیج کش ہوا اور آپ نربدا سے
عبور کرکے بجیر و قہر تمام تھوڑے عرصہ مین قلعہ مدکل کو فتح کیا اور اپنے بیٹون کو قلعہ راچور اور نیکا پور کے محاصرہ پر
مامور کرکے خود آب کشنہ کے کنارے مقام کیا اور ساغر اور بیجاپور مین اُسکے آدمیون نے تاخت لیجا کر آتش ظلم وبیداد
شعلہ زن کی سلطان علاء الدین نے اس خبر کے سنتے ہی عازم تھام کفار ہوکر لشکر برار اور دولت آباد اور بیجاپور کے حصار
کے واسطے حکم دیا اور جب چارون طرف کے طرفدار احمد آباد مین پہونچے اور پچاس ہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادہ فراہم ہوئے سلطان ۹۰۳
علاء الدین نے ساعت سعید مین مع توپخانہ اور بھی آلات واسباب حرب وضرب سے باعظمت وشوکت فراوان نہضت
فرمائی اور دیوراے بھی اُس حدود سے کوچ کرکے قلعہ مدکل مین آیا اور افواج کو سلطان کی جنگ کے واسطے تعین کرکے
سوار اور پیادہ کی دلجوئی مین بدرجہ نہایت کوشش کی اور سلطان نے مدکل سے چھ کوس ادھر مقام کیا اور خلف حسن بصری
ملک التجار کو مع لشکر دولت آباد دیوراے کے فرزند کی تادیب وتنبیہ کیواسطے بھیجا اور خان زمان سپہ سالار لشکر بیجاپور اور خان اعظم
فوج برار اور تلنگ کے افسر کو دیوراے کے سر پر مقرر کیا اور خلف حسن خان بصری نے اول قلعہ راچور کی طرف جاکر دیوراے کے
بڑے بیٹے سے مقابلہ ومقاتلہ کیا اور اُسے مجروح کرکے معرکہ سے پسپا اور مفرور کرکے نیکا پور کیطرف متوجہ ہوا ابھی وہان تک نہ پہونچا
تھا کہ دیوراے کے چھوٹے بیٹے نے ترک محاصرہ کرکے اپنے تئین باپ کے پاس پہونچایا اور دو مہینے کے عرصہ مین تین مرتبہ
سپاہ کفار سے ظاہر قلعہ مدکل مین صف جنگ شدت سے واقع ہوئی اور ایک جماعت کثیر طرفین سے مقتول ہوئی
اول مرتبہ کفار کا غلبہ رہا مسلمانون پر محنت ومشقت نے ظہور کیا اور دوسری مرتبہ مسلمان غالب ہوئے کفار پر
شکست کے آثار ظاہر ہوئے کسواسطے کہ دوسری مرتبہ دیوراے کا بڑا بیٹا جو زخمی ہوکر خلف حسن بصری کے معرکے سے بھاگا تھا اُس
مرتبہ خان زمان کے نیزۂ جانستان کی ضرب سے مارا گیا اور کفار سراسیمہ وبدحواس ہوکر اُسکی لاش پاش پاش اُٹھاکر
قلعہ کیطرف راہی ہوئے بیت فتادند از کافران بیشمار ۔ گریزان برفتند اندر حصار ۔ اور فخر الملک دہلوی اور اُسکا
بھائی کہ دونون نے از جملہ امرا سے تھے شمشیر وگرز وخنجر دبکھ بھال کر کمانین چڑھائین ترکش دیکھے نیزہ سنبھالا اور ڈھالون
کی اوجھل مین ہوکر مفرورون کے تعاقب مین روانہ ہوئے جو کہ میدان جنگ نے گرمی پکڑی تھی اُسی گرم خیزی مین سرونین مین
جدائی کرنے لگے اور اسبطرح سے شمشیر مارتے ہوئے اور مردونکو خاک مذلت پر ڈالتے ہوئے کفار کے عقب قلعہ مین داخل ہوئے
اور کفار نے جو یہ جرأت اُن دونون بلند ہمت سے مشاہدہ کی انھین زندہ دستگیر کیا اور دیوراے کے پاس لیگئے دیوراے نے
انھون قید کرکے اپنے بیٹے کے سوگ مین جامۂ ماتم پہنا اور گریہ وزاری اور بیقراری بہت کی اُسکے بعد سلطان علاء الدین
نے یہ پیغام دیا کہ یہ دونون بہادر شیر نیستان شجاعت وپلتن اژدر در شوکت جو کہ قلعہ مین آئے ہین مین ہر ایک کو بروز کارزار
ہزار سوار کے برابر فرض کرتا ہون اور علاوہ اسکے رایان بیجانگر اور شاہان بہمنیہ مین مقرر ہوا کہ عوض ایک مسلمان کے لاکھ
ہندو قتل کرین اور اگر تم انھین آزار جانی پہونچاؤگے یقین جانناکہ مین ہر ایک کے عوض لاکھ ہنود قتل کرونگا اور دست تعرض
اس ملک کے دامن سے نہ اٹھاؤنگا اور دیوراے جو تعصب بہمنیہ کا خوف وہراس دل پر مستولی رکھتا تھا گھبرایا اور ایک معتبر
معتبر شاہ کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر سلطان عہد کرے اور دوبارہ میری ولایت پر لشکر نہ کھینچے تو مین بھی متعہد
ہوتا ہون کہ ہر سال پیشکش لائق بیجکر فخر الملک دہلوی اور اُسکے بھائی کو تسلیم کرونگا اور من بعد قدم دائرہ

اطاعت سے در جادۂ فرمان برداری سے باہر نہ رکھونگا سلطان نے اُسکے التماس کے موافق عہدنامہ ترقیم کرکے ارسال فرمایا اور دیوراے نے فخر الملک دہلوی اور اُسکے بھائی کو مع چالیس ہاتھی جنگی اور اقسام پیشکش ہاے لائق اور باج چندسالہ خدمت شاہ مین ارسال رکھا اور سلطان نے بھی خلعت شاہانہ اور گھوڑے تازی بازین ولجام مرصع اُسکے واسطے بھیجکر علم مراجعت بلند کیا اور جبتک سند دکن اُسکے وجود سے مشرف و زینت پذیر رہی دیوراے نے ہرسال پیشکش بھیجکر درہاے مصافات کے مفتوح رکھے اور اُسنے بھی اپنے عہد پر وفا کرکے کبھی ولایت کرناٹک پر چڑھائی نہ کی اور کہتے ہین کہ سلطان علاء الدین نے اپنے عہد سلطنت مین احمد آباد بیدر مین ایک دار الشفا نہایت لطافت اور صفائی سے تیار کرکے چند قریہ وقف فرمائے تھے تا زر حاصل اُسکا صرف ادویہ اور اشربہ ہوکر اطباے مسلمان و ہنود بیماروں کے معالجہ مین مشغول رہین اور قضات امانتدار اور محتسبان خدا ترس کو شہر و ولایت مین مقرر فرمایا اور باوجودیکہ خود بدولت مینوشی کرتا تھا حکم کیا کہ کوئی شخص شراب نہ پیئے اور جوانہ کھیلے اور قلندران دریوزہ خوار کو طوق آہنین مین مطوق کرکے پاک کرنے شارع عام اور سنگ و خاکروبی اور بہ تمام اعمال شاقہ تعذیب فرمایا تھا تو متنبہ ہوکر کسب معیشت مین مشغول ہوویں اور قلمرو سے باہر جاویں اور اگر احیاناً کوئی اُنمین سے باوجود اس انتظام اور گرفتگی کے بیباکی کرتا شرب خمر یا کسی اور مسکر مین اقدام کرتا تھا سیسہ پگھلا اُسکے حلق مین ڈالتے تھے اور یہ حکم عام و خاص پر جاری تھا کسی کو اس سے مفر نہ تھا چنانچہ سید محمد گیسو دراز کے ایک نواسہ نے ایک فاحشہ شناسہ سے اختلاط بہم پہونچایا اور ایک رات کو شراب پیکر حالت مستی مین اُسکے سر کے بال تراش کر خوب زدوکوب کی جب یہ خبر کوتوال کو پہونچی اوسی شب مخدوم زادہ اور محتسبہ کو قید کرلیا دوسرے دن بوقت فرصت یہ خبر بادشاہ کے گوش زد کی بادشاہ نے غضبناک ہوکر حکم کیا کہ مخدوم زادہ کو مندوہین لیجاکر سربازار کہ تمام خلقت دیکھکر عبرت پذیر ہو دوسو تازیانہ ہاتھ اور پاؤن مین مارین اور قسم دیوین کہ پھر شراب نہ پیئے اور محتسبہ کو گدھے پر چڑھاکے شہر مین تشہیر کرکے شہر بدر کرین منقول ہے کہ جب ایالت اقلیم عالم اور کفالت مصالح بنی آدم سلطان علاء الدین پر مقرر ہوئی اسقدر سخاوت اور عدالت کا فرش بچھایا کہ احسان فریدون کا چرچا اور معدلت نوشیروان کا شہرہ اسکے زمانہ مین نرہا اور جمعہ کی نمازون اور عیدین کے دوگانہ مین منبر کے قریب حاضر ہوکر وعظ سنتا تھا اور خونریزی اور ظلم و تعدی اور نشویش بندگان سے راضی نہ تھا اور آتش پرستون کے معابد اور بتخانہ قدیم توڑکر مسجدین بجاے اُنکے احداث کین اور نصارا اور برہمن وغیرہ سے کلام نہ کرتا تھا اور مہمات دیوانی مین دخل ندیتا تھا لیکن جب بیجانگر کے یورش سے فارغ ہوکر مراجعت کی عیش و عشرت اُسکی دامنگیر ہوئی جزوی اور کلی امور ملکی اور مالی درگاہ نفرون سپرد کرکے ایک ہزار عورت ہندو جمیلہ سراپردہ شاہی مین جمع لاکر نعمت آباد کی نہر کے کنارے ایک باغ مثل روضۂ رضوان اور ایک قصر مانند فردوس برین بڑے غم و ملال سے بنیاد رکھا تھا اور اُستادان خطہ کون و فساد نے اُس باغ اور عمارت کا نظیر معمورۂ آب مین بنیاد نہ ڈالا تھا اکثر اوقات اُس ماہ جبین بادۂ گلفام کے تجرع اور لعل لب دلبران سیم اندام کے تلذذ اور استماع نغمہ ہاے مطربان شیرین آواز مین مشغول ہوتا تھا اور نہایت خویشتن داری اور غایت کم آزاری سے نظام امور اور مصالح جمہور مین التفات فرماتا تھا اور حکیم ارزانی نے اُس شاہ کی عمارت کے وصف مین خوب کہا ہے بیت گوئی کہ ماہ و مشتری از برج آسمان تحویل کردہ اند ببناے خدایگان اور جن دنون مین سلطان نشاط مین مشغول تھا چار پانچ مہینے کے بعد ایک مرتبہ سلام عام لیتا تھا اس خستہ سے دکنیون نے اُسکے دور مین فتنہ ڈالا اور میان من اللہ دکنی وکیل شاہی

نہایت مستقل ہوا اُسکے بعد سلطان قلاع سواحل دریا کا عازم ہوا خلف حسن بصری ملک التجار کو مع ساتھ ہزار سوار دکنی اور تین ہزار سوار غریب کے اُس خدمت پر مامور فرمایا اور خلف حسن بصری نے قصبہ جاکنہ مین جو شہر خیر کے قریب ہی استقامت کرکے اُس قلعہ کو تعمیر کیا اور دفعہ بدفعہ لشکر کو کن مین بھیجتا تھا اور اسطرف کے راجاؤن کو پیش قدمی کرکے زیر و زبر کرتا تھا یہانتک کہ اجل تقاضی ہوئی خود اُس طرف متوجہ ہوا اور ایک حصار اُس حدود کو جو ایک کافر مسمی سہرکہ کے تصرف مین تھا محاصرہ کرکے بجبر و قہر مفتوح کیا اور سرکہ کو اطلاع اس امر کی دی کہ حوزۂ اسلام مین در آوے یا گردن تیغ سیاست کے نیچے رکھے سرکہ نے طریقہ مکر و فریب کا اختیار کرکے معروض رکھا کہ میرے اور راے سنگیسر کے جو والی قلعۂ کندھانہ ہین ہمسری ہی اگر مین حلقۂ اسلام مین داخل ہونگا اور وہ اسی طور اپنی مقرر دولت مین متمکن رہیگا آپ کی مراجعت کے بعد زبان طعن دراز کرکے عشائر و قبائل کو مجھسے منحرف کریگا اور ملک اتنے قرن کا کہ میرے باپ اور دادا سے موروثی چلا آتا ہی اُسپر تصرف ہوگا اگر آپ عنان عزیمت اسطرف معطوف فرماوین تھوڑی توجہ مین اُسے بھی دستیاب کرکے اس حدود کو بھی بندہ سے رجوع فرماوین یا اُسکا سر تن سے جدا کرکے اس مملکت کو ایک امرا کے سپرد کرین بندہ کا طیبۂ توحید پڑھکر غلامان شاہ اسلام مین منتظم ہوگا اور ہر سال استقدر مال خزانہ عامرہ مین داخل کریگا اور اسکے بعد اس اطراف مین اگر کوئی تمردی اور سرکشی سے ادائے زر واجب سرکار مین تغافل یا تعلل کریگا یہ کمینہ اُسکا جواب دہ ہوگا خلف حسن بصری نے کہا کہ مین نے سنا ہی کہ رستہ مداخل و مخارج اُسکا بہت تنگ ہی اور وہان پہونچنا نہایت دشوار اور اشکال ہی سرکہ نے جواب دیا حبوقت کہ محمد سادہ تنخواہ مقدمۃ الجیش ہوگا راستہ طے کریگا اور اُس جنگل کے خار سے کسی سوار کے دامن کو آزار نہ پہونچیگا اور بے مشقت گل مقصود ہاتھ آویگا چونکہ قلم تقدیر ملک التجار کی شہادت مین جاری ہوا تھا اسواسطے دشمن کے قول پر اعتماد کرکے سنہ ۸۵۰ آٹھ سو پچاس ہجری مین اسطرف عازم ہوا چنانچہ اکثر دکنی اور حبشی نفاق کرکے جدا ہوئے اور خلف حسن بصری کے ہمراہ بیشہ مین نہ آئے اور خلف حسن بصری تقلید مین مبتلا ہوکر خود روانہ ہوا اور سرکہ نے دو دن راستہ کشادہ اور خوب کہ اُسکو کسی شخص نے دکھایا تھا طے کیا اور چھوٹے بڑے اُس سے خوش ہوئے لیکن تیسرے دن وہ گمراہ ایسی راہ لیگیا مصرع کہ از ہول او شیر نر مادہ بود اور بلکہ پیچ تاب زیادہ زلف خوبان اور باریک تر عاشقون کی آہ سے تھا القصہ ایسی راہ تھی کہ دیو اُسکا نشیب و فراز دیکھکر آسیب زدہ ہوتا تھا اور غول بیابانی اُسکا پیچ و خم دیکھکر وحشت کھاتا تھا نظم نہ خورشید کردی رسوخش مساحت ✦ نہ تقدیر کردی حدودش مقدر ✦ گیاش از درشتی چو زندان الفی ✦ ہواش از عفونت چو کام غضنفر ✦ زآلبش اجل رستہ و زبا پیکان ✦ زخاکش خنک رستہ و زغار خنجر ✦ نشیبش زالماس گسترد منفرش ✦ فرازش زآتش بپوشیدہ چادر ✦ رہ پیچ پیچش چو زنار راہب ✦ فرو رشتہ از اطراف محراب و منبر ✦ اور جب اُفتان و خیزان مسافت طے کی ایک ایسے جنگل مین پہونچے کہ ہوا کو اُسکے مسالک اور اق سے گذر دشوار تھا اور تین طرف اُسکے پہاڑ سر کشیدہ تا فلک دوار تھا اور اُن پہاڑون مین ایسے درے واقع ہوئے تھے کہ اُنکا عمق تحت الثرے سے پوچھنے سے گنج قارون اور پشت گاؤ ماہی نمایان تھی اور ایک طرف اسکے خلیج مثل دریاے محیط اور جنگل اور پہاڑ اور غار پیوستہ تھے اور اُس راستہ کے سوا کہ آئے تھے دوسرا منفذ پیک اجل کی آمد و شد کے سوا کسی سبیل سے ممکن نہ تھا نظم کسے ندیدہ فرازش مگر بچشم ضمیر ✦ کسی نرفتہ نشیبش مگر بپاے گمان ✦ کسے بر فرق شبیہ شب سیاہ در وہ بحر کبودی گردون ندیدہ بیچ نشان ✦ اور خلف حسن بصری جو ایک دون سہال خونی مین گرفتار تھا اندین

چالیس مرتبہ سر قدم پر جاتا تھا اور ہر چند کوشش کی کہ آدمی ترتیب و قاعدہ سے نزدیک فروکش ہون سود مند نہوتے تھے اول یہ کہ فوج خوشتہ اور ماندہ نماز شام تک آتی تھی اور درختون کے نیچے جہان پہونچتی تھی نزول کرتی تھی یہ کہ اُس جنگل مین ایسا مقام میسر نتھا کہ دو آدمی پہلو مین خیمہ ایستادہ کرکے شب کو بسر کرین اُسوقت کہ آدمی اپنے حال مین گم فنا تھے سرکہ کافر سرکہ فروشی کرکے پہاڑ کے درون مین سیماب کیطرح نایاب ہوا اور رائے سنگیسر کو پیغام دیا کہ ایسا شکار بے واسطے لایا ہون اور پھر منصوبہ اس سے بہتر نہ بن پڑیگا پس جو کچھ تجھے ہوسکے بجالا اور تقصیر نکر غرضکہ رائے سنگیسر تیس ہزار پیادہ توپچی اور کماندار و خنجر گذار سب طرف سے فراہم لایا اور سرکہ بھی اپنی جمعیت سے اُسکا شریک ہوا جب آدھی رات آئی اطراف و جوانب درون اور جنگل سے در آئے اور خنجر اور چھری کی دھار سے آٹھ سات ہزار آدمی درختون کے نیچے بطرق گوسفندون کے ذبح کیے کسواسطے کہ باتند و تیز کے چلنے اور برگ درختون کی کھڑکھڑاہٹ سے مقتولون کی فریاد ایک دوسرے کے گوش نہ ہوتی تھی اور ہمسایہ ہمسایہ کے احوال سے خبردار نہوتا تھا اور رات تاریک اسقدر تھی کہ راستہ نہین سوجھتا تھا اور اس تاریکی دہشت اور وحشت اور ظلمت سے زبان ناطقہ تکلم فراموش کرتی تھی اور جب وہ کفار اطراف کے مردمان کے قتل سے فارغ ہوئے اور دیکھا کہ کوئی شخص کسی کی فریاد کو نہین پہونچتا ہے باطمینان تمام خلف حسن بصری کے انبار کے سر پر تاخت لائے اور سہل ترین وجہ سے اُسکو مع پانسو سید بنی حسن کہ اُنمین مدنی اور کربلائی اور رضوی وغیرہ بھی تھے شہید کیا نظم شب تیره بود و گذرگاه تنگ ٭ که دشمن سوی جنگ بازید جنگ ٭ درخشیدن تیغ افراشته ٭ چو اغ براه اجل داشته ٭ برون جسته تیر از کمین و کمان ٭ شده مرگ را راهبر سوی جان ٭ جهانے شد آغشته در خاک و خون ٭ یکے سر فگنده دگر سرنگون ٭ ازان جنگجویان سواری نماند ٭ وزان سرکشان نامداری نماند ٭ هرانکو نشد کشته بگریخته ٭ بیکبار از هم فروریخته ٭ برفته بدانگونه هر کس که زیست ٭ که بر زندگی شان بباید گریست ٭ القصہ اُس لشکر کے بقت لسیف کہ بحسب تقدیر زندہ رہے تھے بمشقت بسیار اُس جنگل سے برآمد ہوئے اور ہمراہ اُس جماعت امرائے دکنی کے کہ خلف حسن بصری کے ساتھ نفاق کرکے اس جنگل مین نہ گئے تھے ملحق ہوئے اور اُنھون نے اُنسے یہ بات کہی کہ تمھارا حال نہایت پریشان ہے مناسب یہ ہے کہ اپنی جاگیرون مین جاؤ اور جلد سامان درست کرکے پھر آؤ پھر جمیع دکنی اور حبشی غارت خوردہ اپنی جاگیرون کیطرف راہی ہوئے اور مغلون نے یہ بات کہی کہ ہماری جاگیرین دور تر واقع ہین ہم سلطان کے بدون حکم نجائینگے ہان قصبہ جاکنہ جو خلف حسن بصری کا نشیمن گاہ اور بہت نزدیک ہے وہان جاکر بقرض و وام سامان اپنا درست کرکے جلد آتے ہین اور جب امرائے مذکور نے یہ امر تجویز کیا جاکنہ کی سمت روانہ ہوئے اُسوقت بعضے مغلان ناعاقبت اندیش یہ اپنی زبان پر لائے کہ ان امرائے نفاق کے سبب خلف حسن بصری ملک التجار اور سادات وغیرہ قتل ہوئے ہم قصبہ جاکنہ مین پہونچتے ہی ایک عرضداشت مشتمل بحقیقت حال درگاہ مین بھیجتے ہین اور یہ جب خبر دکنیون نے سُنی ہراسان ہوئے اور سبقت کرکے از راہ مکر و حیلہ شاہ کو عرضداشت لکھی کہ خلف حسن بصری ایک نمکدار سرکہ نام کی ہدایت اور سادات اور مغلون کی ترغیب سے فلان بیشہ مین در آیا اور ہر چند ہم خیر خواہان قباحت اس امر کی بلطائف الحیل چاہتے تھے کہ اسکے دل نشین کرین جو پردۂ تقدیر کا اُسکی آنکھ پر چھایا تھا دولتخواہون کی بات پر ہرگز التفات نہ کی اور اُنھین وہ پہونچا جو کہ پہونچنا تھا اور خلف حسن بصری کے سانحہ کے بعد ہر چند ہمنے امرائے مغل اور سادات و خاصہ خیل کو سمجھایا کہ مناسب دولتخواہی کی یہ ہے کہ شاہ سے سپہ سالار طلب کرین اور اتفاق کرکے سرکہ اور رائے سنگیسر سے انتقام لین یہ امر بھی قبول نہ کیا اور

سرکشی کی اور کلام سخت زبان پر لائے اور قصبہ جاکنہ کیطرف روانہ ہوئے اور اُنکے اوضاع سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ
قلعہ جاکنہ مین متحصن ہوکر کوکن راؤن سے موافقت کرین اور علم مخالفت بلند کرکے فتنہ قوی برپا کرین اور عرائضیہ مشیر الملک
دکنی کے پاس جو مغلون کا دشمن جانی تھا اور بادشاہ کے پاس قرب و منزلت بہت رکھتا تھا بھیجا اور اُسنے عین بدمستی
مین عرائضیہ سلطان کی نظر سے گذرانکر خلاف حسن بصری کے قتل ہونے کا اور غریبون کے تمرد کا سا شہر ایسے اقبح صورت
کی تقریر کی کہ سلطان نہایت آزردہ ہوا اور حالت غضب اور غفلت سے معاملہ کے کنہ مین نہ پہونچا مشیر الملک دکنی اور نظام الملک
بن عماد الملک غوری کو جو مغلون کے خون کے پیاسے تھے اور اُنکے تفوق اور غلبہ سے ایذا اُٹھاتے تھے امر ہوا
جاکنہ کے قتل کیواسطے تعین فرمایا اور مثل عبید اسند زیاد اور شمر ذی الجوشن علوت اولاد رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے
درپے ہوکر مع لشکر کثیر اُسطرف متوجہ ہوئے اور سادات عرب و عجم امرا وغیرہ نے بخبر سنکر اتفاق کیا اور قلعہ قصبہ جاکنہ مین متحصن
ہوکر قصبہ کو محکم کیا اور ایک عرضداشت مبنی کیفیت امور اور اظہار اخلاص دیگجتی احمد آباد بیدر کیطرف روانہ کی لیکن جو
عرضداشت اُنکی اُسنلے راہ مین مشیر الملک دکنی کے ہاتھ آتی تھی وہ چاک کرکے پرزے پرزے کرتا تھا اور اُسے منظور نہ تھا کہ یہ
دار الخلافت مین پہونچے اور غریبون نے اس حال پر اطلاع پاکر دو قطعہ عرضداشت اور تحریر کین اور جو اپنے جنس کے ہاتھ
بھیجنا متعذر تھا ہندوستانی نفرون کے ہاتھ جو برسون سے اُنکے پروردۂ نعمت تھے دیگر ہر ایک کو ایک راستہ سے
روانہ کیا اور اُن بدبختان روسیاہ نے بھی عداوت جبلی کو کام فرمایا دونون عرضداشت مشیر الملک دکنی کو پہونچائین اور
اُسنے نفرون کو خلعت و اسپ و خرچ وافر سے قوی پشت کیا اور دونون عرضداشت بدستور سابق چاک کین اور رستون
کے انتظام مین زیادہ تر کوشش کرتا تھا اسی صورت مین سادات مثل اپنے جد امجد امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
اپنے کام مین حیران اور پریشان ہوکر رضاے الٰہی پر شاکر ہوئے اور تمام امراے غریب باتفاق باہمی غلہ اور آذوقہ بقدر امکان
قلعہ مین فراہم کرکے مقام مدافعہ مین ہوئے اور جب یہ خبر مشیر الملک دکنی کو پہونچی امراے دکنی کو جو کوکن مین تھے اور یہ
فساد انگیزون کی ذات سے برپا ہوا تھا اپنی مدد کیواسطے طلب کیا اور جزیر اور اُس نواح سے بھی پیادہ بیشمار جمع کرکے
قصبہ جاکنہ کیطرف آئے اور اُسے محاصرہ کرکے محصورون کی تضییق مین کوشش کرتے تھے اور قریب دو مہینے کے آتش جنگ
مشتعل رہی ہمیشہ دکنیون کی عرائض اس مضمون کی سلطان کو پہونچتی تھین کہ عربی جادۂ مخالفت اور حرامخوری سے سرمو دم
اور ثابت قدم ہین اور سلطان گجرات سے مدد طلب کرکے چاہتے ہین کہ قلعہ اُسکے سپرد کرین اور دکنی صاحب دخل
جو حامی دولتخانہ تھے عرائض حسب مدعا سلطان کی نظر مین درلاکر اُسکے جوابمین فرمان اس عبارت کے متواتر و متوالی
بھیجتے تھے کہ جماعت غریبان طاغی و باغی کی قلع قمع کرنے مین کوشش کرکے قتل و سیاست مین ایسے مساعی جمیلہ ظہور مین
پہونچاوین کہ دوسرون کو عبرت ہووے اور عرائض غریبون کی اگر بہ مشقت و محنت تمام دار الخلافت مین پہونچتی تھی
دکنی بادشاہ کے مزاجمین ایسے دخیل ہوئے تھے کہ اُن دنون مین مخصوصان دکنی کے سوا کوئی بادشاہ کی زیارت سے مشرف نہوتا تھا
یہ لوگ عرائض غریبون کے متعلقون سے لیکر بادشاہ کے ملاحظہ مین نہین گذرانتے تھے اور اُنھین یہ جواب دیتے تھے کہ
ہم عرائض بادشاہ کے پاس پہونچاتے ہین اور آنحضرت قہر و غضب کی شدت سے جواب کیطرف توجہ نہین فرماتے اور
بیچارے غریبون نے دولتخانہ کا یہ احوال سنکر یہ تجویز کی کہ آذوقہ و اثاث و اسباب اور کمی مین لایا ہی اپنے زن و فرزند کو مع
ایک جماعت مردم جنگی سے قلعہ کے اندر چھوڑین اور خود باتفاق تمام برآمد ہوکر بسبیل استعجال احمد آباد بیدر کی طرف

جاکر سلطان سے عرض حال کرین مشیر الملک دکنی اور نظام الملک اور بھی دیگر دکنی اُنکے ارادہ اور فکر سے واقف ہوکر کہنے لگے کہ اگر غریب ایسا کرینگے ہم بھی اُنکے تعاقب مین روانہ ہونگے اور جبتک ہم مین سے ایک جماعت کثیر قتل نہوگی اُنپر غالب نہونگے اور صواب مین کہ مقصد ہمارا اُس جماعت کے قتل عام سے ہے عمل مین نہ آویگا پھر مجبوراً مقام حیلہ اور دغا مین ہوکر پیغام دیا کہ ہم جو امت پیغمبر آخر الزمان اور دعوی اسلام کرتے ہین تم برادر تمھارے فرزندون کی یکسی اور عاجزی پر کہ اُنمین اکثر سادات عظام ہین ترحم کرکے سامان سے تمھارے عفو جرائم کے مستدعی ہوئے اور حضرت نے یہ التمس قبول فرماکر حکم کیا ہے کہ آزار جانی اور مالی سے اُنھین محفوظ رکھکر مطلق العنان کردو جس طرف چاہین چلے جائین اور اُسکے بعد حکم مرور اپنے قول کے موافق اُنھین سنایا پھر دونون سردار یہ حلف نے بصیغہ واللہ باللہ اور مصحف اقدس اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھاکر عہد کیا کہ ہم تمین آزار جانی اور مالی نہ پہونچاوینگے اُن بزرگوارون نے اُن مفتریون کے قول پر کہ عدد اُنکے دو ہزار اور پانسو تھے اعتماد کیا اور اُنمین ایک ہزار دو سو سادات صحیح النسب سے تھے مع اہل وعیال اور مال قلعہ سے برآمد ہوئے اپنے اہل وعیال اسباب کے واسطے جو مرکب اور ہارکش نرکھتے تھے اُسکے سامان کے واسطے قلعہ کے میدان مین فروکش ہوئے مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری قلعہ مین داخل ہوئے اور تمین دن اپنے عہد کا پاس کرکے کسی نہج کا صدمہ اُنھین نہ پہنچایا اور چوتھے دن اس جماعت کے امیرون اور رئیسون کو بہم ضیافت قلعہ مین طلب کیا چنانچہ قاسم بیگ صف شکن اور قراخان گرد اور احمد بیگ کہ نماز سے سوا جمیع امرا مع مشاہیر غریبان قریب تین سو مرد کے قلعہ مین حاضر ہوئے اور جبکہ مائدہ طعام بچھا اور کھانا کھانے مین مشغول ہوئے ایک جماعت دکنیون کی مصلح ہوکر کہ جویاے وقت تھی اُن دونون عہد شکن کے اشارہ کے موافق گوشہ اور کنارہ سے شمشیرین برہنہ کرکے سادات مظلوم پر حملہ آور ہوئی اور ضیافت کو طاق نسیان پر رکھکر سب غریبون کو بجاے آب شربت شہادت چکھا کر روضہ رضوان کی طرف راہی کیا اور چار ہزار دکنی زرہ پوش کہ جابجا ایستادہ ہوکر نظر رکھتے تھے بحیثیت مجموعی غریبون کے خیمہ اور خرگاہ کیطرف روانہ ہوئے اور سادات صحیح النسب کے قتل و غارت مین مصروف ہوئے اور قسم مرد سے ایک سال کے بچہ سے سو برس کے بوڑھے تک کو شہید کیا چنانچہ ایک ہزار سید ہندی اور ہزار مغل اور پانچ چھ ہزار بچہ معصوم نے اُس روز از دست ظالمان دکن خانہ تن کو نقد روح سے خالی کیا اور حشرات دکن نے اس ظلم پر بھی اکتفا نہ کرکے بعد قتل تاراج کے اُنکی عورتون اور لڑکیون پر دست اندازی کی کسی عہد مین بعد واقعہ جناب امام حسین علیہ السلام ایسی مصیبت سادات پر نہ پڑی تھی حیف اُس بیحیا قوم پر کہ یہ محض افترا اور تہمت ہے پیغمبر کی اولاد امجاد کو اس وضع سے شہید کیا اور آپ کو اس سلطان کی بارگاہ نبوت کی آمت سے جانتے ہین مصرع زہے خیال محال و زہے طمع باطل اور مغلون کے گروہ سے قاسم بیگ صف شکن اور قراخان گرد اور احمد بیگ یکہ تاز جو اردو سے غریبون سے ایک کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے تھے دکنیون کے آشوب سے واقف ہوکر جبہ پہنے اور اپنی عورتون کو دوشتاک مردانہ پہناکر احمد آباد بیدر کیطرف متوجہ ہوئے اس صورت مین مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری نے دو ہزار سوار لیکر داؤدخان اُنکے تعاقب کیواسطے تعین کرکے رعایا اور جاگیرداران سر راہ کو لکھا کہ یہ جماعت حرامخوار ہین اور باوصف اُسکے سلطان کی دولتخواہی اور اخلاص کا دم مارتے ہین لازم کہ اُنکے قتل و غارت مین اقدام کرکے گھوڑے اور ساز و یراق اُنکے تاراج کرین اور کسی مقام مین اُنھین آرام و قرار نہ دین قاسم بیگ صف شکن اور بھی امرا مع تین سو مرد سر جھکائے ہوئے جاتے تھے اور جس مقام مین دکنی اُنکے مقابلہ کو پہونچتے تھے پلٹ کر جنگ کرتے تھے اور اعدا کو ضرب تیر سے متفرق کرکے آگے بڑھتے تھے اور

رات کو صحرا مین وارد ہوتے تھے اور جب قصبۂ بیر کے اطراف مین پہونچے داؤد خان انکا سدراہ ہوا حسن خان جاگیردار بیر کو جو امرائے بزرگ دکنی سے تھا پیغام دیا کہ مناسب ہے تو بھی اسطرف مع لشکر ہمراہی ان سلطانی حرامخورون کے دفع کیواسطے متوجہ ہو تو باتفاق باہمی ان حرامخورون کے سرتن سے جدا کرکے درگاہ مین روانہ کرون چونکہ قاسم بیگ صف شکن حسن خان سے سابقہ آشنائی کا رکھتا تھا اور اُنہی بیجانگر کے معرکہ مین اُسکی کمک کرکے غنیم کے دست تعدی سے نجات بخشی تھی حسن خان نے اُسکا پاس و لحاظ رکھکر جواب دیا کہ اگر یہ جماعت حرامخور ہوتی کیون اپنے تئین سرحد گجرات مین کہ وہان سے تین دن کی مسافت سے زیادہ تھی پہونچاتی پھر داؤد خان حسن خان کی اعانت سے مایوس ہوا اور تمام لشکر پس ماندہ اُسکا شریک ہوا اور دو ہزار پانسو سوارنے صفوف حرب آراستہ کین اور قاسم بیگ صف شکن اور اُسکے جمیع یارون نے ہاتھ جان سے دھو کر دل جنگ پر رکھا اور اعداکے مقابل آکر حرب مین مشغول ہوئے قضارا حملۂ اول مین دو تیر قضاسے سرہم کیطرح داؤد خان کے مقتل پر آئے و دیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی اور دکنی یہ حال مشاہدہ کرکے اُس جماعت کے قتل مین زیادہ کوشش کرنے لگے اور کام ابتر و تنگ کیا اس درمیان مین حسن خان اپنی جماعت سے نمودار ہوا غریبون نے گمان کیا کہ دہری بلا کا سامنا ہوا ناگاہ حسن خان کے آدمیون نے پہونچکر خبر پہونچائی کہ بیدل نہو جنگ مین ثابت قدم رہو کہ اب ہم تمھاری کمک کو آپہونچے قاسم بیگ اور تمام غریب لشکر خدا بجا لائے اپنی بقاے حیات کے امیدوار ہوئے اور حسن خان جب آنکر اعدا کے مقابلہ اور مدافعہ مین مصروف ہوا دکنی داؤد خان کا جنازہ اُٹھاکر قصبۂ جانکنہ کیطرف راہی ہوئے اور قاسم بیگ قصبۂ کے باہر فروکش ہوا اور حسن خان کی معرفت عرضداشت درگاہ مین روانہ کی جسکا مضمون عرضداشت کا معلوم ہوا فرمان بطلب قاسم بیگ صف شکن کے پہونچا غریبان بقیۃ السیف باجماعت درگاہ کیطرف متوجہ ہوئے سلطان علاء الدین انھین اپنے حضور طلب کرکے تفتیش حال مین مصروف ہوا اس معاملہ کے انکشاف کے بعد مصطفےٰ خان سرآمد کارملکی کو کہ جو غریبون کے عرائض مخفی رکھکر سلطان کے ملاحظہ مین نہین پہونچاتا تھا اُسکے قتل کا حکم صادر فرمایا اور اُسکی لاش کوچہ و بازار مین پھرائی اور قاسم بیگ صف شکن کو خلف حسن بہمنی ملک التجار کے منصب پر منصوب فرماکر سپہ سالار دولت آباد داؤد جنید کیا اور قراخان گرد اور احمد بیگ یکہ تاز کو بھی منصب ہزاری دیکر اور بھی نوازشات سے سرفراز فرمایا اور غریبان رنج رسیدہ و مصیبت دیدہ کو شاد اور مسرور کرکے دوبارہ پرورش و پرداخت مین مہربانی زیادہ کی اور اُن مین سے بہت آدمیون کو صاحب دخل کیا اور مکانات مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری کے ضبط کیے اور فرمایا تو انھین مع امراے دکن جو باعث اس فساد کے تھے طوق و زنجیر اُنکی گردن مین ڈالکر پیادہ پا قصبۂ جانکنہ سے دارالخلافت مین لائے اور اُن لوگون کو کہ اول مرتبہ عرضداشت افترا اور تہمت کی بھیجی تھی بعقوبت تمام ہلاک کیا اور اُنکے بازماندگان کو نان یکروزہ کا محتاج کیا اور طبقات محمد شاہی کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری اسی برس کی علت مین گرفتار ہوا لڑکے اور لڑکیان اُنکی بطور بندگان بازاری گشت کرتے تھے اور سنہ آٹھ سو چھین ہجری مین شیخ آذری نے جو سلطان کا معتقد اتھا اور امام شاہزادگی مین اُسے الفت بہت رکھتا تھا خراسان سے عریضہ طولانی مشتمل بر اقسام سخنان نرا بلاغ رکھا اور سلطان اُسکے مطالعہ سے متاثر ہوا اور شراب سے توبہ نصوح فرمایا اور مجددًا کل جماعت دکنیون کو کہ غریب کشی کی علت مین مقید و محبوس تھے بسیاست تمام قتل کیا اور اپنے نام سے جواب عریضۂ شیخ آذری لکھکر مع مبالغ خطیر خراسان کی طرف بھیجا اور بعد اسکے شاہان عظیم الشان کے موافق سلطان احمد شاہ بہمنی نے ہر روز خود

مہمات سلطنت مین پہونچکر دکنیون کو خدمات بزرگ و دولتخانہ سے معزول کیا اور ۸۰۸ آٹھ سو آٹھ ہجری مین اُسکے پاؤن کی پنڈلی مجروح ہوئی ہر چند معالجہ مین کوشش کی اثر پذیر نہوا اس سبب سے مکان سے کمتر برآمد ہوتا تھا اور اکثر اوقات خبر اُسکے فوت کی منتشر ہوتی تھی یہان تک کہ جلال خان داماد سلطان احمد شاہ بہمنی کو اولاد سید جلال بخاری سے مقام اور تلنگ مین سکر تلنگانہ کی جاگیر رکھتا تھا اُسکے فوت کا یقین کرکے بہت علاقہ اُس نواح کا اپنے تصرف مین لایا اور اپنے بیٹے سکندر خان کو کہ نواسہ سلطان احمد شاہ بہمنی کا تھا تقویت کرکے اُس ولایت پر مسلط کیا اور اس سبب سے دخان اعظم اُس عہد مین فوت ہوا تھا تلنگ مین کوئی صاحب وجود نہ تھا اکثر امرائے تلنگ سکندر خان سے متفق ہوکر چاہتے تھے کہ اُسکو اس مملکت کا شاہ بناوین سلطان علاء الدین باوجود علالت احضار لشکر کا حکم دیکر لشکر کشی کا عازم ہوا اور جلال خان سے سلطان کی حیات اور اُسکی آمادگی سے آگاہی پاکر اپنے مدبرون سے شورہ کیا آخر کو یہ قرار پایا کہ جلال خان تلنگ مین رہے اور سکندر خان ماہور کیطرف جاوے سلطان جس طرف کو توجہ کرے دوسری طرف خلل عظیم پہونچاوے ایک دوسرے کی کمک پر مستعد ہوون الغرض سکندر خان نے ماہور کیطرف کہ مابین تلنگ اور برار واقع ہے جاکر جمعیت کی اور ہر چند سلطان قول نامہ بھیجتا تھا مؤثر نہین ہوتا تھا کس واسطے کہ سکندر خان شہزادہ محمد خان کی بغاوت مین دخل عظیم رکھتا تھا اور یہ مخالفت بھی فرمایہ علت ہوئی سلطان سے کسی وجہ مطمئن نہوتا تھا یہانتک کہ سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی کو پیغام دیا کہ سلطان علاء الدین بیمار ہوا اور چند مدت ہوئی کہ اس عالم فانی سے عالم باقی کیطرف خرامان ہوا اور اعیان درگاہ اُسکی موت کو اپنے مقصد کیواسطے پوشیدہ رکھکر چاہتے ہین کہ وارثان مملکت کو تاج اور تخت سے باز رکھین اگر وہ خداوند خان غزمیت اسطرف معطوف کرین مملکت برار و تلنگ کی بے نزاع و جنگ حوزۂ دیوان مین آوے گی سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی یقین کرکے بمشورۂ والی آسیر و برہان پور سفر دکن کا عازم ہوا اور ۸۰۹ آٹھ سو نو ساٹھ ہجری مین باستعداد و شوکت تمام روانہ ہوا اور سکندر خان مع ایک ہزار سوار چند منزل استقبال کرکے اُس سے جا ملا اور سلطان علاء الدین نے فسخ عزیمت یورش تلنگ کرکے خواجہ محمد گیلانی المشہور بکاوان کو منصب ہزاری دیگر مع بعضے امرا جلال خان کے سر پر تعین فرمایا اور لشکر برار کو حاکم برہان پور پر کہ سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی سے متفق ہوا تھا مقرر کیا اور قاسم بیگ صف شکن سرلشکر دولت آباد کو برسم پیشوائی روانہ کرکے خود پانچ کوس کے فاصلہ پر مع لشکر بیجاپور اور خاصہ خیل مالکی مین بیٹھکر بعزم رزم سلطان محمود شاہ خلجی سنکے کہ صحرائے ماہور مین نزول کیا تھا متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ نے جانا کہ شاہ دکن زندہ ہے اور لشکر جرار لیکر جنگ پر متوجہ ہے آدہی رات کو کوچ کرکے اپنی مملکت کیطرف پلٹ گیا اور ایک امرائے عالیشان کو مدد کے بہانہ سکندر خان کے ہمراہ کرکے تاکید کی کہ اگر یہ پھر دکنیون سے ملحق ہوکر صلح کرے تو تم تمام گھوڑے اور ہاتھی اور جمیع اثاثہ شوکت اسکا لیکر مندو مین حاضر ہو سکندر خان اس بات کو سمجھکر مالوہ سے اپنی طرف سے جدا ہوکر مع دو ہزار آدمی کہ اکثر افغان اور راجپوت تھے تلنگانہ کیطرف روانہ ہوا اُسوقت خواجہ محمود کاوان نے قلعہ تلنگانہ کو محاصرہ کیا تھا جس حیلہ سے کہ ممکن تھا اُسکو قلعہ بیدر مین پہونچایا اور خواجہ نے اس امر کو غنیمت سمجھکر استعجال سے زیادہ تر کام محصورون پر تنگ کیا چنانچہ انھین دنون مین ایلچی نے بندرگاہ خواجہ سلطان آنا مراجعت کرکے قلعہ کو سپرد کیا اور خواجہ کے وسیلہ سے شاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر تلنگانہ کی جاگیر پر سرفراز ہوا اور سلطان نے ماہور کی حکومت بدستور قدیم فخر الملک ترک کو عطا کی اور فرح الملک تھانہ دار رائچور پر بھی نوازش فرماکر دار السلطنت کیطرف

متوجہ ہوا اور سنہ ۸۶۲ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین سلطان علاء الدین شاہ بہمنی اسی درد ساق پا کے سبب پا نون سے درآیا
علم فنا بلند کیا تیئیس ۲۳ برس اور نو مہینے اور بیس دن حکومت کرکے دنیا سے رحلت کی کہتے ہین سلطان علاء الدین شاہ
بہمنی بہت فصیح و بلیغ تھا اور فارسی خوب جانتا تھا اور فی الجملہ تحصیل علوم بھی کی تھی اور کبھی کبھی روز جمعہ اور عیدین کو مسجد
جامع مین جاکر منبر کے اوپر خطبہ پڑھتا تھا اور اپنے تئین ساتھ اس القاب کے تعریف کرتا تھا السلطان العادل الکریم العلیم
الرؤف علی عباد اللہ الغنی علاء الدنیا والدین علاء الدین بن اعظم السلاطین احمد شاہ ولی بہمنی القصہ ایک دن ایک سوداگر
عرب نے گھوڑے لائی اسکے اہلیون کے ہاتھ فروخت کیے تھے اور وہ ادائے زرثمن مین تعلل اور تامل کرتے تھے اور تاجر
سادات وغیرہ کے قتل ہونے سے بھی آزردہ تھے منبر کے قریب حاضر ہوئے جب سلطان یہ کلمات زبان پر لایا بیفاصلہ
ایک عرب ایستادہ ہوا اور بولا لا واللہ لا عادل ولا کریم ولا حلیم ولا رؤف ایہا الظالم الکاذب لقتل الرزیۃ الطاہرۃ وتتکلم بہذہ
الکلمات علی منابر المسلمین شاہ متاثر ہوکر زار زار رویا اور گھوڑون کا زرثمن اسی وقت بیباق کرکے فرمایا آتش غضب الٰہی سے وہ
لوگ نجات پاوین جنھون نے مجھے مثل یزید دنیا و آخرت مین بدنام کیا اور مکان مین جاکر پھر برآمد نہوا یہانتک کہ جنازہ اسکا
نکالا گیا اور سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کے عہد مین شاہ خلیل اللہ بن شاہ نعمت اللہ ولی اور میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ
برحمت ایزدی واصل ہوئے اور شاہ خلیل اللہ سے دو صاحبزادے رہے ایک شاہ حبیب اللہ داماد سلطان احمد شاہ
اور دوسرے شاہ محب اللہ داماد سلطان علاء الدین شاہ اور شاہ حبیب اللہ باوصف اسکے کہ بڑے بھائی
تھے لیکن سپاہ گری کیطرف غلبہ رکھتے تھے سجادہ نشینی اپنے چھوٹے بھائی شاہ محب اللہ سے رجوع کرکے خود امارت
مین اشتغال رکھتے تھے مورخان واقعہ نگاریون بیان کرتے ہین کہ جب سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی نزع روان کا وقت
قریب پہونچا امرا اور وزرا کے خلاف توقع ہمایون شاہ ظالم کو بخلاف اسکے اوضاع سے متنفر تھی ولیعہد کیا اور قبل اسکے
کہ داعی اجل کو لبیک کہے نظام الملک دولت آبادی کہ انھین دونون مین وکیل سلطنت ہوا تھا اور صفت عقل
اور کارروائی مین موصوف تھا بھاگ کر اپنے فرزند کے پاس کہ بعد فوت قاسم بیگ صف شکن کے خطاب
ملک التجاری پایا تھا اور صوبہ دار دولت آباد اور خبیر ہوا تھا چلا گیا اور جو کہ ابتک خبر فوت سلطان علاء الدین شاہ
نہ پہونچی تھی باپ اور بیٹا دونون اتفاق کرکے گجرات کیطرف روانہ ہوئے اور سلطان ہمایون شاہ کے ظلم کے دغدغہ سے نجات پائی

ذکر ہمایون شاہ بہمنی المشہور ظالم ولد سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی سلطنت کا

جسوقت سلطان علاء الدین شاہ بہمنی نے تختہ کو تخت پر اختیار کیا بڑا بیٹا اسکا ہمایون شاہ بہمنی المشہور ظالم اپنے مکان
مین تھا سیف خان اور ملو خان نے کہ امراے معتبر سے تھے وفات اسکی مخفی رکھی اور بے توقف اسکے چھوٹے بھائی حسن خان
کو تخت پر بٹھایا اور شاہ حبیب اللہ بن شاہ خلیل اللہ اور بعضے امراے دیگر اسکے جلوس کو مغتنمات شمرکر سے جاکر شکر زوان
بجالائے سبھون نے اسکے واسطے دست دعا بلند کرکے سرحبکائے اور خلائق بقصد تاراج خانہ ہمایون شاہ اور اسکے قتل پر روانہ
ہوئی الدندرو غوغا عجیب برپا کیا اور ہمایون شاہ مع اسی سوار جبہ پوش کہ سکندر خان اور اسکے بھائی ازانجملہ تھے برآمد ہوکر
جنگ پر آمادہ ہوا اور ذرا سے تکلیف کھاکر حسن خان کے پاس پناہ لیگئے ہمایون شاہ انکے تعاقب مین روانہ ہوا اور
دربار شاہی کیطرف متوجہ ہوا اور راہ مین اہل حشم سے جسنے ہمایون کو دیکھا اسکی خدمت مین حاضر ہوا اس سبب سے ہمایون شاہ
باجم غفیر و خلقت کثیر دیوانخانہ مین آیا اور چھوٹے بھائی کو کہ عشرہ اسپر مستولی ہوا تھا تخت سے اتار کر

نظر بند کیا اور سیف خان کو جو فتنہ و فساد کا بانی تھا ہاتھی کے پاؤں میں باندھکر شہر و بازار میں تشہیر کرکے قتل کیا اور شاہ حبیب اللہ اور بھی اعیان مقید اور محبوس ہوئے اور مبوخان جنگ کنان شہر سے باہر نکل گیا پھر کرناٹک میں دم لیا اور ہمایون شاہ بھی تخت پر متمکن ہوکر باستقلال تمام مہمات ملکی اور مالی میں مشغول ہوا اور اپنے والد بزرگوار کی وصیت کے موافق خواجہ محمود دکاوان کو کہ حاجی محمد قندھاری کی روایت سے وہ بھی خاندان سلاطین سے تھا خطاب ملک التجاری عنایت کرکے وکیل شاہی اور طرفدار بیجاپور کیا اور ملک شاہ نامے کو کہ بزرگ زادگان مغل سے تھا اور بعضے اولاد سلاطین چنگیزیہ سے منسوب کرتے ہیں خطاب خواجہ جہان دکھر طرفداری تلنگ کیا اور بھتیجے عماد الملک غوری کو کہ جوان قابل اور مردانہ تھا بخطاب نظام الملک اور منصب ہزاری دیکر صاحب جاہ کیا اور تلنگ جاگیر سے بھی خصوصیت بخشی اور سکندر خان بن جلال خان کہ جو ایام شاہزادگی میں اسکا مصاحب تھا اور تلنگ کی سپہ سالاری کا منتظر تھا اس امر سے فیابت دلگیر ہوکر شاہ کی بلا رخصت اپنے باپ کے پاس تلنگانہ میں گیا اور جلال خان نے بیٹے کے سبب لاچار ہوکر علم مخالفت بلند کیا اور لشکر کی فراہمی میں مشغول ہوا اور سلطان نے یہ حال سنکر خان جہان حاکم برار کو جو مبارک باد کیواسطے دارالسلطنت میں آیا تھا اسکے دفع کیواسطے مقرر کیا اور سکندر خان فوج جرار اور پہلوان نامدار لیکر اسپر جا پہنچا اہم لڑائی ہوئی سکندر خان فتحیاب ہوا اور ہمایون شاہ نے اس فساد کا دفع کرنا اپنی توجہ پر منحصر جانکر سنہ جلوس میں اسطرف لشکر کھینچا اور بعد قطع منازل و مراحل تلنگانہ میں نزول فرما کر منتظر تھا کہ جلال خان اور سکندر خان اسکی خدمت میں حاضر ہوں کہ ناگاہ سکندر خان لشکر سلطان پر شبخون لاکر مزاحم ہوا اور سلطان علی الصباح بہ افواج آراستہ قلعہ کی تسخیر میں متوجہ ہوا اور سکندر خان کہ اپنی سپاہ پر اعتماد تمام رکھتا تھا میمنہ اور میسرہ درست کرکے مع سات یا آٹھ ہزار سوار افغان اور راجپوت و دکنی شاہ کے مقابل آیا اور ہمایون شاہ نے اسے پیغام دیا کہ ولی نعمت سے لڑنا مبارک نہیں ہے تجھ ایسے بہادر کا کہ فن سپہ گری اور سررشتہ رزم میں اولوالعزم بلکہ یکتا ہے ضائع ہونا بھی حیف ہے تیرا گناہ بخشا ہوں ولایت دولت آباد جس پر تو نے تمنا ہو تیری جاگیر مقرر کروں سکندر خان نے جواب دیا کہ تو اگر احمد شاہ کا بیٹا ہے میں بھی نواسہ اور سلطنت میں تیرا شریک ہوں حکومت تلنگ مجھے تفویض فرما جنگ پر آمادہ ہو ہمایون شاہ یہ سنکر غضب میں آیا اور نقارہ جنگ پر چوب ماری اور سکندر خان بھی علم جسارت بلند کرکے بے ادبانہ گھوڑے کو کاوہ دیکر سر میدان آیا اور جو کہ پرانا سپاہی اور آداب دان تھا ہمایون شاہ کے حملوں کو ہر مرتبہ نئے انداز سے رد کرکے صدائے تحسین و آفرین زمین و زمان سے سنتا تھا اور قریب تھا کہ اس روز بقائی جنگ ایک دوسرے سے جدا ہوکر نبرد گاہ سے اپنے اپنے خیمہ میں آرام کریں اور دم بھر پھر جنگ کا سر انجام کریں اور باقی داستان کو بفرد اطمینان کہ ناگاہ ملک التجار کاوان مع لشکر بیجاپور اور خواجہ جہان ترک با لشکر تلنگ میمنہ اور میسرہ سے حملہ مردانہ لائے اور بہت سے جوانان اور پہلوانان سکندر خان کے تیغ آبدار کے گھاٹ اتارے اور ہمایون شاہ نے فرصت پاکر پانسو جوان تیرانداز اور پانسو بہادر نیزہ گذار طلب لشکر سے جدا کرکے مع ایک فیل مست سکندر خان کی فوج خاص پر روانہ کیے بہادران تیرانداز وغیرہ اپنے کام میں مشغول ہوئے اور رستخیز کے آثار ظاہر کیے یکایک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت کا لیکر نبرد گاہ میں آپہنچا الموت کی گرم بازاری دم نقد جان کی خریداری ہوئی القصہ یہ کلام کا انجام یہ ہوا کہ طرفین سے تیغ کشی اور نہایت کشتار کشی ہوئی اور

سکندر خان

سکندر خان نے مثل شیر شرزہ اعلام مدافعہ بلند کرکے آن واحد مین مبارزان سلطانی کو منہزم کیا لیکن چونکہ سلطان کا
خدا حامی اور کفیل تھا ایک فیل شاہی معرکہ مین گشت کرکے بہت غنیم کے بہادران نامی کو ہلاک کرتا تھا سکندر خان
نے نیزہ ہاتھ مین لیکر چاہا کہ بنفسہ اُسکا بھی شر دفع کرے فیل مست نے فیلبانون کی تحریک وسعی سے سکندر خان
کو خرطوم مین لپیٹ کر خانہ زین سے اُٹھا کر زمین پر ٹپک دیا اُسکے قالب بیجان اور پیکر خاکی کو فرش زمین پر غرقہ بخاک
و خون کر دیا پھر اورون کی سمت متوجہ ہوا اور سکندر خان کے سپاہی کہ گھوڑے اُسکی لاش کی تلاش مین دوڑتے تھے
نادانستہ گھوڑے اُسکے جسد پاش پاش پر دوڑتے تھے کہ صندوق سینہ اُسکا مرکبون کے سُم سے شکستہ اور ریزہ ریزہ ہوا
کفران نعمت نے اپنا کام کیا اور ہمایون شاہ نے ایک جماعت منہزمون کی تعاقب مین روانہ فرمائی اُنمین کے بھی بہت قتل اور
دستگیر ہوئے منظم جوانان زکینہ کشیدند تیغ ✤ بہ قتل گریزندگان بیدریغ ✤ چو خان سکندر درآمد زین ✤ شد آلودہ
خون تن نازنین ✤ چنان کوفتہ لبشت و پہلو و دوش ✤ کہ مغزش برون آمد از راہ گوش ✤ ہمین بود و تا بود گردون سپہر
گہے کینہ در باز دو گاہ مہر ✤ دوسرے دن ملک التجار کاوان اور خواجہ جہان ترک سلطان کے حکم کے موافق قلعہ تلنگنڈہ
محاصرہ کیواسطے مشغول ہوئے اور قہر و غضب سے اُسکی تسخیر مین مصروف ہوئے اور جلال خان نے جس کا
فرزند سکندر خان اس معرکہ مین قتل ہوا تھا امان سے بہتر کوئی فریادرس اپنا نہ پایا ناچار خواہی مین درآیا اور دو
بزرگوار کے ذریعہ سے امان پائی اور مال وافر اور نفائس متکاثر جو چالیس پچاس پیل کی عمارتی مین فراہم کیا تھا شاہ کی
بارگاہ مین پہونچایا اور اگرچہ مایوس ہوا لیکن حیات چند روزہ کو مغتنم سمجھا اور ہمایون شاہ جب اس معاملہ سے فارغ
ہوا قلعہ دیورکندہ کی تسخیر کی ہوس دامنگیر ہوئی اور وہ قلعہ زمیندار تلنگی کے تصرف مین تھا اور وہان کے اہالی اور رکن
سکندر خان سے موافقت رکھتے تھے اور سلطان خود ورنگل کیطرف سوار ہوا اور خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری
کو قلعہ دیورکندہ کی جانب تعین کیا تلنگیون نے چند مرتبہ جنگ مین قیام کیا اور ہر دفعہ شکست پائی اور خواجہ جہان ترک
مظفر و منصور ہوا اور جب اُنھین تاب مقاومت نرہی قلعہ مین متحصن ہوئے اور خواجہ جہان ترک اُن پہاڑون پر خیمہ
و خرگاہ برپا کرکے لوازم محاصرہ مین مشغول ہوا اور محصورین کی تضییق مین کوشش کی منظم بہ نزدیک آن قلعہ با شکوہ
سر بپردہ برزد ببالائے کوہ ✤ شب و روز میشد بسے کارزار ✤ زبیرون آن قلعہ استوار ✤ اور اُسکے بعد مردم تلنگ
بہ تنگ آئے رائے اوڈیسہ اور دوسرے راؤن کے پاس جو بعدت و شوکت ممتاز تھے الچی بھیجکر زخطیر قبول کرکے
کمک طلب کی اور اُنھون نے لشکر بیشمار مع چند حلقہ فیل جنگی اُنکی مدد کیواسطے بھیجے اور اپنے آنے کی نوید سے بھی
مسرور کیا اور تلنگی اس امر سے قوی پشت ہوکر جنگ کے عازم ہوئے اور خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری نے خیمہ
سنکر مشورہ کیا نظام الملک نے یہ تجویز کی کہ افواج کی کمک پہونچنے تک قلعہ کے اطراف سے برخاست ہونا چاہیئے اور درہ تنگ سے
میدان وسیع کیطرف جاکر وہان بنیاد جنگ ڈالنا چاہیئے لیکن یہ رائے خواجہ جہان ترک کے طبیعت کے موافق نہ آئی بولا کہ اگر ہم یہان سے
کوچ کرینگے کفار ہمارے ضعف اور زبونی کا گمان کرکے تعاقب کرینگے بہتر یہ ہے کہ اسی مقام مین آتش حرب کو شعلہ زن کرین
نظام الملک غوری نے لاعلاج ہوکر سکوت اختیار کیا دوسرے دن جب خورشید جہانتاب اُفق مشرق سے برآمد ہوا ایک طرف سے
لشکر رائے اوڈیسہ وارد ہوا اور دوسری طرف سے لشکر تلنگ و قلعہ سامان جنگ بڑے کروفر سے درست کرکے خواجہ جہان
ترک پر حملہ آور ہوئے اور اُس جاے تنگ مین کہ مجال گھوڑے جولان کرنیکی نہ تھی ہر ممیت لشکر اسلام پر پڑی

مرد اہل نبرد بہت کام آئے خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری بحال پریشان فی الیست سے ناامید ہوکر اپنے کو نیجان باہر لے گیے اور تعاقب کفار سے کسی جگہ مجال توقف اور قیام نہ پاکر راستی کوس بھاگے اور رنگل مین جاکر سلطان ہمایون شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شاہ نے اس قضیہ نامرضیہ کی پرسش کی چنانچہ خواجہ جہان ترک جان کے خوف سے در وغ کو اپنے اوپر مصلحت جانکر عرض پیرا ہوا کہ یہ حادثہ نظام الملک محوری کی ذات سے ظہور مین آیا ہمایون شاہ کہ کج خلق اور خشن پسند رکھتا تھا طیش مین آیا اور اسی وقت بلا ثبوت حقیقت حال و اثبات جرم اس غیور مشیہ شجاعت کے قتل کا اشارہ کیا اور اقارب اور عشائر اسکے اس ظلم صریح کے باعث ناراض ہوکر محمود شاہ خلجی مالوہی کی پاس حاضر ہوئے اور سلطان ہمایون شاہ نے خواجہ جہان ترک کو مخاطب اور معاتب کرکے قلعہ مین محبوس کیا اور بعضون کا یہ قول ہی کہ نظام الملک خود بادل ناشاد بھاگ کر محمود شاہ خلجی سے ملحق ہوا سلطان ہمایون شاہ درپے انتقام ہوکر چاہتا تھا کہ دوبارہ لشکر دیوگیر کو بھیجے کہ ناگاہ حیدرآباد بیدر سے مخبرون نے آکر خبر پہونچائی کہ یوسف ترک کچل شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ کو زندان ستم سے برآوردہ کرکے قصبۂ بیر کیطرف لیگیا ہمایون شاہ نے باگ صبر کی دست استقلال سے دیکر ملک التجار کاوان کو تلنگ کے انتظام کیواسطے چھوڑا اور خود بہ نفس نفیس ماہ جمادی الاول ۸۶۲ھ آٹھ سو چونسٹھ ہجری مین بعجیل تمام دارالخلافت کیطرف روانہ ہوا اور اثنائے راہ مین ظلم کی افروختہ کرکے جو چاہا عمل مین لایا تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ شاہ حبیب اللہ شاہزادۂ حسن خان کی دوستی کے سبب ہمایون شاہ کے زندان مین محبوس تھا اور جب اسنے تلنگانہ کی طرف فوج کشی کرکے سکندر خان کو قتل کیا اور اس حدود کے قلعجات کے لینے مین مشغول ہوا اسات شخص حبیب اللہ کے مریدون مین سے تھے وہ بھی باتفاق کرکے اپنے مرشدزادہ کی رہائی کی فکر مین برآمد ہوئے اور یوسف ترک کچل نے جو سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کا غلام تھا اور امانت و دیانت اور صلاح و تقوی مین شہرت رکھتا تھا شاہ اس سے لیجا کر پردۂ چہرۂ مقصود سے اٹھایا طلب امداد کی اور یوسف ترک کچل بھی جو اس خاندان عالی شان کے مریدان محبت سے تھا انسے یکدل اور یک زبان ہوا اور بعضے کو توال اور محافظون کو اپنا ہمدرد و معاون کرکے جملہ بارہ سوار جرار اور پچاس پیادہ فدائی دستیاب کیے اور باوصف اسکے کہ تین ہزار پیادہ دارالخلافت کی حفاظت کیواسطے مقرر تھے یوسف ترک کچل نے قدم بادیہ توکل مین رکھا اور شام کے قریب کہ آفتاب غروب ہونے پر تھا مع یاران وفائی محل بادشاہی کے نزدیک کہ محبس تھا آیا اور چونکہ اکثر محافظ اپنے حوائج ضروری کیواسطے گئے تھے اور قلیل درمیان کہ وہان حاضر تھے بہ مراعت پیش آئے یوسف ترک کچل نے کہا مجھے حکم شاہی ہوا ہی کہ قیدخانہ مین جاکر فلان فلان محرم کی آنکھین نکالو اور اس بارہ مین ایک فرمان جعلی بمہر و طغرائے سرخ جیساکہ رسم شاہان بہمنیہ تھی ترتیب دیکر ہمراہ رکھتا تھا فی الفور بغل سے برآوردہ کرکے انھین دکھایا انھون نے سکوت اختیار کیا اور یوسف ترک کچل زندان کے دروازۂ اول مین درآیا جب دوسرے دروازہ پر پہونچا دربان مدافعہ کیواسطے پیش آئے اور اسنے فرمان جعلی دکھایا انھون نے قبول نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ ہمکو پروانہ کوتوال شہر کا چاہیے ہی یوسف ترک کچل لاچار ہوا اور اس جماعت کے سردار کا سر تیغ بیدریغ سے جدا کرکے قلعہ مین درآیا اور شور مردم درونی سے برپا ہوا اور یوسف پہلے جہان اسکے احباب قید تھے اور پہلے شاہ حبیب اللہ کی زنجیر کاٹی اور حال کے دیکھتے ہی شاہزادہ حسن خان اور یحیی خان بن سلطان علاء الدین اور جلال خان بخاری متضرع و زاری ہوا کہ ہمنے قید کی ایذا بہت اٹھائی ہی ترے خدا ہماری بھی زنجیر توڑ کر اپنے ہمراہ لیچل یوسف ترک کچل نے یہ التماس قبول کیا اور انکی بھی زنجیر کاٹی اور تمام قیدخانون مین جو دارالامارۃ کے قریب تھے جاکر یہ بات کہی کہ جس شخص کو ہماری رفاقت مدنظر ہو زنجیر توڑ کر

باہر آوے اور تخنگاہ کے دروازہ پر آپ کو پہونچاوے یہ کہکر یوسف ترک کچل ہنگام شب شہزادہ حسن خان اور تمام اعیان محبس کو ہمراہ لیکر تخت گاہ دروازے کے قریب پہر بھر ایستادہ رہا اور قیدی کہ اعداد اُنکے سادات اور فضلا اور فقرا اور اوسط الناس سے سات ہزار کو پہونچے تھے اُسے فور عظیم جانکر محافظون کی گردن مین ہاتھ دیکر باہر کرتے تھے اور نہایت ذوق وشوق سے زنجیر کو کاٹتا اور طوق توڑ کر فوج فوج یوسف ترک کے پاس فراہم ہوے خلاصہ یہ کہ بعضے چوبدستی ہاتھ مین لیکر اور بعضے پتھر دامن مین بھر کر مستعد جنگ ہوے اس درمیان مین کوتوال شہر اس معاملہ سے واقف ہوکر محل شاہی کیطرف متوجہ ہوا زندانیون نے فدویانہ سلوک کرکے اُسے ضرب سنگ وچوب سے منہزم کیا اور ہر ایک گوشہ کیطرف راہی ہوئے لیکن جلال خان بخاری اسّی برس کی عمر رکھتا تھا اور شہزادہ یحیی خان بن سلطان علاءالدین شاہ دونون اُسی شب کو توال شہر کے ہاتھ گرفتار ہوکر بذلت وخواری قتل ہوئے اور شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ ایک حجام کے مکان مین جو شاہ حبیب اللہ کا خدمتگار تھا در آئے اور قلندرانہ بھیس کیا اور شاہ حبیب اللہ چاہتا تھا کہ گوشہ مین پاؤن دامن قناعت مین کھینچون شہزادہ حسن خان نے کہا کہ مردم شہر وسپاہ دست ظلم وتعدی ہمایون شاہ سے عاجز اور میرے خواہان ہین اور جو میرے بازو دولت نے جناح اقبال کھولے یقین ہے کہ اُسے مثل مرغ بال گسستہ اور وحش پاے شکستہ بے رنج وتعب اپنے قبضہ مین لاؤنگا اور امیرزادہ جو ہمیشہ کلاہ ندسر پر رکھتا تھا اُسنے فسخ عزیمت کی اور شہزادہ حسن خان کے ساتھ عہد وپیمان کرکے دونون متفق ہوکر قلندرون کی جماعت کے ہمراہ شہر سے باہر گئے اور لشکر فوج فوج انکی طرف متوجہ ہوا اور یوسف ترک کچل بھی شہزادہ حسن خان سے ملحق ہوا اُسکے بعد چھ سات روز باغ کمتھانہ مین کہ احمد آباد بیدر سے تین کوس ہے مقیم ہوا پھر تین ہزار سوار اور پانچہزار پیادہ مستعد ومکمل لیکر قلعہ ارک بیدر کو محاصرہ کیا اور جب دیکھا کہ یہ قلعہ آسانی سے سر نہوگا اور محصورین برج وبارہ کو محکم کرکے مدافعت اور ممانعت مین ہمہ تن مصروف ہین اسلیے اُسکی فتح سے مایوس ہوکر قصبہ بیر کی طرف روانہ ہوئے اور اُس ولایت کو تصرف مین لائے اس صورت مین یوسف ترک کچل منصب امیرالامرائی اور شاہ حبیب اللہ منصب وزارت اور جملہ الملکی پاکر لشکر فراہم لانے مین مشغول ہوئے لیکن ہمایون شاہ بہمنی کہ بکج خلقی اور تند مزاجی اور قہاری مملکت دکن مین ضرب المثل خاص وعام تھا مملکت تلنگ مین یہ خبر سنکر احمد آباد بیدر کی طرف بطور ایلغار روانہ ہوا پہلے تین ہزار پیادہ کو جو شہر کی محافظت مین مقرر تھے بانواع سیاست قتل کیا اور کوتوال کو قفس آہنی مین بند کرکے ہر روز ایک عضو اُسکا کاٹتا تھا اور اُسی کو کھلاتا تھا اور شہر مین پھراتا تھا یہانتک کہ اُسی قفس مین فوت ہوا اور اُسکے بعد آٹھ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار بھائی کے دفع کے واسطے تعین کیے چنانچہ صحراے بیر مین خانقاہ کے نزدیک جنگ واقع ہوئی چنانچہ تائید ایزدی اور شاہ حبیب اللہ اور جملۃ الملک کی سعی سے شہزادہ حسن خان فتحیاب ہوا ہمایون شاہ کا غضب جبلی جوش مین آیا جمیع امرا اور سلحداران کو جو تلنگ کے یورش مین ہمراہ تھے باخزانہ وفیلان جنگی قصبہ بیر کی طرف روانہ کیا اور اُنکے زن وفرزند کو موکلون کی حوالات مین کیا کہ مبادا بادشاہ روگردان ہوکر شہزادہ حسن خان کے شریک ہون اور اس مرتبہ شہزادہ حسن خان جنگ صعب کے بعد معرکہ سے خانہ تاب ہوا اور ناچار شاہی اپنا چھوڑ کر بیجانگر کی طرف روانہ ہوا شہزادہ اُس خسرو سنگدل اظلم کے دشنہ ظلم کے خوف سے فرہاد نمط بے نیل مرام جان شیرین تلخکامی سے بچاکر با دل خستہ وخان برشتہ سات سو آٹھ سو سوار لیکر لیکر

اطراف بیجاپور مین پہونچا سراج خان جنیدی نے جو تھانہ دار وہان کا تھا اور آخر مین بادشاہ کا نوکر ہوکر خواجہ معظم خان خطاب پایا تھا مقام مکرر دغا مین ہوکر پیغام دیا کہ یہ مملکت تمسے علاقہ رکھتی ہی جو طرفدار اس طرف کا خواجہ جہان کا وان تلنگ مین ہی اور یہ مملکت خالی ہی اگر اس دیار مین آپ نزول فرماوین بندہ متعہد ہوتا ہی کہ سپاہ اور رعایا بیجاپور اور راجپور اور مدکل کے سر خط فرمان پر رکھکر مطیع اور منقاد ہوگی شہزادہ حسن خان نے یہ تجویز شاہ حبیب اللہ اور یوسف ترک کچل اور سات نفر مخلص کے بہ امر قبول کرکے قلعہ بیجاپور مین کہ دیوار گلی رکھتا تھا وارد ہوا سراج خان جنیدی نے لوازم ضیافت اور اظہار اخلاص مین تقصیر نکرکے انھین غافل کیا اور ہر شام مع حشم سلام چراغ کے بہانہ قلعہ مین در آیا اور اُس قصر کو کہ یہ حضرات جسمین تھے محاصرہ کیا اور دوسرے دن جب ارادہ کیا کہ انھین گرفتار کرکے ہمایون شاہ کے پاس بھیجون اتنے مین شاہ حبیب اللہ اسباب حرب و رخنگ درست کرکے مرنے پر لیس ہوا کمان چڑھاکر ترکش اور نیزہ سنبھالکر اعدا کے مقابل ہوکر اسقدر لڑا کہ شہد شہادت چکھکر روضہ رضوان کو سدھارا اُسکے بعد سراج خان جنیدی شہزادہ حسن خان اور یوسف ترک کچل اور بھی اُنکے مخلصان اور منسوبان کو یہانتک کہ فراش اور سقہ اور خاکروب کو بھی مقید کرکے دار السلطنت احمد آباد بیدر مین روانہ کیا اور ہمایون شاہ بازار سیاست گرم کرکے بحر غضب کو جوش مین لایا اور احمد آباد بیدر کے بازار مین صدہا دار اور حلقے نصب کروائے اور جا بجا فیلان مست اور سباع درندہ ہر قسم سے ایستادہ کیے اور چند مقامون مین دیگین اور قرابے آب گرم اور روغن سے جوش کرکے مہیا کین اور خود دیوانخانے کے قصر پر بیٹھا اول شاہزادہ حسن خان کو شیر گرسنہ کے روبرو ڈالا اُسنے آن واحد مین پھاڑکر اُسکے وجود سے ایک نشان نہ چھوڑا اُسکے بعد یوسف ترک کچل اور اُسکے سات یار موافق کے سر تن نازنین سے جداکروائے اور اُنکی مستوراتون اور فرزندان بیگناہ کو بدترین صورت سے مکانون سے باہر کھینچکر اُس بارگاہ مین کہ انبوہ کثیر اور جم غفیر مین باقسام فضائح اور شنائع کہ تصریح اُسکی حسن ادب سے دور ہی تعذیب کی اور تشکنجون اور غدابون مین کہ اُسکے مخترعات سے تھے درلایا اور مرد اور عورت اور صغیر و کبیر کو قتل کیا اور وہ کام جو ضحاک بیدین بدکیش اور حجاج ظالم خطا اندیش سے سرزد نہوئے تھے اُس سے وقوع مین آئے اور من بعد شاہزادہ کے متعلقون اور منسوبون وغیرہم کو کہ سات سو نفر ہوتے تھے اور اُس معاملہ سے ہرگز خبر نرکھتے تھے یہانتک کہ باورچی اور طبقچی اور دیگ شو کو شاہ بازار مین بھیجا تو بعضون کو دار پر اور بعضون کو شیر گرسنہ اور فیل مست کے روبرو ڈالا اور باقین سے چندے کو دیگون مین جوش کیا اور بعضون کے دشنہ اور چھری اور تیر سے بند بند جدا کیے اور یہ واقعہ ماہ شعبان سنہ مذکور مین واقع ہوا اور سید طاہر استرآبادی نے شاہ حبیب اللہ مرحوم کی شہادت کی یہ تاریخ موزون کی رباعی مہ شعبان شہادت یافت در ہند ۔ حبیب اللہ غازی طاب مثواہ ۔ روان طاہرش تاریخ میجست ۔ برآمد روح پاک نعمت اللہ ۔ اور صاحب تاریخ محمود شاہی کہتا ہی کہ مین نے ہمایون شاہ کے نزدیکون سے سُنا ہی کہ اُس زمانہ مین جب ورنگل مین شہزادہ حسن خان کے خروج کی خبر پہونچی اسقدر غضب ہمایون شاہ پر مستولی ہوا تھا کہ شدت طیش سے بیرہن پھاڑتا تھا اور کبھی زمین اور فرش دانتون سے کاٹتا تھا کہ لب و دندان اُسکے مجروح اور پر خون ہوتے تھے اور جب وہ ظالم احمد آباد بیدر مین پہونچا ساس ظلم و جور برپا کیا اور رعیت اور سپاہ کو سفاک نے ہلاک کیا وہ جور و جفا اور بدعت اور غریب آزاری اور ناحق کی خونریزی جو کسی جبائر

سلطنت سے

سلف سے وقوع مین نہ آئی تھی اور کسی نے اسطرح تیغ آشنا اور بیگانہ پر نہ کھینچی تھی اُس سے ظہور مین آیا حتی کہ حجاج ظالم اور نوشیروان عادل ہوا اور قہر و غضب سے شہزادہ حسن جان اور اکثر شاہزادون اور ارکان مملکت کو کہ قلعہ اور گوشہ اور کنارے مین فقر و فاقہ سے قناعت کرکے اپنے حال مین مصروف تھے سب کو دستیاب کرکے قتل کیا اور باوجود اس سیاست کے تمام خلائق سے بدگمان ہوکر ظلم مین ہرگز تخفیف نکرتا تھا اور ہمیشہ اُسکے غضب کا مشعلچی مسلم اور غیر مسلم کو ایک نہج پر جلاتا تھا اور دلال قہر اُسکا مجرم اور بیجرم کو ایک بھاو بیچتا تھا اور جلاد سیاست اُسکا ایک جریمہ کی پاداش مین تمام قبیلہ کو قتل کرتا تھا اور آتش خشم اُسکی تر و خشک کو نہ چھوڑتی تھی اور ہاتھ خلق کے زن و فرزند پر دراز کرکے نفس امارہ کا اسیر ہوا اور کبھی وہ نامرد عروس کو اثنائے راہ سے گرفتار کراکے حرم سرا مین لاتا تھا اور بعد ازالۂ بکارت اُسکے شوہر کے گھر بھیجتا تھا اور فوراً اپنی اہل حرم کو بُری طرح سے قتل کرتا تھا اور ارکان دولت و اعیان مملکت جب اُس ظالم پر آفت کے سلام اور مجرے کو دربار مین جاتے تھے اُسکی شمشیر ظلم کے خوف سے اپنے زن و فرزند کو وداع کرکے وصیت ضروری بجا لاتے تھے جب اُسنے کوئی دقیقہ بدعت اور غریب آزاری کا اٹھا نہ رکھا آخر کار ایکدن وقت سحر نالۂ مظلوم کندۂ پیمانۂ عمر اکثر خنجر مسموم کند۔ حق سبحانہ تعالیٰ کہ ارحم الراحمین اور غیاث المستغیثین ہے خلائق کی فریاد کو پہونچا ناگاہ وہ ظالم اظلم بیمار ہوا جب دن بدن مرض نے ترقی اور طاقت نے تنزل کیا سمجھا کہ مرض الموت ہی پھر اپنے بڑے بیٹے نظام شاہ بہمنی کو تخت پر بٹھا کر اُس کا تھا ولیعہد کیا اور خواجہ جہان ترک کو قلعہ سے اور ملک التجار کو تلنگ سے طلب کرکے لوازم وصیت بجا لایا اور خواجہ جہان ترک کو کہ اُس سے کوئی بزرگ تر اور معتمد تر نہ تھا وکیل سلطنت کیا اور ملک التجار کو منصب وزارت پر منصوب کرکے شاہزادہ کے مہمات اُنسے رجوع کی اور کہا کہ شاہزادہ کی والدہ کے بے مشورہ کسی امر کے مرتکب نہو پھر اٹھائیسوین ذیقعدہ ۸۶۵ آٹھ سو پینسٹھ ہجری مین اسکا رشتۂ حیات اجل طبیعی کی مقراض سے کاٹا گیا اور خلائق نے اُسکے چنگ عذاب سے نجات پائی لیکن صحیح یہ ہے کہ ہمایون شاہ کو وصیت مبارک ہوئی اُس مرض سے شفا پائی چونکہ طبیعت اُسکی ظلم و ستم پر مائل تھی رعایا اور برایا کے اہل و عیال کا قصد کرتا تھا اور خدمتگاران حرم سے بھی نہایت بدسلوکی کرتا تھا اس سبب سے مردم درونی اور بیرونی اُسکے مکائد ظلم سے تنگ آئے اور شہاب خان خواجہ سرا جو حرم سرا کا نواب ناظر تھا اُسنے ایک جماعت کنیزان حبشیہ سے یکدل اور یکزبان ہوکر ہمایون شاہ کے قتل کا بیڑا اُٹھایا ایک رات کو کہ وہ شراب پیکر بدمست ہوکر فرش استراحت پر سوتا تھا ایک کنیز حبشیہ نے قابو پاکر ایسی چوب اُسکے سر پر ماری کہ خواب مرگ سے پھر نہ چونکا اور ملا نظیری شاعر جسنے ملک التجار کی سعی اور پرورش سے خطاب ملک شعرائی پایا تھا اور شاہ حبیب اللہ کے ساتھ زندان مین قید تھا اور یوسف ترک کپل کی حسن سعی سے رہا ہوکر گوشۂ تنہائی مین بسر لیجاتا تھا اُسکے حق مین یہ قطعہ نظم کیا قطعہ

ای ظلم از آہ دل شب خیز بترس ✻ وز نفس بدشوم شرانگیز بترس ✻ ثمر کان دم آلودہ مظلوم بہ بین ✻ وز خنجر آبدار خونریز بترس ✻

اور یہ تاریخ وفات بھی تھا بے نظیر کے نتائج طبع سے ہے قطعہ

ہمایون شاہ مرد درست عالم ✻ تعالی اللہ زہے مرگ ہمایون ✻ جہان پر ذوق شد تاریخ فوتش ✻ ہم از ذوق جہان آرا بیرون ✻

مدت سلطنت پرشور و شر اُسکی تین برس اور چھ مہینے چھ دن تھی

ذکر سلطنت نظام شاہ بہمنی بن ہمایون شاہ بہمنی ظالم کا

جب ہمایون شاہ خلائق پر ترحم کرکے فوت ہوا اُسکا بڑا بیٹا نظام شاہ بہمنی کہ حسن و صباحت مین نیرین سے دعوی ہمسری کرتا تھا

آٹھ برس کی عمر مین تخت دکن پر جلوس کیا اور اُسکی والدہ کہ عاقلہ تھی ہمایون شاہ کی وصیت کے موافق معاملات ملکی اور مالی سے واقف ہوکر خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان کے بے مشورہ کوئی کام جاری نہین کرتی تھی اور مہمات شاہی مین حسن تدبیر سے جیساکہ چاہئے شروع کرکے کمال عقل اور دانائی سے اُن دو شخص کے سوا دوسرے کو دخل نہین دیتی تھی القصہ ملک التجار کاوان کو جملۃ الملک اور وزیر کل اور طرفدار بیجاپور کرکے خواجہ جہان ترک کو منصب وکالت اور طرفداری تلنگ پر سرفراز کیا اور ہر روز علی الصباح وہ دونون عزیز باتفاق دربار مین آتے تھے اور عرض اخلاص پہونچاکر مہمات کو بذریعہ ایک عورت کے کہ ماہ بانو نام رکھتی تھی معروض کرتے تھے اور بعد گفت وشنفت اور قرار و مدار کے شاہزادہ کو حرم سرا سے برآوردہ کرکے تخت فیروزہ پر بٹھاتے تھے اور دست راست کیطرف خواجہ جہان ترک اور دست چپ سمت ملک التجار محمود گاوان استادہ ہوتا تھا اور بموجب ملکہ جہان کے مشورہ سے مقرر ہوتا تھا بے کم و کاست پیش پہونچاتے تھے یہانتک کہ ان تین شخصون کے حسن اہتمام سے کاروبار بوجہ احسن صورت پذیر ہوا فی الجملہ تدارک اور تلافی ہمایون شاہ کے جور وستم کا ظہور مین پہونچاتے تھے لیکن حکام اطراف کافر اور مسلمان نے جب سناکہ ایک لڑکے نے تختگاہ دکن پر تاج شاہی سر پر رکھا ہے اور ہمایون شاہ کے ظلم وستم کے ارتکاب سے سپاہ و امرا کا دل خستہ ومجروح اصلاح پر نہین آتا ہے لہذا طمع اُسکے ملک کی کرکے اول رائے مملکت اوڈیسہ و اوریا باتفاق زمینداران تلنگ راجمہندری کے راستہ سے ممالک دکن کی تسخیر کیواسطے عازم ہوئے اور بشوکت وحشمت تمام ولایت اسلام کی طرف متوجہ ہوکر جارو ب غارت سے رُفت روب کی اور ولایت کولاس تک آبادی کا نشان نچھوڑا اور والدہ نظام شاہ اور خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان نے اُسکے دفع اور رفع پر ہمت باندھکر اضطراب اور تزلزل کو اپنے دل مین راہ نہ دی اور فرمان سپاہ جرار اور توپخانہ معقول کی طلب مین جابجا بھیجکر چالیس ہزار دارالخلافت مین فراہم کیے اور ساتھ ایسے تجمل اور شان کے کہ عہد شاہان ماضیہ مین کسیکو میسر نہ تھا نظام شاہ بہمنی کو سوار کرکے رائے اوڈیسہ اور اوریا کے اردو کیطرف روانہ ہوئے اور رائے اوریا اور اوڈیسہ نے استقبال کرکے احمد آباد بیدر کے دس کوس پر جب آپاطرفین کا تقارب ہوا اور ایک دوسرے کے مقابل فروکش ہوئے اور رائے اوڈیسہ اور اوریا کے ذہن نشین اور مدنظر یہ تھا کہ مملکت مسلمانون کے قبضہ سے برآوردہ کرکے اور شاہ دکن سے خراج وباج لیکر مراجعت کرین لیکن ابھی یہ اظہار نہ کیا تھا کہ ارکان دولت نظام شاہیہ نے ایلچی بھیجکر اُنھین یہ پیغام دیا کہ شاہ جوان بخت چاہتا تھا کہ دیار جاجنگر اور اوڈیسہ اور اوریا پر فوج کش ہوکر بزور شمشیر مسخر اور مفتوح کرے اب کہ تم کام آسان کرکے اس طرف آئے بہت خوب ہوا پس اس صورت مین جانو اور خبردار ہو کہ جبتک تم خراج نہ قبول کروگے اور جو روپیہ اور زر کہ بلاد اسلام سے بٹتے لیا ہو واپس نہ دوگے تم مین سے ایک یہان سے زندہ اور سلامت پلٹ کر اپنے وطن نجا سکیگا محاذی اس پیغام کے شاہ محب اللہ بن شاہ خلیل اللہ جو جہاد کے ارادہ سے ہمراہ ہوئے تھے مع اٹھ سو اور ساٹھ سوار مسلح اور مردانہ نظام شاہ کے لشکر سے جدا ہوکر آگے بڑھے اور رائے اوڈیسہ اور اوریا کے مقدمہ پر کہ دس ہزار پیادہ اور چار سو سوار تھے تاخت لائے اور صبح سے دوپہر تک داد مردی اور مردانگی دی آخرالامر نسیم فتح ونصرت غازیون کے پرچم علم پر چلی رائے اوڈیسہ اور اوریا نے بھاگ کر اپنے لشکر مین دم لیا رائے اوڈیسہ و اوریا غربی شط بانج اور ہمنشین الم ہوکر اثقال واثقال زیادہ کو اپنے لشکرگاہ مین چھوڑ کر جریدہ اور سبکبار رات کے وقت راہ فرار کی آگے لی اور خواجہ جہان ترک نے رائے اوڈیسہ اور اوریا کا پیچھا کیا اور ملک التجار محمود گاوان نظام شاہ کے ہمراہ رکاب باہستگی تمام پیچھے سے روانہ ہوا

رائے اوڈیسہ

راسے اوڈیسہ اور اوریا نے جب دیکھا کہ خواجہ جہان ترک نے تعاقب کیا ہی اور کوچ کے دنون مین دو تین ہزار ہندو مار ڈالے اور یہ خرابی اور غارت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکریگا لہذا ایک قلعہ کی پناہ مین توقف کرکے ایلچی ملک التجار محمد اوان کے پاس بھیجا اور منت وسماجت کے دروازے مفتوح کیے اور ردوبدل اور قیل وقال بیشمار اور ایلچیون کی آمد وشد متواترہ کے بعد پانچ لاکھ روپیہ خزانہ عامرہ مین ارسال رکھے اور بذلت وخواری اوڈیسہ اور اوریا کی طرف راہی ہوئے نظام شاہ نے مظفر ومنصور سالما غانما احمد آباد بیدر کی سمت مراجعت فرمائی اور امرا اور فوج کے افسرون کو خلعتہاے فاخرہ اور اسپان تازی اور ٹپکہ مرصع سے سرفراز کرکے رخصت جاگیر عنایت فرمائی اور انھین دنون مین سلطان محمود خلجی نے سلطان مندو نظام الملک غوری کے اغوا اور بروایت دیگر اپنے غریز واقارب کے وسوسہ سے اٹھائیس ہزار سوار لیکر ممالک دکن کی تسخیر کی غرمیت کی اور خاندیس کے راستہ سے مملکت بہمنیہ مین داخل ہوا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی راے اوڈیسہ اور اوریا اور رامان تلنگ نے آپسمین اتفاق کرکے پھر بشکر کثیر مسلمانون کی ولایت پر بھیجا اور ارکان دولت نظام شاہیہ نے بھی ہمت دونون فساد کے دفع پر تعین کرکے مع لشکر بیجاپور اور دولت آباد اور برار بعزم رزم سلطان محمود خلجی نظام شاہ کی رکاب مین روانہ ہوئے اور قلعہ قندھار کے حوالی مین طرفین سنمکھ ہوکر عازم جدال ہوئے اور نظام شاہ کہ خورشید ماہ جمال اسکے سے شرمندہ تھے اور باوجود خردسالی ترکش زیب کمر کرکے شمشیر حائل کی اور نہایت چستی اور چالاکی سے سپاہ ارسکہ کرنمین مشغول ہوا اور ملک التجار محمود کاوان کو مع دس ہزار سوار میمنہ پر مقرر کیا اور نظام الملک ترک اور دوسرے امرا کو میسرہ پر تعین کیا اور خود باتفاق خواجہ جہان اور سکندر خان غلام ترک کہ کوکہ اسکا تھا مع گیارہ ہزار سوار اور سو زنجیر فیل کوہ پیکر قلب مین ہوا اور اسطرف سلطان محمود خلجی نے بھی صفوف کی آراستگی مین متوجہ ہوکر میمنہ اپنے فرزند غیاث الدین کو تفویض کی اور میسرہ کو مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک کے سپرد فرمائی اور خود مع لشکر انتخابی اور جنگجو اور رزم خواہ قلب مین مستحکم ہوا نظم دولشکر زمندو دگر ازدکن × دو خسرو سکیے طفل ودیگر کہن × بہ جنبیش در آمد بہ میدان دو کوہ × زمین از تکاپوے شان شد ستوہ × القصہ تمام اوّ میون سے پیشتر کہ ابھی چوب نقارہ جنگ پر نہ پڑی تھی ملک التجار محمود کاوان میمنہ سے کف شجاعت لب پر لاکر اور ہاتھ تیغ آتشبار کے قبضہ پر رکھکر مع لشکر بیجاپور میسرہ نظیہ پر حملہ آور ہوا اور مہابت خان اور ظہیر الملک اگرچہ بقدم جلادت پیش آئے اور کروفر کیا لیکن آخر کو تاب مقابلہ نہ لاکر راہ فرار ناپی اور مارے گئے اور نظام الملک ترک بھی شیر خشمگین کے مانند میسرہ سے نعرہ مردانہ مارتا ہوا شہزادہ غیاث الدین کی طرف متوجہ ہوا اور وہ کہ آپ کو روز نبرد پالنسو مرد کے برابر شمار کرتا تھا اور اکثر معرکون پر دشمن پر غالب آکر ہندوستان کو نام اور آوازہ شجاعت اسکی سے مغلوب کیا تھا بسبب اتفاق عین حرب وضرب اور دار وگیر مین نظام الملک سے دوچار ہوا اور وہ دو بہمن روئین تن بے اسکے کہ ایک دوسرے کو پہچانے شمشیر مالی اور گوپال اور سر پر ایک دوسرے کو لائے اور شمشیر نظام الملک کی ٹوٹ گئی اور اسکا قبضہ ہاتھ مین رہگیا لیکن بچستی وچالاکی قبضہ کو اسکے چہرہ پر مارا اتفاقا شہزادہ کی آنکھ پر لگا اور خون جاری ہوا نظام الملک ترک اسے گھوڑے پیٹھ سے زمین پر لایا اور چاہتا تھا کہ گھوڑے کے پاون تلے اسے پامال کرے کہ ایک جماعت چاونکی کمک پہونچی اور اسے اٹھا لیگئے اور مفرور ہوئے اور دکنیون نے تعاقب کرکے دو کوس راہ کشتہ سے پشتہ کی اور مع کیے اردو کو غارت کیا اور

پچاس ہاتھی لیگئے سلطان محمود نے اپنے جناحین یعنے میمنہ اور میسرہ کو شکستہ دیکھکر ہزیمت کا ارادہ کیا کہ راہ مدد کی قطع کرے ایک مقرب ملنے آیا اور ثابت قدمی کی ترغیب کی اسوقت نظام شاہ نے بھی بسبب شجاعت ذاتی ارادہ کیا کہ خود سلطان محمود کی فوج خاص پر حملہ کرے خواجہ جہان نے التماس توقف کرکے خود دس ہزار سوار اور چند فیل نامدار لیکر حملہ سے جنبش کی اور سلطان محمود کی فوج سے کہ بروہزار دار تھے مقابل ہوا اور سلطان محمود حیرت زدہ گمان نہ کرکے ایک ایسا تیر پیشانی فیل سکندر خان غلام ترک پر جو ہمراہ خواجہ جہان تھا مارا کہ وہ سراسیمہ ہوکر پھرا اور اپنی طرف کے بہت آدمیونکو خستہ وخراب کیا اور قریب تھا کہ نظام شاہ کو بھی ایک ہیب پہونچے کہ سکندر خان ترک نے بیعقلی یا عناد سے کہ خواجہ جہان سے رکھتا آدمیوں کو امر بجنگ نہ کیا اور نظام شاہ کو خواہ مخواہ اپنا ردیف کرکے معرکے سے باہر لیگیا اور لشکر کے پیچھے تھوڑے فاصلہ پر ایستادہ ہوا لیکن امرا اور خاصہ خیل دکن جب اعلام خاص شاہی کو اپنے مقام میں نہ دیکھے پروائے جنگ نہ کی اور ایک نے دوسرے کے بعد معرکہ سے منھ پھیرا اور نظام شاہ کو جو گوشہ میں ایستادہ تھا ہمراہ لیکر شہر بیدر تک کہیں توقف نہ کیا **بیت** سپاہ ارچہ باشد یکے کوہ قاف ✻ نماند بجائے سراندر مصاف ✻ خواجہ جہان نے جب دیکھا کہ سپاہ دکن میمنہ اور میسرہ سے خیال فتح اور گمان نصرت کرکے تاراج میں مشغول ہیں اور چتر بادشاہی بھی معرکہ میں نہ اسلئے قول بھی بھاگنے پر آمادہ ہی خود بھی باگ پھیرنے کی فکر میں ہوا اور بحکمت و تدبیر افواج دشمن سے کنارہ کرکے سب فیل شاہی سلامت نکال لایا اور احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور ملک التجار محمود کاوان اور بھی امرائے دکنی اور حبشی فلک کے شعبدہ بازی سے واقف ہوکر انھوں نے بھی مع اسپ و فیل راہ فرار نا پی اور بعد وصول منزل مقصود سکندر خان غلام ترک نے نظام شاہ کو مع چالیس سوار اور تین سو جوان اسکی والدہ کے پاس پہونچا کر ساتھ تحسین و آفرین کے اختصاص پایا پھر خواجہ جہان کے دیکھنے کے واسطے گیا اور خواجہ جہان نے اس سبب سے کہ وہ بے وقت نظام شاہ کو معرکہ سے باہر لیگیا تھا اسے مقید کیا اور بذلت و خواری اپنے مکان سے برآوردہ کرکے موکلون کے سپرد کیا اسواسطے غلامان ترک شاہی نے اتفاق کرکے مخدومہ جہان سے عرض کی کہ ابناے جنس ہمارے سے دولتخواہی کے سوا کوئی امر سرزد نہیں ہوا شرح اسکی یہ ہی کہ افواج میمنہ اور میسرہ تاراج کو گئی کوئی بادشاہ کے ہمراہ نہ رہا سکندر خان نے تمھارے فرزند کو معرکہ سے سلامت باہر لاکر آپ کے سپرد کیا اور جو کہ وہ بادشاہ کا کوکھ ہی اس ذلت و خواری سے اس مغل کے ہاتھ گرفتار رہنا معنی نہیں رکھتا ہی وہ آپکے ساتھ اخلاص سے پیش آیا آپنے اسکے صلہ میں سزا دی اور جو کہ اہالی دکن کو غلامان کے ساتھ محبت ہوتی ہی مخدومہ جہان اشک گہر رشک آنکھونمیں بھر لائیں اور انسے فرمایا کہ اب وقت مقتضی نہیں ہی کہ میں اس بارہ میں حرف زبان پر لاؤں انشاء اللہ تعالی اسکی تلافی کرونگی خواجہ جہان نے اس ماجرا سے مطلع ہوکر سکندر خان کو مخدومہ جہان کی خدمت میں بھیجکر مغدرت کی اور سلطان محمود خلجی خواجہ جہان پر مخدومہ جہان کی آزردگی سے خبردار ہوا اور دوبارہ احمد آباد بیدر کی تسخیر کیواسطے روانہ ہوا اور مخدومہ جہان کہ مکر و غدر خواجہ جہان سے واقفیت رکھتی تھی اور شکست اسکی عدم اثبات قدم سے جانتی تھی بمشورہ ملک التجار محمود کاوان قلعہ ارک احمد آباد بیدر کی حراست ملوخان دکنی کے سپرد کی اور خود مع جمیع خزائن اور عورات حرم نظام شاہ و ملک التجار محمود کاوان کے ہمراہ فیروزآباد کی طرف متوجہ ہوئی سلطان محمود خلجی نے بخاطر جمیع شہر کو محاصرہ کیا اور سترہ دن کی مدت میں فتح کرکے قلعہ میں قیام کیا اور اکثر ممالک برار اور بیدر اور دولت آباد پر قابض ہوکر رعیت کو مطیع اور فرمانبردار کیا اور خلائق

دکن نے انتقال دولت بہمنیہ سلسلہ خلجیہ مالوہ مین جزم کیا کہ دفعتہ رایات اجلال محمود شاہ گجراتی کہ وہ بھی صغرسن تھا افق حدود گجرات سے طالع ہوئے کسواسطے کہ نظام شاہ اُس زمانہ مین جب جنگ کے واسطے جاتا تھا بمشورہ ملک التجار محمود کاوان حقیقت واقعہ صحیفہ اخلاص مین مرقوم کرکے محمود شاہ گجراتی کے پاس بھیجتا تھا اور جب فیروزآباد مین دم لینے کو ٹھہرا اور آدمی بھاگے ہوئے اُسکے پاس جمع ہوئے خواجہ جہان کو مع لشکر ابنوہ سلطان محمود خلجی کے مدافعہ کے واسطے بھیجا مقارن اس حال کے خبر پہونچی کہ محمود شاہ گجراتی اسّی ہزار سوار لیکر دکن کی سرحد پر پہونچا مخدومہ جہان نے یہ خبر سنکر ملک التجار محمود کاوان کو کہ سپاہ و رعیت اُسکے حسن سلوک سے حلقہ بگوش تھی سپہ سالار کرکے مع پانچ چھ ہزار سوار سیر کے واسطے شاہ گجرات کی خدمت مین بھیجا محمود شاہ گجراتی نے اپنے اکثر امرائے معتبرہ کو مع بیس ہزار سوار اور سہ صد فیل شجاعت ہمراہ ملک التجار محمود کاوان کرکے دشمن کے مدافعہ کیواسطے اشارہ فرمایا ملک التجار محمود کاوان نے آدمی دکن کے اطراف و جوانب مین بھیجے اور تھوڑے عرصہ مین لشکر فراہم کرکے مع چالیس ہزار سوار دکنی اور گجراتی دارالخلافت کی طرف روانہ ہوا اور سلطان محمود خلجی شہر کے اندر دروازے بند کرکے قلعہ ارک لینے کے واسطے سعی کرتا تھا اور دمدمہ بنانے مین مشغول تھا اور ہر روز ملوخان نبیرہ دلاور خان کہ ملک التجار محمود کاوان کی خبر توجہ سُننے سے مضطرب ہوا بے تامل وہ مرغ کی طرح کہ قفس سے برآمد ہو کر بجناح استعجال پرواز کرے حصار احمدآباد بیدر سے نکلکر مندو کی طرف راہی ہوا ملک التجار نے دس ہزار سوار دکنی برار کی طرف روانہ کیے کہ سد راہ ہوکر راستہ دخول و خروج کے مالوہیون پر دشوار کرین اور خود بھی دس ہزار سوار دکنی اور بیس ہزار سوار گجراتی لیکر مالوہ مین گھسا اور ہیرار دوے سلطان مندو مین پہونچکر چار طرف سے گھیرا اور اُسکے لشکر پر تاخت کرکے ہر طرف سے باب دخول غلہ اور آذوقہ اُس دانا نے اس دانائی سے مسدود کیا کہ کسی سمت سے غلہ کا ایک دانہ نہ پہونچ سکتا تھا سلطان محمود خلجی بروایت صحیح تیس ہزار سوار رکھتا تھا ہر جگہ اور ملک التجار محاصرہ کے سوا جنگ پر آمادہ ہوا اپنے کام مین مشغول رہا یہان تک کہ آثار قحط غلہ اردوے مخالف مین ظاہر ہوا اور تمام مندو مین شدت گرسنگی اور بینوائی سے دن کو قرص خورشید تابان سے آنکھین سنکیتے تھے اور رات کو کلبہ ماہتاب سے دل ٹھنڈا کرتے تھے جب اسپر بھی سیری نہوئی الجوع الجوع کی فریاد بلند کی آہ و نالہ مین مشغول ہوئے سلطان محمود خلجی نے ناچار ہوکر اُن ہاتھیون کو جو ہمراہی نکر سکتے تھے تھین اندھا کیا اور اشیائے سنگین کو آتش دیکر سبکبار ہوا پھر مسلح اور جریدہ ہوکر جان سے ہاتھ دھویا اور جو کہ مندو کے راستے سیدھے مسدود تھے اس سبب سے کونڈوارہ کی طرف راہی ہوا اور جب ملک التجار محمود کاوان متعاقب ہوا دکنیون نے مالوہیون کا اسباب تاراج کیا سلطان محمود خلجی نے کونڈوارہ کے مقدم کو جو اُسکا ملازم رکاب تھا پیغام دیا کہ جس طریق سے ممکن ہو راہ ہمارے لشکر کے عبور کے واسطے تجویز کرکہ دست تعرض دکنیون کا مالوہیون کے دامن سے کوتاہ ہووے اور تو بھی آشنائی اور ہمسایگی کا حق بجالاوے مقدم مذکور جو درپے انتقام تھا بولا کہ نواح مین ایسی راہ وسیع کہ مسیر ہ اور رجال لشکر بفراغت تمام عبور کرین نہین ہے مگر فلان راستہ کہ وہ مثل صحرا جاہا ریوت و ماروت کم آب بلکہ بے آب ہے بیت زمینے زگو گرد بے آب تر بہ ہوائی ز دوزخ جگر تاب تر سلطان محمود خلجی ملک التجار محمود کاوان کے تعاقب سے ناچار ہوکر اُس راستہ کو جو ایلچپور اور اکل کوٹ کی طرف تھا اختیار کیا اور یہ فرمایا کہ راستہ کی دشواری مجھے آسان تر ہے اُس سے کہ آپ کو عمداً دریا سے بلا اور کام نہنگ فنا مین ڈالون اور صحرائے عنا مین بجنگ پلنگ جفا گرفتار ہون القصہ روز اول حرارت ہوا اور کمی آب اور مشقت راہ پیچ در پیچ سے فوج کا زہرہ آب ہوا

پانچ چھ ہزار مرد تشنہ لب اور خستہ جگر کا سفینۂ حیات گرداب ممات مین غرق ہوا اور دوسرے دن کونڈان ساکنان کوہستان نے جبا جزی ان لوگون کی دریافت کی چپ و راست سے ہجوم لاکر انھون نے بھی خشک سالی مین طوفان تازہ برپا کیا مال کی طمع سے پیاسون کو خنجر آبدار سے قتل کرنا اور موج کمند کے حلقہ مین ڈالکر باندھنا شروع کیا لوگون نے مال و اسباب کو دشمن جان سمجھکر اُسکی طمع دل سے دور کرکے کوہ و دشت مین رہزنون کے روبرو ڈالا اور جان بچانے کیواسطے ایک قدح پانی کا ایک روپیہ اور دو روپیہ کو خرید کرتے تھے نہین پاتے تھے خلاصہ یہ کہ سلطان محمود خلجی نالان و گریان اور بمشقت فراوان اُس صحرائے ہولناک سے با دل کباب و جگر خواب باہر آیا اور ہجوم چور و لٹکا اور پوشیدہ کرنا چاہا ہے پر آب کا مقدم کونڈوارہ کی تحریر سے جانکر حکم اُسکے قتل کا جاری کیا اُسنے زبان دشنام سلطان مین کھولی اور یہ جوابدیا کہ مین نے اپنا انتقام لیا اگر اتنے ہزار آدمیون کی عوض مجھے ہلاک کروگے کیا ہوگا سر میرے فرزندونکا سلامت ہی مین عنقریب ملک مین اپنی اولاد کے موجود ہونگا اس جگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ کونڈوارہ کے کفار بھی مثل تمام کفار ہند تناسخی ہین اور اسی سبب سے قتل ہونے سے ہراس نہ رکھکر کہتے ہین کہ مرنے سے عدم لازم نہین آتی ہی ہم کل پھر سلک موجودات مین جلوہ گر ہونگے اور ہمارا احوال اس سے بہتر ہوگا منقول ہی کہ اُس عرصہ مین سلطان محمود خلجی نے شہر احمد آباد بیدر کو محاصرہ کرکے مفتوح کیا عمارات کو جلاکر اور آدمیون کو غارت کرکے قسم قسم کی خرابی پہونچائی اور جب کشور دکن کا عازم تسخیر ہوا ظلم و تعدی سے دست کش ہوکر رعیت کی استمالت اور آبادی ولایت مین مصروف ہوا اور اُسکا قاعدہ یہ تھا کہ اکل و شرب اور پوشاک اپنی وجہ حلال سے کھاتا تھا اور ترتیب دیتا تھا اور برنج اور گندم اور جامہ وجہ حلال سے ہر سفر مین ہمراہ رکھتا تھا اور قسم قسم کی ترکاری تختون کے اوپر بو کر ہمراہ لیجاتا تھا اور جب ایک مدت تک دار الخلافت احمد آباد بیدر مین توقف واقع ہوا مولانا شمس الدین جنگوے کرمانی کو کہ شاہ خلیل اللہ کے مقبرہ پر تھا طلب کرکے فرمایا کہ ترکاری اور بقول کی طرف سے فکرمند رہتا ہون اور تختون پر اسقدر ترکاری کہ باورچیخانہ کو کفایت کرے ہم نہین پہونچتی ہی اگر کوئی شخص زمین حلال تصرف مین رکھتا ہو اور وہان ترکاری بوئی جاتی ہو ہمین ہدایت کرو تو وہان جاکر وجہ حلال سے بقیمت اعلے خریدکے ترکاری اُسکی باورچیخانہ مین داخل کیا کرین مولانا شمس الدین حق گو نے کہا ای سلطان ایسی بات نہ کہو جو موجب ضحک اور استہزا ہو کیواسطے کہ مسلمانون کی ولایت پر آنا اور مساکن و منازل اُنکے ویران کرنا اور مال و اسباب لوٹنا اور کھانے پینے اور ترکاری مین شرع کا مقید ہونا عقل سے دور اور خدا ترسی سے بعید ہی یہ سنکر سلطان از شرمندگی ندامت آنکھون مین بھر لایا اور فرمایا کہ تو سچ کہتا ہی لیکن جان گیری بغیر اسکے میسر نہین ہوتی اور اس حکایت کے موافق فتوحات اور دوسری کتاب مین مولف کی نظر مین در آیا کہ بلاد عرب مین ایک بادشاہ تھا اُسے یحیی بن نعمان کہتے تھے اُسکے عہد مین ایک شیخ عبداللہ نام تھا کہ خلائق سے متنفر اور آمد و رفت کا دروازہ بند کرکے گوشۂ قناعت مین بیٹھا تھا ایک دن یحیی بن نعمان ایک راستہ سے سوار جاتا تھا اور شیخ عبداللہ مع مریدان اُس سے دوچار ہوئے سلطان کو سلام کیا اور سلطان نے جواب سلام دیکر استفسار کیا کہ ساتھ اس لباس ریشمی کے جو پہنے ہون نماز درست ہی یا نہین شیخ نے مسکراکر فرمایا کہ تیرا حال اُس شخص کے مانند ہی کہ وہ سر سے پاؤن تک آلودہ نجاست ہو کر موت کی چھینٹ سے پرہیز کرے اول تو شکم تیرا حرام سے مملو ہی اور دوسرے مظالم عباد اپنی گردن پر رکھتا ہی اور باوصف اس جرائم کے مسئلہ حریر او صحت صلوٰۃ سے سوال کرتا ہی یحیی بن نعمان رویا اور گھوڑے سے اُتر کر ہاتھ شیخ کے دامن مین ڈالا اور سلطنت چھوڑکر اپنی زیست شیخ کی خدمت مین

بسر کی القصہ بعد مراجعت سلطان محمود خلجی نظام شاہ نے ایک مکتوب محمود شاہ گجراتی کو تحریر کیا اور تحف و ہدایا اور ہاتھی اور گھوڑے بہت اپنے معتمدون کی معرفت درگاہ مین بھیجکر تصدیعات سے معذرت چاہی پھر محمود شاہ گجراتی احمد آباد گجرات کی طرف روانہ ہوا اور نظام شاہ بہمنی بھی احمد آباد بیدر مین آیا اور تعمیر شہر و بازار مین کوشش کرکے چند عرصہ مین بدستور اول تیار اور آباد کیا اور سلطان محمود خلجی کہ ملک التجار محمود کاوان کیطرف سے دل مین رنجش رکھتا تھا ۸۷۶ آٹھ سو ستھہ ہجری مین بروایت نظام الدین احمد نوے ہزار سوار لیکر پھر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور اودہ ولات آباد کی اطراف مین سامان جنگ درست کیا اور نظام شاہ بھی جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور دوبارہ محمود شاہ گجراتی سے کمک طلب کی اور محمود شاہ نے بلا توقف لشکر آراستہ کرکے سلطانپور کی طرف نہضت فرمائی اور سلطان محمود خلجی کا سامنا ہوا پھر سلطان محمود خلجی کونڈوارہ کے راستہ سے مندو کی طرف راہی ہوا اور ان دو بادشاہ خورشید طلعت یوسف چہر نے ایک دوسرے کو غائبانہ وداع کرکے آپسمین تحف و ہدایا بھیجے اور اپنی اپنی دار الخلافت مین معاودت فرمائی اور جو قاعدہ اور داب شاہان بہمنیہ کا تھا کہ زوجہ اولی ملکہ جہان خطاب پاتی تھی درحالیکہ وہ خاندان بہمنیہ سے ہو اسواسطے مخدومہ جہان نے ایک نثر اپنے اقارب سے نظام کے واسطے خواستگاری کی اور حسن شادی شاہانہ کہ شرح اسکی حاطۂ تحریر سے باہر ہے ترتیب دیا اور اُس شب کو کہ مجلس زفاف آراستہ ہوئی تھی اور بزم عشیں و عشرت ترتیب ہونے سے اک جہان شادی و خرمی مین مشغول تھا قضارا آدھی رات کو بعد نالۂ وزاری یہ شور برپا ہوا کہ نظام شاہ بہمنی نے اس خیمان سدمہ رحلت کی اور اپنی جگہ اورون کے واسطے چھوڑی نظم گلے ناشگفت از گیتی درخت * بکا یک فرو ریخت از باد سخت * خط حسن بر گل نہ انگیختہ * اجل خاک بر وے فرو ریختہ یہ واقعہ جلاس کے دو برس اور ایک مہینے بعد یعنے شب سیزدہم ذیقعدہ ۸۷۶ آٹھ سو ستھہ ہجری مین واقع ہوا ذکر شمس الدنیا والدین ابو المظفر غازی محمد شاہ بہمنی کا والیان خطہ نے خبر ولایت اس حکایت کی ساتھ اس روایت کے فتح کی ہے کہ سلطان ہمایون شاہ بہمنی کے بطن مخدومہ جہان سے تین فرزند مہ جبین تھے نظام شاہ محمد شاہ احمد شاہ اور جب شمال حیات نظام شاہ آغاز نشو نما مین صرصر حوادث سے اکھڑ گیا محمد شاہ نو برس کے سن مین تاج زر زیب سر کرکے سریر جہانبانی پر متمکن ہوا اور سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام بخوبی تمام کرنے لگا اور ابتداے سلطنت مین خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود کاوان نظام شاہ کے زمانہ مین بمشورۂ مخدومہ جہان امور سلطنت کو آغاز کرکے انجام دیتے تھے اور احمد شاہ جو سب بھائیون سے چھوٹا اور بڑا لیاقت دار اور خوش اطوار تھا جاگیر لائق پاکر محمد شاہ کا انیس و جلیس ہوا پھر خواجہ جہان نے محمد شاہ کی تربیت کیواسطے مخدومہ جہان کے حکم سے صدر جہان شوستری کو جو افضل فضلا اور اصلح صلحا تھا مقرر کیا اور محمد شاہ کتب علمی کے پڑھنے اور کمال حاصل کرنے مین مشغول ہوا اور تھوڑے عرصہ مین کتب درسیہ سے مفروغ ہوکر صاحب عیثیت ہوا اور خط نہایت پاکیزہ لکھتا تھا اور سلطان فیروز شاہ کے بعد خاندان بہمنیہ مین حسن تربیت مین اس سے بہتر مسند فرمانروائی پر کسی اور نے قدم نرکھا بیت ارسطو سخندان دیوان او * بلیناس طفل سبق خوان او * اور خواجہ جہان ترک بکمال استقلال و عظمت مہمات مین مشغول ہوکر کسی کو خیال مین نہ لاتا تھا اور اکثر امراے قدیم کو علاقون سے معزول کرکے اپنی طرف سے امراے جدید نصب کرتا تھا اور دست تغلب و تصرف خزانون مین دراز کرکے ملک التجار محمود کاوان کو کہ جو بعد خرچ

۸۷۶

سلطان محمود خلجی دکنی کے صاحب شان و اعتبار ہوا تھا ہمیشہ سرحد کی خدمتون پر بھیجا تھا اور مہمات شاہی مین چندان دخل ندیتا تھا اور جو مخدومہ جہان زن عاقلہ اور دوراندیش تھی خواجہ جہان ترک کے اوضاع اور اطوار سے متوہم ہوئی اور اسکی مفسدی محمد شاہ کے ذہن نشین کرکے اُسے سپر دآمادہ کیا اور یہ ایما ہوا کہ کل فجر کو جب خواجہ جہان ترک دربار مین آوے اور مین کسیکو تیرے پاس بھیجون اُسے بے تامل تہ تیغ بیدریغ کرنا دوسرے دن کہ نشا ۸۷۴ھ سو ستر ہجری تھے خواجہ جہان ترک بغفلت تمام دیوانخانہ مین آیا اور نظام الملک کو خلاف عادت مع جماعت جوانان مستعد دیکھکر متفکر ہوا اور جو کہ لا علاج اور مجبور تھا محمود شاہ کی دیوانداری مین مشغول ہوا کہ قضارا دو ضعیفہ محلسرا سے آنکر سلطان محمد شاہ سے آواز بلند عرض پرداز ہوئین کہ ساتھ اُس امر کے جو قرار پایا تھا مشغول ہونا چاہیے سلطان محمد شاہ نے نظام الملک کی طرف متوجہ ہوکر یہ فرمایا کہ یہ مرد حرامخور ہے اسکی گردن مار اور نظام الملک کہ دشمن جانی اُسکا تھا بے تامل خواجہ جہان کا ہاتھ پکڑ کر دیوان عام سے باہر لیگیا اور ضربات متعددہ تیغ آبدار سے اُسے شاہ کے روبرو ہلاک کیا نظم بہ تدبیر زان پس خردمند زن * بفرمان خود ساخت ملک دکن * جہانی ز عدلش بآسودگی * رخ دہر شستہ ز آلودگی * اور بعد چند روز کے سلطان محمد شاہ نے مخدومہ جہان کی صلاح سے ملک التجار محمود کاوان المخاطب بخواجہ جہان کو خلعت فاخرہ دیکر بخواجہ جہان مخاطب فرمایا اور منصب امیر الامرائی اور وکالت امور شاہی کو اُسکے مناصب سابق کا ضمیمہ کیا اور بموجب اس مصرع کے مصرع ہر کرا نیجر وزونیت اوست * ملک التجار محمود کاوان المخاطب بخواجہ جہان نے مراتب دنیوی پر فائز ہوکر نقارہ اپنے دبدبہ کا بلند آوازہ کیا اور ابتدا مین القاب اُسکا یون لکھتے تھے مخدوم جہانیان مقتدر درگاہ سلطان آصف جم نشان امیر الامرا نائب مخدوم خواجہ جہان اور جب محمد شاہ ماہ دو ہفتہ ہوکر بدرکامل اور جوانون مین شامل ہوا مخدومہ جہان نے ایک لڑکی حسین زہرہ جبین خاندان بہمنیہ سے اُسکے واسطے خواستگاری کی اور ملک التجار محمود کاوان المخاطب بخواجہ جہان کے اہتمام سے جشن شادی خسروانہ کہ صفت اُسکی تحریر و تقریر سے مبرا ہی ترتیب دیکر اُسکے عقد ازدواج مین کھینچی اور مہمات سلطنت اپنے فرزند دلبند کو تفویض فرما خود صلواۃ و صوم اور قرآن مجید کی تلاوت مین مشغول ہوئی لیکن سلطان محمد شاہ امور معظمات اُسکے بے مشورہ شروع نکرتا تھا اور اُسکی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرکے ہر روز سلام کو جاتا تھا اور جب سلطان محمد شاہ نے عروس حجلۂ ناز کو بغل مین لیا اُسوقت یہ فکر ہوئی کہ اعدا سے انتقام لیجیے خورد و خواب اسکا حرام کرکے عروس مملکت تازہ تر سے ہمکنار ہو جیسے بوستان خوان دیدہ سلطنت کو شاداب بآب تاب کیجیے اسواسطے نظام الملک کو سپہ سالار لشکر برار کرکے دلداری کے ساز و سامان سے مددگاری کی پھر سنہ ۸۷۲ھ آٹھ سو بہتر ہجری مین لشکر عظیم الشان بحساب کہ اُسمین ہر ایک جوان جنگ دیدہ نبرد آزمودہ انتخاب تھا فراہم کرکے قلعہ کھترلہ کی تسخیر کیواسطے جو سلطان مالوہ کے تصرف مین تھا روانہ کیا اور آپنے اُسطرف جاکر قلعہ مسطورہ کو محاصرہ کیا اور چند مرتبہ لشکر والی مندو کو جو محصورین کی مدد کے واسطے آیا تھا شکست دیکر متفرق کیا اور دوبارہ ہزار سوار راجپوت اور افغان وغیرہ لیکر بجوش و خروش تمام نظام الملک کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا جسدم ظاہر قلعہ مین مقابلہ ہوا دو صف کارزار تیار ہوئی جنگ عظیم فوج غنیم سے وقوع مین آئی سفیر تیر طرفین سے پیغام اجل دلگیرون کے کان مین پہونچانے لگے غازیان صف شکن و بلان پیلتن زخم شمشیر و خنجر لپٹ لپٹ کر کھانے لگے جماعت کثیر وانبوہ غفیر نے طرفین سے

قالب وتن ارواح سے خالی کیا عرصۂ جنگ کشتون کے اجساد سے بھر گیا تائید ربانی سے مالوہیون کو شکست فاش نصیب ہوئی پراگندہ وفرار ہوے اور ایک جماعت کہ قلعہ سے برآمد ہوکر انکی شریک ہوئی تھی بعد انہزام قلعہ کیطرف متوجہ ہوئی اور نظام الملک اور تھوڑے بہمنیان دکن سپر بن سر پر رکھکر اور تلوارین علم کرکے اُنکے تعاقب مین گئے اور مردم قلعہ نے انھین اپنی فوج تصور کرکے قلعہ کا دروازہ کھولدیا دکنی بھی مالوہیون سے مخلوط ہوکر قریب شام قلعہ مین در آئے اور قلعہ پر متصرف ہوے اور ایک روایت مین یہ بھی تحریر ہے کہ جب مفرور جاکر قلعہ مین متحصن ہوے دکنیون نے گرم عنان ہوکر قلعہ کو بدستور سابق فتح کیا اور اہل قلعہ بیدل اور عاجز ہوئے اور امان طلب کرکے قلعہ سے دست بردار ہوئے بہرتقدیر بہمنیان نے اہالی قلعہ کو ضرر جانی نہ پہونچایا بتکلیف قلعہ سے نکلجانیکی کی اس عرصہ مین احلاف دکن نے جیسے کہ اُنکی عادت اور دستور ہے زبان طعن دراز کرکے مالوہیون کو حرفہاے ناخوش کہنے لگے اور جملہ کفار راجپوت سے جو قلعہ کی محافظت مین قیام کرتے تھے دو شخص متفق ہوکر عازم ہوے کہ ہم اپنی شجاعت اور مردانگی دکنیون کو دکھاوین پس جسوقت اژدہام کم ہوا اور مالوہی زن وفرزند لیکر تمام باہر نکل گئے اُن دونون راجپوت نے نظام الملک کے مجمع کیطرف متوجہ ہوکر آواز بلند پکارا کہ ہمنے اپنی عمر سپاہ گری مین صرف کی ہے اور مثل تیرے بھی ہمنے رستم وبہادرسین دیکھا اگر حکم ہو ہم بھی آن کر تیرا قدم چوم کر نکلجاوین نظام الملک نے جب انھین غیر مسلح دیکھا اپنے روبرو طلب کیا اور انھون نے آتے ہی بطور پابوسی کے قدم آگے بڑھایا اور ایک جماعت کہ نظام الملک کے قریب ایستادہ تھی بہ چستی وچالاکی تمام خنجر وشمشیر اُنکے چھین کر دونون نے تلوارون کے وار سے نظام الملک کا کام تمام کیا اور پھر اورون کیطرف متوجہ ہوکر ایسا لڑے کہ دونون ہلاک ہوے اور نظام الملک کے دو برادر حرافیت تھے ایک یوسف عادل خان سوائی جو شاہان عادل شاہیہ کا جد تھا دوسرا دریا خان ترک کہ مردی اور مردانگی مین ضرب المثل تھا دونون نے اس امر کا ارتکاب بزرگان قلعہ کی تحریک سے گمان کیا اور ایک جماعت کو اُنکے تعاقب مین بھیجا وہ کمال غفلت سے ایک کوس پر فروکش ہوئے تھے پہنچکر تمام صغیر وکبیر کو قتل کیا اور تخت بلند کی ہدایت سے دلجوئی مین کمر باندھکر قلعہ کو مضبوط کیا اور سوار وپیادہ سے ایک جماعت کثیر کو وہان چھوڑکر نظام الملک کا جنازہ اور غنائم موفورہ لیکر درگاہ کیطرف روانہ ہوے اور احمدآباد بیدر مین پہونچکر غنائم بادشاہ کے ملاحظہ مین در لائے اور اس حسن خدمت سے بادشاہ خوش ہوا اور ہر ایک کو ہزاری کیا اور کھرلہ کی امارت بھی عنایت فرماکر امراے مقرب کی سلک مین منتظم کیا اور جب والی مندو نے دکنیون کی پرخاش ملاحظہ کی محبت اور اخلاص اظہار کرنیکو شریف الملک نامے ایک شخص کو مع تحف وہدایاے نفیسہ سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ سلطان احمد شاہ ولی بہمنی اور سلطان ہوشنگ نے لوازم عہود ومواثیق درمیان مین لاکر مقرر کیا تھا کہ ولایت برار بادشاہ دکن کے زیر نگین اور قلعہ کھرلہ مع مضافات اُسکے والی مندو کے تعلق رکھکر دوبارہ کسی بارہ مین منازعت نہ ڈھونڈھین اب امراے سلطان قلعہ کھرلہ پر متصرف ہوکر مقام شدت وپرخاش مین رہتے ہین اب آپ ایسا کرین کہ نقض عہد نہووے اور مسلمان درمیان مین تلف نہوین کمال دینداری اور برادری سے بعید ہوگا یہ دوستانہ مکلف ہوا کہ صلح پر راضی ہو فراموش حال ماضی ہو سلطان نے شیخ احمد صدر کو کہ مرد دانشمند اور فہمیدہ اور سلامت نفسی مین مشتہر تھا کرتا تھا شریف الملک کے ہمراہ مندو مین بھیجکر پیغام کیا کہ ہم جادۂ محبت واتحاد پر ثابت اور راسخ ہین باوجودیکہ مملکت کرناٹک کہ ہر گوشہ مین کتنے قلعہ مثل کھرلہ کے رکھتی ہے اور کفار بیدین کے تصرف مین ہے ہمین احتیاج قلعہ کھرلہ کی

نہین اور بحمد اللہ کہ نقض عہدی خاندان بہمنیہ مین واقع نہووے کسواسطے کہ میرے بھائی کے عہد مین کہ صغیر تھا
اور ملازم آپسمین مقام نفاق مین تھے تم نے لشکر اس دیار پر کھینچا اور وہ خرابی کہ افواج چنگیزیہ نے بھی بلاد اسلام
مین نہ کی تھی بجالائے قتل و غارت مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا ہم گذشتہ کو صلوات کہکر اُسکا تذکرہ اس سے زیادہ تر
نہین کرتے آئندہ جو کچھ صدارت پناہ شیخ احمد صدر جو خیر خواہ عامہ مسلمان ہی قول و قرار کریگا ہمین قبول و منظور ہی
اُس سے تجاوز نہوگا اور جب شیخ احمد صدر مندو کے اطراف مین پہونچا اعیان درگاہ خلیفہ استقبال کرکے نہایت
اعزاز و اکرام سے اُسے شہر مین لیگئے اور اُسنے سلطان محمود کی ملازمت مین مشرف ہوکر ادائے رسالت کی اور جمیع
علما اور فضلائے مندو کہ دربار مین حاضر تھے اُسے تصدیق کرکے مقر ہوے کہ فی الواقع نقض عہد ہماری طرف سے ہوا
اس صورت مین امید ہی کہ ارحم الراحمین فضل کا مالک ہے ہمین ساتھ اسکے مواخذہ نہ کرے اور سلطان محمود نے بھی کہا
گذارش وسواس شیطانی کوئی امر غیر مرضی سرزد ہوا ہوا سکے منظور نرکھو اور اُسکے بعد ایسا کرو کہ ہماری اولاد اور بہمنیہ کی
اولاد مین کوئی امر کبھی خلاف شریعت اور مروت سرزد نہووے پھر شیخ احمد صدر سلطان محمد شاہ بہمنی کی سمت سے اور سید
العلما رسید سلام اللہ اور حدی سلطان محمود خلجی کیطرف سے وکیل ہوے پھر دونون میثاق موکد اور سوگند مغلظہ ایمان کے
درمیان مین لائے اور عہدنامہ علما اور مشائخ اور امرا کی مہر سے مزین کرکے ہر ایک نے دو فرمان سندی کے حاشیہ پر عبارت
تحریر کی کہ جو شخص اس نوشتہ سے تجاوز کرے لعنت خدا اور نفرین رسول خدا مین گرفتار ہوا اور خلاصہ عہدنامون کا یہ تھا
کہ طرفین دست تعرض دامان ملک ایک دوسرے سے کوتاہ رکھین اور جیسا کہ عہد فرخندہ مہد سلطان احمد شاہ بہمنی مین مقرر
ہوا تھا اُسپر عمل کرے قلعہ کھیرلہ تصرف سلاطین خلجیہ مین چھوڑین اور ممالک اطراف کہ کفار سے تعلق رکھتے ہین جس شخص کو کہ
حق سبحانہ تعالی توفیق کرامت فرماوے بزور تیغ جہاد اپنی ولایت مین داخل کرے اُسکا وہ مالک اور مختار ہووے
دوسرا اُسکی طمع نہ کرے اور بعد دو تین مہینے کے جب عہدنامے درست ہوے شیخ احمد صدر نے اُن امرا کو جو قلعہ کھیرلہ
مین تھے لکھا کہ حکم سلطان محمد شاہ یہ ہی کہ قلعہ خالی کرکے مالوہیون کے سپرد کرین اور جو اُنکے نام بھی فرمان صادر ہوا تھا
کہ شیخ احمد صدر کی تحریر و تقریر سے خلاف نکرین اور اُسکا حکم ہمارا حکم جانین اسواسطے اُنھون نے قلعہ خالی کرکے سلطان
محمود کے ملازمون کے تفویض کیا اور شیخ احمد صدر نے فائز المرام ہوکر دکن کیطرف معاودت کی اور پھر اس خاندان کے
درمیان نزاع واقع نہوئی اور ابتدا ۸۴۷ آٹھ سو چوہتر ہجری مین ملک التجار محمد کاوان المخاطب بخواجہ جہان نہایت
شوکت و حشمت سے لشکر بیجاپور ہمراہ لیکر رائے سنگیسر و کمنیہ کی تعذیب و تادیب اور بھی قلاع کوکن کی تسخیر کو سلطان
خداشناس مطیع اسلام کے پاس سے روانہ ہوا اور لشکر خیر و جاکنہ و کلہر و وائل و جیول و بائین وغیرہ اُسکے ہمراہ تعین
ہوا اور رائے کمینہ اور رائے سنگیسر علی الدوام تین سو کشتی مسلمانون کی قتل اور اُنکے اموال کے نہب و غارت
کیواسطے دریا کے سطح آب پر طیران اور مترددر رکھتے تھے اور خشکی مین بھی انواع فساد ظہور مین لاکر مسلمانون کو ایذا اور
مضرت پہونچاتے تھے ملک التجار محمود کاوان المخاطب بخواجہ جہان نے خبر توجہ لشکر اسپمین عہد و پیمان کیے اور مسلمانون
کے قتل کو دخول بہشت کا موجب جان کر نہایت غلظت اور عجب و تکبر سے سرگھاٹ کا سدود کیا ملک التجار محمود
کاوان تعجیل نکرکے گھاٹ کے نیچے کہ عبارت پشتہ زمین سے ہی مع افواج وارد ہوا اور چندے توقف کرکے حسن
تدبیر سے باہستگی مرو رگھاٹ کو کفار ناہنجار کے نصرف سے برآوردہ کیا جب دیکھا کہ سوار دامان کام نہین کر سکتا

وہ لشکر کہ دار السلطنت سے ہمراہ لایا تھا اُسے رخصت دیکر تختگاہ کیطرف روانہ کیا اور سعید خان کیلانیکہ اُسکا
ہمقوم تھا مع لشکر جنیر اور اپنے غلام خوش قدم کو لشکر وایل اور کلہر طلب کرکے اُسی پر اکتفا کی اور سپاہ ہم پہونچا کر تھوڑے
عرصہ مین کہینہ کے جنگل کو کہ عبور اُس سے دشوار تھا تبر داروں سے قطع کروایا اور اُسمین آگ دیکر صحرا سے مسطح بنایا اور پانچ
مہینے کہینہ کو محاصرہ رکھا جب موسم برشکال آیا اور فتح میسر نہوئی سرگھاٹ کا دس ہزار پیادہ توپچی اور کماندار کے سپرد کرکے
خود آسائش خیل وحشم کیواسطے گھاٹی سے اُتر کر پرگنہ کھولاپور مین چھاؤنی تن اور سرپت کی بنوائی موسم برسات
مین وہان اقامت کی اور قلعہ اور مکانون کی جس طور سے ممکن ہوسکا چند عرصہ مین قبضہ مین لایا بعد برسات کے پھر گھاٹی
کے اوپر برآمد ہوکر اس مرتبہ بہت تدبیر وحیلہ اور زر خطیر صرف کرکے قلعہ کہینہ کہ کسی زمانہ مین خسروان رفیع الشان کی
کمند اسکے تسخیر کے کنگرہ پر نہ پڑی تھی مسخر کیا اور جب موسم برسات پہونچا بطریق سال گذشتہ قلعہ اور گھاٹی پیادگان سخت جان
کے کہ کوکن کی آب وہوا سے خوف رکھتے تھے سپرد کیا اور خود مع سوارون کے سرگھاٹ سے نیچے اُترا اور چار مہینے بارش کے
آخر کرکے ولایت سنگمیشر کیطرف متوجہ ہوا اور سہلترین وجوہ سے اُس حدود کو بھی فتح کرکے ملک التجار خلف حسن بصری
کا انتقام زمینداروں سے لیکر رعیت کو مطیع ومنقاد کیا اور مردم معینہ سے کام آمدنی کا رجوع کیا اور خود جریدہ کودہ کی
طرف جو بنادر مشہورہ رائے بیجانگر سے تھا روانہ ہوا اور ایک سو بیس جہاز پر جوانان سلیتن صف شکن کو سوار کرکے دریا
کیطرف بھیجکر خود خشکی کی راستہ سے مع عساکر نصرت مآثر وہان پہونچا اور جنگ مین مشغول ہوا اور جبتک یہ خبر رائے بیجانگر کے
گوش زد ہوکر وہانسے مدد پہونچے بوستان الحمد للہ الذی نصر علی عبدہ واعز جندہ سے گل مراد چنے اور فتح اس جزیرے کی
بھی تمام جہان مین مشہور ہوئی اور سلطان محمد شاہ یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت خوش ہوا اور طبل شادی بجایا اور ملک التجار
محمود گاوان نے جزیرہ کو وہ کو امرائے معتمد صاحب شوکت کے تفویض کیا اور ذخیرہ اور اسباب قلعہ داری کا مہیا کرکے
تین برس کے بعد دار الخلافت احمد آباد بیدر کیطرف مراجعت کی اور سلطان محمد شاہ اُسکے مکان پر رونق افروز ہوا
ایک ہفتہ وہان بھی عیش وعشرت مین مشغول رہا اور ملک التجار محمود گاوان کے قامت قابلیت کو خلعت فاخرہ
سے زیب وزینت بخشی اور مخدومۂ جہان نے بھی اُس سے صیغہ اخوت پڑھکر اُسے اپنا بھائی کہا اور سلطان نے یہ فقرہ
اُسکے القاب مین ایزاد فرمائے اور منشیان درگاہ اور طغرا نویسان بارگاہ فرامین اور مناشیر اس عبارت سے تحریر
کرتے تھے حضرت مجلس کریم منیع عظیم ہمایون اعظم صاحب السیف والقلم مخدوم جہانیان معتمد درگاہ شاہان صاحب
جم نشان امیر الامرا نائب مخدومہ ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان اور اُسی ہفتہ مین اُسکے غلام
خوشقدم نام کو کہ اُس یورش مین تین برس خدمات شائستہ مین اقدام کیا تھا بخطاب کشور خان سرفراز کرکے
امرائے عظیم الشان مین داخل کیا اور قلعہ گووہ اور بندہ اور کوندوال اور کولاپور کو اضافہ اُسکی جاگیر قدیم مین کیے
نوازشہائے موفورہ مبذول فرمائین منقول ہے جب سلطان محمد شاہ بعد ایک ہفتہ کے خواجہ کے مکان سے اپنے
دولتخانہ مین تشریف لایا اور خواجہ اپنی دولتسرا کے حجرہ مین داخل ہوا اور دروازہ بند کرکے جامہ ہائے فاخرہ تقشیں
تبدیل کیے اور گریہ وزاری وبیقراری مین مصروف ہوکر اپنے تئین زمین پر گرایا اور اسقدر تضرع وتخشع کی کہ خسا
شریف اُسکے خاک آلود ہوئے اور جب حجرہ سے برآمد ہوا درویشانہ لباس پہنا اور جمیع علما اور فضلا اور سادات
احمد آباد بیدر کو جو استحقاق رکھتے تھے طلب کیا اور نقد وجنس وجواہر اور متاع نفیسہ سے جو کچھ اپنی ملکیت

رکھتا تھا اور اس مدت مین کہ مراد ایام تجارت و ایام امارت سے ہی فراہم اور ماندوہ کیا تھا فیل اور اسپ اور کتب کے سوا سب اُنپر تقسیم کیا اور کہا الحمد للہ علی احسانہ کہ مین نے نفس امارہ کے ہاتھ سے رہائی اور اُسکے وسوسہ سے نجات پائی اور ایک عالم ملا شمس الدین محمد نام کہ اعیان جرجان سے تھے اور خواجہ کی مصاحبت مین رہتے تھے انھون نے سوال کیا کہ اسمین کیا بعید ہی کہ تو نے تمام مالوف اپنا کہ مراد مال دنیوی سے ہی آدمیون پر تقسیم کیا اور گھوڑے اور تھی اور کتب کو نگاہ رکھا جواب دیا کہ جسوقت سلطان محمد شاہ میرے مکان مین تشریف لایا اور مخدومہ جہان نے مجھے بھائی کہا نفس امارہ کی سرکشی اور تنگ ظرفی سے یکایک مادہ نخوت کا جوش دماغ مین دفعتہً ہوا خود فراموش ہوا پھر توفیق ایزدی سے اُسی محفل مین اپنی طرف مصروف ہوکر نفس کی تنبیہ و تادیب مین مشغول ہوا اور بادشاہ کے مکالمہ سے باز آیا سلطان نے اثر تغیر کا میرے چہرۂ حال سے مشاہدہ کرکے استفسار کیا کہ حال کیا ہی مین نے عرض کیا میرے دل مین درد ہی علامت خفقان کی پاتا ہون سلطان نے اس امر کو عوارض جسمانی پر گمان کرکے مجھے استراحت کا حکم دیا اور خود بدولت و اقبال اپنے دولتخانہ کو تشریف فرما ہوے اس سبب سے مین نے جمیع اسباب تجمل کو کہ عجب و نخوت کا باعث ہی اپنے پاس سے مسلوب کیا اور تمام کتابین طالب علمون کیواسطے وقف مین یہی ملک نین اور گھوڑے اور ہاتھی سلطان سے تعلق رکھتے ہین چند روز عاریۃً میرے پاس ہین آخر الامر سرکار مین لیجاوینگے الغرض ملک التجار کا دان اسدن سے ہمیشہ لباس بے تکلفانہ پہنتا تھا جب مہمات مملکت سے فارغ ہوتا تھا اپنی مسجد اور مدرسہ مین جاتا تھا اور فقرا اور صاحبدلون سے صحبت رکھتا تھا اور اُنکے احوال مین مشغول ہوکر اُنکی غمخواری مین تقصیر نہ کرتا تھا اور شب جمعہ اور شبہاے متبرکہ مین کہنے زرہ خ اور سفید ہمراہ لیکر محتاجون کے لباس مین تمام شہر کے محلہ بہ محلہ پھرتا تھا اور بھوکون اور عاجزون کی اعانت کرتا تھا اور کہتا تھا یہ عطیہ شاہ ہی اُنکے ادعیہ و ابقاے جاہ و جلال مین مشغول رہو الغرض باوجود ایسے اخلاص اور اعتقاد کے مردم فتنہ انگیز دکن نے اُس جناب کو حرامخوری مین منسوب کرکے مرتبہ شہادت مین پہونچایا اُسکی تفصیل عنقریب مرقوم خامۂ لطائف نگار ہوگی اور سنہ آٹھسو چھتیس ہجری مین خبر پہونچی کہ راجہ اوریا کا مرض الموت مین مبتلا ہوکر اس جہان فانی سے سفری ہوا نظم پسر خواندہ دشت زنار دار برآمد براو ننگ گوہر نگار ہ عموزادہ داشت ہمبر بنام ہ بمردانگی بود مردی تمام ہ درمیان مین اُنکے رد و بدل اور تکرار ہوئی بلکہ نوبت ہتھیار کی آئی چونکہ خزانہ اور تخت راے اوریا کے پسر خواندہ کے قبضہ مین تھا غالب آیا ہمبر کو ہزیمت دے کر کوہستان اور جنگل کیطرف مفرور کیا اور ہمبر چچیرے بھائی راے اوریا نے اس مضمون کا عریضہ سلطان محمد شاہ کو لکھا کہ راے اوریا فوت ہوا اور اُسکے پسر خواندہ منگل راے خود رائی سے تخت و تاج پہ متصرف ہوکر آپکے راے اوریا کہتا ہی امیدوار ہون کہ لشکر بھیجکر اس ولایت کو اُسکے قبضہ سے برآوردہ کرکے خیر سگال کے سپرد فرماوین اور دو لکھ ہون ہر سال اسقدر مال رسم باج و خراج خزانہ عامرہ مین داخل کرے گا اور سلطان محمد شاہ جو ہمیشہ سے ملک اوریا اور راجمندری اور کندیر کی تسخیر کی فکر مین رہتا تھا یہ منصوبہ اپنے حسب الخواہ تصور کرکے ملک التجار محمود گاوان کی صلاح سے ملک حسن بحری کو جو شاہان احمد نگر کا جد تھا اور شاہان بہمنیہ کے غلامون کے سلک مین انتظام رکھتا تھا نظام الملک خطاب دے کر مع لشکر جرار اُس طرف تعین کیا اور جب وہ راے اوریا کی سرحد پہ پہونچا ہمبر ملک حسن نظام الملک بحری کے

استقبال

استقبال کیواسطے اگر مقدمۃ الجیش ہوا اور منگل رائے لشکر کثیر فراہم لاکر میدان کیطرف روانہ ہوا جب صفین راستہ
ہو چکین بہادران طرفین اور مبارزان جانبین شمشیر میان سے کھینچکر حرب مین مشغول ہوے اور ہر دو کو خش اور کوشش فراوان
لشکر ہنود شکست کھاکر بھاگا اور ہمیر رائے اور یا تاج و تخت برمذ شمشیر سلطانی دستیاب کرکے ممالک موروثی پر متصرف
ہوا اور انھین دنون مین ملک حسن نظام الملک بحری ہمیر لی رہبری اور ہمراہی سے ممالک راجمندری اور مکندیر کی
طرف روانہ ہوا اور بروایت صحیح دونون مملکت کو مسخر اور فتوح کیا ملک ہمیا بقبضہ مین آیا اور سلطان محمد شاہ
کے حکم کے موافق ممالک مفتوحہ کو امراے صاحب اعتبار کے سپرد کرکے ہمیر کو اُسکے مقر کی طرف روانہ کیا اور خود مع
غنیمت وافر اور پیشکش لائق و متکاثر سلطان کی ملازمت سے مشرف ہوا اور پھر مخدومۂ جہان کی تعجاد و آصف خان
کی پرورش سے خلعت خاص سے سرفراز اور لشکر تلنگ کی سرداری سے ممتاز ہوا کسواسطے کہ سلطان
بہمنیہ کا قاعدہ تھا کہ طرفداران اربعہ کے سوا کسی کو خلعت خاص سے سرفراز نفرماتے تھے اور انھین سنوات مین
فتح اللہ عماد الملک کہ سلاطین عماد شاہیہ کا جد تھا اور خانجہان ترک کے تمام متوسلون سے عقیل اور فہیم تھا خواجہ کے
التفات سے لشکر برار کی افسری پاکر معزز اور مکرم ہوا اور بعد دو مہینے کے یوسف عادل خان سوائی بھی کہ خواجہ
اُسے اپنے فرزندون سے شمار کرتا تھا بہ خلعت سپہ سالاری دولت آباد کہ اُس خاندان مین اُس سے عمدہ تر کوئی
خدمت نہی مشرف ہوا اور دریا خان اور اکثر غلامان ترک کہ مسند امارت پر متمکن تھے اُسکے مانع ہوے جاگیر انکی
اُسطرف قرار پائی اور قاسم بیگ ولد قاسم بیگ صف شکن اور شاہ قلی سلطان اور دوسرے امراے مغل کہ خیبر
اور جاکنہ مین جاگیر دار تھے وہ بھی یوسف عادل خان کے توابین سے ہوکر خواجہ کی عنایت کے سبب تمام طرفداران
سے قوی تر ہوے اور سلطان محمد شاہ نے جب اُسے قابل التفات اور شائستہ عنایات دیکھا مورد عنایات گوناگون
کرکے دوسرون سے امتیاز بخشا اور قلعہ دیرہ کہرہ کی تسخیر اور قلعہ انتور کے استخلاص کیواسطے کہ لودھیون کے
عہد مین ایک مرتبہ کے تصرف مین در آے تھے اور وہ جادۂ اطاعت مین قدم نہ دھرتا تھا بھیجا اور
یوسف عادلخان جب دولت آباد مین پہونچا تو قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ انتور کے محاصرہ کیواسطے مقرر کرکے دریا خان اپنے
منھ بولے بھائی کو دیرہ کہر کیطرف بھیجا اور جوہندو کہ قلعہ انتور مین تھا جنگ و نزاع سے امان طلب کرکے قلعہ
قاسم بیگ صف شکن کے سپرد کیا اور راجہ دیرہ کہرہ نے موسوم جنبک رائے باوجود اسکے کہ پانچ چھ مہینے علم مدافعہ بلند
کرکے جنگ ہاے مردانہ کی تمکین آثار ضعف اپنے نامیۂ حال سے مشاہدہ کرکے ایلچی یوسف عادل خان کے پاس
بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر آپ میرا گناہ معاف فرماکر جان کی امان دیوین تو جو کچھ کہ مین اپنے قبضہ مین رکھتا ہون پیشکش
کرکے مع اہل و عیال مریدہ قلعہ سے نکل جاؤن نظم ہز نہاز خواہی کشادہ زبان ✦ رسولے فرستاد بر مرزبان ✦ کہ ما
بندگانیم و فرمان ترست ✦ چہ باشد ہمہ پیر چون جان ترست ✦ یوسف عادل خان نے شرط مذکور امان دیکر دریا خان
اپنے منھ بولے بھائی کو حکم کیا کہ اہل قلعہ کی جان و عرض و ناموس سے مزاحمت نہ پہنچاکر کہ انھین مطلق العنان کرین
کہ جہان چاہین جاوین دریا خان برادر خواندہ کی اطاعت کرکے مع لشکر خود سوار ہوکر ظاہر قلعہ مین ایستادہ ہوا اور
یہ حکم کیا کہ جنبک راے با اہل و عیال حصار سے بمریدہ نکل جاوے اور وہ بیچارہ اپنے باپ دادا کا وطن مع خزانہ
منقولی اور کتبی چھوڑکر باہر نکل گیا اور یوسف عادل خان اُس روز کہ بتخت و ہان پہونچا تھا قلعہ مین

داخل ہوا اور خزائن اور ذخائر اور تحف نفیسہ پر متصرف ہوا اور رائس ولایت کے زمیندار اور مقدمان پیشکشہا اور نوازش فرما کر قلعہ لانجی کی طرف متوجہ ہوا اور رائے مذکور کے برادر زادہ نے بھی کہ اُسکا باپ اُسی معرکہ مین فوت ہوا تھا حاضر ہو کر جان کی امان چاہی اور قلعہ مع لوازم حشمت اُسکے سپرد کر کے نکل گیا یوسف عادل خان نے اُس مال و اسباب مین سے جو لائق سرکار تھا لیا اور رائے زادہ کو امرائے شاہی کی سلک مین منتظم کر کے وہ قلعہ مع ولایت اُسکی جاگیر مین مقرر کیا اور خود سالانہ خراج گذار الخلافت احمد آباد بیدر کی طرف راہی ہوا اور اسقدر ہاتھی اور گھوڑے اور زر نقد و جواہر اور بھی اسباب نفیسہ بادشاہ کے پیشکش کیا کہ راجہ بیجانگر اور کندھیر کے غنائم اُسکے مقابل ایک حقیر چیز تھی اسواسطے بادشاہ نے اُسے انواع لطف و عنایت سے نوازش فرما کر یہ ارشاد کیا کہ جو شخص خواجہ کے مانند پدر رکھتا ہو یقین کہ اُس سے ایسی خدمتین واقع ہونگی پھر حکم کیا کہ خواجہ یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لیجا کر ایک ہفتہ ضیافت کرے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہو اور تکلفات رسمیہ اور عرفیہ مین بدرجۂ نہایت کوشش کرے خواجہ زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر عرض کرو ہوا کہ یہ امر سلطان کے بدون رونق افزا ہوے بعینہ صورت پذیر نہوگا بادشاہ نے اُسکا مقصد اور مطلب سمجھکر فرمایا کہ ضیافت مشترک کچھ مزہ اور لطف نہین رکھتی اول ایک ہفتہ یوسف عادل خان کی ضیافت مین بسر کرو ہوا اُسکے بعد ہماری مہمانی کے لوازم بجالاوے خواجہ سر انقیاد زمین اخلاص پر رکھکر یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لے گیا اور یک ہفتہ اُسکی ضیافت مین مشغول ہوا اور دنیا داروں کی تمام رسمین بتقدیم پہونچائین پھر خواجہ باتفاق یوسف عادل خان شاہ کی مہمانی کا سامان درست کرنے لگا اور مکان نگارخانۂ چین کیطرح آراستہ کیا اور آٹھوین دن فجر کے وقت سلطان محمد شاہ بہمنی خورشید انور کے مانند سایۂ التفات خواجہ کے سر پر ڈال کر اُس مکان مینو نشان مین برونق افزا ہوا فیض قدوم شاہانہ اور عاطفت خسروانہ سے اُسے سعادت دارین حاصل ہوئی امرائے نامدار سپہ سالار اپنے اپنے مرتبہ کے موافق بادشاہ کے گرد بیٹھے مجلس شراب آراستہ ہوئی یوسف عادل خان ہمکاسہ ہو ساقیان سیمین ساق عشوہ و کرشمہ مین طاق جام زرین صراحی بلورین در دست نشاط جسن سے مست حاضر ہوے دور ساغر مثل چرخ اخضر چلنے لگا نشاط اور سرور سے ہر ایک جھوم جھوم کر آپس مین ملنے لگا علاوہ اسکے خواجہ نے اور بھی تکلفات رسمی پیشکش کی یعنی تحف و ہدایا ہفت اقلیم کا اسقدر سلطان کے ملاحظہ مین نہ لایا کہ ناظرین دکن اُسکے مشاہدہ سے متحیر ہوے از انجملہ پچاس طبق طلا مع سرپوشہاے مرصع تھے اور ہر ایک طباق ایسا وسیع تھا کہ اُسمین بره گوسفند بریان بخوبی سماتا تھا اور سو غلام چرکس اور حبشی اور دکنی کہ اُنمین اکثر خواننده اور سازنده اور صاحب حیثیت تھے اور ایک سو گھوڑے عراقی اور عربی اور ترکی مع ایک سو صحن اور کاسۂ فغفوری جو بادشاہون کی سرکار مین بہم نہین پہونچتے تھے مع تفصیل نقد و جنس جو کچھ اُسکی سرکار مین تھا بادشاہ کی نظر سے گذرا پھر جمیع شاہزادون اور امرا اور ارکان دولت کو بھی تحفہاے لائق دے کر بادشاہ سے معروض کیا کہ یہ تمام دولت و حشمت شاہ کی دولت سے بہم پہونچی ہو حضرت اسکے مالک و مختار ہین جسے ارشاد ہو اُسکے سپرد کرون بادشاہ اُسکے حسن اعتقاد اور اخلاص سے نہایت محظوظ ہوا اور یہ فرمایا ہم نے سب کو قبول کیا اور پھر تجھے بخشا پھر تو خواجہ کا حسن اعتبار اور یوسف عادل خان کا افتخار اسدرجۂ اعلی کو پہونچا کہ دونون مجسمہ امثال و اقران ہوے اور دکنی دیو صفت و دیو سیرت مثل مار دم بریدہ و بسر کوفتہ برخود پیچیدہ ہوے اور بیکا عناد کا کمر باندھا اور ۸۸۷ سنہ ہجری مین پرگنہ اے خاندیس ملوان راجی رائے فرماندہ بیجانگر کی

تحریک سے عازم تسخیر جزیرہ کو وہ ہوا اور سپہ لار قلعہ منکا پور بھی اجی رائے کے موافق لشکر مورو ملخ سے زیادہ تر ہمراہ
لیکر اس بندر کیطرف متوجہ ہوکر سنگ راہ ہوا اور دخول وخروج کا راستہ مسدود دیکھا سلطان محمد شاہ یہ خبر سنکر پریشان
ہوا اور مجلس مین آکر افسران سپاہ کے احضار کا حکم دیا بیت سران سپہ خواندہ زاطراف دہر ۔ برآراست لشکر بسان
سپہر ۔ پھر سلطان خدا شناس مطیع اسلام کے پاس میدانگنان اور شکارگنان اسکی گوشمالی کو ملکوان کیطرف روانہ ہوئے
جو مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت نرکھتا تھا بادشاہ کی خبر غریمت سنکر قلعہ بند ہوا اور نشان مدافعہ کا بلند کیا اور ایک قلعہ ثابت
سنگین اور استحکام اصل کوہ وپتھر سے اسکے گرداگرد خندق پرآب تھے اور دو دیوارین مقابل ایک دوسرے کے کھینچکر
راہین ایسی محکم کی تھین کہ پرندہ پر نہین مار سکتا تھا انسان کا بآسانی گذر محال تھا سلطان محمد شاہ وہان پہونچا
اور قلعہ کو محاصرہ کیا اور رائے کتیہ دوراندیشی اور مآل بینی سے آصف جم نشان اور بھی مقربون کے پاس ایلچی بھیجکر ان
خواہ ہوا نظم ۔ بداندیش ترسیدزان داوری ۔ بتدبیر جست از خود یاوری ۔ شبانگہ بنجاصان شاہ جہان ۔ بتلبیس ساخت
اندسخان ۔ بگفتا کہ من بندہ پرگناہ ۔ دہ آیم بدرگاہ چون عذر خواہ ۔ خواجہ اور دوسرے مقربون نے رائے ملکوان کی
عذرخواہی اور امان طلبی اُسکی سمع مبارک مین پہونچائی اور سلطان محمد شاہ نے اسطرفکے راجاؤن کے اظہار قدرت اور
عبرت کیواسطے یہ امر قبول نفرمایا اور چاہا کہ اس قلعہ کو بجبر وقہر مسخر کرون پھر آتش بازون کو اپنے روبرو طلب کرکے اُنسے
یہ فرمایا کہ تم اپنی سلامتی چاہتے ہو تو تمھین لازم ہی کہ دو ہفتہ مین اس قلعہ کے برج اور دیوارون کو سنگ وغیرہ سے
مسمار کرکے بہادرون کے جانے کا راستہ پیدا کرو اور خواجہ کو یہ تاکید کی کہ خندق کو خاک پر کرکے پاٹنا تجھسے تعلق رکھتا ہی اور
جس روز کہ اہل ہنر یعنے گولہ انداز دیوار قلعہ کی توپ ومضرب زن سے گرادین چاہیے کہ خندق پٹ جاوی تو لشکر بفراغت
تمام اُس سے عبور کرکے زینہ سے قلعہ مین درآوین خواجہ ہر چند دن کو چوب وسنگ وخاک خندق مین گرتا تھا مردم
حصاری رات کو برآوردہ کرکے خندق بستور اول صاف کرتے تھے اسواسطے خواجہ نے سر مداخل اور مخارج کیواسطے
ایک دیوار کھینچکر اسمین عمارت تعمیر کرکے مورچے مستحکم کیے اور دمدمہ اور نقب کی تیاری کے واسطے کہ اس زمانہ تک فن
مین اُسکا چرچا نہ تھا حکم کیا اور ہنرمند اپنے کام مین مشغول ہوئے اور برکتیہ خندق پرآب کے باعث پہونچا نقب
کا برج اور قلعہ کے نیچے دشوار سمجھکر باطمینان تمام مقیم تھا کہ ناگاہ نقب زنون نے سر نقب کا خواجہ یوسف عادل خان اور
فتح اللہ عماد الملک کے مورچے سے قلعہ کے نیچے پہونچا کر بارود سے پر کیا اور ایکبارگی آگ دے کر قلعے مین رخنے
ڈالے اور رائے برکتیہ کی فوج رخنون پر آن کر جنگ پر آمادہ ہوئی کچھ دیر تک دار وگیر کی صدا بلند رہی اور دو ہزار
آدمی تخمیناً سلطان کیطرف کے مارے گئے اور قریب تھا کہ رخنون کو جسپر مردم قلعہ کا تصرف تھا سنگ وچوب سے مسدود
کرین ناگاہ سلطان محمد شاہ خود بنفس نفیس تیغ ہندی حمائل کرکے سوار ہوکر تاخت لایا اور خندق سے کہ جسے
خاک سے پاٹا تھا عبور کرکے رخنون کو مردم قلعہ کے تصرف سے برآوردہ کیا اور قلعہ اول پر متصرف ہوکر حصار ثانی کے
لینے مین مشغول ہوا اور رائے برکتیہ کے شاہ کی جرأت دیکھکر ہوش وحواس باختہ ہوے بیدکیطرح کانپنے لگا آخر کو
رائے ملکو نے یہ تدبیر کی کہ لباس بدل کر تعزیہ نامہ بہ کی صورت عیان کر قلعہ سے برآمد ہوا اور سلطان محمد شاہ کے
موکلون مین جاکر یہ اظہار کیا کہ رائے برکتیہ نے سلطان کی خدمت مین بھیجا ہی اور پیغام زبانی میرے عرض کیا ہی مقربون نے
یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی برکتیہ نے حضور کی اجازت پائی اول زمین خدمت کو اداے بوسہ پا پھر گھڑی گردن مین ڈال کر

دست بستہ عرض پرداز ہوا کہ راے پرکتیہ یہ خاکسار ہمیشہ زادون کو لیکر خاک بوسی کو حاضر ہوا ہے جرم بخشی اور گردن نعلی
کا اختیار شاہ کو ہے سلطان محمد شاہ کو اسکی عاجزی اور فروتنی پر رحم آیا جان کی امان دی اور بعضی کتب مین مسطور ہے
کہ راے پرکتیہ نے جب دیکھا کہ حصار اول مفتوح ہوگیا اور سلطان اعیان سلطنت کے ذریعہ سے میرا گناہ نہین معاف کرتا اپنے
ستین بُرج کی ایک کڑی مین باندھکر گریہ وزاری کرنے لگا اور جان کی امان چاہی شاہ نے اسکا حال باختلال بنظر ترحم
مشاہدہ فرمایا جان کی امان دے کر سلک امرا مین منتظم کیا اور اسکی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اور اسی دن
سلطان محمد شاہ سوار ہوکر قلعہ مین داخل ہوا اور فکر انتی بجا لایا اور اپنا لشکری لقب کیا اور قلعہ نگون کو مع مضافات
خواجہ کے شامل محال کرکے اپنی دامالخلافت کیطرف مراجعت فرمائی اور اسی عرصہ مین اسکی والدہ مخدومہ جہان کہ اس لشکر
مین ہمراہ تھی اور کاروبار شاہی اس سے رونق تمام رکھتا تھا فوت ہوئی اور سلطان نے اسکا جنازہ دارالسلطنت
احمد آباد بیدر مین بھیجا اور جب لشکر ظفر پیکر بیجاپور مین پہونچا حسب التماس خواجہ کہ وہ شہر اسکی جاگیر مین تھا کلفت رفع
ہونیکے واسطے وہان مقام کرکے عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور خواجہ اقسام ضیافت و مہمانی کہ مراد شراب و کباب
رقص و سرود اور تحفہ کھانے سے ہو سب سامان مہیا کرکے شرط مہمان نوازی بجا لایا اور سلطان کو بیجاپور کی ہوا پسند
آئی اکثر گرما پاٹ مین جو خواجہ کے متعلقات سے تھا اوقات مہلم بادشاہی کے بہر انجام مین صرف کرتا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ
موسم برسات وہان بسر کرکے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہو کہ قضارا اس سال تمام دکن اور بیجاپور مین امساک
باران ہوا اور تالاب اور کنوئین بیجاپور کے خشک ہوے اس سبب سے سلطان نے لاعلاج ہوکر آب کو دارالخلافت
احمد آباد بیدر مین پہونچایا اور وہ قحط بقحط بیجاپور مشہور ہوا منقول ہے کہ دوسرے سال بھی پانی نہ برسا اور قصبہ اور شہر اور موضع
مین اثر آبادی کا نہ رہا اکثر آدمی مرگئے اور جو زندہ رہے ولایت مالوہ اور گجرات اور جانگر مین پناہ لیگئے اور تلنگ اور
مالوہ اور مرہٹ بلکہ جمیع اقلیم دکھینہ مین دو برس تک زمین تخم ریزی سے افتادہ رہی اور تیسرے برس بسبب عنایت ایزدی
چلی اور باران ہوا لیکن کوئی باقی نہ تھا کہ کشت و کار مین مشغول ہووے نظم ازابن یمین جہان را نگر دید حال ہ کہ قحط نبارد
باران دو سال ہ برآمد یکے ہاے و ہوے ز دہر ہ زمردم تہی ماند بازار و شہر ہ اور یمن نامہ مین مسطور ہے کہ جب آدمی
قحط وبا کے بعد آئے اثر آبادی کا دکن مین ظاہر ہوا خبر پہونچی کہ اہل قلعہ کندیر نے اپنے حاکم کو کہ ظالم اور فاسق تھا
اور آدمیون کے مال اور آبرو ریزی کا ارادہ رکھتا تھا قتل کرکے نشان مخالفت بلند کیا ہے اور قلعہ ہمبر اور یا کے تصرف
مین جو سلطان کا دست گرفتہ ہے چھوڑا اور ہمبر اور یا نے آدمی معتبر راے اوڈیسہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ جو تم ہمیشہ
مملکت تلنگ کے استرداد کی فکر مین رہتے ہو اور چاہتے ہو کہ ملک موروثی وارثان ولایت کے تصرف مین آوے اب
فرصت اور موقع ہے بندہ نوازی اور حق ہمسائگی ادا کرکے اسطرف نہضت فرمایئے کہ واسطے کہ دکن مین دو برس کے
قحط کے سبب لشکر باقی نہین رہا مملکت تلنگ کو بسہلترین وجہ لیکر اس مخلص کے سپرد کیجیے اور حق السعی مین قلعہ کندیر
اور دیگر مضافات برائکے متصرف ہو جیسے راے اوڈیسہ نے فریب کھاکر پانون اپنی حد سے آگے بڑھایا ہزار سوار اور
سات آٹھ ہزار پیادہ جمع کیے اور جاجنگر کے راجاؤن کو بھی بطور کمک ہمراہ لیکر مملکت تلنگ مین در آیا اور نظام الملک
بحری حاکم راجمندری اس جماعت کے مقابلہ کی تاب نہ لایا قلعہ بند ہوا اور عرضداشت مشتمل کیفیت اور چگونگی حالات
درگاہ مین ارسال کی اور سلطان محمد شاہ خواجہ کی تجہیز اور ہدایت کے باعث اپنی ذات سے

اس سفر کا متصدی اور عازم و جازم ہوکر خزانہ کا دروازہ کھولا اور تنخواہ ایک سال کی خیل وحشم کو دیکر بسبیل استعجال اُسطرف نہضت فرمائی بیت تہمتن بشوریدزان آگہی ۔ بجنباند دہیم شاہنشہی اور جب راجمہندری کے اطراف مین پہونچا مخالفون نے آپسمین مشورہ کیا جنگ مین صلاح ندیکھی ہمبر اور یا قلعہ کندپر مین داخل ہوکر حصاری ہوا اور راے اوڈیسہ آب راجمہندری سے عبور کرکے اپنی ولایت کیطرف راہی ہوا اور دریا کے کنارے مع فوج استقامت کی سلطان محمد شاہ راجمہندری مین پہونچا اور نظام الملک بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور جو کہ کشتی اور پٹیلی راے اوڈیسہ کے تصرف مین تھی اور اُن دنون مین دریا طغیانی پر تھا سلطان محمد شاہ نے پانی کے کنارے خیمے اور خرگاہ برپا کیے اور دریا سے جلدی عبور نکر سکا اُسکے بعد عبور کے سامان مین ہوکر چاہتا تھا کہ کشتی اور سبد سے عبور کرے راے اوڈیسہ کوچ کرکے اپنی دارالملک مین گیا اور سلطان محمد شاہ جو اُسکے اوضاع اور اطوار سے نہایت آزردہ تھا شاہزادہ محمود خان کو مع خواجہ راجمہندری مین چھوڑکر خود بیس ہزار سوار جونامدار اور خنجر گذار تھے اُس کافر اکفر کی تادیب اور گوشمالی کو آخر ۷۲۲ھ آٹھسو بیاسی ہجری مین آب سے عبور کرکے دارالملک اوڈیسہ مین گیا اور کفار کے قتل وغارت اور خرابی مملکت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور جو کہ راے اوڈیسہ اپنی ولایت خالی کرکے ولایت دور و دراز مین بھاگ گیا تھا سلطان محمد شاہ نے باطمینان تمام اُس ملک مین چھ مہینے توقف کیا اور رعایا وغیرہ سے بقدر امکان باستمالت وعقوبت زر خطیر تحصیل کیا اور سلطان چاہتا تھا کہ شاہزادہ اور خواجہ کو طلب کرکے وہ حدود اُنکے سپرد کرے راے اوڈیسہ نے یہ خبر سنکر ایلچی متواتر باتحف وہدایا اور فیل بسیار شاہ کی خدمت مین بھیجکر دروازے معذرت کے مفتوح کرکے یہ پیغام دیا کہ مین عہد اور شرط کرتا ہون کہ دوبارہ زمینداران تلنگ کی امداد اور کمک نکرونگا اور سلطان کے جادۂ موافقت اور متابعت سے کبھی انحراف نکرکے ہمیشہ مطیع وفرمانبردار رہونگا سلطان نے فرمایا کہ راے اوڈیسہ ان ہاتھیون کے علاوہ پچیس ہاتھی اور اپنے باپ کے فیل خانہ خاص سے اگر بھیجے تو التماس اُسکی قبول فرماؤن اور راے اگرچہ اُن فیلون کو اپنی جان سے عزیز تر رکھتا تھا لیکن مجبور اور ناچار ہوکر اُنھین بھی باجھول اطلس ومخمل وزربفت وسقرلات اور مع زنجیرہاے طلا ونقرہ ارسال کیے اور سلطان محمد شاہ نے عازم مراجعت ہوکر کوچ کیا اور اثناے راہ مین شکار مین مشغول ہوا اور اُس اطراف مین ایک قلعہ کوہ پر اُسے نظر پڑا اور ایک جماعت بہادران اپنے ہمراہ لیکر اُس قلعہ کی سیر کو تشریف لے گیا اور اُس جماعت سے جو وہان مقیم تھی پوچھا کہ یہ قلعہ ہمبر اور یا سے تعلق رکھتا ہی یا نہین مردم اوڈیسہ نے جواب دیا کہ یہ قلعہ راے اوڈیسہ کا ہی اور کسی کو یارا نہین کہ بنظر تصرف اُسپر نگاہ کرے سلطان محمد شاہ طیش مین آیا اور اُس پہاڑ کے دامن مین نزول فرمایا دوسرے دن جب خورشید عالم افروز تابان ہوکر سر دریچۂ زمردی سے برلایا جنگ پر آمادہ ہوکر اُس حصار کیطرف متوجہ ہوا نظم چہ گویم کہ آن قلعہ در برتری ۔ کند با فلک دعوے ہمسری ۔ زموزونی قدو بالاے اُو ۔ زدے تیر صد بوسہ بر پاے اُو ۔ اور ایک جماعت قلعہ سے برآمد ہوکر مانعت کے واسطے آگے بڑھی اور اکثر اُنمین کے غازیان اسلام سے مارے گیے اور نقد حیات گرمسے کھو بیٹھے راجہ اوڈیسہ نے اس حال سے مطلع ہوکر ایلچی سلطان کی خدمت مین بھیجے اور یہ گزارش کی کہ یہ جماعت صحرائی ہی اُنکی بے ادبی اس وتنخواہ کے سبب معاف فرماوین اور یہ تصور فرمائین کہ یہ قلعہ مفتوح کرکے اپنے ایک سپاہی کے سپرد کیا سلطان کو اُسکا حسن پیام پسند آیا پھر ڈیڑھ مہینے قلعہ کو محاصرہ کرکے وہان سے کوچ کیا اور کندپر کیطرف عنان عزیمت منعطف کرکے اُسے محاصرہ کیا ہمبر اور یا

بھی پانچ چھ مہینے مین عاجز ہوا اور حالت اضطرار مین ایک جماعت کو درمیان ڈالکر بمشقت تمام امان طلب کی اور شہر بلازمان درگاہ کے سپرد کیا اور سلطان نے سوار ہوکر تمام شہر اور قلعہ کی سیر کی وہان ایک بڑا تنخانہ تھا اُسے مسمار اور خراب کیے کے چند نفر براہمہ اور خادمان تنخانہ کی بہ نیت جہاد و قصد ثواب گردن ماری اور یہ حکم دیا کہ اس مقام مین مسجد تعمیر کرین اور معماران نے اُسی دن بنیاد مسجد ڈال کر عمارت بنانی شروع کی اور سلطان محمد شاہ نے ایک منبر چوبی تیار کرکے اُسپر جاکر بانگ محمدی کہی اور دو رکعت نماز پڑھکر شکر بجا لایا اور زر کثیر مستحقین کو دیکر خطیب کو اشارہ کیا کہ خطبہ میری نام پڑھے خواجہ نے اُسوقت یہ عرض کی کہ بادشاہ نے جو بقصد غزا اتنے برہمن کو مقتول کیا ہی مناسب یہ ہی کہ آنحضرت کو اسکے بعد غازی کہین سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خطیب نے لفظ غازی اسکے القاب مین اضافہ کی القصہ محمد شاہ پہلا وہ شخص شاہان بہمنیہ سے ہی کہ جسنے اپنے ہاتھ سے برہمن قتل کیے کسواسطے کہ شاہان ماضیہ بہمنیہ نے اس مدت مین برہمن کے قتل کا حکم بہت کم کیا ہی چہ جائیکہ اُنکی اپنے ہاتھ سے گردن مارین اور برہمنون کا عقیدہ فاسد یہ ہی کہ برہمن کشی انکو مبارک ہوئی خلل اُنکی مملکت مین ظاہر ہوا اُسکے بعد سلطان محمد شاہ نے خواجہ کے التماس کے موافق تین برس راجمہندری اور اُس حدود مین اقامت کرکے سرحدون کو مضبوط کیا اور بہت زمینداروں کو زیر کرکے تلنگ کا بخوبی تمام انتظام کیا پھر ولایت نرسنگھ کے تسخیر کی فکر مین پڑا اور خواجہ سے استفسار کیا کہ ایسا شخص جو راجمہندری اور تمام بلاد اور اس مملکت کے سب قلعون کا بندوبست بخوبی کرسکے کون ہی خواجہ نے جواب دیا کہ ملک حسن نظام الملک بحری کے سوا کوئی اس کام کے سزاوار نہین ہی یہ امر سلطان کی راے کے موافق ہوا اسواسطے بدستور سابق فرمان طرف راجمہندری اور کندیر اور بہت ممالک کا اُسکے نام لکھا اور حکومت ورنگل اور باقی ممالک تلنگ اعظم خان بن سکندر خان بن جلال خان کے تفویض فرمائی اور خود ولایت نرسنگھ کی غزیمت کرکے سوار ہوا اور ملک حسن نظام الملک بحری اعظم خان کی ولایت تلنگ مین شریک ہونے سے آزردہ خاطر ہوا اور سلطان سے عرض کیا کہ مین انتظام اس حدود کا اپنے ایک فرزند سے رجوع کرتا ہون اور چونکہ مین مدت سے اس عہد تک حضرت کی خدمت مین حاضر رہا ہون رکاب ظفر انتساب سے دوری گوارا نہین ہی سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ ہمارا مقصد اس حدود کے ضبط سے ہی بہر نوع کہ میسر ہو کہتے ہین سلطان جو خواجہ نظام الملک بحری کو صاحب داعیہ سمجھتا تھا اور اُسکے بیٹے ملک احمد کو کہ ایک حرم سرا کی عورت کے بطن سے تھا اور باپ سے رشید تر اور شجاع تر تھا نہین چاہتا تھا کہ دونون ایکطرف کے جاگیردار ہون اسواسطے کہ سنوات سابق مین جسوقت کہ ملک حسن نظام الملک بحری کو راجمہندری کی سپہ سالاری پر مقرر کرتے تھے ملک احمد کو سلطان سے کہکر خداوند خان حبشی کی توابع کرکے منصب سہ صدی دے کر جاگیر اُسکی ماہور مین مقرر کی تھی اور ملک نظام الملک بحری اس امر سے بھی آزردہ خاطر رہتا تھا التماس کی کہ ملک احمد کو اپنے توابع مین منسلک کرکے جاگیر اُسکو تلنگ مین عنایت فرماوین سلطان نے اُسکی عرض پذیرائی کی اور خواجہ کو پروانگی دی اور خواجہ جو لا علاج تھا فرمان طلب اُسکے نام صادر فرمایا اور ملک احمد نے بہ سرعت تمام راجمہندری کی چار منزل سے اردوے شاہی مین پہونچکر منصب وزارت پایا اور باکیطرف سے راجمہندری کی حکومت پر روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ نرسنگھ کی تسخیر مین ساعی ہوکر اُسطرف متوجہ ہوا اور یہ نرسنگھ ایک راجہ قوی ہیکل اور عظیم الجثہ تھا اور کثرت مال اور وفور افواج مین موصوف اور ولایت کرناٹک اور تلنگ کے درمیان مقام رکھتا تھا اور سواحل اسطرف کے دریا کی مچھلی پٹن تک اُسکے تحت حکومت تھے اور اس عرصہ مین قابو پاکر بہت ممالک راے بجانگر سے بزور شمشیر اپنے ممالک مین شامل کیے تھے اور قلعہ سنگین اور مستحکم بہم پہونچا کر اکثر اوقات زمینداروں

کو جنگ پر مستعد اور آمادہ کرکے اور خود انکا مددگار ہوکر شاہان بہمنیہ کی سرحد مین شور و غوغا برپا کرتا تھا اور امرائے سرحد جو اُسکا مقابلہ نکر سکتے تھے ہمیشہ اُسکی شکایت درگاہ مین تحریر کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ نے اثنائے طے مسافت مین ایک قلعہ بالائے کوہ اُجاڑ اور خراب دیکھا جب دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بادشاہان دہلی کے آثار سے تھا کہ اُس حدود کے انتظام کے واسطے تیار کیا تھا سلطان نے وہان مقام کرکے فرمایا کہ معمار جلد اسکی تعمیر مین مشغول ہون اور اہتمام اُسکا خواجہ سے رجوع ہوا اُسنے سعی بلیغ کرکے وہ کام کہ دو برس کے عرصہ مین انجام ہو چھ مہینے مین تمام کیا اور غلہ اور اذوقہ اور توپ اور ضرب زن اور جمیع آلات قلعہ داری مہیا کرکے مردم معتبر کے سپرد کیا اور سلطان کو اس قلعہ مین لیجاکر تمام چیزین اور سامان جو موجود کیا تھا ملاحظہ کروایا سلطان نے تحسین و آفرین فرماکر ارشاد کیا حق سبحانہ تعالے کا ہمپر بڑا فضل کرم ہی ایک شاہی اور ریاست خلق اور دوسرے ملازم تجھسا خواجہ یہ کہکر پوشاک خاص جو زیب بدن تھی اُتارکر خواجہ کو پہنائی اور جو لباس کہ خواجہ پہنے تھا وہ برآوردہ کرکے آپ پہنا اور آجتک کسی کتاب مین نظر نہین آیا کہ کسی بادشاہ نے نوکر سے ایسا سلوک کیا ہو لیکن جو مرتبہ اسکا کمال تھا اور کمال علامت زوال ہی اثر اُسکا جیسا کہ مذکور ہوگا انھین دنون مین ظہور پاکر دوسرون کی عبرت کا سبب ہوا الغرض سلطان محمد شاہ نے بعد تیاری قلعہ دو تین ہزار سوار ایک آدمی معتبر کی سرداری مین محافظت کیواسطے وہان چھوڑا اور مطمئن ہوکر آگے بڑھا اور جس مقام مین پہنچتا تھا لوازم قتل و غارت بجالاکر ہلاکی اسطرف کے باشندون سے برلاتا تھا اور جب کوندپور مین پہونچا ایک جماعت وہانکے متوطن نے معروض کیا کہ یہان سے دس منزل پر ایک تنجانہ ہی کہ کنجے نام رکھتا ہی اور در و دیوار اور سقف اُسکی زیور و جواہر سے آراستہ و پیراستہ اور آج تک کسی شاہان اسلام نے اُسکو نہین دیکھا بلکہ نام بھی اُسکا نہین سُنا سلطان محمد شاہ نے چھ ہزار سوار خجستہ گذار لشکر سے جدا کرکے بطور ایلغار اُسطرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ محمود خان اور خواجہ کو حکم کیا کہ کوندپور پلی مین رہین اور مورچین کا اتفاق ہی کہ سلطان محمد شاہ نے ایسا گھوڑا سرپٹ دوڑایا کہ چالیس سوار سے زیادہ اُسکی ہمراہی نہ کرسکے اور یوسف عادل خان اور ملک حسن نظام الملک بحری اور تغرسنان ترک ازانجملہ تھے اور جب حوالی تنجانہ مین پہونچا چند ہنود عفریت منظر برآمد ہوے اس درمیان سے ایک ہندو سیاہ فام دیو نژاد ایک گھوڑے قوی ہیکل پر سوار ہوا اور شمشیر آبدار ہندی ہاتھ مین لے کر ایک لحظہ میدان مین استادہ ہوکر نگاہ تیز سے دیکھا کہ محمد شاہ کے مانند ایک سوار میدان مین ہی اُسکی طرف متوجہ ہوکر گھوڑے کو جولان کیا اور سر پر سپر کھینچکر تلوار کا ایک وار سلطان پر کیا محمد شاہ غازی نے ادہم باد پیما کو چمکاکے کس کس جستی اور چالاکی سے اُسکے وار کو روک کرکے اپنا اُسپر وار کیا مگر اوچھا پڑا ہندو پھر سلطان کے مقابل آیا اور خویش کو ٹھہراکر چاہا کہ دست بردی کرے محمد شاہ نے تلوار برق کیطرح چمکاکے ایسے ضرب اُس خودسر کے فرق پر لگائی کہ اُسنے خیار کیطرح دونیم کرکے خانہ زین پر اُتر آئی بیت دونیمہ بگردش بیک زخم تیز ۔ برآورد از ہندوان رستخیز ۔ اس درمیان مین ایک اور ہندو کالا بھجنگا مہیب تر مقابل آیا اور جو ہر ایک جوان اُن چالیس سوارون مین سے جو کفار کی جنگ مین مشغول تھے مرافعہ اُسکا نہ کرسکتا تھا سلطان بنفس نفیس اُسکے دفع مین مشغول ہوا اور شیر گرسنہ کیطرح حملہ کرکے نعرہ مارا کہ ای بزدل سنبھل جا یہ کہکر شمشیر خارا شگاف صاف کنندۂ میدان مصاف برق کیطرح چمکاکے مثل اجل اُسکے سر پر آیا اور بسرعت تمام تر اُسے بھی آن واحد

مین تہ تیغ کرکے دار البوار پر پہونچایا پھر تو اُس مقابلہ کے بعد عجب معاملہ ہوا کہ سلطان محمد شاہ کی ضرب اور تعرض سے باقی ہندوون پر ایسا خوف چھایا کوئی مقابلہ کو پھر نہ آیا بے لڑے بھڑے میدان خالی ہوگیا بھاگ کر بتخانہ مین در آئے اس عرصہ مین فوج باز ماندہ آپہونچی اور سلطان محمد شاہ بجبر و قہر تمام بتخانہ مین داخل ہوا اور لوٹنے اور قتل کرنے اور باندھنے مین مشغول ہوا نظم ہمہ خانہ از گوہر و گنج پر ✤ زر زرین بتان برآمودہ در ✤ بہر یک صنم خانہ دلپذیر ✤ نہ چندان گہر کاید اندر ضمیر ✤ صنم خانہا جملہ گشتہ خراب ✤ غنیمت خیان کس ندیدہ بخواب ✤ بجز زیور و گوہر و گنج زر ✤ نمی بردکس ہیچ چیزے دگر ✤ اور سلطان محمد شاہ تاراج شہر کنجے مین داخل ہوا اور ایک ہفتہ استراحت اور آرام فرما کے علم مراجعت بلند کیا اور ملک حسن نظام الملک بحری اور یوسف عادل خان اور فخر الملک کے بہ مشورہ بہت امرائے غریب کو مع لشکر دولت آباد وجنیر کہ قریب بارہ ہزار سوار کے تھے نہایت سامان اور شوکت و صولت سے نرسنگھ کی تادیب کو مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال مع افواج ظفر امواج مچھلی پٹن کیطرف کہ وہ بھی ممالک نرسنگھ سے تھے جاکر اس حدود کو بھی مسخر اور مفتوح کیا پھر مظفر و منصور کندپور پلی کی طرف عنان تسبیز عزیمت منعطف فرمائی اور حریفان کمین نشین ملک حسن نظام الملک اور ظریف الملک وغیرہ نے بعضے غلامان حضور کو جو نہایت تقرب رکھتے تھے رو کش کرکے تحریک اور ترغیب کرتے تھے کہ وقت بیوقت باتین وحشت انگیز خواجہ کی نسبت مجلس سلطان مین مذکور کرتے رہین اور جماعت ناعاقبت اندیش اُس بزرگوار کی غیبت اور خیانت مین عنان زبان معطوف رکھکر اُسکی خونریزی مین تقصیر نہ کرتی تھی یہان تک کہ کندپور پلی مین اُس جناب کو بہتان عظیم گرفتار کرکے بیصدود قصور قتل کروایا تفصیل اس اجمال کی یہ ہو کہ جب سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد مین دائرہ مملکت بہمنیہ وسیع ہوا رائے صائب خواجہ مقتضی اس امر کی ہوئی کہ سلطان علاء الدین نکوی بہمنی کے ضوابط مین کچھ تصرف کرے پھر سلطان محمد شاہ سے عرض کرکے برآئین معقولہ اُسکے ذہن نشین اور خاطر گزین کیا اور عمل مین لایا از انجملہ ایک یہ ہو کہ مملکت کے پہلے چار حصہ تھے پھر آٹھ حصہ کیے اور آٹھ سرلشکر کہ اُنکی اصطلاح مین طرفدار کہتے ہین بہم پہونچائے اس طریق سے مملکت برار کی دو قسمت کرکے کاویل فتح اللہ خان عماد الملک کو دیا اور ماہور خاوند خان حبشی کے سپرد کیا دولت آباد یوسف خان کو دیا اور جنیر مع وافر محال اندا پور ماہین دمان و بس و بندر کودہ و نلگوان کو بجانب فخر الملک کہ خواجہ جہان ترک کے عزیزون سے تھا رجوع کیا اور بیجاپور اور بہت ممالک اُسکے آب ہورہ اور رایچور اور مدکل آصف جم اقتدار خواجہ جہان کاوان کو ارزانی رکھا اور حسن آباد گلبرگہ اور ساغر مل درک اور شولاپور تک دستور دینار کو جو خواجہ سراحبشی تھا حوالہ کیا اور مملکت تلنگ تمام جو ملک حسن نظام الملک بحری کے ضبط مین تھی اُسے بھی دو قسمت کی راجمہندری اور ملکنڈہ اور مچھلی پٹن اور اوریا اور بھی مواضع کثیر انتظام الملک کو دیگر حکومت و زنکل کی اعظم خان ولد سکندر خان بن جلال کے نام مقرر کی اور ہر اطراف ثمانیہ سے بہت قصبات اور پرگنات کو خاصہ کرکے خزانہ بادشاہی کے تحت تصرف مین قرار دیئے اور دوسرے یہ کہ سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی کے عہد مین یہ دستور تھا کہ جو شخص مملکت کا حاکم اور سردار ہوتا تھا وہی اُس اطراف کے تمام قلعہ اپنے تصرف مین رکھتا تھا اور وہ جس شخص کے واسطے مناسب دیکھتا تھا حوالہ کرتا تھا اور طرفدار مثل کوندیو اور بہرام خان اور سکندر خان قلعہ متین اور سنگین کے سبب کبھی کبھی داعیہ سرکشی کرتے تھے اسواسطے آصف جم اقتدار نے یہ امر شرائط احتیاط سے بعید جان کر

مقرر کیا کہ ایک قلعہ سرلشکر کے قبضہ مین چھوڑکر باقی اسطرف امرا اور منصبداران معتبر کو بادشاہ کے حضور حوالہ کرین
جسطرحسے قلعہ دولت آباد وخیراور بیجاپور اور حسن آباد گلبرگہ اور ماہور اور کاویل اور ورنگل اور راجمہندری حکام کے
سپرد ہوے اور باقی قلعہ حضور سے مردم معتبر کے تفویض ہوے اور تیسرے تصرفات خواجہ سے ضوابط سلطان علاء الدین
بہمنی مین یہ ہی کہ ایام سابق مین جب مملکت تلنگ شاہان بہمنیہ کے حوزۂ تصرف مین نہ آئی تھی یون مقرر تھا کہ پنصدی
کو ایک لاکھ ہون اور ہزاری کو دو لاکھ ہون نقد خزانۂ عامرہ یا جاگیر سے وصول ہوا کرین اور بعد تسخیر تمامی مملکت تلنگ
نظر عطوفت حال سپاہ پر مبذول فرماکر یہ مقرر کیا کہ امراے پانصدی کو ایک لاکھ اور پچیس ہزار ہون دیکھ ہزاری کو دو لاکھ
اور پچاس ہزار ہون پہونچا کرین اور جاگیر اُس صورت سے دیتے تھے کہ جسکا اگر ایک لاکھ ہون سے کمتر حاصل ہوا بقی
غلامان خزانۂ شاہی سے وصول کیا کرین اور اسی طور سے اگر امرا عدد مقرری سے ایک سپاہی کم ملازم رکھتے تھے
اہالی دفتر اُسکی بازیافت اور پرسش کرتے تھے چنانچہ ان کامون کے سبب ضبط لشکر و ولایت اور رفاہیت خلائق
جیساکہ چاہیئے ظہور مین پہونچی رونق عظیم امور سلطنت مین ظاہر ہوئی لیکن یہ امر ایک جماعت صاحب داعیہ کے موافق
مزاج نہ آیا خواجہ کی نسبت پیشکا عداوت کا کمر جان پر باندھا اور خواجہ اسے سمجھا جو تمام ہمت اُسکی اپنے مالک
کی دولتخواہی مین مصروف تھی اُنسے کچھ پروانہ کرتا تھا اور جو درمیان خواجہ اور یوسف عادل خان کے نسبت پدری
اور فرزندی کی تھی اُنمین نہایت اخلاص رکھتے تھے ہر ایک معاملہ مین دونون ہوشیار رہتے تھے اور اس مدت دراز مین
کسی طرح کا صدمہ اور گزند اُس مجرگ صوری اور معنوی کے وجود باجود پر نہ پہونچا سکے اب اس عرصہ مین یوسف عادل خان
نرسنگھ کی سرحد پر متعین تھا ایک جماعت دکنی اور حبشی سے جو خواجہ کی دستگیری اور میامن التفات کے باعث مرتبہ
اعلی کو پہونچکر مشاہیر درگاہ سے ہوئی تھی مانند ظریف الملک دکنی اور مفتاح حبشی کے ملک حسن نظام الملک بحری
کے ساتھ اتفاق کیا تھا کہنے لگے کہ اسوقت یوسف عادل خان حاضر نہین ہی فرصت غنیمت ہی خواجہ کے دفع مین کوشش
کرنی چاہیئے پھر ظریف الملک اور مفتاح حبشی اور غلامان ہندی مقرب نے خواجہ کے ایک غلام حبشی سے جو اُسکا
مہردار تھا طرح دوستی اور خصومت ڈال کر بذل نقود اور جواہر اور متعۂ نفیسہ اور اقسام پیشکان نازی وغیرہ سے اُسے
شرمندہ بلکہ بندہ اپنے احسان کا کیا ایک روز مجلس شراب مین کہ وہ بدست تھا ظریف الملک اور مفتاح حبشی ایک
کاغذ سفید بیچیدہ اپنے ہاتھ مین لیکر کہنے لگے کہ یہ کاغذ برأت ہمارے فلان آشنا کا ہی اور اسپر مہر اکثر اہل دفتر
کی ہوئی ہی اگر تم ازراہ مراحم قلبی اور اتحاد دلی کے اسپر مہر خواجہ کی ثبت کرکے ہمین اپنا رہین منت کروگے
بعید نہوگا غلام نے بیعقلی سے اُنکے کلام کو یقین کرکے جس مقام مین اُنھون نے کاغذ کھول کر دکھایا بغیر دیکھے بھالے
خواجہ کی مہر چھاپ دی ظریف الملک اور مفتاح حبشی تدبیر کو موافق دیکھکر رات کے وقت ملک حسن نظام الملک
بحری کے مکان پر گئے اور حقیقت حال معروض رکھی اور سب نے متفق ہوکر خواجہ کی زبانی رلے اور ڈالیسہ کو
اس کاغذ مین لکھا کہ ہم سلطان محمد شاہ کی می نوشی اور اُسکے ظلم سے متنفر ہوے ہین اور ادنی توجہ سے دکن مسخر
ہوگا اس لیے کہ راجمہندری اور اُس سرحد مین کوئی سردار سلیقہ شعار اور جرار نہین ہی تم اپنا لشکر ہمراہ لیکر بلا توقف
ولایت دکن مین چلے آؤ جو اکثر امرا میرے کہنے سے باہر نہین ہین ہر ایک طرف سے نشان دشمنی کا بلند کرونگا اور
شاہ کے دفع کے بعد مملکت دکن علی السویہ تقسیم کرلینگے اور ظریف الملک اور مفتاح حبشی اُس وقت کہ

ملک حسن نظام الملک بحری حاضر تھا کتابت مزور یعنی جعلی کاغذ کو سلطان محمد شاہ کے ملاحظہ مین در لائے اور سلطان جو کہ مہر خواجہ پہچانتا تھا مضطرب اور سراسیمہ ہوا اور ملک حسن نظام الملک بحری نے فرصت پاکر کلام وحشت انگیز سے اُسکی آتش قہر کو اسطرح افروختہ کیا کہ عنان اختیار اُسکے دست اقتدار سے چھوٹ گئی اور بدون استفسار اور دریافت حقیقت حال حامل مکتوب سے کہ جو خواجہ کیطرف سے راے اوڈیسہ کے پاس لیجاتا تھا آدمی خواجہ کے طلب کو بھیجا اور خواجہ کے متوسل نے طلب کے سبب پر مطلع ہوکر خواجہ کو آگاہ کیا اور عرض کی کہ اگر آپ آج بہانہ سے دربار کا جانا ملتوی رکھین بہتر ہوگا خواجہ نے یہ بیت کہ آندنون اکثر اُسکے ورد زبان رہتی تھی پڑھی بیت

چون شہید عشق در دنیا و عقبیٰ سرخروست ٭ خوش دمی باشد کہ مارا کشتہ زین میدان برند ٭ اور فرمایا کہ یہ محاسن جو ہمایون شاہ کیذقن متبرک سفید ہوئی اگر اُسکے فرزند کی بدولت خون سے مخضب اور رنگین ہووے سرخروی کا سبب ہے آئندہ خوف خدا البشر کو ضرور ہے برگشتگی قسمت سے انسان مجبور ہے سر نوشت سے احتراز نہین کرسکتا قضا سے سر نہین پھیر سکتا جیسا کہ کسی شاعر نے اس بارہ مین خوب کہا ہے بیت زندہ کنی عطاے تو ور بکشی فداے تو ٭ دل شدہ مبتلاے تو ہر چہ کنی رضاے تو ٭ اس درمیان مین چند شخص امراے کبار نے کہ اُسکے تابعون سے تھے آدمی معتمد خواجہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ ہم دربار مین باتین موحش اور جانکاہ سنتے ہین ہزار سوار جرار آپ کے پاس حاضر ہین آپ انھین ہمراہ لیکر گجرات کیطرف تشریف لیجائین ہم بھی جلو مین فدویون کے مانند ہمراہ رکاب قدم بقدم چلینگے خواجہ نے جواب دیا کہ مین سالہاے دراز سے اس خاندان عالی شان کا نمک خوار ہون اور کسی طرح کی تقصیر مجھسے وقوع مین نہ آئی اور شاہ بھی دفعتہً دشمنون کی تہمت سے بلا تحقیقات مجھے ساتھ بیوفائی کے منسوب نفرماویگا اور اگر سیاست بھی کریگا بہتر نمک حرامی سے ہے پھر اُسی وقت شاہ کے دربار مین گیا سلطان محمد شاہ نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنے ولی نعمت سے بیوجہ حرام خوری کرے اور ساتھ یقین کے ملے اُسکی سزا کیا ہے خواجہ نے کہا اُس بدبخت کے واسطے جو اپنے مالک کے ساتھ درپے غدر ہووے اور غداری اُسکے پایہ اثبات کو پہونچے اُسکی سزا تیغ آبدار کے سوا دوسری نہین ہے یہ سنکر سلطان نے وہ مکتوب خواجہ کو دکھایا خواجہ نے آیہ سبحانک ہذا بہتان عظیم پڑھکر جواب دیا کہ مہر تمہارے کی ہے لیکن میرا خط نہین اور مین اس امر سے مطلق آگاہی نہین رکھتا اور قسم کھاکر مضمون اس مقال کا گذارش کیا قطعہ بخدائے کہ جوہر امرش ٭ اہل معنی بخوان دل سفتند ٭ کہ چو بہتان یوسف دگر است ٭ آنچہ از بند دشمنان گفتند ٭ ہر چند خواجہ نے اسطرح کی باتین عرض کین سلطان جو شراب پی کر بیخود اور قہر و غضب کی شدت سے مبہوت ہوگیا تھا دوسرے یہ کہ زوال اُس خاندان کا بھی نزدیک پہونچا تھا مقام تجسس و تفحص مین نہوکر دربار سے اُٹھا اور جوہر نام حبشی کو اُسکے قتل کا حکم دیا خواجہ نے جواب دیا کہ اس پیرانہ سالی مین میرا قتل نہایت سہل اور آسان ہے لیکن تیرے ملک کی خرابی اور بدنامی کا باعث ہوگا سلطان نے کوتہ اندیشی سے اُسکی بات گوش ارادت سے نہ سنی اور مجلس کیطرف متوجہ ہوا اور جوہر حبشی شمشیر عریان کھینچکر اُسکے قتل پر آمادہ ہوا اور خواجہ نے دو رکعت نماز قبلہ رو پڑھکر کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور جب ضربت تلوار اُسکی گردن پر لگی الحمد للہ علی نعمۃ الشہادۃ کہکر جان بحق تسلیم کی اور اس درمیان مین سعید خان گیلانی کہ اُسکا ہمقوم تھا اور امراے کبار کی سلک مین انتظام رکھتا تھا بسبب اتفاق دیوانخانہ مین آیا اور جو غلام گرم سیاست تھے بے حکم اُسکے بھی تہ تیغ کیا اور خواجہ کی عمر اٹھتر برس کی تھی اور شہادت سے چند روز پیشتر ایک قصیدہ سلطان محمد شاہ

بہمنی کی مدح مین موزون کیا تھا اُسمین سے دو بیت یہ ہین ابیات شد شکل ضرب بتغت بر دوش جان حمائل ؛ ہیکل زحرز سیفی وانگہ حراس لای دل ؛ تیغ تو آب حیوان مردم زحسرت آن ؛ آرے بعہد من شد آب حیات قاتل ؛ اور یہ واقعہ ہا مکہ اور سانحہ جانکاہ ماہ صفر کی پانچوین تاریخ سنہ ۸۸۲ آٹھ سو چھیاسی ہجری مین واقع ہوا تھا ملا عبد الکریم ہمدانی صاحب تاریخ محمد شاہی تلامذہ ملکہ خواجہ کے مریدون سے تھا اُسنے یہ قطع اُسکی شہادت کا کہا قطعہ شہید بیگنہ مخدوم مطلق ؛ کہ عالم راز جودش بود رونق ؛ وگر خواہی تو تاریخ وفاتش ؛ فرو خوان قصۂ قتل بناحق اور دوسری تاریخ یہ کہی بیت سال فوتش گر کسی پرسد بگوے ؛ بیگنہ محمود کاوان شد شہید ؛ ملا سامعی کہ مداح اور نوکر اور ندیم اُسکا تھا یہ قطعہ تاریخ اُسکا بلغراد ہی قطعہ چون خواجہ جہان را ہرگز حرام خواری ؛ در دل نبود و بیکار پیوستہ جان سپاری ؛ گشت او شہید مغفور ای سامعی بتحقیق ؛ تاریخ کشتن او جواز حلال خواری ؛ آثار جمیلہ اس خواجہ آصف شعار کے زمین پرفتن دکن مین بہت ہین خصوصًا وہ مدرسہ کہ معمار ہمت اُسکی نے شہادت سے دو برس پیشتر شہر خیر اثر احمد آباد بیدر مین اتمام کو پہونچایا تھا اور حسن قبول سے رتبا تقبل منا اُسکی تاریخ ہوئی جیسا کہ سامعی نے قطعہ تاریخ کہا ہی گوش ارادت سے سنو قطعہ این مدرسہ رفیع محمود بنا ؛ چون کعبہ شدہ بہت قبلۂ اہل صفا ؛ آثار قبول ہین کہ شد تاریخش ؛ از آیت ربنا تقبل منا ؛ اور وقت تحریر اس حکایت تک کہ سنہ ۱۰۲۳ ایک ہزار اور تیئیس ہجری ہین ابتک وہ عمارت اور مسجد اور چار طاق و بازار بزرگ باقی ہی اور اُسکی لطافت اور پاکیزگی سے ایسا دریافت اور مشاہدہ ہوتا ہی کہ ابھی معماران چابک دست نے اسکی تعمیر سے ہاتھ کھینچا ہی اور ذات شریف اُس آصف جاہ کی بانواع علوم عقلیہ ونقلیہ خصوصًا ریاضی اور طب مین اتصاف رکھتی تھی اور فن نظم ونثر اور انشا اور حساب مین بھی اپنے زمانہ مین بے نظیر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا اور رسالہ روضۃ الانشا اور دیوان اشعار اُسکا ابھی بعضے مرد صاحب حیثیت کے پاس ہم پہونچتا ہی اور ہمیشہ اپنے افاضل عصر کیواسطے خراسان اور عراق مین تحفے اور ہدایا بھیجتا تھا اور سلاطین خراسان اور عراق کے غائبانہ اُس سے التفات فرماتے تھے اور مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ مکاتیب اُسکو بھیجتے تھے اور اظہار نیاز کرتے تھے اور حضرت مخدوم بھی نظر اُسکے عقیدہ اور اخلاص پر رکھکر مفاوضات مرسول رکھتے تھے جیسا کہ اُسکی انشاء یعنی منشات مین موجود ہی اور قصائد مولانا جامی کے درمیان ایک قصیدہ ہی کہ مخصوص بنام اُسکے لکھا ہی اور مطلع اُسکا یہ ہی مطلع مرجا ای قاصد ملک معانی مرجا ؛ الصلا کز جان و دل نزلی تو کردم الصلا ؛ اور اس قصیدہ مین یہ بھی بیت ہی بیت ہم جان را خواجہ وہم فقر را دیباچہ اوست ؛ آیت القصر لا کن تحت استار الغنا ؛ اور دوسرے قطعہ مین فرمایا ہی ؛ قطعہ جامی اشعار دلاویز تو جنسیست لطیف ؛ پودش از حسن بود لطف معانی تا رش ؛ ہمرہ قافلہ ہند روان کن کہ رسد ؛ شرف عز و قبول از ملک التجارش ؛ اور ملا عبد الکریم ہمدانی نے ایک کتاب مشتمل اُسکے حالات زمانۂ ولادت سے آوان شہادت تک تحریر کی اور مسعود اس صحائف کا خلاصہ اسکا کہ لائق کتب تاریخ ہی درج کرتا ہی واضح ہو کہ آبا اور اجداد اُسکے ایام سوابق مین وزرائے شاہان گیلان کی سلک مین انتظام رکھتے تھے اور ہمیشہ معزز اور مکرم رہے اور رغبت رعزافزون کی اعانت کے باعث ایک اُنمین سے سریر رشت پر متمکن ہو کر صاحب خطبہ ہوا اور بہ

بروایت حاجی محمد قندھاری آتش دولت نے عہد شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران تک امتداد پیدا کی اور اسکی کوشش کے سبب صفت انقراض قبول کی اور جب اولاد بادشاہان ذاتی رشت سے خواجہ عماد الدین محمود نے قدم اقلیم وجود مین رکھا اور بعد کسب علوم اور تحصیل کمالات رشک وحسد ابنائے جنس ملوک سے خائف ہوکر اپنی والدہ کی تکلیف سے کہ وہ بھی خاندان مشائخ بزرگ سے تھی جلاے وطن ہوا اور بادشاہان عراق وخراسان نے تقریبات اٹھاکر منصب وزارت کی ہرچند تکلیف فرمائی علو ہمت سے قبول نہ کرکے برسم تجارت ربع مسکون کی سیر مین مشغول ہوا اس درمیان مین علما اور مشائخ عصر سے جو صحبت رکھتا تھا اُنکے فیض نظر سے صاحب خوارق عادات ہوا جسوقت کہ تینتالیس مرحلہ اُسکے مراحل عمر سے طے ہوے دکن مین بقصد زیارت بعنوان تجارت دریا کے راستہ سے بندر دابل مین آیا شاہ محب اللہ اور مشائخون کی زیارت کا عازم ہوکر احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور بعد حصول مقصود چاہا کہ اُسی لباس مین مشائخ دہلی اور اُس حدود کے فقرا کی زیارت سے مشرف ہون سلطان علاء الدین بہمنی مانع آیا اور اُس قدوۂ ارباب صفا کو اپنی صف اکابر واعیان مین تکلیف تمام منتظم کیا اور ہمایون شاہ ظالم کے عہد مین بخطاب ملک التجار کہ اُس دولتخانہ مین اس سے بزرگ تر کوئی خطاب نہ تھا تمام ارکین سلطنت سے ممتاز ہوکر وزیر اور جملۃ الملک ہوا اور خدمات شائستہ کے ظہور سے سلطان محمد شاہ کے دور مین کتنے منصب اور اُسپر اضافہ ہوئے اور بخواجہ جہان مخاطب ہوا اور دو ہزار سوار مغل سب قسم سے نوکر خاص رکھے اور دو ہزار اور سلطان کی طرف سے اُسکے تابع تھے اور ولادت اُس بزرگوار کی قریہ قاوان من اعمال گیلان مین ہوئی لیکن شہرت اُسکی اقالیم سبعہ مین بکاوان ہی نہ قاوان ایکدن خواجہ قصور ک احمد آباد بیدر پر سلطان محمد شاہ کے دربار مین بیٹھا تھا ناگاہ ایک گاے یا بیل نے بائین قصر سے فریاد کی ایک احضار مجلس نے خواجہ سے پوچھا کہ یہ بیل کیا کہتا ہی فرمایا کہتا ہی کہ تو ہماری جنس سے ہی انجمن شاہ مین کیا کرتا ہی سلطان محمد شاہ نہایت شگفتہ اور خندان ہوا اُس جواب سے آثار کدورت اصلا ناصیۂ حال پر ظاہر نفرماے اور اسقدر اوصاف حمیدہ خواجہ اور شکر الٰہی بجالایا کہ مزید اُس سے متصور نہ تھا اور اُسی مجلس مین فرمایا کہ مجھے شاہان بہمنیہ ماضیہ پر تفاخر کسواسطے ہی مین مثل خواجہ کے نوکر رکھتا ہون اُنمین ایسا شخص کہ خاصیت عنقا کی رکھتا ہی میسر نہوا اور اُس عرصہ مین سلطان حسین میرزا بادشاہ دارالملک ہرات نے مولانا حمید کاظم کو برسم رسالت قندھار اور لاہور کے راستہ سے خواجہ عماد الدین محمود کے پاس بھیجکر بوعدہاے شاہانہ خواجہ کی ملاقات کا شائق ہوا اور خواجہ ہرچند جانتا تھا کہ مجھے سلطان سے رخصت نہ ملے گی لیکن سید محمد کاظم کے آنے کا سبب سلطان محمد شاہ کی عرض مین پہونچایا اور جب اُسنے رخصت معاودت ایران نفرمائی خواجہ نے ناچار ہوکر سید کاظم کو باعزاز واکرام فراوان مع تحف وہدایاے بسیار شاہ خراسان کی درگاہ کی کیطرف روانہ کیا اور ایک عریضہ تحریر کرکے معذرت خواہ ہوا لیکن سید محمد کاظم وقت مراجعت دریا کے راستہ سے فارس کیطرف گیا اور شیراز مین رحل اقامت ڈالا اور اُسی ولایت مین سفر آخرت کا عازم ہوا اور خانہ تن مہمان روح سے خالی کیا اور وہ تحف وہدایا مقام مقصد مین نہ پہونچا درمیان مین فوت اور ضائع ہوا

اور ایک قصیدہ شہر آشوب مشہور نتایج طبع سید کاظم سے ہی اور یہ مطلع اُسکا ہی مطلع قصیدہ شکر خدا کہ قاضی شہر ہرے نیم ۔ در سلک آدمی صفتانم خرے نیم ۔ القصہ اُسکے بعد خواجہ عماد الدین محمود بخطاب خواجہ جہان مخاطب ہوا اکثر فرماتا تھا کہ یہ خطاب اس دولتخانہ مین یمن نہین رکھتا اول وہ شخص جو سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ کے عہد مین ساتھ اس خطاب کے معزز اور مخاطب ہوا خواجہ مظفر علی استرآبادی تھا اور اُس مظلوم نے ابھی بوستان دولت دکن سے ایک پھول نہ چنا تھا کہ خواجہ محمد خان کی شمشیر خونریز سے دو نیم ہوا اور دوسرا خواجہ جہان ترک ساتھ اس حال کے پہونچا اب مین نہین جانتا کہ میرے سر پر کیا آفت آوے گی اور وہ بہت پاک دین اور پاک اعتقاد تھا اور شیخین کو ساتھ بزرگی اور تکریم و تعظیم کے یاد کرتا تھا اور اخلاص تمام سلطان محمد شاہ بہمنی سے رکھتا تھا آوازہ اُسکی سخاوت کا عالمگیر ہوا کوئی شہر اور قریہ سر بع مسکون مین ایسا نتھا کہ انعام اُسکا وہان کے اہل اللہ کو نہ پہونچا ہو اور حسن خلق کے ساتھ لوگون مین زندگانی کرتا تھا اور کمال شگفتگی و اخلاق سے سلوک کرتا تھا منقول ہی کہ سلطان محمد شاہ نے بعد قتل خواجہ جہان سراسے برآمد ہوکر حکم فرمایا کہ منادی کرو کہ لشکر اور بازاری سے جو شخص کہ چاہے اردوے خواجہ کو خزانہ اور اسپ و فیل و اسباب خاص کے سوا تمام تاراج کرے غریبان نوکر خواجہ کہ متوہم ہوکر منتظر خبر تھے ہجوم عام دیکھکر اسپان بادپا پر سوار ہوکر بطور تاخت و عجلت تمام یوسف عادل خان کے پاس روانہ ہوئے اور اپنے تئین حوادث کے دست و برد سے نجات دی اور امراے تابع باوجود اسکے کہ نوکر شاہ تھے سوار ہوکر خیمہ اور خرگاہ سے باہر گئے اور آفواج بیشمار آراستہ کرکے ایستادہ ہوئے اس درمیان مین تمھین خبر پہونچی کہ اتفاق کرتا تھا راجہ سے بہ قصد روانگی گجرات شاہ کے گوش زد ہوا ہی اسواسطے تمھین بھی تیغ بیدریغ سے قتل کریگا یہ سنکر وہ بھی خائف اور ہراسان ہوکر اکثر نے آپ کو یوسف عادل خان کے پاس پہونچایا اور بعضے اور طرف روانہ ہوئے پھر تا راجیون نے اس بیچارہ کے اُردو کو ایک ساعت مین تاراج اور غارت کرکے اُسکا اثر باقی نہ رکھا اور جو سلطان محمد شاہ نے خواجہ کے زر و جواہر کی بہت تعریف سنی تھی اُسکے خزانچی نظام الدین حسن گیلانی کو کہ جسنے خواجہ کی خدمت مین ایک عمر صرف کی تھی بلا کر نقود اور جواہر طلب کیا خزانچی نے حیران ہوکر یہ عرض کی کہ اگر جان کی امان ہو تو بندہ راست راست عرض کرے سلطان نے اُسے جان کی امان دے کر قسم کھائی کہ اگر تو جو کچھ ہے پوشیدہ نہ رکھے گا تو مین تجھے نوازش خسروانہ سے سرفراز کرونگا خزانچی نے عرض کی کہ اے سلطان میرا مالک دو خزانہ رکھتا تھا ایک کو خزانہ شاہ موسوم کرکے اُسکا روپیہ دواب اور باورچیخانہ اور سپاہیون کے مصارف مین خرچ کرتا تھا اور اُسمین تین ہزار لاری اور تین ہزار ہون موجود ہین اور دوسرے خزانہ کا نام درویشان رکھکر فقرا اور مساکین کا اُسمین حصہ تھا اُس خزانہ مین تین سو لاری اُسکے بمہر موجود ہین شاہ نے فرمایا یہ کیا بات ہی اور کیا معنے رکھتا ہی کہ خزانہ خواجہ جو شاہان اطراف کا ہمسر تھا اسقدر خزانچی نے جواب دیا کہ جسوقت زر اُسکے جاگیر سے پہونچتا تھا ایک مہینے کا خرچ اسپ و فیل و سپاہ کا جدا کرکے خزانہ شاہ مین بھیجتا تھا اور باقی خدا کی راہ مین فقرا اور مستحقین کو دیتا تھا اور اُسمین سے ایک حبہ اپنے خرچ خاص مین صرف نہ کرتا تھا اور سلیخ چالیس ہزار لاری کہ بر سم تجارت ایران سے ہندوستان مین لایا تھا ہر سال مملکت دکن سے متاع خرید کرکے ایک جماعت معتمد کی صحابت سے اطراف و جوانب کے بنادر مین بھیجتا تھا اور جو کچھ فروخت کرکے لاتے تھے راس المال

کو جدا کرکے ہر روز بارہ لاری اپنے خرچ خاص مین اُٹھاتا تھا اور اپنے کھانے پینے مین صرف کرتا تھا اور اسمین سے تھوڑا
خزانہ بجز درویشان نگاہ رکھتا تھا اور اپنی والدہ اور عزیزون اور اکناف عالم کے گوشہ نشینون اور متوکلون کو جو ہنگام
تجارت سے اُس سے آشنائی رکھتے تھے اور ہندوستان مین نہ آتے تھے اُنمین سے بھیجا تھا سلطان متعجب ہوا اور
دشمنون نے فرصت پائی اور کہنے لگے کہ خواجہ مرد عاقل تھا اور جانتا تھا کہ تجارت سے میرا خرچ بہم پہونچیگا سب احمد آباد
بیدر مین چھوڑ کر نکل آیا خزانچی نے جواب دیا ان دو خزانون مین سے یہان اسقدر روپیہ بھی برآمد ہوا ہی اگر وہان سے
ایک لاری بھی برآمد ہووے، غلام کے سو ٹکڑے کرین سلطان نے خواجہ کے تمام کارخانون کے لوگون کو طلب کرکے
تحقیقات کی پہلے بیر فراشون نے کہا جو فرش کہ خواجہ رکھتا تھا اس سفر مین ہمراہ ہی اور شہر مین چند چٹائی اور بوریے
کے سوا کہ وہ بھی مسجد اور مدرسہ مین بچھے ہین دوسرا فرش موجود نہین ہی اور ہمیشہ خواجہ بوریے پر استراحت فرماتا تھا
پھر چاشنی گیر کہ مرد بکاول سے ہی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور زمین خدمت کو بوسہ دیکر یہ گذارش کی کہ دیگ اور
طباق و ظروف مسینہ جو کچھ مال خواجہ تھا تمام اس سفر مین حاضر ہی اور خواجہ کیواسطے خاصہ دیگ گلی مین پکاتے تھے
اس گفتگو کے بعد کتب خانہ کے داروغہ نے بادشاہ کے روبرو جا کر عرض کیا کہ تین ہزار
جلدین کتب خانہ مین حاضر ہین لیکن تمام کتب طلبا پر وقف ہین اور جب سلسلہ کلام کا یہانتک پہونچا شاہ متفکر ہوا اور
خزانچی نے موقع وقت کا پایا اور زبان مطلب مانہ کھولی پہلے یہ دعا دی اور کہا ای سلطان محمود کاوان اور مثل اسکے
سو ہزار تجھپر فدا ہون تو کسواسطے اُسکا حقوق خدمات منظور نہین رکھتا اور حامل مکتوب جو نوشتہ رائے اوڈیسہ کے
پاس لیے جاتا تھا اُسے طلب نہین کرتا تو ہمپر اور جمیع خلائق پر اُسکی حرامخوری ظاہر ہوئے شاہ اس کلام کے سننے
سے متنبہ ہوکر خواب غفلت سے بیدار اور ہوشیار ہوا اور خواجہ کے دشمنون کو حکم دیا کہ اُس کاغذ کے وارندہ کو
حاضر کرو اور یہ کہکر لرزان لرزان دربار سے برخاست کرکے حرم سرا مین گیا اور وہ ماجرا تمام اپنی بڑی بہن حمیدہ سلطان
جو مخدومہ جہان کے بطن سے تھی بیان کیا اور اپنے حکم بیجا سے نہایت نادم اور پشیمان ہوا اور خواجہ کا جنازہ
احمد آباد بیدر مین روانہ کیا اور روز سوم کو جمیع امرا اور ارکان دولت کو شاہزادہ محمود خان کے ہمراہ اُسکی زیارت
کو بھیجا اور دوسرے دن کوچ کیا چاہتا تھا قضارا اُس شب کو فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان
حبشی مع لشکر برار اور ماہور کوچ کرکے لشکر گاہ سے دو فرسخ پر فروکش ہوئے سلطان نے کوچ کو ملتوی اور
موقوف رکھا علی الصباح آدمی اُنکے پاس بھیجا اور نہ آنیکا سبب استفسار کیا اُنھون نے جواب دیا کہ مقربان درگاہ نے
افترا اور بہتان کرکے خواجہ جہان سے شخص کو قتل کروایا اگر ہمین بھی کسی تہمت مین مبتلا کرین کیا عجب ہی شاہ نے مخفی اُنکے
پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم باطمینان تمام حضور مین حاضر ہو تو لوازم مشورت بجا لاکر خواجہ کے دشمنون کو سزا دون اُنھون
نے معذرت کے بعد گذارش کی کہ جسوقت یوسف عادلخان آویگا ہم اُسکے باتفاق پابوسی کو حاضر ہینگے سلطان
نے مدارا اور مواسا کے سوا علاج نہ دیکھکر فرمان طلب یوسف عادلخان کے نام بسرعت تمام روانہ کیا اور یوسف عادلخان
بسہیل استعجال کوندپور بلیچی مین آیا اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس نزول کیا اور سب نے صاحب ارادہ ہوکر اپنے جمیع
مدعیات حسب الخواہ بنائے اور خواجہ کی جاگیر بیجاپور وغیرہ تمامہ وکمال یوسف عادلخان کے مفوض ہوئی ملک قدار اس
حدود کا ہوا اور دریا خان احمد فخر الملک اور ملوخان اور اکثر امرائے مغل و ترک اُسکے تابع ہوئے ممالک بیجاپور سے

جاگیر پائی ملک حسن نظام الملک بحری نائب اور پیشوا ہوا اور نظام الملک دکنی نے دولت آباد کی طرفداری پائی اور عماد الملک اور خداوند خان حبشی بھی فائز المرام ہوکر اپنی جاگیر قدیم پر معزز ہوئے اور قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر کہ غلامان ترک سے تھے اور ملک حسن نظام الملک سے اتفاق رکھتے تھے ورنگل اور راجمہندری کے سرلشکر ہوکر اُنھوں نے سلطان کے ہمراہ رکاب کوچ کیا اور جب یہ سلطان کے ہمراہ باحتیاط تمام احمد آباد بیدر میں پہونچے یوسف عادلخان اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان شہر میں نہ آئے بیرون شہر وارد ہوئے اور سلطان محمد شاہ نے جب جانا کہ کام ہاتھ سے گیا ستیزہ مناسب نہ جانکر اُنسے کچھ نہ کہا اور رخصت جاگیر دیکر جوش صبر گلے میں ڈالا اور اس گمان سے کہ ملک حسن بحری خواجہ کیطرح ضبط لشکر کریگا پایہ اُسکے مرتبہ کا روز بروز بلند ترکیا اور نہایت التفات اُسکی نسبت ظاہر کی اور یہ امر زیادہ تر نفرت طبائع کا موجب ہوکر کام ضائع تر ہوا اور بعد چند ماہ ساتھ اندیشہ کے کہ یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کو دام میں لاکر انتقام پہلے سیر کے بہانہ قلعہ ملگوان اور دریا بار کے احمد آباد بیدر سے نہضت کی اور حکم کے موافق یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی مع لشکر ہاے آراستہ اُس سے ملحق ہوئے لیکن اپنی قدیم روش پر عمل کرکے لشکر گاہ سے دور فروکش ہوتے تھے اور کوچ کیوقت سر راہ ایستادہ ہوکر دور سے سلام کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ ایک ساعت میں ہزار مرتبہ خواجہ کو یاد کرکے اُسکے قتل ہونے پر تاسف کھاتا تھا اور جو خود کردہ کا علاج نہیں ہے صبر کرکے طپش کھاتا تھا یہانتک کہ ملگوان میں پہونچکر سر نو شہر اور قلعہ کی سیر کی ہر چند امرا کو تکلیف سیر بندر کووداور کو کن کی دی قبول نہ کی اس سبب سے نہایت رنجیدہ اور محزون ہوکر عازم مراجعت ہوا اور اس عرصہ میں خبر پہونچی کہ شیورائے حاکم بیجانگر لشکر عظیم بندر کووہ پر تعین کرکے جنگ پر آمادہ ہے سلطان نے یوسف عادل خان کو مع لشکر بیجاپور غریب و ترک اور دکنی سے ہمراہ کرکے کفار کے مدافعہ کو بھیجا اور خود کوچ متواترہ کرکے فیروز آباد گیا لیکن فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی بلا اجازت برار کیطرف روانہ ہوئے اور سلطان محمد شاہ خوب جانتا تھا کہ کار بجنگ ساختہ نہوگا اور خرابی کے سوا دوسرا امر ظہور میں نہ آویگا سکوت اختیار کیا اور دو تین مہینے فیروز آباد میں بسبب ظاہر لوگون کے دکھانیکو عیش و نشاط میں مشغول ہوا اور دور ساغر کا خوب چلا اور باطن میں اندوہ غم کے غلبہ سے روز بروز طاقت سلب ہوتی جاتی تھی اسواسطے شاہزادہ محمود خان کو ولیعہد کرکے ملک حسن نظام الملک بحری کو اُسکا وکیل سلطنت کیا اور اس بارہ میں ایک محضر لکھکر اکابر و علما اور قضات کے دستخط اور مُہر سے مزین و مجمل کیا اور اُن دنون میں سلطان مکرر زبان پر لاتا تھا کہ ظاہر یہ دولت زوال پر ہے کسواسطے کہ امرا مجھ ایسے بادشاہ کی ایسا لاسان بادشاہی کی ہے اور ضرب شمشیر سے اتنے ملک فتح کیے اطاعت نہیں کرتے یہ سب بعد میرے لڑکے کی کیونکر اطاعت کرینگے پھر رفتہ رفتہ ضعف نے ترقی اور قوت نے تنزل کیا لیکن شافی مطلق کے فضل سے دار الملک احمد آباد بیدر میں جاکر صحت پائی اور اس بیت کے مضمون پر عمل کیا بیت باز اعتدال یافت مزاج شتشہی ✤ روز شناط آمد و گشت شام غم ✤ اور ابھی ایام نقاہت باقی تھے کہ شراب عرقی جو ہندوستان میں ہوتی ہے بافراط پی اور جماع کیے سو یہ حرارت حرکت جماع اور شراب اور خواب کی دلکی طرف متوجہ ہوئی شاہ بدحواس اور سراسیمہ خواب سے اُٹھا اور شرف جہان طبیب نے عرق بید مشک سرو پانی میں شریک کرکے پلایا کچھ افاقہ ہوا حکیم اپنے مکان گیا اور سلطان نے اُسکی غیبت میں اس

غلط مشہور ہے کہ شراب زدہ کی علاج شراب ہی فریب کھا کر مقربان بیوقت کی تجویز سے چند پیالے شراب کے نوش کیے
کام این وآن سے درگذرا بھر طپش دل سے الجھنے اور دم توڑنے لگا اور حالت سکرات اور سجالت جانکنی جو قت
ہوش مین آتا تھا یہ کلمہ زبان پر لاتا تھا کہ بوشیاہ وخواجہ مجھے کھینچتا ہی اور غرۂ صفر ۸۸۷ھ آٹھسو ستاسی ہجری مین
قدم تعلیم عدم مین رکھکر خرخشۂ جان سے چھوٹا اور سامعی نے اسکی تاریخ وفات مین یہ قطعہ موزون کیا قطعہ
شہنشاہ جہان شاہ محمد ٭ کہ در بحر فنا ناگہ فرو شد ٭ دکن چون شد خراب از رفتن او ٭ خرابی دکن تاریخ او شد
اور سلطان محمد شاہ نے اول بیس برس بڑی دھوم دھام سے سلطنت کی عدل وداد کی خوب داد دی غرجملت کی ابقا اللہ الملک المعبود

ذکر سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس کا اور بیان اسکے واقعات کثیر الاختلال کا

ناظم مناظم اخبار اعاظم جواہر سخن کو رشتہ بیان مین یون منتظم کرتا ہی کہ محمود شاہ نے بارہ برس کی عمر مین مسند عارتی شاہی
کو بفر وشکوہ اپنے زیب وزینت بخشی اور اعیان سلطنت اور ارکان مملکت مثل حسن نظام الملک بحری اور قوام الملک
کبیر اور قوام الملک صغیر اور قاسم بریدترک سر نوبت جو حاضر تھے اُنسے بیعت کی لیکن صورت جلوس کی اسطور سے
واقع ہوئی کہ تخت بہمنیہ جو موسوم بہ تخت فیروزہ تھا ابتداے آفرینش سے اُسوقت تک اُس نفاست کا تخت بہت
کم نشان دیتے تھے قصر تختگاہ مین لیجاکر اُسکے دو طرفہ دو کرسی نقرہ رکھین پھر شاہ محب اللہ اور سید حبیب نے کہ افضل اور
اصلح مشائخ اُس زمانہ کے تھے فاتحہ خیر پڑھکر تاج بہمنی سلطان محمود شاہ بہمنی کے زیب سر کیا اور دست راست وچپ
پکڑکے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور شاہ محب اللہ داہنی طرف کرسی پر بیٹھے اور سید حبیب بائین طرف کرسی پر متمکن ہوئے
پھر نظام الملک اور قوام الملک کبیر وصغیر اور قاسم بریدنے شاہ کے روبرو آنکر مبارکباد کی اور اپنے مقام پر ایستادہ
ہوئے اور جمیع امرا اور ملوک اور عساکر جو شہر مین حاضر تھے شرف تعلیم سے مشرف ہوئے اور اسی دربار مین بعضون نے
مذکور کیا کہ مجلس رفیع مین یوسف عادل خان سوائی اور دریا خان اور ملوخان اور فخر الملک کہ امراے کبار ترک سے ہین
حاضر نہین انکی غیبت مین کیون اجلاس کیا ملک حسن نظام الملک بحری نے کہا مہم سلطنت کو معطل رکھنا موجب فساد ہی
جسوقت وہ بزرگوار کوکن سے آوینگے ایکبار اور اجلاس کرکے مناصب اور خطاب ایک دوسرے کے درمیان
قسمت کرینگے اور طاعبد الکریم ہمدانی جو اُس مجلس مین حاضر تھا لکھتا ہی کہ اہل معارف کیفتگو نذر اول جلوس کو ننگون
بد سمجھے اور آخر کو وہی ہوا اگرچہ اوقات شاہی سلطان نے امتداد پیدا کیا لیکن تمام عمر جنگ وجدل ونزاع وکلفت مین
گذری اور سلطنت خاندان بہمنیہ سے منتقل ہوئی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ جسوقت سلطان محمد شاہ صغرسن مین تخت دکن پر
متمکن ہوا امراے درگاہ کو داعیہ شاہی اور سروری کا پیدا ہوا لیکن مخدومہ جہان اور ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ
جہان کے ضبط وراست کی برکت سے اس آرزو کا کانٹا اُنکے دلمین چبھا اپنا ارادہ کسی سے ظاہر نہ کرسکتے تھے اور جسب
سلطان محمد شاہ سن رشد اور تمیز کو پہونچا اور اپنی والدہ اور خواجہ کی تاثیر تربیت سے وقوف تمام مہمات شاہی مین پیدا
کیا اور اُس جماعت کو باہستگی اور مرور اوج عزت سے شیب ذلت مین ڈالا اور غلامون کی پرورش وبرد باخت
مین مشغول ہوکر دو ہزار غلام گرجی اور چرکس اور قلماق وغیرہ بہم پہونچائے اور دو ہزار غلام اور حبشی اور ہندی جمع کرکے
غلامان ترک سے نظام الملک کو کہ بچہ تھا مین قتل ہوا تھا بزرگ کیا اور غلامان حبشی سے دستور دینار خواجہ مرجان اور
جماعت ہندی سے ملک حسن کو کہ آخر مین خطاب نظام الملک بحری پایا تھا منظور نظر عنایت کرکے سر افتخار انکا اوج

ملک اعظم پر پہونچا اور اس سبب سے کہ ملک حسن نظام الملک بحری سلطان محمد شاہ کو بایام طفلی آغوش مین لیا تھا
اور کوکا تھا امرائے کلان سے ہوا اور شوکت اور استقلال اسکا اس نہایت کو پہونچا کہ سلطان نے اپنے
بحری خاص کو جو کل جانوران شکاری سے انتخاب کرکے اسکو منصب ہزاری اور نقارہ اور علم دیا تھا اور تمام
تمام اُسکے حال پر رکھتا تھا اُسے حوالہ کی اور اس تقریب سے ملک نظام الملک بحری نے عزت لاکلام
بہم پہنچائی اور مشہور بحری ہوا اور جو صاحب داعیہ تھا ایک جماعت کثیر غلامان ہندی کا دستگیر ہوکر بزرگ ہوا یعنے
بعضوں کو منصب دیا اور بعضوں کو سلک امرا مین منسلک کیا چنانچہ جسوقت کہ سلطان محمد شاہ نے اُسکو ملنک کی
طرفداری عنایت فرمائی اور اُس تمام ملک مین غلامان ہندی کے سوا کوئی صاحب جاگیر نتھا اور خواجہ اُسکے حرکات
اور سکنات سے رائحہ مخالفت اور بغاوت سونگھکر ہمیشہ اُس سے ہوشیار اور خبردار رہتا تھا اور یوسف عادلخان
سوائی کو کہ اُسنے کسی تقریب سے آپ کو غلامان ترک مین منتظم کیا تھا بعد فتح قلعہ کھرلہ اُسکی دستگیری کرکے بزرگ
کیا اسیطرح سے بہت غلامان اتراک کو مثل قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور فرہاد الملک کوتوال اور دریا خان اور
تغرشخان کو امرائے عظام کے گروہ مین شامل کیا اُنکے واسطے ایک درگاہ بہم پہونچائی اور دستور دنیا رحبشی کی
بھی دستگیری کرکے صاحب اعتبار کیا اور اسیطرح سے اپنے ابنائے جنس کی پرورش اور پرداخت مین کوشش کی
اور سعید خان گیلانی اور زین الدین علی اور ایک جماعت امرائے مغل کو مسند دولت و عزت پر متمکن کیا اور اپنے
غلام مشہور کشور خان کو امرائے بزرگ مین منخرط کرکے قوی کیا چنانچہ چار فرقہ بہم پہونچے مغل اور ترک اور حبشی اور دکنی
لیکن حبشی باوصف اسکے کہ خواجہ کے سرکشیدہ اور پرورش یافتہ تھے بتقریبات جن غلامان دکنی سے ایک دل
اور یکجہت ہوئے اور ملک حسن نظام الملک بحری سے دم اتحاد و اتفاق کا مارا اور تمام ترک اول اور آخر سے خواجہ
کے مقام اخلاص مین ہوکر ہوا خواہ ہوئے اور اس سبب سے خواجہ چاہتا تھا کہ اتراک دکنیون پر تسلط تمام
رکھے چنانچہ اول یوسف عادل خان کو دولت آباد کا طرفدار کرکے شاہان گجرات اور مندو پر مقرر کیا اور حسن بیر
سے جمیع امرائے اتراک کو اُسکے سپرد کرکے دربار شاہ مین ملک حسن نظام الملک بحری سے بالادست ایستادہ
کیا اور ملک حسن اس سبب اور باقی اور بھی وجوہ سے مارسر کو فتر کے مانند پیچتاب کرکے ہمیشہ باتین درشت انگیز اس
دو گروہ کی نسبت سلطان کے سمع مبارک مین پہونچاتا تھا لیکن کچھ اثر اُسپر مترتب نہوتا تھا اور خواجہ اور یوسف
عادل خان کی روز بروز عزت اور شوکت بڑھتی جاتی تھی لیکن جب وقت موعود اُسکا آپہونچا جیساکہ مذکور ہوا
ملک حسن نظام الملک بحری نے بازی کو بہتیں لیا کر خواجہ کو شط نیچ بلا اور خانہ دغا مین غرق کرکے شہمات کیا
اور یوسف عادل خان طالع کی قوت اور برکت سے باوجود ایسے دشمن قوی مثل ملک حسن نظام الملک بحری
کے بیجاپور کی حکومت پر فائز ہوا اور صولت اور شوکت اُسکی اول سے نہایت درجہ زیادہ تر ہوئی اور جب
سلطان محمد شاہ فوت ہوا یوسف عادل خان اور جمیع امرائے مغل اور ترک اور دکنی جو کون کی یورش
مین ہمراہ تھے مشورہ کرکے اور سب یکدل اور یکجہت ہوکر بہ تجمل و شوکت جلوس کے مبارک باد کیواسطے
دارالخلافت کیطرف متوجہ ہوئے اور شہر کے باہر اقامت کی یوسف عادل خان اور دریا خان اور فخر الملک
اور تغرش خان اور ملو خان ولد قاسم بیگ صف شکن اور اژدر خان اور غضنفر خان ہزارجوان چیدہ

مغل اور ترک ہمراہ لیکر شاہ کی ملازمت کیواسطے شہر مین داخل ہوے اور جسدم قلعہ ارک مین پہونچے باوجود اسکے
کہ رسم نہ تھی کہ امرا اپنے نوکرون کو دارالامارۃ کے اندر لیجاوین لیکن ملک حسن نظام الملک بحری کے غدر کے ملاحظہ سے
دوسو جوان مسلح اور مردانہ دارالامارۃ کے اندر ہمراہ لیگئے ملک حسن نظام الملک بحری نے خود دولت خانہ نشین کرکے امرا
منصبداران اور خاصہ خیل قریب پانسو جوان کے مع تمام یراق یوسف عادل خان کے دفع کیواسطے قلعہ مین روانہ کیا
لیکن یوسف عادل خان جب اس حالت سے مطلع ہوا معاودت کی صلاح نہ دیکھی اور خدا پر توکل کرکے مع اس
جماعت یکدل دیکزبان تلوارین ہاتھ مین لیکر قصر تختگاہ پر جا پہونچا اور چارناچار ملک حسن نظام الملک بحری
اور امیر قاسم بریدی بپیشوائی کرکے انھین سلطان محمود شاہ کی شرف تسلیم سے مشرف کیا اور یوسف عادل خان
مبارکباد کہکر بروش قدیم سب سے بالادست ایستادہ ہوا اور دریاخان ملک حسن نظام الملک بحری کے زیردست
کھڑا ہوا اس صورت مین درمیان اُسکے اور ملک احمد اُسکے فرزند کے فاصلہ ہوا کہ اگر اعوان وانصار ملک حسن نظام الملک
بحری کے اُنکا قصد کرین اول اپنا انتقام ملک حسن اور ملک احمد سے لیوین اور بعد اُسکے جو ہونیوالا ہو سو ہو
ملک احمد نے اس سبب سے آزردہ خاطر ہوکر دیکھا کہ دریاخان کو اپنے اور اپنے باپ کے درمیان سے باہر کرے
ملک حسن واقف ہوکر مانع آیا اور فتنہ وفساد کے دفع کے بارے مین اُسیوقت بادشاہ سے عرض کی اور بعد
اختصاص خلعتہاے فاخرہ اُنھین بخصمت انصراف دی یوسف عادلخان کہ ملک حسن نظام الملک بحری کے فساد
سے ایمن نہ تھا ملک حسن کا ہاتھ پکڑکے حرف وحکایت کے بہانہ قلعہ کے باہر لایا اور جب اپنے خیل وحشم مین پہونچا دوستی
اور یکجہتی اظہار کرکے نہایت تواضع سے اُس سے جدا ہوا اور ہزارہا دکارآمدنی کے ہمراہ اپنے مکان مین شہر کے اندر
فرد کش ہوا اور دریاخان کو حکم کیا کہ باتفاق امراے دیگر نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے شہر کے باہر اقامت کرے
دوسرے دن ملک حسن نظام الملک بحری مع قوام الملک کبیر وصغیر یوسف عادل خان کے مکان پر جاکر یہ بات کی کہ مناسب
یہ ہے کہ تم اور جمیع امراے ترک ہماری طرح شہر مین چلو تو ہر فجر کو باتفاق دربار مین جاکر دولتخانہ کا بندوبست کرین اور آپسمین
اختلاط اور ارتباط کرکے دوست کے دوست دشمن کے دشمن رہین یوسف عادل خان نے جواب دیا کہ تم جو مجھ
دوستی اور اتحاد کے بارہ مین کہتے ہو عین مدعا ہے لیکن میرا ہر روز دربار مین آنا مناسب نہین کیونکہ ہم مردم
لشکر کے ساتھ رہتے ہین اور مہمات مالی اور ملکی مین وقوف نہین رکھتے اور جس طریق سے کہ شاہ مرحوم نے وصیت
کرکے مقرر کیا تھا تم اپنے کام مین مشغول رہو اور ہم اپنے کام مین اور علاوہ اسکے امراے ترک کا شہر کے باہر
رہنا بہتر ہے کیونکہ وہ جماعت جاہل ہے مبادا اُنکے اور دکنیون اور حبشیون کے درمیان شہر کے کوچہ وبازار مین
گفتگو اور ردوبدل ہووے آتش فساد افروختہ ہووے پھر اسی مجلس مین یون مقرر ہوا کہ نظام الملک بحری وقوام
وکیل السلطنت ہوا اور منصب وزارت اور امیر جملگی اور اشراف ونظارت کہ سلطان محمد شاہ کے عہد مین اُس سے
تعلق رکھتے تھے دوسرون سے رجوع کرے اسواسطے آپسمین مشورہ کرکے وزارت کل قوام الملک کبیر لشکر
ورتجمل کو اور مشرقی قوام الملک صغیر لشکر کو راجمہندری اور نظارت دلاور خان حبشی کو جو امراے کبار سے تھا مقرر
ہوئی اور اسیطرح مناصب اور خدمات آپسمین صلاح کرکے لوگون کے نامزد کیے اُسکے بعد باتفاق دولتخانہ شاہی مین گئے
اور سلطان محمود شاہ کے حضور سب کو مخلع کرکے یوسف عادل خان اپنے مکان مین آیا اور دوسرے امور بادشاہی

مین مطلق دخل نہ کیا اور تین مہینے تک مغل اور ترک اور دکنی اور حبشی مہرے عاج اور آبنوس کے مانند آمیختہ اور مانوس رہے لیکن ملک حسن نظام الملک بحری اور قوام الملک کبیر نے نقض عہد کرکے اس فکر مین ہوئے کہ یوسف عادلخان ترک کو کسی ڈھب سے دفع کیجئے اور عادل خان دکنی کو جو امرائے عمدہ اس خاندان سے تھا اور قوام الملک کبیر کیطرف سے ورنگل مین مقیم ہوکر اسطرف کے مہمات کو سرانجام کرتا تھا اسکی جگہ نصب کرین اسواسطے فرامین طلب بنام عادل خان دکنی و فتح اللہ عماد الملک صادر ہوئے کہ تم باتفاق امرا اس حدود کے افواج کو لیکر جلوس شاہ کے مبارکباد کو آؤ پھر عادلخان دکنی اور فتح اللہ عماد الملک مع لشکر ہائے آراستہ دارالخلافت مین آکر شہر کے باہر وارد ہوئے اور جریدہ شہر مین جاکر لوازم مبارکباد و پیشکش بجالائے اور دربار سے مخلع اور مسرور ہوکر بازگشت کی اور چند روز مین ہفتہ اس نہج پر گذرے ملک حسن نظام الملک بحری سرشتہ ملک کا اپنے ہاتھ مین لاکر قوام الملک کبیر سادہ لوح کو غافل نگاہ رکھتا تھا اُس سے یہ بات کہی کہ مین چاہتا ہون کہ آج اُمرائے دکنی کو بلاکر یوسف عادل خان کو درمیان سے دور کرون اور ہم تم اُسکے دغدغہ سے خاطر جمع کرکے اور امرا کو جو اُس سے متفق ہین تھانون کیطرف رخصت کرین آخر کو فتح اللہ عماد الملک اور امرائے دکنی ملاحظہ کے سبب کہ امرائے ترک سے اُنکے دلمین جاگزین ہے گھر سے باہر نہین آسکتے ہین اگر صلاح وقت ہو امرائے ترک حضور اُمدنون اپنے مکانون مین رہین قوام الملک کبیر نے یہ امر قبول کیا دوسرے دن ملک حسن نظام الملک بحری نے شاہ کو قلعہ ارک کے برج پر بٹھاکر یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک دکنی کو پیغام دیا کہ اپنا لشکر آراستہ کرکے شاہ کے ملاحظہ مین درلاوین تو خلعت پہنکر مراجعت جاگیر کی رخصت پاوین فرہاد الملک کو توال نے اس امر سے واقف ہوکر قوام الملک کو خبر بھیجی کہ ملک حسن نظام الملک تجھسے اور جمیع ترکون سے مقام غدر اور عداوت مین ہے اور یوسف عادل خان کے دفع کیواسطے بہانہ کیا ہے ایسے دنون مین امرائے ترک کو اپنے مکانون مین غافل بیٹھنا عقل سے بعید ہے قوام الملک کبیر جو یوسف عادل خان کی عداوت مین مصر تھا ملک حسن نظام الملک کی دوستی پر اُسنے کمال اعتماد کیا جو کہ اُسکی قضا کا زمانہ قریب ہو پنچا تھا قبول نکیا اور عادلخان دکنی کہ اس مقدمہ سے باخبر تھا ملک حسن نظام الملک کے اشارہ کے بموجب مسلح اور مکمل ہوکر مع لشکر تلنگ شہر مین درآیا اور اسی طور سے فتح اللہ عماد الملک سپاہ کا ویل لیکر داخل ہوا اور شاہ کے مجرے سے اختصاص پایا اور سلطان محمود شاہ جو حریفون کا دست خوش بلکہ موم کی ناک تھا ملک حسن نظام الملک وغیرہ کی تکلیف سے دونون سرلشکر کو برج کے اوپر طلب کرکے فرمایا کہ غلامان ترک جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھکر بے اندامی بہت کرتے ہین مناسب ہے تم اُنکی تادیب اور تنبیہ کرو اور جو فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل خان سے رابطہ خصوصیت و مصادقت رکھتا تھا اسے مجلس مین نگاہ رکھا اور لشکر کو مع عادلخان دکنی کہ شرکت خطاب پر یوسف عادل خان سے کمال عداوت رکھتا تھا ترکون کے قتل پر مامور کیا عادلخان دکنی نے پہلے قوام الملک کبیر کو قتل کرکے فرہاد الملک کوتوال کو مقید کیا اور قلعہ کے دروازے بند کرکے ترکون کے قتل مین کہ نہایت غافل تھے مشغول ہوا اور تغرشتیان اور قدمخان اور بھی امرائے ترک جو یوسف عادلخان کے طفیل سے شہر مین تھے جنگ کنان و مردانگنان دروازہ شہر کیطرف متوجہ ہوئے اور اسی تیغ تیز سے قتل کیا اور دریا خان کو کہ خبر غوغا شہر مین سُنکر فوجین آراستہ کی تھین بقولے میسر ہزار سوار اور بروایتے دس ہزار سوار سے شہر مین درلائے اور منقول ہے بیس روز تک بین الفریقین آتش حرب مشتعل رہی اور چند مرتبہ

درمیان یوسف عادلخان اور ملک حسن نظام الملک کے محاربات عظیم اور معرکہ ہاے شدید واقع ہوے اور تین چار
ہزار مرد طرفین کے مارے گئے اور معاملہ فیصل نہوتا تھا آخر علما اور صلحا درمیان مین آئے اور حرف صلح مذکور
کیا اور راسوا سطے کہ بہت ترک معتبر مقتول ہوگئے تھے یوسف عادل خان صلح پر راضی ہوا بعد چند روز کے باتفاق
اپنے اعیان و انصار کے شہر سے برآمد ہوکر بیجاپور گیا اور ملک حسن نظام الملک نے بیدر تمام پایا اور ملک احمد کو
جاگیر سرحد اور مارو اور اسطرف کے بہت پرگنات سے امتیاز اور اختصاص بخشا اور فخر الملک دکنی غلام زادہ ملک التجار
محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کو کہ مرد شجاع اور فاضل تھا امراے ہزاری مین داخل کیا اور اُسکے فرزندون
کو بھی منصب دیکر خواجہ جہان مخاطب کیا اور فتح اللہ عماد الملک کو منصب وزارت اور میر جملگی دیکر اُسکے بیٹے شیخ علاء الدین
کو باپ کیطرف سے برار کی سرلشکری پر بھیجا اور اُنھین اپنے انصارون مین شمار کیا اور قاسم برید کو جو اسکا انصار تھا
اور ایام ترک کشتی مین تقصیر نہ کی تھی شہر کی کوتوالی دیکر سرفراز کیا اور اقوام الملک صغیر کو جاگیر لنگ کی رخصت دی
اور چار برس تک ملک حسن نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک ہر روز بلا ناغہ والدہ سلطان محمود شاہ کے
پاس جاکر اُسکے مشورہ سے امور مالی اور ملکی کو انجام دیتے تھے لیکن دلاور خان حبشی نے اُنپر حسد کرکے شاہ سے عرض
کی کہ فلان فلان شاہ کو حساب اور شمار مین نہین لاتے اور آپ کی والدہ کے پاس خلوت مین بیٹھکر امور ملکی اور مالی کو اجرا
کرتے ہین اور اب تک حضرت کو طفل صغیر تصور کرتے ہین اس بات نے بادشاہ کے دلمین اثر کیا اور دلاور خان حبشی
کو حکم اُنکے قتل کا دیا اتفاقاً ایک رات دونون وزیر امور ملکی اور مالی کے سرانجام کو اُسکی والدہ کے پاس گئے تھے
دلاور خان حبشی اور دوسرا اور شخص تلوار کھینچکر سر راہ جا بیٹھے جب دونون آئے ہر ایک نے ضربت شمشیر رسید کی
اس درمیان مین ملک حسن نظام الملک بحری مجروح ہوا لیکن چونکہ دونون تلوار باندھے تھے اور شمشیر بازی مین بے نظیر اُن
دونون کو مغلوب کرکے بزور بازو راہ راست قلعہ سے باہر نکل گئے اور ملک قاسم برید باوجود سر نوبتی کے تھانہ دار
شہر بھی کیا گیا تھا اُسنے آگاہ کیا کہ بادشاہ تیرے قتل کا بھی ارادہ رکھتا ہی اپنی محافظت مین قیام کر پھر دونون مع
لشکر سوار ہوکر شہر سے نکل گئے اور قاسم برید دروازہاے قلعہ ارک بند کرکے آدمیون کو بادشاہ کے پاس آنے
جانے سے مانع ہوا اور سلطان عاجز و حیران ہوکر اپنے فرمان سے نادم و پشیمان ہوا بیت طریق عشق پر آشوب
و آفت بہت ای دل ✤ بیفتد آنکہ دریں راہ باشتاب رود ✤ شاہ نے ناچار ہوکر آدمی اُنکے پاس باطراف کنانہ کہ
ساتھ آٹھ ہزار سوار سے فروکش تھے بھیجکر عذرخواہی کی اُنھون نے دلاور خان حبشی کے قتل کا اشارہ کیا
اور دلاور خان یہ خبر سُنکر مع اپنے لشکر ولایت اسیر اور برہانپور کیطرف مفرور ہوا اور ملک حسن نظام الملک
اور اُسکا بیٹا ملک احمد شہر مین آئے اور فتح اللہ عماد الملک ولایت برار کیطرف گیا اور اُنھین دنون مین ملک حسن
کو شعبدہ بازی چرخ دوار سے واقف تھا اپنے دولت کے استحکام کی فکر مین ہوا اور ملک وحید اور ملک اشرف
دکنی کو جو پیشتر ملک التجار محمود گاوان کے نوکر تھے اور اُسکے بعد سلحداران سلطانی مین انتظام رکھتے تھے پرورش
کرکے دونون کو درجہ امارت پر پہنچایا اور ملک وحید کو سرلشکر دولت آباد کرکے ملک اشرف کو اُسکا تابع اور اُنکو
کیا اور موافقت اور اتحاد کے بارہ مین اپنے فرزند ملک احمد سے سوگند اور عہد لیکر دولت آباد کی سمت روانہ کیا
اور اسیطریق سے فخر الملک دکنی ملقب بخواجہ جہان کو جاگیر پرندہ اور شولہ پور دیکر اُنسے بھی اس بارہ مین مستظہر کیا اُسکے بعد

قلعہ پرندھون بھیجا اور بعد دو مہینے کے سلطان سے رخصت حاصل کرکے اپنے فرزند ملک احمد کو مع سونپل اور جمیع اموال و اسباب اپنی نیابت کیواسطے جنیر کیطرف روانہ کیا اور جب ۸۹۱ھ آٹھسو اکانوے ہجری مین عادلخان حاکم ورنگل قضاے الٰہی سے مرگیا اور قوام الملک صغیر راجمہندری سے بطور یلغار ورنگل مین آیا اور علم بغاوت بلند کرکے کل ولایت تلنگ پر متصرف ہوا ملک حسن نظام الملک سلطان کو اُبھار کر ورنگل کیطرف متوجہ ہوا اور قوام الملک صغیر نے راجمہندری مین معاودت کرکے پوشیدہ شکایت ملک حسن کے غلبہ کی شاہ کو لکھی اور سلطان جوامر اکی زبونی مین ہمہ تن مصروف تھا اُسکے جواب مین ملتفت نہوا ترس و خوف سے حامل عریضہ کو ملک حسن نظام الملک کے پاس بھیجا اور جب لشکر سلطانی ورنگل مین پہونچا ملک احمد کا نوشتہ جنیر سے ملک حسن کے پاس اس مضمون کا آیا کہ بندر کووہ کو کہ سلطان محمد شاہ کے عہد مین کشور خان نے غلام ملک التجار محمود کاوان کو جاگیر مین دیا تھا اور اُسنے نجم الدین گیلانی کو اپنا نائب کرکے اتنے عرصتک بندر کو نگاہ رکھتا تھا اُسوقت مین جب نجم الدین گیلانی فوت ہوا بہادر گیلانی کہ اسکا نوکر تھا سرگریبان بہادری سے برآوردہ کرکے بندر کووہ اور بندر وائل اور کھولاپو اور کلھار اور برنالہ تک متصرف ہوا اور یوسف عادل خان کی تحریک سے روز بروز قدم جرأت کا بڑھاتا ہی اور بندر جیول اور میری جاگیر و نکو مزاحمت پہونچاتا ہی اور اس حد تک سے زین الدین علی جاگیردار جھاکنہ باوجود قرب جوار کے میری اطاعت نہین کرتا ہی اور کہتا ہی کہ جس وقت سلطان دولت و سعادت سے مستقل ہوکر مہمات سلطنت مین بنفسہ مشغول ہوگا مین اطاعت کرون گا اس بارہ مین جیسا حکم ہو عمل مین لاؤن ملک حسن نے جواب مین لکھا کہ اول زین الدین علی کو دفع کرو بعدہ اورون کے دفع اور تدارک مین مصروف ہو اور فخر الملک دکنی اور خواجہ جہان حاکم پرندہ اور ملک وجیہ سرلشکر دولت آباد کو اپنے بیٹے ملک احمد کی کمک اور امداد کے مقدمہ مین مکتوب روانہ کیے اور زین الدین علی نے عریضہ لکھکر بیجاپور یوسف عادلخان کے پاس اس عبارت سے بھیجا کہ آپ مجھے اپنے خدمتگاران کی سلک مین جگہ دیکر ملک احمد کے آسیب و مضرت سے محفوظ رکھیے یوسف عادل خان نے رابطہ آشنائی کے سبب کہ خواجہ شہباز سے رکھتا تھا زین الدین کے درپے معاونت ہوکر اول پانچ چھ ہزار سوار اُسکی مدد کو بھیجے اور انھین حکم کیا کہ تم ظاہر قلعہ اندا پور مین فروکش ہو اور جسوقت ملک احمد جنیر کیطرف سے زین الدین علی کی استیصال کے واسطے جاکنہ کی سمت توجہ کرے تم اُس حدود مین جاکر مانع آؤ اور جب یہ خبر ورنگل مین خلائق نے سُنی ملک حسن نظام الملک کی شوکت و عظمت نے نقصان قبول کیا اور مثل کے بادشاہ اور اُسکے مقربون کی نظر مین وقار اور اعتبار نرہا جیساکہ قاسم برید اور دستور دینار حبشی خواجہ سرا اور تمام امراے حبشی نے جو سلطان کی ملازمت مین تھے اُس سے برگشتہ ہوکر باتین وحشت آمیز شاہ کے سمع مبارک مین پہونچائین اور شاہ جو اس منصوبہ کی تمنا رکھتا تھا اُنکے روبرو اظہار رنجش ملک حسن نظام الملک سے کرکے حکم دیا کہ جسوقت فرصت پاوین اُسے قتل کرین ملک حسن نے اس ماجرے پر اطلاع پائی اور آدھی رات کو اردوے شاہی سے بھاگ گیا اور جو کہ پیمانہ اُسکی حیات کا آب بقا سے لبریز ہوگیا اپنے فرزند کے پاس جنیر مین نہ گیا اور خزانہ اور تجملات کے تصرف کی طمع مین احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور دلپسند خان دکنی سے جو اُسکی پرورش اور دستگیری کے باعث خصوصی ملک سے

اوج عمارت پر پہونچکر شہر کی محافظت مین قیام کرتا تھا اُسنے شہر مین لاکر اطاعت کی اور ملک حسن نے آدمی اپنے فرزند ملک احمد اور لشکر کی طلب مین بیجیا اور سرگنج سلاطین بہمنیہ کھول کر دلپسند خان دکنی کے باتفاق خیل وحشم کے لینے مین مشغول ہوا اور یکبارگی طبل مخالفت پر چوبداری سلطان محمود شاہ نے یہ خبر سُنکر قطب الملک دکنی کو تلنگ کا طرف روانہ کیا اور امرا سے اُس حدود کے ہمراہ بسبیل تعجیل احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور ملک حسن قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھکر چاہا کہ خوانہ بادشاہی کو اٹھاکر اپنے فرزند سے ملحق ہو دلپسند خان مانع آکر شاہ کو پوشیدہ پیغام دیا کہ بندہ مطیع اور فرمانبردار ہوا اور از روے دولتخواہی ملک حسن کو آج تک نگاہ رکھکر انتظار وصول موکب ہمایون کھینچا ہی سلطان محمود شاہ نے جواب دیا کہ جو تو اُس بات مین صادق اور راستکار ہے تو اُسکا سر کاٹکر ہماری درگاہ مین بھیج کہ دولتخواہی اور یکرنگی تیری ظاہر ہووے دلپسند خان نے ملک حسن کے حقوق نمک کو طاق نسیان پر رکھکر پانسو جوان مردانہ لیکر اُسکے پاس کہ قلعہ ارک مین تھا گیا اور یہ پیغام دیا کہ مین تجھسے ایک مشورہ کیا چاہتا ہون اور کچھ باتین ضروری تخلیہ مین کہونگا ملک حسن اُسی وقت اُسکا ہاتھ پکڑکر حجرہ مین آیا اور دلپسند خان جو قوی دست تھا ہاتھ ملک حسن کے گلے پر کہ پیر وضعیف ہو تھا رکھکر ایسا گھوٹا کہ مرغ روح اُسکا قفس تن سے پھڑک کر نکل گیا اسکے بعد سر اُسکا جدا کرکے اور ہاتھ مین لیکر حجرہ سے برآمد ہوا اور حضار مجلس سے کہا کہ جو شخص اپنے ولی نعمت سے نمک حرامی کرے اُسکی سزا یہی ہو پھر وہ سر ایک جماعت کو دے کر بتعجیل عجیل اردوے شاہ مین بھیجا اور بادشاہ نے شہر مین داخل ہوکر دلپسند خان دکنی اور مغلون اور ترکون کو اپنا انیس اور جلیس کیا اور اُسے مہمات شاہی کا مدار الیہ کیا لیکن بمقتضاے جوانی شرب و شراب اور استماع نغمہ چنگ و رباب اور پریروایان دمساز کے اختلاط مین مشغول ہوا اور یہ علت اپنی طبیعت پر چھوڑکر سودہ مزاج ملک کے معالجہ مین نہ مصروف ہوا اور اپنے حظ نفس کیواسطے بہت جواہر تخت فیروزہ سے برآوردہ کرکے کئی صراحی اور پیالہ مرصع تیار کرائے اور بساط شراب اور تنبور خاص کو بھی تخت فیروزہ کے جواہر سے مرصع کیا اور سنہ ۸۹۹ آٹھ سو ننانوے ہجری مین اگ رشک و حسد مغلون اور ترکون اور حبشیون اور دکنیون کے دلون مین مشتعل ہوئی ہرچند سعی اور تدبیر کی کہ سلطان اُنھین نظر عنایت سے گرادے مفید نہ آئی اس سبب سے دلپسند خان اور تمام دکنیون اور حبشیون نے اتفاق کیا کہ سلطان محمد شاہ کو قتل کرکے دوسرے شخص کو اولاد خاندان بہمنیہ سے تخت دکن پر بٹھاوین اسواسطے تمام اہل قلعہ ارک یعنی فیلبان اور چوبدار اور دربان اور کوتوال اور پردہ داران وغیرہم کو ساتھ لینے متفق کیا پس جسوقت کہ لشکر ہندو روم پر تاخت لایا یعنے دن گذرا رات ہوئی اور سپہر اعظم یعنے آفتاب جہانتاب نے جو فلک چہارم پر ساکن ہی اپنی حرکت سے جہان کو تیرہ و تار کیا اُن کافر نعمتون محسن کش نے ہزار سوار اور پیادہ سے مسلح اور مکمل ہوکر اُس رات کو کہ اکیسوین شہر ذیقعدہ سنہ ۸۹۹ آٹھ سو ننانوے ہجری تھی دفعتہ آپ کو قلعہ ارک مین جو سلطان محمود شاہ کا نشیمن تھا پہونچایا اور قلعہ کے اندر جاکر اس خوف سے کہ مبادا مغل اور ترک اُسکی مدد کو آوین دروازون کو اندر سے بند کرکے محکم کیا اور عمارت شاہی کی طرف متوجہ ہوے سلطان محمود شاہ کہ اُسوقت بساط نشاط بچھائے ہوے تھا خوغاے عظیم سے ایستادہ ہوا اتنے مین ایک جماعت دکنیان اور حبشیان غدار پردہ داردن کی ہدایت سے وہان پہونچی عزیز خان ترک اور بھی چار غلامان ترک اور حسن علیخان سبزواری اور پیرزادی مشہدی الملقب بلوخان

چنگ و رباب

کہ مردی اور شجاعت مین موصوف تھے اور باوصف اسکے کہ خالی ہاتھ تھے اسلحہ کی قسم سے کچھ پاس نہ رکھتے تھے سلطان اور غدارون کے درمیان مین آکر اپنی جان عزیز اپنے ولی نعمت پر نثار کی اور سلطان نے فرصت پاکر اپنے تئین بام قصر پر پہونچایا اور حرم سرا اور شاہ برج کے سوا تمام قلعہ مفسدون کے قبضہ اختیار مین تھا جنگ مین مصروف ہوے اور سلطان نے دروازے چار دیواری قصر کے بند کرکے باتفاق چند نفر مغلون اور ترکون کے جو ہمیشہ ہم کاسہ اور ہم صحبت رہتے تھے اُنکے مدافعہ مین مشغول ہوا چنانچہ بعضے تیر و کمان اور بعضے پتھر اور ڈھیلون سے اُن مفسدین سیاہ طینت کو رجم کرتے تھے اس درمیان مین سلطان محمد شاہ نے جس حیلہ سے کہ ممکن تھا ایک شخص کو باہر بھیجکر مغلون اور ترکون کو اس واقعہ سے خبردار کیا اس صورت مین فرہاد خان شیرین مقال اور غیرخان اردستانی اور محمود خان گیلانی اور کشور خان غلام خواجہ شہید تین سو یا چار سو ترک اور مغل ترکش بندکر قلعہ کیطرف متوجہ ہوے اور جب دروازہ مسدود پایا شاہ برج کے کنگرون پر کمندین ڈالکر لاکھ محنت و مشقت سے آٹھ آدمی چڑھے اور دار و گیر کی فریاد بلند کی الغرض بعضے مردم دکنی اور حبشی بخیال اسکے کہ لشکر مغل اور ترک کا تمام قلعہ مین داخل ہوا بزدلی کرکے بھاگے اور حالت اضطراب اور اضطرار مین دروازہ کھولکر چلاتے تھے کہ باہر نکل جاوین اس درمیان مین جو مرضی الٰہی کہ شاہ کی فتح سے متعلق تھی پچیس جوان سبزواری جو سلک سپاہ یاران سلطانی مین انتظام رکھتے تھے اور ہر معرکہ مین اُنسے مردانگی وقوع مین آتی تھی دروازہ کے قریب پہونچکر بعضون نے تیر اور بعضون نے شمشیر لیکر اُس جماعت پر حملہ کیا اور بلند پکار پھر قلعہ مین داخل ہوے اور ارادہ کیا کہ دروازہ بند کرین جوانان سبزواری نے فرصت نہ دی خود بھی اُنکے پیچھے در آئے اور مخالف اور موافق کے درمیان جنگ عظیم واقع ہوئی ایک دوسرے کو کبھی اسطرف اور کبھی اسطرف دوڑاتے تھے کہ ناگاہ شیر بیشہ شجاعت کشور خان شاہ برج کے نیچے بخبر سنکر سو جوان مسلح سے آپہونچا اور مخالفون کو زیر کرکے اُس عمارت کیطرف کہ جسکو نگینہ محل کہتے تھے پسپا کرکے مفرور کیا اور اُس رات کو شہر مین غوغاے عظیم ہوا چونکہ کوئی شخص حقیقت حال سے مطلع نہ تھا اجلاف دکن ہجوم کرکے بہت مردم مغل اور ترک کے مکانون کو تاراج کیا اور جب آدھی رات گذر گئی ماہ عالم آرا نے زمانہ کی سیاہ روئی کو صیقل عکس سے صاف کیا اور حاجب دار اور فراش اور بھی شاگرد پیشہ نے جو ابتدا مین مخالفون سے ایک ہوکر اُنھین دولتخانہ کے اندر لائے تھے اُسوقت اظہار دلجوئی اور اخلاص کرکے اشیاے علفی کو آگ دی کہ خانہاے تاریک کو کہ جنمین مخالف پوشیدہ ہوے تھے روز سے روشن ترکرکے اُنکو باہر لاتے تھے اور اُنکی حیات کا پیرایہ تیغ کے گھاٹ سے بار اُتارتے تھے اس عرصہ مین دریافت ہوا کہ روساے دکن مع تین سو سوار بعضے محال قلعہ مین مسلح اور مکمل ایستادہ ہوکر انتظار کرتے ہین کہ جب روز روشن ہوے بہئیت مجموعی دروازہ پر حملہ لاکر اور اُسے کھول کر باہر نکلجاوین سلطان نے جہانگیر خان ترک کو کہ سامنہ ملک الموت کے ملقب تھا قلعہ کے دروازہ کی محافظت کو مقرر کیا اور خان جہان ترک کو مع اپنے آدمیون کے شہر اور بازار کی محافظت کو بھیجا اور بچھیرے نازی نژاد جو اصطبل مین پرورش پاتے تھے لوگون کو تقسیم کیے تو سوار ہوکر ہلاکی روزگار رتیرہ بختان قلعہ سے برآوین اور جب شاہ خاور نے تیغ زر اندود نیام سیہ فام سے کھینچی جنود نامعدود شب کو متفرق اور پریشان کیا سلطان محمود شاہ نے تخت پر اجلاس کرکے جمیع مغل اور ترک کو حکم کیا کہ حرامخوران دکنی اور حبشی کے مکانون پر جاکر جسے پاؤ قتل کرو اور مال و اسباب اُنکا غارت اور تاراج کرو

منقول ہے کہ تین روز تک اُس شہر مین قتل و غارت کی آگ روشن اور افروختہ رہی اور کوئی شخص شاہ سے التماس عفو نکر سکتا تھا آخر کو ایک شاہ محب اللہ کے فرزند نے شاہ سے اُنکی سفارش کی تو آتش غضب اُسکی فی الجملہ ساکن ہوئی اور قتل و غارت اور تاراج نے تخفیف پائی اور بعد اس واقعہ کے سلطان محمود شاہ شہر و قلعہ کو آئینہ بندی کرکے چار دن عیش و عشرت مین مشغول رہا اور محفل نشاط اسطرح آراستہ کی کہ خورشید عالم افروز ہزارون آنکھ فلک سے قرض لیکر اُسکے تماشہ کو دوڑا اور بادشاہ نے شاہ برج کے قریب کہ اپنے اوپر مبارک اور سعید جانتا تھا ایک قصر رفیع اور وسیع کی بنیاد ڈالی اور ہمت شاہانہ اس قصر رفیع کی تعمیر مین مصروف فرماکر چند عرصہ مین سقف بلند اُسکی ایوان کیوان سے گذرانی اور زمانہ اُسکی صفت مین یہ اشعار پڑھکر مترنم ہوا نظم این گلستان ست یا صحن ارم یا بوستان ست این یا شبستان ست یا بیت الحرم یا آسمان ✤ آسمانست این ولیکن آسمان برقرار ✤ بوستانست این ولیکن بوستان بیخزان ✤ چون سموات البروج و چون ارم ذات العماد ✤ چون جنان ذات السرور و چون حرم دارالامان ✤ اور بعد اتمام اُس قصر مشتری مقام کے خسرو سپہر احتشام بام سے شام تک شرب مدام مین دوستکام اور عیش و عشرت مین بروز و شب قیام اور اقدام کرتا تھا اور عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور لاہور اور دہلی بلکہ ہر مقام سے ارباب نشاط اور سازندہ یہ خبر سنکر دکن کیطرف متوجہ ہوے اور اسی طرق سے قصہ خوان اور رشتاعران اور ندیم اطراف جہان اُسکی درگاہ مین جمع ہوے احمد آباد بیدر رشک ایران و توران ہوا اور دارالخلافت کی خلقت خرد و بزرگ بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم اسی کام مین مشغول ہوئی پیران خانقاہ جبہ اور خرقہ رہن کرتے تھے اور تسبیح پڑھنے والے سجادہ نشین معتکف خرابات ہوکر زیر خم خانہ بیٹھے اور حکام اطراف صورت حال حسب دلخواہ دیکھکر اپنے استحکام کی کوشش مین پڑے جو امراے شاہی یا شخص باوصف سرداری سلطنت طرفدارون کا شریک اور موافق ہوا معزز ہوا اور جسنے خلاف کیا رقم عزل اپنے چہرۂ حال پر کشیدہ دیکھی اور تھوڑے عرصہ مین بادشاہ کے تصرف مین مملکت تلنگ اور عوالی اور حواشی احمد آباد بیدر کے سوا کوئی مملکت نہ رہی لیکن تمام طرفدار ملک احمد بحری کے سوا مدت دراز تک بحسب ظاہر اطاعت کرتے تھے اور اطاعت اُنکی منحصر اسپر تھی کہ اگر سلطان قاسم برید ترک کی تکلیف کے سبب لشکر کسی طرف کھینچتا تھا اور یہ صرفہ ہمراہی مین دیکھتے تھے مع افواج اپنے کمال عظمت اور شوکت مین کہ شاہ کا تجمل اُسکے مقابل کچھ دیکھائی نہ دیتا تھا رفاقت کرتے تھے اور جب بادشاہ عازم مراجعت ہوتا تھا اثنا راہ سے جدا ہوکر ہر ایک اپنی ولایت کیطرف رجوع ہوتا تھا اس خوف سے کہ بادشاہ کے دربار مین ہونا یا پورش سابق سلام کرنے کا اتفاق ہوگا سفر مین سلطان کے دربار مین حاضر نہوتے تھے اور ملک احمد بحری کہ لشکر شاہ کو متواتر شکست دینے سے تمام جہان مین بدنام تھا کسی سفر مین ہمراہی نکرتا تھا شہر احمد نگر مین بنیاد استقامت کی ڈالکر طریق شاہانہ اور روش خسروانہ اختیار کی تھی اور ایلچی یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس بھیجکر خطبہ اور لوازم بادشاہی مین مبالغہ کرکے ایسا مقرر کیا کہ تینون شخص بالاتفاق اظہار شعار بادشاہی مین مشغول ہوے اور پردۂ حجاب سے برآمد ہوکر علانیہ پنج وقت نوبت بادشاہی بر چوب مارین اسواسطے عمارات مذکورہ نے سنہ ۸۹۵ آٹھ سو پچانوے ہجری مین نام سلطان محمود شاہ کا خطبہ موقوف کرکے اپنے نام کیا اور سنہ ۸۹۵
آٹھ سو ستانوے ہجری مین قاسم برید ترک سریوبت نے خواہی نخواہی منصب کالت اور طرفداری اطراف ۸۹۷

اور اکناف تختگاہ کے دستیاب کرکے قصبہ قندھار اور اوڈیسہ اور اودگیر اور کلیان اپنی جاگیر مقرر کی اور چاہتا تھا کہ جو قلعے ان پرگنون مین واقع ہین انھین بھی قبضہ مین در لاؤن لیکن محافظان قلعہ نے انکار کرکے نہ دیا اور قاسم برید نے یہ امر شاہ کی تحریک سے تصور کرکے سر حلقۂ اطاعت ظاہری سے باہر کھینچا اور ایکبارگی پردۂ حجاب منھ سے اُٹھایا اور اعوان و انصار اپنے ہمراہ لیکر قلعون کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور دو تین مرتبہ لشکر سلطان محمود شاہ کو شکست دیکر اسکے دفع مین آمادہ ہوا تھا اور قریب تھا کہ شاہ کو شہر بیدر سے باہر کرے ناگاہ دلاور خان حبشی جو ملک حسن نظام الملک بحری کے خوف سے برہانپور کیطرف روانہ ہوا تھا مع لشکر مستعد دار الخلافت مین آیا اور حکم کے موافق قاسم برید کی دفع اور تنبیہ مین روانہ ہوا اور جنگ عظیم دونون سردارون کے درمیان واقع ہوئی اور قاسم برید شکست پاکر گلکنڈہ کیطرف راہی ہوا اور دلاور خان حبشی نے طالع کی نحوست سے اُسکا تعاقب کرکے چاہا کہ ایکبارگی اُسکی سلک جمعیت کو درہم و برہم کرے کہ ناگاہ شطرنجیان کارخانہ تقدیر نے ایک منصوبہ تازہ ظاہر کیا ایک فیل کنارہ سے عرصۂ لشکر پر دوڑا کر حریف کو مغلوب کیا بیان اس اجمال کا یہ ہے کہ حوالی کولاس مین طے مسافت کے درمیان ایک فیل مست دلاور خان حبشی کے لشکر سے سر فیلبان کی کچک سے کھینچکر اپنی فوج پر دوڑا اور بہت سپاہیونکو ہلاک کرکے اصلاح پر نہ آتا تھا سواسطے دلاور خان نیزہ ہاتھ مین لیکر مع جماعت جوانان سے فیل کیطرف متوجہ ہوا اور فیل اُسپر حملہ آور ہوا اور سپاہی بھاگ گئے اور دلاور خان اُسکے خرطوم اژدہا مثال مین گرفتار ہوکر ہلاک ہوا اور قاسم برید اس مہربانی غیبی سے اطلاع پاکر اپنے بخت بلندی کا آثار سمجھا اور اُسی وقت معاودت کرکے تمام ساز و یراق اور اثاثہ شوکت پر اسکے متصرف ہوا اور اسی طرح عصابۂ عصیان ناصیۂ طغیان پر باندھکر حد سے زیادہ نشان غرور کا بلند کیا اور سلطان محمود شاہ نے اقتضاے وقت کے موافق صلاح ملائمتا مین دیکھکر قولنامہ کہ رسم دکن ہی مشعر عفو گناہ اور تفویض منصب و کالت اُسکے پاس بھیجا اور قاسم برید مع جماعت خوب دار الخلافت کیطرف متوجہ ہوا اور مسند آبگی پر جلوہ گر ہوکر ایسا مستقل ہوا کہ سلطان نام کو بادشاہ رہا اور مورخین سلطنت برید یہ کو اُسی سال سے حساب کرتے ہین اور جب روز بروز اُسکا استقلال زیادہ تر ہوا بطریق سائر امرا آپ کو عمدہ مردم دکن سے جانتا تھا اور نامہ رائے بیجانگر کو لکھا کہ یوسف عادل خان نے بادشاہ سے مخالفت کی اور خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کیا ہی اگر آپ ممد و معاون ہوکر لشکر اُس مملکت پر بھیجین اور قہر اُسکا دور کرین مدکل اور رایچور آپ کے تعلق رہیگا رائے بیجانگر کہ طفل خرد سال تھا اپنے وکیل تیمراج کو مع لشکر کثیر یوسف عادل خان کی ولایت پر بھیجکر انواع خرابی ظہور مین پہونچائین اور قلعہ رایچور اور مدکل پر متصرف ہوا اور یوسف عادل خان طاقت مقابلہ لشکر بیجانگر سے نرکھتا تھا اُنسے صلح کرکے بقصد تادیب قاسم برید روانہ ہوا اور اُسنے ناچار ہوکر ملک احمد نظام الملک بحری کو پیغام دیا کہ یوسف عادل خان میری اخراج کیواسطے متوجہ ہوا ہی اگر وہ خداوند نعمت کمک کرین یہ سہلترین وجہ اُسے درمیان دفع کرین قلعہ کووہ اور کوکن اور بالہ اور کلہر جو بہادر گیلانی کے تصرف مین ہی آپ سے رجوع کرونگا ملک احمد نظام الملک بحری اُسکی مدد پر متعہد ہوا اور باتفاق فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان اور اُسکے بھائی زین خان کے باشوکت تمام احمد آباد بیدر کیطرف روانہ ہوا اور اُسکے قریب پہونچنے سے قاسم برید قوی پشت ہوا اور شاہ کو کسی امر مین اختیار نہ رکھتا تھا سوار کرا کے صفوف جنگ کی

آراستگی مین مشغول ہوا اور سلطان محمود شاہ کو قلب لشکر مین جگہ دے کر خود ہراول ہوا اور میمنہ پر ملک احمد کو اور میسرہ پر فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان اور اُسکے بھائی کو مقرر رکھا اور اپنے فرزند کو ایک ہزار سوار سے ترتیب کیا اور یوسف عادل خان بھی ساتھ اُس ترتیب کے کہ مذکور ہوگا افواج آراستہ کرکے سیف وسنان کے استعمال مین مصروف ہوا اور بعد کوشش اور کشش فراوان سلطان اور قاسم برید اور فخر الملک دکنی منہزم ہوکر احمد آباد بیدر کیطرف مفرور ہوے اور یوسف عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بحری مکہ مین مقیم ہوکر مساعدت بخت بلند کے سبب کوئی کسی پر حملہ آور نہوا اور اُسی طرح سے آپس مین ایلچی بھیجکر موافقت اور اتحاد کے بارہ مین گفتگو کرکے پھر ایکنے جنگ گاہ سے اپنے مکان کی مراجعت کی اور ۹۹۷ھ سو ستانوے ہجری مین سلطان محمود شاہ گجراتی نے ہاشم تبریزی کو جو اسکے متعلقین سے تھا بہ رسم رسالت سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ بہادر گیلانی جو تمھارے امرا کی سلک مین منتظم ہے اور ساحل دریا تصرف مین رکھتا ہے چوبیس جہاز بنادر گجرات کے جو مال تجارت سے مملو تھے غارت کیے ہین اور اُسپر بھی اکتفا نکرکے یاقوت حبشی کو مع دو سو جہاز مشحون مردان کاری سے مہم مین بھیجکر بہت مصاحف اور مساجد مین آگ لگاکر خاک سیاہ کی اور قتل وغارت مین مبالغہ نہایت کوشش کرکے مصدر اعمال شنیعہ ہوا اور اُسکے بعد داعیہ رکھتا ہے کہ دریا کے راستہ سے بندر سورت پر لشکر بھیجکر اُسکی خرابی مین کوشش کرے اور لشکر گجرات کا خشکی کے راستہ سے جاکر جبتک پارہ ولایت دکن سے خراب اور پامال نکرے بہادر کے مسکن تک نہین پہونچ سکتا اور لشکر عظیم دریا کے راستہ سے بھیجنا بھی متعذر اب مناسب یہ ہے کہ آپ اُسکے دفع اور منع مین کوشش فرماوین اور جو عاجز ہو دین اعلام بخشین تو دوستان قدیمی جسطور سے کہ ممکن ہو اُسکا علاج ظہور مین لاوین سلطان محمد شاہ اس پیغام سے نہایت آزردہ ہوا اور ہمراہ قاسم برید کے بہادر گیلانی کے دفع کیواسطے لشکر روانہ کیا اور جب حکام دکن سے امداد طلب کی یوسف عادلخان نے اپنے سرانجام کمال نہمان دکنی کو پانچ ہزار سوار ہمراہ کرکے اُسکی خدمت مین بھیجا اور ملک احمد نظام الملک بحری نے مبارز خان ولد خواجہ جہان ترک کو جسنے اُسکی ملازمت اختیار کی تھی اور احمد نگر مین رہتا تھا اسی قدر سپاہ سے اردوے شاہ مین روانہ کیا اور اسی طرح سے فتح اللہ عماد الملک نے بھی اپنے ایک معتمد درگاہ کو مع لشکر قلیل شاہ کی خدمت مین ارسال رکھا اور بہادر گیلانی جیسا کہ مذکور ہوا مخدوم خواجہ شہید کی سلک ملازمون مین سرفراز تھا اور اُسکے بعد شہادت کی نجم الدین گیلانی کا نوکر ہوا اور اُسوقت نجم الدین گیلانی بندر کووہ مین کشور خان غلام خواجہ شہید کیطرف سے بندر کووہ کے انتظام مین قیام کرتا تھا وہ اُس شہر کی کوتوالی کے سبب شجاعت اور مردانگی مین مشہور ہوا قضارا نجم الدین گیلانی بندر کووہ مین فوت ہوا اور بہادر کے دل مین مخالفت کی ہوس جاگزین ہوئی اور ۹۹۸ھ اٹھ سو اٹھانوے ہجری مین بندر کووہ کے بندوبست مین مشغول ہوکر کشور خان کے تمام علاقہ پر متصرف ہوا اور چند روز مین وائل اور چیول اور کلھر اور بیالہ اور مکولا پورا وسروالہ اونلگوان اور پرے کو اپنے قبضہ مین لایا اور بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار بہم پہونچائے اور جزیرہ مہایم کو جو شاہان گجرات سے تعلق رکھتا تھا لیا اور کمال خان اور صفدر خان جو شاہ گجرات کیطرف سے مع لشکر جرار دریا کے راستہ سے آئے تھے اُنسے لڑا اور اُنھین گرفتار کرکے مقید کیا اور اُنکا اثاثہ شاہی غارت کرکے اپنے اسباب شوکت مین شامل کیا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور یوسف عادل خان سوائی کی حرب وضرب سے سر نہ جھکاتا تھا بلکہ قلعہ جام کھنڈے

جو یوسف عادل خان کے مابین ولایت تھا حسن تدبیر سے اُسے بھی اُسکے آدمیون کے قبضہ سے برآمدہ کرکے اس فکر مین ہوا کہ اسے بھی بیجاپور سے بیجا کرے اور اس سبب جو دفع اسکا بآسانی میسر نہ تھا دونون جرگوارا اس سے طریق مدارا اور مواسا مسلوک رکھتے تھے یہان تک کہ سلطان خود بنفس نفیس اُسکے دفع کیواسطے متوجہ ہوا اور یوسف عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بحری دونون نے اس امر کو اپنے اقبال سے تصور کیا اور جب سا گذرا سلطان کی مدد کیواسطے روانہ ہوے سلطان محمد شاہ نے اول بہادر گیلانی کو فرمان بھیجکر سلطان گجرات کے نوشتہ سے اعلام کیا اور لکھا کہ کمال خان اور صفدر خان کو مع اُس لشکر کے جو جہازون مین تھی شاہ گجرات کی درگاہ مین بھیج بہادر گیلانی نے جب سنا کہ خدمتگار سلطان کا فرمان لاتا ہے اپنے راہداروں اور محافظون کو لکھا کہ اسے قصبہ مرج سے آگے نہ بڑھنے دینا اور زبان جرأت کے لاف وگذاف مین کھولی اور جب یہ خبر سلطان کے سمع مبارک مین پہونچی اور افواج ملکی بھی سب جمع ہوئی بکوچ متواتر اُسکی دفع مین متوجہ ہوا اور بعد قطع مراحل وطے منازل جب قلعہ بام کھنڈے مین پہونچا قطب الملک دکنی جو طرفدار تلنگ تھا اُسکی فتح کیواسطے مامور کیا اور جماعت گیلانی جو بہادر گیلانی کیطرف سے اس قلعہ مین تھی بالاے برج آن کر جنگ مین مشغول ہوئی ناگاہ ایک تیر قطب الملک دکنی کے سینہ پر لگا اور آن واحد مین اُسی بیجان کرکے مقابل سے نکل گیا سلطان نے اسکا جنازہ دار السلطنت کیطرف روانہ فرمایا اور سلطان قلی خواص بہمانی کو قطب الملک خطاب دیکر قصبہ کوتکر اور درکی اور بعضے اور ممالک تلنگ سے اُسے جاگیر عنایت فرمائی اور چند روز مین اس قلعہ کو امان دیکر مفتوح کیا اور یوسف عادل خان کے متعلقون کو سپرد کرکے منگلیہ کیطرف کہ بہادر یوسف عادل خان کے خوف سے وہان مقیم ہوکر مانع اور مزاحم ہوتا تھا متوجہ ہوا لیکن ابھی فوج سلطانی قلعہ مین نہ پہونچی تھی کہ بہادر وہانسے راہ فرار پائی اور سلطان نے اس قلعہ کو کہ بہادر گیلانی اُسکا بانی تھا اور اُسی عرصہ مین اسکی عمارت اتمام کو پہونچائی تھی تین روز مین فتح کیا اور قاسم بریدی کی صلاح سے برج کیطرف روانہ ہوا اور بعضے سردار بہادر گیلانی کے کہ اُس تین روز مین قلعہ مین آن کر متحصن ہوے تھے پھر قاسم بریدکے مدافعہ مین مشغول ہوئے اور وہان کے حاکم نے میدان مین آنکر آتش جنگ کو مشتعل کیا اور ان مین کے اکثر مقتول ہوے اور بقیۃ السیف سانپ کے مانند سوراخ قلعہ مین داخل ہوے اس صورت مین قاسم بریدا ور تمام اُمرا نے یہ صلاح کی کہ مورچے قسمت کرکے اطراف سے چند سرنگ قلعہ کے اندر لیجاوین تو قلعہ کا پانی خندق مین درآوے اور بے آبی سے حصاری ہلاک ہوون اور ہر برج کے مقابل ایک برج باہر تیار کرین تو راہ فرار مسدود ہو آخر قلعہ دار نے حیران ہوکر امان طلب کی اور سلطان نے قاسم بریدکی استرضا سے امان دی اور دو سو گھوڑے عراقی اور عربی بہادر گیلانی کے نائب کے مع اسلحہ فراوان دستیاب ہوے اور بہادر کے سپاہیون کو آگاہ کیا کہ جو نوکر ہووے اُسے اپنا روظیفہ اور جاگیر دیوین اور جو کہ بہادر گیلانی کے پاس جاوے بدار اُسکے گھوڑے اور اسباب سے متعرض نہووین مغلون نے عرض کی کہ ہم کیونکر بہادر گیلانی کے روبرو جاوین گھوڑے اور ہتھیار ہمارے ضائع ہوے اور قلعہ ہمارے قبضہ سے نکل گیا اس زیست سے مرنا بہتر ہو اگر سلطان ہمارے قتل کا حکم کرے بہترین عنایت ہوگی سلطان کو اُس جماعت کا اخلاص پسند آیا اور محظوظ ہوکر فرمایا کہ تمام گھوڑے اور ہتھیار اُنکے سپرد کرکے بہادر گیلانی کے پاس بھیجدین

اور اسی عرصہ مین مرج سے کوچ کر کے پیادہ کیطرف سوار ہوا اسوقت بہادر گیلانی نے ایک شناون مین جو اردوے سلطانی مین تھا اسسے یہ پیغام دیا کہ سلطان تیرے اوپر نظر عنایت مبذول رکھتا ہو اگر پیشکش بھیجکر اپنی معذرت مفتوح کرے یقین ہو کہ یہ ممالک پھر تجھے ارزانی کرے مراجعت فرماے بہادر گیلانی نے اول نصیحت دوستانہ عمل کیا خواجہ نعمت اللہ تبریزی کو جو مرد دستار الیہ تھا اظہار بندگی اور اخلاص کیواسطے اردوے سلطانی مین روانہ کیا اتفاقاً جس روز کہ خواجہ نعمت اللہ آستان بوسی سے شرفیاب ہوکر حق رسالت بجالایا بخشندہ بے منت نے اسی دن کہ ستائیسوین ماہ رجب سنہ مذکورہ کی تھی شاہ کو فرزند موسوم باحمد کرامت فرمایا اور اس مسخر و با اقتدار نے تاج اپنے نور بصر کے زیب فرق کر کے جشن کی بزم آراستہ کی اور قاسم بریدی صوابدید سے خواجہ نعمت اللہ کی بمنیت قدوم کا بہانہ کر کے بہادر گیلانی کی تقصیرات معاف کین اور یہ ارشاد کیا کہ وہ اگر ہماری ملازمت کو حاضر ہووے اور زود بجیر فیل اور مال مقرری ہماری کچہری تحصیل مین پہونچاوے قلعہ اور ملک اسکے جو اسکے تصرف سے برآوردہ ہوے ہین پھیر اسکے ساتھ اسکے مقرر اور مفوض رکھون خواجہ نعمت اللہ نے یہ مژدہ سنکر بہادر کو خط لکھا کہ تو خط ہذا پڑھتے ہی آپ کو جلد شاہ کی خدمت مین پہونچا تو تیرے ملتمسات درجہ قبولیت کو پہونچین جب مکتوب خواجہ کا اسسے پہونچا پھر زاغ غرور نے بیضہ عجب و پندار کا اسکے کاخ دماغ مین رکھا اور اس معنی کو شاہ اور قاسم بریدکے عجز و زبونی پر گمان کر کے پیغام دیا کہ مین چاہتا ہون امسال خطبہ اپنا شہر احمد آباد بیدر مین پڑھون اور سال آئندہ احمد آباد گجرات مین اور حالانکہ قاسم بریدہ تھا کہ اگر بہادر کو متاصل کرتا یوسف عادل خان بعد مراجعت شاہ اس ولایت پر بزور خود متصرف نہوتا الغرض شاہ یہ خبر سنکر پیادہ سے کلہر کیطرف آیا اور قلعہ کلہر کہ وہ بھی بہادر گیلانی کے آثار سے تھا مفتوح کیا اور قصبہ کو غارت کر کے اسکے اخراج مین راسخ اور جازم ہوا اور بہادر گیلانی قلعہ مرج اور کلہر کی فتح سے متحیر ہوا اور سمجھکر کہ قلت تدبیر سے امر خطیر کا ارتکاب کیا ہو اور اس دسمیان مین ملک شمس الدین طارمی جو بہادر گیلانی کیطرف سے حاکم دابل کا تھا قصد کلہر کی غارت کا سنکر باتفاق زمینداران اس حدود کے سلطان کی ملازمت مین حاضر ہوا اور بہادر گیلانی زیادہ تر دریاے اضطراب مین پڑکر قلعہ بنالہ مین کہ اس حدود مین اس قلعہ سے محکم تر نہین ہو درآیا جو اسے مفتوح نکر سکتا تھا اسواسطے سلطان کو لاہور کیطرف متوجہ ہوا کہ وہان سے دریاے بندر دابل کے تماشا کو روانہ ہووے بہادر گیلانی نے بتصور باطل قلعہ بنالہ سے برآمد ہوکر بسبیل استعجال اپنے تئین کولاہور مین پہنچایا کہ سلطان کا سد راہ ہوکر تنور حرب گرم کرون اور آخر کو صولت شاہی سے ہراسان ہوکر بھاگا اور بہت آدمی اس سے کنارہ کش ہوے اور کچھ اسمین سے شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوے اور بعضے یوسف عادلخان کے پاس گئے اور شاہ نے قاسم بریدکی صلاح سے فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان حاکم نربدہ کو کہ اس سفر مین ہمراہ رکاب تھا مع عین الملک و مینہ خان سرلشکر احمد نظام الملک بحری کو قلعہ بنالہ کے اور اس نواح کے ضبط اور سرانجام کیواسطے بھیجا کہ بہادر گیلانی قلعہ بنالہ مین آپ نہ پہونچا سکے تو اسمین داخل ہو اور سلطان خود کولاہور مین پہونچا جو موسم برسات تھا وہان مقام فرمایا اور بہادر گیلانی نے جب اس ارادہ سے اطلاع پائی اوج استکبار سے افتقار کی نشیب مین گرا پھر خواجہ نعمت اللہ تبریزی اور خواجہ مجد الدین کے بذریعہ عرائضیہ بھیجکر پیغام دیا کہ اگر سلطان قولنامہ اپنی مہر اقدس اور ملک قاسم برید اور درگاہ کے دستخط اور گواہی سے صادر فرماوے باطمینان تمام

حاضر حضور ہوکر باقی عمر جادۂ اخلاص سے تجاوز نکریگا شاہ نے نائرۂ فساد کے تسکین کے واسطے اس مرتبہ بھی اُسکی استدعا قبول کی اور موافق مدعا قولنامہ بھیجکر حسب الالتماس خواجہ نعمت اللہ تبریزی کو فائز المرام کرکے بہادر گیلانی کے زیادتی اطمینان کیواسطے مشرف العمل صدر جہان اور زین الدین حسن قاضی کو بھی ہمراہ کیا اور یہ جماعت ساحل آب پر کہ حائل تھا پہونچی خواجہ نعمت اللہ بیشتر پانی سے عبور کرکے بہادر گیلانی کے پاس گیا اور شاہ کے الطاف اور اُنے شرفا اور اعیان سے اطلاع بخشی پھر اُس تیرہ بخت کی رائے برگشتہ ہوئی اور نچاہا کہ قدم صواب کا بادیہ توفیق مین رکھے پھر خواجہ کے ہمراہیون نے آنکر کیفیت راست براست بیان کی اس عرصہ مین قدم خان اور قطب الملک نے بھی آب سے عبور کرکے آپ کو بہادر کے پاس پہونچایا اور بہادر گیلانی اُنکے آنے سے خوش ہوا اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا لیکن دل انکی خوف اُسکا مصقل بند۔ و انصیحت سے پاک نہوا اور کسی کا ارشاد کام نہ آیا جب یہ بھی پلٹ آئے مشرف العمل صدر جہان اور قاضی زین الدین نے بھی جاکر دقائق نصائح اس سے دریغ نرکھے اور بہت فہمائش کی لیکن جو وہ راہ حق سے بہت دور تھا اور اُسکا اقبال نے مساعدت نکی دفع الوقتی مین مشغول ہوکر بولا کہ اگر بادشاہ قلعہ مرچ کیطرف معاودت فرماوے اور خواجہ جہان قلعہ پنالہ سے برخاستہ کرے بندہ وہان آنکر ملازمت کریگا سلطان محمود شاہ نے ناچار بعد مراجعت مخادیم فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان کو قلعہ پنالہ سے طلب کیا اور بہ خلعت خاص اور نیکہ مرصع اختصاص دیکر بہادر گیلانی کیواسطے مامور فرمایا اور خواجہ قطب الملک اُن امرا کے باتفاق جو مہم قلعہ پنالہ مین اُسکے ہمراہ تھے روانہ ہوا اور شاہ اس اندیشہ سے کہ مبادا بہادر آپ کو پنالہ مین پہونچادے اور مخت دراز کھینچے قطب الملک کو قلعہ پنالہ کے محاصرہ کیواسطے روانہ کیا لیکن جب خواجہ بہادر گیلانی کے قریب پہونچا دوسرے دن فوج آراستہ کرکے اُسکی جنگ مین مشغول ہوا اور بہادر بھی نہایت غرور اور تکبر سے دو ہزار سوار کہ اُنمین اکثر گیلانی اور مازندرانی اور عراقی اور خراسانی تھے اور پندرہ ہزار پیادہ اور توپ اور تفنگ بسیار سے مقابل ہوکر نہایت شدت سے جنگ مین مصروف ہوا ناگاہ اک تیر شصت قضا سے چھوٹکر اُسکے پہلو پر پہونچا دم مین مرغ تیم بسمل کیطرح پھڑک کر سرد ہوا اس درمیان مین نیخان خواجہ کا بھائی اور بقولے مینہ خان سپہ سالار ملک احمد نظام الملک بحری نے بضرب نیزہ اُسکو خانۂ زین سے جدا کرکے خاک مذلت پر ڈالا اور خواجہ نے سر پُرغرور اُسکا کاٹ کر مظفر و منصور ہوکر علم مراجعت بلند کیا اور شاہ نے اُسے دربار خلعت خاص اور کمر بندہ مرصع اور اسپ تازی اور ایک زنجیر فیل عنایت فرمایا اور لفظ مخدوم اُسکے خطاب مین زیادہ کی اور بعد دو تین دن کے قلعہ پنالہ مین گیا اور تماشا کرکے عین الملک کنعانی کو بندر گودہ کیطرف بھیجا تو اُسکے بھائی ملک سعید کو دلاسا کرکے مع مال اور جہات حضور مین لاوے اور قاسم بربید ترک کی صلاح سے جاگیر بہادر گیلانی کی ملک عین الملک کنعانی کے تفویض کرکے ایک جماعت مخصوصون سے کہ قاسم بربید بھی ازانجملہ تھا بندر دابل کی طرف سوار ہوا اور سواحل دریا کا تماشا کرکے عازم مراجعت ہوا اثنائے راہ مین جب بیجاپور مین پہونچا یوسف عادلخان نے ایلچی بھیجکر قدوم میمنت لزوم کی التماس کی اور سلطان نے اردو کو دارالملک کیطرف روانہ کیا اور خود مع قاسم بربید اور ایک جماعت مخصوصون سے بیجاپور مین آیا اور کالا باغ مین جو ساختہ ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان تھا نزول کیا اور عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور خان مغربی ایلچی نے پیشکش گزرانے اور لوازم ضیافت مین نہایت کوشش کی اور سلطان بعد دو ہفتہ کے

احمد آباد بیدر کیطرف روانہ ہوا اور قاسم برید کی صلاح سے سلطان محمود شاہ گجراتی کو گھوڑے تازی اور نقد یعنی
زرسرخ اور سفید مرحمت فرمایا اور موخرین کا اتفاق ہے کہ پانچ من مروارید بوزن دہلی اور پانچ زنجیر فیل اور ایک
خنجر مرصع برسم سوغات سلطان محمود شاہ گجراتی کے واسطے گجرات بھیجا اور کمال خان اور صفدر خان اور تمام مردم
گجراتی کو جو بہادر گیلانی کے محبس مین تھے مع بیس ہزار کہ بہادر مذکور نے غارت کیئے تھے شاہ گجرات کے متعلقون کے
سپرد کیے اور سنہ ۹۰۱ نو سو ایک ہجری مین ملک قطب الملک ہمدانی کو جو سلاطین قطب شاہیہ کا جد ہے تمام ممالک ۹۰۱
تلنگ کا طرفدار کر کے گلکنڈہ اور ورنگل کو اسکے جاگیر قدیم پر افزون کیا اور دستور دینار حبشی جو قطب الملک
دکنی کے مقتول ہونے کے بعد ورنگل کا طرفدار ہوا تھا معزول ہوا اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد کے موافق حسن آباد
گلبرگہ اور ساغر مع مضافات اسکے جاگیر پائی اور جو یہ مقدمہ شاہ کے سمع مبارک مین پہونچایا تھا کہ منصب دار امرائے
کبار کی تقویت کے سبب باغیگری کے باعث ہوتے ہین قاسم برید کی تحریک سے امرا کے سوا تمام منصب داران
کو جو دستور دینار حبشی کی جماعت مین داخل ہوے تھے اُس سے جدا کر کے خاصۂ خیل مین جمع کیا اور اسوقت
سے ابتک منصب داران دکن داخل امرا نہوے مثل سلحداروں کے سلک لشکر خاصۂ شاہی مین رہتے ہین اور
انھین سرگروہ اور حوالہ دار کہتے ہین اور سید اشرف دکنی سے کہ جنسے سلطان محمود شاہ کی خدمت کی تھی مین نے
سُنا ہے کہ بیستی سے پانصدی تک کو منصب دار کہتے تھے اور پانصدی سے جو بالاتر ہوتا تھا اُسے امرا کے زمرہ مین شمار
کرتے تھے القصہ دستور دینار حبشی منصب دارون کے جدا کرنے سے دلگیر و ناراض ہوا اور باتفاق عزیز الملک دکنی
کے علم مخالفت کا بلند کیا اور ساتھ آٹھ ہزار حبشی اور دکنی فراہم لاکر بہت مملکت تلنگ پر کہ ولایت گلبرگہ کے نزدیک
تھی شاہ کے بالحکم متصرف ہوا اور شاہ نے قاسم برید کی صلاح اور ہدایت سے یوسف عادل خان سے کمک
طلب کی اور یوسف عادل خان نے اسطرف لشکر بھیجا اور شاہ اور قاسم برید بھی اُس سے ملحق ہوے اور دستور
دینار حبشی اور عزیز الملک باتفاق جمیع امرائے دکنی اور حبشی قصبہ مہندری کے قریب صفوف حرب آراستہ کر کے
شاہ کے مقابل آئے بیت دو لشکر بہم برکشیدند کوس ✤ جوشطرنج ازعاج وزآنبوس ✤ اسکے بعد طرفین حرب
وضرب مین مشغول ہوے لیکن سپہر مکار الجمع دیولون الدہر کا پرتو مضمون حبشیون کے چہرۂ احوال پر چمکا یوسف عادلخان کے
تردد ہاے مردانہ کی برکت سے کہ سردار میمنہ تھا باغیون پر شکست پڑی اور دستور دینار حبشی زندہ اسیر ہوا اور شاہ نے
اسکے قتل کا حکم صادر فرمایا اور آخر کو یوسف عادلخان کی سفارش سے اسکی جان بخشی ہوئی اور پھر اقطاع حسن آباد گلبرگہ
اور ساغر والمندوغیرہ پر نوازش فرمائی اور اموال اُسکے سے جو کچھ سرکار مین لائے تھے واپس دے کر قلعہ ساغر کیطرف
روانہ کیا اسواسطے کہ بعض سرداران معرکہ ہذا بھاگ کر اُس قلعہ مین پناہ لیکر متحصن ہوے تھے انھین محاصرہ کیا چنانچہ جوانان
پیکار طلب نے حملۂ اول مین حصار اولین کو فتح کیا پھر متحصنون نے آپکو حصار بالا مین کھینچا لیکن تاب مقاومت
اپنی سے مفقود دیکھکر بعد چند روز کے امان طلب کی اور قلعہ کو سپرد کیا اور شاہ اُسے یوسف عادل خان کے
تفویض کر کے دارالملک کیطرف متوجہ ہوا اور سنہ ۹۰۲ نو سو دو ہجری مین یوسف غلام دکنی اور میرزا شمس الدین
اور نعمت آلہی اور ایک جماعت اور سلطان کی ملازمت مین قرب اور منزلت رکھتے تھے درمیان مین ایک
دوسرے کے اور ازانجملہ دولتخانہ کی سعیت کی اور قاسم برید اور دوسرے ترک نے انکی کیفیت اتفاق پر اطلاع

حاصل کی اور علاج واقعہ کے وقوع سے پیشتر کرکے میرزا شمس الدین اور تغرشخان دکنی اور یوسف غلام دکنی
کو مع نمامی معاندمقتول کیا اور پھر دوسرے ترکون اور دکنیون کے قتل مین جو اس معاملہ مین شریک تھے مشغول ہوے
اور شاہ نے خود سوار ہوکر آتش نہیب وغارت اور قتل عام کو ساکن فرمایا اور اس مبحث کے باعث اتراک سے
رنجیدہ ہوکر ایک مہینے کامل اُنکا سلام نہ لیا اور آخر شاہ محب اللہ کے وسیلہ سے بابوسی کو حاضر ہوے اور معذرت
کی اور شاہ نے جبراً اور کرہاً اُنکا جرم معاف کیا اور لوازم غفلت اور بیخبری مین کہ مراد شرب اور استماع نغمات
اور معاشرت پریرویان سروقد سے ہے مشغول ہوا یکبارگی اُسکا رعب اور دبدبہ تمام ادنی اور اعلی کے دلون سے
دور ہوا اور سنہ نوسو تین ہجری مین سلطان محمود شاہ نے ارادہ کیا کہ بی بی ستی دختر میسالہ یوسف عادل خان کو
شاہزادہ احمد کیواسطے جو چار برس کا تھا خواستگاری کرے اور بعد کہنے سننے اور آمد وشد مردمان جانبین کے یہ مقرر ہوا
کہ حسن آباد گلبرگہ مین جشن شادی طوی مرتب کرکے قواعد عقد وقوع مین آوین اسواسطے شاہ جمجاہ آوردہ خان والا
شان گلبرگہ مین آن کر اسباب مہمانی کے تہیہ مین مشغول ہوے اور اثنائے جشن وسرور مین قاسم برید اوڈیسہ اور اودگیر
سے اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان قاعہ بیدر سے شاہ کی بساط بوسی سے فائز ہوے اور اُنکے روبرو قاضی
عبد السمیع عسکر نے عقد مناکحت باندھی اور یون معین ہوا کہ جب عروس دس برس کی ہو شاہزادہ کے سپرد کرین
اور ابھی لوازم جشن طوی درمیان مین ہی تھا کہ بعد دستور دینار اور یوسف عادل خان نے اقطاع گلبرگہ پر نزاع
کی کسواسطے کہ مقصود یوسف عادلخان کا یہ تھا کہ حسن آباد گلبرگہ کہ والندا اور گنجوتی اور کلیان اُسکے قبضہ مین
رہے اُسکی ولایت اور سلطان سے فاصلہ اجنبی اور دستور دینار کا ارادہ یہ تھا کہ بیجاپور سے آب تپورہ کے کنارے
تک یوسف عادلخان کے تصرف مین رہے اور حسن آباد گلبرگہ اور انتکیر تلنگ کی سرحد تک میرے قبضہ مین رہتے
اور جو شاہ کو اس قسم کے امور مین دخل مطلق نہ تھا اسواسطے دستور دینار قاسم برید کے پاس پناہ لیگیا اور صحبت
طولانی ہوئی اور قاسم برید اور یوسف عادلخان کے درمیان خشونت اور نزاع واقع ہوئی ملک قطب الملک
ہمدانی نے اتحاد مذہبی کے سبب یوسف عادل خان کیطرف میل کیا اور قاسم بُرید متوہم ہوکر اپنے بڑے بیٹے
جہانگیر خان اور دستور دینار اور خواجہ جہان کے ہمراہ بالند کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادل خان اور ملک
قطب الملک ہمدانی اور ملک الیاس اور عین الملک بساط جشن وطوی تہ کرکے شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوکر
اُس جماعت کی تادیب اور گوشمال مین متوجہ ہوے اور گنجوتی کے اطراف مین فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی
اگرچہ ملک الیاس اور عین الملک نے درجہ شہادت پایا لیکن قاسم بُرید اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان منکسر
اور منہزم ہوکر اوڈیسہ اور بندہ کیطرف راہی ہوے اور یوسف عادل خان کا تسلط اور استقلال افزون
ہوا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ شاہ اُسکے روبرو تخت پر اجلاس فرماتا تھا اور میان محمد بڑا بیٹا عین الملک
مقتول یوسف عادل خان کے التماس کے موافق جاگیر پدر پر سرفراز ہوا ہر ایک بے سلطان اور خان سے رخصت
لیکر اپنے مستقر آسایش کیطرف معاودت کی اور قاسم برید پھر فرصت پاکر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور امر
وکالت مین بدستور قدیم مشغول ہوا اس مرتبہ ایسا کیا کہ شاہ کو تشنگی وقت پانی بغیر اذن اُسکے میسر نہوتا تھا اور سنہ
نوسو چار ہجری مین عادل خان لشکر دستور دینار کے سر پر لیگیا اور وہ حسن آباد گلبرگہ سے بھاگا اور قاسم برید کے

بتحریز سے آپ کو ملک احمد نظام الملک کے پاس پہونچایا اور جو ملک احمد نے اسکی امداد اور اعانت کی یوسف عادل خان تاب مقاومت نہ لایا دار السلطنت بیجاپور کیطرف روانہ ہوا اور شاہ نے آدمی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر اعانت سے منع فرمایا اور اُسنے رعایت ادب شاہ کرکے دست تعرض ولایات یوسف عادل خان سے کوتاہ کیا اور ایک عرضداشت پایہ سریر خلافت مین اسمضمون سے مرسول رکھی کہ دستور دینار از مقطع حسن آباد اور غلام قدیم اُس آستان سے ہے اور یوسف عادلخان اُس سے ہمیشہ مقام منازعت اور مخاصمت مین رہتا ہے اگر امر عالی نفاذ پاوے کہ من بعد غبار فساد کا برپا نکرے عواطف شاہنشاہی اور ذرہ پروری سے بعید نہوگا اور یوسف عادلخان نے سلطان کے اشارہ کے بموجب اُس سال دستور دینار کو جان کی امان دی اور سنہ ۹۱۰ نوسو دس ہجری مین قاسم بُرید فوت ہوا اُسکا بیٹا امیر برید اسکا قائم مقام ہوا اور باپ سے سو درجہ زیادہ سلطان کی مہمات مین مشغول ہوا اور سلطان کو بیدخل مطلق کیا اور اس سال یوسف عادلخان فرصت پاکر میان محمد خلف الصدق عین الملک کے ہمراہ گلبرگہ مین گیا اور دستور دینار نے جنگ کرکے اُسے قتل کیا اور اُسکی جاگیر پر متصرف ہوکر بیجاپور مین خطبہ مذہب امامیہ کا پڑھا اور وہ امر کہ ابتدائے ظہور اسلام سے اُس عرصہ تک ہندوستان مین واقع نہوا تھا سرزد کیا اسواسطے الہامی و کن اُس سے متنفر ہوے اور سلطان محمود شاہ نے امیر برید کی تکلیف سے ملک قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی کو لکھا کہ اسوقت یوسف عادل خان کسی وجہ سے جادۂ اطاعت مین قدم نہین رکھتا اور نشان خصومت کے بلند کیے ہین اور رسمین روافض مبتدعہ کو بلاد اسلام مین ظاہر مین لایا ہے چاہیے برفور ورود فرمان سعادت نشان درگاہ کیطرف متوجہ ہوین اور ہر ایک فرمان کے حاشیہ پر بخط نستعلیق بقلم جلی یہ بیت مرقوم فرمائی بیت باسباب شوکت چنان غرہ شد ٭ کہ خورشید در چشم او ذرہ شد ٭ اور ملک قطب الملک ہمدانی مع جمیع امرائے تلنگ درگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی تساہل اور توقف کرکے عذر خواہ ہوے سلطان اور امیر برید مضطرب ہوے اور ایلچی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر مدد کے طالب ہوے اور ملک احمد نظام الملک اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان مع جمعیت عظیم بسرعت تمام احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوے اور سلطان سے جا ملے اور یوسف عادلخان نے صلاح انکی جنگ مین ندیکھی ساغر اور حسن آباد والندکو دریا خان اور فخر الملک ترک کے سپرد کرکے اپنے فرزند اسمعیل کو جو طفل شیر خوارہ تھا ہمراہ کمال خان سرنوبت اور امرائے معتمد کے مع فیل و خزانہ بیجاپور کیطرف بھیجا تو قلعہ مین داخل ہوکر ضبط ممالک مین کوشش کرین اور خود پانچ ہزار سوار جریدہ اور کارآمد ہمراہ لیکر برار کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ اور امیر برید اور ملک احمد نظام الملک اور فخر الملک دکنی اور قطب الملک ہمدانی اُسکے تعاقب مین مصروف ہوے جس مقام سے کہ یوسف عادلخان کوچ کرتا تھا وہ اُس مقام مین قیام کرتے تھے یہانتک کہ کاویل مین مضرب خیام فتح اللہ عماد الملک تھا پہنچے اور فتح اللہ عماد الملک نے اسوقت صلاح یوسف عادلخان کی حمایت مین ندیکھی بولا جو سلطان ہمراہ ہے اسکی جنگ مین اقدام کرنا حسن ادب سے بعید معلوم ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ تم چند روز برہانپور مین اقامت کرو تو ہم اس مبحث کی ایک صورت نکالین یوسف عادلخان یہ امر قبول کرکے برہانپور گیا اور فتح اللہ عماد الملک نے آدمی احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی وغیرہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ امیر برید

کہ عارف اسکو روباہ دکن جانتے ہین چاہتا ہی کہ یوسف عادلخان کو درمیان سے دفع کرکے اقطاع بیجاپور پر خود
متصرف ہوا ور وجسوقت قوی ہووے اور شاہ اسکے قبضہ اختیار مین ہو نتیجہ خوب ندیگا اور عنقریب اوسکا ضرر
دوسرونکو پہونچیگا صلاح یہ ہی کہ تم سب اپنی اپنی مملکت کیطرف بازگشت کرو تو مین شاہ کو مرکر شاہی کیطرف پھیرونگا
ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی نے فتح اللہ عماد الملک کے مشورہ پر عمل کرکے کوچ کیا اور شاہ کی
بلا اجازت اپنے ممالک کیطرف راہی ہوے اور علی الصباح فتح اللہ عماد الملک نے عریضہ شاہ کو لکھا کہ صلاح دولت
یہ ہی کہ شاہ مستقر الخلافت کیطرف مراجعت فرماوے اور یوسف عادلخان کے جرائم برقلم عفو پھینچے اور شاہ نے امیر
برید کے اعوانسے یہ امر قبول نہ کیا اور چاہا کہ امیر برید کے اتفاق سے بیجاپور پر چڑھائی کرکے یوسف عادلخان کے
تصرف سے برآوردہ کرے یوسف عادلخان نے خبر مراجعت ملک احمد نظام ملک بحری اور قطب الملک ہمدانی وغیرہ
سنکر بسرعت تمام آپکو رہانیورسے فتح اللہ عماد الملک کے پاس پہونچایا اور دونون باتفاق افواج آراستہ کرکے
بقصد جنگ اردوے شاہ کیطرف متوجہ ہوے اور امیر برید نے طاقت انتقام اپنے مین نہ دیکھکر مال و اسباب اُس مقام
مین چھوڑا اور سلامتی کو غنیمت جانکر شاہ کے ہمراہ رکاب احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادلخان اور
فتح اللہ عماد الملک اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان ۹۱۶ نوسو سولہ ہجری مین قضاے الہی سے فوت ہوے
اور اولادانکی ساتھ اسکے تفصیل کے کہ مشروحاً گذارش ہوگی مسند کامروائی پر جلوہ گر ہوئی اور امیر برید حکومت
بیجاپور کی اپنی تصور اسکے تسخیر مین زیادہ ساعی ہوا لیکن کچھ اثر اُسپر مترتب نہوا دولت و سلطنت اُس خاندان کی
اسوقت تک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور تئیس ہی تائید آسمانی سے صفت دوام اور بقا کی رکھتی ہی اور ۹۱۸ نوسو اٹھارہ ۹۱۸
ہجری مین قطب الملک ہمدانی بھی سلطنت کی فکر مین پڑا نام بادشاہ کا خطبہ سے گراکر نوبت شاہی پنج وقتی بجانے لگا
اور شاہ کیواسطے ہر مہینے مین پانچ ہزار ہون مخفی بھیجتا تھا اور ۹۲۰ نوسو بیس ہجری مین امیر برید فکر محال مین پڑا اور فتح اللہ
عماد الملک اور قطب الملک ہمدانی کو فریب دے کر دروازہ خزانہ بہمنیہ کا کھولا اور جمعیت فراوان بہم پہونچاکر
شاہ کے ہمراہ دار السلطنت سے برآمد ہوا اور منھ بولے بیٹے دستور دینار المسمی جہانگیر خان کو دستور الممالک
خطاب دیکر حسن آباد گلبرگہ کو کہ اسمعیل خان کے تصرف سے برآوردہ کیا تھا اُسے جاگیر دیا اور اُسنے تھوڑے
عرصہ مین دو تین ہزار دکنی اور حبشی فراہم لاکر آب ہیتورا کے اُس پار کے قلعون کے سوا ساغر سے نلدرگ تک اپنے ضبط
مین لایا اور اسی یورش مین شاہ اور امیر برید نے برہان نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی سے مدد طلب کی اور بیس ہزار
آدمی لیکر آب ہیتورہ سے عبور کرکے کوچ پر کوچ کرتے ہوے بیجاپور مین آئے اور اسمعیل عادلخان بھی اے قصبہ النگدپور
مین کہ شہر بیجا کے کنارے واقع ہی لشکر آراستہ کرکے جنگ مین مصروف ہوا اور امیر برید کو بحال ابتر میدان قتال سے
ہزیمت دی اور سلطان محمود شاہ کہ گھوڑے سے گر کر مجروح ہوا تھا مع شاہزادہ احمد معرکہ مین رہا اور اسمعیل عادلخان
وہ تعظیم و تکریم جو بادشاہون کے لائق ہو بجالایا اور چاہا کہ بادشاہ کو بیجاپور لیجاوے شاہ کمال انفعال سے انکار کرکے
قصبہ النگدپور مین فروکش ہوا اور میرزا لطف اللہ ولد شاہ محب اللہ اُسکے زخمون کی اصلاح مین مشغول ہوے اور دعا دارو
اور خدمات شائستہ مین کچھ کمی نہ کی اور شاہ بعد چند روز کے اسمعیل عادلخان کے ہمراہ حسن آباد گلبرگہ مین گیا جشن طوی
عظیم فرمایا اور بی بی ستی خواہر اسمعیل عادلخان کو کہ شاہزادہ کے عقد مین تھی اُسکی سپرد کیا اور چار پانچ

ہزار سوار مغل اسمٰعیل عادلخان سے کمک لیکر احمد آباد بیدر کی سمت توجہ فرمائی امیر برید شہر خالی کرکے قلعہ اوڈیسہ مین گیا اور شاہ نے بخاطر جمیع اپنے مرکز کیطرف قرار پکڑا اور امرائے اسمٰعیل عادل خان نے جب سنا کہ امیر برید برہان نظام الملک بحری سے ملیحی ہوکر مع لشکر عظیم شہر بیدر کیطرف متوجہ ہوا ہی صلاح توقف مین ندیکھی جلد ترمراجعت کی اور امیر برید نے بہ سبیل استعجال احمد آباد بیدر مین آنکر بستور سابق شاہ کو نگاہ رکھا اور اسمٰعیل عادلخان کی خویشی کے سبب اسکی ہوشیاری اور محافظت اور سخت گیری مین نہایت کوشش کرتا تھا یہان تک کہ شاہ بتنگ ہوکر احمد آباد بیدر سے بھاگا اور آپکو کاویل مین علاء الدین عماد الملک کے پاس پہونچاکر اعانت طلب کی اور علاء الدین عماد الملک نے اعزاز بہت کرکے اسکے ہمراہ امیر برید کے دفع کرنے کیواسطے روانہ ہوا اور تختگاہ کے حوالی مین پہونچا امیر برید قلعہ بند ہوا کمک کیواسطے آدمی برہان نظام الملک بحری کے پاس بھیجے اور اسنے فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان کو اسکی مدد کیواسطے روانہ کیا اور امیر برید اُس سے جا ملا اور باتفاق افواج آراستہ کرکے سلطان اور علاء الدین عماد الملک کی جنگ مین متوجہ ہوے اور عماد الملک بھی خیل وحشم کی ترتیب مین مشغول عازم مصاف ہوا لیکن صف آرائی کے وقت سلطان غسل مین مصروف تھا اور عماد الملک نے اپنے ایک معتمد کو شاہ کی طلب مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ آتش جنگ افروختہ ہوا چاہتی ہو آپ بھی تشریف لائیے ایلچی نے جب شاہ کو غسل مین مشغول پایا ازروے اعتراض بولا جو بادشاہ کہ بوقت جنگ غسل مین مصروف ہووے یقین کہ امرا کا دست نشان اور کا دست نگر ہوگا بیت ہرکہ باجبل وکاہلی پیوست ۔ پایش رزکار رفت وکار از دست ۔ جب یہ کلام شاہ کے گوش زد ہوا نہایت طیش آیا اور حالت غضب مین فی الفور گھوڑے پر سوار ہوا جب صف کے قریب پہونچا گھوڑے کو تازیانہ مارکر امیر برید کی صف مین ملحق ہوا اور عماد الملک جب اس قضیہ پر مطلع ہوا اپنی ولایت کیطرف بھاگ گیا اور امیر برید فائز المراد ہوکر باطمینان تمام شہر مین داخل ہوا اور بادشاہ کی محافظت اس طور سے کی کہ دوبارہ اسے مجال فرار نہ رہی اور آن حضرت دل مال و ملک سے اُٹھکر سلطان سنجر کیطرح کہ انرال کے ہاتھ مین گرفتار تھا امیر برید کے ہاتھ مین اسیر ہوے نہ مردون کے نہ زندون کے درمیان مین محسوب تھے کیواسطے کہ تمام کوتوال اور محافظ امیر برید کیطرف سے اسکی حفاظت کیواسطے مامور تھے قصبہ کلبرگہ کے سوا جو شہر سے دو فرسخ پر واقع ہی باقی امیر برید اپنے تصرف مین لیکر اکثر اوقات قندھار اور اوڈیسہ کی حکومت پر اشتغال کرتا تھا اور کبھی کبھی تختگاہ مین آن کر شاہ کو دیکھتا تھا اور اگر کبھی شاہ تنگی معاش سے شکایت کرتا تھا تو یہ جواب دیتا تھا کہ وزرا اطراف کے کہ اصلاح دکن مین ہمین امرا کہتے ہین چار طرف سے دار السلطنت کے پانچ چھ کوس اُدھر تک متصرف ہین اور قدرے علاقہ جو میرے تصرف مین ہی سو بھی اسکا خیل وحشم اور فیلان خاصہ کو کفایت نہین کرتا ہی اور اس سبب سے کہ سلطان محمود شاہ اور اسکا بیٹا شاہ قلی دونون بے رشد اور بسبب فطرت اور خفیف العقل اور عیش دوست اور فراغت طلب تھے اور شراب وکباب اور معشوق اور ساقی اور تختگاہ اور قصر مین قناعت کرتے تھے کوئی شخص انمین ایک لحظہ ہوشمند نہ دیکھا تھا اور ۹۲۳ نوسو تیئیس ہجری مین فرزند خاوندخان حبشی جو ماہور کا علاقہ رکھتا تھا جب چند مرتبہ قندھار اور اوڈیسہ کو تاخت وتاراج کیا امیر برید سلطان محمود شاہ کو ہمراہ لیکر ماہور کیطرف گیا اور خداوندخان حبشی کا بڑا بیٹا شرزہ خان جنگ مین مارا گیا امیر برید غالب آیا اور اسکے بعد علاء الدین عماد الملک لشکر فراہم لاکر ولایت

ماہور کی استخلاص کے لئے امیر برید سے عازم جنگ ہوا شاہ نے ماہور کو غالب خان بن خداوند خان حبشی پر مسلم رکھکر
توابع علاء الدین عماد الملک سے کرکے مراجعت کی اور ماہ ذی الحجہ الحرام کی چوتھی تاریخ ۹۲۴ھ نوسو چوبیس ہجری مین ۲-۱۲-۹۲۴
منشور شاہی سلطان محمود شاہ بہمنی کا منشی تقدیر کے ہاتھ مین پہنچیدہ ہوا یعنی جام کامرانی عمر بادۂ بقا سے لبریز ہوکر دست
اجل سے ٹوٹا واللہ الباقی ولیس کمثلہ شی مدت اُسکی بادشاہی کی ساتھ ایسے زلزلہ اور انقلاب کے سینتیس برس
اور بیس برس تھی اور یہ بیت اُسکے نتائج طبع سے ہی بیت در بحر غم قادم و امواج بعید + تا چند سمت دہا نرسم یا علی مدد

ذکر احمد شاہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

امیر برید جو مملکت قلیل تصرف مین رکھتا تھا اور عدد اُسکے نوکرون کے تین چار ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے حکام اطراف
کے خوف سے کہ مبادا طمع احمد آباد بیدر کرین ناچار ہوا اور سلطان احمد شاہ ولد سلطان محمود شاہ بہمنی کو تخت احمد آباد بیدر
پر متمکن کرکے خطبہ اُسکے نام پڑھایا اور احمد شاہ نے روش اپنے باپ کی اختیار کی نرگس اور لالہ کیطرح بے قدح
پیالہ بسر نہین لیجاتا تھا اور امیر برید نے تخت سلطنت کا اُسکے نام اطلاق کرکے ایک مکان بعمارات شاہانہ اور آب روان
اور درختان موزون و دلکش سے اُسکے رہنے کے واسطے مقرر کیا اور تاج مرصع بہمینہ اور تشبو اور بساط صراحی اور قدح
سلطان محمود شاہ کے کہ تمام مرصع تھے اُسکے پاس رکھکر معین کیا کہ ہر روز اسباب عیش و ابتہاج بقدر احتیاج
اُسکے پاس مہیا کرین اور ایک جماعت کو اُسپر تعینات کرکے حکم کیا کہ اور آدمیون کو اُسکے پاس جانے نہ دینا
اور سلطان سیر و گشت کیواسطے برآمد نہونے پاوے اور جو وظیفہ کہ امیر برید نے اُسکے واسطے معین کیا تھا کفایت
نکرتا تھا اور قطب الملک ہمدانی نے بھی جو کچھ کہ ہر سال سلطان محمود شاہ کیواسطے بھیجتا تھا تھا اُس سے کھینچا تھا
اسواسطے تاج بہمینہ کو کہ چار لاکھ ہون مبصر اُسکی قیمت لگاتے تھے پوشیدہ توڑ کر بتدریج و مرور مروارید
اور یاقوت والماس وغیرہ کلاوتون کی جماعت کو کہ اسکے پاس آمد و شد رکھتے تھے دیتا تھا کہ بیچکر عیش و عشرت
کے مصالحہ مین صرف کرین امیر برید نے اس احوال سے مطلع ہوکر بہت کلاوت بچون کو قتل کیا اور ہر چند سعی
کی کہ جواہر دستیاب کرے کچھ اثر اُسپر مرتب نہوا اور سبب اُسکے نہ ملنے کا یہ تھا کہ وہ جواہر جو شخص خریدتا تھا اُس
صحبت کے خوف سے بعجلت تمام بیجانگر کی طرف پہونچاتا تھا اور سلطان احمد شاہ نے مخفی آدمی اسمعیل عادل خان
کے پاس بھیجکر امیر برید کی سخت گیری کی شکایت کی اور اسمعیل عادل خان نے ایلچی مع تحف و ہدایا احمد آباد بیدر کی
طرف روانہ کرکے زبانی چند پیغام دیے لیکن منہوز ایلچی دار السلطنت مین نہ پہونچا تھا کہ سلطان احمد شاہ بعد دو برس
اور ایک مہینے کے یعنی ۹۲۶ھ نوسو چھبیس مین زہر یا اجل سے فوت ہوا

ذکر سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی کے جلوس کا

جب احمد شاہ بہمنی اس تیرہ خاکدان فانی سے وداع ہوکر سرائے جاودانی کیطرف متوجہ ہوا امیر برید نے بحسب
ظاہر لوازم عزا اور ماتم ادا کیے اور پندرہ روز کے قریب مہمات سلطنت کو ملتوی اور معطل رکھا اور بعد تفکر بسیار
اسی ملاحظہ سے کہ مذکور ہوا خود قدم تخت پر نہ رکھا علاء الدین شاہ کو اپنی صلاح دولت کیواسطے نام کو شاہ بنایا
منقول ہے کہ علاء الدین شاہ سلطان عاقل اور خردمند اور شجاع تھا اور آثار رشد اور اطوار ادراک اُسکے
اوضاع سے ظاہر اور باہر ہوتے تھے اور جانتا تھا کہ باپ اور دادا میرے خراب کردۂ شراب اور سلطنت باختہ

عیش و عشرت ہوے شرب شراب اور اکل کباب سے احتراز کرکے امیر برید اور تمام حکام کے دفع پر کہ جنھون نے ملک موروثی اُسکا تغلب سے لیا تھا ہمت مصروف رکھی اور بمقتضاے الاہم فالاہم دشمن خانگی کا دفع واجب جانکر بملائمت اور تملق بہت امیر برید سے یہ فرمایا کہ میرے باپ اور دادا ایک لحظہ کبھی ہوشیار نرہتے تھے اور عالم بیخبری مین سخن چینیون کی بات گوش کرکے تیری اور قاسم برید کی قدر نہین جانتے تھے اسواسطے ضرور ہوا تم ایسے دولتخواہ اُنکی حفظ دولت کے واسطے محافظت اور نگہبانی مین کوشش کرین اور مین ہرگز گرد شراب اور مستی کے نہ پھرونگا اور قدر تجھ ایسے نوکر کی پہچانتا ہون موکلون کے سپرد کرنا مفی نہین رکھتا ہے اگر قدم تیرا درمیان مین نہو یقین کہ حکام اطراف ہجوم لاکر تھوڑے عرصہ مین دارالملک پر بھی متصرف ہون اور اسکے قطع نظر اگر خاطر تمھاری میری طرفسے مطمئن نہین ہے مجھے مکہ معظمہ کیطرف روانہ کرکے بفراغ بال زندگانی بسر کر امیر برید نے باوجود روباہ بازی فریب کھاکر موکلون کو دور کیا اور شاہ نے چند روز نہایت اطاعت اور فروتنی کی روش اختیار کی اور وہ امر عمل مین نہ لایا کہ صاحب داعیگی اُس سے ظاہر ہووے آخر کو حسن تدبیر اور نہایت عقلمندی سے جیسا کہ کوی شخص اُسپر مطلع نہووے امیر برید اور اُسکے فرزندونکے قتل مین ایک جماعت کو متفق کرکے اُنھین چاندرات کو اپنے محل مین در لایا اور امیر برید کہ ہر غرہ کو اُسکے سلام آتا تھا علی الصباح بطریق عادت بغیر سلام و مبارکباد شاہ نو دربار مین آیا اور ایک پیرزال کہ اس معاملہ سے اصلا خبر نہ رکھتی تھی اذن دخول کیواسطے باہر آئی اور امیر برید کو اُس مقام مین کہ نشیمن گاہ سلطان علاء الدین تھا تکلیف دی اور وہ مع تین چار فرزندون اور قرابتیون کے عمارت کے قریب گیا اس اثنا مین چھینک نے ایک مردمان مخفی پر غلبہ کیا ہر چند اُسنے رُکنا نہ رکی اور اُسنے بزور عطسہ کیا اور آواز اسکی امیر برید کے گوش زد ہوئی سمجھا کہ یہ چھینک مرد اجنبی کی ہے فوراً پلٹ کر اپنے مکان مین آیا اور اُس پیرزال کو طلب کرکے استفسار کیا کہ یہ چھینک بادشاہ کی نہ تھی سچ بتا کون چھینکا تھا اور اندر کون ہے پیرزال نے جواب دیا مجھے اصلا خبر نہین ہے امیر برید نے ایک جماعت خواجہ سراؤن کی محلسرا مین بھیجکر حقیقت حال دریافت کی اور اُس جماعت کو اپنے روبرو پکڑ بلوایا اور ہر ایک کو عذاب غیر مکرر سے ہلاک کیا اور شاہ علاء الدین کو اُسکے بعد کہ دو برس اور تین مہینے شاہی کی تھی معزول اور محبوس کرکے عرصہ قلیل مین ہلاک کیا اور عارفان معاملہ شناس پر روشن اور ہویدا ہے کہ اس بادشاہ سے حسن تدبیر مین کوئی تقصیر واقع نہوئی آخر کو طالع کی زبونی نے کام اس انتہا کو پہونچایا کہ لنگر دولت اُسکی کشتی حیات کا بحر فنا مین غرق ہوا بیت یہان بگشتم و درواکہ ہیچ شہر و دیار نیافتم کہ فروشند بخت در بازار ✤ اور امیر برید نے من بعد اسم شاہی ولی اللہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بطلاق کرکے خطبہ سلطنت کا اُسکے نام پڑھا

ذکر شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

جب شاہ ولی اللہ بادشاہ ہوا تین برس امیر برید کا دست نگر ہوکر روٹی اور کپڑے پر قناعت کرتا رہا اور آخر کو اُسنے بھی اپنے استخلاص مین کوشش کی امیر برید نے اس حال سے واقف ہوکر اُسے بھی حرم سرا مین قید کیا اور اُسکی منکوحہ سے میل کرکے شاہ کے قالب عنصری کو خنجر ظلم سے شکستہ کیا اور اُسکے نہال قامت کو پیشتر اُس سے کہ جوبار اقبال پر سربلند ہو پاؤن سے درلایا اور اُسکی منکوحہ پر متصرف ہوا رباعی

گل صبحدمی بخود برآشفت و بریخت ٭ باباد صبا حکایتے گفت و بریخت ٭ بر عہدی دہر ہین کہ گل دردہ روز ٭ سرسبز و غنچہ کردو بشگفت و بریخت ٭ اور بعد اس واقعہ کے اسکا چھوٹا بھائی شاہ کلیم اللہ بہمنی جو یوسف عادل خان کا نواسہ تھا نام کو بادشاہ ہوا

ذکر شاہ کلیم اللہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس اور خاتمہ کار بہمنیہ کا

اور جب وہ تخت پر بیٹھا شاہی کے نام سوا اور کچھ اپنے نصیب مین نہ دیکھا گوشہ خانہ نشین ہوا اور محلسرا سے کبھی آمد نہوتا تھا یہان تک کہ ۹۳۲ھ نوسو بتیس ہجری مین بابر بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا دہلی کو اپنے قبضہ مین در لایا اور دبدبہ اُسکی بادشاہی کا عالمگیر ہوا اسمعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بحری اور سلطان قلی قطب شاہ نے عرائض اخلاص آمیز درگاہ مین ارسال کین اور شاہ کلیم اللہ نے بھی یہ اخبار سُنکر ایک اپنے مقرب کو تغیر لباس کرکے مع عریضہ بابر بادشاہ کے پاس بھیجا اور خلاصہ مضمون اُسکا یہ تھا کہ تقدیر کے موافق یا عدم تدبیر سے ملازمان قدیمی دکن کے اطراف و جوانب کو غصبًا لیکر کے اس دولتخواہ کو محبس [illegible] ہین اگر وہ حضرت سمند عزیمت اسطرف معطوف فرماوین اور بندۂ با اخلاص کو اس گرفتاری سے نجات بخشین مملکت برار اور دولت آباد بندگان درگاہ کی تسلیم کرونگا اور بابر بادشاہ نے جو ابھی استقلال تمام بہم نہ پہونچا لیا تھا اور شاہان مندو اور گجرات بھی فاصلہ پر تھے کچھ اثر اُسپر مترتب نہوا اور یہ خبر فاش ہوئی اور شاہ کلیم اللہ نے بمحافظت حیات اہم جان کر ۹۳۴ھ نوسو چونتیس ہجری مین بیجاپور کی طرف گیا جب اُسکے مامون اسمعیل عادل شاہ نے قصد اُسکی گرفتاری کا کیا وہ مع اٹھارہ سوار وہان سے بھی احمدنگر کی طرف بھاگا اور برہان نظام شاہ بحری لوازم استقبال بجالاکر باعزاز و اکرام تمام اُسے شہر مین لایا اور بسبب اس تقریب کے کہ اُسکو رد و کش کرکے احمد آباد بیدر کو مسخر کرے جبوقت شاہ کلیم اللہ اُسکے دربار مین رونق افزا ہوتا تھا ہاتھ باندھکر اُسکے روبرو قیام کرتا تھا جب چند دن اس وتیرہ پر گذرے شاہ طاہر علیہ الرحمہ اُسے مانع ہوے اور سرزنش اور ملامت کی باقتضاے [illegible] ان اور مضمون مصرع کے موافق مصرع ہر کسے پنجروزہ نوبت اوست ٭ قبل اسکے اگر کسی پنج کی صاحبی یا نفری درمیان مین تھی اب وہ برطرف ہو پس خطبہ اپنے نام پڑھنا اور بپاے ادب وارث ملک کو ایستادہ کرنا حزم اور ہوشیاری سے بہت بعید ہے احتمال کلی رکھتا ہے کہ اکثر امرا بادشاہ کلیم اللہ کے دولتخانہ سے متفق ہوکر وہ امر کہ تدارک اُسکا محال ہو ظہور مین لاوین برہان الملک یہ سُنکر متنبہ ہوا اور دوبارہ شاہ کلیم اللہ کو اپنے دربار مین طلب نہ کیا اور جو وہ اُسی سنوات مین زہر سے باقتضاے الٰہی سے احمدنگر مین فوت ہوا اُسکا نابوت احمد آباد بیدر کیطرف لیگئے قطعہ بہست و نیست مرنجان ضمیر دل خوشدار ٭ کہ نیستی ست سرانجام ہر کمال کہ ہست ٭ ازین رباط دو در چون ضرورت ست رحیل ٭ رواق طاق معیشت چہ سربلند و چہ پست ٭ اور شاہ کلیم اللہ بہمنی کے بعد کسی شخص کو خاندان بہمنیہ سے اسم شاہی نصیب نہوا انکی دولت نے خالق الانس و الجان کے حکم سے انقراض قبول کیا اور پانچ فرقون کے نشان سلطنت خلائق کی نظر مین جلوہ گر ہوے لقب اُنکے یہ ہین عادل شاہیہ نظام شاہیہ قطب شاہیہ عماد شاہیہ برید شاہیہ انشاء اللہ تعالے اس تاریخ کی جلد ثانی مین احوال انکا مفصل ناظرین پر تمکین کو معلوم اور مفہوم ہوگا فقط

خاتمۃ الطبع از جانب کاربردازان مطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ صحیفۂ یادگار زمانہ و نسخۂ نادر یگانہ یعنی ترجمۂ تاریخ فرشتہ اردو جلد اول حسین حالات شاہان دکن اور بعض مشائخ ہند کے بڑی شرح و بسط سے مذکور ہین جسکا ترجمہ از جانب کارخانۂ ہذا بصرف زر خطیر بنظر افادۂ عام زبان اردو عام فہم مین ہوا ہی بار سوم مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین بعلو ہمت جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بماہ جون سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۳ ہجری حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوا حق سبحانہ تعالے اس کتاب برکت انتساب کو مقبول خاص و عام کرے۔

اعلان

حق ترجمہ اس نادر الوجود تاریخ کا بحق نول کشور پریس محفوظ و محدود ہے۔

OSMANIA UNIVERSITY
LIBRARY
HYDERABAD-7

۲ ۰ ۷ ۹۵